قلب عشق

امن چوہدری

آہہہ !!اللہ وہ درد کی شدت سے تڑپ اٹھی۔کیوں میرے ساتھ ہی کیوں اللہ۔

میں کیسے اس شخص کو بانٹ دوں جو ابھی تک پوری طرح میرا ابھی نہیں ہوا۔

میں کیسے اتنا حوصلہ لاوں اللہ کیسے وہ انکے قدموں میں بیٹھی اتنی شدت سے روئی کہ اسکی ہچکیاں بند گئی۔

www.kitabnagri.com

اور جس شخص کے لئے رو رہی تھی اگر اس وجود کو علم ہو جاتا تو قیامت کھڑی کر دیتا اسکی اس حالت پر

لیکن وہ کہاں تھا۔

کیا وہ بھی اس فیصلے پر راضی پر یہ سوچتے اسکی سانس بند ہونے کے قریب تھی۔

کیا وہ اسے کھو دے گی۔۔؟

••••••••••○○○•••••••••••

ڈائننگ ٹیبل پر اس وقت شاہ فیملی کے سارے افراد جمع تھے۔ سربراہی کرسی پر بی جان بیٹھی اپنے بچوں کو ہستے مسکراتے دیکھ رہی تھیں۔

پنجاب کے پہاڑی علاقوں میں شاہ خاندان کے اکلوتے وارث شاہنواز شاہ تین گاوں کے سردار تھے۔

انکی شریک حیات انکے بیٹے کی پیدائش پر ہی وفات پاچکی تھی۔

والدین کے بہت اسرار پر انھونے اپنی کزن جو رشتے میں انکی سالی بھی لگتی تھی سے دوسری شادیکرلی۔ www.kitabnagri.com

ماجدہ ایک پڑھی لکھی نیک خاتون تھیں انہوں نے بہن کی آخری نشانی کو اپنے سینے سے لگالیا اپنا بیٹامان کر

انکی شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی انکے والدین خالق حقیقی سے جا ملے۔

انہیں بیٹی کی بہت خواہش تھی لیکن اللہ نے انہیں دوسری بیوی سے بھی تین بیٹے ہی دیے تھے۔

سب سے بڑا بیٹا جو انکی پہلی بیوی سے تھا قاسم شاہ اور انکی شریک حیات آہانا شاہ انکا ایک بیٹا صائم شاہ جو کہ آرمی میں تھا۔www.kitabnagri.com

اسکے بعد عالم شاہ اور انکی شریک حیات رضوانہ انکا بیٹا تھا وجدان شاہ۔

اسکے بعد حمدان شاہ انکی بیوی ملیحہ شاہ اللہ نے انہیں ایک معصوم سی پری سے نوازہ تھا۔(ماہم)چونکہ وہ خاندان میں پہلی لڑکی تھی اس لیے سب کی لاڈلی بھی تھی۔

اس سے پانچ سال چھوٹا مرتسم میر شاہ تھا۔

اسکے بعد سکندر شاہ اور انکی بیوی روحا شاہ انہیں اللہ نے کوئی اولاد نہیں دی تھی۔(سکندر اور حمدان جڑواں تھے)

لیکن سب بچوں کو وہ اپنے ہی بچے مانتے تھے۔روحا اور ملیحہ بہنیں تھیں۔

مرتسم روحا اور سکندر کے بہت قریب تھا۔وہ سکندر اور روحا کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہتا تھا۔

اسی دوران شاہنواز شاہ اچانک دل کا دورہ پڑنے کے سبب خالق حقیقی سے جا ملے۔انکی شرک حیات نے انکے جانے کے بعد صبر کیا اور اپنے بچوں کے سہارے جینے لگیں۔

زندگی خوشیوں سے بھری پڑی تھی۔

اللہ نے آہانہ کو ایک اور بیٹے (عادل) اور رضوانا کو ایک بیٹی (پلوشہ) سے نوازا تھا انکی پیدائش کا وقت قریبا ایک جیسا تھا۔www.kitabnagri.com

لیکن اسی دوران ایک حادثہ ان سب کی زندگیاں ہلا گیا۔اس حادثے میں ماجدہ بیگم نے اپنی چار عظیم ہستیوں کو کھو دیا۔حمدان،ملیحہ اور سکندر شازش کا شکار ہوتے اپنی جان گوا بیٹھے۔اور روحا کوما میں چلی گئی۔

ماہم تھوڑی بڑی تھی اس لیے آہستہ آہستہ سنبھل گئ لیکن مرتسم وہ محض چھ سال کا تھا وہ مہینوں ہوسٹل میں ایڈمٹ رہا۔ لیکن پھر سنبھل گیا ان سب میں وہ وجدان اور ماہم کے بہت قریب ہو گیا اور روحا سے گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کرتا۔ لیکن وہ بہت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کم عمر میں ہی زندگی نے اتنا بڑا روگ جو دے دیا تھا۔www.kitabnagri.com

❤❤❤❤❤

اپنے ہاتھ پر کسی کے لمس سے بی جان ماضی سے حال میں لوٹیں تھیں سر جھکا کر انہوں نے اپنی پر پوتی (ہانیا) کو دیکھا تھا جو اپنے بڑی بڑی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی بی جان اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔

صائم شاہ جو کہ کزنز میں سب سے بڑا تھا وہ آرمی میں تھا انہوں نے اپنی پسند سے شادی کی تھی انکی بیوی ماہین جو کہ خوبصورت اور پڑھی لکھی تھی جلد ہی سب سے گھل مل گئیں۔

انکی پانچ سالہ بیٹی ہانیا اور بیٹا عاشر وہ دونوں جڑواں تھے۔ وہ دونوں پورے گھر کی رونق تھے۔

❤❤❤❤❤

کانفرس روم میں اس وقت خاموشی چھائی تھی مقابل کی ماتھے کے بل دیکھ کر پاس کھڑا اسکا سیکٹری تھوک نگل کر رہ گیا۔ اسکے غصے سے کون نہیں واقف تھا اور وقت کی پابندی نا کرنے والے تو زہر لگتے تھے اسے۔

جیسے ہی کلائینٹ اندر داخل ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور انہیں دیکھتا ڈیل کینسل کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ کلائینٹ حقابقارہ گئے۔

وہ اس ڈیل میں اپنا پورا پیسا لگا گئے تھے۔

وہ جانتے تھے اس شخص کو اس نقصان سے ذرا برابر فرق نہیں پڑے گا۔لیکن وہ تو برباد ہو جائیں گے۔اس لیئے وہ اسکے پیچھے بھاگے تھے۔

مسٹر میر پلیز میری بات سنیں پلیز ڈیل کینسل مت کریں میں برباد ہو جاوں گا۔

وہ اسکے پیچھے بھاگتا اسکی منتیں کر رہا تھا۔

وہ روکا اور مڑا جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے مرتسم میر شاہ انکی قدر نہیں کرتا۔

ناو گیٹ آوٹ۔

www.kitabnagri.com

وہ جیسے ہی اپنے کیبن میں آیا۔اسکے سیکٹری نے اسے آج کی اپڈیٹ دینا شروع کی۔

❤❤❤❤❤

آفس میں خاموشی کا راج وہ کچھ فائلز پر سائن کر رہا تھا۔ایسے میں ہیل کی ٹک ٹک کی آواز آئ اور ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز ماحول میں ارتعاش پیدا کر گئ۔

آنے والی کو دیکھ کر مرتسم میر کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے تھے۔اسکا سیکٹری اشارہ پاتے ہے وہ وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔

وہ بیس سال کی ایک خوبصورت لڑکی تھی۔بلیک جینز پر وائٹ ٹی شرٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے۔گہرا میک اپ کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔لیکن مقابل کو اتنی ہی زہر۔

اس نے آئ برو آچکا کر آنے کی وجہ پوچھی۔

مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔ تم جانتے بھی وہ جس پر آنکھ بند کر کے بھروسا کرتے ہو وہ تمہارے پیچھے کب، کہاں کس کے ساتھ۔www.kitabnagri.com

آہہہ!! اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسکی گردن مقابل کے ہاتھوں میں تھی۔

آج تک تم بچتی آئی ہو صرف اور صرف اپیا کی وجہ سے۔ لیکن تم سدھرنے والی چیز نہیں جانتی بھی ہو کس کے بارے میں بکواس کر رہی ہو ہاں۔ وہ ڈھاڑا تھا۔

مقابل کی غصے سے سرخ آنکھیں اور ہاتھوں کی مضبوط گرفت دیکھ کر اسے اپنی جان جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔www.kitabnagri.com

می۔ می۔ میر چھ۔ چھو۔ مرتسم نے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا وہ زمین پر بیٹھی لمبے لمبے سانس لیتی رونے لگی۔

وہ اسکے پاس بیٹھا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوی۔

آئندہ اگر انکے خلاف میں ایک بھی لفظ بولا تو جان سے جاوگی۔

مائینڈاٹ۔۔ مرتسم میر اگلا موقع نہیں دیتا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی لڑکھڑاتی وہاں سے چلی گئ۔

غصے سے اسکی رگیں پھٹنے کے قریب تھیں۔ وہ لڑکی اتنا گر گئ کہ کسی کے کردار کو ہی نا بخشا۔

فون کی بیل نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

نام دیکھ کر اسکے لبوں پر جان لیوا مسکراہٹ آ گئ۔ فون سے آتی مقابل کی نرم آواز اسکا غصہ زائل کرتی روح میں سکون اتار گئ۔

❤❤❤❤

شاہ کہاں ہیں آپ ہمیں آج گاوں جانا ہے آپکو یاد ہے نا آپکو۔

فون سے آتی مقابل کی آواز اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئ۔

شاہ آپ۔۔ عین! گھمبیر آواز ہمیشہ کی طرح مقابل کی بولتی بند کر گئ۔

ج۔جی۔ مقابل کی لڑکھڑاتی آواز پر وہ ہمیشہ کی طرح بس گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔

ڈونٹ وری مجھے یاد ہے۔ ہم شام میں نکلیں گے اوکے۔

اوکے شاہ میں تب تک اپنا کام ختم کر لوں گی۔ خیال رکھئے گا۔ خدا حافظ۔

مقابل کی جلدبازی پر وہ بس مسکرا کر رہ گیا۔

❤❤❤❤

مرتسم لوگ کب تک نکلیں گے۔۔۔؟

میری بات ہوئ تھی شام تک کہہ رہے تھے جائیں گے۔ بی جان کے پوچھنے پر ماہم نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

اور تم۔

نہیں ماما آج گھر پہ ہی رہوں گی۔ماہم ایک ڈیزائیز تھی اس نے اپنی قابلیت سے اپنے کام کو کافی آگے تک پہنچا دیا تھا۔

یہ کسی میٹنگ ہال کا منظر تھا۔وہاں سات سے آٹھ لوگ جمع تھے جو شائد کسی کے انتظار میں تھے۔

تبھی وہ بھاگتی ہوی اندر داخل ہوی تھی۔سب نے مڑ کر اسے دیکھا۔بھاگنے کی وجہ سے دوپٹہ سر سے پھسل گیا تھا۔

چاکلیٹ براون بال ڈھیلی چوٹی میں بندھے کمر سے نیچے تک جارہے تھے۔دو آوارہ لٹیں چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھی۔گھنی پلکو کی جھالر میں چھپی بھوری آنکھیں تیکھی ناک میں چمکتی لونگ۔گلابی ہونٹوں کے نیچے چمکتا سیاہ تل کسی کو بھی بہکا سکتا تھا۔

وہ یقینن خوبصورتی کا شہکار تھی۔وہاں پر اس سے بھی خوبصورت لڑکیاں تھیں لیکن اپنے چہرے کی معصومیت اور گالوں میں جھلکتا گلابی بن وہ گلابی سی گڑیا ہی لگتی تھی۔اور اسکی بھوری آنکھیں کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑنے کا فن رکھتی تھیں۔

سوری لیٹ ہوگئی۔خوبصورت سی نرم آواز نے خاموشی کا سکوت توڑا تھا۔

نوٹ فیئر ڈاکٹر عینا جب ہماری بوس ہی لیٹ ہوگی تو ہم کیا کریں گے۔

کسی لڑکی نے شرارتی آواز میں کہا۔توسب ہی ہس پڑے۔

یہ قریباً دس لوگوں کا گروپ تھا جن میں 4 لڑکیاں اور چھ لڑکے تھے۔ یہ سب بظاہر ڈاکٹر تھے بے شک وہ ڈاکٹری کے پیشے سے واقف تھے لیکن اصل میں ان میں کوئی کرائم وکیل تھا تو کوئی پرائیویٹ انویسٹیگیٹر یہ لوگ ایک بہت بڑی گینگ کا پردہ فاش کرنے لیئے جمع تھے۔

اس لئے اپنی پہچان چھپانی پڑی تاکہ دشمن کے بیچ رہ کر اندر سے انکی جڑیں کھوکھلیں کریں۔ عینا جو کہ بظاہر ایک سائکیٹرس تھی اور باسط جو کہ ہارٹ سرجن جانے جاتے تھے یہ دونوں اس ٹیم کے ہیڈ تھے۔

ڈاکٹر عینا سننے میں آیا ہے وہ پاک واپس آرہا ہے۔ وہ نام سنتے ہی عینا کی آنکھوں میں جھلکا درد اور نفرت کسی کی بھی آنکھوں سے چھپ نہیں سکی۔ کیا کچھ نا یاد آیا تھا اس ایک نام سے کتنی بری یادیں جڑیں تھیں۔

آنے دو آئے گا تو سہی لیکن واپس جانے کے قابل نہیں رہے گا۔ کہتے ہیں نا جسکے گناہوں کا گڑھا بڑھ جائے اسکی پکڑ کا وقت قریب آجاتا ہے۔

اسکا بھی آچکا ہے۔ اسکے نفرت سے ڈوبی آواز میں ایک جوش ابھرا تھا۔ وہاں سب نے اثبات میں سر ہلایا ہے۔

یاسر تم خبر رکھو گے کب، کہاں کیسے وہ آتا ہے اسکے ساتھ کون ہے، آخر کون ہے وہ جو اسکی اتنی مدد کر رہا ہے۔ ڈاکٹر باسط یاسر کو آرڈر دیتے باقی کے پوائنٹ ڈسکس کرنے لگے۔۔

یہ لوگ ایک ایسی گینگ کے پیچھے تھے جو ڈرگز ہر قسم کی نشئی ادویات، لڑکیاں کو سمگل کرنا اور زیادتی کے کیس میں ملبوس تھے۔ ان لوگوں کو پکڑنا آسان نہیں تھا اس لیے یہ لوگ اس کینگ کے چھوٹے سربراہ کو راستے سے ہٹاتے ماسٹر مائینڈ تک پہنچنے کی کوشش میں تھے۔ ایک پختہ عزم کے ساتھ۔

یہ شاہ والا کا منظر تھا بنگلا جو پرانے اور نئے طرز عمل کا بنا تھا باہر سے دیکھنے پر وہ ایک محل کی مانند لگتا تھا جتنا باہر سے پرکشش تھا اس سے کہیں زیادہ اندر سے خوبصورت تھا۔

شاہنواز شاہ کا خاندان اپنے آبائی گاوں کو چھوڑ کر یہاں رہائش پذیر تھا لیکن انہوں نے اپنے بزرگوں کی امانت کو ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا تھا بی جان جو کہ زیادہ تر گاوں میں ہی رہتی تھی لیکن ہر دو ہفتے بعد دو دن شاہ والا کے نام کرتی تھیں۔

انکے ساتھ قاسم شاہ جنھیں سب ڈیڈ کہتے تھے اور انکی شریک حیات آہانہ شاہ جنہیں سب بڑی ماما کہتے تھے وہ بھی بی جان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ بی جان کو سب نے کافی فورس کیا لیکن وہ کسی صورت شہر جانے کو راضی نہیں تھیں۔

جبکہ وجدان اور مرتسم کا بزنس، ماہم کا بوتیک، پلوشہ اور عادل کی پڑھائی سب شہر میں تھا۔ اس لیے وہ لوگ اپنی زندگی کے اس تلخ حادثے کے بعد شہر شفٹ ہو چکے تھے۔

لیکن گاوں کا چکر بھی لگتا رہتا تھا۔ شاہنواز شاہ کے بعد انکے بڑے بیٹے قاسم شاہ گاوں کے سردار بنے تھے لیکن مرتسم کے سب سنبھالتے ہی وہ یہ زمہ داری اسے سونپ چکے تھے جس پر کسی کو اعتراض نا تھا

۔

بی جان نے اپنے بچوں کو ہمیشہ جوڑ کر رکھا اور انھیں ایک دوسرے سے پیار کرنا کرنا سب کی عزت کرنا ہی سکھایا تھا۔

روحا کا علاج بھی جاری تھا لیکن اسکی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا۔ مرتسم پورے گاوں کے لیئے دل عزیز تھا۔

اور آج وہ اپنے گاوں کے ساتھ ساتھ آس پاس کے چار گاؤں کا بھی سردار تھا۔ مرتسم زیادہ تو شہر ہی رہتا لیکن وہ گاؤں کی ذمہ داری پر بھی پوری توجہ دیتا تھا اور ہفتے میں دو دن لازمی آتا تھا۔

گاوں کے چھوٹے مسائل کیلیئے قاسم شاہ وہیں ہوتے باقی جو بھی مسائل ہوتے دو دنوں کے لئے وہ جب بھی گاوں آتا سب کے مسائل سنتا اور پورے طریقے سے حل نکالنے کی کوشش کرتا۔

❤❤❤❤❤

سورج ڈھل چکا تھا شاہ ولا میں سب لوگ اسکا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اسے اور مرتسم کو آج گاوں کے لیے نکلنا تھا۔ بھائی کہاں ہے وشہ (پلوشہ)

ماہی اپیا (ماہم) وہ آ گئے بھائی وشہ نے اسکا رخ موڑتے مرتسم کی جانب کیا تھا۔ ماہی نے یکدم ٹھہر کر اسے دیکھا۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد، سرخ و سفید رنگت، کشادہ پیشانی پر بکھرے سیاہ بال، سیاہ سرمئی آنکھیں جو سیاہ کانچ کی سی لگتی تھیں۔ ان میں ہمہ وقت ایک سرد پن جھلکتا تھا، مغرور کھڑی ناک، گھنی مونچھوں تلے عنابی لب جو سختی سے آپس میں پیوست تھے، سفید کرتا پہنے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔

وہ ساحر کی کسی بات پر سختی سے نفی کر رہا تھا۔ وہ شہزادوں سا حسن رکھنے والا وجاہت سے بھرپور بلاشبہ وجیہہ مرد تھا۔ ماہی نے بے ساختہ ہی ماشاءاللہ کہتے دل میں اسکی نظر اتاری تھی۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم! اسکی آواز سن کے سب نے شکر کا سانس لیا تھا۔

آنی آ گئی تبھی ہانی بھاگتی ہوی اسکی طرف گئی تھی۔۔ سٹاپ، سٹاپ آنی ابھی ہوسپٹل سے آئیں نا تو پہلے آنی شاور لیں گیں پھر آپکو پیار کریں گی۔

اوکے آنی۔

اتنی دیر لگا دی آپنے بیٹا۔

ماما آج تھوڑا زیادہ رش تھا ہوسپٹل میں اس لیے دیر ہو گئ۔ میں بس دس منٹ میں فریش ہو کے آئی۔۔

❤❤❤❤

وہ شاور لے کے آئی تو مرتسم کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوئی پھر مسکرا کر بولی شاہ آپ یہاں۔

وہ چلتا اسکے روبرو آیا اور بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔ آپ روئ ہیں آج پھر۔

وہ اسکے درست اندازے پر حیران ہوئ۔ پھر سنبھل کر بولی نہیں تو شاہ اپ سے کس نے کہاں اور میں بھلا کیوں رووں گی۔

کس کو دھوکا دینا چاہ رہی ہیں آپ۔

خود کو۔۔وہ انکے جواب میں بولی اور مرتسم بس اسے دیکھتا رہ گیا

بہت کوشش کے بعد بھی وہ اپنی آنکھوں میں آئ نمی چھپا نہیں سکی۔

شاہ وہ پاکستان لوٹ رہا ہے۔اور اسکے ساتھ وہ سب یادیں بھی بات کرتے ہوئے اسکی آواز بھرا گئ۔

عینا۔۔۔! مینے آپکو اتنا مضبوط اسی دن کے لیئے تو بنایا۔اتنے انتظار کے بعد تو یہ دن آیا ہے۔تو پھر یہ نمی کیسی۔

نہیں شاہ میں کمزور نہیں ہوں گی آپ دیکھئے گا میں اس سے اپنے ہر ایک آنسو ہر ایک رشتے کا بدلہ لوں گی۔

انشاءاللہ ایسا ہی ہو گا۔ اب جلدی سے آجائیں باہر سب آپ کا ویٹ کر رہے ہیں پھر ہمیں نکلنا بھی ہے۔ آپ چلیں میں بس آرہی ہوں۔

❤❤❤❤❤

کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے سب اسکی خاموشی کو نوٹ کر رہے تھے۔ لیکن کوئ بھی کچھ کہہ نہیں پا رہا تھا۔

بابا جان اسے دیکھ کر سوچ رہے تھے کہ اتنا وقت گزرنے کے بعد بھی وہ اس حادثے سے ابھی تک پوری طرح ابھر نہیں پائی۔

وہ انکے دوست کی اکلوتی بیٹی تھی لیکن ان سب کو وہ بہت عزیز تھی۔انہیں ابھی بھی یاد تھا جب وہ حسن صاحب سے ملنے جاتے تھے عینا کو انہوں نے ہمیشہ ہستے، کھیلتے، شرارتیں کرتے ہی دیکھا تھا۔وہ بہت ہس مکھ سی زندگی کی تلخیوں سے انجان بس اپنی ہی مستی میں مگن رہتی تھی۔ حسن صاحب نے اسے ہمشیہ زمانے کی سرد و گرم ہوا سے بچا کر رکھا تھا۔وہ خاندان بھر کی لاڈلی تھی۔

لیکن اب تو اسکے چہرے کی رونق، آنکھوں کی چمک مانند پڑ گئ تھی۔اسکی شرارتیں، مسکراہٹیں کہیں کھو گئیں تھیں۔اسکی ہسی اب پہلے جیسی تو نہیں رہی تھی۔

وہ ان سب کی خاطر ہستی مسکراتی تو تھی شرارتیں بھی کرتی تھی۔ لیکن وہ چنچل سی عینا تو اب کہیں گم ہی ہو گئ تھی۔

کبھی کبھار تو وہ بلکل گم سم خاموش سی ہو جاتی تھی۔کاش اسکی زندگی میں وہ ایک حادثہ نا ہوا ہوتا۔ زندگی کے اس ایک حادثے نے انکی بچی کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

بی جان آپکو نئ لگتا اب گھر میں کوئ فنکشن ہونا چاہئے کب سے گھر میں کوئ رونق نہیں لگی۔

وش بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے کیوں عینا۔وہ اسے چپ دیکھ کر بولنے کی خاطر بلاوجہ ہی بات کرنے لگے۔

وہ بھی بات سمجھ گئ تھی اس لیے مسکرا کر بولی ہاں کیوں نہیں۔

ارے بچو کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

بی جان یہ سب چاہتے ہیں کہ اپیا اور وجی بھائ کی اینی ورسری پارٹی رکھی جائے

(عینا کے آنے کے چار ماہ بعد انکی شادی ہوئ تھی انکی شادی کو ڈیڑھ سال ہونے والا تھا۔۔ہانم انکی بیٹی جو ابھی تین ماہ کہ تھی عینا اور مرتسم کی جان تھی ہانم میں(

اینی ورسری کیسے ہو سکتی ہے ابھی کچھ ماہ پہلے ہی تو انکی پہلی اینی ورسری تھی۔

میں بتاتی ہو کیسے۔بی جان کی بات سنتی وشہ جلدی سے بولی تھی۔بی جان انکی شادی کو ایک سال چھ ماہ ہونے والے ہیں۔ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں۔چھ ماہ مطلب آدھا سال تو ہوئ نا ہالف سیکنڈ اینی ورسری۔

جو مرضی کرو مجھے تو تم لوگوں کی سمجھ ہی نہیں آتی میری طرف سے اجازت ہے لیکن ان سب چکروں میں مجھے مت گھسیٹو۔بی جان نے ایسے انداز میں کہا کہ سب کی ہسی چھوٹ گئ۔

تو بس ڈن ہو گیا۔ جیسے ہی عینا اور بھائ گاوں سے واپس آئیں گے ہم پارٹی کریں گۓ۔تب تک ہم تیاری کرتے ہیں۔

بابا اب ہمیں نکلنا چاہیۓ۔ مرتسم نے شام کے سائے گہرے ہوتے دیکھتے کہا تھا۔بی جان دعا کیجیۓ گا چلتے ہیں۔بی جان کا ماتھا چومتے وہ دونوں وہاں سے نکلے تھے۔

❤❤❤❤❤

انہیں وہاں پہنچتے دو گھنٹے لگ گئے تھے۔ سردیوں کی آمد آمد تھی اور یہ پہاڑی علاقے تو ویسے بھی زیادہ تر ٹھنڈے ہی رہتے ہیں اور سردیوں میں تو کچھ زیادہ ہی گہرے اور ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔وہ لوگ حویلی پہنچے تو رحمت خالہ ابھی تک انکے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔رحمت خالہ انکے پرانے ملازمین میں سے تھیں بڑھتی عمر کے ساتھ وہ ان سب کے لیئے عزیز ہو گئیں تھیں۔وہ اب بس ملازمین پر نظر رکھ کر اپنی نگرانی میں کام کرواتی تھیں۔

آپ ابھی تک کیوں جاگ رہی ہیں خالہ وہ ان سے لگی فکر مندی سے پوچھنے لگی۔ بس آپ لوگوں کا انتظار تھا۔ آپ منہ ہاتھ دھولیں میں کھانا لگواتیں ہوں اور چھوٹے سائیں کہاں رہ گئے۔۔

نہیں خالہ کھانا تو ہم کھا کر نکلے تھے اب بس سونا ہے۔ اور شاہ باہر سے ہی ڈیرے پر چلے گئے آپ بھی جائیں آرام کریں اب۔

❤❤❤❤❤

وہ عشاء پڑھ چکی تھی لیکن مرتسم کا ابھی تک کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ تھک کر وہ ساحر کو فون کرنے لگی۔ (ساحر مرتسم کا سایہ تھا مرتسم جہاں ہوتا ساحر وہاں لازمی ہوتا لیکن جب عینا کو ضرورت ہوتی وہ عینا کے باڈی گارڈ کے طور پر پایا جاتا)

ساحر کہاں ہو تم اور شاہ تمہارے ساتھ ہیں؟ انکا فون کیوں بند آرہا ہے میں کب سے ٹرائے کر رہی ہوں سب ٹھیک ہے نا؟

ساحر کے فون اٹھاتے ہی وہ ایک ہی سانس میں سوال کرنے لگی۔

سلام بی بی۔۔ سائیں میرے ساتھ ہی ہیں آپ فکر مت کریں سب ٹھیک ہے۔ ہم لوگ ہوسپٹل میں ہیں کچھ ایمر جنسی ہو گئی تھی۔

واپس کب تک آوگے آپ لوگ۔ موسم بھی کافی خراب ہو چکا ہے۔

بی بی جیسے ہی کام ختم ہو گا ہم لوگ یہاں سے نکلے گے۔ ٹھیک ہے ساحر خیال رکھنا۔ ساحر سے بات کر کے اسکی فکر تھوڑی کم ہوئی تو وہ مرتسم کے بارے میں سوچنے لگی۔

مرتسم نے اپنی زمداری کو اتنے اچھے سے سنبھالا تھا تبھی تو ناصرف انکے گاوں والے بلکہ آس پاس کے تین گاوں جو مرتسم کے حوالے تھے وہ بھی اپنے سردار سے مطمئین تھے۔ میر نے گاوں میں ہر طرح کی سہولیات میسر کرر کھی تھی۔ اور اب تو دو بڑے ہوسپٹل بھی بنوا دیے تھے۔ وہاں ہر قسم کی سہولت میسر تھی۔

ناصرف ہوسپٹل بلکہ اب تو کالج کی سہولت بھی تھی۔ اسے سوچتے ہوئے نا جانے کتنا وقت گزر گیا۔ ہوش تو تب آیا جب پانی کے قطرے خود پر گرتے محسوس ہوئے۔ سر اٹھا کر دیکھا تو بارش شروع ہو چکی تھی اسے دھیان ہی نہیں رہا وہ چھت پر کھڑی ہے۔

وہ جب سے آیا تھا ہوسپٹل میں ہی تھا۔ دوسرے گاوں کے کچھ لوگوں نے زمینوں کو لیکر انکے لوگوں پر حملہ کیا تھا جن سے ان کا کافی نقصان ہوا تھا۔ غصے کی شدت سے اسکا سر پھٹنے کے قریب تھا۔ اسکا دل

کر رہا تھا ان لوگوں کی جان لے لے جسنے اسکے لوگوں کا یہ حال کیا تھا۔ لیکن وہ چپ تھا تو سہی وقت کے انتظار میں تھا۔

ابھی اسکا کام ختم ہوا ہی تھا کہ بارش شروع ہو گئ۔ بارش اور اس موسم سے سب سے پہلا خیال عینا کا ہی آیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عینا بارش کی دیوانی ہے۔ لیکن یہ بارش سردی کی آمد تھی۔ اور یہاں موسم تو ویسے بھی ٹھنڈا تھا۔ اس لیے اسے فکر تھی وہ بارش میں بھیگ کر بیمار نا پڑ جائے۔ لیکن جتنی وہ بارش کی دیوانی بھی بادل کی گرج اور چمک سے اتنا ہی ڈرتی بھی تھی۔ پھر بھی اسے سو فیصد یقین تھا وہ سب کچھ بھولائے بارش میں کھوئ ہو گی۔

حویلی پہنچ کر گاڑی کے ساتھ اسکی سوچوں کو بھی بریک لگی تھی۔ حویلی میں اس وقت خاموشی کا راج تھا ملازمین اپنے کواٹرز میں تھے۔ باہر لان میں تو وہ جا نہیں سکتیں۔ کچھ سوچ کر اسنے اپنے قدم چھت کی جانب بڑھائے تھے۔ اور اسکے توقع کے عین مطابق وہ چھت پہ ہی تھی۔

اردگرد کا ہوش بھلائے وہ بازو کھولے بارش کے ایک ایک قطرے کو خود پر گرتے محسوس کر رہی تھی۔ ہوش تو تب آیا جب خود کو کسی کی گہری نظروں کے حصار میں محسوس کیا۔ جھٹکے سے سیدھی ہوتی اپنے بھیگے سراپے کو دیکھتی خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گئ۔

وہ آہستہ سے چلتا اسکے سامنے آیا بارش کی تیز بوچھاڑ اسے پل میں بھیگا گئ تھی۔

آپکو منع کیا تھا نا بارش میں مت بھیگئے گا بیمار پڑ جائیں گی۔ سنتی کیوں نہیں ہیں آپ۔ اسکے سرخ چہرے اور ٹھنڈ سے کپکپاتے وجود کو دیکھتا نرمی سے کہتا۔ اپنی کالی شال اسکے گرد ڈالتا اسکا ہاتھ تھام کر اندر لے آیا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

جائیں چینج کریں ورنہ بیمار پڑ جائیں گیں۔وہ اسے کمرے میں چھوڑ تا خود بھی چینج کرنے چلا گیا۔وہ فریش ہو کر آئ تو اسے کچن میں دیکھتی اسی طرف آگئ۔وہ اسکے لئے کافی بنا رہا تھا۔

آہستہ سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئ مر تسم اسکے سامنے کپ رکھتا اسکے برابر بیٹھتا اسکا سرخ چہرہ تاسف سے دیکھتا نفی میں سر ہلا گیا۔

آپکو ٹیمپریچر ہو رہا ہے۔مجھے پتا تھا اسی لیئے منع کر رہا تھا۔یہ سردیوں کی بارش ٹھیک نہیں ہوتی۔

شاہ بارش تو بارش ہوتی ہے سردیوں کی ہو یا گرمیوں کی۔وہ اسکی طرف دیکھتی کندھے اچکا گئ۔

♥♥♥♥♥

ماتھے پہ بل ڈالے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ اسکی موجودگی کا نوٹس لیے بغیر اسکے ہریف سے ہس ہس کے باتیں کرتی اسے آگ لگا گئ تھی۔ سختی سے جبڑا بھینچے وہ سامنے والے کی غلیظ نظریں اسکے وجود پر دیکھتا جھٹکے سے اٹھا تھا۔

کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اسی کلائی تھامتا اپنے ساتھ لیتا منظر سے غائب ہوتا چلا گیا۔اسنے اس قدر سختی سے اسکی کلائی پکڑی تھی کہ اسے لگ رہا تھا اسکا بازو ٹوٹ گیا ہے۔وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی اسکے ساتھ گھسیٹتی چلی جارہی تھی۔۔

روم میں لاتے اسے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا وہ اندھے منہ بیڈ پر گری تھی۔

بازو سے پکڑ کر اسے جھٹکے سے سیدھا کر تا پل میں اسکا منہ دبوچ چکا تھا۔

جب میں منا کر کے گیا تھا تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی کمرے سے باہر قدم رکھنے کی۔میں بکواس کر کے گیا تھا نا تو کیوں آئی باہر۔

وہ اسے کچھ کہنے کی کوشش کرتی اسکے تیور دیکھ کر سہم گئی تھی جو سرخ آنکھوں سے اس پر جھکا پوچھ رہا تھا۔

چھ۔۔چھوڑیں اسکے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی رونے لگی تھی۔اسنے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔

م۔مجھے۔گھ۔گھٹن ہو رہی تھی اس۔اس لیے گ۔گئی تھی باہر۔آ۔آپ مجھے یہاں ب۔بند نہیں ک۔کرسکتے۔وہ اسکے ڈر سے کانپ رہی تھی۔پھر بھی ہمت کرتی بولنے لگی۔

بہت گھٹن ہوتی ہے نا یہاں قید لگتا ہے نا یہ کمرہ تو آج ساری رات تم اسی کمرے میں اکیلی بند رہو گی۔تبھی سبق سیکھو گی۔اسکی بات سنتے لڑکی کا چہرہ فق ہوا تھا۔ن۔

نہیں آپ ایسا نہیں۔ لیکن وہ اسکی بات سننے سے پہلے ہی دروازہ لوک کرتا چلا گیا۔

غ۔غازی میری بات سنے۔ د۔ دروازہ کھولیں۔ کوئی ہے۔ پلیز ب۔ باہر ن۔ نکالو مجھے۔

اسکا اسکے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اسکی ضد بڑھتی جارہی تھی اس لیے سبق سکھانا ضروری تھا۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ لڑکی اسکے نکاح میں تھی وہ اسکی ہر الٹی سیدھی ہرکت برداشت کر رہا تھا۔ لیکن آج اسکا ضبط اس لڑکے کی غلیظ نظریں دیکھ کر ختم ہوتا چلا گیا۔

وہ کچھ دیر تک چلاتی رہی لیکن تھک ہار کر چپ ہو گئ۔ ابھی بمشکل ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ لائٹ چلی گئ اسکے ساتھ ہی اسے نسوانی چیخ سنائ دی تھی۔ شٹ۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا وہ اندھیرے سے کتنا ڈرتی ہے اسے اندھیرے سے ایک قسم کا فوبیا تھا۔وہ جلدی سے اس کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ دروازہ کھولتا وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اسے نسوانی سسکیاں سنائ دیں۔

روز، روز وہ اسے پکارتا آگے بڑھا تھا موبائل کی لائٹ سے پورے کمرے میں دیکھا۔ اسے بیڈ کے ساتھ نیچے بیٹھی ہو نظر آئ تھی۔ وہ بھاگنے کے انداز میں اس تک پہنچا تھا۔

روز ریلیکس لائٹ گئ ہے بس ابھی آجائے گی۔ وہ اسے تھامنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا اس سے پہلے وہ چیختی پیچھے کو کسکی تھی لیکن بیڈ کی سائیڈ ہونے کی وجہ سے اسکا سر زور سے لگا تھا۔

روز۔۔وہ چیخا تھا۔ لیکن وہ اس سے ڈرتی اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر جیسے بیڈ میں گھس جانا چاہتی ہو۔

م۔ مما۔۔ب۔ بچائیں۔ب۔ بابا۔ غاز۔ غازی ان۔ اندھیرہ۔ وہ۔ وہاں، وہ وحشت زدہ سی ہوتی چیخنے لگی۔۔

شش، وہ اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

ہش روز میں ہوں غازی۔ وہ اسے سختی دے خود میں بھینچ گیا۔ روز ریلیکس۔ کوئی نہیں ہے یہاں۔ وہ اسکا سر سہلاتا اسکے سر پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔ اپنی حرکت سے خود بھی انجان تھا۔

نا جانے کتنی ہی دیر گزر گئی۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔ لائٹ آچکی تھی۔ لیکن اسکے ڈر اور سسکیوں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اسکا پوراوجود کانپ رہا تھا۔ وہ اسکی شرٹ کو سختی سے تھامتی اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

کافی دیر بعد جب اسکی سسکیاں رکیں تو اسنے اسے پکارا۔

روز۔۔۔اسکا چہرہ اپنے سامنے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سختی سے اسے تھامتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ وہ اسے چھوڑنے پر راضی نہیں تھی جیسے کوئی اسے چرا لے جائے گا۔

غازی نے اسے اسے ایسے ہی اپنی باہوں میں اٹھایا اور بیڈ پر بٹھایا۔ اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نفی میں سر ہلاتی کسی طور پر راضی نہیں تھی۔

بچپن کا ٹراما تھا یا کیا لیکن وہ کچھ زیادہ ہی ڈر گئی تھی۔

روز ریلیکس۔ اسے زبردستی اپنے سامنے کرتا سائیڈ ٹیبل سے پانی اٹھاتا گلاس اسکے منہ سے لگا گیا۔ اسنے دو ہی گھونٹ لے کر گلاس پیچھے کر دیا۔

وہ اسے سینے سے چپکی کوئی سہمی ہوئی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔ اسکی حالت پر خود کو کوستا اسے سختی سے خود میں چھپا گیا۔

حالت کچھ سنبھلی تو اسے کچھ ہوش آیا کہ اسی ستم گر کی وجہ سے تو اس حال میں تھی ہچکیاں پھر سے بلند ہونے لگیں۔

آ۔ آپ م۔ مجھے یہاں چھ۔ چھوڑ کر گئے۔ ل۔ لائٹ بھی ب۔ بند کروائ۔ ا۔ ایسے کوئ۔ س۔ سزا د۔ دیتا۔ میری ج۔ جان نکل ج۔ جاتی۔

(آپ مجھے یہاں چھوڑ کر گئے۔ لائٹ بھی بند کروا دی۔ ایسے کوئ سزا دیتا۔ میری جان نکل جاتی۔) ہچکیاں لیتے اس سے اسی کی شکایت کی تھی۔

وہ سمجھ رہی تھی شاید لائٹ بھی اسنے ہی جان بوجھ کر بند کروائ تھی۔ وہ جواب میں کچھ نہیں بولا اسکے بال سہلاتا آہستہ آہستہ اسے تھپکنے لگا یوں جیسے بچے کو بہلاتے ہوں اور وہ بہل بھی گئ تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے سینے سے لگی گہری نیند میں جا چکی تھی۔ اسکے سونے کا یقین کرتا آہستہ سے اسکا سر تکیے پر رکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھ کر جاتا۔

ہلکی سے آنکھیں واکیے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتی سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔وہ گہری سانس لیتا۔اسکے پاس ہی نیم دراز ہوا تھا۔

ریلیکس۔میں یہی ہوں۔اسے بالوں میں انگلیاں چلاتا۔اسے پرسکون کرنے لگا۔تھوڑی ہی دیر میں وہ پرسکون سی نیند کی وادیوں میں چلی تھی۔اسکی بھاری سانسوں کی آواز پر اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

بھیگی ہوئی پلکیں۔رونے کی وجہ سے سرخ ہوتی ناک ۔اس سے ہوتی اسکی نظر اسے گال پر گئ تھی۔وہاں پر ہلکی انگلیوں کے نشان تھے۔اسے خود پر غصہ آیا تھا کہ کتنی زور سے پکڑا تھا کہ نشان پڑ گئے تھے۔اسنے دائیں گال کو آہستہ سے اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلایا تھا۔پھر وہی عمل دوسری گال پر بھی کیا۔وہ ہلکاساکسمسائی تھی شائد نیند میں بھی تکلیف کااحساس ہوا تھا۔

اسکی نیند کاخیال کرتے وہ وہاں سے اٹھ گیا۔کھڑکی کے پاس جاتے سگریٹ سلگھائی تھی۔

❤❤❤❤

وہ قانون کے لئے ایک سفاک مجرم تھا۔جبکہ مجرموں کے لیئے چلتی پھرتی موت تھا۔کوئی بھی کبھی سمجھ نہیں پایا کہ وہ ہے کیا۔محافظ یا مجرم۔

وہ اس دنیا کے لیئے ایک چھپی ہوئی شخصیت تھا جو مجرموں کی دنیا میں رہ کر انہی کا صفایا کر رہا تھا۔لوگ اسے "شہنشاہ غازی" کے نام سے جانتے تھے۔لیکن دیکھا آج تک کچھ لوگوں نے ہی تھا۔

وہ ایک ذہین، قابل۔ڈبل مائینڈڈ اور پکا کھلاڑی تھا۔یہاں تک کہ آرمی والے بھی کئی بار اسکی مدد لے چکے تھے۔اسکے دشمنوں نے بارہا اسکی فیملی کے بارے میں پتا کرنا چاہا۔لیکن اسکے نا آگے کوئی تھا نا پیچھے۔

لیکن ایک شخصیت میجر سفیان عالم وہ انکی بات نہیں ٹالتا تھا۔انہیں کی بدولت یہ نازک وجود بھی اسکی زندگی میں آیا تھا۔

وہ صنف نازک سے کوسوں دور ہی رہتا تھا۔اسکی گہری سیاہ آنکھیں ہی اگلے بندے کی بولتی بند کروا دیتی تھی۔اور لڑکیوں کو وہ ویسے ہی اپنے آس پاس بھٹکنے نہیں دیتا تھا۔

لیکن یہ لڑکی پچھلے ایک ہفتے سے اسے پاس اسکے فلیٹ میں تھی۔میجر عالم نے کہا تھا کہ وہ انکے دوست کی بیٹی ہے۔انکا دوست اب اس دنیا میں نہیں رہا۔اور وہ اس لڑکی کو کسی محفوظ ہاتھوں دینا چاہتے تھے۔

اور وہ محافظ انہیں غازی کی صورت لگا تھا۔وہ تو یہ بات سنتے ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔لیکن انہوں نے اسکی بہت منتیں کی تھیں اور یہ بھی کہا تھا کہ اسکی جان کو خطرہ ہے۔وہ صرف نکاح کر کے اپنے ساتھ رکھ لے۔اپنے فلیٹ میں کیونکہ اس جگہ سے محفوظ جگہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔

لیکن وہ مشرقی لڑکی تھی۔بغیر کسی رشتے کے کیسے رہتی۔جب خطرہ ٹل جائے گا تو وہ اسے کہیں اور بھیج دیں گے۔وہ بظاہر تو اسکے وجود سے لاتعلق پھر رہا تھا۔

لیکن وہ اسکی حرکتیں دیکھ رہا تھا جو کبھی اسکے بندوں کو گھر کی صفائی پہ لگا دیتی۔ کبھی کھانا بنانے، تو کبھی انہیں لیکچر دینے بیٹھ جاتی۔

آج اسکی مافیا کلب والوں کے ساتھ میٹنگ تھی جسکی وہ پچھلے ایک مہینے سے تیاری کر رہا تھا۔وہ دونوں الگ الگ روم میں رہ رہے تھے۔غازی اسکے روم میں آکر اسے باہر آنے سے سختی سے منا کر کے گیا تھا۔لیکن اسکے باوجود وہ باہر نکل آئ۔

اسے روم میں بند کرنے کے بعد اسنے اس بندے کی اچھی خاصی دھلائ کی تھی جسکا اثر اسکی ڈیل پہ ہوا تھا۔لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔سوچتے سوچتے اچانک گھڑی کی جانب دیکھا تو رات کے دو بجا رہی تھی۔وہ ایک نظر اسے دیکھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

وہ روم میں اکیلی نہیں سوتی تھی۔اسنے اسکے لئے ایک میڈ رکھ کے دی تھی جو رات میں بھی اسکے روم میں سوتی تھی۔لیکن وہ آج ایمر جنسی کی وجہ سے اپنے گھر چلی گئ تھی۔

اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا اوندھے منہ بیڈ پر گرتا آنکھیں موند گیا۔

❤❤❤❤❤

۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ فارغ ہوئ تھی۔جب صبح اٹھی تو ناشتہ۔کرنے کے بعد مرتسم تو کسی کام سے چلا گیا تھا۔

لیکن اسکے پاس گاوں کی کچھ لڑکیاں اور حویلی کی ملازمہ آگئیں تھیں۔ان سب کی عمر اس سے یا تو چھوٹی تھی یا کچھ اسکے برابر زیادہ تر لڑکیاں حویلی میں ہی رہتی تھیں انکے والدین حویلی کے ملازموں میں سے تھے۔لیکن یہ لڑکیاں پڑتی تھیں۔انکا سارا خرچہ حویلی والے ہی اٹھاتے تھے۔

کہنے کو تو وہ خادماوں کی بیٹیاں تھیں لیکن عینا کی بہت اچھی دوستی تھیں۔وہ جب بھی یہاں آتی انکے ساتھ کافی انجوائے کرتی تھی۔

اچھا میری ماں معاف کر دے آئیندہ تجھ سے اجازت لے کر آؤں گی وہ فون پر آیت کو منانے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ وہ اسے بتائے بغیر ہی حویلی آگئ تھی۔

جبکہ وہ اسے بارہا بول چکی تھی کہ اس بار وہ اور ارسل بھی ان دونوں کے ساتھ آئیں گے۔

لیکن وہ جلدی میں اسے بتانا بھول گئ تھی۔آیت اسکی بہت اچھی دوست تھی۔آیت کے آغا خان بی جان کے دور کے رشتے دار تھے اس لیے وہ شاہ ولا کہ ہر فرد کے لیے عزیز تھی۔

اور ارسل جو کہ میر کا بچپن کا دوست کم بھائی زیادہ تھا اسکے ڈیڈ اور میر کے بابا فیملی فرینڈز سے اور اب تک یہ دوستی میر اور ارسل کی دوستی سے اور گہری ہو گی تھی۔

ارسل ایک طرح سے شاہ ولا کے افراد میں ہی شامل ہوتا تھا اس لیے آیت اس حوالے سے بھی سب سے قریب ہو گئ تھی۔

ارسل ناصرف عینا کے لئے بھائی بلکہ بہترین دوست یا پھر کرائم پاٹنر کہے تو بھی درست ہے۔اسی کی بدولت عینا اور آیت کی دوستی ہوئی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے میں ارسل سے کہتی ہوں وہ تجھے لے آئے گا آج ہی۔

سچی۔۔آیت خوشی سے چہکی تھی۔

مچی۔

ٹھیک ہے اگر ارسل مجھے لے آئے تو پھر ناراضگی ختم۔

ہم یعنی کے راضی ہونے کے لئے سودا کرنا پڑے گا۔ٹھیک ہے بھی منظور ہے۔

وہ پہلے ہی ارسل سے بات کر چکی تھی اور ارسل نے وعدہ کیا تھا کہ شام سے پہلے وہ اور آیت وہاں ہونگے اس لیے مطمئین تھی۔

آو کے ڈن ہو گیا۔۔ہستے ہوئے ابھی اسنے کال بند کی تھی۔

کہ۔کنیز جو رحمت خالہ کی بڑی بیٹی اور عینا کی اچھی دوست بھی تھی بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

بی بی۔بی بی غ۔غضب ہو گیا بی بی۔

کنیز کیا ہوا ایسے کیوں بھاگی آرہی ہو۔بی بی وہ اسکی سانس بری طرح سے پھولی ہوئی تھی۔

پانی لاو عینا چیخی تھی۔

اب بتاؤ کیا ہوا ہے۔

بی بی وہ شاویز سائیں وہ ایک لڑکی کو خون بہا میں دے رہے ہیں۔

شاویز دوسرے گاوں کے سرپنچ کا بیٹا تھا مرتسم نے دوسرے دو گاوں جو اسکی سرپرستی میں تھے کے لئے سرپنچ تعین کیے تھے۔ تا کہ اسکی غیر موجودگی میں مسلے سلجھا سکیں۔یا پھر فیصلہ لینے میں اسکی مدد کر سکیں۔

تم لوگ چلو میرے ساتھ میں دیکھتی ہوں کیسے کرتا ہے وہ یہ سب۔

لیکن بی بی وہ لوگ آپکو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

کچھ نہیں ہو گا چلو تم لوگ۔وہ لوگ جب دوسرے گاوں پہنچے تھے۔تو سیدھا شاویز حویلی آئے تھے کہ سب لوگ وہیں پر فیصلے کے انتظار میں تھے۔

اسکے پہنچتے ہی ایک شور سا اٹھ گیا تھا کہ بڑی حویلی سے بی بی آئیں ہیں۔ ہلکے نیلے رنگ کا ٹخنوں تک آتا فروک پہنے سر پر اچھے سے ڈوپٹہ لیے کندھوں کے گرد چادر پھیلائی ہوئی تھی۔

اسکے آتے ہی لڑکی کی ماں بھاگتی ہی اسکے قدموں میں بیٹھی تھی۔

بی بی خدارا میری بچی کو بچا لیں بی بی آپ بچا سکتی ہیں بی بی میری بچی معصوم ہے۔

وہ تو بوکھلا ہی گئی تھی۔کیا کر رہی ہیں آپ۔اٹھیں میرے ساتھ آئیں آپکی بیٹی کو کچھ نہیں ہو گا۔بے فکر رہیں۔

شاویز شاہ بھی اسکی آمد سے باخبر ہو چکا تھا۔ تبھی فیصلے کے سب لوگ جمع ہو چکے تھے۔ آس پاس گاوں کے سردار اور بزرگ جمع تھے۔ پردے کے دوسری طرف عورتیں براجمان تھیں۔

تبھی وہاں شاویز کی آواز گونجی تھی۔

لڑکے نے جھگڑے کے دوران مخالف کا قتل کیا ہے اور اب فرار ہے۔ اس لیے اسکے بدلے میں اس لڑکے کی بہن اور صدیق کی بیٹی کو ونی کیا جاتا ہے۔

کسی کو اس فیصلے پر کوئی اعتراض۔ سب لوگ خاموش تھے۔ تبھی وہاں نسوانی آواز گونجی تھی۔

" مجھے ہے اعتراض "

❤❤❤❤❤

اس واقع کو تین دن گزر گئے تھے۔ اس دن وہ صبح اٹھی تو معمول کے مطابق میڈ اپنا کام کر رہی تھی۔ اور غازی صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی جا چکا ہوتا۔

وہ اس سے ناراض تھی لیکن غازی کو ذرہ برابر بھی کوئی اسکی پرواہ ہو تو۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اسکے اٹھنے سے پہلے ہی چلا جاتا اور رات وہ انتظار کرتے کرتے تھک کر سو جاتی۔

آج اسنے پکا ارادہ کر لیا تھا کچھ بھی ہو جائے وہ ہر حال میں بات کر کے رہے گی۔

❤❤❤❤

وہ گھر آیا تھا وہ سامنے ہی صوفے پر سوئی ہوئی تھی۔ آگے آتے ٹی وہ بند کیا تھا۔اور اسے دیکھا جو آڑی ترچھی لیٹی ہوئی تھی۔بال اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔

اسے دیکھتے ساری تھکان اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ایک گھٹنا ٹکا کر اسکے پاس نیچے بیٹھا تھا۔ اسکے ایک ایک نقش کو گہری نظروں سے دیکھتا ہاتھ سے اسکے منہ پر آتے بال پیچھے کیے تھے۔گہری نظروں کی تپش سے وہ ہلکا سا کسمسائی تھی۔

اسکی نیند کے خیال سے وہ پیچھے ہوا تھا۔اور جھکتے اسے بانہوں میں اٹھایا تھا۔ روئی جیسا نازک وجود محسوس کرتے اسکا دل شدتوں سے ڈھڑکا تھا۔۔روم میں آتے اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔

اسکے پاس بیٹھتے ایک ایک نقش حفظ کیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن جان بوجھ کر انجان بنا بیٹھا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر ایک بار وہ اس میں الجھ گیا تو باقی ہر چیز سے بیگانا ہو جائے گا۔اس لیے اس سے اور خود سے دور بھاگتا تھا۔جو اسکی رگ و جاں میں بس چکی تھی۔

اسکی معصومیت کے آگے وہ دل ہار بیٹھا تھا۔گہرا سانس بھرتے جھک کر اسکا ماتھا چومتے پیچھے ہوا تھا۔آس پاس نظریں دوڑائی میڈ کہیں نظر نہیں آئی۔

شائد غصے میں اسے بھی بھیج دیا تھا۔۔اسکی بابت سوچتا وہ اسکے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"مجھے ہے اعتراض "نسوانی آواز پر سب نے تھم کر اس طرف دیکھا تھا۔

لیکن درمیان میں پردہ ہونے کی وجہ سے مردان خانے میں بیٹھے لوگ اس طرف سے آنے والی آواز کو ہی سن سکے۔

شاویز شاہ شائد آپ بھول رہے ہیں۔مرتسم سائیں کی غیر موجودگی میں جرگے کا فیصلہ لینے کا حق مرتسم سائیں کی بیوی کو جاتا ہے تو آپ ہوتے کون ہیں یہ فیصلہ لینے والے۔۔۔اسکی گرجدار آواز پر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

وہاں پر موجود سبھی لوگ یہ بات جانتے تھے کہ عینا مرتسم میر کی منکوحہ ہے اور جو لوگ نہیں جانتے تھے انکے لیئے یہ بات کسی دھماکے سے کم نہیں تھے۔اور انہی میں سے ایک شاویز شاہ بھی تھا۔

اسنے سن رکھا تھا کہ مرتسم کا نکاح ہو چکا ہے لیکن اسکی منکوحہ شہر میں ہی رہتی تھی۔ لیکن اب اسے یہ فیصلہ اپنے ہاتھ سے جاتا ہوا نظر آرہا تھا۔

شاویز کوئی برا انسان نا تھا لیکن وہ مرتسم کو مات دینے کے چکر میں غلط فیصلہ لینے کے درپر تھا۔

آپ سب لوگ چپ کیوں ہیں بولے کیا مینے کچھ غلط بولا ہے۔

نہیں بی بی آپ حق پر ہیں۔مردان خانے سے مصطفی شاہ جو کہ دوسرے گاوں کے سردار تھے اسکے جواب میں بولے تھے۔

تو پھر آپ لوگ کس سے پوچھ کر اس بچی کو ونی کر رہے تھے۔ شرم نہیں آتی آپ لوگوں کو مرد کہتے ہیں خود کو۔

کیا یہ ہوتا ہے ایک مرد جو گناہ خود کرتا ہے اور اسکا بدلہ ایک عورت سے لیا جاتا ہے۔

لعنت ہو آپ مردوں کی مردانگی پر۔ اسکی تیش بھری آواز پر ہر طرف سکتہ چھا گیا تھا۔

لیکن اسکی آخری بات پر شاویز شاہ کی بس ہوئی تھی۔

بس بی بی آپ زیادہ بول رہی ہیں۔

کیوں شاویز سائیں بس کیوں کیا مینے کچھ غلط بولا ہے۔ کیا یہ ہے آپکی مردانگی کہ قتل لڑکے نے کیا ہے بجائے قتل کے بدلے قتل کے آپ اسکا بدلہ ایک بارہ سال کی بچی سے لے رہے ہیں کیا یہ ہے انصاف۔۔

یہی ہے ہمارا اسلام۔ کیا اسلام نے یہ حق نہیں دیا کہ خون کے بدلے خون، سر کے بدلے سر، اور ڈھڑ کے بدلے ڈھڑ ہاں۔۔ وہ ڈھاڑی تھی۔۔ سبکی گردنیں شرم سے جھک گئیں تھیں۔۔

شہاب کے بیٹے رمیز نے عون شاہ کے بھتیجے کا خون کیا ہے جسکے بدلے میں انھیں اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ شہاب کے بیٹے کو قتل کر سکتے ہیں۔

اسکی بات پر رمیز کے باپ نے تڑپ کر التجا کی تھی بی بی وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے میری نسل ختم ہو جائے گی۔

یہ بات آپکے بیٹے کو قتل کرنے سے پہلے سوچنی چاہیئے تھے اور کیسے باپ ہیں شرم سے ڈوب مریں جو اپنی بیٹی کو بیٹے پر قربان کرنے چلا تھا۔۔

فیصلہ ہو چکا ہے قتل کے بدلے قتل۔اس بات کو جھگڑے کو اور جرگے کو یہی ختم کیا جاتا ہے باقی کے معملات شاہ سائیں خود دیکھ لیں گے۔۔

کسی کوئی اعتراض۔۔
ہم آپکے فیصلے پر آپکے ساتھ ہیں بی بی۔۔اسکی بات پر دوسرے سرداروں نے بھی ہامی بھری تھی۔
فیصلہ سنتے مردان خانا خالی ہو چکا تھا۔۔۔
عینا اس بچی کے سامنے جھکی وہ بارہ سال کی خوبصورت لڑکی تھی۔

"اپنی بیٹیوں کے لئے لڑنا سیکھیں انھیں مردوں کی لڑائیوں کی بھینٹ مت چڑنے دیں۔"

صبح اسکی آنکھ کھلی تو خود اپنے بیڈ پر دیکھ کر حیران ہوئی کہ وہ تو باہر صوفے پر غازی کا انتظار کر رہی تھی تو یہاں کیسے پہنچی غازی کا خیال آتے وہ سمجھ گئ کہ وہی اسے لایا ہو گا۔

جلدی سے فریش ہو کر باہر آئ۔

یہ کراچی کے ایک رہائشی علاقے میں واقع ایک چھوٹا مگر خوبصورت سا فلیٹ تھا۔ ایک چھوٹا ساٹی۔ وی لاونج اور اسکے دائیں طرف کچن تھا۔ تھوڑا آگے جاو تو دو کمرے آمنے سامنے بنے ہوئے تھے۔ اور ایک گیسٹ روم تھا اسکے ساتھ ہی ایک بیک ڈور تھا۔

میڈ سارے کام کر کے جا چکی تھی۔ کچھ سوچ کر وہ غازی کے کمرے کی طرف گئ اندر جھانکا تو وہ اندھے منہ بیڈ پر سویا ہوا تھا۔

ہیں یہ آج گئے نہیں چلو اچھا ہی ہوا آج تو بات کر کے ہی رہوں گی۔ وہ اسے ابھی تک گھر میں دیکھ کر حیران ہوئ پھر اپنا ہی فائدہ سوچ کر مسکا دی۔

آج اسکا ٹوسٹ کھانے کا کوئ ارادہ نہیں تھا اس لیے۔ پراٹھے بنانے لگی۔ ابھی وہ ناشتہ بنا کر فارغ ہی ہوئ تھی وہ جلدی بازی میں اندر آیا تھا۔

براون کلر کی شرٹ پہنے گیلے بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔وہ شائد ابھی شاور لے کر آیا تھا۔گلابی ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے آنکھوں میں سرخی تھی شائد نیند پوری نہیں ہوئی۔وہ بلاشبہ بہت خوبصورت اور مردانہ وجاہت کا شہکار تھاوہ اسے دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

وہ جلد بازی میں آتا اسے کچن میں دیکھ کر یکدم رکا تھا۔اسے تفصیل سے اپنا جائزہ لیتے دیکھ ہولے سے کھنکھارا تو

وہ ہوش میں آتی گڑبڑائی وہ میں ٹیبل کو دیکھ رہی تھی۔غازی کے بھنوئیں اچکانے پر جلدی سے بہانا بنایا۔

اسکے گڑبڑانے پر ہونٹوں کے کنارے ہلکے سے اطراف میں پھیلے تھے۔وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر مبہوت ہی اسے دیکھتی خود بھی مسکا دی۔
اسکی مسکراہٹ بہت بھلی تھی۔وہ میرا پراٹھا کھانے کا دل کر رہا تھا اس لیے۔اسکے سوالیہ انداز پر وضاحت دی تھی۔وہ سر ہلاتا ناشتے کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ ابھی آخری نوالے پر ہی تھا کہ اسکا فون بج اٹھا۔

ہاں نیناں میں پہنچ رہا ہوں تم فائل ریڈی رکھوں۔فون پر کسی کو بولتے۔جلدی سے ناشتہ ختم کرتے کافی کا کپ اٹھایا تھا۔

لڑکی کا نام سنتے روز کے کان کھڑے ہوئے تھے۔کیا ان کے ساتھ لڑکیاں بھی کام کرتی ہیں۔یہ ایسے تیار ہو کر جاتے ہیں کیا لڑکیاں بھی ایسے ہی دیکھتی ہو نگی۔اپنی بے ختیاری سوچتے بڑبڑائی۔

اور یہ نینا،ٹینا کون ہے اور غازی کا انتظار کیوں کر رہی ہے۔سوچتے ماتھے پر بل پڑے تھے۔اور غصے سے اسکی طرف دیکھا تھا لیکن اسے پہلے ہی خود کو دیکھتے گڑبڑائی تھی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

غازی نے فون بند کرتے بغور اسکے تاثرات دیکھے تھے۔اسے ماتھے کے بل دیکھتے اسکی سوچ پڑھتے گہرا مسکرایا تھا۔

ہیں یہ مسکراتے بھی ہیں اسکو اپنی طرف مسکراتا دیکھتے سوچا تھا۔
میڈ کو کیوں بھیج دیا۔بھاری آواز پر اسکا منہ کی طرف جاتا ہاتھ تھما تھا۔
ویسے ہی اکیلے رہنے کی عادت ڈال لینی چاہیئے آپکے پاس کو ویسے ہی وقت نہیں۔اس کو جواب دیتے آخری۔بات خود سے بڑبڑائی تھی۔

"اللہ سے سالار جیسا شوہر مانگا تھا اور اللہ نے دیا کیا ربوٹک مشین۔غازی نے حیرت سے اسکی اسکی طرف دیکھا تھا۔وہ اتنا اونچا بڑبڑا رہی تھی کہ وہ آسانی سے اسے سن سکتا تھا۔

اس سے بعد میں نبٹنے کا سوچتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسکی آج امپورٹنٹ میٹنگ تھی اس دن بھی روز کی اس حرکت کی وجہ سے میٹنگ ادھوری ہی رہ گئی تھی لیکن آج اسے ہر حال میں یہ ڈیل پکی کرنی تھی۔

ک۔ کہاں اسے کھڑا ہوتے دیکھ جلدی سے اٹھی تھی۔ غازی نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا تھا۔ وہ مجھے بات کرنی تھی۔

ہم کرو۔ مجھے باہر جانا ہے۔ مطلب کراچی گھومنا ہے۔

اسکے باہر جانے کا سنتے ماتھے پر بل گہرے ہوئے تھے۔ لیکن گھومنے کا سنتے سکون کی سانس بھری تھی۔ وہ ابھی کچھ بولتا موبائل کی بجتی بیل نے اسے متوجہ کیا تھا۔

اس ٹوپک پر آکے بات کریں گے۔ لیکن فلحال گھر سے باہر جانے کا سوچئے گا بھی مت۔ فون کو دیکھتا اسے وارن کرتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔ کچھ یاد آنے پر وہ رکا تھا۔

واپس اسکے مقابل آتے رکا وہ اسکے اچانک سے یوں واپس پر ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔ ابھی کچھ کہتی وہ جھکا تھا۔۔

"ڈونٹ وری باقی لڑکیاں مجھے ایسے نہیں گھورتی۔بھاری آواز میں سرگوشی کی تھی۔اسکی بات پر اسکا منہ صدمے سے کھلا تھا مطلب وہ اسکی بڑبڑاہٹ ہی سن چکا تھا۔

وہ پھر جھکا تھا اسکی پیشانی چومتے۔خدا حافظ کہتا چلا گیا۔وہ حیران ہوئی تھی۔

اسکے لمس پر دل نے ایک بیٹ مس کی۔دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ ہوش میں آتی باہر کی طرف لپکی تھی۔

❤❤❤❤

وہ اسکے پیچھے بھاگی لیکن افسوس وہ جا چکا تھا غصے سے زمین پر پاوں پٹکے تھے۔

کتنے تیز ہیں میری بات سنیں بغیر ہی چلے گئے۔

ہاں وہ نینا، ٹینا جو انتظار میں تھی۔میری کیوں سنیں گے۔مجھے تو یہاں بند کر کے رکھ دیا جیسے کوئی چیز ہوں۔غصے اور بے بسی سے آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔تبھی کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔۔۔۔

❤❤❤❤

ہوپ سو وہ لوگ اس ڈیل کے لئے راضی ہو جائیں تو پھر ہمارا کام آسان ہو جائے گا۔وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے منہ پر رکھے سامنے والے کی بات سنتا ہنکار بھر گیا۔

ہنہ۔موبائل کی بیپ پر اسکی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔پراسرار سی چمک۔۔مچھلی جال میں پھنس چکی ہے۔

غازی کا نشانہ اس بار بلیک ڈیول تھا۔جو ظلم کی دنیا کا بے تاج بادشاہ مانا جاتا تھا۔لوگ تو جیسے اسکے ہاتھ کی کٹ پتلی ہوں۔ لیکن غازی نے اسکے بہت ہی خاص۔ آدمی تک رسائی حاصل کی تھی تا کہ وہ انکا اعتماد جیت کر بلیک ڈیول تک پہنچ سکے۔

تمہاری بربادی کی پہلی سیڑھی پر پاوں رکھ چکا ہوں بلیک ڈیول اب تیار رہنا۔وہ اپنی سوچوں میں اس سے مخاطب تھا۔

غازی مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی وہ بلیک ڈیول جیسے آج تک کوئی نہیں پکڑ سکتا تو کیوں اسکے پیچھے پڑا ہے۔ جیسے اسنے تیرا بہت کچھ چرالیا ہو۔

احمر جو کہ آرمی میں تھا وہ غازی کا دوست بھی تھا۔وہ دونوں مل کر اس مشن پر ڈیول کو پکڑ کرنے والے تھے۔کوئی بھی آج تک اس سے سوال نا کر پاتا تھا لیکن احمر اسکے غصے کو کسی خاطر میں نالاتا تھا۔

اور آج بھی تجسس سے پوچھ ہی بیٹھا۔بتا نا غازی ایسی بھی کیا دشمنی کہ جو کام۔ ہم پیچھے کئی سالوں سے نا کر سکیں تو نے کچھ مہینوں میں کر دیا۔ اسکی بات پر غازی کی آنکھیں سرد ہوئی تھیں۔وہ بولا تو اسکی آواز اسے سے زیادہ سرد اور وحشت سے بھرپور تھی۔۔۔

بہت ہی خاص دشمنی ہے۔کچھ پرانے حساب رہتے ہیں اس سے۔

اوہ اسکی بات پر احمر کے ہونٹ گول ہوئے تھے۔۔

ویسے مینے سنا ہے تیری شادی ہو گئی اور بھابھی تجھ سے ذرا بھی نہیں ڈرتی۔احمر کی شرارت سے بھرپور آواز گونجی تھی۔

اسکی بات پر غازی کی آنکھوں میں پھر سے چمک ابھری تھی لیکن یہ چمک پہلی والی چمک سے الگ تھی۔کچھ الگ سی۔اسکی بابت سوچتے ہونٹ ہلکے سے پھیلے تھے۔

اہم اہم اسے خیالوں میں گم ہوتا دیکھ احمر کو صدمہ لگا تھا۔

آنکھوں کی چمک بتا رہی ہے معاملہ ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔اسنے آبرو آچکا کر احمر کی طرف دیکھا تھا۔وہ جب ایسے دیکھتا تھا تو مطلب اگلے بندے کی خیر نہیں۔

ئی ئی میرا مطبل۔مطلب میں چلتا ہوں تو سڑیہں آخری جملہ منہ میں بولا تھا۔دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رکھا تھا۔

ویسے لگتا ہے بھابھی کا جادو چل چکا ہے۔۔

ذرا سا منہ پیچھے کی طرف کر کے کہا تھا۔اور پھر اسکی سپیڈ دیکھنے لائق تھی۔اسکی بات پر غازی دل کھول کر ہنسا تھا۔

شائد پہلی بار۔جو کہ وہ خود نہیں جانتا تھا۔آنکھیں بند کر کے اسے سوچتا سگریٹ کے گہرے کش لینے لگا۔

❤❤❤❤❤

صبح سے شام ہو گئ اور شام سے رات غازی ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔وہ جلے پیر کی بلی بنے اسے روم میں گھوم رہی تھی۔ میڈ کو بھی غصے میں صبح ہی بھیج دیا تھا اور اب بھوک سے جان نکل رہی تھی۔
لیکن غصے میں کھانا جو نہیں کھانا وہ ایسے ہی کرتی تھی غصے میں سب سے پہلے کھانا چھوڑتی تھی اور اوپر سے رات کی یہ خاموشی اسکی جان نکالنے کے درپہ تھی۔

فون بھی نہیں کر سکتی تھی اسکا فون تو پہلے ہی دن غازی نے لے لیا تھا اور لینڈ لائن سے کرتی بھی تو اسے نمبر یاد نہیں تھا۔ آنکھوں میں پھر سے نمی بھرنے لگی۔اسے پتا ہی نا چلا کب وہ خوف سے بے آواز روتی ہچکیوں سے رونے لگی۔

وہ تھکا ہارا اب گھر لوٹا تھا۔وہ پریشان تھا کہ کہیں وہ ڈر ہی نا جائے لیکن دوسرے طرف اطمنان تھا کہ میڈ بھی تو ہے۔اسے آج آنے میں کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئ تھی۔
گھڑی رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔گھر میں ہر طرف خاموشی تھی۔
شائد سو گئ۔بھوک تو لگی تھی لیکن پہلے فریش ہونا تھا۔وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اسے چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔

ڈوپٹے سے بے نیاز ارد گرد کا ہوش بھلائے وہ مومی گڑیا بڑے استحاق سے اسکے بیڈ پر براجمان تھی۔ وہ آہستہ سے قدم اٹھاتا قریب آیا تھا۔ مدھم سانسوں کے ساتھ ہلکی ہلکی ہچکیوں کی بھی آواز تھی۔

شدت سے رونے کی وجہ سے وجود ہلکا سا کانپ رہا تھا۔ آنکھوں کے پپوٹے سوجھے ہوئے تھے وہ شاید کافی دیر سے رو رہی تھی اور روتے ہوئے ہی سو گئی۔

اسکی حالت پر غازی کے ماتھے پر بلوں کا جال سا آیا تھا۔ غصے سے مٹھیاں میچی تھیں۔ خود کو کوسا تھا لاپرواہی کی بھی حد ہوتی ہے۔ میڈ کا خیال آیا تو صبح والی بات یاد آئی تھی

۔ ساتھ ہی اس پر غصہ بھی آیا تھا کہ جب اکیلی نہیں رہ سکتی تو کیوں بھیجا میڈ کو۔ لیکن پھر یہ خیال آتے ہی لب بھینچ لیے کہ وہ اسکی ذمہ داری تھی میڈ کی نہیں۔

گہرا سانس لیتے اس پر جھکا تھا۔ پسینے سے بال گردن اور منہ پر۔ چپک گئے تھے۔ ہلکے سے گردن سے بال ہٹائے تھے۔ اسکی پسینے سے تر گردن دیکھتے غازی کے حلق میں کانٹے سے چبھے تھے۔ لیکن وہ سر جھٹک گیا۔

ابھی وہ منہ سے بال ہٹھاتا وہ ڈر کہ اٹھ گی۔

مم۔ مما آنکھیں میچے بنا دیکھے ہی وہ بیڈ سے اٹھ کر بھاگی تھی کہ فراک میں پاوں الجھتے وہ اوندھے منہ گری تھی۔ غازی اسکو ایسے ڈر کر دیکھتا ابھی کچھ سمجھتا وہ اٹھ کر بھاگی تھی۔ وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔

روز۔ جانی پہچانی آواز سن کر اسنے آنکھیں کھولیں تھی۔ سامنے ہی اسے دیکھ کر غازی کہتی اس سے لپٹ گئ۔

غ۔ غازی وہ وہاں۔ ک۔ کوئی۔ ہچکیوں سے روتی وہ بات ادھوری چھوڑ گئ۔

شش کوئی نہیں۔ روز صرف میں تھا وہاں اور کسی کی اتنی ہمت نہیں کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں چھو سکے۔ شدت سے اسے اپنی آغوش میں بھرتا اسکے سر پر لب رکھ گیا۔

اپنی باہوں میں اٹھا کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔ پانی کا گلاس اٹھاتے اسے پلاتے ریلیکس کیا تھا۔ وہ بہت جلد ہی چپ کر گئ۔ سسکیاں بھی مدھم پڑ گئیں شائد رو رو کر تھک گئ تھی۔
غازی نے اسکے پاوں کی طرف دیکھا۔ پاوں کے انگوٹھے پر۔ بری طرح سے رگڑ لگی تھی۔ ناخن بھی ہلکے سے اکھڑ گیا تھا۔ وہ اٹھا اور فرسٹ ایڈ باکس لاتا پاوں کے قریب بیٹھا تھا۔ روئی سے خون صاف کرتے وہاں بینڈیج کی تھی۔

وہ سسکی تھی۔ ہاتھ دھوتا اسکے پاس آیا تھا۔

بینڈیج کر دیا ہے اب درد ختم ہو جائے گا۔ ہمم۔

وہ ہولے سے سر ہلا گئ۔

اب بتاؤ روکیوں رہی تھی۔ اسکے سوال پر اسے نئے سرے سے رونا آیا لیکن ضبط کر گئ۔ وہ کچھ نا بولی بس سر جھکا گئ۔

گہری سانس بر ھتا انگلی اسکی تھوڑی کے نیچے رکھتا چہرہ اوپر کیا تھا اسکا۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں نا اور میڈ کہاں ہے۔ اس بار لہجہ کچھ سخت تھا۔

خشک ہونٹوں کو تر کرتی پلکوں کی جھالر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ ہیزل گرین آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی تھیں وہ گھبرا کر پلکیں جھکا گئ۔

وہ مینے انھیں ب۔ بیھج دیا تھا صبح ۔ آ۔ آپ کو تو کوئ فکر نہیں ۔ ڈ۔ ڈر لگ رہا تھا۔ ا۔ اس لیے رونا۔ آ گیا۔ اٹکتے لفظوں میں جواب دیا تھا۔ لیکن وہ سن کہاں رہا تھا وہ تو لرزتی پلکوں میں ہی الجھ گیا تھا۔ آنکھیں جو رونے کے باعث گلابی ہو رہی تھیں اسے پاگل کر رہی تھیں۔ جھک کر نرمی سے اسکی آنکھیں چومتا کھینچ کر اسے خود میں چھپا گیا۔ جیسے تلافی کی ہو۔

سوری۔۔۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا اسکے سر پر ہونٹ رکھتا وہ اس سے تلافی کر رہا تھا۔ حیرت کی بات تھی۔

سٹون مین اسے نرمی سے خود میں چھپائے سوری بول رہا تھا۔ آہستہ سے اسے خود سے الگ کیا تھا۔

وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ رخ موڑ گئ۔ اسکے چہرے پر اپنی قربت کے رنگ دیکھتے وہ مبہوت رہ گیا۔

وہ کھ۔ کھانا۔ اسکی نظریں خود پر محسوس کرتی گھبراہٹ میں جو منہ میں آیا بول گئ۔

بھوک لگی ہے اسکا رخ اپنی طرف کرتے بھاری لہجے میں بولا تھا۔

ہاں وہ سر ہلا گئ۔

کھانا نہیں کھایا۔ کھایا تھا۔ کب ؟ صبح معصومیت سے اسے بولتی حیران کر گئ۔

صبح کے بعد سے کچھ نہیں کھایا۔ اسکے نفی میں سر ہلانے پر اسے گھورا تھا۔ اب بھوک لگی۔ اسکے گھورنے پر جلدی سے بولی تھی۔

ٹھیک ہے میں لاتا ہوں یہیں بیٹھنا آرام سے۔ اسکا ماتھا چومتے وہ اٹھ کر کچن کی طرف آیا تھا۔ کھانا بنا ہوا تھا بس گرم کرتے روم میں لایا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی کھا رہی تھی۔ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔

اچانک سے سر اٹھا کر اسکی طرف نوالہ بڑھایا تھا۔وہ حیران ہوا پھر جھکتے اسکے ہاتھ سے نوالہ لیا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے نوالے لیتی اسے بھی کھلانے لگی۔

❤❤❤

وہ برتن کچھ میں رکھ کر آیا تو میڈم پھر سے بھاگنے کے چکروں میں تھیں۔

کہاں۔اسے بیڈ پر بٹھاتے گھورا تھا۔وہ روم میں۔

یہ کیا ہے۔لیکن یہ تو آپکا۔وہاں ڈر نہیں لگے گا۔وہ سر جھکا گئ۔

یہی سو جائیں۔مجھے کام کرنا ہے وہیں صوفے پر کر لوں گا۔

لیکن۔۔۔وہ ابھی کچھ کہتی اسکی گھوری پر چپ ہو گئ۔ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی وہ الماری میں سے کوئی بوتل نکال لایا۔

پہلے تو روز نے دھیان نہیں دیا لیکن اچانک سر گھما کر دیکھا تو چہرہ فق ہوا۔آپ۔ش۔شراب پیتے ہیں۔اسکی آواز پر غازی نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

اسکی نظروں کے ارتکاز پر بوتل کو دیکھتے وہ حیران ہوا پھر سمجھ آنے پر شرارت سے مسکایا تھا۔
وہ جیسے شراب سمجھ رہی تھی وہ دراصل ایپل جوس تھا لیکن بوتل ایسی تھی کہ کوئی بھی شراب ہی سمجھتا۔

یہ احمر کے کارنامے تھے وہی لنڈن سے اسکے لیے یہ لایا تھا۔پہلے تو وہ بھی احمر کے ہاتھ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا تھا پھر اسکی شرارت سمجتا اسے گھور کر رہ گیا۔
وہ اسکے لئے سپیشل پیکینگ کرواکے لایا تھا۔وہ تو بچ گیا

لیکن اسکی یہ معصوم سی بیوی پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی۔
ہاں پیتا ہوں بس کبھی کبھی۔۔وہ اطمنان سے بولا۔

وہ حیران پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی اسنے تو ایسا خواب میں بھی نا سوچا تھا۔اسنے جیسے ہی گلاس منہ سے لگایا کسی نے اسکے ہاتھوں سے گلاس کھینچ لیا۔

غازی نے اسکی ہمت پر آبرو اچکاتے داد دی تھی۔لیکن بظاہر غصے سے بولا۔۔یہ کیا کیا۔۔۔

ہمت تو کرلی لیکن اب اسے غصے میں دیکھ کر سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

مت پیئیں التجا کی تھی۔

کیوں نا پیوں قدم اسکی جانب بڑھائے تھے۔

اس سے آپکو کیا ملے گا۔ نشہ، سکون ڈھٹائی سے کہا گیا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

یہ حرام ہے سہم کر کہا تھا۔

تو حلال نشہ کر لوں۔۔؟

حلال نشہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تھا۔ایسا کوئی نشہ نہیں ہے۔

ہے نا آپکی قربت کا نشہ۔لہجہ پل میں بدلہ تھا۔وہ قدم پیچھے لیتی بیڈ پر گر گئی۔اسکے اٹھنے سے پہلے ہی اس پر جھک آیا۔

پ۔پیچھے ہوں۔وہ بیڈ پر پیچھے کو سرکی تھی۔لڑکھڑاتے لہجے میں کہا تھا۔

کیوں۔اسکے دونوں بازووں کو بیڈ سے پن کیے اس پر جھک گیا۔

آنکھیں زور سے بند کرتے کانپتے ہونٹ کاٹے تھے۔

اس سے تو بن پیے ہی بہک جاوں۔انگوٹھے سے ہونٹوں کو سہلایا تھا۔

ک۔کیا کر رہے ہیں۔سہم کر پوچھا تھا۔

حلال نشہ۔ کہتے ہی جھک کر اسکی سانسوں کو خود میں قید کیا تھا۔ بازو چھوڑتے ایک ہاتھ بالوں میں الجھائے جبکہ دوسرے ہاتھ سے کمر کو تھاما تھا۔

وہ اچانک حملے پر ساکت رہ گئ۔ لیکن سانسیں بند ہونے پر پھڑ اپھڑا کر رہ گئ تھی۔

وہ مدہوش سا ہوتا اسکے لبوں پر قابض تھا۔ قطرہ قطرہ اسکی سانس پیتے اسکے لمس میں شدت آئ تھی۔

اور روز کو لگا کہ بس اسکا سانس بند ہو گیا۔ اسکے سینے پر زور سے ہاتھ مارے تھے۔ سانس بند ہونے کے خوف سے آنسو گال پر لڑھک گئے۔

اسکی مزاحمت کم ہونے پر نرمی سے اسکے ہونٹ آزاد کیے تھے۔۔ وہ گلابی ہوتے چہرے کے ساتھ گہری سانسیں بھرنے لگی۔

اسے لگا تھا شائد وہ آج اسکی سانسیں سچ میں بند کر دینے کے درپہ تھا۔۔

وہ مبہوت سا ہوتا اسکے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو دیکھنے لگا۔ گہری سانسیں بھرتی وجود پسینے سے تر تھا۔

وہ پھر سے جھکا اور اسکی گردن پر شدت سے لمس چھوڑنے لگا۔ اسکی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی اور وہ پاگل ہو رہا تھا۔ اسکی گردن میں منہ دیے گہری سانسیں بھری تھیں۔

غ۔ غازا اتھل پتھل سانسوں سے وہ بس یہی بول سکی۔

ہونٹوں نے گردن سے تھوڑی تک سفر کیا تھا۔

غاز کی جان۔۔۔ اسکے کان کے قریب گھمبیر آواز میں سرگوشی کی تھی۔ اسکے لمس سے بے چین دل کو سکون ملا تھا یوں جیسے تپتی دھوپ میں بارش۔

کان کی لو کو ہونٹوں میں دبا کر کاٹا تھا۔

سی۔۔۔ وہ سسکی تھی۔ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ ہیزل گرین آنکھوں پر لرزتی پلکیں۔ گلابی دہکتے گال۔ تیکھی ناک میں ہیرے کے چھوٹی سی نتھ چمک رہی تھی۔ ہلکے سے نیم وا گلابی ہونٹ اور۔ گردن پر چمکتا سیاہ تل۔

وہ اسکی قربت کے رنگوں میں نہائی اسکی بانہوں میں پڑی تھی۔ وہ بلاشبہ حسن کا شاہکار تھی۔ کسی کو بھی دیوانہ کر سکتی تھی کسی کو بھی بہکا سکتی تھی۔ گہری سانس بھرتی اسکا ضبط آزمانے پر تلی تھی۔

جذبات نے سرعت سے کروٹ لی تھی۔ آنکھوں میں خمار اترا تھا۔ جھکتے اسکی آنکھوں پر لمس چھوڑا تھا۔ اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو نرمی سے چومتے وہ کہیں سے بھی وہی کھڑوس غازی نہیں لگ رہا تھا۔

ایک بار پھر سے جھکتے اسکے لبوں پر قابض ہوا تھا لیکن اس بار لمس میں نرمی تھی۔

اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے کروٹ بدلی تھی۔اب کی بار وہ اسکے سینے پر پڑی تھی۔اسکے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتا وہ مدہوش ہوا تھا۔

وہ بے بس سی اسکی گرفت میں پھڑ اپھڑا کر رہ گئ کہ مقابل کو شائد اس پر رحم آہی گیا اس لیے نرمی سے اسکے ہونٹ آزاد کیے تھے۔

جب اسے لگا کہ وہ جذبات کی رو بہہ رہا ہے۔۔جبکہ بانہوں میں پڑا وجود ابھی اسے جھیلنے کی ہمت نہیں رکھتا۔اسکی پیشانی پر شدت سے بوسہ دیتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

وہ گہری سانس بھرتی کانپتے وجود کے ساتھ اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔سانس نارمل ہوئ تو اپنی سچویشن سمجھتے وہ شرم سے دوہری ہوئ۔اس لیے مزاحمت کی غازی نے نرمی سے اسے آزاد کیا۔وہ رخ موڑ گئ۔جب وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔۔

اسے لگا کہ وہ چلا گیا اس لیے شکر کی سانس لی۔غازی نے اسے آزاد کرتے اپنی شرٹ اتار کر صرف پر پھینکی تھی۔ابھی روز نے سہی سے سانس خارج بھی نہیں کی تھی کہ مقابل نے کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے پر آگری۔

اسے شرٹ لیس دیکھتے سہم کر حلق تر کیا تھا۔وہ دلچسپی سے اسکے تاثرات دیکھ رہا تھا۔اسکے بالوں کو نرمی سے اپنی مٹھی میں لیتے چہرہ سامنے کیا تھا۔نرمی سے جھک کر پھر سے اسکے نرم ہونٹوں کو اپنے سخت ہونٹوں کی گرفت میں لیا تھا۔وہ یکدم اسکے کندھوں کو تھام گئ۔

جب اسے لگا کہ اب ضبط کرنا مشکل ہے تو آہستہ سے پیچھے ہوا تھا۔انگلی سے اسکے گیلی لبوں کو صاف کیا تھا۔وہ شکوہ بھری نظروں سے اسے دیکھتی چہرہ موڑ گی۔

اسکا شکوہ سمجھتا وہ گہرا مسکرایا تھا۔جھک کر اسکا سر چوما تھا۔اسکا سر سینے پر رکھتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

سو جاو ریڈروز ورنہ اپنا نقصان کرواو گی۔وہ مزاحمت کرتی بھاری گھمبیر سرگوشی پر ساکت ہو گئ اور خاموشی سے اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئ۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ نڈھال سی اسکے سینے پر سر رکھے گہری نیند میں تھی۔غازی نے اسکا سونے یقین کرتے سر جھکا کر اسے دیکھا تھا۔

وہ بلاشبہ بہت حسین تھی۔۔اور اسکی معصومیت وہ مسکرایا۔وہ اپنی معصومیت اور خوبصورتی اسے کو دیوانہ کر گئ تھی۔

دو ہی ہفتوں میں وہ اسکے دل پر پوری طرح قابض ہو چکی تھی۔کتنے دعوے سے اسنے کہا تھا۔

ایسی کوئی لڑکی نہیں جو شہنشاہ غازی کو پگھلا سکے اور اب۔وہ پگھل رہا تھا بلکہ پگھل چکا تھا موم کی طرح۔وہ دھیرے سے ہنسا اسکے گرد حصار مضبوط کرتے وہ آنکھ موند گیا۔اب تو سکون اسکی بانہوں میں تھا پھر نیند کو آجانا چاہئے تھا۔

❤❤❤❤❤

وہ بے چینی سے ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔بار بار گھڑی کی طرف دیکھتی وہ حد سے زیادہ پریشان تھی۔رات کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔

وہ جرگے سے لوٹ آئی تھی لیکن مرتسم اسکا اب تک کوئی آتا پتا نہیں تھا۔ناجانے کہاں رہ گئے۔فون بھی بند جا رہا تھا۔

بے چینی حد سے زیادہ تھی۔بی بی بیٹھ جائیں کب تک ایسے چکر لگاتی رہیں گی۔شاہ سائیں آجائیں گے رحمت خالہ سے رہا نا گیا تو بول اٹھیں۔وہ پچھلے ایک گھنٹے سے ایسے لگاتار چکر کاٹ رہی تھی۔اب تو ٹانگیں بھی شل ہو گئیں تھی۔

خالہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔کتنے گھنٹے ہو گئے رات بھی گہری ہو رہی ہے اور شاہ ابھی تک نہیں لوٹے انکا فون بھی نہیں لگ رہا اور تو اور ساحر کا فون بھی اوف ہے۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے خالہ۔ناجانے کیا ہوا ہو گا۔لاکھ کوشش کے باوجود اسکا لہجہ بھیگ گیا۔آنسو گالوں پر لڑھک گئے۔

بی بی پہلے تو آپ یہاں بیٹھے کیا ہو گیا آپکو کچھ بھی نہیں ہو گا ضرور کسی کام میں پھنس گئے ہونگے۔ کنیزہ نے اسے زبردستی پکڑ کر بٹھایا۔

پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو گا۔

کیسے نا پریشان ہوں پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ مجھے بہت ڈر لگ ہے نیزہ پتا نہیں بہت عجیب سے خیال آ رہے دل میں۔

❤❤❤❤❤

اسی وقت باہر گاڑی کی آواز آئ تھی۔ وہ ننگے پاوں باہر بھاگی تھی۔ گاڑی سے ساحر اور اسکے ساتھ کوئ لڑکی نکلی تھی۔ عینا نے بے چینی سے میر کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن وہ ہوتا تو نظر آتا۔

ساحر پر نظر پڑتے اسکی چیخ نکلی تھی۔

س۔ساحر یہ کیا ہوا یہ خون۔ ساحر کی شرٹ پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ سر پر پٹی بندھی تھی۔

ساحر صرف عینا کا بوڈی گارڈ ہی نہیں اسکے لیئے چھوٹے بھائ جیسا تھا اسکی یہ حالت دیکھ کر وہ تڑپ اٹھی تھی۔

کنیزہ انھیں اندر لے جائیں ساحر نے اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا جو سہمی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

دونو نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔ پھر سر ہلاتی اس لڑکی کو روم میں لے گئ۔

ساحر کچھ بتاو گے کیا ہے یہ سب۔ تم اتنے زخمی کیسے ہوئے اور یہ لڑکی کون ہے۔ تم تو شاہ کے ساتھ گئے تھے۔ پریشانی سے اسکی طرف دیکھتی پوچھ رہی تھی اچانک سے اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا تھا۔

س۔ ساحر ش۔ شاہ تمہارے ساتھ۔ تھے تو مطلب ش۔ شاہ۔ ساحر شاہ ٹھیک ہیں۔ کسی انہونی کے خوف سے اسکا دل سکڑ کر پھیلا تھا۔ لہجہ لڑکھڑا گیا۔

بولو نا ساحر

۔بی بی وہ۔

وہ کیا ساحر۔

بی بی شاہ سائیں کو گولی لگی ہے۔ وہ ایک دم لڑکھڑا گئ۔ اگر نیزہ نا سنبھالتی ہو وہ اب تک گر چکی ہوتی۔

عینا بی بی۔ میم سب اسکے طرف بڑھے تھے۔ بی بی سنبھالیں خود کو۔ گ۔ گولی اسنے بے یقینی سے ساحر کو دیکھا۔ اسکے سر ہلانے پر وہ ہارے ہوئے جواری کی مانند صوفے پر گر گئ۔

ساحر نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔

وہ اپنی زندگی میں جتنے رشتوں کو کھو چکی تھی اب وہ کسی بھی رشتے پر ذرا سی بھی آنچ پر خوفزدہ ہو جاتی تھی۔

س۔ ساحر ش۔ شاہ ٹ۔ ٹھیک تو ہیں نا وہ سہمی ہوئی نظروں سے ساحر کو دیکھ رہی تھی۔

جی بی بی شاہ سائیں ٹھیک ہیں۔ گولی کندھے پر لگی تھی اس لیے ہوسپٹل جانا پڑا سائیں کسی طور پو وہاں رکھنے کے لیئے راضی نہیں تھے اس لیے تھوڑی دیر منت کر کے انہیں روکا ہے۔

وہ آپکے لیئے بہت پریشان تھے اس لیے انہوں نے مجھے یہاں بیھجا۔ آپ پلیز پریشان مت ہوں۔

می۔ میں کہہ رہی تھی ناخالہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ اب د۔ دیکھیں کیا ہو گیا۔ ا۔ اگر شاہ کو۔ کچھ ہو گیا تو۔ وہ ہچکیوں سے روتی بات ادھوری چھوڑ گئ۔ سب خادماوں نے فکر مندی سے اسے دیکھا تھا۔

وہ جب سے یہاں آئ تھی۔ کبھی بھی اسے روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت نڈر تھی مشکل سے مشکل وقت میں بھی وہ ایسے نہیں روتی تھی۔

اور آج۔ بی بی پلیز سنبھالئے خود کو سائیں آنے والے ہیں اور آپکو ایسے دیکھیں گے تو انہیں اور تکلیف ہو گی۔ ویسے بھی سائیں ٹھیک ہیں۔ اور۔۔ لیجئے آگئے آپکے شاہ۔ گاڑی کے ہارن پر ساحر نے ابھی کہا ہی تھا کہ اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ باہر بھاگی تھی۔

وہ کسی کے سہارے سے گاڑی سے نکل رہا تھا۔ ماتھے اور ناک پر پٹی تھی۔ دائیں کندھے پر بھی بینڈیج تھی جو شرٹ سے باہر تک آرہی تھی۔ بازو کو سہارے سے اٹکایا ہوا تھا۔ اور پوری شرٹ خون سے تر تھی۔

شاہ۔۔ بھیگی آواز پر مرتسم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ بکھرا حولیا دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا۔ سرخ بھیگی آنکھوں سے ننگے پاوں اسکی طرف آ رہی تھی۔ کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے سے جا لگی۔

مرتسم نے بے اختیار اسکے گرد بازو باندھے تھے۔ ملازم سر جھکائے وہاں سے جا چکے تھے۔

م۔ میں بہت ڈر گئ تھی شاہ۔ آپ بہت برے ہیں۔ا۔ ایسے بھی۔ کوئی کرتا ہے۔ اسکے سینے پر سر ٹکائے ہچکیوں سے روتی وہ اسے گہرے غم میں مبتلا کر رکھی گئ تھی۔۔

عین۔ میں ٹھیک ہو جانم۔ نرمی سے اسے خود سے الگ کرتے اسکے آنسو صاف کیے تھے۔ دوسرا بازو اسکے کندھے کے گرد پھیلاتا آگے بڑھ گیا۔

ادھر آئیں۔ مجھ سے زیادہ بری تو آپکی حالت ہے۔ دیکھیں تو اتنی پیاری آنکھوں کا کیا حشر کر لیا ہے آپنے۔ وہ خفگی سے اسے بولتا صوفے پر ساتھ لیے بیٹھا تھا۔

سائیں یہ سب کیا ہو گیا۔ خادماوں کو جانے کا اشارہ کرتی رحمت خالہ فکر مندی سے آگے بڑھی تھی۔ کچھ نہیں ہوا

خالہ میں ٹھیک ہوں۔ بس چھوٹی سی چوٹ لگی ہے۔ نیزہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے عینا کو پلایا تھا۔

لیکن دیکھیں آپکی بی بی نے اپنا کیا حال کر لیا ہے۔ مرتسم نے تاسف سے اسے دیکھا تھا جو بھیگے گال رگڑتی انہیں سرخ کر گئ تھی۔

انہو۔اسنے اسکے ہاتھ پکڑ کر روکا تھااور نرمی سے آنسو صاف کیے تھے۔

خالہ آپ پلیز شاہ اور ساحر کے لئے گرم دودھ لے آئیں۔وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئیں۔

وہ بچی کہاں ہے۔مر تسم نے ساحر سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تھا۔وہ اوپر روم میں ساحر سے پہلے عینا بولی تھی۔

لیکن شاہ وہ ہے کون اور آپ لوگوں کی یہ حالت ہوئی کیسے۔۔

❤❤❤❤❤

ہم لوگ گاوں سے آگے کچھ کام کے لیئے گئے تھے تو وہیں پر ہمیں یہ لڑکی ملی۔

لڑکی بہت کم عمر ہے بچپن میں ہے نکاح کر دیا تھا اسکا لیکن اسکا منکوح ایک حادثے میں چل بسا۔اور لڑکے کے گھر والے اسے بھی زندہ دفنانے والے تھے۔کیونکہ یہ بیوہ ہو چکی ہے اور اس لیے اسکا جینا کا کوئی حق نہیں۔

یہ وہاں کی رسم ہے۔جب ہم نے مخالفت کی تو انکے لوگوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔لیکن ہمارے لوگ ان پر بھاری پڑ گئے اور لڑکی کو لے آئے انہوں ہمارا پیچھا کیا

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ہی گولی کا نشانا لیا تھا۔گاڑی ڈس بیلنس ہونے کی وجہ سے زیادہ چھوٹیں لگیں۔

کس قسم کے جاہل لوگ ہیں۔ مرتسم چپ ہوا تو عینا نے حیرانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے کہا تھا۔ ایسے لوگوں کو تو اتنا مارنا چاہیئے کہ انکی نانی۔ یاد آجائے۔ یہ لوگ عورت کو کچھ سمجھتے ہی نہیں اگر لڑکے کی جگہ لڑکی مر جاتی تب تو کچھ بھی نہیں ہوتا یقیننا۔

ساحر اور مرتسم نے سر ہلایا تھا۔

سائیں یہ دودھ۔

خالہ اب آپ جائیں آرام کریں یہاں سب ٹھیک ہے۔ مرتسم نے دودھ کا گلاس لیتے کہا تھا۔

وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئیں۔ ساحر تم بھی جاو آرام کرو۔

شاہ آپ بھی چلیں ساحر کے جاتے ہی عینا نے مرتسم سے کہا تھا۔ اور آپ نے یہاں کیا کرنا ہے۔ میں بھی بس جا ہی رہی۔ بس ایک بار اس لڑکی کو دیکھ آو۔ کہیں ڈر ہی نا جائے۔

اوکے جلدی آیئے گا۔ وہ مرتسم کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اچانک کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے وہ ڈر کر مڑی تھی۔

سامنے ولی کو دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی تھی۔

ولی ڈرا دیا آپنے۔

مینے نہیں ڈرایا تم خود ہی ڈر ہی۔ ہنہ ڈرپوک کہیں کی۔

ولی۔ اسکے ڈرپوک کہنے پر وہ صدمے سے اسکے منہ سے بس ولی ہی نکلا۔

ولی نے ہنسی دبائی تھی۔ ایک سیکنڈ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ اور آپ واپس کب ائے۔ مجھے بتایا بھی نہیں۔

بریک لگاو۔ میرا بچہ۔ اگر تم اپنے شوہر کے علاوہ بھی کہیں اور دھیان دیتی تو تمہیں میں نظر آتا جو تمہارے شاہ کو ہوسپٹل سے خود لایا تھا۔

ہو۔۔ولی کے اس طرح سے کہنے پر عینا نے خفگی سے اسکے دیکھا۔

پہلی بات ولی وہ میرے شوہر نہیں منکوح ہیں ابھی رخصتی نہیں ہوئی کتنی بار بتاوں آپکو۔ اور دوسری بات شاہ زخمی ہیں تو مجھے انھی کی فکر ہو گی۔ اور تیسری بات آپ یہاں پر آئے ہی کیوں اور کب۔

ہاں ہاں پتہ ہے منکوح ہے۔ اور زخمی ناوہ خود ہوا ہے بڑا شوق تھا اسے ہیرو بننے کا۔ مجھے ساحر نے فون کیا اگر میں نا ہوتا تو تمہارے شوہر۔ مطلب منکوح کو ان جنوں سے کوئی بھی نہیں بچاتا۔ ہاتھ اٹھا کر بولتا وہ عینا کو اتنا فنی لگا کہ اسکی ہسی چھوٹ گئ۔

ہاہاہاولی قسم سے پوری لڑکی لگ رہے ہیں ایسے بولتے ہوئے۔

لڑکی۔۔۔ولی نے صدمے سے اسے دیکھا۔ اچھا بچو تم رکو بتاتا ہوں۔

اوکے اوکے سوری۔ اسکے کف فولڈ کرنے پر عینا نے ہسی روکتے ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔ اسے پتہ تھا اب وہ اسے گدگدی کرے گا۔ وہ اکثر ایسا ہی کرتا تھا۔ اس لیے عینا نے بات ختم کرنے میں ہی عافیت جانی۔

اور ہاں ارسل کو سچویشن سمجھا دی تھی۔اس لیے وہ لوگ نہیں آئیں گے ۔ آیت کو سنبھال لینا۔ولی کے سنجیدگی سے کہنے پر عینا نے سر ہلایا تھا۔

میں میر کے پاس جارہاہوں اوکے۔اسے بتاتاوہ جاچکا تھا۔

ولی وہ انسان تھا جسنے اسے دو سال پہلے دوبارہ زندگی دی تھی۔اسنے ناصرف اسکی جان بچائی تھی بلکہ ایک باپ بن کے شفقت دی تھی۔بھائی بن کے حفاظت کی تھی۔دوست بن کے ہسایا تھا۔ماں بن کر اسے دنیا کی سختیوں سے بچایا تھا۔

اگر اس دن ولی ناہوتا ہو شائید وہ اپنی جان سے پہلے اپنی عزت کھوچکی ہوتی۔ولی اسکے لیئے اسکا سایہ تھا۔کہنے کو تو وہ صرف منہ سے بولا ہوا بھائی تھا۔لیکن انکا رشتہ دل کا تھا۔یہ وہی جانتی تھی کہ کیسے ولی نے اسے سنبھالا تھا۔

وہ اس سے پانچ سال بڑا تھا۔لیکن پھر بھی عینا اسے نام سے ہی بلاتی تھی یہ بھی ولی نے ہی کہا تھا۔وہ دونوں خونی رشتے سے بڑھ کر تھے ایک دوسرے کے لئے یہ تو وہی جانتی تھی ولی اسکے لئے کیا تھا۔وہ دونوں ایک ہی کہانی کے دو سکے تھے۔۔

عینا زمانے کے ہاتھوں برباد ہوئی تو وہ اپنوں کے اعتبار سے ٹوٹا ہوا تھا۔

وہ اپنے کے ہاتھوں برباد ہوا شخص ایک منہ بولے رشتے پر جان چھڑکتا تھا۔

ولی جا چکا تھا لیکن اسے کتنی ہی دیر ہو گئ وہاں کھڑے سوچتے ہوئے۔قدموں کی چاپ پر اسنے چونک کر دیکھا تھا۔چادر میں لپیٹا نسوانی وجود تھا۔

عینا اسکے پاس گئ جو سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آو اسکا ہاتھ پکڑتی اسے صوفے پر لے آئ۔ڈرو مت یہاں تم محفوظ ہو۔ہمم۔نام کیا ہے تمہارا۔اسکے چہرے پر تھپڑوں کے نشان تاسف سے دیکھتی عینا اسکا ڈر سمجھ گئ تھی۔اس لیے نرمی سے اس سے استفسار کیا۔

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

مسکان جھجکتے نام بتایا تھا۔ارے واہ نام تو بہت پیارا ہے بلکل تمہاری طرح۔اب بتاو کچھ چاہئے تھا۔

جی وہ پانی۔اوکے میں ابھی لاتی ہوں۔وہ کچن کی طرف گئ تھی۔یہ لو اور کچھ۔

نہیں۔ٹھیک ہے اب جاو سو جاو بہت رات ہو گئ ہے۔

جی۔عینا بھی اوپر کی طرف بڑھ گئ۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

شاہ یہ میڈیسن تو آپ۔وہ اندر داخل ہوتی کہتے کہتے رک گئ۔ہولے سے قدم اٹھاتی وہ بیڈ کے قریب رکی تھی۔

ولی جا چکا تھا۔عینا نے اسکی طرف دیکھا وہ سو رہا تھا۔

ہلکی سانس لینے کی آواز آ رہی تھی۔

یہ رشتے ہی اسکی کل کائنات تھے۔وہ انہیں کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی آور آج بھی کتنا ڈر گئ تھی۔اسکی پیشانی پر بکھرے بالوں کو آہستہ سے پیچھے کیا تھا۔

اسکی پیشانی پر بندھی پٹی پر وہ دل کے کہنے پر آہستہ سے جھکی اور عقیدت سے بوسا دیا تھا۔

مرتسم نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔وہ حیرت سے اسکی کھلی آنکھیں دیکھتی پیچھے ہوتی کہ اسنے ہاتھ پکڑ کر عینا کو اپنے بازو پر گرایا تھا۔چوٹ دائیں کندھے پر تھی

لیکن عینا ابھی بائیں سائیڈ کھڑی تھی۔وہ سیدھا اس پر گری تھی۔احتیاط سے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی وہ زرا سا فاصلہ قائم کر گئی۔

ش۔شاہ کیا کر رہے ہیں۔آ۔آپ کا زخم۔وہ حیا سے سرخ ہوتی پیچھے ہونے لگی۔مرتسم نے بازو سے اسکی کمر کو تھامتے خود پر جھکایا تھا۔

وہ اسکے اس قدر نزدیک تھی کہ اسکا ذرا سا ہلتی تو اسکے ہونٹ مرتسم کے ہونٹوں کو چھو جاتے۔

حلق تر کرتی اپنی بھوری آنکھیں سے سرمئی آنکھوں میں دیکھا تھا۔لیکن زیادہ دیر تک وہ ان بولتی نگاہوں میں نا دیکھ سکی اس لیے نظریں چرا گئی۔

یہاں بھی چوٹ لگی ہے۔بھاری گھمبیر آواز پر اسنے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

آنکھوں کے اشارے پر کندھے پہ لگی پٹی کی طرف دیکھا تھا۔سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔لیکن پھر سمجھ آنے ہر سٹپٹا گئی۔اور پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن مضبوط حصار اور تنگ ہوتا اسے اپنے قریب کھینچ گیا۔

جیسے ماتھے پر مرہم لگایا ویسے ہی۔۔۔وہ فقرہ ادھورا چھوڑتا اسکی طرف دیکھنے لگا۔

ش۔شاہ وہ گھبرا گئی۔اس سے پہلے کہ کچھ کہتی۔۔۔

عین پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔ کی سر گوشی پر ساکت ہو گئ

آج تو مرتسم کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے۔ اسکی آنکھوں کی التجا سمجھتی وہ رک گئ۔ اسنے پہلی بار کوئ خواہش کی تھی۔

اسکے ہونٹوں کا مرہم مانگا تھا تو کیا وہ شاہ کی دیوانی نا لگاتی یہ مرہم۔ وہ جھکی اور نرمی سے اسکے پٹی میں جکڑے کندھے پر کانپتے لب رکھے تھے۔

کندھے سے نیچے بازو پر ہونٹ رکھتی وہ آنکھیں میچ گئ۔

یہاں بھی۔۔۔ بھاری آواز میں دل کی طرف اشارہ کیا تھا۔ حلق تر کرتی وہ اسکے دل کے مقام پر ہونٹ رکھ گئ۔

مرتسم نے سکون سے آنکھیں موندلیں۔ اسکے کہنے سے پہلے ہی وہ اسکی آنکھوں کو باری باری لبوں سے چھوتی ناک پر لگی چھوٹی سی بینڈیج پر ہونٹ رکھ گئ۔

اور بس وہ اسکا بازو ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔ میر نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ لرزتی پلکیں جھکی ہوئیں تھیں۔ چہرے کے رنگت میں گلال بکھرا تھا۔ گلابی ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ وہ مبہوت سا ہوتا اسکے چہرے پر۔ بکھرے رنگوں کا دیکھنے لگا۔ گلے میں گلٹی ابھر کر مدھم ہوئ تھی۔

یہ منظر اسکے لیئے ہر منظر سے خوبصورت اور انمول تھا۔ اسنے بازو کو جھٹکا دیا۔ جو فاصلہ بمشکل عینا نے قائم کیا تھا۔ وہ انچ کا بھی نہیں رہا۔

وہ شاہ کہتی اسکے قریب تر ہو گئ۔ اسنے کچھ بھی کہے بغیر اسکی سو جھی آنکھوں پر نرمی سے بوسہ دیا۔ آنکھوں سے ہوتے اسنے ناک میں پہنی نوز پن پر شدت سے لب رکھے تھے۔ پھر دونوں گالوں پر بوسہ دیتا اسکی تھوڑی پر لب ٹکا گیا۔ وہ اسکی شدت پر کانپ کر رہ گئ۔ تھوڑی سے ہوتے اسکی نگاہ نچلے ہونٹ کے عین نیچے دائیں طرف بنے تل گئ۔

اسکے حلق میں یکدم سے کانٹے آگے تھے۔ نرمی سے جھکتے تل پر ہونٹ رکھے تھے۔

ایک بار۔ دو بار۔ تین بار اور پھر بار بار۔ اسنے سختی سے اسکی تھامی شرٹ کو دبوچا تھا۔ وہ اسکے بار بار ہونٹوں کے قریب بوسا دینے پر لرز گئ۔ میر نے ذرا سا چہرہ پیچھے کیا۔ دائیں ہاتھ کو ہلکا سا حرکت دیتے اسکا چہرہ تھوڑی سے تھام کر اوپر کیا تھا۔

نظریں کانپتے لبوں پر گاڑھی تھی تھوڑی سے چہرہ اپنے نزدیک کرتا اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔ نرمی سے اسکے ہونٹوں پر بوسہ دیتے وہ پیچھے ہوا تھا۔

وہ گہرے سانس بھرتی گلابی ہوتی چہرہ اسکے سینے پر ٹکا گئ۔ مرتسم نے ذرا سا اوپر ہوتے ہونٹ اسکی پیشانی پر ٹکا دیے اور سکون سے آنکھیں موندلیں۔۔ نا جانے کتنے ہی پل بیت گئے اسکے ماتھے پر لب ٹکائے اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

وہ کسمسائی تو میر نے نرمی سے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔وہ بنا اسکی طرف دیکھے بھاگی تھی۔

❤❤❤❤❤

صبح اسکی آنکھ کھلی تھی تو وہ اسکے سینے پر سر رکھے گہری نیند میں سو رہی تھی۔اسنے سر جھکا کر اسے دیکھا ہونٹ ہلکے سے کھلے تھے چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت تھی۔وہ مسکرایا حیرت ہے ڈیول اب بات بات پہ مسکرانے لگا تھا۔

اسکا لمس اسکے زخموں پر جیسے ٹھنڈی پوار کی مانند تھا۔وہ اسکی بانہوں میں تھی وہ اتنی پر سکون نیند سویا تھا یوں جیسے اسکی وحشتیں کبھی تھی ہی نہیں۔

غازی نے ہلکا سا جھک کر اسکی نیم وا ہونٹوں کو چھوا۔ہونٹوں پر چھبن محسوس کرتے وہ کسمائی اور بمشکل نیند سے بھری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

ہیزل آنکھیں نیند کے خمار سے گلابی ہو رہی تھیں۔وہ مبہوت سا ہوتا اسکی سحر زدہ آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

غازی کا چہرہ دیکھتے اسنے منہ بنایا۔ہنہ "ڈیول" کہتے دوبارہ آنکھیں بند کر گئی۔وہ شائد اسے خواب سمجھ رہی تھی۔لیکن مسلسل نظروں کی تپش سے کسمسا کر دوبارہ آنکھیں کھولیں تھیں۔

کیا ہے آپکو۔ابھی بھی گھور رہے ہیں۔نیند میں بھی آپکو چین نئی۔لیکن مینے تو سنا تھا کہ آنکھیں کھول کر بند کرنے سے خواب ٹوٹ جاتا ہے لیکن آپ پھر بھی نہیں جا رہے۔وہ اسے گھورتی بلند آواز میں بڑبڑا رہی تھی۔

میری نیند کے دشمن صبح صبح مجھے انکا چہرہ نہیں دیکھنا اللہ جی۔وہ بڑبڑاتے پھر سے آنکھیں موند گئ۔ لیکن کمر پر سخت پکڑ اور جھٹکا لگنے کی وجہ سے ہڑ ابڑا کر آنکھیں کھولیں۔

غازی مزے سے اسکی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا۔لیکن صبح چہرہ نا دیکھنے والی بات پر اسکے ماتھے پر بل آئے تھے۔اس لیے اسکی کمر پر گرفت سخت کرتے جھٹکا دیا تھا تا کہ وہ خواب سے باہر آئے۔

وہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئ تھی۔اسے دیکھا جو ماتھے پر بل ڈالے اسے غصے سے گھور رہا تھا۔نیند یکدم غائب ہوئ تھی۔ گزری رات کا ایک ایک پل آنکھوں میں گھوم گیا۔

چہرہ پل میں گلابی پڑا تھا۔کمر پر سخت پکڑ پر وہ کسمائ لیکن غازی نے دوسرے ہاتھ سے اسکی تھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔وہ حلق تر کرتی آنکھیں زور سے میچ گئ۔

غازی نے غصے سے اسکی بند آنکھوں کو دیکھا۔اوپن دا آئیز۔اسکی غصے سے بھری آواز پر وہ ڈر کے مارے جلدی سے آنکھیں کھول گئ۔ لیکن یہ کیا سامنے سیاہ کی جگہ بھوری آنکھیں غصے سے بھری ہوئ تھیں۔

اسنے نا سمجھی سے آنکھوں کو دیکھا۔کیا بول رہی تھی میرا چہرہ نہیں دیکھنا توکسکا دیکھنا ہے ہاں۔وہ اسکی آنکھوں کے رنگ میں الجھی ہوئ تھی اسکی غصے بھری ڈھاڑ پر ڈر گئ۔

ہاں بولو بتاؤ مجھے کس کا چہرہ دیکھنا ہے۔ اسکی تھوڑی اور کمر پر گرفت سخت کرتا اسے کراہنے پر مجبور کر گیا۔

م۔ مینے کب۔ اسکے ڈر سے وہ بھول گئ کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کیا بول رہی تھی۔

اتنی جلدی بھول گئ ابھی میری شان میں کیا قصیدے پڑھ رہی تھی۔ او تو وہ خواب میں نہیں حقیقت میں بولا تھا۔

وہ روہانسی ہو گئ۔ اور اوپر سے سخت گرفت پر آنسو نکل آئے۔

بولو اسکے آنسو دیکھ کر اسکے دل کو کچھ ہوا لیکن پھر اسکی بڑبڑاہٹ ذہن میں گونجی تو سخت لہجے میں استفسار کیا۔

م۔ مینے۔ ا۔ ایسے ہی بولا تھا۔ س۔ سچ۔ میں۔ ا۔ ایسے ہی۔ ب۔ بولا تھا۔ آ۔ آپ ایسے۔ غ۔ غصہ کرتے تو۔ روتے بات ادھوری چھوڑ دی پر وہ سمجھ گیا تھا۔

اسکی بات سنتے ماتھے سے بل کم ہوئے تھے۔ گہری سانس بھری تھی۔ نا جانے کیا ہوا تھا اتنی چھوٹی سی بات پہ اسے اتنا غصہ کیوں آ گیا۔ وہ ماننے سے انکاری تھا لیکن سچ یہی تھا دل ڈر گیا تھا کہ کہیں اگر وہ کسی اور کو پسند کرتی ہوئی تو۔

تھوڑی چھوڑ دی۔ پکڑ میں نرمی آئی تھی۔ اسکی تھوڑی پر بنے نشان دیکھتا وہ نظریں چرا گیا۔ وہ اسی لیے تو اس سے دور رہتا تھا۔ جانتا تھا کہ اگر اس سے محبت کر بیٹھا تو اس نازک جان کی ہی زندگی عذاب میں آئے گی۔ وہ اسکے جنون سے سہم جائے گی۔

اسے دیکھا جو اسکے ڈر سے کانپ رہی تھی اسکے سینے پر پڑی ہچکیاں بھرتی اسے شرمندہ کر گئی۔

ہے روز ادھر دیکھو اسنے اسکے آنسو صاف کرنے کے لیئے ابھی ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ وہ ڈر سے اچھلی پکڑ ہلکی ہونے کی وجہ سے وہ اسکے حصار سے نکل کر دور ہو گئی۔ اسے لگا شائد اب وہ اسے مارے گا۔

سختی سے آنکھیں میچے چہرے کے آگے ہاتھ رکھے کانپتی ہوئی دیوار سے جا لگی۔ غازی نے حیرت سے اسکا ریئکشن دیکھا۔ مانا کہ اسکے غصے سے ڈر گئی لیکن یہ سوچ کہ وہ اسے مارے گا اس پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔

وہ آگے بڑھا روز کیا ہوا۔ کیا کر رہی ہو۔ تمہیں لگتا ہے میں تم پر۔۔ ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا وہ چیخ مارتی دیوار سے لگتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

وہ اسکے پاس آتا کے اسکے الفاظ پر آواز پر ساکت ہو گیا۔

ن۔ئ۔پ۔پلیز۔آ۔آصف۔بھ۔بھائ مجھے م۔مت ماریں۔آ۔آپ۔ج۔جیسا کہیں۔گے۔م۔میں۔کروں۔گی۔ب۔بابا کو بھی ۔ن۔نہیں ب۔بتاوں گی۔۔م۔مجھے مت ماریں۔وہ بولتی جا۔رہی تھی اور غازی سناٹوں کی زد میں تھا۔

اسے دیکھا جو اب کہہ رہی تھی۔م۔مجھے۔ا۔ایسے چھ۔چھوئے مت۔یہ ۔ب۔بیڈ ٹچ ہوتا ہے۔۔م۔مجھے ا۔اچھا۔ن۔نہیں لگتا۔پ۔پلیز۔م۔مجھ ج۔جا۔نے دیں۔غازی کی برداشت بس یہیں تک تھی۔وہ آگے بڑھا اور زبردستی اسکا چہرہ سامنے کیا۔

روز۔روز ادھر دیکھو۔کوئ نہیں ہے یہاں۔کوئ تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔دیکھو کوئ نہیں ہے۔اسنے ذراسی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا سامنے غازی کو دیکھ کر سانس میں سانس آیا تھا۔

غ۔غازی وہ۔ی۔یہاں اسکی بات پوری ہونے سے پہلے غازی کھینچ کر اسے سینے سے لگا گیا۔

شش غازی کی جان کوئ نہیں ہے یہاں۔میرے ہوتے ہوئے کوئ میری جان کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ تمہیں چھونے سے پہلے ہی میں وہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔

اسکے لفظوں میں شدت سی تھی۔جان سے مار ڈالوں گا اسے۔

ہ۔ہاں مار دیں اسے۔س۔سچ میں مار دیں۔وہ۔ب۔۔بہت برا ہے۔وہ شائد اپنے ہوش میں نہیں تھی اس لیے اسکی ہاں میں ہاں ملاتی شدت سے ہاں میں سر ہلا گئ۔

ہم مار دوں گا میری جان۔ اسنے شدت سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

غ۔ غازو وہ اپنی بات پوری کرتی اس سے پہلے ہی اسکے حواس ساتھ چھوڑ گئے غازی کے کندھے کو تھاما ہو اسکا ہاتھ بے جان ہو گرا تھا۔ وہ اسکے بازوں میں جھول گئ۔

غازی نے چونک کر اسکے چہرے کو دیکھا جو سفید ہو رہا تھا۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ اسے بازوں میں اٹھاتے بیڈ پر لٹایا تھا۔

روز روز آنکھیں کھولو۔ روز اسکا گال تھپتھپاتا اسے ہوش میں دلانے کی کوشش کرنے لگا۔ جلدی سے فون اٹھاتے احمر کا نمبر ملایا تھا۔ تیرے پاس دس منٹ ہیں کسی لیڈی ڈاکٹر کو لے کر میرے فلیٹ پہنچ صرف دس منٹ۔

اسکے فون اٹھاتے ہی اسے کہتے اسکی سنے بغیر ہی فون کاٹ کا بیڈ پر اچھالا تھا۔

شرٹ پہنتے اسکے دوپٹے کے لیئے نظریں دوڑئیں تو بیڈ کے نیچے پڑا نظر آیا۔ ڈوپٹا اٹھاتے اچھی طرح اس پر پھیلاتے کمفرٹ درست کیا تھا۔

پانی لیتے اسکے چھینٹے چہرے پر مارے تھے لیکن وہ بے سود پڑی تھی۔ اسکا چہرہ سفید سے۔ زرد ہوتے دیکھتے نا جانے کیوں اسکا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔

ڈور بیل کی آواز پر اسنے قدم باہر کی جانب بڑھا۔احمر دس منٹ میں ہی لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ جمایاں روکتا کھڑا تھا۔انہیں اندر لاتے ڈاکٹر کو روم کی طرف اشارہ کیا تھا۔اس سے پہلے کہ بھی ساتھ چلتا احمر نے اسکا بازو پکڑ کر روکا تھا۔اور گھور کر اسے دیکھا۔

غازی نے آبرو آچکا کر اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا وہ جلدی سے ہاتھ پیچھے کرتا بازو چھوڑ گیا۔

اتنی جلدی لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت پڑ گئ اور مجھے تو کہہ رہا تھا کہ صرف انکل کہ کہنے پر شادی کی ہے اور اتنی جلدی خوشخبریاں بھی سنا رہا ہے۔

ارے مجھ کو ارے کا ہی کوئ خیال کر لیتے۔اس سے پہلے کہ وہ کوئ اور گوہر افشانی کرتا۔غازی کا زوردار مکا اسکا منہ بند کروا گیا۔

ہائے اللہ مار ڈالا۔دہائیاں دیتے وہ بھی اسکے پیچھے لپکا تھا۔جو اسے مار کر اب اندر جارہا تھا۔اسنے سپاٹ چہرے سے ڈاکٹر کو دیکھا جو اسکا چیک اپ کر رہی تھی۔

دیکھے ویسے تو یہ ٹھیک ہیں بس خوف سے بے حوش ہو گئ ہیں۔اور بی۔پی بھی کافی لو ہو گیا تھا۔مینے گلوگوز لگا دیا ہے تھوڑی دیر تک یہ ہوش میں آجائیں گی۔

لیکن اچھا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ ریسٹ کریں۔اور پلیز انھیں کسی بھی ٹینشن سے دور رکھیں آپکی وائف نے کسی چیز کا کافی سٹریس لیا ہے اور خوفزدہ ہیں۔ڈاکٹر چپ ہوئی تو غازی نے اثرات میں سر ہلایا۔

آیئے میں آپکو چھوڑ آوں۔احمر اسے لیے چلا گیا۔ڈاکٹر کو ڈرائیور کے ساتھ بھیجتے وہ واپس آیا تھا۔اور اسے دیکھا جو ابھی تک سپاٹ چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

بس کر دے اب کیا نظر لگائے گا بھابھی کو۔لیکن غازی پر کوئی اثر نا پڑا۔

ویسے تو نے ایسا بھی کیا کر دیا کہ بھابھی بے چاری خوف سے بے حوش ہی ہو گئ۔ضرور تو نے اپنا ڈیول روپ دکھایا ہو گا۔تبھی تو۔

غازی کی گھوری پر اسکی زبان کو بریک لگی تھی میرا مطلب کہ کتنی معصوم سی ہیں پتا نئی کیسے بے ہوش ہو گئیں۔

غازی نے نفی میں سر ہلایا۔مکا کھا کر بھی اسکی زبان کو بریک نہیں تھا۔اب چائے ہی پلا دے ایک تو صبح صبح مجھے حکم سنا دیا اور اوپر سے ظلم بھی ہائے میں کیتھے جاواں معصوم۔

غازی کان لپیٹے گلوگوز کی بوتل جو اسے لگی تھی اس میں کوئی انجیکشن لگا رہا تھا۔

غازی کیا کر رہا ہے ہوشی کا انجیکشن کیوں لگا رہا ہے بھابھی پہلے ہی بے ہوش ہیں۔احمر نے اسکی بار سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

غازی سب ٹھیک ہے۔احمر نے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا تھا۔اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا خدشہ ہوا تھا۔غازی نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔

وہ سمجھ گیا کہ مسلہ ضرور سنجیدہ ہے اس لیے سر ہلا گیا۔

میجر عالم کہاں ہے۔روم سے باہر آتے احمر سے پوچھا تھا۔چاچو گھر پہ ہی ہونگے۔احمر میجر عالم کا ہی بھتیجا تھا۔

ہم چل۔سکیورٹی کو الرٹ کیا تھا۔وہ عموما اپنے ساتھ کوئی سیکیورٹی نہیں رکھتا تھا۔لیکن جب سے روز آئی تھی اسنے گھر کے باہر گارڈز متعین کر دیے تھے۔

اسنے اسے ہیوی ڈوز دیا تھا کہ شام سے پہلے اب وہ نہیں اٹھے گی۔اس لیے مطمئین سا ہوتا احمر کے ساتھ چل دیا۔

غازی رک۔اسنے سوالیہ نظروں نے احمر کو دیکھا۔تیرے لینز تو بھول گیا شاید۔احمر نے اسکی بھوری آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اسکی بھوری بو جھل آنکھیں بہت پیاری تھی۔ سحر زدہ سی جو مقابل کو اپنی ایک نظر سے مات دینے کا فن رکھتی تھیں۔ لیکن ناجانے کیوں وہ انھیں سیاہ لینز کے پیچھے چھپا کر رکھتا تھا۔ وہ اسکی آنکھوں کو دیکھتا سوچ رہا تھا جو اب سیاہ لینز کے پیچھے چھپا رہا تھا۔

صبح اسی لیے روز بھی چونک گئ تھی اسنے اسکی کالی سیاہ آنکھوں کو ہی دیکھا تھا۔ اس لیے صبح بو جھل بھوری آنکھیں دیکھ کر چونک گئ۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ میجر عالم کے مقابل بیٹھا سوالیہ نظروں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔احمر کے ساتھ پہنچتے ہی اسنے میجر عالم سے اکیلے میں بات کرنے کا کہا تھا۔انکے گھر میں میجر عالم،احمر اسکی بہن اور والدہ تھیں احمر کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔

احمر کی امی اور بہن غازی کو جانتی تھیں اس لیے انکے گھر آنے پر اسے کوئی مسلہ نا تھا۔اسنے کمرے میں آتے ہی میجر عالم سے آصف اور روز کے ماضی کے بارے میں پوچھا اور اب انکے مقابل بیٹھا انکے بولنے کے انتظار میں تھا۔۔۔

❤❤❤

وہ ساری رات نا سو سکی۔بے چینی حد سے سوا تھی۔کروٹ پہ کروٹ بدلتے رات گزری تھی۔دل تھا کہ اتنی تیز دھڑک رہا تھا۔

مرتسم کے کمرے سے بھاگتے اپنے کمرے میں آتے سانس لی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ اپنی سانسوں کو درست کرتی رہی۔

ناجانے کیا ہو گیا تھا شاہ کو پہلے تو کبھی ایسا نہیں کیا۔ مرتسم اسکا شوہر تھا لیکن اس سے پہلے اسکے کیے ایک بہترین دوست تھا۔ وہ بالا جھجک اس سے ہر بات کہ لیتی تھی۔ انکے نکاح کو ڈیڑھ سال سے ہونے اوپر ہونے والا تھا۔

وہ چھوٹی موٹی گستاخیاں کرتا رہتا تھا لیکن اسکے ہونٹوں کو اور ہونٹوں کے پاس بنے تل یوں پہلی بار اپنے لمس سے متعبر کیا تھا کہ وہ اسکی شدت پر اندتک کانپ گئ اور آج ناجانے کیوں اسے اسکے سامنے جانے سے شرم سی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن اسکی فکر بھی ہو رہی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

ماضی:

نور، شہزادی بیٹا بابا ہار گئے اب باہر آجاو۔

اسنے صوفے کے پیچھے سے ذرا سا سر باہر نکال پلکوں کی جھالر اٹھا کر انھیں دیکھا۔ ہیلز گرین آنکھوں میں چمک تھی۔ وہ چپکے سے اٹھی پیچھے سے ان سے لپٹ گئ۔

کیا بابا آپ آج بھی ہمیں نہیں ڈھونڈ پائے۔ خفگی سے منہ پھلایا۔

وہ مسکراتے ہوئے مڑے ہاں لیکن آپ تو جیت گئیں نا بیٹا جی۔

ہمیں ایسی جیت نہیں چاہیئے جس سے ہمارے بابا ہار جائیں۔ انھیں اپنی گڑیا پر بہت پیار آیا۔ ہماری گڑیا تو بہت سمجھدار ہو گئ ہے۔

اب ہم بڑے ہو گئے ہیں بابا۔ وہ سر اٹھا کر بولی۔ وہ بمشکل ہی انکے کندھے تک تھی۔ ہاہاہا بہت بڑی ہو گئ ہے لیکن آج تک ایک چوزے سے ڈر جاتی ہے۔ وہ اسکی بات پر قہقہ لگا کر بولے۔

بابا وہ خفگی سے انھیں دیکھتی اتنی پیاری لگی۔ ہیزل گرین آنکھیں جن میں شرارت چمکتی تھی۔ پھولے ہوئے گلابی گال۔ اور گھنے سیاہ بال میں وہ بلکل ہی کوئ کرسٹل کی شہزادی لگتی تھی۔ وہ بہت پیاری تھی کہ دیکھنے والوں کی نظر اس پر ٹھہر سی جاتی تھی۔

اسی لیے تو وہ ڈرتے تھے کہ کہیں اسکی خوبصورتی اسکے نصیب کو بدصورت نا کر دے۔ وہ بے ساختہ ہی اسکا ماتھا چومتے اسے سینے سے لگا گئے۔

وہ انکی کل کائنات تھی۔ انکی پیاری بیگم کی آخری نشانی جو اسے جنم دیتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ احمد صاحب نے اسے ماں اور باپ دونوں بن کے پالا تھا۔ اسکی تربیت بلکل شہزادی کی طرح کی تھی وہ تھی بھی تو شہزادی سی ہی۔

میجر عالم جو کہ احمد صاحب کے بہت اچھے دوست سے آج ان سے ملنے آئے تھے۔کیا بات ہے احمد پریشان لگ رہے ہو۔

یار بات ہی پریشانی کی ہے۔زرنور (نور) کی وجہ سے پریشان ہو۔وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔یار آپا بہت زور دے رہی ہیں نور کے رشتے کے لئے وہ اپنے بیٹے آصف سے اسکی شادی کرنا چاہتی ہیں۔

لیکن زرنور تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔اور ابھی تو پڑھ رہی ہے۔۔

مینے بھی آپا کو یہی بولا ہے لیکن انکا کہنا ہے کہ لڑکی کو پڑھا کر کیا کرنا ہے۔

وہ اس دنیا میں میرا واحد رشتہ ہے یار میں انہیں کھونا نہیں چاہتا لیکن میں زرنور کے ساتھ بھی ایسا نہیں کر سکتا میری پھول جیسی بیٹی ہے۔

اور آصف اس سے تقریباً دس سال بڑا ہے اور ایک نمبر کا ایاش آدمی ہے۔کتنی ہی بار تھانے کے چکر کاٹ آیا ہے۔لیکن آپا کا کہنا ہے کہ شادی کے بعد سدھر جائے گا۔

ناجانے کیا ہو گیا ہے آپا کو۔انکی سوچ کو مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا کروں یار۔اور وہ آصف اسکی نظریں اتنی گندی ہیں۔کہیں وہ میری بیٹی کو کوئی نقصان ہی نا پہنچا دے۔

عالم صاحب انکی بات پر کچھ دیر سوچتے رہے پھر بولے دیکھ احمد زندگی اور موت کا کوئی بھروسہ نہیں ہے تو آج ہے کل نہیں ہے۔

زرنور میرے لیے میری بیٹی ہے لیکن اگر تجھے کچھ ہو جاتا ہے تو پھر بھی تیری بہن سے زرنور کا خون کا رشتہ ہے۔وہ زرنور کو میرے پاس تو ہرگز نہیں چھوڑیں گی۔اس لیے بہتر ہے تو اسے کسی مضبوط ہاتھوں میں دے دے۔

جو تیرے بعد اسے اس زمانے کی تلخیوں سے بچا سکے۔میجر عالم کی باتوں پر وہ سوچنے پر مجبور ہوگئے۔لیکن اتنی جلدی وہ ابھی سترہ سال کی تھی۔پچھلے سال ہی اسنے انٹر کے پیپرز دیے تھے اور اب ماسٹرز کا پہلا سال تھا۔

وہ اتنی جلدی اپنی گڑیا پر شادی جیسی ذمہ داری نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔وہ وہ بہت ناسمجھ تھی۔اسکی سوچ حرکتیں ابھی بچوں جیسی تھیں۔اور شادیوں بہت بھاری زمہ داری تھی۔وہ سوچ میں اس قدر گم تھے کہ انھیں پتہ ہی نہیں چلا زرنور کب سے انھیں بلا رہی ہے۔

بابا اسنے انکا ہاتھ ہلایا۔بابا آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔وہ سنبھل کر مسکرا دیے۔جی بیٹا جی ٹھیک ہے۔

آپ کب آئیں۔ ہمیں تو کافی دیر ہو گئ۔عالم انکل آپ بتائیں ایسی بھی کیا بات ہو رہی تھی کہ بابا گم ہی ہو گئے وہ انکے معاملے میں کسی بھی قسم کا رزق نہیں لیتی تھی۔

ارے نہیں بیٹا ایسی تو کوئی بات نہیں۔ آپ بتاو آپکی سٹڈی کیسی جا رہی ہے۔

فرسٹ کلاس۔ بابا وہ میری فرینڈ ہے نا مائرہ اسکی بہن کی بے بی ہوئی ہے مجھے اسے مبارک باد دینے جانا ہے اور بے بی دیکھنی ہے تو کیا میں چلی جاوں
۔پلیز بابا آپکو پتا ہے نا مجھے بے بیز کتنے پسند ہیں میں ڈرائیور انکل کے ساتھ چلی جاوں گی جلدی آ جاوں گی۔

ٹھیک ہے بیٹا جاو لیکن جلدی آنا۔
سچی بابا۔ تھینکیو سو مچ۔ میں بس ابھی تیار ہو کر آئی۔ وہ خوشی خوشی اندر بھاگی۔ اسے چھوٹے بچے بہت پسند تھے جہاں کہیں انھیں دیکھ لے چھوڑتی ہی نہیں تھی۔ اور اب بھی مائرہ کی بھانجی کو دیکھنے کے لیئے بہت خوش تھی۔

وہ دس منٹ میں ہی تیار ہو گئ۔ تیار کیا ہونا تھا۔ کپڑے چینج کیئے اور بالوں کو باندھ کر اچھے سے سکارف کر لیا۔ میک اپ وہ کرتی نہیں تھی۔ اورنج کلر کے شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراوزر پہنے سر پر وائٹ ہی سکارف لیے وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی

۔میں چلتی ہوں بابا اللہ حافظ۔ خدا حافظ بیٹا دھیان سے جانا۔ بائے عالم انکل۔

بائے بیٹا۔

❤❤❤❤

اسے واپسی تک رات ہو چکی تھی۔ ایک تو وہ بازار گئ تھی۔ گفٹس وغیرہ لینے اور پھر مائرہ کی ماما نے کھانے پر روک لیا۔ اور ابھی بارش اتنی تیز ہو رہی تھی اور اسکے ساتھ ہی گاڑی بھی خراب ہو گئ۔

ڈرائیور انکل اب ہم گھر کیسے جائیں گے۔ وہ رونے والی ہو گئ تھی۔ بارش بہت طوفانی تھی اور بجلی بھی چمک رہی تھی۔

بہت وہ جلدی ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈر جاتی تھی۔ بیٹا جی گاڑی اب ٹھیک تو نہیں ہو گی۔ اب سر کو فون کریں

وہی آپکو اب لے کر جا سکتیں ہیں۔ میرے پاس فون نہیں ہے۔ اسنے جلدی سے فون نکالا لیکن یہ کیا فون تو ڈیڈ تھا۔ انکل میرا فون تو بند ہو گیا۔ اب ہم کیا کریں گے۔

وہ رونے لگی۔ بیٹا اب روئیں مت دیکھیں بارش رک گئ ہے۔ شائد کوئ ٹیکسی مل جائے۔ اسنے باہر دیکھا بارش واقع میں رک چکی تھی۔

لیکن موسم ابھی بھی خراب تھا۔ دوبارہ کبھی بھی بارش شروع ہو جاتی۔ لیکن یہاں تو سڑک سنسان تھی دور دور تک کسی زی روح کا کوئ نام ونشان نہیں تھا۔ وہ گاڑی سے باہر نکل آئ۔

انکل ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے۔ یہاں پر تو کوئ ہے بھی نہیں بابا بھی پریشان ہو رہے ہوں گے۔

❤❤❤❤

میجر عالم بہت پریشان تھے۔ ایک تو یہ سب ہو گیا۔ اور زرنور بھی ابھی تک نہیں واپس آئ۔ انہوں فون بھی کیا لیکن فون تو بند تھا۔ وہ خود اسے گھر کے راستے پر ڈھونڈنے نکلے تھے۔ اب تو بارش رک چکی تھی۔ تو آسانی تھی۔

❤❤❤❤

وہ ابھی کچھ بندوں کو ٹھکانے لگا کر لوٹا ہی تھا کہ اسے سہمی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔وہ ٹھٹھک کر رکا۔اس وقت اس ویران سڑک پر نسوانی وجود۔

اسنے اس طرف قدم بڑھائے اور احتیاط سے انکے کے پاس جا رکا۔

کوئی مدد چاہیئے۔وہ بہت گھبرا گئی تھی۔اب تو باقاعدہ رونے لگی تھی۔کہ اپنے پیچھے سے بھاری مردانہ آواز سن کے اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اگر ڈرائیور موجود نا ہوتا تو اب تک وہ خوف سے بے ہوش ہو چکی ہوتی۔ڈرائیور انکل جلدی سے آگئے آئے۔اور اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ ایسے ہی رخ موڑے اندر گاڑی اندر بیٹھ گئی۔

تو اسکی طرف مڑے نہیں کوئی مدد نہیں وہ ڈر گئے۔کہ کہیں کوئی لٹیرا تو نہیں۔اور زرنور تو انھیں اپنی بیٹی جیسی تھی۔اس لیے جلدی سے منع کر دیا۔

دیکھے اگر کوئی ہلیپ چاہیئے تو بتا دیں ڈونٹ وردی کوئی نقصان نہیں پہنچاوں گا۔وہ کبھی ایسے کسی کی مدد نہیں کرتا تھا۔اسے جیسے کسی سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔بے حس بن چکا تھا۔

لیکن نا جانے کیوں وہ معصوم سی آواز اسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔اسی لیے چلا آیا۔ڈرائیور بھی کچھ مطمئن ہوا۔

گاڑی خراب ہو گئ ہے۔ چل نہیں رہی۔ وہ آگے بڑھا اور گاڑی چیک کرنے لگا۔ قریبا پندرہ منٹ بعد ہی اسنے گاڑی ٹھیک کر دی۔

ڈرائیور انکل اسکا شکریہ کرنے لگے۔ ناجانے کیوں اسکے دل میں چاہ ہوئ تھی کہ وہ اندر بیٹھے اس نسوانی وجود کا چہرہ بھی دیکھے لیکن وہ سر جھٹک گیا۔

اور ڈرائیور کی بات پر سر ہلایا آگے بڑھ گیا۔ کسی نے یہ منظر بڑے غور سے دیکھا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرا دیے۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ زرنور کو ڈھونڈتے ابھی ادھر پہنچے ہی تھے کہ اسے انکی گاڑی کی طرف وہ آتا دکھائی دیا۔وہ لمحے میں ہی اسے پہچان گئے تھے۔وہ اسکو اس شہر میں دیکھ کر حیران ہوئے۔وہ ابھی آگے بڑھتے کہ اسکی مدد والی بات پر حیرانی سے دیکھا جیسے یقین نا آیا ہو۔

اور پھر اسکے آنکھوں کی دلچسپی دیکھتے وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئے۔

انھیں سمجھ آ چکا تھا کہ اس کی لگا میں کیسے کسنی ہے اور زرنور کے لیئے مضبوط سہارا کون بنے گا۔انھیں بس اب احمد صاحب سے بات کرنی تھی۔

وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھے زرنور لوگوں کی گاڑی جا چکی تھی۔انھیں اس سے پہلے گھر پہنچنا تھا کہ جو کچھ ہو چکا تھا وہ بہت ڈر جاتی۔

گھر پہنچ کر ہی اسکی سانس میں سانس آئی تھی۔نا جانے کیوں دل بہت عجیب ہو رہا تھا۔اسے لگا تھا کہ بابا۔اسکا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔

لیکن یہ کیا ہال تو خالی تھا۔ بابا کہاں ہیں۔ بابا وہ انھیں آواز لگاتی انکے روم تک گئ۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوی ساکت رہ گئ۔ ب۔ بابا اسکے لب پھر پھڑ ائے۔

♥♥♥♥♥

وہ کب سے انکا ہاتھ پکڑے روئ جارہی تھی۔ عالم صاحب اسکو کب سے چپ کروا رہے تھے لیکن وہ تھی کہ چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ جب انکے روم میں آئ تو احمد صاحب کے سر پر پٹی اور ہاتھ ڈرپ لگی دیکھ کر کتنا ڈر گئ تھی۔

اسکے جانے کے بعد آصف آیا تھا جسنے احمد صاحب سے کافی بد تمیزی کی وہ زرنور سے ملنا چاہتا تھا افرا تفری میں اسنے انھیں دھکا دیا تو انکا سر ٹیبل پر جا لگا تھا۔

وہ ہارٹ پیشنٹ بھی تھے۔ اس لیے انکی طبعیت کافی بگڑ گئ تھی۔ لیکن زرنور کو انہوں نے یہی کہا کہ وہ سیڑ ھیوں سے پھسل گئے تھے۔

زرنور بچے بابا ٹھیک ہیں آپ کیوں رو رو کر خود کو ہلکا کر رہی ہو۔ آپکے بابا ایسے دیکھیں گے آپکو تو اور پریشان ہوں گے۔

جاو شاباش منہ ہاتھ دھو کر آو اور بابا کے لیئے کچھ ہلکا ہلکا بناو او جاو شاباش۔ عالم صاحب نے کسی طرح اسے بہلا کر بھیجا تھا۔۔

وہ آصف کے خلاف کوئی ایکشن لینا چاہتے تھے لیکن احمد صاحب نے منا کر دیا۔

❤❤❤❤

وہ آدھے گھنٹے میں ہی انکے لئے سوپ بنوا لائی تھی۔اسے خود زیادہ کچھ بنانا نہیں آتا تھا۔احمد صاحب نے اسے کبھی گھر کے کام کرنے ہی نہیں دیے تھے۔

احمد صاحب بھی جاگ گئے تھے۔وہ اسکی سوجی آنکھیں اور سرخ چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

شہزادی یہ کیا حال بنا لیا۔

آپ ایسا کیوں کرتے۔ہیں بابا۔اپنا خیال کیوں نہیں رکھتے۔وہ دوڑ کر انکے سینے سے لگ گئ۔

ہم کتنا ڈر گئے تھے۔اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو۔اسکی آواز بھرا گئ۔

ارے میری شہزادی تو بہت بہادر ہے۔ایسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں روتے بچے۔اور بابا بلکل ٹھیک ہیں ہم۔۔

وہ سر ہلا گئ۔انہیں سوپ پلاتی وہ ان سے چھوٹی موٹی باتیں کرنے لگی۔عالم صاحب چلے گئے تھے۔انہیں اس وقت وہ بات کرنا مناسب نا لگا۔۔

❤❤❤❤

دن گزرتے چلے گئے۔احمد صاحب مکمل صحت یاب ہو گئے تھے۔زرنور بھی یونی جانا سٹارٹ کر چکی تھی۔

سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔لیکن دوسری طرف آصف جو کہ بدلے کی آگ میں جل رہا تھا کہ اسکے ماموں نے اسکے منہ پر انکار کیسے کیا۔

وہ انا کا مارا مرد تھا۔ایسے مرد یہ نہیں جانتے کہ جب وہ لڑکیوں کو یہ بول کر ٹھکرا دیتے کہ ماں نہیں مانی تب ان پر کیا گزرتی ہو گی۔

لیکن جب خود پر آئی تو انکی غیرت جاگ گئی۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح زرنور تک پہنچ جائے۔

وہ بس موقع کی تلاش میں تھا اور اسے وہ موقع مل گیا۔

❤❤❤❤

زرنور یونی سے فارغ ہو چکی تھی۔لیکن ڈرائیور ابھی تک نہیں آیا تھا۔

آصف جو کہ اسی راستے سے گزر رہا تھا کچھ سوچ کر اسنے یونی کہ آگے گاڑی روک دی۔زرنور اسکی گاڑی پہنچاتی تھی۔

پہلے تو اسے دیکھ کر خوش ہو گئ۔ اسے اپنی پھوپھو سے بہت پیار تھا۔ اسے پاس ایک پھوپھو کا ہی تو رشتہ تھا اور آصف کو تو وہ اپنا بھائی ہی مانتی تھی۔

لیکن اسے آصف کی نظریں بھی عجیب لگتی تھی۔ احمد صاحب نے اسے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ بس آصف سے دور رہنے کا کہا تھا۔

یہ سب سوچتے وہ اچانک چونک گئ۔ جب آصف اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

ییلو کلر کی شارٹ فروک کے ساتھ وائٹ کلر کا ٹراوزر پہنے وائٹ حجاب کے ہالے میں اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔ اپنے گرد بڑی سے شال لپیٹی ہوئ تھی۔

اسے سر تا پاوں حوس بھری نظروں سے گھورتا کوئ شکاری ہی لگا۔ اس لیے جلدی سے بولی۔

آصف بھائ آپ یہاں۔ کیسی ہو ڈول وہ اسے شروع سے ہی ڈول بولتا تھا۔

میں ٹھیک آپ کیسے ہیں۔

ہم اب تک تو نہیں تھا۔ لیکن اب شائد ہوں۔

جی۔۔۔؟ اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

آو تمہیں چھوڑ دوں۔ وہ بات بدل گیا۔

نہیں نہیں آصف بھائی ڈرائیور انکل ابھی آجائیں گے۔میں انکے ساتھ ہی جاوں گی۔

کیا ہو گیا ہے ڈول اب تو تم ہمارے گھر بھی نہیں آتی اور مجھ سے تو ایسے بھاگتی ہو جیسے میں تمہیں کھا جاوں گا۔

ایسی بات نہیں ہے بھائی۔

تو پھر کیسی بات ہے۔کیا ماموں نے منا کیا ہے۔

ن۔نہیں تو وہ گڑبڑا گئی۔

تو پھر چلو۔

لیکن۔۔۔۔لیکن ویکن چھوڑو آو وہ زبردستی اسکا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں بٹھا گیا۔

آصف بھائی یہ ہم کہاں جارہے ہیں یہ تو گھر کا راستہ نہیں۔

ارے ڈرو مت بس تمہیں آئیس کریم کھلانے لے جارہا ہوں تمہیں بہت پسند ہے نا۔

نئ نئ۔آصف بھائی مجھے نہیں کھانی آپ بس مجھے گھر چھوڑ دیں۔وہ گھبرا گئی۔

ارے ایسے کیسے بس آئیس کریم ہی تو ہے۔ پھر چھوڑ دوں گا تمہیں۔ میں بس ابھی لایا۔ گاڑی آئیس کریم پالر کے آگے روکتا وہ اترا تھا۔ پانچ منٹ میں ہی وہ واپس اگیا۔

لو جی تمہاری فیورٹ چاکلیٹ فلیور۔ تھینکیو۔ وہ جلدی جلدی کھانے لگی۔ وہ چونکی جب اسکا ہاتھ اپنے چہرے کے قریب دیکھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے ہونٹوں کو چھوتا وہ گاڑی کے شیشے سے جالگی۔ یہ۔ کیا کر رہے ہیں آپ۔

تمہیں پتہ ہے تم بہت حسین ہو۔۔۔

زرنور نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ہاں ناسچ کہہ رہاں ہوں دل کرتا ہے تمہارے اس کندن بدن کو چھو کر محسوس کروں۔

آصف بھائی یہ کیا بدتمیزی ہے پیچھے ہٹیں۔ مجھے گھر جانا ہے پلیز۔۔۔ اس بار اسنے کچھ سختی سے کہا تھا۔ وہ گاڑی سے اترنے لگی۔

اوکے سوری۔ میں چھوڑ دیتا ہوں۔ آج کے لئے اتنا کافی تھا۔ ورنہ چڑیا ہاتھ سے نکل جاتی۔

❤❤❤❤❤

وہ جلدی سے گاڑی سے نکل کر اندر بھاگی تھی۔اسکی جلد بازی دیکھتا وہ طنزیہ مسکرایا۔نا جانے کیوں اسے خود سے ڈرتا دیکھ اسکی انا کو سکون ملا تھا۔

وہ جلدی سے آتے روم میں بند ہوئی آنسو ٹوٹ کر گالوں پہ پھسلے تھے۔

اللہ یہ سب کیا ہے۔۔۔اسے آصف سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔اسے سمجھ آرہی تھی کہ آصف کچھ غلط کر رہا ہے۔

وہ نا سمجھ تھی لیکن بچی نہیں۔۔۔۔

زر نور نے احمد صاحب کو آصف کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور یہ اسکی سب سے بڑی غلطی تھی۔

اب تو یہ روز کا معمول تھا وہ یونی جاتے آتے اسکے پیچھے آتا۔اسکو کالز کرتا۔میسیج پر نا جانے کیا کیا لکھ کر بھیجتا وہ کافی ڈسٹرب ہو گئی تھی۔

وہ یونی سے لوٹی تو پھوپھو آئی ہوئیں تھیں۔وہ ڈر گئی۔کہ کہیں وہ بھی تو نہیں آیا۔لیکن پھوپھو اکیلی تھیں اس لیے شکر کا سانس لیا۔

وہ اسکی کزن رانیہ کی شادی کا کارڈ لے کر آئیں تھیں۔رانیہ بہت اچھی تھی۔اپنی ماں سے الگ۔پھوپھو چلی گئیں تو وہ بابا کے پاس آئی۔

بابا۔شادی پر جانا ضروری ہے۔انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

مطلب میرے ایگزیمز ہیں ناتو اسی لیے۔۔۔ارے تو ہم کچھ گھنٹوں کے ہی جائے گے نا۔

جی بابا۔اسکو بہت ڈر لگ رہا تھا۔لیکن چاروں ناچارو جانا تو تھا۔۔احمد صاحب کی بہن اور آصف دونوں نے ہی ان سے معافی مانگی تھی انھیں بھی بات بڑھانا ٹھیک نہیں لگا اور کھلے دل سے معاف کر دیا۔
انھیں لگا بات ختم ہو گئ۔لیکن یہ انکی غلط فہمی تھی وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر رہے تھے۔۔۔

شام کو مہندی تھی سو وہ جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔نور بیٹے اب آجاو اور کتنی دیر۔۔۔
بس بابا آگئ۔وہ خود کو آئینے میں دیکھتی رک سی گئ۔پیلے رنگ کی لونگ فروق پہنے۔بالوں کی دونوں سائیڈوں سے مانگ نکال کر ٹیکا لگایا ہوا تھا۔شائستگی سے دوپٹہ سر پر سیٹ کیے میک اپ کے نام پر ہلکا سا لپ لوز اور مسکارے سے پلکوں کو سنوارا تھا۔
ناک میں ہیرے کی چھوٹی سی نتھ چمک رہی تھی وہ اتنے میں ہی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ خود کو دیکھ کر حیران تھی۔
اسکا چاندی سا سراپا دمک رہا تھا۔وہ جلدی سے کلچ اور موبائل اٹھاتی نیچے بھاگی تھی۔

احمد صاحب نے اسے دیکھ کر بے ساختہ ہی ماشااللہ کہا تھا۔اور اسکی نظر اتاری تھی وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔

❤❤❤❤

وہ لوگ ہال پہنچے تو مہندی کے رسم جاری تھی۔وہ پھوپھو سے ملتی رانیہ کے پاس گئ۔

واو آپی آپ تو بہت پیاری لگ رہی ہیں ماشااللہ۔مہندی رنگ کے غرارے میں مہندی کی دلہن بنی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

مجھ سے زیادہ تو میری گڑیا پیاری لگ رہی ہے۔وہ جھینپ گئ۔مہندی کی رسم جاری تھی۔

لیکن وہ بور ہو رہی تھی وہ یہاں کسی کو جانتی بھی نہیں تھی۔۔رانیہ کی کزنز وغیرہ نے محفل لگائی ہوئی تھی۔

اور عورتیں بھی بار بار اسے مڑ اسکے غیر معمولی حسن کو دیکھ رہی تھیں۔

اسے کوفت ہوئی اس لیے۔وہ سب سے ایک سائیڈ ہو کر بیٹھ گئ۔وہ فون میں بزی تھی۔جب اسے لگا کہ کوئی اسکے ساتھ آکر بیٹھا ہے۔اسنے سر اٹھا کر دیکھا تو آصف کو دیکھ کر سیدھی ہوئی۔

چہرہ سفید پڑا وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

زرنور نے بلاوجہ ہی دوپٹہ صیح کیا۔

آج تو سچ مچ کی گڑیا لگ رہی ہو۔

اسے اب آصف کی نظریں اور اور زو معنی باتوں سے ڈر لگنے لگا تھا۔ لیکن مسلہ یہ تھا کہ وہ کسی کو بھی بتا نہیں سکتی تھی۔۔بے بسی سے آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو غضب ڈھا رہی ہو سچ میں۔ اپنی غلیظ نظریں اس پر گاڑھے وہ خباثت سے بولا۔

آصف جانتا تھا کہ وہ ڈرپوک لڑکی ہے۔ کسی کو کچھ بھی نہیں کہ سکتی۔ اس لیے ڈھٹائی سے بول رہا تھا۔

کیا بکواس کر رہیں آپ آصف بھائی۔ زر نور کو بھی غصہ آ گیا۔

بکواس کیا سچ ہی تو بولا ہے۔ وہ اٹھ کر جانے لگی کہ آصف نے ٹیبل کے نیچے سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

چھوڑیں کیا کر رہے ہیں ہوش میں تو ہیں۔ وہ اب سچ میں ڈر گئی۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے اس لیے چپ چاپ چلو اگر یہاں تمنے کچھ کیا تو اپنا تماشہ تم خود لگواو گی۔

وہ بے بسی سے ادھر ادھر دیکھتی اسکے ساتھ چل دی۔ وہ اسے بیک سائیڈ لے آیا۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔ آصف نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ بھاگنے کو پر تولی۔

زر نور۔۔۔ وہ غصے سے ڈھاڑا تو وہ ڈر کر دیوار سے جا لگی۔

زرنور میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔وہ پل میں لہجہ بدل گیا۔ تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن تمہارے اس بڈھے باپ نے بیچ میں ٹانگ اڑائی ہوئی ہے۔

لیکن اب مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔شادی نا سہی تم ایسے تو میری ہو سکتی ہونا۔وہ غلیظ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زرنور کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بس کسی طرح یہاں سے غائب ہو جائے۔۔۔

پ۔پلیز۔م۔مجھے جانے دیں۔۔م۔میں آپکی۔ب۔بہن ہوں۔

شٹ اپ۔کوئی بہن وہن۔ نہیں ہو اور خبر دار آئندہ اگر مجھے بھائی بولا تو۔

وہ اسکے ڈر سے کانپتی اپنی سسکیاں دبا رہی تھی۔ویسے آج تو قیامت لگ رہی ہو۔

وہ اسکے نزدیک آیا۔ن۔نہیں۔وہ سسکی۔

تمہارا یہ حسن اس سے تو کوئی بھی پاگل ہو جائے۔وہ اسکے بازو پر انگلیاں چلاتا اس سے پہلے کہ اس پر جھکتا زرنور نے اپنے پورے زور سے اسے دھکا دیا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھا ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا وہ بھاگ گئ۔وہ پارکنگ ایریا میں آئی تھی۔سامنے ہی انکی گاڑی کھڑی تھی وہ بھاگ کر گاڑی میں بیٹھ گئ۔۔

منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکیاں کا گلا گھونٹتی وہ اذیت کی حد پر تھی۔ کتنی ہی دیر وہ خوف سے کانپتی ہچکیوں سے روتی رہی۔ گاڑی کے شیشے پر نوک ہونے پر ہونے بمشکل خود کو سنبھلا تھا۔ڈرائیور تھے۔ اسنے شکر کا سانس لیا۔ا۔انکل مجھے گھر جانا ہے۔وہ بمشکل ہولی۔وہ سر ہلاتے گاڑی نکالنے لگے۔

گھر پہنچتے وہ سیدھا اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔دروازہ بند کرتے وہ اسکے ساتھ ہی نیچے بیٹھتی چلی گئ۔سسکیاں جو کب سے روکی ہوئیں تھیں۔آزاد ہوتی گئیں۔

وہ اونچی آواز میں رونے لگی۔

پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رو رہی تھی۔اپنے بازو پر اسکا حیوان کا لمس محسوس کرتے وہ کانپی۔واشروم میں جاکر شاور اون کیا اور اسکے نیچے کھڑی ہوتی اپنے بازو کو رگڑنے لگی۔

ناخونوں کی وجہ سے بازو پر برے طریقے سے خراشیں پڑ گئیں۔تھک ہار کر وہ کپڑوں سمیت بھیگتی بیٹھتی چلی گئ۔اسے ناجانے کتنی ہی دیر گزر گئ۔

گھٹنوں میں منہ دیے انکے گرد اپنے بازو باندھے بیٹھی تھی۔جب اپنے نام کی پکار سنائ دی۔

آہستہ آہستہ دماغ بیدار ہوا۔وہ اسکے بابا کی آواز تھی۔اسکا دل چاہا وہ ڈور کر انکی پناہوں میں چھپ جائے۔۔۔

لیکن انکی طبیعت پہلے ہی خراب تھی اس لیے وہ لڑکھڑاتی اٹھی تھی۔۔۔

بابا میں ٹھیک ہوں آرہی ہوں۔بمشکل انھیں جواب دیا۔وہ کپڑے لیتی ڈریسنگ روم میں چلی گئ۔۔۔

احمد صاحب کو جب وہ ہال میں نہیں دکھی تو انہونے کافی ڈھونڈا اسے۔ فون کیا تو اسکا فون اور کلچ ٹیبل پر پڑا ملا۔ پارکنگ سے گاڑی بھی غائب سے ڈرائیور سے پتا چلا کہ وہ گھر چلی گئ ہے۔ اس لیے وہ وہاں سب سے معذرت کرتے واپس آ گئے۔

دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ سرخ سوجھی آنکھوں اور زرد ہوتے چہرے کہ ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

نور بیٹے کیا ہوا وہ تڑپ گئے اپنے شہزادی کی حالت دیکھ کر۔ اسے سینے سے لگاتے انکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔۔

بچے بتاو مجھے کیا ہوا کسی نے کچھ کہا ہے۔ مہربان آغوش پاتے ہی آنسو پھر سے باغی ہونے لگے۔ احمد صاحب بوکھلا گئے کہ نا جانے اسے کیا ہوا ہے۔۔

نور میری جان میرا بچہ بتاو بابا کو کیا ہوا۔

بابا۔۔۔

جی بچے۔ ماں کیوں چلی گئیں۔ وہ سر اٹھا کر ان سے سوال کرتی انکا دل چیر گئ۔

مجھے ماما کی بہت یاد آ رہی ہے بابا۔ بس اسی لیے رونا آ گیا۔ انکا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر اسنے بات سنبھالی۔۔۔

ادھر آو۔مجھے سچ سچ بتاو کیا بات ہے نور کچھ ہوا ہے کیا۔وہ باپ تھے آخر اسکی حالت دیکھ کر انکا دل بیٹھا جارہا تھا۔۔۔

نہیں بابا بس طبیعت خراب تھی۔وہاں کسی کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے آگئ۔سچی میں۔اب میں ٹھیک ہوں۔

پہلے کبھی ایسے اتنی بھیڑ میں نہیں گئ نا اس لیے۔آپ پریشان مت ہو۔۔۔وہ زبردستی مسکرا کر بولی۔

وہ سر ہلاتے اسکے سر پر بوسہ دیتے چلے گئے۔وہ رات اسنے اذیت میں گزاری تھی وہ باپ سے کیا کہتی کہ مجھے کسی نے ایسے چھویا تھا۔اس لیے کہتے ہیں ماں ماں ہی ہوتی ہے۔

ماما آج آپ ہوتی تو میں بتاتی اسنے مجھے ہاتھ لگایا تو مجھے اچھا نہیں لگا۔کتنی وحشت ہو رہی ہے۔آپ ہوتی تو مجھے چھپا لیتی۔وہ آنکھیں موندتی گہری سوچوں میں غرق تھی۔

نا جانے کیوں انہیں لگ رہا تھا کہ کوئ بات ہے جو انکی شہزادی انہیں بتا نہیں رہی۔تھی۔لیکن پھر یہ بھی سوچتے کہ وہ بھلا کیوں چھپائے گی۔ایک طرف مطمئین تھے۔۔۔

لیکن نا جانے کیوں دل کو ڈھڑکا سا لگا ہوا تھا۔۔۔۔

اسکی رات آنکھوں میں کٹی تھی۔اذیت ہی اذیت ہی صبح فجر کے وقت نماز پڑھ کر اسکو سکون ملا تھا۔دعا مانگتے اسکے آنسو خود بخود اسکے گال بگھوتے گئے۔۔۔

"یااللہ تو تو دلوں کے حال جانتا ہے مجھے میرے حال پر نا چھوڑنا میرے خدا میری اس اذیت کو راحت میں بدل دے میری عزت کی حفاظت فرما۔۔۔"

وہ پر سکون ہو گئی۔نماز کے بعد بیڈ پر لیٹی تو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

جب وہ اٹھی تو صبح کہ نو بج رہے تھے۔یونی سے اوف تھا تو کوئی ٹینشن نہیں تھی۔لیکن آج رانیہ کی برات تھی۔وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن جانتی تھی اگر نا گئی تو بابا بھی پریشان ہونگے اور اسکی پھوپھو اسکے بابا کو تانے مارتی رہیں گئی۔

وہ اپنی تکلیف برداشت کر سکتی تھی اپنے بابا کا جھکا ہوا سر نہیں۔۔۔

فنکشن رات کا تھا۔۔وہ سستی سے اٹھی فریش ہو کر باہر آئی۔ہال میں آصف کو دیکھتے اسکا چہرہ سفید پڑ گیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ واپس مڑتی بابا نے اسے دیکھ لیا تھا۔

ارے نور بیٹے آجاو۔

اسنے گہری سانس لی۔ اسلام و علیکم۔ گڈ مورنگ بابا۔

مورنگ بیٹے اب طبیعت کیسی ہے۔۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

جی بہتر ہے بابا۔۔۔

کیسی ہو زرنور۔ ابکی بار وہ بولا۔

ٹ۔ ٹھیک ہوں۔ بابا۔ میں جاوں۔

ہاں جاو بیٹے۔ وہ منٹ سے پہلے اٹھ کہ بھاگی تھی۔۔۔

سارا دن یہی سوچتے گزرا کہ اس سے کیسے بچے۔ میں رانیہ آپی کے ساتھ ہی رہوں گی۔ خود ہی جواب دیتی وہ تیار ہونے لگی۔

وائٹ کلر کا فراق جسکے گلے اور باڈر پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا۔ اسکے ٹخنوں تک تھی۔ گولڈن ہی ڈوپٹہ اور گولڈن ہی ٹروازر تھا تھی۔

بالوں کی فرنچ چوٹیا بنالی۔ ہلکا گلابی لپ گلوز اور آنکھوں پر مسکارا لگایا تھا۔ ہیزل گرین آنکھیں گلابی ہو رہیں تھی۔ آنکھیں اتنی سحر زدہ لگ رہی تھیں کہ کوئی بھی مبہوت رہ جاتا۔۔۔

اسنے کبھی اپنے حسن پر غرور نہیں کیا۔ لیکن آج اسے اپنا یہ غیر معمولی حسن ذرا بھی اچھا نہیں لگا۔ اسی حسن کی وجہ سے آصف جیسا درندہ اسکے پیچھے تھا۔۔۔۔

لیکن خیر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئ۔ دوپٹہ اچھے سے سر پہ سیٹ کر کے وہ نیچے آئ تھی۔۔۔

وہ لوگ جب میرج ہال پہنچے تو وہ برائیڈل روم میں چلی گئ۔رانیہ اس سے ملتی کل بنا بتائے جانے پر شکوہ کرنے لگی۔

اس ثناء میں برات آگئ کا شور اٹھا۔کچھ ہی دیر میں نکاح کی رسم بھی ہو چکی تھی۔۔۔

پھوپھو کو آصف سے کچھ بات کرنی تھی اس لیے وہ زرنور سے کہنے لگی کہ وہ اسے بلالائے۔۔۔

پھوپھو میں۔ارے ہاں بھئ تم۔۔۔

جلدی سے جاو۔پھوپھو نے نخوت سے کہا۔اصل میں وہ زرنور کے بارے میں کافی عورتوں نے ان سے پوچھا تھا یہاں تک کہ رانیہ کی ساس نے بھی اپنے چھوٹے بیٹے کے لیئے لیکن وہ کسی طرح ٹال گئیں۔۔۔

لیکن پھوپھو۔وہ اسکی سنے بغیر ہی جاچکی تھیں۔وہ مارے بندھ کے اسے بلانے چلی گئ۔

وہ اسے ہال کے کونے میں کسی سے بات کرتا نظر آیا۔زرنور کا دل کیا وہ یہاں سے بھاگ جائے۔لیکن ہائے رے یہ دنیا۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اسکے پاس گئ۔۔۔

آپکو پھوپھو بلا رہی ہیں وہ آہستہ سے بولی۔آصف تو اسکے سوگوار حسن میں کھویا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وہ وہاں بھاگتی چلی گئ۔۔

اسے بار بار اپنے اوپر اٹھتی نظروں سے کوفت ہوئی۔وہ جھنجھلاتی بیک سائیڈ پہ آگئ۔یہاں پر کوئ نہیں تھا۔اسے سکون ہوا۔وہ چاند کو دیکھتی نا جانے کہاں کھوئ تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کا گمان ہوا۔۔۔

آصف جو کہ کب سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔اسے باہر آتے دیکھ اسکے پیچھے ہی چلا آیا۔۔۔

زرنور نے ڈر کر پیچھے دیکھا۔اسے دیکھتے اسکی سانس اٹکی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی اسکی کلائ آصف کے قبضے میں آچکی تھی۔

آں آں۔کہاں بے بی ڈول۔اپنے اس حسن کو سراہنے کا موقع تو دو۔وہ خباثت سے ہنستا اسے واپس کھینچ گیا۔

یہ۔کیا بدتمیزی ہے۔چھوڑیں مجھے۔آپ انتہا کے گھٹیا انسان ہیں۔جانور کہیں کے۔۔۔

آصف نے اسکا منہ دبوچا۔کیا بول رہی تھی۔گھٹیا ہوں میں۔ابھی میرا گھٹیا پن دیکھا ہی کہاں ہے تم نے بے بی۔۔۔

چلو آج تمہیں گھٹیا پن کا ٹریلر دکھاتا ہوں۔پکچر کے لیئے یہ وقت سہی نہیں۔وہ خباثت سے ہنسا۔

ن۔ نہیں۔ پلیز نئ۔ م۔ میں سب کو بتاوں گئ۔ تمہارا یہ غلیظ چہرہ۔ ہچکیاں بھرتے کانپتے وجود کے ساتھ خود کو چھڑانے کی کوشش کی تھی۔

ب۔ بابا کو بتا گی۔ ب۔ بابا وہ چیخی۔

ہاہاہا جتنی مرضی کوشش کر لو یہاں کوئ نہیں آئے گا۔اور رہی بات بابا کو بتانے کی پتا ہے کیا ہو گا۔۔۔

تمہارا وہ بڈھا باپ دل کا مریض ہے سیدھا اوپر جائے گا۔وہ قہقہ لگاتے اسے خوفزدہ کر گیا۔

ن۔ نہیں پ۔ پلیز۔ می۔ میں کسی کو کچھ نہیں باتوں گی۔ پ۔ پلیز م۔ مجھے ہاتھ مت لگائیں۔ م۔ مت چھوئیں۔ اسکا ہاتھ اپنی گردن پر محسوس کرتی تڑپی تھی۔

پ۔ پلیز یہ ب۔ بیڈ ٹچ۔ ہوتا۔ م۔ میں بابا کون۔ نہیں بتاوں گی۔ پ۔ پلیز چھوڑ دیں۔

لیکن اس درندے پر کوئ اثر نہیں پڑا۔وہ اسکا چہرہ دبوچے اسے ہونٹوں پر جھکنے لگا۔۔۔

اس سے پہلے اپنے نام کی ڈھاڑ پر ٹھٹکا تھا۔اسنے جیسے ہی پیچھے مڑنا چاہا۔ زوردار تھپڑ پڑا تھا اسے اسکے چہرے پے درپہ تھپڑ پڑتے گئے۔

بیغیرت۔ ذلیل انسان۔ اپنے گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالتے شرم نہیں آتی۔۔۔

زرنور گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتی چلی گئ۔

احمد صاحب کو جب رخصتی کے بعد بھی زرنور کہیں نا دکھی تو وہ پریشانی سے اسے ڈھونڈنے لگے۔ لیکن وہ انہیں کہیں نا دیکھی۔

ذکیہ بیگم (پھپو پھو) اور اجمل مرزا آصف کے والد کو جب پتا چلا تو وہ بھی پریشان ہو گئے تھے۔

وہ انہیں کہیں بھی نہیں ملی۔ وہ اس تینوں اس سائیڈ پر آئے تو۔ اپنی آنکھوں سے سب دیکھ اور کانوں سے سب سن چکے تھے۔

احمد صاحب تو سکتے میں تھے۔

آصف کے ولد آگے بڑھے اور پے در پے اسے مارنے لگے۔ ذکیہ بیگم نے جلدی سے آگے بڑھ کہ انھیں روکا تھا۔۔۔

احمد صاحب نے زرنور کو سنبھالا۔ جب اپنی بہن کی آواز پر ساکت ہوئے۔۔۔

یہ سب اس کلموہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ کیوں میرے بیٹے کو مار رہے ہیں۔ ارے اسی نے بلایا ہو گا۔۔۔۔

امی ٹھیک کہہ رہی ہیں اسی نے مجھے یہاں بلایا تھا۔

ن۔ نہیں ب۔ بابا۔ م۔ میں نہیں۔ وہ سسکیاں بھرتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

نہیں کیوں۔ یہ اپنے حسن کے پیچھے نا جانے کتنے لڑکوں کو پھانس چکی ہو گی اور وہ ابھی اور کچھ بولتیں کہ اجمل مرزا کا طمانچہ انکا منہ بند کروا گیا۔

بند کرو اپنی بکواس۔ ہم سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور سنا ہے۔ اسکے بعد بھی یہ سب بکواس کر رہی ہو۔

احمد صاحب زارو قطار رو رہے تھے پتا نہیں کب سے انکی بیٹی یہ سب برداشت کر رہی تھی۔

اچانک انھیں لگا کہ اسکا وجود حرکت نہیں کر رہا۔ نور انہوں نے اسکا چہرہ سامنے کیا۔ نور میرے بچے۔ اسکے ناک سے خون نکل رہا تھا اور اسکا وجود ساکت تھا۔۔

💕💕💕💕احمد صاحب اور اجمل مرزا جیسے تیسے

اسے لے کر ہسپتال پہنچے تھے۔ احمد صاحب تو کوئی حوش ہی نہیں تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے انہونے میجر عالم کو فون کر دیا تھا۔

حال:

وہ کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹتی سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔باہر جانا بھی ضروری تھا۔شاہ ولا کے سب لوگ حویلی آنے والے تھے۔اور مرتسم کی طبیعت کی بھی فکر تھی۔اسکی طبیعت پر بات آئی تو وہ ہر بات چھوڑ شرم بھلا کر باہر آچکی تھی۔

وہ باہر آئی تو سیدھا کچن کی طرف آئی۔لیکن یہ کیا۔جس سے وہ بچ رہی تھی وہ تو سامنے ہی اپنی پوری وجاہت کے ساتھ براجمان تھا۔ولی کے ساتھ کسی موضوع پر بحث کر رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچن کی طرف بھاگتی ولی اسے دیکھ چکا تھا۔

عینا آو۔مرتی کیانا کرتی ادھر ہی آ گئی۔

آج اتنی لیٹ اٹھی۔طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔

ولی کی بات پر سر اثبات میں ہلاتی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ایک بار بھی نظریں اٹھا کر اسکی طرف نہیں دیکھا۔جانتی تھی وہ پرشوق نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا ہے۔عینا۔۔جی۔تیری اور میر کی لڑائی ہوئی ہے کیا۔

نہیں تو۔ولی کی بات پر اسنے ناسمجھی سے سر اٹھایا تھا۔

پھر تو نے آتے ہی اسکی طبیعت کا بھی نہیں پوچھا۔

ن۔نہیں تو ولی میں وہ بوکھلا گئی۔کہ ولی کو کیا جواب دے۔

تیری اطلاع کے کیلئے عرض ہے وہ صبح ہی میری طبیعت کا پوچھ چکی ہیں۔مرتسم کے جواب پر عینا نے جلدی سے سر ہلایا تھا۔

ہاں میں بھی کہوں ایسا ہو کیسے سکتا ہے کہ تم دونوں کی لڑائی ہو جائے۔ولی کو کال آئی تو وہ اٹھ گیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بھی بھاگتی مرتسم سرعت سے اسکی کلائی کابو کر چکا تھا۔

وہ لب کاٹتی پھر اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔وہ اسے گہری نظریں سے دیکھ رہا تھا۔

ہلکے نیلے رنگ کے فراق پہنے۔دوپٹہ شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔چاکلیٹی بال ڈھیلی چوٹی میں بندھے تھے۔کسی بھی آرائش سے پاک چہرہ گلابی ہو رہا تھا۔اس نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

مجھ سے بھاگ رہی ہیں۔بھاری گھمبیر آواز پر اسنے حلق تر کیا۔وہ نظریں چرا گئی۔۔۔۔

اپنے میرا حال بھی نہیں پوچھا۔۔کہیں درد تو نہیں۔مایوس لہجے میں شکوہ کیا گیا۔لیکن آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔۔

اسکی بات پر اسنے تڑپ کر سر اٹھایا۔

کیا کہیں درد ہو رہا ہے آپکو۔۔۔

مرتسم نے کچھ سوچ کر سر ہلا دیا۔

آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ آپکو باہر آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ رکیں۔ میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔ وہ تو بوکھلا ہی گئ۔

عین۔ ویٹ ویٹ۔ مذاق کر رہا تھا یار۔ اسکے یوں بوکھلا کر اٹھنے پر وہ جلدی سے بولا۔۔۔

مذاق عینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

سیر یسلی شاہ۔ آپکو یہ مذاق والی بات لگتی۔ وہ خفگی سے بولی۔

لیکن آپکو ویسے بھی تو میرا خیال نہیں۔ عینا نے خفا سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ لاونج میں ہل چل ہوئ تھی۔ شاولا کے سب لوگ آ چکے تھے۔۔۔

میر نے نرمی سے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ اٹھ کر سب سے ملنے لگی۔۔

بی جان تو میر کی پیشانی چومتی رو پڑیں۔ میر بچے یہ کیا حال کر لیا۔

بی جان میں ٹھیک ہوں۔ چھوٹی سی تو چوٹ ہے۔ ایک بازو انکے گرد پھیلا کر اپنے ساتھ لگا یا۔۔۔

آپ لوگ پریشان مت ہوں میں بلکل ٹھیک ہوں۔ سب کے پریشان چہرے دیکھ اسے دکھ ہوا تھا۔ ماہم نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی چومی تھی۔

بلکل ٹھیک کہ رہا ہے۔میر ٹھیک ہے۔اب شیر بھی تو کبھی کبھار زخمی ہوتا ہے رہتا ہے۔ماہم کی بات پر سب ہولے سے مسکرا دیے۔۔۔

عینا ادھر آو۔دو ہی دن میں کیا حال کر لیا تم دونوں نے۔اسکی سرخ سوجھی آنکھیں دیکھتے سبکا دھیان اسکی طرف ہوا تھا۔۔۔

نہیں ماما میں ٹھیک ہوں۔وہ آنکھوں میں انفیکشن ہو گیا تھا بس اسی لیے ریڈ ہیں۔اسے اندازہ تھا اپنی آنکھوں کا سب کا دھیان اپنی طرف ہوتے دیکھ جلدی سے بولی تھی۔

چلیں سب لوگ پہلے ناشتہ کر لیں۔ناشتہ ریڈی ہے۔ناشتے کے بعد بی جان نے میر کے سر صدقے کے بکرے دیے تھے۔۔۔

وجدان اور بابا جان نہیں آئے تھے۔باقی سب لوگ یہں تھے۔

عینا ہم لوگوں نے اور بھی بہت کچھ سنا ہے۔سب لوگ ہال میں محفل لگائے بیٹھے تو اچانک سے ماہین بھابھی بولیں۔۔

کس بارے میں بھابھی ام حانم کے ساتھ کھیلتے اسنے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔۔

ارے بھئی اسی بارے میں جسکے چرچے پیراپور (گاوں) کی زمین پر خاص و عام ہو رہے ہیں۔

کیا مطلب بھابھی۔۔

ارے ماہین کا مطلب اسی بارے میں ہے جو کل تم نے شاویز شاہ کے ساتھ کیا۔شاویز شاہ کو مات دے کر تم نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت بھی کمزور نہیں۔

یہ مات صرف شاویز شاہ کی نہیں ہے ایسا۔یہ مات ہر اس شخص کی ہے جو عورت کو ایک کھلونا اور استعمال کی چیز سمجھتے ہیں۔عینا نے مرتسم کو دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔اسکی آنکھوں میں فخر تھا۔وہ بھی ہر سوچ بھلا کر مسکرا دی۔

تبھی اچانک سے مسکان کہ وہاں آجانے پر سب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

یہ وہی لڑکی ہے جسے کل میر لوگ بچا کر لائے تھے۔عینا جلدی سے بولی۔

اِدھر آو بچے۔ماما نے اسے اپنے پاس بلایا۔وہ ڈر گئی کہ کہیں اسے اب یہ لوگ ماریں گے اسکی وجہ سے انکا بیٹا اتنا زخمی تھا۔

ڈرتی انکے پاس آئی۔کتنی پیاری بچی ہے۔کیا نام ہے۔انکے پیار سے پوچھنے پر اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مسکان نام ہے۔

ارے رو کیوں رہی ہو بچے۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔ماہم نے اٹھ کہ اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

بی جان آرام کرنے جاچکی تھیں۔مرتسم بھی جاچکا تھا گاوں کے کچھ لوگ اس سے ملنے آئے تھے۔

ماضی:

عالم صاب کو جیسے ہی پتا چلا وہ دوڑے چلے آئے تھے۔انکو دیکھ کر احمد صاحب پھوٹ کر رو پڑے۔جسکو ساری زندگی اس زمانے کے سرد و گرم سے بچا کر رکھا۔آج اپنوں نے ایسے پور پور زخمی کر دیا تھا۔

وہ انھیں سب بتاتے چلے گئے۔

نا جانے کب سے میری بیٹی یہ سب برداشت کر رہی تھی۔میں اچھا باپ نہیں بن سکا عالم میں اچھا باپ نہیں بن سکا۔

انکی اپنی آنکھیں نم ہوئیں تھیں اجمل مرزا شرمندہ سے وہاں سے چلے گئے تھے۔

ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئے تھے۔ڈاکٹر میری بچی۔

آپکی بیٹی کا نروس بریک ڈاون ہوا۔ٹریٹمینٹ کر دیا ہے لیکن جب تک وہ ہوش میں نہیں آجاتیں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔آپ لوگ دعا کریں۔وہ انھیں موت کی نوید سناتے وہاں سے چلے گئے۔

احمد دل پہ ہاتھ رکھتے گرتے گئے۔

احمد احمد ڈاکٹر۔کوئی ہے۔احمد صاحب کو افراتفری میں ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔

ڈاکٹر کیا ہوا۔آپکے پیشنٹ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔

میجر عالم تھک کر یوں بیٹھ گئے جیسے سب کچھ لوٹا دیا ہو۔

انکے بھائی جیسے دوست کا گھر برباد ہو گیا تھا۔زرنور انھیں بلکل ایسی تھی جیسے انکی اپنی بیٹی اسکی تکلیف سوچتے وہ کراہ اٹے تھے۔

آخر دو گھنٹوں بعد ڈاکٹر نے زرنور کے ہوش میں آنے کی خبر سنائی تھی۔لیکن اسکے ساتھ ہی ایک قیامت تھی جو اب اس پر گزری تھی لیکن وہ ان سب سے انجان دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔ نہیں جانتی تھی کہ اسکی دنیا لٹ گئ تھی۔وہ باپ کے سائے سے ہمیشہ کے لیئے محروم ہو چکی تھی۔وہ آج پوری یتیم ہو گئ تھی۔ایک لاوارث بیٹی۔وہ اس آغوش سے محروم ہو گئ تھی جو اسکے لیئے سکون تھی۔

ہوش میں آتے ہی اسنے بابا کا ہی پوچھا تھا۔ لیکن عالم صاحب نے انکی طبیعت خرابی کا بتایا تھا۔ لیکن اسے یقین نہیں آیا تھا۔ بیٹی کا دل تھا۔ وہ جانتی تھی بہت کچھ غلط ہو چکا ہے جو اس سے چھپایا جا رہا ہے۔۔۔

اگلی صبح اس پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔ اسکے پیارے بابا اسے چھوڑ کر جا چکے تھے۔ عالم صاحب اسے جیسے ہی گھر لائے۔

اپنے بابا کی میت دیکھ کر اسکی آہیں پورے گھر میں گونجی تھی۔ ذکیہ بیگم بھی آ چکی تھیں رانیہ بھی آ گئ تھی وہ دونوں اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔

لیکن وہ کسی کے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ بار بار پاگلوں کی طرح اپنے بابا کا چہرہ چومتی انھیں پکارتی یر ایک ہی آنکھ نم کر چکی تھی۔

میت اٹھاتے وقت وہ ان سے لپٹ گئ تھی۔ نفی میں سر ہلاتی کسی کو بھی قریب نہیں آنے دے رہی تھی۔ اسکی دوست ماہرہ اور رانیہ زبردستی اسے پکڑا تھا۔

بابا کی پکار کرتے وہ غش کھا کر گر گئ۔

❤❤❤❤❤

وہ بے سود سی ویران حالت میں بیٹھی تھی۔ احمد صاحب کا سوئم بھی ہو چکا تھا۔ ہوش میں آتے اسنے بہت شور مچایا۔ لیکن دو دن تک تڑپ تڑپ کر وہ خود ہی چپ ہو گی۔ نا جانے کیسی چپ تھی جو کل سے نا ٹوٹی تھی۔

نا کچھ کھا رہی تھی نا پی رہی تھی۔ماہرہ اور رانیہ اسے بلا بلا کر تھک چکی تھیں۔ لیکن وہ بس ویران نظروں سے انھیں دیکھتی رہتی۔

دن گزرتے گئے انکا نو وہ بھی ہو چکا تھا۔وہ چپ سی ایک کونے میں اجڑی حالت میں بیٹھی تھی۔اسکی حالت میں کوئی سدھار نا آیا تھا۔مائرہ زبردستی اسے کھانا کھلا دیتی تو وہ دو ہی نوالے لے کر پیچھے ہو جاتی۔۔۔۔

پھوپھو اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی۔ لیکن عالم صاحب نے کسی بھی ہنگامیں کے بغیر اسکے بابا کی وصیت انکے سامنے رکھ دی تھی۔ جسمیں صاف صاف لکھا تھا کہ اگر انھیں کچھ ہو جاتا ہے تو۔۔۔
انکے بعد انکے گھر پراپرٹی پر سارا حق زرنور کا ہو گا۔اور اپنے بعد وہ زرنور کی سرپرستی اپنے دوست میجر عالم کے نام کرتے ہیں۔۔۔۔
اس دن انکی باتوں کو سوچتے احمد صاحب نے سب سے پہلے اپنی ول بنائی تھی۔
پھوپھو تو صدمیں میں تھیں کہ انکی بھائی کو ان سے زیادہ کسی غیر پر بھروسہ تھا۔وہ بھی خاموش ہو گئیں اور چلی گئیں۔
سب لوگ تو پہلے ہی جا چکے تھے پھوپھو کے جانے کے بعد مائرہ بھی چلی گئ تھی۔ لیکن اسے کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔

عالم صاحب نے جب اسے یہاں سے چلنے کا کہا تو تو پھوٹ پھوٹ کر رہ پڑی۔ ضبط پھر سے ٹوٹ پڑا۔ وہ جانے سے انکاری تھی۔۔۔

انکل یہ گھر یہاں میرے بابا کی یادیں جڑی ہیں۔ میرا بچپن کھیلا ہے یہاں۔ میرے ماں باپ کا پیار ہے یہاں۔ میں نہیں جاوں گی۔

لیکن جب انہوں نے اسے وصیت دکھائی تو وہ بے بسی سے روتی جانے کے لئے تیار ہو گئ۔

انہی دنوں اسکی دوست مائرہ پیرس جا رہی تھی۔ اپنی فیملی کے ساتھ۔ انہوں اسے انکے ساتھ وہیں بھیج دیا۔ وہ لوگ بہت اچھے تھے۔ گھر میں بس مائرہ اسکی ماں اور اسکے والد تھے۔ جانے سے پہلے وہ قبرستان آئ تھی۔۔۔

"بابا" انکی قبر کی مٹی ہاتھوں میں بھرتے اسکی سسکیاں نکلیں تھیں۔

بابا میں بھری دنیا میں اکیلی ہو گئ ہوں۔ آپکی شہزادی رل گئ ہے بابا۔ آپ کیوں مجھے چھوڑ گئے بابا واپس آجائیں۔ پلیز بابا۔ میں نہیں رہ سکتی آپکے بغیر بابا میرا دم گھٹتا ہے۔ انکی قبر سے ماتھا ٹکاتی وہ اونچی آواز میں روتے انھیں پکار رہی تھی۔ شاید بھول گئ تھی کہ مرے ہوئے لوگ واپس نہیں آتے۔۔۔

وہ جاتے ہوئے میجر عالم سے وعدہ لے کر گئ تھی کہ وہ ہر ہفتے بابا کی قبر پر آئیں گے۔انہوں نے یہ وعدہ باخوبی نبھایا تھا۔

دو سال تک وہ پیرس رہی۔دو سال بعد وہ ضد کر کے لوٹ آئ وہ اپنے گھر ہی واپس آئ تھی۔ سنبھل گئ تھی۔ لیکن بھول نہیں پائ۔

انہی دنوں میجر عالم کو علم ہوا کہ آصف جسے انہوں نے جیل میں بند کروایا تھا رہا ہو گیا ہے۔اور زرنور تک پہنچنے کی کوشش میں ہے۔

اس لیے انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔غازی کو کسی نا کسی طرح منا لیا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ زرنور کی زندگی بھی سنور جائے اور غازی بھی زندگی کی طرف لوٹ آئے۔

بدلے کی جو آگ اسکے وجود کو ختم کر رہی تھی وہ کسی طرح تھم جائے۔۔

حال:

وہ چپ ہوئے تو انکا سانس پھولا ہوا تھا اور آنکھوں میں نمی تھی۔غازی نے خاموشی سے انھیں پانی کا گلاس پکڑا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

میجر نے اسے دیکھا۔ جسکی آنکھوں کے کنارے سرخ تھے۔ ہونٹ سختی سے آپس میں پیوست سے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں میچی ہوئی تھیں اتنی سختی سے کہ ہاتھوں کی نسیں پھولیں ہوئیں تھیں۔

غازی وہ بہت معصوم ہے۔ بہت وقت لگا ہے اسے سنبھلنے میں اسے نرمی سمیٹ لینا غازی ذرہ سی سختی اسکو بکھیر دے گی۔

میجر عالم نے اس سے التجا کی تھی۔ وہ۔ دو قدم آگے آیا آہستہ سے گھنٹہ ٹکا کر انکے پاس بیٹھا۔

آپکے مجھ پر بہت احسان ہیں اتنے کہ زندگی بھر بھی نہیں چکا پاوں گا۔ مجھ پر بھروسہ کر کے اپنے مجھے بھاری زمہ داری سونپی ہے۔ جسکی حفاظت میں ہر حال میں کروں گا۔ فکر مت کریں آپکی امیدوں پر پورا اتروں گا۔۔

انہوں نے شائد ہی اسے کبھی کسی کے لیئے اتنی نرمی سے بات کرتے سنا ہو گا۔ انہیں اپنا فیصلہ بلکل صحیح لگا۔ وہ سر ہلا گئے۔

وہ جب سے لوٹا تھا اسکے پاس بیٹھا بنا پلک جھپکے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ اسے لگتا تھا دنیا والوں نے صرف اسکے ساتھ ہی برا کیا ہے۔

لیکن اسکی تکلیف ناجانے کیوں دل پر اترتی محسوس ہو رہی تھی۔پتھر پگھل چکا تھا۔دل درد محسوس کرنے لگا تھا۔

وہ مرد تھا اتنی ازیتیں سہہ کر اب اسکا بدلہ لے رہا تھا۔لیکن وہ تو پھول جیسی نازک سی لڑکی تھی جو اتنا درد سہہ کر بھی خاموش تھی۔

مسکراتی تھی۔کتنی پیاری نازک سی تھی وہ۔وہ شاید بھول چکی تھی اس حیوان کو۔لیکن غازی کو یوں غصے سے خود کے قریب کرتے دیکھ اسے وہ سب یاد آتا گیا۔

اسنے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما۔ جسمیں ہلکی سی حرکت ہوئی تھی۔ہاتھ پر بوسہ دیتے وہ اسے اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔

پھر جھک کر اسکا ماتھا چوما۔زرنور نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔اسے دھندلا سا کسی کا چہرہ نظر آیا۔پلکیں جھپکیں۔چہرہ واضح تھا۔

وہ غازی تھا جو اسکا ہاتھ اپنی سینے پر رکھے اسکا ماتھا چوم رہا تھا۔پھر جھک کر نرمی تھی اسکی نیم وا آنکھوں کو چوما۔

"روز "اسنے بھاری لہجے میں پکارا۔وہ جانے کیوں شروع دن سے ہی اسے روز پکارتا تھا۔اب کیسی طبیعت ہے۔

وہ ہولے سے سر ہلا گئ۔

گڈ۔غازی نے اسے سہارا دیتے بٹھایا۔میں ابھی تمہارے لیے کچھ لائٹ سا بنا کر لاتا ہوں۔

تب تک فریش ہو جاو۔غازی نے اسے سہارا دیتے واشروم کے باہر کھڑا کیا۔

وہ اندر چلی گئ تو وہ کچن میں آگیا۔اسے ککنگ آتی تھی۔اپنے لیے پہلے وہ خود ہی کھانا بناتا تھا۔

وہ اسکے سوپ بنا کر لایا تو وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی نا جانے کن سوچوں میں گم تھی۔آہٹ پر اسنے سر اٹھایا۔

وہ غازی کو ویران آنکھوں سے دیکھتی رہی۔

وہ ہولے سے مسکراتا اسے سوپ پلانے لگا۔تھوڑا سا ہی پی کر اسنے بس کر دیا۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ برتن کچن میں رکھ کہ آیا تو وہ بیڈ سے ٹانگیں نیچے لٹکائے بیٹھی تھی۔ایک ہی دن میں چہرہ مرجھا گیا تھا۔

غازی ایک گھٹنا ٹکا کر اسکے سامنے نیچے بیٹھا تھا۔زرنور نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اسنے نرمی سے اسکے ہاتھ تھام لیے اور نرمی سے جھک کر بوسہ دیا۔

کچھ کہنا ہے۔وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

غ۔غاز۔م۔میں گ۔گندی۔ن۔۔اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی۔

غازی اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔دل یوں تھا جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔

روز پھول کبھی گندے نہیں ہوتے۔اور مجھے پتا ہے میری روز بلکل پاک ہے۔آئینے کی طرح شفاف ۔مجھے کوئی بھی صفائی نہیں چاہئے اور آئیندہ ایسا کچھ بھی مت سوچنا میری جان۔

تم غازی کے لیئے ایک پاک اور قیمتی نگینہ ہو۔وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

وہ سر ہلا گئی۔

اور کچھ۔۔۔۔

آپ نے مجھے ڈانٹا تھا۔وہ منہ بنا کر بولی۔وہ ایسی ہی تھی۔بہت جلدی سب کچھ بھول جاتی تھی۔اس لیے سب کچھ بھلا کر اس سے شکایت کرنے لگی۔

ہم تو اس کے لیئے کیا کیا جائے۔زرنور کی آنکھیں چمکیں۔سوری بولیں۔وہ روعب سے بولی۔۔

اور پھر وہ ہوا جو کبھی کسی نے سوچا بھی نا ہوا گا۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا کان پکڑ کر سر جھکا کر اس سے سوری بول رہا تھا۔

"وہ شہنشاہ غازی تھا جو ڈیول کے نام سے جانا جاتا تھا جسکے خوف سے لوگ اسکے سامنے سر نہیں اٹھا پاتے تھے اور وہ چھٹانک بھر کی اسکی بیوی اسے گھٹنوں کے بل جھکا کر اس سے سوری بلوا رہی تھی۔ "

زرنور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔اسنے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا۔اسنے جلدی سے اسکے ہاتھ پیچھے کیے۔

م۔میں مذاق کررہی تھی غاز۔لیکن میں مذاق نہیں کررہا۔معاف کیا۔

وہ جلدی سے سر ہلا گئ۔وہ مسکرا دیا۔۔

❤❤❤❤❤

وہ اسے اپاٹمنٹ کے باہر لے آیا تھا فریش ہوا کے لیئے۔اسکا ہاتھ پکڑے وہ پرجوش سی آس پاس کی چیزیں دیکھ رہی تھی۔

رات کا وقت تھا۔اکا دکا لوگ ہی تھے۔سردیوں کے آمد تھی اس لیے موسم ٹھنڈا تھا۔وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

غازی اچانک وہ رکی مجھے کراچی گھومنا ہے۔میں پہلے کبھی یہاں نہیں آئ۔اور مجھے سمندر بھی دیکھنا ہے۔مجھے بہت پسند ہے۔وہ ایکسائٹیڈ سی بولی۔دکھائیں گے نا غاز۔وہ امید سے بولی

۔ہاں کیوں نہیں۔

سچی۔وہ خوش ہو گئ۔ہم۔وہ سر ہلا گیا۔وہ ابھی سے واپس جانے کا کہتا کہ وہ چہکی۔

غازوہ دیکھیں گول گپے چلیں۔

روز۔۔۔۔

غازی چلیں نا پلیز۔۔

نوروز تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

غازی پلیز نا میں بلکل ٹھیک ہوں۔بس تھوڑے سے ہی۔پلیز زز۔وہ اتنے پیارے انداز سے بولی کہ وہ منع نہیں کر پایا۔

آپ ٹرائے کریں گے۔نو۔نیور مجھے نہیں کھانا۔ٹرائے تو کریں ایک بار۔اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی تھی اسکے ہاتھوں تو وہ زہر بھی کھالیتا۔یہ تو پھر چھوٹی سی چیز تھی۔

❤❤❤❤❤

روز کدھر۔۔وہ لوگ واپس آئے تو اسے دوسرے روم میں جاتے دیکھ پوچھا۔

کمرے میں مجھے سونا ہے اب۔

تمہارا کمرہ کونسا ہے۔یہ اپنے روم کی طرف اشارہ کیا۔

میں کون ہوں۔۔

جی۔۔۔؟

میں تمہارا کون ہوں۔

شوہر۔۔۔

تو شادی کے بعد لڑکی کا کمرہ کونسا ہوتا ہے۔۔۔؟

جو شوہر کا ہوتا۔ جھجھکتے بتایا۔

تو میرا کمرہ وہ ہے نا کہ یہ۔

لیکن۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں۔ چلو۔ وہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا۔

آپ کہاں جارہے ہیں۔

آرہا ہوں۔ سو جاؤ تم۔ اسے سگریٹ کی طلب ہو رہی تھی۔ لیکن اسکے سامنے نہیں پی سکتا تھا اس لیے باہر چلا آیا۔

سگریٹ سلگھاتے احمر کو فون کیا۔ احمر ایک بندے کی ڈیٹیل چاہیئے نام اور پتہ تجھے میل کر دیا ہے۔ کل تک اسکی ساری انفارمیشن چاہیئے۔

ہم ٹھیک ہے۔ احمر کا جواب سن کے مطمئین ہو گیا۔۔

تمہیں تو چھوڑوں گا نہیں۔میری روز کے ہر ایک آنسو کا حساب دینا ہو گا تمہیں۔وہ سگریٹ پھینکتا اندر آگیا۔

اسے دیکھا جو نیم دراز سی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ابھی تک جاگ رہی۔سو جاو کافی دیر ہو گئ ہے۔ٹی۔وی اووف کرتے بیڈ پہ آیا۔

نرمی سے اسے لٹاتے اسکا سر اپنے سینے پر رکھا۔وہ کسماسئ۔

روز۔سو جاو۔اب سے یہی تمہاری جگہ ہے۔وہ بوکھلائ لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی۔اسکے بالوں میں چلتی انگلیاں آہستہ آہستہ اسے نیند کی وادیوں میں لے گئیں۔وہ پر سکون سی سو گئ۔

❤❤❤❤❤

شاہ۔وہ ابھی مردان خانے سے لوٹا تھا۔عینا کی آواز پر رک گیا۔

کیا ہوا۔۔۔

شاہ وہ مسکان کے بارے میں بات کرنی تھی۔کیا کرنا ہے۔

چلیں اسی سے پوچھ لیتے ہیں۔وہ دونوں اسکے پاس آئے۔وہ اٹھ کھڑی ہوئ۔

ارے بیٹھو۔کیسی طبعیت ہے۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔

دیکھو بیٹا ہم لوگوں کو غلط مت سمجھنا لیکن اب ہمیں آپکے بارے میں بھی کوئی فیصلہ لینا ہے۔ آپ بتائیں آپ کیا چاہتی ہیں کہاں جانا چاہتی ہیں۔ پیسوں اور رہائش کی فکر مت کریں آپکی زمہ داری اور حفاظت ہماری ہے۔۔۔

مینے انٹر کیا ہے۔ میں آگے پڑھنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ سب ہو گیا۔ آپ مجھے کسی ہوسٹل چھوڑ دیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں نہیں۔ کراچی میں میرا ایک دوست یونی میں لیکچرار ہے۔۔۔۔ میں بات کرتا ہوں ہم آپکو کراچی کی ہی اس یونی میں ایڈمیشن لے دیتے ہیں۔ آپ کا سارا خرچہ ہم خود اٹھائیں گے۔ فکر مت کریں۔ آپ وہاں حفاظت سے رہیں گی۔۔۔۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اگر آپ لوگ نا ہوتے تو میں زندہ ہی نہیں ہوتی۔۔۔

نہیں مسکان یہ تو اللہ نے ایک وسیلہ بنایا ہے۔ ہمارا کوئی بھی کام نہیں۔ ابھی وہ لوگ بات کر رہے تھے کہ۔۔۔۔

ساحر کھنکھارا۔ شاہ سائیں خبر ملی ہے کہ انکے گھر والے اور قبیلے کہ کچھ لوگ آئیں ہیں۔ کافی تماشہ کر رہیں کہ آپ انکی بیٹی کو زبردستی اٹھا کر لائیں۔۔۔

مسکان تو یہ سنتی ہے رونے لگی اور خوفزدہ ہو گئ۔ آپ سنبھالیں انھیں۔

عینا کو اشارہ کرتا وہ ساحر کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مسکان ڈرو مت۔ وہ لوگ تمہیں نہیں لے جاسکتے۔ اچھا ہی کہ وہ لوگ آئیں ہیں۔ اچھے سے جان جائیں گے کہ پیرا پور کی اس زمین پر مرتسم میر کا سکہ چلتا ہے۔۔۔

انکی اجازت کے بغیر تو کوئی یہاں سے پرندہ بھی نا لے جاسکے۔ تم تو پھر جیتی جاگتی انسان ہو۔۔۔

مینے سن رکھ تھا۔ مرتسم سائیں کہ انصاف کے چرچے تو ہمارے قبیلوں میں کافی بار ہو چکے ہیں۔ لیکن میرے قبیلے والے بہت خطرناک ہیں وہ لوگ کسی کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔۔۔

تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو گا۔ اسے تسلی دیتے عینا اندر سے حقیقتا پریشان ہوئی تھی۔ وہ لوگ واقعی میں بہت خطرناک تھے۔ جانے اب کیا ہو گا۔

❤❤❤❤❤❤

آج سنڈے تھا اس لیے وہ دیر تک سوتا رہا۔ ایک بھرپور پرسکون نیند لے کر اٹھا تھا وہ۔

اسنے کروٹ لی مندی مندی آنکھیں کھول کر دوسرے وجود کو دیکھنا چاہا۔ لیکن نظروں کو مایوس لوٹنا پڑا۔

کمرے میں ادھر ادھر دیکھا تو کمرہ خالی تھا۔ غازی کے ماتھے پر بل پڑے باہر سے کھٹ پٹ کی آواز پر اسے اندازہ ہوا کہ وہ باہر ہی ہے۔

وہ فریش ہو کر باہر آیا تو وہ کچن میں نظر آئی۔ وہ وہیں چلا آیا۔ زرنور کی اسکی طرف پشت تھی۔ وہ کوئی کام کر رہی تھی۔۔

غازی نے کوئی آواز کیے بغیر پیچھے سے اسکے بالوں میں منہ چھپایا۔

وہ غازی سے پہلے ہی اٹھ گئ تھی۔اور اب اس کے لئے اچھاسا ناشتہ بنا رہی تھی۔

اچانک پیچھے سے اسکے حصار میں لینے سے وہ ڈر گئ۔

اسکے بال گیلے تھے۔شائد تھوڑی دیر پہلے ہی شاور لیا تھا۔اسکی خوشبو میں گہری سانس بھری۔یہ لڑکی اسکے لیے نشہ بنتی جارہی تھی۔اور اسکی خوشبو اسکی کے لیے کسی ڈرگ سے کم نہیں تھی۔

گڈ مارننگ روز۔۔۔

م۔مارنگ۔۔۔

غازی نے اسکے کندھے پہ ٹھوڑی اٹکائی۔کیا ہو رہا ہے۔

ن۔ناشتہ بنا رہی۔وہ کسمسائی۔اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔غازی نے اسکی کوشش ناکام کرتے اسکے ہاتھ تھام لیے۔

غاز۔ن۔ناشتہ۔لیکن وہ سن ہی کہاں رہا تھا۔اسکی گردن میں منہ چھپائے شدتیں لٹا رہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ کانپے۔اس بندے کی قربت اس کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

غازی نے اسکی گردن پر بنے تلے پر شدت سے لب رکھے۔اور پیچھے ہو گیا۔اور گہری نظروں سے اسکے گلابی ہوتے چہرے کو دیکھا جو اسکی اتنی سی قربت پر کانپ رہی تھی۔

کتنی دیر ہے ناشتے میں۔

ب۔بن گیا ہے آ۔آپ چلیں۔م۔میں لا رہی ہوں۔غازی سر ہلاتا چلا گیا۔اسنے شکر کا سانس لیا۔

اور جلدی جلدی ناشتہ تیار کر کے ٹیبل پر لگایا۔ناشتے کے بعد ریڈی رہنا کسی سے ملنے جانا ہے۔

کس سے۔مل کے پتا لگ جائے گا۔وہ سر ہلا گئی۔

❤❤❤❤❤

وہ لوگ آج واپس جانے والے تھے۔شاہ والا کے سب لوگ کل ہی واپس چلے گئے تھے۔مسکان کے قبیلے والوں نے جرگہ بٹھایا تھا۔

اس میں مسکان کو بلا کر ساری سچائی بتائی گئی تھی۔اور اسکی مرضی بھی پوچھی تھی۔ جسمیں اسنے انکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔

کل شام ہی مرتسم نے اسے کراچی بجھوا دیا تھا اسکا سارا انتظام وہاں ہو چکا تھا۔

مرتسم نے اس جرگے کا فیصل بھی کر دیا تھا جو عینا نے رکوا دیا تھا۔اور شاویز شاہ کو غلط فیصلہ لینے پر آئندہ کسی بھی فیصلے کی مداخلت سے منع کر دیا گیا تھا۔

ولی تھوڑی دیر پہلے ہی نکل چکا تھا۔عینا اور مرتسم واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔

عینا چلیں۔

جی۔شاہ چلیئے میں تیار ہوں۔انہیں واپس پہنچتے رات ہو گئ تھی۔

❤❤❤❤

شاہ والا میں اس وقت سب لوگ کھانے کی ٹیبل پر جمع تھے۔بی جان اور قاسم شاہ اور آہانہ شاہ گاوں میں تھے۔

ارے بھئ یہ وشہ کہاں ہے۔عالم شاہ نے اسکو یہاں ناپا کر پوچھا تھا۔

ڈیڈ وشہ ناراض ہے سب سے۔ماہم نے ماما کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

لیکن کیوں بھئ۔ہماری گڑیا کیوں ناراض ہے۔وجدان نے بھی کھانے سے ہاتھ روک کر پوچھا تھا۔

ڈیڈ کالج والوں کی طرف سے ٹرپ جارہا ہے۔ تین دن کے لئے۔لیکن ماما نے وش کو جانے سے منع کر دیا ہے۔

لیکن کیوں ماما۔ابکی بار مرتسم نے پوچھا تھا۔

وشہ سب سے چھوٹی تھی سب میں جان تھی اسکی۔ سہی معنوں میں وہ شاولا کی رونق تھی۔

ارے ایسے کیسے چلی جائے تین دن ہیں۔ تین گھنٹوں کی بات تھوڑی ہے۔

لیکن ماما اس میں برائی کیا ہے۔اسکی ساری فرینڈز جارہی ہیں۔اچھا ہے نا۔باہر جائے گی تو کچھ باہر کی دنیا دیکھے گی۔ا

بھی وہ چھوٹی ہے آپ پلیز اسے بات بات پر مت ٹوکع کریں۔

وجدان،مرتسم اور عالم شاہ سبھی انھیں سمجھانے لگے تھے۔

اچھا بھی ٹھیک ہے جو مرضی کرو۔لیکن آپ لوگ اسے سر چڑھا رہے ہیں۔ماما نے خفگی سے کہا تھا۔

وہ منہ پھلائے۔ بیٹھی تھی کہ اب تک کوئی اسے منانے کیوں نہیں آیا۔

وہ جانتی تھی ماہم اپیا ڈیڈ اور بھائی کے آتے ہی بتا دیں گی۔

بھوک سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔اپیا نے بتایا نہیں کیا۔ابھی باہر جا کے دیکھوں۔

وہ ابھی جاتی کہ اسے اپنے نام کی پکار سنائی دی۔وہ جلدی سے منہ پھلاتی بیٹھ گئ۔

وشہ میرا بچہ آپ باہر کیوں نہیں آئی۔ بابا کب سے انتظار کر رہے ہیں آپکا۔
عالم صاحب اسکے گرد بازو پھیلاتے پوچھنے لگے۔ وجدان اور مرتسم اور بھی انکے ارد گرد بیٹھے تھے۔

ہاں جی میری گڑیا کیوں نہیں آئی۔ مرتسم نے اسکے سر پر بوسہ دیتے پوچھا تھا وہ ان سب کے لیئے بلکل بچی تھی۔ مرتسم نے ملیحہ لوگوں کی موت کے بعد خود کو پلوشہ اور عادل میں ہی مصروف کر لیا تھا۔ انکی زمہ داری خود پر لی تھی۔ یوں کہ لیں کہ پرورش کی تھی تو غلط نہیں ہو گا۔ ان دونوں کی ہر خواہش کو سر آنکھوں پر رکھا تھا۔

اتنی محبت دیکھ کر وشہ کی آنکھیں بھر گئیں۔ سب کتنا پیار کرتے ہیں اس سے۔ آفس سے آتے سب اسے منانے آ گئے تھے۔ اور ایک اسکی ماما تھیں۔۔۔

ڈیڈ آپ مجھے بتائیں زرا۔۔ کیا آپ مجھے کچرے کے ڈبے سے لائے تھے۔ سوں سوں کرتے پوچھا۔۔۔
کس نے کہا ہے بتاو زرا مجھے۔ وہ عادی ہے نا اسنے بولا اس لیے تو ماما میرے ساتھ ایسے کر تیں۔۔۔

ہاہاہاہا۔اندر آتے عادی کاقہقہ گونجا تھا۔۔۔

مینے کہا تھانا دیکھا۔

بھائ دیکھے اسے۔

عادی مرتسم نے مصنوعی غصے سے اسے ڈانٹا تھا۔

ڈیڈ یہ والی ماما نا بلکل بھی اچھی نہیں ہم نئ والی لے آتے ہیں۔وہ عالم شاہ کی طرف گھومی تھی۔

ہاہاہاہا۔بیٹا جی آپ کیوں اس عمر میں ہمیں گھر سے نکلوانا چاہتی ہیں۔وشہ کی بات پر سب نے ہسی دبائ تھی۔

وش میرا بچہ آپکو کوئ بھی نہیں روکے گا ٹرپ پر جانے سے۔اوکے اب ناراضگی ختم کرو شاباش۔

وجدان نے بات ختم کرنی چاہی۔سچی بھائ۔مچی بچا۔

تھینکیو سو مچ۔ڈیڈ۔بھائ۔لویو۔انکے گلے میں بانہیں ڈالتے اسنے لاڈ سے کہا تھا۔عینا نے حسرت سے یہ منظر دیکھا تھا۔

کئی منظر آنکھوں کے سامنے جھملائے تھے۔ لیکن وہ سر جھٹک گئ۔ وہ لوگ اسے منا کر نیچے لے آئے تھے۔ چھوٹی موٹی نوک جھوک میں سب نے کھانا کھایا تھا۔

❤❤❤❤

ہائے اللہ کہاں پھس گئ۔ کیا ضرورت تھی ہیروئن بننے کی جو اکیلے ہی آ گئ۔ اب کیا کروں۔ یہاں تو کوئی ہے بھی نہیں۔

وہ ہوسپٹل سے واپسی پر آیت سے ملنے جا رہی تھی۔ راستے میں ٹریفک زیادہ ہونے پر وہ دوسرے راستے آئ تھی۔ لیکن اسکی گاڑی خراب ہو گی۔ ایک تو وہ خود ڈرائیو کر کے آئ تھی۔ اور اوپر سے راستہ بھی انجان تھا۔

وہ پہلی بار اس راستے آئ تھی۔ شام کا وقت تھا۔ موسم اچھا تھا۔ لیکن اسے ڈر لگ رہا تھا۔ سڑک بلکل سنسان تھی۔

اسنے آیت کو فون کیا لیکن اسنے فون ہی نہیں اٹھایا۔ اسنے میسیج چھوڑ دیا تھا اسکے لئے۔ وہ ادھر ادھر مدد کے لئے دیکھتی آگے بڑھی تھی۔

تھوڑا سا آگے ہی اسے کچھ نظر آیا تھا۔ چھوٹا سا کاٹیج تھا۔ اسکے اس پاس چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے پھول تھے۔

اندر سے کسی کے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ اسے عجیب لگا۔

لیکن آوازیں سن کر اس سے رہانا گیا۔ اس لیے آگے بڑھی۔ دروازہ کھولا۔

اندر کا منظر صاف تھا۔ چار پانچ آدمیوں نے ایک آدمی کو پکڑا ہوا تھا اور اسے بری طرح سے مار رہے تھے۔۔

اسکے ماتھے پر بل پڑے۔ کاٹیج میں ایک جگہ پر کافی اندھیرا تھا۔ اسے عجیب لگا۔ لیکن وہ آگے بڑھی۔

اے کیا کر رہے ہو۔ شرم نہیں آتی۔ کیوں مار رہے ہو۔ اسے ڈر تو لگا۔ لیکن پھر بھی بولی۔ چھوڑو اسے۔ کیوں مار رہے ہو۔ میں ابھی پولیس کو بلاتی ہوں۔۔۔

وہ آدمی اسے ایسے دیکھنے لگے جیسے کوئی عجیب مخلوق ہو۔اندھیرے میں اسے کسی کی پشت دیکھائی دی۔جسنے دو انگلیاں اٹھا کر ان آدمیوں کو اشارہ کیا تھا۔

اچانک ہوا چلنے سے اسکا ڈوپٹا سر سے ڈھلک کر پیچھے کو گرا۔
ارے وہ ہڑبڑا گئ۔پیچھے مڑ کر ڈوپٹہ اٹھایا۔اسکی نظر اطراف میں اٹھی۔کتنے پیارے پھول تھے۔کتنی خوبصورتی سے اس جگہ کو سجایا ہوا تھا۔
آواز پر وہ مڑی وہ لوگ پیچھے ہٹ کر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔اور زمین پر وہ آدمی پڑا کراہ رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اندھیرے سے کوئی وجود روشنی میں آیا تھا۔
عینا نے اسے نہیں دیکھا وہ اپنا دوپٹہ سر پر سہی کر رہی تھی جو بار بار ہوا سے ڈھلک جاتا۔آنے والے کی نظریں اسکے پاوں پر پڑیں۔
جسمیں پائل پہنی ہوئی تھی لیکن اس میں کوئی گھنگھرو نہیں تھا۔پاوں سے ہوتی نظریں اوپر اٹھیں۔سرخ ڈوپٹے کے ہالے میں وہ چہرہ۔گھنی پلکیں جھکی ہوئیں تھیں۔تیکھی ناک میں ہیرے کی لونگ چمک رہی تھی۔گلابی ہونٹ کچھ بڑبڑا رہے تھے۔اور ہونٹوں کے نیچے چمکتا سیاہ تل۔
چاکلیٹی بال آدھے بندھے تھے۔دو لٹیں چہرے کے اطراف میں جھول رہیں تھیں۔وہ اسے کوئی شہزادی ہی لگی۔

اسی وقت عینا نے نظریں اٹھائیں۔اور مقابل کو لگا جیسے اسکا دل اسکے بس میں نہیں۔

چمکتی بھوری آنکھیں اتنی سحر زدہ تھیں کہ اسکا دل ڈوب کے ابھرا۔

اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔"اپسرا"عینا نے اسے دیکھا۔

چہرہ ہیٹ میں چھپا تھا۔صرف ہونٹ باہر تھے۔عنابی ہونٹوں میں دبی سگریٹ دیکھتے اسکے ماتھے پر بل آئے۔

اسنے سوچے سمجھے بغیر اسکا سگریٹ کھینچ لیا۔زہر لگتے ہیں مجھے یہ سگریٹ پینے والے مرد۔۔۔

آپکو سگریٹ پینی ہے تو بعد میں پی لیجئے گا۔میرے سامنے نہیں۔مقابل نے اچانک ہی اپنی ہیٹ اتاری تھی۔۔۔

وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔سرخ و سفید رنگت۔بھورے بال، اوشن بلو آنکھیں ہلکی شیو اور گھنی مونچھوں تلے عنابی لب دیکھنے میں وہ کوئی عربی شہزادہ ہی لگا تھا۔

لیکن وہ نظریں پھیر گئ۔مقابل نے تعجب سے اسکے تاثرات دیکھے آج تک اسنے اپنے لیے دوسروں کی آنکھوں میں ستائش ہی دیکھی تھی۔لیکن اس بار کچھ الگ تھا۔

اور نظریں پھیرنے والی خود۔رنگ برنگے پھولوں میں سفید فروک پہنے کھڑی وہ اسے کسی ریاست کی شہزادی ہی لگ رہی تھی۔

" شہزادی" آواز واضح تھی۔عینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

پھر ادھر ادھر دیکھا کہ کسے بول رہا۔

سر آپکے لیے فون ہے۔عینا نے عجیب نظروں سے انھیں دیکھا۔سب نے بلیک ڈریس پہنے تھے۔آنکھوں پہ بلیک ہی گلاس لگائے۔وہ ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔شاید اسکے بوڈی گارڈ ہیں۔اسے دیکھتے سوچا تھا۔جو یک ٹک اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

اسکا بندہ ہاتھ میں موبائل لیے کھڑا تھا لیکن اسے ہوش ہی نہیں تھا وہ تو پلک تک نہیں جھپک رہا تھا۔

اسکے ماتھے پر بل پڑے زہریلی نظروں والا۔وہ دل میں بڑبڑائ۔وہ واپسی کے لئے مڑی۔

وہ آدمی بھاگ گیا تھا۔جسے یہ لوگ مار رہے تھے۔اب اسکا یہاں کیا کام۔وہ ابھی دو قدم چلی کہ اسکا پیر مڑا وہ دھڑام سے نیچے گری اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔

❤❤❤❤❤

وہ جو اسے دیکھنے میں محو تھا۔اسکی چیخ پر جیسے ہوش میں آیا تھا۔

شہزادی۔۔ وہ اسکی طرف بھاگا۔۔وہ گھٹنا ٹکا کر نیچے زمین پر بیٹھا۔اسکے گارڈز نے صدمے سے اسے دیکھا وہ ایک انجان لڑکی کے آگے مٹی پر گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔

شہزادی آپکو چوٹ لگی ہے چلیے آپکو ہوسپٹل لے چلتے ہیں۔وہ شاید ہی زندگی میں کبھی ایسے ہڑبڑایا ہو گا۔

shut up

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔کب سے منہوس نظریں ٹکائے مجھے گھور رہے تھے۔

وہ بھیگی آواز میں غرائی۔خبر دار ہاتھ مت لگانا مجھے۔وہ جو اسکے پاوں کو دیکھنے لگا تھا۔

فوراسے ہاتھ پیچھے کر گیا۔اسکی بھوری آنکھیں بھیگی ہوئی قیامت خیز لگ رہیں تھیں کہ وہ پلک تک نہیں جھپک سکا۔اور اسکے رونے کا انداز بلکل بچوں جیسا تھا۔۔۔

اسکا دل مچلا کوئی اتنا بھی پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسکی بھیگی پلکیں چھو لیتا۔

اپنے نام کی پکار کر وہ چہرہ موڑ گئ۔

عین۔عینا نے چہرہ موڑ کر دیکھا۔پریشان سی آیت کھڑی تھی۔

"عین" اسنے زیرلب دہرایا۔آیت وہ بھیگی آواز میں چلائ۔

عینا کب سے تجھے ڈھونڈ رہی ہوں اور تو فون بھی نہیں اٹھا رہی۔آیت نے عینا کا میسج دیکھا تو ڈرائیور کے ساتھ خود اسے لینے آئ تھی۔لیکن اسے عینا کی گاڑی ہی ملی۔اس لیے وہ اسے ڈھونڈتے یہاں تک آ گئ۔

چوٹ کیسے لگی تجھے۔

پاوں مڑ گیا۔سوں سوں کرتے بتایا۔

رومت ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔آیت نے ایک نظر ان سب پر ڈالی۔اسنے اسے دیکھا جو گھٹنوں کے بل عینا کے سامنے جھکا ہوا تھا۔اور یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

Novelistan

آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔راستے میں بتاتی ہوں۔وہ سر ہلا گئ۔اور اسے سہارا دیتی بمشکل گاڑی تک پہنچی۔

عینانے پیچھے مڑکر دیکھاوہ ابھی تک ویسے ہی بیٹھا تھالیکن نظریں اب زمین پر تھیں۔وہ سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ گئ۔۔۔

❤❤❤❤

پریشانی کی بات نہیں ہے۔ہلکی سی موچ آئ ہے۔ایک دودن تک ٹھیک ہو جائے گی۔بس آپکو ریسٹ کرنی ہے۔

وہ ڈاکٹر سے چیک اپ کرواکہ ابھی نکلی ہی تھیں وہ پریشان حال ساانکی طرف بھاگا آرہا تھا۔

اسے دیکھ کر عینا کو پھر سے رونا آیا۔

عینا یہ کیاہوا۔آگے بڑھ کر اسے تھامتا پوچھنے لگا۔

موچ آگئ۔نم آواز میں بتایا۔

ڈاکٹر نے کیا کہا۔

میڈیسن دی ہیں۔

اسے پاس پڑے بینچ پر بٹھا کر خود نیچے بیٹھ کر پاوں کا جائزہ لینے لگا۔

ش۔شاہ کیا کر رہے ہیں وہ اسکے ایسے بیٹھنے پر ہڑبڑا گئ۔

عینا خاموش رہیں۔موچ نکالی جا سکتی تھی۔بس پاوں کو ایک جھٹکا دینا تھا۔مرتسم نے ایک نظر اسے دیکھا۔اور پھر ساتھ کھڑی آیت کو اشارہ کیا۔

وہ سمجھ کر سر ہلا گئ اور اسکے پاس بیٹھی۔

عینا۔اسنے گردن موڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔وہ وہی آدمی نہیں ہے جسکی وجہ سے تجھے چوٹ لگی۔عینا اسے راستے میں سب بتا چکی تھی۔

کہاں۔عینا نے سرعت سے نظریں پھیریں۔جیسے ہی اسکا دھیان بھٹکا۔

اسی وقت مرتسم نے اسکے پاوں کو پکڑ کر جھٹکا دیا۔اسکی زوردار چیخ نکلی تھی۔کہ آس پاس کے لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔

ش۔شاہ آپ نے وہ سسکی۔شش

۔عین سوری۔ویری سوری لیکن دیکھیں پاوں ٹھیک ہے اب۔وہ اسکے آنسو صاف کرتا اٹھا۔۔

ہاں عینا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

پھر پاوں ہلایا۔۔یہ تو ٹھیک ہو گیا شاہ۔وہ کھڑی ہو کر پاوں کو چیک کرنے لگی۔کوئی تکلیف نہیں تھی۔وہ خوشی سے اچھلی۔

عین آرام سے۔ابھی بھی پاوں میں سویلینگ ہے۔دوبارہ سے پین ہو گا۔اب چلیں۔وہ تینوں باہر کی طرف بڑھ گئے۔مرتسم کو آیت نے ہی فون کیا تھا۔جانتی تھی بعد میں پتا چلا تو بھڑکے گا۔۔۔

آیت کو گھر ڈراپ کرتے انکی گاڑی شاہ والا کی طرف روانہ تھی۔عینا نے ایک نظر اسے دیکھا۔

شاہ۔وہ آہستہ سے بولی۔مرتسم نے ایک خفا سی نظر اس پر ڈالی۔

یہ کیا شاہ چوٹ بھی مجھے لگی ہے اور ناراض بھی مجھ سے ہو رہے ہیں آپ۔وہ روہانسی ہو گئی۔

مرتسم نے گہرا سانس بھرا۔

میں آپ سے ناراض ہو سکتا ہوں۔عینا آپ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی اپنے لیے نہیں تو میرے لیے ہی رکھ لیا کریں۔کبھی کہاں تو کبھی کہاں چوٹ لگواتی ہی رہتی ہیں۔

میں تھوڑی نا لگواتی ہوں شاہ۔

جی جی خود ہی لگتی ہے۔ آپ تھوڑی نا کچھ کرتی سب کچھ خود ہی ہوتا ہے۔ مرتسم نے اسکی بات پوری کی۔ ہر دفعہ کچھ نا کچھ الٹا سیدھا کرنے پر وہ یہی کہتی تھی۔ اور جب وہ اسے ڈانٹتا تو آگے سے اسکا یہی جواب ہوتا۔۔۔

"شاہ ماما کہتی ہیں مجھے آپ نے سر چڑھا رکھا ہے۔ میں جو بھی کرتی ہوں آپکی شہ پہ کرتی ہوں اس لیے ڈانٹ بھی آپکو پڑھنی چاہیے اور سزا بھی آپکو ملنی چاہیئے"۔ وہ گردن اکڑا کر جس روعب سے کہتی تھی مرتسم تو بس اسے گھور کر رہ جاتا۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھتی ہس دیتی۔۔"

عینا لیکن آپکو چوٹ لگی کیسے۔ گاڑی ڈرائیو کرتے اچانک سے مرتسم نے پوچھا۔

اس انجان آدمی کو یاد کر کے عینا نے گندا سا منہ بنایا۔ اسکے مطابق چوٹ اسی کی وجہ سے لگی تھی۔

اچانک سے پاوں مڑ گیا شاہ۔ وہ سر جھٹک کر بولی۔

دھیان سے چلا کریں عینا۔ آئیندہ خیال رکھئے گا۔ وہ سر ہلا گئی۔

❤❤❤❤

جان ارسل کدھر ہو۔ آیت نے نفی میں سر ہلایا۔ گھر آتے ہی ارسل کو اگر وہ نا نظر آئے تو وہ شور مچا دیتا تھا۔

اس لیے ہر کام چھوڑتی باہر آگئی۔۔
کہاں تھی میری جان۔ اسکا ماتھا چومتے ارسل نے اسے اپنے ساتھ ہی صوفے پر کھینچ لیا۔ وہ آدھے صوفے پر اور آدھی ارسل پر تھی۔
ارسل کیا کر رہے ہیں۔ چھوڑیں۔ گھر آتے آپکو کوئی اور کام نہیں۔ وہ شرم سے سرخ ہوئی۔

ہاہاہاہا ارسل کا قہقہہ گونجا۔ شادی کے چھ ماہ بعد بھی وہ اس سے پہلے دن کی طرح شرماتی تھی۔

کیا کریں جان ارسل آپ کا خیال ہمیں آپکے علاوہ کچھ سوچنے ہی نہیں دیتا۔ وہ دل پہ ہاتھ رکھتے کسی عاشق کی طرح بولا۔
آیت نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔ آپکو تو بس موقع چاہیئے۔ اب چھوڑیں وہ کسمسا کر اسکی گرفت سے نکل آئی۔

جائیں فریش ہو کر آئیں میں کھانا لگاتی ہوں۔وہ شرافت سے سر ہلا گیا۔ارسل کچھ یاد آنے پر وہ مڑی۔

جی جان ارسل کیا ہوا ارادہ بدل گیا۔وہ سیڑھیاں چڑھتا اسکی پکار پر شرارت سے بولا۔

آیت نے اسے گھورا۔ارسل آج میں ہوسپٹل گئ تھی۔۔۔

ہوسپٹل وہ جلدی سے نیچے آیا۔کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے۔کہیں چوٹ لگی ہے۔یا کہیں درد ہے۔مجھے کیوں نہیں بتایا۔ڈاکٹر کو دکھایا۔آیت بتاو مجھے۔

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا پریشانی سے بولا۔

وہ تو بوکھلا ہی گئ۔ارسل کیا ہو گیا ہے۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔چوٹ مجھے نہیں عینا کو لگی تھی۔

اسنے شکر کا سانس لیا۔عینا کو کیا ہوا۔

پاوں میں موچ آئی تھی۔ پھر اسے مختصر سا بتایا۔

اچھا ہی ہوا امیر نے نکلا دی موچ نہیں تو دو۔ تین دن تک پین ہی رہتا۔ کل چلیں گے شاہ ولا۔ وہ سر ہلا کر کچن کی طرف مڑ گئی۔ ارسل بھی اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ منہ بنائے بیٹھی کب سے اسے گھور رہی تھی۔جو اسکی کبرڈ میں گھسا اسکے کپڑوں کا کباڑا کر رہا تھا۔اسکے کہے مطابق وہ شام کو جانے کے لئے تیار تھی۔

ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ پہنے بالوں کو ہالف کیچڑ میں باندھ لیا تھا۔لائٹ سی لپسٹک اور آنکھوں میں کاجل لگائے۔تیاری تو اسنے عام سی ہی کی تھی۔

لیکن اسکا غیر معمولی حسن ذرا سے بناو سنگھار سے بھڑک گیا تھا۔غازی کمرے میں آیا تو کتنی ہی دیر مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔لیکن یہ سوچ کر اسکے ماتھے پر بل پڑے کہ وہاں صرف اسنے ہی تو نہیں دیکھنا۔

بے شک وہ اسے احمر کے گھر ہی لے جانے والا تھا۔لیکن وہاں احمر اسکی مدر اور بہن بھی تھیں۔

عجیب تھا وہ جو اپنی بیوی کے حسن کو کسی عورت کے سامنے بھی نمایاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔فورا سے پہلے اسے چینج کرنے کا کہا۔وہ الجھن سے اسے دیکھتی ڈریس چینج کر آئی۔

لیکن وائٹ کلر میں وہ اسے اور بھی زیادہ خوبصورت لگی۔اس لیے اب خود ہی اس کے لیے ڈریس سلیکٹ کر رہا تھا۔

آخر ایک لائٹ بلو کلر کا ڈریس اسے پسند آ ہی گیا۔ پرفیکٹ۔ یہ لو جلدی سے چینج کرو۔

وہ منہ بناتی۔ ڈریسنگ روم میں چلی گئ۔ پانچ منٹ بعد ہی وہ باہر آگئ۔ سمپل سی لانگ شرٹ تھی۔ جسکے باڈر پر ہلکا سا کام ہوا تھا۔ ساتھ وائٹ کلر کا ٹراوزر تھا۔

وہ مسکرایا۔ ہاں اب ٹھیک ہے۔ روز یہ بال بھی باندھ لو۔ وہ چپ چاپ بالوں کی چٹیا کرنے لگی۔

پھر ہاتھ دھو کر آئ۔ غازی نے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں کاجل ویسے ہی تھا۔ لپسٹک بھی ویسے ہی تھی۔ اسکے گلابی لبوں کو دیکھتے۔

اسکے حلق میں جیسے کانٹے چھبے۔ وہ اسکے طرف بڑھا اور سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسکے لبوں کو اپنی قید میں کر چکا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اسکی شرٹ تھام گئ۔

❤❤❤❤

اسے وہاں سے گئے کتنی ہی دیر ہو گئ تھی۔ لیکن وہ ابھی تک ویسے ہی بیٹھا۔ مٹھی پر نظریں ٹکائے کسی چیز کو گھور رہا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر مٹی کو چھوا۔ مٹی ذرا سی گیلی تھی۔

یوں جیسے کسی نے وہاں ایک قطرہ پانی کا گرایا ہو۔ہاں ایک قطرہ ہی تو لیکن پانی کا نہیں کسی کے آنسو کا۔

وہی جسکو وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے شہزادی کہہ رہا تھا۔اسکا آنسو گرا تھا وہاں۔

اسنے بے اختیار ہی رومال نکال کر وہ ذرا سی مٹی اٹھا کر اس میں رکھ دی۔

جہاں اس شہزادی کا آنسو گرا تھا۔رومال کو مٹھی میں بھینچتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔سر پر دوبارہ سے ہیٹ رکھے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔اسکے پیچھے ہی باقی گاڑیاں بھی نکلتی چلی گئیں۔

❤❤❤❤❤

وہ اس پر جھکا جیسے پیچھے ہونا بھول گیا تھا۔زرنور نے اسکی شرٹ کو دبوچا۔وہ نرمی سے پیچھے ہوا۔

وہ نڈھال سی گہرے سانس بھرتی اسکے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

سانس بحال کرتی اسنے سر اٹھا کر خفگی سے اسے گھورا۔وہ مسکرایا۔

میرے ہوتے ہوئے اس مصنوعی آرائش کی کیا ضرورت ہے۔دیکھو تو اب زیادہ پیارے لگ رہے ہیں۔وہ اسے آئینے کے سامنے لے آیا۔

لپسٹک غائب تھی۔گلابی ہونٹ سرخ ہو رہے تھے۔نا صرف ہونٹ اسکا چہرہ دہک رہا تھا۔وہ گھبرا کر نظریں پھیر گئی۔

غازی مسکرایا۔ اسکا ڈوپٹا اچھے سے اسکے سر پر دیا۔ چلیں۔ وہ سر ہلا گئ۔۔۔

❤❤❤❤

انجان گھر کے باہر گاڑی رکتے زر نور نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔
میجر عالم کا گھر ہے۔ اسنے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر مسکرا دی۔
بابا کے بعد وہی تو تھے اسکے لیئے اسکے سر پر تپتی دھوپ میں گھنی چھاوں کیے۔ وہ غازی کے ہمراہ چلتی اندر آئ۔

سب نے انکا بھرپور استقبال کیا۔ میجر عالم کے علاوہ وہ تینوں ہی مبہوت سے اس گلابی گڑیا دیکھتے رہ گئے تھے۔ وہ گھبرا گئ۔
ارے بھابھی گھبرا یئے مت آیئے میں آپ کا سب سے تعارف کرواتی ہوں۔
یہ ہیں میرے چاچو میجر عالم۔ ان سے ملتی وہ مسکرادی انھیں تو وہ پہلے ہی جانتی تھی۔
یہ میرے بھائ احمر آپکے دیور اور برو کے دوست۔

ہائے بھابھی۔وہ سر ہلا گئ۔یہ میری ماما۔اور میں ہوں آپکی اکلوتی نند نوشی عرف نوشین۔اسے اچھا لگا تھا یہاں آ کے۔

ان لوگوں سے مل کہ نوشی سے اسکی اچھی دوستی ہو گئ تھی۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔چائے کا دورانیہ چلا تو غازی اور احمر سٹڈی روم چلے گئے۔

میجر عالم بھی ضروری کام کا کہ کر جا چکے تھے۔

پیچھے احمر کی ماماندا بیگم اور نوشین ہی تھیں۔

مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا بھابھی برو نے شادی کر لی۔وہ بھی اتنی معصوم سی لڑکی سے۔وہ بس مسکرا دی۔

پھر اچانک سے سر اٹھا کر بولی۔نور آپ غازی کو برو کیوں کہتی ہو۔بھائی کیوں نہیں۔اسکی بات پر نوشی مسکرا کر بولی۔

بھابھی آپکو پتہ ہے شروع شروع میں جب وہ یہاں آتے تو سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے تھے۔پھر آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہونے لگے۔لیکن صرف ماما کے ساتھ۔مجھ سے تو کبھی بات نہیں کی

۔ایک دن مینے بھی ٹھان لی آج تو میں بات کر کے ہی رہوں گی۔اس لیے وہ جب بھائی سے ملنے آئے تو واپس جاتے ہوئے مینے انہیں روک لیا۔۔۔

"بھائی۔غاز بھائی روکیں۔وہ رک گیا۔یوں جیسے پتر کا ہو گیا۔کئی منظر کئی آوازیں آنکھوں لے سامنے جھلملائے تھے۔۔۔

بھائی مجھے آپ سے احمر بھائی کی شکایت لگانی ہے۔

وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنا لگا۔اسکے کچھ نا بولنے پر نوشین کو ڈھارس ملی۔

غازی بھائی احمر بھائی نے مجھے بہت ڈانٹا ہے اور بولا ہے کہ آئیندہ میں آپ سے بات نا کیا کروں۔آپ میرے کچھ نہیں لگتے کیا آپ میرے بھائی نہیں ہیں۔وہ آنکھوں میں آنسو لاتی بولی۔۔۔
غازی نے پلٹ کر احمر کو دیکھا پھر تیز قدموں سے چلتا ہوا اس تک گیا۔اور زوردار پنچ اسکو مارا۔۔۔

آئیندہ اگر نوشی کی آنکھوں میں آنسو آئے تو تیری ہڈیاں توڑ دوں گا۔وہ میری بہن ہے آج سے۔۔۔

شہنشاہ غازی کی۔ سمجھا تو۔غازی نے اسے چھوڑا اور واپس نوشی کی طرف گیا۔اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور بولا۔

آج سے میری بہن ہو لیکن مجھے بھائی مت بولنا۔کچھ بھی بول لینا پر کبھی بھی بھائی مت بولنا۔وہ کہتا چلا گیا"

اسکے دن کے بعد سے مینے انہیں بھائی نہیں بولا۔ لیکن میرے لیے یہی بہت ہے۔وہ کم از کم ہم سے بات تو کر لیتے ہیں۔

کیا ہو رہا ہے لیڈیز۔احمر پیچھے سے آتا بولا۔کرکٹ کھیل رہے ہیں۔آجاو آپ بھی کھیل لو۔نوشی جل کر بولی۔ نظر نہیں آتا۔

ہیں کہاں۔مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔احمر بھی ناٹک کرتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

اور یہ اپنے لیڈیز کس کو بولا ہے۔ہم کیا آپکو آنٹیاں لگتی ہیں۔وہ تیوری چڑھا کر بولی۔

نئی نئی بھابھی نئی صرف تم وہ اسے چڑھانے لگا۔ہاہاہا۔زرنور کھکھلا کر ہنس دی۔اندر آتے غازی نے یکدم ٹھر کر اسے دیکھا۔

وہ جب سے آئی تھی پہلی بار ایسے کھکھلا کر ہس رہی تھی۔سب مبہوت سے اس گڑیا کو دیکھنے لگے۔جو ہستے ہوئے بلکل کھلے ہوئے پھول جیسی لگ رہی تھی۔

وہ یکدم ہی چپ ہوتی جھنپ کر سر جھکا گئی۔۔۔

ماشاءاللہ کتنی پیاری بچی ہے۔ندا بیگم نے اسکا ماتھا چوما۔

غازی بچے نظر اتارا کرواسکی۔کسی کی نظر ہی نا لگ جائے۔اسنے نظریں اٹھا کر غازی کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

لو دیتی نظروں سے وہ ہڑبڑا کر رخ موڑ گئی۔۔۔

آنٹی اجازت دیں اب ہم چلتے ہیں۔

اللہ کے امان میں بیٹا۔بچی کو اب یہاں لاتے رہنا۔وہ سب سے ملتی جانے لگی۔

تم آنا مجھ سے ملنے وہ نوشی سے ملتے بولی۔وہ سر ہلا گئ۔میجر عالم سے ملتے اسکی آنکھوں میں نمی آئ تھی جسے وہ رخ موڑتی چھپا گئ۔لیکن غازی کی نظروں سے نا چھپ سکی۔

راستے میں بھی وہ خاموش سی تھی۔غازی نے گاڑی روک دی۔اسنے غازی کو دیکھا کہ یہاں کیوں روکی ہے۔۔۔

روز ادھر دیکھو غازی نے اسکے ہاتھ تھامیں۔

کیا ہوا۔بتاو مجھے۔اچھا نہیں لگا۔ان سے مل کر۔وہ اثبات میں سر ہلا گئ۔

پھر کیا ہوا۔وہ اسے دیکھتی رہی۔پھر یکدم ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

روز۔وہ بوکھلا گیا۔روز ادھر غازی کو بتاو کیا ہوا۔وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

غاز۔

غازی کی جان حکم۔غاز بابا کیوں چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔وہ پیچھے ہوتی پوچھنے لگی۔

غازی ساکت رہ گیا۔

ب۔بتائیں ناغاز۔وہ ہچکیاں لیتی اس سے پوچھنے لگی۔

غازی نے کچھ بھی کہے بغیر اسے سینے سے لگا لیا۔اسکی سیٹ بیلٹ کھولتے اسے اٹھاتے اپنی گود میں بٹھا لیا۔وہ ننھے بچے کی طرح اسکی سینے میں چھپ گئ۔

غاز کی جان۔ہر کسی کی موت طے ہے۔جانا تو ہر کسی کو ہے نا۔یہ تو اللہ کا فیصلہ ہے۔۔۔

لیکن غاز وہ مجھے بہت یاد آتے ہیں۔میں کیا کروں۔وہ مجھے بھولتے ہی نہیں۔۔۔

میری جان آپ دعا کروانکے لیئے۔آپکے اس طرح رونے سے انہیں بھی تکلیف ہوگی نا۔اسنے کچھ بھی نہیں کہا۔اسکے سینے میں منہ چھپائے روتی رہی۔غازی نے اسے رونے دیا۔ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلاتا دوسرے ہاتھ سے آہستہ آہستہ اسے تھپکنے لگا۔

اسکی ہچکیاں مدھم پڑ گئیں۔غازی نے ایک ہاتھ اسے گرد باندھے دوسرے سے گاڑی اسٹارٹ کردی۔اس طرح سے ڈرائیو کرنا مشکل تھا۔لیکن اپنی روز کے لیئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔یہ تو پھر بس ڈرائیو کرنا تھا۔

وہ دوسرے ہاتھ سے آہستہ آہستہ اسے تھپک رہا تھا۔جیسے کسی بچے کو بہلاتے ہوں۔گھر پہنچنے تک وہ سو چکی تھی۔

غازی نے سر جھکا کر اسے دیکھا۔اسکی شرٹ کو دبوچے کسی بچی کی طرح سو رہی تھی۔

رونے کے بعد نیند اچھی آتی ہے نا۔غازی نے ایک ہاتھ سے اسے پکڑا اور باہر نکلا۔گاڑی سے اترتے اسنے جھک کر اس اپنی بانہوں میں اٹھایا۔وہ اسے پھول جیسی لگی۔اس جیسے باڈی بلڈر کے سامنے وہ پھول جیسی ہی تھی۔

رات کے اس پہر جہاں سب نیند کی آغوش میں تھے۔ ہر طرف چھایا اندھیرا۔اس رات کو ہیبت ناک بنا رہا تھا۔

ایسے میں ایک کم رہائشی نگری میں بنے اس وائٹ پیلیس کی چمک نرالی تھی۔اس نگری میں صرف اس پیلس کی ہی چمک تھی وہ دیکھنے میں پراسرار سالگتا۔

ایسے میں اسکے اندر جاو تو اسکے اندر کی خاموشی اور وحشت اسے ہیبت ناک بناتی تھی۔اندر جاتے سامنے ہی لاونج اور اسکے اطراف میں دونوں طرف سیڑھیاں تھیں۔

لاونج کے دائیں جانب کچن جبکہ بائیں جانب گیسٹ روم تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس خوبصورت سے پیلس میں کتنی وحشت چھپی تھی۔

اس خوبصورت سے پیلس میں کئی راز دفن تھے کہ جن کے کھلنے سے تباہی کا خطرہ تھا۔

اسکے نیچے بیسمنٹ میں جائیں تو وہاں جیسے دن کا سماں تھا۔روشنی ہی روشنی تھی۔ٹیبل کے گرد دو آدمی بیٹھے تھے۔

آس پاس کئی آدمی کالے کپڑوں میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔انکے سامنے ایک نقشہ کھلا پڑا تھا۔جس پر وہ جھکے ہوئے تھے۔

کل تک یہاں مال ٹرانسفر ہو جانا چاہیے۔اسکے سارے خفیہ رستے تمہارے سامنے ہیں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔

ایک آدمی بولا تھا۔اسکی آواز اتنی سرد تھی کہ سامنے والا تھوک نگل کر رہ گیا۔
لیکن بیسٹ۔۔۔
ششششش۔وہ ابھی بولا ہی تھا کہ سامنے والے نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا۔۔۔

دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔رات ہے۔اندھیرا ہے ۔بچے ڈر جائیں۔پر اسرار سی سرگوشی تھی۔۔۔
وہ آدمی اسکی دھمکی سمجھتا وہاں سے چلا گیا۔پیچھے وہ کچھ گنگنانے لگا۔

Only this and nothing more
Nameless here for evermore
This it is and nothing more
Darkness there and nothing more
Merely this and nothing more
 Tis the wind and nothing more

وہ Eldger Allan کی نظم تھی۔ The Raven تھی۔جسکا تھیم تھا"سیاہ اور اداس"۔۔

یہ نظم "ایول اور موت" کی علامت تھی وہ جب بہت خوش ہوتا تھا تب یہ نظم گنگناتا تھا۔
اور وہ خوش تب ہوتا تھا جب موت کا کھیل کھیلتا تھا۔ اب نا جانے وہ کسکے ساتھ موت یہ کھیل کھیلنے والا تھا۔

خاموش رات میں اسکی پرسوز آواز خوفناک تھی۔ اسکی آنکھوں میں وحشت تھی اور شکاری کی سی چمک۔

جانتے ہو وہ آنکھیں کیسی تھیں۔ گہرے نیلے سمندر جیسی۔ اوشن بلو آنکھیں۔ ہاں وہی آنکھیں جو پھولوں سے سجے کاٹیج کے باہر اس عربی شہزادے کی تھیں۔
وہیں شہزادہ جو ایک شہزادی کے لیئے مٹی پر جھکا تھا۔

اسنے سگریٹ جلانے کے لیئے لائٹر نکالا تو۔ اسکے ساتھ ہی ایک سفید رومال نکلا تھا۔
اسے سامنے رکھتے اسنے سگریٹ جلائی تھی۔ گہرا کش لیتے اسنے سامنے پڑے رومال پر پڑی مٹی کو دیکھا آنکھوں کے سامنے اس شہزادی کا عکس لہرایا تھا۔
اسنے گہرا کش لے کہ چھوڑا۔ "شہزادی عین" زیرلب دہرایا۔ لبوں کے کنارے ہلکے سے پھیلے تھے سگریٹ کا گہرا کش لیتے وہ آنکھیں موند گیا۔

شہزادی کا چہرہ چھم سے اسکے سامنے لہرایا تھا۔

❤❤❤❤

غازی نے جھک کر اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹایا تھا۔ کہ اسکی نیند نا کھل جائے۔ اسکی پیشانی چومتے وہ سیدھا ہوا تو اسے دیکھ کر مسکرایا۔

ہونٹ ہلکے سے کھلے تھے چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت تھی۔وہ بے اختیار جھکا اسکے میں نیم وا ہونٹوں کو چھوتا پیچھے ہوا تھا۔لائٹ اوف کرتا وہ باہر آگیا۔

اسکے قدم سٹڈی روم کی طرف تھے۔سٹڈی روم میں بیٹھتے اسنے احمر کی دی ہوئی فائل اوپن کی جسمیں آصف کی ساری انفارمیشن تھی۔اسکی فائل پر سرسری سی نظر دوڑاتے ایک جگہ اسکی نظر اٹکی۔

اسنے غور سے وہ نام پڑھا اسکی آنکھیں چمکیں تھیں۔تو مطلب دشمنی پرسنل کے ساتھ پروفیشنل بھی تھی۔

ہم تو یہ میرے کام کا بندہ ہے۔اسنے سمجھتے سر ہلایا تھا۔ایک دو فائلز اور ریڈ کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔گھڑی پر گیارہ کا وقت تھا۔

غازی نے ماتھا مسلا اسے اس وقت آرام کی شدید ضرورت تھی۔

وہ کمرے میں آیا شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکتے وہ بیڈ کی طرف آیا تھا۔یہ عادت اسکی شروع سے تھی وہ ہمیشہ شرٹ اتار کر ہی سوتا تھا۔

بیڈ پر لیٹتے اسنے زرنور کو اپنی طرف کھینچا اور کسی تکیے کی طرح اپنی بانہوں میں بھر لیا۔وہ ذرا سا کسمسائی پھر دوبارہ سو گئی۔غازی نے بھی سکون سے آنکھیں موند لیں۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

عینا آپ کہاں جارہی ہیں۔اسے تیار دیکھ کر مرتسم بولا۔

شاہ ہوسپٹل۔۔۔۔۔

لیکن بچا اپکو تو چوٹ لگی ہے۔ابکی بار ماہی بولی تھی۔

لیکن اب بلکل ٹھیک ہوں۔شاہ پلیز میں بلکل ٹھیک ہوں دیکھیں۔پاؤں بھی ٹھیک ہے۔مرتسم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ جلدی سے بولی۔

پلیز شاہ۔۔۔۔۔

اوکے بٹ آج جلدی آئیں گی آپ۔

اوکے۔۔۔اسنے فرمابرداری سے سر ہلایا۔وہ دونوں اپنی اپنی گاڑی لے کر نکلے تھے۔

ہوسپٹل میں اسے کچھ غیر معمولی سا لگا۔سٹاف کو ایک جگہ جمع دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل آئے۔ڈاکٹر دانیال جنکا یہ ہوسپٹل تھا۔انکے بعد یہاں سب عینا کے انڈر تھا۔

کیا ہو رہا یہ۔اسکی سخت آواز پر سب ہی مڑے تھے۔عینا نے آگے دیکھا۔کوئی لڑکی تھی۔

جو بری طرح سے زخمی تھی۔اسے تپ چڑھی۔

کیا کر رہے تھے تم لوگ۔یہ کوئی شو پیس ہے جسے تم لوگ دیکھ رہے ہو۔یہ ہوسپٹل ہے اور تم لوگ ڈاکٹرز یہاں لوگ علاج کے لیے آتے ہیں۔نظارے کروانے نہیں۔

اسکی تیز آواز پر سبھی الرٹ ہوئے تھے کہ اسے غصہ بہت کم آتا تھا۔لیکن جب آتا تھا تو وہ سب کو سیدھا کر دیتی تھی۔

کام کے معاملے میں وہ کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لیتی تھی۔

لیکن میم یہ ریپ وکٹم لگ رہی ہیں۔تو پولیس کیس بنتا ہے۔ایک ڈاکٹر سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔

ڈاکٹر رمشا اگر اسکی جگہ آپکی بہن ہوتی تو بھی آپ یہی کہتی۔بجائے اسکے علاج کرنے کے آپ لوگ اسکی نمائش کر رہے ہیں۔اسکی بات پر سبھی کو چپ لگی۔

وہ شرمندہ سے آگے پیچھے ہونے لگے۔عینا نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کو دیکھا۔

انھیں آئی۔سی۔او۔میں لے کر جائیں۔جلدی۔ہمیں انکا ٹریٹمنٹ شروع کرنا ہے۔۔۔

ہاتھوں میں گلوز پہنتے اسنے وارڈ بوائز اور نرسز کو کہا تھا۔ایک فی میل اور میل ڈاکٹر بھی اسکے ساتھ تھے

۔

لڑکی کی باڈی سے کپڑا ہٹاتے اسکے ہاتھ کانپ گئے۔ بامشکل سولہ سترہ سال کی لڑکی تھی۔ جسے بے دردی سے نوچا گیا تھا۔انہونے اسکا ٹریٹمنٹ شروع کیا۔

ڈاکٹر عینا یہ بچ تو جائے گی۔ لیکن مجھے نہیں لگتا اسے بچنا چاہیئے۔اسکی حالت دیکھیں کیا یہ سروائیو کر پائے گی۔عینا بس خاموشی سے سنتی رہی۔

کانفرس میں پہنچو سب۔ آئ۔ سی۔ او سے نکلتے اسنے اوڈر دیا تھا۔

انکی مخصوص ٹیم کانفرس روم میں جمع تھی۔وہ سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔جو سنجیدگی سے بیٹھی تھی۔

ڈاکٹر باسط نے آگے بڑھ کر پروجیکٹر اون کیا تھا۔ جسمیں کسی آدمی کے ہاتھ کی تصویریں تھیں۔

اسکے ہاتھ پر ایک ٹیٹو بنا تھا۔ بچھو کی شکل کا وہ ٹیٹو غور سے دیکھنے پر انسان کو ڈرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

ہمارا نشانہ ہے یہ انسان۔جو جرم کی دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے۔وہ بولنا شروع۔ ہوئ۔

اسکا پسندیدہ کام عورتوں سے کھیلنا ہے۔ آئے دن نئی لڑکی اسکے بستر کی زینت بنتی ہے۔۔ اسکی نظر میں عام انسان کچھ بھی نہیں۔ انھیں کسی جانور کی طرح کاٹ دیتا ہے۔ اسکے مخصوص آدمی یہاں سے ڈرگز اور لڑکیاں سپلائے کرتے ہیں۔۔

لڑکیوں کو یا تو پیار کے جھانسے میں پھساتے ہیں۔ یا پھر زبردستی۔ ڈرا دھمکا کر۔ ان لڑکیوں میں جو بھی اسے پسند آتی ہے۔ بقول اسکے اسکی رکھیل کہلاتی ہے۔

عینا نے بولتے گہرا سانس لیا۔ اور پھر سے بولنا شروع کیا۔۔۔

جو بھی لڑکیاں انکے بندوں کے ہاتھ چڑھتی ہیں انکے ہاتھ پر یہ ٹیٹو لازمی بنایا جاتا ہے۔ اسکا اصل ٹھکانا دوبئی ہے۔ لیکن اسکے باوجود یہ ابھی دوسرے نمبر پر ہے۔۔۔

یہ بلیک کنگ کہلاتا ہے۔ لیکن ہمیں اسے پکڑنے کے لیئے اسکی کمزوری کو کو تلاشنا ہے۔ اور اسکی کمزوری ہے۔ اسکا چھوٹا بھائی۔ جرم کی دنیا میں اسے "بیسٹ" کہتے ہیں۔۔۔

بلیک کنگ اس سے بڑا ہو کر بھی اسکی طاقت کے نیچے دب جاتا ہے۔ یہ جو کچھ بھی کرتا ہے اسی کے بلبوطے پر کرتا ہے۔

بیسٹ جسکو عام لوگ "اے۔ایم" پاشا کہتے ہیں۔ لیکن اسے آج تک دیکھا کسی نے نہیں ہے۔بس اتنا پتا ہے کہ وہ اپنے بھائی سے زیادہ بے رحم ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ۔۔۔۔۔اسکا بھائی صرف عورتوں سے کھیلتا ہے۔خون دیکھ کر تو ویسے ہی ڈر جاتا ہے۔اسکا کام صرف۔ڈرگز اور لڑکیاں پاکستان سے سمگل کروانا ہے باقی سب کچھ بیسٹ کے انڈر ہے۔۔۔

دراصل کنگ صرف نام کا کنگ ہے۔اصل میں وہ ایک نفسیاتی مرد ہے۔جسکا بس نہیں چلتا کہ دنیا کی ہر عورت کو کچل دے۔لیکن اسکا بھائی۔۔۔

اسے عورتوں سے شدید نفرت ہے۔وہ ہر برا کام کرتا ہے۔سوائے زنا کے۔وہ سفاکیت میں کنگ سے بھی اول ہے۔خون سے کھیلنا اسکا پسندیدہ کام ہے۔اٹلی میں اسکا سکہ چلتا ہے۔یا یوں کہ لو کہ اٹلی میں اسکا راج چلتا ہے۔وہ چپ ہوئ تو پانی کا گلاس اٹھایا۔۔۔

ڈاکٹر باسط نے بولنا شروع کیا۔

لیکن ہمیں جو خبر ملی ہے اسکے مطابق یہ ہمارے پاک میں قدم رکھ چکا ہے۔جسکا مطلب ہے کہ اب یہاں بربادی پھیلے گئ۔ ہمیں بس کسی طرح اس تک پہنچنا ہے۔

اسکے ساتھ ہی ہمارے ہاتھ کنگ لگے گا۔اور شائید وہ بھی جسکی آپکو تلاش ہے۔ آخری بات اسنے عینا کو دیکھ کر بولی تھی۔وہ خاموشی سے سر ہلا گئے۔۔۔

یاسر کیا خبر ہے۔ سر اسلام آباد کے رہائشی علاقوں سے کافی دور قریبا شہر سے باہر ایک جنگل ہے۔ جہاں انکے آدمیوں کو دیکھا گیا ہے۔اور خبری کے مطابق یہ لوگ ٹھیک دو دن بعد وہاں سے کروڑں کا مال سپلائے کرنے والے ہیں۔۔۔۔

خبر پکی ہے نا یاسر۔

بلکل پکی ہے۔تو ٹھیک ہے۔۔۔

ہماری ٹھیک مخصوص حصے میں بٹتی اس تک پہنچے گی۔اور ہمارے ساتھ پولیس کی بھاری نفری بھی تیار رہے گی۔

عینا کی بات پر سب نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

از دیٹ کلیئر۔اینی کنفیوژن۔نو میم۔۔۔سب نے ایک ساتھ کہا تھا۔گڈ۔تو تیار رہو۔ہمارا اصل مقصد اب شروع ہو گا وہ گہری سوچ میں ڈوبی بولی تھی۔

سب نے سر ہلایا تھا۔ایک ایک کرتے سب وہاں سے نکلتے چلے گئے۔وہ بھی اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

❤❤❤

اندر داخل ہوتے اسنے تاسف سے صوفے کی طرف دیکھا تھا۔

بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے۔پاوں میں جوگرز پہنے ہوئے تھے۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے۔پاوں کو تیزی سے ہلا رہی تھی۔منہ میں چیونگم چباتے۔پونی میں بندھے بال بھی تیزی سے ہل رہے تھے۔

اف دانین آپی۔ کبھی تو لڑکیوں والی حالت میں آجایا کریں۔اسنے تاسف سے کہا تھا۔عینا کی آواز پر اسنے سر گھماتے اسے دیکھا تھا۔پھر اٹھتے اسکو ہگ کیا تھا۔۔۔

کیسی ہی میری گڑیا۔ حلیے کے برعکس لہجہ مختلف تھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ کہاں تھیں اتنے دن سے ماما آپکو یاد کر رہے تھیں۔اپنی چیئر کی طرف جاتے اسنے کہا تھا۔۔۔

بزی تھی۔ اسنے لاپرواہی سے کہا تھا۔ مجھے کیسے یاد کیا۔

آپ سے ایک کام تھا۔ کسی کی دھلائی کرنی ہے۔۔

ہائے آپن کا فیورٹ کام۔ اپنی ٹون مین واپس آئی۔ لیکن کرنی کسکی۔ کسی نے تنگ کیا تیرے کو۔ اسنے بنھوئیں اچکائیں۔

نہیں۔ ریپ کیس آیا ہے۔ دانین نے گہرا سانس لیا۔ عینا نے خاموشی سے فائل اسکو دے دی۔
ہو جائے گا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
کہاں۔۔
عینا نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ چائے نی پینی۔

نئ ذرا جلدی ہے۔ لیکن آج گھر تو آئیں گی نا۔۔ لیکن پلیز آپ۔ انسانوں والے حلیے میں آیئے گا۔ نہیں تو ماما کا پارا ہائی ہو جانا۔

دانین نے لاپرواہی سے سر جھٹکا۔وہ رضوانہ بیگم (وجدان کی ماما) کے بھائی کی بیٹی تھی۔
سرخ و سفید رنگت۔بڑی بڑی گہری کالی آنکھیں۔ تیکھے نقوش وہ قدرتی خوبصورتی کی مالک تھی۔ لیکن اپنا حلیہ لڑکوں جیسا رکھتی تھی۔
وہ ایک پولیس آفیسر تھی۔ویسے تو وہ بہت ہس مکھ سی تھی لیکن نا جانے کیوں اپنی ماں سے اسکا رویہ بہت ہی سرد تھا۔اسی وجہ سے تو اپنی پھوپھو رضوان بیگم اور شاہ فیملی کے زیادہ قریب تھی۔

اپن کو دیکھ کر انکا پارا ہمیشہ ہی ہائی رہتا ہے۔لیکن بات یہ ہے کہ اپنے کو انکو تپانے میں اور بھی مزا آتا۔اسنے عینا کو آنکھ ماری۔اور مڑ گئی۔
عینا نے کھلے منہ سے اسکی پشت کو دیکھا۔

❤❤❤❤❤

اے۔ایم۔ٹھیک دو دن بعد۔یہاں پر ہمارا مال آئے گا۔وہیں سے ہمیں سپلائی کرنا ہے۔۔
ہم۔اسنے ہنکار بھرا۔۔
کیا بات ہے کہ سے کسی گہری سوچ میں گم ہو۔اسے سگریٹ کا گہرا کش بھرتے دیکھے کبیر نے پوچھا تھا جو اسکا پارٹنر تھا۔
اسنے سرد نظروں سے اسے دیکھا۔کبیر گڑبڑا گیا۔وہ مینے تو ایسے ہی پوچھا۔۔

فضول اور بنا سوچے سمجھے بولنے والے لوگ اور انکی زبان مجھے ذرا پسند نہیں۔ اور تم اچھے سے جانتے ہو جو چیز مجھے پسند نا ہو۔ وہ پھر سلامت نہیں رہتی۔

ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے۔ کبیر نے ہاتھ اٹھائے۔ لیکن میری بات یاد رکھو۔ محبت کے چکر میں مت پڑنا۔ تمہارے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ یہ محبت ہو جائے تو انسان کو اپنا آپ بھلا دیتی ہے۔

امن نے سگریٹ کا ایک اور کش لیا۔

پہلی بات یہ محبت بس ایک فضول ڈرامہ ہے۔۔۔ بے وجہ وقت ضائع کرنے کے لئے۔ لیکن میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں۔

دوسری بات یہ عورت ذات نا بھروسے کے قابل نہیں۔ محبت اور عورت ایک دھوکا ہے۔ اور مت بھولو کہ میں ایک بیسٹ ہوں۔ جسکے سینے میں دل نہیں پتھر ہے۔ جو دھڑکتا نہیں۔

کہتے ہوئے انجانے میں ہی۔ آنکھوں کے سامنے ایک چہرہ گھوما تھا۔ جسے پہلی بار دیکھتے بے اختیار دل دھڑکا تھا۔ یہ تو وقت ہی بتاتا کہ اسکے سینے میں دل ہے یا پتھر۔

شاہ ولا میں ایک رونق لگی ہوئی تھی۔ارسل اور آیت آئے ہوئے تھے۔

ارسل مجھے تم سے بہت شکایت ہے بیٹا ایسے بھی کوئی کرتا ہے۔تم تو شادی کر کے ہمیں بھول ہی گئے۔ناصرف ہمیں بھول گئے۔آیت کو بھی چھپا ہی لیا۔۔۔

نہیں تو ماما ایسا کچھ بھی نہیں۔وہ بھی سب کے جیسے انہیں ماما ہی کہتا تھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا ماما۔یہ تو بیوی کے پلو سے ہی بندھ گیا۔مانا کہ ایک ہی بیوی ہی لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم چھین لیں گے۔عینا نے بھی برابر حصہ ڈالا تھا۔۔۔

آیت نے شرم سے سر جھکا لیا۔جبکہ ارسل نے عینا کو گھورا۔

ہاں بھی بات تو ٹھیک ہے۔

نہیں تو ماما ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔بس کام کی وجہ سے تھوڑا بزی تھا۔

ایسا بھی کیا کام۔

ارسل نے پھر سے اسے گھورا جو بات بگاڑنے پر تلی تھی۔جوابا اسنے کندھے اچکائے۔تھوڑی ہی دیر میں میر اور ارسل سٹڈی روم میں جا چکے تھے۔

پھر کیا سوچا تو نے۔ ارسل نے مرتسم سے پوچھا۔

کیا سوچنا ہے۔ مجھے نہیں لگتا ہمیں بتانا چاہیئے۔

میر چھوٹی بات نہیں ہے۔ عینا کی فیملی ہے۔ دیکھ ایسا کچھ بھی نا کریں کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔۔۔۔

ارسل عینا فلحال پہلے ہی کیس میں الجھی ہوئ ہیں۔ اچانک سے انھیں یہ بات بتا کر میں انھیں مینٹلی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔

ہم تیری بات ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی اگر اسے کہیں اور سے پتا چل گیا تو۔

دیکھتے ہیں کچھ۔ وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔

وہ خوشی سے چہک رہی تھی۔ آج اسکی سب سے بڑی خواہش جو پوری ہو گئ تھی۔

صبح ناشتے کے بعد غازی اسے گھمانے لے آیا تھا۔ اب تک وہ کافی ساری جگہیں دیکھ چکی تھی۔ شام کے قریب غازی اسے سمندر پر لایا تھا۔ وہ خوشی سے اس سے لپٹ گئ۔

کتنی ہی دیر کبھی ننگے پاوں پانی میں چلتی کبھی اس سے کھیلتی خوش ہوتی رہی۔شام کے سائے گہرے ہوئے تو اسے پاس ہی ریسٹورینٹ میں ڈنر کے لیئے لایا تھا۔

وہ آنے کے لیئے راضی نہیں تھی لیکن غازی نے وعدہ کیا تھا۔وہ اسے دوبارہ یہاں لائے گا اسی لیے وہ آنے کے لئے راضی ہوئ

۔وہ کھانا ختم کر چکی تھی۔سوفٹ ڈرنک پیتے اسے عجب سا ذائقہ لگا۔لیکن پھر بھی وہ ختم کر گئ۔۔۔

گھر آنے تک اسکا سر کافی بھاری ہو گیا تھا۔آنکھوں میں ایک خمار سا چھایا تھا۔گاڑی سے اترتے وہ لڑکھڑائ۔

روز دھیان سے غازی نے اسے پکڑا۔اسنے خمار آلودہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ مسکرائ بانہیں اسکے گلے میں ڈالتے وہ اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔

غازی کو جھٹکا لگا۔روز۔۔۔زبردستی اسکا چہرہ سامنے کیا۔

کیا پیا ہے تمنے۔اسنے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

غازی نے اسکی ناک کے نیچے انگلی رکھی۔اسکی سانس کو سمیل کیا تو۔وہ ٹھٹھکا۔

وہ شاید نہیں۔یقیناڈرنک تھی۔اسکے چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔

کس کی اتنی ہمت ہو گئ کہ اسکی بیوی کو شراب پلائے۔یقینن اس ریسٹورینٹ میں ہی کچھ گڑبڑ ہوئ تھی۔

انھیں تو وہ صبح دیکھ لے گا۔ابھی تو ابھی بیوی کو دیکھنا تھا۔جو خود تو بہک گئ تھی۔ساتھ اسے بھی بہکا رہی تھی۔وہ اسے بازوں میں بھرتا اندر آیا۔روم میں لاتے اسے بٹھایا۔روز یہیں بیٹھو میں آرہاہوں۔ وہ لیموں پانی لینے کچن میں گیا۔واپس آیا تو وہ اپنے کپڑوں پر پانی کا جگ گرا کر بیٹھی تھی۔روز یہ کیا کیا۔غاز دیکھے میں اسے پکڑنے لگی یہ میرے اوپر گر گیا۔وہ منہ بنا کر بولی۔

کوئ بات نئ۔ چلو چینج کرلو۔غازی نے اسکے آرام دہ سوٹ نکال کر دیا۔نہیں۔مجھے یہ نہیں پہننا۔کیوں پھر کیا پہننا ہے۔مجھے۔وہ اسکے قریب آئ۔گلے میں بانہیں ڈالتے اس سے چپکی۔آپکی شرٹ۔ وہ مسکرایا۔لیکن کیوں یہ کیوں نہیں۔اس میں کیا مسلہ ہے۔مجھے نہیں پتا۔نشہ اس پر پوری طرح حاوی ہو چکا تھا۔مجھے بس آپکی شرٹ پہنی ہے۔وہ نشے میں کیا بول رہی تھی۔اسے خود بھی ہوش نہیں تھا۔کیوں پہننی ہے۔۔؟غازی نے بمشکل اسے اپنے پاوں پر کھڑا کیا۔وہ مسکائ۔اس لیے کہ میرے سے آ۔آپکی خوشبو آئے۔لڑکھڑاتے لہجے میں بتایا تھا۔اسکی مسکراہٹ گہری ہوئ۔وہ ایسے تو نہیں آئے گی۔پھر کیسے آئے گی۔۔؟ بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔بتائیں نا۔اسکی شرٹ کھینچی۔

جب میں تمہارا پور پور اپنے لمس سے مہکاوں گا۔ایسے۔بھاری گھمبیر لہجے میں کہتے وہ جھکا تھا۔اسکے لبوں کو اپنے لبوں کی دسترس میں لے گیا۔وہ مدہوشی سا ہوتا اسکے گلابی لبوں کا جام پینے لگا۔جو کب سے اسے بہکا رہے تھے۔وہ یکدم ہی اسکے گلے میں بانہیں ڈالتی آنکھیں موند گئ۔ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالے اسے خود میں بھنیچتا جارہا تھا۔جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے بالوں کو سہلارہا تھا۔اسکے لمس سے لمحہ با لمحہ شدت آئ تھی۔زرنور نے اسکے سینے پر ہاتھ مارے جو اسکی سانسیں بند کردینے کے درپہ تھا۔وہ گر جاتی اگر اسنے اسے تھام نا رکھا ہوتا۔وہ نرمی سے پیچھے ہٹا اور اسے دیکھا۔جو نڈھال سی گہرے سانس لیتی نشیلی آنکھوں میں غصہ لیے اسے گھور رہی تھی۔گندے۔۔اسنے اسکے سینے پر مکے برسائے۔وہ ہس دیا۔وہ ذرا سا اوپر ہوئ اور غصے سے اسکے نچلے لب پر دانت گاڑھے۔لبوں سے ہوتے گردن پر شدت سے دانت گاڑھے۔جبکہ اسے کوئ فرق نہیں پڑا۔وہ مدہوشی ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔بس۔۔اسے پیچھے ہٹتا دیکھ وہ بولا تھا۔اب جو بھی ہوگا اسکی زمہ دار تم خود ہوگی میری جان۔مجھ سے شکایت مت کرنا۔وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔نرمی سے اسے بیڈ پر لٹاتے اس پر حاوی ہوا تھا۔پوری شدت سے جھکتے اسکے لبوں کو قید کیا۔وہ پھڑپھڑا کر رہ گئ۔زرنور نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔لیکن الٹا وہ پیچھے ہوتا۔اسکے ہاتھ غازی نے قبضے میں تھے۔جو وہ اوپر بیڈ سے لگا چکا تھا۔جانے کتنی ہی دیر گزر گئ۔وہ پیچھے ہٹا۔وہ سر تا پاوں سرخ ہوتی بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھتی گہری سانس لینے لگی۔وہ جھکا۔اسکے رخساروں کو چومتا وہ تھوڑی تک

آیا۔ تھوڑی سے ہوتے وہ اسکی گردن میں منہ دیے اپنی شدتیں لٹانے لگا۔ جابجا اسکی گردن پر بوسہ دیتے۔اسکی خوشبو میں گہرا سانس بھرا۔ گردن پر بنے تل پر لب رکھتے اسنے یکدم شدت سے اپنے دانت وہاں گاڑھے تھے۔ سسی۔ زرنور کی سسکی نکلی۔وہ بے تحاشہ مچلی۔ لیکن اسکی گرفت مضبوط تھی۔ گردن سے ہوتے وہ اسکے شولڈر تک آیا۔وہاں سے شرٹ کسکاتے غازی نے اپنے لب رکھے تھے۔ایسے ہی پیار کرتے وہ اسکے لبوں تک آیا۔وہ نڈھال سی گہرے سانس لے رہی تھی۔غ۔غاز۔پ۔ پلیز۔غازی نے جھکتے اسکی الفاظ اپنے لبوں میں قید کر لیے۔جب اچانک اسے لگا کہ اسکی مزاحمت رک چکی ہے۔غازی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔جو اسکے جزبات جگا کر خود نشے میں مدہوش نیند کی وادیوں میں چلی گئ تھی۔

وہ لب اسکے کان کے پاس لایا اسکی سزا ضرور ملے گی میری جان۔ کہتے اسکے کان کی لو کو ہونٹوں سے کاٹا تھا۔ پیچھے ہوتے اسے دیکھا۔جو اسکی ذرا سی قربت سے سرخ ہو رہی تھی۔اسکی شدتوں کے گہرے نشان اسکی گردن پر واضح تھے۔ اسنے گہری سانس لی۔ پیچھے ہوتے اسنے اسکا نائٹ ڈریس نکالا۔لائٹ آف کرتے اسنے اطمنان سے اسے چینج کروایا۔اسکے کپڑے اپنی جگہ پر رکھتے وہ واپس آیا۔

اپنی شرٹ اتار کر جھکتے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے پر آگری۔غازی نے جھک کر اسکا ماتھا چوما اور اسکے گرد حصار باندھ گیا۔

❤❤❤❤❤

اسکی آنکھ کھلی تو سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔آنکھیں بمشکل ہی کھل رہی تھیں۔اسنے پلکیں جھپکیں۔کسمساتے اٹھنا چاہا لیکن خود کسی کو گرفت میں پایا۔

غازی کے بازو سختی سے اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھے۔اور وہ خود اسکے سینے پر سر رکھے قریبا آدھی اسکے اوپر تھی۔اسکے شرٹ لیس سینے کو دیکھتے اسکا حلق سوکھا۔

کسمساتے اسکی گرفت سے آزاد ہونا چاہا۔اسکی مزاحمت سے غازی کی آنکھ کھل گئ۔اسے دیکھا جو جھنجھلاتے اسکے بازو ہٹانے کی کوشش کررہی تھی۔

زرنور نے زرا سا چہرہ اٹھاکر اسے دیکھا وہ فورا سے آنکھیں بند کرتا سوتا بن گیا۔

سردسی گہری بھوری آنکھیں جو کہ اس وقت بند تھی۔مغرور کھڑی ناک۔ہلکی بیئرڈ اور مونچھو تلے عنابی لب جو کہ سگریٹ پینے سے براون ہو رہے تھے اب نرمی سے پیوست تھے۔ورنہ جاگتے جاگتے ہوئے تو بھینچے ہوئے ہی ہوتے ہیں۔

جو بھی ہے۔ہیں تو ہینڈسم۔بلکل ہیرو جیسے اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔لبوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔

ماتھے پہ بکھروں بھورے بالوں کو دیکھتے بے ساختہ ہی اسکا ہاتھ اٹھا تھا۔

آہستہ سے اسکی پیشانی سے بال پیچھے کرتے اسکا ہاتھ لرز گیا۔وہ اسے دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اسے پتا ہی نہیں چلا۔وہ آنکھیں کھولے دلچپسی سے اسکی حرکتیں ملاحظہ کررہا ہے۔

بھاو۔اچانک جھک کر اسکے کان کے قریب چلایا۔۔

آہہ مما۔وہ اچانک سے اس سے ڈر کر اسی کے سینے میں منہ چھپا گئ۔

غازی کا قہقہ گونجا۔

زرنور نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ جب سے یہاں آئ تھی۔اس نے پہلی بار اسے ایسے ہستے ہوئے دیکھا تھا۔ایسے ہسنے سے اسکے دائیں گال میں گڑھا رونما ہوا تھا۔وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا۔وہ آنکھوں کے کنارے صاف کرتا ہوا بولا۔زیادہ ہسنے سے ہمشہ ہی اسکی آنکھوں میں نمی بھر جاتی تھی۔

یہ اصلی ہے۔اسکے ڈمپل والی جگہ پر انگلی رکھ کر بچوں کی سی خوشی لیے پوچھا۔

نہیں۔لے کر لگوایا۔وہ لب دبا کر بولا۔ایسے کرنے سے پھر سے وہ گڑھا دکھا تھا۔

ہیں۔وہ ہونق سی اسے دیکھنے لگی۔اصلی ہے تو ہی دکھ رہا نا۔

وہ ڈیڑھ ماہ سے اسکے ساتھ تھی۔لیکن اسنے کبھی دیکھا ہی نہیں۔کیسے دیکھتی وہ کبھی ایسے ہسا بھی تو نہیں تھا۔اسنے پہلے کبھی اپنے اس ڈمپل پر غور نہیں کیا۔

لیکن ناجانے کیوں آج اسے یہ اچھا لگنے لگا۔کیوں یہ اسکی بیوی کو اچھا لگا تھا۔

زرنور نے خفگی سے اسے دیکھا۔اور پیچھے ہونا چاہا۔ذرا سی کوشش میں وہ ذرا سا فاصلہ ہی بنا پائ تھی۔

لیکن یہ کیا۔اپنے کپڑوں کو دیکھتی دحق سے رہ گئ۔رات کے سارے منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔لیکن صرف وہاں تک جب وہ گاڑی میں بیٹھی تھی۔

اسکے بعد کیا ہوا۔اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔اور اسکے کپڑے۔اسنے سہم کر اسے دیکھا۔

غازی اسکے تاثرات سے جان گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

را۔رات کو۔ک۔کیا ہوا تھا۔م۔مجھے کچھ یاد کیوں۔ن۔نہیں آرہا۔اور میر اڈریس۔وہ اٹک اٹک کر بولتی بات ادھوری چھوڑ گئ۔ب۔بتائیں نا۔

کیا بتاوں۔اتنا کچھ ہو گیا کہ۔وہ لب دبا گیا۔

ک۔کیا ہوا۔

غازی نے سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھا۔

وہی جو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔رات تم خود تو بہکی ساتھ مجھے بھی بہکایا۔شرارت سے بولتے آخر میں اسکا لہجہ گھمبیر ہوا تھا

۔م۔میں۔ن۔نہیں غاز۔م۔مجھے کچھ یاد کیوں نہیں۔آنکھوں میں تیزی سے نمی چمکی تھی۔

روز اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب چھوڑو۔

نہیں غاز۔ مینے کچھ نہیں کیا۔ اور مجھے کچھ یاد بھی نہیں۔ آ۔ آپ مذاق کر رہے ہیں نا۔ وہ سر تا پاوں گلابی ہوتی۔ بھیگے لہجے میں اس سے پوچھنے لگی۔

تم نے ہی تو کیا تھا روز۔ میرے جذبات کو ہوا دے کر۔ خود سکون سے میری ہی پناہوں میں سو گئی۔

ہاں۔ زرنور نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ سو گئی۔

ہاں سو گئی۔

پوری بات سمجھ آنے پر اسکا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

آ۔ آپنے مجھے ڈرا دیا۔ غصے سے اسکے سینے پر مکے برسائے۔ بہت اچانک ہی غازی نے اسکے بازو قابو کرتے کروٹ بدلی۔

نہیں ہوا تو کیا ہوا۔ اب ہو جائے گا۔ بوجھل لہجے میں کہا گیا۔

غ۔ غازوہ خوفزدہ ہو گئی۔ وہ مسکرایا اور اسکی نم آنکھوں پر نرمی سے لب رکھے۔

ریلیکس غازی کی جان۔کچھ نہیں کر رہا۔

اسنے سکون کی سانس لی۔وہ مچلی تو غازی نے نرمی سے اسے چھوڑ دیا۔

وہ ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری۔سیکنڈ میں ڈریسنگ روم میں بند ہوتی۔کچھ یاد آنے پر مڑی۔

وہ جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسے انگلیاں چٹخاتے دیکھ بات سمجھ گیا تھا۔کپڑوں پر پانی گرا لیا تھا۔اس لیے لائٹ اوف کر کے مینے چینج کیے۔

ڈونٹ وری روز شوہر ہوں تمہارا۔کچھ نہیں دیکھا۔سوائے۔

وہ جو سکون سے جا رہی تھی اسکے سوائے کہنے پر مڑی۔اور اسے دیکھا۔جو آنکھوں میں شرارت لیے۔اسے دیکھ رہا تھا۔

سوائے کمر پر اس قاتل تل کہ۔۔

افف وہ شرم سے دوہری ہوئی۔اور بھاگ کر ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔

پیچھے اسکا جاندار قہقہ گونجا تھا۔

وہ دروازے سے ٹیک لگاتی گہرے سانس لینے لگی۔

ب۔۔بے شرم۔اسنے دانت کھچائے۔آئینے میں خود کو دیکھتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئ۔وہ سر تا پاوں گلابی ہو رہی تھی۔پھر خود ہی اسکی حرکت پر ہنس دی۔

وہ لوگ اپنی پوری تیاری کے ساتھ اس جنگل کے چپے چپے میں چھا گئے تھے۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ لوگ وہاں کھڑے تھے۔ جب اچانک قدموں کی چاپ سنائی دی۔

پوزیشنز ائیر پوڈ سے عینا کی آواز گونجی تھی۔

عینا۔ باسط اور انکے ساتھ دو اور ساتھی۔ جنگل میں بنے ہٹ سے تھوڑی دوری پر چھپے ہوئے تھے۔ وہاں ان سے لوگوں کی پشت ہی دیکھ سکے تھے۔ وہ قریبا دس لوگ تھے۔

الرٹ رہو سب۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے ڈاکٹر باسط نے اسے روک لیا۔
عینا پلیز میں پھر کہہ رہا ہوں۔ آپ مت جائیں۔ دیکھیں پولیس کا کام ہے ہمارے اوفیسرز کر رہے ہیں۔ وہاں خطرہ ہے۔

باسط پلیز۔ اس دن کے لئے مینے بہت انتظار کیا ہے اب پیچھے ہٹنا ناممکن ہے۔
اوکے بٹ یہ رکھ لیں۔ اسے اپنی پوکیٹ سے چھوٹا سا پسٹل نکال کر دیا۔

عینا نے گہرا سانس بھرتے اسے تھام لیا۔

اب چلو۔

بی۔ الرٹ ہم لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ اپنا گھیرا تنگ کرو۔ وہ لوگ ساتھ ساتھ باقیوں کو ہدایت بھی دے رہے تھے۔

کوئی بھی چاپ کیے بغیر وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔

سٹاپ۔ کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔ پولیس کی بھاری نفری انکے گرد جمع تھی۔

وہ گھیرے میں لیے جا چکے تھے۔ پولیس نے انکا بھاری مال اور بندے اپنے شکنجے میں لیے تھے۔

ہٹ کو پوری طرح سے چیک کیا جا رہا تھا۔ لیکن انہیں وہاں جسکی تلاش تھی وہ نہیں ملا۔

شٹ۔ عینا نے ماتھا مسلا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ غصے سے ہٹ سے کافی دور نکل آئی تھی۔ اچانک اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔

"سنا ہے میری تلاش میں ہو" کسی نے جھک کر اسکے کان کے پاس سرگوشی کی تھی۔

وہ گھبرا گئی۔ لیکن خود پر قابو پا گئی۔ چھوٹی سی پسٹل پر گرفت سخت ہوئی تھی۔

وہ یکدم مڑی اور سامنے والے پر پسٹل تان گئی۔

عینا تو عینا مقابل بھی اسکو دیکھ کر فریز ہوا تھا۔

عینا کی آنکھوں کے سامنے چند دن پہلے کا وہ واقعہ لہرا گیا۔جب اس عربی شہزادے کی وجہ سے اسے چوٹ لگی تھی۔وہ کبھی یقین نا کرتی کہ سب کے بیچ رہنے والا یہ عام انسان ہی بیسٹ یہ اگر اسنے اسکے بازو پر بیسٹ کا ٹیٹو نا دیکھا ہوتا۔

باسط نے اسے آنے سے پہلے بتایا تھا کہ اسکے ہاتھ میں بیسٹ کے نام کا ٹیٹو ہے۔عینا کہ چہرے پر نفرت و حقارت کے سائے لہرائے تھے۔

جبکہ وہ ساکت سا کھڑا تھا قسمت کے اس کھیل پر۔جس چہرے نے پچھلے کئی دنوں سے اسے بے چین کر رکھا تھا۔وہ اسے یہاں اس طرح دکھے گا۔وہ ہر چیز سے بیگانہ دیوانہ وار بس اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا

ایک پل کے لیئے اسے اپنا وہم لگا۔لیکن یہ وہم نہیں حقیقت تھی۔وہ مبہوت سا نیلے لباس میں اس شہزادی کو دیکھ رہا تھا۔جسکی آنکھوں میں ڈر ہلکورے لے رہا تھا لیکن وہ نڈر بنی اس پر گن تانے کھڑی تھی۔

"شہزادی" اس کے لب ہلے۔ عینا یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ اتنے خوبصورت چہرے کے پیچھے اتنا بھیانک روپ تھا۔ عنکریب وہ ہاتھ بڑھا کر اسکو چھو لیتا۔ لیکن عینا نے اسکے ہاتھ جھٹک دئے۔

ہمت بھی مت کرنا۔ وہ غرائ۔

بیسٹ۔ چلو۔ کبیر نے اسکا بازو کھینچا۔

لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں دیکھ رہے تھے۔

فرق صرف اتنا تھا کہ ایک کی آنکھوں میں نفرت تھی۔ تو دوسرے کی آنکھوں میں عشق کی چمک تھی۔ جس سے وہ دونوں انجان تھے۔

ہے ہلنا مت۔ میں شوٹ کر دوں گی۔ وہ دوسرے آدمی کو اسے لے جاتا دیکھ چیخی تھی۔ کبیر نے سیکنڈ سے پہلے گن نکالی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتا۔

خنجر کا تیز وار اسکا ہاتھ چیرتا چلا گیا۔ آہہہ۔ وہ درد کی شدت سے غرایا۔ خون بھل بھل کر نکلنے لگا تھا۔ کبیر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ جو آنکھوں میں وحشت اور غصہ لیے اسے گھور رہا تھا۔

ہاو ڈیئر یو۔ ہمت کیسے ہوئ۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے وہیں مار دیتا۔ قدموں کی آواز آئ تھی۔ اسکے آدمی چوکنا ہوئے۔

عینا سمجھ چکی تھی کہ اسکی ٹیم پہنچ چکی ہے۔

امن چلو۔ یہاں سے۔ کبیر چلایا تھا۔ لیکن وہ کھڑا رہا۔ اسنے مڑ کر اسے دیکھا۔ جو حیرت و خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

لیکن اسے اپنی شہزادی کی آنکھوں میں اپنے لیے یہ خوف اچھا نہیں لگا۔ حیرت کی بات تھی۔ اسے ہمیشہ سے لوگوں کا اس سے ڈرنا پسند تھا۔ لیکن آج اسے اس خوف سے ہی نفرت ہوئی تھی۔

وہ آگے بڑھا تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

آگے مت آو۔ وہ چلائی۔ کانپتے ہاتھوں سے پسٹل آگے کی۔

وہ مسکرایا۔ ایک قدم اور آگے آیا۔ میں کہہ رہی ہوں مت آو۔ میں گولی چلا دوں گی۔ لرزتی آواز میں کہا گیا۔

کہیں تو خود مار ڈالوں۔۔ بے اختیاری میں کہا گیا۔۔۔

وہیں رکو۔۔۔اسکے وارن کیا۔اسکے بڑھتے قدم اسکی جان نکال رہے تھے۔ پیچھے جنگل کی گہرائی شروع ہوری تھی۔ بہت اچانک ہی اسنے ٹریگر دبایا تھا۔گولی مقابل کے بازو میں لگی تھی۔وہ ہلکا سا لڑکھڑایا۔پھر مسکرادیا۔جبکہ اسکے آدمی اسکی طرف بھاگے تھے۔

سر کنگ کا حکم ہے۔آپ ابھی کہ ابھی یہاں سے چلیں۔اسکے ایک آدمی نے آگے ہوتے کہا۔تھا۔عینا کے ساتھی ہر طرف اسے ڈھونڈ رہے تھے۔گولی کی آواز پر اس طرف بھاگے۔

وہ جب تک وہاں پہنچے۔وہ لوگ قریبا نکل چکے تھے۔بیسٹ دنیا میں اگر کسی کی بات نہیں ٹال سکتا تھا تو وہ صرف کنگ تھا۔ابھی بھی وہ بے بس ہوا تھا۔ایک گہری نظر ساکت کھڑی اس شہزادی پر ڈالی آور آگے بڑھ گیا۔

اور وہ ساکت سی کھڑی اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ جس سے پہلی مرتبہ کسی کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔

عینا تم ٹھیک ہو۔عینا۔کیا ہوا۔سب لوگ اسکے آس پاس جمع تھے۔وہ یکدم ہی لڑکھڑائی دماغ مفلوج ہو گیا تھا۔عیشاء جو کہ اسکی بہت اچھی دوست تھی اسنے اسے سنبھالا۔

اسے گاڑی میں بڑھاتے پانی پلایا تو اسکی حالت سنبھلی۔کیا ہوا تھا عینا اور گولی کی آواز کیوں آئی تھی۔

مینے چلائی تھی گولی۔

واٹ وہ تقریبا چلائی تھی۔باقی سب نے بھی پریشانی سی اسے دیکھا۔اسنے مختصر سا سب کو بتایا تھا۔سبنے اسے تسلی دی تھی کہ اسنے جو کیا صحیح کیا۔

آج منزل کے اتنے قریب آکر بھی ہم پھر سے خالی ہاتھ رہ باسط غصے سے بولا تھا۔

نہیں۔باسط ہم ہارے نہیں بلکہ ہم نے تو کوئی کھیل کھیلا ہی نہیں جو ہار جاتے۔مطلب۔

۔مطلب یہ کہ اگر آج تم لوگ اس تک پہنچ جاتے تو کیا ہم اسے پکڑ سکتے تھے۔

نہیں نا۔کیسے پکڑتے کوئی ثبوت۔۔یہ جو مال ملا ہے۔اس میں سے تو وہ پانچ منٹ میں گھر بیٹھے ہی باہر نکل آتا۔ہمیں اسے اسکے ہی بل میں جا کر پکڑنا ہے۔خود اس سے اعتراف کروانا ہے۔اسکے ذریعے سے اور مجرموں تک پہنچنا ہے۔فلحال ہمارے ہاتھ خالی ہیں لیکن بہت جلد ہم لوگ۔قابو پالیں گے۔

انشاءاللہ سب نے یک زباں ہو کر کہا تھا۔

عیشا گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ لیکن فلحال بولی کچھ نہیں۔
وہ لوگ ہوسپٹل واپس لوٹ آئے تھے اور بظاہر ڈاکٹر اپنا کام کر رہے تھے۔

پھر سے سر درد ہو رہا ہے۔عیشا اسکے کیبن میں آئی تو اسے ٹیبل پر سر رکھے دیکھ بولی۔عینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پیچھے چیئر سے ٹیک لگا لی۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔

عین۔ کیا کچھ ایسا ہے جو تو چھپا رہی ہے۔وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتی بولی۔عینا نے اسے دیکھا۔ع

یشو۔مجھے اسکی آنکھوں میں کچھ عجیب سا نظر آیا۔کوئی خاص سی چمک۔

کون کسکی بات کر رہی۔عیشاء الجھی۔بیسٹ۔اسنے ایک لفظی جواب دی۔
کیا کہنا چاہتی ہے کیسی چمک۔۔۔
پتا نہیں۔۔۔وہ سر جھٹک گی۔ چھوڑ۔وہ اس سے کوئی کیس ڈسکس کرنے لگی۔

امید ہے آپ ہماری دعوت ضرور قبول کریں گے۔اور دعوت میں آکر ہمیں شرف بخشیں گے۔وہ اسکے آگے کارڈ رکھتے معنی خیز سے بولے تھے۔

مرتسم نے ایک نظر کارڈ کرا اور پھر انہیں دیکھا۔

دیکھئے درانی صاحب میں پہلے ہی بتا چکا ہوں مجھے نا آپکی بیٹی میں کوئی انٹرسٹ ہے نا آپکی اس ڈیل میں۔

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔اسکی صاف گوئی پر درانی کا حلق خشک ہوا تھا۔

وہ ایک لالچی آدمی تھا۔درانی صاحب پیراپور (مرتسم کا گاوں) کی زمین پر ایک فیکٹری بنوانا چاہتا تھا۔لیکن وہ گاوں مرتسم کے انڈر تھا پچھے ایک ماہ سے وہ اسے ہر طرح کا لالچ دے کر دیکھ چکے تھے۔لیکن ناکام ٹھہرے اس لیے اس بار انہوں نے اپنی بیٹی کے ذریعے یہ گیم کھیلنی چاہی۔کتنا بھیانک روپ تھا یہ باپ بیٹی کا۔جو محض کچھ پیسوں کے لئے اپنی بیٹی کو بیچ رہا تھا۔لیکن جانتا نہیں تھا کہ اسکا پالا کس سے پڑا ہے۔

مرتسم میر شاہ جسے دنیا میں صرف ایک ہی لڑکی سے عشق تھا وہ جس پر وہ حق رکھتا ہے۔

اسے محض ایک ہی عورت پسند تھی وہ جو اسکی بیوی تھی۔اسکی محرم۔

اپنی ماں بہن کے علاوہ اسے دنیا کی ہر عورت سے الرجی تھی۔

وہ عورتوں کی بہت عزت کرتا تھا۔ لیکن کبھی بھی کسی لڑکی کے ساتھ نا تو ایسے انوالو رہا ہے نا ہی کسی بھی لڑکی کو اپنی آس پاس بھٹکنے دیتا تھا۔

نا جانے کتنی ہی لڑکیاں اسکی ایک جھلک پر مرتی تھیں۔۔وہ ایک کامیاب بزنس مین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک موٹیویشنل سپیکر بھی تھا۔

وہ کالج۔ سکولز اور یونیورسٹیز میں موٹیویشنل لیکچرز کے لئے بلایا جاتا تھا۔وہ خود بھی کسی نا کسی پوائینٹ پر ویڈیوز میں لیکچر دیا کرتا تھا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

لڑکیوں میں وہ ہوٹ ہینڈسم شاہ کے نام سے مشہور تھا۔

وہ ایک مکمل مرد تھا۔بلاشبہ وہ جسکا نصیب تھا وہ عورت خوش نصیب تھی۔ لیکن اسکا کہنا تھا کہ خوش نصیب تو وہ ہے جس پر اللہ نے اپنی رحمت کی تھی کہ اسے تحفے میں اپنی پیاری سی بیوی دی۔ اسے یہ کہنے میں کوئی آڑ نہیں تھی کہ عینا یوسفزئی مرتسم میر شاہ کا پہلا اور آخری عشق ہے اسکی پہلی نظر کی محبت ہے۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں شاہ صاحب۔ ایسا کچھ نہیں۔وہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولے تھے۔میں تو بس آپکو اپنی پارٹی میں مدعو کرنے آیا تھا۔باقی آگے آپکی مرضی ہے۔چلتا ہوں۔وہ ماتھے سے پسینہ صاف کرتا۔جلدی سے اٹھا تھا۔مرتسم کی سرد نظریں اس کارڈ پر جمیں تھیں۔

صبح ہی وہ ایک میٹنگ میں مافیا گینگ کے ہمراہ تھا۔کیونکہ ان سب کے لیئے وہ بھی ایک ڈیول ہی تھا۔

ڈیول تو وہ تھا ہی لیکن ان لوگوں کے لئے جو حیوانیت کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔

میٹنگ کے آخر پر دوسرے مافیا کے سربراہوں میں سے ایک جو اس دن اسکے گھر موجود تھا زرنور والے واقع میں اس سے زرنور کے بارے میں بات کی تھی۔

بلکہ اسنے بات نہیں گھٹیا پن کی حد کی تھی۔

سنا ہے ڈیول نے دل لگانے کا ہمارا طریقہ اپنایا ہے۔ڈیول کے رہائش گاہ پر صنف نازک یعنی رات رنگین کرنے کا سامان۔یعنی۔رکھ۔ابھی اسکی بات منہ میں ہی تھی کہ اسکی برداشت کی حد ختم ہوئی تھی۔اور نے بنا کسی کی پرواہ کیے اسے دھونک کر رکھ دیا تھا۔

اسکی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے بارے میں اتنی گھٹیا بکواس کرنے میں میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔غازی نے اسے اتنی شدت سے مارا تھا کہ وہ بمشکل ہی بچ پایا تھا۔

وہ بھی باقی لوگوں نے اسے زبردستی اس آدمی سے چھڑایا تھا۔لیکن وہ بپھرا شیر بنا کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

"وہ میری بیوی ہے میری۔ میری ہے وہ میری۔ وہ جنون و دیوانگی سے اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

میری پاک عزت ہے وہ پردوں میں چھپی ہوئی پاک عورت تم۔ جیسوں حیوانوں کا سایہ بھی نا پڑنے دوں اس پر۔" وہ غرایا تھا۔

ہر کوئی اس پاگل بپھرے شیر کو دیکھ رہا تھا جو اپنی بیوی کے لیئے اتنی شدت رکھتا تھا۔ اپنے بازوں سے سب کے ہاتھ جھٹکتا وہ پھر سے اس آدمی کے پاس آیا۔ ا
یک گھٹنا نیچے ٹکا کر بیٹھتے اسنے اس آدمی کا منہ پکڑا اور سگریٹ جلاتے اسے اسکی زبان پر پر جلتے سگریٹ کو رکھا تھا۔
یہ میری بیوی کے بارے میں اتنی گھٹیا بکواس کرنے کے لیئے۔ جو بھی میری عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا اسکا اس سے برا حال ہو گا دیکھ لو سب۔
احمر جو کہ اسکے پاٹنر کر کے روپ میں اسکے ساتھ تھا کسی طرح اسے قابو کیا۔ مجبوراً اسنے عالم صاحب کو فون کیا تھا۔ جو آنا فانا اسے لے گئے تھے۔
بمشکل ہی اسے سمجھاتے بجھاتے قابو کیا تھا۔

تمہیں میری بات پر غور کرنا چاہیئے اور جتنی جلدی ہو سکے یہ کام پورا کرو یہ نا ہو کہ تمہیں بعد میں کوئی بڑا نقصان اٹھانا پڑے۔وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔۔

پہلے کی بات الگ تھی لیکن اس دن زرنور نے سب کے سامنے آکر غلطی کر دی۔اور پھر تمہارا ار یکشن اس لیے جتنی جلدی ہو سکے چھوٹا سا ریسپشن ارینج کرواو۔

ان لوگوں کے منہ بند کروانا ضروری ہو گیا ہے اب۔اسنے بس سر ہلایا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

غصے کی شدت سے اسکی رگیں پھول گئیں تھیں۔ماتھے پر ان گنت بل تھے اور آنکھیں اس قدر سرخ تھی کہ کوئی بھی ڈر جائے۔

اسکا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔شام تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے اسنے گھر کی طرف رخ کیا تھا۔سگریٹ کی پوری ڈبی ختم کر چکا تھا۔آخری سگریٹ کو بجھاتے اسنے گاڑی کو ہواوں میں اڑایا تھا۔

وہ دروازہ لوک کرتے اندر آیا تو اسکا دماغ گھوم کر رہ گیا۔جسکے لیئے وہ وہاں دنیا سے لڑ کر آرہا تھا۔

وہ میڈم مزے سے کسی اور سے اظہار محبت میں مگن تھیں۔ اسنے مٹھیاں میچیں۔

آج یہ لڑکی مرے گی میرے ہاتھوں۔ سامنے ہی وہ فون پر نوشین سے گوہر افشانی میں مصروف تھی۔

یار سالار کی تو بات ہی الگ ہے۔ کاش کوئی مجھے سلار دیتا تو میں ساری دنیا چھوڑ کر بس اسی کے ساتھ چلی جاتی۔ ارے تمہیں نہیں پتا جو سالار میں ہے نا وہ کسی اور میں۔

اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی غازی نے جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے فون لیا تھا۔ بازو سے پکڑتے اسے اپنے روبرو کیا۔

کون ہے یہ سالار ہاں۔ تمہاری اتنی ہمت کہ میرے ہوتے ہوئے کسی اور کو دل میں رکھو۔ ہاں کون ہو ہے وہ بولوں۔ وہ ڈھاڑا تھا۔

وہ تو بوکھلا ہی گئی۔۔

غ۔ غازن۔ نہیں آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ اتنے دن سے وہ اسکی نرمی کی عادی ہو چکی تھی۔ اچانک اب پھر سے اسے

پہلے دن والے روپ میں آتے دیکھ جی جان سے کانپی تھی۔ آنکھوں میں تیزی سے نمی ابھری تھی۔

غ۔غازی وہ۔ ہچکی لی۔ اسکے آنسوں سے وہ پل میں نرم پڑا تھا۔ گرفت نرم کرتے اسنے گہری سانس لی۔

بتاو کون ہے سالار ابکی بار نرمی سے پوچھا تھا۔

وہ ن۔ناول می۔ میں ہے۔ کہتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

ناول اسنے ہونق بنے اسے دیکھا تھا۔ایک فرضی کردار۔

ہاں اسنے سر ہلایا۔

افف۔ غازی نے ماتھا مسلا۔ اسے دیکھا جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے اسکے ڈر سے اتنا رو رہی تھی۔ غازی نے کھینچ کر اسے سینے سے لگایا۔

ہے۔ روز۔ ایم سوری۔ سوری میری جان۔ زرنور نے اسکا حصار توڑنے کی بھرپور کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ پھر اسی کے سینے میں منہ چھپائے رودی۔

آ۔آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتے۔ہمیشہ ہی غ۔غصہ کرتے رہتے ہیں پ۔پھر سوری بول دیتے۔ہیں۔م۔میں آ۔آپکو س۔سوری نہیں لوں گی۔اس بار۔

زرنور نے اسکے سینے پر نازک ہاتھوں کے مکے برسائے۔

غازی نے اپنے لب کاٹے اسے خود پر بے انتہاء غصہ آیا۔آخر وہ خود پر کیوں کنٹرول نہیں رکھ پاتا تھا۔

جان۔۔غازی نے اسکا چہرہ زبردستی اپنے سامنے کیا۔

اس بار معاف کردو پلیز۔آئیندہ کبھی نہیں کروں گا ایسا۔آخری بار میری جان۔

روز ادھر دیکھو وہ اسکے منہ موڑنے پر تڑپ کر بولا۔تم جو چاہے سزا دے لو روز پلیز۔لیکن منہ مت موڑو۔

پکا۔سوں سوں کرتے خفگی سے پوچھا۔۔

آئیندہ ایسا کیا تو۔

بلکل بھی نہیں میری جان۔ کبھی بھی نہیں کروں گا۔اگر کیا تو۔ تو مجھے اپنے ہاتھوں تو مار دینا۔
غاز۔۔وہ مرنے کی بات پر تڑپ کر بولی۔ مینے ایسا تو نہیں بولا غاز۔

اچھا تو پھر میری سزا بتاو جلدی سے مینے اپنی جان کو رلایا تو مجھے بھی تو سزا ملنی چاہیئے نا۔وہ اسکے ساتھ بلکل ہی بچہ بنا کھڑا تھا۔
ٹھیک ہے پھر آپ سٹ۔ سٹینڈ کریں۔

بس سٹ سٹینڈ۔
ہاں جی کریں ابھی کہ ابھی۔وہ روعب جماتے بولی۔

وہ کھلے دل سے مسکرادیا۔اسکی معصوم جان کی سزا بھی اسکے جیسے معصوم تھی۔

اسنے خوشی سے اٹھک۔بیٹھک شروع کی۔بس۔چار پانچ کروانے کے بعد ہی اسنے اسے روک دیا۔کہ وہ تھک جائے گا۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ۔ وہ باڈی بلڈر گھنٹوں جم میں کتنے ہی بھاری بنڈلز اٹھاتا ہے۔ وہ کہاں تھکے گا اسکی چھوٹی سی سزا سے بڑے بڑے غنڈوں کو ایک ہی ہاتھ سے پٹک دیتا تھا۔

بس اتنا ہی۔

ہمم اسنے بچوں کے جیسے سر ہلایا۔

تو سوری ایکسیپٹیڈ۔

اممم اوکے۔ معاف کیا۔ آپ بھی کیا یاد رکھیں گے۔ اسنے کسی سخی کی طرح ہاتھ جھاڑے۔

وہ مسکرا دیا۔ ہم تو اب اس غلام کر کچھ کھانے کو بھی ملے گا۔ وہ بیچاروں کے جیسے منہ بنا کر بولا۔

زرنور کا منہ کھل گیا۔ کہاں وہ شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا یونانی دیوتا خود کو اسکا غلام کہہ رہا تھا۔ اسے اپنے نصیب پہ رشک سا آیا۔

لیکن مجھے تو کھانا بنانا ہی نہیں آتا۔ وہ بمشکل ہی صبح کا ناشتہ ہی بنا پاتی تھی۔ معصوم سا منہ بنا کر بولی۔

غازی کو اس پہ ٹوٹ کہ پیار آیا اختیار ہی جھکتے اسکو ہونٹوں کو چھوتے پیچھے ہوا۔وہ پل میں گلابی ہوئی۔

کوئی بات نہیں میں ہوں نا چلو۔ آج مل کے بناتے ہیں۔وہ اسے لیے کچن میں آ گیا۔ ہلکی پھلکی شرارتوں میں وہ کھانا تیار کر چکے تھے۔ کھانا کھا کر وہ برتن اٹھانے لگی اور غازی روم میں چلا گیا۔

وہ روم میں آئی تو وہ شرٹ لیس اندھے منہ لیٹا تھا۔اسے لگا شائید سو گیا۔اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ بیڈ پہ جائے یا نا جائے کیوں کہ وہ پورے بیڈ پر الٹا سیدھا لیٹا تھا۔

روز ادھر آو۔وہ ابھی قدم اٹھاتی غازی نے سیدھے ہوتے اسے بلایا تھا۔وہ جھجھکتی اسکے قریب آئی تھی۔

غازی نے ایک جھٹکے سے اسے خود پر گراتے اپنے حصار میں لیا تھا۔

روز۔کچھ دیر تک اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پکارا۔

جی۔اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں وا کیں۔

روز کل ہمارا چھوٹا سا ریسپشن رکھا ہے۔

جی۔ اسنے نا سمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

روز میرے سرکل میں بہت سے لوگ ہیں اس لیے سب سے تمہیں متعارف کروانا ہے۔ انہیں بھی تو پتا چلنا چاہیئے کہ اب یہ شیر ایک شیرنی کا ہے۔

ڈونٹ وری بس چھوٹا سا فنکشن ہے اور عالم انکل ہی فیملی بھی ہو گی نا۔ سارا کچھ میں سنبھال لوں گا

اوکے۔

اوکے۔ وہ سر ہلا گئی۔ چلو پھر سو جاو اب۔ صبح تھک جاوگی۔ اسکا ماتھا چومتے وہ آنکھیں موند گیا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اگلی صبح کافی خوشگوار تھی۔ہر طرف گہما گہمی تھی۔صبح ہی احمر کی امی اور نوشین بھی آگئیں تھیں۔ناجانے کیا کیا اسکے منہ پر لگایا جارہا تھا۔اور تو اور آسکے ہاتھوں پاوں پر بھر بھر کر مہندی بھی لگا دی تھی۔

وہ گھبرائ سی اپنا آپ انکے حوالے کیے بیٹھی تھی۔صبح سے شام ہو گی۔

اسکو ولیمے کے لیئے بھرپور تیار کیا جاچکا تھا۔وہ حد سے زیادہ نروس تھی۔

ندا بیگم اور نوشین اسکے ساتھ تھیں اور اسے تسلی دے رہیں تھیں۔وہ لوگ اسے سٹیج کی طرف لے جارہیں تھی۔۔

غازی اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔اوف وائٹ ہلکے کام والی میکسی میں موقع کی مناسبت سے میک اپ کیے ڈوپٹہ اچھے سے سر پر سیٹ کیے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

وہ دیوانہ وار اسے دیکھے گیا۔وہ خود بھی وائٹ تھری پیس پہنے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔سب نے مڑ مڑ کر اس پری کو دیکھا تھا جو سہج سہج کر قدم اٹھاتی اپنے دیو کی جانب بڑھ رہی تھی۔

احمر نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہوش دلایا۔اسنے چاکلیٹی بالوں میں ہاتھ چلایا تھا۔پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک گیا۔اسکی نظریں تھیں کہ اس پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔

ناصرف ایسی بلکہ وہاں کھڑے ہر شخص کی۔یہ سوچ ہی اسکے ماتھے پر بل لے آئی۔

اسنے اسکے ڈوپٹا کو اٹھاتے اسکے چہرے پر گھونگھٹ کیا تھا اب ٹھیک ہے۔اطمنان سے ایسا ہاتھ تھامتے اسے احتیاط سے سٹیج پر لایا۔ایک ہاتھ سے اسکی کمر کر گرفت کرتے دوسرے ہاتھ سے مائیک پکڑا تھا۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین۔اٹینشن پلیز۔میٹ مائے لائف مائے وائف زرنور شاہ۔وہاں پر کئی بڑیں شخصیت موجود تھی۔وہ کوئی عام انسان تو نا تھا۔ایک دنیا اسے جانتی تھی۔اسکا ایک نام تھا۔

وہ خود دیوتاوں جیسا حسن رکھتا تھا اور اسکے پہلو میں کھڑی وہ اپسراوں کو مات دیتی تھی۔ایک دو باتیں اور کرنے کے بعد اسنے مائیک احمر کے حوالے کیا۔

اور اسے لے کر صوفے کی طرف بڑھا۔اسکا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

ایک ہاتھ سے اسے اپنے حصار میں لیا۔ریلیکس میری جان۔ایزی۔سب ٹھیک ہے۔

ہمم۔وہ سر ہلا گئ۔

کافی حد تک ریلیکس ہو چکی تھی۔غازی کے ساتھ کام کرنے والے کچھ لوگ اسکی طرف بڑھے تھے۔

ماننا پڑے گا غازی۔ایسے ہی تو نہیں تم پاگل ہوئے جا رہے۔انکے لیئے تو کوئ بھی دیوانہ ہو جائے۔غازی کی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھتے احمر نے سب کو کھانے کی طرف متوجہ کیا تھا۔

غازی نے نوشین کو اشارہ کیا تو وہ زرنور کو لے کر اندر بڑھ گئ۔

دیکھا بھابھی مینے بولا تھا نا۔برو آپکو دیکھتے ہی رہ جائیں گیں۔دیکھا ہوا بھی یہی۔وہ کھانا کھاتے ساتھ اسے چھیڑ بھی رہی تھی۔

زرنور جھنپ گئ۔اسکا جوڑا بھی صبح ہی غازی نے خود آڈر کیا تھا۔

چلیں بھابھی اب باری آگئ برو کے سرپرائیز کی۔

کیا مطلب وہ الجھی چلیں تو بتاتی ہوں۔

اسکے کمرے میں کافی ساری لڑکیاں اکھٹی ہوئ تھیں۔

محفل رات تک چلی۔وہ سب کو سی_اوف کرتا تھکاہارا اندر آیا تھا۔

چلو بیٹے اب ہم بھی چلیں گئیں۔احمر کی فیملی بھی تیار تھی۔

بہت شکریہ آنٹی اپنے بہت ہیلپ کی۔ارے شکریہ کی کیا بات ہے بیٹا تم میرے لیئے بلکل احمر جیسے ہو۔وہ مسکرا دیا۔

اور برو میں۔ارے تم نے سب سے زیادہ ہیلپ کی۔وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتا بولا۔

چلیں پھر نکالیں میرا نیک۔

نیک۔۔۔؟

ہاں نیک۔یہ بہن کا حق ہوتا۔بھائ کو کمرے میں جانے سے پہلے یہ دینا پڑتا۔چلیں نکالیں۔

غازی کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔لیکن خود پر قابو پاتے اسنے مسکرا کر اسکے ہاتھ پر اپنا والٹ خالی کیا تھا۔برو اتنے زیادہ۔

رکھ لو تمہارا حق ہے۔

وہ لوگ جانے لگے تو۔وہ مڑی۔برو۔

ہاں کیا ہوا۔ سنبھل کر جائے گا۔ اندر بہت بڑا سرپرائز آپ کا انتظار کر رہا ہے۔وہ شرارت سے بولتی بھاگی تھی۔

سرپرائز وہ الجھا۔ پھر اسکی شرارت سمجھتے سر جھٹکا۔

اسے آج نوشین کو دیکھتے شدت سے کسی کی کمی کا احساس ہوا تھا۔ سگریٹ سلگھاتے اسکی آنکھوں کے سامنے زرنور کا چہرہ چھم سے لہرایا تھا۔

اس پری وش نے آج اسکے سلگتے جزباتوں پر جیسے پیٹرول چھڑکا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ آج ہر دوری مٹا کر اسکی روح میں سما جائے لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی وہ ان سب کے لیئے تیار نہیں۔

اس لیے باہر بیٹھا خود کو سگریٹ میں الجھا رہا تھا۔ جب احمر کا میسج آیا۔

سرپرائز دیکھ کر بھائی کو بھول مت جانا۔ پھر سے سرپرائز۔ وہ الجھا۔ سگریٹ بجھاتے اسکے قدم اپنے کمرے کی طرف تھے۔

دروازہ کھولتے اندر کا ماحول دیکھتے وہ اپنا سانس تک روک گیا۔

پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ فرش بھی پھولوں سے ڈھکا تھا۔ گلاب کے پھولوں کی خشبوں اسکی سانسوں میں گھلی تھیں اسکے گہری سانس کھینچی۔

دروازہ لوک کرتے وہ پلٹا تو جیسے آگے بڑھنا بھول گیا۔ پھولوں سے سجے بیڈ پہ وہ پری وش سرخ رنگ کے لہنگے میں گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی۔ غازی ٹرانس کی سی کیفیت میں آگے بڑھا۔

پھولوں کو ہٹاتا آہستہ سے اسکے قریب بیٹھا۔ وہ خود میں سمٹ گئ۔

غازی نے آہستہ سے انکا گھونگھٹ پلٹا۔ وہ ساکت رہ گیا۔ برئیڈل میک اپ میں وہ قہر ڈھا رہی تھی۔

بالوں کا جوڑا بنائے مانگ نکال کر ماتھا پٹی لگائ گئ تھی۔ تیکھی ناک میں بڑی سی نتھلی تھی کانپتے سرخ ہونٹوں پر نتھ کا موتی بوسے دے رہا تھا۔

نتھ کی لڑی جو موتیوں سے سجی تھی بالوں میں اٹکائ گئ تھی۔ گھنی پلکیں جھنیں مسکارے سے سجایا گیا تھا لرز رہیں تھیں۔

وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی۔ اسکی کرتی کا گلا کافی گہرا تھا۔ اس لیے وہ شرم سے مری جا رہی تھی۔

غازی نے آہستہ سے اسکا مہندی بھرا ہاتھ تھاما۔

مہندی کی خوشبو اپنے اندر اتارتے اسے اپنی طرف کھینچا۔ وہ کٹی ڈالی کی مانند اسکے سینے سے لگی۔

غازی نے نرمی سے اسکا ڈوپٹہ اتارتے بالوں میں لگی پن کا کھینچا۔ بن بہت ہی ڈھیلا سا بنا ہوا تھا۔ جسکو پنز سے سیٹ کیا تھا۔ ایک پن کھینچنے پر وہ ڈھیلا ہوتا کھلتا گیا۔ اسکے گھنے بال آبشار کی مانند پھیل گئے۔

غازی نے ہولے سے جھکتے اسکے بالوں میں منہ چھپاتے گہرا سانس لیا۔اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتے۔وہ اسکے کان کے قریب جھکا۔

یہ سب مجھے پاگل کرنے کے لیئے ہے۔اگر ہے تو میں پاگل ہو رہا ہوں۔

گھمبیر بوجھل آنچ دیتے لہجے میں سرگوشی کی۔وہ مچلی۔تو غازی نرمی سے پیچھے ہوا۔

ان سے کیا سمجھوں اسکی تھوڑی اٹھاتے اسکا چہرہ سامنے کیا تھا۔

زرنور نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر گھبرا کر پلکیں گرا گئی۔غازی گہرا مسکرایا تھا۔

وہ آگے جھکا تو وہ پیچھے ہوتی بیڈ پر گر گئی۔وہ اس پر جھکا۔اسکے ایک ایک نقش کو دل میں اتارتے اسکی پیشانی چومیں۔

روز میری زندگی میں آنے والی پہلی اور آخری لڑکی ہو تم۔میرا پہلا عشق اور آخری جنون۔اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکائے وہ دھیمے لہجے میں سرگوشیاں کرنے لگا۔

میری وحشتوں میں ایک جگنوں میں مانند چھائی ہو۔جسنے میری زندگی میں روشنی ہی روشنی کر دی ہے۔روز مجھے خود سے کبھی دور مت کرنا۔

میں زمانے کا ستایا ہوا شخص ہوں۔ تم سے بچھڑا تو مر جاوں گا۔ مجھے کبھی اکیلے مت کرنا زرنور تم سے الگ ہوا تو ٹوٹ کر بکھر جاوں گا۔

تم جو چاہو گی کروں گا۔ تمہارے قدموں میں دنیا لا کے رکھ دوں گا۔ لیکن مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔

وعدہ کرو۔ روز۔

زرنور نے آہستہ اپنا کانپتا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا تھا۔ وعدہ۔ وہ ہولے سے بولی۔

زرنور۔ پہلی بار اسنے اسے اسکے نام سے پکارا تھا۔ بھاری سرگوشی کی تھی۔

ڈویولومی (do you love me) آنچ دیتے لہجے میں سرگوشی کی تھی۔

کہ وہ لرز گی۔ زرنور نے پلکیں اٹھائیں۔ دانتوں تلے لب دباتے۔ وہ ذرا سا اوپر اٹھی۔

اور لرزتے لب اسکی پیشانی پر رکھے۔ غازی نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔ زرنور نے اسکی آنکھوں پر لب رکھے تو غازی کے آنکھ سے ٹوٹ کر ایک قطرہ بے مول ہوا تھا۔

وہ اسکا جواب سمجھ گیا تھا۔ اسکے کان کے قریب جھکا۔

آئی۔ لویو۔ زرنور۔۔ I love u from the depths of my soul۔

کہتے اسکی کان کی لو کو لبوں سے کاٹا تھا۔ چہرہ گھماتے۔ اسنے اسکی آنکھوں پر لب رکھے۔

مجھے پسند ہیں یہ آنکھیں جن میں میرا عکس ہے۔یہ پلکیں جو میرے لمس پر لرزتی ہیں۔

مجھے پسند ہیں یہ رخسار جس پر میری قربت کے رنگ چھاتے ہیں۔اسکے رخساروں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔اسکی ناک میں پہنی نتھ پر شدت سے لب رکھے تھے اور ہونٹ پر بوسہ دیتے اس موتی کو لبوں میں دبایا تھا۔

ناک کو نتھ سے آزاد کرتے۔لبوں کو چھوا تھا۔مجھے پسند ہیں یہ ہونٹ جن پہ صرف میرا نام ہو۔

اسکے کانپتے ہونٹوں کو ہولے سے چھوتے۔اسکے وجود کو زیورات کی قید سے آزاد کیا تھا۔

یکدم ہی جھکتے اپنے سلگھتے لبوں کی گرفت میں اسکے لبوں کو لیا تھا۔وہ جھکا تو۔پیچھے ہونا جیسے بھول گیا۔

اسکے لمس میں لمحہ بالمحہ شدت آئی تھی۔زرنور نے کوئی مزاہمت نہیں کی۔لیکن جب اسکی شدت میں اضافہ ہوا تو اسکے کالر کو جھٹکا دیا۔

لیکن غازی کو کوئی فرق نہیں پڑا۔وہ خود کو سیر اب کر کے پیچھے ہٹا تھا۔

زرنور کا تنفس بری طرح سے بگڑا تھا وہ گہرے سانس لینے لگی۔دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ اسے لگا دل باہر آجائے گا۔غازی اسکی گردن پر جھکا جا بجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے اسنے گردن پر بنے تل کو چھوا۔

مجھے پسند ہے یہ تل جو میرے لمس کی شدت سے دہکتا ہے۔بہکے لہجے میں سرگوشی تھی۔اسکی آواز اتنی بھاری تھی کہ جیسے کسی نے نشہ دے دیا ہوں۔

آنکھوں میں خمار اترا تھا۔نرمی سے تل کو چھوتے اسنے یکدم ہی اس پر دانت گاڑھے تھے۔

یہ تل مجھے پاگل کرتا ہے۔آنچ دیتا لہجہ تھا۔وہ سسکی۔گردن سے ہوتے اسکے کان کی لو چھوا۔۔

روز مجھے سمیٹ لو میں پور پور زخمی ہوں۔اپنے وجود کی نرماہٹ میں میری وحشتوں کو گم کر دو۔اسکے وجود میں گم۔بھاری سرگوشیاں کر رہا تھا۔

یکدم چہرہ اٹھاتے اسنے اسکی طرف دیکھا۔دونوں کا تنفس بگڑا ہوا تھا۔جبکہ اسکا وجود لرز رہا تھا۔چہرے میں گلال اترا تھا۔

اسنے ذرا سا اوپر ہوتے اپنی شرٹ اتار کر پھینکی تھی۔ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں الجھایا تھا۔

چہرہ اوپر اٹھاتے سانسوں میں سانسیں الجھائیں تھیں۔اتنی شدت سے کہ اسکا وجود لرز گیا۔اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو چومتے۔

اسکا ہاتھ اسکی کمر کی گہرائیوں میں الجھا تھا۔یکدم ہی اسکی کرتی کی ڈوری کو ہاتھ میں لیتے اسنے کھینچا تھا۔کہ وہ اسکی کرتی سے الگ ہوتی اسکی کمر کو نمایا کر گئ۔غازی نے اسکے کندھے سے کرتی ہٹاتے اپنے لب رکھے تھے۔

غ۔غاز۔بگڑے تنفس سے پکارا۔یکدم ہی اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کیا تھااور خود رخ موڑ گئ۔

غازی مسکرایا۔اسکی کمر پر جھکتے شدت سے وہاں اپنا لمس چھوڑا تھا۔وہ گھبراتی اسکی طرف پلٹ آئ۔

غ۔غاز پلیز۔تیز ہوتی سانسوں سے پکارا تھا۔

برداشت کرو میری جان۔اسکی کمر کو سہلایا تھا۔اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے سینے میں بھینچا۔

روز۔بوجھل لہجے میں پکارا۔زرنور نے ہولے سے پلکیں اٹھائیں۔
اجازت ہے۔مخمور لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے اجازت طلب کی۔وہ کچھ بھی کہے بغیر آنکھیں موندتی اسکی گردن میں باہوں کا ہار ڈال گئ۔

غازی سر شار سا اس پر جھکا۔

مجھے عشق ہے اس وجود سے جس پر میرا اور صرف میرا حق ہے۔روز تم میری زندگی ہو۔میری روح کی ساتھی۔

میری کانٹوں بھری زندگی میں کھلا ہوا گلاب۔میرا عشق۔روح عشق، قلب عشق،اسکی انگلیوں میں انگلیاں الجھاتے پوری طرح سے اپنی گرفت میں اسکی کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کرتے وہ اس پر جھکا اور جھکتا چلا گیا۔

جیسے جیسے رات گہری ہو رہی تھی اسکی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔کمرے میں زو معنی خاموشی تھی دونوں کی سانسوں کی بھاری آواز گونج رہی تھی۔وہ کبھی اسکی شدت سے گھبرا جاتی تو کبھی اسکی نرمی سے اسکی بانہوں میں پگھل جاتی۔گزرتی رات کے ساتھ ساتھ غازی نے قطرہ قطرہ اسے خود میں اتارا تھا۔

❤❤❤❤❤

اسنے موبائل نکال کر عینا کی لوکیشن چیک کی تو شہر سے اتنی دور جنگل میں دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل پڑے۔وہ اٹھ کھڑا ہوا۔سارے کام پس پشت ڈال کر وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا اجلت میں نکلا تھا۔

سر۔ساحر اسکے پیچھے بھاگا۔

سر ابھی آپ کہاں جا رہے ہیں۔آدھے گھنٹے میں میٹنگ ہے آپکی۔

مرتسم نے ماتھا مسلا۔نا جانے کیوں اسے بے چینی سے ہو رہی تھی۔

ساحر میٹنگ تم سنبھال لینا مجھے ابھی جانا ہے۔ گارڈز کو ہاتھ کے اشارے سے روکتا وہ گاڑی خود ہی ڈرائیور کرر رہا تھا۔ اسنے دوبارہ چیک کی تو اسکی لوکیشن ہوسپٹل کی شو ہو رہی تھی۔ اسے کچھ سکون ملا۔

گاڑی ہوسپٹل کے راستے ڈال دی۔ وہ ہوسپٹل پہنچا تو۔ وہاں کا سٹاف اسے پہلے ہی جانتا تھا۔ ویسے بھی مرتسم میر کو کون نہیں جانتا تھا۔ جانا بزنس ٹائیکون تھا وہ۔

لیکن وہ لوگ اسے عینا کے منکوح کے حوالے سے بھی جانتے تھے۔

اسلام وعلیکم میر بھائی آپ یہاں۔ عیشاء اسے دیکھتی حیرانی سے اسکی طرف آئی۔

والسلام۔ وہ عینا سے کچھ کام تھا۔ اسے کچھ سمجھ نا آیا کہ کیا بولے اس لیے یہ بول دیا۔

اوکے عینا اپنے کیبن میں ہی ہے۔ آپ چلے جائیں۔ وہ فری ہی ہے۔ وہ لب دبا کر بولی۔ آنکھوں میں شرارت تھی۔

اب مرتسم کے جانے کے بعد وہ عینا کا خوب ریگارڈ لگانے والی تھی۔

❤❤❤❤❤

اسنے گہرا سانس لیتے دروازہ کھولا۔ آہٹ پر عینا نے چونک کر ٹیبل سے سر اٹھایا۔ اسکی آنکھوں کا حشر دیکھتا مرتسم تڑپ کر اسکے پاس آیا تھا۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ عین کیا ہوا۔ یہ کیا حشر کر لیا ہے آپنے۔ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے بے چینی سے سوال کیا۔

وہ کچھ بھی نا بولی۔ خاموشی سے اسکے سینے پر سر رکھتے۔ اسکے گرد باہوں کا حصار باندھ گئی۔

مرتسم نے اسکے گرد بازو باندھے تھے۔

عین۔ میری جان۔ بتائیں گی نہیں تو مجھے کیسے پتا چلے گا۔ مرتسم نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ عینا کی آنکھ سے ایک آنسو خاموشی سے نکل کر اسکے سینے میں جذب ہوا تھا۔

اور پھر نا جانے کتنے ہی آنسو بے مول ہوتے گئے۔ عین وہ بے چین ہوا۔ اسکو اپنے سامنے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سختی سے اسکے سینے میں منہ دے گئی۔

ش۔ شاہ وہ۔۔ وہ کیوں مر گئی شاہ۔ کیوں چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔ اگر جانا تھا تو مجھے کیوں نہیں ساتھ لے گئی۔ وہ تو میری بچپن کی ساتھی تھی نا شاہ۔ پھر کیوں چلی گئی وہ مجھے تنہا کر کے۔ سسکتے اس سے سوال کیا تھا۔

اور مرتسم وہ بے بسی سے ہونٹ بھینچ گیا۔ کتنی ہی دیر وہ سسکتی رہی۔بس مرتسم سے اور برداشت نا ہوا۔

ششش ۔ عین بس کریں یار۔ایسی باتیں کر کے آپ اسکی روح کو تکلیف دے رہی ہیں۔مجھے مار رہی ہیں۔زبردستی اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا تھا۔

یہاں بیٹھیں۔اسنے چیئر پر بٹھا کر پانی کا گلاس منہ کو لگایا۔گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔

عین یہ زندگی ہے میری جان۔یہاں روز ہزاروں لوگ پیدا ہوتے ہیں اور اتنے ہی مرتے ہیں۔مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا عینا۔صبر کیا جاتا ہے۔میں جانتا ہوں۔کہنا آسان ہے۔لیکن جس پر گزرتی ہے اسکا حال کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

صبر کرنا چاہتی ہوں شاہ۔لیکن صبر آتا ہی نہیں۔میں کیا کروں شاہ۔کبھی کبھی وہ مجھے بہت بہت یاد آتی ہے شاہ۔م۔میرا دم گھٹتا ہے شاہ۔میں اسکو بچا کیوں نہیں سکی۔وہ میری آنکھوں کے سامنے ہی۔وہ ہچکیوں سے رو دی۔

مرتسم نے اٹھ کے اسکا سر سینے سے لگایا۔ عین وہ سب آپکے ہاتھ میں نہیں تھا میری جان۔ یہ سب اللہ کی رضا تھی۔ اسکا جانا طے تھا۔ آپ ایسے اسکو یاد کر کے رو رہی ہیں۔ اگر وہ آپکو ایسے دیکھتی تو برداشت کر پاتی۔

وہ نفی میں سر ہلا گئ۔

تو پھر پلیز بس کریں۔ میں بھی نہیں برداشت کر سکتا۔ وہ بے بسی سے بولا۔ وہ اسے کافی دیر پرسکون کرتا رہا۔

کیا حال کر لیا ہے آپ نے اپنا۔ عین خود کے لیئے نا سہی میرے لیے ہی اپنی تھوڑی سی پرواہ کر لیا کریں یار۔ بے بسی کی انتہاء وہ جتنا اسے ماضی سے دور رکھنے کی کوشش کرتا وہ اسے یاد کر کے اتنا ہی تڑپتی تھی۔

چلیں ابھی گھر چلیں۔ تھوڑی دیر ریسٹ کر لیں۔ دیکھیں آپکو بخار بھی ہو رہا ہے۔۔ اسکا بازو پکڑتا اسے ساتھ لیے آیا تھا۔

ڈین کو انفارم کرتا وہ اسے لیے شاہ والا آ گیا۔ شکر تھا کہ گھر میں کوئی نہیں تھا۔

بی جان۔ قاسم بابا اور آہانہ ماما گاوں میں تھے۔

حمدان شاہ اور وجدان آفس تھے۔ ملیحہ ماما آرام کر رہی تھیں۔ وش اور عادی یونی تھے۔ ماہم اپیا بھی اپنے کام پر تھیں۔

شاہ میں کچھ دیر روحا ماما کے پاس بیٹھوں گی۔ وہ سر ہلا گیا۔ خود بھی روز گھر آتے ہی وہ سب سے پہلے روحا کے پاس ہی آتا تھا۔

اسے گھنٹوں باتیں کرتا کہ شاید وہ اٹھ جائیں۔ چوبیس گھنٹے روحا کے ساتھ گھر کے فرد میں سے کوئی نا کوئی ضرور ہوتا تھا۔ عینا اور مرتسم کی یہ عادت بن چکی تھی کہ وہ گھر آتے ہی سب سے پہلے روحا کے پاس جاتے پورے دن کی روادر سناتے تھے۔

اندر آتے مرتسم نے جھک کر روحا کا سر چوما۔

آپکی بہو کو آپکے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ بہت تنگ کرتی ہیں۔ سنبھال لیجئے گا۔ وہ آہستہ سے روحا سے بولا یوں جیسے وہ ابھی جواب دے گی۔

وہ سن سکتی تھی۔ لیکن کوئی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ تب تک عینا بھی فریش ہو کر آ گئی۔

آپ کچھ کھائیں گی۔ اسے آتے دیکھ پوچھا۔ ابھی بلکل دل نہیں چاہ رہا۔

میں کچھ لائٹ سا بنا لیتا ہوں خود۔ آپ بیٹھیں۔ جھک کر اسکا سر چوما۔ وہ اچھی کوکنگ کرتا تھا۔ اور سب کو ہی اسکے ہاتھ کا کھانا بہت پسند تھا۔ عین کبھی کبھی ضد کر کے اس سے کچھ نا کچھ بنواتی رہتی تھی۔ وہ گہرا سانس بھرتے روحا کے پاس ٹک گئی۔

اب آٹھ جائیں ناماما۔ اور کتنا انتظار کروائیں گی۔ اتنے سال کم ہیں کیا۔ دیکھیں آپ کا بیٹا کتنا ذمہ دار اور بڑا ہو گیا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

شاہ آپکو کو بہت مس کرتے ہیں۔وہ کسی کو کچھ بتاتے نہیں لیکن وہ خود بھی اندر سے ٹوٹے ہوئے ہیں قدرت نے جو چھینا ہے اسکی جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا۔

اور ماں باپ کی تو کبھی بھی نہیں۔یہ مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔وہ اداس مسکراہٹ سے بولی۔

کیا باتیں چل رہی ہیں۔مرتسم اسکے لیئے لائٹ سا سینڈوچ اور جوس لایا تھا۔

آپکی شکایتیں کر رہی ہوں۔ماما کے بیٹے مجھے بلکل بھی سکون سے نہیں رہنے دیتے۔مرتسم نے اسے گھورا۔

عینا نے مسکراہٹ دبائی۔

چلیں یہ کھائیں۔

شاہ۔اسنے منہ بنایا۔وہ کھانے کے معاملے میں ایسی ہی تھی۔بس رات کو ہی ٹھیک سے کھاتی تھی۔ورنہ دن میں اسے زبردستی ہی کوئی کچھ کھلا دے تو ٹھیک۔

عینا یہ فنش کریں ابھی۔برے برے منہ بناتے۔اسنے سینڈویچ ختم کیا تھا۔

جوس ختم کرتے ہی مرتسم نے اسکے آگے میڈیسن کی۔ یہ کھالیں۔ لائٹ سا بخار بھی آپکو۔

عینا نے اسے گھورا۔ شاہ ڈاکٹر میں ہوں آپ نہیں۔

پتا نہیں آپکو ڈاکٹر بنا کسنے دیا۔ ایسی ڈاکٹر جسے خود کی ہی صحت کا خیال نہیں۔ بہانے مت بنائیں کھائیں شاباش۔

چلیں اب اٹھیں کچھ دیر آرام کر لیں۔ اسے گلاس لیتے کہا تھا۔ عینا نے جھک کر روحا کے ماتھے پر لب رکھے۔ رات کو ملیں گے۔

ابھی آپکے یہ کھڑوس بیٹے مجھے یہاں رہنے نہیں دیں گے۔ مرتسم نے اسے گھورا۔ پھر ہاتھ پکڑتے اسکے کمرے میں لایا سو جائیں تھوڑی دیر۔

اسے لٹاتے اس پر کمفرٹ صحیح کیا۔ خود اسے سرہانے ٹک کر اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔ وہ پر سکون ہوتی جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئ۔

مرتسم نے آنکھیں بند کر کے بیڈ کراون کے ساتھ ٹیک لگالی۔ اسے پتا ہی نہیں چلا وہ خود بھی گہری نیند میں چلا گیا۔

قریب ڈیڑھ بجے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ اسنے کروٹ لی تو۔ اسکا ہاتھ کسی کے ہاتھ سے ٹکرایا۔ اسنے ذرا سی آنکھیں کھولیں۔ مرتسم کو وہیں ٹیک لگا کر سوتے دیکھ حیران ہوئی۔ پھر مسکرا دی۔

شاید رات سے نیند نہیں پوری ہوئی۔ ورنہ وہ تو رات کو بھی دیر تک جاگتے کام کرتا تھا۔ سکون کہاں ہوتا تھا اسکو۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ۔ جب محبوب پاس ہو تو۔ اسکی پناہوں میں جو سکون ملتا ہی وہ انسان کو مدہوش کر دیتا ہے۔ ہر بے سکونی سے آزاد کر دیتا ہے۔

وہ دھیرے سے اٹھی۔ آہستہ سے اسکے سر کے نیچے تکیے رکھتے اسے سیدھا کیا۔ وہ شائید زیادہ ہی گہری نیند میں تھا۔ اس لیے نہیں جاگا۔ ورنہ ہلکی سی آہٹ سے بھی بیدار ہو جاتا تھا۔

فریش ہو کر آئی۔ تو موبائل اٹھاتے نوٹیفیکیشن چیک کیے۔ زوہر کی نماز میں ابھی ٹائم تھا۔ ازانیں ہو رہی تھیں۔ یہ نماز کی پابندی بھی اسے مرتسم نے ہی کروائی تھی۔

وہ سوچتے مسکرائی۔

بور ہوتے وہ باہر آئی ماما کے روم میں جھانکا تو۔وہ خود تو سو رہی تھیں۔ لیکن انکے پاس ہی ہانم لیٹی ہاتھ پاوں مار رہی تھی۔

شاید وہ بھی ابھی نیند پوری کر کے اٹھی تھی۔وہ اسے دیکھتی کھل اٹھی۔ کہ آج ماہم اپیا اسے ساتھ لے کر نہیں گئیں۔

ماہم کبھی کبھی اسے اپنے ساتھ لے جاتی تھی۔وہ چاپ پیدا کیے بغیر آگے بڑھی اور آہستہ سے اسے اٹھالیا۔اور باہر آگئی۔ہانم اسے دیکھتی کھکھلائی۔

آنی کی جان۔ میرا بچہ۔اپنے مس کیا مجھے۔اسکے چہرے کو چومتے عینا اس سے باتیں کرنے لگی۔ جبکہ وہ آگے سے کھکھلا دی۔

ہاہاہا۔عینا کا قہقہ گونجا۔ میلا بچہ۔خوش ہو رہا ہے۔جیسے آنی آپکو جوک سنا رہی ہوں۔

جب آپ بڑی ہو جاو گی نا تو آنی آپکو اپنے ساتھ لے۔ جایا کریں گی اوکے۔وہ اس سے کھیلتی۔ سرگوشیاں کرنے لگی۔ہانم اسکے کبھی غور سے دیکھتی مسکرا دیتی تو کبھی کھکھلا کر ہنس دیتی۔

آدھے گھنٹے تک وہ اس سے کھیلتی رہی پھر روم میں آگئی۔ نماز کا ٹائم ہو رہا تھا۔روم میں آئی تو مرتسم کو سوتے دیکھ شرارت سے مسکرائی۔

کیوں نا آپکے چاچو کے ساتھ شرارت کی جائے۔وہ سرگوشی میں ہانم سے بولی۔ایک ہاتھ سے اسے اٹھائے دوسرے ہاتھ سے اپنا کام سرانجام دیا۔

ہاہ۔اب آئے گا مزہ۔پھر ہانم کو اسکے پاس لٹاتے واپس آتے وضو کیا مرتسم کے جاگنے سے پہلے اسے نماز شروع کرنی تھی۔

منہ پر ننھے ہاتھ پڑنے سے وہ بیدار ہوا۔ناسمجھی سے آنکھیں کھول کر دیکھا تو۔یاد آتے گہرا سانس لیا۔وہ یہیں سو گیا۔

اپنے پاس لیٹی ہانم کو دیکھا۔وہ رینگتے اسکے منہ کے پاس تک آگئی تھی۔وہ مسکرایا۔

اسے اٹھاتے۔پیار کیا۔چاچو کی جان۔اسکا دوہرا رشتہ بنتا تھا۔یہاں کیسے آئے آپ۔اس سے کھیلتے اسے اپنے بازو پر کچھ محسوس ہوا۔

مرتسم نے کف لنکس فولڈ کرتے بازو کو دیکھا۔وہ حیران رہ گیا۔ایک نظر ہانم کو دیکھتے۔

کمرے میں نگاہ دوڑائی تو۔وہ سامنے ہی نماز پڑھ رہی تھی۔مرتسم نے اسے گھورا وہ پہلے بھی دوبار اسکے ساتھ یہ کر چکی تھی۔لیکن اس بار وہ اسے بخشنے گا نہیں۔

ہانم کو سائیڈ لٹاتے اسنے اپنے بازو سے کھینچ کر ویکس کی پٹی نکالی۔بازو میں ہوتے درد پر اسنے ہونٹ بھینچے۔ناجانے کیسے لڑکیاں یہ درد برداشت کرلیتی ہیں۔وہ سوچتے جھنجھلایا۔

اسے ڈسٹبین پھینکتے۔ہانم کو اٹھایا۔اسے ماما کے روم میں لاتے بے بی کاٹ میں لٹایا۔پھر اپنے روم میں آتے وضو کرتے نماز ادا کی۔۔وہ نماز عموما مسجد میں ہی پڑھتا تھا۔لیکن کبھی کبھار گھر ہی پڑھ لیتا تھا۔

وہ ڈرتے ڈرتے باہر نکلی۔منہ میں انگلی دباتے۔اسنے ادھر ادھر دیکھا۔اسکی ناپاکر سکون کا سانس لیا۔ اسے لگا شاید وہ آفس چلا گیا۔اس لیے سکون سے لاونج میں جاتے ٹی وی لگایا۔اسے ابھی بیس منٹ ہی گزرے ہونگے۔کہ اسکے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔

اسنے بے دھیانی میں ہاتھ جھٹکا۔جب کسی نے اسکے آگے وہ سٹرپ کی۔
یہ کیا ہے۔بھاری آواز پر وہ اچھلی۔شاہ۔آپ گئے نئ۔مرتسم نے اسے گھورا۔
نہیں آپکو یہ بہت پسند ہے ناتو سوچا آج آپکے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلوں۔اسنے سٹرپ کی طرف اشارہ کیا۔وہ بدک کر صوفے کے اس پار ہو گئ۔

شاہ۔دیکھیں۔وہ انگلی اٹھا کر بولی۔

Don't worry

آج میں آپکو بہت اچھے سے دیکھوں گا۔وہ دانت پیس کر بولا۔

شاہ میں توٹرائے کررہی تھی اصلی ہے یا نقلی۔مرتسم نے صدمے سے اسے دیکھا۔

میرا بازو ہی ملا تھا آپکو۔

شاہ میں سچی کہہ رہی ہوں میں بس ٹرائے کررہی تھی۔

ہر بار آپکو ٹرائے کرنے کے لیئے میں ہی ملتا ہوں۔کوئی بات نہیں اس بار میں آپ پر ٹرائے کروں گا۔

یہ ظلم ہے شاہ۔آپ ایسا نہیں کرسکتے وہ روہانسی ہوئی۔

یہ ظلم آپ تھوڑی دیر پہلے مجھ پہ کررہی تھیں اسنے اپنا بازو آگے کیا۔

اتنی سے جگہ سے بال اترچکے تھے۔اور اس جگہ سے بازو سرخ ہورہا تھا۔میں بس کوالٹی چیک کررہی تھی۔

ویکس ہی تو ہے۔بس۔وہ منمنائی۔

کوالٹی چیک کرنے کے لیئے میں ہی ملا۔وہ اسکو پکڑنے کے لیئے صوفے کے اردگرد اسکے پیچھے بھاگتا بول رہا تھا۔

اگر کوئی اس طرح مرتسم شاہ کو دیکھ لیتا تو صدمے میں چلا جاتا۔کہاں وہ ہمیشہ سیریس رہنے والا بندہ۔آج ایسی حرکتیں کر رہا تھا۔

اوکے لاسٹ ٹائم معاف کر دیں آئندہ کبھی نہیں کروں گی۔پکا پرومس۔اسکے ہاتھ میں ویکس سٹاپ دیکھتی پھولی سانسوں سے بولی۔

پچھلی بار بھی آپ نے یہی پرومس کیا تھا۔اس بار نہیں آوں گا آپکی باتوں میں۔

نو۔نو اس بار پکا والا پرومس۔آئی سوئیر آئندہ کبھی نہیں کروں۔۔۔آہہہ۔آہہ اسکی چیخ بلند ہوئی تھی۔

پاوں الجھنے سے وہ گرنے والی تھی۔اسے بچانے کے لیئے ہاتھ پکڑتا مرتسم اور وہ دونوں صوفے پر گرے تھے۔

ہائے۔ماما مر گئی۔۔وہ بڑبڑائی۔مرتسم نے اسے ہلایا۔وہ اسنے ایک آنکھ کھول کر دیکھا۔

ہیں میں گری نہیں۔

اسنے خود کو دیکھا۔سچویشن دیکھتے وہ پل میں گلابی ہوئی تھی۔

مرتسم صوفے پہ جبکے وہ مرتسم کے اوپر گری تھی۔

مرتسم نے مبہوت ہو کر اسکے گالوں میں گھلتا گلابی پن دیکھا۔ایک ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے ہلکا سا جھٹکا دیا۔وہ اسکے قریب تر ہو گئ۔

ش۔شاہ۔عینا نے ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے حلق تر کیا خود پر مسلسل اسکی نظروں کی تپش سے اسکے گال تپ گئے۔

ش۔شاہ چھوڑیں۔کیا کر رہے ہیں۔ہ۔ہم ہال میں ہیں۔

مرتسم گہرا مسکرایا۔پھر آہستہ سے جھکتے اسکے گالوں کو لبوں سے چھوتے اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھے۔ عینا گھبرائی۔

مرتسم نے اسکا بازو آگے کرتے آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھا۔سزا دوں۔دھیمے سے سرگوشی کی۔

عینا نے نفی میں سر ہلایا۔وہ مسکرایا۔اسکے کلائی اپنے ہونٹ کے پاس کی۔وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔جب نرم گرم لمس سے حیرت سے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

وہ بہت نرمی سے اسکی کلائی کو اپنی لبوں سے چھو رہا تھا۔اسکی آنکھوں میں دیکھتے مرتسم نے یکدم اسکی کلائی پر اپنے ہلکے سے دانت گاڑے۔

وہ جھٹپٹائی۔لیکن مرتسم نے اسی جگہ پھر سے ہونٹ رکھتے۔اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔اور نرمی سے اسے چھوڑا۔وہ دوسو کی سپیڈ سے اوپر بھاگی تھی۔وہ ہولے سے ہنسا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بازو میں ہوتی مسلسل چھبن سے اسکی آنکھ کھلی۔بھوری بوجھل آنکھیں کھولتے وہ گہرا مسکرایا تھا۔اپنے سینے پر پڑی اپنی زندگی کو دیکھتے۔

وہ اسکی شدتوں سے نڈھال اسی کی شرٹ پہنے گلابی چہرے کے ساتھ اسکے سینے پر پڑی گہری نیند میں تھی۔

ہلکاسے سر گھماتے اسنے اپنے دوسرے بازو کو دیکھا تو۔بازو کے نیچے اسے زرنور کا جھمکا نظر آیا۔جو اسکے بازو میں لگ رہا تھا۔

اسنے ہاتھ سے جھمکا سائیڈ کر دیا۔اور اپنی جند جان کی طرف متوجہ ہوا۔اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ایک چھوٹی سی لڑکی اسکی رگوں میں ایسے سماجائے گی کہ خون بن کر دوڑنے لگے گی۔وہ تو بدلے کی

آگ میں جھلستا ایک کوئلہ تھا جو تپ کر ایک پتھر بن چکا تھا۔پھر نا جانے کیسے اس پر یہ لڑکی جادو سا کر گئی۔

وہ مسکرایا۔اور جھک کر اسکا سر چوما۔

نئی صبح مبارک ہو زندگی۔اسکے کان کے قریب سر گوشی کی۔اور کان کی لو کو لبوں میں دبایا۔

وہ کسماسئی۔اور ہلکی سی آنکھیں وا کیں۔غازی کا چہرہ دیکھتے وہ مسکرائی۔

رات کے مناظر اسکی آنکھوں میں گھومنے لگے تو وہ سختی سے آنکھیں بند کرتی۔اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔غازی کا قہقہہ پڑا۔

اب کیا فائدہ جان اب تو ہر پردہ گر چکا۔وہ ڈھٹائی سے بولا۔غازی پلیز سونے دیں نا مجھے بہت نیند آرہی ہے۔رات میں بھی اپنے مجھے سونے نہیں دیا۔وہ منہ بسور کر بولی۔

کیوں جان رات ایسا بھی کیا تھا جو تم سوئی نہیں۔وہ لب دباتا بولا۔

غاز۔۔وہ جھنجھائی۔اسنے اسکا چہرہ اوپر کیا۔

بتاو ناجان مینے کیوں نہیں سونے دیا۔

غاز پلیز۔وہ روہانسی ہو گئ۔

تم تو ایک ہی رات میں ڈر گئ۔یہ تو بس ایک بوند تھی میری قربت کی۔ابھی تو شروعات ہوئ ہے۔دن بدن اسمیں اضافہ ہو گا۔وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

زرنور نے سختی سے آنکھیں میچیں۔ساری رات اس انسان نے اسے ایک پل کے لیئے بھی نہیں بخشا اور ابھی بھی کہہ رہا صرف ایک بوند تھی۔

وہ لرز گئ۔رات اسنے اسے ایسے چھوا تھا جیسے وہ کانچ کی گڑیا ہو۔اسکے لمس میں اتنی نرمی تھی کہ وہ خود مدہوش سی ہو گئ تھی اسکی قربت میں۔وہ مسکرائ۔

غازی دلچسپی سے اسکے تاثرات دیکھ رہا تھا۔کیا خیال ہے جان پھر سے۔۔وہ اسکے کان کے قریب جھکا بات ادھوری چھوڑ گیا۔

زرنور نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔اور اسے دھکا دیتی۔سیکنڈ میں باتھروم میں بند ہوئ تھی۔

غازی کا قہقہ گونجا۔اسنے کبھی سوچا نا تھا زندگی کی کوئ صبح اتنی بھی حسین ہو گی۔

وہ پچھلے تین دن سے ایک ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔وہ تو عورتوں سے نفرت کرتا ہے ناتو پھر چھٹانک بھر کی لڑکی کیوں اسکے عصاب پر اس قدر حاوی ہو رہی تھی۔

وہ اپنے جذبات پر خود ہی جھٹپٹا رہا تھا۔یہ سب اسکی سمجھ سے باہر تھا۔اسنے مغربی بہت حسن دیکھا تھا۔لڑکیاں اسے ایک اشارے پر اسکے آگے بچھ جانے کو تیار تھیں۔

وہ خود بھی تو عربی شہزادہ تھا۔اسے دیکھ کر لوگ مبہوت سے رہ جاتے تھے۔کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ عربی شہزادہ خوف و دہشت کا چلتا پھرتا نام تھا۔

وہ بیسٹ تھا۔۔۔دا بیسٹ پاشا۔۔۔۔لیکن بزنس کی دنیا میں لوگ اسے اے۔ایم کے نام سے جانتے تھے۔

لیکن صرف کچھ لوگ ہی اس اے۔ایم کو امن ملک کے حوالے سے جان پاتے۔

کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عام انسانوں میں رہنے والا۔۔۔۔امن ملک۔۔۔۔ملک انڈسٹریز کا اونر ہی۔ دابیسٹ پاشا ہے۔
پاشا اسکے باپ کا نام تھا۔اس لیے وہ دابیسٹ پاشا کہلاتا تھا۔ایک پل کے لیئے اسکے ساتھ کام کرنے والے بھی کنفیوز ہو جائیں کہ دابیسٹ پاشا۔اور امن ملک ایک ہے ہیں۔

ناجانے اس مشرکی لڑکی نے ایسا بھی کیا جادو کر دیا تھا کہ اسے کسی پل چین نہیں۔محبت جیسے جذبے پر وہ یقین رکھتا نہیں تھا اگر رکھتا تو جان پاتا کہ یہ بات تو محبت سے آگے کی بڑھ چکی ہے۔

جو آگ اسکے سینے میں لگی ہے وہ عشق کی ہے۔لیکن وہ یہ بات ماننے سے انکاری تھا۔یا پھر شاید جانتا ہی نہیں تھا۔ تین دن میں کثرت سے سگریٹ نوشی کرنے سے اسکے ہونٹ ڈارک براون ہو رہے تھے۔ آنکھوں میں عجیب سی جلن تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے اس وقت اتنا غصہ کیوں آیا کہ جو اسنے کبیر کو زخمی کر دیا پچھلے تین دن سے اسکا دل جیسے وہ پتھر کہتا تھا وہ ڈھڑکنے لگا تھا۔

ڈھڑکتا تو پہلے بھی تھا لیکن شاید اسنے محسوس اب کیا تھا۔اسکا دل بس ایک ہی گردان کیے جا رہا تھا کہ کسی طرح وہ شہزادی اسکے سامنے آجائے اسکا دیدار ہو جائے۔

لیکن وہ سختی سے نفی کر رہا تھا۔اسے کوئی افسوس نہیں تھا کہ اسکا کروڑوں کا مال پولیس کے ہاتھ لگ چکا ہے۔اسے تو اپنا بھی حوش نہیں تھا۔

غیض و غضب میں اسنے سامنے پڑے ٹیبل کو پاوں مارا۔۔۔

آہہہ کیوں آرہی ہے وہ مجھے یاد۔کیوں نہیں جارہی میرے دل و دماغ دے کیوں۔چلی جاو۔اب مجھے نظر مت آنا۔نفرت کرتا ہوں میں عورت ذات سے دھوکے باز ہوتی ہے عورت۔

سمجھی تم جاو۔اسنے کمرے کی ہر چیز کو تہس نہس کر دیا۔پھر بھی سکون نا ملا تو رومال اٹھایا جس پر مٹی ویسے ہی رکھی تھی۔

اسے پھونک کر لائٹر سے رومال جلا ڈالا۔کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا مجھے۔کوئی بھی عورت "دابیسٹ پاشا" کو قابو نہیں کر سکتی۔کبھی بھی نہیں۔وہ سرخ آنکھوں سے غرایا۔

اس پر اسرار رات میں اس بند کمرے میں اسکا چیخنا۔ عجیب سی وحشت پیدا کر رہا تھا۔

کمرے کی درو دیوار وہ رومال دیکھنی لگیں وہ رومال وہ تو نہیں تھا جس پہ اس شہزادی کے گرے آنسو کی مٹی تھی۔۔

❤❤❤❤

پچھلے آدھے گھنٹے وہ اس سکیچ کر دیکھتی نا جانے کیا سوچ رہی تھی۔ کوئی سراغ ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔

سوچ سوچ کر اسکا سر پھٹنے کے قریب تھا۔ سکیچینگ کرنا اسکا بچپن کا شوق تھا۔ اور پھر تھوڑی س سیکھنے کے بعد وہ کسی کے بھی نقش کو کاغذ پر اتار سکتی تھی۔

لیکن آج اسنے جو سکیچ بنایا تھا وہ "دابیسٹ پاشا" کا بنایا تھا۔ اسکا ایک ایک نقش اسنے مہارت سے اس کورے کاغذ پر بنایا تھا۔
لیکن وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ اس بندے کو اسنے پہلے کہاں دیکھا ہے۔ اسے لگ رہا تھا کہ اسنے ان دو حادثات سے پہلے بھی اسے کہیں دیکھا ہے۔

لیکن کہاں۔ کب۔ اگر اسے یاد ہوتا تو اس وقت کبیر نے اسے امن کہہ کر بھی بلایا تھا۔ لیکن شاید اسنے سنا ہی نہیں۔ سچویشن ہی ایسی تھی۔ اسنے غصے سے سکیچ ٹیبل پر پٹک دیا۔ گہری سانس بھرتے اسنے فون اٹھایا۔

جو کب سے بلنک ہو رہا تھا۔

ہاں عادی۔ دوسری جانب ناجانے کیا کہا گیا کہ وہ خوشی سے کھل اٹھی۔

رئیلی۔۔ اوکے میں آدھے گھنٹے تک آتی ہوں۔ آرہی ہوں۔

ارے بابا میرا ڈیوٹی ٹائم آدھے گھنٹے تک اوف ہو گا۔ اوکے۔۔ خدا حافظ۔

اسی وقت نوک ہوا۔ کم ان۔ میم ایک ایمرجنسی کیس آیا ہے۔ آپکو ایمرجنسی روم میں بلا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے تم چلو میں آتی ہوں۔ وہ ایک سائیکولیجسٹ تھی۔ عموما لوگ سائیکولیجسٹ اور نیورولوجسٹ کو ایک ہی کہتے ہیں اسکا بھی کوئی ایسا ہی کام تھا۔ کہ وہ تھی تو دماغ کی ہی ڈاکٹر۔

لوگوں کی سائیکی کو بہت اچھے سے سمجھ سکتی تھی۔ وہ جیسے ہی ایمرجنسی روم میں آئی۔ تو وہاں ایک لڑکا بہت برے طریقے سے چیخ چلا رہا تھا۔ ہاتھ میں چاقو پکڑے وہ کسی کو بھی اپنے پاس تک آنے نہیں دے رہا تھا۔ اسنے وہاں موجود دوسرے ڈاکٹرز کو دیکھا وہ بھی بے بس کھڑے تھے۔

وہ اطمنان سے آگے بڑھی پہلے کئی کیسز ایسے ہینڈل کر چکی تھی۔

۔ڈونٹ۔ڈونٹ موو۔ قریب مت آو۔ مت آو۔ اگر کسی نے اسکو ہاتھ لگایا تو جان سے مار ڈالوں گا۔

وہ اپنے قریب کسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔عینا کو آگے بڑھتے دیکھ وہ چلایا۔سب حیرت سے اس پاگل کو دیکھ رہے تھے کہ آس پاس تو کوئی نہیں تھا۔

اوکے اوکے۔ نہیں آرہا ہے کوئی نہیں آرہا ہے۔سب جارہے ہیں۔کوئی اسے کچھ نہیں کہے گا۔اوکے ریلیکس۔اسنے ڈاکٹرز کو اشارہ کیا۔وہاں اب صرف عینا۔ایک میل ڈاکٹر اور دو وارڈ بوائز تھے۔دیکھو سب چلے گئے اب یہ نائف مجھے دے دو۔

اسنے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا۔ہاتھ میں پہنی کانچ کی چوڑیاں کھنکی تھیں۔روم کی اس خاموشی میں چوڑیوں کی کھنکھناہٹ گونج اٹھی۔

اس لڑکے نے چونک کر عینا کے ہاتھ میں وہ چوڑیاں دیکھیں۔

چوڑیاں۔ د۔دیکھو۔چوڑیاں۔ تمہیں بہت پسند ہے نا۔وہ اپنے پیچھے دیکھ کر بول رہا تھا۔پھر عینا کی طرف مڑا۔

تمہیں چوڑیاں چاہیئے اوکے۔میں دیتی یوں۔ لیکن تمہیں یہ نائف مجھے دینا ہو گا۔

وہ کچھ سوچ کر بولی۔

اسنے ایک نظر چاقو خو دیکھا پھر چوڑیوں کو۔ اسنے چاقو والا ہاتھ آگے کر دیا۔ عینا نے دو قدم آگے ہوتے تھوڑے فاصلے سے اس سے ایک ہاتھ سے نائف لیا۔

اور دوسرے ہاتھ سے چوڑیاں دیں۔ نائف لیتے اسنے سکون کا سانس لیا۔ جبکہ وہ اب ہس رہا تھا۔ دیکھو

۔

دیکھو میں لے آیا۔ تمہاری پسند کا اب پہن کے دکھاو۔ لو پہنو۔ عینا نے وارڈ بوائز کو اشارہ کیا انہوں نے اچانک سے اسے پیچھے سے قابو کر لیا۔

جب تک ڈاکٹر انجیکشن ریڈی کر چکا تھا۔ فورا سے پہلے اسے لگایا۔ وہ پھڑ پھڑایا۔ لیکن انجیکشن سے کچھ دیر میں نڈھال ہو کر آنکھیں موند گیا۔

اسے بستر پر لٹاتے ایک اور انجیکشن لگایا تھا۔

اسکی فیملی کہاں ہے۔

باہر ہے۔ چلو۔ وہ دونوں باہر آئے تو۔ باہر ایک بزرگ عورت اور مرد تھے انکے ساتھ ایک بچی تھی۔

آپ دونوں اسکے والدین ہیں۔ اسنے اندر لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دونوں روتے ہوئے سر ہلا گئے۔

ڈاکٹر عینا۔ آپ ان سے بات کیجئے تب تک مجھے ایک دو اور پیشینٹس کو دیکھنا ہے۔

وہ سر ہلا گئی۔ اسکا ڈیوٹی ٹائم اور ہونے والا تھا۔ پانچ منٹ تک لیکن اب یہ ایمر جنسی وہ گہرا سانس بھر گئی۔ آپ لوگ آیئے میرے ساتھ۔ بیٹھے انہیں سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتی اپنی چیئر پر جا بیٹھی۔

آنٹی پانی پیجیئے۔ اور پلیز رونا بند کیجیئے۔

آپ کا بیٹا ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ مجھے بتائیں کیا ہوا اسکے ساتھ۔ انہیں پانی دیتی وہ نرمی سے بولی۔

ساتھ اس بچی کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ تقریبا آٹھ۔ نو سال کی ہو گئی۔ کیا نام ہے۔ لٹل اینجل۔

ایناره۔ ارے واہ نام تو بہت پیارا ہے۔ بلکل آپکے جیسا۔

ڈاکٹر آپی۔ میرے بھائی ٹھیک ہو جائیں گے نا۔ انہیں کیا ہوا ہے۔ اور میری فیری بھی کھو گی ہے۔ آپ اسے ڈھونڈ دیں گی۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے معصومیت سے بولی۔

عینا کو اسے ٹوٹ کر پیار آیا۔ اسنے بے ساختہ ہے اسکا سر چوم لیا۔

لٹل اینجل روتے ہوئے بلکل پیاری نہیں لگ رہی۔اور دوسری بات آپ بلکل فکر مت کرو مجھے نا ایک میجیک آتا ہے۔اس سے آپکے بھائی کو بلکل ٹھیک کر دوں گی اور آپکی فیری کو بھی ڈھونڈ لیں گے او کے۔

اسنے بیل دے کر پیون کو بلایا۔آپ ان انکل کے ساتھ جاو۔تب تک میں آپکے ماما۔پاپا سے بات کر لوں او کے۔وہ سر ہلا گئی۔اسے۔عیشاء کے روم میں چھوڑ دیں۔

وہ ان لوگوں کی طرف پلٹی۔کیا نام ہے آپکے بیٹے کا۔

عمر۔اسکی والد بولے۔دیکھنے وہ کوئی مڈل کلاس کے لوگ لگتے تھے۔کتنی عمر ہے اسکی۔

تیس سال۔

کیا کام کرتا ہے۔

ایک کمپنی میں کام کرتا تھا۔

کیا ہوا ہے اسے۔اسنے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

دیکھیئے اگر آپ لوگ مجھ سے کچھ بھی چھپائیں گے تو آپ کے بیٹے کا علاج کیسے ہو گا۔اس لیے جو کچھ بھی ہے مجھے سچ سچ بتائیں۔

عمر میرا ایک ہے بیٹا ہے۔اور اسکے بعد ایک بیٹی۔میری چھوٹی سی دکان ہے جس سے ہمارا گزارا اچھا چل جاتا تھا۔لیکن جب عمر نے اپنی پڑھائی مکمل کی تو اسے کاروبار کا شوق چڑھ گیا۔لیکن ہم نے جیسے تیسے اسے سمجھایا کہ پہلے کہیں نوکری کرلے پھر جب کچھ پیسے جمع ہو جائیں گے تو کوئی کاروبار کرلینا۔وہ بہت سعادت مند تھا۔

ہماری ہر بات مانتا تھا۔اسے۔نوکری مل گئ۔ہم ہنسی خوشی رہ رہے تھے۔وہ کہتا تھا اماں ایک دن بہت بڑا آدمی بنوں گا اور سب کو عیش کرواوں گا۔لیکن مسلہ تو تب ہوا۔جب اسے اپنے ساتھ کام کرنے والی ایک لڑکی پسند آ گئ۔

اس لڑکی کا تعلق بھی ہمارے جیسے گھرانے سے تھا۔ہمیں بھی کوئ مسلہ نہیں تھا۔لڑکی سلجھی ہوئ تھی۔شادی کروادی۔سلمہ بہت اچھی تھی ہماری بہت خدمت کرتی۔نوکری بھی چھوڑ دی تھی۔

ایک دن عمر اسے باہر گھومانے لے گیا۔وہ بچی بہت خوبصورت تھی۔نا جانے کیسے اس پر کسی جلاد کی نظر پڑ گئ۔اسکے بعد سے اسنے جینا حرام کر دیا۔کبھی گھر آجاتا۔کیسے کیسے جملے کہتا۔میری بہو بہت بہادر تھی۔آگے سے اسکے ٹکے کا جواب دیتی تھی۔

عمر نے پولیس میں بھی رپورٹ کی۔لیکن یہاں ہم غریبوں کی کون سنتا ہے۔

چھوٹی کی سالگرہ تھی۔ عمر اور بہو اسکے لیے باہر سے سامان لینے گئے تھے۔۔وہ جلاد اسکی کی تاک میں تھا۔پہلے تو صرف باتیں کستا تھا۔ اس دن وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ لیجانے لگا۔ عمر نے بہت شور مچایا۔اسے بچانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے میری بچے کو بری طرح سے مارا۔

لیکن میری بہو بھی کسی طرح جانے کے لیئے راضی نہیں تھی۔ مدد کے لیئے بہت چلایا۔لیکن لوگ بہرے بن کے کھڑے تھے۔میری بہو نے اسکے منہ پر تھوک دیا اسنے غصے میں وہیں میری بہو کو مارنا شروع کر دیا جب دل نا بھرا تو۔بندوق نکال کر اسکے سینے میں گولیان پیوست کر دیں اور خود بھاگ گیا۔

میرا بیٹا مرنے کی حالت میں وہاں لیٹا رہا۔اپنی آنکھوں سے اسے مرتا دیکھ وہ پاگل ہو گیا۔اسے کوئی ہوش ہی نہیں رہا۔وہ دونوں پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔

عینا کی خود کی آنکھوں میں نمی تھی۔ لیکن اسے غصہ بھی انتہا کا تھا۔پلیز آپ لوگ سنبھالیں خود کو اٹھ کر انہیں تسلی دیتی۔پانی پلانے لگی۔

آپ لوگ فکر مت کریں۔ آپ کا بیٹا بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔اور آپکی بہو کو بھی انصاف ملے گا۔اس دن وہ دونوں کونسی مارکیٹ تھے۔

گھر سے تھوڑی دور ایک چھوٹا سا بازار تھا۔عینا نے جو یہ سب ریکارڈ کیا تھا۔دانین اور زین کو بھیج دیا۔ آپ نے اس گنڈے کو دیکھا تھا۔

ہاں۔

اسکی تصویر بنوا سکتے ہیں۔ہاں لیکن وہ رو دیے۔ لیکن کیا۔میرا بیٹا خود نہیں بنوا سکتا۔ آپ کہتی ہیں اسے ٹھیک کر دیں گی تو پھر اسی سے بنوایئے نا۔ اسے ٹھیک کر کے۔ وہ سوچ میں پڑ گئ۔

آپ دونوں بلکل فکر مت کریں۔اب سب ٹھیک ہو گا۔بے فکر ہو کر گھر جائیں۔اور کل ایک نئ امید کے ساتھ آیئے کل اپنی بہو کی کچھ تصویریں بھی لے آیئے گا۔

ابھی مجھے اجازت دیں۔وہ انہیں مطمئین کرتی۔خود بھی ایک بار عمر کو دیکھتی واپسی کے لیئے نکلی۔

♥♥♥♥♥

وہ سٹوڈیو پہنچی تو سامنے ہی وہ تینوں اسے گھورنے لگی۔ارے بھئ میں ڈاکٹر ہوں تم لوگوں کے جیسے ویلی تو نہئں۔وہ بے چارگی سے بولی۔

تینوں نے ایک دوسری کی طرف دیکھا اور ہنس دیے۔

وہ آگے آتی شہریار سے ملی۔کب آئے تم اور مجھے اب بتایا جارہا ہے۔

شہریار۔عادل کا بچپن کا دوست تھا۔دوست کم بھائی زیادہ تھا۔دونوں کی جان تھی ایک دوسرے میں۔وہ بہت اچھا سنگر تھا۔اس لیے تو اسکے بھائی نے اسے چھوٹا سا سٹوڈیو ٹائپ بنا کہ دیا تھا ۔وہ اپنی فیملی کے ساتھ آوٹ اوف سٹی گیا تھا کچھ دنوں کے لئے۔عینا ویسے تو ان تینوں سے بڑی تھی۔لیکن انکے ساتھ بلکل دوستوں جیسی تھی۔

عادی۔وش۔شیری اور عینا اور آیت انکی دوستی بہت پکی تھی۔

اچھا بھئی۔آیت کہاں ہے۔میں یہاں ہوں میڈم وہ چھوٹے سے بنے کچن ٹائپ جگہ سے نکلی۔

بے وفا تو تو بھول ہی گئ۔ارسل کیا ملا۔جیسے اب ہم تو غیر ہی ہو گئے۔وہ خفگی سے بولی تو آیت ہس دی۔

ہاں بھی اب بتاو مجھے کیوں بلایا ہے۔

تجھے پتا ہے ہمارا شیری نینا کے گھر رشتہ بھجوانے والا ہے۔یہ سنتے ہی عینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اسنے تیور چڑھا کے شیری کو دیکھا جو پہلے ہی بچاو کے لیئے صوفے سے چھلانگ لگاتا اٹھا تھا۔

ان کو تو چھوڑو۔تم نے مجھے بھی بتایا گوارا نہیں کیا۔تم رکو ذرا۔

وہ کشن اٹھا کر اسے مارتی کافی کا کپ لیے اسکے پیچھے بھاگی۔بھاگ کہاں رہے ہو۔تمہیں تو نہیں دلہا بناتی ہوں۔شیری کے بچے۔

دیکھ عینا تو شادی ہونے دے گی تو بچے ہوں گے نا۔

بے شرمی کی حد ہے۔عینا نے دانت کھچاۓ۔شیری میں کہہ رہی ہوں رک جا۔میں چھوڑوں گی نہیں تجھے۔

چھوڑے کی تب نا جب پکڑے گی۔وہ اسکی طرف منہ کر کے بولا۔ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ ٹھاہ سے نیچے گرا۔

ہاہاہاہا۔عینا کا قہقہ گونجا۔
آیا مزہ۔دیکھا اسے کہتے ہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی۔اسکی شکل دیکھتے۔باقی سب کی بھی ہنسی چھوٹی۔

اچھا اب یہ بتاو بلایا کیوں تھا۔وہ صوفے پہ گرتی بولی۔شیری نینا کے لیئے کچھ سرپرائیز پلین کرنا چاہتا ہے۔لیکن صدا کے بیوقوف کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی
شاباش۔اوکے تو پھر کوئی آئیڈیا۔

وہ پانچوں سر جوڑے بیٹھے۔پلین کرنے لگے۔کوئی ایک کچھ کہتا تو دوسرا ارد کر دیتا۔اور پھر اسی بات پر لڑنے لگتے۔

شیری جھنجھلا گیا۔دفع ہو جاو تم سب کے سب۔کسی کام کے نہیں۔پہلے لڑ لو۔میں خود ہی سوچ لوں گا۔وہ خفگی سے کہتا چلا گیا۔

پیچھے وہ چاروا یک دوسرے کا منہ تکنے لگی۔پھر چاروں کے چھت پھاڑ قہقہے بے ساختہ تھے۔اپنے پیچھے انکے قہقہے سنتے اسنے دانت پیسے۔

اللہ اللہ کیسے دوست دیے ہیں دوست کم دشمن زیادہ ہیں۔وہ بڑبڑاتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

پیچھے وہ چاروں بھی نکلے تھے۔آیت کو گھر ڈراپ کرتے عینا نے رخ۔شاہ والا کی جانب کیا۔

شام کے چھ ہو رہے تھے۔ہلکی ہلکی سردی شروع ہو چکی تھی۔رات تک خاصی سردی ہو جاتی تھی کہ اب رات کو اے۔سی نہیں چل سکتے تھے۔

اندر آتے وہ ٹھٹھک کر رکی۔لیکن پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گئ۔سب کو مشترکہ سلام کرتے وہ زینی سے بھی خوش اخلاقی سے حال دریافت کرنے لگی۔

کیسی ہو زینی۔لیکن اسکے برعکس زینی نے اسنے تیکھے پن سے گھورا تھا۔

پھر سب کی نظریں خود پر پا کر نخوت سے جواب دے دیا۔

زینب اور زین دونوں بی جان کی دور کی بھانجی کے بچے تھے۔ انکی بھانجی۔ زینب کی پیدائش پر ہی وفات پا چکی تھیں تو انکے شوہر نے دوسری شادی کر لی۔ زین پولیس میں تھا وہ اسلام آباد میں ہی ہوتا تھا۔ سوتیلی ماں کا رویہ دونوں کے ساتھ ہی اچھا نا تھا۔

زین بڑا تھا۔ میٹرک کے بعد وہ اسلام آباد آگیا اور پولیس کے لئے اپلائے کیا۔ کچھ عرصہ وہ شاہ والا رہا پھر اپنا چھوٹا سا فلیٹ لے لیا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اسکے بعد وہ ذینی کو بھی یہاں لے آیا۔ آج اسکا اپنا گھر تھا۔زینب زیادہ تر شاہ والا رہتی تھی۔وہ بچپن سے ہی سوتیلی ماں کے رویے کی وجہ سے سردسی ہوگئ تھی۔بارہ سال کی عمر سے اسنے مرتسم نے دلچسپی لیناشروع کردی۔پہلے توسب نے بچی کہ کرٹال دیا۔

وہ مرتسم سے قریباپانچ سال چھوٹی تھی۔لیکن آہستہ آہستہ وہ خودسر ہوتی گئ۔میرپر اپنا حق سمجھنے لگی۔مرتسم اور اسکا کافی جھگڑا ہونے لگا۔اسے اس میں کوئ دلچسپی نہیں تھی۔

اس لیے تنگ آکرزین نے اسے پیرس بھجوادیا۔وہ وہاں جانے کے بعدبھی زین سے ہمیشہ بات کرتے وقت یہی کہتی تھی کہ مرتسم صرف اسکا ہے۔

زین جانتا تھا کہ مرتسم کو اسمیں کوئ دلچسپی نہیں اس لیے اسنے کبھی زینی کو بڑھاوانادیا۔

زین ارسل اور مرتسم نے ایک ہی کالج اور یونیورسٹی سی تعلیم حاصل کی تھی لیکن ارسل اور مرتسم نے بزنس میں جبکہ زین نے پولیس میں اپنے کرریئر کو بڑھایا۔اور آج وہ تینوں ہی کامیابی کی بلندی پر تھے۔

سٹڈی کملیٹ کرتے ہی زینی لوٹ آئ۔ لیکن اسکو دھچکا تو تب لگا جب اسنے شاہ والا میں ایک معصوم سی شہزادی کو دیکھا۔ اور نا صرف یہ بلکہ مرتسم میں اسکی دلچسپی دیکھتے اسنے کتنا ہنگامہ کیا تھا۔

لیکن زین نے اسے صاف بتا دیا تھا کہ ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔ اسے اتنا بڑا صدمہ لگا کہ وہ دو دن تک ہوسپٹل میں رہی۔ گھر آکر اسنے بہت ہنگامہ کیا۔ زین بے بس تھا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن کچھ ہی دن بعد وہ پھر سے پیرس واپس چلی گئ۔ کیوں یہ زین نہیں جانتا تھا۔

اور پھر ڈیڑھ سال بعد وہ پھر سے لوٹ آئ۔ پچھلے چھ ماہ سے وہ پاکستان تھی۔ لیکن شاہ والا میں اسنے قدم بھی نہیں رکھا تھا۔ زین اسکی خاموشی پر جتنا حیران ہوتا کم تھا۔ لیکن مطمئین بھی تھا۔

عینا زیادہ تو نہیں بس اتنا جانتی تھی کہ زینی میر کو پسند کرتی تھی۔ لیکن مرتسم نہیں۔ وہ چپ تھی اسنے کچھ بھی نہیں کہا۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ کسی کو پسند کرنا نا کرنا انسان کے اپنے بس میں تو نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی اسکا زینی کے ساتھ رویہ بلکل ٹھیک تھا۔ لیکن زینی کا نہیں۔ لیکن وہ نظر انداز کر جاتی تھی۔

کیسے ہیں زین بھائ۔ زین کے لئے وہ بلکل زینی جیسی ہی تھی اسنے کبھی بھی اسکے ساتھ پرائے جیسا سلوک نہیں رکھا۔ زین سے ملتے اسنے جب دانین کو دیکھا تو اسکی ہسی چھوٹ گئ۔ زین اور دانین ساتھ ہی کام کرتے تھے۔

دانین شلوار قمیض پہنے نیچے بیٹھی تھی اور ماما اسکو ڈانٹتی اسکے بالوں میں تیل لگا رہیں تھی۔ جبکہ وہ بے بسی سے کبھی خود کو اور کبھی اپنے بالوں کو دیکھتی۔ دانین نے اسکے ہنستے دیکھ اسے گھورا وہ جلدی سے منہ پر انگلی رکھ گی۔ لیکن ماما نے اسے دیکھ لیا۔

ادھر آو تم بھی۔ وہ جلدی سے سیدھی ہوئ۔

جی ماما۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ آج ماما کے ہتھے سب چڑھے ہیں۔ تبھی تو سب سیریس ہو کر بیٹھے تھے۔

اسی وقت مرتسم اور وجدان بھی آگئے۔

اسلام و علیکم کیا ہو رہا ہے بڑی رونق لگی ہے۔

آجاو تم لوگ بھی آج سب کی کلاس لگی ہے۔ زین نے پہلے ہی وارن کیا۔

پھوپھو یار بس کریں اور کتنا لگائیں گی۔ وہ جھنجھلائ سی بولی۔ چپ کر کے بیٹھی رہو۔ غضب خدا کا اتنے پیارے بال ہیں۔ اور کیا حال کر لیا انکا۔ لڑکیوں والے کوئ گن ہیں تم میں۔ پہن لیتی ہی لڑکوں جیسے کپڑے۔ بندوق چلاتی ہے اور اوپر سے بولتی ایسے ہی جیسے کہیں کی گنڈی ہو۔ ماما نے اسے لتاڑا۔ تو سب ہنسے۔

ماما کا اگلا نشانہ۔ماہی اپیا تھیں۔ تم کیوں ہس رہی ہو۔ تمہارا حال بہت اچھا ہے ناسارا دن کبھی یہ کر کبھی وہ کر۔اسکی فکر کی کبھی اسکی۔ کبھی اپنی بھی کر لیا کرو۔

ارے شوہر کو وقت دو۔ لیکن نہیں تمہیں ہم سب کی خدمت سے وقت ملے تو نا۔وہ کھسیانی سی ہو گئیں۔

اب ماما نے توپوں کا رخ وجدان کی جانب کیا۔اور تم صبح سے نکل جاتے ہو کوئی ہوش ہے کہ پیچھے ایک بیوی اور بچی بھی ہے۔

ارے انہیں وقت دو کہیں گھمانے لے چلو۔ لیکن یہ آفس تم لوگوں کی جان چھوڑے تو نہ۔

ماما دیتا ہوں تو ٹائم وہ منمنایا۔اور یہ سچ تھا وہ سب کو پورا وقت دیتا تھا۔ لیکن کچھ دنوں سے اسے آفس سے زیادہ ہی وقت ہو جاتا تھا۔

ماما یار بس کریں میرے بھائی کو مت ڈانٹیں۔وش بولی۔

تو ماما نے اسے گھورا۔

تمہیں بھی حوش ہے کہ تم دنیا میں ہو۔میک اپ اور فون سے فرصت مے تو تمہیں کوئ حوش آئے۔ایک تم اور ایک یہ عادی سارادن بس اس فون کی جان نا چھوڑنا۔

اور ایک یہ ہے جسے اتناوقت نہیں ملتا کہ گھر آکے یہاں بھی سب کو مل جاوں۔کہ یہاں بھی کوئ رہتا ہے۔پولیس والا کیا ہوگا۔ہر وقت چور پولیس ہی کھیلتا رہتا ہے۔ماما نے زین کو بھی گھسیٹا۔

عینا اور مرتسم لب دبائے ہنسی روک رہے تھے کہ اب وہ دونوں ہی بچے تھے اس لیے اب سب ان کی طرف متوجہ سے۔

مرتسم کھنکھارا ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ ماما کی کڑک آواز گونجی۔

بیٹھو ادھر۔کہاں بچ کہ جا رہے ہو۔تمہیں تو کام سے ہی فرصت نہیں۔

مجھے بتاو ایسا کونسا کام ہے جو آدھی رات تک بھی لیپ ٹوپ لیے بیٹھے رہتے۔کاغذ چھانتے رہتے ہو۔ارے میاں کوئ حوش ہے کہ تمہاری ایک عدد منکوحہ بھی ہے۔جو بہت جلد بیوی بھی بن جائے گی۔ان کاغذوں سے باہر آئے تو تمہیں کوئ خبر ہو۔

اور یہ انکا رخ عینا کی طرف ہوا۔مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ لڑکی ہے کیا چیز۔جانے ہوا کھاتی ہے کہ کھانا۔سوکھ کہ یہ اور وش کانٹا بنی پڑیں۔اسے زبردستی کچھ کھلا دو تو صحیح۔

ارے مجھے بتاؤ تمہیں ڈاکٹر بنایا کسنے بنایا۔ یہ سب چھوڑو مجھے یہ بتاؤ تم میں لڑکیوں والا کوئی شوق ہے۔ ہر وقت سادہ روح بنی گھومتی رہتی ہو۔۔ جیولری پسند لیکن بس رکھنے کے لیئے مجھے بتاؤ آخر کیا بنے گا تمہارا۔

حرکتوں تمہاری بچوں جیسی ہیں۔ ارے بتاؤ کل کو بچے ہونگے تو کیا کروگے۔ ماما کے کہنے کی دیر تھی۔ عینا کا منہ ایسے کھلا۔ جیسے پتا نہیں کیا کہ دیا ہو ماما نے۔۔ مرتسم نے اسکی حالت دیکھتے لب دبائے۔ باقی سب بھی مسکراہٹ دبانے لگے۔

ماما ابھی بھی کچھ ناکچھ کہتی وہاں سے جارہی تھیں۔ سبکی معنی خیز نظریں خود پر محسوس کرتے وہ ایک جھٹکے سے اٹھی بنا کسی کی طرف دیکھے اوپر بھاگتی چلی گئ۔

سب نے مرتسم کی جانب دیکھا تھا۔ اسنے بالوں میں ہاتھ پکڑتے نا محسوس طریقے سے قدم اوپر کی جانب بڑھائے تھے۔ پیچھے سب ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہوں کا طوفان لے آئے۔

❤❤❤❤❤

کیا بکواس سن رہا ہوں میں۔ ہمارا کوڑوں کا مال ضائع کو چکا ہے اور تمہیں کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ پاشا مجھے بلکل برداشت نہیں کہ تم کام کے معاملے میں کوئی کوتاہی کرو۔ اب مجھے بتاؤ میں یہ کڑوکڑوں کا نقصان کیسے پورا کروں۔

کنگ فون پر اس پر ڈھاڑ رہا تھا جو اطمنان سے بیٹھا تھا۔

آپکی آواز کچھ زیادہ ہی اونچی ہو رہی ہے کنگ۔ بھولیں مت میں کون ہوں۔ اسکی آواز میں جو دھمکی تھی کنگ خاموش ہو گیا۔

پاشا وہ مال دوبئ بھیجنا تھا ان لوگوں نے یہاں ہمارا جینا حرام کر دیا ہے۔ اب بتاو میں کیا جواب دوں۔ وہ دبے لہجے میں بولا۔

آپ فکر مت کریں۔ انکا مال دو دن تک پہنچ جائے گا اور ہمارے آدمی بھی آزاد ہو جائیں گے۔

تم نے پتہ کیا کس کی اتنی جرات ہو گئ۔ کون ہے جو ہماری مخبری کر رہا ہے۔

پتہ چل جائے گا۔ لیکن یہ میرا کام نہیں ہے۔ میں ملازم نہیں ہوں آپکا وہ سرد لہجے میں بولا۔

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ ریشماں سے رابطہ ہوا میرا۔ وہ کل کے لیئے لڑکیاں تیار کر چکی ہے۔ یہ ڈیل بھاری ہے اور بہت فائدہ مند ہے۔ اٹلی میں ہمارا سکہ چلتا ہی اب دوبئ میں بھی چلے گا۔ اور۔۔

اٹلی میرا ہے وہاں صرف دا بیسٹ پاشا کا سکہ چلتا ہے۔ اور آپ پر بھی۔ اس لیے اس بھول میں مت رہیں کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ اسکی بات کاٹتا سرد لہجے میں غرایا۔

کنگ کا چہرہ بے عزتی کے غم سے سرخ ہو گیا۔اسنے فون کو کھینچ کر دیوار میں دے مارا۔

آہہہ۔میرا بنایا گیا جانور مجھے ہی کاٹ رہا ہے۔وہ غرایا تو اسکے ساتھ کام کرنے والی۔وہاں کھڑے آدمیوں نے حقارت و نفرت سے اسے دیکھا تھا۔انکی مجبوری تھی اسکے ساتھ وہاں رہنا۔۔

کوئی بات نہیں۔دا بیسٹ پاشا کو کیسے قابو کرنا ہے میں اچھے سے جانتا ہوں آخر کار کو بڑا بھائی ہوں اسکا۔وہ تمسخر سے ہنسا۔اور حرام مال خود میں انڈیلنے لگا۔

اسکی رنگت سفید تھی۔کالی سیاہ آنکھیں۔جن میں درندگی ٹپکتی تھی۔اسکی چمڑی ضرور سفید تھی لیکن دل سیاہ تھا۔جسمیں غلاظت بھری تھی۔اور اسکی یہ غلاظت اسکے چہرے پر صاف ٹپکتی تھی جو اسے بد صورت سے بد صورت ترین بناتی تھی۔

اس لیے تو لوگ اسے حقارت سے دیکھتے تھے۔اسکا چہرہ دیکھ کر عجیب سی نفرت ہوتی تھی شاید خدا کیطرف سے۔اور اسکی آواز اس سے کہیں زیادہ بد صورت تھی۔۔

❤❤❤❤❤

اسکی سپیڈ کو کمرے میں آتے بریک لگی تھی۔دروازے کے ساتھ ٹیک لگاتے اسنے گہرا سانس لیا۔اف ماما بھی نا۔اچانک اسکی نظر آئینے میں اپنے عکس پر پڑی ماما ٹھیک ہی کہتی تھیں۔

وہ میک اپ نہیں کرتی تھی۔اسکی پلکیں لمبی گھنی تھیں۔ذرا سا سنوارنے سے ہی اسکی آنکھیں اتنی خوبصورت لگتی تھیں۔اسکی آنکھوں کو تو دیکھتے لوگ مبہوت رہ جاتے۔

ویسے تو وہ سراپا حسن تھی لیکن اسکی بھوری آنکھیں بہت زیادہ خوبصورت تھیں اگر وہ کسی کو نظریں اٹھا کے دیکھ لے تو سامنے والا اسکے سحر میں جکڑ جاتا تھا۔

آپکی طلسماتی آنکھیں جادو کرتی ہیں۔
اسکے کانوں میں مرتسم کا کہا جانے والا جملہ گونجا۔
بے ساختہ ہی اسکے لب مسکرائے۔ہونٹو پر کچھ لگانے سے اسے ایسے لگتا تھا جیسے اسکے ہونٹ پر بہت بھاری چیز چپکا دی ہو۔
لیکن یہ بھی سچ تھا کہ سادگی میں بھی خوبصورت لگتی تھی۔اپنے چاکلیٹ براون بالوں میں کوئی چاکلیٹی کوئین لگتی تھی۔
ڈریسنگ بھی وہ سادہ کرتی تھی۔اتنی سادہ کہ اسکے فراک پر ایک ذرا سی بھی چیز نہیں لگی ہوتی تھی۔اسے بھاری ڈریسز شروع سے ہی کبھی پسند نہیں رہے۔اور جیولری ہاں اسے جیولری بہت پسند تھی۔

اسکے پاس چوڑیاں۔نوز پن۔برسلٹ۔چینز۔پائل کی ہر قسم کی کلیکشن تھی۔۔مرتسم کو اسکے ناک میں پہنی نوز پن بہت پسند تھی۔

عینا کو گولڈ پسند نہیں تھا اس لیے مرتسم نے اسے مختلف ڈیزائیز کی ہیرے کی نوز پن بنوا کر دی تھیں۔جن میں چھوٹی چھوٹی نتھ بھی شامل تھی۔اور اسکے ناک میں پہنے وہ واقعی میں پیاری بھی لگتی تھی۔اسے جیولری بھی سادہ ہی پسند تھی۔لیکن پہنتی وہ صرف چوڑیاں اور نوز پن تھی۔کبھی کبھار پائل بھی۔جو اتنی سادہ ہوتی تھی کہ۔ذرا سی چین جیسی۔

باقی سب چیزیں بقول ماما کے اسے صرف لینے کا اور رکھنے کا ہی شوق ہے۔جیولری کی کافی کلیکشن اسکے پاس ڈائمنڈ کی ہی تھی۔چوڑیوں کے ساتھ اسکے ہاتھ میں ہمشیہ بلو ڈائیمنڈ کا بریسلٹ چمکتا تھا تھی۔وہ عام برسلیٹ تو نا تھا۔مرتسم نے اسکے لیئے خاص بنوایا تھا۔

بلو ڈائمیڈ کے گول شیپ میں وہ چھوٹے چھوٹے سے نگ اور اسکے آس پاس۔وائٹ ڈائمنڈز کے زرے جتنے نگ جھلملاتے تھے۔وہ بہت خوبصورت تھا۔بے شک اس پر بہت محنت کی گئ تھی۔۔اور یہ مرتسم خود اسکے لیئے بنوا کر لایا تھا۔لیکن عجیب بات یہ تھی یہ کسی سے بھی کھلتا نہیں تھا۔سوائے مرتسم یا عینا کے اسے کوئ بھی کھول نہیں سکتا تھا۔

جیسے ہی اسے کوئ اور ہاتھ لگاتا۔اسمیں چمک سی پیدا ہو جاتی تھی۔

عینانے اسے کبھی بھی نہیں اتارا۔اگر کبھی وہ خطرے میں وہ تو اس بریسلٹ لاک کے ساتھ لگے نگ کو کو رب کرتی تو مرتسم کے پاس ڈینجر زون اون ہو جاتا۔وہ اسکی لوکیشن تو بتاتا تھا۔لیکن یہ بھی بتاتا۔وہ کبھی کبھار خود بھی حیران ہوتی تھی کہ یہ بنایا کیسے گیا ہے۔

مرتسم نے یہ اٹلی سے بنوایا تھا۔اس میں خاص قسم کی چپ اور ٹریکنگ ڈیوائس تھی۔اس چپ کو رب کرنے سے ڈینجر سگنل بجتا تھا مرتسم کے موبائل میں۔یہ چپ آخری نگ میں ڈالی گئ تھی۔

❤❤❤❤

روز کہاں رہ گئ جلدی آؤ یار۔کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔صبح اسے نا چاہتے ہوئے بھی ضروری کام سے جانا پڑا۔وہ نہیں جانا چاہتا تھا ابھی ان پلوں کو جینا چاہتا تھا۔لیکن کام بھی ضروری تھا۔

اب اسے آتے رات ہو گئ تھی۔وہ جانتا تھا زرنور ناراض ہو گی اس لیے آتے ہوئے اسکا فیورٹ کھانا لے کر آیا تھا۔اب کب سے اسے آوازیں دے رہا تھا لیکن وہ تو کان بند کیے آرام سے بیٹھی تھی۔۔وہ جھنجھلا گیا۔

روز آرہی ہو یا میں آوں۔اسکی دھمکی سے پانچ منٹ بعد ہی دروازہ کھلا۔

غازی نے چھن چھن کے آواز پر چونک کر پیچھے دیکھا تو وہیں سٹل ہو گیا۔مڑی ہوئی گھنی پلکوں کو مسکارے سے ذرا اور سنوارا گیا تھا۔آنکھوں میں کاجل کی لکیر کھینچی ہوئی تھی۔گلابی ہونٹ کو ذرا اور گلابی کیا گیا تھا۔لمبے گھنے بالوں کو ہالف بریڈ میں باندھا ہوا تھا۔

کانوں میں چھوٹے سے ایرینگز جھملا رہے تھ۔ایک ہاتھ میں بھر کے چوڑیاں جبکہ دوسرے میں نازک سا بریسلیٹ تھا۔ناک میں پہنی وہ نتھ ہمیشہ کی طرح چمک رہی تھی۔کرمزن کلر کا شارٹ فراک جسکے بازو اور بارڈر پر ہلکا کام ہوا تھا۔کرمزن ہی ڈوپٹہ شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔اور اسکے چہرہ پر ہمیشہ کی طرح ڈھیڑ و معصومیت کے ساتھ غازی کی قربت رنگ کا گہرا رنگ چڑھا تھا۔انگلیاں چٹخاتی آنکھوں میں ڈھیرو خفگی لیے وہ اسکے قربت کے رنگوں میں نہائی کھڑی تھی۔

وہ مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ ن۔ندا آنٹی نے۔ب۔بولا کہ۔ش۔شادی کے بعد ایسے رہتے۔اسکی مظریں مسلسل خود پر پا کر کنفیوز ہو کر بولی۔

غازی کے جانے کے بعد احمر کی ماما اور نوشین اس سے ملنے آئے تھے۔

رات بھی ندا بیگم نے ان دونوں کے مابین دوریوں کو دیکھتے اسے سمجھایا تھا۔اور کتنی ہی دیر اور شوہر کے حقوق پر سمجھاتی رہیں۔اور پھر احمر نے کمرے کو جبکہ نوشین نے زرنور کو سجایا تھا۔

غازی کو اسپر ٹوٹ کر پیار آیا۔ بے ساختہ ہی آگے بڑھتے اسے خود سے لگاتا اسکا سر چوما۔
پھر جھکتے اسکی خفگی سے بھری آنکھوں کو چوما۔

میری جان ناراض ہے مجھ سے۔ سوری جانا۔ لیکن کام ضروری نا ہوتا تو زندگی کی اتنی حسین صبح تمہیں چھوڑ کر کبھی نہیں جاتا۔
لیکن پھر بھی آپ گئے۔ وہ خفگی سے بولی۔

جانا ضروری تھا نا۔ انوسینٹ روز۔ اسکے لبوں پر بوسہ دیتے وہ مڑا ویٹ اور ٹیبل سے گلاب کے پھولوں کا بکے اٹھاتے اسکے سامنے پیش کیا۔
وہ کھل اٹھی۔ تھینکس۔ بکے اسکے ہاتھ سے لیتے بولی۔ آو۔ اسے چیئر پر بٹھاتے اپنے ہاتھ سے اسے کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد غازی نے اسے بہت ساری چاکلیٹس اور اسکی پسند کے چپس وغیرہ دیے وہ خوش ہو گئ۔

مووی دیکھیں روم میں آتے غازی بولا۔ آپ بھی دیکھتے ہیں۔ وہ حیرت سے بولی۔

غازی ہس پڑا۔کونسی دیکھنی ہے۔

ہارر دیکھیں۔سیڈی دیکھتے بولا۔

نہیں غاز مجھے ڈر لگتا ہے۔

تو پھر۔وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔کچھ سوچتے اسکی آنکھیں۔چمکیں۔

اچھا آو میری پسند کی دیکھتے۔ہارر نہیں ہے۔ڈونٹ وری۔بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے غازی نے اسنے کھینچا وہ اسکے سینے سے آلگی۔

یہاں بیٹھ کے دیکھو۔مووی شروع ہوئی تو زرنور کو بھی اچھی لگی۔غازی اسکے گرد بازو باندھے اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے انہماک سے دیکھ رہی تھی۔لیکن جلدی گڑبڑاتے اسنے نظریں پھیریں کیونکہ۔سکرین پر رومینٹک سین آرہا تھا۔اسنے خفگی سے نظریں پھیر کر غازی کو دیکھا۔لیکن اسکی بولتی نظریں خود پر پا کر گڑگڑا گئ۔

بند کریں مجھے نہیں دیکھنی۔اسنے سکرین اوف کر دی۔ہم میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔انہیں کیوں دیکھنا ہم اپنا رومینس شروع کرتے ہیں۔

ہاں۔وہ گھبرا گئی۔پل میں سرخ ہوئی تھی۔اسنے کترا کر جانا چاہا لیکن غازی اسکے بالوں منہ چھپائے گہری سانس لینے لگا۔زرنور کی جان پر بن آئی۔

وہ تو ابھی اسکی رات کی شدتوں سے نہیں سنبھلی تھی کہ وہ پھر سے بہکنے لگا۔

غاز سونا ہے۔وہ بے چارگی سے بولی۔

سلاتا ہوں۔وہ بہکے لہجے میں بولا۔اور اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسکے ہونٹوں پر قابض ہوا۔

وہ کسمائی۔لیکن غازی اب اسکی گردن پر شدتیں لٹانے لگا۔

وہ سٹپٹائی لیکن وہ اسکے بازو اوپر تکیے سے لگاتا۔مکمل اس پر حاوی ہوا۔تو زرنور نے بے بس ہوتے اپنا آپ اسکے سپرد کر دیا۔گزرتی رات کے ساتھ وہ رفتہ رفتہ اسکی باہوں میں پگھلنے لگی۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے جیسے ہی اپارٹمنٹ میں قدم رکھا اسکی توقع کے عین مطابق اپارٹمنٹ کا نقشہ بگڑا ہوا تھا۔ہر چیز بکھری کوئی تھی۔ہر جگہ کانچ۔کشنز۔برتن بکھرے پڑے تھے۔

اسنے گہری سانس لیتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے جیسے ہی اسنے اندر قدم رکھا اٹھا ہوا کشن اسکے سینے پر لگا۔

اپنے کمرے کا حشر دیکھتے اسکا سر گھوم گیا۔ہال سے زیادہ حشر کمرے کا تھا۔۔ڈریسنگ کی ایک بھی چیز سلامت نہیں تھی۔یہاں تک کے اسکے کپڑے اور فائلز ہر جگہ بکھری پڑیں تھیں

اسکا ڈوپٹہ۔بیڈ پہ پڑا تھا۔ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کر پھینک دی گئیں تھیں۔مرتسم نے سامنے دیکھتے تھوک نگلا۔

کیونکہ وہ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے جوالہ مکھی بنی اسے ہی گھور رہی تھی۔

عین میری بات سنئے۔اسنے ابھی ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ ایک اور کشن اسنے منہ پہ پڑا۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی شاہ۔آپ اسکا کیسے کر سکتے ہیں۔اور تو اور بابا کو بھی ساتھ ملا لیا۔لیکن کان کھول کر سن لیجئے میں نہیں جاوں گی آپکے ساتھ اینڈ ڈیٹس فائنل۔وہ غصے سے غرائی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

مرتسم نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔
لیکن عین بابا کو تو اپنے بولا تھانا تھا آپ جائیں گی۔ اسنے احتیاط ایک قدم پیچھے لیتے کہا۔
تو اور کیا انکے منہ پر انکار کر دیتی۔ آپ نے جان بوجھ کر مجھے فسایا تھا نا میں بتا رہی ہوں میں ہرگز نہیں جاوں۔

لیکن عین دو دن کی ہی تو بات ہے۔ چاہے دو دن کی ہو میں ہرگز اس قید خانے میں نہیں جاوں گی۔ وہ ادھر ادھر چکر کاٹتی بولی۔
لیکن جانا ضروری ہے اور جانا تو پڑے گا۔ آپ بابا کو ہاں کر چکی ہیں۔
میررررر۔ وہ چلائی۔
مرتسم نے کمرے سے باہر دوڑ لگائی۔
یہ سب آپ کا کیا دھرا ہے۔ میں آپکو چھوڑوں گی نہیں۔ بھاگ کہاں رہے ہیں۔ وہ اسکے پیچھے بھاگتی بولی۔ تھک کر پھولتے سانس سے خفگی سے صوفے پر بیٹھ گی۔

مرتسم نے گہری سانس لیتے اسکے آگے پانی کا گلاس کیا۔ جسے اسنے جھپٹنے کے انداز میں لیا۔ عین لیکن مسلہ کیا ہے۔۔۔

شاہ جانا کیوں ضروری ہے۔۔ وہ بے چارگی سے بولی۔

عین انہوں نے اتنے پیار سے انوائیٹ کیا ہے۔ اب انہیں منع کر دیتے کیا۔ اسکا ہاتھ تھامتے مرتسم نرمی سے بولا۔

عینا نے بے چارگی سے اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلا دیا۔

یہ عینا کا ذاتی اپاٹمنٹ تھا۔ جسکے بارے میں کچھ ہی لوگوں کو پتہ تھا۔ جب بہت ہی کوئی ضروری کام ہو تب وہ اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں کام کرتی تھی۔

آج اسے مرتسم نے فون کرکے یہاں بلایا تھا۔ جب وہ پہنچی تو مرتسم تو نہیں لیکن بابا ضرور تھے۔

اور انہوں نے اسے بتایا تھا کہ انکے بہت ہی خاص دوست جسکا بیٹا مرتسم کا بزنس پاٹنر تھا انکی اینی ورسری اور انہوں نے خاص عینا اور مرتسم کو انوائیوٹ کیا ہے۔ اصل میں وہاں انکا ایک کانٹریکٹ بھی سائین ہونے والا ہے۔ مرتسم کو تو جانا ہی تھا۔ لیکن وہ لوگ عینا سے بھی ملنا چاہتے تھے۔

اسے غصہ تو بہت آیا۔ لیکن بابا کو انکار نا کر سکی۔

لاسٹ ٹائم جب وہ گئ تھی تو مرتسم تو اپنے کاموں میں ہی لگا رہا لیکن وہ گھر میں بند ہو کر رہ گئ تھی۔ مرتسم جانتا تھا وہ کبھی نہیں مانے گی۔اس لیے یہ طریقہ آزمایا۔

وہ خود بھی چاہتا تھا کہ اپنے کام میں وہ دونوں ایک دوسرے کو تھوڑا وقت دے سکیں۔ لیکن اپنی بیوی کے غصے سے بہت اچھے سے واقف تھا۔جو غصے میں ہر چیز پٹک دیتی تھی۔نا جانے اسے کہاں سے یہ عادت لگی تھی۔
لیکن جب بھی اسے غصہ آتا تھا۔وہ اپنے آس پاس کی ہر چیز پھینک دیتی تھی۔یہاں تک کہ جو جیولری۔جوتے۔دوپٹہ اسنے خود پہنا ہوتا وہ بھی۔مرتسم کو تو اسکی حرکتوں بہت کیوٹ لگتی تھیں۔کیونکہ غصے میں اسکے گال ایسے پھول جاتے کہ وہ بہت پیاری لگتی تھی۔

لیکن وہ اسے ڈر بھی لگتا تھا اسکے غصے سے۔کیونکہ وہ غصے میں کسی چیز کا لحاظ نا کرتی جو چیز ہاتھ لگتی اسی سے مار دیتی۔

مرتسم کے آفس میں کام کرنے والی دو لڑکیاں بھی ساتھ جا رہی تھی جو انھی کی ساتھ رہنے والیں تھیں۔

اب جب اسنے سارا غصہ اپاٹمنٹ کا حشر نشر کر کے نکال دیا تھا۔اس لیے سکون سے بیٹھی نوڈلز کھا رہی تھی۔ جبکہ مرتسم بے بسی سے کبھی اسے دیکھتا تو کبھی بکھری چیزوں کو۔۔۔

وہ کندھے اچکا گئی۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام آباد سے مری تک راستہ زیادہ لمبا تو نا تھا لیکن وہ پھر بھی تھک گئی تھی۔وہ لوگ صبح ہی نکلے تھے۔عینا کا تو پتا نہیں لیکن مرتسم نے اسکے ساتھ اس سفر کو بہت انجوائے کیا تھا۔وہ جیسے ہی گاڑی سے نکلی۔ٹھنڈی ہوا نے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔سردیاں شروع ہو چکی تھیں۔اسلامباد میں تو نارمل تھی۔

لیکن مری تو پھر ہے ہی سردی کا نام۔۔

شال کو اچھے سے اپنے گرد لپیٹ کر اسنے سامنے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔اسنے بے یقینی سے مرتسم کی جانب دیکھا اسنے مسکرا کر ہاں میں سر ہلا دیا۔وہاں ایک ہی قطار میں کافی سارے چھوٹے چھوٹے کاٹیج بنے ہوئے تھے۔

اور وہ اتنی خوبصورتی سے باہر سے سجائے گئے تھے کہ دیکھنا والا مبہوت رہ جائے۔۔وہ خوش ہو گئی۔اسے لگا تھا۔شاید پچھلی بار جیسا گھر ہو گا۔وہاں کافی ساری لوگ انکے ویلکم کے لیئے کھڑے تھے۔

چلیئے۔مرتسم نے اسکا ہاتھ تھامتے آگے قدم بڑھائے۔وہاں پر سب نے گرم کپڑے۔سویٹر۔کوٹ۔شوز اور شال پہنی ہوئی تھی۔

اسنے سوچا ہی نہیں تھا کہ اتنی زیادہ سردی ہو گی۔اسکا فیس اور ہاتھ پاوں بلکل ریڈ ہو گئے تھے۔وہ لوگ سیدھا اندر ہی آ گئے۔ہیٹر آن تھے اور اندر سے کاٹیج بھی گرم تھا۔اسنے سکون کا سانس لیا۔

مرتسم وہاں باقی سب سے ملنے لگا۔وہاں کافی سارے لوگ تھے۔سب موجود تھے جسکا مطلب پارٹی کافی بڑی تھی۔لیکن وہاں پر اکثر وہیں کے رہائشی تھی۔

ہمیں اس گڑیا سے تو ملوائیں۔وہاں پر کسی کی وائف نے اشتیاق نے اسے دیکھتے کہا۔وہ گڑیا کہلانے پر جھنپ گئی۔

براون پیروں تک آتی فروک پہنے۔چہرہ کسی بھی آرائیش سے پاک تھا۔بس ہونٹوں پر ہلکی سے لپسٹک تھی۔چاکلیٹی بالوں کا ڈھیلی سا بن بنایا ہوا تھا۔ڈوپٹہ اچھے سے سر پر لیے اپنے گرد شال لپیٹی ہوئی تھی۔چاکلیٹی بالوں کی لٹیں اسکے چہرے کو چوم رہی تھیں۔

جبکہ اسکا چہرہ گلابی ہو رہا ہے۔شائید ٹھنڈ سے۔ہونٹ اور چیکس تو ویسے ہی اسکے گلابی ہی رہتے تھے۔ناک میں پہنی نتھ چمک رہی تھی جبکہ ناک کی نوک ریڈ تھی۔وہاں پر سب لڑکیوں زیادہ تر جینز۔لانگ۔یاشارٹ شرٹ میں تھیں۔اوپر کوٹ پہنے ہوئے تھے۔

مرتسم مسکرایا۔لیکن اسکے کچھ کہنے سے پہلی ہی وہاں ایک لڑکی چہک کر بولی۔غالبا یہ مسٹر شاہ کی منکوحہ ہیں۔عیناشاہ رائیٹ۔

ہم تومطلب یہ وہی ہیں جسنے اس بگڑے شیر کولگام ڈالی ہے۔

محفل قہقھوں سے گونج اٹھی۔

جب کہ وہ منہ نیچے کیے۔ہونٹ دبائے اپنی ہسی دبانے لگی۔جبکہ چہرہ اناری ہوا تھا۔لیکن اس بار شرم سے۔

Omg.. she is blushing

وہاں ایک لڑکی چہک کر بولی۔

I must say. MR .shah Your wife is so cute and innocent..you are so lucky to have this prettiest lady..

وہ سب اسکے ارد گرد جمع ہوتی بولیں۔ایک نے تو با قاعدہ اسکا گال چوم لیا۔وہ ہقابقارہ گئ۔

مرتسم نے سر کو خم دیتے گویا قبول کیا کہ لکی ہے۔

مرتسم نے کن اکھیوں سے اسنے چہرہ دیکھا تھا۔باقی سب مرد اسے ویلکم اور ہائے بولتے جا چکے تھے۔
مرتسم بھی اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کرتا انہیں کے ساتھ چلا گیا۔
اوکے جی تو اب چھوڑو یہ شرم ورم۔اب ہم اپنا اپنا انٹرڈکشن کرواتے ہیں۔ہائے۔
میں ذوبیہ۔یہ ثنا۔یہ مالائکہ ہم تینوں کے ہزبینڈ اور ہم مرتسم کے کالج فرینڈز کے ساتھ ساتھ اب بزنس میں بھی ساتھ ملنے والے ہیں۔
ارے ہاں یہ بھی ہے۔سویرا۔لیکن یہ ابھی تک سنگل ہے۔
اس لیے منگل لوگوں میں تیرا کیا کام۔ایک لڑکی آنکھ دبا کر بولی۔
عینا ہس پڑی۔جبکہ اسنے منہ بناتے نخوت سے ہنہ کیا۔عینا نے نوٹ کیا کہ وہ اس سے کھینچی کھینچی ہے۔
ہائے۔عینا نے اسے بولا۔اسنے صرف سر ہلایا۔اور چلی گئ۔جبکہ باقی سب نے شرمندگی سے عینا کو دیکھا۔
جبکہ وہ مسکرادی۔اسے وہ بلکل زینی لگی۔

سوری عینا بٹ اس میں اس کا قصور نہیں۔ تمہیں پتا ہے یہ کالج کے زمانے سے ہی مر تسم میں انٹرسٹڈ تھی۔ بھئی لیکن ہمارے شاہ بھی کمال تھے۔گھاس بھی نہیں ڈالا۔زوبیہ نے شرمندہ ہوتے اسے کہا۔ جبکہ عینا کا چہرہ اتر گیا۔

یہ یہاں کیوں ہے۔اسنے بے اختیاری میں پوچھا۔سب کی نظریں خود پر پا کر گڑبڑا گئی۔

مطلب تم نے بولا کہ وہ سنگل ہے جبکہ باقی سب یہاں۔وہ ہونٹ کاٹتی بات ادھوری چھوڑ گئی۔باقی سب ہنس دی۔کوئی بات نہیں ہم سمجھ گئے۔اصل میں اسکے ڈیڈ ہیں یہاں اس لیے۔

وہ سر ہلا گئی۔ جبکہ باقی سب بھی آ گئے۔

ارے آپ چڑیلوں نے تو آتے ہی بچی کو گھیر لیا۔بے چاری ڈر ہی نا جائے۔زوبیہ کے ہزبینڈ ارزم نے شرارت سے کہا تو سب لڑکیوں نے اسے گھورا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ارزم بھائی۔یہ سب تو بہت اچھی ہیں۔وہ ارزم سے پہلے بھی مل چکی تھی۔اس لیے آہستہ سے بولی۔

دیکھا۔۔۔لڑکیاں اترائیں۔ چلیں بھئی کھانا لگ چکا ہے۔۔کھانا کھاتے سب لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔

مرتسم عینا۔اور دو لڑکیاں جو کہ مرتسم کے آفس میں ہی ہوتی تھیں بس وہی تھیں۔کاٹیج دیکھنے میں ہی چھوٹا تھا جبکہ اسکے اندر تین چھوٹے کمرے۔ایک چھوٹا سا ٹی وی لاونج اور ایک کچن بھی تھا۔ایک کمرے میں مرتسم ۔ایک میں عینا جبکہ ایک روم میں وہ دونوں لڑکیاں تھیں۔عینا نے ان میں سے ایک کو اپنے ساتھ آنے کی آفر کی لیکن وہ خوش دلی سے منع کر گئیں۔سب تھکے تھے اس لیے گرم بستر میں گھس گئے۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اگلی صبح اپنے ساتھ ڈھیروں نئے راز اور خوشیاں لے کر آئی تھی۔
آج وہ لوگ پروجیکٹ شروع کرنے والے تھے جبکہ کل ارزم اور زوبیہ کی اپنی ورسری تھی۔ مرتسم کو ملا کر یہ چاروں ایک نیا پروجیکٹ۔ شروع کرنے والے تھے۔ اس لیے وہ لوگ صبح ناشتے کے بعد سے ہی غائب تھے۔ جبکہ عینا اب بور ہو رہی تھی۔ وہ دونوں لڑکیاں بھی مرتسم کے ساتھ چلی گئیں۔

جب باقی سب نے وہاں ڈیرہ ڈالا۔ کاٹیج بلکل ساتھ سے بس دو قدموں کا فاصلہ تھا اس لیے تینوں لڑکیاں اب وہاں موجود تھیں۔ مرتسم نے رات اسے بتایا تھا کہ یہ کاٹیج ان سب نے مل کر بنوائے تھے۔ تاکہ یہاں چھٹیاں انجوائے کر سکیں۔
ارسل بھی انکے ساتھ اس ڈیل میں تھا لیکن کسی وجہ سے وہ آنا سکا۔ اسکے حصے کا کام مرتسم کا تھا۔

سویرا نہیں ائی۔وہ اسکو نا پا کر بولی۔

نہیں وہ کسی کام کر کہہ کے گئی ہے۔۔

وہ ابھی اٹھ کر کھڑکی تک آئی ہی تھی کہ خوشی سے اسکی چیخ نکلی۔۔

برف باری۔وہ بچپن سے ہی دیوانی تھی بارش اور مری کی بارف کی۔۔وہ باہر کی طرف قدم بڑھاتی کہ وہ تینوں اسکے سامنے آ گئیں۔

آپ کے پتی دیو نے ہمیں آپکے اس شوق کے بارے میں ہمیں پہلے ہی بتا چکے ہیں۔لیکن آپ ان سب باہر نہیں جاسکتی۔

لیکن کیوں۔اسکا منہ اتر گیا۔

جاسکتی ہیں لیکن ویسے جیسے ہم کہیں گے۔۔

ارے لیکن۔۔وہ بوکھلا گئی۔لیکن وہ لوگ اسے قابو کر چکی تھیں۔

وہ جب باہر آئی تو۔بلکل پنک ٹیڈی لگ رہی تھی۔وائٹ سنیکرز پر بلیک جینز کے ساتھ گھٹنوں تک آتی بلیک ہی فراک پہنی تھی۔جس پر وائٹ ڈاٹ تھے۔اسکے اوپر پنک کوٹ پہنا تھا۔جو گھٹنوں سے ذرا سا

نیچے تھا۔ بلیک سکارف گلے میں ڈالے۔ بالوں کو اطراف سے مانگ نکال کر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ جبکہ سر سر پنک ہی اونی کیپ پہنی تھی۔۔

وہ بلکل بچی جیسی لگ رہی تھی۔ جبکہ وہ سب بھی اسی حلیے میں تھیں۔۔ لیکن وہ سب سے الگ لگ رہی تھی۔ اسنے پہلی بار ایسی ڈریسنگ کی تھی ورا سے کافی سوٹ بھی کی بھی۔

ہاو۔ کیوٹ۔ بے بی ڈول۔ زوبیہ اسکے گلابی گال کھینچتے بولی۔

ویٹ ویٹ ایک پک۔ ایک کی جگہ اسنے عینا کی کافی ساری پکچرز کی تھیں۔ کچھ سوچتے اسنے لب دبائے اور پکچرز مرتسم کو سینڈ کر دیں۔ پھر کچھ سیلفیز لینے کے بعد وہ لوگ باہر آ گئیں۔

یہ جگہ آبادی سے تھوڑی ہٹ کر تھی۔ اس لیے ساری رات کی طرف باری کے بعد اب کاٹیج کے آس پاس ہر جگہ برف تھی۔ اور درمیان میں کاٹیج خوبصورت لگ رہے تھے۔

اسنے گاڑی کا دروازہ کھلونے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ۔ زوبیہ کی طرف سے کچھ آنے پر اسنے چیٹ اوپن کی تو۔ پکچرز دیکھتے وہ ساکت رہ گیا۔ پلک بھی نہیں جھپکی۔

وہ کیوٹ سے فیسیس بنائے لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔ایک پک میں وہ ہونٹ دبائے مسکا رہی تھی۔وہ جیسے سانس لینا بھول گیا۔دل کیا ابھی وہ سامنے ہوتی تو خود میں بھینچ لیتا۔

کہاں کھو گئے چلو۔ارزم نے اسے کہا جو کب سے ایک ہی جگہ سٹل ہو گیا۔

وہ لوگ اب واپس جا رہے تھے۔دو گھنٹے پہلے ہی عینا نے اسے فون کیا تھا کہ وہ کب آئے گا۔وہ یہ سب اسکے ساتھ دیکھنا چاہتی ہے۔لیکن مرتسم نے کہا تھا کہ ضروری کام ہے۔کوشش کرے گا جلدی آنے کی۔اور اب وہ جلد از جلد اسکے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔

عینا کی سب سے اچھی دوستی ہو گئ تھی۔اسنے کافی انجوائے کیا۔برف کے ساتھ کھیلتے۔کبھی ایک دوسرے کو مارتی تو کبھی پھسل جاتی۔وہ لوگ اب واپسی کے لیئے مڑی تو سامنے ہی وہ سب آتے دکھائی دیئے۔

عینا مسکرا دی۔لیکن جلد ہی اسکی مسکراہٹ پھیکی پڑ گی۔جب مرتسم ان سب کے ساتھ نہیں تھا۔

برف انجوائے ہو رہی ہے۔لیکن اب چلیئے شام ہو گئ ہے۔کچھ کھانے کو بھی دیں۔

وہ سب کھانا ایک ساتھ ہی کھاتے تھے۔جلد ہی سب اندر آتے فریش ہونے چلے گئے۔

اسنے فون کو دیکھتے میسیج کرنے سوچا۔لیکن جب تک سب آ گئے۔

ارزم بھائی۔میر نہیں ائے۔وہ ہونٹ کاٹتی بولی۔سب نے اسکی طرف دیکھا۔

نہیں گڑیا اسے راستے میں کچھ کام تھا۔

اس لیے نہیں آیا۔لیکن آجائے گا جلدی۔۔۔

جی۔وہ سر ہلا گئی۔

ڈونٹ وری جائیں گے تمہارے شاہ جی۔۔تم کھانا کھاو۔زوبیہ اسے کندھا مارتی بولی۔

نہیں آپی مجھے بلکل بھی بھوک نہیں ہے ابھی۔

تھوڑا سا۔

ابھی نہیں۔کوئی بات نہیں مرتسم کے ساتھ کھالینا۔وہ سر ہلا گئی۔

پھر رات تک وہ لوگ کافی انجانے کرتے رہے۔لڈو سے اور کافی سے۔عینا مرتسم کا انتظار کرتی رہی اب سب اپنے کاٹیج کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔وہ سب جیسے ہی باہر آئے سب رک گئے۔

سامنے ہی مرتسم سویرا کو گاڑی سے نکلنے میں مدد دے رہا تھا۔پھر اسے سہارا دیتے آگے لانے لگا۔

عینا کا چہرہ سفید پڑا۔

مرتسم جیسے ہی اسے لایا لڑکیوں نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔ابھی کوئی کچھ کہتا عینا تیزی سے سب کے بیچ سے نکل کر اپنے کاٹیج میں غائب ہوئی تھی۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھتے نظریں چرائیں۔ مرتسم نے ہونٹ بھینچتے اسے جاتے دیکھا۔ پھر سب کو سچویشن بتاتا۔ اندر بڑھ گیا۔

لاونج خالی تھا۔ وہ دونوں لڑکیاں واپس جاچکی تھیں۔ انکا کام ختم ہو گیا تھا۔ مرتسم نے گہری سانس لیتے کھانا ٹیبل پر رکھا۔ جو ابھی زوبیہ نے دیا تھا۔

اسنے بتایا تھا کہ عینا نے بھی کھانا نہیں کھایا۔ کچھ دیر اسنے انتظار کیا۔

اپنے پیچھے آہٹ پاکر اسنے مڑ کر نہیں دیکھا۔ وہ آگے کچن میں آئی۔ اور کافی بنانے کے لئے سامان نکالنے لگی۔

مرتسم نے اسے دیکھا وہ اب سادہ سے سوٹ میں تھی۔ اپنے گرد شال لے رکھی تھی۔ وہ تیزی سے کافی پھینٹنے لگی۔ جب چمچ ہاتھ سے گر گیا۔ وہ جھلائی۔ چمچ سنک میں پٹکتے دوسرا اٹھایا۔۔۔۔

کسی اور کا غصہ ان پہ کیوں نکال رہی ہیں۔ وہ خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا۔ خاموشی برداشت نا ہوئی تو بول اٹھا۔ جبکہ عینا نے نظر انداز کرتے اپنا کام جاری رکھا۔

عین میں آپ سے بات کر رہاں جواب کیوں نہیں دے رہی۔ اسنے کپ پٹکا۔ تو کیا کروں آپ پر نکالوں۔

یا آپکو ایسے پٹکوں۔وہ کڑے تیوروں سے اسے دیکھتی مڑی۔مرتسم نے اسکے تیور دیکھتے بے ساختہ ہی کنپٹی پر ہاتھ پھیرا۔

ابھی وہ کچھ کہتا کہ ڈور نوک ہوا۔لوک نہیں تھا۔اس لیے نوک کیا گیا۔آجاو۔وہ ارزم کا چھوٹا بھائی تھا۔

عینا ارزم کے ساتھ اس سے بھی مل چکی تھی۔ایک دوبار۔

بھائی یہ سویرا نے بجھوایا ہے آپکو تھینکیو بولنے کے۔۔وہ بولتا اندر آیا لیکن۔

عینا کو تیاری چڑھائے کھڑا دیکھا رک گیا۔اسنے تھوک نگلا۔وہ جب بھی دوبار اس سے ملا تھا۔بے چارا اسکے غصے کا ہی عتاب بنا تھا۔اسکا ہاتھ بے ساختہ ہے۔اپنے ماتھے پر گیا۔غصے میں عینا نے مارا کسی اور کو تھا اور لگ اس بے چارے کو گیا۔

رک کیوں گئے۔آیئے آپکی ہی کمی تھی۔اور سویرا خود کیوں نہیں ائی۔آکے خود بھی بول دیتی۔وہ غصے سے اسے دیکھی بولی۔وہ بھابھی میں تو بس۔

لیکن وہ وہاں سے جا چکی تھی۔مرتسم نے گہرا سانس لیا۔افف اسکی بیوی کا غصہ۔۔

یار بھائی۔ہمیشہ میرے ساتھ ہی کیوں میں بتا رہا ہوں۔اب میں تب تک آپکے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا۔جب تک آپ مجھے گیر نٹی نہیں دیتے کہ بھابھی سے بچائیں گے۔

مرتسم نے ماتھا مسلہ۔تمہاری کیا۔میں تو اپنی گیر ینٹی نہیں دے سکتا کہ کب میری بیوی غصے میں چیزوں کے ساتھ مجھے بھی اٹھا کر گھر سے باہر پھینک دے۔وہ بڑبڑایا۔

کیا ہے۔اسے اپنی طرف متوجہ پا کر وہ بولا۔کچھ نہیں میں تو بس جا رہا تھا۔
مرتسم نے قدم اسکے کمرے کی جانب بڑھائے۔سامنے ہی وہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔آہٹ پر سر اٹھایا مرتسم کو دیکھتے رخ بدل گئی
"۔۔۔عین۔۔۔"وہ اسکے منہ موڑنے پر تڑپ گیا۔عینا نے تیزی سے اپنے گال رگڑے۔وہ جب بھی غصے میں ہوتی تو چیزیں پٹکنے سے اسکا غصہ کم ہو جاتا لیکن جب بہت زیادہ غصہ کو تو وہ بے ساختہ ہی رو پڑتی تھی۔

اور اب بھی یہی ہوا تھا۔
جائیں آپ مجھے کوئی بات نہیں کرنی آپسے۔وہ بھیگی آواز میں بولی۔

وہ آہستہ سے اسکے پاس بیٹھا۔

کہاں جاوں۔اسے دیکھتے بولا۔

وہیں جہاں سارا دن مصروف رہے۔اسکی آواز میں دکھ تھا۔مرتسم کا دل ڈھڑکا۔

اسکے بابا نے مجھے بلایا تھا۔لیکن وہاں اسے چوٹ لگ گئ تو اس لیے مجھے اسے لانا پڑا۔اسے ڈاکٹر کے پاس لیجاتے دیر ہو گئ۔

تو اب بھی جائیں۔اسی کی فکر کریں۔میں ٹھیک ہوں یہاں۔جن کے آسرے پر چھوڑ کر گئے تھے انہوں نے بہت اچھا خیال رکھا۔لیکن شاید بھول گئے آپکی زمہ داری میں ہوں وہ نہیں۔وہ سر اٹھا کر بولی۔

یہ پہلی تلخ کلامی تھی جو انکے بیچ ہوئ تھی۔میں یہاں سارا دن آپکا انتظار کر رہی ہوں اور آپ لگے ہیں خدمتوں میں اور مجھے کہا جارہا ہے کہ ضروری کام ہے۔آپکو چاہئے تھا کہ مجھے یہ سب دکھاتے لیکن آپکو اپنے دوستوں سے فرست ملتی تو میرا دھیان آتا۔پھر چاہے میں۔

اسکے آگے کچھ بولنے سے پہلے مرتسم نے نرمی سے جھکتے اسکے لفظ خود میں قید کیے تھے۔وہ ساکت رہ گئ۔

جبکہ مرتسم اب اسکا غصہ۔ناراضگی۔لڑائی۔اپنے ہونٹوں میں قید کر رہا تھا۔

عینا کا سانس اٹکا تو نرمی سے پیچھے ہوا۔عینا نے اتنی ہی تیزی سے رخ موڑا تھا۔وہ سر تا پیر سرخ پڑتی گہری سانس بھرنے لگی۔مرتسم نے اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسکے ماتھے سے ماتھا جوڑا۔

میں چاہے جہاں بھی رہوں سارا دن۔لیکن یہ یاد رکھئے گا۔مرتسم میر شاہ کے وجود پر۔دل پر اگر کسی کو اختیار ہے تو صرف عینا شاہ ہے۔جسکے بھی ساتھ رہوں۔میرے خیالوں میں صرف اپ رہتی ہیں۔۔

اور اگر جاوں گا بھی کہاں۔۔۔جہاں بھی جاوں لوٹ کر آنا تو آپ ہی کے آنچل میں ہے۔

اسکی آنکھیں چومتا۔وہ آہستہ سے بول رہا تھا۔

اب کوئی ناراضگی۔اسکی پیشانی پر ہونٹ رکھتے لاڈ سے پوچھا۔

سوری۔میں زیادہ ہی ریکٹ کر گئی۔وہ سر جھکا کر بولی۔لیکن شاہ مجھے وہ سویرا بلکل اچھی نہیں لگتی پتہ نہیں کیوں۔عجیب سی ہے۔

وہ معصومیت سے اسے دیکھتے سچ بتا گئی۔

مرتسم کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔اس نے کھینچ کر اسے سینے سے لگاتے۔اسکا سر چوما۔کوئی بات نہیں مجھے بھی نہیں لگتی۔

سچی۔وہ حیرت سے بولی۔ ہمم۔اسنے سر ہلایا۔

تو وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔اسے دیکھتے مر تسم بھی مسکرا دیا۔لیکن جانے یہ مسکراہٹیں کب تک تھیں۔

❤❤❤❤❤

وہ کروٹ پہ کروٹ بدلتے جھنجھلا گئ۔لیکن مجال ہے جو نیند آجائے۔آتی بھی کیسے اس ظالم کی بانہوں میں سونے کی جو عادت پڑ گئ تھی۔

وہ اٹھ بیٹھی۔گھور کر سٹڈی کے دروازے کے دیکھا۔ایسا بھی کیا کام کہ بیوی کا ذرا بھی خیال نہیں۔

وہ اسکے ساتھ بہت خوش تھی۔زرنور نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ غازی اسے اتنی خوشیاں دے گا۔

آج کھانے کے بعد اسے سونے کا کہتے خود سٹڈی میں بند ہو گیا۔وہ اٹھی اور آہستہ سے سٹڈی کا دروازہ کھولا۔

ڈر بھی تھا کہیں ڈانٹ ہی نا دے۔دروازے سے جھانک کر دیکھا وہ تو سامنے ہی لیپ ٹوپ پہ جھکا ہوا تھا۔ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

وہ چاپ پیدا کیے بغیر اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔ جھک کر دیکھنا چاہا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔اسی وقت غازی نے چیئر گھماتے رخ اسکی طرف کیا۔

اسکے سمجھنے سے پہلے ہی وہ اسکی گود میں تھی۔

زرنور نے منہ کھول کر اسے دیکھا۔یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ اسے سمجھ ہی نہیں آیا۔پھر منہ بناتے اسکے گلے میں بانہیں ڈالیں۔اور اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔

زر۔۔ کیا۔ہوا اسکا سر چومتے غازی نے اسکے گرد بازو باندھے۔اسکے زر بلانے پر زرنور کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

اسے اسکی فرینڈز نور بلاتی تھیں۔ لیکن کبھی کسی نے زر نہیں پکارا۔لیکن کچھ دنوں سے وہ اسے روز تو کبھی زر بلاتا تھا۔۔

نیند نہیں آرہی غاز۔اسنے منہ بناتے کہا۔۔

کیوں۔کیوں نہیں آرہی غازی نے اسکا سر سہلایا۔

زرنور نے خفگی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر یکدم اسکے گلے سے بازو نکالتی اس سے پہلے کے اٹھ جاتی غازی نے اسے واپس کھینچا۔اگلے سیکنڈ وہ پھر سے اسکی گود میں تھی۔

کیا ہے اب چھوڑیں مجھے۔ آپ کریں اپنا کام۔اسکی آنکھیں تیزی سے نم ہوئیں۔

غازی تو بوکھلا گیا۔زر میری جان۔ایم سوری میں مزاق کر رہا تھا۔غازی نے اسے خود میں بھینچا۔

آپ بدل رہے ہیں غاز۔۔روتے شکایت کی۔

زر۔غازی نے حیرت سے اسے دیکھا۔اسنے زور سے سر ہلایا۔

آپ سارادن اسکے ساتھ لگے رہتے ہیں۔لیپٹاپ کو گھورا۔اور آج تو مجھے سلایا بھی نہیں۔ایسے بھی کوئی کرتا ہے اپنی بیوی کے ساتھ۔

اوکے۔بس بس میرا بچہ۔بس کام تھوڑا زیادہ تھانا۔

وہ کام کے چکر میں زرنور کو سہی سے ٹائم نہیں دے پارہا تھا۔وہ سمجھ رہا تھا وہ اسکی عادی ہو رہی ہے۔ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کے لیئے۔

ہم کوئی آپ کا بچہ وچہ نہیں ہیں۔ناک سکوڑتے کہا۔

ہاں بچہ نہیں بچی۔چھوٹی سی گڑیا۔غازی نے اسکی ناک کھینچی۔تو وہ کھکھلا دی۔

کوئی نہیں۔ہم آپکی بیوی ہیں۔اسکے سینے پر سر رکھتے۔لاڈ سے کہا۔

لیکن حرکتیں بچوں جیسی ہیں۔وہ دوبدو بولا۔

ہیں تو۔آبرو اچکاتے۔ہونٹ باہر نکالے۔غازی نے جھک کر اسکے ہونٹوں کو چھوا۔

پھر شدت سے اسکے ہونٹوں کو قید کیا۔وہ پھڑ پھڑا گئ۔ سختی سے اسکا کلر دبوچ گئ۔وہ کچھ دیر بعد پیچھے ہوا تو وہ اپنی سانسیں درست کرتی سرخ پڑتی اسکی گردن میں منہ دے گئ۔

تو میں ایسے سدھار لوں گا۔غازی نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو چوما۔۔

❤❤❤❤❤

ایک ہاتھ سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے دوسرا ہاتھ تیزی سے لیپ ٹوپ پر چل رہا تھا۔

جبکہ زرنور اسکی گردن میں باہیں ڈالے۔اسے سینے پر سر رکھے آہستہ۔آہستہ نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی۔

نیند میں بھی اسے اپنے بالوں میں چلتا غازی کا ہاتھ محسوس ہو رہا تھا جو اسکے سکون کا باعث تھا۔

جانے کتنی ہی دیر ہو گئ اسے وہاں بیٹھے بیٹھے۔زرنور اسکی آغوش میں بلکل ننھی بچی کی طرح سو رہی تھی۔کام ختم کرتے اسنے گھڑی کی جانب دیکھا تو۔رات کے گیارہ ہو رہے تھے۔اسنے گہری سانس لی۔

زرنور کو احتیاط سے بانہوں میں اٹھاتے بیڈ پر لٹایا۔خود فریش ہونے چلا گیا۔واپس آیا تو شرٹ غائب تھی۔بیڈ پر آتے زرنور کر کھینچ کر اپنے سینے پر کیا۔اور آنکھیں موند لیں۔

وہ جو کرنے جارہا تھا اسکے بعد زندگی کیا موڑ لیتی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔وہ اپنے مقصد کے قریب تھا۔اسے اپنی زندگی کے کوئ پرواہ نہیں تھی۔ویسے بھی ایک بار اسکا مقصد پورا ہو جاتا تو شاید وہ اسی مقصد کو پورا کرتے جان سے جاتا۔لیکن اب اسے موت سے ڈر لگنے لگا تھا۔

اس لیے کہ اسکے بعد اسکی اس نازک جان کا کیا ہو گا۔موت نا آنے کی دوسری صورت کیا وہ اس سے دور ہو جائے گی۔وہ اسے اس بھری دنیا میں کیسے اکیلے چھوڑ سکتا تھا۔گہری سوچوں میں الجھتے۔وہ نیند کی وادیوں میں اترنے لگا۔۔۔

❤❤❤❤

شام کے سات ہو رہے تھے۔زوبیہ لوگوں کی اینی ورسری کے ساتھ وہ لوگ آج اپنے پروجیکٹ کو اناونس کرنے والے تھے۔لڑکیاں سب ایک ہی جگہ جمع تھیں۔لیکن عینا الگ روم میں تیار ہو رہی تھی۔

عینا کہاں ہے ۔۔زوبیہ نے اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے کہا۔میں یہاں ہوں بھابھی۔وہ اوپر پہلی سیڑھی پر کھڑی تھی۔وائٹ گھیرے دار فراک جو اسکے پاوں بھی تک آرہی تھی۔اسکے دامن اور بازوں پر ڈارک گولڈن کلر کیا ہلکا کام کی ہوا تھا۔

لائٹ سا میک اپ کئے گلے میں ایک سادہ سی چین تھی۔ جس میں ایک لوکیٹ چمک رہا تھا۔ اسکی نسبت کانوں میں بڑے ایئرینگز تھے۔ جنکو سہارے کے لئے چاکلیٹی بالوں کی ہالف فرنیچ بنائی گئ بریڈ میں اٹکایا ہوا تھا۔

اسکے ایئرینگز میں چھوٹے چھوٹے موتی لگے تھی جو اسکے ہلنے سے آپس میں ٹکراتے گونج اٹھتے۔ ایک ہاتھ میں گولڈن چوڑیاں تھی اور دوسرے میں ہمیشہ کی طرح وہ بریسلیٹ چمک رہا تھا۔ ناک میں پہنی وہ ہیرے کی نتھ بھی آج کچھ زیادہ ہی چمک رہی تھی۔

گولڈن ہی ڈوپٹہ ایک سائیڈ سے بازو کندھے پہ ڈالے جبکہ دوسری سائیڈ سے سر پر اٹکایا ہوا تھا۔ ویسے تو اسکا ڈریس بھی موسم کے لحاظ سے گرم تھا۔ لیکن پھر بھی ٹھنڈ کی وجہ سے ڈارک گولڈن شال جسکے باڈر پر نفیس سا کام ہوا تھا۔ کندھوں کے گرد پھیلائی ہوئی تھی۔

وہ سب تو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھیں۔

او۔ ایم۔ جی۔ یہ عینا ہے۔

وہ کنفیوز ہو گئی۔ کہ کچھ زیادہ تو نہیں ہو گیا۔ جبکہ ان چاروں نے تو میک اپ بھی ڈارک کر رکھا تھا۔

You are looking gorgeous

زوبیہ اسکا گال چومتے بولی۔وہ جھنپ گئ۔دو دن تک یہ روپ کہاں چھپا تھا۔
قسم سے عین ایسے ہی رہا کرو۔بہت پیاری لگ رہی ہو۔میر بھائی تو تمہیں دیکھتے ہی فلیٹ کو جائیں گے۔
ان تینوں کے قہقہے گونجے۔جبکہ سویرا اسکا حسن دیکھتی جل بھن گئ۔وہ خود بھی سٹائیلش سی میکسی میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

چلو بھئ دیر ہو رہی ہے۔سب لڑکے اندر آئے۔پارٹی ایک ہوٹل میں تھی۔ جبکہ اندر آتا مرتسم ٹھٹھک کے رکا تھا۔
زوبیہ اور ملائکہ نے شرارت سے اسے کندھے مارا اور آگے چل دیں۔سب لوگ اپنی اپنی گاڑی میں جانے والے تھے۔سب لوگ جانے لگے۔

عینا بھی اپنا کلچ اٹھانے کے لیئے مڑی۔لیکن دروازہ لوک ہونے کی آواز پر اسکا سانس اٹکا۔
اسنے مرتسم کا ٹھٹھک کر رکنا محسوس کیا تھا۔اس لیے گھبراتی پلٹی تھی۔وہ وہیں ساکت ہو گئ۔مرتسم نے پیچھے سے اسکے کندھے پر تھوڑی رکھتے کمر سے پکڑے اپنے ساتھ لگایا۔

اسکے بالوں میں منہ دیتے گہری سانس لی۔ آیت اور ارسل کی شادی کے بعد وہ آج اس طرح تیار ہوئی تھی۔عینا سانس روک گئ۔

یہ تو ظلم ہے ہم پہ۔گھمبیر آواز میں سرگوشی کی۔اسکی ہتھیلیوں پسینے سے بھیگ گئیں۔

مرتسم نے آہستہ سے اسکا رخ موڑا۔وہ مبہوت سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔اسکی بھوری سحر زدہ آنکھیں اس وقت اتنی خوبصورت لگ رہی تھیں کہ کوئ بھی اسکی آنکھوں میں کھو جاتا۔گہری نظروں سے سر تا پاوں اسکا جائزہ لیتے وہ اس پر جھکا۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

زرنور کو خود سے دور جاتا دیکھ۔اسنے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی۔پسینے سے تر ہوتے چہرے کو صاف کرتے وہ ہوش میں آیا۔

زرنور کو شدت سے خود میں بھینچا تھا۔کتنی ہی دیر اسکے ایک ایک نقش کو دل میں اتارا۔

پھر جھکتے اسکی سانسوں کو شدت سے خود میں الجھایا۔اسکے لمس میں اتنی شدت تھی کہ زرنور کی آنکھ کھل گئ۔وہ کسمسائ۔غازی نے ایسے ہی کروٹ لی۔زرنور کا وجود اسکے نیچے چھپ سا گیا۔

زرنور بے تحاشہ گھبرائ تھی۔آج سے پہلے اسکے لمس میں اتنی شدت کبھی نہیں تھی۔وہ تو اسے بہت پیار سے چھوتا تھا۔

کبھی اسکے ہونٹوں پر شدت دکھا دیتا لیکن آج۔اسنے اسکے سینے پر مکے برسائے۔اسے لگ رہا تھا کہ اسکا سانس بند ہو جائے گا۔غازی پیچھے ہوا۔تو وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

اسکی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔غازی نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود میں بھینچا۔
غ۔غاز۔وہ گھبرا گئ اسکی شدت پہ۔جو اسکی گردن میں منہ دیے۔اپنا جنون لٹا رہا تھا۔
زر۔میں تمہیں نہیں کھو سکتا۔میں اب جینا چاہتا ہوں۔مجھے زندگی حسین لگنے لگی ہے تمہارے سنگ۔
تمہارے ساتھ گزرا ایک ایک پل میرے لیے قیمتی ہے۔تمہارا لمس۔مجھے میرے زخموں پر مرہم جیسا لگتا ہے۔

زرنور۔تم اہم ہو بہت اہم۔میری سانسوں کے لیے۔میرے لیے۔جینے کے لیے ضروری ہو تم۔وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا۔اسکے کان کی لو کو چوم گیا۔
غاز کیا ہوا۔وہ ڈر گئ۔شرم وحیا ایک طرف رکھتی وہ پریشانی سے پوچھنے لگی۔۔
زبردستی اسکا چہرہ اپنی گردن سے نکالا۔کیا ہوا ہے غاز۔مجھے بتائیں۔اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی وہ اسکی حد سے زیادہ سرخ آنکھیں دیکھتی گھبرا گئ۔

وہ مسکرایا۔اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے لبوں سے لگایا۔

غازی کی جان بھی تم پر قربان۔ مجھے لگا تھا شائید میں ہی پاگل ہوں لیکن آگ تو دونوں طرف لگی ہے۔اسکا ایک ایک نقش چومتے وہ اسے اپنی باتوں میں الجھا گیا۔زرنور اسکی بڑھتی گستاخیوں سے بوکھلا گئی۔

غ۔غاز۔ شش۔ آواز نا آئے۔ جتنی مزاحمت کرو گی۔میرے لمس میں اتنی ہی شدت آئے گی۔جو تمہاری نازک جان برداشت نہیں کر سکتی۔اسکی شہ رگ پر لب رکھتے سرگوشی کی۔

زرنور نے اسکے کندھے پر اپنے ناخن گاڑھے۔غازی نے نرمی سے اسکا ماتھا چومتے اسے پوری طرح اپنے حصار میں لیا۔اسکے لمس میں نرمی محسوس کرتے وہ اپنا آپ اسکے حوالے کر گئی۔۔۔اسکی تڑپ محسوس کرتے اسکے لبوں پر شرمیلی مسکان تھی

لیکن کون جانے کل کا سورج اس کی زندگی میں کونسا نیا طوفان لانے والا تھا۔۔۔

❤❤❤❤

ہمیں واپس جاتے رخصتی کروالینی چاہیئے۔مرتسم نے اسکا ماتھا چومتے کان کے پاس جھکتے شرگوشی کی۔

ش۔شاہ۔وہ گھبرا گئی۔لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا۔

وہ لب دبائے شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

عینا نے خفگی سے اسے دیکھا۔اسکی آنکھوں میں شرارت دیکھتے نازک ہاتھ کا مکا بناتے اسکے سینے پر مارا۔مرتسم نے اسکا ہاتھ پکڑتے لبوں سے لگایا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔

دیکھ رہا ہوں کہ آج مجھے مارنے کی پوری تیاری ہے۔اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے بولا۔

لیکن اتنی تیاری کی کیا ضرورت تھی ہم تو سادگی میں بھی آپکے دیوانے ہیں۔وہ ایک ادا سے بولا تو وہ کھکھلا کر ہنس دی۔

اسکو ایسے دیکھ وہ بھی مسکرادیا۔گہری سانس لیتے اسنے اپنا والٹ نکالا۔جتنے بھی نوٹ ہاتھ لگے۔اسنے بنا دیکھے۔عینا پر وارے۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی مسکرادی۔مرتسم ایک بار پھر سے جھکتے اسکی پیشانی چومی۔

چلیں۔اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی وہ آگے بڑھ گئ۔

گاڑی نے بیٹھنے سے پہلے وہ وہاں ایک گارڈ کو نظر کے پیسے دینا نا بھولا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

گاڑی سے نکلتے وہ کپکپا گئ۔ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے سمیٹنے پر مجبور کر گئے۔مرتسم اسکا ہاتھ تھامے آگے بڑھ گیا۔۔

انکے ہال میں انٹر ہوتے لوگوں نے ٹھہر کر ان دونوں کو دیکھا۔بے شک وہ دونوں کے دوسرے کے لئے ہی بنے تھے۔

کتنوں کی آنکھوں میں رشک تو کتنوں کی آنکھوں میں حسد تھا۔مرتسم کے ہاتھ پر اسکی پکڑ مضبوط ہوئ۔تو اسنے آنکھوں سے اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔

تم دونوں ایک ساتھ بہت پیارے لگتے ہیں۔پرفیکٹ کپل۔ملائکہ نے مسکرا کر ان دونوں کو سراہا۔تو دونوں نے مسکرا کر شکریہ کہا۔

مرتسم اسے ان لوگوں کے پاس چھوڑتا۔باقی سب سے ملنے لگا۔زوبیہ لوگ اسے وہاں باقی سب سے ملانے لگیں۔سب ہی اشتیاق سے اس گلابی گڑیا سی لڑکی کو دیکھ رہے ہیں۔جو مرتسم کے پہلو میں کھڑی جچ رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد کیک کاٹا گیا۔کیک کاٹنے کے بعد بعد ارزم مائک لیے سٹیج پر ایا۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین اٹینشن پلیز۔جیسے کہ آپ سب لوگ جانتے ہین۔یہ ہماری اینی ورسری پارٹی کے ساتھ ہمارے پروجیکٹ کی افتتاح کا بھی جشن تھا۔

سو کیک تو کٹ ہو گیا۔اب آتے ہیں ہمارے اصل مقصد کی طرف۔ آج ہم دوستوں نے مل کر اپنی محنت سے اپنا ایک پروجیکٹ شروع کیا ہے۔اور انشاءاللہ بہت جلد ہم اسے کامیابی کی بلندیوں تک لے جائیں گے۔

سو اب باری ہے ہماری افتتاح کی۔اسنے تالی بجائی۔

تو اگلے پی پل ویٹر وہاں حاضر ہوا تھا۔ٹیبل پر سامان رکھتے وہ چلا گیا۔اسنے باقی تینوں کو بھی اشارہ کیا تو وہ بھی سٹیج پر آ گئے۔

ان چاروں نے ایک ایک کرتے فائل پر سائین کیے تھے۔اور مل کر ایک ڈور کھینچی جس سے پیچھے لال کپڑا اہٹا تو۔انکے پروجیکٹ کے مختلف سیشنز سکرین پر دکھائے جانے لگے۔

سب نے ہی انکی محنت کو سراہا تھا۔لوگ آگے بڑھ کر انہیں وش کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ سب لوگ۔ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔لوگ جھٹے تو عینا۔زوبیہ لوگوں سے ایکسیوز کرتی مرتسم کے پاس جانے لگی۔ لیکن بیچ میں ہی اسے لڑکیوں نے گھیر لیا۔

اسی وقت مرتسم کے پاس سویرا گئی۔

گو نگریچولیشنز

میر۔ تھینکیو۔ اسنے سر ہلایا۔ یہ میری طرف سے کل کے لیئے سوری سمجھ لیں آپکو میری وجہ سے دیر ہو گئی نا۔ وہ شرمندہ ہوتے بولی۔

اٹس۔ اوکے۔ وہ آگے بڑھتا لیکن اسنے اسکے آگے جوس کیا۔ میری طرف سے معذرت سمجھ لیں۔

اسے عجیب تو لگا لیکن پھر بھی اسکے ہاتھ سے لیتے سپ لینے لگا۔ سویرا نے فتح نظروں سے اس مغرور شہزادے کو دیکھا۔

جو وائٹ شرٹ پر بلیک بریزر پہنے لڑکیوں کے دل دھڑکا رہا تھا۔ لیکن سویرا نے نوٹس کیا اسکا دھیان کہیں اور تھا۔ اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اسنے مٹھیاں میچیں۔

وہ نثار کر دینے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کوئی بات نہیں بس کچھ دیر اور پھر سب اپنے آپ ہی ختم ہو جائے گا۔ وہ تنزیہ مسکرائی۔

مرتسم نے جوس ختم کرتے خالی گلاس اسکے سامنے لہرایا۔ اسے جوس کا ٹیسٹ عجیب لگا۔ لیکن فلحال اسے عینا کے پاس جانے کی جلدی تھی۔ اس لیے جلدی سے ختم کر دیا۔

لیکن ابھی آگے جاتا کہ اسکا فون بج اٹھا۔یہاں شور کی وجہ سے وہ ایک سائیڈ ہو گیا۔اور ارسل کی ساری تفصیل بتانے لگا۔

قریباپندرہ منٹ کے بعد وہ جیسے ہی پلٹا۔سامنے کھڑے ویٹر سے ٹکرا ایا۔

سوری سر۔ غلطی سے ہو گیا۔ایم سو سوری۔ سر۔وہ ویٹر ہڑبڑاہٹ میں بولتا اسکی شرٹ پر گرے جوس کو صاف کرنے لگا۔

اٹس اوکے۔کوئی بات نہیں۔وہ ایک سائیڈ تھا۔اس لیے کوئی اسکی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

سر آپ پلیز اسے واش کرلیں۔مرتسم نے ایک بار اپنی شرٹ کو دیکھا۔پھر سر ہلاتا اسکے پیچھے چل دیا۔اسکو روم دکھاتے۔اس ویٹر نے کسی کو اوکے کا اشارہ کیا۔اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

❤❤❤❤❤

مرتسم نے بلیزر اتارتے بیڈ پر پھینکا۔اور واشروم میں جاتے شرٹ واش کرنے لگا۔وہ باہر آیا تو لڑکھڑایا۔اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ہر چیز دھندلی ہو گئ۔اسنے اپنے بھاری ہوتے سر کو تھامالڑکھڑاتے بیڈ کا سہارالیا۔

یہ کیا ہو رہاہے مجھے۔اففف۔ اسی وقت اسے دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئ۔اسنے اپنی بھاری ہوتی آنکھوں سے دیکھا۔

نیلے رنگ کی میکسی میں وہ لڑکی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اسکے پاس تھی۔

ہاں وہ سویرا ہی تھی۔پلکیں جھپک جھپک کر مرتسم نے بمشکل آپکی بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ک۔کیوں آئی ہو۔کھڑے ہونے کی کوشش کرتے وہ بمشکل بولا۔لیکن لڑکھڑا گیا۔

سویرا آگے بڑھی اسے سہارا دیتے بیڈ پر بٹھانے لگی۔مرتسم نے اسکے ہاتھ جھٹکے۔

اسے کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔۔دور رہو۔۔وہ غرایا۔

تو وہ تمسخرانہ ہنسی۔اسکے کندھوں پر دباو دیتے اسے پیچھے دھکا دیا۔وہ آدھا بیڈ پر گرا۔

اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ اسکے ہاتھ جھٹک پاتا۔وہ اس پر جھکی۔

تمہیں یاد میں تمہیں تب سے چاہتی آئی ہوں جب سے پہلی بار ہم ملے تھے۔لیکن تم نے مجھے دھتکار دیا۔سویرا خان کو دھتکارا تمنے۔

لیکن تم ابھی مجھے جانتے نہیں ہو۔میں جو چیز چاہتی ہوں اسے حاصل کرنا اچھے سے جانتی ہوں۔اور آج رات کے بعد تم صرف میرے رہو گے صرف میرے۔

وہ اسکے لبوں پر جھکنے لگی۔لیکن مرتسم نے اپنی پوری جان لگا کر اسے دھکا دیا۔وہ بیڈ کے دوسری سائیڈ گری۔

وہ لڑکھڑاتا اٹھ گیا۔دروازے تک پہنچتے وہ ابھی کھولتا کہ سویرا نے اسے پیچھے سے جالیا۔

اسکے بال بکھر گئے تھے۔مرتسم کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔سویرا نے اسے سہارا دیتے پھر سے بیڈ پر گرایا۔اس بار وہ بے بس ہوا۔

سویرا پھر سے اس پر جھکی تو مرتسم نے اسے آدھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اسے اس میں کسی اور کا چہرہ نظر ایا۔اسکا دماغ بلینک ہوا۔

اسنے بمشکل ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو چھوا۔لیکن نہیں۔اسنے جلدی سے ہاتھ ہٹایا۔

یہ لمس نہیں اسکی عین نہیں تھی۔وہ نفی میں سر ہلایا۔

سویرا۔دور۔دور رہو۔وہ بمشکل بولا۔اور اسے پیچھے کرنے لگا۔اسی جھگڑے میں سویرا کی میکسی کا بازو پھٹ گیا۔

اور مرتسم کے عصاب جواب دینے لگے۔سویرا نے ہار نہیں مانی۔اسے بے بس ہوتا دیکھ وہ قہقہ لگا کر ہنسی۔اور آنکھوں میں شیطانیت لیے اس پر جھکی۔

آدھے گھنٹے سے اوپر ہونے کو تھا۔لیکن عینا کو مرتسم نظر نہیں آیا۔اسنے پریشانی سے ہر جگہ دیکھا۔جانے کیوں اسے گھبراہٹ ہورہی تھی۔

بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہورہا تھا۔ارزم لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔لیکن اب تو وہ لوگ بھی پریشان ہونے لگے تھے۔کسی نے اسے باہر جاتے نہیں دیکھا۔

فون وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔گھبراہٹ میں عینا کو بہت دیر بعد یاد آیا کہ اسکے اور مرتسم کے فون کی لوکیشن کونیکٹ ہے دونوں کے فون سے۔اسنے جلدی سے فون نکالا۔لوکیشن تو یہیں کی تھی لیکن کہاں۔

اوپر رومز میں دیکھتے ہیں۔شاید وہاں ہو۔وہ لوگ سارے رومز چیک کرنے لگے۔

بس ایک ہی کمرہ بچا تھا۔لیکن وہ لوک تھا۔سٹاف سے اسکی کیز منگواتے عینا نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔لیکن سامنے کا منظر دیکھتی وہ لڑکھڑائی تو زوبیہ نے اسے سنبھالا۔

وہ بے یقینی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔آنسو جو کب سے روکے ہوئے تھے۔پلکوں کی باڑ توڑتے بہنے لگے۔

باقی سب لوگ بھی حیرت و بے یقینی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

جبکہ عینا ساکت تھی۔

❤❤❤❤❤

ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا تھا۔اور اس اندھیرے میں پرسوز خاموشی عجیب سا خوف پیدا کررہی تھی۔

لیکن وہیں جہاں ہر جگہ خاموشی کا راج تھا۔وہیں اسلام آباد کے سنسان سے علاقے میں ایک بنگلہ نما گھر جو کہ باہر سے دیکھنے میں ہی اتنا بڑا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیر ہو جاتی۔

اس بنگلے کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔اور اسکی روشنی اس اندھیرے میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔دیکھنے میں کوئی شادی سا سماں تھا۔اس بنگلے کے باہر کافی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ایسا لگتا تھا جیسے کوئی محفل ہو۔وہیں بنگلے کے اندر جائیں۔

دیکھنے میں تو یہ بنگلا تھا۔لیکن ہم لوگوں کی زبان میں اسے کوٹھا کہا جاتا تھا۔جہاں کتنی ہی معصوم لڑکیوں کی عزتوں پر سودا کیا جاتا۔

انکی آہیں۔سسکیاں۔چیخیں وہیں اس محل میں دب جاتیں۔

اندر دیکھا جائے تو بڑی سی ہال نما جگہ جو سجائی ہوئی تھی۔زمین پر مخملی گدے بچھے تھے۔اور آرام دہ تکیے رکھے تھے۔انکے درمیان کی جگہ پھولوں سے سجائی گئی تھی۔

ان گدھوں سے آگے ایک جھولا رکھا گیا تھا۔جو پھولوں سے سجایا گیا تھا۔اور اس جھولے پر ایک عورت بیٹھی تھی آرائیش سے لدی ہوئی ڈارک میک اپ اور جیوری سے سجی ہوئی تھی۔انڈین ساڑھی جسکا گلا گہرا تھا جبکہ بازو سرے سے ہی غائب تھے۔

منہ میں پان رکھے چبا رہی تھی۔ جبکہ آسکے آس پاس کئ لڑکیاں تھیں۔ جن میں ایک اسکے پاوں دبا رہی تھی تو ایک بازو۔

آس پاس کافی لڑکیاں تھیں جو اسکے جیسے ہی میک آپ سے لدی ہوئ تھیں۔ یہاں دن کا سا سماں تھا۔ تبھی ایک لڑکی نے اسکے کان میں آکر کچھ کہا تو اسکے حسین چہرے پر انتہا کا غصہ تھا۔ پاوں میں بیٹھی لڑکی کو ٹھوکر رسید کرتی وہ اٹھی۔

جیسے ہی اندر داخل ہوئ۔ ایک لڑکی گھٹنوں میں منہ دیے دیوار سے چپکی بیٹھی تھی۔ اس عورت نے دوسری لڑکی کو اشارہ کیا۔ اسنے آگے بڑھ کر اس لڑکی کو اٹھایا۔

اے لڑکی اٹھ۔ وہ خوفزدہ ہو گئ۔ سامنے دیکھتے۔ جہاں وہ عورت ہاتھ میں ہنٹر لیے کھڑی تھی۔

اسکی سسکیاں بلند ہوئیں۔ مجھے جانے دو۔ خدا کے لیئے رحم کرو۔ وہ اسکے پاوں میں پڑھ گئ۔ اس عورت نے پاوں سے اسے دھکا دیا۔ بند کرو یہ رونا دھونا۔ اٹھ جیسے یہ لڑکیاں کہہ رہی ہیں کر۔

نہیں وہ نفی میں سر ہلا گئ۔

اسکے ساتھ ہی اس عورت کے ہاتھ میں پکڑا وہ ہنٹر اسکی پیٹھ پر لگا تھا۔ اور پھر اسکا ہاتھ رکا نہیں۔ جب تک وہ نڈھال نا ہو گئ۔

اس لڑکی کی چیخوں سے پورا محل گونج اٹھا۔ جبکہ باقی لڑکیاں اپنی تیاری میں مگن تھیں۔ یہ کونسا پہلی بار تھا جو کسی کو کوئی فرق پڑتا۔ اس لڑکی کو وہیں پھینک کر وہ واپس جھولے پر آ گئی۔

اسکی اتنی ہمت کہ بانو بائی کے حکم سے انکار کرے۔ کل تک عقل ٹھکانے لگا وا سکی۔ اسنے دوسری لڑکی کو حکم دیا۔

اور دیکھو ستارہ تیار ہوئی کہ نہیں۔ محفل شروع ہونے والی ہے۔ اندر آتے بڑے رئیس زادوں کو دیکھتے اسنے لڑکیوں کو کہا۔ اور خود ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

جبکہ کچھ لڑکیاں ان رئیس زادوں کے آگے شراب پیش کرتیں جلوے بکھیرنے لگیں۔

ریشما بائی آج ہم اپنے ساتھ خاص مہمان لائے ہیں۔ اس لیے دھیان رکھئے گا۔ مایوس نا ہو۔ ایک آدمی اسکے قریب آتا۔ معنی خیز سے بولا تو وہ مغرورانا مسکرا دی۔ فکر مت کرو۔ ریشماں بائی کے کوٹھے سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹھتا۔

وہ ریشماں تھی۔ وہاں کی بانو بائی۔ اس کوٹھے کی سردار۔ یہاں روز کئی لڑکیاں کبھی زبردستی کبھی دھوکے سے تو کبھی پیٹ کی بھوک سے مجبور لائی جاتیں تھیں۔

یہ امیر زادے جو دیکھنے میں تو بہت شریف تھے۔ لیکن یہاں انکی شرافت ہر رات ایک نئی لڑکی سے ساتھ رنگین ہوتی تھی۔ ریشماں یہاں سے جو لڑکیاں نئی ہوتی کچھ کو بھاری قیمت پر کنگ کو بیچتی تھی۔

ستارا۔ وہ لڑکی اسکے کوٹھے کی رونق تھی۔ وہ بے پناہ حسین تھی۔ کچھ سال پہلے ہی اسکا سوتیلا باپ اسکی ماں کے مرنے کے بعد اسے یہاں بیچ گیا۔ آہستہ آہستہ اسنے اپنی قسمت سے سمجھوتا کر لیا۔

بانو بائی کے لیئے وہ بہت خاص تھی۔ وہ کمال کی رقاصہ تھی۔ جب رقص کرتی تو اپسروں کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی۔ لوگ تو اسے دیکھتے ہی مدہوش ہو جاتے۔

لیکن اسنے بانو بائی کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ صرف۔ رقص کرے گی۔ اپنے جسم کا سودا نہیں۔ اسکے رقص سے ہی بانو بائی کو اچھی خاصی قیمت ملتی تھی اس لیے اسنے اسکی یہ بات مان لی۔ جبکہ باقی لڑکیوں سے وہ آئے روز جسم فروشی کا کام کرواتی تھی۔ چند ہی منٹ میں وہاں پاوں رکھنے کی بھی جگہ نہیں بچی تھی۔ ہر سو چہل پہل تھی۔

جب پائل کی بھاری چھن سے خاموشی چھا گئی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو
ابھی ای میل کریں۔
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

انارکلی فراک جو اسکے پاوں تک تھی۔سفید پاوں میں پہنی بھاری پائل اسکے ہلنے سے چھم سے بجتی۔ہاتھوں میں بھر بھر کے چوڑیاں پہنی تھی جبکہ چہرہ باریک ڈوپٹے کے گھوگھنٹ میں چھپا تھا۔اسکے آتے ہی ہر طرف خاموشی چھاگئ۔جبکہ چھن کی آواز سے اسکا اپنا رقص شروع کیا۔

"۔۔دنیا چھونا چاہے مجھ کو جسے انکی ساری کی ساری میں۔۔۔"اپنا بایاں ہاتھ گھماتے اسنے قدم آگے پیچھے کیے۔

"۔۔۔دنیا دیکھے روپ میرا۔۔۔" اپنا ہاتھ چہرے کے قریب لے جاتے اسنے ایک ادا سے گھومایا۔۔

"۔۔۔کوئی نا جانے بے چاری میں۔۔۔" ایک ہاتھ سے سب کی طرف اشارہ اسنے دوسرا اپنی طرف گھومایا۔

سرخ و سفید پاؤں پھولوں پر رقص کر رہے تھے۔پائل کی جھنکار نے ماحول میں عجیب سا سر پیدا کیا ہوا تھا۔ہر کوئی مدہوش سا اس اپسرا کو دیکھ رہا تھا۔

۔۔۔"ہائے ٹوٹی ساری کی ساری میں۔۔۔۔" اسنے سر پیچھے کرتے پاؤں گھومایا۔
اسکے ساتھ ہی اسکے ڈوپٹہ زمیں بوس ہوا۔۔۔

"تیرے عشق میں ہوئی آواری میں۔۔۔"وہ گھومی تو ہر کوئی سانس بھی روک گیا۔۔۔

"کوئی شام لگائے کوئی دام لگائے۔۔میں بھی اوپر سے ہستی پر اندر سے ہائے ئے ئے ئے۔۔۔ "

وہ گھومتے نیچے بیٹھی۔اسنے پاوں کو فرش پر ہلاتے سب کا چین لوٹ لیا۔۔ایک ہاتھ اوپر اور ہاتھ پیچھے گھماتے اسنے اپنا رقص ختم کیا۔۔

تیز ہوتی سانس کے ساتھ اسنے پلکیں جھپکیں۔۔
بڑی بڑی گرے آنکھیں اس پر گھنی لمبی پلکیں جو اس وقت نم تھیں۔ تیکھی ناک میں پہنی بڑی سی نتھ۔ غضب ڈھا رہی تھی۔اور اس پر بھرے بھرے عنابی لب جن گہرے سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا۔
لمبے کالے گھنگھرالے بال جو بکھرے ہوئے تھے۔وہ اپسراوں کو مات دیتی تھی۔
اس پر نوٹوں کی برسات ابھی تک جاری تھی۔اسنے نظریں اٹھائیں۔تو نظر سیدھی اس ساکت بیٹھے شہزادے سے ٹکرائی۔
اس وقت یہاں وہ واحد مرد تھا جسکی نظروں میں کوئی ہوس کوئی جزبہ نظر نہیں آیا۔اسکی آنکھیں ویران تھی۔ لیکن وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ ڈوپٹا اٹھاتے بھاگتی چلی گئ۔
ناجانے کتنی ہی ہوس بھری نگاہوں نے اسکا پیچھا کیا تھا۔۔
نگاہیں موڑلو کبیر شیخ وہ بقاو نہیں۔ریشماں نے کبیر کو معنی خیز سے دیکھتے کہا تھا۔لیکن اسکے ساتھ بیٹھے دابیسٹ پاشا کو نا کہہ سکی۔اسے یہاں کوئی نہیں جانتا تھا۔

پھر بھی اسکی شخصیت میں ایک روعب سا تھا۔اس لیے ریشماں بھی اسکے آگے چپ تھی۔بھاری رقم ریشماں کے قدموں میں پھینکتے وہ چپ چاپ اٹھا اور چل دیا۔۔

مجبوراً کبیر کو بھی اٹھنا پڑا۔وہی اسے آج یہاں لایا تھا۔وہ ناجانے کس موڈ میں تھا اس لیے چل دیا۔اسے اس لڑکی کے حسن میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔لیکن اسکی آنکھیں ان میں اتنی اذیت تھی کہ وہ پلک نا جھپک سکا۔

کبیر نے بتایا کے ہر ہفتے کی رات اسکا رقص ہوتا ہے لیکن وہ صرف رقص کرتی ہے۔جسم فروشی نہیں۔

اسنے بنا کچھ کہے سگریٹ سلگھائی۔اور گاڑی کے بونٹ پر بیٹھ گیا۔آنکھوں کے سامنے خوفزدہ بھوری آنکھیں لہرائیں۔

اسنے جھنجھلاہٹ سے آنکھیں کھولیں۔جس سے چھٹکارا پانے وہ یہاں آیا تھا۔وہ یہاں بھی جان نہیں چھوڑ رہی تھی۔۔۔

❤❤❤❤

وہ کمرے میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اتنے سال یہ کام کرتے ہوئے بھی اسے آج بھی اتنی ہی اذیت ہوئی تھی۔

لوگوں کی گندی نظریں اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوتی تو اسکا دل چاہتا اپنے اس حسن کو یا جسم کو ہی آگ لگا دے۔ اچانک روتے ہوئے وہ ساکت ہوئی جب وہ ویران آنکھیں یاد آئیں۔ ان آنکھوں میں حوس تو نا تھی نا ہی اسکے حسن سے متاثر تھا۔ کون تھا وہ۔۔ وہ سوچنے پر مجبور ہوئی۔

❤❤❤❤❤

شاہ اسکے لب۔ پھڑ پھڑائے۔ آنکھیں اس منظر پر یقین کرنے سے انکاری تھیں۔

سویرا مرتسم پر جھکی ہوئی تھی۔ مرتسم کی شرٹ کے بٹن کھلے تھے۔ جبکہ سویرا کے بازو پھٹے ہوئے لیکن اسکے الفاظ۔

ہاں وہ کہہ رہی تھی۔ مرتسم پلیز چھوڑو مجھے جانے دو۔ تم حوش میں نہیں ہو۔۔۔

سب لوگ آگے بڑھے۔۔ عینا نے بھاری ہوتا قدم آگے بڑھایا۔ مرتسم نے بند ہوتی آنکھوں سے اپنی زندگی کو قریب آتے دیکھا۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکلا اور وہ حوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔

سویرا آتے ہی زوبیہ سے لپٹ گئ۔ زوبی۔ مرتسم میرے ساتھ کہتے وہ ہچکیوں سے رو دی۔

ارزم نے اپنا کوٹ اتارتے اسے پہنایا۔ سب نے مرتسم کی جانب دیکھا۔ لیکن وہ تو حوش میں ہی نہیں تھا۔ سویرا کو حوصلہ دیتے زوبیہ نے اس سے ساری بات بتانے کا کہا۔۔۔

مرتسم کو پتا نہیں کیا ہوا ہے۔شاید اسنے شراب پی رکھی ہے۔اسنے مجھ سے کہا کہ میں تو کالج کے زمانے سے ہی اس سے پیار کرتی یوں تو میرے قریب آنے میں کیسی شرم میں انکار کیا تو وہ میرے ساتھ زبردستی کرنے لگا۔آج آپ لوگ نا آتے تو وہ میرے ساتھ۔ہچکیوں سے روتے اسنے بات ادھوری چھوڑ دی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

جبکہ باقی سب بے یقین تھے۔وہ لوگ مرتسم کو اچھے سے جانتے تھے۔وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔لیکن پھر سویرا کیوں جھوٹ بولے گی۔ایک لڑکی اپنی عزت پر کیوں داغ لگوائے گی۔
سویرا تم حوش میں ہو ہم سب مرتسم کو جانتے ہیں وہ ایسا کر سکتا ہے کیا۔ارزم سختی سے بولا تو وہ چیخنے لگی۔

تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔میری حالت آپ سب کو نظر نہیں ارہی۔وہ چپ کھڑی عینا کے طرف بڑھی۔

عینا پلیز تم تو میرا یقین کرو۔ میں لڑکی ہو کر کیوں جھوٹ بولوں گی۔عینا نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک نظر مرتسم کو پھر وہ سویرا کی طرف مڑی۔

تم یہاں کیسے آئی۔۔اس روم میں کیا کر رہی تھی۔اگر تمہارے ساتھ زبردستی ہو رہی تھی تو تم چیخی کیوں نہیں۔

روم کے باہر ہم کھڑے تھے تب بھی تمہاری آواز نہیں آرہی تھی۔اگر زبردستی ہو رہی تھی تو تمہارے جسم پر کوئی خراش کیوں نہیں ہے۔کمرے کی حالت کیوں ٹھیک ہے۔

تم نے اپنا بچاو کیوں نہیں کیا۔شاہ تو بقول تمہارے نشے میں ہیں تو تم کوئی چیز انہیں مار کر بھاگ سکتی تھی۔نشے میں انسان میں کتنی طاقت ہوتی ہے۔۔عینا کے سوالات نے سب کو سویرا کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔بولو نا سویرا چپ کیوں ہو۔

تو تم کہانا چاہتی ہو یہ سب مینے کیا ہے۔وہ چیخی۔

مینے ویسا کچھ نہیں کہا سویرا یہ تم نے کہا ہے۔۔

ایک منٹ ابھی سب کلیئر ہو جائے گا۔۔ ارزم بھائی مجھے یہاں کی سی_سی_ٹی_وی فوٹیج چاہیے اسکا لہجہ سرد تھا۔

ارزم نے کسی کو فون کیا۔ اگلے ہی پل مینیجر وہاں حاضر تھا۔ لیپ ٹوپ کو سکرین سے کونیکٹ کرتے اسنے اون کیا۔ پارٹی میں سویرا مر تسم کو جوس دیتی نظر آی۔

اسکے بعد اسکی تنزیہ ہسی۔ پھر مر تسم کی کال کے بعد ویٹر سے جوس گرنا۔ اسکے اند آنے کے بعد۔ ویٹر کا کسی کو اوکے کرنا اور پھر سویرا کا اندر آنا۔
سب کچھ واضح تھا۔ رہی بات شراب کی تو یہاں تو ایسا کچھ تھا ہی نہیں سویرا۔ اس میں صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ ابکی بار ارزم بولا تھا۔

نہیں نہیں میں سچ کہہ رہی ہو۔ مینے کچھ نہیں کیا۔ میرا یقین کریں یہ اسکی بیوی بھی اسکے ساتھ ملی ہے۔ میرا یقی۔۔ چٹاخ کی آواز سے اسکو چپ لگی۔۔

اسنے چہرہ سیدھا کیا ہی تھا کہ عینا نے اسکے دوسرے گال پر بھی رکھ کر تھپڑ دے مارا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ لڑکھڑا گئی۔

خبردار اگر تم نے میرے شاہ کے خلاف ایک لفظ بھی اور بولا تو۔۔میں چپ ہوں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم کچھ بھی بولو۔ تمہیں تو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے۔ تم جیسی لڑکیوں کی وجہ سے کوئی لڑکیوں پر یقین نہیں کرتا۔ ارے کم از کم اپنی عزت کی ہی پرواہ کر لیتی۔

عینا ڈھاڑی تو سب نے حیرت سے اس چھوٹی شیرنی کو دیکھا تھا۔ جو غصے کی شدت سے کانپ رہی تھی۔

عینا بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے سویرا۔۔کم از کم اپنے ماں باپ کی عزت کا ہی خیال کر لیتی۔ تم اتنا گر جاو گی ہم نے سوچا بھی نہیں تھا۔

تمہیں تو سزا ملنی ہی چاہیئے۔ ملائکہ اور زوبیہ بولیں تو۔ سویرا کو غصہ آ گیا۔

کونسی سزا ہاں کونسی سزا۔۔ہاں مینے ہی کیا ہے یہ سب۔ مرتسم کو پانے کے لئے۔ نا جانے ایسا کیا ہے۔ عینا میں کہ اسے اسکے سوا کچھ دکھتا ہی نہیں۔ میں کتنے سالوں سے اس سے پیار کرتی ہوں اسکی ایک نظر کے لیئے مرتی ہوں اور اس بار وہ جب آیا بھی تو اپنی بیوی کے ساتھ۔ اسنے نفرت سے عینا کو دیکھا۔ سب نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔

اسے پیار نہیں پاگل پن کہتے ہیں۔ مرتسم تمہارا پیار نہیں صرف ضد ہے۔۔ ملائکہ افسوس سے بولی۔ جبکہ وہ غصے سے تلملاتی وہاں سے چلی گئ۔

ارزم باقی مہمانوں کو سی اوف۔ کرنے چلا گیا۔ جبکہ باقی سب مرتسم کی طرف بڑھے۔

شاہ۔ شاہ آنکھیں کھولیں۔ شاہ دیکھیں میں ہوں آپکے پاس۔۔ آپکی عین۔ عینا اس پر جھکی ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔

عینا چلو ابھی یہاں سے چلنا ہو گا مرتسم کو ہم ڈاکٹر کو ہی دکھائیں گے۔ نا جانے اسنے کیا پلایا ہے وہ سر ہلا گئ۔

اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ وہ خود بھی ایک ڈاکٹر ہے۔ ارزم لوگ مرتسم کو سہارا دیتے لے جانے لگے۔

کاٹیج پہنچ کر ڈاکٹر کو بھی فون کیا جا چکا تھا۔ سب لوگ خاموش کھڑے تھے۔ ڈاکٹر چیک اپ کر رہا تھا۔ جبکہ عینا کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

وہ چاہیے جتنی بھی بہادر کو۔ لیکن وہ ڈر گئی تھی۔ یہاں تو اسکے پاس کوئی اپنا بھی نہیں تھا۔۔ زوبیہ لوگ اسے حوصلہ دے رہے تھے لیکن پھر بھی اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر باہر آیا تو سب نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

انہیں کوئی بہت ہی سٹرونگ قسم کی ڈرگ دی گئی ہے۔ جس سے انسان کے حواس کام کرنا چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ تو دو قطرے بھی انسان کے لیئے خطرناک ہوتے ہیں۔ انہیں تو پھر ایک ڈوز دی گئی ہے۔۔ مینے اینٹی ڈوز دے دی ہے۔۔

انکے نروس کافی سٹرانگ ہیں اس لیے یہ ابھی تک صرف بے حوش ہیں کوئی اور ہوتا تو شاید اسکا دماغ اب طرح پوری طرح مفلوج ہو جاتا۔ ابھی تو یہ بے حوش ہیں ایک دو گھنٹے تک ہوش آجائے گا۔ لیکن جتنا ہوسکے انہیں نیند لینی چاہیئے تبھی یہ پوری طرح سے صحت مند ہونگے۔

باقی سب کافی دیر تک اسکے پاس بیٹھے رہے۔ تو عینا نے ہی انہیں آرام کرنے کا کہا۔۔

خیال رکھنا گڑیا۔ اور پریشان مت ہو وہ ٹھیک ہے ابھی۔ ارزم اسکے سر پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔

وہ سر ہلا گئ۔۔انکے جاتے وہ واپس آئ تو اسے دیکھا۔جو اس سے بلکل بے گانہ پڑا تھا۔عینا آہستہ سے ساتھ رکھی چیئر پر اسکے بیڈ کے پاس بیٹھ گئ۔

اسکا ہاتھ تھامتی۔وہ چپ سی اسے دیکھنے لگی۔دیکھتے ہی دیکھتے اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔آہستہ آہستہ ہچکیاں بلند ہونے لگی تو وہ بلند آواز رونے لگی۔اسکے سینے پر سر رکھے جو آنسو کب سے روکے ہوئے تھے اندر کا غبار نکالنے لگی۔

سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹنے والا ہو گیا تھا کہ اگر آج وہ لوگ وقت پر نا آتے۔اور اگر یہ ڈرگ اسے افیکٹ کر جاتی۔آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔اسکی آواز ماند پڑ گئ۔لیکن آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔عینا کو خود بھی پتا نہیں چلا کہ روتے روتے وہ کب نیند کی وادیوں میں چلی گئ۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن اس قدر بھاری ہو رہیں تھیں اسنے آہستہ آہستہ سے پلک جھپک جھپک کر آنکھیں کھولیں۔

منظر دھندلا تھا۔ایک دو بار آنکھیں جھپکنے سے واضح ہوتا گیا۔وہ سمجھ نہیں پایا وہ کہاں ہی۔

اسنے اپنا بازو ہلایا۔ہلکا سا سر جھکاتے اپنے سینے پر پڑے اس نازک وجود کو دیکھا۔۔

وہ اسی وائٹ فراک میں اسکے قریب چیئر پر بیٹھی سر اسکے سینے پر رکھے سو رہی تھی۔ مرتسم نے اپنا بازو اسکے گرد باندھے اسکا بال سہلائے۔

پارٹی کا ایک ایک منظر اسکی آنکھوں میں گھومنے لگا۔ آخری بار اسنے عینا کا بے یقین چہرہ دیکھا تھا۔ اسکے بعد کیا ہوا۔ اسے کچھ یاد نہیں اسنے بے چینی سے عینا کی طرف دیکھا۔

جو اپنے بالوں چلتی اسکی انگلیوں سے اب کسمسا رہی تھی۔ نیند سے بھری آنکھیں کھولتے۔ وہ اٹھی۔

مرتسم کی کھلی آنکھیں دیکھتے اسنے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

ش۔ شاہ آپ ٹھیک ہیں۔ بے چینی سے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی پوچھنے لگی۔

وہ اٹھی تو مرتسم نے اٹھ کر بیڈ کراون سے ٹیک لگالی۔

عین میں ٹھیک ہو۔ ریلیکس۔ اسکا ہاتھ دباتے وہ بولا۔

وہ بنا کچھ کہے اسکے سینے سے لگ گئ۔

شاہ میں بہت ڈر گئ تھی۔ م۔ مجھے لگا میں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

عین میں ٹھیک ہوں۔ پلیز آپ ایسے رو کر مجھے تکلیف دے رہی ہیں۔ اور میری عین تو بہت بہادر ہے۔ اتنی چھوٹی باتوں پر۔ تھوڑی روتی ہے۔۔

میں بریو نہیں ہوں شاہ۔ مرتسم مسکرایا۔

ادھر دیکھیں۔ اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتے اسنے آنسو صاف کیے۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ ٹھیک ہیں سب ٹھیک ہے نا۔ پھر کیوں رو رہی ہیں یار۔۔بس چپ اب اور نہیں رونا۔ پہلے ہی دیکھیں اپنی آنکھوں کا کیا حشر کر لیا ہے۔ وہ مسکرا دی۔۔

عین۔ کیا ہوا تھا وہاں اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔۔ گہری سانس لیتے وہ اسے سب بتاتی چلی گئ۔۔

مرتسم نے غصے سے مٹھیاں میچیں۔ آنکھوں میں تباہی کی ایک لہر تھی۔ لیکن عینا کا احساس کرتے۔ وہ اپنا غصہ دبا گیا۔۔

ہم تو مطلب اب مجھے بھی آپ سے ڈر کے رہنا چاہیئے۔ اسکے تھپڑ والی بات سن کے وہ بولا۔ تو وہ کھکھلا دی۔

ہاں جی بلکل۔ سنبھل کے رہیئے گا اب۔ اسنے مصنوعی گھورا تو وہ مطمئین سا مسکرا دیا۔

سر میں درد ہے۔ اسے بے چینی سے ماتھا مسلتے دیکھ پوچھا۔۔

آپ شاور لے لیں بہتر فیل کریں گے میں تب تک کافی بنا کہ لاتی ہوں۔ مرتسم کے سر ہلانے پر وہ کافی بنانے چلی گئ۔

جبکہ مرتسم نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون اٹھاتے کسی کو فون کیا تھا۔۔ تمہیں کسی کی ڈیٹیلز بھیج رہا ہوں۔ شام تک یہ میرے پاس ہو۔

ہوں ٹھیک ہے۔ مقابل کی بات سنتے اسنے فون رکھا۔۔اب تم مجھ سے بچ کر دکھاو۔ تمہاری وجہ سے میری عین کی آنکھوں میں آئے ایک ایک آنسو کا حساب دو گی۔۔وہ شدت سے بولا تھا۔۔ آنکھوں میں سوچ کی پرچھائی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

شاہ یہ لیجیئے آپکی کافی اور یہ۔ کیا ہوا کس سوچ میں گم ہیں۔اسے آئینے کے سامنے کھڑے دیکھ پوچھا۔

ٹاول گلے میں ڈالا ہوا تھا۔بال گیلے تھے۔

ادھر آئیں۔ مرتسم نے اسے پکڑ کر اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا۔

کیا ہوا شاہ۔۔

عین کیا آپکو ایک پل کے لیئے بھی مجھ پر شک نہیں ہوا۔ایک پل کے لیئے بھی ایسا کیوں نہیں لگا کہ سویرا سچ بول رہی ہے۔۔

وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی پھر مسکرائی۔

شاہ میں پورے دوماہ آپکے پاس بغیر کسی رشتے کے تھی۔ لیکن آپنے ایک پل کے لیئے بھی مجھے نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا۔تب تو دور کی بات آپکے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی کبھی آپ نے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔ اگر آپ ایسے ہوتے تو کیا ان دو سالوں میں میں آپ کو جان نا پاتی۔۔

شاہ جو عورت ہوتی ہے نا۔ وہ اپنے طرف اٹھنے والی نگاہ اور ہاتھ اچھے سے پہچانتی ہے۔اور مرد کو تو وہ دو گھنٹوں میں ہی جان جاتی ہے کہ کیسا ہے۔۔

مینے تو آپکے ساتھ دو سال گزار لیے ہیں۔ویسے بھی محافظ کبھی لٹیرے نہیں کہلاتے ماضی کا حوالہ دیتے اسکے چہرے پر اذیت تھی۔

لیکن خیر۔ گہری سانس لیتی وہ مسکائی۔

کیا اب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ اسے مستقل خود کو دیکھتے وہ کنفیوز ہو گئ۔

وہ جان وار دینے والی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دیکھ رہا ہوں۔ میری عین اتنی گہری باتیں کب سے کرنے لگیں۔۔ مرتسم نے جھکتے اسکے ماتھے لب رکھے تھے۔ عقیدت سے محبت سے۔

وہ مسکرائی۔۔بس آپکی سنگت کا اثر ہے۔وہ لب دبا کر بولی تو مرتسم نے اسے گھورا۔پھر دونوں ہی ہس دیے۔

ماضی۔۔۔:

وہ کوئی سات سال کا بچہ تھا اسکی گود میں قریبا چار سال کی بچی تھی ۔انکے چہرے صاف نہیں تھے۔دھندھلے سے تھے۔ انکے اردگرد آگ تھی۔پھر اچانک وہاں خون ہی خون ہو گیا۔چیخ و پکار شروع ہوئی۔۔وہ بچی لڑکے کے بازوں سے پھسلی اسنے اپنی توتلی آواز۔میں اس لڑکے کو پکارا۔

وہ بچی گری اور اور ایک چیخ کے ساتھ اسکا نام لیتی وہ اٹھ بیٹھی۔اسکا پورا وجود پسینے سے تر تھا۔۔جلدی سے لائٹ اون کرتے وہ۔گہری سانسیں لینے لگی۔

تبھی اسکے کمرے کا دروازہ کھلا اور اسکے ماں باپ بھاگتے آئے۔مہر میری بچی۔وہ اپنی ماں کے سینے سے لگے رونے لگی۔بس بس کچھ نہیں ہوا۔خواب تھا۔
پتہ نہیں کب یہ خواب میری بچی کا پیچھا چھوڑیں گے۔وہ اپنی شوہر کو دیکھتی بے بسی سے بولیں۔

تب تک اسکے کمرے میں اسکی بڑی ماں اور بابا کے ساتھ اسکی آپی بھی آچکی تھیں۔۔

پھر سے ڈر گئ۔رمل نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔ماما وہ بچہ اور بچی کون ہیں کیوں بار بار میرے خواب میں آتے ہیں۔

اور پھر خون۔۔اور وہ لڑکا اس سے پہلے کہ وہ اسکا نام لیتی ماما جلدی سے بولیں۔میری جان یہ بس خواب ہے۔کونسا حقیقت ہوتے ہیں۔

بس ہمیں ڈرانے کے لئے شیطانی خواب ہوتے ہیں۔رمل اسے پیار سے سمجھانے لگی۔ چلو شاباش اب رونا بند کرو۔

لو پانی پیو۔۔سوری ماما سوری بابا۔بڑی ماما مینے آپ سب کو پریشان کر دیا نا۔بھوری آنکھوں میں معصومیت لیے انہیں کہا تو وہ مسکرا دیے۔

ارے بھلا ہماری مہر ہمیں پریشان نا کرے تو ہمارا دن کیسے گزرے گا۔بڑی ماما بولیں تو اسنے خفگی سے انہیں دیکھا۔

آپ سب لوگ جائیں آرام کریں میں مہر کے ساتھ سو جاتی ہوں۔رمل نے سب سے کہا تو سب اسے پیار کرتے چلے گئے۔

کیا سوچ رہی ہو گڑیا۔

آو سو جاو۔آپی وہ ایک بار دیکھنے بھی نہیں آئے۔وہ آنکھوں میں نمی لیے بولی۔

گڑیا۔تمہیں پتا تو ہے وہ بی۔پی کی دوا لے کر سوتے ہیں اس لیے انہیں نہیں پتہ چلا ہو گا۔رمل نے نظریں چراتے کہا۔

چلو اب سو جاو۔وہ کچھ اور پوچھتی رمل جلدی سے بولی۔ہر بار کی طرح وہ ایک بازو اور ٹانگ رمل پر رکھ کر لیٹ گئی۔رمل نے بے بسی سے اسے دیکھا تو اسے آنکھ مارتی ہس دی۔

دن کا اجالا ہو چکا تھا۔ہر طرف چڑیوں کی چہچہاہٹ تھی۔ہر گھر میں اس وقت افرا تفری مچی تھی کسی کو سکول جانا تھا۔کسی کو کالج۔کسی کو نوکری پر۔شہر کی سڑکیں رواں دواں دیں۔ہر طرف گھما گھمی تھی۔ایسے میں یہ بنگلا جو دیکھنے میں محل سا لگتا اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ کھڑا تھا۔باہر سے یہ دیکھنے میں جتنا خوبصورت تھا اندر سے اس سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔

اندر دیکھا جائے تو گھر کی عورتیں اس وقت کھانا لگانے میں مگن تھیں۔ بڑے پاپا اپنے اخبار میں مشغول تھے جبکہ بابا جان اپنے کمرے میں اس وقت ایک فائل کی ورق گردانی میں مصروف تھے۔ رمل ماما اور بڑی ماما کے ساتھ ہیلپ کروا رہی تھی۔ ایسے میں ایک وہی تھی جو دن چڑھے تک سو رہی تھی۔

ماما نے گھڑی کو دیکھا اور پھر اوپر اسکے کمرے کی طرف اور نفی میں سر ہلایا۔ میں دیکھتی ہوں۔ رمل انہیں تسلی دیتی اوپر گئ۔۔

گڑیا اٹھ جاو۔ تمہیں کالج نہیں جانا۔ رمل اسکا کمرہ سمیٹتی بول رہی تھئ۔ گڑیا۔ اںکی بار اسے ہلایا۔۔ آپی سونے دیں نا میں نماز پڑھ کے سوئ تھی۔ وہ نیند میں بڑبڑائی۔ مہر گڑیا آٹھ رہی ہو کہ پانی لاوں۔ بعد میں پھر تم نے جلدی جلدی کی رٹ لگانی ہے کہ کالج سے لیٹ ہو گئ۔ دیکھو۔ سات بج رہے ہیں۔ وہ لب دبائے بولی جانتی تھی اسکئ بعد کیا ہو گا۔ ٹائم کا سنتے وہ اچھلی تھی

۔ آپی سات بج گئے۔ آپ نے اٹھایا کیوں نہیں۔ افف کالج سے لیٹ ہو گئ۔ وہ جلدی جلدی بولتی واشروم کی طرف بھاگی۔ لیکن وہ رکی۔ آج تو میری چھٹی تھی۔ وہ رمل کی طرف گھومی پھر گھڑی کی

طرف دیکھا جو چھ بجارہی تھی وہ کچھ بھی کہے بغیر خفگی سے دیکھتی فریش ہونے چلی گئ۔فریش ہو کر آئ تو رمل غائب تھی

۔وہ نیچے آئ تب بھی منہ پھلایا ہوا تھا۔رمل اسے دیکھ کر ہسی اسکے گال ایسے پھولے ہوئے تھے کہ اسکی ہسی چھوٹ گئ۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

گڈ مارننگ بڑی ماما۔اسنے پیچھے سے عالیہ بیگم کو ہگ کیا۔مہر کتنی بار بولا ہے سلام بولتے ہیں۔ماما اسے گھورتی بولیں۔

ایک تو ہر کسی کو مجھ سے پرابلم ہے ایک آپ ہی ہیں بڑی ماما جو مجھ سے پیار کرتی ہیں۔کبھی کبھار تو مجھے لگتا ہے جیسے میں آپکی بیٹی ہی نہیں کہیں سے اٹھا کر لائیں تھیں مجھے۔وہ خفگی سے بول رہی تھی

جبکہ اسکی بات سنتے وہاں سب کا رنگ فق ہوا تھا۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔مہر عائشہ (ماما) سختی سے بولیں۔کچھ بھی الٹا سیدھا بولتی رہتی ہو۔سب نے سر چڑھا رکھا ہے تمہیں۔

ماما میں تو بس مزاق کر رہی تھی۔اسے عائشہ سے اتنے سخت ریئکشن کی امید نہیں تھی۔

عائشہ بچی ہے ایسے ہی بول دیا۔جانے دو۔

سوری ناماما۔وہ ان سے چپکی۔آئندہ کے بعد ایسے بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

وہ تو ہے۔وہ شرارت سے بولتی ہسی۔

میں آپ سے ناراض ہوں۔آپی آپ ہمیشہ میری چھٹی خراب کر دیتیں۔رمل کی طرف دیکھتی بولی۔

گڑیا تمہیں آغا جان کا پتہ ہے نا۔تمہیں ناشتے پر نا دیکھتے کتنا غصہ ہوتے۔

تو ویسے کونسا وہ مجھ سے راضی رہتے ہیں۔ ہر وقت تو ہٹلر کے جانشین بن کر گھومتے رہتے۔

مہر دادا ہیں وہ تمہارے تمیز کرو۔ ماما نے اسے ڈانٹا۔۔

مہر۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ذولفقار علی شاہ کی ڈھاڑ پر اسنے تھوک نگل کر اوپر دیکھا۔ جہاں وہ پہلی سیڑھی پر چہرے پر سختی اور غصہ لیے کھڑے تھے۔

اسے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی اسکے کارنامے کی خبر انہیں ہو جائے گی۔ باقی سب دم سادھے کھڑے تھے کہ اب اسنے کونسی شرارت کر دی۔ کیونکہ وہ آئے روز کوئی نا کوئی شرارت کرتی رہتی تھی۔ انکے غصے سے لگتا تھا آج وہ اسے نہیں بخشنے والے۔

مہر تیرا تو اللہ ہی حافظ اسنے تھوک نگلتے انہیں دیکھا جو اب اسکی طرف آرہے تھے۔

💞💞💞

یہ ذولفقار علی شاہ کا گھرانہ تھا۔۔ ذولفقار شاہ اپنے آبائی گاؤں جن کے وہ سردار تھے وہاں رہتے تھے۔ بڑھتی عمر کے اور کچھ ذاتی وجوہات کے ساتھ انہوں نے یہ سرداری اپنے دور کے بھائی کے بیٹے کو دے دی اور خود اپنے دونوں بیٹوں اور بہووں کو لے کر ملتان جو کہ ولیوں کا شہر بھی مانا جاتا ہے وہاں رہائش پذیر ہو گئے۔

انکے بیٹوں کا کاروبار تو پہلے ہی شہر میں تھا۔ اور آج ذوالفقار علی شاہ کا ایک جانا مانا نام تھا۔ انکے بیٹے حسن شاہ اور حسان شاہ جانے مانے بزنس ٹائیکون تھے۔

انکا گھرانہ شہر کے معزز گھرانوں میں سے ایک تھا۔ ذوالفقار شاہ بہت رحم دل انسان تھے لیکن بیس سال پہلے جو ہوا اسکے بعد وہ انتہا کے سخت دل ہو گئے تھے۔

انکے دو ہی بیٹے تھے انکی شادی کے بعد کافی سال انکے دونوں بیٹوں میں سے کسی کے ہاں بھی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن شادی کے سالوں بعد انہیں بڑے بیٹے کو بیٹی ہوئی جسکا نام رمل تھا۔

اور اس سے پانچ سال چھوٹی مہرماہ شاہ جو انکے چھوٹے بیٹے کی بیٹی تھی۔ انکا رویہ سب کے ساتھ اچھا تھا۔ لیکن ویسا نہیں جیسا بیس سال پہلے ہوتا تھا۔ لیکن اپنے گھر والوں کے ساتھ پھر بھی وہ جتنا ہو سکے نرم رویہ ہی رکھتے تھے لیکن مہر کہنے کو تو وہ سارے گھر کی لاڈلی تھی۔

لیکن ذوالفقار شاہ کو مہرماہ شاہ سے ناجانے کیسی نفرت تھی وہ چاہ کر بھی کبھی اسکے ساتھ پیار سے بات نا کر سکے۔ انہیں بیٹی سے کوئی مسلہ نہیں تھا۔ وہ رب کی رضا میں راضی تھے رمل کو بہت پیار کرتے تھے لیکن مہر سے وہ چاہ کر بھی پیار نہیں کر سکتے تھے

اسکا چہرہ انہیں کسی کی یاد دلاتا تھا جس سے وہ سخت نفرت کرتے تھے۔

مہر بہت شرارتی تھی۔ دکھنے میں وہ بلا کی معصوم تھی لیکن ہر وقت لوگوں کی ناک میں دم کیے رکھتی۔ وہ چاہے کالج ہو گھر ہو دوستوں میں ہو یا پڑوسیوں میں سب ہی اس سے تنگ تھے۔

آئے روز وہ کوئی نا کوئی شرارت کرتی روز اسکا کوئی نا کوئی کارنامہ آغاخان کو جب پتہ چلتا تو اسے سخت سزا دیتے لیکن وہ بھی انتہا کی ڈھیٹ تھی۔

سوری کر کے۔اگلے دن پھر سے کچھ کر دیتی۔اور آج بھی اسنے کوئی کارنامہ کیا تھا جسکی خبر ذولفقار شاہ کو ہو گئ تھی۔

اس لیے اب وہ سر جھکائے انکے سامنے کھڑی تھی باقی سب خاموشی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔بابا اور بڑے پاپا بھی آ چکے تھے۔کیا ہے یہ سب وہ پیپر اسکے آگے کرتے بولے۔پیپر ہیں آغا جان۔وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔وہ ہمیں بھی دکھ رہا تھا۔

اسپر کیا بنایا ہے۔آئے دن آپ کچھ نا کچھ کرتی رہتی ہیں آج تو حد کر دی۔یہی سکھایا ہے ہم نے آپکو کہ اپنے استاد کے ساتھ یہ سب کرو انکا مذاق بناو۔ہاں اب جواب دو چپ کیوں ہو۔

آغا جان ہم نے بس مذاق کیا تھا۔وہ منمنائی۔

ٹیچرز کے ساتھ بھی کوئی مذاق ہوتا ہے اور وہ بھی اتنا گھٹیا مزاق۔

بابا جان کیا کیا ہے اسنے حسن صاحب سے اپنی لاڈلی کا اداس چہرہ دیکھا نا گیا تو پوچھ بیٹھے۔

پوچھو اپنی لاڈلی سے کیا کیا ہے۔یہی تربیت کی ہی تم نے اسکی کہ لوگ مجھے فون کر کے کہہ رہے ہیں تمہیں اندازہ ہے کتنی شرمندگی ہوئی ہے ہمیں اپنے دوست کے سامنے۔

انہوں نے کالج میں آئے نئے ٹیچر سے نا صرف اپنا سارا کام کروایا ہے بلکہ انکی ایسی تصاویر بنا کر بورڈز پر لگائی ہیں۔اور تو اور انسے اپنے کھانے کا بل بھی بھروایا ہے۔

انہوں نے وہ پیپر سامنے کیا۔ جسمیں عجیب عیب سے کارٹون بنے ہوئے تھے۔ حسن صاحب کو وہ دیکھتے ہسی تو بہت آئی لیکن آغا جان کے سامنے ضبط کر گئے۔وہ تو ہمارے دوست کا پوتا تھا جو اسے پہچان گیا تھا تو اسنے ہمیں اسکے کارنامے بتا دیے۔یہی سب کرنے جاتی ہیں آپ کالج۔۔

لیکن آغا جان ہمیں لگا وہ سٹوڈنٹ ہے اس لیے ہم تو بس انکی ریگینگ کر رہے تھے۔وہ شرمندہ ہوتے بولی۔انہیں واقعی بعد میں پتہ چلا تھا کہ وہ ٹیچر ہیں۔

ہم کالج آپکو پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں۔یہ سب کرنے کے لیئے نہیں۔اگر شرارتیں ہی کرنی ہیں تو گھر بیٹھو۔ہمارا نام بدنام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بابا جان آپ کی طبعیت خراب ہو جائے گی میں بات کروں گا مہر سے ۔ حسن صاحب جلدی سے بولے۔ بابا جان حسن ٹھیک کہہ رہا ہے آپ جائیں آرام کریں بچی ہے میں سمجھا دوں گا۔اس عمر میں بچے ایسی شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ پلیز چلیئے۔وہ دونوں انھیں کسی طرح وہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

مہر کو توقع نہیں تھی کہ بات اتنی بڑھ جائے گی۔ انہوں نے تو بس نئے سٹوڈنٹس کی ریننگ کی تھی۔ وہ نیو ٹیچر ینگ تھے اس لیے انہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ لیکن بعد میں اسکے دوست اور وہ ان سے سوری کر آئے تھے۔

اسے اس ٹیچر پر انتہا کا غصہ آیا۔ جب وہ سوری کر چکے تھے تو کیا ضرورت تھی اتنی چھوٹی سی بات کو اتنا بڑا بنانے کی۔ وہ شرارتیں کرتی تھی لیکن اتنی کہ کوئی ہرٹ نا ہو۔ وہ آنکھوں میں آئی نمی واپس دھکیلتی کسی کو بھی دیکھے بغیر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

عالیہ بیگم نے عائشہ کو سنبھالا۔ عائشہ پریشان مت ہو ہماری مہر سمجھدار ہے وہ اتنی چھوٹی باتوں کو دل پہ نہیں لیتی۔ رمل انکے لیئے پانی لینے چلی گئی۔

بھابھی آپ نے دیکھا نا بابا جان کیسے اسے ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں۔ مانا کہ وہ شرارتی ہے لیکن وہ کسی کو نقصان تو نہیں پہنچاتی نا۔

بابا جان کسی اور کی نفرت میں اسے کیوں ہمیشہ تکلیف دیتے ہیں جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں مہر کا کیا قصور تھا بھابھی۔ وہ معصوم تو کچھ جانتی بھی نہیں۔

بابا جان کیوں اپنی نفرت کی زد میں میری بچی کی معصومیت ختم کر رہے ہیں۔ میں بتا رہی ہوں بھابھی اگر ایسا ہی چلتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب مہر بھی اسکی طرح ہم سب سے دور ہو جائے گی۔

عالیہ بیگم نے دہل کر انہیں دیکھا۔عائشہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تمہیں پتہ ہے نا اسکا نام لینا اس گھر میں منع ہے۔اور ہماری مہر کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔سب جان چھڑکتے ہیں اس پر۔اسکے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونی دیں گے۔عالیہ نے کہا تو عائشہ نے طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

وہ بھی لاڈلی تھی ہم سب کی۔

بیس سال ہو گئے۔آغا جان اب تک اپنا دل اسکی طرف سے نرم نہیں کر سکے۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکا وجود بھی اب تو خاک ہو چکا ہے۔

ماما چھوٹی ماما آپ دونوں پلیز یہ باتیں چھوڑیئے مہر کو دیکھتے ہیں ہم۔۔

مہر کو میں دیکھتا ہوں آپ لوگ ناشتہ لگائیے۔حسن صاحب پیچھے سے آتے بولے۔

وہ اسکے کمرے میں آئے تو وہ کمرے کے ساتھ بھی چھوٹی سی آرٹ گیلری میں تھی اسے پینٹنگ اور سکیچینگ کا بہت شوق تھا اس لیے حسن صاحب نے اسکے روم میں یہ سب رکھوا دیا تھا۔وہ اندر آئے تو وہ مہارت سے کینوس پر لکیریں کھینچ رہی تھی۔وہ مسکرائے وہ غصے میں خوشی میں غم میں یہی کرتی تھی۔

ماضی کی ایک یاد نے انکے دل پر بوجھ بڑھا دیا کہ وہ بھی ایسے ہی کرتی تھی۔مہر ہو بہو انکی کاپی تھی نا صرف شکل سے بلکہ ہر عادت ہر کام میں بھی۔آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے وہ اسکی طرف بڑھے۔

بابا کی گڑیا اداس ہے۔وہ بولے تو اسکا ہاتھ رکا پیچھے مڑ کر انہیں دیکھتی وہ اداس سی مسکرائی۔

نہیں تو۔

تو پھر اوپر کیوں آگئیں نیچے سب ناشتے پہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔مہر نے انکی طرف دیکھا۔بابا ہمیں بھوک نہیں تھی۔

وہ پھر سے اپنے کام میں مگن ہو گئی۔بیٹا تھوڑا سا ناشتہ ہی کر لو ایسے صبح صبح خالی پیٹ کام نہیں کرتے۔

بابا ہمیں ذرا بھی بھوک نہیں۔ہوتی تو ہم کھا لیتے سچی۔وہ انکی طرف مڑ کر بولی۔آپ ناشتہ کر لیں جب ہمیں بھول لگے گی ہم کر لیں گے۔پرامس۔وہ معصومیت سے بولی۔

انہوں نے گہرا سانس لیا۔وہ جانتے تھے اب کچھ بھی ہو جائے انکی لاڈلی اپنی مرضی سے ہی کھانا کھائے گی۔وہ کیسے بھول گئے یہ عادت بھی تو اسکے جیسی ہی تھی کچھ بھی ہو سب سے پہلے کھانا چھوڑنا۔ٹھیک ہے بیٹے لیکن کچھ کھا لینا ورنہ بابا پریشان رہیں گے۔

جی بابا۔وہ سر ہلا گئی۔

بابا حسن صاحب کو پیچھے سے پکارتی وہ مڑی۔

ہمیں انو کی طرف چھوڑ دیں گے۔آج ہم لوگ گروپ سٹڈی کریں گے۔

ٹھیک ہے بیٹے آپ ریڈی ہو جاؤ میں ناشتے کے بعد آپکو ڈراپ کر دوں گا۔اوکے۔

وہ برش رکھتی تیار ہونے چلی گئ۔ قریبا آدھے گھنٹے بعد وہ نیچے آئ جانتی تھی کہ آغا جان ناشتہ کر کے اپنے کمرے میں جا چکے ہونگے۔ اسے نیچے آتے دیکھا ماما اسکی طرف بڑھی۔ مہر بیٹا کہاں جا رہے ہو۔

ہم جا رہے ہیں ماما ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ کر۔ وہ سنجیدگی سے بولی

تو عائشہ بیگم نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

مہر میرا بچہ ایسے نہیں کہتے آغا جان نے دل سے تھوڑی آپکو ڈانٹا ہے وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں بڑے ہیں انکی باتوں کا برا نہیں مناتے۔

نہیں ماما اب بس بہت ہو گیا۔ میں اور برداشت نہیں کروں گی میں جا رہی ہوں انو کے گھر گروپ سٹڈی کے لیئے۔ وہ لب دبا کر بولی۔

مہر میرا بچہ۔ لیکن۔ وہ رکیں گروپ سٹڈی۔ عائشہ بیگم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ اسکی شرارت کو سمجھتے گہرا سانس لیا۔

جبکہ مہراب کھل کر ہس دی۔ او میری بھولی سی ماما۔ میں آپکو چھوڑ کر کہاں جاوں گی ویسے بھی مہر ماہ شاہ اتنی چھوٹی باتوں کا اثر نہیں لیتی۔ وہ انکے گلے میں بانہیں ڈالتی بولی۔ تو انہوں نے مسکرا کر اسکے سر پر پیار کیا۔

آپ نا میرے لیے پریشان مت ہوا کریں۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا۔

کیونکہ میں مہر ہوں۔۔رب دی مہر۔۔جو اسنے آپ سب پہ کی ہے۔اس لیے مجھ سے اتنی جلدی جان نہیں چھوٹنے والی۔

وہ جانتی تھی اسکی ماما پریشان ہو گی۔اس لیے ہمیشہ ہی انہیں یہ کہ کر ہسا دیتی تھی۔اور اب بھی وہ ہس دی۔انہیں دیکھتی بڑی ماما اور رمل بھی ہس دی۔

نوٹنکی۔رمل نے اسکے کان کھینچے۔آئ آپی چھوڑیں یار میں بچی تھوڑی ہوں۔

اوکے ماما میں جا رہی ہوں شام تک آوں گی بائے بائے۔گاڑی کے ہارن پر وہ جلدی سے بھاگی۔

پیچھے وہ تینوں اسے دیکھتی آسودگی سے مسکرا دیں۔

ناجانے کیا ہو گا میری مہر کا۔کب انکا دل پگھلے گا اس معصوم کے لیئے عائشہ بیگم آغا خان کے کمرے کو دیکھتی سوچ رہیں تھی۔

ناجانے اس بار کیا لکھا تھا قسمت میں۔کیا سکا نصیب بھی اسکے جیسا ہو گا۔وہ سوچتے نفی کرتے گہری سانس بھر گئ۔

آگے کی تو بس رب جانے۔

♥♥♥♥♥

ہاں کہاں ہے وہ اسنے احمر سے پوچھا۔

نیچے بیسمینٹ میں۔وہ سر ہلاتا بیسمینٹ کی سیڑھیاں اترنے لگا۔

ہر طرف اندھیرا تھا ہلکی ہلکی سی روشنی تھی۔وہ روشنی صرف کرسی کر بندھے اس آدمی پر پڑ رہی تھی۔

کسی کے قدموں کی آہٹ سنتے اسنے پھڑپھڑا شروع کر دیا۔وہ کل سے یہاں بندھا ہوا تھا۔بھوکا پیاسا۔وہ نہیں جانتا تھا اسے کیوں لایا گیا ہے۔لیکن پھر بھی اسے خوف سا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ یہ جگہ بہت عجیب تھی۔اس جگہ سے عجیب سی سمیل آرہی تھی۔جیسے خون کی۔آس پاس کی جگہ پر اندھیرا صرف اسکی کرسی کے اوپر ایک بلب لگایا ہوا تھا۔

کوئی اسکے سامنے آکر دوسری کرسی پر بیٹھا تھا۔اسنے جھکے سر کو اٹھایا۔وہ اس آدمی کو نہیں جانتا تھا۔لیکن پھر بھی اسے اس سے وحشت سی ہو رہی تھی۔بندے ہاتھوں کی وجہ سے وہ جھٹپٹا بھی نہیں پا رہا تھا۔

غاز نے خاموشی سے اسکو آزاد ہونے کے لیئے پھڑپھڑاتے دیکھا۔اسکی بھوری آنکھیں خاموش سی تھیں۔زرنور کے کہنے پر اسنے لینز لگانے چھوڑ دیے تھے کہ اسکی بیوی کو اسکی بھوری آنکھیں ہی پسند تھیں۔

اسکی بھوری آنکھوں میں انتہا کا غصہ وحشت اور سرد پن تھا۔ آصف نے کچھ کہنے کی کچھ کی لیکن منہ پر لگی ٹیپ سے وہ کچھ کہہ بھی نہیں پایا۔

غازی نے خاموشی سے کرسی سے اٹھتے پاس پڑے ٹیبل سے ایک چاقو اٹھایا۔
وہ چاقو دیکھنے سے ہی تیز دھار لگتا تھا۔ چاقو کی نوک پر انگلی پھیرتے اسنے وہ چاقو اسکے منہ پر لگی ٹیپ پر رکھ دیا۔ آہستہ آہستہ سے چاقو سے اسکی ٹیپ کھرچنے لگا۔

آصف کو اس پاگل انسان سے اچانک ایسی امید نہیں تھی۔ چاقو اس ٹیپ کو آخر اتارنے میں کامیاب ہو گیا لیکن صرف ایک سائیڈ سے۔ آصف کی نظریں اس چاقو پر تھیں۔ جب غازی نے اچانک اسکے منہ سے ٹیپ ہٹائی۔

آہہ اچانک ہوتے حملے پر اسکی چیخ نکلی تو غازی نے سرد نظروں سے اسے دیکھا۔
کیوں لائے ہو م۔ مجھے یہاں۔ میں تم لوگوں کو جانتا بھی نہیں۔ م۔ مجھے جانے دو میرے گھر والے انتظار کر رہے ہوں گے م۔۔
گردن پر چاقو کی نوک محسوس کرتے اسکی زبان کو بریک لگی۔

تم میرے لیے فائدہ مند ہو۔اس حساب سے مجھے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔اور میں پہنچاوں گا بھی نہیں اگر تم میرے لیے مطابق چلو تو۔

ک۔کیا کرنا ہے مجھے۔وہ منمنایا۔وہ سب تو بعد کی بات ہی

۔ٹ۔ٹھیک ہے م میں کروں گا۔ل۔لیکن مجھے ایسے قید کر کے کیوں رکھا ہے۔
چلو یہ تو ہو گئی ہماری بات۔تم نے میری بات مان لی مجھے خوشی ہوئی۔اس کے لیئے تمہیں انعام ملے گا۔

لیکن اس سے پہلے مجھے کچھ حساب چکانے ہیں۔

کیسے حساب۔۔

مجھے تمہارے یہ ہاتھ چاہیئے۔جن سے تمہیں میری بیوی کو چھوا تھا۔۔
یہ زبان کاٹنی ہے جس سے تم نے اسکا نام لیا۔

اور یہ آنکھیں نوچنی ہیں جس سے تم نے اسے دیکھنے کی غلطی کی۔

تمہارا یہ دماغ اڑنا جس سے تم نے اسکے بارے میں سوچا۔

وہ بہت آہستہ سے بول رہا تھا۔اس خاموشی میں اسکی آہستہ مگر برف جتنی سرد آواز نے آصف کے اندر خوف پیدا کر دیا۔

کون۔ک۔کس کی بات کر رہے ہو۔م۔میں کچھ نہیں جانتا۔م۔مجھے جانے دو۔۔

غازی نے اسکی طرف دیکھا۔اب تک کتنی لڑکیوں کے ساتھ ایسی گھٹیا حرکتوں کر چکے ہو

۔ن۔نہیں تمہیں کوئی غ۔غلط فہمی ہوئی ہے۔م۔میں تمہاری ب۔بیوی کون۔نہیں جانتا۔

ہمم۔۔وہ منمنایا تو غازی نے ہنکار بھرا۔چلو تمہیں ایک ہنٹ دیتا ہوں۔جسکے ساتھ گھٹیا حرکت کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے وہ تمہیں بھائی کہتی تھی۔

کہتے غازی نے اسکے دائیں ہاتھ پر چاقو مارا تھا۔آہہہ۔۔وہ چلایا۔۔اسکے دماغ میں سیکنڈ سے پہلے زرنور آئی تھی۔۔لیکن ہاتھ میں ہوتے درد سے وہ بول نہیں پایا۔

یاد آیا۔غازی نے اسکے ہاتھ میں گاڑھے اس چاقو پر زور بڑھایا۔۔تو وہ تڑپ کر چیخنے لگا۔اسکی چیخیں بیسمینٹ میں گونجنے لگیں۔

غازی کو کوئی فرق نہیں پڑا۔اسنے ایک جھٹکے سے چاقو واپس کھینچا۔خنجر اٹھاتے اسنے اسکی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر آہستہ سے چلاتے اسکی انگلی کو جھٹکے سے کسی گاجر کی طرح کاٹ دیا۔

آصف کسی پاگل جانور کی طرح چیخنے لگا۔درد کی شدت سے اسکی آنکھوں میں آنسو تھے جبکہ وہ برداشت نا کرتے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گیا۔

غازی جسے اسکی چیخوں سے سکون مل رہا تھا اسکے بے حوش ہونے پر بدمزہ ہوتے وہ پیچھے ہوا۔

ہاتھ صاف کرتے احمر کو ڈاکٹر بلانے کا کہا اور خود اوپر کمرے کی طرف چل دیا۔۔

❤❤❤❤❤

مجھے سمجھ نہیں آئی چوٹ دے کر خود مرحم بھی لگا رہا ہے۔ڈاکٹر کے جانے کے بعد احمر اسکے پاس آیا۔اسنے پوچھا تو

غازنے اسے۔سائیڈ سمائل دی۔

اس سے اسکے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل واضح ہوئے تھے۔تو نہیں سمجھے گا۔درد دے کر پھر خود ہی مرہم لگانا۔اور پھر سے اسی جگہ درد دینے میں کیا سکون ملتا ہے۔

عجیب پاگل تھا وہ اسے لوگوں کو درد دے کر مرہم بھی خود لگانا ہوتا تھا اور پھر سے اسی جگہ درد دے کر اسے مزہ ملتا تھا۔۔

خیر جو مینے تم سے کہا تھا تمنے کیا ہاں تیاری پوری ہے۔میری پوری ٹیم تیار ہے۔بس ایک کاری وار اور شہباز کا نام و نشان ختم یقینن کنگ یہ ہار برداشت نہیں کر پائے گا۔شہباز اسکا خاص آدمی ہے۔وہ ضرور جھٹپٹائے گا۔اور کوئی نا کوئی غلطی ضرور کرے گا۔

غازی نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

غازی تو نے اچھی طرح سوچ لیا نا۔ کہ تو یہ کرے گا۔پہلے کی بات الگ تھی۔اب تجھ سے کسی اور کی بھی زندگی جڑی ہے۔۔
یہی میری زندگی کا مقصد تھا احمر بھولو مت۔ہاں تب میرے ساتھ زر نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی میں اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔اگر پہلے قدم میں فتح ہماری ہوئی تو میں اپنی زر کے پاس لوٹ آؤ گا۔ نہیں تو۔۔

نہیں تو۔۔احمر اسے چپ دیکھ کر بولا۔۔

نہیں تو اسے غاز کو ایک برا خواب سمجھ کے بھلانا ہو گا۔۔اسے حوش آئے تو کھانے میں سرخ مرچیں اور پینے کے لیئے ابلتا ہوا پانی دے دینا۔

اسے آڈر دیتا اسکی سنے بغیر ہی وہ وہاں سے چلا گیا۔احمر نے نفی میں سر ہلایا۔وہ چاہے اب جتنا بھی نظریں چرا لے۔لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب وہ ڈر رہا تھا۔زرنور سے جدا ہونے سے کیونکہ موت سے تو اسے پہلے بھی کبھی ڈر نا لگا۔یہ ڈر صرف اور صرف اس نازک وجود سے جدائی کا تھا۔

گہری سانس بھرتے وہ آنے والے وقت میں خیر کیا دعا کرتا غاز کے پیچھے ہی نکلا تھا۔

❤❤❤❤❤

کیا مطلب ہے کیا کہنا چاہتی ہو۔دیکھیں دانی آپی۔میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ اس دن عمر کے ساتھ جو حادثہ ہوا اس جگہ قریبا بیس لوگ موجود تھے۔لیکن ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی انکی مدد کو نا آیا۔میں صرف ان لوگوں کو سزا دلوانا چاہتی ہوں۔

کیسے بے حس لوگ ہیں وہ چاہتے تو مل کر عمر کی بیوی کو بچا سکتے تھے۔لیکن نہیں کوئی بھی نہیں بولا۔وہاں آس پاس کے سی۔سی۔ٹی۔وی فوٹیج سے ہمیں سب لوگ صاف نظر آرہے ہیں۔یہ لوگ

اسی مارکیٹ کے آس پاس کے علاقوں کے ہیں اور میں جانتی ہوں آپ دونوں کے لئے پتہ کروانا مشکل نہیں۔

میں نہیں چاہتی کوئی بھی اور لڑکی سلمہ بنے یا پھر کوئی اور لڑکا عمر بنے۔ پلیز زین بھائی۔

اور یہ جو جانور ہے اسے بھی آپ دیکھ ہی چکے ہیں ثبوت ہمارے سامنے ہیں یقینن اسنے یہ سب کچھ کھلے عام اس لیے کیا ہے کیونکہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں۔

اور وہاں کی پولیس اسکی جیب میں۔

عین ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آج یہ لوگ عبرت کا نشانہ بنیں گے تو کل کو دوسرے لوگوں میں کوئی انسانیت پیدا ہو گی۔

اور وہاں کی پولیس کو آپن دیکھ لے گا تو فکر مت کر آپن یہ جانور آپ دو دن میں تیرے قدموں میں لا دے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔۔

تھینکیو دانین آپی۔ مینشن ناٹ گڑیا۔

اوکے پھر میں چلتی ہوں۔گھر پہ ملیں گے۔اللہ حافظ۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ لوگ صبح ہی مری سے لوٹے تھے اور اسنے آتے ہی۔ عمر کے بارے میں دانین اور زین کو سب کچھ بتا دیا تھا۔

اب وہ مطمئین تھی۔ جانتی تھی وہ دونوں سب سنبھال لیں گے۔ اب اسکا ارادہ ہوسپٹل جانے کا تھا۔ ڈاکٹر باسط نے اسے کچھ اہم بتانا تھا۔

راستے میں اسے فلاورز کی شوپ نظر آئی تو عیشاء کے لیئے لینے کا سوچتے اسنے گاڑی روک دی۔ گاڑی سائیڈ پہ پارک کرتے اسنے ڈوپٹا اچھے سے سر پر پھیلایا۔

وہاں پر کسی عورت نے کھلی جگہ پر رنگ برنگے پھول رکھے ہوئے تھے۔ وہ تو بچپن سے پھولوں کی دیوانی تھی۔ وہ اس عورت کی طرف بڑھی۔ ایکسکیوزمی۔

ام مجھے یہ ریڈ والے پھول چاہیئے۔

جی۔ وہ پھول اکھٹے کرنے لگی۔ یہ لیں۔ اس عورت نے جیسے ہی وہ بکے اسکی طرف بڑھایا کسی نے راستے میں ہی تھام لیا۔

عینانے ماتھے پر بل ڈالے پیچھے دیکھا۔ کوئی لڑکا تھا شاید کسی کا گارڈ اسکے یونی فارم سے اسے لگا۔

یہ مینے لیے ہیں تو آپکی ہمت کیسے ہوئی ایسے پھول پکڑنے کی۔ اسنے وہ پھول اسکے ہاتھ سے چھینے۔

دیکھیں میم۔ یہ پھول ہمارے سر کو پسند آئے ہیں۔ اس لیے آپکوئی اور پھول لے لیں۔

ایسے کیسے کوئی اور لے لوں یہ پہلے مینے لیئے ہیں اپنے سر سے بولو وہ کوئی اور لے لیں۔

میم پلیز ہم آپکے پھولوں کی بھی پیمنٹ کر دیں گئ۔

شٹ اپ۔ بہت کوئی ٹوپ چیز ہو تم جو کچھ بھی خرید سکتے ہو۔ یہ پھول مینے لیے ہیں تو میں ہی لوں گی۔ میں بھی دیکھتی ہوں کیسے لیتے ہیں تمہارے سر یہ پھول۔

وہ عورت پریشانی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ یہ تھوڑی سنسان سی جگہ تھی اس لیے لوگ زیادہ نہیں تھے۔ جو ایک دو تھے وہ اپنے کاموں میں لگے تھے۔

وہ پھولوں کے پیسے اس عورت کو دیتی مڑی تو وہ اسکے سامنے آگیا۔

دیکھیں میم پلیز۔ سر کو جو چیز پسند آجائے پھر وہ انہی کی ہوتی ہے۔

آپ کوئی اور پھول لے لیں پھول ہی تو ہیں۔ اگیزیکٹلی پھول ہی تو ہیں۔

کہاں ہیں تمہارے سر میں خود دیکھ لیتی ہوں۔ بہت کوئی وہ بیسٹ کی اولاد ہے جو اسکا کہا نہیں ٹال سکتے۔ وہ بڑابڑاتی آگے بڑھی

۔ o ہیلو مسٹر۔ اسنے اس آدمی کو مخاطب کیا جو اسکی طرف سے رخ موڑا فون پر بات کر رہا تھا۔

عینا کی آواز پر اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے لگا جیسے اسکے دل کی سن لی گئ ہو۔ وہ سانس تک روک گیا۔

اسے دیکھ کر ایک پل کے لیئے عینا ٹھٹکی۔

یہ آنکھیں اوشن بلو آنکھیں کہیں دیکھی ہیں اسنے۔ لیکن اسنے سر جھٹکا۔

دیکھئے مسٹر آپ کا یہ گارڈ میرے کان کھا رہا ہے کب سے۔یہ پھول پہلے مینے لیے ہیں سو میرے ہوئے۔ آپ کوئی اور پھول لے لیں۔

میں یہاں پر کوئی تماشہ نہیں چاہتی اس لیے اپنے اس گارڈ کو بولیں میرا راستہ چھوڑ دیں۔اور۔

وہ رکی اسکی آنکھیں خود پر ساکت پا کر۔اسکے ماتھے پر بل پڑے۔

زہریلی نظروں والا وہ بڑبڑائی۔

اپنے اس گارڈ کو ہٹائیے مجھے دیر ہو رہی ہے۔اسنے اس کی طرف اشارہ کیا جو اسکی گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔

امن نے اس پر نظریں ٹکائے ہاتھ سے اپنے گارڈ کو اشارہ کیا وہ سائیڈ ہو گیا۔

بہت شکریہ۔ لیکن یہ یاد رکھیۓ ہماری نظر راستے میں ہر چیز پر پڑتی ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ جس پر نظر پڑ جائے وہ آپکی ملکیت ہو جائے۔ جو آپ کا ہے آپکو وہی ملے گا۔ زبردستی سے یا چھیننے سے بھی وہ پھر آپ کا نہیں ہو سکتا۔

وہ کہتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔ جبکہ اب تک وہ سٹل کھڑا تھا۔ وہ جتنا اپنے ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرتا اتنا ہی وہ اسکے قریب آ رہی تھی۔

ناجانے کیسی کشش تھی اس میں ہر بار جب بھی وہ سامنے آتی۔ اسکے دل و دماغ جیسے صرف اسی پر اٹک جاتا آس پاس کا ہوش ہی نہیں رہتا۔

سر۔ سر اسکے آدمی نے اسے بلایا۔ اسے ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ تو کب کی وہاں سے جا چکی تھی لیکن وہ اب تک اس راستے پر نظریں ٹکائے کھڑا تھا۔

اپنے گارڈ کی آواز پر جیسے ہوش میں آیا۔ اسنے غائب دماغی سے اسے دیکھا پھر جھٹکے سے مڑا جیسے ہوش آیا ہو۔

بے بسی سے اسنے گاڑی کے بونٹ پر ہاتھ مارا۔

کیوں ہر بار وہ مجھے جیسے پیرالائیز کر دیتی ہیں۔کیوں میری نظریں میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہتا۔

اسکے چہرے پر ماسک کی وجہ سے وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی۔

امن نے ماسک اتارے دور پھینکا۔اور گہرے سانس لینے لگا جو جیسے کب کی سانس روکی ہوئی ہو۔

مسلسل بجتے فون کی آواز پر اسنے قہر برساتی نظروں سے فون اوپر کرتے دیکھا۔لیکن نام دیکھ کر وہ سیدھا۔

گہری سانس بھرتے اپنی حالت درست کی اور کال پک کرتے کان سے لگایا۔

ہمیشہ کی طرح انکے سلام پر وہ خاموش رہا۔

میں آرہاہوں دھیمے لہجے میں کہتے اسنے فون رکھا۔

گارڈز کو اشارہ کرتا وہ گاڑی کی طرف بڑھا کچھ ہی دیر میں اسکی گاڑی اسکے محل کی طرف رواں دواں تھی۔

اسکی گاڑی کے آگے اور پیچھے گارڈ کی گاڑیاں تھیں اسکی حفاظت کے لیئے رواں تھیں۔راستے میں اسنے ایک جگہ رکتے سرخ گلابوں کا بکے لیا تھا۔

گاڑیاں ایک جھٹکے سے اپنی منزل پر رکیں تھیں۔گارڈز جلدی سے اترتے اسکی طرف کا دروازہ کھولے سر جھکا گئے۔

وہ کوٹ کے بٹن کھولتا اترا تھا۔

بکے ہاتھ میں لیے۔وہ ایک شان سے اپنے محل میں داخل ہوا۔اندر آتے ہمیشہ کی طرح خاموشی نے اسکا استقبال کیا۔

اسنے خاموشی سے قدم انکے کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ آہستہ سے دروازہ نوک کرتے وہ اندر داخل ہوا۔

ہر طرف نظریں دوڑائیں تو راکنگ چئیر پر کسی وجود کا گمان کرتے وہ آگے بڑھا۔ ہولے سے قدم اٹھاتا۔

وہ مقابل کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ کچھ بھی کہے بغیر اسکی گود میں سر رکھ دیا۔

وہ کتاب کا مطالبہ کرتے گہری سوچ میں گم تھیں جب وہ ہمیشہ کیطرح انکے قدموں میں بیٹھتے انکی گود میں سر رکھ چکا تھا۔

کتاب رکھتے انہوں نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔
امن۔۔۔ انہوں نے محبت سے مخاطب کیا ایک وہی تو تھیں۔ جو اسے اس نام سے مخاطب کرتی تھیں۔

کیسا ہے میرا شہزادہ۔ نرم لہجے میں پوچھا۔

ابھی نہیں تھکا۔

وہی جواب آیا۔ چہرہ اوپر کرتے اسنے عقیدت سے انکے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔

آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں آپکی طبعیت خراب ہے۔

وہ مسکرائیں۔ ہلکا سا بخار تھا۔ ٹھیک ہو گیا۔ اس میں پریشان ہونے والی کونسی بات ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں ٹھیک ہوں۔

کیسے نا فکر کروں دنیا میں ایک واحد آپ ہی تو ہیں میرے پاس جو سب کچھ جانتے مجھ سے پیار کرتی ہیں۔

میں آپکو نہیں کھو سکتا۔ بھابھی ماں۔

اسکے طرز مخاطب کا انکے مسکراتے ہونٹ ساکت ہوئے

۔ آہستہ سے اپنے ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتے وہ اٹھ گئیں

۔ ایم سوری آپی۔ میں پھر سے بھول گیا۔

بچپن سے عادت ہے تو۔ وہ بات ادھوری چھوڑتے ہونٹ کاٹنے لگا۔

کوئی بات نہیں امن۔

" لیکن گزرتے وقت کے ساتھ کچھ عادتیں بھی بدل لینی چاہیئے۔"

وہ رشتے میں اسکی پھوپھو کی بیٹی تھی۔ پھوپھو کی وفات کی وجہ سے وہ بچپن سے ہی انکے ساتھ رہتی تھی۔

❤❤❤❤❤

امن چار سال کا تھا اور وہ سولہ سال کی جب وہ انکے گھر آئی تھی۔

پھر جب وہ اٹھارہ کی ہوئی تو اسکی شادی زمان امن کا سوتیلا بھائی جو جرم کی دنیا میں کنگ کے نام سے جانا جاتا ہے اس سے ہوگئی۔

نورین بہت خوبصورت تھی۔ پڑھی لکھی بھی تھی۔ اسکی اس خوبصورتی نے کنگ کی حوس کو بڑھا دیا۔ وہ دن رات اسے روندتا تھا۔ نکاح کے نام پر اپنی حوس پوری کی تھی۔ لیکن جب وہ کالی دنیا میں جانے لگا تو مغربی خوبصورتی نے کنگ کا دل نورین سے بھر دیا۔

وہ رات کو شراب کے نشے مین دھت اسے مارتا پیٹتا۔ لیکن وہ چپ چاپ مار کھاتی رہتی۔

امن بہت چھوٹا تھا۔ نورین نے کسی ماں کی طرح اسکی پرورش کی تھی۔

وہ جب اس سے اسکے چہرے پر پڑے نشانوں اور زمان کی حالت کی وجہ پوچھتا تو وہ اسے کسی طرح بہلا دیتی لیکن جیسے جیسے وہ بڑا ہونے لگا اسے سمجھ آنے لگا۔

لیکن وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اسے یاد تھا جب وہ پندرہ سال کا تھا اسنے زمان کو روکنے کی کوشش کی تو اسنے اسے بھی بری طرح دھونک دیا۔

زمان نورین کو ہر وقت کے تانے دیتا کہ۔ وہ اسے ایک وارث بھی نہیں دے سکی۔

جبکہ ڈاکٹر نے اسے یہ بات صاف بتادی تھی کہ کمی اس میں نہیں زمان میں ہے لیکن زمان یہ بات کسی صورت ماننے کو تیار نا تھا۔

زمان نے جب امن کو اپنی دنیا میں لے جانا شروع کیا تو پہلے تو وہ ڈر سے چلا جاتا۔

لیکن وہ بڑھتی عمر کے ساتھ وہ باغی ہوتا گیا۔ زمان کے سامنے ڈٹ جاتا۔ کہ جانے سے صاف منع کر دیا۔

نورین زمان کی منتیں کرتی کہ اسے ان سب سے دور رکھیں۔ لیکن وہ اسکی کسی بات کا اثر نا لیتا۔

نورین کی حالت کو دیکھتے امن نے زمان کے سامنے شرط رکھی کہ اگر وہ نورین کو طلاق دے دے گا تو امن اسکے لیئے کام کرے گا جو وہ کہے گا۔ کیونکہ فلحال وہ اتنا طاقت ور نہیں تھا کہ نورین کو اس جانور سے چھڑوا پاتا۔

زمان نے اسکی شرط مانتے اسے طلاق دے دی۔ اسنے امن کے دل میں لوگوں کے لیئے بچپن سے زہر بھرنا شروع کر دیا تھا۔ جس حادثے نے اسے یتیم کر دیا اس حادثے کو اپنے طریقے سے پیش کرتے اور دوسرا اپنی شرط کو رکھتے اسنے امن کو اٹلی کا بے تاج بادشاہ بنا دیا۔

نورین کو اسنے اپنے ساتھ الگ گھر میں رکھا تھا۔ وہ بچپن سے ہی اسے بھابھی ماں کہتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اپنی عادت بدلنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی کبھی اسنے منہ سے نکل جاتا۔

نورین نے اسے بہت کہا یہ سب چھوڑ دے۔ لیکن وہ کہتا تھا جس دن اسے کوئ ٹھوس وجہ مل گئ وہ چھوڑ دے گا۔

آخر کار اسنے کہنا چھوڑ دیا۔ لیکن وہ خود ایک سادہ زندگی گزار رہی تھی۔ اپنے کرب ناک ماضی کو بھول کر اپنی زخمی روح کو خدا کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور آج وہ ایک لیکچرار تھی۔ بڑھتی عمر نے بھی اسکی خوبصورتی کو کم نہیں کیا۔

آج بھی وہ کوئی بیس سال کی لڑکی لگتی تھی۔ دنیا میں ایک واحد عورت تھی جسکا احترام امن پر فرض تھا۔ وہ کبھی اسکے سامنے نظریں اٹھا کر بات نہیں کرتا تھا۔ دیکھنے والوں کو وہ دونوں بہن بھائی ہی لگتے کیونکہ دونوں کی آنکھوں کا رنگ سیم تھا۔
اوشن بلو۔۔ سمندر جیسی آنکھیں۔ نورین کبھی کبھار یہ کہہ کر بہت ہستی تھی۔ لیکن امن صرف مسکرانے پر ہی اتکاف کرتا۔

❤❤❤❤❤

کہاں کھو گئیں۔ اسے گہری سوچ میں گم دیکھ وہ پوچھ بیٹھا تو اسنے نفی میں سر ہلایا۔

اور پھول دیکھ کر مسکرائی۔ وہ جب بھی اس سے ملنے آتا اسکے لیے پھول لازمی لاتا۔ ہفتے میں ایک دن وہ نورین کے ساتھ ہی گزارتا تھا۔

کچھ کھلائیں گی نہیں بھوک لگی ہے۔

ہاں کیوں نہیں مینے سب چیزیں تمہاری پسند کی بنائی ہیں۔ جلدی سے فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔

❤❤❤❤

تم کھوئے کھوئے سے لگ رہے ہو۔ کیا کوئی بات ہو گئی۔ کھانے کے دوران اسے مسلسل چپ دیکھ وہ پوچھ بیٹھی۔ تو امن نے اچانک کر انکی بات سنی پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے کچھ ڈسٹرب سا لگا۔
لیکن وہ جانتی تھی کام کے علاوہ اگر کوئی بات ہوئی تو وہ اسے خود ہی بتا دے گا۔ اس لیے مطمئین ہو گئی۔۔۔

❤❤❤❤

ماضی۔۔

اب بس بھی کر دے تیرے ایسے ادھر ادھر چکر لگانے سے سلوشن نہیں مل جائے گا۔ انوشے نے کہا تو مہر نے اسے گھورا۔ وہ جلدی سے منہ پر انگلی رکھ گئی۔

یس۔ تبھی عالم کی پرجوش آواز گونجی تو مہر نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور بیڈ پر پڑا تکیہ اٹھاتے کھینچ کر اسے مارا تھا۔

تیرے جیسے دوستوں کے ہوتے ہوئے مجھے دشمنوں کی کیا ضرورت ہے۔

عالم کا کھلا منہ دیکھ کر انوشے کی ہسی چھوٹ گی۔

وہ تینوں بچپن کے دوست تھے۔ چونکہ عالم مہر کا پڑوسی بھی تھا اس لیے انکے گھر بھی آتا جاتا رہتا۔

انوشے لوگوں کا گھر بھی وہیں تھا۔ ایک سائیڈ پر انوشے اور دوسری سائیڈ پر عالم جبکہ درمیان میں مہر لوگوں کا بنگلہ تھا۔ لیکن انوشے کے فادر نے گھر رینوئیٹ کروانا تھا اس لیے وہ لوگ دوسرے گھر میں رہ رہے تھے۔ بس کچھ دنوں کے لیئے۔

تینوں کی فیملیز میں بھی اچھی خاصی دوستی تھی۔ انوشے بھی اکلوتی اولاد تھی اور عالم بھی۔ انوشے اور مہر کو ایک بھائی جبکہ عالم کو دو بہنیں مل گئی تھیں۔ جو اسے جان سے پیاری تھیں۔ عالم ان دونوں سے تین سال بڑا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ تینوں بیسٹ فرینڈز فار ایور تھے۔

تمہیں یہاں گیمز کھیلنے کی پڑی ہے۔نا تجھ میں کوئی غیرت ہے کہ نہیں۔اس پروفیسر کی وجہ سے مجھے اتنی ڈانٹ پڑی ہے آغا جان سے بجائے اس کے کہ مجھے کوئی حل دو تاکہ اس پروفیسر سے بدلہ لے سکیں یہاں تم مزے سے ٹھوسے جارہے یا گیمز کھیل رہے۔

وہ منہ پھلاتی بیٹھ گئی۔اسکے ایک طرف عالم جبکہ دوسری طرف انوشے تھی۔

یار مہر کونسا تجھے پہلی بار ڈانٹ پڑی ہے۔تیرے آغا جان کو تو تیرے سے ناجانے کونسے جنم کا بیر ہے۔تو مجھے بتا تیری کس بات پہ انہیں اعتراض نہیں ہے۔

عالم نے کہا تو مہر کا چہرہ اتر سا گیا۔

مجھے خود سمجھ نہیں آتی پتا نہیں آغا جان کیوں مجھ سے ایسے رویہ رکھتے۔جبکہ رمل آپی سے تو وہ بہت پیار کرتے ہیں۔اسکے آواز میں حسرت سی تھی۔عالی(عالم)اور انو(انوشے)نے ایک دوسرے دیکھا۔انکی مہر اداس تھی۔اور بھلا وہ اسے اداس دیکھ سکتے۔تبھی اسے آنکھ سے اشارہ کرتے عالم بولا۔

مہر میں کیا کہ رہا۔۔

کیا۔۔وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

دیکھ تیرے جو آغا جان ہیں نا پورے ہٹلر۔کے جانشین ہیں میں بتارہا جو وہ تیرے ساتھ کرتے ہیں نا جس دن میری غیرت جاگ گئی نا اس دن۔۔

مہر نے اسے گھورا اس دن۔اسنے آبرو اچکاتے کہا۔

اس دن وہ۔ ایک قدم پیچھے ہوا۔

نہیں بتانا غیرت جاگ گئ تو کیا کرے گا ہاں۔

وہ اب باقاعدہ اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

اس دن کچھ بھی نہیں جو ہوتا ہے وہی ہو گا۔ اب بھلا میں آغا جان کو کیا کہہ سکتا۔

عالم تم ایک نمبر کے فضول انسان ہو۔ مہر نے اسے کشن مارا۔ جبکہ انوشے نے سر پیٹا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بس کرو پچھلی بار بھی تم دونوں نے میرے روم کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔رکھو دونوں یہ کشنز۔

وہ دونوں شرافت سے آکر بیٹھ گئے۔

ارے یار ٹینشن کیوں لیتی ہے۔ع

الم کے ہوتے ہوئے۔ ٹینشن لینے کا نہیں دینے کا۔تو فکر مت کر اس پروفیسر کو سبق سکھائیں گے ہی

۔بلکل۔جب ہم لوگ سوری کر آئے تھے تو کیا ضرورت تھی انہیں شکایت لگانے کی۔انوشے نے بھی حصہ ڈالا۔۔

اچھاسن۔عالم بولا۔

کیا۔مہر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔اگر ہٹلر زیادہ تنگ کرے تو اٹھوالیں۔۔

عالمم وہ چیخی۔تو اسنے شرافت سے نفی میں سر ہلایا۔

میں سوچ رہی اٹھوا ہی لیتے تھوڑی دیر بعد۔ مہر سنجیدگی سے بولی۔ تو تینوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے کھکھلا کر ہس دیے۔

جبکہ نیچے لاونچ میں بیٹھی نوشین کی ماما نے سر پر ہاتھ مارا۔ افف انکا کچھ نہیں ہو سکتا۔ انوشے اور مہر میڈیکل جبکہ عالم بزنس پڑھ رہا تھا۔

❤❤❤❤

وہ گھر آئی تو گھر میں خاموشی دیکھ ٹھٹھکی۔ ماما۔ ماما۔ انہیں آواز دیتی وہ انکے روم میں آئی تو انہیں کسی گہری سوچ میں گم دیکھ انکے پاس آئی۔

کیا ہوا ماما۔ آپ ایسے کیوں بیٹھی ہیں اور بڑی ماما اور رمل آپی کہاں ہیں۔۔

انہوں نے گہری سانس بھری۔ وہ بازار گئی ہیں۔

اوکے وہ سر ہلا گئی۔

ماما بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دے دیں۔ تم فریش ہو جاو مینے تمہاری فیورٹ بریانی بنائی ہے

سچی۔۔ہاں انہوں سے سر ہلایا۔

آئی لویو ماما۔ وہ ان سے چپکی۔

اب جاو منہ ہاتھ دھو لو۔

مہر۔وہ جاتے ہوئے رکی۔

کس کے ساتھ آئی ہو۔۔عالم کے ساتھ۔انہوں نے سمجھ کر سر ہلایا۔

اچھا سنو،ادھر آو۔۔

جی ماما۔وہ انکے پاس بیٹھی۔

مہر تم میری بہت پیاری بیٹی ہو۔مجھے پتا ہے میری مہر کبھی کسی کو تکلیف نہیں دے سکتی۔
لیکن بچے آپکے آغا جان کو بہت شرمندگی ہوئی ہو گی۔جب انکے دوست نے انہیں بتایا ہو گا۔دیکھو بچے مجھے پتا ہے۔

کالج میں یہ سب چلتا ہے۔بچے ایسے شرارتے کرتے ہیں لیکن وہ صرف ان تک ہونی چاہیے بڑوں تک بات پہنچے تو بات بڑھ جاتی ہے بچے۔آپکے آغا جان بھی ہرٹ ہوئے ہیں۔بیٹا انکا جانا پہچانا نام ہے۔ ہزاروں دشمن ہیں ہم نہیں چاہتے کہ کل کو پھر سے آکر کوئی بولے کہ آپکی بیٹی نے یہ کیا۔اس لیے آئیندہ دھیان سے۔اور اس سے پہلے کہ آغا جان آپ سے مزید بدگمان ہوں ان سے سوری کرو۔

وہ چپ چاپ سنتی رہی۔اور سر ہلا کر اٹھ گئ۔روم میں آکر فریش ہوئ اب اسکا رخ ذولفقار شاہ کے کمرے کی طرف تھا۔

ہلکا سا دروازہ نوک کیا۔ اجازت ملنے پر وہ اندر آگئ۔وہ اپنی چیئر پر بیٹھے۔کتاب کے مطالعے میں گم تھے۔وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی۔

خاموشی پر انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا اسے دیکھ کر انکے تاثرات سخت ہوئے تھے۔ جنہیں اسنے شدت سے محسوس کیا تھا۔
کہو۔کیا بات ہے۔وہ سخت لہجے میں بولے۔

مہر کا دل دکھا۔لیکن وہ اس لہجے کی عادی تھی۔

وہ آگے بڑھی اور آہستہ سے انکے قدموں میں بیٹھ گئ۔ آغا جان کو دھچکا لگا۔وہ بھی تو ایسے ہی کرتی تھی ہمیشہ انہیں منانے کے لیئے۔انہوں نے مہر کے چہرے کی طرف دیکھا۔

ہو بہو وہی نین نقش۔وہی چہرہ ذراسا فرق نہیں تھا۔آج اگر ان دونوں کو ساتھ کھڑا کر دیتے تو پہچاننا مشکل ہوتا۔

آغا جان ۔وہ آہستہ سے بولی۔اسکی آواز انہیں ماضی سے کھینچ لائی۔تو انہوں نے اسکے چہرے سے نظریں ہٹالیں۔

وہ کبھی بھی اسکا چہرہ نہیں دیکھتے تھے۔ غلطی سے اگر نظر آجائے تو رخ موڑ لیتے۔ویسے تو وہ اس سے کبھی بات نہیں کرتے لیکن اگر کوئی بہت ضروری ہو تو بات کرتے وقت بھی انکی نظروں کا رخ کسی اور طرف ہوتا۔۔

آغا جان۔میں مانتی ہوں بہت تنگ کرتی ہوں سکو۔لیکن میرا یقین کریں مجھے نہیں پتا تھا وہ ہمارے پروفیسر ہیں۔اور ہم نے بعد میں انسے سوری بھی کیا تھا۔انہوں نے ہمیں معاف کر دیا۔اتنی بڑی بات نہیں تھی۔جتنی بن گئ۔

پھر بھی میں آپ سے معافی مانگ رہی ہوں۔میں آئندہ سے دھیان رکھوں گی کبھی بھی آپکو شکایت کا موقع نا ملے۔

وہ ٹھہر ٹھہر کو بولتی انہیں بلکل اسکا عکس لگی۔اس سے پہلے کہ وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے انکے کانوں میں وہ آوازیں گونجے لگیں۔آنکھوں کے سامنے کئ منظر گھوم گئے۔

اپنا ہاتھ پیچھے کرتے وہ تیزی سے اٹھے تھے کہ انکے قدموں میں بیٹھی مہر کو ٹھوکر لگی وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی۔۔

مہر کمرے کے دروازے پر وہ منظر دیکھتے سب حیران تھے۔حسن صاحب جلدی سے آگے بڑھے۔

مہر بابا کی جان۔انہوں نے اسے سیدھا کرتے اپنی مہربان آغوش میں لیا۔جبکہ وہ بلکل ساکت سی بے یقینی سے آغا جان کو دیکھ رہے تھی۔
جو خود بھی اس سچویشن پر گھبرا گئے تھے۔یہ عمل ان سے بے اختیاری سے ہوا تھا۔
حسن صاحب نے اسے تھام کر کھڑا کیا۔

آپکو اپنی پوتی سے جو بھی اختلاف ہے بابا جان لیکن میں ہر گز اپنی بیٹی کے وجود کی تزلیل برداشت نہیں کروں گا۔

وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولے۔جب وہ تیزی سے انکا حصار توڑی اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔

بات اتنی بڑی نہیں تھی بابا جان جتنی آپ نے بنادی۔پھر بھی وہ آپ سے معافی مانگنے آئی تھی۔

آپ نے اپنی نفرت اور ضد میں اپنی بیٹی کو مار دیا اب میری بیٹی کو جیتے جی مار دیں گے۔

عائشہ آج پہلی بار انکے سامنے بولی۔

آپ نے اچھا نہیں کیا بابا جان۔حسان شاہ بھی بولے تھے۔جبکہ عالیہ بیگم عائشہ کو سنبھال رہی تھیں۔

رمل چپ کھڑی تھی۔اسے آغا جان سے ایسی امید نہیں تھی۔

سب انہیں شکوہ کناہ نظروں سے دیکھتے چلے گئے۔

جبکہ وہ خود بھی بے یقین تھے۔ ذرا سی بات کو انہوں نے اپنی آنا میں کتنی بڑی بنا دیا تھا۔ انہیں پھر سے ملال نے آن گھیرا۔ شاید یہ پچھتاوا ساری زندگی کے لیئے انکے ساتھ رہنا تھا۔

لیکن وہ تو اسے معاف کر چکے تھے نا اسکی جوان لاش کو دیکھتے وہ کیسے اس سے اٹھ جانے کی منتیں کر رہے تھے۔

لیکن پھر وہ مہر کو کس چیز کی سزا دے رہے تھے۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پائے۔ پچھتاوا کے ناگ انہیں ڈسنے لگے تھے وہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ بیڈ پر ڈھ گئے۔

تم کیا گئ غموں نے جیسے ہمارے گھر کا راستہ دیکھ لیا۔ وہ دل میں اس سے مخاطب تھے۔
ماضی کو سوچتے انہوں نے آنکھیں موند لیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے انکے اس قدم نے مہر کے دل میں بچی انکی محبت مو ہمیشہ کے لیئے ختم کر دیا تھا۔ جس پر انہیں زندگی بھر پچھتانا تھا۔

❤❤❤❤❤

وہ کمرے کے آتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ آخر کیا قصور ہے اسکا کیوں کرتے ہیں آغا جان اس سے اتنی نفرت۔

آخر کیا کیا ہے مینے۔بابا آپ تو کہتے ہیں میں آپکی شہزادی ہوں۔کیا شہزادیوں کے وجود کی ایسے نفی کی جاتی ہے۔ایسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر انکے دل توڑے جاتے ہیں۔

وہ روتے حسن صاحب سے مخاطب تھی۔

اللہ جی میرا کیا قصور ہے۔آغا جان کو مجھ سے کیا مسلہ ہے۔مینے آخر ایسی کیا غلطی کی ہے۔جسکی سزا مجھے مل رہی ہے۔ہچکیوں سے روتے وہ اللہ سے شکوہ کرنے لگی۔

جب اچانک اسکے کمرے کی کھڑکی سے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔
آنے والے کو دیکھتے وہ چھپاک سے اسکے سینے سے لگی تھی۔
اسکے گرد بازوں کا حصار باندھتے عالم نے ہونٹ بھینچھے۔

عالم صرف اسکا دوست نہیں اسکے اور انوشے کے لئے ایک بھائی جیسا تھا۔جسنے ہر قدم پر بھائی ہونے کا فرض نبھایا تھا۔

وہ بچپن سے دیکھتا آرہا تھا۔ آغاجان کا رویہ مہر کے ساتھ ناقابل برداشت تھا۔ کبھی کبھار تو اسکا دل کرتا کہ انہیں جھنجھوڑ دے اور پوچھے انسے آخر کیا قصور ہے اس معصوم کا۔

اسکی منموہنی صورت کو دیکھتے بھی آخر انکا دل کیوں نہیں پگھلتا۔ لیکن حسن صاحب کی قسم سے مجبور تھا۔

اسے یاد تھا ایک بار آغاجان نے مہر کو تھپڑ مار دیا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ سب کے سامنے انکے سینے سے لگ گئ تھی۔

تب عالم ان سے باز پرس کرنے لگا تھا لیکن حسن صاحب نے بہت مشکل سے اسے روکا تھا اور اسے مہر کی قسم دی تھی۔ کہ وہ آئیندہ کبھی بھی آغاجان کے سامنے مہر کے لیئے نہیں بولے گا۔

وہ چپ ہو گیا۔ لیکن آج اسے چپ رہنا مشکل لگ رہا تھا۔ اسکا سفید رنگت میں غصے کی وجہ سے سرخی گھلی تھی

۔ع۔عالی وہ کیوں کرتے ہیں مجھ سے اتنی نفرت ۔ مینے کیا بگاڑا ہے انکا۔میں بچپن سے انکا یہ رویہ دیکھتی آرہی ہوں۔ل۔ لیکن اب۔اب نہیں۔م۔میں یہاں ن۔ نہیں رہوں گی۔عالی۔میں تیرے ساتھ چلی جاوں گی۔

اسکی معصوم سی دھمکی پر وہ مسکرایا۔

مہر۔ادھر آو۔اسکا چہرہ سامنے کرتے اسے بٹھایا تھا۔

سب سے پہلے رونا بند کرو۔عالم کی گڑیا۔تو کمزور نہیں کہ بات بات پہ روئے۔

اب میری بات سنو۔مجھے نہیں پتہ وہ تم سے نفرت کیوں کرتے آج جو بھی ہوا۔مجھے ان سے ایسی امید نہیں تھی۔ لیکن خیر آج کے بعد تو ان سے بات ہی نہیں کرے گی۔وہ نہیں دیکھنا چاہتے نا تیری شکل تو تو کبھی انکے سامنے نہیں آئے گی۔ لیکن گھر چھوڑنے کی بات نہیں کرتے پاگل۔

انکے علاوہ سب تجھ سے کتنا پیار کرتے۔تو انکی سزا سب کو دے گی۔ہم سب کے بغیر رہ لے گی تو۔اسنے نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر۔بس آج سے ہم ہٹلر کو فل اگنور کریں گے۔اوکے۔

اسنے ہاتھ کا مکا بناتے سامنے کیا۔ تو مہر نے مسکراتے ہاتھ کا مکا بناتے اسکے ہاتھ سے ٹکرایا تھا۔

اب بلکل بھی نہیں رونا۔ باقی سب کتنے پریشان ہیں جاو شاباش باہر جاو۔ اور دکھاو سبکو کہ مہر ماہ شاہ بہت سٹرونگ ہے۔

اور تو فکر مت کر اب میری غیرت جاگ گئ ہے اب تو دیکھ میں۔ کیا کرتا ہوں۔

اسکی آخری بات پر وہ ہس پڑی۔ تو عالم نے سکون کی سانس لی۔

جاو اب منہ دھو اور نیچے جاو۔ اسے نیچے بھیجتے اسنے عائشہ ماما کو ڈن کا میسج کیا تھا۔

اسکے سامنے مہر کا چہرہ لہرایا وہ اتنی پیاری تھی کہ کوئ بھی اسے دیکھ کر پگھل جاتا۔

لیکن جانے کیسا پتھر دل تھا انکا جو ہر بار اسکی چاکلیٹی گڑیا کا دل توڑ دیتے تھے۔

اسے عائشہ نے ہی فون کیا تھا۔ کسی کی بھی اسکے پاس جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ جب وہ پوچھے گی نفرت کی وجہ تو کیا جواب دیں گے وہ۔۔

۔لیکن سب ہی جانتے تھے عالم اسے سنبھال لے گا۔اور یہی ہوا۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ دھلا دھلا چہرہ لیے باہر آئی۔ماما۔کھانا دے دیں۔بھوک لگی ہے۔

وہ ڈائینگ ٹیبل کے گرد رکھی چیئر پر بیٹھتی نارمل بولی تھی۔

سب نے سکون کا سانس لیا۔حسن صاحب اپنے کمرے میں تھے۔حسان صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

بابا۔وہ انکے کمرے میں آئی وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے لیٹے تھے۔اسکی آواز پر انہوں نے ہاتھ ہٹاتے اسے دیکھا اور اٹھ بیٹھے۔

لیکن نظریں چرا گئے۔اپنے بابا کو یوں نظریں چراتے دیکھ اسکے دل میں درد اٹھا تھا۔

بابا مجھے بھوک لگی ہے۔آپکو نہیں لگی۔وہ انکے پاس بیٹھتی بولی۔تو انہوں نے اسکا چہرہ دیکھا۔نا جانے کیسے انکی بیٹی ہر بار چپ چاپ سب کچھ بھلا دیتی تھی۔اس نے کچھ نہیں پوچھا۔

تو انہوں نے سکون سے اسے دیکھا۔انکی کل کائنات تھی وہ۔

ہاں لگی ہے بیٹے۔

تو پھر چلیں نا۔وہ انکا ہاتھ پکڑتی زبردستی باہر لے آئی۔پھر سب نے مل کر کھانا کھایا تھا۔آغا جان پہلے بھی اپنے کمرے میں کھاتے تھے بس ناشتہ سب کے ساتھ کرتے تھے۔اس لیے وہ سکون سے اب کھانا کھارہی تھی۔اسے دیکھتے باقی سب بھی اداس سے مسکرا دیئے۔

❤❤❤❤

حال۔۔!!

آل ڈن۔۔یس۔احمر نے راستہ صاف ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ خاموشی سے شہباز کے گھر میں داخل ہوا تھا۔سیکورٹی کو وہ لوگ پہلے ہی توڑ چکے تھے۔غازی سٹڈی روم جبکہ احمر اپنی ٹیم کے ساتھ بیسمینٹ کی جانب بڑھا تھا۔

سٹڈی روم کا دروازہ کھولتے اسنے سکون سے اندر قدم رکھا اسنے سارا نقشہ پہلے ہی دیکھ لیا تھا اس لیے اسے کوئی مشکل نہیں ہوئی۔سٹڈی کی فائلز نکالتے اسے آخر اپنے کام کی فائل مل گئی۔

اس فائل میں سے اسنے پیپرز نکالتے اپنی جیب میں رکھے۔اور ڈرور کنگالے۔لیکن ایک لاکڈ تھا۔
اسنے ہاتھ میں پکڑی پن لگائی جو وہ ساتھ لے کر آیا تھا۔پن کو ایک ٹرک سے گھوماتے اسنے لاک اوپن کر لیا۔ڈرور کھلتے اسے اپنی مطلوبہ چیز مل گئ۔

اسکی آنکھیں چمکیں۔وہ چیز نکالتے اپنی جیب میں رکھی اور باہر کی جانب قدم بڑھائے۔
بیسمنٹ پہنچتے وہ جان چکا تھا کہ شہباز کے کتے جاگ گئے ہیں افرا تفری مچ گئ تھی۔کیونکہ بیسمنٹ میں ڈرگز کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ کئ لڑکیاں بھی قید تھی۔

غازی سمیت ان سب نے منہ رومال باندھ رکھے تھے۔

غازی جب اندر داخل ہوا تو سب لوگ احمر لوگوں کو گھیرے میں لیے۔کھڑے تھے۔
جبکہ پاس ہی قریبا آٹھ لڑکیاں ڈری سہمی سی سائیڈ پر کھڑی تھیں۔
وہ لوگ احمر کا چہرہ دیکھنے کی کوشش میں تھے۔

کون ہے تو کس نے بھیجا ہے تجھے بول۔ایک آدمی بولا تھا۔

مجھ سے پوچھ۔میں بتاتا ہوں کون ہوں میں۔وہ سکون سے بولا تو۔

آدمیوں نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا کون ہے رے تو۔

تیرے باپ کا باپ ہوں اسنے سکون سے کہتے انہیں بے سکون کیا تھا۔

ایک آدمی اسکی طرف بڑھا لیکن آ سنے اپنی جگہ پہ کھڑے ہی ایک ہاتھ کے وار سے اسے دور اچھالا تھا۔باقی سب ڈر کر پیچھے ہوئے

۔لیکن پھر بھی لڑنے کے لیئے بڑھے۔احمر بھی اپنے اوپر گن لے کر کھڑے آدمی کی ٹانگ پر وار کرتا تیزی سے سیدھا ہوا تھا۔اور اس آدمی کی گردن پکڑی۔جبکہ انکے باقی آدمی لڑکیوں کو نکالنے لگے تھے۔

غازی اور احمر کے ساتھ دو اور لڑکے شہباز کے ہر آدمی کا وار ناکام کرتے لڑکیاں نکالنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

ایک آدمی نے پیچھے سے غازی کے سر پر وار کرنا چاہا۔

لیکن اسکے سائیڈ پر ہونے سے چاقو سیدھا اسکے بازو میں لگا تھا۔غازی نے پلٹ کو اسے دیکھا۔اسنے پھر سے وار کرنا چاہا۔جو غازی نے سر پیچھے کو کرتے روکا تھا۔

اور ایک ٹانگ اسکے پیٹ میں مارتے اسے دور اچھالا تھا۔آگے بڑھتے وہی چاقو اٹھاتے اسکے پیٹ میں گھونپا تھا۔

وہ لوگ تیزی سے اسکے آدمیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے آگے بڑھے تھے۔

جب شہباز بوکھلایا تھا باہر آیا تھا۔باقی سب کو چھوڑتے غازی اسکی طرف بڑھا وہ دونوں گھتم گھتا ہوئے تھے۔لیکن غازی کے آگے وہ ہار گیا۔

اسے اچھی طرح دھونے کے بعد غازی نے اپنا خنجر نکالا جس سے اب تک وہ لوگوں کو بے حال کرتا آرہا تھا۔وہ خنجر نکالتے اسے منہ پر نشان بنایا تھا۔

پھر اسے اٹھاتے کھڑا کیا۔

بہت شوق ہے نا تجھے مردانگی دکھانے کا۔ ہر روز ایک نئے پھول کو کچلنے کا تو دیکھ آج میں تیری مردانگی کیسے نکالتا ہوں۔ کہتے غازی نے اسکی ٹانگوں کے درمیان اپنا گھٹنا مارا تھا۔ ایک بار نہیں بار بار۔

جبکہ وہ اب درد سے بے حال تڑپ رہا تھا۔ اسے چھینکتے غازی نے اپنے پاوں کو روکا نہیں جب تک اسکے منہ سے آوازیں آنا بند نا ہو گئیں۔
کیونکہ وہ درد سے اب چیخ بھی نہیں پا رہا تھا اسکا حال پاگل کتے جیسا ہوا تھا۔ غازی نے اسے گھسیٹ کر لیجاتے اسکے کمرے کے آگے باندھا تھا۔

جب ایک آدمی کو اشارہ کیا انہوں نے ہر طرف پیٹرول ڈالنا شروع کیا۔ پورے بنگلے پیٹرول سے نہلاتے وہ لوگ باہر نکلے تھے۔
جب تک شہباز کی مدد کو کوئی پہنچتا وہ لوگ باہر نکل چکے تھے۔

اپنے منہ سے نکلتے خون کو تھوک کر غازی نے لائٹ جلا کر پھینکتا تھا آگ نے تیزی سے پورے بنگلے کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔
وہ لوگ دھواں اڑاتے وہاں سے نکلے تھے۔

پیچھے انکی مدد کو پہنچے لوگ ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہ گئے۔

شہباز کنگ کا خاص آدمی تھا۔اسے بھی کنگ کے جیسے لڑکیوں سے کھیلنے کی بیماری تھی۔

غازی نے اپنا پہلا نشانہ اسے بنایا تھا۔وہ جانتا تھا وہ ابھی کنگ جتنا مضبوط نہیں اور شائید ہی وہ کنگ کے آدمی پہنچنے سے پہلے واپس آجاتے۔

وہ جانتا تھا شہباز کو مارنے کے بعد کنگ بھوکے شیر کی طرح اسکی تلاش کرے گا۔

کیونکہ وہ کنگ کے خلاف ٹھوس ثبوت اور خاص انفار میشن لے آیا تھا۔

لیکن اسے شہباز پر بہت غصہ تھا۔کیونکہ اسے کچھ دن پہلے پتہ چلا اسنے عمر نامی آدمی کی بیوی کو اسکے سامنے مار دیا۔

اور اسی شام ایک جوان لڑکی کے ساتھ زیادتی کی اسی کی ماں کے سامنے۔

اسکی گناہوں کا گڑھا بڑھ چکا تھا اور غازی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔اسکے پاس نا تو خاص اسلحہ تھا نا آدمی لیکن ڈرتا ناوہ کل تھا نا آج لیکن پھر بھی وہ کامیاب رہے۔

شہباز گھر کے ساتھ اسکے بھی چیتھرے اڑ گئے تھے۔لڑکیوں کو سیفلی پہنچانا آگے احمر اور میجر کا کام تھا۔۔

غازی تو ٹھیک ہے۔گاڑی ڈرائیو کرتے احمر نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

کیونکہ اسکے بازو سے بھل بھل کر خون نکل رہا تھا۔چاقو کچھ زیادہ ہی گہرا لگا تھا۔اسے خود بھی چوٹیں آئی تھیں۔لیکن اتنی گہری نہیں۔غازی نے خون روکنے کی کوشش کرتے ہاں میں سر ہلایا۔

تبھی وہ لوگ ایک کلینک پہنچے تھے۔یہ ڈاکٹر انہی کا اپنا تھا اس لیے سکون سے مرہم پٹی کروائی۔

غازی کا زخم گہرا تھا اور خون بھی اتنا ضائع ہو چکا تھا تو ڈاکٹر نے اسے ریسٹ کرنے کا بولا۔لیکن وہ صرف ڈریسنگ کروا کر میڈیسن لیں اور ان سنی کرتا آگیا۔

اسے اس وقت آرام اور سکون کی ضرورت تھی۔جو اسے صرف اپنی روز کے پاس ملتا۔
زرنور کو وہ یہ بول کر آیا تھا کہ اسکے دوست کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔جبکہ اسکے پاس میڈ تھی۔

اس لیے وہ اطمنان سے اپنا کام ختم کرتا واپس آیا تھا۔وہ آرام سے روم میں آیا۔اندھیرا تھا اسنے شکر کیا۔خاموشی نے آرام دہ کپڑے لیتے باتھ روم میں بند ہوا۔وہ باہر آیا تو اب ٹراوز شرٹ میں تھا۔پٹی گیلی ہو چکی تھی۔اسنے فرسٹ ایڈ بوکس نکالا۔

ڈرسینگ روم میں جاتے دوبارہ پٹی کی تھی۔ہاتھ دھوتے وہ واپس آیا تو اسے ایسا فیل ہوا جیسے زرنور بیڈ پہ ناہو اسنے لائٹ جلائی تو اور کمبل کھینچا۔تکیے رکھے گئے تھے۔

جبکہ وہ خود نہیں تھی۔اسکے ماتھے پر بل پڑے۔میڈ تو دوسرے روم میں تھی۔شاید اسکے ساتھ۔اسنے آہستہ سے دروازہ کھولا۔لائٹ اون تھی۔وہاں صرف ایک ہی وجود تھا۔

زرنور کہاں گئی۔اس وقت۔یہ سوچ آتے اسکا دل ڈھڑکا۔اسنے کچن ڈائینگ روم یہ جگہ دیکھ لیا وہ کہیں نہیں تھی۔

غازی کو ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکی جان نکلنے والی ہو۔اچانک اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا۔سٹڈی روم۔وہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔

سٹڈی روم میں داخل ہوتے اسکی جان میں جان آئی کیوں وہ سامنے چھوٹے سے بیڈ نما صوفے پر سو رہی تھی۔

وہ گہری سانس لیتے آگے بڑھا۔وہ اسکی شرٹ کو صوفے پر پھیلائے شرٹ کے بازو پر سر رکھے گہری نیند میں تھی۔

وہ مسرایاوہ شاید اس سے چھپنے کے لیئے یہاں آئی تھی۔کیونکہ اسکی بانہوں میں سونے کی جو عادت لگی تھی۔اسکی وجہ سے ناراض تھی۔اسنے جھک کر اسے اٹھایا۔

ایسے کرنے سے اسکے بازو میں تکلیف اٹھی جسے وہ نظر انداز کر گیا۔احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹاتے اپنی شرٹ اتار کر پھینکی۔اور بیڈ پر لیٹتے اسے اپنی طرف کھینچا تھاوہ سیدھا اسکے سینے پر آگری۔صد شکر کے چوٹ بائیں بازو پر تھی۔

"اگر تھوڑی دیر اور تم مجھے نظر نا آتی تو خدا قسم آج میری سانسیں یہیں تھم جاتیں۔ "
اسے بانہوں میں بھینچتے اسکے کان میں سر گوشی کی وہ کسمسائی۔لیکن اسکی خوشبو محسوس کرتے دوبارہ اسکے سینے میں منہ دیتی سو گئی۔

وہ اسکی حرکت پر مسکرایا اور اپنا حصار تنگ کرتے آنے والے کل سے انجان سکون سے آنکھیں موند گیا۔

❤❤❤❤❤

ہم تو مطلب ریشماں بائ بھی ان سب میں شامل ہے۔۔وہ باسط کی بات سن کر بولی۔

ٹھیک ہے۔ نظر رکھو اس بار جب بھی وہ لڑکیوں کو بھیجا جائے گا۔ تو ہم لوگ اپنا دوسرا وار کریں گے۔

امید ہے اس بار ہم لوگ خالی ہاتھ نہیں لوٹیں گے۔ ایک ایک چیز کی خبر رکھو۔ کچھ بھی ہماری نظروں سے اوجھل نا ہو۔

ایک دو باتیں اور اسے بتاتی وہ عمر کے وارڈ کے طرف بڑھی تھی۔

اسنے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ سامنے ہی وہ ہوسپٹل کے بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے۔ زمین کو گھور رہا تھا۔

کافی دنوں سے اسے میڈیسنز اور انجیکشنز دیے جا رہے تھے اسکی حالت قدرے بہتر تھی اس لیے وہ آج اس سے بات کرنے آئ تھی۔

اسکے پہلے بھی کچھ سیشنز اسکے ساتھ ہو چکے تھے۔اسنے آہٹ پر بھی سر نہیں اٹھایا۔عینا آہستہ سے چلتی بیڈ کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔

کمرے میں گہری خاموشی تھی کچھ دیر بعد وہ بولی کیا دیکھ رہے ہو۔
وہ چونکا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔نا سمجھی سے عینا کو دیکھا۔
کیا دیکھ رہے ہو۔۔وہ پھر سے بولی۔تو اسنے نفی میں سر ہلایا۔

سلمہ یاد آتی ہے۔اسنے پوچھنے کے ساتھ ہی اسکے چہرے کو دیکھا۔جہاں کرب اور اذیت در آئی تھی۔
وہ بھولتی کب ہے جو یاد آئے۔وہ دھیرے سے بولا اسکی آواز میں دنیا جہان کی معصومیت اور تکلیف تھی۔عینا نے تکلیف سے اسکی طرف دیکھا۔

ابھی تو اسکی زندگی شروع ہوئی تھی۔اتنی سی عمر میں زندگی کتنا بڑا دکھ دے دیا تھا۔محبوب کی جدائی انسان کو تکلیف دیتی ہے لیکن پھر بھی ایک امید تو ہوتی ہے کہ کم از کم وہ چہرہ تو دیکھنے کو ملتا ہے۔لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی محبت کو موت کے منہ میں جاتا دیکھ کیا گزرتی ہے یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

وہ گہرا سانس لیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ کھڑکی کے قریب جاتے وہ پھر سے بولی۔

جس آدمی نے تمہاری بیوی کو مارا تھا اسنے اسی دن ایک ماں کے سامنے اسکی بیٹی کے ساتھ زیادتی کی تھی۔

نا صرف اسکے ساتھ اور بھی نا جانے کتنی لڑکیوں کے ساتھ۔ وہ حوس پرست جانور تھا تمہاری بیوی خوش نصیب تھی جو اسکی روح داغدار ہونے سے بچ گئی۔

لیکن وہ کہتے ہیں نا کوئی اور تو نہیں لیکن خدا دیکھ رہا ہے۔ اور دیکھو خدا نے اسے کیسی سزا دی۔

عمر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اسکے گھر میں آگ لگ گئی وہ اس آگ میں اپنے گھر سمیت جل کر راکھ ہو گیا

۔ کیسی بھیانک موت دی ہے خدا نے اسے کہ اسکے وجود کو کفن تو دور کی بات ہے اسکا وجود ہی نہیں بچا۔

میں جانتی ہوں جو بھی ہوا وہ سب برداشت کرنا آسان نہیں لیکن جو بھی ہوا یہی حقیقت ہے یہی زندگی ہے۔

کبھی دکھ کبھی سکھ۔ کبھی آسان کبھی تکلیفوں سے بھری۔ لیکن عمران سب میں تمہارے گھر والوں کا کیا قصور ہے۔انہوں نے اپنی بیٹی جیسی بہو کو کھو دیا۔اور تم انکا بیٹا بھی چھین رہے ہو۔

تمہیں پتا ہے عمر" زندگی میں ہر چیز کے بدلے دوسری چیز مل جاتی ہے لیکن اگر نہیں ملتے تو ماں باپ "۔۔

جنہیں تم اپنا غم دے رہے ہو۔ماں باپ سے بچھڑنے کا غم کوئی مجھ سے پوچھے۔انکے بغیر زندگی ایسے ہے جیسے

" تپتی دھوپ میں ہمیں کسی نے ریگستان میں لا کر کھڑا کر دیا ہو۔جہاں دور دور تک چھاؤں کا کوئی آسرا نہیں۔انسان بے یار و مدد گار اس تپتے ریگستان میں نا چاہتے ہوئے بھی سانس لیتا ہے۔۔۔ "

لینی پڑتی ہے۔ کیونکہ اسکے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں بچتا۔
وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بول رہی تھی۔

کیا آپکے ساتھ بھی کوئی ایسا حادثہ ہوا ہے جسنے آپکی زندگی سے ماں باپ کی چھاوں کو چھین لیا۔ وہ اسے یوں دیکھ کر بولا
تو وہ جیسے کسی خواب سے جاگی ہو۔

ہم کچھ ایسا ہی سمجھ لو اسنے مبہم سا کہا تھا۔ خیر تمہارا ٹریٹمینٹ قریبا مکمل ہو چکا ہے۔

اب تمہیں چاہیئے کہ نئی زندگی کی شروعات کرو۔ جو ہوا اسے بھولنا آسان نہیں لیکن کوشش تو کی جا سکتی ہے۔

میں کوشش کروں گا۔ آپ کا بہت بڑا احسان ہے مجھ پر اگر آپ اس دن نا آتی تو وہ لوگ شائید مجھے مینٹل اسائیمنٹ بھیج دیتے۔ اگر زندگی میں کبھی آپکو میری مدد کی ضرورت پڑی تو میں حاضر ہوں۔

مینے کوئ احسان نہیں کیا یہ میرا فرض تھا۔بس کچھ اور دنوں تک تم مکمل صحتیاب ہو جاوگے۔پھر تم گھر جاسکتے ہو۔اور شکریہ وہ اسکی آخری بات پر بولی تو اسنے ہلکاسا مسکراتے سر ہلایا۔

عینا اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئ۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مجھے جانے دو پلیز میرے بابا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔وہ چیخ چیخ کر تھک چکی تھی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

وہ صبح سے یہاں بند تھی۔اسے جب ہوش آیا تو خود کو اس بند کمرے میں دیکھ خوفزدہ ہو گئی۔

اسنے چیخا چلانا شروع کیا لیکن اسکی آوازیں سن کر بھی کوئی نہیں آیا۔تھک ہار کر وہ چپ ہو گئی۔
اسے جانے وہاں کتنے گھنٹے بیت گئے جب کسی کی آہٹ پر وہ چونکی۔
آنے والے کو دیکھ اسکے چہرے پر بے یقینی تھی۔اسے مرتسم سے ایسی امید نہیں تھی۔

کیسی ہو سویرا۔وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولا۔وہ اسکے پاس بیٹھا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

ارے کیا ہوا ڈر لگ رہا ہے۔ابھی دو دن پہلے ہی تو تم میری بانہوں میں آنے کے لیئے ترس رہی تھی۔اب کیا ہوا۔

نہیں نہیں بقول تمہارے مینے تو تمہارے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تھی۔وہ زبردستی پر زور دے کر بولا۔۔

اس دن تو کام ادھورارہ گیا تو کیوں نا آج پورا کر لیا جائے۔وہ سائیڈ سمائل دیتا اسے پاس آیا تو وہ دیوار سے چپکی۔

وہ اب تک بے یقین تھی اسنے مرتسم کا ایسا روپ کہاں دیکھا تھا۔

نونو۔مرتسم ایم سوری۔پلیز مجھے معاف کردو۔میں غلط تھی۔پ۔پلیز۔م۔مجھے جانے دو۔بات کرتے لہجہ لڑکھڑا گیا۔

مرتسم دو قدم آگے آیا اسنے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دبک کر پیچھے ہٹی۔ارے کیا ہوا بے بی کو ڈر لگ رہا ہے۔وہ مصنوعی مسکراہٹ سے بولا۔جبکہ آنکھیں آگ اگل رہی تھیں۔

وہ آگے بڑھا اور اسکے بال مٹھی میں جکڑے تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے طرح گھٹیاں ہوں۔

وہ درد کی شدت سے چلا اٹھی لیکن مرتسم نے اسے چھوڑا نہیں وہ اسے گھسیٹ کر لایا جہاں ٹیبل پر لیپ ٹوپ پڑا تھا اور میں عینا کی تصویر چمک رہی تھی۔۔

غور سے دیکھو۔ یہ جو لڑکی ہے نا یہ مرتسم میر کی زندگی ہے میری نس نس میں بستی ہیں یہ۔

تم نے جو میرے ساتھ کیا میں تمہیں بخش دیتا۔ لیکن تمہاری وجہ سے میری زندگی کی آنکھوں سے جو موتی بے مول ہوئے اس پر تمہیں نہیں بخش سکتا۔

بے فکر رہو تمہارے جیسا گھٹیا نہیں ہوں جو کسی کی عزت سے کھیلے۔
تم لڑکیاں سمجھتی ہو صرف تم لوگوں کی ہی عزت ہے ہم لڑکے تو بس لٹیرے ہیں وہ طنزیہ بولا تو وہ شرمندگی سے کچھ بول ناپائی۔

سزا تو تمہیں ملے گی۔ اسنے فون نکالا۔ اور ایک ویڈیو پلے کیا ور فون اسکی طرف بڑھایا یہ اس ہوٹل روم کی ویڈیو تھی وہ خوفزدہ ہوتی دو قدم پیچھے ہٹی۔

یہ جس ویٹر سے تم نے یہ سب کروایا وہ تمہیں ڈبل کر اس کرنے والا تھا ہماری ویڈیو بنا کر تمہیں بلیک میل کرنے والا تھا۔
اسنے اس روم میں کیمرے لگا رکھے تھے۔ وہ بولا تو وہ شرمندگی کی اتھاگہرائیوں میں ڈوبی۔

مجھے معاف کر دو مرتسم۔ میں بھٹک گئ تھی۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔

معاف کر دوں۔۔؟
لیکن اس سے پہلے یہ ویڈیو تمہارے باپ کو بھیج دوں پھر تمہاری معافی کی طرف آتے ہیں۔ وہ دانت پیستے بولا تو وہ سفید پڑ گئ۔

ن۔ نہیں۔ مر۔ تسم۔ ا۔ یسام۔ مت کرو۔ وہ مر جائیں گے۔ وہ گڑ گڑا کر بولی۔

اور وہ جو تم نے کیا ان سب کے بعد میری عین کو کچھ ہو جاتا تو۔ اگر وہ یہ سب برداشت نا کر پاتیں تو وہ ڈھاڑا تھا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تمہیں خدا کا واسطہ پلیز یہ مت کرو۔ میں تمہارے پاوں پڑتی۔ وہ اسکے پاوں میں بیٹھ گئ۔

تمہیں تمہاری عین کا واسطہ پلیز میری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دو۔

مرتسم نے تاسف سے اسے دیکھا۔ پھر جھک کر اسے اٹھایا۔

سامنے رکھی چئیر پر اسے بٹھاتے۔ اسنے زمین سے اسکا ڈوپٹا اٹھا کر اسے دیا۔ پانی کا گلاس اسکے سامنے کرتے وہ اسکے ساتھ رکھی چئیر پر بیٹھ گیا۔

میرا مقصد تمہاری عزت نفس کو کچلنے یا تمہیں بدنام کرنا نہیں۔ میں صرف تمہیں تمہاری غلطی کا احساس کروانا چاہتا تھا۔ جو تمہیں ہو چکا ہے۔

زندگی میں کبھی بھی جوش یا غصے میں اٹھایا گیا قدم ہمیں بربادی کی طرف ہی لے جاتا ہے۔

آج میں تھا لیکن کل کو اگر کوئی اور ہو گا تو ہر کوئی مرتسم میر نہیں ہو گا جو تمہیں بخش دے گا۔

اس لیے آئیندہ دھیان رکھنا۔ چلو اٹھو اب تمہیں گھر جانا چاہیے۔

وہ چپ چاپ اسکی باتیں سنتی رہی۔ پھر اسکے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں غصے میں خود کی عزت کو دو ٹکے کا کرنے چلی تھی۔
بہت بہت شکریہ تم نے مجھے صحیح راستہ دکھایا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے بولی۔

تو مرتسم نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔ اب جاو۔
وہ اٹھی۔

اور ہاں اس ویٹر کی فکر مت کرو۔اس سے ساری ویڈیوز لے کر ختم کر دی ہیں اور اسکو سزا بھی مل چکی اب وہ پولیس کی حراست میں ہے۔

آئندہ ہر کسی پر بھروسہ مت کر لینا۔وہ سر ہلاتی۔ مردہ قدموں سے باہر نکل گئ۔باہر ڈرائیور اسکے انتظار میں تھا جسے مرتسم نے اسے اسکے گھر چھوڑنے کا بولا تھا۔

❤❤❤❤

آنکھیں بند کرتے آنسو ٹوٹ کر بہے تھے۔ کتنی غلط تھی وہ خود کو بے مول کرنے چلی تھی۔

اسنے آج تک جو ضد کی اسکے بابا نے پوری کی تھی اس لیے وہ خود سر ہوتی چلی گئ۔لوگوں کو جوتی کی نوک پر رکھتی تھی۔لیکن آج۔۔

اج۔اسے اپنے دوستوں کے ساتھ کیا گیا اپنا برا رویہ۔بد سلوکی۔سب یاد آتا گیا۔

شاید صحیح کہتے ہیں لوگ کچھ لوگوں کو سنبھلنے کے لیئے ٹھوکر کی ضرورت ہوتی ہے کہ

۔جب وہ ٹھوکر کھا کر گرے تو وہ سیدھے راستے کا انتخاب کرے۔اور سویرا کو وہ ٹھوکر لگ چکی۔

اور اسے سیدھا راستہ بھی مل چکا تھا اور یہ راستہ دکھانے والا اسکا محسن تھا جسے وہ بدنام کرنے چلی تھی۔

لیکن کہتے ہیں نا۔۔۔

مدعی لاکھ برا چاہیے کیا ہوتا ہے۔۔وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔۔

ماضی۔۔:

وہ صبح کالج پہنچی تب بھی اسکا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔
بے چینی سے سٹاف روم کی طرف دیکھتی۔ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔

ابھی کلاسز شرع ہونے میں وقت تھا۔عالم کا ڈپاٹمنٹ الگ تھا اس لیے وہ چلا گیا تھا۔جبکہ اسنے انوشے کو بھی اپنے ساتھ یہاں کھڑا کر رکھا تھا۔

تو کرنا کیا چاہ رہی ہے آخر۔انوشے تنگ آتی پوچھ بیٹھی۔

بتاتی ہوں لیکن ابھی نہیں ابھی تو میں اس۔

سامنے ہی اسے آتا دیکھ وہ انوشے کا ہاتھ پکڑتی تیزی سے رخ موڑ گئ۔
پھر چپکے سے آنکھ سے اسے سٹاف روم میں جاتا دیکھ اتنی ہی تیزی سے مڑی تھی۔
تو رک میں آتی ہوں۔ لیکن بتا تو جا کہاں رہی۔

آ کہ بتاتی ہوں وہ تیزی سے سٹاف روم کی جانب بڑھی۔نوک کرتے اندر سے اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئ۔

تو آہان شاہ نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ حیرت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔وہ اسے پہچان گئے تھے۔

مہرماہ شاہ۔بے آواز انکے لب ہلے۔مجھے بات کرنی تھی آپسے۔
وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

تو وہ ہوش میں آئے۔۔

جی۔۔۔وہ اسکے مقابل آیا۔

وہ چہرہ جھکائے زمین پر دیکھ رہی تھی۔اس دن جو کچھ بھی ہوا۔وہ مس انڈرسٹینڈنگ تھی۔لیکن میں خود آپ سے سوری کرنے آئی تھی اور آپ نے سوری ایکسیپٹ بھی کرلی تھی۔

تو پھر آپ نے آغاجان کو ان سب میں کیوں انوالو کیا۔وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں بولی۔تو

وہ چونک گئے۔آہان شاہ کے دادا ذولفقار شاہ کے پرانے اور گہرے دوست تھے۔اس لیے آہان بھی انہیں بہت اچھے سے جانتا تھا اور یہ بھی کہ مہر آغاجان بھی انہیں ہی کہہ رہی ہے۔

لیکن وہ حیران تھے۔مینے۔۔۔؟وہ سوالیہ انداز میں بولے۔

جی آپ نے وہ ایسے ہی چہرہ جھکائے بولی۔

جو بھی ہوا وہ کالج کی بات تھی۔اور ہم نے محض چھوٹی سی شرارت کی تھی لیکن آپ نے چھوٹی سی بات کو اتنی بڑی بنادیا اور۔بولتے اسکی آواز بھرا گئی اور گلے میں آنسو کا پھندا سا تھا وہ چپ ہو گئی۔

جبکہ آہان شاہ ششدرہ کھڑے تھے۔انہوں نے سرسری سرسری اپنے والد سے مہر کی شرارت کا ذکر کیا تھا۔لیکن وہ ہستے ہوئے انہونے سرسری زکر کیا تھا۔

وہ جانتے تھے اسکے والد تھوڑے سخت مزاج تھے لیکن انہیں یہ امید نہیں تھی کہ وہ سید ھاذولفقار شاہ تک ہی یہ بات پہنچادیں گے۔

کیا آپکو آغاجان نے کچھ کہا ہے۔وہ بات ادھوری چھوڑ گئے۔وہ بھی انہیں آغاجان ہی کہتے تھے

کچھ۔۔۔؟ آپکی وجہ سے آغاجان نے ہمیں۔

وہ بات ادھوری چھوڑتی لب بھینچ گئ۔

اسنے بھیگی پلکیں اٹھاکر انہیں دیکھا تو آہان شاہ کو لگا جیسے انکا دل ڈھڑکنا بھول گیا ہو۔

سفید رنگت، گھنی بھیگی پلکوں کی آڑ میں چھپی بھوری آنکھیں جو اس وقت سرخ ہورہی تھیں۔

چھوٹی سی تیکھی ناک جسمیں پہنی ہیرے کی چھوٹی سی نتھ چمک رہی تھی، بھرے بھرے گلابی ہونٹ اور ہونٹوں کے عین نیچے چمکتا سیاہ تل۔۔۔

سیاہ سکارف کے ہالے میں چھپاوہ چہرہ جس پر دنیا جہان کی معصومیت تھی۔رونے کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

کالج یونی فارم میں وہ اس وقت چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔اسکے چہرے پہ چھائی معصومیت آہان شاہ کا سکون چھین گئے۔

انہونے بے اختیار پہلو بدلہ۔اور نظریں پھیر گئے۔۔

ایم سوری مجھے اندازہ نہیں تھابات اس حد تک بڑھ جائے گی۔وہ رخ پھرتے بولے۔

اندازہ تھا آپکو۔۔

اندازہ تھا آپکو۔آپ آغاجان کے انداز کو اچھی طرح جانتے تھے اسکے باوجود آپ نے بات کر بڑھا چڑھاکرانہیں بتایا۔شرم آنی چاہیئے آپکو ایک استاد ہو کر آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں تو بچے بھی آپ سے یہی سیکھیں گے۔وہ تیکھے لہجے میں بولی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئے۔

میں معذرت کر رہاہوں لیکن ٹرسٹ می مینے انہیں کچھ نہیں کہا۔

آپ نے نہیں لیکن آپکے فرشتوں نے انہیں بتا دیا ہے نا۔وہ طنزیہ بولی۔

مجھے ناتو آپ کا سوری چاہیے ناہی کوئی وضاحت میں صرف آپ سے یہ کہنے آئی تھی کہ اگر کوئی بات ہو تو اس بات کو اسی جگہ پر رہنے دیا کریں جہاں وہ بات کوئی ہو۔

دوسروں کے گھروں میں آگ لگانے والا کام مت کیا کریں تو بہتر ہے۔

ورنا جوابی کاروائی کرنا مہرماہ شاہ کو بھی اچھے سے آتا ہے۔وہ تلخ لہجے میں بولتی انھیں حیران کر گئی۔

اور انکی بات سنے بغیر ہی باہر نکل گئی۔جبکہ وہ حیران پریشان سے رہ گئے۔انہیں بلکل اندازہ نہیں تھا کہ بات اتنی بڑھ جائے گی۔

شاید آغا جان نے کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا اسکی سرخ سوجی آنکھیں یاد کر کے۔وہ متفکر ہوئے۔

نظروں کے سامنے جیسے ہی اس پری پیکر کا چہرہ لہرایا تو لب اپنے آپ ہی مسکرا اٹھے۔جس سے وہ خود بھی انجان تھے۔سٹپٹاتے خود کو ڈپٹا کیا سوچ رہے ہیں۔پھر سر جھٹک کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔

جبکہ وہ اب اپنا غصہ اتارتے آرام و سکون سے باہر نکلی تو انوشے اسے دیکھتی جلدی سے اسکی طرف آئی۔

مہر تو ٹھیک ہے اسکا سرخ چہرہ اور بھیگی پلکیں دیکھتے وہ پوچھ بیٹھی تو مہر نے اطمنان سے اسکی طرف دیکھتے سمائل کی۔

ہاں اب بلکل ٹھیک ہوں۔ کیا کر کے آئی ہے۔ انوشے نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ وہی جو کرنا چاہیئے تھا۔۔

مطلب وہ نا سمجھی سے بولی سے مہر نے اسے ساری بات بتادی جبکہ وہ منہ کھولے اسکی بات سننے لگی۔

مہر تو پاگل ہے کیا۔ وہ ہمارے پروفیسر ہیں۔ اور تو انہے ہی باتیں سنا آئی۔

تو انکی غلطی تھی جسکا احساس کروایا۔ پروفیسر ہیں تو کیا کچھ بھی کریں گے۔

اب چل کلاس کا ٹائم ہو رہا۔ آج تو ویسے ہی فیزیکس کے نیو ٹیچر آنے والے ہیں۔

پتا نہیں یہ منہوس ماری فیزکس کب جان چھڑے گی۔ وہ ناک سیکڑ کر بولی انوشے ہس دی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے فزکس کی بک بلکل نہیں پسند۔

کوئی بات نہیں ویسے بھی دو ماہ ہی تو رہتے ہیں ہمارے یہاں ۔تو اسکے بعد کونسا پڑھنا نہیں پڑے گا۔انوشے مسکراتی بولی تو مہر نے گھور کر اسے کہا۔

وہ دونوں پوزیشن ہولڈر تھیں۔ہر بار ٹاپ کرتی تھیں کیونکہ دونوں کے بابا کا خواب تھا انہیں ڈاکٹر بنانا۔اور اس خواب کو پورا کرنے کے لیے وہ سر توڑ کوشش کرتی تھیں۔اور ہر بار اچھے مارکس سے پوزیشن لے کر انکا سر فخر سے بلند کرتی تھیں۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ کلاس میں انٹر ہوئیں تو مائرہ نے انھیں دیکھتے ناک چڑھائی۔مائرہ اور اسکے گروپ کے ساتھ ان دونوں کا چھتیس کا کاکڑا تھا۔کسی صورت ایک دوسرے کو نہیں بخشتی تھیں۔

تم دونوں کا پتہ ہے جو نیو پروفیسر آئے ہیں اتنے ہینڈ سم ہیں یار۔وہ دونوں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھیں تو ساتھ بیٹھی لڑکی سے جوش سے بتایا۔

سچی۔انوشے نے منہ بنایا جبکہ مہر بھی جوش سے بولی۔

تم تو ایسے خوش ہو رہی ہو جیسے انکے ہینڈ سم ہونے سے ک ہمیں مارکس مل جانے ہیں تو بتاو میں کل ہی انھیں ایک فیئر لولی لا دوں گی تا کہ وہ اور چٹے ہو جائیں اور ہمیں نمبر ملیں۔

اسکی اگلی بات پر ساتھ بیٹھی لڑکی نے منہ بنایا جبکہ انوشے کا قہقہ گونجا۔وہ دونوں ہار ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس دی۔

اسی وقت پرنسپل نیو پروفیسر کے ساتھ اندر آئے تو سب لڑکیاں کھڑی ہو گئیں۔لڑکیاں اشتیاق سے اس ہینڈسم پروفیسر کو دیکھ رہی تھیں۔

جبکہ انوشے اور مہر نے کھلے منہ سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

سب کے سلام۔کا جواب دیتے پرنسپل نے بات شروع کی۔سٹوڈنٹس جیسے کہ آپک پتہ ہے آپکے فزیکس کے پروفیسر کو ایمر جنسی کی وجہ سے کالج چھوڑنا پڑا۔آپکے پیپیرز کو دوماہ ہی رہ گئے ہیں اس لیے ہم نہیں چاہتے آپکی سٹڈی کا نقصان ہو سو آپکو آج سے آپکے نیو پروفیسر مسٹر آہان شاہ پڑھاہئیں گے۔امید ہے آپ لوگ انہیں اچھا رسپونس دیں گے۔۔

یس سر۔سب نے سکول کے بچوں کی طرح یک زبان ہو کر کہا تو وہ انھیں بیسٹ اوف لک۔کہتے جاچکے تھے۔

آہان نے ایک نظر پوری کلاس کو دیکھا۔جسمیں پندرہ لڑکے اور تقریبا بیس لڑکیاں تھیں۔سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ دو قدم آگے آئے تو ٹھٹھک کر رکے۔

انہوں نے حیرت سے اس حسین اتفاق کو دیکھا۔ جبکہ مہر انہیں دیکھتی نخوت سے منہ پھیر گئ۔ تو بھی سر جھٹک کر کلاس کی طرف متوجہ ہوئے۔

کلاس سے اپنا تعارف کرواتے باقی سب سے پوچھنے لگے۔ مہر جو دوسری رو کی فرسٹ سیٹ پر بیٹھی تھی اپنی باری پر بے زاری سے اٹھتے اپنا نام بتایا۔

تو اسکے فیس ایکسپریشن دیکھتے انکو ہسی تو بہت آئ۔ لیکن ضبط کر گئے۔ پھر تھوڑے بہت انٹرڈکشن کے بعد

وہ لیکچر کی طرف متوجہ ہوئے۔ لیکچر کے دوران وہ کلاس سے پوچھ بھی رہے تھے کہ سمجھ آرہی ہے۔

وہ بوڑد پر کچھ سمجھا کر مڑے تو انکی نظروں سیدھا مہر پر پڑی جو انہماک سے لیکچر لیتے نوٹ بھی کر رہی تھی۔ وہ زیرلب مسکرا دیے۔

جبکہ مہر انکی نظروں سے بے خبر توجہ سے بورڈ پر لکھا نوٹ کر رہی تھی۔ جب انوشے نے اسے کہنی ماری۔ کیا۔۔ اسنے آنکھوں سے پوچھا تو انوشے نے بھی آنکھوں سے اسے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔

مہر نے سامنے ڈائیز کی طرف دیکھا جہاں وہ کلاس کو دیکھتے ایک گہری نظر اس پر بھی ڈال رہے تھے۔اسنے نا سمجھی سی انوشے کو دیکھا تو اسنے سر پر ہاتھ مارا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

وہ کب سے آہان کی نظریں نوٹ کر رہی تھی۔اسنے انہیں گھورا تو گڑبڑاتے نظریں پھیر گئے۔

اب نا جانے مہر کی لاپرواہی اور آہان شاہ کی بے اختیاری کیا رنگ لانے والی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤

حال:

جی نہیں۔آپ سے سخت والی ناراض ہوں۔ایسے بھی کوئی کرتا ہے بھلا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں پتا آپ آج کے آج ہی واپس آئیں۔

مرتسم نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو ناراض ناراض سی ولی سے بات کر رہی تھی۔

ولی ایک شیف تھا۔اسلا آمباد میں اسکا اپنا ریسٹورینٹ تھا۔اسکے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔اسکے ساتھ وہ پراپرٹی ڈیلر کا بھی کام کرتا تھا۔

اسی سلسلے میں وہ کچھ دنوں سے لاہور گیا ہوا تھا۔عینا اس سے سخت ناراض تھی ایک تو بنا بتائے چلا گیا اوپر سے اسکو کل سے سخت بخار بھی تھا۔وہ جانتی تھی جیسے ہی موسم بدلتا تھا اسکی حالت خراب ہو جاتی تھی۔

بدلتا موسم اسکو مشکل سے ہی راس آتا تھا۔اس لیے اب اسے واپس آنے کے لئے کہہ رہی تھی۔

آپ آئیں تو میں آپکے ساتھ ہی رہوں گی۔احمد ولا۔

رات سے پہلے آپ مجھے یہاں واپس چاہیئے۔اینڈ ڈیٹس فائینل۔۔اوکے۔میں ویٹ کر رہی ہوں۔

اسنے فون رکھتے جیسے ہی نظریں اٹھائیں تو مرتسم کو خود کو گھورتا پایا۔۔

آج سنڈے تھا اس لیے وہ گھر نظر آرہا تھا۔

موسم خوشگوار تھا۔اکتوبر شروع ہو چکا تھا۔موسم ایسا تھا نا سردی نا گرمی۔جس دن بارش ہو جاتی ٹھنڈ سی ہو جاتی۔ورنا نارمل ہی رہتا۔

ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔دھوپ بھی نہیں نکلی تھی۔۔

عینا کو یہ موسم بہت پسند تھا وہ مرتسم کو زبردستی لان میں لے آئی تھی۔۔کیا ہوا شاہ۔اسے مستقل خود کو گھورتا پا کر بولی۔

پاوں جو چیئر پر اکھٹے کر کے بیٹھی تھی نیچے کیے۔

آپ احمد ولا نہیں جائیں گی۔وہ سنجید گی سے بولا۔تو عینا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

ولی کا گھر یہاں سے کافی دور تھا۔کافی فاصلے پر تھا۔اسکا اپنا ذاتی بنگلہ تھا۔عینا شروع میں تو زیادہ تر وہیں رہتی تھی۔

وہاں ایک بزرگ عورت اور ولی کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ولی کی بڑھتی مصروفیت اور عینا کے کام کی وجہ سے اسکے بڑھتے دشمنوں سے ولی اور مرتسم نے اسکا شاہ ولا رہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا۔

لیکن وہ ہفتے میں ایک دو دن اسی کے پاس رہتی تھی۔لیکن وہ اس مہینے نہیں جا پائی۔

کبھی کبھار تو ولی مرتسم کو چڑانے کے لیئے جان بوجھ کر اسے لے جاتا۔

کیونکہ بقول عینا کے۔۔

مرتسم کو پتا نہیں کیا مسلہ تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ عینا وہاں رہے۔

وہ عینا کو اپنی نظروں سے دور نہیں کرتا۔جب بھی وہ جاتی وہ دو چکر وہاں ضرور لگا آتا۔

بیسٹ فرینڈز ہونے کے باوجود عینا کے لیئے وہ دونوں کے ایک دوسرے سے لڑ پڑتے تھے۔کہ کس کا عینا پر زیادہ حق ہے اور عینا بیچ میں پھس جاتی۔

اب وہ پچھلے ایک ماہ سے نہیں گئ تھی تو مرتسم کو سکون تھا۔لیکن اب وہ جانتا تھا اب ولی اسکا سکون تباہ کرنے والا تھا۔

کیونکہ ولی جب بھی اسے لے کر جاتا اسے جان بوجھ کر الجھائے رکھتا۔کہ مرتسم سے بات کرنے کا بھی موقع نا دیتا اور یہی چیز مرتسم کو جھنجھلا دیتی۔

ایک بار اسنے عینا سے بولا کہ وہ اسے وہاں جا کے بھول جاتی ہے۔تو عینا الٹا اس سے ناراض ہو گئ کہ وہ ایک ہفتے میں دو دن ولی کے پاس رہتی ہے تب بھی اسکو ٹائم نا دوں۔

اور ولی بھی بڑے دھڑلے سے کہتا تھا بیٹا ابھی رخصتی نہیں ہوی عینا وہاں صرف بابا کی بیٹی بن کہ رہ رہی تیری بیوی نہیں کیونکہ ابھی وہ تیری منکوحہ اب یہ بات وہ عینا کو بھی بتانے سے رہا کیونکہ اسکی نظر میں اسکا بھائی بہت معصوم تھا وہ کیوں بھلا ایسے کہے گا۔یا آپکو تنگ کرے گا۔

عینا کا جواب اکثر یہی ہوتا۔اور مرتسم بس صبر کے گھونٹ بھر کر رہ جاتا۔۔

کیوں شاہ۔۔؟اس ماہ تو میں وہاں گئ ہی نہیں۔اور آپکو پتا ہے نا موسم بدلتا بعد میں ہے ولی کی طبیعت پہلے خراب ہو جاتی۔۔۔

تو وہ یہاں بھی رہ سکتا۔یہاں بھی اسکی دیکھ بھال ہو سکتی۔۔

شاہ کیا ہو گیا ہے۔آپکو پتا ہے نا۔ولی نہیں مانے گے۔اور مجھے جانا ہے بس۔دو دن کی ہی تو بات ہے۔

بات تو دو دن کی ہے لیکن آپ وہاں جا کے مجھے ایسے بھول جاتیں جیسے جانتی نا ہوں۔وہ خفگی سے بولا تو عینا کی ہسی چھوٹ گئ۔۔

ویسے مجھے کہتے ہیں اور اب خود کسی بچے سے کم نہیں لگ رہے۔۔وہ ہستے بولی تو مرتسم نے اسے گھورا۔جبکہ وہ کندھے اچکا گئ۔

مرتسم نے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔وہ جانتا تھا اب جو بھی ہو جائے عینا نے جانا ہے تو بس جانا ہی ہے۔سر جھٹکتے لیپ ٹوپ کی طرف متوجہ ہوا۔۔

❤❤❤❤❤

شام میں ولی آیا تھا عینا کو ساتھ لے گیا۔عینا تین دن وہاں رہی اور ان تین دنوں میں مرتسم نے احمد ولا کے صبح،شام چکر کاٹے تھے۔تیسرے دن اسے زبردستی واپس لے آیا۔

ہمیشہ کی طرح رات کا کھانا کھاتے سب اپنے کمروں کی جانب چلے گئے۔عینا بھی پورے دن کی تھکی بستر پر گرتے ہی سو گئ۔

تھوڑی دیر بعد ساری ینگ پارٹی دبے پاوں اپنے اپنے کمروں سے نکلی تھی۔ہال میں اکھٹے ہوتے انہوں نے اپنے پلان پر عمل شروع کیا۔مرتسم اور عینا کے علاوہ سب موجود تھے۔

وہ گہری نیند میں تھی جب اسے اپنے قریب کوئ آواز سنائ دی۔اسے لگا وشہ ہو گی کیونکہ وہ اکثر رات کو ڈر کر اسکے کمرے میں آجاتی تھی۔

وش یار آواز مت کر سو جا اور مجھے بھی سونے دے وہ آنکھ بند کیے بڑبڑائ۔جب تیز آواز پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔نیند سے بھری آنکھیں مسلتے اسنے سامنے دیکھا تو اسکی پوری آنکھیں کھل گئ۔

لیمپ کی ہلکی روشنی میں سامنے ٹیبل پر براونیز رکھیں ہوئیں تھی۔ایک کے اوپر کینڈی لگی ہوئ جس میں سے ہلکے میوزک کی آواز آرہی تھی۔

اسنے گردن موڑتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے آلارم کلاک کو دیکھا جس سے اسکی آنکھ کھلی تھی اسے بند کرتے وہ بیڈ سے اتری۔تو کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا نے اسکے وجود کو کپکپا دیا۔وہ ڈھیلے سے نائٹ ڈریس میں تھی۔

صوفے سے شال اٹھاتے اپنے گرد لپیٹی۔اور ٹیبل کی جانب قدم بڑھائے۔براونیز کو دیکھتے اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اسے براونیز بہت پسند تھیں۔اسکی نظر ساتھ رکھے کارڈ پر گئ۔وہ حیران تھی کہ اتنی رات گئے یہ سب کس نے کیا۔

اسکی نظر گھڑی پر گئ جہاں بارہ بجنے میں دس منٹ تھے۔اسنے کارڈ کو اٹھاتے کھولا۔ہیپی۔برتھڈے۔مائ کیوٹ لٹل ڈول۔

Thanku for being my wife my life..

ہیں آج میرا برتھ ڈے۔افف میں کیسے بھول گئ۔اسنے سر پر ہاتھ مارا۔وہ حیران تھی۔

کمرے میں گلاب کی خوشبو سے اسنے نظریں گھومائیں۔بیڈ کی دوسری سائیڈ پر فریش روزز کا بوکے اور اسکے ساتھ چاکلیٹس رکھیں تھیں۔

" اسکے لب پھیلے۔اسکا شوہر دنیا کا پہلا ایسا شوہر تھا جسنے اپنی بیوی کو برتھ ڈے پر کیک کی بجائے براونیز سے وش کیا تھا۔۔۔"

اسنے کینڈل نکالتے براونی کا پیس اٹھاتے منہ میں ڈالا۔اسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ اسکا برتھ ڈے ہے۔لبوں پر کھلی کھلی سی مسکراہٹ تھی۔

کھڑکی میں رکھا آلارم بجا۔اسنے یکدم ڈر پر کھڑکی کی طرف دیکھا۔اس طرف قدم بڑھاتے اسنے وہاں پڑا آلارم اٹھایا۔
الجھ کر اسنے اس آلارم کو دیکھا۔گھڑی پر ٹک کے ساتھ بارہ بجنے کی نوید سنائی دی اسکے ساتھ ہی فضاء میں بہت خوبصورت انداز میں ہیپی برتھڈے لکھا گیا تھا۔یوں جیسے آسمان میں لکھا ہو۔
ایسا لگ رہا تھا جیسے آگ سے لکھا گیا ہوں۔لیکن وہ پٹاکھوں جیسی کوئی چیز تھی جو چمک رہی جیسے فینسی لائیٹس۔اسکا منہ کھل گیا۔

وہ بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔واوو۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔

تھوڑی دیر بعد نظریں ہٹاتے نیچے دیکھا تو مرتسم رخ موڑنے کھڑا اوپر جلتے شعلوں کو دیکھ رہا تھا۔عینا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ آنکھوں میں نمی چمکی۔ جبکہ چہرہ گلابی ہوا تھا۔

اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اسے اتنے خوبصورت انداز میں وش کرے گا۔اتنے خوبصورت انداز میں کیا تھا یہ سب اسی وقت مرتسم نے مڑ کی اسکی جانب دیکھا۔تو اسکے لبوں سے بنا آواز کے ہیپی برتھڈے نکلا تھا۔

عینا ہسی۔اور سر کو خم دیتے تھینکیو کہا۔لیکن وہ خود اوپر کیوں نہیں آیا اسے یہ سمجھ نہیں آئی۔

جب اسے روم کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔ مطلب اسکے روم میں کوئی آرہا تھا۔اسنے جلدی سے براونیز اٹھاتے روم فریجیٹر میں رکھے۔کارڈ فلاورز اور چاکلیٹس پر بلینکٹ کر دیا۔خود دوسری سائیڈ آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

پانچ سیکنڈ بعد ہی اسکے روم کا دروازہ کھلا۔کسی نے اسکے کندھے کو ہلایا۔اسنے ڈر کے آنکھیں کھولیں۔وہ سچ میں ڈر گئی تھی۔

وہ اٹھ بیٹھی۔وشہ اور عادی کو حیرانی سے دیکھا۔کیا ہوا۔عین وہ ایک مسلہ ہو گیا ہے۔

مسلہ۔۔۔؟اسے لگا وہ لوگ اسے وش کرنے آئے ہونگے۔ لیکن انکی اتری شکلیں دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

کیا ہوا۔ تو چل ہم بتاتے ہیں۔

کہاں چلنا ہے۔۔؟ اور ہوا کیا؟

تو چل تو نیچے خود ہی دیکھ لے کیا ہوا۔ وہ لوگ اسے زبردستی نیچے لے آئے۔

ہال میں اندھیرا تھا۔ آخری سیڑھی پر قدم رکھتے اسے ایسا لگا جیسے اسنے مخمل پر قدم رکھا ہو۔ اسے پاوں کے نیچے کچھ سوفٹ سوفٹ سا لگا۔ لیکن ہلکی روشنی میں وہ دیکھ نہیں پائی۔

اب بتاو کیا ہوا۔۔؟ اسنے ان دونوں سے پوچھا۔ لیکن یہ کیا وہ دونوں تو وہاں تھے ہی نہیں۔

وہ ڈر گئی۔ وش۔ عادی۔ سناٹے میں اسکی آواز گونجی اسکے ساتھ ہی سب لائیٹس اون ہو گئیں۔
اچانک روشنی سے اسنے آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ شور محسوس کرتے اسنے ہاتھ ہٹائے تو اسکا منہ کھل گیا۔

پورے ہال کو سجایا ہوا تھا۔ فرش پورا غباروں سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن فرش پر لال گلاب پڑے تھے جو ویلوٹ کے تھے۔

وہ نکلی گلاب تھے۔ جس سے پورا فرش ڈھانپا ہوا تھا۔ وہاں سے نظریں ہٹاتے اسنے باقی سب کو دیکھا ماما بابا سمیت سب وہاں تھے۔

ہیپی برتھڈے ٹو یو۔ سب کی آواز گونج رہی تھی۔ وہ حیران سی کھڑی تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ سب کو یاد ہو گا۔

ہیپی برتھڈے میرا بچہ۔ مینی۔ ہیپی ریٹرنز اوف داڈے۔۔ وجدان اسکے پاس آتا بولا۔ اسکا ماتھا چومتے اپنے حصار میں لیا۔ آو۔

ہال کے بیچو بیچ ٹیبل رکھا تھا جس پر خوبصورت سا کیک تھا۔ سب نے باری باری اسے وش کیا۔ اور اسنے کیک کاٹا۔ سب کو کیک کھلاتے مرتسم کی طرف ہاتھ کیا جو تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا۔ اسنے لب دباتے اسے کیک کھلایا۔

مرتسم نے اسے ہلکی سمائل سے وش کیا۔البتہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔کیک کے بعد سب نے اسے گفٹ دیے۔

ماما بابا۔تو اپنے کمرے میں چلے گئے اب وہاں صرف ینگ پارٹی تھی۔۔

اسے کیا ہوا۔اسنے وش کے لٹکے منہ کی اشارہ کر کے عادی سے پوچھا۔

ہونا کیا۔تمہیں بارہ بجے وش کرن تھا اس سے پہلے یہاں لانا تھا۔لیکن کسی نے ہال کی گھڑی ہی دس منٹ پیچھے کر دی۔

یہ سنتے عینا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔سب نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ جھنپ گئ۔

کوئی بات نہیں وش بارہ بجے ہی تو کیا تھا۔اس گھڑی پہ تو بارہ ہی ہوئے نا۔کن اکھیوں سے مرتسم کی طرف دیکھتی وہ لب دبا کر بولی۔

جسنے ادھر ادھر دیکھتے۔بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

کچھ دیر بعد ہی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔

"۔۔پردہ ہے پردہ۔پردے میں رہنے دو پردہ اٹھ گیا تو بیھت کھل جائے گا۔۔۔۔"عینا کمرے کی طرف جاتی شرارت سے مرتسم کے پاس سے گزرتے گنگناتے اوپر بھاگ گئ۔

مرتسم نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا پھر اپنی حرکت پر خود ہی مدھم سا ہستے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عادی اسکے سارے گفٹس اسکے کمرے میں رکھتے چلا گیا۔

دروازہ بند کرتے اسنے کھڑکی بند کی پھر ہاتھ دھونے چلی گئ۔واپس آئ تو اسے لگا جیسے اسکی کھڑک کوئ بجارہا۔

اسنے قدم اس طرف بڑھاتے کھڑکی کھولی۔تو دانین کو کھڑکی سے ساتھ لٹکتے دیکھ اسکی چیخ نکلی۔

اسنے جلدی سے اسے اند کھینچا۔

آپ ٹھیک ہیں نادانیں آپی۔ فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

جبکہ دانین نے سامنے پڑتے گفٹس کو دیکھتے منہ بنایا۔ پھر عینا کی طرف گھومتے اسے وش کرتے اسکا گال چوما۔

گال پہ ہاتھ پھیرتے عینا حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔ دانین آپی۔ اپ کبھی سیدھے راستے سے نہیں آ سکتیں۔ اسکے ہاتھ سے کیک لیتے ٹیبل پر رکھتے تاسف سے کہا۔

آدھی رات کو ڈور بیل بجا کہ آتی تو سب مجھے پھولوں کے ہار پہناتے۔ ببل چباتے کہا۔ وہ ابھی بھی پولیس یونیفارم میں تھی۔
تو آپ مجھے صبح وش کر دتیں میں کونسا بھاگی جا رہی تھی۔ ایسے آپکو چوٹ لگ جاتی تو۔ وہ خفگی سے بولی۔

تو دانین نے اسے گھورا۔ مجھے تو بارہ بجے آنا تھا۔ لیکن وہ کیا ہے نا ایک مجرم کی مہمان نوازی کرنی تھی۔ سالا اوپر سے سخت آڈر تھا۔ کمینے لوگ خود تو سوتے نہیں ہمیں بھی نہیں سونے دیتے منہوس مارے۔ وہ انہیں کوستی۔ اپنے لائے کیک کی طرف بڑھی۔

اور اپن کی فکر مت کر تیرے لیے تو اپن کچھ بھی کر جائے۔ پھر یہ تو کھڑکی سے آنا تھا۔ وہ اسے کیک کھلاتی بولی تو۔

عینا اسکی لیو نگو تج پر قہقہ لگاتی ہس دی۔۔ وہ ایسی ہی تھی لا پرواہ سی۔ لیکن اسے عینا بہت پیاری تھی۔ پتا نہیں کیوں اسے وہ ہمیشہ اپنے دل کے قریب لگتی۔ بلکل بچی جیسی۔

اسکے معاملے میں وہ حد درجہ پوزیسیو تھی۔ یہاں تک کہ مر تسم سے بھی لڑ پڑتی۔

تھینکیو۔ دانی آپی۔ عینا اسکے گلے لگتی بولی تو وہ مسکرا دی۔

کتنی بار کہا ہے۔ آپن کو تھینکس مت بولا کر۔ اب مجھے جانا ہے۔

ورنہ وہ ہٹلر ہے نا میرے گھر میں مجھے گھسنے نہیں دے گی۔

خبر ہو گئ ہو گی۔ کہ میں ڈیوٹی سے فارغ ہو گئ۔ وہ اپنی ماں کے بارے میں نخوت سے بولتی کھڑکی کی طرف بڑھی۔ عینا کے کچھ بولنے سے پہلے۔ وہ کھڑکی سے باہر عینا نے بھاگ کر کھڑکی سے نیچے دیکھا جہاں وہ احتیاط سے پائپ سے نیچے اتر گئ۔

تو اسنے سکھ کا سانس لیا۔ دانین نے اسکی طرف دیکھتے فلائینگ کس کی اور اپنی بائیک سٹارٹ کرتے دھول اڑاتے غائب ہو گئ۔

عینا اسکی محبت پر نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ کتنے پیارے تھے سب لوگ کتنا پیار کرتے تھے اس سے۔

وہ سوچتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔باہر آئی تو اسکے ہاتھ میں ایک درمیانے سائیز کا فوٹو فریم تھا۔

اسے بیڈ پر رکھتے وہ بیٹھی۔
ماما۔کپکپاتے لبوں سے بولی۔دیکھیں آپکی گڑیا کو سب کتنا پیار کرتے ہیں لیکن پھر بھی آپکی گڑیا کو آپکی کمی محسوس ہو رہی۔

بابا۔یاد ہے آپکو آپ کیسے اس دن کو سپیشل بناتے تھے۔آنکھوں سے آنسو پھسل کر فریم پر گر رہے تھے۔روتے روتے وہ اچانک مسکرا دی۔
جب اسے اپنے بابا کی بات یاد آئی جو کہتے تھے
"کہ جب تم روتی ہو میرے دل میں عجیب سے بے چینی ہوتی ہے۔رویا مت کرو۔۔۔"
تصویر دوبارہ اپنی جگہ پر رکھتے وہ بیڈ پر آ کے لیٹی تو اسے اپنے نیچے کچھ چبھا۔
اسنے آٹھ کر لائیٹ جلائی۔پیک کیا ہوا گفٹ تھا۔اسنے ٹیبل کی جانب دیکھا سب گفٹس تو وہاں رکھے تھے پھر یہ۔اسنے اٹھاتے گفٹ کھولا۔وہ سرخ رنگ کی ڈبیہ تھی۔

عینا نے اسے کھولا تو اس میں باریک سی پازیب تھی۔ جسمیں سفید ڈائیمنڈ چمک رہے تھے۔ بلکل چھوٹے چھوٹے سے نگ تھے۔ وہ ڈبل تھی۔ دوسری لائین سادہ سی چین تھی۔

یہ عینا نے کچھ دن پہلے مرتسم کے ساتھ آن لائین شاپنگ کرتے دیکھی تھی۔ اسے بہت پسند آئ تھی لیکن آڈر کرنے پر پتہ چلا کہ یہ پیرس کے کسی جیولر نے اپنی بیوی کے لیئے بنائ ہے جو ایک ہی تھی۔ اسے غصہ آیا پھر یہ یہاں کیوں لگائ ہوئ۔ لیکن نکا کہنا تھا کہ غلطی سی لگ گئ ہو گی۔ اسکا چہرہ اتر گیا۔ اسے سچ میں بہت پسند آئ تھی۔ اب اپنے ہاتھ میں اسے دیکھتے اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

ماشاءاللہ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔
لیکن یہ ایک کیوں ہے۔ دوسری۔ وہ الجھ گئ۔ مرتسم کو پتہ تھا کہ وہ ایک نہیں پہنتی۔
صبح پوچھنے کا سوچتے اسنے پازیب رکھی۔ اور سونے کے لیئے لیٹ گئ۔ تقریبا دو بج گئے تھے اسے صبح جلدی اٹھنا تھا۔

❤❤❤❤❤

ماضی:

دن گزرتے جارہے تھے۔ گزرتے گزرتے دوماہ گزر گئے۔

ان دوماہ میں مہر نے آغا جان سے بات کرنا تو دور انہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھائی۔ ایک دوبار سامنا ہوا تو وہ کترا کر گزر گئی۔

مہرماہ لوگوں کے پیپرز سر پر آچکے تھے۔ اس لیے اب ہر کوئی ادھر ادھر پڑھتا نظر آتا۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔

لیکن نہیں تھا تو آہان شاہ کے لیئے۔ انکی زندگی میں ہلچل سی مچ گئی تھی۔ مہرماہ شاہ انکے لیئے دن بدن نظرناک ثابت ہورہی تھیں۔ ہر دن لیکچر کے دوران وہ بے اختیار اسے دیکھتے رہتے۔
اسکی شرارتیں انہیں ہسنے پر مجبور کردتیں۔ وہ ایک چلبلی لاابالی سی لڑکی تھی۔ اس میں حد درجہ کا بچپنا تھا۔

شروع شرع میں وہ انکے ساتھ سنجیدہ رہتی تھی۔ لیکن پھر وہی انہیں تنگ کرنا۔ ایک ٹوپک کو بار بار انہیں سمجھانے کا کہنا۔ لیکن انہیں ان سب سے غصہ نہیں آتا تھا۔ وہ اسکی شرارتیں انجوائے کرتے۔ اور جو وہ سٹوڈنٹس کے ساتھ کرتی تھی۔

انہیں خود بھی پتا نہیں چلا کب انکا دل مہرماہ شاہ کی گردان کرنے لگا۔ اب تو انکے پیپرز ہونے والے تو انکا آج لاسٹ ڈے تھا کالج میں اور آہان شاہ سوچ رہے تھے کہ کیا وہ اب کبھی اسے دیکھ نہیں پائیں گے۔

نہیں۔۔ اپنی سوچ کو جھٹکے انہوں نے نفی۔

سر۔۔ آپ بھی چلیں نا ہمارے ساتھ پلیز یہ ہمارا لاسٹ ڈے ہے آج ہمارے بات مان لیں۔ کچھ لڑکیاں انسے ریکویسٹ کرنے لگی چارو ناچار وانہیں جانا پڑا۔

لڑکیاں رنگوں میں رنگی ایک دوسرے سے سگنیچرز۔ پکچرز لے رہی تھیں۔ تو کوئی پیپرز سے پریشان تھا۔

بوائیز کو آج چھٹی تھی۔ آج صرف گرلز تھیں۔اس لیے وہ بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہی تھیں۔

وہ گراونڈ پر نظر ڈالتے آگے بڑھ رہے تھے لڑکیاں انسے لاسٹ میسج لکھوا رہی تھیں وہاں اور بھی ٹیچرز تھے۔

جب اچانک انکی شرٹ رنگ سے بھر گئ۔چونک کر اپنی شرٹ کو دیکھتے انہوں نے سامنے دیکھا تو جیسے انکے دل کیکی مراد بھر آئ۔

کیونکہ وہ دشمن جاں رنگی ہوئ یونیفارم میں بالوں کی اونچی پونی بنائے سکارف گلے میں تھامنہ کھولے کھڑی تھی۔

انہوں نے آج پہلی بار اسکے بال دیکھے تھا۔لمبے چاکلیٹ براون بال چہرہ ابھی رنگ سے بچا ہوا تھا۔وہ صورت حال سے پریشان تھی۔
جبکہ پاس ہی لڑکیاں دبی دبی مسکان لیے انہیں دیکھنے لگیں۔

مہرنے گھبراتے ادھر ادھر دیکھا تو انوشے بھی پریشان سی کھڑی تھی۔اسنے کلر اس پر پھینکا تھا لیکن وہ سائیڈ ہو گئ جس سے یہ رنگ آہان شاہ کو رنگ گیا۔

سوری سر۔۔۔ غلطی سے ہو گیا۔ مینے جان بوجھ کر نہیں کیا۔اور آپ پر نہیں پھینکا تھا کلر۔ایم سوری۔وہ نظریں جھکانے کہتی انھیں حد درجہ سے معصوم لگی۔

اٹس اوکے۔ بمشکل اسکے چہرے سے نظریں ہٹاتے آگے بڑھ گئے۔ جبکہ مہر نے حیرانگی سے انکی پشت کو دیکھا پھر سر جھٹکتے غصے سے انوشے کو گھورتی اسکی طرف بڑھی جو پہلے ہی دوڑ لگا چکی تھی۔

اف اسنے گھڑی دیکھتے غصے سے گیٹ کو گھورا۔وہ آدھے گھنٹے سے یہاں کھڑا تھا مہر اور انوشے کو لینے کے لیئے۔

ویسے تو وہ ڈرائیور کے ساتھ آتی تھیں۔انوشے لوگ اپنے گھر واپس آ چکے تھے اس لیے وہ اکھٹی آتی جاتی تھیں۔

لیکن آج انہوں نے عالم کو بلایا تھا۔عالم نہیں جانتا تھا کیوں۔ لیکن انہوں نے ضروری کام کہہ کے بلایا تھا۔اب وہ آدھے گھنٹے سے انکا ویٹ کر رہا تھا جو آنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

تبھی اسے وہ رنگوں میں نہائی آتی دکھائی دیں۔عالم نے منہ کھولے ان دونوں کو دیکھا۔

تم دونوں چھوٹی بچیاں ہو گیا۔یونی فارم پورا گندا کر لیا ہے۔عالم نے دونوں کو دیکھتے کہا۔

ان دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر آنکھوں سے اشارہ کر تیں۔ ہمم کہتی آگے بڑھیں۔

عالم نے مشکوک نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

لیکن اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتا مہر اپنے رنگ سے بھرے ہاتھ اسکی وائٹ شرٹ پر صاف کر چکی تھی۔۔

ہیپی ہولی۔وہ مسکا کر بولی۔ جبکہ انوشے ہستی دونوں کا ویڈیو بنا رہی تھی۔

عالم حیران سا کھڑا تھا۔جب مہر نے موبائل پکڑا۔

اور انوشے نے مہر سے کلر لیتے عالم کا فیس رنگا تھا۔وہ بدک کر پیچھے ہٹا لیکن تب تک انوشے اپنا کام کر چکی تھی۔

ویڈیو بناتی مہر اور ہاتھ جھاڑتی انوشے ہاتھ پہ ہاتھ مارتی ہنس دیں۔

اب بتاو بچے۔ تبھی ان دونوں کے قہقے میں انہیں کسی تیسرے کا قہقہ سنائی دیا تو وہ پیچھے مڑ کے دیکھنے لگیں۔

پیچھے انکی کلاس کی ہی ایک لڑکی تھی جو ان تینوں کو ریکارڈ کرتی ہسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ تینوں اتنے فنی لگ رہے تھے۔

مہر اور انوشے نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جھپٹ کر اس سے فون چھینا۔ ویڈیو اپنی طرف میل کرتے اسکے فون سے ڈیل کر دیا۔

اور وہ بیچاری صدمے سے اپنے ساتھ ہوئی کاروائی دیکھتی رہ گئی کیونکہ۔ مہر اور انوشے نے اپنے ہاتھ اسکے فیس پر اچھے سے صاف کر دیے تھے۔ وہ پیر پٹک کر آگے بڑھ گئی۔

جبکہ ان دونوں نے ہنہ۔ کرتے عالم کی طرف رخ کیا۔ جو غصے بے بسی سے دونوں کو گھور رہا تھا

۔ کیا۔ مہر نے آبرو آچکا کر پوچھا۔

مجھے واپسی پر آفس جانا تھا۔ پاپا نے بلایا تھا۔ ضروری میٹینگ تھی۔ وہ غصے سے بولا۔

تو ان دونوں نے بے چاری نظروں سے اسے دیکھا

۔ہاں تو پھر کیا چینج کر لینا۔ لینا۔ تو کونسا ضائع ہو جائے گا۔

وہ کہتی۔ کندھے اچکاتی۔ گاڑی میں بیٹھ چکی تھیں۔

جبکہ عالم ان آفت کی پر کالہ کی حرکت پر نفی میں سر ہلاتے گاڑی میں بیٹھا۔ جو اب انکے گھر کی طرف رواں تھی۔۔

جبکہ دور کھڑے یہ سب دیکھتے آہان شاہ کے چہرے پر گہری مسکان تھی۔
انہوں نے سوچ لیا تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے وہ اب کسی طرح مہرماہ سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔۔

لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ انکا اگلا قدم مہرماہ کی زندگی میں کونسا بڑا طوفان لانے والا ہے اگر جانتے تھے تو کبھی بھی یہ فیصلہ نا کرتے۔۔

حال:

عینا کو برتھ ڈے رات میں اسے سب نے وش تو کر دیا تھا۔ لیکن اب ان لوگوں کا پلان عینا کو سرپرائیز پارٹی دینے کا تھا۔ وہ اپنا برتھ ڈے سلیبریٹ نہیں کرتی تھی۔ لیکن اس بار وہ لوگ اسے سرپرائیز دے رہے تھے۔

وہ صبح ہی ہوسپٹل جا چکی تھی۔ دو بجے اسکا اوف تھا۔ اور دو اب ہونے والے تھے۔

عادی، وش، شیری اور آیت اسے بزی رکھنے کا پلان بنا چکے تھے اس لیے اب اسے پک کرنے جا رہے تھے۔ وہ تینوں کالج تھے جب آیت نے انھیں پک کیا اب وہ چاروں مل کے اسے لینے جا رہے تھے۔ اسے فون کر کے پہلے ہی بتا چکے تھے۔ کہ اس سے برتھڈے کی ٹریٹ لینی ہے۔

مرتسم تو صبح اسکے اٹھنے سے پہلے ہی آفس جا چکا تھا۔ اب فون بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔ بعد میں پھر اسے ڈانٹ پڑتی نا بتا کر جانے پر۔ صبح اسے ہوسپٹل سب نے وش کیا تھا۔ اس لیے اب اسکے پاس پھول۔ چاکلیٹس۔ گفٹس کی بھرمار لگی پڑی تھی۔ جو وہ اپنی گاڑی میں رکھوا کر ڈرائیور کے ساتھ گھر بیجھنے والی تھی۔

ڈرائیور کو ہدایت دیتی۔وہ عشاء سے بائے کرتی چلی گئ۔عشاء کے ڈیوٹی سیکنڈ ٹائم تھی اس لیے وہ انکے ساتھ نہیں آسکی۔

اسلام علیکم ۔۔!!سب کو سلام کرتی وہ آیت اور وشہ کی طرف آئی۔وہ دونوں ایک گاڑی میں تھیں۔عادی اور شیری دوسری گاڑی میں۔اب بتاو یہ ٹریٹ کا خیال کیسے آگیا۔اور جانا کہاں ہے کچھ سوچا۔۔

اچانک مطلب ہماری ٹریٹ بنتی ہی ہے۔۔اور جانا کہاں ہے وہ وہاں جا کے ہی پتہ چلے گا۔۔تم چلو بس۔۔

لیکن۔۔لیکن ویکن کچھ نہیں چلو۔وہ لوگ اسے زبردستی گاڑی میں بٹھا گئے۔

...❤❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ ایک ریسٹورینٹ کے باہر تھے۔وہاں سے اچھا سا لنچ کرتے وہ لوگ شوپنگ کے بعد ادھر ادھر گھومے اور اب شیری کے سٹوڈیو کے باہر تھے۔

انھیں وہاں اچھا خاصا وقت لگ گیا تھا۔دو بجے کے نکلے اب انہیں یہاں چھ بج چکے تھے۔

شام کے سائے گہرے ہونے کے ساتھ ہوا میں خنکی بڑھ گئ تھی۔

عادی اور شیری گاڑی کے بونٹ پر چڑھے بیٹھے تھے۔وشہ اور آیت پکچرز لیے رہی تھیں۔اور عینا عادی اور شیرے سے باتوں میں مصروف۔آس پاس لوگ نا ہونے کے برابر تھے۔گاڑی میں ہلکا میوزک چل رہا تھا۔

بس کر دو اور کتنی پکچرز بنانی ہیں۔ویسے بھی فلٹر ہی لگانا ہے۔وہ دونوں ہس دیے۔وشہ اور آیت انہیں چھوڑتی ادھر آ گئیں۔انکی آڈر کی ہوئی آئیس کریم بھی آ چکی تھی۔

شیری کیوں نا تم پریکٹس کر لو نینا کو کیسے پرپوز کرو گے۔وشہ نے کہا۔

اوکے میں نینا بنتا ہوں۔عادی فور بولا۔بولا اور شیری کے سامنے آیا۔

اوکے سٹارٹ۔۔وش موبائل نکال کر انکی ویڈیو بنا رہی تھی۔۔

یہاں سے تھوڑی دور چھوٹے سے ڈھابے پر گانا ختم ہونے پر دوسرے گانے کے بول شروع ہوئے تھے۔۔

❤❤❤❤....

سرخ آنکھوں سے آسمان کو گھورتے اسنے گردن موڑ اس آواز کا تعاقب کیا۔۔

"میں اسیر محبت ہو گیا۔۔میں فقیر محبت ہو گیا۔۔ "

اسکے ساتھ ہی فضاء میں نسوانی قہقہ گونجا اور اسے لگا جیسے وہ پتھر کا ہو گیا۔ گردن موڑتے اسنے بائیں جانب دیکھا تو اسکی آنکھوں کی سرخی کچھ اور پھیل گئ۔۔

کیونکہ وہ پری وش اس سے کچھ دوری پر کھڑی کھلکھلا رہی تھی۔اسکے ساتھ ایک لڑکا گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اور اسکے سامنے دوسرا لڑکا ڈوپٹہ منہ میں ڈالے کھڑا تھا۔اور انکی حرکتوں پر وہ ہنس ہنس کے پاگل ہو رہی تھی۔

وہ بے حس و حرکت کھڑا اور دیکھتا رہا۔آس پاس کی ہر چیز سے بیگانہ ہو گیا۔ نظر آ رہا تھا تو بس اس دشمن جان کا روشن وجود۔سماعتیں جیسے کچھ بھی سننے سے انکاری تجیں۔سنائی دے رہا تھا تو بس اسکی

کھکھلاہٹیں۔اسکی آنکھیں دندھلا گئیں۔پلکیں جھپکتے اسنے پھر سے اسے دیکھا۔اسکے ساتھ ہی فضاء میں گانے کے بول بج اٹھے۔۔ "

"احساس محبت جو تونے دیا۔میں اس پل ، اس پل ، اسی پل جیا۔۔" اس کشمش میں ہے مبتلا۔۔ کہ تیرے بھی ہیں نا نہیں پیا۔۔ہو پیارے۔۔ہو پیارے ے ے۔۔

"جہاں تیری نظروں کا پہرا ہوا۔۔ہو پیارے۔۔۔ "

اسی وقت عین نے بھیگی پلکیں اٹھائیں۔ہسنے کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں پانی آنے لگا شام کے گہرے سائے میں اسکی بھوری نم آنکھیں ایسے تھیں کہ جس جگہ وہ دیکھے گی۔وہاں روشنی ہو جائے۔وہ اس سے زیادہ فاصلے پر نا تھی۔کہ اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کو وہ آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

اسکی پلکوں کی شرارت پر اسکا سانس جیسے رک سا گیا۔۔ "

۔"ہو پیارے۔۔دل وہیں پہ ہے ٹھہرا ہوا۔

بول ابھی بھی جاری تھے امن کو لگا جیسے یہ اسکے دل کی آواز ہو۔۔

" میں اسیر محبت ہو گیا۔۔میں فقیر محبت ہو گیا۔۔ "

"ہو پیارے۔جہاں تیری نظروں کا پہرا ہوا۔۔

دل وہیں پہ ہے ٹھہرا ہوا۔۔

ہو پیارے۔۔

گانے کے بول مستقل چل رہے تھے لیکن امن کو اب جیسے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

عادی نے آیت سے آدھا ڈوپٹہ لے کر سر پر ڈالا جب شیری نے اسے 1 love u بولا تو اسنے شرما کر ڈوپٹا دانتوں میں دبایا۔تو ان سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔اسکی حرکتوں پر وہ کبھی ڈوپٹا میں میں ڈالتا تو کبھی انگلی۔اور چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر کہتا مجھے شرم آرہی ہے جی۔

وہ سب ہس ہس کے دوہرے ہو رہے تھے۔زیادہ ہسنے کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔بمشکل ہسی روکتے اسنے آنکھوں نے پانی صاف کیا۔

معا اسے خود پر کسی کی گہری نظروں کا گمان ہوا۔۔اسنے نظریں اٹھاتے ادھر ادھر دیکھا۔وہاں پر بیٹھے لوگ عادی کی حرکتوں پر ہنس رہے تھے۔دائیں جانب سر گھماتے اسے وہاں کسی پتھر کا گمان ہوا۔جو بے حس و حرکت کھڑا ہو۔وہ وجود ذرا اندھیرے میں تھا وہ دیکھ نہیں سکی کہ وہ اسے ہی گھور رہا ہے۔ سر جھٹک کر اسنے عادی کو دیکھا۔جو شیری کو چھیڑ رہا تھا۔وہ ایک بھر پھر کھکھلا دی۔۔

....❤❤❤❤❤

اس دن کو بھرپور انجوائے کرتے۔وہ لوگ سات بجے شاہ ولا لوٹے تھے۔۔عینا نے مرتسم کو کافی کالز کیں۔لیکن اسنے فون نہیں اٹھایا۔پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔اور اسکے اتنے سپیشل ڈے پر وہ پی غائب تھا۔وہ ناراض تھی اس سے۔اب بات ہی نہیں کروں گی۔وہ دل میں طے کرتی اندر داخل ہوئی۔

لیکن یہ کیا۔پورا شاہ ولا اندھیرے میں ڈوبا تھا۔یہ اتنا اندھیرا کیوں ہیں۔اور باقی سب کہاں ہے۔وہ اپنے ساتھ کھڑیں وشہ اور آیت سے بولی۔ماما۔۔اپیا۔۔بابا۔بھابی۔۔سب کو پکارتے اسنے ایک قدم

آگے بڑھایا۔ تو اسکے ساتھ ہی لائٹس اون ہو گئیں۔ وہ چونک گئ۔ وہاں کوئ بھی نہیں تھا۔۔ پورا ہال خالی تھا۔ سامنے ٹیبل پر ایک بڑا سا بوکس رکھا تھا۔

گھر والوں میں سے کوئ بھی نہیں تھا۔ عادی لوگ بھی آتے ہی غائب تھے۔ اسنے بوکس پر لگے ربین کو کھینچا۔ تو وہ کھلتا چلا گیا۔

واوو اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ کیونکہ اس بوکس میں بلیک کلر کی گھیرے دار لانگ فراک تھی۔ جس پر گولڈ نگوں سے کام ہوا تھا۔ ساتھ ہی میچینگ سینڈلز اور جولیری بھی تھی۔ اسنے لب دبائے اوو۔ تو اس لیے آج یہ لوگ مجھے سارا دن باہر گھماتے رہے۔۔ ساتھ ایک چھوٹا سا کارڈ بھی تھا۔ جسمیں اسے پک اپ اینڈ وئیر کا کہا گیا تھا۔ وہ سامان اٹھاتی کمرے میں چلی گئ۔ انکے سرپرائیز کو خراب تو نہیں کر سکتی تھی۔

...❤❤❤❤❤❤❤

مکمل تیار ہوتے اسنے خود پر ایک آخری نظر ڈالی۔ بلیک کلر اس پر خوب جچ رہا تھا۔ پاوں کو چھوتا وہ فراک جیسے اسی کے لیئے بنایا گیا ہو۔ میک اپ کے نام پہ بس۔ مسکارا اور لائیٹ لپسٹک لگائ

تھی۔چاکلیٹی بالوں کو ہالف کیچر میں باندھا تھا۔پاوں میں سینڈل بند کرتے اسکے ہاتھ میں گولڈن چوڑیاں چھنکی۔کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایئرینگز تھے۔

ڈوپٹہ اٹھاتے سر پر ڈالا ۔وہ پلٹتی کہ کسی نے اسکی آنکھوں پر پٹی رکھی اور تیزی سے اسے باندھ دیا۔ک۔کون۔وہ ڈر گئ۔

وہی۔آیت کی آواز سن کے اسنے سکون کا سانس لیا۔یہ کیوں باندھی ہے۔۔۔؟بتاتے ہیں چلو۔لیکن مجھے نظر نہیں ارہا۔۔وہ بولی۔۔ارے ہم کس لیے ہیں۔آو۔دائیں دائیں سے اسکا بازو پکڑتے احتیاط سے اسے لے کر باہر نکلی تھیں۔

یہ اسکی زندگی کا یادگارترین دن تھا۔لیکن وہ نہیں جانتی تھی اسی دن سے اسکے برے دن شروع ہونے والے ہیں۔۔

...

وہ اپنی حالت سے جھنجھلاتا کچھ دیر سکون کے لیے کھلے آسمان تلے آیا تھا۔ کہ اس پری وش نے اسے بری طرح جکڑا ہوا تھا۔۔ دل بار بار اسے دیکھنے کے لیئے تڑپ رہا تھا۔ اور شائید اسکے دل کی سن لی گئ۔

لیکن اسے دیکھنے کے بعد اسکی حالت اور خراب ہو گئ تھی۔ دل تھا کہ اسکے دیدار سے بھر نہیں رہا تھا۔ وہ جاتے ہوئے جیسے اسکا دل کا سکون بھی ساتھ لے گئ تھی۔ اسنے گہری گہری سانسیں لیں۔ لگ رہا تھا جیسے ابھی سانس رک جائے گی۔۔

سگریٹ سلجھاتے اسنے ہونٹوں سے لگایا تو کچھ افاقہ ہوا۔ جانے کیوں ہر بار اسکی ایک جھلک اسکی حالت بگڑ دیتی تھی۔ وہ خود پر سے اختیار کھو دیتا تھا۔ بے بسی سے بالوں میں انگلیاں پھساتے سر سیٹ سے پٹکا۔۔ جانے کیسا سحر کرتی تھی وہ اس پر کہ اسکے دل کی حالت یوں غیر ہو جاتی تھی۔۔

...❤❤❤❤❤

وہ لوگ اسے آہستہ آہستہ سے چلاتی لان میں لے آئیں۔ اسے وہیں روکتے۔ آنکھوں سے پٹی ہٹائ۔ دو تین بار پلکیں جھپکتے سامنے کا منظر اسے صاف نظر آیا۔ اسنے جیسے ہی سامنے دیکھا۔۔ سرپرائیز سب ایک ساتھ بولے تھے۔ وہ سب ہی بلیک اینڈ گولڈن تھیم میں تھے۔ وہ حیران رہ گی۔ پورے لان کو

سجایا گیا تھا ہر جگہ بلیک اینڈ گولڈن تھیم تھا۔لان میں جگہ جگہ اسکی تصاویر تھیں۔یہاں تک کہ آج کے ہر مومنٹ کی بھی۔وہاں سب موجود تھے۔بی جان۔بڑے پاپا اور ماما اور ولی بھی۔۔ارسل۔زین دانین اور شیری کی فیملی بھی تھی۔عیشاء اور کچھ دوسری کولیگز بھی تھیں۔وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔۔

ہیپی برتھ ڈے۔میری جان۔عیشاء نے اسے گلے لگاتے وش کیا۔آیت اور باقی سب بھی آہستہ آہستہ اسے گلے لگا کر وش کیا۔اسکی صرف فی۔میل کلیگز ہی تھیں وہاں۔

دانین نے ہمیشہ کی طرح اسکا گال چوما تو اسنے اسے گھورا۔ارسل اور زین نے اسے سر پر ہاتھ رکھا۔بی جان نے اسکا ماتھا چومتے ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔بابا جان اور ولی نے اسکی نظر اتارتے سر چوما۔۔

ہمیشہ یونہی مسکراتی رہو۔خدا تمہیں میرے نصیب کی خوشیاں بھی دے۔اسکا سر سینے سے لگاتے ولی نے دل میں اسے دعا دی۔

سب وہاں تھے۔نہیں تھا تو صرف وہیں۔ہر طرف نظریں گھومائیں۔لیکن وہ نہیں تھا۔اسکا دل اداس ہو گیا۔لیکن بظاہر وہ مسکراتی رہی۔۔باقی سب کا موڈ خراب نہیں کر سکتی تھی۔روحا ماما کو بھی صبح دیکھ

کر گئ تھی۔کافی دیر وہ ان سے باتیں کرتی رہی۔اسکا دل کر رہا تھا کہ ابھی جائے اور ماما کو اٹھا کر ان سے شکایت کرے میر کی۔لیکن وہ بس گہرا سانس بھر کے مسکرا دی۔

اسے اپنی فیملی کی اتنی شدت سے یاد آرہی تھی کہ اسکا دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔اور اوپر سے وہ بھی غائب تھا۔بہت مشکل سے آنکھوں میں آئی نمی واپس دھکیلتے اسنے خود کو کمپوز کیا۔۔

❣❣❣❣...

مرتسم کہاں ہے۔۔شیری کی مدد نے ماہم سے پوچھا تو باقی سب نے ہی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ آفس تھا۔امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔اب اسکا فون بھی نہیں لگ رہا شاید ٹریفک میں پھس گیا ہو۔آتا ہی ہو گا۔۔۔بامشکل مسکراتے ماہم نے جواب دیا۔کیونکہ وہ کب سے اسکا فون ٹرائے کر رہی تھی پہلے وہ اٹھا نہیں رہا تھا اور پھر اوف کر دیا۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی وہ نہیں آیا۔۔بیٹا وہ کسی کام میں پھس گیا ہو گا۔ آو تم کیک کاٹو۔بی جان عینا کو
دیکھتی بولیں۔وہ زبردستی مسکراتی اثبات میں سر ہلا گئ۔ولی کے حصار میں اسنے کیک کاٹا۔کیک کے بعد سب نے کھانا کھایا۔لیکن عینا کے حلق سے ایک نوالہ بھی نہیں اترا۔

ناہی ولی نے کھایا۔ولی کو مرتسم پر شدید غصہ آرہا تھا۔نا صرف ولی کو باقی سب کو بھی۔دانین نے تو باقاعدہ اسے خیالات میں کٹ بھی لگادی تھی۔وہ لوگ اسکا زبردستی کا مسکرانا نوٹ کر سکتے تھے۔

کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ عینا کو اس وقت اپنے گھر والوں کو کتنا مس کر رہی ہو گی۔اسے اسکی کتنی ضرورت ہے اور وہ نا جانے کہاں غائب تھا۔۔

...❤❤❤❤❤❤❤❤

کھانے کے بعد سب باتوں میں مصروف تھے۔شیری کی مدر کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ معزرت کرتے واپس جا چکے تھے۔باقی سب بھی آہستہ اہستہ چلے گئے۔اب وہاں صرف گھر والے ہی

تھے۔عینا خاموش سی ایک سائیڈ بیٹھی۔ تھی۔باقی سب بھی اب خاموشی سے ایک دوسری کو دیکھ رہے تھے۔ارسل اور ولی مستقل مرتسم کو فون کررہے تھے۔لیکن کوئی رسپانس نہیں۔

جب اچانک ہیل کی ٹک ٹک نے خاموشی میں ارتعاش پیدا کیا۔سب نے ایک ساتھ انٹرس کی طرف دیکھا تو بے ساختہ ہی اٹھ کھڑی ہوئے۔وہاں زینی کھڑی تھی۔بلیک شرٹ اور جینز میں گہرے میک اپ کے ساتھ ہائی پلیز پہن رکھی تھیں۔لیکن سب کو چونکا دینے والی وہ نہیں اسکے ساتھ کھڑا میر تھا۔جو کوٹ کو ایک بازو پر ڈالے۔دوسرا ہاتھ پینٹ کی۔پاکیٹ میں پھسائے چہرے پر گہری سنجید گی لیے کھڑا تھا۔باقی حیران تھے۔دانین اور ولی کے چہرے پر غصہ تھا۔
جبکہ عینا بے تاثر چہرے سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

ہیلو ایوری ون۔۔زینی نے آواز نے سب کا سکتا ختم کیا۔ہم لیٹ ہوگئے۔وہ بظاہر تاسف سے بولی۔ایم سو۔سوری عینا۔مجھے تھوڑی دیر پہلے ہی پتا چلا آج۔تمہارا برتھ ڈے تھا۔بٹ مرتسم کو میرے ساتھ ایک کام سے جانا پڑا اس لیے لیٹ ہوگیا۔وہ عینا کے مقابل آتی بولی۔لہجے میں شرمندگی کا تاثر تھا جبکہ آنکھوں میں چمک سی تھی۔جیسے وہ عینا کو کچھ جتانا چاہ رہی ہو۔

عینا کچھ نہیں بولی۔ سپاٹ چہرے سے اسے دیکھتی رہی۔۔

ایسا کونسا ضروری کام تھا ولی دانت پیستے بولا۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ اگر کوئی کام تھا تو۔ زین اسکے پاس آتا سنجیدگی سے بولا۔ آپ فون نہیں اٹھا رہے تھے۔ میرے ڈاکومینٹس کا برابلم ہو رہا تھا مرتسم مل گیا تو اسے بول دیا۔ اس نے خود ہی ہیلپ آفر کی تھی۔ کام کرتے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا اور پھر بھوک بھی بہت لگی تھی۔ اس لیے راستے۔ میں ڈنر کرتے ہمیں دیر ہو گئ۔ ایم سو۔ سوری۔۔ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہتی وہ سب کو زہر سے بھی بری لگی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ کسی اور کے کچھ بولنے سے پہلے عینا کی سپاٹ آواز گونجی۔۔ کسی کی بھی طرف دیکھے بغیر وہ اندر کی طرف بڑھ گئ۔ جاتے ہوئے کیک کے ٹیبل سے اسکا ہاتھ ٹکرایا وہاں رکھی عینا اور مرتسم کی تصویر زمیں بوس ہوئ تھی۔ اسنے ایک بار بھی مرتسم کی جانب نہیں دیکھا۔ جبکہ مرتسم کی نظریں مستقل اسی پر تھیں۔

جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن خیر اب اس بات کو یہیں ختم کرو۔ آئیندہ ایسا کچھ نا ہو مرتسم۔ کوئی کچھ کہتا۔بی جان کی سخت آواز پر سب صبر کے گھونٹ بھر کے

رہ گئے۔ماما۔بابا۔وجدان بھائی اسے شکوہ کناہ نظروں سے دیکھتے بی جان کے ساتھ ہی اندر بڑھ گئے۔

ماہم نے تو اسے ایک نظر دیکھا بھی نہیں۔اور اندر بڑھ گئی۔وشہ اور آیت پہلے ہی عینا کے پیچھے جا چکی تھیں۔ارسل نے غصے سے زینی کو دیکھا پھر گہری نظروں سے مرتسم کو دیکھا۔

وہ تو کبھی اسے گھاس نہیں ڈالتا تھا۔کجا کہ وہ ایڑیاں بھی رگڑ لیتی۔اور کہاں آج عینا کے اتنے سپیشل دن پر اسکے ساتھ۔ضرور کوئی نا کوئی وجہ تو ہو گئی۔لیکن وہ جانتا تھا وہ اپنی مرضی سے ہی بتائے گا۔

دانین زینی کو گنجا کرنے کی خواہش دباتے باقی سب کے ساتھ ہی اندر بڑھی تھی۔جبکہ ولی نے غصے سے چیئر کو ٹھوکر مارتے دونوں پر ایک کٹیلی نظر ڈالی اور گھر سے ہی باہر چلا گیا۔اب وہاں صرف زین۔زینب۔اور مرتسم تھے۔زین۔شرمندگی اور غصے سے ذہنی کو گھور رہا تھا۔

جسنے عینا کا اتنا اچھا دن سپوئل کر دیا تھا۔آگے بڑھتے اسکا بازو پکڑتے وہ اسے کھینچ کر وہاں سے لے گیا۔

❤❤❤...

اب وہاں صرف مرتسم تھا جسکی خاموش نظریں۔ٹیبل کے پاس گری اسکی اور عینا کی تصویر پر تھی۔ جسکے فریم کا کانچ ٹوٹ گیا تھا۔بھاری قدم اٹھاتے اسنے وہ آہستہ سے نیچے بیٹھا اور اس تصویر کو اٹھایا۔وہ ارسل اور آیت کی شادی پر لی گئ ان دونوں کی تصویر تھی۔ جسمیں دونوں نے ٹوئینںگ کی تھی۔وہ کسی بات پر کھکھلا رہی تھی اور مرتسم اسے دیکھ رہا تھا۔یوں لگتا تھا تصویر بے خبری میں لے گئ ہو۔۔

کانچ ہٹاتے وہ تصویر اٹھائی۔اور اٹھ کھڑا ہوا۔تھکے قدم اندر کی جانب بڑھے۔
جہاں ہال میں اپیا۔اور بھابھی۔روتی ہوئ ہانم کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں۔وشہ اور آیت وجدان اور ارسل کو کچھ کہہ رہی تھیں۔اور دانین تیزی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ماما۔بابا اور بی جان اپنے کمروں میں تھے اسکو آتے دیکھ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

...❤❤❤❤❤

زینی کے ساتھ جانے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں۔وہ خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا جب پیچھے سے ماہم کی آواز پر لب بھینچے۔گہری سانس لیتے وہ مڑا۔
اسنے بتایا تو تھا اسکے پیپرز میں پرابلم ہو رہا تھی۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

تو وہ برو بلم کل بھی سولو ہو سکتی تھی۔ وجدان کے جتا کر کہنے پر اسنے نظریں چرائیں۔

آج ہی کام کرنا ضروری تھا۔ آہستہ سے کہتے اسنے آگے کی جانب قدم بڑھا دئے۔

بھائی۔عینا دروازہ نہیں کھول رہی۔ نا ہی کوئی جواب دے رہی ہے۔۔ پیچھے سے آتی وش کی آواز پر اسنے سختی سے مٹھیاں میچیں۔

سو گئی ہوں گی۔ اسکے عام سے لہجے میں کہنے پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ تو اسکو ذرا سی خراش آنے پر سارا گھر سر پر اٹھالیتا تھا۔ اور آج وہ جانتا تھا اسنے اسے کتنا ہرٹ کیا اور اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

سب نے تاسف سے اسکی پشت دیکھی۔ پریشان مت ہو۔ وہ ٹھیک کہ رہا ہے سو گئی ہو گی۔ آج سارا دن بھی تو تھک گئی ہو گی۔ ارسل نے وشہ کا سر تھپکتے کہا۔ جاو تم لوگ بھی آرام کرو۔ وشہ اور عادی کو کہتے اسنے انہیں کمروں میں بھیجا۔ وہ پریشان سے چلے گئے۔

کیا لگتا ہے جو وہ کہہ رہا ہے سچ ہے۔۔ آپ نے اسکا لہجہ دیکھا۔سپاٹ سا تھا۔ماہم بولی تو سب ہی اسکی بات سے متفق ہوئے۔مرتسم اور عینا کو اتنا ہرٹ کرنے کے بعد بھی اتنے آرام سے کہہ رہا ہے سو گئی ہو گی۔ماہین بھابھی بھی بے یقین لہجے میں بولیں۔یہ تو اب مرتسم ہی بتا سکتا ہے۔۔ارسل گہری سوچ میں بولا۔

خیر رات بہت ہو گئی ہے۔اب سو جاو۔جو بھی ہو گا صبح دیکھیں گے۔فلحال عینا اور مرتسم سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ماہین بھابھی نے سب کو جانے کا کہا۔ارسل اور آیت بھی آج رات یہیں رکنے والے تھے۔ماہم انہیں پہلے ہی کمرہ دکھا چکی تھی۔دانین اسی وقت سے غائب تھی۔وہ سب اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔لیکن جانتے تھے آج رات نیند کسی کو بھی نہیں آنے والی۔۔

...❤❤❤❤❤

اسنے کمرے میں آتے ہی دروازہ لوک کیا۔اور پھر اسی سے ٹیک لگا لی۔کتنی دیر بے حس و حرکت وہ کھڑی رہی۔آہستہ سے دروازے کے ساتھ بیٹھتے اسنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد باندھتے تھوڑی گھٹنوں سے لگا لی۔اسکے ذہن میں چھ ماہ پہلے کی گئ۔زینی کی سرگوشی گونج رہی تھی۔۔۔

"میں مر تسم کو تم سے چھین لوں گی۔۔۔" آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گالوں پر پھسل گئے۔پہلے ہی دل بہت بھاری تھا۔اور اب۔تو جیسے آنسو کا نار کنے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔کیا وہ اپنا آخری رشتہ بھی کھو دے گی۔آہستہ آہستہ اسکی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں۔

ب۔بابا۔ماں۔ٹوٹ کر الفاظ اسکے لبوں سے ادا ہوئے اور وہ شدت سے رو دی۔۔

...❤❤❤❤

رات دو بجے کا وقت تھا۔جب اسکے روم میں بنا بکس ریک ایک سائیڈ ہوا۔بکس ریک کھلتے ہی۔وہ اسکے کمرے میں آیا۔بک واپس رکھتے وہ ریک بند ہو گیا۔

آنے والے نے پورے کمرے میں نظر دوڑائی۔اسے دروازے کے ساتھ نیچے بیٹھے دیکھ اسنے لب بھینچے۔آہستہ سے بنا چاپ پیدا کیے وہ آگے بڑھا۔وہ گھٹنوں پر سر ٹکائے۔گہری نیند میں تھی۔چہرے پر آنسو کے مٹے مٹے نشان تھے۔وہ شائید روتے ہوئے سو گئ تھی۔

شدت سے رونے کی وجہ سے وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ مرتسم نے اسکے پاس بیٹھتے آہستہ سے ہاتھ کو پشت اسکے گال پر سہلایا۔

پھر جھکتے اسے بازوں میں اٹھایا۔ اسے بیڈ پر لٹاتے۔ مرتسم نے لائٹ اوف کردی۔ کمرے میں زیرو لائٹ کی ہلکی سی روشنی تھی۔ اسکا ڈوپٹہ اتارتے سائیڈ پر رکھا۔ پھر ہاتھوں سے چوڑیاں اتاریں بالوں سے کیچر اتارتے اسکا سر تکیے پر رکھا۔ سائیڈ ٹیبل پر ساری چیزیں رکھتے وہ اسکے پاس نیم دراز ہوا۔ آہستہ سے اسکا سر اٹھاتے اپنے سینے پر رکھا۔ ان سب میں وہ ہلکا ہلکا کسمساتی رہی لیکن اٹھی نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ اسکی نیند بہت گہری ہوتی ہے۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اس لیے سکون سے اسکا سر سینے پر رکھے۔ایک بازو اسکے گرد باندھے دوسرے سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

سر جھکاتے اپنے سینے پر پڑی کل کائنات کو دیکھا۔ جسمیں اسکی سانسیں بستی تھیں۔دونوں میں کسی نے بھی آج تک اپنی فیلنگز کا اظہار نہیں کیا۔کیونکہ وہ بنا بولے ہی ایک دوسرے کے جذبات سمجھ جاتے۔پھر آج کیوں وہ سمجھ نہیں سکی۔کیا وہ سچ میں اسکا اتنا اہم دن چھوڑ کر زینی کے ساتھ جا سکتا تھا۔۔

"لیکن وہ نہیں جانتا تھا جہاں بات عورت کی محبت کی ہو وہاں وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتی ہے۔۔"

ہاتھ کی پشت سے اسکے گال سہلاتے۔مرتسم نے جھکتے اسکے گال پر لب رکھے۔اسکی سوجی آنکھوں پر ہونٹ رکھتے اسے اپنے دل میں سکون اترتا محسوس ہوا۔آنکھوں سے ہوتے۔اسنے اسکی ناک میں چمکتی۔چھوٹی سی نتھ کو لبوں سے چھوا۔ایک بار۔دوبار۔اور پھر بار بار۔

یہی عمل اسنے ہونٹ کے کنارے بنے تل پر کیا۔بار بار تل کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے وہ بے چین ہوا۔اسکی مونچھو کی چھبن سے وہ کسمسائی تو مرتسم نے مسکراتے اسکی پیشانی چومی۔اسکے رگ وجاں پہ سکون کی لہر دوڑ گئ اسکے لمس سے۔لیکن اسکا دل اسے اسکی قربت کے لیئے اکسانے لگا۔

جائز رشتہ۔بانہوں میں محبوب۔خاموشی کو توڑتی دونوں کی بھاری سانسیں۔اسکے دل نے کروٹ بدلی۔انگوٹھے سے اسکے گلابی ہونٹ سہلاتے۔مرتسم نے جھک کر ان گلابی پنکھڑیوں کو قید کیا۔اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے۔اسے خود میں بھینچا۔۔

اپنی سانسوں پر کسی کی حکمرانی اور ہونٹ پر شدت سے وہ کسمسائی۔نیند سے بھری آنکھیں بمشکل کھولتے۔اسے مرتسم کا دھندلا چہرہ نظر آیا۔جو آنکھیں بند کیے۔اسکے لمس میں کھویا تھا۔اسے اپنی سانس بند ہوتی محسوس تو وہ مچلی۔مرتسم اسے مچلتے دیکھ نرمی سے پیچھے ہوا۔

اپنی خمار آلودہ آنکھیں اسکی نیند کے نشے سے بھری آنکھیں میں ڈالیں۔وہ بمشکل ہی آنکھیں کھول رہی تھی۔

شاہ۔اسکے لب پھڑ پھڑ ائے۔وہ شائید یہ خواب سمجھ رہی تھی۔اس لیے اسے خفگی سے دیکھتے۔دوبارہ سے آنکھیں موند گئ۔اسکے بالوں میں چلتی مرتسم کی انگلیاں۔اسکے سکون کا باعث تھیں۔وہ گہری نیند میں اتر گئ۔جبکہ مرتسم کی آنکھیں میں نیند کوسوں دور تھی۔اسکی سوچوں کا رخ کسی اور طرف۔

اگر عین کو کچھ پتا چل گیا تو۔۔ذہن میں مسلسل یہی چل رہا تھا۔۔نہیں وہ ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا۔۔وہ پھر سے اپنی عین کو بکھرے نہیں دے گا۔

نفی میں سر ہلاتے اسنے سختی سے اسے خود میں بھینچا۔اسے سر پر لب رکھتے آنکھیں موند گیا۔

ناجانے اسکا یہ فیصلہ اسکی زندگی کو کونسے موڑ پر لے جانے والا تھا۔۔

❤❤❤❤

کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی پر اسنے کسمسا کر کروٹ لی۔۔مندی مندی آنکھیں کھولتے زرنور کو دیکھنا چاہا لیکن خالی جگہ دیکھتے اسکے غصے سے دروازے کو گھورا۔

وہ اسے کتنی بار کہہ چکا تھا کہ جب بھی صبح اٹھے اسے زرنور اپنے سامنے چاہیئے لیکن وہ زرنور میڈم ہی کیا جو اسکی بات مان لے۔ جلدی سے اٹھتے فریش ہوا آج کچھ زیادہ ہی لیٹ ہو گیا۔۔

باہر آیا تو کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آواز پر وہ سیدھا کچن میں ہی آگیا۔۔

اسکا رخ دوسری جانب تھا۔ وہ کپ میں چائے ڈال رہی تھی۔ پیازی کلر کے شارٹ فراق میں نکھری نکھری سے اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئ۔

غازی کی قربت میں وہ دن بدن کھل کر گلاب کے پھول جیسی ہوتی جا رہی تھی۔

غازی کی فرمائش پر اسکے گھر آنے سے پہلے وہ روز ہی فریش سی بیٹھی ہوتی۔

وہ کپ میں چائے ڈال کر پیچھے مڑی تو اسے کھڑی دیکھ مسکرائ۔

اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ بابا کہ بعد کوئ اسے اتنا پیار کر سکتا ہے۔ غازی نے بلکل اسے کسی ملکہ کی طرح رکھا تھا۔۔

"وہ واحد شخص تھا جو اسکی بے تکی فضول باتیں بہت غور سے سنتا تھا۔ جو اسکی ہر ضد پوری کرتا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اکلوتی وارث تھی اس ڈیول کے عشق کی۔ جو اسکے دل پر راج کرتی تھی۔۔"

اسے اپنے نصیب پر رشک آتا تھا۔ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔بال کان کے پیچھے کرتے اسے سٹل دیکھ پوچھا۔دیکھ رہاہوں تم مجھے دن دن اور خوبصورت کیوں لگتی ہو۔دل کے قریب سے قریب تر۔

"تم تو پوری مجھ میں سما گئ ہو۔مجھ میں میرا کچھ رہا ہی نہیں۔۔"

۔وہ اسکے قریب آتا دھیمے لہجے میں بولا۔تو وہ کھکھلا کر ہس دی۔

"غازی مبہوت سا اسکی جلترنگ ہسی سنے گیا۔اسے نہیں معلوم تھا کہ خوش نصیبی اور سکون کسے کہتے لیکن جب سے وہ اسکی زندگی میں آئ تھی۔سکون نے اسکے دل میں گھر کر لیا۔"

اسنے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔ہلکا سا جھکتے اسکے لبوں کو قید کیا۔تھوڑی دیر بعد وہ پیچھے ہوا تو وہ سرخ چہرے اور پھولے سانس کے ساتھ اسے گھور کر رہ گئ۔۔

کیا ہوا۔مسکاتے پوچھا۔

ناشتہ وہاں ہے۔۔وہ بمشکل بولی۔توبہ انکا بس چلے تو نظروں سے ہی کھا جائیں۔وہ بڑبڑاتے جلدی سے چیئر کھینچ کر بیٹھ گئ۔

غازی نے اسکی پھرتی پر بمشکل قہقہ روکتے چیئر کھینچی۔

ابھی اسنے نوالا منہ میں رکھا ہی تھا کہ اسے وومٹ فیل ہوئی۔وہ سیکنڈ سے پہلے اٹھ کر واش بیسن پر جھکی۔

زرغازی نے بوکھلاتے اسے دیکھا۔۔اسکی پیٹھ رب کرتے وہ پریشان ہو گیا۔کیونکہ وہ مسلسل قہہ کر رہی تھی۔

نڈھال ہوتے اسنے غازی کے سینے پر سر رکھا۔یہاں آو۔اسے چیئر پر بٹھاتے پانی دیا۔زر میری جان کیا ہوا۔اسکی زرد رنگت دیکھتے اسکا دل جیسے بند ہونے کو تھا۔

غ۔غاز۔میرا سر گھوم رہا۔وہ چکراتے سر کو تھام کر بمشکل بولی۔زرغازکی جان ریلیکس۔ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس جارہے ہیں ہم۔۔

بس دومنٹ۔وہ جلدی سے کمرے سے والے گاڑی کی چابی اور اسکی شال لے آیا۔شال اسکے گرد لپیٹتے اسے بانہوں میں اٹھایا۔احتیاط سے اسے بٹھاتے۔سیٹ بیلٹ باندھا۔

بس کچھ دیر ہم ابھی پہنچ جائیں گے۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے اسے تسلی دی۔ اسکی حالت مرنے جیسی ہو گئ تھی زرنور کو ایسے دیکھ کر۔۔

ریش ڈرائیونگ کرتے وہ بیس منٹ میں ہوسپٹل پہنچے تھے۔ جلدی سے نڈھال سی زرنور کو بانہوں میں اٹھاتے وہ اندر بھاگا۔۔

ڈاکٹر نشاء کو وہ جانتا تھا۔ انکے کیبن کی طرف بڑھتے اسنے پاوں سے دروازہ کھولا۔

اندر پیشنٹ کے ساتھ کچھ ڈسکس کرتی ڈاکٹر نشاء چونک کر کھڑی ہوئ۔ شہنشاہ۔ وہ زیر لب بولی اور پیشنٹ سے معذرت کرتی انکی طرف مڑی جو زرنور کو بیڈ پہ لٹارہا تھا۔

ڈاکٹر میری وائف کو دیکھیں کیا ہو گیا ہے۔۔ یہ ایسے زرد کیوں ہو گئ ہے۔۔

مسٹر شہنشاہ پلیز حوصلہ رکھیۓ میں چیک کرتی ہوں۔ آپ باہر جائیں۔ وہ زرنور کی نبض دیکھتی بولی۔

میں کہیں نہیں جارہا۔ آپ ٹائم مت ویسٹ کریں اور پلیز چیک اپ کریں۔ وہ غصے سے بولا تو وہ زرنور کو دیکھنے لگی۔ جو نیم بے ہوش تھی۔۔

کیا ہوا تھا۔ڈاکٹر نشاء نے پوچھا۔۔ناشتہ کرتے ہوئے اچانک ہی وومٹ اور پھر چکر آنے لگے۔زرنور کا بائیاں ہاتھ سہلاتے بتایا۔

ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلاتے۔نرس کو بلایا اور پھر ڈرپ لگا دی۔غازی کی نظریں بس زرنور کے چہرے پر تھیں۔

آپ بتائیں گی کیا ہوا میری وائف کو۔۔اسے گلوکوز لگاتے دیکھ پوچھا۔۔

آپ آئیں میرے ساتھ۔ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا اور پردے کے دوسری طرف چلی گئ۔غازی نے زرنور کا ہاتھ چومتے سہی سے رکھا اور ڈاکٹر کی جانب قدم بڑھائے۔

اب بتائیں۔۔انکے سامنے بیٹھتے پوچھا۔۔آپکی شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔۔انکے پوچھنے پر غازی نے گھور کر انہیں دیکھا تو وہ گڑگڑا گئیں۔

پلیز کوپریٹ۔وہ سنجیدگی سے بولیں چھ ماہ ہونے والے ہیں۔

گونگریچولیشنز مسٹر شہنشاہ آپکی وائف پریگنٹ ہیں۔ایک دو سوال اور پوچھنے کے بعد وہ اچانک بول غازی کو ساکت کر گئیں۔

کیا۔کیا بولا ہے آپنے۔کچھ دیر بعد وہ اچانک ہوش میں آتے بے یقینی سے بولا۔۔آپ پاپا بننے والے ہیں۔وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔تو غازی نے گردن موڑتے اس پردے کو دیکھا۔جسکے پیچھے پڑی اسکی زندگی اسے اتنی بڑی نعمت دینے جارہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔کیسا ریئیکٹ کرے۔آہستہ سے قدم بڑھاتے وہ زرنور کے پاس آیا۔اسکی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔اسنے جھکتے زرنور کے ماتھے پر لب رکھے۔اسکی آنکھ ایک آنسو چپکے سے زرنور کے بالوں میں جزب ہوا تھا۔

ڈاکٹر کے اندر آنے پر وہ سیدھا ہوا۔بس یہ ڈرپ ختم ہو جائے تو آپکی وائف کو ہوش آجائے گا۔

آپکی وائف کافی ویک ہیں۔انکی ڈائیٹ کا اچھے سے خیال رکھنا ہو گا آپکو۔اور انھیں شائید گھی سے وومٹ ہوئی ہے آج۔پریگننسی میں اکثر لڑکیوں کو مختلف چیزوں سے پرابلم ہو جاتی ہے۔آپکی وائف کو گھی سے ہے تو انہیں پرا اٹھا مت دیجیئے گا۔غازنے انکی ہدایت سنتے۔زرنور کا ڈائیٹ چاٹ انسے لیا۔

اگلے ہفتے پھر سے چیک اپ کروانا ہے آپکو۔وہ اسے ہدایت دیتی چلی گئیں۔غازی کچھ دیر زرنور کے چہرے کو دیکھتا رہا۔
خوشی جیسے اسکے انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔پھر زرنور کی میڈیسن لینے چلا گیا۔قریبا پندرہ منٹ بعد وہ واپس آیا تو زرنور ہوش میں بیٹھی تھی۔اسکے سرخ چہرے سے اسے اندازہ ہو گیا کہ ڈاکٹر اسے بتا چکی ہیں۔۔

آپکی وائف اب بہتر ہیں آپ انھیں گھر لے جاسکتے ہیں۔ڈاکٹر اسے آتا دیکھ بولی۔وہ جواب دیے بغیر آگے بڑھا اور پاوں نیچے لٹکا کر بیٹھی زرنور کو خود میں بھینچا۔

وہ تو بوکھلا گئی۔ڈاکٹر نشاء مسکراہٹ دباتے وہاں سے چلی گئیں۔ایک تو اسے پہلے ہی اسے اتنی شرم آرہی تھی اور اوپر سے وہ صداکا بے شرم ڈاکٹر کا بھی لحاظ نہیں۔

غ۔غازاسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی۔غازی ہلکا سا پیچھے ہوا۔لیکن حصار نہیں توڑا۔جھک کا اسکا ایک ایک نقش چوما۔
مبارک ہو ماماٹوبی۔۔اسکے سر سے سر ٹکاتے کہا۔آپکو بھی باباٹوبی۔وہ نم آواز میں بولی۔

وہ دونوں ساتھ ہس بھی رہے تھے اور رو بھی۔گھر چلیں۔۔ ہمم۔وہ سر ہلاتے نیچے اتری لیکن اس سے پہلے ہی غاز اسے اٹھا چکا تھا۔

غاز کیا کر رہے ہیں۔میں چل سکتی ہوں۔وہ شرم سے بولی۔لیکن وہ ڈھیٹ بنا باہر کی طرف چل دیا ۔زرنور نے آنکھیں بند کرتے اسکے سینے میں منہ چھپایا۔

آتے جاتے لوگ مسکراتے انھیں دیکھ رہے تھے۔لیکن اسے کب کسی کی پرواہ ہوتی ہے۔۔احتیاط سے اسے فرنٹ سیٹ پر بڑھاتے وہ ڈراو ئیوئینگ سیٹ پر آیا۔

راستے میں اس کے لیئے فروٹس اور اسکی کچھ فیورٹ چیزیں لیتے وہ گھر واپس آئے تھے۔

کمرے میں آتے غازی نے اسے بیڈ پر بٹھایا۔غاز میں چل سکتی ہوں۔

وہ منہ بناتے بولی۔جبکہ اسنے سن کے ان سنی کر دی۔غاز۔۔ اپنی بات اگنور ہونے پر غصے سے بلایا۔ہمم۔اسکی دوائیاں دیکھتے مصروف سے انداز میں ہنکار بھرا۔

تھوڑی دیر بعد ہچکیوں کی آواز پر اسنے چونک کر زرنور کے طرف دیکھا۔

جو زارو قطار روتی ہچکیاں بھر رہی تھی۔زر۔۔ کیا ہوا۔ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسکے ہاتھ منہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔۔

Don't touch me

اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ غصے سے بوی۔۔

اسکے ہاتھ جھٹکنے پر اسکو غصہ تو بہت آیا۔لیکن اسکی
حالت کی وجہ سے نظر انداز کر گیا۔

زر مجھے بتاو تو سہی ہوا کیا ہے۔کہیں پین ہو رہا ہے۔بتاو مجھے۔زبردستی اسکے ہاتھ ہٹائے۔۔

زر نور۔۔دوسری بار اسکے ہاتھ جھٹکنے پر وہ غصے اور سختی سے بولا تو وہ یکدم سہم کر اسے دیکھنے لگی۔آج یہ کیا ہے۔آئیندہ غصے میں بھی میرا ہاتھ جھٹکنے کی یا منہ موڑنے کی کوشش بھی کی تو جان نکال دوں گا۔

اسکے ہاتھ تھامتے سختی سے بولا۔ابھی کچھ اور کہتا کہ اسکی ڈری سہمی آنکھیں دیکھتے چپ ہو گیا۔اسکے ڈرنے پر خود کو کوسا۔

روز۔۔اوکے ایم سوری۔لیکن مجھے بتاو گی نہیں تو پتہ کیسے چلے گا۔۔ہم۔نرمی سے اسکے آنسو صاف کرتے محبت سے کہا۔۔زرنور نے شکوہ کنا نظروں سے اسے دیکھا۔

آپ کب سے مجھے اگنور کر رہے ہیں۔ابھی تو بے بی آیا بھی نہیں ہے اور آپ مجھے ایسے اگنور کر رہے۔۔۔ہچکیوں سے بتایا۔

مینے۔۔وہ حیران ہوا۔۔مینے کب۔۔

جی آپنے۔۔زوروشور سے سر ہلایا۔ابھی جب میں آپکو بلا رہی تھی۔آپ میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے تھے۔اور مینے دیکھا ہے جب بے بی آجاتا تو پھر ہسبنڈ اپنی وائف سے پیار نہیں کرتے۔نا انکی کیئر کرتے ہیں۔

غازی تو بس حیرت سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔جو مستقبل میں نا ہونے والی اپنی اگنورس پر رو رہی تھی۔گہری سانس لیتے۔اسکی طرف دیکھا۔

زرا ادھر دیکھو میری طرف۔میں گھر سے باہر رہوں تو تمہیں کتنی بار فون کرتا ہوں۔۔

سنجیدگی سے پوچھا۔۔ہر گھنٹے میں ایک بار۔۔پھر بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اگنور کر سکتا ہوں۔۔زرمیں کچھ دیر تمہاری آواز نا سنو۔تمہیں دیکھوں نا تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے میں وجود کے ایک حصے کو نظر انداز کر رہا ہوں۔اور یہ بے بی۔یہ تو ہم دونوں کی نشانی ہے اسکے آنے سے میرا پیار تمہارے لیے کم نہیں ہو گا زر بلکہ اور بڑھے گا۔میں جب جب اسے دیکھوں گا مجھے تم یاد آو گی کیونکہ یہ تمہارے وجود کا حصہ ہے۔

محبت سے بولتے اسکی نم آنکھوں پر لب رکھے۔جبکہ وہ مبہوت سی اسے بولتے دیکھ رہی تھی۔وہ ایسے نرمی اور محبت سے بولتا سیدھا اسکے دل میں اتر رہا تھا

۔کیا ہوا۔۔اسے مستقل خود کو دیکھتے مسکراتے پوچھا۔۔میں سوچ رہی ہوں مینے ایسی کونسی نیکی کر دی جسکے بدلے اللہ نے مجھے آپکو دے دیا۔

وہ مسکرایا۔نیکی تو میری کام آئی ہے جسکے بدلے اللہ نے مجھے اتنی پیاری سی گڑیا دے دی۔۔اسے خود سے لگاتے کہا۔۔

غاز۔۔تھوڑی دیر بعد محبت سے پکارا۔۔جی غازی کی جان۔۔آپ یہ ڈمپل مجھے دے دیں۔اسکے گالوں پر ابھرتے گڑھے پر انگلی رکھتے فرمائش کی۔غازی نے زندگی سے بھرپور قہقہ لگایا۔تمہارے ہی ہیں میری جان۔۔

میرے ہوتے تو میرے چیکس پر ہوتے نا کہ آپکے منہ بناتے کہا تو وہ ہستے نفی میں سر ہلا گیا۔وہ اتنا خوش تھا کہ شائید ہی زندگی میں کبھی اتنا خوش ہو۔
زندگی مکمل سی لگنے لگی تھی۔خوشیوں نے دہلیز پر دستک دی اب دیکھنا یہ تھا کہ یہ خوشیاں کتنی مختصر ہیں۔۔

رات کا آخری پہر تھا جب اپنی گردن اور چہرے پر کسی کی سانس کی تپش سے وہ کسمسائی۔ نیند سے بھری آنکھیں کھولیں ۔ لیکن دھندلا سا نظر آیا۔ آنکھیں مسلتے۔پلکیں جھپکیں۔ آنکھیں کھولتے جو اسنے دیکھاوہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔

لیکن اسکی چٹانی گرفت سے ذرا سا فاصلہ ہی بنا پائی۔وہ یہاں۔کیسے۔کب اور عینا وہ قریباپوری اسکے اوپر تھی۔

اسنے مرتسم کے چہرے کی طرف دیکھا۔سرمئ آنکھیں بند تھیں سرخ و سفید رنگت۔تنے ہوئے نقوش۔ گھنی مونچھو تلے بھینچے عنابی لب۔وہ شہزادوں کا سا حسن رکھنے والا تھا۔ویسے تو وہ سب بھائی ہی بہت خوبصورت تھے لیکن وہ اس

خاندان کا سب سے خوبصورت اور وجیہہ مرد مانا جاتا تھا۔ہزاروں لڑکیوں کا کرش۔شاہ ولا کا لاڈلہ۔ اور وہ کیا تھی۔ایک عام سی لڑکی۔ جسے اپنے اپنوں نے ٹھکرا دیا۔

مرتسم کے دادا کا تعلق مصر سے تھا۔اور کہتے ہیں مصر کے لوگوں میں پوری دنیا کی خوبصورتی سماتی ہے۔اور مرتسم وہ اپنے ماں باپ کا حسن خود میں سمو کر آیا تھا۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ روحا اور سکندر کا پرتو تھا۔چونکہ روحا اور ملیحہ بھی بہنیں تھی اور سکندر اور حمدان بھی جڑواں تھے اس لیے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کس کا پی ہے سب کو وہاں چاروں کا مکسچر ہی لگتا تھا۔

وہ بلکل پرانے زمانے کے مصر کے کسی شہزادے کے جیسا تھا۔وہ شہزادہ جو اس پر جان چھڑکتا تھا۔اسکے لیئے پوری دنیا سے لڑا تھا۔

اسکا ہاتھ تھاما تھا تب جب اسکے اپنوں نے اسے ٹھکرا دیا تھا۔تب جب پوری دنیا نے اسکو بدکردار کہا تھا۔تب جب لوگ اسے پاگل کہتے تھے۔

وہ شخص ہر ایک سے لڑ پڑا تھا۔فقط ایک گمنام لڑکی کے لیئے۔۔وہ کیوں تھا ایسا کیوں چاہتا تھا اسے اتنا۔

اسے مرتسم اور زینی کے لے کر کوئی بھی شکایت نہیں تھی۔وہ جانتی تھی کچھ نا کچھ تو ہوا ہی ہو گا جو مرتسم نہیں آیا۔

ورنہ وہ شخص جو اسکے چہرے کی ذرا سی مسکراہٹ کے صدقے اتارتا تھا کیا وہ اس سے بے وفائی کا سوچ بھی سکتا تھا وہ اسے تکلیف دے سکتا تھا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ کب اسکے آنسو مرتسم کا سینہ بھگونے لگے۔

"ان قیمتی موتیوں کا یوں ضائع مت کیا کریں عین۔ اتنی تکلیف تو مجھے اپنے وجود پر لگے زخم سے بھی نہیں ہوتی جتنی آپکی آنکھ سے گرے ہر ایک آنسو سے ہوتی ہے۔ "
وہ محبت و نرمی سے بولتا اسکے آنسو صاف کرنے لگا۔ جبکہ وہ زارو قطار رونے لگی۔ مرتسم نے اسے خود میں بھینچا۔

شش۔ بس عینا نے اس سے دور ہونے کی کوشش کی لیکن ہو نا سکی۔
آپ اسکے ساتھ کیوں تھے شاہ۔ بھیگی آواز میں پوچھا۔ مرتسم نے لب بھینچے۔ وہ جانتا تھا اسے اس بات نے ہرٹ نہیں کیا کہ وہ کیوں نہیں آیا۔ تکلیف اس بات نے دی تھی کہ وہ زینی کے ساتھ کیوں تھا۔

ایم سوری عین۔۔ میں چاہ کر بھی آپکو سچ نہیں بتا سکتا۔ دل میں کہتے اسکے سر پر لب رکھے۔ جبکہ وہ اب رونے کے بعد سکون سے اسکی آغوش میں پڑی تھی۔

آزاد ہونے کے لیئے کسمسائی۔میں ناراض ہوں آپسے۔۔سر اٹھاتے خفگی سے کہا۔

تو یہ ناراضگی کیسے ختم ہو گی۔۔وہ لب دباتے بولا۔

مجھے نہیں پتا۔اسنے منہ بسورا۔

عین ادھر دیکھیں۔سوری ناپلیز اب ناراضگی ختم کر دیں۔وہ بے بسی سے بولا۔اسکے معاملے میں مرتسم میر شاہ ہمیشہ ہی بے بس ہو جاتا تھا۔

آئیندہ وہ آپکے آس پاس بھی دکھے نا تو میں آپکا اور اسکا سر پھاڑ دوں گی۔وہ غصے سے بولی تو مرتسم نے مدھم ساقہقہ لگایا۔

عینا نے اسے غصے سے دیکھتے اسکے حصار کر توڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی تو غصے میں اسکی گردن پر دانت گاڑے دیے۔وہ جو مزے سے اسے دیکھ رہا تھا۔اب گردن کے بعد کندھے پر کاٹنے سے اسنے اسے گھورا۔جنگلی بلی۔۔

یہ پہلی بار نہیں تھا۔مرتسم کو اب عادت ہو چکی تھی۔اسکے بازوں پر اسکے دانتوں کے کئ نشان بنے رہتے تھے۔کیونکہ عینا کو غصے میں دو ہی کام کرنے ہوتے یا تو چیزیں پھینکنا یا وہ غصے میں اسکے بازو اور گرن پر نشان بنا دیتی۔

عینا نے اسکی گردن پر بنے نشان کر دیکھتے لب دبائے۔افف ایک تو اسکی کاٹنے کی عادت۔گہری سانس لیتے اسنے مرتسم کے چہرے کی طرف وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

گہری نظروں سے اسکی نظروں میں کچھ تو ایسا تھا کہ اسکی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔پل میں اپنی حالت دیکھتے وہ گلابی پڑی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

شاہ۔ چھوڑیں۔ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے ہونے کی کوشش کی۔ لیکن پلک جھپکتے مرتسم نے کروٹ بدلی وہ اسکے نیچے تھی۔ عینا نے حلق تر کرتے اسے دیکھا۔

جسکی آنکھوں میں پل بھر میں خمار چھایا تھا۔ گہری رات۔ تنہائی۔ بانہوں میں محبوب۔
محبوب وہ بھی جس پر وہ حق رکھتا ہو۔ وہ پل میں بہکا تھا۔
اسکی ناک سے ناک سہلاتے۔ اسکی سانسوں میں گہری سانس بھری۔
وہ گھبرا گئی۔ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔

مرتسم کے اسکا ہاتھ پکڑتے اپنے۔ ہاتھ سے الجھاتے۔ بیڈ سے لگا دیا۔

اور اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔وہ بے تحاشہ گھبر اگئ۔مرتسم اسکی گردن پر اپنی ناک سہلاتا گہری سانس کھینچتا لبوں سے چھونے لگا۔

اسکی مونچھو کی چھبن سے وہ کسمائ۔
ش۔شاہ۔لھڑکھڑاتے لہجے میں اسے پکارتے ہوش میں لانے کی کوشش کی جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے۔شدتیں لٹارہاتھا۔

ہمم۔بہکی خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھا۔عینا نے ہولے سے لب ترکیے۔مرتسم کی بہکی نظروں نے اسکے لبوں تک سفر کیا۔ا
سکی حرکت سے وہ متبسم ہوا۔انگوٹھے سے اسکے نچلے لب کو سہلایا۔اسکی آنکھوں میں جھانکتے وہ اسکے لبوں پر جھکا تو وہ سختی سے آنکھیں میچتی اسکی شرٹ کو دبوچ گئ۔
اپنی طلب پوری کرتے وہ پیچھے ہوا تو وہ سر تا پیر سرخ ہوتی گہری سانس لینے لگی۔جبکہ اسکی طلب پوری کہاں ہوئ تھی۔
جتنا وہ اسے چھو رہا تھا اسکی طلب بڑھتی جارہی تھی۔اسکی آنکھوں میں چھائ طلب پڑھتے عینا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

ش۔شاہ۔ن۔ نماز کا وقت ہو رہا۔اسکا کندھا ہلاتے کہا تو وہ اسکی بکھری حالت پر وہ مسکرایا۔اسکے سر سے سر ٹکاتے اسکی سانسوں میں سانس بھری۔

اسکی گرم سانسوں کی تپش اور مونچھوں کی چھبن سے اسکا چہرہ جھلس رہا تھا۔

اب کوئی ناراضگی۔اسکے ماتھے پر لب رکھتے پوچھا تو وہ لب دباتی نفی میں سر ہلا گئ۔

آپ جائیں اب۔وہ ہولے سے بولی۔ تہجد کا وقت ہو رہا تھا۔

ماما۔بابا۔جاگنے والے ہونگے۔مرتسم آہستہ سے پیچھے ہوا۔ایک گہری نظر اسکی بکھری حالت پر ڈالتے وہ بکس ریک کے پیچھے غائب ہو گیا۔عینا اسے دیکھتی تکیے میں منہ چھپا گئ۔

لمبی سانسیں لیتے خود کو نارمل کرنا چاہا لیکن اپنی سانس سے آتی اسکی سانس کی خوشبو اور اپنے وجود آتی اسکے کلون کی مہک سے وہ گھبرا گئ۔

پوری رات وہ اسکے پہلو سے لپٹی سو رہی تھی۔ابھی اسکی سانس میں سانس لے رہی تو اسکی خوشبو اس سے کیسے نا لپٹتی۔۔

خود کو نارمل کرتے کپڑے لیتے وہ باتھروم میں چلی گئ۔تھوڑی دیر پر وہ سادہ سے قمیض شلوار میں ملبوس گیلے چہرے کے ساتھ باہر آئ۔

نماز میں ابھی وقت تھا۔لیکن تہجد کا وقت تھا۔اس لیے اسنے سکون سے تہجد پڑی۔

تھوڑی دیر بعد ہی فجر کی آزان ہر جگہ گونج رہی تھی۔شاہ ولا میں سب تہجد سے لے کر ہر نماز کے پابند تھے۔سوائے وشہ اور عادی جنہیں ماہم ڈھیٹ کر کے اٹھاتی تھی فجر کے لیئے۔
وہ جانتی تھی اب بابا کے ساتھ سارے مرد مسجد جائیں گے۔نماز ادا کرتے اسنے تلاوت کی۔رات ہلکی بارش کی وجہ سے آج ٹھنڈ زیادہ ہو گئ تھی۔
اسنے رات سے کچھ نہیں کھایا تھا اس وقت اسے شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

اس لیے گرم شال اٹھاتے اپنے گرد لی اور نیچے کی جانب قدم بڑھا دیے۔اسکا رخ کچن کی طرف تھا۔اندھیرا ہلکا ہو چکا تھا۔
صبح کی روشنی پھیلنا شروع ہو گئ تھی لیکن سردی کی وجہ سے ابھی تک سڑکوں پر کوئ چہل پہل نہیں تھی۔

اسے نیچے آتے دیکھ ماہم نے چونک کر اسے دیکھا۔اسکے چہرے میں ہلکی سرخی تھی لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

تو میرے شہزادے نے ایک دن بھی ناراض نہیں رہنے دیا اپنی شہزادی کو وہ سوچ کے مسکرا دی۔

اپیا ایک کپ کافی میرے لیے بھی۔اسے چائے بناتے دیکھا کہا۔تو وہ مسکراتے سر ہلا گئ۔

رات سے جو پریشانی اسے ہو رہی تھی اسکے لبوں کی مسکراہٹ دیکھتے اب زائل ہو چکی تھی۔

وہ صوفے پر پاوں سمیٹتے ماما کے کندھے پر سر رکھے ان سے چپک کر بیٹھ گئ۔ماما تسبیح کرتیں مسکرا دیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد بابا لوگ بھی آ گئے۔لاونج میں ماما اور ماہم ہی تھیں جو مرتسم کو دیکھتی سنجیدہ ہو گئیں۔

وہ بابا اور وجدان بھائ کو مطمئین کر چکا تھا اب ماما اور ماہم اپیا کو بھی منانا تھا۔اسنے بابا کو دیکھا تو وہ دونوں کندھے آچکا گئے۔

اپیا کافی ملے گی۔ماہم کے پاس بیٹھتے کہا۔۔کیوں زینی کے ساتھ رات کو کافی نہیں ملی۔
ماہم کی جگہ ماما بولیں تو بابا اور وجدان نے بمشکل اپنی ہسی روکی۔۔ماما مرتسم نے بے بسی سے انھیں دیکھا۔ماما پلیز ایسے ناراض تو مت ہوں۔

مینے بتایا تو تھا۔اگر کام ضروری نا ہوتا تو میں کبھی بھی ایسا کرتا بھلا۔انکے ہاتھ تھامتے وہ بے چارگی سے بولا۔

آپکی بیٹی کو بھی منا لیا ہے اب آپ دونوں بھی ناراضگی ختم کر دیں۔وہ دونوں تو پہلے ہی عینا کا مسکراتا چہرہ دیکھ چکی تھیں اس لیے مسکرا دیں۔

میر بیٹا مینے تمہیں پیدا نہیں کیا لیکن تمہاری پرورش مینے کی بچے۔اور میری پرورش کو کبھی برا مت کہنے دینا کسی کو۔
مرتسم جب تم نے عینا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی تو دل میں صرف ایک ڈر تھا کہ کہیں یہ سب ہمدردی میں تو نہیں لیکن پھر اپنی آنکھوں سے تم دونوں کو دیکھتے سارے ڈر ختم ہو چکے تھے۔

میں تمہاری ماں ہوں لیکن پھر بھی کہہ رہی ہوں مرتسم کبھی بھی ان مردوں کی خصلت مت اپنانا بیٹا جو اپنی عورتوں کو ایک وعدے کی بھینٹ چڑھا کر بوجھ سمجھنے لگیں۔

اگر تمہیں کبھی عینا سے کوئی شکایت ہو تو پہلے اس سے بات کرنا۔پتہ نہیں کیوں کل جو ہوا میں بہت ڈر گئی ہوں۔عینا ہم سب کو بہت عزیز ہے اور ہم سب ہی یہ بات جانتے ہیں کہ اب وہ کوئی بھی دکھ یا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گی۔

اسے اسکا کیا گیا وعدہ یاد دلاتے وہ اسے بہت کچھ سمجھا گئیں تھی۔۔

مرتسم نے انکے ہاتھ پر بوسہ دیا۔بے فکر رہیں ماما میں کبھی آپکی تربیت پر نام نہیں آنے دوں گا۔وہ مضبوط لہجے میں بولا تو سب ہی مسکرا دیئے۔

مجھے اپنی تربیت پر پورا بھروسہ ہے۔۔اسکا سر چومتے بولیں۔

چلو بھئی اب سب ٹھیک ہو گیا۔اسی خوشی میں اب اچھا سا ناشتہ کروادو۔
بابا ماحول خوشگوار کرنے کے لیئے بولے۔

توماہم جی اچھا کہتی کچن کی جانب چل دی۔باقی سب مطمئین سے اب باتوں میں مصروف تھے۔

مرتسم سب کو مطمئین کر چکا تھا اس لیے اب شاہ ولا کا ماحول نارمل تھا۔اور عینا کو ہستے مسکراتے دیکھ سب مطمئین ہو گئے۔

سب بڑے ناشتہ کر چکے تھے۔اب وہاں صرف ینگ پارٹی ہی تھی۔۔جب ماہم کی نظر مرتسم کی گردن پر پڑی۔

میر تمہاری گردن پر یہ نشان کیسا۔سب نے چونک کر اسے دیکھا۔نشان اسنے نظریں جھکا کر دیکھا۔اسکی گردن ہر بنے دانتوں کے نشان واضح تھے۔ناشتہ کرتے عینا کو اچھو لگا۔پ

پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے اسنے سرعت سے مرتسم کی جانب دیکھا۔شرٹ کے اگلے دو بٹن کھلے تھے اور اسکی گردن پر بنے وہ نشان واضح نظر آرہے تھے۔افف عینا نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔۔
ساتھ بیٹھے ارسل نے اچک کر اسکا نشان دیکھتے مسکراہٹ ضبط کی۔
رات میں ایک بلی نے حملہ کیا تھا۔مرتسم شرارت سے اسکی طرف دیکھتا بولا۔
ہاں شائید جنگلی بلی نے۔ماہم ہستے بولی۔
وہاں بیٹھے وہ سب اس نشان کو اچھے سے سمجھتے تھے۔کیونکہ پہلی بار تو نہیں دیکھا تھا۔اسکے ہاتھ اور بازو پر اکثر ایسے نشان دکھتے رہتے تھے۔

ہاں جنگلی بلی تھی کافی غصے میں تھی۔۔ مرتسم نے شرارت سے اسکی طرف دیکھا جو نظریں چراتی سر جھکا گئی۔

بھائی لگتا ہے جنگلی کے دانت کسی لڑکی جیسے تھے۔اسکی طرف دیکھتی وشہ شرارت سے بولی۔ آیت نے اسے کاندھا مارتے آنکھوں سے اشارہ کیا تو عینا دانت پیستے سر اٹھا کر دونوں کو گھورا۔
جو اسکے دائیں بائیں بیٹھی تھیں۔

کتنی بے رحم بلی تھی نا بھائی۔عادی مصنوعی افسوس سے بولتا۔ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔

وہ کیا ہے نا عادی کہ تمہارے بھائی کو ایسے کام کرنے ہی نہیں چاہیئے جس سے اس جنگلی بلی کو غصہ آئے اور وہ ایسے انعام دے شاہ کو۔ وہ دانت پیستے بولی۔

تو سب کا جاندار قہقہ گونجا۔ مرتسم نے اسکی طرف دیکھتے آنکھ ونک کی وہ سٹپٹا کر سر جھکا گئی۔۔۔بے شرم۔۔

ایک تو پہلے ہی وہ اسکی رات والی جسارتوں سے اس نظریں نہیں ملا پا رہی تھی اور اب یہ۔ افف۔۔

زر جان کہاں ہو۔ وہ اسے پکارتے آندر آیا۔

کیا ہوا غاز۔ یہ سب کیا ہے۔ اسکے ہاتھ میں اتنے سارے شاپنگ بیگ دیکھتے وہ حیران ہوئی۔

یہ ہمارے بے بی کے لیئے۔ لیکن غاز بے بی کو آنے میں ابھی بہت ٹائم ہے۔ وہ اسے گھورتی بولی۔

دو دن پہلے ہی احمر کی فیملی بھی آئی تھی۔ اور اس خوشخبری پر بہت سارے گفٹس بھی لائے تھے سب۔ ندا آنٹی نے تو اس کا صدقہ بھی دیا تھا۔

اسے بابا کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ لیکن باقی سب کی محبت پر نم آنکھوں سے مسکراتی رہی۔ غاز کی تو پہلی بھی اس میں جان تھی لیکن اب تو اسنے جیسے اسے ہاتھ کا چھالہ بنا رکھا تھا۔ زیادہ وقت گھر سے ہی کام کرتا تھا۔

غازیہ سب کیوں لائے ہیں۔وہ چھوٹے بچوں کی فریم پکچرز دیکھتی بولی۔۔

وہ اس لیے میری جان کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ پریگنٹ لیڈی کے آس پاس ایسا ہی ماحول ہونا چاہیے۔اب ہم اپنے روم میں یہ پکچرز لگائیں گے۔

اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکاتا بولا۔توزرنور مسکرا دی۔۔

غاز آپ بہت زیادہ خوش ہیں نا بے بی کے لیئے۔

ہم بہت۔اسکے سر پر بوسہ دیتا بولا۔۔

جب ہمارا بے بی ہو گا نا تو ہمارے گھر میں خوشیاں۔رونق۔قلقاریاں ہو گی۔وہ اپنے ننھے قدموں سے۔ننھے سے لمس سے ہماری دنیا مہکائے گا۔اسکی چھوٹی چھوٹی شرارتیں۔

پہلی بار چلنا۔ بولنا۔ کچی نیند سے ہمیں روتے جگانا۔ میں ان سب کے لیئے بے صبری سے انتظار کر رہا ہوں۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بول رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے کئ عکس جھلملا رہے تھے۔

آپ تو ایسے بول رہے ہیں جیسے یہ سب پہلی بھی دیکھ اور کر چکے ہوں۔ وہ ہنس کر بولتی شاپنگ دیکھنے لگی۔

جبکہ غازگم سم سا دور ماضی کے ایک منظر میں کھو گیا۔۔

"جہاں ایک بچہ کسی نومولود بچی کے رونے سے جھنجھلایا ہوا تھا۔ یہ بہت روتی ہے۔ کیا اسے کہیں تکلیف ہو رہی ہے۔ وہ اس بچی کے زارو قطار رونے پر فکر مندی سے بولا۔ تو اسکی ماں ہس دی۔ نہیں بچے ایسے ہی روتے ہیں۔ تم بھی تو چھوٹے ہوتے روتے تھے۔

ادھر دیں چپ کرواتا ہوں۔ وہ اسکا رونا کم ہوتے دیکھ بازو آگے بڑھا گیا۔ اب وہ بچی کو آہستہ آہستہ تھپکتا سرگوشی میں اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور خلاف معمول بچی چپ ہو کے اسے غور سے سن رہی تھی۔۔۔"

غاز۔غاز کہاں کھو گئے۔زرنور اسکا بازو ہلاتے بولی تو اسنے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

کیا سوچ رہے ہیں۔وہ اسکے یوں گم صم ہونے پر پریشانی سے بولی۔

وہ اکثر بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جاتا۔کبھی اسے خالی نظروں سے گھورتا رہتا۔وہ بہت پریشان ہو جاتی تھی کہ وہ اچانک اسے کیا ہو جاتا تھا۔۔

کچھ نہیں۔ایسے ہی کچھ سوچ رہا تھا۔وہ گہری سانس بھرتا بولا۔تم ادھر آو اتنی دیر سے کھڑی ہو تھک جاوگی۔اسے صوفے پر بٹھاتا بولا۔اسکا دھیان بھٹکانے کو وہ اس سے چھوٹی موٹی باتیں کرنے لگا۔

اور پھر زرنور کی نا ختم ہونے والی باتیں شروع ہو چلی تھیں۔جسے وہ مسکراتے سن رہا تھا۔

وہ باسط سے ہر بات اچھی طرح کنفرم کرتی اب دانین سے ملنے جارہی تھی کہ اسے ان سب میں اسکی ضرورت تھی۔۔راستے میں ایک جگہ رکتے اسنے ایک نئی سم لی جسکی اسے ضرورت تھی۔

سم لے کر وہ جیسے ہی گاڑی کی طرف جانے کے لیئے مڑی۔ اسکی نظر روڈ کنارے ایک لڑکی پر پڑی جو اپنا گرا ہوا سامان اٹھا رہی تھی۔ اسے ایک نظر دیکھتی وہ واپس مڑی اور اس تک گئی۔ اور نیچے بیٹھتے اسکا سامان اٹھانے لگی۔

یہ لیجیئے۔ اسکی کتابیں اسے دیتی بولی تو۔ نورین نے حیرت سے اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھا۔ جو اسکی مدد کر رہی تھی۔ شکریہ۔ نورین نے کہتے اس سے کتاب پکڑ لی۔

عینا نے مسکراتے سر ہلایا۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتی نورین کے پیچھے آتی تیز رفتار گاڑی کو دیکھتی چونک گئی۔ کوئی جان بوجھ کر گاڑی اسی طرف لا رہا تھا۔ اسے اندازہ ہوا۔

اسنے تیزی سے نورین کا بازو پکڑتے پیچھے کھینچا۔ وہ بدوقت اسے بچا گئی۔ لیکن برا ہوا جب نورین کا بازو اسکے ہاتھ سے پھسلا اور عینا لڑکھڑاتی منہ کہ بل سڑک پر گری۔

اسکے سر چوٹ لگی تھی اور خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ ناک سے خون نکل رہا تھا۔ کہنیاں بھی چھل گئی۔ اسنے اٹھنا چاہا۔ لیکن سر میں اٹھتی درد کی تیز لہر۔ سے اٹھ نا پائی۔

آس پاس لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔نورین ساکت سی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جو اسکی جان بچاتے خود زخمی کو گئ تھی۔وہ اسکی طرف بھاگی۔

آپ ٹھیک ہیں۔اسے تھامتے نورین نے پوچھا۔عینا نے بند ہوتی آنکھوں سے اسے بمشکل دیکھا اور سر ہلایا۔نورین نے اسے تھامتے اٹھایا۔وہ لڑکھڑا گئ۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

اسنے سر جھٹکا۔اسے ماتھے سے نکلتے خون پر ڈوپٹہ رکھا۔نورین اسکے اشارے پر اسے اسکی گاڑی تک لائ اسے اندر بٹھاتے۔وہ پریشان تھی۔آپ کیسے جائیں گی۔آپکو تو بہت چھوٹ آئ ہے۔آپ میرے ساتھ چلیں میں ہوسپٹل لے چلتی ہوں۔عینا نے نفی میں سر ہلایا۔نورین نے کچھ سوچتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالالی۔ڈرایونگ اسے امن نے سکھائ تھی۔

عینا پر غنودگی چھانے لگی۔نورین تیزی سے اسکی گاڑی چلاتے اپنے گھر کا راستہ لے گئ۔بے ہوش ہونے سے پہلے عینا کے لبوں میں ہلکی سی جنبش ہوئ۔اور اسکے لبوں سے بنا آواز کے نکلا تھا۔۔"میر"

ادھر میٹینگ روم میں بیٹھے مرتسم کا دل تیزی سے ڈھڑکا تھا۔نا جانے کیوں اسکا دل گھبرا رہا تھا۔
اب نا جانے کونسی نئ آفت منتظر تھی۔

❤❤❤❤❤

ایک جھٹکے سے گاڑی روکتے وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔اسکے چہرے پر غصے پریشانی کے ملے جلے تاثرات تھے۔
ہاتھوں کی نیلی نسیں ابھری ہوئ تھیں۔جو اسکے غصے اور تپش کا پتہ دے رہی تھیں۔اسکے قدم تیزی سے اوپر کی جانب بڑھ رہے تھے۔
لیکن وہ ٹھہر گیا۔یوں جیسے کسی نے اسے ساکت کر دیا ہو۔اسکے کمرے کی دہلیز پر اسکے قدم ساکت ہو گئے۔

ہاتھوں کی بھینچی مٹھیاں کھل گئیں۔چہرے کے تاثرات عجیب سے ہوئے تھے۔آنکھیں جیسے کسی نے سحر کرر کھا ہو۔قدموں نے بے خودی میں آگے بڑھنے کی جرات کی۔

بیڈ کے قریب رکتے وہ سانس روک گیا۔یہ اسکا وہم نہیں

تھا۔نا ہی یہ کوئی خواب تھا۔جو دیکھ رہا تھا حقیقت تھی۔

وہی حقیقیت جسکی خواہش پچھلے دو ہفتوں سے امن نے کی تھی۔اسے اپنے سامنے دیکھنے کی۔اک جھلک کی خواہش۔

وہ سانس روکے بنا پلک جھپکے اسے دیکھے گیا۔اسے حوش نہیں رہا۔کتنا وقت گزر گیا۔جبکہ دروازے میں کھڑی نورین پچھلے پندرہ منٹ سے امن کو یوں دیکھ کر بے یقین تھی۔

جو امن کی آنکھوں میں اسے دکھ رہا تھا وہ ان جذبات پر بے یقین تھی۔
پچھلے دو ہفتوں سے وہ دیکھ رہی تھی۔وہ ڈسٹرب تھا اور تو اور اس بار وہ اسکے پاس پندرہ دنوں میں آٹھ دن اسکے پاس رہا تھا۔نورین نے بارہا اسے پوچھنے کی کوشش کی لیکن ہر بار وہ ٹال دیتا۔اور اب جو وہ دیکھ رہی تھی۔نا قابل یقین تھا۔

امن کے دل نے شدت سے خواہش کی اسکی بھوری آنکھیں دیکھنے کی جو اس وقت بند تھیں۔

عنابی لبوں کی مسکراہٹ دیکھنے کی۔جو ابھی بھینچے ہوئے تھے۔نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔اسکے سر پر بھی پٹی بندھی تھی۔

اسکا چہرہ بلکل زرد ہوا پڑا تھا۔ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی۔

نورین آہستہ سے چلتی اسکے پاس گئ اور اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اسنے پھر بھی کوئ حرکت نہیں کی۔امن اسنے اسے پکارا اور اسکا کندھا ہلایا تو امن نے نے چونکتے غائب دماغی سے اسے دیکھا۔

اسے جانتے ہو تم۔وہ بے ہوش پڑی عینا کی طرف اشارہ کرتی بولی۔جبکہ امن کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کوئ دیوانہ۔

"انھیں تکلیف ہو رہی ہے۔۔"اسنے جیسے نورین کی بات سنی ہی نہیں۔وہ تو بس عینا کے چہرے پر تکلیف تاثرات سے ہی بے چین ہوا اٹھا تھا۔

امن وہ بے ہوش ہے۔نورین اپنی بات پر زور دے کر بولی۔تو امن نے بے بس ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔وہ اسے دیکھ کر یوں بے خود ہو جاتا تھا۔اسکی آنکھیں تھیں اسکے دیدار سے بھرتی نہیں تھی۔

دل چاہتا تھا وہ بس اسے دیکھتا رہے۔اسے دوبارہ دیکھنے کی غلطی نا کرتے ہوئے وہ مڑ گیا۔اسے نورین نے فون کیا تھا اور سب کچھ بتایا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی جان بچانے والی کون تھی۔

اور اب جب پتا چلا تھا تو اسکی خود کی جان پر بن آئ تھی۔

وہ جانتا تھا کہ نورین کو مارنے کے لیئے یہ کام کس کا تھا۔اس لیے وہ سخت غصے میں تھا۔لیکن اب اب تو جیسے اسکی دماغ کی نسیں سنسنا اٹھیں تھیں۔پہلے صرف نورین کی بات تھی لیکن اب عینا کو اس حالت میں دیکھ کر وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

نورین چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔جو گہرے سانس بڑھتا کبھی بالوں میں ہاتھ چلاتا۔اضطراب کی سی کیفیت میں تھا۔

کیا یہ وہی لڑکی ہے۔وہ اچانک بولی تو امن نے اسے دیکھا۔کیا یہ وہی لڑکی ہے جسکی وجہ سے تم پچھلے پندرہ دنوں سے بے سکون تھے۔جسکی ایک جھلک دیکھنے کے لیئے تم تڑپ رہے تھے۔

جسکے لیئے یہ دل جسے تم پتھر کہتے ہو ڈھڑک رہا تھا۔

سکون سے بازو باندھتے بولی تو امن کو نے بے ساختہ نظریں چرائیں تھیں۔

ایسا کچھ نہیں ہے آپی۔وہ سختی سے بولا۔

نظریں مت چراو امن مینے تمہاری پرورش کی ہے ایک ماں کے جیسے تمہیں لگتا ہے ایک ماں اپنے بچے کے حال سے ناواقف ہو گی۔وہ جتا کر بولی۔

وہ اس لڑکی نے آپکی جان بچائی ہے تو۔۔

تو اسی لیے تم اسے دیوانوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔تو امن نے ہونٹ بھینچے۔

مجھے اس لڑکی سے ہمدری ہو رہی تھی بس۔"

تمہیں اس لڑکی سے محبت ہے امن۔"وہ نظریں چرا کر کہتا وہاں سے جانے لگا تھا لیکن نورین کے لفظوں نے جیسے اسکے قدموں میں زنجیر ڈال دی۔

محبت اسکے لب ہلے۔آس پاس جیسے دھماکے ہو رہے تھے۔
ہر جگہ بس محبت محبت کے الفاظ گونج رہے تھے۔امن نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔نہیں۔مجھے محبت نہیں ہے۔

مجھے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔کبھی نہیں۔وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتا۔بڑبڑاتا۔وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ نورین جو کہ خوش ہو رہی تھی کہ شائید وہ عام لڑکوں کے جیسے زندگی جئے اس لڑکی کے لیئے۔

اسنے امن کی آنکھوں میں ایک آگ کی سی لپک دیکھی تھی۔ لیکن اب اسکا جو ریکشن تھا وہ پریشان ہو گئی۔ آخر کیوں وہ ماننے سے انکاری تھا۔

اسنے بے ساختہ قدم اسے پری پیکر کی طرف بڑھائے جو اسے اسکے امن کی زندگی میں ایک امید کی کرن لگی تھی۔ اور اسکا دل دعا گو تھا۔ کہ کاش یہ لڑکی اسکے امن کو بدل دے۔

اسکی پلکوں میں جنبش ہوئی اور اسنے اپنے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن پلکیں اس قدر بھاری ہو رہی تھیں کہ وہ کھول نا سکی۔ کچھ دیر پلک جھپکنے کے بعد اسکی آنکھیں کھلیں۔ آنکھیں کھلتے اسکی نظر سامنے دیوار پر گئی۔ وہ غائب دماغی سے دیکھتی رہی۔ معا اسے یاد آیا یہ اسکے گھر کی دیوار نہیں۔
اسنے نظریں ادھر ادھر گھومائیں۔ اٹھنے کی کوشش کی لیکن سر میں اٹھتی درد کی ٹھیس سے سر تکیے پر دوبارہ گرا گئی۔
آہہ۔ منہ سے بے ساختہ کراہ نکلی تھی۔ اسنے یاد کرنے کی کوشش کی وہ کہاں ہے۔ سب منظر اسکی آنکھوں میں گھوم گئے۔ لیکن وہاں تک جب اسنے لڑکی نے اسے گاڑی میں بٹھایا تھا۔ اسکے بعد کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔

اسنے اپنے ہاتھ میں لگی سوئی کو کھینچا۔ تو اسکے ہاتھ سے خون نکل پڑا۔ جبکہ عینا پرواہ کیے بغیر اٹھنے لگی۔

آرام سے۔ کمرے میں آتی نورین۔ بھاگ کر اسکے پاس آئی۔ کیا کر رہی ہو۔ لیٹی رہو۔ لیکن وہ بیڈ سے ٹیک لگا گئی۔ اور انجان نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا۔ تو اسے یاد آیا یہ وہی لڑکی ہے جیسے اسنے بچایا تھا۔

ڈونٹ وری آپ سیف ہیں۔ نورین اسکے آنکھوں کے تاثرات پڑھ کر بولی۔ یہ میرا گھر ہے۔ آپکو میری وجہ سے بہت چوٹ آئی تھی اس لیے میں آپکو یہاں لے آئی۔

آپ مجھے اپنے گھر والوں کا نمبر دیجیے میں انہیں انفارم کر دیتی ہوں۔ نورین اسے دیکھتی نرمی سے بول رہی تھی۔

وہ لڑکی صرف اسے ہی خوبصورت نہیں لگی تھی وہ واقعی خوبصورت تھی۔ سب سے زیادہ خوبصورت تو اسکی بھوری آنکھیں تھیں۔ جو کسی کو بھی اپنا دیوانہ کر سکتی تھیں۔

میرا فون۔اسکی نقاہٹ زدہ آواز گونجی۔تو نورین چونکی۔ہاں۔ہاں میں دیتی ہوں۔نام کیا ہے آپکا۔وہ اسکا موبائل جو وہ اسکی گاڑی میں سے لائی تھی۔اسے دیتی بولی۔عینا۔وہ آہستہ بولی۔تو نورین نے سر ہلایا۔

عینا نے اسے موبائل کا لاک کھول کر دیا۔اس میں زیادہ بولنے کی ہمت نہیں تھی۔بولنے سے نچلے ہونٹ میں درد اٹھتا تھا۔

نورین نے اسکے کال لوگ میں آخری نمبر پر کال ملائی اور اٹھ کر باہر چلی گئ۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اسکے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھا۔

موبائل رکھتے اسنے عینا کو دیکھا جسنے آنکھیں بند کر کے بیڈ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔چہرے پر تکلیف کے آثار تھے۔

کیا آپکو زیادہ پین ہو رہا ہے۔وہ فکرمندی سے بولی تو۔عینا نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا اسے سر اٹھاتے سیدھا ہونے کی کوشش کی لیکن پھر سے منہ کراہ نکلی تھی۔ آہہ ماں۔

جبکہ دوسرے روم میں بیٹھے سکرین پر اپنے کمرے میں لگے کیمرے سے وہاں کا منظر دیکھتے امن نے ہونٹ بھینچے تھے۔اسکی کراہ پر ہاتھ میں پکڑے گلاس پر گرفت بڑھادی

اس قدر کے وہ ٹوٹ کر اسکے ہاتھ میں بری طرح چبھا تھا اور خون کا فوارہ اسکے ہاتھ سے پھوٹ پڑا لیکن اسے زور اور بڑھا دیا۔

عینا کے منہ سے نکلی کراہ کی تکلیف اس تکلیف سے زیادہ تھی۔لانچ کے ٹکڑے اسکے ہاتھ میں گہرائی سے لگے تھے۔ لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

نورین کو مارنے کی کوشش کرنے والے کا انجام یقینن برا ہونے والا تھا۔اسے اب بیسٹ کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

❤❤❤❤❤

ماضی:

فائنلی جان چھوٹی۔۔وہ تھکی سی آواز میں بولتی صوفے پر گری۔

قسم سے یار آج لگ رہا ہم آزاد ہو گئے۔انوشے بھی اسکے ساتھ گرتی بولی۔ آج ان لوگوں کا آخری پیپر تھا۔ایک ماہ سے انکے پیپرز چل رہے تھے انہیں سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی۔

ان دنوں مہر اور انوشے سب کو چھوڑ کر بس اپنے پیپرز پر توجہ دیتی تھیں۔اور نتیجہ ہمیشہ پوزیشن لاتی تھیں۔اس بار بھی دونوں نے اپنا بیسٹ دیا تھا۔

تم دونوں تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے ہل چلا کر آئی ہو۔عالم انہیں گھورتا بولا۔وہی ان دونوں کو پک کرنے گیا تھا۔ہاں تو یہ ہل چلانے سے کم تھا کیا۔انوشے اسے گھورتی بولی۔۔

اور نہیں تو کیا۔مہر نے بھی اسکی تاکید کی تو وہ بس افسوس سے سر ہلا کر رہ گیا۔

میں جا رہا ہوں تم دونوں اتارو اپنی تھکن وہ پانی کا گلاس رکھتا بولا۔مہر اور انوشے دونوں انوشے کے گھر تھیں۔۔

آغا جان کے کسی دوست کے پوتے کی شادی تھی سب وہاں گئے تھے اس لیے وہ یہیں آ گئی۔شام چھ بجے تک دونوں گوڑھے گدھے بیچ کر سوتی رہیں۔

حسان صاحب جب شام اسے لینے آئے تو انوشے کی ماما نے انھیں جگایا۔وہ سوئی جاگی کیفیت میں فریش ہونے چلی گئی۔انوشے کو سوتے چھوڑ وہ حسان صاحب کے ساتھ آ گئی۔

اندر داخل ہوتے اسکے قدم تھم گئے۔کیونکہ سامنے ہی آغاجان باقی سب کے ساتھ بیٹھے تھے۔وہ مسکراتے رمل کی کوئی بات سن رہے تھے۔ان تین ماہ میں اسکا سامنہ ان سے نا ہونے کے برابر تھا۔ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے بھی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

تین ماہ سے انکی بات نہیں ہوئی تھی۔اپنے چہرے کے تاثرات سپاٹ کرتی وہ سر جھکاتے اندر داخل ہوئی۔آہستہ سے سب کو سلام کرتی وہ اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

اسکی آواز پر ایک پل کے لیئے آغا جان تھمے اور دیکھا لیکن اگلے ہی پل چہرہ موڑ گئے۔اسے اوپر جاتے دیکھ انہوں نے سر جھٹکا۔

❤❤❤

عالم گاڑی روک جلدی۔وہ دونوں ایک ساتھ چیخیں تو عالم نے بوکھلاتے گاڑی روکی۔کیا ہوا تم دونوں ٹھیک ہو۔وہ گھبرائے لہجے میں بولا۔

ہاں ہاں۔ہم ٹھیک ہیں۔

تو پھر گاڑی کیوں رکوائی ایسے۔وہ انہیں گھورتا بولا۔

عالی وہ دیکھ گول گپے والا۔مہر اسکا دھیان باہر کی جانب کرواتی بولی۔تو اسنے سر پیٹا۔

یہ انکے پیپیرز ختم ہونے کے ایک ہفتے بعد کی بات تھی۔وہ دونوں اب کھل کر اپنی زندگی انجوائے کر رہی تھیں۔رزلٹ آنے تک وہ لوگ ہر فکر سے آزاد تھیں۔

آج سنڈے تھا تو عالم کو صبح سے دونوں نے گھیرا ہوا تھا۔پہلے شوپنگ ۔پھر لنچ اور اب یہ۔شوپنگ کرتے ان دونوں نے اسے اتنا تنگ کیا تھا کہ اسنے تنگ آتے ہاتھ جوڑ دیے۔

لاتا ہوں یہیں رکو دونوں۔وہ انہیں چھوڑ کر بولتے گول گپے لانے چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ لوگ گھر واپسی کے لیئے جارہے تھے۔

عالم۔۔مہر نے گاڑی ڈرائیو کرتے عالم کو پکارا۔

نو مور۔میں بہت تھک چکا ہوں۔اگر اب بھی کچھ رہتا ہے تو تم دونوں کو اٹھا کر کہیں پھینک آوں گا۔وہ تپے لہجے میں بولا تو دونوں کا قہقہ گونجا۔

ارے نہیں میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ تم شادی کر لو۔مہر اچانک بولی تو بے ساختہ اسکا پاوں بریک پر گیا۔

ہیں کیا کیا۔وہ پیچھے مڑ تا بولا۔

ارے یہی کہ شادی کر اس میں اچانک انٹاریکٹ کرنے والی کیا بات ہے۔وہ منہ بنا کر بولی۔

یہ دیکھو بہن میرے جوڑے ہاتھ میں جانتا ہوں یقینن تم دونوں نے کوئی خرافاتی پلین بنایا ہو گا۔اب خدا کے واسطے یہ شوشا میری ماں کے سامنے نا چھوڑ دینا۔

بس اسکے آنسو آنے کی کسر رہ گی تھی۔جبکہ وہ دونوں ہس ہس دوہری ہو رہی تھیں اسکی شکل دیکھ کر۔

عالی یار مجھے سچ میں تیری شادی کا شوق ہو رہا۔مینے تو یہ بھی سوچ لیا میں کیا پہنو گی۔کتنا مزہ آئے گا۔ہماری بھابھی آئے گی۔۔دونوں پر جوش لہجے میں بولیں۔

تو عالم نے سر جھٹکتے گاڑی اسٹارٹ کی۔اتنا شوق ہے تو خود کر لو۔وہ منہ بنا تا بولا۔

اسکی بات پر مہر نے تو منہ بنایا جبکہ انوشے نے قہقہ لگایا۔

میرا بس چلے تو میں آج ہی کر لوں۔لیکن میرے بھولے سے بھای اس کے لیئے ایک عدد لڑکا بھی چاہیئے ہو گا نا۔

اور وہ ابھی پتا نہیں کہاں ہے۔انوشے پہلے مصنوعی شرماتی جبکہ آخر میں افسوس کرتی بولی۔

تو مہر اور عالم نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

تو کچھ چھپا رہی ہے ہم سے۔ عالم بولا۔

نہیں عالی مجھے تو پورا یقین ہے ضرور اسنے کسی کو چھسار کھا ہے۔ مہر صدمے سے بولی تو۔

انوشے نے دونوں کو لعنت ہو والی نظروں سے دیکھا۔

ہنہ اگر ایسا ہوتا ناتو میں ایک ایک بندے کو پکڑ کر بتاتی یہ دیکھو میرے وہ۔ وہ منہ میں ڈوپٹا ڈالتی شرماتی بولی۔

لیکن اسکی ماں نے اسے پیدا کر کے جانے دنیا کے کس کونے میں چھوڑ دیا جو ابھی تک ملا ہی نہیں۔ آخر میں افسوس سے بولی ان دونوں کی ہسی چھوٹ گئ۔

وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ انوشے کو شادی کا کس قدر شوق ہے۔۔ شرم کر انو۔۔ عالم اسے آنکھیں دکھاتا بولا۔

ارے میں کیوں شرم کروں شرم تو مجھے انکے سامنے آئے گی نا۔وہ شرارت سے آنکھ مارتی بولی۔ جبکہ مہر کا اب ہس ہس کے پیٹ دکھ رہا تھا۔

بس۔بس کرانو۔میرا پیٹ دکھ رہا اب۔وہ آنکھوں کے کنارے صاف کرتی بولی۔

جاواب اور خبر دار اگلے پورے ہفتے تم دونوں نے میرا نام بھی لیا تو۔وہ گھر کے سامنے گاڑی روکتا بولا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے لب دبائے اور اسے محبت سے اسے دیکھا۔۔جو انکے بیگز اب اندر لے جاتے بڑبڑا رہا تھا۔

وہ دونوں اسے واقعی بہت تنگ کرتی تھیں۔لیکن وہ جانتی تھیں کہ عالم کو انکے اسی بچپنے سے پیار ہے وہ صرف مصنوعی سا غصہ ہوتا تھا۔

عالی۔۔وہ جب جانے لگا تو وہ دونوں اسکے قریب آئیں۔

No thanku ..becausee you are our teady bear and we love our teady bear sooo much...and this is our right to tease you always and forever..

وہ اس کے گال کھینچتی اس سے لگتی بولیں تو اسنے مسکراتے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھے۔وہ دونوں ہمیشہ اسے تنگ کرنے کے بعد یہ لائینز بول لے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھیں۔اور تب بولتی جب انہیں اس پر بہت پیار آرہا ہو۔

بس کرو۔اب کیا رلاو گی پگلی۔وہ شرارت سے بولا تو تینو ہس دیے۔۔

❤❤❤❤

کیا چل رہا ہے لیڈیز۔وہ اندر آتی بولی۔جہاں ماما اور بڑی ماما کچھ بنانے میں مصروف تھیں۔

مل گیا تمہیں وقت۔عائشہ بیگم اسے گھورتی بولیں جو رمل کے آگے سے سلاد اٹھاتی کھا رہی تھی۔

انہو۔ایسے بیچ سے نہیں کھاتے رمل اسے ٹوکتی بولی۔تو اسنے منہ بنایا۔

کیا بنا ہے آج۔وہ رمل سے پوچھنے لگی۔

مٹر گوشت۔مصروف سے انداز میں اسے بتاتی وہ کام کرنے لگی۔جبکہ مہر نے سن کے کڑوا سا منہ بنایا۔

رمل آپی وہ دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کرنے لگی۔

ہم۔سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

میرا بریانی کھانے کا دل کر رہا ہے۔پلیز بنادیں۔وہ آہستہ سے بولی کیونکہ جانتی تھی۔

اب ماما سے ڈانٹ پڑے گی۔جو پھر سے شروع ہو جائیں گی کہ۔تمہیں رزق کی قدر نہیں جو بنا ہے وہ تو کھانا ہی نہیں ہوتا۔رمل نے مسکراہٹ روکتے اسے گھوراجو التجائیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکے دیکھنے پر۔۔پلیز کہا۔وہ بنا کچھ کہے۔سامان نکالنے لگی۔

آئی لو یو آپی۔آپ ورلڈ کی بیسٹ آپی ہو۔وہ اسے پیچھے سے ہگ کرتی بولی۔تو رمل نے مسکراتے اسکے گال کھینچے۔

جبکہ عائشہ بیگم نے اسے گھورا۔کوئی ضرورت نہیں ہے رمل بنانے کی جو بنا ہے وہی کھاؤ مہر۔۔

ماما پلیز نا میرا دل کر رہا ہے۔۔مہر تمہیں رزق کی قدر ہی نہیں ہے۔وہ غصے سے بولیں۔

اور آپکو میری۔ارے میں اکلوتی بیٹی ہوں آپکی۔آپ کا چاہئے کہ میری ہر خواہش پوری کیا کریں۔بنا بولے ہی میری بات سمجھ لیا کریں۔لیکن نئ۔میری ماں تو سب سے انوکھی ہے جسے اولاد کی قدر نہیں۔

دیکھنا ایک دن آپ ڈھونڈے گی مجھے۔پکاریں گی۔ آجا مہر مجھے تیری قدر ہو گئ ہے میں پھر بھی نہیں آوں گی۔

وہ تیز تیز بولتی ایکٹینگ کی آخری حد پر تھی۔جب عائشہ بیگم نے اسکے بازو پر تھپڑ مارا۔

بولنے سے پہلے ناکچھ سوچ لیا کرو مہر کیا بولتی رہتی ہو۔وہ سختی سے بولیں۔تو مہر نے منہ بنایا۔

ارے بیگم کیوں بچی کو ڈانٹ رہی ہو۔حسن بابا اندر آتے بولے جو ایک ہفتے کسی کام سے کراچی گئے ہوئے تھے۔تو مہر خوشگوار حیرت سے انکی طرف بڑھی۔

بابا مینے آپکو بہت مس کیا۔وہ انکے سینے سے لگتی بولی۔کیسا ہے میرا بچہ۔ مینے بھی اپنی گڑیا کو بہت مس کیا وہ اسکا سر چومتے بولے تو سب نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا جواب ناک چڑھاتی انھیں عائشہ بیگم کی شکایتیں لگا رہی تھی۔

اور وہ مسکراتے سن رہے تھے۔ اللہ اسے ایسے ہی خوش رکھے ہمیشہ۔ ماما زیر لب دعا کرتی اسکی ایکٹینگ پر نفی میں سر ہلا گئی۔

❤❤❤❤

رات میں تیار رہیئے گا بابا جان کے ایک دوست کے ہاں دعوت ہے۔ ناشتے پر حسان بابا نے سب کو بتایا۔ دعوت کس چیز کی۔ بڑی ماما نے پوچھا۔

انکے بیٹے کو ایک ٹینڈر ملا تھا حسن کی مدد سے۔ وہ کافی فائدہ نیند ثابت ہوا ہے۔ اسی لیے شکریہ کے لیئے ۔ چھوٹی سی دعوت ہے اور ساتھ انکی پوتی کا جنم دن بھی ہے تو۔ وہ تفصیل سے بتاتے بولے۔
جبکہ مہر کو اپنے ڈریس کی فکر ستانے لگی۔ وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی جانے کے لیئے۔ کتنے دنوں سے وہ اور انو بس گھر میں بور ہو رہی تھیں۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ آج کی یہ رات اسکی زندگی کی سب سے بھیانک رات ہونے والی ہے۔ آج سے اسکی زندگی میں مصیبتوں نے ڈیرہ ڈالنا ہے۔ غموں نے اسکے وجود میں بسیرا کرنا ہے۔ آج سے اسکی ہر خوشی ملیامیٹ ہونے والی تھی۔

لیکن وہ ہر فکر سے آزاد انوشے کے ساتھ اپنا ڈریس دیکھ رہی تھی۔۔

رات میں جب وہ لوگ جانے لگے تب اسے پتا چلا کہ عالم لوگوں کی فیملی بھی ساتھ انوائیٹ ہے اسے انوشے کا نا جانے کا دکھ ہوا لیکن عالم کے ساتھ جانے سے وہ مطمئین تھی۔

❤❤❤❤

اندر جاتے انکا پر تپاک استقبال ہوا۔ آغا جان بھی انکے ساتھ تھے لیکن مہر نے انسے کوئی بات نہیں کی۔

وہ آغا جان کے کسی دوست کی دعوت میں یوں پہلی بار آئ تھی۔ لیکن اسے جھٹکا تب لگا جب انکا استقبال کرنے کے لیئے آہان شاہ کو وہاں کھڑے دیکھا۔

جو پر تپاک نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اسے دیکھتے آہان شاہ کی آنکھوں کی چمک سو گناہ بڑھی تھی۔ جسے کسی نے بہت غور سے دیکھا تھا۔

وہ لائٹ بلو کلر کی لانگ فراک لائٹ سا میک آپ کیے سر پر اچھے سے ڈوپٹہ لیے کھڑی تھی۔

مہر کی ساری خوشی یہاں آتے غارت ہو گئ۔ جب اسنے آہان شاہ کو دیکھا۔ اسے آغا جان کے ساتھ ہوئ وہ تلخ کلامی پھر سے یاد آ گئ تو اسکا دل ہر چیز سے اداس کو گیا۔

لیکن عالم اسے سب کی موجودگی کا احساس دلواتا اپنے تاثرات نارمل رکھنے کا کہنے لگا۔ جسمیں وہ کامیاب رہا۔

اسنے آہان شاہ سے بات کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں محسوس کی۔
بہرحال کیک کاٹا گیا۔ تھوڑے سے ہی مہمان تھے۔مہر مل کے ساتھ ہی تھی۔ تبھی ایک بچے نے اسکے کپڑوں پر کیک لگا دیا۔تو وہ صاف کرنے کے لیئے اندر آ گئ۔ ملازم اسے کمرہ دکھاتے چلا گیا۔

اسے اندر جاتے دیکھ ایک وجود نے اسکا پیچھا کیا۔اور اسکے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا۔
مہر اندر واشروم میں کیک صاف کر رہی تھی۔وہ جب باہر آئ تو آہان شاہ کو وہاں دیکھتے چونک گئ۔

آپ۔وہ حیرت سے اسے دیکھتی بولی۔
کسی ہو مہر۔وہ ہلکی مسکراہٹ سے بولے جبکہ مہر نے گھبراتے کھلے دروازے کی جانب دیکھا۔میں ٹھیک ہوں۔وہ گھبرائے لہجے میں بولی۔

اور وہاں سے جانے لگی۔مہر ماہ۔ تبھی اپنے نام کی پکار پر رک گئ۔مجھے بات کرنی ہے تم سے۔

وہ مڑی۔ دیکھیں سر آپکو جو بھی بات کرنی ہے آپ پلیز باہر چل کر کر لیں۔ یہاں ایسے میں بات نہیں کر سکتی۔ وہ مضبوط لہجے میں بولی۔ بے شک وہ کم عمر تھی۔ لیکن محرم اور غیر محرم کا فرق اچھے سے جانتی تھی۔

آہان شاہ بھی اسکی بات کی گہرائی کو سمجھ گئے تھے۔ اور انہیں اچھا لگا تھا مہر کا انہیں یوں جواب دینا۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر دونوں چونکے۔ مہر کا دل دھک سے رہ گیا۔

وہ جلدی سے آگے بڑھی دروازہ کھولنے لگی۔ لیکن وہ باہر سے لاک ہو چکا تھا۔
یہ۔ یہ کھل کیوں نہیں رہا۔ وہ سہمے لہجے میں بولی۔ آہان شاہ جلدی سے آگے آئے۔
میں دیکھتا ہوں۔ وہ کھولنے لگے لیکن ناکام۔

س۔ سر یہ کھل کیوں نہیں رہا۔ مہر خوف کے زیر اثر بولی۔ آنسو خود بخود گال بگھونے لگے تھے۔ شائید یہ باہر سے لاک ہو گیا۔

انہوں نے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔ پلیز سر اسے کھولیں مجھے جانا۔ باہر سب مجھے ڈھونڈ رہے ہونگے۔ وہ روتے بولی۔

مہر پلیز رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ میں کسی کو ہیلپ کے لیئے بلالتا ہوں۔ وہ پاکیٹ سے فون نکالتے بولے۔ لیکن انکا فون۔ شٹ وہ اپنا فون باہر ہی بھول آئے تھے۔
ک۔ کیا ہوا۔ آہان سر پلیز اسے کھولیں نا مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ اسکے رونے میں تیزی آئی تھی۔

آہان شاہ اپنا نام پکارنے پر ٹھہر سے گئے۔ انہوں نے گردن موڑتے اسے دیکھا جو خوف سے ڈری سہمی روتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی طرف قدم بڑھائے۔
مہر انہیں اپنے قریب آتے دیکھ خوف سے سمٹی۔
مہر۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں بولے۔ مجھے لگتا ہے قسمت نے مجھے اپنی بات کہنے کا صحیح موقعہ دیا۔
مہرماہ شاہ تم نے آہان شاہ کے دل پر قبضہ کیا ہے۔ کیا تم اس اب دل کو ہمیشہ اپنے قبضے میں رکھنے کے لیئے اس دل کی ملکہ بنو گی۔
شادی کرو گی مجھ سے۔ وہ اسکی طرف دیکھتے جزبوں سے چور لہجے میں بول رہے تھے۔

جبکہ مہر صدمے سے انہیں دیکھ رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بول رہے ہیں۔

میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں مہر۔کیا تم میری بنو گی ہمیشہ کے لیئے۔وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر رکھتے بولے۔

جبکہ مہر پر جیسے دھماکے ہو رہے تھے۔آہان شاہ اسکے بارے میں جو سوچ رہے تھے وہ ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی۔
اسنے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔آنسو تیزی سے گال پر لڑھکے تھے۔
مہر پلیز رو و مت۔انہوں نے اسکے آنسو صاف کرنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا لیکن وہ ڈر سے پیچھے ہٹی اور سیدھا بیڈ پر جا گری۔

مہر تم ٹھیک ہو۔آہان شاہ اسکی حالت دیکھتے پریشان ہوئے۔وہ جھک کر اسے اٹھانے کے لیئے بڑھے۔عین اسی وقت دروازہ کھولا۔دونوں نے سر اٹھاتے پیچھے دیکھا۔

جہاں آہان شاہ مہر ماہ اور عالم کی فیملی کے لوگ کھڑے انہیں پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ حسن صاحب بے اختیار لڑکھڑائے۔

ان دونوں کی سچویشن ایسی تھی کہ کوئی بھی غلط سمجھتا۔

مہر بیڈ پر تھی جبکہ۔ آہان شاہ اس پر جھکے ہوئے تھے۔ مہر نے تیزی سے خود پر جھکے آہان شاہ کو دھکا دیا اور عائشہ کی طرف بھاگتے اسکے سینے سے لگی۔

ماما۔ کہتی وہ ہچکیوں سے رودی۔

آپ لوگ جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں آپکو ایکسپلین کرتا ہوں۔ سب کے تاثرات پڑھتے آہان شاہ جلدی سے بولے۔

تم کیا بتاو گے۔ ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ جو ہو رہا تھا یہاں۔

تمہیں شرم نہیں آہان یہ سب کرتے ہوئے۔ اور یہ لڑکی کتنی بے شرم ہے۔ جب گھٹیا حرکتیں ہوئے شرم نہیں آئی تو اب کاہے کا رونا۔ آہان شاہ کی بڑی بہن تیزی سے آگے آتے بولیں۔

نہیں آپی۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔

ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں آہان۔ کسی بے حیا لڑکی ہے۔ کیا یہی تربیت کی ہے اپنے اپنی بیٹی کی۔ مجھے تو اسی دن سے اسکا کردار ٹھیک نہیں لگ رہا تھا جب آہان نے پہلی بار بتایا تھا اسکی حرکتوں کے بارے میں۔

ابکی بار آہان شاہ کی ماں زہر اگل رہی تھیں۔ جبکہ آہان شاہ صدمے سے ڈھ گئے۔ وہ اپنی ماں اور بہن کو مہرماہ کے بارے میں سب بتا چکے تھے۔ اس سے شادی کی خواہش ظاہر کر چکے تھے۔ تو پھر وہ دونوں یہ سب کیوں۔

آغا جان کی آنکھوں کے سامنے بیس سال پرانا منظر گھوم رہا تھا۔ کیا ایک بار پھر سے۔

مہرماہ کا وجود ساکت ہو گیا یہ سب سنتے۔ جبکہ کب سے خاموش کھڑے عالم کی بس ہوئی تھی۔۔

بس بس کریں۔ اب اگر ایک لفظ بھی اور میری بہن کے خلاف بولا تو زبان سلامت نہیں رہے گی۔ وہ دھاڑا تھا۔

ہمیں چپ کروانے سے کیا ہو گا میاں۔سچ جو ہے وہ سچ ہی رہے گا۔اور تمہیں بھی یہ جو بھائی بنائے پھر رہی ہے۔ہمیں کیا معلوم کہ تم بھائی ہی ہو یا پھر بھائی کے نام پہ اسکے عاشق۔

ابھی انکی بہن کے یہ الفاظ منہ میں تھے کہ آہان شاہ کا ہاتھ اٹھا تھا۔

بس۔بس کریں آپی۔خدارا بس کریں۔اتنا بولیں جتنا کل کو برداشت کر سکیں۔

میں کہہ رہا ہوں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔یہ سامنے کھڑی لڑکی پاکیزہ ہے جسکے کردار کی گواہی میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر بھی دے سکتا ہوں۔وہ ہارے لہجے میں بولے تھے۔

میری بیٹی ایک پاکیزہ پھول ہے۔جسکے آس پاس مکھیاں بھن بھن کرتی رہتی ہیں لیکن انکی پاکیزگی اور خوشبو میں پھر بھی کوئی فرق نہیں آتا۔حسن صاحب مضبوط لہجے میں بولے تھے۔

میں صرف آپکی عمر کا لحاظ کر گیا ہوں۔وگرنہ آپنے جو مہر اور مجھ پر کیچڑ اچھالا ہے اسکا جواب آپکو ایسا دیتا کہ آپکی سات نسلیں بھی یاد رکھتیں۔آپکے گھر بھی بہن ہے بیٹی ہے۔آج کسی کی بیٹی پر الزام لگا رہی ہیں۔کل کو اسکا انجام اپنے گھر سے پائیں گی۔وہ تنفر سے انگلی اٹھا کر بولا۔

اور آگے بڑھتے مہر کے وجود کو حسن صاحب سے لیتے اپنی بانہوں میں بھرا۔وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔جو کچھ بھی ہو رہا تھا اسکی برداشت سے باہر تھا۔

جسکو جو بولنا ہے بولے۔مہر میرے لیے کل بھی بہن تھی آج بھی بہن ہے کل بھی رہے تھے۔گلی کا کتا بھونکتا ہے تو بھونکے۔یہ جواب انکے منہ پر تھپڑ مارنے برابر تھا۔

وہ ہنہ کہتی سر جھٹک گئیں۔حسان بابا آغا جان کو پہلے ہی وہاں سے لے گئے تھے۔عالم مہر کے ٹھنڈے پڑتے وجود کو بانہوں میں اٹھاتا تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔باقی سب بھی مردہ قدموں سے انکے پیچھے بھاگے تھے۔

جبکہ آہان شاہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئے۔لاڈلے بیٹے کو یوں دیکھ ماں باپ دونوں انکی طرف بڑھے۔وقار صاحب تو تڑپ گئے لاڈلے پوتے کو یوں دیکھ کر۔

کیوں ماں کیوں۔؟وہ ماں کے ہاتھ جھٹکتے چلائے۔

میں آپ سے پہلے ہی مہر سے شادی کی خواہش بتا چکا تھا پھر بھی کیوں آپ دونوں نے کس چیز کا بدلہ لیا ہے اس معصوم سے۔

اس چیز کا کہ مینے آپی کی نند سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی پسند ظاہر کی۔وہ روتے ہوئے بولے۔

وقار شاہ پوتے کی بات سن کر چونکہ گئے۔جبکہ آہان کے بابا بھی غصے اور حیرت سے دونوں ماں بیٹی کو دیکھنے لگی۔

آہان شاہ ہارے ہوئے جواہری کی طرح قدم اٹھاتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔انکی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔کسی نے بھی انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔

ان ماں بیٹی نے صرف اور صرف اپنی ضد منوانے کے لیئے۔کسی پر قیامت ڈھادی تھی۔لیکن شائید وہ دونوں بھول گیں کہ مکافات عمل بھی کوئی چیز ہے۔جو بہت جلد ان پر واضع ہونے والا تھا۔

کیونکہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔

❤❤❤❤

مہر کی حالت کافی بری تھی اسے اس حادثے سے صدمہ پہنچا تھا۔

پورا دن وہ ہوسپٹل رہی ایک دن بعد وہ لوگ اسے گھر لے ائے۔وہ خاموش سی ہو گئ تھی۔۔

ناکسی سے بات کرتی نا کچھ بولتی یونہی دو دن گزر گئے۔۔

اور دو دن بعد ایک اور قیامت اسکی منتظر تھی۔۔

❤❤❤❤

آہان شاہ دو دون تک گھر نہیں گئے۔وہ دو دون انہوں ازیت و تکلیف میں گزارے تھے انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہا نہیں جنم دینے والی ماں انکے ساتھ ایسا کر سکتی ہیں۔۔
سڑک پر گاڑی دوڑاتے ابھی بھی وہ دو دون پہلے اس منظر میں کھوئے تھے۔
سرخ ہوتی انکھیں پھر سے جلنے لگیں تھیں۔۔وجود کسی صحرا کی مانند تپ رہا تھا۔
وہ بار بار آنکھیں رگڑتے آنکھوں میں چھائی دھند کو ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے اسی سنا میں وہ سامنے دیکھ نہیں پائے اور انکا برا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔

❤❤❤❤

انہیں انکے کیے کی سزا مل چکی تھی آج انکا جان سے پیرا بیٹا موت کے منہ میں پڑا تھا۔۔
پورے دو دن کے بعد ڈاکٹر نے انکے خطرے سے باہر آنے کی نوید دی تھی۔
حسن صاحب جو آغا جان کے چیکاپ کے لیئے آئے تھے وہ دونوں انہیں وہاں دیکھ چونکے تھے۔

اغاجان انکی طرف چل پڑے تو مجبوراً حسن صاحب کو بھی انکے پیچھے جانا پڑا۔

وہ لوگ کافی دیر تک آہان شاہ کے والد اور دادا کی دل جوئی کرتے رہے۔۔

جب وہ واپس آنے لگے تو آہان شاہ کے والد نے انکے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔

میرا بیٹا موت کے منہ سے واپس زندگی کی طرف لوٹا ہے۔ میں شرمندہ ہو جو کچھ بھی ہوا لیکن پھر بھی میں کہنا چاہتا ہوں آپ مہرماہ کو میرے بیٹے کے نام کر دیں میں وعدہ کرتا ہوں اسے اپنی بیٹی جیسے رکھوں گا۔۔

وہ بے بسی سے بولے تھے۔

حسن صاحب نے پتھرائی نظروں سے انہیں دیکھا جبکہ آغاجان کے چہرے پر سوچ کی پرچھائی تھی۔۔

❖❖❖❖❖

آغاجان آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے میری بیٹی کے کرداد کو داغ دار کرنے کی کوشش کی آپ چاہتے ہیں میں انکی عزت بنادوں اسے۔ حسن صاحب ضبط کے باوجود اپنی آواز کو اونچا ہونے سے روک نہیں پائے۔ انہیں اس بات کا ہوش بھی نہیں رہا کہ انکی آواز مہر تک بھی پہنچ رہی ہو گی۔

گھر آتے ہی وہ اغاجان کی بات سنتے وہ ہتھے سے اکھڑ گئے۔

مجھے جو کہنا تھا میں کہہ چکا حسن یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔مہر کی شادی ہو گی تو آہان شاہ سے اور اگر اسے انکار ہے تو۔۔

تو بولیں نا آغا جان تو۔عائشہ بیگم لرزتی آواز میں بولیں تھیں۔

تو یہ کہ مہر اس گھر میں نہیں رہے گی۔میں اب اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔مہر کو یا تو آہان شاہ سے شادی کرنی پڑے گی یا اس گھر سے جانا ہو گا۔

انکی آواز سخت تھی اس حد تک کہ وہاں کھڑے سب کانپے تھے۔

آخر کس بات کی سزا دے رہے ہیں آپ اس معصوم کو آغاجان خدا کے لیئے آغاجان بس کر دیں۔بیس سال پہلے جو بھی ہوا دوبارہ مت دوہرائیں۔آپنے اپنی بیٹی پر یقین نہیں کیا لیکن مجھے اپنی بیٹی پر پورا یقین ہے۔میری بیٹی کو مجھ سے دور مت کریں میں آپکے ہاتھ جوڑتی ہوں۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روتیں انکے قدموں میں گری تھیں۔آج شائید زندگی میں پہلی بار عائشہ بیگم آغاجان کے سامنے بولیں تھیں۔انھیں ماضی کا دردناک حوالہ دیا تھا۔

آغا جان ایسے مت کریں۔ ہماری مہر کی عمر ہی کیا ہے۔ آپ کیوں اسے ہم سب سے دور کرنا چاہتے ہیں ۔ چھوٹی سی بات کو زندگی بھر کا پچھتاوا کیوں بنا رہے ہیں۔ حسان بابا انکے سامنے آتے بولے تھے۔

اگر کوئی چپ تھا تو حسن صاحب انکی نظریں دہلیز پر کھڑی اپنی بیٹی پر تھیں۔ جو بے حس و حرکت۔ بس آغا جان کو دیکھ رہی تھی۔

اپنے بابا کی آواز سنتی وہ ننگے پاوں دوڑتی نیچے آئی تھی۔ لیکن اپنی زندگی کا ایسا فیصلہ سنتی وہ وہیں ٹھہر گئی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ماما کس کی بات کرتی ہیں۔ کیا آغا جان کی کوئی بیٹی بھی تھی۔ اور انکی کسی غلطی کی سزا اسے کیوں مل رہی ہے۔

وہ آگے بڑھی۔ سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ لیکن اسکی نظریں آغا جان پر ٹکی تھیں۔

Novelistan

وہ انکے مقابل آئی۔

میں نہیں جانتی آپکو مجھ سے اتنی نفرت کیوں ہے۔ کیوں آپ میری صورت دیکھنے کے روادار نہیں۔ کیوں بچپن سے لے کر اب تک اپنے کسی اور کی غلطی کی سزا مجھے دی ہے۔ میں نے آج تک پوچھا بھی نہیں۔ آج دل کر رہا ہے پوچھوں

کیوں۔۔؟ کیوں آخر آپ میرے وجود سے انکاری ہیں۔ لیکن میں پوچھوں گی نہیں۔

آج ابھی اسی وقت سے میں مہرماہ شاہ ذولفقار شاہ سے وعدہ کرتی ہوں میں مرتے دم تک انھیں اپنی شکل نہیں دکھاوں گی۔یہ پکاریں گے تب بھی نہیں۔

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔ آپکو میرے وجود سے نفرت ہے۔ناکہ اپنے بیٹے کی۔تو خدارا انہیں انکا باپ لٹادیں۔میں نہیں جانتی بیس سال پہلے کیا ہوا ہے۔لیکن میں اپنے باپ کو جانتی ہوں وہ تنہائیوں میں چھپ چھپ کے روتے ہیں۔وہ اپنے باپ کی شفقت کو ترستے ہیں۔ جنھیں آپ میری بدولت نفرت میں بدل رہے ہیں۔لوگ چاہئے سو سال کی عمر بھی جی لیں لیکن انھیں زندگی کی آخری سانس تک ماں باپ چاہیئے ہوتے ہیں۔آپ میرے بابا کو اپنی نفرت سے انھیں ماضی کے کسی ان دیکھے پچھتاوے سے آزاد کردیں۔جو ناسور بن رہے ہیں۔

وہ بے تاثر لہجے میں بول رہی تھی۔لیکن پھر آخر میں اسکی آواز لرز گئی۔

باقی سب بے یقینی سے اسے دیکھ سن رہے تھے۔کہ آیا یہ وہی مہر تھی جو ذرا سی چوٹ لگنے پر چیخ چیخ کر گھر سر پر اٹھالیتی تھی لیکن آج اپنی زندگی کی اتنی بڑی۔چوٹ پر آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں نکلا۔

وہ مڑی اور ماما کو اٹھایا۔ایک ہاتھ اپنے بابا کی طرف بڑھایا۔

میں کل صبح یہاں سے چلی جاوں گی۔امید ہے اجکی رات آپ میرا یہ ناقابل وجود برداشت کرلیں گے۔بے تاثر لہجے میں انھیں کہتی ایک ہاتھ ماما کا جبکہ دوسرا ہاتھ بابا کا تھام رکھا تھا۔

♥♥♥♥♥.....

اپنے کمرے میں آتے اسنے بیڈ پر دونوں کو بٹھایا۔جو آنسو لیے اسے دیکھ رہے تھے۔اور خود بیڈ کے پاس نیچے بیٹھتے۔دونوں کے بیچ گود میں سر رکھ دیا۔اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بابا میں بچپن سے دیکھتی آئی ہوں۔وہ ہمیشہ آپ سے زیادتی کر جاتے ہیں صرف اور صرف میری وجہ سے اور میں یہ اب برداشت نہیں کر سکتی۔آخر کب تک آپکو ہماری وجہ سے انکی باتیں سننی پڑیں گی۔ہم نے دیکھا ہے آپکو رات رات بھر جاگتے۔انکی فکر میں گھلتے۔پلیز بابا ہمیں جانے دیں۔ہم یہاں رہے تو گھٹ گھٹ کر مر جائیں گے۔وہ سسکتی بولی۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

حسن صاحب صرف اسکے باپ نہیں اسکے دوست۔استاد۔بابا۔سب کچھ تھے۔اسے اسکی ماں سے زیادہ باپ نے پالا تھا۔راتوں کو اٹھ اٹھ کہ اسے بہلایا تھا۔ساری ساری رات اسے آغوش میں بھر کے سولایا تھا۔اسکی ذرا سی چوٹ پر خود تڑپ اٹھتے تھے۔وہ۔تو پھر وہ کیسے انھیں یوں روز روز تکلیف میں دیکھ سکتی تھی۔

اور تم تمہارے ساتھ جو زیادتی آج تک کرتے آرہے ہیں وہ۔

حسن صاحب کی لرزتی آواز پر اسنے سر اٹھایا۔

اور تلخی سے مسکرائی۔وہ میرا نصیب تھا بابا۔۔آپ ہی تو کہتے ہیں جو تکلیف نصیب میں لکھی ہو وہ مل کر ہی رہے گی۔

ماں۔بابا۔اسنے باری باری دونوں کے ہاتھ چومیں۔آپکی مہر بہت سٹرونگ ہے۔اس دنیا سے لڑ سکتی ہے۔اس دنیا میں رہ سکتی ہے۔آپ میری فکر مت کیجئے۔آپ دیکھئے گا۔ایک دن آپکو مجھ پر فخر ہو گا۔وہ ہلکا سا مسکراتے بولی۔

عائشہ بیگم ابھی تک خاموش تھیں۔ماما مہر نے انکا ہاتھ ہلایا۔

تم تو رہ لو گی مہر۔ لیکن تمہاری ماں مر جائے گی تمہارے بغیر۔ جہاں جانا ہے مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ میں اپنی بیٹی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میرا کل اثاثہ کو تم۔ میری زندگی کی میراث میرا کلیجہ پھٹ جائے گا مہر۔ میں تمہیں خود سے دور نہیں کر سکتی۔ وہ اسے خود میں بھینچے سسک سسک کر رو دیں۔

تم کیا چاہتی ہو عائشہ ہماری بیٹی ساری زندگی ایک ان چاہے وجود کے ساتھ گزار دے۔ یا نفرت سہتے سہتے۔ عائشہ ہم اتنے کم ظرف تو نہیں کہ اپنی بیٹی کو ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھائیں جہاں اسکے وجود کی نفی کی جاتی ہو۔ یقین کرو عائشہ آس سے پہلے کہ تم مہر کا چہرہ دیکھنے کو بھی ترسو کچھ وقت کے لیئے اسے خود سے دور کرنے کا حوصلہ لاو۔ حسن صاحب نرمی سے انھیں سمجھاتے بولے۔

رات کے بارہ بجے تک وہ سب کو منا چکی تھی۔ اور اب وہ عمل کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ جب عالم اور انوشے بھاگتے بھاگتے آئے تھے۔

مہر یہ سب کیا سن رہے ہیں۔ یہ مذاق ہے نا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ تو کہیں نہیں جا رہی نا۔ وہ دونوں حواس باختہ سے بول رہے تھے۔ رمل خاموشی سے اٹھ کر باہر چلی گئ۔

وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی۔

میں جا رہی ہوں تاکہ اپنے وجود کی تلاش کر سکوں۔ خود کو تلاش کر سکوں۔ کہ کیوں آج تک انہوں نے میرے وجود کی نفی کی ہے۔ میں چاہتی ہوا نھیں احساس ہو ایک دن کہ انہوں نے کیا کھویا ہے۔

وہ آہستہ سے بولتی رہی اور وہ دونوں خاموش سنتے رہے۔

انوشے زاروقطار رورہی تھی۔ جبکہ عالم خاموش۔ تھاشائید وہ سمجھ رہا تھا کہ مہر کا اس وقت یہاں سے جانا ہی مناسب ہو گا۔وہ چپ چاپ اسکے کندھے سے سر ٹکا گئ۔ایک سائیڈ انوشے جبکہ دوسری سائیڈ مہر تھی۔

....❤❤❤❤❤❤

سب خاموشی سے بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔اتنا بڑا فیصلہ کرتو لیا لیکن مہر نے جانا کہاں ہے۔

اس خاموشی نے ارتعاش پیدا کیا تھا۔بھاری بوٹوں کی آواز نے۔مہر سمیت سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

عالم اور انوشے کھڑے تھے۔لیکن سب کو حیران کرنے والی بات انکے ہاتھ میں پکڑے سوٹ کیس تھے۔

عالی۔انو یہ سب کیا ہے۔مہر جلدی سے انکے پاس آتی بولی۔

جانے کی تیاری۔

کہاں جانے کی تیاری۔۔۔؟وہ پریشان تھی۔

کینیڈا۔۔عالم نے اسکے سامنے پاسپورٹ لہرائے تھے۔

عالم کیا بول رہا ہے۔

مہر تجھے یاد ہے ہماری یونی میں لاسٹ ٹائم سب سے کچھ فارمز فل کروائے تھے۔کسی بھی کنٹری کی ہائیر سٹڈی کے لیئے۔وہ ہم تینوں نے بھی فل کیے تھے۔دو ہفتے پہلے ہی ہمیں انکا کنفرمیشن آیا تھا۔لیکن ہم لوگوں نے اسے اگنور کر دیا تھا۔

ہاں۔عالم کے یاد کرنے پر وہ بولی۔

تو بس یہ کہ مینے وہ کنفرم کر دیا۔اب بس فائنل روک کے لیئے ہمیں لاہور جانا ہے۔اور دو دن کے اندر ہم کینیڈا میں۔

انوشے مزے سے بولی۔تو مہر نے کھلے منہ سے دونوں کو دیکھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم دونوں کہیں نہیں جا رہے۔میری وجہ سے۔۔

تیری وجہ سے نہیں اپنی وجہ سے ہمیں بھی تو آگے سٹڈیز کنٹنیو کرنی ہیں نا تو بس۔میرا تو پہلے ہی یہ کنفرم تھا۔عالم اسکی بات کاٹتا بولا۔

ہاں مہر تجھے یاد ہے نا مجھے بھی باہر۔پڑھنے کا ہمیشہ سے شوق تھا۔اور ماما بابا کو کوئی اعتراض نہیں۔

ہاں بلکل میرے پیرینٹس تو ویسے ہی مجھے بھیجنے والے تھے۔

صبح چار بجے وہ لوگ لاہور کے لئے نکلے تھے۔ آغا جان کے سوا سب ساتھ جا رہے تھے۔ جانے سے پہلے آغا جان اسکے سامنے کھڑے تھے۔

میں جا رہی ہوں شائید ہمیشہ کے لیئے۔ لیکن آج میں یہاں سے ایک خواہش لے کر جا رہی ہوں کہ آپ ذولفقار شاہ کا مجھے پکاریں لیکن میں لوٹ کر نا آوں۔ وہ بولی تو عام سے لہجے میں تھی لیکن اسکے الفاظ۔ انکے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔

وہ آہستہ سے بول رہی تھی۔ پیچھے کھڑے وہ لوگ اسے سن نہیں پائے۔

...❤❤❤

وہ لاہور آئے تھے سارا دن انہیں وہیں لگا رات وہ لوگ حسن صاحب کے کسی دوست کے گھر رہے تھے دوسرے دن رات تک انکی ٹکٹس کنفرم ہو چکی تھیں۔

وہ لوگ ائیر پورٹ پر کھڑے تھے۔

آئی ول مس یو۔ وہ بڑی ماما اور بابا سے ملتی بولی۔

رمل آپی آپکو سب سے زیادہ مس کروں گی۔ سپیشلی آپکی ڈانٹ کو وہ بھرائی آواز میں بولی۔ رمل اسکے کے لیئے دوسری ماں جیسی تھی۔ وہ اس سے ملتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

عائشہ ماما اور بابا سے ملتی وہ روئی نہیں بلکہ مسکرا رہی تھی۔ لیکن آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔ اپنی ماما کا ماتھا چومتے اسنے سب کو بائے کیا۔

انوشے اور عالم بھی سب سے ملتے بائے کہتے اسکے ساتھ ہی اندر داخل ہوئے تھے۔

اور ایسے دو دن کے اندر وہ کینیڈا میں تھی۔ اڑتالیس گھنٹوں میں اسکی پوری زندگی بدل چکی تھی۔ وہ اب تک بے یقین تھی۔ جانے اب زندگی کونسا موڑ لینے والی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

پانچ سال بعد:

کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

ٹورنٹو یونیورسٹی میں کسی پارٹی کا سا سماں تھا۔ ہر طرف شور گہما گہمی تھی۔ ہر کوئی خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔ آج ان لوگوں کی پانچ سال کی محنت رنگ لائی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے خوابوں کو سچ کر لیا تھا۔ ڈاکٹرز کورٹ پہنے ہر کوئی ادھر سے ادھر چہچہا رہا تھا۔

ایسے میں وہ دونوں قدرے سائیڈ پہ ہو کے سکائپ پر بات کر رہیں تھی۔ کبھی اپنے سرٹیفکیٹ کارڈز دکھاتیں تو کبھی اپنے پرائیزز۔ وہ دونوں اب سے پوری طرح سے ڈاکٹر کے نام سے جانی جائیں گی۔ یہ خوشی ہر چیز پر بھاری تھی۔

مہر سائیکولوجی کی سپیشلسٹ جبکہ انوشے گائینا کالوجسٹ بن چکی تھی۔۔

❤❤❤❤❤.....

ماما مجھے بلکل یقین نہیں ہو رہا میں۔ مہر ماہ شاہ ڈاکٹر بن چکی ہے۔ آپکو پتا ہے جب مجھے پکارا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر مہر ماہ شاہ مجھے تو بلکل یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔ وہ کبھی ہستی تو کبھی رو دیتی۔

ہاں بلکل آنٹی آپ کو پتا ہے۔ یہ سن بیٹی آنکھیں پھاڑے بس دیکھے جا رہی تھی۔ انوشے ہستی بولی۔ اس وقت دونوں کی فیملیز سکائپ پر تھیں۔ جبکہ عائشہ بیگم نم آنکھوں سے ہس دیں۔

اوکے ماما بابا۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔ لو۔یو۔ مس یو۔ بائے بائے۔ اپنی فرینڈز کو اس طرف آتے دیکھ جلدی سے بائے بولا تھا۔

وہ لوگ فرینڈز سے باتوں میں مصروف تھیں جب جیکلین انکی فیلو جو یہیں کی رہنے والی تھی اسکی آواز پر چونکیں۔۔ جو کہ رہی تھی۔

My my my..He is too hott .do you know who is he.

وہ ان دونوں سے پوچھ رہی تھی۔ دونوں نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو مسکرا دیں۔

اسکی حالت قدرے بکھری ہوئی تھی۔ شرٹ کے اگلے دو بٹن کھلے تھے۔ بلیزر ہاتھ میں تھا۔ بال بھی ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ سیاہ آنکھیں تھکی تھکی سی تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ بقول لڑکیوں کے ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ بلکہ اور زیادہ لگ رہا تھا۔

عالم کو دیکھتے انہوں نے مسکراہٹ دبائے کیونکہ وہ انھی کو دیکھ کر انکی طرف آرہا تھا۔ پچھلے پانچ سال میں وہ اس کے لیئے ایسے جملے سننے کی عادی ہو چکی تھیں۔

وہ واقعی اس تعریف کے قابل بھی تھا۔

-- Hey handosme

وہ جیسے ہی پاس آیا تو جیکلین جلدی سے ہاتھ آگے بڑھا گئ۔ اسنے بے چارگی سے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ جب بھی وہاں آتا انکی دوستیں اسے ایسے ہی گھیر لیتی تھیں۔

Hyy.

چارو ناچار و ہاتھ ملانا پڑا۔ کیونکہ وہ جس ملک میں تھے وہاں یہ سب عام سے بھی زیادہ عام تھا۔ لیکن پھر بھی وہ تینوں اس ملک کے عادی نہیں ہو پائے۔

باہر آتے ہی دونوں نے زور دار قہقہ لگایا۔ کیونکہ جیکلین تو چڑیل کی طرح اس سے چمٹ ہی گئ تھی۔ بمشکل اس سے جان چھڑواتا۔وہ دونوں کو زبردستی لے ایا۔اور اب وہ ہسی جا رہی تھیں۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے عالم نے گھور کر دونوں کو دیکھا۔ لیکن وہ ڈھیٹ بنی ہستی رہیں۔

تم لوگ چلو میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔ آج پارٹی کرتے ہیں۔ دونوں کے بلڈنگ کے پاس ڈراپ کرتے عالم بولا۔ تو وہ سر ہلاتی چلی گئیں۔

آج کا دن تو بہت زیادہ تھکانے والا تھا یار۔ قسم سے پاوں جواب دے گئے میرے تو۔ انوشے صوفے پے گرتے بولی۔ جبکہ مہر اور آل رکھتی کچن میں چلی گئ۔ اسے اس وقت کافی کی طلب تھی۔ وہ چاہے جتنی بھی تھکی کیوں نا ہوتی سب سے پہلے اتے کافی ہی پیتی تھی۔

...❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ لوگ پانچ سال سے یہیں رہ رہے تھے۔یہ چھوٹے سے فلیٹ تھے۔جو بلکل ساتھ تھے۔ تیسری بلڈنگ میں دو فلیٹ جو ایک عالم نے جبکہ دوسرا مہر اور انوشے نے لیا تھا۔یہ فلیٹ انھیں

ایمر جنسی میں ملے تھے جو انوشے کی دور کی پھوپھو جو یہاں ہی رہتی تھیں انہوں نے ارینج کروائے تھے۔

شروع میں انھیں یہاں بہت براابلم ہوئ تھی۔ انکادل نہین لگ رہاتھا۔ مہر کو تو ہفتوں تیز بخار تھااس حد تک کہ وہ بستر سے اٹھ نہیں پارہی تھی۔ اسکے ساتھ ہمیشہ ہی ایسے ہوتا تھا کہ اگر وہ کہیں باہر جاتی تو ہمیشہ بیمار پڑ جاتی تھی۔ اسے گھر والوں کی شدت سے یاد آرہی تھی۔ وہ کبھی بھی ان سے دور نہیں رہی۔ اور پھر آج اتنی دور تو وہ کیسے ٹھیک رہتی۔ انوشے کی بھی طبعیت خراب ہونے لگی تھی۔ وہ دونوں ہی ماں باپ کی اکلوتی لاڈلیاں تھیں۔ جنہوں نے تو کبھی اکیلے گھر سے قدم نہیں نکالا تھا۔

گھر والوں نے انھیں بہت کہاواپس انے کو لیکن وہ نامانی۔
انوشے دو سال پہلے پاکستان گئ تھی ویکیشنز پر جبکہ مہر بہانے سے ٹالتی ہی رہی۔

مہر کو یہی غم کھائے جارہا تھا کہ عالم اور انوشے بھی اسکی وجہ سے سب سے دور ہو گئے۔ جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ عالم کا تو ویسے بھی یہاں آنے کا پلین تھا۔ اور انوشے نے بھی سپیشیلسٹ کے لیئے یہاں کا ہی سوچ رکھا تھا۔ لیکن وقت سے پہلے یہاں آنا ایسا انہوں نے نہیں سوچا تھا۔

لیکن وہ دونوں کبھی بھی مہر کو ایسی حالت میں اکیلے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔دوستی کا حق ادا کیا تھا ان دونوں نے۔اس لیے تو آج وہ دونوں اسکے ساتھ سب سے دور سات سمندر پار بیٹھے تھے۔

یہی تو اس رشتے کی خاصیت ہے۔یہ رشتہ ہر رشتے سے انمول ہوتا ہے۔دوستی ہر رشتے کو سمیٹ لیتی ہے۔انوشے اور عالم نے یہ ثابت کر دیا تھا۔کہنے کو ہی نہیں وہ تینوں واقعی جان بھی دے سکتے تھے ایک دوسرے کے لیئے۔

وہ کہتے ہیں نا:

" دوستی سمیت لیتی ہے زمانے بھر کے رنج و غم سنا ہے یار اچھے ہوں تو کانٹے بھی نہیں چبھنے دیتے۔۔"

...❤❤❤❤❤

وہ دونوں عالم کے انتظار میں بیٹھیں تھیں جب بیل ہوئی۔

انھیں لگا عالم ہی ہو گا۔انوشے جو ابھی چینج کر کے آئ تھی۔ڈھیلے سے ٹرواؤزر شرٹ میں تھی۔دروازے کے طرف بڑھی۔اسنے جیسے ہی دروزہ کھولا تو وہ گھبرا گئ۔تھوک نگلتے اسنے مہر کو دیکھا۔

کیا ہوا کون ہے۔وہ اسے ایسے دیکھ خود ہی آگئ۔لیکن سامنے ہی عارض کو دیکھ اسکے ماتھے پر بل پڑے۔انوشے کو پیچھے کرتی۔وہ اسکے سامنے ائ۔

Any problem..?

آبرو اچکاتے اس سے پوچھا..

نہیں وہ اکیچلی میں تم دونوں کو کانگریٹس کرنے آیا تھا۔وہ بولا۔

تم ہمیں ہفتہ پہلے ہی کر چکے ہو۔وہ ہفتہ پہلے کا ڈنر یاد کرواتی بولی۔

اوکے بٹ آج تو تم لوگوں کو آفیشنلی پروناونس کیا ہے۔اس لیے میری طرف سے چھوٹا سا گفٹ۔وہ چاکلیٹس کا ڈبہ آگے کرتا بولا۔

نہیں چاہیے تھینکیو۔مہر نے صاف انکار کیا۔

انوشے خاموش تماشائ بنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

پلیز میں بہت پیار سے لایا ہوں۔وہ بظاہر مسکراتے لیکن دانت پیستے بولا۔آپکو نئ چاہیئے لیکن انھیں تو چاہیئے ہو گا۔وہ انوشے کو دیکھنے کی ناکام کوشش کرتے بولا۔کیونکہ مہر آگے کھڑی تھی۔

اسے بھی نہیں چاہیئے۔اب تم جاسکتے ہو۔گڈ نائیٹ۔

مہر نے اسکے۔منہ دروازہ بند کر دیا۔گہری سانس چھوڑتے خود کو نارمل کیا ورنہ ڈر تو وہ بھی گئ تھی اندر سے۔

ہے ریلیکس چلا گیا وہ۔ڈونٹ وری میں ہونا۔وہ انوشے کو ساتھ لگاتی بولی۔

عارض انوشے کی دور کی پھوپھو جو نچلی بلڈنگ کے فلیٹ میں رہتی تھیں۔انکی فرینڈ کا بیٹا تھا۔وہ بھی پاکستان سے تھا۔

وہ پھوپھو کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتا تھا۔انتہا کا آوباش قسم کا لڑکا تھا۔ایک کمینگی سی اسکے چہرے پر ٹپکتی تھی۔اور جس ملک میں وہ رہتا تھا وہاں پر تو ویسے ہی یہ سب عام تھا۔لیکن کسی مسلم لڑکی کے لیئے نہیں۔

پہلی بار سے جب اسنے ان دونوں کو دیکھا تھا۔ پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔ مہر تو پھر بھی تھوڑی مضبوط تھی۔ وہ اسے ٹکا سا جواب دیتی تھی۔ اس لیے اسکا سارا فوکس اب انوشے پر تھا۔ جو اسے دیکھتے ہی ڈر جاتی تھی۔ کیونکہ وہ کچھ ماہ پہلے ہی لڑکی سے بدتمیزی کرنے پر جیل میں رہ کر آیا تھا۔ کیونکہ یہ پاکستان تو تھا نہیں۔ یہاں پر لڑکی کو ایسی ویسی نظر سے دیکھو گے بھی تو بس ایک فون پر پولیس ہڈیوں کا سورمہ بنا دیتی تھی۔ اس لیے وہ تھوڑا محتاط تھا۔

اور مہر اور انوشے ریلیکس تھیں۔ انہوں نے عالم کو بھی اس بارے میں بتایا تھا۔ عالم نے پولیس میں کمپلین کرنے کا بولا۔ کیونکہ وہ مستقل دونوں کو ہراس کر رہا تھا۔ لیکن وہ دونوں کسی جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتی تھیں۔ اس لیے عالم کو روک دیا۔

کم از کم اس ملک میں تو عارض کو کسی سے زبردستی کرنے یا ہراس کرنے ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ کیونکہ اسکی لکس اچھی تھیں یہاں کی لڑکیاں کے لیئے تو یہ سب عام ہی تھا۔

لڑکیاں اسکی لکس پر ہی پگھل جاتیں۔

لیکن مہر اور انوشے کو وہ بھی ان پانچ سالوں میں جان گیا تھا کہ وہ ایسی لڑکیاں تو بلکل نہیں ہیں۔

...❤❤❤❤❤❤❤❤

تھوڑی دیر بعد ہی عالم آگیا تینوں نے مل کر ڈنر کیا۔مہر اور انوشے کے لیئے عالم نے ایک نینی بھی ڈھونڈھتی تھی جو آج کل چھٹیوں پر تھی۔وہ عمر رسیدہ خاتون تھیں۔ انکے پاس ہی رہتی تھی۔ لیکن وہ اب کچھ دنوں کے لیئے چھٹیوں پر تھیں۔

❤❤❤❤❤...

عالی اب تو تو اتنا بڑا بزنس مین بن گیا ہے۔اب تو کر لے شادی۔ یہ نا ہو میں تیری شادی سے پہلے ہی مر جاوں۔

ہائے پھر کیا کہو گے بے چاری کو کتنا شوق تھا میری شادی کا۔ یہ نا ہو پھر عمر بھر کنوارے ہی پھرو۔

انوشے کافی کے آپ لیتی بولی۔

عالم ایک کامیاب بزنس مین کے نام سے جانا جاتا تھا۔ان پانچ سالوں میں اسنے اتنی ترقی کی تھی کہ اب تو وہ دوسری کنٹری میں بھی اپنے بزنس کی برانچ اوپن کرنے والا تھا۔

تجھے اتنا شوق ہے تو خود کر لے۔ ویسے ہی ہر وقت دماغ ہی چاٹتی رہتی ہے۔

لیکن عالی اس بے چارے کے بھی تو نصیب ہی پھوٹیں گے جس سے یہ شادی کرے گی۔ مہر اسکی بات کاٹتی بولی۔

ہاں بات تو سہی ہے عالم نے اسکی بات پر سر ہلایا۔

انوشے نے کشن اٹھا کر ان دونوں کو مارا۔ شرم تو نہیں آتی تم دونوں کو۔ مجھے کہہ رہے ہو اور خود اپنی شکلیں دیکھیں ہیں۔

عالم صاحب آپکو لڑکی دے گا کون۔ شکل تو دیکھو پہلے۔

اور مہر میڈم جیسی آپکی حرکتیں ہیں۔ آپکے ساتھ کس کا گزارا ہو گا۔ اسکے تو نصیب ہی پھوٹیں گے۔ وہ دانت پیستی بولی۔

عالم تو ہس رہا تھا۔ جبکہ مہر نے اپنا بازو سہلاتے اسے گھورا۔

دفع ہو مر جا تو انو۔ وہ پیر پٹکتی چلی گئ۔ پیچھے وہ دونوں ہس دیئے۔

کیونکہ وہ آج بھی نہیں بدلی تھی۔وہ تینوں انتہاء کے شرارتی تھے۔ لیکن مہران سب سے زیادہ شرارتی تھی۔اس لیے تو وہ ٹیچرز کی بھی فیورٹ تھی۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سب کو ہسادیتی۔ شرارتیں کرتی رہتی۔ وہ اکیس سال کی کہیں سے لگتی ہی نہیں تھی۔

کیونکہ عمر بچپنے کو ختم نہیں کرتی بلکہ حالات کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں جیسے جیسے وقت گزرتا ہے لوگ بھی آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن آہان شاہ کے لیئے یہ بات اسکے برعکس ثابت ہوئی تھی۔ انکے لیئے تو وقت جیسے رک گیا تھا۔ ہر کوئی آگے بڑھ گیا تھا۔ لیکن آہان شاہ آج بھی وہیں تھے جہاں کل کھڑے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ کل انکے آس پاس مہرماہ شاہ کا احساس تھا لیکن آج وہ تن تنہا تھے۔

پانچ سال گزر گئے لیکن انکے لیئے تو جیسے صدیاں گزر گئیں تھی۔ مہر کو دیکھے ہوئے۔ لاکھ وہ جھٹلاتے لیکن وہ آج بھی مہر کو بھلا نہیں پائے تھے۔

ایکسیڈینٹ میں انھیں گہری چوٹیں آئی تھیں۔ ٹھیک ہوتے کم از کم انھیں سال لگ گیا تھا۔ لیکن اسکے بعد انکے لیئے یہ بات کسی صدمے سے کم نہیں تھی کہ اتنا سب ہونے کے بعد بھی انکے گھر والے مہر کو انکے لیئے کیسے مانگ سکتے ہیں۔

وہ خود مہر کے یہاں سے جانے کا قصوروار سمجھ رہے تھے۔

کہ کہیں نا کہیں آج انکی وجہ سے مہر سب سے دور تھی۔

پچھلے چار سال سے وہ گھر نہیں گئے تھے۔اپنی ماں اور بہن کی نا شکل دیکھی نا انہیں اپنا چہرہ دکھایا تھا ان چار سالوں میں۔باپ اور دادا سے تو وہ کبھی نا کبھی مل ہی لیتے۔وہ اپنے الگ فلیٹ میں رہتے تھے۔انکے فلیٹ سے کچھ دور ایک چھوٹا سا پارک تھا جہاں وہ روز شام آتے تھے۔

....

روز کی طرح آج بھی انہیں دور سے دیکھ کر وہ خوش ہو گئ۔تین سال سے وہ انھیں دیکھتی تھی روز اسی جگہ پہ۔انجانے میں وہ اس انجان شخص کی محبت میں مبتلا ہو گئ تھی۔

زارا یہاں سے بہت دور رہتی تھی لیکن روز اس شخص کی طرف ایک جھلک دیکھنے کے لیئے آتی تھی۔تب سے جب سے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔اسنے سوشل میڈیا پر ہر جگہ انہیں فالو کیا تھا۔ریکویسٹ بھیجی تھی لیکن شائید وہ زیادہ سوشل نہیں تھے۔لیکن وہ مایوس نہیں ہوئ۔ہر روز وہ انھیں دیکھنے یہاں آتی۔

ایک دن وہ ہمت جھٹاتی انسے بات کرنے پہنچ گئ۔پہلے پہل تو وہ اسکی باتوں کا کوئ جواب نہیں دیتے تھے۔چپ رہتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔ لیکن کب تک انہوں نے آخر اسکی فرینڈ شپ ایکسیپٹ کر ہی لی۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔۔؟اپنے پیچھے سے آتی نسوانی آواز سن کے چونکے۔وہ خود ہی سامنے آگئ۔انہوں نے صرف ایک نظر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا گئے۔

وہ انجان نہیں تھے اسکے جذبات اور آنکھوں کی چمک سے۔آخر خود بھی تو یکطرفہ محبت کے قرب سے گزر رہے تھے۔انہوں نے اپنا ماضی کھول کر زرا کے سامنے رکھ دیا تھا۔لیکن اسکے قدم پھر بھی پیچھے نا ہٹے۔

روز کی طرح آج بھی اسنے خود ہی بات کرنے میں پہل کی۔ادھر ادھر کی باتیں کرتے وہ خود ہی چپ ہو گئ۔

آہان شاہ نے اسے ایک نظر دیکھا۔وائٹ کرتے کے ساتھ جینز پہنے گلے میں سکارف لٹک رہا تھا۔ سانولی رنگت پر تیکھے نقوش وہ بلاشبہ خوبصورت تھی اور خود میں کشش رکھتی تھی۔

کیا ہوا۔وہ انکی نظریں خود پر پا کر کنفیوز ہو گئ۔۔

اچھی لگ رہی ہو۔وہ عام سے لہجے میں بولے۔

لیکن بال پیچھے کرتے زارا کے ہاتھ ساکت ہوئے اسکے لیے یہ الفاظ عام نہیں تھے۔پچھلے تین سال میں پہلی بار انہوں سے اسکے لیئے کوئ ایسا جملہ بولا تھا۔وہ دھیمے سے مسرائ۔شکریہ۔۔

زارا۔وہ اچانک اسے مخاطب کر بیٹھے۔زارا کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

جی۔۔؟

شادی کرو گی مجھ سے۔۔۔؟وہ اسکے چہرے پر نظریں ٹھہر کر بولے۔

جبکہ زارا کی ڈھڑکن سست ہو گئ۔یوں جیسے ابھی بند ہو جائیں گی۔اسنے بے یقینی سے سامنے بیٹھے انسان کو دیکھا۔آیا اسنے وہی کہا جو اسنے سنا۔کیا اسے اتنی آسانی سے اسکی محبت مل گئ۔کیا کسی کو چاہنا اور پا لینا اتنا ہی آسان ہوتا ہے۔وہ اب تک بے یقین تھی۔

...

چھوٹی ماما آپ پھر سے رو رہی ہیں۔۔انکی طبعت اب اثر خراب رہنے لگی تھی۔رمل انکی دیکھتی تاسف سے بولی۔وہ انھیں چائے دینے آئی تھی۔لیکن روز کی طرح انھیں مہر کی تصویر سے باتیں کرتے اور روتے دیکھا اسکا دل کرلایا۔ماں تو آخر ماں ہوتی ہے۔

انکی منتوں مرادوں سے لی گئ تن تنہا وارث پچھلے پانچ سال سے پردیس بیٹھی تھی۔انہیں کیسے سکون آجاتا۔کتنی بار وہ مہر سے کہہ چکی تھیں اب تو آجاو واپس۔لیکن اسنے سے جیسے یہ قسم کھائی تھی کہ ابکی بار نہیں لوٹوں گی۔

...♥♥♥♥♥♥♥♥♥

کھانے کے ٹیبل پر اس وقت خاموشی چھائی تھی۔یہ خاموشی تو پچھلے پانچ سال سے تھی۔مہر کے جانے بعد تو جیسے انکا گھر سنسان ہو گیا تھا۔وہ ہوتی تو ہر وقت ادھم مچائے رکھتی تھی۔لیکن اب۔
آغا جان نے سب کو ایک نظر دیکھا انکی ضد نے انکے گھر کو کیا سے کیا بنا دیا۔انکے بچوں کے چہرے پر سے مسکراہٹ چھین لی۔

عائشہ بیگم نے انہیں سرے سے مخاطب کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔باقی سب بھی چپ سادھ لی تھی۔وہ کھانا ختم کرتے خاموشی سے اٹھ گئے۔یہ سب انکا اپنا کیا دھرا تھا۔اب پچھتانے کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

...❤❤❤❤❤

آج چار سال بعد انہوں نے یہاں قدم رکھا تھا۔گھر میں پھیلی خاموشی اور وحشتو دیکھتے انہوں نے ہونٹ بھینچے۔اندر کی جانب قدم بڑھاتے۔انہیں کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔لیکن وہ ضبط کر گئے۔

سب لوگ انھیں دیکھتے بے یقین تھے۔انکی چھوٹی بہن چیختی بھاگ کر ان سے آلگی۔ماں ضبط کھاتی انکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔کافی دیر تک وہ اپنا دل ہلکا کرتے رہے۔

اور پھر انکے سامنے آنے کی وجہ رکھی۔بڑی بہن کا چہرہ تو وہ اب بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔اس لیے زرا سے سادگی سے نکاح کرنے کی خبر سنائی۔سب لوگ بہت خوش تھے کہ کم از کم وہ آگے تو بڑھے۔

یوں کچھ ہی دنوں میں زارا سادگی سے بیاہ کر انکے پاس اگئی۔زارا کے والدین کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔سو سب مان گئے۔

...❤❤❤❤❤

کمرہ عروسی میں قدم رکھتے۔انکی سنجیدہ نظریں گھونگھٹ میں بیٹھی۔اپنی شریک حیات پر گئ۔وہ دھیمے سے مسکرائے۔اور اسکی طرف بڑھے۔

زارا انہیں اپنے پاس بیٹھے دیکھ سمٹ گئ۔

آہان نے دھیرے سے اسکا گھونگھٹ اٹھایا وہ مبہوت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔دلہن بنی وہ غضب ڈھا رہی تھی۔آہستہ سے اسکا ہاتھ تھامتے۔جھک کر چوما۔

زارا میرا ماضی تمہارے سامنے ہے۔جو تھا وہ ماضی تھا۔لیکن آج ابھی اس وقت تم میرا حال ہو۔اس لیے میں وعدہ کرتا ہوں اس رشتے کو پوری ایمانداری سے نبھاوں گا۔باقی اونچ نیچ تو زندگی کا حصہ ہے۔وہ دھیمے سے بولتے اسے مبہوت کر گئے۔

آہان نے ایک رنگ نکالتے اسکے ہاتھ پہنائ اور جھک کر اس انگلی کو چوما۔ذرا خود میں سمٹ۔

ریلیکس۔اسکے وجود کی کپکپاہٹ محسوس کرتے وہ اسے خود میں بھینچ گئے۔اسکے سر پر لب رکھتے۔اسے خود میں سمیٹنے لگے۔وہ سہمی سہمی سی انکی پناہوں میں چھپ گئ۔

...

آہان شاہ نے ان پانچ سالوں میں جو ایک سبق سیکھا تھا کہ ماضی کو بھلا کر آگے بڑھ جانا۔ وگرنا انسان ساری زندگی وہیں کا وہیں کھڑا رہ جاتا ہے۔ انہوں نے زارا کی آنکھوں میں اپنے لیے جو محبت دیکھی تھی۔ وہ خود کو اسکی طرف بڑھنے سے روک نہیں پائے۔ کیونکہ انھیں اس بات کا اندازہ تو اچھے سے ہو گیا تھا۔ کہ جو وقت ایک بار کھو جائے پھر کچھ بھی کر لو وہ واپس نہیں اتا۔

مہر سے محبت کرنا انکے بس نہیں نہیں تھا۔ لیکن زارا کو چاہنا یہ انکی اپنی رضا تھی۔ شائید یہی انکی قسمت تھی۔ انکا نصیب زارا کے ساتھ ہی لکھا تھا۔ اور یقینن لکھنے والے نے بہت خوبصورت لکھا تھا۔

...

گھٹیا انسان میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔ وہ عالم کی گرفت میں مچلتی چیخی تھی۔ مسلسل عارض کی جانب بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جسکا حال پہلے ہی برا تھا۔ اسکی آنکھوں میں ابھی وہ منظر گھوم رہا تھا۔

شام میں اسے اپنے کچھ پیپر ورک کے لیئے جانا پڑا تھا۔اس لیے وہ انوشے کو سویا چھوڑ اکیلی چلی گئ۔ لیکن جب واپس آئ تو دروازہ کھولتے ہی انوشے کی سسکیوں نے اسکا استقبال کیا۔

انو۔۔وہ تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔جو گھٹنوں میں سر دیے سسک رہی تھی۔

انو کیا ہوا۔کیوں رو رہی ہے۔کسی نے کچھ کہا۔

انو بس۔بسس۔اسے چپ کرواتی بولی۔ادھر دیکھ مجھے بتا کیا ہوا ہے۔

وہ عارض۔وہ اتنا بول کے رونے لگی۔

کیا کیا ہے اسنے بتا مجھے۔

میں پھوپھو سے ملنے گئ۔واپس جب فلیٹ آنے لگی تو اسنے زبردستی۔سیڑھیوں پر روک لیا۔میں جب آنے لگی تو اسنے ہاتھ پکڑ لیا۔اور زبردستی کس کرنے کی کوشش کی۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی۔ہچکیوں سے اسے بتانے لگی۔

وہاں کسی کے آجانے سے وہ بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگی تھی۔

مہر نے ہونٹ بھینچتے۔اسے گلے لگایا۔فون نکالتے کسی کو میسیج کیا اور اٹھی۔چل۔اسکا ہاتھ پکڑتے کھڑا کیا۔

کہاں۔۔؟وہ خوفزدہ ہو گئ۔جب مہر اسے زبردستی باہر لے آئ۔

عارض اپنے فلیٹ میں ابھی داخل ہوا ہی تھا کہ۔اسے زوردار پنچ پڑا۔وہ لڑکھڑایا۔ابھی۔سیدھا ہوا ہی تھا کہ۔دائیں گال پر زوردار تھپڑ پڑا۔

واٹ دا۔۔وہ سیدھا ہوا۔لیکن سامنے مہر کو شیرنی بنے دیکھ تھوک نگلا۔کیونکہ مہر اکیلی نہیں تھی۔بلڈنگ کے کافی اور بھی لوگ تھے۔جو اسے ہی گھور رہے تھے۔

اسنے جیسے ہی ڈری سہمی انوشے کو دیکھا مہر نے اسکے بائیں گال پر ایک اور تھپڑ رسید کیا۔

اسکے بعد اسے کچھ ہوش نہیں رہا کہ کتنے لوگوں نے اسے کہاں کہاں مارا۔وہ بے سود تھا۔

جب لوگ اسے مار مار کر تھک گئے تو پیچھے ہٹے۔جبکہ مہر کا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔انوشے کے بازو پر اسکی وحشی گرفت کے نشان بار بار اسکے سامنے گھوم رہے تھے۔اسنے غصے سے ٹانگ اسکے پیٹ میں ماری۔وہ بلبلا اٹھا۔

عالم جو ہڑبڑاہٹ میں وہاں پہنچا تھا۔مہر کو قابو کیا۔جو کسی کے قابو ہی نہیں آرہی تھی۔

بس بس کر میری شیرنی اب کیا بچے کی جان لو گی۔عالم اسے زبردستی فلیٹ لے آیا تھا۔

مہر نے بلڈنگ کے کچھ لوگ جن سے اسکی اچھی خاصی دوستی تھی انکو اتنا کہا تھا کہ وہ ان دونوں کو تنگ کرتا ہے روز۔

انوشے اور عالم کے لیئے اسکا یہ روپ نیا نہیں تھا۔وہ ان دونوں کے لیئے کئ بار ایسے لڑ کی تھی۔ کیونکہ وہ دوستی میں جان دینے والی لڑکی تھی۔

❤❤❤❤

حال:

مرتسم یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔جب ماہم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دھیمے لہجے میں اسے سب بتا دیا وہ خاموش رہا۔۔

ماہم نے سب کو اشارہ کیا عادی لوگ باہر آ گئے۔

دروازہ لاک کرتے وہ عینا کے قریب آیا۔بیڈ کے قریب جھکتے اسے دیکھا۔اگلے ہی پل اسنے جھٹکے سے عینا کو خود میں بھینچا۔

وہ جو نیند میں تھی۔بوکھلا گئ۔ش۔شاہ اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

مرتسم نے پوری شدت سے اسے خود میں بھیینچا۔

میری جان نکال دینے میں آپنے کوئ کسر نہیں چھوڑی تھی عین۔اسے اپنے سامنے کرتے وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے عینا کو خود پر گرایا۔

کیسے ہوا یہ سب۔

عینا نے سر اٹھاتے اسے دیکھنے کی کوشش کی لیکن مرتسم نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسکے کوشش ناکام کردی۔

عینا آہستہ آہستہ اسے سب بتاتے چلی گئ۔

آگر آپکو کچھ ہو جاتا تو۔وہ سخت لہجے میں بولا لیکن اسکے لفظوں میں کہیں نا کہیں ڈر چھپا تھا۔

میں ٹھیک ہوں شاہ۔زبردستی اسکے سینے سے سر نکالتے اسے دیکھا۔

شاہ۔عینا نے اسے پکارا لیکن مرتسم کی نظریں سامنے ٹکی تھیں۔وہ روہانسی ہو گئ۔کیونکہ وہ ناراضگی میں یہی کرتا تھا۔اسے چھوڑ ہر چیز کو دیکھتا تھا۔

شاہ۔۔۔۔شاہ صاحب۔۔۔سم۔۔۔۔میر۔۔۔۔عین کے شاہ جی۔۔۔۔مسٹر کھڑوس۔۔۔مسٹر ہسبنڈ۔۔۔اینگری مین۔۔۔۔۔ماما کے بیٹے۔۔۔وہ بے چین سی ہوتی اسے پکارنے لگی۔

مرتسم کے لبوں پر دبی سی مسکان آگئ۔وہ جب بھی اس سے ناراض ہوتا وہ ایسے ہی اسے مناتی تھی۔

عین کے سائیں ادھر دیکھیں نا۔اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی۔وہ بھرائی آواز میں بولی۔

اسکی نم آنکھیں دیکھتے مرتسم کی مصنوعی ناراضگی پل میں غائب ہوئی تھی۔

حکم سائیں کی جان۔۔۔نرمی سے جھکتے اسکی آنکھوں پر لب رکھے۔

آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہیں نا۔وہ بے بسی بولا۔جانے کیوں اس سے ناراض نہیں ہو پاتا تھا۔

سوری نا آئندہ دھیان رکھوں گی آپ پلیز ناراض مت ہوں۔

وہ کان پکڑ کر بولتی اتنی کیوٹ لگی کہ مرتسم نے بے ساختہ جھکتے اسکا سر چوما۔۔۔آپ سے ناراض ہو سکتا ہوں۔

شاہ آپ جائیں فریش ہو جائیں۔کھانا بھی نہیں کھانا آپنے۔کچھ دیر بعد وہ اسکی سرخ آنکھیں دیکھتی زبردستی اسکے حصار سے نکلی۔

تھک گیا ہوں عین۔وہ نرمی سے اسے واپس اپنے حصار میں لیتے بولا۔

اسی لیے تو کہہ رہی آرام کریں۔وہ اسے پیچھے کرنے کی کوشش کرتے بولی۔

سکون چاہیے عین۔وہ سرگوشی میں بولتے اسکے بالوں میں منہ چھپا گیا۔عینا نے کوشش ترک کرتے اسکے سینے پر سر رکھ دیا اور آنکھیں موند گئ۔

مرتسم تو نہیں البتہ کچھ ہی دیر میں عینا اسکی آغوش میں کچھ دوائیوں کے زیر اثر اور کچھ مرتسم کے پاس ہونے سے سکون سے گہری نیند میں تھی۔

مرتسم کی نظریں اسکے چہرے ٹکی تھیں ایک ہی دن میں چہرہ مرجھا سا گیا تھا۔فون کی بلنک ہوتی سکرین سے اسکا سکتا ٹوٹا۔

مقابل کی آواز سنتے اسکے تاثرات سخت سے سرد ترین ہوئے تھے۔

آرہا ہوں۔کہتے اسنے فون بند کر دیا۔

احتیاط سے عینا کو بیڈ پر لٹاتے۔اس پر بلینکٹ سہی کیا۔پھر اسکے چہرے پر جھکتے ایک ایک نقش چوما۔اسکا سر چومتے اسے دیکھے بغیر نکلتا چلا گیا۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر گھوم رہا تھا۔۔

❤❤❤❤..

اسنے اس کھنڈر نما جگہ پر قدم رکھتے نظریں ادھر ادھر گھمائیں۔سیکنڈ سے پہلے وہ نیچے جھکا اور اسکے پیچھے حملہ کرنے والا آدمی منہ کے بل آگے گرا تھا۔اگلے پندرہ منٹ میں وہاں آٹھ سے دس آدمی پڑے کراہ رہے تھے۔

وہ ہاتھ جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔اسے کنگ سے کچھ ایسی ہی امید تھی۔

قدموں کی آہٹ پر بھی وہ نہیں چونکا۔مجھے لگا تھا شائید

میرے دشمنوں میں سے ہی کوئی مجھے ڈبل کراس کرنے کے چکر میں ہے۔لیکن ماننا پڑے گا تمہیں۔کیونکہ میرے دشمن یا دوست کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں کہ اکیلے دس آدمیوں کو ڈھیر کر سکے۔اندھیرے میں کسی کونے کی اسکی آواز آرہی تھی۔لیکن مجھے پھر بھی تم پہ پوری طرح یقین نہیں۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

تمھیں نہیں یقین تو نا سہی۔ شہنشاہ کسی کو اپنی صفائی نہیں دیتا۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔

جبکہ اندھیرے میں کھڑا کنگ چونکہ گیا۔

شہنشاہ اسنے زیر لب دہرایا۔ اسکے ذہن میں دھماکہ ہوا۔ وہ یہ نام سن چکا تھا۔ اور اس نام کی دہشت کراچی میں دیکھ بھی چکا تھا۔

وہ بے چینی سے آگے بڑھا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

کنگ نے اسے دیکھا۔

سفید رنگت۔ سیاہ وحشت سے بھری انکھیں۔ گھنی مونچھیں اور لمبی سیاہ ڈاڑھی۔

ہاں وہ شہنشاہ ہی تھا۔

شہنشاہ کو کنگ کی مدد کا خیال کیونکر آگیا۔ وہ اب تک بے یقین تھا۔

کنگ کی مدد کا تو نہیں البتہ اسکے پیسوں کا ضرور آ گیا۔ وہ بیزاری سے اسکا چہرہ دیکھتا بولا۔

شہنشاہ کے بارے میں ایک بات جو مشہور تھی کہ اسے پیسے سے بہت پیار تھا۔ پیسوں کے لیئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

کنگ نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا۔ اسنے پیسوں سے بھرا بیگ اسکے سامنے کر دیا۔ شہنشاہ نے پاکیٹ سے ایک چپ نکالتے اسکے سامنے کر دی۔

ایک ہاتھ سے دیا اور دوسرے ہاتھ سے لیا۔

ایک منٹ۔ شہنشاہ نے رکتے کسی کو فون کیا۔ اگلے ہی پل دو آدمیوں کسی زخمی انسان کو گھسیٹے لا رہے تھے۔ وہ آدمی زخموں سے چور بے حال تھا۔

یہ زمان کا آدمی تھا۔ اسی کے لیئے کام کرتا تھا۔ یہ چپ اسی کی پاس سے ملی ہے۔ جس سے یہ تمہیں بلیک میل کرنے والا تھا۔

شہنشاہ بولا تو کنگ کے دماغ میں فورا آصف کا خیال آیا۔ کیونکہ زمان اسکے بارے میں کافی بار بات کرتا تھا۔

لیکن اسکا یہ حال کیسے ہوا۔۔

کچھ پرانا حساب تھا۔ شہنشاہ نے کندھے اچکائے۔

پیسے لیتے اسنے آصف کو دیکھا جسے اب کنگ کے آدمی لے جارہے تھے۔

اسکا حال اتنا برا تھا کہ کسی کو بھی اس پر ترس آجائے۔سب سے زیادہ برا حال تو گلے کا تھا۔کھولتے پانی اور سرخ مرچوں سے اسکی آنتیں اندر سے گل چکی تھیں اس حد تک کہ وہ اب بول نہیں سکتا تھا۔

میرے پاس تمہارے لیے ایک آفر ہے۔کنگ اسے جاتے دیکھ جلدی سے بولا۔وہ شہنشاہ جیسے آدمی کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔اسے ایسے بہادر آدمیوں کی ہی ضرورت تھی۔

کیسی آفر۔اسنے مڑ کر کنگ کو دیکھتے ابرا چکائے۔

تم میرے لیے کام کرلو۔پیسے جتنے چاہو گے اتنے ملیں گے۔اور۔۔

شہنشاہ کسی کی غلامی نہیں کرتا۔کنگ کی بات کاٹا وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

میرے لیے نا سہی۔میرے ساتھ کام کرلو۔تمہیں میرا کہا گیا کام کرنا ہوگا اسکے لیئے پیسے مل جائیں گے باقی تم آزاد ہو۔

ٹھیک ہے کرلیتا ہوں کچھ دیر بعد سوچتے وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

کل یہاں آجانا کام تمہیں سمجھا دیا جائے گا۔اسے ایک کارڈ دیتے بولا۔

شہنشاہ نے کارڈ لیتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ابکی بار اسکی آنکھوں میں چمک تھی۔فاتح کی سی چمک۔کچھ پالینے کی چمک۔

...❤❤❤❤❤❤❤

کنگ سے ملنے کے کچھ دنوں بعد کی بات تھی وہ زرنور کو لے کر شاپنگ کر آیا تھا۔قریبا دو گھنٹے شاپنگ کرنے کے بعد اسنے زرنور کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا اور خود پیمنٹ کرنے لگا۔

پیمنٹ کرتے وہ گاڑی کی طرف آیا تو سامنے کا منظر دیکھتے اسکی آنکھوں سے جیسے شعلے ٹھپک پڑے غصہ اتنا شدید تھا کہ ہاتھ کہ نیلی رگیں ابھر پڑیں۔

زرنور پارنگ میں آئی تو دو آوارہ لڑکے اسے اکیلی سمجھ کر چھیڑنے لگے۔یہاں لوگ نا ہونے کے برابر تھے

ایک نے اسکا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔جبکہ دوسرا اسکے دوپٹے سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

غازی ایک ہی جست میں زرنور تک پہنچا۔زرنور کا ڈوپٹا اتارنے کے لیئے اسکے لڑکے کا ہاتھ بیچ میں رہ گیا۔اسے یوں لگا جیسے اسکا ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دیا گیا۔اسے جھٹکے سے پھینکتے۔

وہ دوسرے لڑکے کی طرف آیا جو گھبرا کر زرنور کا ہاتھ چھوڑ گیا تھا۔غازی نے اسے اسی ہاتھ سے پکڑتے جھٹکا دیا۔اتنا شدید کی ہڈیاں ٹوٹنے کی آواز آئ تھی۔اسکے ساتھ ہی اس لڑکے کی چیخیں بلند ہوئں۔

زرنور جو ان لڑکوں سے ڈر گئ تھی۔غازی کو یوں انہیں مارتے دیکھ خوفزدہ ہو گئ۔لیکن اب سامنے کا منظر دیکھ اسکی آنکھوں باہر کو ابل پڑیں۔

غازی نے دونوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔وہ پاگل سا ہو گیا تھا۔وہ اس لڑکے کے پاس بیٹھا جسنے زرنور کا ہاتھ پکڑا تھا۔اسکا ٹوٹا بازو پکڑتے اسنے منی سائیز چاقو پاکیٹ سے نکالا۔اور اسکے لڑکے کے ہاتھ پر چلانا شروع کیا۔اسکی انگلیاں قریبا کاٹ ہی دیں تھیں۔

ہمت کیسے ہوئ اسکو ہاتھ لگانے کی تھی۔وہ میری ہے میری۔غازیان شاہ کا جنون ہے وہ۔تمہاری اتنی ہمت کہ اسے ہاتھ لگاو۔اسے دیکھنے والوں کی آنکھیں نوچ ڈالوں گا ہاتھ لگانے والوں کے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔سمجھا تو۔

زرنور کا وجود کپکپا گیا۔اسکی ٹانگیں کانپنے لگیں۔ان لڑکوں کو دیکھتے اسے آبکائی سی آئی۔یہ کونسا روپ تھا۔غازی کا جس سے وہ انجان تھی۔

نہیں یہ اسکا غاز تو تھا ہی نہیں یہ تو کوئی غازیان شاہ تھا۔ڈر خوف۔اس پر حاوی ہو چکا تھا۔یہ سب برداشت نا کرتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی اس سے پہلے کہ گرتی اسکی طرف آتے غازی نے اسے قیمتی شے کی طرح خود میں سمیٹ لیا۔

❤❤❤❤

وہ کمرے کی دہلیز سے آگے قدم نہیں بڑھا پایا۔کیونکہ اس پری پیکر کے پاکیزہ وجود کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔اور وہ ٹھہرا گہنگار بندہ۔

گہری سانس کھینچتے اسکی خوشبو سانسوں میں گھلتی محسوس ہوئی۔وہ واپس جانے لگا لیکن رک گیا۔وہ واپس مڑا۔اور بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔ہاتھ بڑھا کر بیڈ پر پڑی اس چمکتی چیز کو اٹھایا۔

آنکھوں کے سامنے لہراتے وہ پل میں جان گیا تھا کہ یہ اسی اپسرا کا تھا۔وہ کوئی بریسلیٹ تھا۔جس میں چھوٹے چھوٹے آدھے چاند جھلملا رہے تھے۔اندھیری جگہ پر وہ روشنی کی مانند تھا۔

شائید عینا کو چاند بہت پسند ہے۔اسی لیے تو چاند کے ٹکڑے ساتھ لیے پھرتی ہے۔وہ دھیمے سے مسکرایا۔خود بھی تو چاند کی مانند ہی ہے۔جہاں ہوتی ہے وہاں صرف وہی چمکتی ہے۔

بریسلیٹ کو سنبھال کر پاکیٹ میں رکھتے اسنے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

....❤❤❤❤❤❤❤

مرتسم کی نظروں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر گھوم رہا تھا۔۔عینا کے روم میں آنے سے پہلے۔جب ولی نے اسے فون کیا تھا۔۔

مرتسم شاہ سپیکینگ۔۔۔

عینا کے ایکسیڈینٹ کی خبر ہوئی۔۔ولی کا لہجہ پریشان سا تھا۔۔

ایکسیڈینٹ کس کا۔وہ بے چین ہو اٹھا۔کیا ہوا ہے عین کو۔اور مجھے کسی نے کچھ بتایا کیوں نہیں۔کہاں ہیں وہ۔کیسی ہیں۔۔وہ ایک ہی سانس ہی سوال کرتا گیا۔

ولی نے گہری سانس لی۔۔ریلیکس رہو مرتسم۔عینا ٹھیک ہے۔

پھر اسے مختصر سا بتایا۔

ہمم کہتے اسنے ضبط سے مٹھیاں میچیں۔اور اس کا کچھ پتا چلا۔۔اسنے ڈھکے چھپے انداز میں بہت کچھ باور کروایا تھا ولی کو۔

ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔۔ولی کی بات سنتے اسنے فون بند کر دیا۔

عینا کی تکلیف کا سوچتے اسے خود میں درد کی تیز لہر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔بے چین نظریں اسکے کمرے کی جانب اٹھیں تھیں۔

مسلسل بجتے فون سے وہ خیال سے باہر آیا۔ مخصوص جگہ پر گاڑی روکتے اسنے قدم اندر کی جانب بڑھائے۔ تاثرات سپاٹ تھے۔۔

بیسمینٹ کی سیڑھیاں اترتے اسکے نقوش میں غصے کی لہر دوڑ گئ۔

اشارے سے وہاں آدمیوں کو جانے کا کہتے وہ کرسی کھینچتے مقابل کے سامنے بیٹھ گیا۔

وہ درمیانی عمر کا کوئ آدمی کا دیکھنے میں ہی کوئ آوارہ غنڈہ لگتا تھا۔

آج صبح جو گاڑی تم چلا رہے تھے اس سے ایک لڑکی کو ہٹ کیا۔ اور پھر اسے دیکھنے کی بجائے کہ وہ مر گئ یا زندہ ہے بھاگ گئے۔۔۔۔کیوں۔۔۔؟

صاحب ہم تو ایک ڈرائیور ہے۔ ہمیں نہیں پتا اپ کیا کہ رہے ہیں۔ وہ آدمی بھرپور ایکٹنگ کرتے بولا۔

مرتسم نے سر ہلاتے سائیڈ سے چاقو اٹھایا۔

میں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ کہتے اسنے چاقو کی نوک کو اس آدمی کی طرف کیا۔

صاحب ہم سچ میں نہیں جانتا بس صبح غلطی سے ایک لڑکی گاڑی سے ٹکرا گئ اس لیے ہم ڈر سے بھاگ گیا۔وہ شائیڈ کوئ پٹھان تھا۔

ہمم مرتسم نے ہنکار بھرا۔

کیا ہو گا اگر میں غلطی سے اس چاقو سے تمہارے ہاتھ کی نس کاٹ دوں۔یا پھر انگلیاں کاٹ دوں تو۔۔وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں یہ تھوڑا ہو گا۔چاقو سے تو آنکھیں بھی نکل سکتی ہیں۔وہ چاقو کی دھار پر ہاتھ پھیر تا بولا۔

ہم۔ہمکو صرف پیسے دیے گئے تھے۔ایک لڑکی کو مارنا تھا۔لیکن عین وقت پر دوسری لڑکی نے اسے بچا لیا وہ سچ میں ڈر گیا تھا سامنے بیٹھا آدمی اسے کوئ پاگل ہی لگا۔

مرتسم نے شعلے اگلتی نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ لڑکی جسے تم مرنے کے لیئے چھوڑ گئے وہ میری بیوی ہے۔مرتسم شاہ کی عزت ہے وہ۔وہ غرایا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا اور آدمیوں کو اشارہ کیا۔اسکے آدمی واپس اندر گئے تو آنکھیں پھاڑیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کیونکہ اس آدمی کی حالت قابل رحم تھی۔وہ زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔جگہ جگہ چاقو سے کٹ لگے ہوئے تھے۔ہاتھ کو ہڈیاں چٹخائی گئی تھیں۔

وہ آدمی تھوک نگلتے اسے اٹھائے ہوسپٹل چھوڑ آئے۔۔

❤❤❤❤...

ولی کوڈن کا میسیج کرتے اسنے آنکھوں پہ گلاسس لگاتے اسنے کوٹ جھٹکا۔

وہ لڑکی وہ کوئی عام لڑکی تو نہیں تھی۔

"وہ اپنے شوہر کی لاڈلی اسکی جان تھی۔۔وہ لڑکی مرتسم شاہ کی لاڈلی بیوی تھی۔اسکے عشق کی اکلوتی وارث۔مرتسم شاہ کی عزت۔"

اپنے بھائیوں کا مان۔انکا غرور۔۔

اسے کوئی بھی نقصان پہنچا جائے تو وہ کیا ایسے ہی اسے جانے دے۔

❤❤❤❤

وہ غصے سے بپھرا پڑا تھا۔وہ آدمی جسنے نورین کو مارنے کی کوشش کی تھی وہ غائب تھا۔بعد میں ہوسپٹل میں مرنے کی حالت میں پایا گیا۔

وہ کسی پل سکون سے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔اس آدمی نے نورین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن اسکی ضد میں جو ہستی آئی تھی وہ امن کا دماغ ہلانے کے لیئے کافی تھی۔

غصے سے بھرا شیر بنا وہ ڈھاڑ سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔۔کنگ نے اکتاہٹ اور غصے سے دروازے کی جانب دیکھا۔

لیکن سامنے امن کو دیکھتے نہیں بلکہ ۔دابیسٹ پاشا کو دیکھتے تھوک نگلتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔یقینن اسے خبر ہو چکی ہو گی۔۔

واٹ دا۔۔کنگ کے ساتھ بیٹھا آدمی ابھی بولا ہی تھا کہ امن کی پسٹل سے نکلی گولی نے اسکا منہ ہمیشہ کے لیئے بند کر دیا۔۔

وہ دو قدم آگے گیا۔پسٹل کی نوک کو کنگ کے سینے پر رکھا۔

مینے آپکو سمجھایا تھاناان سے دور رہیں۔کیا تکلیف ہو گئ تھی اب اپکو انکے وجود سے۔ساری زندگی اپنی یہ مردانگی ان پر نکالتے رہے ابھی بھی دل نہی بھرا آپکا۔وہ ڈھاڑا تھا۔۔

لیکن آپ بھول رہے ہیں اس وقت میں کمزور تھا لیکن آج انکے سامنے میں کھڑا ہوں۔دو سیکنڈ بھی نہیں لگے گیں مجھے آپکا ایسا حال کرنے میں۔پہلی اور آخری بار وارن کر رہا ہوں آئیندہ اگر انہیں نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا بھی تو ایسا حال کروں گا کہ موت بھی پناہ مانگے گی۔۔

کنگ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔۔وہ جانتا تھا امن نورین کو لے کر کتنا پوسیسوز تھا۔۔

لیکن آج اسے ٹھٹکا دینے والی بات امن کا پگل پن نورین کے لیئے نہیں تھا۔اسکی نظریں امن کی شرٹ کی پاکیٹ سے باہر لٹکتے آدھے چاند پر تھی۔

اسکی آنکھوں میں جو دیوانگی اور جنون وہ دیکھ رہا تھا وہ اسے منجمد کیے جا رہا تھا۔وہ نورین کی بات نہیں کر رہا تھا۔جانے انجانے میں وہ کسی اور کا ذکر کر گیا تھا۔

نورین کے لیئے ایسے لہجے میں ہمیشہ ہی عزت ہوتی تھی۔۔

لیکن آج عزت کے ساتھ ایک لپک سی تھی۔

کنگ کو جھٹکتے وہ باہر چلا ایا۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا اسے اتنا غصہ کا بات کا تھا۔نورین ٹھیک تھی۔ لیکن وہ ٹھیک نہیں تھی۔اسی لیے تو یہ دل تڑپ رہا تھا۔۔

وہ اپسرا اسے دن بدن نکارہ کر رہی تھی۔اگر ایسا ہی چلتا رہا تو بہت جلد وہ بیسٹ سے ایک عام انسان رہ جائے گا۔۔

آنکھیں بند کرتے گہری سانس لیتے خود کو ریلیکس کیا۔۔۔

....❤❤❤❤❤

ماضی۔۔۔

وہ بہت خوش تھی۔فائینلی وہ ہمیشہ کے لیئے واپس جارہے تھے۔

اس دن عارض کو ان لوگوں نے پولیس کے حوالے نہیں کیا۔انکے ویزے اور پھر کلیئرنس میں وہ کوئی بھی برابلم نہیں چاہتے تھئ۔اور رہی بات عارض کی وہ خود تو نہیں جا سکتا تھا۔ورنہ وجہ کیا بتاتا اسنے اتنا مارنے کی۔۔اس لیے اسی طرف سے سکون میں تھے۔

عائشہ بیگم کی مسلسل بگڑتی طبیعت اور حسن صاحب کی ہزاروں منتوں کے بعد وہ واپس جانے کے لیئے مانی تھی۔

لیکن اس شرط پر کہ وہ آغاجان کے گھر میں قدم بھی نہیں رکھے گی۔۔ حسن صاحب فلحال تو مان گئے تھے۔۔

اسلیے وہ لوگ اب پیکینگ کر رہے تھے۔کل صبح کی انکی فلائیٹ تھی۔

انکے واپس انے کا فلحال صرف حسن صاحب اور انوشے کی فیملی کو پتا تھا۔باقی سب کے لیئے سرپرائیز تھا۔

آج کا یہ دن وہ تینوں بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہے تھے۔

❤❤❤❤...

آخر پانچ سال کے کٹھن سفر کے بعد وہ اپنے وطن واپس لوٹ آئے تھے۔

پاکستان کی زمین پر قدم رکھتے مہر نے گہری سانس کھینچی۔اپنا وطن اپنا ہی رہتا ہے۔

ان لوگوں نے اسلامباد ائیر پورٹ پر لینڈ کیا تھا۔

دور سے حسن صاحب کو اپنی طرف آتے دیکھ مہر کی آنکھیں جھلملا گئیں۔ بے ساختہ ہی اسنے خود کو انکی طرف بھاگتے محسوس کیا۔اور پھر پانچ سال بعد وہ اس مہربان آغوش میں سماتی ہچکیوں سے رو دی۔۔یہ آغوش اسے ہمیشہ زمانے کی سرد و گرم سے بچا کر رکھتی تھی۔

ان سے الگ ہوتے مہر نے انکے ہاتھ چومے۔ان ہاتھوں نے ہی تو اسے چلنا سکھایا تھا۔حسن صاحب کی آنکھیں بھی نم تھیں۔آخر انکی لاڈلی لوٹ آئی تھی انکے سونے آنگن میں خوشیاں بکھیرنے۔

ماما بابا آئی ریئلی مس یو۔۔اب میں کہیں نہیں جاوں گی۔بچوں کے جیسے رونے کی آواز پر دونوں سے گردن گھماتے اسے دیکھا۔

انوشے اپنے ماما بابا سے لپٹی رو رہی تھی۔وہ دونوں نم آنکھوں سے ہنس دیے۔عالم حسن صاحب سے ملنے لگا۔مہر انوشے کے پیرینٹس سے اور پھر انوشے حسن بابا سے۔

مینے سب سے زیادہ آپکو مس کیا حسن بابا۔وہاں ہمارے ساتھ آپکے جیسا کوئی کرائم پاٹنر نہیں تھا۔وہ لاڈ سے انکے گلے لگتی بولی۔انوشے اور مہر دونوں ان کے لیئے ایک جیسی تھیں۔

مینے بھی اپنے بچوں کو بہت مس کیا۔وہ اسکا ماتھا چومتے بولے۔

ایویں بول رہی ہے اسکا تو دل ہی نہیں تھا واپس انے کا۔عالم پیچھے سے اسکے بال کھینچتے بولا تو انوشے نے اسے گھورا۔باقی سب ہس دیے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات ہونے کی وجہ سے آج رات وہ لوگ یہیں رکنے والے تھے۔
عالم کے بابا اکثر میٹنگ کے سلسلے میں یہاں آتے رہتے تھے سو اس لیے انہوں نے یہاں ایک گھر لے رکھا تھا۔سو انہیں سٹے کا کوئی مسلہ نہیں تھا۔
گھر پہنچتے سب نے مل کر کھانا کھایا۔اور پھر انوشے اور مہر کی نا ختم ہونے والی باتیں تھیں۔جس پر سب ہس ہس کے بے حال ہو رہے تھے۔
صبح کے قریب وہ لوگ سوئے تھے۔

ناشتے کے بعد وہ لوگ جانے کی تیاری کر رہے تھے۔لیکن انوشے کے ماموں لوگ جو پاس ہی کے گاوں میں رہتے تھے۔اسکی ممانی کے اچانک ہوسپٹلائیز ہونے کی وجہ سے انہیں۔ایمر جنسی میں انہیں دیکھنے جانا پڑا۔۔حسن بابا بھی انکے ساتھ ہی جا رہے تھے۔۔

ماما بابا مت جائیں نا۔۔کچھ دنوں بعد چلے جایئے گا۔انوشے کو جانے کیا ہوا تھا وہ انکے جانے کا سنتی تب سے دونوں کو نہیں جانے دے رہی تھی۔

انوشے کیوں ضد کر رہی ہو۔ہم شام تک جائیں گے نا بچے۔

اسکے بابا نرمی سے اسے سمجھاتے بولے۔

ٹھیک ہے جائیں لیکن اب میں بات ہی نہیں کروں گی۔

وہ انکا ہاتھ چھوڑتی کمرے سے چلی گئی۔باقی سب اسکے بچپنے پر مسکرا دیئے۔

آپ لوگ جایئے۔میں دیکھتی ہوں۔۔مہر نے انہیں تسلی دی۔

انکے جانے کے بعد مہر اسے منا کر باہر لے آئی تھی۔

شام تک وہ لوگ کبھی ٹی۔وی تو کبھی لڈو سے دل لگاتے رہے۔۔

اب تو کہاں جا رہا ہے۔عالم کو جانے کی تیاری کرتے دیکھ مہر بولی۔۔

ایک ضروری کام ہے جانا ہے۔وہ جلد بازی میں بولا۔۔

عالی یار مت جا ایک تو اتنا بڑا گھر ہے اوپر سے میں اور مہر اکیلے مجھے ڈر لگ رہا تھا۔انوشے رونسی ہوتی بولی۔۔

عالم اور مہر نے حیرانگی سے اسے دیکھا پتا نہیں کیوں وہ عجیب بیہیو کر رہی تھی۔

انو ادھر دیکھ جانا ضروری ہے۔میں ایک دو گھنٹے تک آجاوں گا۔ آئی پرومس۔

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے پیار سے بولا۔

پکا پرومس۔وہ مانتی بولی۔

ہاں بابا پکا پرامس۔۔

اوکے رات سے پہلے نا آئے نا تو میں بات نہیں کروں گی۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے میری ماں۔۔۔وہ بے بسی سے بولا۔۔

اسکے ایسے کہنے پر مہر ہس دی۔۔

بھوک لگی ہے نا۔۔عالم کے جانے کے کچھ دیر بعد انوشے بولی۔ چل کچھ آڈر کرتے ہیں۔

وہ دونوں آن لائین کوئی ریسٹورینٹ دیکھنے لگی۔

ایک ریسٹورینٹ سے انہوں نے اپنی پسند کا کھانا آڈر کیا اور انتظار کرنے لگیں۔

تقریبا آدھے گھنٹے بعد ڈور بیل ہوئی۔

دروازہ مہر نے کھولا۔۔۔

کون ہے مہر کافی بناتے کچن سے انوشے کی آواز آئی۔

مہر میں پوچھ رہی کون۔۔

اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

مہر بھی اسے یہاں دیکھ حیران پریشان کھڑی تھی۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑی ہستی کو۔ دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا۔

عارض۔۔۔

❤❤❤❤❤

تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ ہوش میں آتی مہر بولی تھی۔

کیا تو ابھی کچھ نہیں ہاں لیکن ارادہ ہے بہت کچھ کرنے کا۔۔ وہ بہکی سی آواز میں خباثت سے بولا۔۔

مہر اور انوشے یکدم منہ پہ ہاتھ رکھتی پیچھے ہوئیں۔ شاید نہیں یقین وہ ڈرنک تھا۔

جاو یہاں سے۔ مہر سختی سے بولتی۔ دروازہ بند کرنے لگی۔ لیکن دروازے کے بیچ و بیچ دو مردانہ ہاتھ آگئے۔

مہر اور انوشے اسکو دیکھتے کانپ تھیں۔۔ عارض نے مہر کو دھکا دیا۔ اور اندر آتے دروازہ بند کر چکا تھا۔

مہر انوشے کی چیخ نکلی تھی۔۔

مہر یکدم اسکے دھکے سے گرتی انوشے اسے پکڑ چکی تھی۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ انجانے خدشے کے تحت دونوں کے دل کانپے تھے۔

عارض ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں۔ پلیز جاو یہاں سے۔

انوشے ڈر سے کانپتی بولی۔

ایسے کیسے بی بے۔ابھی تو اس دن کا حساب بھی رہتا ہے۔

ایسے ہی چلا جاوں۔وہ تمسخر سے ہنسا۔

عارض دفع ہو جاو یہاں سے۔۔مہر چیخی تھی۔۔آنکھ سے انوشے کو اشارہ کیا۔

اسکا اشارہ سمجھتی انوشے فون کی طرف لپکتی لیکن پل میں عارض اسے دبوچ چکا تھا۔

آں آں میری چڑیا۔۔کہاں۔۔

عارض چھوڑو اسے۔۔مہر چیختی انوشے کو عارف سے چھڑانے لگی۔

انوشے نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا تھا۔

عارف سیدھا ہوتا۔انوشے نے رکھ کر اسے تھپڑ مارا تھا۔۔

تیری اتنی ہمت تو عارض پر ہاتھ اٹھائے۔۔

اسنے انوشے کو بالوں سے پکڑا۔۔آہہہ۔۔

دوسرے ہاتھ سے فون کی طرف بھاگتی مہر کا بازو دبوچا۔۔

وہ دونوں اس درندے کے ہاتھ لگ چکی تھیں۔انکی روح اسکے خیال سے کانپ رہی تھی۔

اپنی جان جانے کے ڈر سے نہیں عزت جانے کے ڈر سے۔۔

وہ دونوں اپنی پوری طاقت سے بھی اسے جھٹک نہیں پا رہی تھیں۔

بہت شوق ہے تجھے ہاتھ چلانے کے اب دیکھ کیا کرتا ہوں تیرے ساتھ پھر دیکھتا ہوں کیسے چلاتی ہے ہاتھ۔

مہر کو دھکا دیتے وہ انوشے کو دبوچے آگے بڑھا۔۔

مہر۔۔انوشے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی مہر کی طرف لپکنے کی کوشش میں چیخی تھی۔

عارض کا دھکا اتنا شدید تھا کہ وہ منہ کے بل گری تھی۔ہاتھ میں پہنی پانچ کی چوڑیاں چھن سے ٹوٹی تھیں۔سر اتنی زور سے فرش میں لگا تھا کہ خون کا فوارا پھوٹ پڑا۔ کہنیاں چھل گئیں۔اسے اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔لیکن اسنے سر جھٹکا۔اسے اپنی بہن کو بچانا تھا۔

عارض نے فون کی وائیر کھینچ کر توڑ دی۔۔

وہ ہمت کرتی اٹھی۔عارض انوشے کو زبردستی کمرے میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ کانپتی روتی خود کو چھڑانے لگی۔۔ لیکن اس ہٹے کٹے مرد کے آگے بے بس تھی۔

مہر نے واس اٹھاتے عارض کو مارا لیکن وہ اسکے سر کی بجائے کمر پر لگا۔اسکی گرفت انوشے پر ڈھیلی پڑی۔۔

انوشے بھاگتی مہر سے لگی تھی۔۔

وہ غصے سے مڑا۔۔

بہت ہمت ہے تجھ میں۔ہاں۔۔بہت شوق ہے ہمت دکھانے کا۔کیوں نا پہلے تجھے ہی قابو کر لیا جائے۔۔وہ اسکی طرف بڑھتا غرایا۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے لگی پیچھے کو کھسکنے لگیں۔

عارض نے مہر کو کھینچ کر اٹھایا۔۔

لیکن نئی تیرا یہ حسن کچھ پل کی مار نہیں۔تو تو وہ سونے کی چڑیا ہے جو مجھے خزانے میں تول دے گی۔۔فکر مت کر تیرا ابھی وقت آئے گا لیکن اس سے پہلے تیری اس دوست کو تو دیکھ لوں۔۔قسم سے جب سے دیکھا ہے ایک آگ سی لگی ہے اسے پانے کی۔۔

وہ مہر کا منہ دبوچے بول رہا تھا۔

پاوں کے نیچے انوشے کا ہاتھ دبا تھا۔۔

ان دونوں کے چیخیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔لیکن کوئی سننے والا نہیں تھا۔دونوں کے دل دعا گو اہ تھے کہ کوئی تو آ جائے۔۔

مہر نے نفرت سے اسے دیکھتے اسکے منہ پر تھوکا۔

تو۔۔عارف نے الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے مارا تھا۔۔وہ گرنے لگی لیکن اسنے پکڑ لیا۔پھر دوسرے گال پر بھی زناٹے دار تھپڑ سے وہ نیچے کو گری۔عارض رکا نہیں جانے کتنے ہی تھپڑ اس کے نازک چہرے پر رسید کر چکا تھا۔لانج کے ٹیبل پر مہر کا سر لگا۔جہاں سے پہلے ہی خون رس رہا تھا۔اسکی شرٹ بھی بازوں سے پھٹ چکی تھی۔۔

انوشے کی دل خراش چیخیں گونجیں تھیں۔۔مہر نیم بے ہوش خون وخون وہیں گر گئ۔۔

انوشے اس کی طرف بھاگی۔۔۔مہر مہر اٹھ۔مہر۔وہ چیخ رہی تھی۔

ان۔انو۔۔ب۔بھاگ۔ج۔ا۔مہر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی۔

می۔ری۔ق۔سم۔بھا۔گ۔ج۔ا۔وہ بمشکل ہوش میں رہتی بول رہی تھی۔مہر نے اسے ہاتھ جھٹکے۔

انوشے کو عارض نے دبوچا۔۔پاوں کی ٹھوکر سے مہر کر پیچھے کرتے اسے کھینچتے لے جاتے بیڈ پر پھینکا۔وہ اندھے منہ بیڈ پر گری۔۔خوف سے مڑتے اسے دیکھا جو آنکھوں میں حوس لیے اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔۔وہ اٹھ کر بھاگی۔۔لیکن عارض سے ٹکراتے نیچے گری۔۔زمین پر گرتے وہ پیچھے کو کھسکی۔

ج۔جانے دو۔خ۔خدا کے لیئے۔جانے دو۔وہ اس سے رحم کی بھیک مانگنے لگی۔لیکن عارض شیطان بنا اس پر جھکا۔

انوشے پھڑ پھڑائ۔اپنے ناخن اسے مارے۔

عارض نے پیچھے ہوتے۔اپنے چہرے پر ہوتی جلن کو محسوس کرتے پے در پے تھپڑ اسے مارے تھے۔۔بے دردی سے اسے پیڈ پر پھینکا۔۔

جانے دو۔خدا کے لیئے بخش دو۔تمہاری بھی بہن ہو گی۔۔

مہر۔۔بابا۔۔عالم۔۔وہ چیخ چیخ کو پکارنے لگی۔

عارض اسے دیکھتا قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔

فکر مت کرو مہر کا بھی وقت آئے گا۔اسے ایسے ہی تھوڑی جانے دوں گا۔۔

وہ اس پر جھکا۔انوشے نے اسے جھٹکا۔وہ بے حال ہو چکی تھی۔اسکا چہرہ سوج چکا تھا۔ناک منہ سے خون رس رہا تھا۔

عارض نے کھینچ کر اسکی شرٹ پھاڑ دی۔۔

...❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

نیم بے ہوش مہر انوشے کی چیخ سنتی بمشکل اٹھی خود کو گھسیٹتی ٹیبل پر پڑے جگ تک لے کر گئی۔ جگ کا پانی خود پر انڈیلتے کچھ پل آنکھیں موند گئی۔۔ تھوڑی دیر تک وہ تھوڑا سنبھل چکی تھی۔۔

انوشے کا ہوش آتے وہ اٹھی۔ لڑکھڑائی۔ لیکن اسے گرنا نہیں تھا۔

انوشے وہ پوری قوت سے چیخی سے۔ کمرے کے دروازے تک پہنچتے۔ دروازہ پیٹ ڈالا۔

بابا۔۔بابا۔۔عالم۔۔۔ کوئی ہے۔ بچاو ہماری انوشے کو وہ درندہ نوچ ڈالے گا۔

حلق کے بل چیخی گلے میں خراشیں پڑ گئیں۔۔

اللہ پلیز اسے بچا لیں۔ وہ اللہ سے فریاد کرنے لگی۔

مہر کی آوازیں سنتی وہ خود پر جھکے عارض کو پیچھے کرنے لگی۔۔عارض نے اسکے بال دبوچتے منہ پر تھپڑ مارا۔شیطانی ہسی ہستاوہ اسے قابو کر چکا تھا۔

انوشے کی دل خراش چیخیں گونجی تھیں۔

اسکی چیخیں سنتی مہر تڑپ تھی۔

پوراگھر ان دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

دونوں کی چیخیں زمین و آسمان دہلا گئیں تھی۔۔

انکی آہوں اور سسکیوں سے زمین و آسمان لرزاٹھے۔۔

آج پھر بنت حوا کو روندا جارہا تھا۔آج پھر کسی کی بیٹی کی عزت کو تار تار کیا جارہا تھا۔۔

آج پھر ایک نامرد اپنی مردانگی ایک عورت پر دکھارہا تھا۔۔

کیاوہ بھول گیاہے۔۔

اے ابن آدم!!

میں وہی عورت ہوں

کہ جسنے جنا ہے

پیغمبروں کو۔۔!!ولیوں کو۔۔!!

علم والے، عقل والے، مردوں کو
تم نے بس، اک بات پکڑ رکھی ہے
اور اس پہ ہسنا۔۔۔ تمہارا شغل ہے
کہ بنت حوا بہت ناقص العقل ہے
سنو۔۔!!میرے مقام کو بھی دیکھو
میری عقل کو نا دیکھو
میں ایک جسم ہی نہیں، روح بھی ہوں
میری روح میں بھی جھانکو
صرف شکل نا دیکھو

❤❤❤❤❤

بادل گرجنے کے ساتھ ہی بجلی چمکی تھی۔۔

اللہ خیر کرے۔ جانے آج اتنا موسم کیوں خراب ہے۔۔وہ ڈرائیو کرتے بڑبڑایا۔

ساتھ بیٹھے اسکے دوست نے اسے گھورا۔

تجھے کیا ضرورت پڑی تھی خود ڈلیوری کرنے کی ۔ایک تو رات ہونے کو ہے اوپر سے موسم اتنا خراب۔۔

اسی راستے سے تو جا رہے تھے تو مینے سوچا خود ہی کر لیتا ہوں ویسے ہی آج میرا اسٹاف کم تھا۔لو پہنچ گئے۔وہ لوکیشن دیکھتا بولا۔۔

تو بیٹھ بس پانچ منٹ میں یہ دے کر آیا۔وہ آڈر اٹھاتے بولا۔

اسکے دوست نے نفی میں سر ہلایا اور خود بھی باہر نکل ایا۔

تو جائے گا تو گھنٹا لگا آئے گا۔

اسکے ہاتھ سے آڈر پکڑتے خود آگے گیا۔

اپنے دوست کو گھورتے اسکے پیچھے ہی چلا آیا۔۔اسنے بیل دی۔ایک بار دوبار بار بار لیکن کوئ بھی نہیں آیا۔

دونوں سے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

دروازہ کھولا تھا۔وہ دومنٹ سوچتے کندھے اچکاتے اندر داخل ہوئے۔

اندر دوسرے دروازے تک پہنچتے وہ دونوں ٹھہر گئے۔اندر سے دل دہلا دینے والی چیخوں کی آواز آ رہی تھی۔۔

دونوں نے ایک پل کے لیئے ایک دوسرے کو دیکھا اگلے ہی پل وہ دروازے توڑنے میں لگ گئے۔

پانچ منٹ میں وہ دروازہ توڑ چکے تھے۔۔وقت ضائع کیے بغیر اند داخل ہوئے۔

آواز آنا بند ہو چکی تھی۔۔

اندر داخل ہوتے وہ لاونج کی بکھری حالت دیکھتے آگے بڑھے۔جگہ جگہ خون کے داغ تھے۔

قدموں کی آواز پر مہر کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی۔وہ ذراسا اٹھی۔اسکی کراہ نکلی۔

آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئے۔

کوئی نسوانی وجود زخموں سے چور خون سے تر بے بسی اور سہمی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا آپکو۔یہ کیسے ہوا اور چیخ کیوں رہی تھی۔۔

ان میں سے ایک لڑکا جلدی سے آگے بڑھا۔دوسرا جو اسے دیکھتے اپنی نظریں پھیر گیا تھا۔اپنی شال اتارتے اپنے دوست کو دی۔

جسنے نظریں جھکاتے اس بے جان سے وجود کے گرد شال لپیٹی۔

م۔می۔ری۔بہ۔ن۔(میری بہن) وہ۔۔در۔ند۔ہ۔ا۔سے نوچ۔۔اسکے بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ دونو سرعت سے اسے پیچھے کرتے دروازہ توڑنے لگی۔اور وہ دروازہ توڑ چکے تھے۔دونوں جلدی سے اندر بڑھے۔لیکن اتنی ہی تیزی سے دونوں نے رخ موڑا تھا۔۔

عارض جو اپنا کام کر چکا تھا اسکا اگلا شکار مہر تھا جسے وہ ساتھ لے جانے والا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتا قدموں کی آوز پر انوشے کے برہنہ بے جان وجود پر بلینکیٹ پھینکتے تیزی سے شرٹ پہنتے کھڑکی پھلانگ گیا۔۔

کمرے سے باہر آتے۔ دونوں کی روح تک لرز اٹھی تھی۔

ایک لڑکے نے جلدی ایمبولینس جبکہ دوسرے کسی اور کو فون کیا تھا۔۔

مہر جو دروازے کے سہارے انوشے کے کمرے کی طرف بڑھی لیکن دہلیز پر ہی وہ ساکت ہو گئ۔ وہ گھٹنوں کے بل نیچے گری۔ اسکی ساکت آنکھیں انوشے کے بے جان وجود پر تھیں۔

دونوں لڑکوں نے شدت ضبط سے اس دہلیز پر فقیرنی کی طرح بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا۔ جو حوش و حواس سے بیگانہ ہو گئ تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہاں ایمبولینس پہنچ چکی تھی۔۔

دانین اندر داخل ہوئ۔۔ ولی نے اسے ساری سچویشن سمجھائ۔

انوشے کی حالت دیکھتے اسکے قدم لڑکھڑائے تھے۔ مہر کو دیکھ کر تو اسکا دل منہ کو آیا۔

ولی نے اسے یہ کیس ابھی پولیس میں لے جانے سے منع کیا تھا۔

وارڈبوائے بے ہوش مہر کو اٹھاتا اس سے پہلے مرتسم ڈھاڑا تھا۔ دانین کو اشارہ کیا جسنے مہر کو اٹھایا تھا۔

دونوں کو ایمبولینس میں ڈالا جا چکا تھا۔۔

...❤❤❤❤❤❤❤

عالم جسکی راستے میں گاڑی خراب ہو چکی تھی جلدی میں کسی طرح یہاں پہنچا۔

انوشے سے وعدہ کر کے گیا تھا جلدی آئے گا جانتا تھا وہ ناراض ہو گی۔۔

حسن بابا لوگ آج رات موسم خرابی کی وجہ سے وہیں گاوں میں رکنے والے تھے۔ عالم نے دونوں کو کتنے فون کیے گھر کے نمبر پر کیا لیکن لگا ہی نہیں۔۔

گاڑی روکتے باہر نکلا لیکن ایمبولینس دیکھتے اسکا دل لرزا۔ جلدی سے اندر داخل ہوا۔ لیکن گھر کی حالت دیکھتے۔ وہ وہیں لڑکھڑا گیا۔

ولی مرتسم دانین اور زین نے پیچھے مڑتے اس لڑکے کو دیکھا جسکی ساکت نظریں ایمبولینس پر تھیں۔ وہ ٹھوکر کھا کر گرا۔

ولی نے اسے سنبھالا۔۔

میری بہنیں۔انجانے خدشے کے تحت اسکی آواز لرز اٹھی۔

آپکی ایک بہن کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔۔

جبکہ دوسری پر بری طرح سے تشدد کیا گیا تھا۔شائید اگلا شکار اسے ہی بنانے والے تھے۔۔

دانین کی سپاٹ آواز گونجی تھی۔

وہ الفاظ نہیں تھے پگھلتا سیسہ تھا۔جو عالم کے کانوں میں انڈیلا گیا۔اسنے شدت سے دعا کی کہ کاش وہ بہرا ہو جائے۔۔

نہیں۔ نہیں۔ نفی میں سر ہلاتے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

م۔میری بہنیں۔نئ۔۔ نفی کی گردان کرتے وہ پچیس سالہ جواں مرد ڈھاڑے مار مار کر رو دیا۔۔اتنی شدت سے کہ اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

اسکے ساتھ ہی آسمان برس پڑا تھا شائید ان تینوں کے غم میں شریک ہونے کے لیئے۔۔

❤❤❤❤❤

سب کی نظریں ہوسپٹل کے ان دو سرد روم پر جمی تھیں۔

عالم جھکے کندھوں سے ساکت تھا بیٹھا تھا۔

دانین اور زین ٹہل رہے تھے۔۔

ڈاکٹر نے پہلے تو یہ کیس لینے سے منع کر دیا لیکن دانین کے پولیس کارڈ دکھانے پر انکا علاج جاری کیا۔۔

مرتسم اور ولی بھی یہیں رک گئے۔

جانے کیوں وہ دونوں جا ہی نہیں پائے۔دونو کے دل یہ سوچ کر رہی لرز اٹھے روحیں کانپ اٹھیں کیسے بنت حوا کو بے دردی سے نوچا گیا۔۔اگر وہ دونوں نا آتے تو شاید دوسری لڑکی کو بھی۔۔اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتے تھے۔۔

مرتسم نے گھر میں فون کرتے ضروری کام کا کہہ دیا۔۔

ڈاکٹر۔۔ڈاکٹر کے باہر نکلنے پر وہ انکی طرف لپکے۔۔

مرتسم اور عالم اپنی جگہ پر ہی رہے۔

دیکھیں آپکی پیشینٹ انوشے انکے ساتھ زیادتی کی گئ ہے۔

ہمیں نہیں لگتا کہ وہ بچ پائیں گئ۔انکی حالت بہت بری ہے۔آپ دعا کریں۔دوا تو دے دی باقی دعا جانے۔۔

اور دوسری لڑکی۔۔دانین جلدی سے بولی۔

انکو کافی سوئیر چوٹیں آئ ہیں۔انکے سر پر بھی گہری چوٹ لگی ہے۔فلحال جب تک انہیں ہوش نا آجائے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔

ڈاکٹر انہیں کہتے جا چکا تھا۔

عالم کے جھکے کندھے کچھ اور جھک گئے۔وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

وہ کیا کہتا وہ اپنی بہنوں کی حفاظت نہیں کر پایا۔

باقی سب ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔۔

ان دونوں لڑکیوں کی تکلیف انہیں دل پر گزرتی محسوس ہوئی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤

دو دن گزر گئے۔عالم انوشے کے ماں باپ اور حسن بابا کو بتا چکا تھا۔ان پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔

انوشے کی والدہ بار بار غم سے بے ہوش ہو جاتی۔ حسن بابا اور ابراہیم صاحب (انوشے کے والد) تو غم سے نڈھال تھے۔ولی اور مرتسم انوشے کے والد اور حسن صاحب کو سنبھال رہے تھے۔

باقی کسی کو بھی گھر میں اب تک نہیں بتایا گیا تھا۔

انوشے کی حالت میں ذرا سا سدھار نہیں ایا تھا۔۔مہر کو خطرے سے باہر بتا دیا گیا تھا۔۔

لیکن پھر اڑتالیس گھنٹوں کے کٹھن انتظار کے بعد جو سنا تھا۔ان پر تو قیامت ٹوٹی تھی جسے سہن کرنا انکے بس سے باہر ہو گیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ڈاکٹر آپ کو کوئی غلط فہمی کوئی ہو گی۔انو۔نہیں۔نہیں۔نہیں اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔میری بہن۔نہیں جا سکتی۔۔

وہ صدمے سے رو رہا تھا۔ چیخ رہا تھا۔

ڈاکٹر کے الفاظ۔۔۔

I am sorry۔۔

ہم آپکے پیشنٹ کو بچا نہیں پائے۔۔انکی باڈی خود ہی سروائیو نہیں کرنا چاہتی تھی۔

She is no more..

وہ الفاظ نہیں پگھلا ہوا سیسہ تھا جو انکے کانوں میں انڈیلا گیا۔۔ایک قیامت تھی جو ان پر ٹوٹی تھی۔

انوشے کی ماں یہ سنتے ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گی۔ابراہیم صاحب زمین پر ڈھ گئے۔

عالم صدمے سے چیخ چلا رہا تھا۔

حسن بابا سر پکڑے رو رہے تھے۔

جبکہ وہ سب سے بے پرواہ ہمیشہ کے لیئے نیند کی آغوش میں تھی۔۔

❤❤❤❤

مرتسم اور ولی نے سب سنبھالا وہ اس قیامت میں ان انجان لوگوں کو یوں نہیں چھوڑ پائے۔

ملتان میں سب کو بتا دیا گیا۔وہ سب تو صدمے اور پریشانی سے سن تھے کہ آخر ہوا کیا ہے۔

انہیں بس انوشے کی موت کی خبر دی گی تھی۔۔

❤❤❤❤

ا

سنے آنکھیں کھولیں۔ جگہ کچھ جانی پہچانی سی تھی لیکن ہر جگہ لوگ ہی لوگ تھے سفید کپڑوں میں۔وہ لوگوں میں تن تنہا اپنوں کو ڈھونڈنے لگی۔

کبھی انوشے کو بلاتی کبھی عالم کو تو کبھی بابا کو۔

ایک جگہ رونے کی آوازیں سنتی وہ بھاگ کر اس طرف گئ۔ لیکن راستے میں ٹھوکر کھا کر گر گئ۔

زمین پر بیٹھے ہی اسنے سر اٹھایا وہ دم سادھے گئ اپنے سامنے پڑی میت کو دیکھتے۔چہرہ کفن سے ڈھکا ہوا تھا۔اسنے خوفزدہ سہمی نظروں سے سب کو دیکھا۔وہاں سب تھے نہیں تھی تو انوشے۔اسی پل زوردار ہوا چلی اور میت پر سے کفن سرکا۔چہرہ دیکھنے سے پہلے ہی وہ آنکھیں موند کر نفی میں سر ہلاتے انوشے کو پکارنے لگی۔۔

اسکی آواز بلند ہوتی چلی گئ۔

انو۔۔نوشے۔۔

بلند پکار سے چیختی وہ آنکھیں کھول گئی۔اسکا سانس یکدم تیز ہو گیا۔جیسے اسے استھما ہو۔اسکی حالت دیکھتے اسکے پاس کھڑی نرس بھاگ کر ڈاکٹر کو بلا لائی۔۔

وہ خواب سے ہوش میں آتی ارد گرد دیکھنے لگی۔آہستہ آہستہ سانس نارمل ہوتی گئی۔

ہوش سنبھالتی وہ خوفزدہ سی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ذہن بیدار ہوا لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ذہن پر بوجھ اس قدر تھا کہ اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔

اسی وقت کمرے کا دروزہ کھولا۔ڈاکٹر کے ساتھ اجنبی چہرے اندر داخل ہوئے۔

وہ سہم کر اٹھ گئی۔لیکن جسم میں بلکل بھی طاقت نہیں تھی۔جس سے وہ پھر سے ڈھ گئی۔

وہ سہمی نگاہوں سے ان مردوں کو دیکھ رہی تھی جو اس سے کچھ پوچھ رہے تھے۔

کمرے کا دروازہ ایک بار پھر سے کھولا اور بکھری حالت میں عالم اندر آیا اسکے ساتھ کوئی اور بھی تھا لیکن مہر کو ہوش کہاں تھا۔

عالی۔وہ لپک کر اسکے سینے میں چھپی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

عالم کے ساتھ کھڑے وجود نے چہرہ موڑتے مٹھیاں مینچیں تھیں۔

انو۔۔اسکے منہ سے بس یہی الفاظ نکلے۔انو کہاں ہے عالی وہ ٹھیک ہے نا۔عالی بتانا کہاں ہے انو۔

اسکے بازو ہلاتی وہ بے تابی سے بولی۔اسے وہ سب ابھی بھی ایک خواب لگ رہا تھا۔

عالم نے ہونٹ بھینچتے بے بسی سے ڈاکٹر کو دیکھا۔جسنے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔انو کے پاس جانا ہے۔۔؟ جھکی نظروں سے پوچھا۔۔۔

ہاں۔بے تابی سے بولی۔۔۔

❤❤❤❤❤

گھر کے باہر گاڑی رکتے عالم نے ضبط سے اسے دیکھا جو کو دپٹیوں میں جکڑی تھی لیکن انوشے کے لیئے بے چین تھی۔۔ گاڑی روکتے مرتسم نے عالم کو دیکھا اور ہمت سے کام لینے کا اشارہ کیا۔

چلو۔۔۔مہر کو گاڑی سے نکالتے عالم نے اسے تھاما۔

عالی یہ اتنی بھیڑ کیوں ہے۔۔لان میں داخل ہوتے آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے اسنے خوف کے تحت پوچھا۔

عالم چپ رہا۔۔

عالی بتانا اتنے لوگ کیوں ہیں انوشے کہاں ہے۔۔وہ اپنے قدم وہیں روک گئ۔

یہ سب بلکل ویسے ہی تھا جیسے اسنے تھوڑی دیر پہلے خواب میں دیکھا تھا۔۔اسکی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔وجود لرزنے لگا۔۔

عالم زبردستی اسے اندر لے آیا۔۔اندرونی حصے میں آتے عالم نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔لڑکھڑا کر چلتے وہ آگے بڑی۔غائب دماغی سے سب کو دیکھنے لگی۔اسی وقت اسے ٹھوکر لگی۔بلکل ویسے ہی جیسے خواب میں لگی تھی۔۔

ٹھوکر لگنے پر وہ اٹھ کر سیدھی ہوئ۔۔لیکن جیسے ہی اسنے سر اٹھایا۔۔وہ سانس روک گئ۔پلکیں بھی ساکت کر گئ۔۔

سامنے بلکل ویسے ہی میت پڑی تھی لیکن خواب کی طرح اسکا چہرہ ڈھکا ہوا نہیں تھا۔۔لیکن اسکا وجود کفن میں لپٹا تھا۔۔وہ بے حس و حرکت اسے دیکھتی رہی تھی۔۔

انو۔۔بنا آواز کئ اسکے لب ہلے۔کسی نے آکر دونوں طرف سے اسے اٹھایا۔وہ قدم قدم چلتی میت کے پاس آئ۔گھٹنوں کے بل زمین پر گری کسی ٹوٹی ہوئ شاخ کی طرح۔۔

انو۔۔آواز بلند تھی۔۔

وہ تھوڑا سا اوپر اٹھی۔۔اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔جو بلکل برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔لیکن اسے محسوس نہیں ہوا۔جھک کر اسکا ماتھا چوما۔۔

کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تجھے اور تو یہاں آرام سے سو رہی ہے۔۔ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہے نا۔ چھپ کر بیٹھ جاتی اور میں ڈھونڈھتی رہتی۔وہ خفگی سے اسے دیکھتی اس پر جھک کر بول رہی تھی۔
وہاں جمع عورتیں صدمے سے اسے دیکھنے لگیں۔۔

بے حال انوشے کی والدہ نے سر اٹھاتے مہر کو دیکھا تو انکا دل ڈوبنے لگا۔انوشے کو تو کھو چکی تھیں۔کیا مہر کو بھی۔انکا قلیجہ منہ کو آیا۔۔

انو آٹھ نا یار دیکھ یہاں کتنے سارے لوگ ہیں۔تجھے پتا ہے نا مجھے بھیڑ میں کتنی گھبراہٹ ہوتی۔دیکھ سب لوگ کیسے دیکھ رہے مجھے۔وہ سرگوشی میں اس سے بولنے لگی۔اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔۔لوگوں کو وہ پاگل ہی لگی۔۔

تبھی کوئی اسکے پاس آکر بیٹھا۔اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔اسنے چہرہ موڑ کر دیکھا۔ہانیہ ماما(انوشے کی والدہ)وہ زیر لب بولی۔آپ رو کیوں رہی ہیں۔کیا ہوا اب تو ہم نے کوئی شرارت بھی نہیں کی۔انکو روتا دیکھ وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔۔

وہ کچھ بھی کہے بغیر اسے سینے سے لگا کر رو دیں۔۔

آہانہ ماں۔ماہم اپیا اور ماہین بھابھی۔وہ حیران پریشان سی اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جسکی صدمے سے یہ حالت تھی۔۔انہیں مرتسم نے بلایا تھا۔

کچھ عورتیں اٹھ کر اسب مہر کو کچھ کہہ رہی تھیں اسنے غائب دماغی سے انہیں سنا۔

❖❖❖❖

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اسنے اپنا بچپن اسکے ساتھ گزارا تھا جب سے ہوش سنبھالا تھا انوشے اور عالم کو ہر قدم پر اپنے ساتھ پایا تھا۔وہ تو جیسے اسکے وجد کا حصہ تھی۔اسنے اپنی زندگی کے ستارہ سال انوشے کے ساتھ گزارے تھے۔اور اب اسکی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر پارہی تھی اسکا ذہن یہ بات قبول نہیں کر رہا تھا۔

وہ ہانیہ ماما سے خود کو چھڑواتی دور ہو گئی۔ تھوڑا سا آگے ہوتے ایک ہاتھ انوشے کے سر پر رکھا اور اسکی چارپائی سے سر ٹکا گئی۔۔

آنکھوں میں انتظار سموئے اسے دیکھنے لگی۔۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا۔وہ یونہی بیٹھی رہی اب تو وہ بول بھی نہیں رہی تھی۔۔بس یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والی آج بہن جیسی دوست کی میت پر رو بھی نہیں پارہی تھی۔۔ "

ماما کے اشارے پر ماہم آہستہ سے اٹھتی باہر کی جانب بڑھی۔ تھوڑا سا باہر نکلتے ارد گرد نظریں دوڑائیں۔۔

اسی وقت مرتسم نے اس جانب دیکھا تو اسے اشارہ کیا۔۔

وہ اٹھ کر اس طرف آیا۔۔

ماہم اپیا نے اندر کی طرف اشارہ کرتے اسے کچھ کہا تو اسکے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔ بے یقینی و حیرت سے انہیں دیکھا۔۔

پھر دھیمے انہیں کچھ کہتے وہ عالم کی جانب بڑھا جو ایک طرف حسن بابا کے کندھے سے سر ٹکائے بے حال بیٹھا تھا۔۔

انکے پاس جاتے آہستہ سے کچھ کہا۔۔

تو وہ دونوں خوفزدہ سے اسے دیکھنے لگے۔۔ دونوں کے چہروں پر زلزلوں کے آثار تھے۔۔

اگلے کچھ ہی منٹ میں وہ لوگ اندر کی جانب بھاگے۔۔

عالم بے چین سا مہر کی طرف بڑھا جو دیوانی کی سی حالت میں انوشے کی میت سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔ حسن بابا اپنی لاڈلی کی یہ حالت دیکھتے لڑکھڑا گئے۔ اندر آتے ولی نے انہیں سنبھالا۔۔

مہر۔۔۔ اپنے نام کی پکار کر اسنے محض نظریں اٹھائیں اور خالی نظروں سے عالم کو گھورتی رہی۔

عالم کی آنکھیں برسنے لگیں وہ اسکے ہاتھ تھامتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

انو چلی گئ مہر۔وہ بے بسی سے بولا۔۔

مہر ویسے ہی اسے دیکھتی رہی۔مرتسم دو قدم آگے بڑھا۔عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسکی جانب جھکا۔۔

انہیں رولاو۔۔ورنہ وہ صدمے میں چلی جائیں گی ہمیشہ کے لیئے۔۔دھیمے سے سرگوشی کی۔۔

عالم نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔اور پھر مہر کو جسکی نظریں اب انوشے پر ٹکی تھیں۔۔

"مہر اسے ایسے مت دیکھ وہ اب کبھی نہیں آئے تیرا انتظار انتظار ہی رہے گا۔۔وہ چلی گئ ہے ہمیشہ کے لیئے۔"اسکا چہرہ اپنی طرف موڑتے کہا۔۔

کیوں۔۔۔؟غور سے عالم کے الفاظ سنتے بنا آواز کے لب ہلے۔۔

"کیوں کہ مر گئ ہے وہ اور مرے ہوئے لوگ واپس نہیں آتے۔۔عالم نے اسکے بازو تھامتے اسے جھنجوڑ ڈالا۔۔

مر گئ ہے وہ مار گیا وہ درندہ اسے نوچ کھایا اسنے ہمارے پھول کو اب کبھی واپس نہیں آئے گی تیری انو۔۔وہ بے بسی سے چلایا۔۔"

مہر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ پھر انوشے کو دیکھا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا۔۔

اسے یاد آنے لگا سب کا جانا عارض کا آنا۔ ان دونوں کو مارنا انوشے کے ساتھ زبردستی کرنا۔۔

اسکا چیخنا چلانا۔۔

پھر ان دو لڑکوں کا آنا دروازہ توڑنا اور اسکا انوشے کو لوٹی ہوئی حالت میں دیکھنا۔ اور۔۔

اب انوشے لٹ گئی برباد ہو گئی۔ اسے حیران نوچ گیا اسکے جسم سے جان نکل گئی۔۔

نہیں انو کو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسکا سکتا ٹوٹا۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔

نوشے۔ یہ عالم کیا کہ رہا تھا انوشے اٹھ نا یہ دیکھ یہ کیا بول رہا ہے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے نا اٹھ نا۔۔

انوشے کی میت کی طرف لپکتی وہ لرزتی آواز میں بولی۔۔

ساکت پلکیں بھیگنے لگیں۔۔ آہستہ آہستہ اسکی سسکیاں گونجنے لگیں۔

اسکی آہ و پکار سے زمانہ لرز اٹھا۔۔

وہاں بیٹھے ہر انسان کا دل اسے دیکھتے ہزار بار تڑپا ہو گا۔۔

وہ جو خاموش تھی اسکے رونے سے سب لرز اٹھے۔۔

کیوں کیا اللہ کیوں۔۔ ہمارا کیا قصور تھا۔ اسکا کیا قصور تھا۔۔۔

آہہہ۔۔ اللہ ایسے مت کریں اسے واپس دیں دے میں کیسے رہوں گی۔

یہ یہ مر گئ تو میں کیوں زندہ ہوں۔ مجھے بھی مار دیں۔

عالم میں اپنی بہن کو بچا نہیں پائی۔ میں اسے اس درندے سے بچا نہیں پائ۔۔

اسکی چیخ و پکار سے قیامت ٹوٹی تھی۔۔ اسکی چپ کیا ٹوٹی اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

عالم نے اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ اسکے ہاتھ جھٹک گئ۔۔

تم۔۔ تم کیوں گئے تھے وہ کہہ رہی تھی مت جاو پھر بھی چلے گئے۔ ہم تمہارا انتظار کرتے رہے۔ چیخ چیخ کر تمہیں پکارتے رہے تم نہیں آئے تم نہیں آئے وہ درندہ اسکی روح کو کچل گیا۔

وہ تم سے ناراض تھی عالی وہ پھر بھی تمہیں پکارتی رہی۔۔

آپ سب کو پکارتی رہی وہ آپ سب سے ناراض چلی گئ سب سے ناراض آنکھیں موند گئ۔۔

اسکی چیخوں نے قہر برپا کر دیا۔۔

انوشے کے والد بلند آواز سے رونے لگے انہیں یاد تھا انکی اکلوتی لاڈلی بیٹی آخری بار ان سے ناراض تھی انہیں جانے نہیں دے رہی تھی وہ اپنی آخری سانس میں بھی انہیں

پکار رہی تھی وہ نہیں آئے وہ بچا نہیں پائے اپنے پھول کو۔۔

خدا قہر نازل کرے۔۔ تمہیں موت بھی نصیب نا ہو اے بدبخت تجھے خوف خدا نا آیا میری بیٹی کو پامال کرتے ہوئے۔انوشے کی والدہ خود کو نوچنے لگیں۔

حسن صاحب اپنی لاڈلی کو سینے سے لگا کر ضبط کھو پڑے۔۔

بس وہاں اک عالم تھا جو خاموش تھا اسکی آنکھیں بہہ رہی تھی لیکن ہونٹ سختی سے آپس میں بھنچے تھے۔

وہ کیا کہتا اپنی بہن کا محافظ اسکی حفاظت نہیں کر پایا اس سے کیا وعدہ نہیں نبھا پایا۔اسکی پکار پر بھی نہیں آیا۔اسکی بہن اس سے ناراض اس دنیا سے چلی گئ کیا وہ کبھی یہ بھلا پائے گا۔۔

وہ جو چپ تھی اسے چپ ہی رہنے دینا چاہیے تھا۔بول اٹھی تو اک قیامت لے آئ تھی۔وہاں ہر ایک کی آنکھ نم کر گئ ہر ایک کا دل لرزا گئ۔

مرتسم لوگوں نے جیسے تیسے مردوں کو سنبھالا تھا جنازے کا وقت ہوا تھا۔ بمشکل انوشے کے والد حسن صاحب کو اور عالم کو ہمت دے کر کھڑا کیا جنازے کے لیئے۔

جب وہ جنازہ اٹھانے لگے تو مہر اپنا آپ کھونے لگی وہ کسی کو اسکے پاس نہیں آنے دے رہی تھی۔۔
عورتوں نے زبردستی اسے قابو کیا وہ چیخ اٹھی۔۔

عالم مت لے کر جاو۔۔ بابا کہاں لے کر جارہے ہیں۔ آپ اسے چھوڑ آئیں گے۔ بابا وہ ڈر جائیں گی اکیلی بابا مت لے کر جائیں۔
آہوں۔ سسکیوں ماتم چیخ وپکار میں وہ اسکی میت کو اٹھا لے گئے۔
انوشے کی ماں غش کھا کر گر پڑیں۔ مہر کی دل خراش سسکیاں گونجیں تھیں۔ وہ یہ سب برداشت نا کرتے وہ ان کے بازوں میں جھول گئی۔۔

ایک ہارے جواہری کی طرح وہ ہاتھ پیچھلائے بیٹھے تھے۔انکی بیٹی انکے وجود کا حصہ دفن ہوتا جارہا تھا اور انھیں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی روح منو مٹی تلے دفنا رہے ہوں۔۔

پھر انہوں نے فاتح کے لیئے اپنے اٹھتے ہاتھوں کو دیکھا نہیں لگا انکا جسم بے جان ہو گیا ہو۔۔وہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بوڑھے نظر آنے لگے تھے۔

انکی بیٹی کو دفن کیا جا چکا تھا۔وہ خالی بیٹھے رہ گئے۔انکی عمر بھر کی کمائی لٹ گئ۔انکا آنگن خالی ہو گیا۔وہ انکی تن تنہا اولاد تھی جسکی حفاظت نہیں کر پائے وہ سسک پڑے۔بیٹیوں کا دکھ باپ کی جڑوں کو ہلا جاتا ہے۔۔یہ دکھ کیا کم تھا کہ آخری سانس میں بھی وہ انھیں پکارتی رہی وہ اسکی آخری پکار پر بھی نا آسکے۔

❤❤❤❤❤

اسنے اپنے ہاتھوں سے اپنی گڑیا کو ہمیشہ کے لیئے دفن کر دی تھا۔اسے لگ رہا تھا جیسے اسکے ہاتھ بے جان ہو گئے ہوں۔۔

اسنے ایک بار بھی اسکی قبر پر دعا کے لیئے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔وہ شرمندہ تھا خود سے خدا سے اپنی انو سے جسکی وہ حفاظت نہیں کر پایا۔وہ اس سے ناراض چلی گئ۔ایک آخری موقع تو اسے ملا ہوتا وہ اس منا پاتا۔اسکی ناراضگی ختم کر پاتا۔لیکن اسنے ایک آخری موقع بھی نہیں دیا۔

اسے آج اپنا دکھ دنیا کے ہر غم اور دکھ کر بھاری لگا۔۔ لیکن پھر اچانک اسے مہر کا خیال آیا اور وہ اپنی روح سمیت کانپ اٹھا۔ وہ اسکا سامنا کیسے کرے گا۔ وہ کیا کہے گا۔۔

اسنے سر اٹھاتے آسمان کو دیکھا جیسے شکوہ کیا ہو۔۔

اے خدا میری بساط سے بڑھ کر میرے کندھوں پر بوجھ نا گرا کہ میں اٹھا نا سکوں۔ اسکا دل خدا سے دعا گو تھا۔۔

❤❤❤❤

اسے اپنی آنکھوں کے سامنے بڑا ہوتے دیکھ تھا پل پل انکی آنکھوں کے سامنے تھی وہ۔ کچھ گھڑی کے لیئے وہ دونوں انکی نظروں سے اوجھل کیا ہوئیں۔ قیامت ہی ٹوٹ پڑی۔ وہ اب تک بے یقین تھی کہ انو شے کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر چکے ہیں۔۔

وہ جو ہر پل ہستی مسکراتی تھی۔ اور وہی ساری زندگی کے لیئے انہیں اپنا غم دے گئ۔ حسن بابا اب تک بے یقین تھی۔۔

❤❤❤❤

آہستہ آہستہ سب لوگ جانے لگے۔۔

اب وہاں صرف عالم۔۔ حسن صاحب۔۔ ابراہیم صاحب۔ اور مرتسم لوگ تھے۔

ولی نے عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور چلنے کا اشارہ کیا۔۔

زین نے حسن بابا کو اٹھایا۔۔

جبکہ مرتسم ابراہیم صاحب کے پاس آیا۔۔

انکل چلیں۔۔ بہت دیر ہو گئ ہے۔۔

انکے مقابل بیٹھتا وہ آہستہ سے بولا۔۔

انہوں نے چہرہ موڑے اسے دیکھا۔۔

اپنی بچی کو یونہی چھوڑ جاو۔ اس مٹی تلے اکیلا چھوڑ جاوں۔۔ رات ہونے والی ہے وہ اکیلی کیسے رہے گی۔ وہ تو اندھیرے سے ڈر کر میری آغوش میں چھپ جاتی تھی۔ اب کہاں جائے گی۔۔ وہ تو اپنے بابا سے نارض چلی گئ۔ اسنے کہا تھا وہ اب کبھی بات نہیں کرے گی اسنے اپنا کہا سچ کر دکھایا۔ وہ سسک کر بولے۔۔

انکی آنکھوں کے سامنے ایک ایک پل گھومنے لگا جب وہ پیدا ہوئی۔ اسنے پہلی بار بولنا شروع کیا جب اسنے چلنا شروع کیا۔ کب وہ بڑی ہوتی گئی۔ پھر انسے دور جانے کی ضد۔ اور اسکی ضد اسے کتنی دور لے گئی۔۔

وہ جسے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا۔ اسے آج اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس مٹی تلے دفن کرنا کوئی اس باپ سے پوچھتا۔۔

حوصلہ کریں انکل۔۔ یہ دنیا ہے ہر ایک نے جانا ہے۔۔ میں جانتا ہوں کہنا آسان ہے۔ لیکن پھر بھی صبر کریں۔ اللہ کی امانت تھی اللہ نے لے لی آپکو ابھی باقی سب کو بھی سنبھالنا ہے۔۔

مرتسم انکے کندھے پر ہاتھ رکھتا دھیمے لہجے میں بولا۔۔

انہوں نے تفاخر سے اسے دیکھا وہ سب انکی زندگی میں فرشتہ بن کر آئے تھے۔۔

بہت مشکل سے وہ انہیں وہاں سے اٹھا پایا۔ ایک آخری بار انہوں نے مڑ کر جان سے پیاری بیٹی کی قبر کو دیکھا۔ انکے دل نے قیامت کھڑی کر دی لیکن آخر جانا تو تھا ہی۔۔ وہ آج جانا اپنا سب کچھ لٹا کر جا رہے تھے۔۔

" میری بچی میں وہ بند و نساء کے رشتے۔۔۔

تیری تربت کے سراہنے پہ ہی چھوڑ آیا ہوں۔۔

میں جو کہتا تھا مٹی سے نا کھیلا کر۔۔

میں تجھے مٹی کے اک ڈھیر میں ہی چھوڑ آیا ہوں۔۔۔"

جھکے کندھوں سے وہ لوگ گھر داخل ہوئے۔ تقریباً سب لوگ ہی جا چکے تھے۔
ملتا والے اب تک نا پہنچے تھے۔ موسم خرابی کی وجہ سے سڑکیں بند تھیں۔
تھکے قدموں جھکے کندھوں اور غمزدہ چہروں سے وہ اندر داخل ہوئے۔۔
انوشے کے ماما ماہم کے کندھے سے سر ٹکائے بیٹھیں تھیں۔
وہ ابھی آکر بیٹھے ہی تھے کہ انہیں مہر کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔۔
سب لوگ آواز پر اس طرف بھاگے۔۔

❤❤❤❤

مہر ہوش میں آنے کے بعد بلکل خاموش ہو گئ تھی رو بھی نہیں رہی تھی۔۔اسے کمرے میں گھٹن کا احساس ہوا تو باہر نکل آئ۔۔

گھر کت بیک ڈور کے طرف جاتے تھوڑی دیر وہاں بیٹھ گئ۔اسکا ذہن معوف ہو رہا تھا۔وہ اب تک بے یقین تھی کہ انوشے اب کبھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔۔

تبھی اس اپنے آس پاس کسی کا گمان ہوا۔پھر قدموں کی آواز اسنے سر اٹھایا۔

لیکن اپنے سامنے کھڑے عارض خان کو دیکھتے اسکا چہرہ سفید پڑ گیا۔۔

عارض وہاں سے بھاگ تو گیا تھا۔لیکن اب جو کچھ بھی ہوا ان سب کے بعد اسے ڈر تھا کہ کہیں مہر سب کو بتا نا دے کہ یہ سب عارض نے ہی کیا ہے اور تو اور وہ تو عارض کو پہچانتی بھی تھی۔

کسی کو ابھی تک اس چیز کا ہوش ہی کہاں تھا کہ اس سے پوچھے کہ ہوا کیا ہے انوشے کو پامال کرنے والا تھا کون۔۔

عارض تاک لگائے بیٹھا تھا۔وہ کسی طرح مہر پر قابو پانا چاہتا تھا۔اور اب جب موقع تھا تو وہ اسے اکیلا دیکھ پچھلے دروازے سے ہی اندر داخل ہوا۔

اس سے پہلے کہ مہر اندر بھاگتی وہ اسے پکڑ چکا تھا۔اسے کھینچتے اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کی وہ جو پہلے سے ہی بے حال زخموں سے چور تھی اس میں چیخنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔

لیکن پھر بھی وہ پوری قوت سے چیخی۔

اس طرف کوئی نہیں تھا عارض اسے گھر سے باہر لے آیا۔اپنی گاڑی میں پھینکتے وہ تیزی سے دوسری طرف آیا۔۔

مرتسم جو سب سے پہلے وہاں پہنچا تھا۔وہ مہر کو دیکھ چکا تھا۔

عارض کی گاڑی کے پیچھے ہی وہ گاڑی لے کر نکلا۔

اسکے پیچھے عالم۔ولی زین نکلے تھے۔

باقی سب تو اس نئی آفت پر گر پڑے تھے۔

❤❤❤❤

عارض نے اپنے پیچھے آتی اس گاڑی کو دیکھا اور پھر مہر کر جو مسلسل اس سے ہاتھ چھڑوا رہی تھی۔اسنے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچتے فل سپیڈ پر گاڑی ڈورائی۔۔

موسم بہت خراب ہو چکا تھا۔

بادل گرجنے لگے۔ آسمان گہرا ہونے لگا۔

❤❤❤❤

مہر کی ہمت جواب دینے لگی اسکے عصاب تھکنے لگے۔ عارض نے اسکا ہاتھ چھوڑتے فون اٹھایا۔

مہر نے بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا اسکا پورا دھیان ڈرائیونگ پر تھا۔ جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آ گئ۔

ایک نظر سنسان روڈ کر دیکھا۔ اس حیوان کے ہاتھوں مرنے سے وہ خود ہی اپنی جان دے دے۔۔

پل میں سوچتے اسنے گاڑی کا دروازہ کھولا اور فل سپیڈ سے چلتی گاڑی سے ایک سیکنڈ سے پہلے چھلانگ لگا گئ۔

عارض کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی وہ کود چکی تھی۔

اسنے جھٹکے سے گاڑی روکی۔ لیکن اپنے پیچھے آتی گاڑیوں کو دیکھ وہ گاڑی بھگا لے گیا۔۔

مرتسم نے مہر کو کودتے دیکھ لیا تھا۔

ایک پل کے لیئے اسکے ہاتھ کانپے۔ گاڑی روکتے وہ باہر نکلا۔ سڑک سنسان تھی آس پاس جھاڑیاں تھیں۔ وہ بھاگا۔ سڑک پر ادھر ادھر۔ جانے کیوں اسکے دل کا خوف سے سہما ہوا تھا۔۔

باقی سب بھی پہنچ چکے تھے۔ زین اور دانین بھی اپنی ٹیم کے ساتھ تھے۔

آدھا گھنٹا گزر گیا لیکن انہیں مہر نہیں ملی۔

موسم نے کروٹ لی اور زور و شور سے بارش شروع ہو چکی تھی۔

وہ لوگ اسے ڈھونڈتے کافی آگے نکل آئے تھے۔ تبھی مرتسم کی نظر خون آلودہ ہاتھ پر پڑی۔

وہ جلدی سے اس طرف بھاگا۔

وہ مٹی پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ مرتسم نے کانپتے ہاتھوں سے اسے سیدھا کیا۔ وہ خون سے رنگی ہوئی تھی۔

مہر نے ادھ کھلی آنکھوں سے سامنے اپنے مسیح کو دیکھا۔ ایک آخری ہچکی لی۔۔ اور سکون سے آنکھیں موند گئی شائید ہمیشہ کے لیئے۔۔

❤❤❤❤

مہر کو عارض لے گیا ہے یہ خبر سنتے حسن صاحب سینے پر ہاتھ رکھتے گرتے چلے گئے۔۔

ماہم نے جلدی سے دانین کو فون کیا وہ لوگ انہیں ہوسپٹل لے گئے۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم نے اسے دیکھا۔۔ مہر اسنے اسے پکارا۔ مہر آنکھیں کھولیں۔ اسکی گال تھپتھپاتا اسے حوش میں لانا چاہا۔

جلدی سے اسکی نبض دیکھی جو بہت دھیمی چل رہی تھی عنقریب وہ دھیمی رفتار بھی بند ہو جاتی۔ اس سے پہلے مرتسم اسے بانہوں میں اٹھاتے بھاگا۔ باقی سب جو اسکی طرف آرہے تھے۔ اسکے پیچھے بھاگے ایمبولینس کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔

زین اپنی ٹیم کے ساتھ عارض کے پیچھے ہی تھا۔۔

عالم کے رہے سہے عصاب بھی مہر کو دیکھتے جواب دینے لگے۔۔۔

ہوسپٹل کے آگے گاڑی روکتے جلدی سے مہر کو باہر نکالا۔

سٹریچر لاؤ وہ چیخا تھا۔۔

سٹریچر پر مہر کو لٹاتے وہ ساتھ ساتھ خود بھاگ رہے تھے۔

مہر کا اک بازو نیچے لٹک رہا تھا۔ جو خون سے تر تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے بے جان ہو۔۔

اومائی گاڈ کیا ہوا انہیں ڈاکٹر اسکی حالت دیکھتے بولا۔ پھر اسکی نبض چیک کی۔

۔ آئی۔ سی۔ و۔ میں لے کے چلو انہیں۔

موو فاسٹ۔۔ آپ لوگ پلیز باہر رکیے۔ عالم کو روکتے وہ لوگ اسے آئی۔ سی۔ و۔ میں لے گئے۔۔

حسن صاحب بھی اسی ہوسپٹل تھے۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔

عالم۔۔ انوشے کی ماما اسکے پاس آئیں۔

کیا ہوا مہر کو۔ وہ ٹھیک ہے۔ عالم بولو نا کیا ہوا اسے۔ میں ایک بیٹی کا غم برداشت کر گئی۔ دوسری کا نہیں کر سکوں گی عالم ک وہ ٹھیک ہے۔ عالم کا بازو پکڑتے وہ سسک پڑیں۔ عالم نے ہونٹ بھینچتے انہیں خود سے لگایا۔

آنی وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اسے ٹھیک ہونا پڑے گا۔۔ اسے کچھ ہوا تو ابکی بار عالم بھی جی نہیں پائے گا۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

وجدان نے اچنبھے سے مرتسم کو دیکھا۔ جو دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ اسکی پوری شرٹ خون سے تر تھی۔ لیکن اسکی نظریں اپنے ہاتھوں پر تھیں۔ جن پر خون لگا تھا۔ لیکن اس لال رنگ میں ایک چیز چمک رہی تھی۔

وہ آدھے چاند تھے جو بلکل چھوٹے چھوٹے سے تھے۔ یہ بریسلیٹ مہر کے ہاتھ میں تھا۔ آخری بار جب مہر نے آنکھیں بند کیں۔ اسنے اپنا ہاتھ تھامے مرتسم کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔

وجدان جتنا حیران ہوتا وہ کم تھا۔

ٹھیک ہے ان لوگوں کو اس وقت انکی ضرورت تھی۔ مرتسم پہلے بھی کئی انجان لوگوں کی مدد ایسے کرتا تھا۔

لیکن وجدان کو آج اسکی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

آسکی آنکھیں سرخ تھیں۔ چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔ ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ یوں جیسے وہ کسی چیز پر ضبط کر رہا ہو۔۔

وجدان کو حیران کر دینے والی بات اسکی آنکھوں اور چہرے پر عیاں ہوتی تکلیف تھی۔۔ جیسے اس لڑکی کی تکلیف اسے ہو رہی تھی۔

لیکن وہ سر جھٹک گیا۔ فلحال یہ سب سوچنے کا وقت نہیں تھا۔

❤❤❤❤

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئے۔۔

ڈاکٹر میری بہن۔۔ سب سے پہلے عالم انکی طرف لپکا۔۔

دیکھئے آپکی بہن کا نروس بریک ڈاون ہوا ہے۔ انکو کسی بات کا گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ وہ پہلے ہی زخمی تھی۔ اور اب بھی انہیں کافی چوٹیں آئی ہیں۔

انکے سر پر گہری چوٹ آئی ہے۔ بلڈ کافی لوس ہو چکا ہے۔ آپ کہیں دے بلڈ کا انتظام کریں۔ انکا بلڈ کافی ریئر ہے۔ او نیگیٹو جو بمشکل ہی ملتا۔

جتنا چاہیئے لے لیں۔ ڈاکٹر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی مرتسم کی سنجیدہ آواز گونجی تھی۔۔

آپ کون۔۔

آپکو بلڈ چاہیئے۔ میرا ابھی او نیگیٹو ہے۔ ڈاکٹر کے پوچھنے پر وہ سرد لہجے میں بولا تو ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا جو مرتسم کو لے گئی۔

ڈاکٹر وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔ابراہیم صاحب نے پوچھا۔

فلحال ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ لوگ دعا کریں۔وہ پروفیشنل لہجے میں کہتے جاچکے تھے۔

مہر کے نروس بریک ڈاون کا سنتے۔عالم بینچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔ولی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔انوشے کی ماما پریئر روم میں تھیں۔

❤❤❤❤

بلڈ لگایا جا چکا تھا۔

مرتسم نے گردن موڑتے اسے دیکھا۔جسکے چہرے پر آکسیجن ماسک لگا تھا۔چہرہ پر زخموں کے نشان تھے۔سر پر پٹی تھی۔اور دونوں ہاتھوں میں ڈرپس لگی تھیں۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔اسنے ابھی تک اسکو زخموں میں ہی دیکھا تھا۔ابھی تک کلئیر لی اسکا چہرہ بھی نہیں دیکھا تھا۔

اتنی سی عمر میں کتنا درد برداشت کرچکی تھی یہ لڑکی۔کیا کچھ سہہ چکی تھی۔اگر اس دن وہ اور ولی وہاں نا پہنچتے تو شائید۔اسنے سوچتے لب بھینچے۔اور چہرہ موڑ لیا۔

مرتسم کے جسم سے قطرہ قطرہ خون مہر میں کے جسم میں داخل ہو رہا تھا۔

دو گھنٹے کے کڑے انتظار کے بعد ڈاکٹر پھر باہر آئے۔

ڈاکٹر وہ سب انکی طرف متوجہ ہوئے۔

جیسے کہ مینے پہلے بھی بتایا تھا آپکو کہ انہیں نروس بریک ڈاون ہوا ہے۔اس سے انکے دماغ پر گہرا اثر ہوا ہے۔دوسراا انکے سر پر بھی گہری چھوٹ لگی ہے۔
ہم کچھ نہیں کہ سکتے کہ وہ ہوش میں کب آئیں گی۔چوبیس گھنٹے میں اگر انہیں ہوش آجاتا ہے تو ٹھیک۔ورنہ وہ قوما میں بھی جاسکتی ہیں اور۔۔

اور انوشے کی ماما نے لرزتی آواز میں پوچھا۔
اور انکی جان بھی جاسکتی ہے۔۔
اگر انہیں ہوش آبھی جاتا ہے تو شاید انکی میمری بھی جاسکتی ہے۔
ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا۔
وہ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

حسن صاحب کی حالت اب خطرے سے باہر تھی وہ جب سے ہوش میں آئے تھے۔ مہر سے ملنے کی ضد کر رہے تھے۔ اس لیے ڈاکٹرز نے انہیں نیند کا انجیکشن دے دیا۔

ملتان سے سب کے بار بار فون آرہے تھے۔ لیکن کسی میں بھی اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔

❤❤❤

عالم نے تھکے قدموں سے باہر کا رخ کیا۔ ہوسپٹل کے گروانڈ میں آتے اسنے گہری سانس لی۔ اسکا دم گھٹ رہا تھا۔ بار بار لمبی سانسیں لیتا آنسو پی رہا تھا۔ جب کوئی راہ نا سوجی تو ہاسپٹل کے ساتھ بنی مسجد کی طرف قدم بڑھائے۔

وضو کرتے۔ اسنے دو نفل ادا کیے۔ دعا کے لیئے ہاتھ اٹھاتے اسکے آنسو ہچکیوں میں بدل گئے۔

"یا میرے مولا تو رحیم ہے تو کریم ہے پروردگارا تیری ذات سب سے عظیم ہے۔

میں تیرا گہنگار بندہ تیرے سامنے اپنے ہاتھ پیچھلائے بیٹھا ہوں۔

کسی اپنے کی زندگی کا طلبگار ہوں۔ پرودگارا میں شرمندہ ہوں میں اپنی بہنوں کی حفاظت نہیں کر پایا۔ مولا میرے گناہوں کی سزا میری بہن کو نا دے۔ میں ایک کو پہلے ہی کھو چکا ہو۔ دوسری کو نہیں

کھو سکتا۔بے شک یہ زندگی تیری امانت ہے۔لیکن اللہ اگر مہر کو کچھ ہوا تو میری سانسیں بھی کھینچ لینا۔میں یہ بوجھ برداشت نہیں کر پاوں گا۔

اللہ ہم پہ ہماری بساط سے بڑھ کر بوجھ نا ڈال ہم پر رحم کر وہی جو تیری افضل ترین صفت ہے۔ہم پر رحم کر ہمیں ہمارے حالات پر نا چھوڑ۔مہر کو زندگی بخش دے۔اسکی زندگی سے بہت ساری زندگیاں جوڑیں ہیں۔بے شک تو دلوں کے حال بہت جانتا ہے۔"

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

دعا کے آخر میں وہ سسک پڑا۔ کون کہتا ہے مرد روتے نہیں
آو دیکھے اس مرد کو جو اپنی بہن کی زندگی کے لیئے گڑگڑا رہا تھا۔ سسک رہا تھا اپنی بہن کی سانسوں کی بھیک مانگ رہا تھا۔
اس سے اسکا خون کا رشتہ نہیں تھا لیکن خدا نے رشتہ بنا ایسا دیا تھا کہ خون سے بھی بڑھ کر تھا۔

❤❤❤❤

پوری رات گزر گئی۔ عالم نے باقی سب کو زبردستی گھر بھیج دیا۔
اب وہاں صرف عالم ولی اور مرتسم تھے۔ لیکن کچھ دیر سے مرتسم بھی غائب تھا۔
ماہم اپیا اور ماما آج رات انوشے کی ماما کے پاس تھیں۔

صبح چار بجے کے قریب نرس بھاگتی ہوئی مہر کے کمرے سے نکلی۔ مرتسم جو ابھی آیا تھا۔ وہ چونکا۔ اسکے ساتھ ہی ولی اور عالم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں ڈاکٹر آتے دکھائی دیئے۔
ڈاکٹر کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔ لیکن وہ جواب دئے بغیر مہر کے روم میں داخل ہوئے۔

وہ بے چین سے باہر کھڑے ہوئے تھے۔آخر انکا انتظار ختم ہوا۔

ڈاکٹر کیا ہوا۔ولی نے ہمت کرتے پوچھا۔

آپکی پیشنٹ کو ہوش آگیا تھا وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔

الحمداللہ۔۔تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا۔

ہم اس سے مل سکتے ہیں۔عالم بے چینی سے بولا۔

ابھی نہیں۔انہیں پوری طرح ہوش نہیں آیا۔ابھی ہم انکے کچھ ٹیسٹ وغیرہ کریں گے کہ کہیں کوئی انٹرنل انجری تو نہیں۔پھر انہیں روم میں شفٹ کرنے کے بعد آپ مل سکتے ہیں۔انہوں نے پیشورانہ انداز میں کہا۔

❤❤❤❤❤

حسن بابا کو دوبارہ ہوش آیا تو عالم انسے ملنے گیا تھا۔۔

عالم میری بچیٔ۔عالم کو آتے دیکھ وہ ٹوٹے لہجے میں بولے۔

مہر ٹھیک ہے بابا۔ آپنے کیا حال کر لیا ہے اپنا۔وہ آپکو ایسے دیکھے گی تو کیا گزرے گی اس پر۔وہ خفگی سے بولتا انکے پاس بیٹھا۔

میری بیٹیاں لٹ گئ ہیں عالم۔میری عمر بھر کی ریاضت ضائع ہو گئ۔میں انکی حفاظت نہیں کر پایا۔ایک بدنصیب باپ ہوں۔ایک ایسا باپ جسنے اپنی بیٹی کا جنازہ اپنے ہاتھ سے اٹھایا ہے۔اور دوسری کو کھونے کے درپہ ہوں۔میں غم بھی نا کروں۔۔

بابا پلیز۔سنبھالنے خود کو آپ ایسے کریں گے تو ہم سب کو کیسے حوصلہ ملے گا۔وہ انکا ہاتھ پکڑ تا التجائیہ لہجے میں بولا۔ آپ ٹھیک ہو جائیں میں آپکو مہر کے پاس کے چلوں گا۔ لیکن پلیز آپ ٹینشن مت لیں سب ٹھیک ہے۔
جیسے تیسے انہیں عالم نے سنبھالا تھا۔

پورا دن گزر گیا۔عائشہ ماما لوگ جب پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔اور یہاں آنے جو انہیں پتہ چلا تو ایک بار پھر سے جیسے قیامت گزری تھی۔انوشے کے غم میں انہیں مہر کا ہوش نہیں رہا۔جب تھوڑا سنبھلی تو انہیں مہر کا ہوش آیا۔

مہر کہاں ہے۔۔انہوں نے انوشے کی ماما سے پوچھا۔۔

جب سے ہم آئیں ہیں مہر نظر نہیں آئی۔ ہمیں بتائیں مہر کہاں ہے۔۔رمل رندھے لہجے میں بولی تھی۔

مرے ہوئے لوگ نظر نہیں آیا کرتے رمل بچے۔عالم کے سہارے اندر آتے حسن صاحب بے تاثر لہجے میں بولے تھے۔

کیا مطلب۔کیا کہہ رہے ہیں آپ۔عائشہ ماما لڑکھڑاتے لہجے میں بولیں۔باقی سب نے بھی حیرانگی سے انہیں دیکھا۔
ٹھیک کہہ رہا ہوں عائشہ مہراب تمہیں کبھی نظر نہیں آئے گی۔
کیونکہ مرے ہوئے لوگ واپس نہیں اتے۔

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

یہی کہ مہر مر چکی ہے۔ تم نے دیر کر دی عائیشہ۔

انکے لہجے میں ایسا غم تھا کہ ہر کوئ کانپ گیا۔

آغا جان نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

کل شام مہر کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے اسے ہوسپٹل لے کر گئے تھے۔ لیکن راستے میں ہی بھانک ایکسیڈینٹ ہوا۔ مہر کہاں گئ کسی کو پتہ نہیں چلا۔ ہم لوگ کل سے ڈھونڈھ رہے ہیں۔ کل شام سے دوسری رات ہو گئ۔ نا اسنے ملنا تھا نا وہ ملی۔ ہمیں تو اسکی لاش بھی نہیں ملی۔

پولیس یونیفارم میں اند آتی دانین کی سپاٹ آواز گونجی تھی۔۔

عائشہ ماما زمین پر گر کر ڈھاڑے مار مار کر رونے لگیں۔

ایک بار پھر سے ماتم بچھا تھا۔

باقی سب خاموش کھڑے تھے۔ حسن صاحب نے سب کو چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

رمل روتے ہوئے بہت مشکل سے عائشہ ماما کو سہارا دیے ہوئے تھی۔

بڑی ماما کو ماہم نے سنبھالا۔

میں کتنی بدنصیب ماں ہو۔جو اپنی بچی کا آخری دیدا بھی نا کر سکی۔کاش اے کاش مینے اسے خود سے دور نا جانے دیا ہوتا۔پانچ سال سے میں اپنی اولاد کے غم میں ترس رہی تھی اس کے لیئے اور آج وہ اس دنیا سے چلی گئ۔اپنی ماں سے ملے بغیر۔وہ تڑپ رہی تھیں۔

حسن مجھے میری بچی کے پاس لے چلیں مجھے اسکے پاس لے چلیں۔میں اس سے معافی مانگو لو گی۔میں اسکے ہاتھ جوڑلوں گی وہ واپس آجائے۔اپنی ماں کو ایک آخر بار تو گلے لگا جائے۔وہ فریاد کر رہیں تھیں لیکن انکی فریاد رائیگاں گئ۔

❖❖❖❖❖

آپنے ایسا کیوں کیا حسن بھائ۔ایک ماں سے اسکی بیٹی کسی جھوٹی موت کا دعوا آپ نے عائشہ کی حالت نہیں دیکھی۔۔

انوشے کی ماما حسن بابا سے بولیں۔۔وہ لوگ اس وقت دوسرے کمرے میں تھے۔جہاں انکے ساتھ عالم۔ولی دانین اور انوشے کے والد بھی تھے۔

بھابھی جس حالت میں اپنی بچی کی دیکھ کر آیا ہوں مجھے یہی بہتر لگا۔روز روز مرنے سے اچھا عائشہ ایک ہی بار مر جائے۔

میں اپکے ہاتھ جوڑتا ہوں۔اسے مت بتائے گا۔مہر کی حالت دیکھتے وہ زندہ نہیں رہ پائے۔اسکی موت کا غم تو وہ جیسے تیسے سہہ ہی لے گی۔وہ رو پڑے تھے۔

حسن ٹھیک کہہ رہا تھا۔جو اسنے کیا وہ سہی کیا۔

ابراہیم صاحب انکی حمایت میں بولے۔

کیا ہوا ہے مہر کو۔وہ تو ٹھیک تھی نا خطرے سے باہر تو پھر آپ لوگ۔وہ سوالیہ لہجے میں بولیں۔

تو عالم اور ولی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔انکی آنکھوں کے سامنے ہوسپٹل کا منظر گھوم گیا۔

❤❤❤❤❤

شام تک مہر پوری طرح ہوش میں آ چکی تھی۔۔

اسنے آنکھیں کھولیں۔لیکن کھل نہیں پائیں۔ٹھہر کر اسنے جھپکیں۔پھر کھولیں۔پانچ منٹ تک وہ آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہوئی۔

اسکی دھندلی نظر سامنے کھڑے نفوس پر تھی۔ آہستہ آہستہ وہ منظر صاف ہوتا گیا۔وہ دو مرد تھے۔

مہر کے ذہن بیدار ہوا آہستہ آہستہ سمجھنے کی کوشش کی۔ پھر وہی منظر گھوم گیا جب انوشے اور وہ چلا رہی تھیں اور عارض اکیلا ان دونوں پر بھاری تھا۔ اور پھر انوشے کے ساتھ کیا کیا۔۔

وہ سوچ میں محو تھی کہ اسنے ان دونوں مردوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

پہلے اسکی آنکھیں بے تاثر تھیں۔ پھر الجھنے لگیں۔ پھر ان میں ڈر کا تاثر آیا۔ پھر خوف اور وحشت اور اسکے منہ سے دل خراش چیخ نکلی۔

ڈاکٹر نے اسکی نبض چیک کرنے کے لیئے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا وہ اچھل پڑی۔ ہاتھ میں لگی ڈرپس خود ہی اتر گییں۔ وہاں سے خون نکلنے لگا۔

کمزوری کے باعث اس سے اٹھا نہیں گیا۔ لیکن پھر بھی ہمت کرتی وہ بیڈ سے اٹھ پڑی۔

عالم۔ اور ڈاکٹر نے حیرت سے اسکا ریئکشن دیکھا۔

مہر۔۔ عالم آگے بڑھا۔ وہ چیخ پڑی۔

نہیں۔ آگے مت آو۔ نہیں چھونا مت مجھے۔ ہاتھ مت لگاو۔

عالم کو جھٹکا لگا۔ اسنے ڈاکٹر کو دیکھا۔ جو خود حیران تھا۔

مہر میری بات سنو۔عالم آگے بڑھا۔

نہیں پیچھے۔۔ پیچھے رہو۔وہ چیزیں پھینکتی۔پیچھے کھسکنے لگی۔لیکن لڑکھڑا کر گر پڑی۔

مہر۔۔عالم پھر آگے بڑھا۔جھک کر اسے اٹھانے لگا لیکن مہر نے پورے زور سے اسے جھٹکا۔
اسکی نظر اندر داخل ہوتے مرتسم پر گئی۔وہ عالم کو دھکیلتی گرتی پڑتی اٹھی۔اور جھپاک سے مرتسم کے سینے سے آلگی۔۔
مرتسم لڑکھڑایا۔اسکا دل رک کر دھڑکا تھا۔
دروازے پر کھڑے حسن بابا اور ولی نے بھی حیرت سے یہ منظر دیکھا۔
وہ۔وہ آگیا۔۔وہ پھر سے آگیا۔م۔مجھے چھ۔پالیں۔وہ آگیا۔بچ۔ا۔لیں۔انو۔کو بھی۔وہ پھر سے۔آ گیا۔

اسکے الفاظ پر ہر کسی کو جھٹکا لگا۔
عالم تو ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا جو اسکے اور ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتی بول رہی تھی۔
وہ مرتسم کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچے اسے خود سے علیحدہ کرنا چاہا۔لیکن وہ سختی سے اسکی شرٹ جکڑ گئی۔

نو۔پلیز۔وہ آجائے گا۔وہ آگیا۔بچائیں۔

بڑبڑاتے وہ حوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی۔اسکی گرفت مرتسم کے گرد چھوٹ گئی۔اس سے پہلے کہ وہ گرتی مرتسم نے اسکے گرد بازو کا حصار بناتے اسے تھام لیا۔وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے بازوں میں جھول گئی۔۔

حال:

ڈونٹ وری آپکی وائف بلکل ٹھیک ہیں بس خوف سے بے ہوش ہو گئی ہیں۔

ڈاکٹر نے زرنور کا چیک اپ کرتے کہا۔

وہ اسے سیدھا ہوسپٹل لایا تھا۔

یہ ہوش میں آجائیں تو آپ انھیں گھر لے جاسکتے۔پیشہ وارانہ انداز میں کہتی وہ جاچکی تھیں۔

غازی نے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

تھوڑی ہی دیر تک اسکی ڈرپ ختم ہوتے وہ اسے گھر لے آیا۔وہ دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔غاز نے جھک اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹایا۔اس پر بلینکٹ ٹھیک کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ایک نظر زرنور کو دیکھتے کھڑکی کے پاس جاتے سگریٹ لگائی۔وہ زرنور کو دیکھتا گہری سوچ میں تھا۔

جانتا تھا نکاح کے وقت زرنور اپنے حوش میں نہیں تھی۔اس لیے اسکا نام نوٹ نہیں کر پائی۔اسنے بھی اسکی بتانے کی کوشش نہیں کی۔زرنور نے احمر سے شہنشاہ سنا تھا۔اور باقی سب اسے غازی بلاتے تھے۔اس لیے اسے لگا یہی اسکا اصلی نام ہے۔لیکن وہ صرف غازی کو جان پائی تھی۔

شہنشاہ کا سامنا اسنے آج کیا تھا۔۔اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔زرنور کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی بھی طرح کا خوف اپنے اندر پالے۔شہنشاہ کا یہ روپ غلط وقت پر اسے سامنے کھلا تھا۔لیکن وہ کیا کرتا خود پر کنٹرول نہیں رکھ پایا۔
زرنور کو کسمساتے دیکھ اسنے ایش ٹرے میں سگریٹ مسل دی۔
اسنے کسمساتے آنکھیں کھولیں۔نظروں کے سامنے غاز کو دیکھتے وہ مسکرائی۔لیکن تبھی اسکے سامنے تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ گھومنے لگا۔اسکا رنگ تیزی سے سفید پڑا۔

غازی نے بغور اسکے بدلتے تاثرات دیکھے اور اسکی جانب قدم بڑھائے۔زرنور اسے اپنی طرف آتا دیکھ ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری اس سے پہلے کہ وہ باہر جاتی غاز اسے قابو کر چکا تھا۔۔

چھوڑیں۔وہ دباسا غرائی۔

پیچھے ہوں۔۔زرنور نے اسے دھکا دیا۔۔ہاتھ مت لگائیں مجھے خونی ہیں آپ۔۔

ک۔کیسے ان لڑکوں کا مار دیا۔اسکا لہجہ لڑکھڑایا۔

غاز نے ہونٹ بھینچھے۔۔

زرجان۔میری بات سنو۔۔قدم آگے بڑھاتا بولا۔وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔۔

ن۔نہیں۔آپ غ۔غاز نہیں ہیں۔آپ شہنشاہ ہیں۔قاتل۔۔وہ خوف سے بولی۔اسنے وہاں ایک آدمی کو کہتے سنا تھا۔جو غاز کو شہنشا کہ رہا تھا۔۔

"شہنشاہ کے غصے کو ہوا دے کر اپنی شامت بلوائی ہے۔"

غازی نے اسے گھورا جو اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر خوف سے پیچھے کھسک رہی تھی۔وہ اسے غصہ دلا رہی تھی۔

غازی نے ایک ہی جھٹکے سے اسے کھینچتے خود میں بھینچا۔۔

زرنور نے سخت مزاحمت کی لیکن اسکی گرفت سے نکل نا پائی۔ تھک کر اسی کے سینے میں منہ دیے رونے لگی۔

شش۔ زرجان سب ٹھیک ہے۔ غاز آہستہ آہستہ اسکے بال سہلانے لگا۔

ایسے ہی اسکے گرد گرفت مضبوط کرتے وہ پیچھے بیڈ پہ لیٹنے کے انداز میں بیٹھا۔ زرنور نے سہم کر اسکی شرٹ دبوچی۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے زرنور کی گرفت اپنے گرد ہلکی ہوتی محسوس ہوئی اسنے سر جھکا کر اسے دیکھا جو نیند میں جا رہی تھی۔ وہ اسکے پاس آکر ہمیشہ پر سکون ہو جاتی تھی اس لیے اب بھی سب بھلائے سکون سے نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔ وہ دھیرے سے مسکرایا۔ اسے ٹھیک سے بیڈ پر لٹاتے وہ سٹڈی میں آیا۔ اسے کچھ امپورٹنٹ کام نپٹانے تھے۔

❤❤❤❤

اسنے کسمسا کر کروٹ بدلی۔ لیکن اچانک سے سر میں اٹھتی تکلیف سے کراہ اٹھی۔

اُفف اسنے پٹی بندھے سر کو تھاما۔ درد آہستہ آہستہ زائل ہونے لگا جو اچانک اسکے کروٹ بدلنے پر اٹھا تھا۔

اسنے نظریں گھمائیں۔

افف وہ مرتسم کے پاس ہی سو گئ تھی۔

وہ اسکے نکاح میں ہونے کے باوجود اس سے ایک فاصلہ بنا کر رکھتی۔ بلکہ مرتسم خود ہی احتیاط کرتا تھا۔
کہ ابھی رخصتی نہیں ہوئ تھی۔
لیکن کچھ دنوں سے ان دونوں میں کچھ زیادہ ہی نزدیکیاں بڑھ گئیں تھیں۔
گہری سانس لیتے باہر سے ارسل اور آیت کی آواز سنتی وہ باہر جانے کے لیئے بے چین ہوئی۔
لیکن پاوں میں لگی چوٹ سے منہ بنا گئ۔
آہستہ سے اٹھتی وہ فریش ہو آئ۔ اس سے پہلے کہ باہر کی طرف بڑھتی وہ لوگ خود ہی آ گئے۔
یہ کیا کر رہی ہے تو۔
ارسل جو آیت سے شرط لگا تا پہلے بھاگ کر آیا تھا۔ اسے جلدی سے سہارا دیتے گھورا۔
ٹک کے بیٹھنے میں تو تجھے تکلیف ہوتی اسے بیڈ پر بٹھاتے ڈانٹا۔
عینا نے منہ بناتے اسے دیکھا۔
لیکن اندر آتی آیت کو دیکھ اسکا چہرہ کھل اٹھا۔ آیت پریشانی سے اسکی طرف بڑھی۔
یہ کیا حال کر لیا ہے۔ روز نئ نئ چوٹیں لگواتی رہتی ہے۔۔ اسکا ہاتھ تھامتے خفگی سے اسے دیکھا۔
ہاں اسے ویسے سکون نہیں ملتا ناخود کو سہی دیکھ کے۔

ارسل نے اپنا حصہ ڈالا۔

آپ چپ رہیں ارسل ایک تو پہلے ہی اسے چوٹ لگی ہے اوپر سے آپ۔ آیت نے الٹا اسے لتاڑا۔

ارسل نے منہ کھولتے اسے دیکھا۔عینا کھکھلا کر ہس پڑی۔

اندر آتے مرتسم نے اسکی کھکھلاہٹ کو دل میں اترتا محسوس کیا۔وہ ہولے سے مسکرا دیا۔

❤❤❤❤❤

کہاں سے آرہی ہو۔۔وقت دیکھا ہے تم نے۔۔

دانین نے بے زاری سے انہیں دیکھا۔

آپکو کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔میں جس وقت مرضی آوں۔وہ نخوت سے بولی۔۔

دانین تمیز بھول گئ ہو تم۔جتنا تم سے نرمی سے پیش آرہے ہیں تم اتنا ہی سر چڑھتی جا رہی ہو۔اسکی ماما سختی سے بولیں۔

واہ آپکو اب خیال آرہا کے میں بدتمیز ہو گئ ہوں۔تب کیوں نہیں خیال آیا جب میں رات رات بھر ڈر سے سسکتی تھی لیکن آپ کو اپنی پارٹیز سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی۔وہ غصے سے غرائ۔

دانین بس کرو ایک غلطی کی سزا کتنی بڑی دو گی۔اسکے بابا باہر آتے نرمی سے بولی۔

وہ تنزیہ مسکرائی۔ آپکو تو ویسے بھی کبھی اپنی بیگم کی غلطی نظر نہیں آتی۔ آپکو کیا کہوں۔ جو شخص اپنی دس دن کی بیٹی کی قاتل کو معاف کر سکتا ہے اس سے کیا توقع کروں میں۔ وہ افسوس بھرے لہجے میں بولی۔ ایک نظر دونوں پر ڈالتی واپس چلی گئ۔

دانین اسکے بابا نے آوازیں دیں لیکن وہ رکی نہیں۔

دیکھا آپنے وہ ابھی تک مجھے ہی قصوروار سمجھتی وہ مجھے معاف نہیں کر پائی میری ایک غلطی نے مجھ سے میری اولاد کو کتنا دور کر دیا۔ وہ روتے ہوئے بولیں۔

ماضی:

نیلم دانین کی ماما وہ بہت سوشل تھیں۔ انہیں پارٹیز وغیرہ بہت پسند تھیں دانین کی پیدائیش کے بعد انہوں نے کچھ دیر کے لیئے وہ سب ترک کر دیا۔ لیکن جب دانین چھ سال کی تھی وہ اسکے کیئر ٹیکر کے حوالے کرتے چلی جاتیں۔ پیچھے وہ ڈر ڈر پر سسکتی رہتی۔ دانیال صاحب نیلم کو کچھ بھی کہتے وہ لڑ جھگڑ کر ناراض ہو جاتیں اس لیے انہوں نے خود اپنی راتیں دانین کی نظر کر دیں۔

انہیں کچھ دنوں بعد پتا چلا وہ پھر سے امید سے ہیں۔ نیلم کو بچہ نہیں چاہیئے تھا۔ کہ انکی آزادی بند ہو جاتی۔ لیکن دانیال دانین کے والد وہ بہت خوش تھے چھ سال بعد پھر سے انہیں یہ خوشخبری ملی تھی۔

نیلم بیگم نے خود کو گھر میں قید نہیں ہونے دیا وہ دانیال سے لڑ جھگڑ کر اپنی روٹین پر قائم تھیں۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا۔اپنی حالت کے سبب وہ گھر میں ہی رہنے لگیں۔ لیکن وہ بور ہونے لگیں انہیں عادت سی ہو گئ تھی۔وہ سگریٹ کی عادی بھی ہونے لگی تھیں۔اس لیے انہوں نے گھر میں چھپ چھپ کر سگریٹ پینا شروع کر دی۔ ایک دو بار چھپ کر ڈرنک بھی کی۔

لیکن برا ہوا اس دن جب وہ سگریٹ کی طلب میں آدھی رات کو تیز تیز سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ تیزی میں انکا پاوں رپٹا وہ اندوھے منہ نیچے گرتیں اس سے پہلے دانین نے انہیں پکڑ لیا۔۔وہ گرنے سے بچ گئیں لیکن انہیں شدید درد اٹھا تھا۔ انکی دل خراش چیخوں پر دانیال بھاگتے نیچے آئے۔

وہ جلدی سے اسے ہوسپٹل لے گئے صد شکر کے بچے کو کچھ بھی نہیں ہوا۔انہیں اللہ نے ایک بار پھر رحمت سے نوازا تھا۔

دانین بہت خوش تھی۔ اسنے اسکا نام عینا رکھا تھا۔وہ روز ہوسپٹل آتی تھی اپنے بابا کے ساتھ۔ راضوانہ بیگم اسکی پھوپھو نے سب سنبھالا ہوا تھا۔ لیکن پھر اچانک انکی وہ ننھی سی گڑیا۔جو دس دن کی تھی۔ ابھی سہی سے آنکھیں بھی نہیں کھولیں تھی وہ ہمیشہ کے لیئے آنکھیں موند گئ۔

آپکی وائف نے پریگننسی میں سگریٹ کا بہت زیادہ استعمال کیا۔اور ڈرنک بھی۔اس لیے بچی پر بڑا اثر پڑا تھا۔اسکے پھیپھڑے پیٹ کے اندر ہی خراب ہونا شروع ہو چکے تھے۔اس لیے وہ زندہ نہیں رہ سکی۔دانیال جھکے کندھوں سے سنتے رہے اس بات سے بے خبر اپنی پھوپھو سے زبردستی ہاتھ چھڑواتی دانین انکے پیچھے بھاگی تھی۔لیکن وہ دروازے پر ہی رک گئ۔جب ڈاکٹر نے بولا۔

--Baby is no more

اسکے چھوٹے سے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئ کہ اسکی ماں نے اسکی بہن کو مار دیا۔کیونکہ وہ انہیں سموکینگ کرتے دیکھ چکی تھی۔

وہ خاموشی سے پلٹ گئ۔

نیلم نے رو رو کر ہاتھ جوڑتے انسے معافی مانگی تھی وہ محبت کے آگے مجبور ہوتے انہیں معاف کر گئے۔لیکن دانین انسے بہت دور ہوتی چلی گئ۔وہ اپنی پھوپھو کے پاس چلی گئ تھی۔

حال:

ہاتھوں پہ گرتے آنسو سے وہ ماضی سے لوٹی۔اسے آج بھی وہ ننھا سا لمس نہیں بھولتا تھا۔اس لیے تو عینا پر جان چھڑکتی تھی۔اسے عینا نے اپنی وہ ننھی سی گڑیا دکھتی تھی۔

بے دردی سے آنسو رگڑتے اسنے چہرہ اٹھایا تو دھک سے رہ گئ۔ایک پل کے لیئے گھبرائ لیکن پھر چہرے کے تاثرات نارمل کر گئ۔

زین نے گہری نظروں سے اسکا رویا رویا چہرہ دیکھا۔۔اسے دانیال صاحب نے فون کیا تھا۔وہ جانتا تھا وہ یہیں ہو گی۔پر سکون سی کھلی فضا میں۔

رو کیوں رہی تھی۔اسکی طرف قدم بڑھاتے نرمی سے بولا۔

دانین نے اسے گھورا۔جہاں میں ہوں وہاں تمہارا ہونا ضروری ہوتا ہے۔وہ چڑ کر بولی۔وہ اس وقت تنہائ چاہتی تھی۔۔

مینے پوچھا کیوں رو رہی تھی۔اسکے قریب رکتے پھر پوچھا۔

تم سے مطلب اسے گھورتے وہ وہاں سے جانے لگی۔

لیکن زین نے اسکی کلائ پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔وہ اسکے سینے سے آلگی۔

زین۔وہ چیخی۔یہ کیا بدتمیزی ہے۔پیچھے ہٹو بھولو مت۔میں کون ہوں۔وہ سختی سے بولی۔چاہ کر بھی خود کو اسکی چٹانیں گرفت سے آزاد نا کروا پائی۔

اسے کوشش کرتے دیکھ وہ دھیرے سے مسکرایا۔

ہو گی تم پولیس والی ۔لیکن میرے لیے تو میری نازک سی نین ہو۔اسکے گرد گرفت مضبوط کرتا وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔

زین۔وہ گھبرا گئ۔اسکی گرم سانسوں سے اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا۔

مجھے تکلیف ہوتی ہے جب تم مجھ سے اپنی تکلیف چھا کر اندر ہی اندر سسکتی ہو۔زین نے نرمی سے جھکتے اسکی ناک پر لب رکھتے۔اسے آزاد کیا۔

وہ ساکت رہ گئ۔

آو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔

اسکا بازو تھامتے بولا۔وہ چپ چاپ اسکے ساتھ چل دی۔

اسکے لمس سے اسکی کلائی اور چہرہ جل رہا تھا۔

دانین کے گھر کے باہر گاڑی روکتے اسنے اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔وہ تیزی سے اسکی ناک ہر مکا جھڑتی یہ جاوہ جا۔

آئیندہ اپنی حد میں رہنا۔وہ اند جاتے غرائی تھی۔

زین پہلے تو ہقابقارہ گیا پھر اسکی گھبراہٹ محسوس کرتے مسکرا اٹھا۔

❤❤❤❤❤

ماضی:

مرتسم جو اسکے لمس سے ساکت ہوا تھا۔اسکے یوں بے جان گڑیا کی طرح جھول جانے پر ہوش میں آیا جیسے۔بے ساختہ ہی اپنے بازوؤں کا مضبوط حصار اسکے گرد باندھ گیا۔

ہوش میں آتے عالم اسکی طرف لپکا۔اسے اپنی پر شفقت آغوش میں سمیٹتے احتیاط سے بیڈ پر لٹایا۔

❤❤❤❤❤

وہ ساکت نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھ رہے تھے۔جو مہر کا چیک اپ کر رہے تھے۔۔

انہیں اشارہ کرتے ڈاکٹر نے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔

آپ لوگ ریلیکس رہیں۔ایسے حادثات کے بعد پیشینٹس اکثر پینیک کر جاتے ہیں۔یہ کوئ اتنی بڑی بات نہیں۔وہ دل میں ائے اپنے خدشے کی نفی کرتے بولے تھے۔
باقی مہر کے ہوش میں آنے کے بعد ہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔۔
وہ لوگ خاموشی سے سنتے رہے۔۔

دو گھنٹے بعد اسے دوبارہ ہوش آیا تھا۔
عالم جو اسکے پاس ہی بیٹھا تھا اسے دیکھتے وہ چیخنا چلانا شروع ہو گئی تھی۔وہ شدید پینیک کر رہی تھی۔اسکے زخم جو ابھی تازہ تھے وہ اڈھیر ہو گئے۔۔

عالم نے اسے سنبھالنا چاہا لیکن وہ شدید پینک کرتی اسکے بازوں سے پھسل گئ۔وہ خود کو نوچنے کی کوشش کر رہی تھی۔
لبوں پر مستقل یہی جملے تھے۔۔

نہیں پلیز چھوڑ دو۔ میرے پاس مت او۔ انوشے کو بچاؤ۔ وہ آگیا ہے وہ مار دے گا۔۔۔

اسکے یہ الفاظ عالم کا دل چیر رہے تھے۔

مرتسم جو باہر ہی تھا۔ جانے کیوں وہ خود پر ضبط کر رہا تھا۔ لیکن اسکا ضبط جاتا رہا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر اندر کی طرف بھاگا۔

مہر جو عالم سے چھپتی دیوار میں گھسی جا رہی تھی۔۔

اسنے آہٹ نظریں پھیریں۔ وہ ساکت ہو گئ۔ پھر جانے اسے کیا ہوا ایک ہی جست میں اسکی طرف بھاگی۔

اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل گرتی مرتسم نے تیزی سے آگے بڑھتے اسے تھام لیا۔

وہ سختی سے اسکا بازو تھامتی اسکے پیچھے چھپ گئ۔

ڈاکٹرز۔ عالم۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ آگیا۔ وہ پھر آگیا۔ اسکے پشت پر چھپی وہ بڑبڑائ۔ مرتسم نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔

مہر۔۔عالم اسکی طرف لپکا۔

نہیں نہیں پلیز۔۔وہ چیخی۔اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔وہ مرتسم کی پشت کو مضبوطی سے تھام گئی۔۔

مہر میں ہوں۔عالم۔عالی تیرا بھائی۔مجھ سے کیوں چھپ رہی ہو۔وہ صدماتی کیفیت میں چیخا تھا۔

عالی وہ بڑبڑائی۔ذہن جیسے بیدار ہوا تھا۔۔لیکن اس بیدار ذہن پر انوشے کی چیخیں بھاری پڑ گئیں۔
وہ جو لمحے کے لیے ساکت ہوئی تھی۔پھر سے چیخ اٹھی۔لیکن اس بار سب کو جھٹکا دینے والی بات اسکا اکھڑتا سانس تھا۔
وہ تیزی سے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔جیسے اسے استھما ہو۔مرتسم نے احتیاط سے اسے تھاما۔

مہر۔حسن بابا سے برداشت نا ہوا تو وہ چیخ کر اسکی طرف بڑھے۔
جو سینے پر ہاتھ رکھتی دوہری ہوئی تھی۔
اسنے مرتسم کا ایک بازو سختی سے تھام رکھا تھا۔جس سے وہ بھی اسکے ساتھ زمین بوس ہوا۔

ریلیکس۔۔ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے چپ کروانا چاہا۔

لیکن وہ تکلیف کی شدت سے آنکھیں موند گئ۔۔۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بہن کو۔ مہر کے پھر سے بے ہوش ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد انکے سامنے بیٹھتے عالم سنجیدگی سے بولا۔

ولی نے حسن بابا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے حوصلہ دیا۔

ڈاکٹر نے ایک نظر مرتسم کو دیکھا۔وہ مرتسم کے جاننے والوں میں سے تھے۔انہیں مہر کی ساری ہسٹری بتادی گئ تھی۔

مرتسم نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ شاید سمجھ گیا تھا۔ کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

میں جو کہنے جارہا ہوں۔ تحمل سے میری بات سنیئے گا۔ڈاکٹر نے سنجیدگی سے بولنا شروع کیا۔

آپکی بیٹی مہرماہ وہ اس وقت ایک زہنی کنڈیشن سے گزر رہی ہیں۔ انکا زہن کام نہیں کر پارہا۔وہ ابھی تک اس لمحے سے نکل نہیں پارہی۔

انشورٹ وہ انوشے کی موت کو ایکسیپٹ نہیں کر پا رہی۔ اور جس طریقے سے اسکی موت ہوئی ہے۔ وہ یہ سب برداشت نہیں کر پا رہی۔۔

اس سے اسکے زہن پر گہرا اثر پڑا ہے۔ وہ ابھی تک اسی جگہ اٹکی ہے جہاں انکی دوست کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ اور اس لمحے میں انہیں بچانے والے مرتسم اور ولی تھے۔

اور پھر ابھی دوبارہ سے بھی جو حادثہ ہوا ہے اسنے اس بار بھی آنکھیں بند کرنے سے پہلے مرتسم کا چہرہ دیکھا تھا۔۔ اس لیے اسکے زہن میں یہ چہرہ بیٹھ گیا ہے۔ وہ صرف مرتسم کو ہی پہچان پا رہی ہے۔ وہ اسے اپنا محافظ سمجھ رہی ہے۔

وہ ہم سب سے ڈر رہی ہے۔ کیونکہ ایسے حادثات کے بعد پیشینٹس اکثر پینک کرنے لگتے ہیں۔ خود کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس لیے میرا مشورہ یہی ہے فلحال آپ لوگ اس کے سامنے آنے سے گریز کریں۔ کچھ وقت لگے گا لیکن وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔

انکے چپ ہونے پر وہاں موت سا سناٹا چھا گیا۔

وہ سب بے یقینی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

اور سینے میں جو درد اٹھا تھا وہ۔ تھوڑی دیر بعد ولی کی سنجیدہ آواز گونجی۔

ڈاکٹر رحمان نے گہرا سانس لیا۔

بہت زیادہ سٹریس۔۔ ٹینشن۔پینک اٹیکز یہ سب مہر کے ہارٹ پر اثر کر رہا ہے۔ مسلسل پریشانی کی وجہ سے دل کے مسلسل میں کھچاؤ آیا تھا۔اس لیے انہیں سینے میں درد اٹھا۔

اور اس لیے سانس لینے میں بھی پرابلم ہوئی۔

ڈاکٹر رکا اور پھر کھنکھارا۔

اور اب کبھی بھی پریشانی۔ سٹریس یا زیادہ رونے کی وجہ سے ہمیشہ سانس کا مسلہ بنا کرے گا مہر کو۔

اور دھماکہ تھا جو انکے سر پر کیا گیا تھا۔اب اور کون کون سی قیامتیں تھیں جو ٹوٹنی تھیں۔

حسن صاحب ایسے تھے جیسے انکا سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔کندھے بھی جھکے ہوئے تھے۔

عالم تو بس چپ سا نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔

مرتسم کو شدید بے چینی ہو رہی تھی۔وہ ہونٹ بھینچتے باہر کی طرف قدم بڑھایا۔دل پر بوجھ بڑھنے لگا تھا۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

حال:

ایک ہفتہ ہونے کو تھا۔عینا کے زخم اب بہت حد تک بہتر تھے۔بینڈیج بھی اتر چکی تھی۔چوٹ اتنی گہری نہیں تھی۔

نوشین جسنے عینا کے آنے سے پہلے اسکا نمبر لے لیا تھا۔وہ بھی اس سے رابطے میں تھی۔ جبکہ عینا اس بات سے انجان کے جس کی وہ تلاش میں تھی وہ اس کے بہت قریبی سے تعلقات بڑھا رہی ہے نوشین سے بات کرتی۔

یہ ہفتہ کسی اور کو تو نہیں لیکن عینا کو ضرور پتہ چلا تھا کہ کیسے گزرا۔ کسی نے بھی اسے بیڈ سے پاؤں تک نیچے نہیں رکھنے دیا۔۔ مرتسم خود اسے وقت پر میڈیسنز دیتا۔

اسکی بینڈیج چینج کرتا تھا۔ناشتہ تو وہ پہلے بھی اسے خود ہی کرواتا تھا۔کیونکہ وہ ناشتے کے معاملے میں ٹال
مٹول کر جاتی تھی۔ لیکن مرتسم کے ہاتھ سے نہیں بچتی۔۔

شاہ بس بھی کریں اب۔۔وہ بیزاری سے بولی۔
مرتسم جو اسکی میڈیسنز چیک کر رہا تھا کہ اسنے ساری کھائیں ہیں چونک کر اسے دیکھا۔
مینے ساری میڈیسنز لی ہیں۔وہ خفگی سے بولی۔تو وہ مسکرا دیا۔

اب تو جا سکتی ہوں نا باہر۔وہ بے چینی سے بولی۔ایک ہفتے سے کمرے میں رہنا اسے عذاب سے کم نہیں لگا تھا۔

مرتسم نے اثبات میں سر ہلاتے اسکا ہاتھ پکڑا اور احتیاط سے اسے نیچے لایا۔کہ پاؤں پر جو زخم تھا وہ زیادہ گہرا ہونے کی وجہ سے ابھی سہی سے ٹھیک نہیں ہوا تھا۔اس لیے چلنے میں ابھی احتیاط کرتی تھی۔

نیچے سب کو دیکھ وہ خوش ہو گئ۔

کیسا ہے میرا بچہ۔وجدان نے اسے اپنے پاس بیٹھاتے پوچھا۔

بلکل ٹھیک وہ مسکراتے بولی۔

تبھی حاشر بھاگ کر اس سے لپٹ گیا۔

جب سے اسے چوٹ لگی تھی بچوں کو اس کے پاس کم ہی جانے دیتے تھے کہ بچے ہیں کہیں زخم پر ہاتھ نا مار دیں۔

بچے عینا سے کافی اٹیچ تھے۔اس لیے اس کے بغیر مشکل سے ہی رہتے تھے۔۔

اپھو آپکی چوٹ کیسی ہے اب۔۔وہ معصومیت اور فکرمندی سے اسے دیکھتا بولا۔

اپھو کی جان۔اپھو اب بلکل ٹھیک ہیں۔۔وہ اسکا گال چومتے بولی۔

ابھی وہ کچھ کہتا کہ باہر سے اتے عادی نے اسے اٹھاتے اسکے گال چومے تو اسے گھور کر اسے دیکھتے اپنے گال رگڑے۔۔۔

عادی چاچو آپ میرے چیکس پر کس نا کیا کرو۔۔وہ بولا تو سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیوں جی کیوں نا کیا کروں۔عادی نے پھر سے اسکا گال چوما۔۔

حاشر نے اسے گھورتے پھر سے اپنے گال رگڑے۔۔

کیونکہ بوائیز کو کس صرف انکی برائیڈز کر سکتی ہیں۔وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے بولا۔

سب کو جھٹکا لگا تھا۔عادی نے منہ کھولتے اسے دیکھا۔۔

ماہین بھابھی نے ادھر ادھر دیکھا شکر کیا کہ ماما لوگ نہیں تھیں۔پھر دانت پیستے اپنے سپوت کو دیکھا۔

اور آپ سے یہ کسنے کہا۔۔عینا مسکراہٹ دباتی بولی۔۔

مجھے خود پتا ہے۔۔وہ سر ہلاتا بولا۔۔

او میرے ننھے منے ڈاٹ.کام۔تم کہاں سے بوائے ہو۔ابھی زمین سے تو نکلے نہیں ہو۔

عادی اسے پھر سے اٹھاتا بولا جو اسکی گرفت سے نکل کر عینا کی طرف بھاگا تھا۔۔

پہلے بوائے بن تو جاؤ۔پھر لے آنا برائیڈ بھی۔۔پینٹ ابھی تمہاری گیلی ہو جاتی ہے آیا بڑا بوائے بننے۔۔ماہین بھابھی اسکے بال بگاڑتی بولیں۔تو اسکے تاثرات دیکھتے سبکی ہسی چھوٹ گئ۔

اسنے ماہین کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہاہو ماما یہ بتاناضروری تھا۔۔۔

اومیرا بچہ ادھر آؤ۔ماہم اسکی اتری شکل دیکھتی بولی۔۔

حاشو میری جان ابھی نا آپ بوائے نہیں چائیلڈ ہو اس لیے ابھی چاچو اپ کو کس کر سکتے ہیں۔ ہمم۔ماہم مسکراہٹ دباتی اسے سمجھاتی بولی تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

اوکے ماما آئی انڈرسٹینڈ۔۔وہ انکے گال چومتا بولا۔۔

سہی جارے ہو بیٹا۔اپنی بار برائیڈ یاد آجاتی ہے اور دوسروں کی برائیڈ کو جیسے مرضی کس کرتے رہو۔۔

ماہم کے پاس سے اٹھتے وجدان بڑبڑایا تو سب نے بمشکل اپنی ہسی کنٹرول کی۔۔

جبکہ ماہم نے سبکے سامنے شرمندہ ہوتے وجدان کی پشت کو گھورا۔۔

باقی سب اسکی جیلسی پر ہس دیے۔۔

زرنور کی جب آنکھ کھلی خود کو بیڈ پر اکیلا پا کر اسکا اٹکا سانس بحال ہوا۔۔

اسنے غازی کو کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا ہاں وہ غصے میں اسکا روپ دیکھ چکی تھی لیکن یہ روپ اسکے سامنے اسنے ان لڑکوں کو کسی جانور کی طرح مار ڈالا۔۔ اسکے ذہن سے وہی منظر نہیں جا رہا تھا۔۔۔

اپنے گرد بازو لپیٹتے وہ سمٹ کر بیٹھ گئ آنکھوں سے پھر سے آنسو رواں ہونے لگے۔

آہٹ پر اسنے چونک کر سر اٹھایا۔

غازی نے اندر آتے ایک نظر اسے دیکھا۔ اسے روتے۔ دیکھ اسنے ہونٹ بھینچے۔

وہ اس وقت بے حد تھکا ہوا تھا۔ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی۔

صوفے پر لیٹنے کے انداز میں گرتے۔ اسنے پاؤں کو شوز کی قید سے آزاد کیا۔۔ پھر اسے دیکھا جو سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

زرا ادھر آؤ۔۔ لہجے میں فکرمندی تھی۔

وہ سہم کر اسے دیکھتی نفی میں سر ہلا گئ۔

ادھر آؤ۔ سخت لہجے میں پکارا۔

زرنور کی جان ہوا ہوئ۔ نفی میں سر ہلاتے پیچھے کو کھسکی۔

زرجان میرا ضبط مت آزماؤ ادھر آؤ شاباش۔۔

نرمی اور پیار سے پکارا۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے قدم اٹھاتے اسکے پاس آئ۔

اسکے قریب رکتے انگلیاں چٹخائیں۔۔

غازی نے اسے دیکھا۔ پھر ہلکا سا جھٹکا دیتے اسے اپنی طرف کھینچتے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکی آغوش سے آلپٹی۔

غاز۔۔ کپکپاتے ہاتھ اسکے سینے پر رکھے۔ اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی جو بے حد نزدیک تھا۔۔

اتنا کہ اسکی گرم سانسوں سے اسے اپنا چہرہ جھلسا محسوس ہوا۔

زرجان یوں مجھ سے ڈر کر میری جان نکال رہی ہو۔ وہ سرگوشی میں کہتا اسکے سر سے سر ٹکا گیا۔

غازی نے اسکے گردن میں منہ دیتے جابجا اپنا لمس چھوڑا۔

وہ بری طرح کسمسائ۔۔ اور اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔

غازی نے اسے گھورا اور اسکے ہاتھ اٹھاتے اپنی شرٹ پر رکھے۔۔

بٹن کھولو میری شرٹ کے۔ گہری نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

غاز۔۔ بے بسی سے اسے دیکھتے پکارا۔لیکن اسکی آنکھوں میں تنبیہ دیکھتے کپکپاتے ہاتھوں اور بند آنکھوں سے اسکی شرٹ کے بٹن کھولے۔

شرٹ اتارو۔اگلا حکم سنتے۔کانپتے ہاتھوں سے شرٹ اتاری۔۔اسکا وجود کانپ رہا تھا۔

یہ کپکپاہٹ اسکے قربت کی نہیں اسکے ڈر کی تھی۔

غازی نے اسکا چہرہ اپنے قریب کیا ایک ہاتھ بالوں میں پھساتے دوسرے ہاتھ سے کمر کو جھٹکا دیتے فاصلہ ختم کیا۔۔

وہ کراہ کر اسکے سینے سے لگی زرا سا فاصلہ بھی مٹ گیا

اگر وہ زرا سا بھی ہلتی تو اسکے ہونٹ غازی کے ہونٹوں کو چھو جاتے۔۔

۔غازنے اسے دیکھتے اپنا گال اسکے گال سے سہلایا۔۔

اسکی بیئرڈ کی چھبن سے وہ سسکی۔۔

Kiss my lips deeply

اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔لہجہ مخمور ہوا تھا۔۔

وہ اسکے سینے سے لگی اسکا حکم سنتے کانپ گئ۔

نو۔۔بے آواز لب ہلے۔۔

Kiss me

اس بار لہجہ وارننگ دیتا تھا۔کمر کو سہلاتی انگلیاں سختی سے پیوست ہوئیں۔۔

وہ بے بسی سے آنکھیں میچتی اسکے ہونٹوں سے ہونٹ جوڑ گئ۔۔اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹتی غاز سختی سے اسکے لبوں کو قید کر گیا۔وہ مدہوش تھا ان گلابی پنکھڑیوں کا جام پینے میں۔۔

ایک ہاتھ اسکی کمر کو سہلا رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ بالوں کو۔

اسکے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ زرنور کا سانس بند ہونے لگا۔وہ مچلنے لگی۔۔وہ اسکے نچلے ہونٹ کو دانت میں دباتے پیچھے ہوا۔۔

زرنور نڈھال سی اسکے سینے پر سر ٹکائے گہری سانسیں لینے لگی۔

غازی اسکی کمر سہلاتا رہا۔

زرغاز کی جان۔۔تھوڑی دیر بعد بہت محبت سے پکارا گیا۔

زرنور نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

تمہارا مجھ سے ڈر کر دور بھاگنا میرے لیے ازیت ناک ہے۔وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامے نرمی سے بولا۔۔

جو ہوا وہ بھول جاو۔وہ لڑکے وہ سب ڈیزرو کرتے تھے۔ تمہیں لگتا ہے تمہارا غاز کبھی کچھ غلط کر سکتا ہے۔۔اسکے بال سہلاتے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئ۔

ل۔لیکن۔وہ۔شہن۔شاہ۔وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی۔

سب بتاؤ گا۔۔لیکن سہی وقت آنے پر۔ تمہیں سہی وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔کرو گی۔۔ایک امید سے پوچھا گیا۔

وہ جھٹ سے سر ہلا گئ۔۔۔

وعدہ کرو آئیندہ کے بعد مجھے خود دور نہیں جھٹکو گی۔۔ مجھ سے ڈرو گی نہیں۔چاہے کچھ بھی ہو جائے مجھ سے دور جانے کا سوچنا بھی نہیں۔

وہ ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔زرنور نے اسے دیکھا پھر اسکے پھیلے ہاتھ کو جس پر زخم تھے۔۔۔وہ بے ساختہ اسکے ہاتھ پر اپنے لب رکھ گئ۔۔وہ اسکی حرکت پر متبسم ہوا۔۔

زر۔ پھر سے پکارا۔۔

زرنور نے اسے دیکھا۔۔۔

مجھے پیار کرو۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتے فرمائش کی۔۔

وہ اتنے پیار سے بولا کہ وہ بے ساختہ اسکے چہرے پر جھکتے اسکا ایک ایک نقش چوم گئ۔

غازی نے اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے جھٹکے سے اسے بانہوں میں اٹھایا۔۔

غ۔غاز۔وہ بوکھلائی۔۔

شش۔اسنے نرمی سے اسے بیڈ پر اتارا۔۔

زرنور کے سمجھنے سے پہلے ہی وہ اسے اپنے شکنجے میں قید کر گیا۔

دیوانہ وار اسکا ایک ایک نقش چومتے اسکی گردن پر اپنی محبت کے پھول کھلانے لگا۔

اسکے لمس میں شدت تھی۔جنون تھا۔۔

زرنور کے سارے احتجاج دم توڑ گئے۔۔وہ اسکی قربت میں دنیا بھلا گئ۔۔

ماضی:

حسن صاحب چپ ہوئے تو انوشے کی ماما بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھیں۔

ی۔ یہ کیا ہو گیا۔ ہماری مہر کو۔ انوشے تو خود تو چلی گئ مہر کو کیوں مرنے کے لئے چھوڑ گئ میرا بچہ۔۔ وہ انوشے سے مخاطب تھیں۔ انسو زارو قطار بہہ رہے تھے۔

مرنے والے تو مر جاتے ہیں لیکن جو پیچھے رہ جاتے ہیں ناوہ پل پل ہر پل مرتے ہیں۔

❤❤❤❤❤

مہر کو دوبارہ رات میں ہوش آیا تھا لیکن ڈاکٹرز نے اسے دوبارہ سے نیند کے انجیکشن دے دیے فلحال وہ جتنا ریسٹ کرے گی اتنا ہی اچھا رہے گا۔۔

آج ہفتے دن بعد وہ پوری طرح سے ہوش میں تھی۔۔

پچھے پورے ہفتے وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں ہی رہی تھی۔

اسکے ہوش میں آنے کے بعد بھی اسکے پاس کوئ نہیں گیا تھا۔۔ وہ سب کمرے کے باہر کھڑے تھے۔

حسن بابا نے مرتسم کی طرف دیکھا۔ جسکی نظریں دروازے پر جمیں تھی۔ اسنے گردن موڑ کر انہیں دیکھا انکی آنکھوں کی التجا سمجھتا وہ ہونٹ بھینچ گیا۔ گہری سانس چھوڑتے وہ دروازے کھولے اندر بڑھا۔

مہر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔زخم اب کافی حد تک بہتر ہو چکے تھے۔۔ مسلسل نیم بے ہوشی کی وجہ سے آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے پڑ چکے تھے۔رنگت نچڑ چکی تھی۔ہونٹ پڑی زدہ سوکھے پڑے تھے۔انکھیں ویران ہو چکیں تھی۔۔

اسنے آہٹ پر سہم کر سر اٹھایا۔۔

مرتسم نظریں جھکائے ہی اندر داخل ہوا۔اسنے ابھی تک ایک بار بھی مہر کا چہرہ سہی سے نہیں دیکھا تھا۔پہلی بار جب دیکھا تھا۔خون سے رنگا تھا اور دوسری بار جگہ جگہ بینڈیج اب بھی وہ نظریں جھکائے ہی ڈاکٹر کے ساتھ اندر آیا تھا۔۔

مہر نے مرتسم کو دیکھا اسکی آنکھیں پھیلیں لیکن پھر اسکار کا سانس بحال ہوا۔۔

ڈاکٹر آگے بڑھیں تو وہ سہم کر بیڈ سے جا لگی انہوں نے مرتسم کو دیکھا۔۔

مہر ہلکا ہلکا کانپنے لگی تھی۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسے دیکھا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ہاتھوں کی انگلیاں سختی سے بیڈ کو جکڑے ہوئے تھیں۔جسم میں کپکپاہٹ تھی۔۔اسنے ایک قدم آگے بڑھایا۔

مہر۔۔نرمی سے پکارا۔۔

جسٹس ریلیکس کچھ بھی نہیں ہوا یہاں کوئی آپکو کچھ نہیں کہے گا۔۔یہ ڈاکٹر ہیں یہ صرف آپکے زخم دیکھیں گی اور بینڈ تیج چینج کریں گی۔۔ہم۔۔

وہ آہستہ آہستہ اسکے قریب آتا نرمی سے بول رہا تھا۔۔
مہر کچھ دیر مرتسم کو دیکھتی رہی۔۔ جسکی نظریں اسکے ہاتھوں پر ٹکی تھیں۔ سختی سے بند کرنے کی وجہ سے بینڈ تیج سے خون رسنے لگا تھا۔

اسنے سر ہلا دیا۔۔
اسکے سر ہلانے پر ڈاکٹر نے شکر کا سانس لیا۔ اور آگے بڑھ کر اسکے چیک اپ کرنے لگی۔ جیسے ہی ڈاکٹر نے اسے ہاتھ لگایا۔

وہ ہونٹ بھینچے سختی سے مرتسم کا ہاتھ تھام گئی۔

مرتسم نے چونک کر اپنے ہاتھ کو دیکھا جسے وہ دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے تھی۔ گہری سانس لیتے اسنے ایک پل کو اپنے ہاتھ کو دیکھا پھر دوسرے ہاتھ کو مہر کے ہاتھ پہ رکھتے نرمی سے تھپکا۔ ایسا کرتے اسکا ہاتھ ایک پل کو لرزا تھا۔۔

دل تیزی سے دھڑکا تھا۔۔وہ سختی سے ہونٹ بھینچ گیا۔وہ لڑکی اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی وگرنہ اپنوں کو چھوڑ کر کسی نامحرم کے ہاتھوں کو یوں نا تھامے بیٹی ہوتی۔۔

ڈاکٹر نے نرس کی مدد سے اسکی بینڈیج وغیرہ چینج کر دی۔ پھر اسے ڈرپ لگا دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ پھر سے گہری نیند میں تھی۔۔

❤❤❤❤❤

حسن بابا نے باقی سب کو واپس بھیج دیا تھا۔۔عائشہ ماما کی حالت بہت بری تھی۔ سب ہی بہت بے حال تھے۔ انوشے اور مہر کی اچانک موت نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔

انوشے کی والدہ اور بابا یہیں تھے۔

عالم بھی یہیں تھا۔۔

اسکے سونے کا یقین کرتے عالم آہستہ سے اسکے پاس آ بیٹھا۔۔

اسکے ڈرپ والے ہاتھ کو نرمی سے تھامتے جھک کر بوسہ دیا۔

کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

آنسو پھر سے باغی ہونے لگے تھے۔۔

مہر مجھے معاف کر دینا میرا بچہ۔میں تم دونوں کی حفاظت نہیں کر پایا۔۔

لیکن مہر اسکی اتنی بڑی سزا مت دو۔

انوشے تو جا چکی ہے ہم دونوں کو چھوڑ کر۔۔

اسے بلکل بھی ترس نہیں آیا نا ہم پر۔۔کیسے ایک پل میں ہمیں پرایا کر گئ۔۔وہ تو کہتی تھی نا کہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گی دیکھا۔ چھوڑ گئ نا۔۔اور اب تم۔۔وہ لرزتی آواز میں بولتا ایک پل کو رکا۔اسکی ہچکی بند چکی تھی۔۔

اب تم بھی مجھے اکیلا کر رہی ہو۔۔خدا کے لیئے مہر ایسا مت کرو۔میں مر جاؤں گا مہر۔میں مر رہا ہوں۔۔پلیز مہر میرے ساتھ ایسا مت کرو مہر میرا دل تڑپ رہا ہے میرا ایسی سزا مت دو۔۔وہ ہچکیوں سے روتے لرزتی آواز میں التجا کر رہا تھا۔۔

لوگ کہتے ہیں مرد روتے نہیں۔اگر روتے بھی ہیں تو کسی کے عشق میں ایک عورت کے لیے لیکن لوگ شائید بھول گئے کہ مرد ایک روپ بھائی کا بھی ہے۔جو اپنی بہن کے لئے خود کو مضبوط بناتے ہیں

لیکن اسی بہن کے لئے ضبط کے دامن بھی چھوڑ دیتے ہیں۔اور آج بھی ایک بھائی اپنی بہن کے لئے اسکے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔۔اسکے لیئے رو رہا تھا۔۔

مہر جو تھوڑی دیر پہلے ہی جاگ گئ تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ آنکھیں کھولتی اپنا ہاتھ پہ کسی کا لمس محسوس کرتے وہ ڈر گئ۔اس سے پہلے کہ وہ شور کرتی عالم کی باتوں نے اسے تھمنے پر مجبور کر دیا۔۔

وہ جیسے کسی خواب سے بیدار ہوئ تھی۔۔

عالم کا لمس پہچان گئ تھی وہ عالم کی آواز

ہاں یہ سب اسے حال میں کھینچ لایا تھا۔۔

وہ دھیرے سے آنکھیں کھول گئ۔

اپنے ہاتھ پر سر رکھے روتے عالم کو دیکھا۔

عالی۔۔وہ دھیرے سے لرزتی آواز میں بولی۔عالم اسی حالت میں جھکے روتا رہا اسنے شائید اسکی آواز سنی ہی نہیں۔۔

عالی۔۔اس بار آواز کے ساتھ اسکا ہاتھ بھی ہلا تھا۔۔

عالم کا ہچکیاں لیتا وجود تھما۔۔

حیرت سے اسکے ہاتھ سے سر اٹھاتے پہلے اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر مہر کو۔۔

اسکی کھلی آنکھیں دیکھتے۔ اسکا ہاتھ چھوڑتے جھٹکے سے پیچھے ہوا۔۔

اپنے آنسو پونچھتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اسے لگا شائید مہر اسے دیکھتے پھر سے پینک کرے گی۔۔

ایک نظر مہر کو دیکھتے وہ تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا۔ لیکن اپنے نام کی پکار پر رک گیا۔۔

حیرت سے پیچھے مڑتے دیکھا۔۔

مہر نے پلکیں جھپکائیں۔۔ جیسے اسے یقین دلایا ہو۔۔

الحمدللہ۔۔۔بے ساختہ عالم کے منہ سے نکلا۔۔

وہ تیزی سے مہر کی طرف بڑھا۔۔

مہر تو۔ تو مجھے پہچان رہی۔۔ تو نے مجھے پکارا تو۔۔ وہ رو پڑا۔۔

اسے دیکھتی مہر بھی بے بسی سے رو پڑی۔۔

عالی وہ وہ چلی عالی ہمیں چوڑ گئ عالی۔۔ وہ بے وفائ کر گئ عالی۔۔ وہ جھوٹی تھی بہت جھوٹی تھی۔۔ کہتی تھی کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گی۔۔ لیکن چھوڑ گئ۔۔

وہ زارو قطار روتی جا رہی تھی ابھی تک بے یقین تھی کہ انوشے اب کبھی انکے ساتھ نہیں ہو گی۔۔ وہ اب کبھی اسے دیکھ نہیں پائے گے۔۔

بس۔بس۔کچھ دیر بعد عالم نے خود کو سنبھالا۔۔نرمی سے اسکے چہرے سے آنسو صاف کیے۔۔

موت بر حق ہے میری جان۔۔ہر ایک کو آنی ہے۔ہمیں بھی ایک دن وہیں جانا ہے۔۔ہم ایسے رو کر صرف انوشے کے روح کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔کیا وہ ہمیں ایسے دیکھ سکتی ہے۔۔

وہ روتے نفی میں سر ہلا گئی۔۔

توبس پھر اب رونا نہیں ہم۔۔وہ خود پر ضبط کرتا بولا۔۔

مہر۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔۔شفقت بھری آواز سنتی سر اٹھاتے دیکھا۔۔

حسن بابا آنسوؤں سے تر چہرہ لیے کھڑے تھے۔

بب۔بابا اسے لب ہلے۔وہ چلتے اسکے قریب آئے اسے خود۔میں بھینچتے زوارو قطار رو پڑے۔۔وہ سب رو رہے تھے انہیں رونا ہی تھا۔۔

قسمت نے جو غم دیا تھا وہ چھوٹا نہیں تھا کہ اسے اتنی جلدی بھلایا جائے۔لیکن وقت ہے نا ہر زخم کا مرہم۔۔

مہر اپنوں کو تو پہچاننے لگی تھی۔۔ لیکن وہ باقی مردوں سے بہت ڈرنے لگی تھی۔

کسی انجان مرد کو دیکھتے وہ پینک کرتی تھی۔۔ سوائے مرتسم اور ولی کے۔۔ مرتسم صرف ڈاکٹر کے ساتھ آتا تھا۔ جتنی دیر ڈاکٹر اسکا چیک اپ کرتا وہ نظریں اسکے ہاتھوں پر ہی ٹکائے رکھتا۔۔

نا اس سے کوئی بات کرتا نا اسے دیکھتا۔ البتہ جتنی دیر وہ ٹھہرتا مہر کی نظریں صرف اسی پر ہوتیں۔

ہاں لیکن ولی اسکے ساتھ بلکل عالم کے جیسے پیش آتا۔ اسکا لہجہ اسکے بات کرنے کا انداز۔ اسکی کیئر۔۔ مہر اس سے کھل چکی تھی۔ وہ اس سے کچھ بات بھی کر لیتی۔۔

❤❤❤❤❤

اسے ایک ماہ ہونے والا تھا ہسپتال میں۔ وہ قریبا پوری طرح ریکور کر چکی تھی۔۔ اس ایک ماہ میں وہ ہوسپٹل کے اسی ایک کمرے میں رہی تھی۔۔۔

ہر وقت ڈری سی۔ ہر آہٹ پر سہم جاتی۔۔

ایک دو بار اس سے دانین اور زین بھی ملنے ائے۔ دانین کو دیکھ کر وہ صرف ڈری تھی۔۔ لیکن خاموش رہی۔ پھر کمفرٹیبل ہو گئی۔ لیکن جب زین اس سے ملنے آیا تو اتنی زیادہ پینک ہوئی کہ خود ہی نوچنے لگی۔ مجبوراً ڈاکٹرز کو اسے بے ہوش کرنا پڑا۔۔

حسن بابا لوگ بہت پریشان تھے۔۔ وہ ہر کسی سے ڈرنے لگی انکی مہر ایسی تو نہیں تھی۔ بہت زیادہ نہیں لیکن وہ ہمت والی تھی بہادر تھی۔ اب وہ کیسے سروائیو کرے گی۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم جب آج اسکے چیک اپ کے لئے ڈاکٹر کے ساتھ آیا تو۔ اسے ایک نظر اسکے جھکے سر کو دیکھا۔۔ وہ کچھ پریشان سی لگی۔

پہلے تو وہ بس خاموشی سے ویران آنکھوں سے ایک جگہ کو گھورتی رہتی۔۔

لیکن آج وہ بہت گھبرائی ہوئے تھی۔۔ ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتے بار بار سوکھے پڑتے ہونٹوں کو تر کرتی اسے مضطرب سی لگی۔۔

اسے لگا شائید طبعیت کی وجہ سے۔۔

ڈاکٹر نے روٹین کے مطابق چیک اپ کیا۔۔ بینڈیج تقریباً اتر چکی تھی۔ لیکن ماتھے پر ابھی بھی چھوٹی سی تھی ہاتھ۔ پاوں اور بازو پر بھی تھی۔ اسے چینج کیا۔۔

وہ واپس جانے لگے ۔مرتسم نے ایک بار اسے دیکھا۔جانے کیوں وہ اسے یوں دیکھ بے چین ہو گیا۔۔لیکن کہا کچھ نہیں۔

ڈاکٹر کے پیچھے بھاری قدموں سے دروازے کی جانب بڑھا۔۔

ش۔شاہ۔۔لرزتی آواز پر وہ ساکت رہ گیا۔۔یوں جیسے قدموں میں زنجیر ڈال دی گئ ہو۔۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں پیچھے مڑا۔۔

جانے کیوں آج صبح سے اسکا دل گھبرا رہا تھا۔۔اور آج عالم بھی اس سے ملنے نہیں آیا۔بابا بھی ابھی نہیں تھے۔وہ کس سے پوچھتی۔۔

مرتسم کو دیکھا تو اس سے پوچھنے کا خیال ایا۔لیکن پھر پریشان ہو گئ کہ اسے پکارے کیسے۔۔

لیکن پھر اسے یاد آیا۔اسنے ڈاکٹر کو اسے مسٹر شاہ کہتے سنا تھا۔۔

اس لیے شاہ پکار بیٹھی۔۔

اسکے یوں سٹل ہونے پر وہ گھبرا گئ۔۔۔

وہ می۔را۔بھا۔ئ۔۔عالم۔ک۔کہاں ہے۔۔
جھکے سر کے ساتھ لڑکھڑاتے الفاظ میں پوچھا۔

مرتسم نے پہلی بار اسکی ایسے آواز سنی تھی۔
نہیں تو پہلے تو بس اسکے چیخنے چلانے کی ہی سنی تھی۔
اور آج وہ اس سے مخاطب ہوئی بھی تو پکارا بھی اس نام سے کہ اسکا دل لمحوں میں ڈھڑکا تھا۔۔

دل نے شدت سے اس پری پیکر کا چہرہ دیکھنے کی خواہش کی تھی۔لیکن وہ چاہ کر بھی نظریں نہیں اٹھا پایا۔۔

"وہ شاہ انڈسٹری کا اونر جسکے سامنے بڑے بڑے لوگ جھکتے تھے وہ ایک کمزور سی لڑکی کے سامنے نظریں نہیں اٹھا پاتا تھا۔۔"

مہر نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔
م۔یرا۔بھائی۔۔پھر سے پوچھا گیا۔۔

وہ جیسے ہوش میں آیا۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔اسکی بات کا جواب دیتے وہ واپس چلا گیا۔۔

مہر نے سر ہلاتے اسکی پشت دیکھی۔۔۔

❤❤❤❤

مرتسم۔۔رات گئے تک وہ گھر واپس آیا۔۔عالم کو مہر تک پہنچاتے وہ وہیں رہا۔اب جب وہ گہری نیند میں تھی تب وہ لوٹا تھا۔۔وہ خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔فریش ہوتے وہ واشروم سے باہر آیا جب۔۔

جب ماہم اپیا کی آواز پر رک گیا۔۔

آپ یہاں اس وقت اپنے کمرے میں انہیں دیکھتے وہ پریشان ہوا۔۔

یہ سب کیا چل رہا ہے۔۔وہ اسکے سامنے آتی بولیں۔۔

کیا ہوا اپیا۔۔وہ سچ میں انکی بات سمجھ نہیں پایا تھا۔۔

وہی تو میں پوچھ رہی ہوں کیا ہوا ہے تمہیں۔۔کیا کرتے پھر رہے ہو۔۔حوش و حواس میں رہتے ہو آج کل۔کہاں ہوتے ہو کوئی خبر نہیں۔۔اپنی حالت دیکھی ہے تمنے۔۔

اپیا کس بارے میں بات کر رہی ہیں۔۔وہ الجھ گیا۔

مہر کے بارے میں۔۔وہ تنزیہ بولیں۔۔

وہ چونک گیا۔۔مہر کے بارے میں۔۔

ہاں مہر کے ۔۔کیا ہوتا جارہا تمہیں۔۔ٹھیک ہے تمنے اس لڑکی کی مدد کی۔۔اتنے دن تک اسکے گھر والوں کی مدد کرتے رہے مشکل وقت میں انکے ساتھ رہے لیکن۔یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔

مرتسم تم۔۔وقت کے کتنے پابند کو جانتے ہو نا۔۔زرا سا سیکینڈ بھی لیٹ ہو تو کسی کو نہیں بخشتے۔۔لیکن اب اب کیا کرتے ہو پہلے ہوسپٹل جاتے ہو۔گھنٹوں وہاں گزارنے پھر آفس جاتے ہو۔

اور کبھی تو جاتے ہی نہیں ہو۔۔پچھلے ایک ماہ سے تم بہت کم گھر آئے ہو۔ساری ساری رات وہیں گزار دیتے ہو۔۔

تمہیں خود کا کوئی ہوش نہیں ہے۔۔

تم تو بہت ویل رہتے تھے۔۔اور اب انہوں نے اسکی طرف افسوس سے دیکھا۔

سلوٹ زدہ شرٹ۔بازوں میں کورٹ تھا۔ماتھے کہ بال بکھرے تھے۔۔آنکھیں اس وقت تھکان سے چور سرخ ہوئی پڑیں تھیں۔

کیا ہوا اب نظریں کیوں چرا رہے ہو۔۔اسے نظریں چراتے دیکھ وہ سختی سے پوچھ بیٹھیں۔۔

مرتسم نے گہری سانس لیتے ماہم کے ہاتھ تھامے۔پھر نرمی سے ان پر بوسہ دیا۔۔

آرام سے انہیں بیڈ پر بٹھاتے خود انکی گود میں سر رکھتے لیٹ گیا۔۔

میر۔۔وہ پریشان ہو گیں اسکی خاموشی سے۔۔

مجھے خود نہیں پتا ایسا کیا ہو رہا ہے۔۔
کچھ دیر بعد وہ بے بسی سے بولا۔ماہم چپ چاپ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔

پتا نہیں ایسا مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔میں بے بس ہو رہا ہوں۔زندگی میں کبھی اتنا بے بس نہیں ہوا جتنا اب ہو رہا ہوں۔۔
ایسا میرا دل چاہتا ہے میں انکے آس پاس رہوں۔۔حالانکہ کے مینے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے۔میری نظریں انکے سامنے اٹھ ہی نہیں پاتی ایسا۔۔لیکن دل چاہتا ہے انکا احساس پاس ہو۔میں انہیں تحفظ کا احساس دلاوں۔۔جب وہ لوگوں سے سہم جاتی ہیں تو دل چاہتا ہے ساری دنیا سے چھپا کر خود میں سما لوں۔۔وہ میرے حواسوں پر سوار ہونے لگیں ہیں۔
جب وہ روتی ہیں نا تو دل کرتا ہے ساری دنیا کو آگ لگا دوں۔
ایسا میرا دل چاہتا ہے میں انکے مجرم کو اپنے سامنے زندہ جلا ڈالوں۔۔
مجھے نہیں پتا ایسا کیا ہو رہا ہے لیکن میرا دل میرے بس میں نہیں رہا۔میں خود ہی اپنا نہیں رہا۔
بس وہی وہ ہوتی جا رہی ہیں۔۔وہ بڑابڑاتے نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

اور ماہم سن سی اسے سن رہی تھی۔۔

حال:

سردی کی شام اپنے عروج پر تھی۔۔شام کے پانچ ہوتے ہی اندھیرا چھا جاتا۔۔چھ بجے کے بعد کوئی گھر سے نہیں نکلتا تھا۔اج کل دھندھ اتنی زیادہ تھی کہ بمشکل ہی انسان نظر آتا تھا۔۔

آج موسم کچھ زیادہ ہی سرد تھا۔دھوپ کا نام ونشان تک نا تھا۔لوگ ٹھنڈ سے کپکپاتے۔اپنے گھروں میں جا گھسے۔ہر طرف خاموشی ہی تھی اسی خاموشی میں آسمان ایک دم سے گرجا۔۔گرج اتنی زیادہ اور اچانک تھی کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔۔۔اسکے ساتھ ہی آسمان پر سیاہی پھیل گئ۔۔

آہستہ آہستہ ہر طرف دھند نے اپنا قبضہ جما لیا۔

اتنے خراب موسم میں کسی کا گھر سے تو دور کمرے سے باہر نکلنا بھی محال تھا۔

ایسے میں ہڈیوں کو جماتی ٹھنڈ میں ایک سایہ اندھیرے میں کچھ گنگناتا۔لاپرواہ سا چلتا جا رہا تھا۔۔

مکمل سیاہ لباس۔سر پر ہڈی لیے۔ہاتھوں میں سیاہ ہی گلوز تھے۔۔پاوں بھاری جوگرز میں مقید تھے۔۔منہ سے بھاپ نکل رہی تھی۔۔

اس سردی میں لوگوں کے جسم کپکپا جاتے لیکن وہ سکون سے تنہاء اس ویرانے میں چلتا جا رہا تھا۔اپنی مخصوص جگہ پر پہنچتے اسکی اوشن بلو آنکھیں چمکیں تو یوں لگا جیسے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا گیا ہو۔۔

گنگنانا جاری رکھا۔۔

Only this and nothing more
Nameless here for evermore This it is and nothing more Darkness there and nothing. more
Merely this and nothing more
the wind. and nothing more

وہ آدمی جو نیند میں جھول رہے تھے۔۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔۔

کون ہے۔۔ ایک آدمی نے انکھیں مسلتے پوچھا۔۔

لیکن گنگناہٹ جاری رہی۔۔

دوسرے نے ٹارچ کی لائٹ ان کی جو سیدھا اوشن بلو آنکھوں میں چمکی۔۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

کیا چاہیئے۔۔ ایک نے ہمت کرتے پوچھا۔۔ مقابل کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ لیکن اوشن بلو آنکھیں غیض و غضب سے انہیں گھور رہی تھیں۔۔

پھر وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔ اسکی آنکھیں بھی مسکرائیں تھی۔۔

منٹوں کا کھیل تھا۔۔ وہ ہاتھ جھاڑتے آگے بڑھا۔۔ پیچھے وہ دونوں بے سود پڑے تھے۔۔

آہٹ سے باقی سب بھی جاگ چکے تھے۔۔

وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا۔۔ تیزی سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتا گیا۔۔ کہ جب اسکا ہاتھ نسوانی چیخوں پر رکا۔۔

یعنی پر وہ منزل پر پہنچ چکا تھا۔۔

ہاتھ میں دبوچے آدمی کی گردن کو جھٹکا دیتے اسے دور پھینکا۔۔

ٹانگ مار کر کمرے کا دروازا کھولا تو اسکی آنکھیں سکڑیں۔۔

وہاں تقریبا دس سے بارہ لڑکیاں تھیں۔۔

اسنے نظریں گھومائیں۔۔ سیکینڈ سے پہلے نیچے بیٹھتے اسنے اپنے پیچھے ہوتے حملے کو روکا۔۔

اور پھر وہاں لڑکیوں کی آنکھیں خطرناک حد تک کھل چکی تھیں۔کیونکہ وہ سب کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا تھا۔

چند منٹوں کا کھیل تھا۔وہاں خون ہی خون تھا۔۔یوں جیسے خون کی ہولی کھیلی گئ ہو۔۔

خون سے رنگے ہاتھ صاف کرتے اسکے لبوں پر پر اسرار سی مسکراہٹ تھی۔۔ لیکن چہرہ ڈھکا ہوا ہونے کی وجہ سے کوئ دیکھ نا پایا۔۔۔

اسنے ایک نظر سہمی ہوئی لڑکیوں پر ڈالی۔۔ اور مڑ گیا۔۔ جب۔۔

کون ہیں آپ۔۔ سہمی نسوانی آواز میں پوچھا گیا۔۔

وہ ٹھہرا۔۔بیسٹ۔۔ یک لفظی جواب دیا گیا۔۔

اچھا بیسٹ۔۔ اپنے پیچھے کی جانے والی سرگوشی پر ایک پل کو تھما پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ کہ پولیس کا سائرن کہیں قریب ہی تھا۔۔
ٹھٹھراتی ٹھنڈ میں وہ اطمینان سے سڑک کنارے چلتا جا رہا تھا۔۔

لبوں پر وہی گنگناہٹ تھی۔۔ چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔۔
کون تھا وہ چمکتی اوشن بلو آنکھوں والا۔۔ بیسٹ۔۔

کیا بیسٹ ایسے ہوتے ہیں۔ کیا وہ لڑکیوں کی عزت کو یوں محفوظ کرتے ہیں۔ لیکن بیسٹ تو برے ہوتے ہیں نا۔۔
نہیں وہ بیسٹ تھا لیکن ایک اچھا بیسٹ۔۔
اسنے گہری سانس لیتے چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔۔ دو پل کو آنکھیں موندیں۔۔
نظروں کے سامنے جھٹ سے ایک چہرہ لہرایا۔ کانوں کی کسی کی کھکھلاہٹ گونجی تو انجانے میں اسکے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔
یکم دم اسنے آنکھیں کھولیں اور ویرانی کو پایا۔۔
سر گھماتے ادھر ادھر دیکھا۔۔ لیکن وہ تو تن تنہا کھڑا تھا۔۔

ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی۔۔

وہ آگے بڑھتا لیکن اس سے پہلے اسکے قدم قریبی مسجد سے آتی اذان کی آواز نے روک دیے۔۔اسنے سر گھماتے مسجد کو دیکھا کم گھورا زیادہ۔۔انکھوں میں وحشت ناچنے لگی۔۔

جب کہا گیا۔۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوْمِ

نماز نیند سے بہتر ہے۔۔

وہ الجھ گیا۔۔کیونکہ وہ تو سدا کا بے خواب تھا۔۔

اسے تو نیند ہی نہیں آتی تھی۔۔

یک بار پھر مسجد کے دروازے کو گھورا۔۔

کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔۔انکھوں میں درد سمٹ ایا۔۔

ہنہ۔۔دھوکے باز۔۔فریبی لوگ۔۔نفرت سے بڑبڑایا۔۔

سر اٹھاتے آسمان کو دیکھا۔۔۔

دھوکے باز۔۔آسمان کو دیکھتے کہا گیا۔۔

اسکی آنکھوں میں اتنی وحشت تھی کہ کوئی دیکھ لیتا تو دہل جاتا۔۔

ہاتھ کی نسیں ابھرنے لگیں۔۔سانس تیز ہونے لگی۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اگے بڑھ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

غازی نے پھر سے اسے دیکھا جو اسے اگنور کیے۔۔

ڈوروموں دیکھنے میں مگن تھی۔۔اسنے بے بسی سے زرنور کو دیکھا۔۔

زرنور نے پھر کبھی اس سے دوبارہ اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔۔سب کچھ نارمل چل رہا تھا۔۔

صبح کے پانچ بج رہے تھے اور اسکی بیوی مزے سے کارٹون دیکھنے میں مگن تھی۔۔

اتنی ٹھنڈ میں وہ اسے کتنی بار منع کر چکا تھا۔یہاں بیٹھنے سے لیکن وہ ضد کرتی بیٹھی تھی۔۔

آخر کار اسے ہی ہار ماننی پڑی۔۔

کچھ سوچتے وہ بیڈ سے کمبل اٹھاتے صوفے پر لایا۔کھینچ کر زرنور کر اپنی آغوش میں لیتے اچھے سے دونوں پر پھیلایا۔زرنور نے ہلکا سا احتجاج کیا۔غازی نے اسے گھورا تو وہ خاموش ہو گئ۔سکون سے اسکے سینے پر سر رکھے اب مزے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسنے سر جھکاتے اسے دیکھا۔تو لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔وہ اسکی پناہوں میں آتے ہی پرسکون سی سو گئ تھی۔۔غازی نے نرمی سے اسے اٹھاتے بیڈ پر ڈالا خود اسکے پاس لیٹتے۔اسے خود میں بھینچتے۔آنکھیں موند گیا۔۔

اب سکون اسکی بانہوں میں تھا تو نیند کیسے نامہربان ہوتی۔۔

❤❤❤❤

شاہ والا میں اس وقت سب ناشتے کی ٹیبل پر جمع تھے۔۔

بڑے سب ناشتہ کرتے جا چکے تھے۔۔

جب عینا اور وشہ نیچے آئیں۔۔وہ لوگ وشہ کی کوئی اسائنمنٹ بنا رہی تھیں جو اسے آج سبمٹ کروانی تھی۔۔اس لیے لیٹ ہو گئیں۔۔عینا اب بلکل ٹھیک تھی۔اسکے زخم پوری طرح سے ریکور کر چکے تھے۔۔اج ڈاکٹر سے فائنل چیک اپ تھا اسکا۔۔

وہ اکے مرتسم کی ساتھ والی چیئر پر بیٹھی۔۔اسنے ابھی ناشتہ شروع نہیں کیا تھا کہ اسے اپنا ہاتھ کسی کی گرفت میں محسوس ہوا۔اسنے سر جھکاتے دیکھا تو دایاں ہاتھ مرتسم کہ گرفت میں تھا۔الجھتے اسنے اسے دیکھا۔۔

شاہ۔بے آواز لب ہلے۔۔ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔۔ایک نظر سب کو دیکھا جو اب کھانے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔۔اور پھر اسے۔

مرتسم نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔اور اپنے ہاتھ میں پکڑا نوالہ اسکے آگے کر دیا۔۔

پانی پیتے ماہم کو اچھو لگا۔۔ماہم کھنکھاری۔۔سب کھانا چھوڑے انکی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

چاروناچار واسے نوالہ کھانا پڑا۔۔

عیناسب کی نظریں محسوس کرتے۔۔وہ گھبر اگئی۔۔

جبکہ وہ سب سے بے پرواہ مطمئین سا اسے چھوٹے چھوٹے نوالے کھلا رہا تھا۔۔

سب کے لبوں پر دبی دبی مسکان دیکھتے وہ شرم سے چہرہ جھکا گئی۔۔

اس بندے کا وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔وہ حد سے زیادہ بے شرم تھا۔۔

عینانے اسے گھورتے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔

مرتسم نے نامحسوس انداز میں سب کو گھورا۔وہ شرافت سے اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

جبکہ عینا مسلسل ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں تھی۔مرتسم نے گرفت مضبوط کرتے اسے دیکھا۔۔اور اسکا ہاتھ لبوں سے لگا گیا۔۔عینا نے بوکھلاتے سب کو دیکھا۔لیکن سب کھانے کی طرف متوجہ تھے۔۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔وہ دبا دبا سا غرائی۔۔

اپنے آگے کیا گیا نوالہ نظر انداز کیا۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیتے اپنے قریب کیا۔۔
عینا کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں۔۔ کیا اسے کسی کا بھی لحاظ نہیں تھا۔۔
عین شرافت سے کھلا رہا ہوں تو کھائیں۔ وگرنہ ابھی صرف ٹریلر تھا۔۔ عمران ہاشمی بننے میں دیر نہیں لگے گی مجھے۔۔
وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولا۔۔
عینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔ پھر جھک کر اسکے ہاتھ سے نوالہ کھایا۔۔
اسکے اتنی شرافت سے کھانے پر مرتسم نے مسکراہٹ دبائی۔۔
جبکہ عینا اب پچھتا رہی تھی کہ کیوں اسنے مرتسم کو ایسے بولا۔۔
کچھ دن پہلے مرتسم نے ڈرائیونگ کے دوران بھی مسلسل اسکا ہاتھ جکڑے رکھا تھا۔ تو اسے غصے میں اسے کہہ دیا کہ "سب کے سامنے پکڑ کر دکھایئے گا ہاتھ۔۔ آئے بڑے عمران ہاشمی بننے والے۔۔"
مرتسم نے اسکی بات کو کچھ زیادہ ہی سیریس لے لیا تھا۔۔
بس۔۔ وہ روہانسی ہو گئی۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچتے ہسی کنٹرول کی۔اج کے لئے اتنا بہت تھا۔۔نرمی سے اسکا ہاتھ چھوڑتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

عینا نے سیکنڈ سے پہلے وہاں سے دوڑ لگائی تھی۔۔

مرتسم نے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔چلو اس سے اسے یہ تو فائدہ ہوا کہ اب وہ مرتسم کے ڈر سے اپنے ناشتہ ٹائم سے خود ہی کرے گی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

❤❤❤❤

ماضی:

وہ صبح نماز کے بعد پھر سے ہوسپٹل آیا تھا۔۔جب اسکی آنکھ کھلی تو کمرے میں اکیلا تھا۔اسے پتا ہی نہیں چلا کب وہ ماہم سے بات کرتا سو گیا تھا۔۔

دروازے کے پار بظاہر مہر کے وجود پر نظریں ٹکائے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا جب اپنے نام کی پکار پر چونک کر پلٹا۔۔

بابا۔۔اتنی صبح عالم شاہ کو ہوسپٹل دیکھتے وہ حیران پریشان ہوا۔۔

عالم شاہ پچھلے دو ماہ سے کام کے سلسلے میں بیرون ملک گئے ہوئے تھے۔۔وہ کل ہی لوٹے تھے انکی آمد سے مرتسم بے خبر تھا۔

آپ کب ائے۔۔وہ انسے ملتا بولا۔

برخوردار آج کل ہوش میں ہو تو کچھ پتا چلے۔۔گھر کی کچھ خبر ہے۔۔

کہاں رہتے ہو سارا دن۔ایسا کونسا نشہ کرنے لگے کہ اپنی بھی ہوش نہیں۔۔وہ طنزیہ بولے تھے۔۔

مرتسم ہولے سے ہنسا۔۔

یہ تو خود بھی نہیں جانتا بابا اس نشے کو کہتے کیا ہیں۔۔

وہ خود سے بڑبڑایا۔۔

ناواقف تھا ابھی کہ اسے عشق کا نشہ لگ چکا تھا اور بہت جلد وہ عاشق ٹھہرایا جانے والا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ عالم شاہ کچھ بولتے انکے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔

وہ دونوں ہی چونک اٹھے۔۔

عالم شاہ چونک کر پلٹے۔۔ لیکن اپنے پیچھے جگری یار کو لٹی پٹی حالت میں دیکھتے گھبرا گئے۔۔

حسن وہ زیر لب بولے۔۔

عالم شاہ۔۔ حسن بابا بھرائی آواز میں بولے۔۔

حسن میرے یار یہ کیا حال ہو رکھا ہے۔۔ تو یہاں کیا کر رہا ہے۔ اور پچھلے پانچ سال سے کہاں غائب تھا۔۔

وہ اپنے جگری یار کو اس حالت میں دیکھتے پریشان ہو گئے

مرتسم حیران سا کھڑا ان دونوں جو دیکھ رہا تھا۔۔

حسن بابا عالم شاہ کے جواب میں بے بسی سے رو پڑے۔۔

عالم میں لٹ گیا ہوں۔۔برباد ہو گیا۔میری برسوں کی ریاضت ضائع ہو گئی۔۔عالم میں بیٹیوں والا تھا۔۔اور آج خالی ہاتھ رہ گیا۔۔

اور پھر وہ انھیں اپنی بربادی کی داستان سناتے چلے گئے۔۔

عالم شاہ سکتے کی حالت میں بیٹھے تھے۔

انوشے کی موت کی خبر اور مہر کی حالت یہ سب بے یقین سا تھا۔۔

وہ دونوں بچپن کے دوست سے۔۔۔کالج کے زمانے میں بھی ساتھ رہے۔۔

دونوں کا تعلق مخالف گاؤں سے تھا لیکن اسکے باوجود دونوں کی دوستی مثالی تھی۔عالم شاہ انکی زندگی کے ایک ایک پل سے واقف تھے۔۔

وہ اکثر ان سے ملنے ملتان بھی جاتے تھے۔۔

مہر اور انوشے کو اپنے سامنے بڑے ہوتے دیکھا تھا۔۔

لیکن پھر پچھلے کچھ سالوں میں حسن صاحب نے اچانک رابطہ بند کر دیا تھا۔انہوں نے بہت کوشش کی لیکن کسی طرح وہ حسن صاحب سے ملاقات بھی نا کر پائے۔۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ مہر کے بیرون ملک جانے کے بعد حسن صاحب تو دنیا سے کٹ کر رہ گئے تھے۔۔ عالم شاہ نے انہیں تسلی دیتے بمشکل ہی سنبھالا تھا۔مرتسم کو اپنی دوستی کے بارے میں بھی بتا چکے تھے۔۔

اب وہ تینوں ہی خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔۔

جب عالم نے وہاں قدم رکھا۔۔

حسن بابا نے جھکے کندھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ خود کو انوشے کی موت اور مہر کی حالت کا قصوروار سمجھتا تھا۔۔وہ کتنا سنجیدہ اور چپ ہو گیا تھا۔۔بات کرنے کو بچا ہی کیا تھا۔۔

مہر کا پیغام انہیں دیتے وہ خاموشی سے پلٹ گیا۔۔

❤❤❤❤

وہ ٹانگوں کے گرد بازو باندھے گھٹنوں پر سر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔زخم اب بہتر تھے۔۔لیکن صرف بدن کے روح کے زخم تو ابھی بھی تازہ تھے۔۔

وہ اب لوگوں سے ڈرنے لگی تھی۔۔لیکن انہیں دیکھتی چیختی چلاتی نہیں تھی بلکہ خاموش ویران، سہمی، ہوئی سی رہتی تھی۔۔

وہ کیا تھی اور کیا ہو گی تھی۔۔

تباہ و برباد کر گیا تھا وہ ایک شخص اسے۔اسکی دنیا اجاڑ گیا۔۔اسکے ہستے کھلاتے آنگن کو وہشتوں سے بھر گیا۔۔

دروازہ کھلنے پر بھی وہ نہیں چونکی کسی گہری سوچ میں گم ایک ہی جگہ کو گھور رہی تھی۔۔وہ دنیا سے بلکل ہی غافل ہو گئ تھی۔۔

مرتسم اندر داخل ہوا اسکی پہلی نظر چئیر پر رکھے گلابی ڈوپٹے پر پڑی تھی جو شائید نرس مہر کو چینج کرواتے وقت دینا بھول گئ تھی۔اسے اس طرح بیٹھے دیکھ اسنے لب بھنچے۔۔

ہلکے گلابی رنگ کے فراک میں وہ مرجھایا ہوا پھول لگ رہی تھی۔۔گھٹنوں پر سر ٹکائے چاکلیٹی بال چہرے کے آگے پھیلے ہوئے تھے۔۔وہ نظریں جھکا گیا۔

وہ کھنکھارا۔۔مہر چونک کر سیدھی ہوئ۔۔ نظریں گھما کر اسے دیکھا جو سفید کرتے میں کندھوں کے گرد شال پھیلائے۔۔ نظریں اسکے ہاتھوں پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔پہلے تو وہ ویران نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔۔

مرتسم اسکی نظروں سے بے چین ہو اٹھا۔۔وہ پھر کھنکھارا۔۔تو۔مہر ہوش میں آتی چونک کر سیدھی ہوئ۔۔

سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔ مرتسم کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سمجھ نہیں آیا کیسے کہے۔۔

وہ ابھی کچھ کہتا کہ قدموں کی چاپ کر وہ چونکا۔۔

کچھ سوچتے اسنے قدم مہر کی جانب بڑھائے تو وہ اسے اپنے قریب آتے دیکھ حیران ہوئی۔۔ وہ اس سے ڈرتی نہیں تھی جانے کیوں اسے مرتسم سے ڈر نہیں لگتا تھا۔۔ تھا تو وہ بھی مرد اور نامحرم لیکن پھر بھی اس سے تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔۔

مرتسم بیڈ کے قریب آتے رکا۔۔ پھر اپنی شال اتارتے وہ جھکا اور بغیر مہر کو دیکھے اور ہاتھ لگائے نرمی سے شال اسکے گرد لپیٹ دی۔۔

مہر جو اسے یوں قریب آنے پر گھبرائی تھی اس طرح جھکنے پر سانس بھی روک گئی۔۔ اسکے وجود سے اٹھتی مردانہ پرفیوم کی مہک اسکے حواسوں کو بری طرح جھنجھوڑ گئی۔۔

مرتسم شال پھیلاتے اطمینان سے سیدھا ہوا۔۔

اسکے پیچھے ہونے پر مہر نے رکی ہوئی سانس بحال کی۔ لیکن اپنے گرد لپٹی اسکی شال سے آتی خوشبوں اسے اپنی نتھنوں اور جسم میں گھلتی محسوس ہوئی تو وہ گھبرا گئی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی آہٹ پر آگے کی جانب دیکھا تو اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں۔۔

جسم ایک دم کپکپاہٹ تھا۔۔

چہرہ یکلخت سفید پڑا تھا۔۔

جبکہ آنے والے اب اسکی حالت دیکھتے خود پریشانی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔۔

اپنے سامنے اچانک اتنے لوگوں کر دیکھ اسکا چہرہ سفید پڑا تھا۔۔ جسم ایک دم کپکپا گیا۔۔ حلق تر کرتے وہ بے ساختہ ہی اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔۔

اسکی حالت دیکھتے مرتسم نے لب بھینچے تھے۔۔ جب اسکے اچھلنے پر وہ پریشان ہوا۔۔

سامنے کھڑے وہ لوگ حیرت سے اسکا ریکیئشن دیکھتے مرتسم کے اشارے پر آگے بڑھے تھے۔۔ جب اسکی اگلی حرکت پر سب کے منہ کھل گئے۔۔

انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ تیزی سے بیڈ سے اترتی مرتسم کے بازو سے چپکتی خود کر اسکے پیچھے چھپا گئی۔۔

جھٹکا تو مرتسم کر بھی لگا تھا۔۔ دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ کہ جیسے ابھی باہر آجائے گا۔۔

مہر۔۔ سنبھل کر اسے خود سے الگ کرنا چاہا جو اسکے بازو کر سختی سے تھامتی اپنا چہرہ اسکی پشت میں چھپا گئی۔۔

نو۔۔وہ سختی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔اسنے اتنی سختی سے مرتسم کا بازو پکڑا تھا کہ اسکے ناخن مرتسم کے بازو میں لگتے گہرے زخم دے گئے۔۔ لیکن دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے۔۔

مہر ریلیکس۔۔۔

مرتسم نے نامحسوس انداز میں اسکے گرد لپٹی اپنی چادر کا کونا ہاتھ پر لپیٹتے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔

کوئی کچھ نہیں کہے گا آپکو۔۔

ریلیکس۔۔

اسے واپس بیڈ پر بٹھاتے زبردستی پانی کا گلاس اسکے منہ سے لگایا کیونکہ اسکا سانس پھر سے تیز ہو رہا تھا۔۔

مہر نے دو گھونٹ لے کر گلاس پیچھے کر دیا۔۔

وہ سفید چہرے کے ساتھ سب کر دیکھتی پھر سے اسکا بازو تھام گئی۔

ماما لوگ جنہیں مرتسم نے بلایا تھا وہ لوگ حیران پریشان سے اس گڑیا سی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔ جو مرتسم کے شال میں لپٹی تھی۔ وہ دیکھنے میں اتنی پیاری تھی کہ دیکھتا ہی رہ جائے۔ لیکن اب اسکے چہرے میں زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔ وہ بلکل نڈھال سی تھی جیسے بے جان گڑیا ہو۔۔۔

ڈاکٹرز نے ہی مرتسم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ مہر جس ٹرامہ سے گزر رہی تھی اسے محبت اور کئیر کی ضرورت تھی۔

حسن بابا کے سب بتانے کے بعد عالم شاہ نے ہی اپنی فیملی سے مہر کو ملوانے کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ لوگ اسے بہت اچھے سے ہینڈل کر سکتے تھے اپنے پیار سے۔۔

وہ اب سہمی ہرنی کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

مہر۔۔

یہ لوگ آپکو کچھ نہیں کہیں گے۔۔ یہ لوگ اپنے ہیں۔ آپکو کوئی ہرٹ نہیں کرے گا۔۔

اسے ہاتھ لگانے سے گریز کرتے مرتسم نے نامحسوس طریقے سے اپنا بازو اس سے چھڑایا تھا۔۔

یہ دیکھیں یہ میری ماما اور بہن ہیں۔۔

میرے بڑے بھائی۔۔ وجدان بھائی۔

اور یہ میری گڑیا وشہ۔۔

پلوشہ کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے مرتسم نے اسکے گرد بازو پھیلاتے کہا تھا۔۔

اور یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں عادی اور شیری۔۔

وہ پرسکون تو ہو چکی تھی لیکن ڈر ابھی بھی حاوی تھا۔۔

مرتسم نے وشہ لوگوں کو اسی لیے بلایا تھا کہ وہ لوگ اسے کسی طرح کمفرٹ دے سکیں۔ تاکہ وہ انکے ساتھ تھوڑا گھل مل سکے اپنے خول سے اپنے ڈر سے باہر آسکے۔۔

کیسی ہو مہر۔۔۔ماہم اپیا نے اسکے قریب رکتے پوچھا۔۔

اسنے تھوک نگلتے سہمی نگاہوں سے انہیں دیکھا پھر نظریں پھیرتے مرتسم کو دیکھا جسکی نگاہیں ابھی بھی اسکے ہاتھوں پر تھیں۔۔

خود پر اسکی نظریں محسوس کرتے مرتسم نے اسکے ہاتھوں پر نگاہیں ٹکائے پلکے جھپکا کر جیسے اسے تسلی دی ہو۔

اسنے پھر سے ماہم کی طرف دیکھا۔۔جو ابھی تک اسکے جواب کی منتظر تھی۔۔

اسنے ہولے سے سر ہلا دیا۔۔

ٹھی۔یک ہوں۔۔لڑکھڑاتے کہا تھا۔۔

لیکن اسنے جواب دینے پر مرتسم نے سکون کی سانس بھری تھی۔۔

مرتسم نے وشہ کو اشارہ کیا۔

ہیلو۔۔۔میں پلوشہ ویسے تو سب مجھے وشہ کہتے ہیں آپ کچھ بھی کہہ سکتی ہیں۔میں ہوں اپنے گھر کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی۔۔

وہ تیز تیز بول رہی تھی جب کب سے خاموش کھڑے عادی نے اسکی بات کاٹی۔۔

رونگ۔۔۔

ویٹ پہلے میں اپنا تعارف کرواتا ہوں۔۔

میں عادل شاہ اپنے گھر کا سب سے چھوٹا اور لاڈلہ بیٹا۔۔

یہ وشہ کو لگتا ہے کہ وہ لاڈلی ہے لیکن میں آپکو بتاتا ہوں یہ ہے نا ہمنے کچرے کے ڈبے سے اٹھائی تھی اس لیے سب اسے فیل نہیں ہونے دیتے۔۔

اور میں شہریار نے ان دونوں کو گھورا۔۔

ارے تجھے کیسے بھول سکتے ہیں۔

یہ ہے میرا جگری یار۔۔بھائی ہی سمجھ لیں۔۔شہریار عرف شیری۔۔یہ بھی فالتو کا ہی ہے۔۔

وہ لوگ اس سے ایسے بات کر رہے تھے جیسے برسوں سے جانتے ہوں۔۔

تھوڑی ہی دیر تک وہ انکے ساتھ کمفر ٹیبل ہو گئ تھی۔۔

شیشے کے اس پار دیکھتے حسن بابا اور عالم کی خوشی کا کوئ عالم نا تھا۔دونوں مہر کو یوں نارمل بیہیو کرتے دیکھ جانے کتنی ہی بار شکر کر چکے تھے۔اور یہ سب مرتسم کی بدولت ہوا تھا۔۔

وہ انہیں اپنے احسانوں تلے دباتا ہی جارہا تھا۔۔

♥♥♥♥♥♥

وہ لوگ اسے ہنسانے کی کتنی ہی کوشش کرتے رہے لیکن وہ بس ساکت سی انہیں دیکھتی رہی۔انکی باتوں کے جواب میں ہوں۔ہاں کر دیتی۔۔

ماہم ابھی بھی گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اسنے ہر ایک چیز محسوس کی تھی۔مرتسم کی شال میں وہ جیسے انہیں اسی کے وجود کا حصہ لگی۔۔

پھر سب سے ڈر کر مرتسم کی پناہوں میں چھپنا۔

مرتسم کا اسے چھونے سے گریز کرنا اسکے احترام میں نظریں جھکائے رکھنا۔۔۔

وہ اندر ہی اندر پر سکون تھی۔اور دونوں کے لئے دعا گو تھی۔۔

مرتسم اسے باقی سب کے ساتھ پر سکون دیکھتے نا محسوس انداز میں باہر کی طرف بڑھا۔۔

شاہ۔۔

وہ جو اسکے یہاں ہونے سے پر سکون تھی اسکو باہر جاتے دیکھ بے ساختہ ہی پکار بیٹھی۔۔

اسکی پکار کر سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

سب کی آنکھوں میں ڈر واضح چمکا تھا۔۔

یہاں تک کہ اندر آتے بابا نے بھی پریشانی سے مرتسم کو دیکھا۔

ماما نے گھبرا کر مرتسم کو دیکھا لیکن پھر ان سب کو جھٹکا لگا تھا۔۔

جی۔۔۔جب مرتسم نے مڑتے پر سکون انداز میں کہا تھا۔۔

وہ اسے پکار تو بیٹھی لیکن اب سبکی موجودگی اور سب کا یوں ٹھٹھکنا محسوس کرتے وہ پل میں گھبرا ئی۔۔

پ۔پانی چاہیئے۔۔وہ گھبراہٹ میں جو منہ میں آیا بول گئی۔۔

ایک لمحے کے لئے مرتسم کے لبوں پر تبسم پھیلا تھا۔جو اسی پل میں غائب ہوا تھا۔۔وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اسکے جانے سے گھبرا گئی تھی۔۔

وہ چپ چاپ آگے بڑھا اور سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھاتے اسکی طرف بڑھایا۔۔

لیکن مہرا اتنی گھبرائی ہوئے تھی کہ اسنے ہاتھ نہیں بڑھایا۔۔

مرتسم نے خود ہی گلاس اسکے منہ سے لگاتے اسے پانی پلایا تھا۔۔

وہ ایک ہی گھونٹ میں گلاس ختم کر گئ۔۔

اور چاہیئے۔۔نرمی سے پوچھا۔۔وہ نفی میں سر ہلا گئ۔۔

وہ گلاس رکھتا۔واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔

مہر بھی عالم کو اپنے پاس آتے دیکھ پر سکون ہوئ۔۔

مرتسم کا ریئکشن دیکھ باقی تو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔۔کہ آیا یہ وہی مرتسم تھا۔۔انہیں آج ہی وہ دن یاد تھا جب۔۔

"یہ ان دنوں کی بات تھی جب مرتسم نے انٹر کے پیپر زدیے تھے۔ان دنوں زینی بھی چھٹیوں پر آئ ہوئ تھی۔ایک دن زینی نے اسے "شاہ" کہ کے پکار لیا۔تو مرتسم نے سختی سے اسے جھڑک دیا۔لیکن وہ باز نا آئ۔دوسری بار جب اسنے مرتسم کر شاہ کہ کے بلایا تو مرتسم نے غصے میں اسے رکھ کے تھپڑ دے مارا تھا۔

سب نے اسے بہت ڈانٹا اس سے جب وجہ پوچھتی تو اسکا کہنا تھا کہ۔۔۔

مجھے شاہ صرف ماما بابا بلاتے تھے۔۔اور ماما نے کہا تھا انکے اور ملیحہ ماں کے بعد اگر مجھے کوئی شاہ کہہ سکتا ہے تو صرف وہ جسکا "شاہ" کہنا مجھے اچھا لگے۔۔جو میری لائف پارٹنر ہو گی۔۔

اتنی کم عمر میں اسکے منہ سے اتنی گہری بات سنتے سب ہی شاکڈ تھے۔۔"

لیکن اب مہر اسے کتنے حق سے شاہ بلا رہی تھی۔۔اور اوپر سے مرتسم کا اسکے ساتھ اتنی نرمی سے پیش آنا وہ اسے ایسے ٹریٹ کر رہا تھا جیسے وہ کوئی بچی ہو۔۔

وہ لوگ جتنا حیران ہوتے کم تھے۔۔

آئی ایم شاکڈ۔۔۔سیٹ سے ٹیک لگاتے وشہ بڑبڑائی تھی۔۔

می آلسو۔۔عادی بھی اسکے پیچھے بولا تھا۔۔

کیا کہ رہے ہو تم لوگ۔

ماہم نے دونوں کو جھڑکا تو وہ ہوش میں ائے۔۔وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔۔

اپیا کتنی پیاری تھی نا۔۔وشہ ایکسائیٹڈ سی بولی۔۔

ہاں سچ میں۔۔لیکن کتنا ڈری ہوئی تھی۔۔عادی تاسف سے بولا۔۔

توماہم نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا یہ زندگی ہے بچہ۔۔اونچ نیچ تو ہوتی رہتی ہے لیکن وقت ہے نا ہر چیز کا مرہم وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہوتا جاتا ہے۔۔

وہ لگ روز اس سے ملنے جانے تھے وہ بھی انسے گھل مل گئ تھی۔اہستہ آہستہ اپنے خول سے باہر آتی گئ۔۔وہ اب لوگوں سے ڈرنا تو کم کرچکی تھی۔۔لیکن دنیا سے کٹ کے رہ گئ تھی۔۔

دو ماہ ہونے والے تھے اور ان دو ماہ میں انہوں نے ایک بار بھی اسے مسکراتے نہیں دیکھا۔ہسنا تو دور کی بات۔۔ناوہ روتی تھی ناہستی تھی۔۔وہ پتھر کی مورت ہو گئ تھی۔۔جسے کسی بات سے کوئ فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔۔

ارسل اور زین لوگ وہ سب سے تھوڑی بہت بات کرلیتی تھی لیکن صرف انکی بات کا جواب دیتی ورنہ بس ساکت سی ایک جگہ کو گھورتی رہتی۔۔

اسکے زخم بھی پوری طرح سے ریکور ہوچکے تھے۔ڈاکٹر نے ایک دو دن میں اسے ڈسچارج دینے کا کہ دیا تھا۔۔

سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا لیکن اصل دھماکہ تو سب کو مرتسم کی بات سنتے ہوا تھا۔۔

بابا بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

تم ہوش میں ہو مرتسم کیا کہ رہے ہو۔۔

وہ بے یقین تھے۔۔

میں بلکل ہوش میں ہی کہہ رہا ہوں بابا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

باقی سب پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

❤❤❤❤❤

کیا۔۔لیکن کب۔۔۔ حسن بابا اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے پریشانی سے بولے تھے۔۔

انکے ریکئشن نے سب کو کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا۔۔

رات کا وقت تھا۔وہ لوگ اس وقت شاہ ولا میں تھے۔۔

مہر کے پاس تھا اس وقت انوشے کے ماما بابا تھے۔باقی سب ڈنر کے لئیے اس وقت جمع تھے۔۔جب حسن صاحب کے فون نے انہیں متوجہ کیا۔۔

کیا ہوا بابا۔۔سب ٹھیک ہے نا۔۔

عالم نے انہیں پریشان دیکھ پوچھا جو اپنا ماتھا مسل رہے تھے۔۔

انہوں نے ایک نظر باقی سب کو دیکھا پھر عالم سے بولے۔۔

عائشہ کی طعبیت مستقل خراب ہے۔جب سے یہاں سے گئ ہے تب سے ٹھیک سے نا کھا رہی ہے نا کچھ بولتی ہے۔بس مہر کو یاد کر کے روتی رہتی ہے۔۔

ڈاکٹر نے اسے کسی بھی پریشانی سے منع کیا ہے لیکن میں اسے کیسے سمجھاوں۔۔

تو آپ انہیں مہر کے بارے میں سچ کیوں نہیں بتا دیتے۔۔

وجدان سے رہانا گیا تو کہہ بیٹھا۔۔

کیسے کہوں بیٹا۔۔تم سب لوگ اپنی آنکھوں سے اسکی حالت دیکھ چکے ہو۔۔اتنی مشکل سے وہ زرا سا سنبھلی ہے۔۔اور ڈاکٹر نے بھی اب مہر کو ماضی سے دور رکھنے کا کہا ہے۔۔اگر مہر کو واپس لے کر گیا تو وہی سب اسے یاد آئے گا۔۔

اسکا اور انوشے کا بچپن وہاں گزرا ہے۔جوانی وہاں پروان چڑھی ہے۔۔ان گنت یادیں ہیں۔۔وہ کیسے ان سب سے آگے بڑھ پائے گی۔۔

میں کسے سنبھالوں۔عائشہ کو دیکھو تو مہر کو کیسے اکیلا چھوڑ دوں کس کے سہارے اپنی بچی کو چھوڑ جاوں۔۔

انکی آنکھوں میں چمکتی نمی نے سب کی آنکھیں نم کر دیں تھیں۔۔

عالم نے ہونٹ بھنچے تھے۔۔اس حادثے کے بعد سے کسی نے بھی اسے کبھی بولتے نہیں سنا۔مہر یا حسن بابا کے علاؤہ وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتا تھا۔۔

کبھی قبرستان تو کبھی ہوسپٹل ہی پایا جاتا۔۔

حسن صاحب سر جھکائے آنکھوں کی نمی صاف کر رہے تھے۔۔جب وہ چونک گئے۔۔

مرتسم نے ایک نظر سب کو دیکھا پھر قدم انکی جانب بڑھائے۔۔

انکے قریب رکتے وہ ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے وہ انکے مقابل بیٹھا۔۔

حسن بابا کے ہاتھ تھامتے وہ نرمی سے بولنا شروع ہوا۔۔

میں پانچ سال کا تھا جب ماں بابا دونوں نے منہ موڑ لیا۔۔لیکن اسکے بدلے اللہ نے مجھے بہت سے رشتے دیے ہیں اور انکے کے لئیے میں جتنا شکر کروں کم ہے۔۔میں آپکی سچویشن سمجھ سکتا ہوں لیکن فیل نہیں

کر سکتا جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے۔۔ یہ سوچ کر ہی میرا دل کانپ جاتا ہے کہ اگر اس دن میں اور ولی نا پہنچتے تو ہم شائید مہر کو بھی نا بچا پاتے۔ لیکن جو ہوا وہ ہونا لکھا تھا۔۔

ماما کہتی تھیں۔

"جو درد نصیب میں لکھا ہے وہ درد مل کے رہنا ہے پھر چاہے جو مرضی کر لوں۔۔"

وہ بولتا جا رہا تھا اور سب مبہوت سے اسے سنے رہے تھے۔۔

لیکن انکل یہ زندگی ہے اور اسے ایسے ہی چلنا ہے۔۔

کبھی خوشی، کبھی غم، کبھی ساتھی، کبھی تنہائی، کبھی کامیابی تو کبھی ناکامی، کبھی آباد تو کبھی برباد۔۔

لیکن وقت ہے ناوہ ایک سا نہیں رہتا۔۔ اور یہ وقت ہمیں اگر کچھ سکھاتا ہے تو صبر۔۔

میں جانتا ہوں کہنا آسان ہے لیکن کرنا مشکل ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی میں کہہ رہا ہوں یہ سب خدا کی مرضی تھی انوشے کی زندگی اتنی ہی تھی اور مہر کے ساتھ جو ہوا وہ انکے نصیب میں لکھا تھا۔۔۔

لیکن اب جو ہو گا وہ ہمیں لکھنا ہے۔۔

وہ دو پل کے لیئے چپ ہوا۔ پھر گہرا سانس بھرتے بولا۔۔۔

میں نہیں جانتا میں اب جو کہنے جارہا ہوں اسکے لیئے یہ وقت سہی ہے یا نہیں۔۔ لیکن مجھے یہی وقت سہی لگ رہا ہے اگر آج نا کہا تو شائید پھر بہت دیر ہو جائے۔۔

میں نہیں جانتا کب، کیسے، کہاں، کیوں لیکن جب جب میں مہر کو دیکھتا ہو مجھے انکا درد اپنی روح میں اترتا محسوس ہوتا ہے کیوں میں نہیں جانتا۔ لیکن میرا دل کرتا ہے میں انہیں ہر درد سے دور لے جاؤں خوشیوں سے انکا دامن بھر دوں۔۔

آپکو لگ رہا ہوگا یہ ہمدردی ہے لیکن ہمدردی میں درد تو محسوس نہیں ہوتا نا۔۔ دل بھی بے چین نہیں ہوتا۔۔

میں چاہتا ہوں مہر زندگی کی طرف لوٹ آئیں جو کچھ انکے ساتھ ہوا وہ ان سب کو ایکسیپٹ کریں آگے حالات کا سامنا کریں۔۔۔
اور یہ سب تب ہو گا جب وہ خود مضبوط بنیں گی اور انہیں اس کے لئے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔۔۔۔

اور وہ سہارا آپ بھی ہو سکتے ہیں لیکن آپکو اپنے باقی رشتے بھی سنبھالنے ہیں۔
عالم بھی ہو سکتا ہے لیکن کب تک اسکی بھی لائف ہے اسے بھی جینا ہے۔
اور اگر انہیں اپنے ہی سہارے ملتے رہیں گے تو وہ کبھی دوبارہ کھڑی نہیں ہو سکیں گی۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسے کہوں بٹ۔۔
میں مہر کا وہ مضبوط ساتھ بننا چاہتا ہوں۔ کچھ پل کے لئے یا عارضی نہیں زندگی بھر کے لئے۔ میں انکے ساتھ کھڑے رہنا چاہتا ہوں۔۔

میں۔۔ وہ ایک پل کے لیئے رکا۔۔ سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔۔
میں مہر سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔

اسکے الفاظ سب پر ایک دھماکے کی صورت گرے تھے۔۔
بابا بے ساختہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

انکے ساتھ ہی باقی سب بھی بے یقینی سے اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ب سب بے یقین تھے ماسوائے۔۔

ولی اور ماہم کے جو پہلے دن سے یہ بات اچھے سے جانتے تھے کہ ایسا ہی کچھ ہو گا۔۔

تم ہوش میں ہو مرتسم کیا کہہ رہے ہوں۔۔وہ بے یقین تھے۔۔

میں بلکل ہوش میں ہی کہ رہا ہوں بابا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

باقی سب پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

عالم نے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

کہ وہ الفاظ اسنے اسی شخص کے منہ سے سنے تھے۔۔

بولیں کیا آپ مجھے اپنی بیٹی کے لائق سمجھتے ہیں۔۔

میں نہیں جانتا میں انکے لئے بہتر ہوں یا نہیں لیکن میں خود کو بہترین بنانا کی کوشش ضرور کروں گا۔۔

حسن بابا بے یقین ہوئے۔بے بسی سے وہ بس روپڑے انھیں یقین ہو چلا تھا کہ آج بھی معجزے ہوتے ہیں۔۔۔

اور خدا نے انکی مہر پر اپنا معجزہ کیا تھا۔ایک فرشتے کو اس کے لئے بھیج کر۔۔

وہ فرشتہ جو فقیروں کی طرح انکے آگے ہاتھ پھیلائے انکی بیٹی کے لئے انکا منتظر تھا۔۔

وہ شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا شخص آج ایک نیم پاگل شہزادی کے لئے اپنے گھنٹوں پر جھک آیا تھا۔۔

اور انکے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔فقط زمانے کی روندی ہوئی لڑکی کے لئے جسے اپنا ہوش بھی نہیں تھا۔۔

ہاں۔۔وہ اثبات میں سر ہلا گئے۔۔

مرتسم کے چہرے پر سکون پھیلا تھا۔۔کیا آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے۔۔

میں جانتا ہوں میرے اس اچانک فیصلے پر آپ لوگ ضرور پریشان ہوئے ہونے لیکن ماما مجھے ابھی بھی آپ لوگوں کی اجازت درکار ہے۔۔

وہ ویسے ہی بیٹھے انسے مخاطب ہوا تھا۔۔

سب کے لبوں پر پھیلے تبسم نے اسے اسکا جواب دے دیا تھا۔۔

اسکی سوالیہ نظریں عالم پر ٹکی تھیں جسکے چہرے پر پھیلا سکون اور آنکھوں کی نمی اسے بہت کچھ بتا گئیں تھیں۔۔

الو کے پٹھے پہلے مجھے تو بتاتے ایسی باتیں بڑے کرتے اچھے لگتے ہیں۔
بی جان کے جھڑکنے پر سب ہولے سے مسکرا دیے۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مینے اسے بہت لاڈوں سے پالا تھا۔ کہ کبھی اسے کوئی غم چھونا پائے۔

پتہ ہے وہ اتنی نازک تھی کہ زرا سی خراش پر رو رو کر سارا گھر سر پر اٹھا لیتی۔۔

اسی لیے تو اتنا بڑا زخم برداشت نہیں کر پائی۔۔میری بیٹی نے بہت سے غم دیکھے ہیں مرتسم۔۔

کیا تم میری بیٹی کو اسکی ہر برائی ہر دکھ ہر کمی سمیت اپناؤ گے۔۔؟

وعدہ کرو مجھ سے کبھی اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤ گے اسے زندگی کی طرف واپس لاؤ گے۔۔وعدہ کرو۔۔؟

حسن بابا کے ہاتھ پھیلانے پر وہ انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں کبھی انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤ گا۔انہیں زندگی کی طرف واپس لاوں گا۔۔

وعدہ کرتا ہوں کہ انھیں اتنا مضبوط بناؤں گا کہ وہ اپنے انصاف کے لئے خود کھڑی ہونگی۔۔۔اور میں انکے لئیے پوری دینا سے لڑ جاوٗں گا۔۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں اپسے کیے گئے وعدے کی لاج رکھوں گا۔۔

اسکے لئیے چاہے مجھے کچھ بھی کیوں نا کرنا پڑے۔۔

وہ مضبوط لہجے میں بولا۔۔

حسن کے مجھ پر بہت سے احسان ہیں مرتسم ان احسانوں کے لئیے ہی سہی مہر کی آنکھیں اپنی وجہ سے کبھی بھیگنے مت دینا۔۔

عالم شاہ انکے مقابل آتے بولے تھے۔۔

ایک وعدہ مجھے بھی لینا ہے ولی سے۔۔

انکے چپ ہونے پر عالم کی سنجیدہ آواز گونجی تھی۔۔

عالم کو مہر کے مستقبل کے لئیے اس سے دور جانا پڑے گا۔۔

لیکن وعدہ کرو کہ اسکے بدلے میں اسے جن رشتوں سے نوازا جائے گا۔ان میں ولی احمد سب سے مضبوط اور آگے ہو گا۔۔وعدہ کرو ہمیشہ کے لئے اسکی ڈھال بنو گے۔۔

عالم نے ہر پل مہر کے لئے ولی کی فکر اور محبت محسوس کی تھی۔وہ اسے اپنی بہن نہیں بیٹی کے جیسے ٹریٹ کرتا تھا اس لیے وہ چپ نہیں رہ سکا۔۔

میں مہر کو اپنی بہن سے زیادہ چاہوں گا۔۔اسے زمانے کی ہر سرد و گرم سے بچانے کے لئے کچھ بھی کر جاؤں گا۔۔ہر قدم پر اسکے ساتھ رہوں گا۔یہ وعدہ ہے میرا آپسے اور اپنے آپ سے۔۔
ولی نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔

❤❤❤❤

انکی زندگیوں کا نیا باب شروع ہونے جا رہا تھا۔۔
یہ شروعات اور تبدیلی صرف مہر کی نہیں تھی ہر اس زندگی کی تھی جس سے مہر جڑنے والی تھی۔۔اور یہ بات وہ لوگ بہت جلد جاننے والے تھے۔۔۔

جبکہ ان سے بے خبر مہر ہانیہ ماما (انوشے کی مما) کی گود میں سر رکھے پڑی تھی۔۔

ابراہیم صاحب ایک سائیڈ پر بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

مہر انہوں نے اسے پکارا۔۔

لیکن اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

مہر۔۔۔پھر سے پکارا ساتھ اسکا بازو ہلایا۔۔

مہر نے نظریں پھیرتے انکی جانب دیکھا۔ویران آنکھوں سے وہ انہیں دیکھتی رہی۔۔

مہر مت پکارا کریں مجھے۔۔وہ بولی تو اسکی آواز لرز رہی تھی۔۔

جب جب کوئی مجھے مہر پکارتا ہے ناتو مجھے اسکی یاد آتی ہے وہ بھی تو یہیں کہیں پکار رہی ہو گی۔۔

وہ تو ہر پل پل مجھے پکارتی تھی مجھے ہر پل اسکی آواز اپنے کانوں میں گونجتی سنائی دیتی ہے۔۔

مما

وہ کیوں چلی گئ اسے نہیں جانا چاہئے تھا۔اسے مجھے ساتھ لے جانا چاہیئے تھا۔۔

وہ بڑبڑا رہی تھی لیکن اسکی آنکھیں بلکل خشک تھی۔۔

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والی اب بڑے حادثوں پر روتی نہیں تھی۔۔
ہانیہ ماما بس اسے سنے جا رہی تھیں۔انہیں لگ رہا تھا انہوں نے صرف انوشے کو نہیں مہر کو بھی کھو دیا ہے۔۔

فرق صرف اتنا تھا کہ انوشے کو دفنا دیا گیا جبکہ مہر زندہ لاش بن گئ۔۔

❤❤❤❤

صبح کا سورج ہر ایک کے لیئے نئ امید لایا تھا۔نئ کرنیں نئ امیدوں کے ساتھ روشن ہوئ تھیں۔۔۔

یہ نئ صبح بہت سی زندگیوں میں اتار چڑھاؤ لائ تھی۔۔۔

ڈاکٹر کے مشورے پر یہی فیصلہ کیا تھا کہ نکاح آج ہی ہو گا۔۔کیونکہ جتنی جلدی اسے کسی اور چیز میں الجھایا جائے گا اتنی جلدی وہ اس حادثے سے باہر آئے گی۔۔

کسی نے ابھی مہر کو نکاح کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔کیونکہ وہ فلحال سمجھ نہیں پائے گی۔۔
اسکا زہن صرف انوشے میں اور اس حادثے میں اٹکا ہوا ہے اس لیے کیا ہو رہا ہے وہ اس بات کو سمجھ نہیں پائے گی۔۔

❤❤❤❤

مہر چلیں۔۔۔
ماہم اپیا اسکے پاس آتی ہلکی سی مسکراہٹ سے بولیں۔۔
اسنے بس سر ہلا دیا۔۔
آج اسے ڈسچارج کیا جا رہا تھا۔۔
وہ کہاں جا رہی تھی۔کس کے ساتھ اسے اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔
بس بے جان گڑیا کی طرح انکے ساتھ چل دی۔۔
وہ لوگوں کو دیکھ کر گھبر اجاتی اس لیے عالم اسکے ساتھ اسکے گرد بازو حائل کیے اسے خود میں بلکل چھپا کر گاڑی تک لایا تھا۔۔
گاڑی کہاں کب کیسے روکی وہ انجان تھی۔بس اپنے ہاتھوں کو گھورتی وہ پتھر کی مورت تھی۔۔
آوو۔

گاڑی رکتے عالم نے اسے باہر نکالا تھا۔۔سب انکے انتظار میں تھے۔۔

عالم کے سہارے آسمانی رنگ کے فرق پہنے ڈوپٹہ سر پر ٹکایا ہوا تھا۔۔
مرتسم کی بھوری شال اپنے گرد لپیٹے وہ اسمیں بلکل چھپی ہوئ تھی۔۔
ماما کے اشارے پر ماہم لوگ اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔۔
وہ بس ٹرانس کی سی کیفیت میں انکے ساتھ کھنچتی جا رہی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

کمرے میں لاتے۔ماہم نے اسے ایک ڈریس دیتے چینج کرنے کا کہا تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کیا ہو رہا ہے۔
اسکا دماغ بلکل ہی کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔
کب کیسے اسکے ساتھ کیا گیا وہ غائب دماغی سے دیکھتی رہی۔۔
ماشاءاللہ۔۔اپنا کام مکمل کرتے جب انکی نظر اس پر پڑی تو منہ سے بے ساختہ ہی ماشاءاللہ نکلا تھا۔۔
ماما نے جلدی سے اسکی نظر اتاری تھی۔۔
مہر نے ایک پل کے لیئے نظریں اٹھائیں اور خود کو دیکھا۔

کچھ پل غائب دماغی سے دیکھتی رہی پھر گھبرا کر پلکیں واپس گرا گئ۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا۔اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

کتنی پیاری ہیں نا۔۔

وشہ اسے دیکھتی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔۔

ماشاءاللہ کہو۔۔ماما نے ٹوکا تھا۔۔

چلو باہر لے او۔۔ماما کہتی جا چکی تھیں۔۔

وہ لوگ اسے باہر لے جانے لگیں تو وہ رک گئ۔۔

انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔کیا ہوا بچے کچھ چاہیۓ۔۔ماہم نرمی سے بولی تھی۔۔

مہر نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

کیا چاہیۓ۔۔ماہم نے پھر سے پوچھا تھا۔۔

وہ۔۔انگلی سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

انکے لبوں پر تبسم پھیلا تھا۔۔

ماہم نے آگے بڑھ کر مرتسم کی شال جسکی طرف وہ اشارہ کر رہی تھی اٹھاتے پھر سے اسکے کندھوں پر پھیلا دی۔۔

اور کچھ۔نرمی سے پوچھا۔۔

وہ نفی میں سر ہلا گئ۔۔تو وہ لوگ اسے باہر لے ائیں۔۔

اسے صوفے پر بٹھاتے وہ لوگ خود پیچھے ہٹ گئ۔۔

مہر کو الجھن سی ہو رہی تھی۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔زہن کہیں بیدار ہو رہا تھا۔۔

تبھی اسکے ساتھ کوئ آکر بیٹھا تو اسنے چہرہ اٹھا کر دیکھا۔۔اسکے ایک طرف عالم اور دوسری طرف حسن بابا تھے۔۔

اسنے نظریں گھمائیں۔۔

سب لوگ یہیں تھے۔۔کچھ نئے چہرے بھی تھے۔۔وہ گھبرا کر عالم کا بازو تھام گئ۔۔

ریلیکس میرا بچہ کچھ بھی نہیں ہوا۔۔

اسکے گرد بازو پھیلاتے حسن بابا نے اسکا سر چوما تھا۔۔

اسی وقت وائٹ کرتے میں کندھوں پر بھوری شال پھیلائے مرتسم ولی اور ارسل کے ہمراہ آیا تھا۔۔

اسنے صرف ایک نظر سر جھکائے بیٹھی مہر کو دیکھا اور نظریں پھیر گیا۔۔

دل بے چین تھا کہ کیا ریئیکشن ہو گا۔۔کہیں وہ عین وقت پر آکر انکار نا کر دے۔۔

شروع کریں مولوی صاحب بابا نے مرتسم کے آتے ہیں انہیں کہا تھا۔۔

آیتوں کے بعد جب قبول و ایجاب کا مرحلہ آیا تو سب کے دل ہی زوروں سے دھڑکے تھے۔۔

مہرماہ حسن شاہ آپکا نکاح مرتسم شاہ ولد حمدان شاہ سے سکا رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے۔۔

انہوں نے بلند آواز میں پوچھا تھا۔۔

مہر نے اپنے نام کی پکار پر ہونق بنے انہیں دیکھا تھا۔۔

پھر گردن موڑتے حسن صاحب کو دیکھا۔۔

بابا یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔غائب دماغی سے پوچھا تھا۔۔اسکا دماغ واقعی اس بات کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔اگر ہوش میں ہوتی تو شائید سمجھ جاتی تھی وہ ساری زندگی کے لیئے کسی اور کے نام لکھ دی جانے والی ہے۔۔

سب نے بے چینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

آپکا نکاح مرتسم شاہ ولد حمدان شاہ سے سکا رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے۔۔؟

مولوی صاحب نے دوبارہ سے وہی الفاظ دہرائے۔۔

وہ ہونق بنی انہیں دیکھتی رہی۔۔

کیا اپنے بچی سے انکے مرضی پوچھی تھی مولوی صاحب نے سنجیدگی سے حسن صاحب کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔

بیٹا بولو۔۔ قبول ہے۔۔ حسن بابا آہستہ سے بولے۔۔

ہاں۔۔ ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔۔

بولو قبول ہے۔۔ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پھر سے کہا تو۔۔

اسکے ذہن میں جیسے دھماکہ ہوا۔۔ ہر چیز ایک پل میں سمجھ آئی تھی۔۔ ذہن بیدار ہو چکا تھا۔۔

بے یقینی سے بابا کو دیکھا۔۔ پھر بے بسی سے عالم کو۔۔

وہ دونوں بہت مان سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ وہ اس بھرے مجمعے میں انکا مان توڑ سکتی تھی۔۔

مہر نے بھیگی پلکیں اٹھائیں اور سامنے بیٹھے اس شہزادے کو دیکھا تھا۔ مرتسم نے بھی اسی وقت اسے دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔۔

مرتسم نے ایک پل صرف ایک پل کے لیئے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور نظریں پھیر گیا۔۔

مہر۔۔ ہانیہ ماما نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔ گواہان بھی پریشان حال سے دیکھ رہے تھے۔

ق۔ قبول ہے۔۔زبان لڑکھڑائی تھی۔۔ لیکن اسنے پلکیں نہیں جھپکیں۔۔وہ ابھی تک مرتسم کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

آپکا نکاح مرتسم شاہ ولد حمدان شاہ سے سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا کیا آپکو قبول ہے۔۔

قبول ہے۔۔اس سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔۔
کیا آپکو قبول ہے۔۔۔؟
قق۔ قبول ہے۔۔۔الفاظ لڑکھڑائے تھے۔۔اسکے ساتھ ہی آنسو ٹوٹ کر اسکی گالوں پہ پھسلے تھے۔۔
اسکے تینوں بار قبول ہے کہنے پر سب نے سکون کی سانس بھری تھی۔۔
اب باری مرتسم کی تھی۔۔
جسنے مطمئین ہو کہ سکون سے قبول کیا تھا۔۔
حسن بابا نے مہر کے سامنے پیپرز رکھے جسے دیکھتے وہ اپنی ہچکیوں کو دباتی سائین کر چکی تھی۔۔
اسکے سائین کے نیچے مرتسم نے سائین کیے تھے۔۔
ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔

مرتسم کے لبوں پر تبسم تھا کہ ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔
کسی کی خواہش کی وہ ہمیشہ کے لیئے اسکے نام ہو چکی تھی اس سے بڑھ کر اسے کیا چاہیئے تھا۔۔

دعا کے بعد مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔۔

مرتسم نے آج پہلی بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ دو ماہ سے اسکے ساتھ تھی اسکے پاس تھی۔۔ لیکن آج تک وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔۔

لیکن آج۔۔ آج نا تو اسکی نظریں جھکیں تھیں نا ہی دل بے چین ہوا تھا۔۔
پورے حق سے نظریں اسکے چہرے پر ٹکائے تھیں۔۔ لیکن وہ سانس لینا بھول گیا۔۔
سفید رنگت جسمیں زردیاں گھل چکی تھیں۔، گھنی بھیگی پلکوں کی آڑ میں چھپی بھوری آنکھیں جو اس وقت سرخ ہو رہی تھیں۔ چھوٹی سی تیکھی ناک جسمیں پہنی ہیرے کی چھوٹی سی نتھ چمک رہی تھی، لرزتے گلابی ہونٹ اور ہونٹوں کے عین نیچے چمکتا سیاہ تل۔۔۔
وہ دیوانہ نا ہوتا تو کیا کرتا۔۔۔

وائٹ فراق پہنے جسکے دامن پر سرخ گوٹے سے کام ہوا تھا۔۔اس پر سرخ ہی ڈوپٹہ۔۔ جسکو سر پر ٹکایا گیا تھا۔۔۔چاکلیٹی بالوں کی آوارہ لٹیں چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھیں۔۔

اسکی شال اپنے گرد لپیٹے وہ پوری طرح سے اسکے حصار میں ہمیشہ کے لئے اسکی ہو چکی تھی۔۔اسکو اپنا دیوانہ کر گئی تھی۔۔

وہ محو تھا اسے دیکھنے میں جب کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے مخاطب کیا۔۔

مرتسم۔۔۔۔مرتسم۔۔۔

ہاں۔۔اسنے غائب دماغی سے چہرہ موڑتے دیکھا۔۔

کیا ہوا تجھے کہاں کھویا ہے کب سے بلا رہا ہوں تجھے۔۔

ارسل اسکے تاثرات پر پریشانی سی بولا۔۔

کہیں نہیں۔۔تو کچھ کہہ رہا تھا۔۔ہڑبڑاہٹ میں کہتے وہ ارسل کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

مہر۔۔ حسن بابا کب سے اسکو یوں بے بناد یکھ رہے تھے۔۔ باقی سب سے فارغ ہوتے وہ بے چین ہوتے اسے پکار بیٹھے۔۔

مہر نے سر اٹھاتے انکی طرف دیکھا۔۔

کیوں بابا۔۔بے آواز لب ہلے تھے۔۔ انکھوں سے بے شمار آنسو گرے تھے۔۔

کیوں بابا کیوں کیا اپنے ایسا۔۔۔

ی۔یہ کیا کر دیا اپنے بابا۔۔

وہ سسکتی انسے سوال کر رہی تھی۔۔

باقی سب دم سادھ گئے۔۔

اسکے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ اسکا صبر ایک بار پھر سے ٹوٹا تھا۔۔

یہ۔ن۔ نہیں کرنا تھا۔ا۔اپک۔ کو۔یہ۔ سہی۔نہ۔ نہیں۔

می۔میں۔ل۔لائق۔ن۔ نہیں۔وہ۔۔

حسن بابا نے اسے خود میں بھنچنا چاہا لیکن وہ انکے ہاتھ جھٹک گئ۔۔

اپنے سر پر ٹکے سرخ ڈوپٹے کو کھینچ کر اتارتے پھینکنا تھا۔۔اور کسی کی بھی طرف دیکھے بغیر کمرے میں بھاگ گئ۔۔

❤❤❤❤

مرتسم نے دوبارہ اسکی طرف دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔جانے کیوں وہ اسے روتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

اور اب اسے مستقل یوں سسکتے دیکھ وہ بے چین ہوا اٹھا تھا۔۔

لیکن اسکے الفاظ۔اسکے الفاظ نے اسکے جسم سے جیسے روح کھینچی تھی۔۔

سینے میں سانس الجھی تھی اس لیے وہ چپ چاپ باہر آگیا۔۔

باہر آتے اسنے گہری سانس لی تھے۔۔

ہونٹ سختی سے بھینچے تھے۔۔ہاتھوں کی رگیں پھول گئیں تھیں۔۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بے بس ہوا تھا۔۔جانتا تھا اگر کچھ دیر اور وہاں رکتا تو وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکے گا۔۔

وہ کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن مہرماہ شاہ کو روتے دیکھنا اسکے بس میں نہیں تھا۔۔اور دوسرا اسکے الفاظ۔۔
وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی تھی۔۔

تیز تیز سانس لیتے اسنے اپنی بے چینی اور اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن تھک کر اسنے سگریٹ لگائی تھی۔۔

وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا۔۔لیکن کبھی اگر بہت زیادہ پریشان ہو تب وہ ایک دو کش لگا لیتا تھا۔۔لیکن آج۔۔

بس کر اور کتنی پیئے گا۔۔
اسے تیسری سگریٹ لگاتے دیکھ ارسل نے اسے گھورتے کہا تھا۔۔
مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا۔۔
پھر ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو پھینکتے مسل دیا۔۔

اتنی ضروری اور اہم کب ہو گئی وہ کہ تو اسکی تکلیف برداشت نا کرتے یہاں خود کو اس آگ میں جھونک رہا ہے جس سے تجھے شدید نفرت ہے۔۔

وہ اسکے سگریٹ پینے پر کچھ بے یقینی سے بولا تھا۔۔

مرتسم نے کنپٹی سہلائی۔۔

پتہ نہیں یار۔۔ کب وہ دل سے روح میں سرایت کر گئیں۔میں خود بھی انجان رہا۔۔

ارسل پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا۔۔میرا دل میرے بس میں نہیں رہا۔۔یار میں میں خود میں نہیں رہا۔۔بس وہی وہ ہوتی جارہی ہیں۔۔۔

ارسل مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں یار۔۔ وہ ایسے کیسے سوچ سکتی ہیں۔۔وہ کیا کہ رہی تھیں کہ میرے لائق نہیں۔۔یار وہ لائق نہیں یا میں۔۔

ارسل یار مجھ سے۔۔۔ مجھ سے انکا رونا نہیں دیکھا جاتا۔۔ مجھ سے انکی تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔۔

وہ کچھ بے بسی کی سی کیفیت میں بولا تھا۔۔

ارسل نے بے یقینی سے اس شخص کو دیکھا تھا۔۔جو بہت کم عمر میں بزنس کی دنیا میں اپنا آپ منوا چکا تھا۔۔ جسکی ضد کے آگے ہر ایک ہار جاتا تھا۔۔۔وہ جو لوگوں کو بے بس کر دیتا تھا آج خود بے بس ہو گیا تھا۔۔فقط ایک لڑکی کے آنسوں سے۔۔

فقط لڑکی۔۔ کیا وہ فقط ایک لڑکی تھی۔۔۔

نہیں وہ صرف ایک لڑکی نہیں۔۔شاہ ولا کے لاڈلے ولی عہد مرتسم میر شاہ کی پہلی اور آخری محبت تھی۔۔اسکی عزت اسکی بیوی مہرماہ مرتسم شاہ۔۔۔

وہ جس سے محبت سے عشق کی حدود تک طے کرنا مرتسم میر پر فرض کر دیا گیا تھا۔۔
اور اسکی شروعات ہو چکی تھی۔۔وہ جل رہا تھا۔۔ عشق کی آگ میں جسمیں وہ محبوب کے آنسووں سے بے بس ہو گیا تھا۔۔۔۔

مرتسم میری بات سن۔۔
ارسل اسے کندھوں سے تھامتے بولا۔۔

تو خود یوں نظریں چرائے گا تو مہر کا سہارا کون بنے گا۔۔

کیسے بنائے گا اسے مضبوط۔۔جب خود اسکے آنسوو کے سامنے ہار جائے گا۔۔یار وہ جس کنڈیشن سے گزر رہی ہے۔۔اسکو سمجھ وہ خود کو ڈیگریڈ کرے گی۔۔لیکن تجھے ان سب کا سامنا کرنا پڑے گا اسکا بھی اور اسکے آنسوں کا بھی۔۔

ارسل نے اسے حقیقت سے روشناس کروایا تھا۔۔

وہ حقیقت جو بس ایک تکلیف تھی لیکن اس تکلیف سے ہر حال میں گزرنا تھا۔۔

❤❤❤❤

اسے ہر حال میں مہر کو واپس زندگی کی طرف لانا تھا جسمیں اسے بہت سے امتحانوں سے گزرنا تھا۔۔وہ جانتا تھا اس لیے خود کو مضبوط کر لیا تھا کہ اب وہ کمزور نہیں پڑے گا۔اسکے آنسو سے بھی نہیں۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے زارو قطار رو رہی تھی۔۔۔اسکا وجود کانپ رہا تھا۔۔

وہ گہری سانس بھرتے آہستہ سے اسکے قریب بیٹھا۔۔

مہر۔۔نرمی سے پکارا۔۔

مہر نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔اور مرتسم کو اپنے سامنے دیکھتے اسکے چہرے پر جو ڈر پھیلا تھا۔۔وہ مرتسم کی آنکھوں سے مخفی نارہ سکا۔۔

اگلے ہی پل اسکے چہرے نے تیزی سے رنگ بدلے تھے۔۔
مرتسم نے بغور اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا۔۔

پہلے اسکے چہرے پر الجھن تھی۔۔پھر گھبراہٹ۔۔پھر بے چینی پھر اسکا چہرہ زرد پڑنے لگا۔۔اور پھر زرد سے ایک دم سفید ہو گیا۔۔
مہر۔۔وہ تیزی سے اسکے قریب ہوا تھا۔۔جو اپنی سانس ہی اٹکا بیٹھی تھی۔

مہر ریلیکس،سانس لیں۔۔
اسنے کوشش کی لیکن وہ سانس نہیں لے پائی۔۔

مہر میری طرف دیکھیں، کچھ مت سوچیں، کچھ نہیں ہوا۔۔ بھول جائیں سب۔۔میں ہوں اپکے پاس۔۔ جیسے میں کر رہا ویسے کریں۔۔

وہ لمبی سانس کھنیچتا بولا۔۔ تاکہ وہ بھی ایسے سانس لے۔۔

مہر نے واقعی اسکی بات پر تیزی سے لمبی سانس کھینچی تھی۔۔

پھر سے لیں۔۔وہ آہستہ سے ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ سہلاتا بولا۔۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے چہرے کے دائیں رخسار پر تھا۔۔ جسکو چھونے سے پہلے اسکا ہاتھ ایک پل کے لئیے کانپا تھا۔۔ لیکن اسکی حالت دیکھتے وہ سب جھٹک گیا۔۔۔

وہ سفید چہرے کے ساتھ آنسو بھری آنکھوں سے ہچکیوں سے روتی لمبی سانسیں بھرتی اسے ایک بار پھر سے بے بس کر گئی تھی۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچتے اسے دیکھا۔۔

سانس بحال ہوئی تو وہ اسکی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی اور شدت سے رونے لگی۔۔

مرتسم نے اسے رونے دیا۔۔

کچھ دیر بعد بھی اسکا رونا کم نا ہوا لیکن مرتسم کی بس ضرور ہوئی تھی۔۔

ششش۔۔بس۔۔ بس کریں۔۔ مرتسم نے اسکا چہرہ اوپر سامنے کیا۔۔۔نرمی سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔

مہر نے تھم کر اسے دیکھا۔۔وہ رونا بھول گئ۔۔

کہاں وہ اسے نظریں اٹھا کر دیکھتا تک نہیں تھا۔۔اور اب وہ اسے کتنے حق سے نا صرف دیکھ رہا تھا بلکہ اسے حق سے چھو بھی رہا تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔۔اور نفی میں سر ہلایا۔۔

نو۔۔پ۔پلیز ۔۔ا۔ایسے۔۔م۔مت کریں۔۔یہ ۔س۔سہی ن۔نہیں۔می۔میں۔۔ن۔نہیں۔۔ل۔ئق۔میں۔۔نا۔پاک۔۔می

اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی مرتسم نے جھٹکے سے اسے بازوؤں سے تھامتے قریب کیا تھا۔۔

دوبارہ بولیں کیا بول رہی تھی۔۔ہاں بول کر دکھائیں کیا بولا ہے۔۔

آپ خود کو کیا سمجھ رہی ہیں۔۔کب سے میں سن رہا ہوں بار بار وہی الفاظ۔۔وہ سختی سے بولا تیز آواز میں بولا تھا۔۔

مہر کے سہمے چہرے کو دیکھتے خود پر قابو پایا اور پھر نرمی سے بولا۔۔

آپ میرے لیے شبنم کے پہلے قطرے کی مانند شفاف اور پاک ہیں۔۔اتنی کہ میں اپنی نظریں تک نہیں اٹھا پاتا کہ کہیں میری نظریں آپکے وجود کو چھو کر میلا نا کر دیں۔۔

آپ پاکیزہ ہیں کردار سے بھی روح سے بھی اور وجود سے بھی۔مجھے کوئی وضاحت نہیں چاہئے۔خدا نے ہم دونوں کا نصیب ایک دوسرے سے جوڑا ہے۔۔اس کی نفی کر کے آپ خدا کے فیصلے کی نفی کر رہی ہیں۔۔

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔۔لیکن اسکے مستقل نفی میں سر ہلانے نے اسنے ہونٹ بھینچے۔۔۔

اپنے آج یہ الفاظ بولے اور مینے سن لیے۔۔۔لیکن آئندہ اپنے لیے ایسا کوئی بھی لفظ استعمال کیا تو آپکے لیے مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

کیونکہ اب مہرماہ شاہ کے وجود انکی روح پر یہاں تک کہ انکے سائے پر بھی صرف مرتسم میر شاہ کا حق ہے۔۔ مہرماہ شاہ اب سے میری ہیں۔۔ اور مجھے اپنی دسترس میں آئی کسی بھی چیز پر زرا سی بھی بات برداشت نہیں۔۔

وہ کچھ سختی سے بولا تھا۔۔

مہر اسکی سختی پر ڈر سے آنکھیں میچتی یکدم سے اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔

اتنی سخت سچویشن میں بھی مرتسم کے لبوں پر تبسم پھیلا تھا اسکی حرکت پر اسے اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔

اسکے گرد بازو کا ہار بناتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

شش۔۔ بس۔۔ بس کریں۔۔ اور کتنا روئیں گی۔۔

اسکے بال سہلاتے نرمی سے کہا۔۔

جبکہ اسکے لمس پر مرتسم کا دل شدتوں سے دھڑکا تھا۔۔

نرمی سے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔

ہاتھوں کے پیالے میں اسکا چہرہ بھرتے انگوٹھے کے پوروں سے اسکے آنسو صاف کیے تھے۔۔

مرتسم نے کچھ دیر اسکا گیلا چہرہ دیکھا۔۔۔ پھر نرمی سے جھکتے اسکی پیشانی کو لبوں سے چھوتے اپنے پہلے لمس سے اسے معتبر کیا تھا۔۔

مہر ساکت ہو گئ۔۔ اسکے لمس سے وہ کہ جی جان سے کانپی تھی۔۔ لیکن محرم کے پہلے لمس سے روح میں سکون اترا محسوس ہوا تھا۔۔ اس لیے وہ سکون سے آنکھیں موند گئ۔۔

مرتسم نے اسے خود میں بھینچتے۔۔ اسکے بالوں پر لب ٹکائے تھے۔۔

کچھ مت سوچیں مہر۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔ ہم سب آپکے پاس ہیں۔۔ وہ نرمی سے بول رہا تھا۔۔

لیکن وہ تو نہیں ہے نا۔۔ اسکے سینے سے چہرہ نکالتے وہ لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔

وہ کیسے چھوڑ گئ مجھے وہ تو کہتی تھی ساتھ جیئں گے ساتھ مریں گے پھر کیوں۔۔ کیوں چھوڑ گئ۔

وہ بھیگی آواز میں بولتی جارہی تھی۔۔

مرتسم نے اسے بولنے دیا۔۔

جب سے مینے ہوش سنبھالا ہے نا مینے ہمیشہ اسے اپنے ساتھ دیکھا ہے۔۔

مہر۔۔انو اور عالم ہم ایک ساتھ کھیلے ہیں ایک ساتھ روئے ایک ساتھ ہسے۔۔

ایک ساتھ ہی گرے ایک ساتھ ہی زخم کھائیں۔۔مرہم بھی ایک ساتھ لگایا ہے۔۔زندگی کا ہر پل ہمنے ساتھ گزارا ہے۔۔

وہ ہر ایک سیکینڈ میرے ساتھ رہتی تھی۔۔

سب کہتے ہیں صبر کرو یہ اللہ کی مرضی تھی۔۔میں۔میں کیسے صبر کروں۔۔وہ جسکے ساتھ زندگی کا ایک ایک پل گزارا ہو اسکی موت پر کیسے صبر کر جاو۔۔

ٹھیک ہے موت تو برحق ہے۔۔جب کوئی انسان بیمار ہو تو اور وہ مر جائے تو اسکی موت پر صبر آ جاتا ہے۔۔

لیکن اس طرح اچانک راستے میں چھوڑ جانا۔۔ عین جوانی میں موت ہونا اس موت پر صبر نہیں آتا۔۔

لوگ اگر راہ چلتے کسی انجان کی بھی میت دیکھ لیں نا تو وہ بھی رو پڑتے ہیں اسکے اپنوں کو دیکھ کر۔۔۔ کسی انجان کا جنازہ دیکھ لیں تو کئی دن سکون نہیں اتا۔۔۔۔

تو مجھے کیسے اجائے۔۔۔۔ اسکی موت پر صبر آ بھی جاتا شائید۔۔۔
لیکن میں یہ کیسے بھول جاو۔۔۔۔ مینے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے بلکتے دیکھا ہے۔۔ اسے تڑپتے دیکھا ہے۔۔ عزت کی بھیک مانگتے دیکھا ہے۔۔
وہ میرے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل گئ۔۔ میں اسے بچا نہیں پائی۔۔
میں کیسے بھول جاؤ وہ میرے سامنے مر گئ۔۔ اس بات پر کیسے صبر کر لوں۔۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ درندہ اسے نوچ گیا۔۔
وہ اسے صرف مار دیتا تو بھی مجھے صبر آ جاتا لیکن وہ تو اسکی پاکیزہ روح کو داغ دار کر گیا۔۔۔
میں کیسے صبر کر جاؤ۔۔

مرتسم کا دل کیا وہ اسے چپ کروادے وہ اس سے زیادہ نہیں سن سکتا تھا۔۔

وہ اتنا مضبوط دل مرد ہو کر سن نہیں سن سکتا تھا لیکن وہ نازک سی لڑکی جھیل چکی تھی یہ سب۔۔

میں آنکھیں بند کرتی ہوں ناتو میرے سامنے اسکا چہرہ آتا ہے۔۔
کانوں میں ہر پل اسکی چیخیں اسکی فریاد گونجتی ہے۔۔
میں۔میں کیسے صبر کر جاو۔۔
میرے سامنے وہ مر گی میں اسے بچا نہیں پائ۔۔

وہ کیوں مر گئ۔مجھے بھی مار دیا ہوتا نا۔۔۔اپ نے اپ نے بچایا نا مجھے۔۔کیوں کیوں بچایا۔۔
وہ یکدم غصے سے مرتسم کے سینے پر ہاتھ مارتی چیخی تھی۔۔
کیوں بچایا۔مجھے اسے کیوں نہیں بچایا۔مجھے بھی مرنے دیتے نا۔۔
مجھے نہیں جینا۔مجھے سکون نہیں آ رہا میں کیا کرو۔میرا دل بند ہو جائے۔۔یہ ازیت مجھے بے موت مار رہی ہیں۔۔

مہر۔ریلیکس۔۔۔میری بات سنے۔۔مرتسم اسکے ہزیانی ہونے پر بوکھلا گیا۔۔لیکن وہ چیخ رہی تھی۔۔

مجھے مار دیں پلیز میں کیسے زندہ رہوں۔۔ پلیز۔۔ مجھے مار۔۔
وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی فریاد کر رہی تھی۔۔

مہر۔۔ بس۔۔ بس کریں۔۔ وہ سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔ ایک اور لفظ نہیں۔۔
اسکے گرد حصار مضبوط کر گیا۔۔ تڑپ ہی تو گیا تو اسکی فریاد سے۔۔
وہ جیسے اس سے اسکا دل اور روح نکالنے کا کہہ رہی تھی۔۔

مہر نے الگ سے دور ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔۔ وہ پھڑ پھڑانے لگی۔۔ یہاں تک کہ اسکے بازو میں اپنے ناگن گاڑھ گئی۔۔ لیکن مرتسم کی گرفت اس پر مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔۔
وہ ہار کر اسی کے سینے میں منہ دیے رونے لگی۔۔

دو ماہ کا غبار تھا جو نکل رہا تھا۔۔ کمرے میں اسکی سسکیاں گونجنے لگیں۔۔
کچھ ہی دیر میں اسکی سسکیاں مدھم پڑ گئیں۔ مرتسم کی شرٹ پر اسکی گرفت چھوٹ لگی۔۔

اسکویوں بے جان ہوتے دیکھ مرتسم نے گرفت ڈھیلی کرتے اسے پیچھے کیا تو وہ اسکے بازؤں میں جھول گئ۔۔۔۔وہ شائید نہیں یقین بے ہوش ہو چکی تھی۔۔

شٹ۔۔مرتسم نے اسے جلدی سے بیڈ پر لٹایا۔۔

مہر۔۔۔اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔

سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھاتے۔پانی کے چھینٹے اسکے چہرے پر مارے۔۔

اسکی پلکوں میں ہلکی سی جھنبش ہوئ۔۔تو مرتسم کا رکا سانس بحال ہوا۔۔

وہ نیم بے ہوش سی تھی۔۔مرتسم اسکے قریب بیٹھ گیا۔کچھ دیر اسکا چہرہ دیکھتا رہا۔پھر اسکیمے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔

وہ نیم بے ہوشی سی گہری نیند میں جاچکی تھی۔۔جبکہ اسکے قریب بیٹھا مرتسم یک ٹک کا اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔

کیا تھی وہ لڑکی اور کیا بن گئ تھی۔۔

وہ جوسن کے ہی اسکا دل بے چین ہو گیا تھا کیسے برداشت کر گئی یہ نازک جان جانے کیوں آج اسے پہلی بار خدا سے شکوہ ہوا تھا۔۔

کہ خدا نے اس پر اسکی بساط سے زیادہ بوجھ ڈال دیا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

میرے مولا مینے آج تک تیرے ہر کام میں مصلحت سمجھتے سر جھکایا۔ کبھی تجھ سے نا کوئ خواہش کی نا کوئ شکوہ۔۔۔ لیکن آج میں تجھ سے کچھ مانگ رہا ہوں۔۔

پروردگار اتو بس انکی تکلیف کو کم کر دے ں۔۔۔ تو چاہے تو انکا سارا دکھ بوجھ مجھ پر ڈال دے میرے مولا بس انہیں اس ازیت سے نجات دلانے کا کوئ راستہ دکھا
انہیں صبر دے دے مولا۔۔۔۔ اور بے شک تیرے علاوہ کوئ زات نہیں جو اپنے بندوں پر حد سے زیادہ رحم کرتا ہے۔۔
مرتسم نے دعا مانگتے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔۔
وہ نماز کا پابند اور تہجد گزار تھا۔۔شائید اسکی کبھی کوئ نماز چھوٹی ہو۔۔
لیکن آج پہلی بار وہ مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھ رہا تھا۔۔ جائے نماز طے کر کے رکھتے۔۔ وہ مہر کے قریب آیا۔۔

جو سب کو بے سکون کیے دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔۔

اسکے سونے کے بعد مرتسم نے ڈاکٹر کو بلوایا تھا۔۔اسنے مہر کو ٹینشن فری رکھنے کا کہتے اسے نیند کا انجیکشن دیا جس سے وہ ابھی تک سو رہی تھی۔۔

مرتسم نے جھک کر اسکے چہرے پر پھونک مارتے اسکا سر چوما۔۔

❤❤❤❤

یہ اتنی ساری مٹھائی کس خوشی میں۔۔

زین اور دانین جو دو دن سے کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے۔اج شاہ والا آئے تھے۔۔

جب ماہم نے اسکے آگے مٹھائی رکھی۔۔

زین بھائی آپ کھائیں تو۔۔۔وشہ رس گلا اسکے منہ میں ڈالتی بولی۔۔

یہ مٹھائی مرتسم بھائی کے نکاح کی خوشی میں۔۔

عادی چہک کر بولا تھا۔۔

جب کہ زین کے حلق میں رس گلا اٹکا۔۔

کس۔کسکا نکاح۔۔اٹکتے بولا تھا۔۔

مرتسم بھائی اور مہر ماہ کا۔۔عادی پھر سے بولا تھا۔۔

دانین کے ہاتھ سے لڈو چھوٹ کر جا گرا۔۔۔

دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

ارے کیا ہوا آپ دونوں کو تو شوک ہی لگ گیا ہے۔۔۔

وشہ ہستے بولی۔۔

عادی، وش بس کرو۔ اپنے کمروں میں جاؤ۔۔ بہت رات ہو گئ ہے۔۔

ماہم نے سنجیدگی سے انہیں ٹوکا تو دونوں منہ بناتے چلے گئے۔۔

مبارک ہو۔۔ ہاتھ صاف کرتے زین بامشکل بولا تھا۔۔

اپنے بتایا بھی نہیں یوں اچانک۔۔

یہ اچانک فیصلہ ہمارا نہیں مرتسم کا اپنا تھا۔۔ ہمیں کیا اعتراض ہونا تھا مرتسم کی زندگی ہے۔۔

ماہم نے اسے جواب دیا تھا۔۔

سب اسکی سچویشن سمجھتے تھے۔۔ زینی کا مرتسم کے لیئے رویہ اور جھکاؤ کسی کی نظروں سے چھپا تو نہیں تھا۔۔

زین بچے یہ تو قسمت کے فیصلے ہوتے ہیں۔ کس کو کب کس کے ساتھ جوڑ دیں۔۔ ہمارا اپنا تو کوئ اختیار نہیں ہوتا۔

مہر اور مرتسم کا ساتھ لکھا سو وہ ایک دوسرے سے جڑ گئے۔۔ ماما سنجیدگی سے اسے سمجھاتے بولیں۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہیں اپ۔یہ تو قسمت کے فیصلے ہیں کب کہاں کسکو کس موڑ پر لے آئے کوئی نہیں جانتا۔۔زین مسکراتا نرمی سے بولا تھا۔۔

جبکہ دانین سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔وہ جانتی تھی وہ زینی کے ریکئشن کے لئیے پریشان ہے۔۔

مرتسم کہاں ہے۔۔اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے زین نے پوچھا۔۔

شائید ٹیرس پہ ہے۔۔وجدان بھائی نے اسے بتایا تو وہ سر ہلاتا اسکے پیچھے چلا گیا۔

حال:

وہ کتاب پڑھنے میں مگن تھی جب ملازمہ نے اسے بتایا کہ اس سے ملنے کوئی آیا ہے۔۔

وہ باہر آئی تو عینا کو دیکھتی چونک گئی۔۔

عینا۔۔وہ حیران تھی۔۔

کیسی ہیں آپی۔۔وہ اسکے کہنے پر ہی اسے آپی بولتی تھی۔

میری چھوڑو تم اپنی بتاو۔۔

کیسی ہو اب۔۔زخم کیسے ہیں اب۔۔اور یہاں کیسے۔۔

وہ اس سے ملتی بولی۔۔

میں بلکل ٹھیک۔۔زخم کا تو اب کوئی نام و نشان بھی نہیں دیکھیں آپکے سامنے ہے۔۔

اور رہی بات یہاں آنے کی تو مینے سوچا کیوں نا آپ کو سرپرائیز دو۔۔اپکو اچھا نہیں لگا میرا یہاں آنا۔۔وہ اسکا گھبرایا چہرہ دیکھتی بولی۔۔

اچھا کیوں نہیں لگے گا۔۔تم جب چاہے آسکتی ہو۔۔وہ مسکراتی بولی۔۔

آپ اکیلی رہتی ہیں۔۔عینا نے اس سے پوچھا۔۔

نورین نے چونک کر اسے دیکھا۔پھر مسکرائی۔۔نہیں ایک بھائی بھی ہے۔۔وہ کام میں بزی ہوتا ہے۔۔اس لیے گھر کم ہی اتا۔۔وہ مسکراتی بولی۔۔

تو عینا نے سر ہلا دیا۔۔مجھے آپسے ایک کام تھا۔عینا کے کہنے پر نورین نے اسے دیکھا۔۔اس دن میرا بریسلیٹ یہیں کہیں گر گیا تھا شائید۔۔

آپکو کہیں ملا ہے کیا۔۔وہ بے چینی سے پوچھ رہی تھی۔۔

اسمیں چھوٹے چھوٹے سے آدھے چاند اور ستارے لگے تھے۔۔عینا کے بتانے پر نورین نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

اسکے دماغ میں جھماکہ ہوا اسے بے ساختہ امن کے شرٹ کی پاکیٹ سے لٹکتا آدھا چاند یاد آیا۔۔۔۔ وہ بے یقین سی بیٹھی رہ گئ۔۔

کیا ہوا دیکھا ہے کیا آپنے۔۔عینا نے اس سے پوچھا۔۔

کتنے دن سے وہ اپنا وہ بریسلیٹ ڈھونڈھ رہی تھی۔پھر اسے یاد آیا اس دن نورین کے گھر پر ہی شائید کہیں گر گیا ہو۔اس لیے وہ اس سے پوچھنے آئی تھی۔۔

بتائیں نا۔۔عینا نے اسکا ہاتھ ہلایا۔۔

تو نورین چونکی۔۔ہ۔ہاں۔ نہیں مجھے تو نہیں ملا۔۔وہ بے سختہ بولی۔۔۔

اچھا میں ایک بار خود دیکھ لوں۔۔وہ بے چینی سے بولی۔۔

کیا بہت خاص تھا وہ بریسلیٹ۔۔اسکے چہرے کی اداسی اور بے چینی نے نورین کو چونکا دیا۔۔

ہمم بہت خاص۔۔بہت قیمتی تھا۔۔وہ گہری سوچ میں گم بولی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

آپ ہوش میں تو ہیں کیا کہہ رہے ہیں۔۔آپ۔۔۔

وہ بے یقینی سے بولا تھا۔۔

مقابل کے اثبات میں سر ہلانے پر مرتسم نے بے ساختہ پیچھے رکھی چیئر کو تھاما تھا۔۔

عینا کا سوچتے بے ساختہ اسکا دل لرزا تھا۔۔۔اگر کبھی وہ یہ سچائی جان جائے تو وہ جیتے جی مر جائے گی۔۔نہیں۔وہ بے ساختہ نفی میں سر ہلا گیا۔۔

اسے یہ سچائی کبھی نا پتہ چلے۔۔وگرنہ وہ ابکی بار گر کر کبھی اٹھ نہیں پائے گی۔۔اس بار وہ بکھری تو کوئی اسے سمیٹ نہیں پائے گا۔۔۔اسے بکھرنے مت دینا۔۔اسے کبھی یہ پتہ چلنے کے دینا کہ وہ۔۔وہ اتنا بولتے چپ ہو گئے۔۔جب۔۔۔

کہ وہ کیا۔۔باہر کھڑی زینی تیزی سے اندر داخل ہوتی بولی۔۔

بولیں ناچپ کیوں ہوگئے آپ اب۔۔

وہ چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ سجاتی بولی۔۔میں بتاتی ہوں یہی نا کہ آپکی عینانا۔۔

چٹاخ۔۔۔

ابھی اسکے الفاظ منہ میں تھے کہ مرتسم کازوردار تماچہ گونجا تھا۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔وہ دھاڑا تھا۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔۔مجھے مارنے سے سچائی بدل تو نہیں جائے گی نا۔۔۔وہ باز نہیں آئی۔۔

تمہاری وہ عین اسکی حقیقت آچکی ہے میرے سامنے۔۔

مجھے بہت اچھے سے سمجھ آگئی ہے اب کہ کیوں اسے ہمیشہ بے سہارا۔۔یتیموں۔۔سے ایسے ہمدردی ہوتی ہے آخر خود بھی تو وہ وہی ہے۔۔

بسس۔۔ایک اور لفظ نہیں۔۔مرتسم نے اسکا منہ دبوچا۔۔اب اگر ایک اور لفظ بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔

وہ میری عین میری اور صرف میری۔۔انکی پہچان انکے وجود سے ہے ۔۔جسے کوئ نہیں بدل سکتا۔۔ سمجھی تم۔۔

مرتسم نے جھٹکے سے اسے چھوڑا تو پیچھے جا گری۔۔
دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں کچھ کر جاؤں میری نظروں سے دور ہو جاو۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔
زینی ڈر کر پیچھے کو کھسکی۔۔اسے لگ رہا تھا اسکا جبڑا ٹوٹ گیا ہے۔۔وہ لڑکھڑاتی وہاں سے گئ تھی۔۔
جبکہ پیچھے کھڑی شخصیت کے چہرے سکون پھیلا تھا۔۔عینا کے لئیے مرتسم کے اس حد تک پاگل پن سے۔۔
وہ دھیرے سے مسکرا دیئے۔۔

❤❤❤❤❤

دسمبر کی شام عروج پر تھی۔۔لوگوں کا ہجوم کم کم نظر آتا تھا۔۔
ایسے میں وہ اتنی ٹھنڈ میں سب سے بے نیاز گم قبرستان میں ایک قبر کے قریب بیٹھی گم سم سی تھی۔انکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔اسے اسکا بریلیسیٹ نہیں ملا تھا۔

نورین کے گھر سے واپسی پر وہ سیدھا یہیں آئی تھی۔۔وہ ہمیشہ مرتسم کے ساتھ ہر جمعے کو یہاں آتی تھی۔۔ لیکن کبھی کبھار اکیلی بھی آجاتی تھی۔۔

اپنے گرد مرتسم کی شال لپیٹے جو باہر آتے ہمیشہ ہی وہ خود اسکے کندھوں پر پھیلاتا تھا اس اداس شام کا حصہ لگ رہی تھی۔۔

آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔ لیکن چہرہ سپاٹ تھا۔۔

ساکت نظریں قبر کی مٹی پر جمیں تھیں۔۔

ایسا کیوں ہوتا ہے جو چیز مجھے عزیز ہو ہمیشہ ہی مجھ سے کھو جاتی ہے۔۔

دیکھ مینے تیری آخری نشانی کو بھی کھو دیا۔۔اس ویرانے میں اسکی بھیگی آواز گونجی۔۔

می۔میں اسے بھی سنبھال نہیں پائی۔۔اسکی ہچکی بند گئی۔۔زاروقطار روتے وہ اس قبر پر سر ٹکا گئی۔۔

جب اس قبرستان کی دیکھ بھال کے لیئے وہاں کھڑے بزرگ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

اس نے چونک کر سر اٹھایا۔۔انجان نظروں سے انہیں دیکھا۔۔

بیٹی شام کے وقت یہاں مت آیا کرو۔۔وہ اکثر اسے اس وقت یہاں دیکھتے تھے۔۔

کیوں نا آیا کروں۔۔۔بے اختیار اسکے لب ہلے۔۔

شام کے وقت یہاں آنا سہی نہیں بیٹا۔۔جاو شاباش گھر جاو۔۔وہ نرمی سے بولے۔۔

وہ سر ہلا گئ۔۔

وہ بزرگ بھی اللہ ہو کی تسبیح پڑھتے اپنی راہ ہو لیے۔۔

عینا کچھ دیر وہاں بیٹھی رہی پھر خود کو سنبھالتی واپسی کے لئیے اٹھی کہ تیز ہوا نے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔۔

وہ آگے بڑھی کہ ٹھوکر کھا کر لڑکھڑائ۔۔

وہ جو محو تھا اسے دیکھنے میں اسکے ٹھوکر کھا کر گرنے پر ہوش میں آتے اسکے طرف لپکا۔۔

لڑکھڑانے اور تیز ہوا کی وجہ سے اسکی شال کندھوں سے اتر گئ اسکے ساتھ ہی ڈوپٹہ سر سے پھسلتا زمین بوس ہوا تھا۔۔

وہ جسکے سامنے آجانے سے پلکیں جھپکنے سے انکاری ہو جاتی تھیں۔۔اسکو یوں بے حجابانہ ننگے سر دیکھتے اسکی نظریں سامنے کھڑی لڑکی کے احترام میں جھکتی چلی گئیں۔۔

حالانکہ وہ ناواقف تھا۔۔۔

"ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں"

سکینڈ سے پہلے اسکی اٹھی ہوئی نظریں جھکیں تھیں یہ عمل بے اختیاری میں ہوا تھا۔۔

عیناڈوپٹہ اٹھانے کو لپکی لیکن وہ ہوا سے اڑ کر دور جا گرا۔۔

اسنے مرتسم کی شال اچھے سے اپنے گرد پھیلایا اور دوپٹے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں لیکن تیز ہوا میں اسے کہیں نظر نا ایا۔۔

تاسف سے دوپٹے کی تلاش میں دیکھتے وہ گاڑی کی جانب بڑھ گئ اسکے پاس مرتسم کی شال تھی جس سے وہ خود کر کور کر چکی تھی۔۔

ہلکے نیلے رنگ کا ڈوپٹہ جو ہوا سے اڑ کر امن کے قدموں میں گرا تھا۔۔اسنے تیزی سے قدم پیچھے لیے تھے پیچھے پڑے پتھروں کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

اسکے محبوب کا آنچل تھا۔اسکے سر کی زینت کیا وہ اسے یوں اپنے قدموں میں دیکھ سکتا تھا۔۔

لیکن فلحال وہ اپنے احساسات کو کوئ نام دینے سے قاصر تھا۔۔

ساکت نظریں دوپٹے پر سے ہٹا کر اسکے اس پری وش کی تلاش میں دوڑائیں تو وہ اسے گاڑی میں بیٹھی نظر آئ۔امن کے دیکھتے وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہوتی گئ۔۔۔

وہ بھی یہاں آج کسی بہت اپنے کی قبر پر اپنا غم ہلکا کرنے آیا تھا۔جب اسے یوں بلک بلک کر روتے دیکھ اسکے دل میں انجانی سی تکلیف اٹھی تھی۔۔

وہ گھٹنا ٹکا کر دوپٹے کے قریب بیٹھا۔کچھ دیر ساکت نظریں اس دوپٹے پر رہیں۔۔اہستہ سے اسکے وجود میں حرکت ہوئی اسنے ہاتھ آگے بڑھاتے اسکے دوپٹے کر اٹھانا چاہا۔۔جب وہ خود پر خود ہی حیران ہوا۔اسکا ہاتھ لرز رہا تھا۔۔

وہ ہاتھ جو لوگوں کی گردنیں کاٹتے خون بہاتے کبھی نہیں کانپا تھا۔اج اس اپسرا کے آنچل کر چھونے سے پہلے لرز رہا تھا۔۔

اسنے ہاتھ کی مٹھی بناتے ہاتھ کھینچ لیا۔۔گہری سانسیں چھوڑتے خود کر سنبھالا۔۔پاکیٹ سے رومال نکالتے اپنے ہاتھ پر لپیٹا تھا۔۔وہی ہاتھ اس نیلے آنچل کی جانب بڑھایا۔ہاتھ ابھی بھی ہلکا سا کپکپایا تھا۔۔ آدھا ڈوپٹہ اسکے ہاتھ سے نیچے لٹک رہا تھا۔۔وہ کچھ دیر اپنے ہاتھ میں تھامے اس دوپٹے کو دیکھتا رہا۔پھر قدم اپنی گاڑی کی جانب بڑھا دیے۔۔

❤❤❤❤

فارم ہاؤس کے باہر گاڑی روکتے۔اسنے گردن موڑتے اپنی سیٹ کے ساتھ پڑے اس نیلے آنچل کو دیکھا۔۔

رومال لپیٹے ہاتھ سے اس دوپٹے کو اٹھاتے وہ گاڑی سے نکلا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اسنے دوپٹے کر بیڈ پر رکھا۔خود فریش ہونے چلا گیا۔کچھ دیر بعد وہ واپس ایا۔تو ٹی۔شرٹ ٹراوزر میں ملبوس تھا۔۔

اسکا زہن اس وقت بہت ساری سوچیں لیے ہوئے تھا۔۔اسے لگ رہا تھا وہ پریوش اسے نکما بنا دی گی۔ایک بیسٹ سے ایک عام جزبات رکھنے والا آدمی بنا دے گی۔۔وہ ڈر رہا تھا خود سے اور اس پری وش کو دیکھتے اپنے دل کی بڑھتے دھڑکنوں سے اپنی بے اختیاری سے۔۔

اسے لگ رہا تھا اسکا سر درد کی شدت سے پھٹ جائے گا۔۔

اسے سگریٹ کی طلب ہوئی جیسے ہی وہ سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ اٹھانے کے لئیے جھکا۔۔

اسکی نظر بے ساختہ اس نیلے انچل پر گئی۔امن نے بے ساختہ بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔۔بیڈ کی ایک سائیڈ پر ٹکتے اسنے ہاتھ بڑھاتے ٹرانس کی سی کیفیت میں ڈوپٹہ اٹھایا تھا۔اپنے ہاتھ میں لہراتے اس آنچل کو کچھ دیر دیکھتا رہا۔

پھر بے اختیاری میں وہ اسے اپنی وحشت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے لگا گیا۔۔

اسکے عمل میں عقیدت تھی۔احترام تھا۔محبت تھی۔۔۔

امن آنکھیں موندتے پیچھے کو گرا تھا۔۔اسکے چہرے پر وہ نیلا آنچل جھلملا رہا تھا۔۔

امن کو اپنے پور پور میں سکون کی لہر ڈورتی محسوس ہوئی۔۔ سر میں اٹھتی درد کی ٹھیسیں جیسے یکدم ختم ہوتی چلی گئیں۔۔

وہ سکون کی لذت سے مدہوش سا ہوتا۔اس پاکیزہ آنچل کر اپنے چہرے پر پھیلائے نیند کی گہری وادیوں میں اترتا چلا گیا۔۔اسے اپنی برسوں کی تھکن اترتی محسوس ہوئی۔۔

یہ عمل بے یقین سا تھا کہ وہ اٹلی کا کنگ۔۔جسکے نام سے بھی وحشت ہوتی تھی۔وہ سالوں سے بے سکون آج صرف محبوب کے آنچل میں پر سکون نیند سو رہا تھا۔۔

کیا یہ محبت تھی۔۔؟

نہیں یہ محبت نہیں یہ تو عشق تھا۔۔

محبت ہوتی تو اسے محبوب کی طلب ہوتی یہ تو امن ملک کا عشق تھا۔۔پاکیزہ عشق جو اسے محبوب کے آنچل سے تھا۔۔

محبت اگر خود بخود ہوتی ہے تو۔ عشق وحی کی طرح دلوں پر اترتا ہے اور روح میں شامل ہو جاتا ہے۔۔اور یہی عشق کی وحی امن پر اتری تھی۔

سب سے بڑھ کر عقیدت تھی احترام تھا۔۔

کیونکہ کسی نے کہا ہے۔۔۔۔

احترام ایک ایسا قدم ہے جو محبت سے ہزاروں میل آگے ہے۔۔

باقی دعویٰ محبت تو اک فلسفہ ہے چاہیے یک طرفہ ہو یا کامل۔

❤❤❤❤❤

ماضی:

کس سوچ میں گم ہو بھائی۔۔

زین مرتسم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا تو مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

تم کب ائے۔۔۔ مرتسم نے حیرانی سے پوچھا کیونکہ وہ کچھ دن بعد آنے والا تھا۔۔

ابھی جب تو کسی کی یاد میں کھویا تھا۔ وہ شرارت سے بولا۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔

ایسے مت دیکھ میں جانتا ہوں تو کیا سوچ رہا ہے۔۔

لیکن تو خود بتا کیا تو نے کبھی زینی کے بارے میں ایسا کچھ سوچا یا پھر اسے کوئی رسپونس دیا۔۔ نہیں نا تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو گا۔ جسکے ساتھ تیری خوشی ہو گی تو اسی کے ساتھ زندگی گزرا سکتا ہے۔۔

زبردستی کے رشتے میں صرف تکلیف ہی ملتی ہے۔۔ زین اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔۔

مر تسم اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

عالی تو ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔اور بابا وہ مجھے کیسے یہاں چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔۔

وہ شوکڈ تھی۔۔میں کیسے رہوں گی عالی۔۔پہلے انو چلی گئ۔پھر انکل انٹی۔(انوشے کی والدین جو کچھ دن پہلے ہی لنڈن چلے گئے تھے ہمیشہ کے لیئے)۔۔اور اب تو بابا بھی۔۔

ہر کوئ کیوں مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے۔۔

وہ روہانسی ہو گئ۔۔

میرا جانا ضروری ہے مہر۔بابا کو میری ضرورت ہے۔۔بزنس کا بہت لوس ہو رہا ہے۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

اور حسن بابا کے اپنوں کو بھی انکی ضرور ہے۔عائیشہ انٹی۔انکے بھائ۔انکے بابا وہ ان سب کو چھوڑ تو نہیں سکتے نا۔۔

مہر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

تیرے لیے مجھ سے زیادہ بزنس کب سے ضروری ہو گیا عالی۔

اور بابا وہ مجھے اکیلا کیسے۔۔اسکے الفاظ ٹوٹ گئے۔۔

سچ سچ بتا کیوں کہ رہا ہے یہ سب۔کسی نے کچھ کہا ہے تجھے۔۔

وہ اسکے ہاتھ تھامتی التجائیہ بولی۔۔۔

عالم نے ہونٹ بھینچتے اسے دیکھا۔ پھر اپنے ہاتھ اس سے چھڑوائے۔۔ اور اپنا رخ موڑ گیا۔۔

مہر میں کسی کے کہنے پر یہ سب نہیں کہہ رہا۔۔

دیکھ مہر میری بھی زندگی ہے میرے ماں باپ کو میری ضرورت ہے میں ہمیشہ تو تیرے ساتھ نہیں رہ سکتا نا۔۔ ایک نا ایک دن تو ویسے بھی ہمیں الگ ہونا ہی تھا۔۔

اور حسن بابا نے تیرے لیے نئ زندگی کا فیصلہ کیا ہے۔۔ انکا فرض یہیں تک تھا۔۔ اب اور کتنا کچھ سکیں گے وہ تیرے لیے۔۔

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ ہونٹ سختی سے بھینچے۔۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھی سختی سے بند تھیں۔ دل میں وبال آٹھ رہے تھے۔۔ انکھوں میں نمی تیری تھی۔۔ وہ ازیت کے حدوں پر تھا۔۔

وہ بہن جسے خود بڑھ کر چاہا۔ بچپن سے اسے خود سے زیادہ عزیز رکھا۔۔ اج اسے یوں چھوڑ کر جانا۔ اسکے سامنے خود غرضی دکھانا۔

اور اسکے بابا کے لئیے ایسے بولنا۔۔ یوں تھا جیسے اپنے سینے میں خنجر گھونپنا۔۔

اب تمہاری اپنی ایک زندگی ہے۔ یہی تمہارے لیے اور ہمارے لیے بہتر ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اسے دیکھے بغیر ہی باہر نکلتا چلا گیا۔۔ اسمیں مہر کی بے یقین آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

جبکہ مہر جیسے پتھر کی مورت ہو گئ۔۔۔اسکا وہ بھائ اتنا خود غرض کیسے ہو سکتا تھا جو اس پر جان چھڑکتا تھا۔۔

اور اسکے بابا انکے لیئے انکی بیٹی سے بڑھ کر باقی سب رشتے تھے۔۔وہ تو پہلے ہی ماں کے لیئے تڑپ رہی تھی اب بابا اور بھائ بھی۔۔اسے لگ رہا تھا جیسے جسم سے جان نکل رہی ہو۔۔وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھی۔۔

اپنے یوں بھی خود غرض ہوں گے اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے کمرے میں آتے ہر چیز تہس نہس کر دی۔۔۔

لیکن کسی صورت اندر کی وحشت کم نہیں ہو رہی تھی۔۔

آئینے میں اپنا عکس دیکھتے اسے خود سے وحشت ہوئ۔۔دائیں ہاتھ میں مٹھی بناتے اسنے ہاتھ آئینے میں دے مارا۔۔

کانچ اسکے ہاتھ پر بری طرح سے چبھتے اسکے ہاتھ کو لہولہان کر گئے۔۔

وہ اپنی بہن کو یوں ایسے چھوڑ کر جا رہا تھا جب اسے سب سے زیادہ اسکی ضرورت ہے۔۔

مہر کو یوں اکیلے چھوڑنے کے فیصلے پر وہ کسی طور راضی نہیں تھا۔۔

لیکن پھر ڈاکٹر کے ساتھ مرتسم اور حسن بابا کی کچھ دیر پہلے ہوئ گفتگو یاد ائ۔۔۔

)آپکو اور عالم کو فلحال مہر سے دور جانا پڑا گا۔۔اسے اکیلا چھوڑنا پڑے گا۔۔

کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔۔۔۔عالم الجھے لہجے میں بولا۔۔

دیکھو عالم مہر کو جتنا اپنو کا سپورٹ ہو گا وہ اتنی ہی زیادہ نازک بنتی جائیں گی وہ کبھی خود میں اعتماد پیدا نہیں کر پائیں گی لوگوں سے ڈرنا نہیں چھوڑ پائیں گی۔۔

اس طرح تو وہ گھٹ گھٹ کر مر جائیں گی۔۔

ڈاکٹر ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔۔

لیکن ہمارے دور جانے سے کیا ہو گا۔وہ کیسے رہ پائے گی۔عالم بے چینی سے بولا۔

جبکہ حسن صاحب خاموش بیٹھے تھے۔۔انہیں شائید یہ فیصلہ ٹھیک لگا تھا۔

بہت کچھ ہو گا۔انہیں آپ لوگوں کے بغیر رہنا پڑے گا۔۔اگر آپ لوگ ساتھ ہونگے تو وہ بس آپ لوگوں سے پیچھے چپ کر بیٹھی رہیں گی۔کیونکہ جانتی ہیں آپ ہیں انکے اگے۔

لیکن جب نہیں ہونگے تو وہ جانتی ہونگی کہ انہیں اپنے لیے خود جینا ہے۔اپنے لیے خود کھڑے ہو گا۔خود لڑنا ہے۔جیسے وہ پہلے تھیں۔

اپنے اور انوشے کے لئیے انصاف لینا ہے انہیں۔۔

آخری بات دھیمے لہجے میں کہی تھی۔۔(

اس لیے وہ دونوں راضی ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ مرتسم راضی نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی وہ خاموش رہا۔۔ مہر کو منانا مشکل تھا۔

اس لیے عالم نے یہ رویہ اپنایا تا کہ وہ اسے روک نا سکے اور ہوا بھی یہی۔

اس حالت میں جاؤ گے تو کبھی خود بھی سکون سے نہیں جی پاؤ گے۔۔

مرتسم اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔

مہر کو یوں اس حال میں چھوڑ کر جانا۔ میرا دل نہیں مان رہا یار۔۔

وہ تکلیف سے بول رہا تھا۔۔

لیکن مہر کے لیئے یہ تکلیف برداشت کرنی پڑی گی۔ بس کچھ وقت کے لیئے بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا تو پھر سب پہلے جیسا ہو جائے گا۔۔ وہ اسکا کندھا تھپکتا بولا۔۔

وہ تو سر ہلا گیا۔۔ چلو جانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔

وہ لوگ باہر کی جانب بڑھ گئے۔۔

❤❤❤❤❤

کیا ہوا۔۔ نیچے آتے سبکے پریشان چہرے دیکھتے مرتسم نے پوچھا تھا۔۔

وہ سب لوگ احمد ولا تھا۔۔

ولی کے بہت اسرار پر وہ لوگ یہیں رکے تھے۔۔مہر کا نکاح بھی یہیں ہوا تھا۔۔تب سے وہ لوگ یہیں تھے۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

دیکھو نامر تسم مہر دروزا نہیں کھول رہی۔

خود کو لوک کیے بیٹھی ہے۔۔

کب سے ہم لوگ اسے بلا رہے ہیں۔ کوئی جواب بھی نہیں دے رہی۔۔

ماہم نے پریشانی سے بتایا تھا۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔

پریشانی تو مر تسم کو بھی ہوئی تھی لیکن سب کو ریلیکس کرتے وہ مہر کے روم کی طرف گیا۔۔

مہر۔۔ اسنے نوک کیا۔۔

مہر۔ دروازے کھولیں۔۔ دیکھیں سب لوگ پریشان ہو رہے ہیں۔

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔۔

جبکہ مہر نے بے تاثر چہرے سے مر تسم کی آواز سنی تھی۔۔

وہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔ اس پر جیسے کسی چیز کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔ نا کسی کی پکار کا نا آنسوں کا۔۔

یہاں تک کہ حسن بابا اس سے ملنے آئے تھے لیکن اسنے دروازا ہی نہیں کھولا نا ہی انکی کوئی بات سنی۔۔

اسنے آخری بار ملی بھی نہیں۔۔

مہر۔۔ مر تسم نے کچھ سختی سے پکارا تھا۔۔

چلے جائیں یہاں سے میں کسی سے نہیں ملنا چاہتی۔۔

جسے جانا ہے وہ جائے۔۔

لیکن مجھے نا تو کسی سے ملنا ہے نا بات کرنی ہے۔۔

پلیز اکیلا چھوڑ دیں مجھے کچھ دیر۔۔

وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔۔

لیکن پھر بھی اخر میں لہجا بھیگ گیا۔۔

اسکی آواز باہر کھڑے سب لوگوں نے سنی تھی۔۔

حسن بابا جو اسے دیکھنے کے لیئے بے چین ہو رہے تھے۔اسے آخری بار اپنے سینے سے لگانا چاہتے تھے وہ دکھ اور تکلیف سے اس بند دروازے کو دیکھتے رہے۔۔

عالم نے ازیت سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ یہ سب کیوں کر رہی ہے تا کہ وہ لوگ نا جا سکیں۔

لیکن انہیں جانا ہی تھا سو وہ چلے گئے۔۔۔۔

وہ انتظار کرتی رہ گئ کہ وہ کہیں گے مہرہم کہیں نہیں جاتے لیکن۔۔۔وہ جان چکی تھی کہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر جا چکے ہیں ں۔۔

وہ بیڈ کے ساتھ نیچے زمیں پر بیٹھتی چلی گئ۔۔

کیوں بابا کیوں۔۔۔انسو اسکا چہرہ بھگونے لگے۔۔

کیوں چھوڑ جاتے ہیں سب لوگ مجھے۔۔۔

کیوں آخر کیوں۔۔

اللہ کیا قصور ہے میرا۔۔ کیوں ہر آزمائش اور تکلیف میرے لیے ہے۔۔

وہ سسک رہی تھی۔۔

اسکی آہیں سسکیاں۔۔ ہچکیاں اس بند کمرے میں بڑھتی جارہی تھیں۔۔۔

لیکن اسے چپ کروانے والے تو جاچکے تھے۔ اسے چھوڑ کر۔۔

ماما کہاں ہیں۔۔ پلیز آجائیں۔ اپکی میر کو بہت ضرورت ہے۔۔

ماما پلیز مجھے چھپالیں سب سے مجھے کسی کا سامنا نہیں کرنا پلیز ماما آجائیں۔۔

وہ التجائیں کررہی تھی۔۔

لیکن اسکی التجا سننے والی ماں۔

اسکی تکلیف سے انجان اسکی یاد میں خود تڑپ رہی تھی۔۔

❤❤❤❤

میری بیٹی تمہارے حوالے ہے مرتسم۔

میں اپنی بیٹی کے ہر دکھ سکھ کا جواب تم سے مانگوں گا۔۔

حشر کے روز تمہارا گریبان پکڑوں گا۔۔

حسن بابا ایک آخری بار اس سے ملتے بولے۔

وہ لگ اس وقت ائیر پورٹ پر تھے۔۔

انہیں چھوڑنے ولی۔۔عالم بابا اور مرتسم ائے تھے۔۔

آپ فکر مت کریں بابا آپکی امانت کی حفاظت باخوبی کروں گا۔۔

وہ انہیں یقین دلاتے بولا۔۔

وہ دونوں ایک آخری بار مہر کو دیکھنے کی حسرت دل میں لیے اپنے سفر کی جانب گامزن ہوئے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

دن گزر گیا لیکن مہر نے دروازہ نہیں کھولا۔۔۔باقی سب کو وہ شاہ ولا واپس بھیج چکا تھا۔۔

ولی کسی کام سے باہر گیا تھا۔۔

وہ دبے قدم اسکے روم کی طرف آیا۔۔

لیکن دروازہ ابھی بھی لوک دیکھتے بری طرح سے ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔۔

ادھر ادھر دیکھتے اسے بیک سائیڈ بنی کھڑکی کا خیال ایا۔

اسنے سیکینڈ سے پہلے اپنی سوچ پر عمل کیا تھا۔

صد شکر کہ کھڑکی کھولی تھی۔۔

وہ آرام سے کھڑکی سے اندر کودا ہوا۔۔

کمرے میں نگاہ دوڑائی۔۔تو وہ بیڈ کے ساتھ نیچے بیٹھی نظر ائی۔۔

سر گھٹنوں میں دیے اسکا وجود ہچکیاں بھر رہا تھا۔۔

شائید وہ ابھی تک رو رہی تھی۔۔۔

آہٹ پر اسنے چونک کر سر اٹھایا۔۔

بابا۔۔بھیگی نم آواز میں سرگوشی کی۔ لیکن سامنے مرتسم کو دیکھتے وہ ہونٹ بھینچ گئ۔۔

اب کیوں رو رہی ہیں۔ جبکہ وہ ملنا چاہتے تھے تو کیوں نہیں ملی انسے۔۔اسکے نزدیک ایک گھٹنا ٹکا کر اسے پاس بیٹھتے نرمی سے بولا۔۔

مہر نے آنکھیں صاف کرتے اسے دیکھا۔۔

مجھ میں ہمت نہیں تھی انہیں یوں خود سے دور جاتے دیکھنے کی۔۔

دل تھا کہ شائید وہ رک جائیں۔۔ لیکن وہ چلے گئے۔ خود غرض بن گئے سبکے سب۔۔ کسی کو میری پرواہ نہیں۔ مسی کو یہ خیال نہیں کہ مہر کیسے رہے گی۔۔

کیونکہ مہر تو مر چکی ہے نا۔۔وہ لوگ اسے ایک بے نام گمنام قبر میں دفنا چکے ہیں۔

جیسے انوشے کو دفنا دیا۔۔ فرق صرف اتنا ہے کہ

انوشے کے مردہ وجود کو دفنا جبکہ مجھے زندہ لاش بنا دیا گیا۔۔

وہ بے تاثر لہجے میں بول رہی تھی۔۔

میں کہتی تھی اگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی مجھ سے جدا ہوا تو میں مر جاؤں گی لیکن دیکھیں تین ماہ ہو گئے لیکن میں تو ابھی بھی زندہ ہوں۔

لوگ کہتے ہیں مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔

کسی کے چلے جانے سے وقت نہیں رکتا۔۔ سہی کہتے ہیں۔۔

میرا ابھی نہیں رکا۔

سانسیں نہیں رکتی میری بھی نہیں رکیں۔

بلکل ویسے ہی جیسے سانسوں کے چلنے کی وجہ ختم ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی وہ چلتی ہیں۔

میری بھی وجہ تو ختم ہو گئی لیکن چل ابھی بھی رہی ہیں۔۔

مرتسم سن سا اسے سن رہا تھا۔۔ وہ بے یقین تھا کل تک جو لڑکی اپنے حواس میں نہیں تھی وہ آج اتنی گہری باتیں کر رہی تھی۔۔

مہر نے چہرے موڑ کر اسے دیکھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کیوں نہیں گئے۔۔

سب چلے گئے تو آپ کیوں ہیں۔ مہرماہ کے پاس۔۔

آپ بھی جائیں۔۔ ابھی سب کے جانے سے ایک بار ہی میں صبر کرلوں گی۔۔

آپکو بھی جانا ہی تو ابھی سہی۔۔

وہ انجان نظروں سے اسے دیکھتی بول رہی تھی۔۔

مرتسم نے گہری سانس لی۔۔ آہستہ سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

میں نہیں جانتا باقی سب آپکو کیوں چھوڑ گئے۔ اور کب ملیں گے لیکن مہر آپکا اور میرا رشتہ جو ہے نا مہر

وہ ان سب رشتوں سے زیادہ پاک اور مضبوط ہے۔۔

ہمارا نکاح ہوا ہے مہر۔۔ اور یہ جو نکاح ہے نا مہر یہ فقط لفظ نہیں ہے۔۔

اس لفظ سے کئی۔ رشتے بنتے ہیں۔ سب سے مضبوط اور گہرا رشتہ ایک عورت اور مرد کا بنتا ہے۔۔

صرف دل یا جسم کا نہیں دو روح کا بھی ملاپ ہے یہ۔۔

خدا نے ہر انسان کے لیئے زمین پر اسکا ہم جوڑا اتارا ہے۔۔

اسکے ساتھ ہی ہر انسان میں محبت اتاری ہے۔۔

ہمیں نہیں معلوم ہوتا لیکن جو ہماری روحیں اور دل ہوتے ہیں نا وہ ایک دوسرے کے احساس سے جان

جاتے ہیں کہ یہیں ہے وہ جسے رب نے میرے لیے اتارا ہے۔۔

اور پھر وہ ایک پاکیزہ بندھن میں بندھ کے اپنا ملاپ کرتے ہیں۔

بلکل ویسے ہی ہمارا رشتہ ہے۔ہماری روحیں ایک دوسرے کو پہچان گئیں ہیں اب وہ آپس میں جڑ چکی ہیں۔اور جب روحیں جڑتی ہیں ناوہ جدائی فقط موت ہے۔۔

تو یہ جان لیں کہ یہ جان بے جان تب نہیں ہو گی جب میری جان نکلے گی۔۔

میرا وجود اس دن بے جان ہو گا۔۔ جس دن آپسے جدائی ہو گی۔۔اور وہ دن موت کے دن کے علاوہ اور کوئی دن نہیں ہو گا۔۔

یہ جان لیں کہ آج سے مہرماہ شاہ پر مرتسم میر شاہ سایہ ہے۔۔ جس کبھی بھی جان نہیں چھوڑے گا۔۔

وہ نرمی و محبت سے بول رہا تھا۔۔

مہر مبہوت سی اسے سن رہی تھی۔۔جب وہ ساحر اپنا سحر بکھیر کر آنکھوں میں محبت کا سمندر کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکے مبہوت ہونے پر دھیرے سے مسکرایا۔اہستہ سے اسکے قریب ہوتے اسکا سر اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

مہر نے اسکی آغوش میں تھکی آنکھیں موندے سکون کی تلاش تھی۔۔

❤❤❤❤❤

عالم اور حسن بابا واپس چلے گئے تھے۔۔عائشہ بیگم کی طعبیت دن با دن بگڑتی جا رہی تھی۔وہ ہر وقت بس مہر کو یاد کر کے روتی رہتیں۔حسن بابا نے کئ بار انہیں سچ بتانے کی کوشش کی لیکن ہمت نا کر پائے۔۔اس لیے چپ رہے۔۔

ان دنوں مہر شاہ ولا میں تھی۔ان دو ہفتوں میں مہر نے خود کو سنبھل لیا تھا۔۔پہلے وہ جو زرا سا بول لیتی تھی اب بلکل ایسے ہو گئ تھی جیسے اسے بولنا نا آتا ہوں۔
وہ بس خالی نظروں سے سبکو دیکھتی رہتی۔اگر کوئ بات کر لے تو بس ہم۔ہاں میں جواب دے دیتی۔۔۔

مرتسم خود اسے کھانا کھلا دیتا تو وہ کھا لیتی۔۔مرتسم اسے بلکل کسی بچی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔۔اسے صبح اٹھا کہ ناشتہ کرواتا۔
پھر لنچ ٹائم صرف اس کے لیئے آفس سے آتا۔۔رات میں بھی خود اسے کھلاتا کبھی وہ خود ہی کھا لیتی لیکن وہ پاس ہی بیٹھا ہوتا اور پھر اسے سلا کر ہی واپس اتا۔۔
اہستہ آہستہ وہ اپنے حواس میں لوٹنے لگی تھی۔لوگوں سے ڈرنا کم ہونے لگا تھا۔۔

لیکن وہ مرتسم کی بری طرح سے عادی کو چکی تھی۔۔کچھ دیر کے لیئے بھی وہ مرتسم کو اپنے پاس نا دیکھتی تو پریشان ہو جاتی تھی۔اس لیے مرتسم زیادہ وقت گھر سے ہی آفس کا کام کرتا تھا۔۔

آج مہر کا ڈاکٹر سے چیک اپ تھا۔اس لیے مرتسم اسے ہوسپٹل لایا تھا۔۔پہلے تو وہ لوگوں کو دیکھتی گھبر ائی۔لیکن مرتسم نے اسکے گرد سختی سے حصار رکھا تھا۔۔اس لیے وہ تھوڑا پر سکون رہی۔۔۔

ڈاکٹر سے چیک اپ کے بعد مرتسم اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کرتے نرس کی دی گئ ڈیسکرپشن لینے چلا گیا۔تب تک ایک نرس مہر کو انجیکشن لگانے آئ۔۔

نرس نے جیسے ہی اسے انجیکشن انجیکٹ کیا وہ درد سے بلبلا اٹھی۔۔

آہہہ۔۔یہ کیسے لگا رہی ہیں آپ۔مجھے پین ہو رہا ہے۔۔وہ تکلیف کی شدت سے بولی۔۔نرس نے اسکو غلط طریقے سے انجیکٹ کیا تھا۔

مہر کے یوں درد سے چلانے پر اسنے گھور کر مہر کو دیکھا۔

بلکل سہی لگا رہی ہوں۔ڈرامے مت کرو۔اتنی بھی کوئی نازک نہیں ہو۔۔وہ نخوت سے بولی۔

ابھی ہالف ہی انجیکٹ ہو تھا کہ انجیکشن میں خون آنے لگا۔۔

پلیز مجھے بہت پین ہو رہا ہے۔وہ کسمسائ اور اپنا بازو پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔

نرس نے اسکا دوسرا بازو پیچھے لگتے اسے باز رکھا۔۔

آرام سے بیٹھی رہ۔۔ دماغ خراب کر رہی ہے۔۔ وہ غرائی اور اپنا کام جاری رکھا۔۔

جبکہ مہر کا بازو نیلا پڑنے لگا اور چہرہ سفید۔۔ درد کی انتہاء تھی کہ اسکی سسکی نکلی۔۔

وہ زور سے ہلی۔۔ نرس نے غصے سے انجیکشن چھوڑتے ابھی اسکے بال دبوچنے کے لئیے ہاتھ بڑھایا ہی تھی کہ کسی نے ہوا میں اسکا بازو پکڑتے اسے مہر سے دور کھینچا اور سمجھنے سے پہلے ہی۔

چٹاخ۔۔ کی آواز آئی اور وہ نرس اوندھے منہ نیچے گری۔۔

جبکہ مہر درد سے بے حال گرنے کو تھی جب مرتسم نے اسے سنبھالا۔۔۔

مرتسم نے احتیاط سے اسے بیڈ پر بٹھاتے۔۔ واپس مڑتے اس نرس کو دیکھا۔۔ غصے سے اسکی رگیں پھول گئیں۔۔

جسکا ہونٹ اور ناک پھٹ چکا تھا۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ اٹھ نہیں پائی۔ سفید چہرے سے مرتسم کو دیکھنے لگی۔

مرتسم نے آگے بڑھتے اسکے بازو دبوچتے کھڑا کیا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکی گردن دبوچی۔۔

ہمت بھی کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔جب وہ کہہ رہی تھیں انہیں تکلیف ہو رہی ہے تو پھر بھی کیوں اور تکلیف دی ہاں۔۔اسکی گردن پر دباؤ بڑھایا۔۔تو اسکی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔۔وہ مچلی۔۔ زندگی ہیں وہ میری اور میری زندگی کو یوں تکلیف دے کر تمنے اپنی موت خود بلوائی ہے۔۔وہ دھاڑ رہا تھا۔۔

جبکہ مہر سفید چہرے اور پھٹی آنکھوں سے اسکا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔اسنے پہلی بار مرتسم کو اتنی غصے میں دیکھا تھا۔۔وہ سہم گئی۔۔

شور سے سٹاف اور ڈاکٹر بھاگے آئے تھے۔ بمشکل مرتسم سے اس نرس کو آزاد کروایا تھا۔۔

بس بس کرو مرتسم۔۔ڈاکٹر جو مرتسم کے جاننے والا تھا بامشکل اسے روکا تھا۔۔

ہوا کیا ہے۔۔وہ اس بپھرے شیر کو بامشکل قابو کرتے پوچھ رہا تھا۔۔۔

یہ سٹاف ہے تمہارا یہ۔۔یہ نرس مہر کو غلط وین میں انجیکٹ کر رہی ہیں اور جب وہ بول رہی ہیں انہیں درد ہو رہا تو آگے انکے ساتھ بدتمیزی کر رہی ہیں۔۔

ہمت کیسے ہوئی اسکی مرتسم شاہ کی بیوی کو تکلیف دینے کی۔۔

پورا ہوسپٹل مرتسم شاہ سے واقف تھا وہ آئے روز اپنے بزنس میں ترقی کی وجہ سے نت نئے خبروں میں چھایا ہوتا تھا۔۔سب ہی اسکا یہ روپ دیکھتے حیران تھے۔۔

اوکے ریلیکس۔۔پہلے تمہاری وائف کو دیکھنے دو اسکا حل بعد میں کرتے ہیں۔ڈاکٹر نے مرتسم کی توجہ مہر کی جانب کروائی جو پہلے ہی مرتسم کے اس روپ سے سہمی ہوئی تھی۔

ایک تو درد کی شدت اوپر سے مرتسم کا یہ روپ اور پھر اتنے سارے لوگوں کی موجودگی وہ پل میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئ۔۔

شٹ۔۔وہ جلدی سے اسکی طرف بھاگا تھا۔۔

ڈاکٹر نے مہر کا چیک اپ کیا۔نرس نے واقعی انجیکشن غلط انجیکٹ کیا تھا۔لیکن مہر کی کوششوں سے وہ زیادہ افیکٹ نہیں ہوا تھا۔ورنہ اسکی جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا۔۔

اتنی نازک ہوتی ہیں یہ ہماری رگیں۔۔ایک نس ٹس سے مس اور پھر زندگی بس۔۔

اسے اینٹی ڈوٹ لگا دیا گیا تھا۔۔۔شام کے وقت اسے ہوش آیا تھا۔۔مرتسم اسکے قریب ہی بیٹھا تھا۔۔

مہر نے آنکھیں کھولتے انجان نظروں سے اس پاس دیکھا تھا۔۔چہرہ موڑتے اسکی نظر مرتسم پر پڑی۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مرتسم کو دیکھتے اسے کچھ دیر پہلے کا واقع یاد آیا تو دل سہمی چڑیا کی مانند پھڑ پھڑانے لگا۔۔

اسنے تیزی سے اپنا ہاتھ مرتسم کے ہاتھ سے چڑوایا تھا۔۔اور اسے سہمی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

مرتسم نے اسے ہوش میں آتے دیکھ خاموشی سے اسکے تاثرات نوٹ کیے تھے اور پھر اپنے ہاتھ سے اسکا یوں ہاتھ چھڑوانا اسے اپنے غصے پر افسوس ہوا وہ جانتا تھا وہ اس کے اس رویے سے ڈر گئ ہے۔۔

مہر۔۔اسنے نرمی سے پکارا اور اسکا تھامنے کی کوشش کی لیکن وہ ہاتھ پیچھے کر گئ۔۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔اسنے پھر سے ہاتھ اٹھایا۔۔ لیکن اس بار ہاتھ چہرے کی جانب تھا۔

مہر اسے اپنے چہرے کی جانب ہاتھ بڑھاتے دیکھا جلدی سے ہاتھ چہرے کے آگے کر گئ۔

مرتسم جو اسکے چہرے پر آئے بال پیچھے کرنے لگا اسے یوں خود سے ڈرتا دیکھ لب بھینچ گیا۔۔

یوں مہر کا ہاتھ آگے کرنا اسے طوفانوں کی زد میں لے گیا۔

کیا مہر کو یہ لگا تھا کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا وہ تو ایسا خواب میں سوچ نہیں سکتا کرنا تو دور کی بات۔۔

لیکن ابھی جو کچھ ہوا شائید وہ اس سے سہم گئ تھی۔۔

وہ بس گہری سانس بھر کہ رہ گیا۔۔

نرمی سے مہر کے چہرے سے ہاتھ پیچھے کرتے اسنے مہر کو دیکھا۔جو ابھی تک سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

مرتسم نے جھک کر اسے ہاتھوں پر اپنے لب رکھے۔۔

پھر بینڈ تیج کی گئ جگہ پر لب رکھتے وہ اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں جھپک جھپک کر اسے دیکھ رہی تھی۔

مرتسم کو اسکے انداز پر ٹوٹ کر پیار ایا۔۔بے ساختہ جھکتے وہ اسکی آنکھیں چوم گیا۔۔

مہر جو اسے دیکھنے میں مگن تھی ہوش میں آتی کسمسائ۔۔

مرتسم نے پیچھے ہوتے اسے دیکھا۔جو سرخ چہرے سے نظریں چرا گئ تھی۔۔

وہ دھیرے سے مسکرایا۔۔

💠💠💠

چلیں۔۔وہ اسکے سائیڈ کا دروازہ کھولتے بولا مہر نے خوف سے اسے دیکھا۔۔

نو۔۔وہ نفی میں سر ہلا گی۔

وہ اسے ریسٹورینٹ لایا تھا۔یہاں زیادہ لوگ نہیں تھے لیکن پھر بھی لوگوں کا آنا جانا لگا تھا۔۔

مہر نے یوں لوگوں کو دیکھتے گاڑی سے نکلنے سے ہی انکار کر دیا۔۔

مرتسم نے گہری سانس لی۔۔

اور اسکے قریب جھکا۔۔۔ مجھ پہ بھروسہ ہے ۔۔۔اسکے دونوں ہاتھ تھام کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔

مہر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

پھر اس بھروسے کو مضبوط رکھیئے میں ہوں نا ساتھ۔۔

مرتسم نے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔۔

وہ اسکو نارمل کرنا چاہتا تھا تاکہ پھر سے وہ اپنی زندگی جی سکے۔۔ویسے ہی جیسے پہلے تھی۔۔

مہر نے مضبوطی سے اسکا ہاتھ تھامتے نیچے قدم رکھے۔۔

مرتسم کی شال جو مرتسم نے گاڑی میں اسکے کندھوں پر پھیلائی تھی اسکو مضبوط سے تھام لیا۔اور اسکے ہمقدم چلنے لگی۔۔

اسکے لئیے چیئر کھینچتے مرتسم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

رسیٹورینٹ کا مینیجر جو مرتسم کو جانتا تھا وہ جلدی سے انکے ٹیبل کی طرف آیا۔۔

مرتسم نے کارنر کا ٹیبل منتخب کیا تھا۔۔سب سے الگ تھلگ۔۔

مہر بھی تھوڑا پرسکون بیٹھی تھی۔۔ لیکن پھر بھی وہ سہمی نظروں سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔

جب کسی آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھ اسکا رنگ تیزی سے سفید پڑا۔۔مرتسم نے اسکے چہرے کے بدلتے رنگ کو بغور دیکھا۔تب تک مینیجر انکے پاس پہنچ چکا تھا۔۔

مہر نے تیزی سے مرتسم کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔مرتسم نے اسکا ہاتھ دباتے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔۔

ویلکم سر۔۔ویلکم میم۔۔

مرتسم نے سر ہلانے پر اتکاف کیا۔

Thanku Soo much for coming..

آپ لوگوں نے کچھ آڈر بھی نہیں کیا۔۔

ویٹر۔۔

اس سے پہلے کہ مرتسم اسے کچھ کہتا وہ ویٹر بلا چکا تھا۔۔

مرتسم نے خود ہی دونوں کے لیئے آڈر کیا تھا۔۔

کوئی بھی پروبلم ہوئی تو مجھے ضرور بتایئے گا۔۔

Have a nice dinner--

وہ کہتا جا چکا تھا۔

ان سب میں مہر بلکل خاموش نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔ہاں لیکن مرتسم کے ہاتھ پر اسکی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی۔۔

ریلیکس کچھ بھی نہیں ہوا۔۔ مرتسم نے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔۔ کھانا آنے پر وہ دونوں کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

مہر نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا۔۔ کھانا کھانے کے بعد مرتسم اسے گھر واپس لے آیا۔۔۔ آج کے لیئے اتنا بہت تھا۔۔

اسکے بعد یہ سلسلہ رکا نہیں وہ اسے کبھی کہاں تو کبھی لے جاتا وہ بھی آہستہ آہستہ نارمل ہو رہی تھی۔

جب اسے مرتسم کے پیرینٹس کی موت کا پتہ چلا تھا وہ انوشے کے لیئے بھی صبر کر چکی تھی۔۔

مرتسم اسے ہر جمعہ کو قبرستان لے جاتا۔۔

حسن بابا نے اسکے لیئے فون کیا لیکن اسنے انسے بات کرنے سے انکار کر دیا۔۔

سب نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ اپنی ضد پر آڑی رہی۔۔

وہ آہستہ آہستہ نارمل ہو رہی تھی۔ سب سے بات بھی کر لیتی سبکو لگتا تھا کہ وہ نارمل ہو رہی ہے۔۔

لیکن مرتسم جانتا تھا وہ اندر سے بلکل خالی ہو گئ ہے۔ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کے مر رہی ہے۔۔۔

وہ بس چاہتا تھا کہ وہ کسی طرح اپنے اندر کا وبال نکال دے ایک بار اپنے اندر کی وحشت کو کم کرے ۔۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے۔

ماما۔۔۔ماما۔۔۔

ہانیا اور حاشر بھاگتے ہوئے آتے ماہم کی پکار رہے تھے۔۔

مہر جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سب کے ساتھ باہر بیٹھی تھی اسنے چونک کر ان بچوں کو دیکھا۔۔

ماہین بھابھی جو اپنے مائیکے گئی ہوئی تھیں لیکن انہیں سب پتا تھا مہر کے بارے میں وہ آج واپس آئی تھیں

۔۔۔

حاشو (حاشر) اور ہانی (ہانیا) جلدی سے بھاگ کر آنے کی وجہ سے سلپ ہو کر گر پڑے۔اس سے پہلے

کہ کوئی کچھ کہتا یا وہ دونوں روتے۔۔

مہر جو انکو ہی دیکھ رہی تھی بے ساختہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

ہانی اور حاشو جو رونے کی تیاری کر رہے تھے مہر کو ہستے دیکھ خود بھی ہس پڑے۔۔

مرتسم جو ابھی وہاں آیا تھا مبہوت ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔

مہر سبکی نظریں خود پر محسوس کرتی یکدم چپ ہو گئی۔۔ہسنے کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں نمی آنے لگی

تھی۔۔

اس سے اسکی براؤن آنکھیں بلکل کانچ کی سی مانند لگ رہی تھیں۔۔

سب حیران کھڑے اس کانچ کی گڑیا کو دیکھ رہے تھے۔۔جو ہستے ہوئے اتنی پیاری لگی تھی جیسے کلی کھل کر گلاب ہوئی ہو۔۔

مہر جھنپ گئی۔۔ہونٹ کاٹتے وہ سر جھکا گئی۔۔

ماشاءاللہ۔ماما نے بے ساختہ اسکا ماتھا چوما۔۔ایسے ہی ہستی رہا کرو بچے۔۔ماما اسکا چہرے اٹھاتی بولیں۔۔

انکے اتنے پیار کر مہر کی آنکھیں جو پہلے ہی نم تھیں انسے آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔۔لیکن وہ جلدی سے چہرہ جھکاتی چھپا گئی۔۔

لیکن مرتسم کی نظروں سے نا چھپ سکا وہ سمجھ سکتا تھا اس وقت اسکی حالت کیا ہو گی۔۔

اسے شدت سے عائشہ ماما کی یاد آئی تھی۔۔جلدی سے آنسو صاف کرتے اسنے ان بچوں کو دیکھا تھا۔۔جو کبھی کس کی گود میں جاتے تو کبھی کس کی۔۔

ماہی ماما یہ گڑیا کون ہے۔۔

ہانیا ماہم کا بازو کھینچتے مہر کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔

اسکے یوں گڑیا کہنے پر سبکے لبوں پر دبی دبی مسکان آ گئی۔۔

وہ واقعی گڑیا جیسی تھی۔۔

چاکلیٹی براؤن بال۔۔ گھنی پلکیں اس پر بھوری آنکھیں جو سنہری کانچ کی سی مانند لگتی تھیں۔۔ تیکھی ناک میں چمکتی لونگ۔۔ بھرے بھرے عنابی لب اور لبوں کے نیچے چمکتا سیاہ تل۔۔ چہرے کی شادابی لوٹ آئی تھی۔۔ گالوں میں گلابی پن پھر سے چھلکنے لگا تھا۔۔

یہ گڑیا مرتسم چاچو کی ہے۔۔ماہم اسکے قریب جھکتے آہستہ سے بولی۔۔

مرتسم چاچو کی گڑیا۔وہ حیرت زدہ ہو کر چیخ کر بولی تو سب نے اسے دیکھا۔۔

جبکہ مہر اسکے اسطرح کہنے پر سرخ ہو گئی۔۔اسنے پہلو بدلتے مرتسم کو دیکھا جو لب دبائے اسے ہی دیکھ رہا ہے وہ جلدی سے نظریں چرا گئی۔۔۔

یس۔۔ماہم کے سر ہلانے پر وہ دونوں ایکسائیٹڈ سے مہر کی طرف بڑھے۔۔

ویٹ ویٹ۔۔ماہم نے جلدی سے دونوں کا بازو پکڑا۔۔

بٹ آپ انہیں انی بلاؤ گے۔۔اوکے۔۔

لیکن کیوں ماما یہ تو چاچی ہیں۔۔حاشر سمجھداری سے بولا۔۔

ماما نے جیسے بولا ہے ویسے کرو باقی سب ماما بعد میں بتائیں گی۔۔ماما نے کچھ سختی سے کہا تو وہ دونوں سر ہلا گئے۔۔

فلحال وہ اسے چاچی کہتے تو مہر ڈسٹرب ہو جاتی۔۔ویسے بھی ابھی صرف نکاح ہوا تھ پوری طرح سے رخصتی ابھی نہیں ہوئی تھی اس لیے ماہم نے انہیں کہا تھا۔۔

اسلام علیکم انی۔۔وہ دونوں اسکے دائیں بائیں آتے بولے۔۔

مہر نے سر ہلا کر زیر لب جواب دیا۔۔

اور انکے قریب نیچے بیٹھی۔۔

کیا نیم کا آپکا وہ دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔۔مہر کو بچے بہت پسند تھے یہ بات سبکو آپ پر چلی تھی۔۔

میں حاشر آپ مجھے حاشو بھی کہہ سکتیں۔۔اور یہ میری سسٹر ہانیا۔آپ اسے ہانی بول سکتیں۔۔۔

وہ ہانیا کا ہاتھ تھامتا بولا۔۔

ہمم تو مجھ سے دوستی کرو گے۔۔وہ دونوں کے آگے ہاتھ بڑھاتی بولی۔۔

تو وہ دونوں یس کہتے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئے۔۔

وہ دونوں اسے اپنے ساتھ لے گئے۔۔مہر بھی مسکراتی انکے ساتھ چلی گئی۔۔

سب نے مسکرا کر مطمئین ہوتے انکے پشت دیکھی تھی۔

مرتسم مطمئین تھا تھوڑا بہت ہی سہی وہ اپنے خول سے تو نکلی۔۔۔

مرتسم نے اسے دیکھا جو حاشر کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ جو اسنے سوچا وہ کرے یا نا کرے۔۔ لیکن ایسا کرنا ضروری تھا۔۔ اسے اپنے ساتھ ہوئی مہر کی کچھ دن پہلے والی گفتگو یاد ائی۔۔

مہر مجھے بات کرنی ہے آپسے۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑتے اسے بٹھاتے بولا۔۔

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اپنے کیا سٹدی کی ہے۔۔

جی۔۔ وہ الجھ گئی۔۔

میں پوچھ رہا ہوں کیا پڑھا ہے آپنے۔۔ اپ پانچ باہر گئی تھیں نا سٹدی کے لیئے۔۔ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

میڈیکل کی سٹڈی۔۔ بتاتے آنسو اسکے حلق میں اٹکے تھے۔ کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔۔

پیشے سے کیا ہیں آپ۔۔ پھر سے پوچھا گیا۔۔

ڈاکٹر۔۔۔ سائیکولیجیسٹ۔۔ ایک آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔۔

آپ ایک ڈاکٹر ہیں مہر۔۔۔ ڈاکٹر کا کام ہے لوگوں کی حفاظت کرنا۔۔ خدا کے بعد لوگوں کے لیئے وہی ہوتے ہیں۔۔ اور آج کل تو اچھے ڈاکٹرز کی بہت کمی ہی۔۔

آپ ایک سائیکولیجسٹ ہیں اور یہاں بہت کم ایسے ڈاکٹرز ہیں۔۔اپ اتنا پڑھ کر اپنی محنت کیوں ضائع کر رہی ہیں۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے اسے سمجھائے۔۔۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔وہ حیران پریشان سی بول رہی تھی۔۔

میں چاہتا ہوں آپ کوئی ہوسپٹل جوائن کریں۔۔ہاوس جاب کریں۔۔یا پھر اگر آپ چاہتی ہیں تو ہم آپکا اپنا ہوسپٹل بھی بنوا سکتے ہیں۔۔

مہر نے یکدم اپنے ہاتھ اسکے ہاتھ نکالے تھے۔۔

آپ ک۔کیا۔ک۔کہ ر۔رہے ہیں۔۔م۔میں ک۔کیسے۔۔۔میں۔۔

اسکے الفاظ ٹوٹ گئے۔۔

آپ کیوں نہیں آپ ڈاکٹر ہیں یہ آپکا فرض ہے۔۔۔وہ بے چینی سے اسکے ہاتھ تھامتا بولا۔۔مہر کے بے مول ہوتے آنسو اسے بے چین کر رہے تھے۔۔

نہیں میں نہیں کر سکتی۔۔میں کیسے کر سکتی ہوں۔۔وہاں پہ بہت لوگ ہونگے میں کیسے۔۔نہیں میں نہیں۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی رونے لگی تھی۔۔

مہر پلیز میری بات سنے۔۔

نو۔۔وہ اس سے ہاتھ چھڑواتی بھاگ گئ۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

چاچو۔۔چاچو۔۔حاشر کے ہلانے وہ خیال سے باہر ایا۔۔

حاشر کو اٹھاتے اسنے اسے پیار کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔

اس دن کے بعد بھی مرتسم نے بہت کوشش کی لیکن وہ نہیں مانی۔۔

اس لیے آج وہ یہ قدم اٹھانے پر مجبور ہوا تھا۔۔کہ شائید وہ مان جائے۔۔

حاشو چلو سونے کا ٹائم ہو گیا ہے جاؤ شاباش۔۔حاشر جو بھیجتے اسنے مہر کو دیکھا۔۔جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

کیا ہوا شاہ کوئی کام ہے۔۔مہر نے اس وقت تک اسے یہاں دیکھتے پوچھا۔۔

مرتسم نے اسے جواب دیا بغیر اسکا ہاتھ تھامتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

شاہ۔۔کیا کر رہے ہیں آپ۔۔

مرتسم نے اسے اپنے کمرے میں لاتے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔

اسے جواب دیے بغیر اسنے دروازہ لاک کیا۔۔

مہرا بھی بھی حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

رات کے دس بج رہے تھے۔۔ وہ آج حاشر کو اپنے ساتھ سلانے لائی تھی لیکن مرتسم نے اسے بھی بھیج دیا اور اسکو اس طرح سے اپنے کمرے میں لایا وہ کچھ سمجھ نہیں پائی۔۔

مرتسم نے گہری سانس بھرتے آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں۔۔ جانے وہ کیا ریئکشن دیں گی۔۔

مرتسم نے مڑتے دوبارہ اسکی جانب قدم بڑھائے۔۔

اسکے نزدیک رکتے مرتسم نے اسے دیکھا پھر اسکا ہاتھ سے تھامتے اسے دیکھتے نرمی سے بولا۔۔

میں کون ہوں اپکا۔۔؟

جی۔۔؟ وہ سمجھ نہیں پائی۔۔

ہمارا نکاح ہوا ہے نا تو پھر ہم میاں بیوی ہوئے نا۔۔ وہ آہستہ سے اسے اپنے قریب کرتے بولا۔۔

مہر نے سر ہلا دیا۔۔ لیکن انکل نے بولا تھا کہ ابھی صرف نکاح۔۔ وہ عالم بابا کی بات یاد کرتی بولی۔۔

لیکن وہ اسلیے کہا تھا کہ آپکے بابا کی خواہش تھی آپ ڈاکٹر بن کے اپنا ایک نام بنائیں۔۔ پھر اسکے کچھ سال بعد ہماری رخصتی کر دیتے۔۔

لیکن اب آپ تو نہیں چاہتی کہ آپ ایسا کچھ بھی کریں۔۔ تو پھر کیا فائدہ اتنا انتظار کرنے کا۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بول رہا تھا۔

ت۔تو۔پ۔پھر۔۔مہر نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔۔

تو پھر یہ کہ۔۔مرتسم نے جھٹکے سے اسکے کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی جانب کھینچا۔۔

وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے الگی۔۔

میں چاہتا ہوں آج سے ہم اپنے رشتے کی شروعات کریں ایک میاں بیوی کی طرح۔۔۔

م۔مطلب۔۔مہر نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے ہونے کی کوشش کی۔۔۔

مطلب یہ کہ ہر طرح کی دوری کو مٹاتے۔۔ایک دوسرے کی روح میں اتر جائیں تاکہ کوئی دوری باقی نا رہ سکے۔۔ایک دوسرے میں سما جائیں۔۔

وہ اسکے بالوں کے قریب گہری سانس بھرتا سرگوشی میں بولا۔۔

مہر کے چہرے نے بروقت رنگ بدلے تھے۔۔اسکی قربت سے اسکا دل اتنی تیز دھڑکن رہا تھا کہ ابھی باہر آجائے۔۔اسے اس سے ڈر بھی لگ رہا تھا تھوڑا۔اور پھر اسکی بے باک باتیں سنتیں وہ کانوں کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔

مرتسم نے ہاتھ سے ہلکا سا اسکا چہرہ اٹھاتے اسکے ماتھے پر سلگتے لب رکے تھے۔۔

ماتھے سے ہوتے اسکی نم آنکھیں چومی تھی۔۔۔

نو۔۔نہیں۔۔مہر کسمسائی۔۔اسکا وجود کپکپا گیا۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔

کپکپاتا وجود۔۔لرزتی پلکیں اور کانپتے ہونٹ۔۔وہ یہ سب صرف مہر کو ماننے پر مجبور کرنے کے لئیے کر رکا تھا۔۔لیکن اب وہ اسکی قربت میں خود کو پگھلتا محسوس کر رہا تھا۔۔

ش۔شاہ۔۔مہر نے اس سے دور ہونے کی کوشش کی۔۔

لیکن مرتسم نے گرفت مضبوط کرتے اسکے دائیں رخسار کو لبوں سے چھوا۔۔

پھر بائیں گال پر لب رکھتے۔۔۔نرمی سے چھوا تھا۔۔

گال سے ہوتا اسکو تھوڑی پر آیا۔۔اسکی تھوڑی کو چومتے مرتسم نے اسکی ہونٹ کے نیچے چمکتے تل کو دیکھا۔۔

پھر نرمی سے جھکتے وہاں اپنے لب رکھے۔۔وہ ابھی تک اسے نرمی سے چھو رہا تھا۔۔

اسکے لرزتے گلابی لبوں کر دیکھتے اسے شدت سے اپنا حلق سوکھتا محسوس ہوا۔اس سے پہلے کہ وہ اسکے لبوں پر جھکتا مہر نے اسے پوری قوت سے پیچھے کیا تھا۔گرفت ڈھیلی ہونے سے وہ اسکے حصار سے نکل ائی۔۔

مرتسم جو اسمیں کھویا تھا ہوش میں آتے اسے دیکھا۔۔

جو کانپتی روتی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔اپ نے ہی تو منع کیا ہے۔۔جب آپ اس طرف نہیں جانا چاہتی تو ہمیں اپنے فیوچر کے بارے میں کچھ سوچنا چاہئیے۔۔

مرتسم اسے پھر سے تھامتے بولا۔۔

بولیں کریں گی وہ کام۔۔اسنے پھر سے پوچھا۔۔

مہر نے بے بسی سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر بہک جائیں میری قربت میں اور مجھے بھی بہکنے دیں۔۔

وہ بہکے سے لہجے میں بولتے اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔

مہر کا وجود جیسے ساکت ہو گیا۔

مرتسم اس گلابی پنکھڑیوں پر جھکے مدہوش ہوا تھا۔وہ جیسے اپنا مقصد بھول چکا تھا۔بس اسکی قربت میں بہکا سا مدہوش تھا۔۔

مہر کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تو وہ تیزی سے پھڑپھڑائی۔۔مرتسم کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔انسو تیزی سے بہنے لگے۔۔۔

اسے یوں پھڑپھڑاتا دیکھ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا لیکن اسے سانس لینے کا موقع دیے بغیر اسکی گردن میں منہ دیے جگہ جگہ اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔

مہر جو گہری سانس بھرتی اپنی سانس نارمل کر رہی تھی۔اسکے یوں گردن پر جھکنے سے اسکا وجود کانپ کر رہ گیا۔

ش۔شاہ۔۔پ۔پلیز۔۔۔وہ شدت سے رونے لگی۔۔مرتسم نے اسکی قربت میں مدہوشی سے بند ہوتی سرخ انکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

اسے چھوڑتے گہری سانس لیتے اسنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

اسکے کانپتے وجود کو دیکھتے مرتسم نے اسے خود میں بھینچنا چاہا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے کو کھسکی۔۔

ایم۔س۔سوری۔۔ا۔اپ جیسا۔ک۔کہیں گے۔۔میں کروں گی۔۔ہس۔پٹل بھی ج۔جاوں۔گی۔۔پلیز۔۔

اسکا سانس اٹکنے لگا۔۔

مرتسم نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا کہ وہ سچ میں مان گئ۔۔لیکن پھر اسکے رکتی سانس دیکھتے جھٹکے سے اسے کھینچتے خود سے لگایا۔۔

ریلیکس۔۔اوکے اوکے سانس لیں۔۔۔۔۔کچھ نہیں کررہا میں۔۔

لمبا سانس لیں۔۔

اسکی پیٹھ رب کرتے وہ اسے بیڈ پر بٹھاتے تیزی سے کمرے سے باہر نکلا۔۔

سیکنڈز میں واپس آیا تھا۔۔اسکے ہاتھ میں انہیلر تھا۔۔

جلدی سے اسے انہیل کرواتے اسکے نڈھال وجود کو اپنی بانہوں میں بھرا۔۔

۔سوری۔۔س۔سوری میری جان۔۔۔

مہر نے سانس بحال ہوتے حیرانگی سے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔جسکا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔۔سانس بھی پھولا ہوا تھا۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے اسے سانس کی کمی ہو۔۔سہی معنی میں اسکی جان ہر بن آئی تھی۔۔اسے اب اپنے اس قدم پر افسوس ہو رہا تھا۔۔

ش۔شاہ میں ٹھیک ہوں۔۔اسکے گال پر ہاتھ رکھتے اسنے نرمی سے کہا۔۔

مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مہر نے پلکیں جھپکاتے جیسے اسے کہا ہو کہ ٹھیک ہوں میں۔۔

وہ اسکے اس ادا پر قربان ہوا تھا۔۔

بے اختیار جھکتے اسکی آنکھوں کو لبوں سے چھوا۔۔

ای۔ایم۔سوری۔۔پھر سے کہا۔۔

آپ سوری مت بولیں مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔اور غلطی میری ہے۔۔مجھے پہلے ہی سمجھنا چاہئیے تھ۔جانے کتنے لوگوں کو میری ضرورت ہوگی جسے ہی جیسے ابھی مجھے سانس کی ضرورت تھی۔۔ا۔اپنے یہ سب اس لیے کیا نا کہ میں م۔مان جاوں۔۔

معصومیت سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

مرتسم نے مسکراتے اپنی زندگی کو دیکھا تھا۔

حال:

تیاری پوری رکھنا اس بار کسی قسم کی کوئی غلطی کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔۔

Is that clear?

عینا نے سبکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔

اوکے تو پھر چلو۔۔

سب کے ہاں میں سر ہلانے پر وہ لوگ اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے تھے۔۔

❤❤❤❤

وہ لوگ اس وقت ریشماں بائی کے کوٹھے کے گرد اپنا پہرہ لگا چکے تھے۔۔

باسط کو اپنے خبری سے معلوم ہوا تھا کہ آج ریشماں بائی کے کوٹھے پر آنے والی نئی لڑکیوں کو آگے دبئ بھیجا جانے والا ہے۔۔وہ لوگ ان لڑکیوں کو وہاں سے آزاد کرنے والے تھے۔۔

فلحال بانو بائی سے الجھنا نہیں چاہتے تھے۔۔

❤❤❤❤

امن کنگ کا آڈر ہے آج جو مال دبئ سپلائی ہونے والا ہے۔اسکی سیکورٹی تم خود ایک بار چیک کر لو۔ تا کہ کوئی گڑ بڑ نا ہو۔۔

کبیر کے کہنے پر امن نے بیزاری سے اسے دیکھتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

کبیر بھی اسکے پیچھے ہی نکلا تھا۔۔

❤❤❤❤

جلدی آگے چلو۔۔

کوٹھے پر سے نکلے ٹرک کو دیکھتے باسط نے اپنی ٹیم کو آڈر دیا تھا۔۔

وہ لوگ اس ٹرک کے زرا سا پیچھے ہی تھے۔۔

شام چھ بجے کا وقت تھا۔ سردی اپنے عروج پر تھی سردی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔

اندھیرے کی وجہ سے گاڑی کی ہیڈ لائیٹس چمک رہی تھیں۔۔

زرا سا دور ایک اڈے پر ٹرک روکتے ڈرائیور باہر نکلا۔ ٹرک کے ٹھیک سامنے ایک گاڑی کھڑی تھی۔۔

ٹرک کے رکتے ہی اس گاڑی میں سے مکمل سیاہ لباس میں دو آدمی نکلے تھے۔۔ انکے چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔۔

عینا اور باسط کی گاڑی سب سے آگے تھی وہ لوگ صاف تو نہیں لیکن ہلکا ہلکا دیکھ پا رہے تھے۔۔

امن نے سر پر کیپ ٹھیک کرتے اس ڈرائیور سے ساری ڈیٹیلز لیں۔۔

ایک بار مجھے خود چیک کرنے دو۔ اسکے کہنے پر ڈرئیور اور کبیر کے چہرے کے رنگ اڑے۔۔

امن اب کیا چیک کرنا۔۔سب سہی تو ہے۔۔

کبیر ہڑبڑاہٹ میں بولا۔امن نے سرد نظروں سے اسے دیکھتے۔ڈروائیور کو ٹرک کا پچھلا دروازہ کھولنے کا کہا تو وہ ڈرتے ڈرتے دروازہ کھول گیا۔۔

ٹرک کے اندر موجود لڑکیوں کو دیکھتے امن کا دماغ بھک سے اڑا۔۔

بارہ سے چودہ لڑکیاں جو ڈری سہمی سی بیٹھیں تھیں۔انکے آگے اور پیچھے چار بوڈی گارڈز تھے۔۔

امن نے قہر برساتی نظروں سے کبیر کو دیکھا۔۔

کیا ہے یہ سب تمنے تو کہا تھا اس ٹرک میں مال ہے۔۔لیکن یہاں تو یہ لڑکیاں۔۔وہ کبیر کا گریبان پکڑتا غرایا تھا۔۔

اا۔امن یہ ک۔کنگ۔۔وہ بات کرتا ہکلایا۔

امن کا زوردار تماچہ اسکا منہ بند کروا گیا۔۔

عینا اور باسط نے الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھا کہ آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں۔۔

لیکن پھر انکی نظر ٹرک کے اندر بیٹھی ان لڑکیوں کو پڑی تو باسط نے اپنی ٹیم کو ریڈی رہنے کا بولا۔۔

اس سے پہلے امن اسے اور کچھ کہتا اچانک سے وہاں پولیس کے بجتے سائیرن نے سوائے امن کے ان سب کو بوکھلا دیا۔۔

زین لوگوں کے وہاں پہنچتے ہی عینا اور باسط اپنی ٹیم سمیت اپنی گاڑیوں سے اترے تھے۔۔

امن لوگوں کے پاس اس وقت سیکورٹی کم تھی کیونکہ انکا سوچنا یہ تھا آج تک کسی کو خبر نہیں کوئی تواب کیا ہوتی۔ لیکن یہ صرف انکی غلط فہمی تھی اور اب انھیں اس بات کا اندازہ اچھے سے ہو چکا تھا۔۔ باسط اپنی ٹیم سمیت ان پر حملہ کر چکا تھا۔۔

کبیر اور امن سرعت سے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔۔

عینا اور کچھ اور لڑکیاں دانین سمیت ٹرک میں جمع لڑکیوں کی طرف بھاگی تھیں۔۔

امن لوگوں کے پاس اس وقت صرف چار سے پانچ گارڈز سے اس لیے وہ لوگ ان پر بھاری پڑ گئے۔۔ ڈرائیور تو بھاگ چکا تھا۔۔

باقی رہے گارڈز جن میں تین کو وہ لوگ ادھ موا کر چکے تھے اور دو ابھی گھتم گھتا تھے۔۔

جلدی کرو۔۔ وہ لوگ لڑکیوں کی رسیاں کھولتے جلدی سے انہیں باہر نکال رہے تھے۔

انکے پاس بھی ایک وین تھی جس میں وہ لوگ لڑکیاں شفٹ کر چکے تھے۔۔

❤❤❤❤

امن جسے کبیر زبردستی اپنے ساتھ لیے گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔ اسکا ہاتھ اچانک اپنی پاکیٹ پڑا لیکن ۔وہ رک گیا کیونکہ اسکی پاکیٹ میں جو چیز تھی وہ اب وہاں نہیں تھی۔

اسنے تیزی سے پیچھے کی جانب قدم بڑھائے۔۔

عینا اور باسط اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے جب ایک گارڈ جو شائید بچ گیا تھا جلدی نے گن اٹھاتے ان پر تان چکا تھا۔۔

امن نے ٹرک کے نزدیک رکتے ادھر ادھر دیکھا اسے اپنی مطلوبہ چیز تو نظر آ گئی لیکن وہ ساکت رہ گیا اسے اپنے قریب وہ خوشبو محسوس ہوئی تھی جو اسکے روم روم میں بس چکی تھی۔

کسی کا احساس ہوا تھا۔۔اور باقی رہی سہی کسر اسکی بے ساختہ نکلی چیخ نے پوری کر دی تھی۔۔

وہ گارڈ جو سرعت سے انکے سامنے آتا گن تان چکا تھا۔۔عینا کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

اسنے تیزی سے گن کا ٹریگر دبایا تھا۔۔

لیکن امن نے اس سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ اوپر کی طرف کیا تھا۔۔

عینا اور باسط اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔۔

امن نے سیکینڈ سے پہلے اس گن کا رخ گارڈ کی طرف کرتے گولی چلائی تھی۔وہ گارڈ وہیں ڈھیر ہو گیا۔۔

عینا کی ساکت پلکوں میں جنبش ہوئی اس نے نیلی آنکھوں میں ایک جنون سا اٹھتا دیکھا تھا۔۔

ایک آگ کی سی لپک۔لیکن جیسے ہی وہ آنکھیں اسکی آنکھوں سے ملیں عینا نے ان آنکھوں کو سیکینڈ سے پہلے جھکتے دیکھا تھا۔۔

لیکن جھکنے سے پہلے وہ ان آنکھوں میں اپنے لیے عقیدت واحترام دیکھ چکی تھی۔۔ پھر اسنے اس وجود کو جھکی آنکھوں سمیت قدم پیچھے کی جانب جاتے دیکھا تھا۔۔ وہ ساکت کھڑی رہ گئ۔۔

عینا۔۔ عین تو ٹھیک ہے۔۔ دانین نے اسے جھنجھوڑ ڈالا وہ ہوش میں ائ۔۔

میں ٹھیک ہوں آپی۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔

چلو جلدی سے نکلو۔۔

لڑکیوں کو ان گھر پہنچانے کا کام دانین اور زین کا تھا۔۔

عینا اور باسط نے ان سے تھوڑی بہت پوچھ گچھ کی اور واپسی کی راہ لی۔۔

❤❤❤❤

کیا سوچ رہی ہیں۔ باسط نے اسے گہری سوچ میں گم دیکھتے پوچھا تھا۔۔

یہی کہ اسنے اپنے ہی آدمی کو کیوں مار دیا۔۔

وہ گہری سوچ میں گم بولی تھی۔۔

میں بھی وہی سوچ رہا تھا۔۔ اسکے پاس موقع تھا لیکن اسنے ہمیں جانے کیسے دیا۔

خیر جو بھی تھا۔ ہمارے لیے تو اچھا ہوا۔۔ وہ ہلکے انداز میں بولا تھا۔۔

عینا نے سر ہلا دیا۔۔

❤❤❤❤

امن نے اسے دیکھا ہاں وہ وہی تھی۔۔وہ اسے لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ہجوم میں بھی۔۔اور اندھیرے میں بھی۔

لیکن اس گارڈ کو ٹریگر چلاتے دیکھ اسے اپنے وجود میں چنگاری سی محسوس ہوئی تھی۔وہ بنا سوچے سمجھے اس پر گولی چلا گیا۔۔

اسنے خود پر ساکت ہوئی براؤن آنکھوں کو دیکھتے ان آنکھوں میں دیکھا تھا۔لیکن وہ سرعت سے آنکھیں جھکا گیا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے اسنے ہاتھ میں پکڑے بریسلیٹ کو اوپر کرتے دیکھا تھا۔۔

چھوٹے چھوٹے چاند اندھیرے میں چمک رہے تھے۔۔امن کی حالت غیر ہونے لگی۔۔اسنے بریسلیٹ جیب میں ڈالتے شرٹ کے بٹن کھولے اسے گھٹن سی ہو رہی تھی۔۔دل کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔

اسنے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔۔

کبیر پہلے ہی امن کے اشارے پر وہاں سے جا چکا تھا۔۔

غاز۔۔غاز۔۔وہ گہری نیند میں تھا جب اسے اپنے چہرے پر نرم گرم ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا۔۔

اسے کسی نے بازو پکڑ کر ہلایا۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

ہاں۔۔کیا ہوا۔۔کیا ہوا روز۔۔وہ آنکھیں مسلتے اٹھ بیٹھا۔۔

غازی مجھے بھوک لگی ہے۔۔زرنور نے روہانسی لہجے میں کہا۔

ابھی۔۔؟اسنے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے دو بجا رہی تھی۔۔

زرنور کے زور و شور سے سر ہلانے پر وہ ہاتھ سے اپنی جمائی روکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کیا کھانا ہے۔۔؟اسے دیکھتے پوچھا۔۔

زرنور کی آنکھیں چمکیں۔۔گول گپے۔۔وہ تیزی سے بولی۔۔

تو غازنے اسے گھورا۔۔تمہیں ہر روز اسی ٹائم پہ گول گپوں کی بھوک کیوں لگتی ہے زر۔۔دانت پیستے کہا۔۔

مجھے نہیں بے بی کو لگتی ہے غاز۔۔معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے کہا۔۔

غازی اسے گھورتے اٹھا۔۔۔وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے چل دی۔۔

بیٹھوں بناتا ہوں۔۔وہ اسے کچن میں بنے سلیب پر بٹھاتا بولا۔۔

وہ روزرات کو اسے اسی وقت جگاتی تھی۔۔پہلے دن جب اسنے جگایا تو وہ ڈر گیا تھا کہ اچانک کیا ہوا۔۔

لیکن جب اسنے کہا کہ بھوک لگی ہے۔۔۔تو غازی نے اسے گھورتے کیا کھانا پوچھا۔۔؟

آگے سے گول گپے کہنے پر غازی کا دل کیا اسے ایک لگائے جو اسے دل کا دورا دے کر مزے سے بتا رہی تھی۔۔

وہ اب چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال کرتا تھا۔کیونکہ پریگننسی میں وہ بہت چڑچڑی ہو جاتی تھی۔ کبھی رونے لگتی تو کبھی اسے بلاوجہ کا غصہ آنے لگتا۔۔

لیکن جب ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ سب پریگننسی میں عام ہے تب سے وہ تھوڑا زیادہ محتاط تھا کہ کسی بھی طرح سے زرنور خوش رہے۔۔

وہ روزرات کو خود ہی اسے گول گپے بنا کے دیتا تھا۔۔ کبھی کبھار تو وہ جب تک بناتا زرنور وہیں بیٹھے بیٹھے سو جاتی تھی۔۔

غازی نے اسے خود کھلائے تھے۔۔

بس۔۔ تھوڑے سے ہی کھا کر اسنے بس کر دیا۔۔

نیند سے زرنور کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں ں۔

غازی اسے اٹھاتے روم میں لایا۔۔اسے بیڈ پہ لٹاتے کمبل ٹھیک کیا۔۔

اسنے یونہی اپنا فون اٹھایا تو احمر کے میل دیکھتے رک گیا۔۔

آنکھیں سکیڑتے اسنے وہ میلز دیکھیں جسمیں لکھا تھا کہ کنگ کو کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔۔

اسلامباد سے دبئ جانے والی لڑکیاں آزاد کروالی گئ ہیں۔

وہ پڑھ۔کر مسکرایا۔۔

لیکن اگلا میسیج دیکھتے اسکے ماتھے پر بل پڑے کیونکہ یہ کام انکا نہیں کسی اور کا تھا۔۔کسکا اس بات سے احمر بھی انجان تھا۔۔

ہمارے علاوہ کون ہو سکتا ہے جو کنگ تک پہنچ سکتا ہے۔۔

وہ بس سوچ کہ رہ گیا۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کیسے۔۔

کہاں مر گئے تھے تم سب کے سب۔۔ کنگ غصے و تیش میں دھاڑ رہا تھا۔۔

دوسری بار دوسری بار ہمارا مال پکڑا گیا ہے۔۔۔ آخر کسی کی اتنی جرات ہو گئ۔۔

امن نے سرد نظروں سے کنگ کا چلانا چیخنا دیکھا۔۔وہ سکائپ پہ اس سے بات کر رہا تھا۔۔

جب کنگ اپنے آدمیوں پر دھاڑا۔۔

تم کہاں تھے کیا کر کیا رہے تھے تب۔۔ تمہارے ہوتے ہوئے وہ لوگ لڑکیاں کے کیسے گئے۔۔

کنگ کا رخ اب سکرین پر نظر آتے امن کی طرف تھا۔۔

کنگ کا لہجہ مشکوک تھا۔۔

یہ کن چکروں میں پڑ رہے ہو امن۔۔ بھول گئے ہو صنف نازک کیسی ہوتی ہے۔۔ چلتا پھرتا دھوکا ہے وہ۔۔

اپنے مقصد کو بھول گئے ہو امن۔۔۔وہ تنز کر رہا تھا۔۔۔

امن نے خاموش سرد نظروں سے کنگ کو دیکھا اور پھر اپنے سامنے بیٹھے کبیر کو جسنے اسکے دیکھنے پر تھوک نگلا تھا۔۔

بیسٹ نا تو اپنے مقصد کو بھولا ہے نا پیچھے ہٹا ہے۔۔

لیکن آپ شائید بھول رہے ہیں۔۔صنف نازک سے کھیلنے کا شوق آپکو ہے مجھے نہیں تو مجھے ان سب کاموں سے دور رکھا کریں۔۔

بھول گئے ہیں آپ کہ ہماری ڈیل تھی آپ اب عورت زات کو ہمارے دندھے میں شامل نہیں کریں گے۔۔وہ غرایا تھا۔۔

میں اپنے کہنے ہر چلتا رہا۔لیکن آپ وعدہ خلافی کر رہے ہیں۔اود بیسٹ سے وعدہ خلافی کا مطلب جانتے ہیں نا۔۔

وہ دھاڑا تھا۔۔

کنگ کا چہرہ پھیکا پڑا۔۔

امن میں کچھ بھی نہیں بھولا۔۔یہ لڑکیاں تو بانو بائی خود ہمارے حوالے کر رہی تھی اسے پیسے چاہئیے تھے اور ہمیں لڑکیاں کوئی زبردستی تو نہیں بھیج رہا تھا میں۔۔

کنگ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

دیکھو امن تم میرے لیے میرے بیٹوں کے جیسے ہو۔ مینے تمہیں پالا ہے اس مقام تک پہنچایا ہے۔۔میں کیوں تمہارا برا چاہوں گا۔۔وہ اموشنل ایکٹینگ کرتے بولا۔۔

امن نے بے زارگی اسکا ڈرامہ دیکھا اور ٹھپ سے سکرین اوف ہو گئ۔۔

کنگ کا چہرہ بے عزتی کے احساس سے سرخ پڑا۔۔

❤❤❤❤

اا۔امن۔م۔میں تو۔بس کنگ کو۔۔

امن کا زور دار مکا اسکا منہ بند کر گیا۔۔کچھ ہی دیر میں کبیر زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔۔

امن نے اسکے قریب بیٹھتے سگریٹ سلگھائ۔۔

اگر آئندہ یہ زبان کنگ کے سامنے کھلی یا کچھ بھی الٹا سیدھا بولا تو یہ زبان بولنے لائق ہی نہیں رہے گی۔۔وہ جلتی سگریٹ اسکے منہ کے قریب کرتے بولا۔

کبیر نے خوف سے اس جلتے شعلے کو دیکھتے سر ہلایا۔۔

امن نے گارڈ کو اشارہ کرتے اسے ہوسپٹل کے جانے کا بولا اور خود سٹڈی میں بند ہو گیا۔۔

❤❤❤❤

آخر وہ ہے کون جو میرے عصاب پر اس طرح سے چھارہی ہیں۔ کیوں وہ ہمیشہ مجھے بے بس کر دیتی ہیں۔ کیوں انکے سامنے یہ دل ڈھڑک ڈھڑک کر پاگل ہو جاتا ہے۔۔

کیوں انکے سامنے آنے سے میری سانسیں انکی محتاج ہو جاتی ہیں۔

آخر کیوں مجھے تو نفرت ہے ناصنف نازک سے لیکن انسے کیوں نہیں کوتی۔۔

کیوں کہ انکے سامنے موم کا ڈھیر بن کر پگھل جاتا یوں۔۔

وہ دشمن ہیں میری۔۔۔مجھے دنیا کے سامنے بے نقاب کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن کیوں آخر وہ اس فیلڈ سے جڑی ہی کیوں۔۔

وہ تو ڈاکٹر ہیں نا پھر یہ سب اسکا دماغ الجھ گیا۔۔

اسے نورین نے ہی بتایا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہے۔۔

تھک کر آنکھیں موندے اسنے سگریٹ کا گہرا کش کیا تھا۔۔اسکے سامنے بریسلیٹ میں چھوٹے چھوٹے چاند ستارے جھلملا رہے تھے۔۔

یہ اس واقع کے کچھ دن بعد کی بات تھی۔۔عینا اور باسط کی ٹیم بہت مطمئین تھی انکی اتنی بڑی جیت ہوئ جسکی پارٹی بھی وہ لوگ منا چکے تھے۔۔

عینا آیت سے ملنے ارسل ولا گئ تھی۔۔۔

وہ دونوں کچن میں کھانا بنا رہی تھی جب آیت کو چکر ایا۔۔۔

وہ لڑکھڑائ۔۔ایت۔۔عینا نے اسے سنبھالا۔۔کیا ہوا۔۔عینا نے جلدی سے اسے بٹھاتے پانی پلایا۔

پتا نہیں چکر آرہے ہیں دو تین سے یہی ہو رہا۔۔

دو تین دن سے۔۔تونے ڈاکٹر کو چیک کروایا۔۔ارسل کو پتہ ہے۔۔؟عینا نے پریشانی سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ہلکا سے چکر ہی تھا شائید ویکنیس کی وجہ سے اس میں بتانے والی کیا بات تھی۔۔

کیوں بات نہیں تھی پاگل ہے تو چل ابھی میرے ساتھ ہوسپٹل چل۔۔عینا نے اسے لتاڑا۔۔

نہیں عینا میں بلکل ٹھیک ہوں معمولی سا چکر ہی ہے۔۔

آیت ضدمت کر چل۔۔

وہ اسے زبردستی ہوسپٹل لے آئ تھی۔۔

ڈاکٹر عینا کے ہوسٹل کی ہی تھی سو اسے جانتی تھی۔۔اسنے اسکا چیک اپ کیا اور کچھ ٹیسٹ کروانے کو کہا تھا۔۔فلحال انہیں بتایا کچھ نہیں۔۔

میم یہ ٹیسٹ کی رپورٹ کسکے نام کی ہے۔۔نرس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔

وہ ڈاکٹر عینا کے۔۔ ابھی ڈاکٹر نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسکا فون رنگ ہونے لگا۔ڈاکٹر فون کی طرف متوجہ ہو گئ۔۔

نرس نے عینا کا نام سنتے رپورٹس ڈاکٹر عینا شاہ کے نام کی دے دیں۔۔

ڈاکٹر جب فون سے فری ہوی تو وہ نرس وہاں سے جا چکی تھی۔۔ڈاکٹر اسے بعد میں بتانے کا سوچتی اپنا کام کرنے لگی۔۔

❤❤❤❤

زینی آج شاہ ولا آئ تھی۔۔وہ لوگ سب باتوں میں مصروف تھے جب زینی نے اپنے بجتے فون کو دیکھتے ایکسکیوز کیا تھا۔وہ باہر کی جانب بڑھ گئ۔۔جب وہ فون پہ بات کرتے مڑی تو وہ سامنے سے آتی ملازمہ سے ٹکرا گئ۔۔

اندھی ہو کیا نظر نہیں اتا۔۔وہ اس ملازمہ پر چلائ۔۔

س۔سوری میم غلطی ہو گئ۔۔وہ ملازمہ معافی مانگتی نیچے گری فائل اٹھانے لگی۔۔

زینی سر جھٹکتے وہاں سے جانے لگی جب اسکی نظر نیچے گری فائل پر گئ۔۔

ادھر دو۔وہ ملازمہ فائل لے کر جاتی جب زینی نے اسے روکا۔۔

میم یہ عینا میم کے لیئے ہے۔۔وہ ملازمہ گھبرائ سی بولی۔۔

میںنے کہا ادھر دو مجھے۔۔میں دے دوں گی اسے۔۔وہ سختی سے بولی۔ملازمہ نے فائل اسکے حوالے کر دی۔۔

زینی نے اسکے جاتے ہی جلدی سے فائل کھولی۔۔

پریگننسی رپوٹس۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔

عینا کے نام کی پوزیٹو رپورٹس دیکھتے وہ حیران رہ گئی۔۔اسے بہت بڑا دھچکا لگا تھا۔۔

لیکن عینا اور مرتسم کی رخصتی نہیں ہوئی ابھی تو یہ۔۔وہ الجھی۔۔

لیکن پھر کچھ سوچتے اسکی آنکھیں چمکیں۔۔

ماما میرا کوئی پارسل آیا تھا کیا۔۔عینا سیڑھیوں سے اترتی بولی۔۔اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا زینی کی بلند آواز وہاں گونجی تھی۔۔

کہیں تم یہ تو نہیں ڈھونڈ رہی۔۔زینی فائنل بلند کرتی بولی۔۔

اسکی تیز آواز پر وہاں خاموشی چھا گئی۔۔

عینا نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔وہ ایسے تمسخر سے کیوں بول رہی تھی۔۔

کیا ہے زینی۔۔ماما نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔۔

یہ تو آپ اپنی لاڈلی بہو سے پوچھیں نا کیا ہے یہ۔

کیوں عینا تم بتاؤ گی یا میں بتاو۔۔وہ طنزیہ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔

مرتسم نے سرد نظروں سے اسے دیکھا۔۔

پہیلیاں نہ بجھوا زینی کیا ہے یہ۔۔عینا تم بتاؤ کیا ہے یہ۔۔ماہم اپیا نے پوچھا تھا۔۔

پریگننسی رپورٹس ہیں ماما آپکی لاڈلی بہو کی وہ بھی پوزیٹیو۔۔زینی عینا کے بولنے سے پہلے بول اٹھی۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو زینی۔۔

ماہم غصے سے بولی۔۔

بکواس نہیں کر رہی سچ بول رہی ہوں وہی سچ جو یہاں ان رپورٹس پر لکھا ہے۔۔بن بیاہی ماں۔۔۔

عینا کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔

زینب کیا کہہ رہی تھی اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔وہ بس ساکت سی اسے دیکھتی رہی۔۔

زینب۔۔وجدان بھائی کی آواز اونچی تھی۔۔انہوں نے آگے بڑھتے زینی سے وہ رپورٹس چھینی تھیں۔۔جیسے جیسے وہ پڑھتے جا رہے تھے انکی آنکھوں میں اور چہرے میں بے یقینی تھی۔۔

انہوں نے بے یقینی سے سر اٹھاتے عینا کی طرف دیکھا جو انکی بے یقین نظریں خود پر محسوس کرتی جھٹکے سے ہوش میں آئے تھی۔۔

انکے ہاتھ سے رپورٹس لیتے اسنے تیزی سے نظر دوڑای۔۔ لیکن وہاں۔

وہی لکھا تھا جو زینی کہہ رہی تھی۔۔

اسنے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

ی۔ہ میری۔ نہی۔ نہیں یہ۔۔اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔یہ میری نہیں ہیں۔۔یہ جھوٹ ہے۔وہ نفی میں سر ہلاتی تیزی سے مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔مرتسم نے سختی سے مٹھیا بھنچیں تھیں۔۔۔

ہمیں پتہ ہے بچے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔وجدان بھائی اسے اپنے حصار میں لیتے بولے تھے۔۔

غلط فہمی کیسی۔۔تمہارا نام لکھا ہے۔۔اور ریزلٹ پوزیٹیو۔۔

لیکن مینے کوئی ٹیسٹ نہیں کروائے تو یہ میری کیسے ہو سکتی ہے وہ زینی پر چلائی۔۔۔

مرتسم بے تاثر نظروں سے زینی کو دیکھ رہا تھا اسکے چہرے سے جاننا مشکل تھا کہ اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔

شاہ۔۔شاہ یہ میری نہیں مجھے نہیں پتہ یہ کیسے۔۔یہ رپورٹس میری نہیں شاہ۔۔وہ تیزی سے مرتسم کی طرف لپکتی بولی تھی۔

مرتسم نے ایک سخت و سرد نظر زینی پر ڈالی۔۔اپنے سامنے کھڑی عینا کو ایک ہاتھ سے اپنے حصار میں لیتے اسنے اسکا سر چوما۔۔

شاہ کی جان۔۔شاہ کو پتہ ہے۔۔اپنے کہہ دیا نا تو بس۔۔۔۔

وہ اسکے بال سہلاتا نرمی سے بولا۔۔

زینی نے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا کہ۔۔

میری بیوی نے کہہ دیا وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی تو بس بات ختم۔۔وہ سرد لہجے میں بولا۔۔

ایسے کیسے بات ختم اگر یہ عینا کی نہیں تو پھر کسکی ہیں۔۔وہ اسکے عینا کے لیئے اتنے نرم لہجے پر سلگ کر بولی تھی۔۔

عینا جو مرتسم کے سینے میں منہ دیے رونے میں مصروف تھی۔۔زینی کے سوال پر پلٹ کر اسے دیکھا۔

بس کرو زینی ماما نے سختی سے اسے کہا۔۔ ہمیں عینا پر پورا یقین ہے۔۔

ایک منٹ۔۔۔اس سے پہلے کہ زینی پھر سے کچھ کہتی عینا تیزی سے بولی اسکے دماغ میں یکدم سے دھماکہ ہوا۔

مرتسم کا حصار توڑتے اسنے تیزی سے ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے۔

ڈاکٹر سندس کا نمبر ملایا تھا۔۔فون سپیکر پر تھا۔۔

ہیلو۔۔اسکے ہیلو کہنے پر عینا تیزی سے بولی۔۔

ڈاکٹر سندس عینا بول رہی ہوں۔۔کل میں آیت کے ساتھ آپسے اسکا چیک اپ کروانے آئ تھے۔۔اور اسکے ٹیسٹ بھی کروائے تھے اپنے۔۔

جی جی مجھے یاد ہے عینا۔۔ڈاکٹر سندس بولیں تھیں۔۔

اور مبارک ہو۔۔

She is one month pregnant..

لیکن آپکو بتانا یاد نہیں رہا وہ نرس نے غلطی سے رپورٹس پر آیت کی جگہ آپکا نام لکھ دیا تھا۔۔ہیلو سن رہی ہیں اپ۔۔

جی جی۔۔ تھینکیو سو مچ۔۔میں بعد میں بات کرتی ہو آپ سے۔۔

اب کیا کہوں گی زینی۔۔بات کی تصدیق کیے بغیر اسکو یوں نہیں بڑھانا چاہیئے تھا تمہیں۔۔

عینا کا لہجہ سخت تھا اسنے پہلی بار زینی سے اتنے سخت لہجے میں بات کی تھی۔۔

سبکی نظریں خود پر محسوس کرتے زینی کا سر شرمندگی سے جھک گیا۔۔

ایم سوری میں تو بس وہی کہہ رہی تھی جو یہاں لکھا تھا۔۔وہ حلق تر کرتی بولی۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہارا منہ توڑ دوں۔۔۔مرتسم دھاڑا تھا۔۔

وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

وہیں اسکی دھاڑ کر اسکے حصار میں کھڑی عینا کپکائی۔۔اسنے سختی سے مرتسم کی شرٹ دبوچی تھی۔۔

ماضی:

مہر نے ہوسپٹل جوائن کر لیا تھا۔وہ آہستہ آہستہ مکمل زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی۔۔بلکہ لوٹ آئی تھی۔۔۔۔

فرق صرف اتنا تھا کہ اب وہ پہلے کی طرح بات بات پر قہقے لگا کر ہستی نہیں تھی۔بس ہلکا سا مسکرا دیتی۔۔بظاہر تو وہ خوش نظر کی نظر آتی تھی سبکو لیکن صرف وہی جانتی تھی وہ اندر سے کیسے بکھر چکی تھی۔۔

زندگی اپنی ڈگر کی طرف لوٹ آئی تھی۔۔ لیکن ایک بار سے طوفان تب چھایا جب عینا اپنے سٹاف کے ساتھ کراچی ایک کانفرس کے لیئے گئی تھی۔۔۔

مرتسم خود اسے لے کر گیا تھا۔۔اسنے چھ ماہ بعد اپنی آنکھوں سے پھر سے اسے دیکھا تھا۔ بلکل ویسے ہی جیسے چھ ماہ پہلے آخری بار دیکھا تھا۔۔

کانفرس کے بعد آتے ہوئے راستے میں انکی گاڑی خراب ہو چکی تھی۔مرتسم اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہتے خود اس پاس کسی سے مدد کے لیئے گیا تھا۔۔

عینا سیٹ سے سر ٹکائے باہر سڑک پر نظریں جمائیں بیٹھی تھی اچانک اسے کسی کے چلانے کی آواز ائی۔۔ جیسے کوئی مدد کے لیئے زور زور سے پکار رہا ہو۔۔

پہلے تو اسنے وہم سمجھتے اپنا سر جھٹکا لیکن آوازیں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔۔

اسنے گاڑی سے نکلتے مرتسم کو تلاش لیکن وہ اسے کہیں نظر نا ایا۔ چیخنے کی آوازیں تیز ہوتی جارہی تھیں
۔۔

اسے پھر سے انوشے یاد ائ۔ اسے لگ رہا تھا جیسے انوشے اسے پکار رہی ہو۔۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں قدم آواز کی جانب بڑھاتی گئ۔۔۔۔
مرتسم جو مدد کے لئیے آدمی کو لے کر واپس آرہا تھا اسنے دور سے مہر کو اس طرف بھاگتے دیکھ کیا تھا۔وہ اسکی پیچھے لپکا۔۔
مہر۔۔ مرتسم نے اسے پکارا لیکن وہ نہیں رکی۔
مہر جنگل میں اندر تک اچکی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ آگے قدم بڑھتی وہ ساکت رہ گئ۔۔
کیونکہ اسکے بلکل سامنے عارض تھا۔۔
بلکل وہی منظر تھا جو اسسے چھ ماہ پہلے آخری بار دیکھا تھا۔۔
عارض کسی لڑکی پر جھکا ہوا اسکے ہونٹوں کو چھونے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ لڑکی اسکی کی گرفت میں مچل رہی تھی۔۔
وہ حیوان پھر سے کسی پھول کو نوچ رہا تھا۔۔ مہرماہ کو اس لڑکی میں انوشے نظر ائ۔۔
وہ ایک ہی جست میں اس تک لپکی۔۔

نوشے۔۔نوشے تو تو مل گئ۔۔مجھے پتہ تھا تجھے کچھ نہیں کو سکتا۔۔۔تو فکر مت کر میں ہو نا تجھے کچھ نہیں ہو گا۔۔

وہ عاض کو پوری قوت سے دھکا دیتی اس لڑکی کی طرف بڑھی تھی۔۔جو نڈھال سی تھی۔۔

عارض نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

ہاں وہ وہی وہ مہرماہ شاہ ہی تھی۔۔۔لیکن مہرماہ شاہ تو مر چکی تھی نا تو پھر یہ۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتا۔۔

مہر۔۔۔کے نام کی پکار پر وہ جلدی سے ہوش میں آتا وہاں سے بھاگا تھا۔۔

مہر۔۔مرتسم اسے دیکھ چکا تھا وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھا جو اس نیم بے ہوش لڑکی کو خود میں چھپائے ہوئے ساتھ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔

میں تجھے کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔میں چھپا لوں گی تجھے ہم عارض کو مار دیں گے۔۔

مرتسم جب اسکے قریب پہنچا تو وہ یہی الفاظ دہرا رہی تھی۔۔

مہر۔۔مہر مرتسم نے اسے جھنجھوڑا۔۔

کیا کر رہی ہیں آپ یہاں پہ۔۔کون ہے یہ لڑکی۔۔

شاہ یہ۔۔یہ میری انو۔۔دیکھیں۔یہ۔۔

مہر نے اس لڑکی کا چہرہ سامنے کیا لیکن یہ تو انو نہیں تھی۔۔

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تو وہ لڑکی جو اسکے سہارے تھی لہرا کر زمیں پر گری۔۔

ش۔شاہ وہ ا۔اگیا وہ عارض۔۔وہ انو کو۔بلا رہی تھی وہ۔۔

وہ بے ربط جملے بول رہی تھی۔۔

مہر بس۔۔مرتسم نے اسے خود میں بھینچا۔۔بس میری جان کوئی نہیں ہے یہاں پہ۔۔

کوئی عارض نہیں ہے۔۔نہیں ہے انو شے۔۔مرتسم نے اسکا چہرہ تھامتے اسے سمجھایا۔۔

نہیں شاہ وہ تھا۔وہ یہیں پہ تھا۔۔اس سے پوچھیں۔۔وہ تھا۔۔اسنے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔۔

مرتسم نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا۔۔مگر اسی پل نظریں پھیر گیا۔اسکا لباس پھٹ چکا تھا۔۔

مہر اسے ہماری مدد کی ضرورت ہے پلیز۔ہوش میں آئیں۔۔مرتسم نے سختی سے اسے جھنجھوڑا وہ خاموش ہو گئی۔

مہر نے اس لڑکی کو دیکھا پھر اپنی شال اتارتے اسکے گرد لپیٹ دی۔اسکے پاس ڈوپٹہ تھا۔۔

پھر وہ دونوں گاڑی ٹھیک کرواتے اسے اسلام اباد لے آئے تھے۔کیونکہ زیادہ راستہ نہیں بچا تھا۔۔۔

وہ سیدھا ہوسپٹل آئے تھے۔۔مہر کو کچھ ہوش نہیں تھا۔مرتسم اس لڑکی کو ہوسپٹل ایڈمیٹ کروا کے مہر کو گھر لے ایا۔پولیس کیس بن رہا تھا۔اس لیے اسنے زین کو انفارم کر دیا۔۔

مہر بس ایک کٹی ڈالی کی طرح اسکے ساتھ کھینچی جا رہی تھی۔۔

وہ اسے سیدھا فلیٹ ہی لے آیا جو اسنے مہر کے لیئے لے رکھا تھا۔۔

❤❤❤❤

مرتسم نے احتیاط سے اسے بٹھاتے اسکے ہاتھ پر بینڈ تج کی جہاں کھینچا تانی میں اسے چوٹ لگی تھی۔۔

مہر۔۔۔اسنے نرمی سے پکارا۔ لیکن وہ ایک نقطے کو تکتی رہی۔

مہر۔۔پھر سے پکارا۔۔ مہر نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔۔

وہ وہی تھا۔ مینے خود دیکھا وہ وہی تھا۔۔اور نوشے وہ وہ بلا رہی تھی۔ چیخ رہی تھی وہ تھی۔۔ہاں وہ تھی۔۔انسو گال بھگونے لگے

اور پھر وہ چھ ماہ بعد جو سنبھل چکی تھی اس شدت سے روئی کہ مرتسم سے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔

اگلے دو دن تک وہ بخار میں میں تپتی رہی مرتسم نے گھر والوں کو بس یہی بتایا کہ اسے اپنے گھر کی یاد آرہی تھی۔۔ویسے بھی وہ شاہ ولا نہیں احمد ولا رہتی تھی جہاں ولی اور ایک بزرگ عورت ہوتیں۔۔

ولی اور مرتسم کے علاوہ کسی کو بھی سچائی معلوم نہیں تھی۔۔

❤❤❤❤❤

اسکی حالت کچھ ٹھیک کوئی تو اسے اس لڑکی کا خیال ایا۔
اسکے ضد کرنے پر ولی اسے اس لڑکی سے ملوانے لایا تھا۔وہ لڑکی ٹھیک تھی خطرے سے باہر تھی۔
اسکا نام عدن تھا۔۔
عدن نے پھر اسے بتایا کہ وہ ایک پرائیوٹ انویسٹیگیر ہے۔۔اور پھر کنگ کے گینگ کے بارے میں اور عارض اس گینگ کا حصہ ہے یہ سب اسی نے بتایا تھا۔۔
عارض کے وہاں ہونے کی تصدیق بھی ہو چکی تھی۔۔
عدن نے اسے بتایا تھا کہ وہ فیلڈ میں اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لئیے آئی تھی لیکن خود بھی اسکا شکار ہونے والی تھی۔۔اگر مہر اور مرتسم اسے نا بچاتے تو۔۔
مرتسم اور ولی کا کہنا تھا کہ مہر کو بھی عارض کے خلاف رپورٹ کرنی چاہئے۔کیس ہونا چاہئیے تاکہ انوشے کو انصاف مل سکے لیکن انہیں سب سے بڑا جھٹکا تب لگا جب عینا نے لائیر بننے کا کہا۔۔
اور اس فیلڈ میں جانے کا۔۔مرتسم اور ولی کو کیا اعراض تھا۔لیکن لائیر بننے کے لئیے اسے پھر سے اپنے اگلے کئی سال لگانے پڑتے۔

سو اسنے لائیر کالج کی ڈگری ہی لی تھی باقی کچھ کورسز۔۔۔پیسے پھینکنے کی دیر تھی ڈگری اسکے ہاتھ میں۔۔

لیکن مسلہ یہ تھا کہ سب مہرماہ شاہ کو جانتے تھے کوئی بھی اسکے پاسٹ تک پہنچ سکتا تھا۔۔

اس لیے اسکانام مہرماہ شاہ سے عیناشاہ کر دیا گیا جو کہ دانین کی مرضی کا تھا۔۔

تب سے سب کے لیئے عینا اور عین بن گئ۔۔

مہر سے بلکل مختلف۔ہمت والی۔بہادر ہر ڈر کاڈٹ کر سامنہ کرنے والی۔

لیکن مرتسم شاہ کے سامنے وہ بلکل کسی بچی جیسے ہی تھی۔معصوم سی۔جو صرف دنیا کو دکھانے کے لیئے چالاک ہونے کا ناٹک کرتی۔۔وہ اس سے ضد کرتی اس سے ناراض ہوتی۔۔فرمائش کرتی۔لاڈ اٹھواتی۔۔

مرتسم نے اسے گاڑی چلانا۔بائک ریسینگ۔۔گن چلانا یہاں تک کہ گھڑ سواری بھی سکھائ تھی۔۔

بلکہ اسے کھانا بنانا بھی مرتسم نے ہی سکھایا تھا۔۔

جب پہلی بار اسنے کھانا بنایا تھا تو اسکا حال کچھ ایسا تھا۔۔

مرتسم اسے اپنے ساتھ گاؤں لایا تھا۔بی جان گاؤں کے کسی گھر گئ ہوئ تھیں اور بھابھی سو رہی تھیں۔

جب وہ کچھ کام نپٹا کے لوٹا۔عینا کو ڈھونڈ ھتے وہ کچن تک ایا۔۔

عین یہ کیا ہے۔ یہ کیا کیا اپنے ہر طرف بکھری چیزیں دیکھتے مرتسم نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

کھانا بنا رہی تھی شاہ۔ وہ مصروف سی بولی۔۔

کھانا۔۔ وہ صدمے سے بڑبڑایا یوں لگ رہا تھا جیسے کچن میں طوفان آیا ہو۔۔ خود بھی وہ بکھری حالت میں تھی۔۔

ہمم۔۔۔ عینا نے سر ہلایا۔۔

کیا بنایا ہے۔۔ مرتسم نے اسے دیکھتے ہیں پوچھا۔۔

عینا نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔

مٹر چکن۔ مٹر پلاو۔۔ مٹر پنیر۔۔ انکھیں پٹپٹاتے کہا۔۔

سب بن گیا۔۔ مرتسم نے شوک سے پوچھا۔۔

نا۔۔ عینا نے نفی میں سر ہلایا۔۔ یہ سب تو صرف سوچا تھا۔۔ نزاکت سے کہا۔۔

تو پھر بنایا کیا۔۔ مرتسم نے چونک کر پوچھا۔۔

مٹر۔۔ فورا جواب ایا۔۔

مرتسم نے بے ساختہ لب دباتے اپنی ہسی کنٹرول کی۔۔

وہ ایسی حرکتیں کرتی تھی کہ مرتسم کو بلکل پانچ سالہ بچی لگتی۔۔

وہ پوری طرح سے عینا بن چکی تھی جسکے اس پاس کوئ غم نہیں بھٹکتا تھا۔۔

وہ ارسل۔۔عادی۔شہریاد اور آیت مل کر سبکو پریشان کرتے تھے۔

ارسل اور وہ دونوں تو کرائیم پاٹنر تھے۔

ولی سے اسکا رشتہ بہن بھائی سے بڑھ کر تھا۔۔

وہ ان سب کے لیئے انکی عین تھی۔ہستی مسکراتی۔زندگی سے بھرپور لڑکی۔۔

❤❤❤❤❤

اسی دوران ماہم اور وجدان جنکا بچپن میں ہی نکاح ہو گیا تھا۔۔انکی شادی کی تاریخ طے کر دی گئ تھی۔۔

بے شک وہ ایک ہی گھر میں تھے لیکن انہوں نے رسم نبھاتے باقاعدہ رشتہ ڈالا تھا۔۔

اسی ہسی خوشی میں شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں۔۔

سب لوگ عیشاء کے بعد جمع ہوتے اور رات مل کر شغل لگاتے اسی میں مایوں کا دن آچکا تھا۔۔

ہر طرف شور اٹھا تھا۔۔لڑکیاں اپنی تیاریوں میں مصروف تو لڑکے گھر کی تیاریوں میں جنکا شادی میں یہیں کام ہوتا ہے۔۔اسی بھاگ دوڑ میں آخر کو شام ہو گئ تھی۔۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔۔

لڑکیاں سب ایک طرف تو لڑکے سب ایک طرف تھے۔۔

چھوٹا سا فنکشن تھا اس لیے زیادہ لوگ نہیں تھے۔۔

نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا اس لیے فنکشن اکھٹا تھا۔۔

لڑکیوں میں سب نے ایک طرح کی ڈریسنگ کی تھی۔۔
پرپل اور ییلو کلر کے کمبنیشن میں شرارے پہنے ہوئے ہوئے تھے۔۔
وہ لوگ ماہم کو ایک دوپٹے کے سائے میں جھولے کی طرف لا رہی تھیں۔۔
ماہم نے فل پیلے کلر کا شرارہ پہنا ہوا تھا۔ساتھ پھولوں کی جیولری اور لائیٹ سے میکاپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔
لڑکے جو پہلے ہی وجدان کو لا چکے تھے سب سیدھے کھڑے ہوئے۔۔
مرتسم جو ارسل کی کسی بات کر اسے گھور رہا تھا اسکے ٹھوکا مارنے پر سامنے کی طرف دیکھا۔۔وہ ساکت کھڑا رہ گیا۔۔
پرپل کرتی جو اسکے گھٹنوں تک تھی۔اسکے دامن۔۔گلے اور بازوں پر ہلکا سا گولڈن کام تھا۔۔ساتھ ہی پرپل شرارہ اسکے ساتھ ییلو ڈوپٹہ جسکے باڈر پر کام ہوا تھا۔۔
گھنی پلکوں کو مسکارے سے سجایا ہوا تھا۔لائٹ سی لپسٹک تھی۔۔چاکلیٹی بالوں کو ہالف کیچر میں باندھے وہ مرتسم شاہ کی دھڑکنیں بڑھا چکی تھیں۔۔

مرتسم کو پہلے اپنی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی لیکن جیسے جیسے وہ قریب آتی جارہی تھی اسے اپنی دھڑکن میں رقص ہوتا محسوس ہوا۔۔

دوپٹے کے سائے میں ماہم کے ساتھ وہ وشہ کی کسی بات پر کھکھلا رہی تھی۔۔مرتسم نے یہ منظر آنکھوں کے زریعے دل میں اتارا تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔

بس کردے بھائی تیری ہی ہے۔۔ارسل نے اسکے گلے میں بازوڈالتے اسے لتاڑا تھا۔۔

مرتسم نے چونک کر عینا سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا۔

ارسل اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکا بازوہٹاتے مرتسم نے بالوں میں ہاتھ چلاتے گہری سانس بھری۔۔

وہ خود بھی اس وقت بلیک کرتے میں لڑکیوں کے دلوں پر چھایاہوا تھا۔۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب عینا نے یہاں وہاں نظریں دوڑاتے اسے تلاش کیا۔۔۔وہ دھیرے سے مسکرادیا۔۔

❤❤❤❤❤

عینا لوگوں نے ماہم کو لاکر وجدان کے برابر بٹھادیا۔۔

اسکے بعد رسم شروع ہوئی۔۔بڑوں کے بعد اب بچے اپناہلہ گلا جاری کیے ہوئے تھے۔۔

عینانے ماہم کو ہلدی لگاتے شرارت سے ارسل کو دیکھا جسنے وشہ کو زبردستی ہلدی لگائی تھی۔۔

کچھ سوچ کہ وہ لب دانتوں میں دباتی مسکرائی تھی۔۔

مرتسم جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی حرکت پر گہرا مسکرایا۔۔

ارسل۔۔عینا نے اسے پکارا۔۔

ہاں کیا ہوا۔۔اسنے مڑتے عینا کو دیکھا۔۔

وہ تمہیں وہاں شائید کوئی بلا رہا ہے۔۔عینا نے معصومیت سے اسے دیکھتے دوسری طرف اشارہ کیا تھا۔۔

کہاں۔۔ارسل نے اس طرف دیکھا۔۔

عینا نے تیزی سے ہلدی سے بھرا دوسرا ہاتھ اسکے چہرے پر مل دیا۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔سب کے قہقے گونجے تھے۔۔

ارسل نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔تو رک اب میں بتاتا ہوں تجھے۔۔

وہ جلدی سے ہاتھ بھرتا اسکے پیچھے بھاگا۔۔

پہلے پکڑ تو لے۔۔عینا کھکھلا کر وہاں سے بھاگی تھی۔۔

رک اب بھاگ کہاں رہی ہے۔۔۔ارسل اسکے پیچھے بھاگتا بولا۔۔

ارسل پہلے تونے شروع کیا تھا۔بس کر اب تو۔۔اہہہ

وہ ہیل میں بامشکل بھاگتی بولی تھی لیکن اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ سامنے کسی سے ٹکراتی تیزی سے آنکھیں میں چکی تھی۔۔

مرتسم جو انکی شرارت پر ہوتا فون سننے باہر کی طرف جارہا تھا۔۔اچانک سے عینا بھاگتی اس سے ٹکراتی زمین بوس ہوتی وہ اسے اپنے مضبوط حصار میں قید کرچکا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

عینا نے گرنے کے ڈر سے انکھیں میچیں ہوئ تھی۔۔۔

لیکن خود کو سہی سلامت پاکر اسنے ایک آنکھ کھول کر دیکھا۔۔

سامنے مرتسم کو دیکھتے اسنے پوری آنکھیں کھولیں۔۔

میں بچ گئ شاہ۔۔وہ خوش ہوتی بولی۔۔

مرتسم نے لب دباتے مسکراہٹ کنٹرول کی۔۔

اسنے اسے سیدھا کیا۔۔

ہا۔۔۔عینا کا منہ کھل گیا۔کیونکہ اسکے ہاتھ جو ہلدی سے رنگے تھے۔مرتسم کا بلیک کرتا غرق کر چکے تھے۔۔

سوری شاہ۔۔ مینے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔وہ منمنائی۔۔
ارسل کب کا وہاں سے کھسک چکا تھا۔۔

لیکن کیا تو ہے نا۔۔مرتسم نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔۔
اب اسکی سزا بھی ملے گی۔۔

ہیں کونسی سزا۔۔عینا نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

مرتسم نے نا محسوس انداز میں ارد گرد دیکھا۔وہ لوگ لان کے پچھلے حصے میں کھڑے تھے۔۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

عینا نے الجھ کر اسکے تاثرات دیکھے۔۔

مرتسم نے اسے دیکھتے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے گال سے مس کیا۔۔ جس سے ان پر لگی ہلدی مرتسم کے رخسار پیلے کر گئ۔۔

اسکا منہ کھل گیا۔۔ مرتسم اسکے کھلے منہ کو نظر انداز کرتے۔اس پر جھکا۔

عینا اچانک سے پیچھے ہوئ لیکن اسکی کمر کے گرد مرتسم کے بازو نے اسکی کوشش ناکام کر دی۔۔

مرتسم نے جھکتے اسکے دائیں گال سے اپنا گال مس کیا۔۔یہی عمل اسنے بائیں طرف کیا۔۔ جس سے اسکے گالوں پر لگی ہلدی عینا کو بھی رنگ گئ۔۔

وہ جھنپ گئ۔۔ اپنے گال پر ہوتی اسکی بیئرڈ کی چھبن سے وہ کسمسائ۔۔

مرتسم نے نرمی سے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے اسے دیکھا جسکے چہرے پر کئ رنگ جگمگا رہے تھے۔۔

وہ مبہوت سا اسکے گلابی چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اسکی زرا سی قربت پر کانوں کی لو تک سرخ ہو گئ تھی۔۔

عینا ایک جھٹکے سے پیچھے ہوتی وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔

مرتسم جیسے ہوش میں ایا۔۔

گہری سانس بھرتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

سب مہمان جا چکے تھے۔بڑے بھی اپنے اپنے کمروں میں تھے۔
اب وہاں صرف ینگ پارٹی تھی۔
جو اپنا شغل لگانے والے تھے۔۔لڑکیاں سب ایک طرف بیٹھی تھی اور لڑکے ایک طرف۔۔مرتسم کے علاوہ سبھی یہاں تھے۔۔

لڑکوں میں ڈھولکی زین کے ہاتھ میں تھی۔۔

لڑکیوں میں دانین نے ڈھولکی پکڑی تھی۔۔

دونوں ہی بہت اچھی ڈھولکی بجارہے تھے۔۔
وہ لوگ مقابلے بازی میں ٹپے گارہے تھے۔۔یقینن آج کی یہ رات حسین ہونے والی تھی۔۔

لڑکیاں ایک دوسرے سے پوچھ رہی تھیں کہ کیا گائیں۔۔

میں کرتی ہوں شروع۔۔عینا جلدی سے بولی۔۔

کنڈا الگ گیا تھالی نو۔

ہاتھا اوتے مہندی لگ گئ اک قسمت والی نو۔۔

لڑکیوں نے اسکے پیچھے دہرایا تھا۔۔

آگے سے جواب لڑکوں نے دیا تھا۔۔

دیساں دا راجہ میرے بابل دا پیارا۔۔

امی دے دل دا سہارا

نی ویر میر گھوڑی چڑیا

لڑکیاں ہس ہس کے پاگل ہوئ تھیں۔۔کیونکہ یہ لائینز لڑکیوں کی تھیں۔۔

تھالی وچ پستہ، تھالی وچ پاپستہ

تیرا میرا پیار پے گیا

میری ماں کولوں منگ رشتہ۔۔۔

یہ دانین نے گایا تھا۔۔۔لڑکیاں کھکھلائیں تھیں۔۔۔

کوٹھے کوٹھے آواں گا

یہ تیری ماں نے رشتہ نا دیتا

تینوں کڈ کے لے جاواں گا۔۔۔

زین نے کالر جھاڑتے کہا تھا۔۔۔لڑکے اٹھلائے تھے۔۔۔

باغے وچ منجی کوئی نا

سارا جگ چھان ماریا

اوچے قد دی کڑی کوئی نا😂😂

لڑکیوں نے بھی ایک ادا سے گایا تھا۔۔

لڑکے بس منہ دیکھتے رہ گئے کیونکہ انھیں انکا جواب نہیں آتا تھا۔۔

یاہووو۔تو یہ ہوا ہمارا ایک پوائینٹ۔۔

وشہ جلدی سے اٹھتی سامنے بورڈ پر اپنا ایک نمبر لکھتی بولی۔۔

باغے وچ آیا کرو

جدوں اسی سو جاندے

تسی مکھیاں اڑایا کرو

ماہین بھابھی نے گایا تھا۔۔

صائم بھائی جو کچھ دن پہلے ہی چھٹی پر آئے تھے۔کیونکہ وہ آرمی میں تھے اس لیے انہیں بائے چانس ہی چھٹی ملی تھی۔۔

انہوں نے اسکا جواب دیا تھا۔۔

اسی مجیاں وی چاراں گے

تسی بس حکم کرو

اسی مکھیاں وی ماراں گے

ساتھ اشارہ بھی کیا تھا۔۔

سڑکے تے روڑی اے

نالے سادا چھلہ لا لیا

تے نالے انگل مروڑی اے 💍

اس نے باقاعدہ انگوٹھی اتار کے دکھائی تھی۔۔۔ لڑکیوں نے اسکے پیچھے دہرایا تھا۔۔

کوٹھے کوٹھے آواں گا

نالے تیرا چھلہ دیواں گا

نالے انگل چڑاواں گا ❣

عادی اپنی انگھوٹی زین کے ہاتھ میں انگوٹھی پہناتا بولا۔۔ جو اسکی حرکت پر اچھلا تھا۔۔

لڑکیاں ایک بار پھر سے کھلکھلا دیں۔

آسمانی سات تارے

اساں ماہیا اولینا

جیڑا سہرے وچوں انکھ مارے

دانین نے زین کو آنکھ ماری تھی۔۔۔

لڑکے پھر چپ تھے کیونکہ انہیں اسکا جواب بھی نہیں آتا تھا۔۔۔

اس طرح ایک اور پوائینٹ انکا بڑھا تھا۔۔

آلو مٹر پکائے ہوئے آ

ساڈے نالوں بٹن چنگے

جیڑے سینے نال لائے ہوئے آ 😑

عینا نے مرتسم کو آتے دیکھا گایا تھا۔۔ کیونکہ وہ تب سے لیپٹاپ پر ہی لگا تھا ابھی بھی ایک بازو سے عاشر کو اٹھایا ہوا تھا دوسرے میں لیپ ٹوپ کو پکڑا ہوا تھا۔۔ عینا نے تپ کر اسے دیکھا تھا۔۔

کوٹھے کوٹھے آواں گا

بٹنانوں پرے کر کے

تینوں سینے نال لاواں گا

مرتسم نے بھی بے شرمی سے گاتے عاشر کو ماہین بھابھی کو پکڑایا تھا وہ عاشر کو ہی دینے آیا تھا۔۔

دل جیت لیا سالے۔۔ولی اسے فلائنگ کس کرتا بولا۔۔

مرتسم نے اسے گھورتے ایک گہری نظر عینا کے سرخ ہوتے چہرے پر ڈالی اور واپس مڑ گیا۔۔

دودھ کر داتے کڑنھ دیوو

ہلے ساڈی شادی نا کرو

منڈا پڑھ داتے پڑھن دیوو📚

وشہ نے باقاعدہ عادی اور شیری کو دیکھتے اشارہ کرتے گایا تھا۔

دودھ کڑھ کے ملائی ہو گیا

ہن ساڈی شادی کر دیو و

منڈا پڑھ کے سدائی ہو گیا😂

شیری نے جلدی سے بیچارہ منہ بناتے کہا تھا۔۔

بسس۔۔۔

وجدان بھائی جلدی سے بولے تھے۔۔بہت رات ہو گئ ہے چلو بس اب سو جاو۔۔

پہلے یہ تو بتائیں کہ لڑکیاں جیت گئ ہیں بھائی۔۔وشہ جلدی سے بولی۔۔

ہاں ہاں جیت گئ لڑکیاں اب جاو۔۔

وجدان بھائی ایسے کیسے لاسٹ راونڈ۔۔

لڑکے جلدی سے بولے۔۔

لیکن۔۔وجدان بھائی کچھ بولتے لڑکے جلدی سے اسے بٹھا گئے۔۔

لیکن ویکین کچھ نہیں چلو بیٹھو اپ۔۔۔

چلو تو شروع کرو۔۔۔وہ ہاتھ اٹھاتے بولے۔۔۔

یہ کڑیاں نشے دیاں پڑیاں۔۔

یہ کڑیاں نشے دیا پڑیاں۔۔👀

لڑکوں نے شروع کیا تھا۔۔۔

یہ منڈے گلی دے گنڈے۔۔۔۔
یہ منڈے گلی دے گنڈے۔۔😂
ہاتوں سے اشارے کیے تھے۔۔

نشے دیاں پڑیاں۔۔
زین نے دانین کو آنکھ مارتے نشے پر زور دیا تھا۔۔

گلی دے گنڈے۔۔
دانین نے باقاعدہ گھور کر گنڈے پر زور دیا۔۔

مہندی لگا کے رکھنا۔۔
ڈولی سجا کے رکھنا۔۔
لینے تجھے او گوری

آئیں گے تیرے سجنا۔۔👰

لڑکے ماہم کی طرف اشارہ کرتے بولے تھے۔۔جو لڑکیوں کے درمیان بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔

سہرا سجا کے رکھنا۔۔

چہرہ چھپا کہ رکھنا۔۔

لڑکیوں نے بھی انہیں صاف اشارہ دیا تھا۔۔

یہ دل کی بات اپنے

دل میں دبا کے رکھنا۔۔۔❣

انگلی اٹھا کے وارن کیا تھا۔۔

اڑ اڑ کے تیری زلفیں

کرتی ہیں کیا اشارے۔۔۔

لڑکوں نے آبرو اچکائے تھے۔۔

دل تھام کے کھڑے ہیں

عاشق سبھی کنوارے۔۔🎈

لڑکوں نے باقاعدہ دل پہ ہاتھ رکھے تھے۔۔

چھپ جائیں ساری کڑیاں

گھر میں شرم کے مارے۔۔

لڑکیوں نے شرمانے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔

گاؤں میں آ گئے ہیں۔۔

پاگل شہر کے سارے۔۔😆

لڑکیوں نے پاگل ہونے کا اشارہ دیا تھا۔۔

لڑکوں میں کچھ دیر کے لیئے خاموشی چھا گئ۔۔

لڑکے اپنی انگلی لائین بھول گئے تھے۔جب پیچھے سے آتے مرتسم بولا تھا۔۔

میں اک جوان لڑکا

تو اک حسین لڑکی۔۔

یہ دل مچل گیا تو

میرا قصور کیا ہے۔۔💓

وہ ارسل کے ساتھ بیٹھتا گایا تھا۔۔۔

رکھنا تھا دل میں قابو

یہ حسن تو ہے جادو۔۔👀

جوابی حملہ عینا نے کیا تھا۔۔لڑکیوں نے اسکے پیچھے دہرایا تھا۔۔

جادو یہ چل گیا تو

میرا قصور کیا ہے۔۔

عینانے بال پیچھے جھٹکتے کہا تھا۔۔

مرتسم مسکرایا تھا اسکے بولوں اور ادا پر۔۔

رستا ہمارا تکنہ۔۔

دروازہ کھلا رکھنا۔۔

لینے تجھے او گوری

آئیں گے تیرے سجنا۔۔

انہوں نے وجدان کو آگے کیا تھا۔۔

کچھ اور اب نا کرنا

کچھ اور اب نا کہنا

یہ دل کی بات اپنے

دل میں دبا کے رکھنا❣

لڑکیاں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔

Novelistan

مہندی لگا کے رکھنا

ڈولی سجا کہ رکھنا

لینے تجھے او گوری

آئیں گے تیرے سجنا

لڑکے بھی کھڑے ہوتے بھنگڑا ڈالنا شروع ہوئے تھے۔۔

اسی ہسی مزاق میں وہ لوگ اپنی مقابلہ بازی ختم کرتے تھکان سے بند ہوتی آنکھوں سے اپنے کمروں کی طرف بڑھے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

لڑکیو اٹھ جاؤ اور کتنی دیر سونا ہے۔۔
چھوٹی ماما تیسری بار انہیں اٹھانے چکی تھیں۔
لیکن وہ فجر کے بعد ایسی سوئی تھیں کہ ابھی تک نہیں اٹھیں۔۔
اٹھ رہی ہو تم لوگ کہ نہیں۔۔وارنگ دینے والا انداز تھا۔۔

کیا ہے ماما یر سونے دیں نا۔۔بولنے والی وشہ تھی۔۔
جبکہ دانین اور عینا اب جمائی لیتی اٹھ بیٹھیں تھیں۔۔
ماہم دوسرے کمرے میں تھی۔۔

وشہ اٹھ جاؤ ابھی اتنے کام پڑے ہیں۔۔ پھر تم لوگوں کی اپنی تیاری ختم نہیں ہوتی۔۔

ماما نے اسے ڈانٹا وہ منہ بناتی اٹھ بیٹھی۔۔

نیچے آتے سب نے لنچ کیا اور پھر کاموں میں جٹ گئے۔۔

اسی ہلے گلے میں شام آ پہنچی۔۔

مہندی کا فنکشن کمبائین نہیں تھا۔۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ تھا۔۔

لان کا ایک حصہ لڑکوں کا تھا جبکہ دوسرا لڑکیوں کا۔۔ درمیان میں خوبصورت سی پھولوں کی دیوار بنائی گئ تھی۔۔

لڑکیاں سب پارلر جا چکی تھیں۔

جبکہ لڑکے ابھی باہر کا انتظام دیکھتے موالی بنے پھر رہے تھے😂۔۔

شام کے سات بجے تک وہ لوگ سب ریڈی تھے۔۔

❤❤❤❤❤

اپیا یہ آپکا سامان۔۔

وہ جلدی میں بولتا تیزی نے اندر آیا۔ لیکن بات کرتے جب سامنے دیکھا تو رک گیا۔۔

کان میں بالی پہنتے عینا نے اسکی آواز پر جھٹکے سے سر اٹھاتے آئینے میں اسکے عکس کو دیکھا۔۔

دونوں کی نظریں ملیں وہ پلکیں جھپکائیں بغیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔

مرتسم مبہوت سا اسکو دیکھ رہا تھا۔۔

جب اسکے فون کی بجتی بیل نے دونوں کو ہوش کی دنیا میں لا پٹکا۔۔

عینا ہوش میں آتی جلدی سے بیڈ پر پڑا دوپٹا اوڑھ گئ۔۔

وہ اپیا پارلر گئ ہیں۔۔وہ جلدی سے بولی۔۔

مرتسم نے بمشکل اس پر سے نظریں ہٹاتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

عینا نے لائٹ پنک کلر کا لہنگا پہن رکھا تھا۔۔لہنگے کے باڈر پر کام ہوا تھا۔ جبکہ باقی جگہ پر چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے۔۔

چھوٹی سی گرین کلر کی کرتی جسکے بازوں اور گلے پر کام ہوا تھا اس پر بہت جچ رہی تھی۔۔

لائیٹس سے میکاپ کے ساتھ بالوں کے اطراف سے مانگ نکال کر آدھا پیچھے باندھا گیا تھا۔۔چہرے کے اطراف میں دو آوارہ لٹیں جھول رہی تھیں۔

ایک کان میں چھوٹی سی بالی چمک رہی تھی۔ جبکہ دوسرے میں وہ شائید ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

عینا اسکی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔۔

کچھ چاہئیے اپکو۔۔وہ پوچھ بیٹھی۔۔

مرتسم نے چونکتے اس پر سے نظریں ہٹائیں۔۔بے بسی سے بول میں ہاتھ پھیرتے گہری سانس بھری۔۔

عینالب کاٹتی اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔۔
مرتسم نے اسکی جانب قدم بڑھائے۔۔
عینانے ناسمجھی سے اسکا قریب آنا دیکھا۔۔
وہ اسکے بلکل پاس کھڑا ہوا۔۔عینا کو اسکے کلون کی خوشبو اپنی نتھوں میں گھلتی محسوس ہوئی۔۔

میں پہنادوں۔۔؟اسکی ہاتھ سے بالی لیتے پوچھا۔۔
عینانے بے ساختہ ہاں میں سر ہلا دیا۔۔
مرتسم نے اسکارخ آئینے کی طرف موڑتے بالی اسکے کان میں سجادی۔۔
عینا ان دونوں کا عکس آئینے میں دیکھتی مسکرادی۔

کتنے مکمل لگ رہے تھے نا دونوں ساتھ۔۔

مرتسم نے بالی پہناتے آئینے میں اسکی طرف دیکھا تو وہ جھنپ کر نظریں جھکا گئ۔۔

آپکو پتا آپکی یہ طلسماتی آنکھیں جادو کرتی ہیں مجھ پر۔۔۔

وہ دھیرے سے اسکے کان میں سرگوشی میں بولا۔۔

عینا نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔

ہمم۔اسنے سر ہلایا۔۔

جب جب آپکی آنکھوں کو دیکھتا ہوں یہ مجھے خود میں قید کر لیتی ہیں۔۔

آپ ہی آپ ہوتی جارہی ہیں یار تھوڑا تو مجھے خود میں رہنے دیں۔۔

وہ اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکاتا بولا۔۔

عینا کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئ۔۔

آپکے چہرے پر میری قربت کے رنگ یوں لگتے ہیں جیسے کوئ کچی کلی کھل رہی ہو۔۔۔وہ بازنا آیا۔۔

شاہ ا۔ اپکو جانا چاہیئے۔۔۔وہ کسمسا کر اسکی گرفت سے نکل ائی۔۔

اسکے ہلنے سے اسکے بازوں میں پہنی چوڑیاں چھنکیں۔۔
مرتسم نے چونک کر اسکے بازوں کو دیکھا۔ جہاں رنگ برنگی چوڑیاں چھنک رہی تھیں۔انہیں چوڑیوں کے درمیان دائیں ہاتھ میں نیلے نگوں والا بریسلیٹ چمک رہا تھا۔۔جو مرتسم نے اسکے لیئے خاص بنوایا تھا۔۔

اسنے بے ساختہ عینا کے بازو تھامتے چوڑیوں پر نرمی سے انگلیاں چلائیں۔۔
وہ چوڑیاں پھر سے چھنک اٹھیں۔۔
عینا لب دباتی مسکرا اٹھی۔۔مرتسم کا اسکی چوڑیوں سے کھیلنا ہمشیہ سے پسندیدہ کام رہا ہے۔۔عینا کو چوڑیاں پسند تھیں تو مرتسم کو اسکے ہاتھ میں پہنی ہوئی۔وہ کبھی اسکے بازو خالی نہیں رہنے دیتا تھا۔۔

نرمی سے ان چوڑیوں پر لب رکھتے مرتسم نے خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا۔۔
ش۔شاہ۔۔عینا کسمسائی۔۔
مرتسم اسے بیڈ پر بٹھاتے ایک گھٹنا ٹکاتے اسکے سامنے بیٹھا۔عینا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔

مرتسم پاس پڑی اسکی سینڈل اٹھاتے اسکے پاؤں کے قریب لے ایا۔۔

شاہ اپ۔۔عینا نے تیزی سے پاؤں پیچھے کیے۔۔

شش۔۔مرتسم نے ٹوکتے اسکے نازک پاؤں اٹھاتے اپنے گھٹنے پر رکھے۔۔

شاہ میں کرلوں گی۔۔عینا نے پاؤں پیچھے کرنے چاہے۔۔

لیکن مرتسم نے گھور کر دیکھا اور سینڈل بند کرنے گا۔۔

عینا اسکی گھوری سے چپ ہو گئ۔۔

مرتسم نے دونوں سینڈل پہناتے جھک کر اسکے پاؤں پر لب رکھنے چاہے۔۔

عینا نے تیزی سے پاؤں پیچھے کیے۔۔

مرتسم نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

آنکھوں میں نمی کیے وہ نفی میں سر ہلا گئ۔۔

مرتسم نے اسکی نفی کو نظر انداز کرتے اسکے پاؤں پر جھک کر اپنے لب رکھے۔۔

عینا کی آنکھ سے ٹوٹ کر ایک آنسو بے مول ہوا تھا۔۔

وہ کانپ اٹھی تھی اسکے لب اپنے پاؤں پر محسوس کرتی۔۔۔

ششش ان موتیوں کو بے مول مت کیا کریں جانم۔۔وہ نرمی سے اسکی آنکھوں پر لب رکھتا بولا۔۔

اسکا ماتھا چومتے مرتسم اٹھ کھڑا ہوا۔۔
آپ تیار ہو جائیں۔۔۔لب دباتے اسے دیکھتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔۔
جانتا تھا اگر کچھ دیر اور رہا تو خود سے کنڑول کھو کر کوئی سنگین گستاخی کر بیٹھے گا۔۔
عینا نے اسکے جاتے ہی گہری سانس بھری یوں جیسے بھاگ کر آئی ہو۔۔
اسکی زرا سی قربت اسکی جان نکال دیتی تھی۔۔
اسنے نظر اٹھاتے خود کو آئینے میں دیکھا۔۔
وہ اسکی زرا سی قربت سے ہی گلابی پڑی ہوئی تھی۔واقعی میں ایک کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی۔وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔۔

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہاں تپا کھڑا تھا۔ کیونکہ دانین نے اسے فون کر کے انہیں پک کرنے کے لئیے کہا تھا پارلر سے۔۔ عینا اور وش گھر سے ریڈی ہوئی تھیں۔ دانین ماہم کے ساتھ پارلر سے۔۔

وہ انکے انتظار میں کب سے کھڑا تھا۔ لیکن وہ نا تو فون اٹھا رہی تھی نا خود آرہی تھی۔۔

زین نے غصے میں اسے پھر سے فون کیا۔۔

کال پک کر لی گئی۔۔

آرہے ہیں اتنی بھی کیا جلدی لگی ہے تمہیں۔ تھوڑا صبر نہیں کر سکتے۔۔۔

اسی وقت وہ اسے اپنی جانب آتی دکھائی دی۔۔

ایک ہاتھ سے لہنگا تھام رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے فون پکڑا ہوا تھا۔۔

وہ اسکے بلکل قریب آ کھڑی ہوئی۔۔

کیا تکلیف تھی۔ فون کر کر کے دماغ خراب کر دیا تمنے۔۔ وہ اسے گھورتی بولی۔۔

جبکہ زین بھول چکا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے وہ تو بس مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اور پنج کلر کے لہنگے میں چھوٹی سی بلیو کرتی ساتھ بلیو کہ دوپٹا پہنے۔ لائیٹ سے میکاپ کے ساتھ بالوں کی سائیڈ مانگ نکالے ہلکے سے کرل کیے ہوئے تھے۔

کانوں میں بڑے بڑے جھمکے جھلملا رہے تھے۔۔

اوہیلو کہاں کھو گئے۔۔

وہ اسکے بازو پر چٹکی کاٹتی بولی۔۔

زین نے اسے گھورا۔۔

پھر اسے سائیڈ کرتے ادھر ادھر دیکھا۔۔

دانین نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

زین نے اسے اگنور کرتے دانین کے نمبر پر کال کی۔۔

دانین نے اسے گھورا۔۔۔

کیا ہے۔سامنے کھڑی ہوں پھر کیوں فون کر رہے ہو۔اور ادھر ادھر کسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔

دانین نے اسے بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کرتے کہا۔۔

ایک سیکینڈ کون ہو تم اور یہ دانین کا موبائل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے۔۔ کہیں چور تو نہیں۔۔ لیکن نہیں چور وہ بھی اتنی خوبصورت۔۔

زین سیریس انداز میں بولا۔

دانین نے دانت پیستے اپنا ہیل والا پاؤں اسکے پاؤں پر مارا۔۔

اب ہو گیا یقین میں ہی ہوں۔۔

آہہہ۔۔ ظالم لڑکی۔۔

حرکتیں تو دانین جیسی ہے۔ لیکن یہ شکل۔۔ یہ اتنی پیاری سی لڑکی نا۔ دانین کہاں۔۔ زین ہستے ہوئے بولا۔۔

تو دانین نے وارننگ دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

زین جلدی سے سیدھا ہوا۔ پھر گھمبیر لہجے میں اسکے قریب جھکتے بولا۔۔

یہ آج چاند ہمارے آنگن میں کہاں سے اتر آیا۔۔

دانین نے اسکی گھمبیر تا پر لب دباتے مسکراہٹ کنٹرول کی۔۔

بس سوچا آج آپ پر بھی نظر کرم کر دیں۔۔وہ بال جھٹکتی اک ادا سے بولی۔۔

ہائے آج تو گئے کام سے۔۔زین نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا۔

دانین نے اسے سائیڈ کرتے گاڑی کا دروازہ کھولتے سامان اندر رکھا۔۔

تب تک ماہم بھی دو لڑکیوں کے ہمراہ وہاں آچکی تھی۔۔

دانین تم سامان رکھ کر مجھے لے کر آنے والی تھی۔ماہم نے اسے گھورتے کہا۔۔

سوری۔۔یہ زین ہے نا اسنے ہی باتوں میں لگا دیا۔اسنے سارا الزام زین پر لگا دیا۔جسکا منہ کھل گیا۔۔

منہ تو بند کرو مکھی چلی جائے گی۔۔

دانین نے ماہم کو گاڑی میں بٹھاتے اسے کہا۔۔

ماشاءاللہ اپیا آج تو آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔

زین نے گاڑی ڈرائیو کرتے ماہم سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

ہماری اپیا ہیں ہی پیاری۔۔دانین نے مسکراتے کہا۔۔

تو تینوں مسکرا دیے۔۔

❤❤❤❤

چلو بھئی ماہم کو لے آؤ۔۔بی جان نے ماما کو کہا تو انہوں نے لڑکیوں کو اشارہ کیا۔۔

وہ سر ہلاتی ماہم کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں جہاں سے پارلر سے واپسی پر بیٹھی تھی۔۔

مرتسم نوک کرتے اندر ایا۔۔
ماہم جو روحا ماما سے مل کر ابھی ائی تھی اسے دیکھتی چونک گئ۔۔
عینا لوگ پیچھے ہٹ گئیں۔
آؤ۔۔نرمی سے اسے دیکھتے کہا۔۔

ماشاءاللہ۔۔مرتسم نے اسے دیکھتے کہا۔۔
اسکے قریب آتے اسکے سر پر کچھ نوٹ وارتے ملازمہ کو دیے۔۔
مرتسم نے ماہم کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے اسکا سر چوما۔۔

آپکو پتا ہے آپ بلکل ماما جیسی لگ رہی ہیں اپیا۔۔وہ اسے دیکھتا بولا۔۔
ماہم نے ملیحہ کا ملٹی شیڈ کا لہنگا پہنا تھا۔وہ واقعی میں اس لہنگے میں بلکل ملیحہ جیسی لگ رہی تھی۔

ماہم نم آنکھوں سے اسے دیکھتی اسکے گلے لگ گئی۔

ڈونٹ وری اپیا۔۔ماما بابا بھی آج بہت خوش ہونگے۔اخر وہ بھی تو یہی چاہتے تھے۔۔
مرتسم نے اسکا سر تھپکتے نرمی سے کہا۔۔ورنہ اسکے خود کا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہ رہا تھا۔۔

ایسے موقع پر ماں باپ ہی تو سب سے زیادہ یاد آتے ہیں۔۔
بے شک اہانا ماما انہیں اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے تھے لیکن پھر بھی ماں باپ تو ماں باپ ہی ہوتے ہیں۔۔

شش۔۔روئیں مت۔ورنہ میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔
وہ اسے چپ کروانے کی غرض سے شرارت سے بولا۔۔

ماہم سمیت سب نم انکھوں سے مسکرا دیئے۔۔۔

❤❤❤❤❤

پھولوں سے سجے آسمان تلے ماہم کے سب سے آگے ماہین بھابھی مہندی کا تھال لیے کھڑیں تھیں۔ جبکہ دوسری طرف دانین تھی۔

ماہین بھابھی کے پیچھے عینا مہندی کا دوسرا تھال سجائے ہوئے تھی۔اور دوسری طرف وشہ تھی۔۔

جبکہ باقی طرف ماہم کی دور کی کزن اور فرینڈز تھیں۔

انکے اوپر پھول برس رہے تھے۔ جبکہ سامنے لڑکیاں انکے استقبال میں جھوم رہی تھیں۔۔

وہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ سب مبہوت ہوئے کھڑے دیکھ رہے تھے۔۔

سامنے گاؤں کی لڑکیاں انار کلی فراق پہنے انکے اطراف میں گھوم رہی تھیں۔ انکے گھومنے سے رنگ برنگی وہ انار کلی فراق کھلتی خوبصورت منظر دکھا رہی تھیں۔۔

یہاں صرف عورتیں ہی تھیں اس لیے لڑکیاں مطمئین سی اپنی مستی میں مگن تھیں۔

وہ لوگ پردے کے اس طرف بجتے ڈھول کی مگن مستی میں ماہم۔ کو پھولوں سے سجے جھولے میں بٹھا گئیں۔۔

ماہم کے جھولے میں بیٹھتے ہی فضا میں گانے کے بول بج اٹھے۔۔

مہندی ہے رچنے والی

ہاتھوں میں گہری لالی۔۔

وشہ اپنی فرینڈز کے ساتھ بلکل ماہم کے سامنے ڈانس کے سٹیپ کرنے لگی۔۔

کہیں سکھیاں

اب کلیاں تیرے ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں۔۔

تیرے من کو جیون کو

نئی خوشیان ملنے والی ہیں۔۔

او ہریالی بنو۔۔

وشہ ہاتھوں کو ہلاتی مہارت سے سٹیپ کر رہی تھی۔۔

لے جانے تجھ کو گوئیاں

آنے والے ہیں سیاں

تھامے گیں آ کے بیاں

گونجے گی شہنائی۔۔

آنگائی انگائی۔۔

اب وہ ماہم کے طراف میں گھومیں تھیں۔۔

گانا بھی جاری تھا۔ لیکن وہ لوگ اب بس کر چکی تھیں اور دانین لوگوں ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

عورتیں اب ماہم کے رسم کر رہی تھیں۔

عورتوں کے بعد دانین لوگوں نے ماہم کی رسم کی

رسم کے بعد تھوڑی بہت ڈھولکی بجائی۔۔ اپنے سونگز وغیرہ پہ تھوڑی موج مستی کی۔۔

❤❤❤❤❤

دوسری طرف لڑکوں نے آج سب نے وائٹ کرتے پہنے ہوئے تھے وہ لوگ وجدان کر درمیان میں

کھڑا کیے ڈھولک کی تھاپ کر بھنگڑا اڈال رہے تھے۔۔

مرتسم وجدان کے ساتھ کھڑا تھا جب اسے بھی ساتھ گھسیٹ لیا۔۔

اسکی رسم کیا کرنی تھی۔ وہ لوگ بیچارے کو آج بھی ہلدی

سے رنگ چکے تھے۔۔ لیکن اسکے کنھوں پر پلبڑے بڑے نوٹ رکھتے مہندی سے رنگے تھے۔۔

اور پھر ڈھول کی تھاپ پر خوب بھنگڑے ڈالے تھے۔۔

دونوں طرف کھانا کھانے کے بعد مہمان رخصت ہونے لگے۔۔دور کے مہمان تھے ہی نہیں۔
قریبی ہی تھے سو وہاں اب صرف وہ لوگ خود ہی بچے تھے۔
انکا ارادہ اب ماہم اور وجدان کو اکٹھا بیٹھا کر اپنا شغل لگانے کا تھا جسکی اجازت وہ پہلے ہی لے چکے تھے۔۔۔

وجدان اور ماہم کو ساتھ بٹھا دیا گیا تھا۔۔
درمیان سے پھولوں کی دیوار ہٹا دی گئ تھی۔۔نیچے کشنز اور نرم پلور کھ کر بیٹھنے کی جگہ بنائی گئ تھی۔۔
ماہم کو اب دو لڑکیاں مہندی بھی لگا رہی تھیں۔۔جبکہ وشہ لوگ اپنی موج مستی شروع کر چکی تھیں۔۔

ماما نے ماہم اپیا اور وجدان بھائ کی نظر اتاری
پھر باری باری سب نے دونوں کی اکھٹی رسم کی تھی۔۔

تب تک گانا بھی شروع ہو چکا تھا۔۔

Baly baly ni torr punjaban di Ho jutti Khul di

marora nayo chal di

Torr punjaban dii

وشہ اور دنین عینا کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لائیں تھی۔اب وہ تینوں ہی ڈانس کر رہی تھیں۔۔

Rat ki rangini dekho Kiya rang laye hy

Hathon ki mehndi bhi jaisy khilkhilaye hy

وہ دونوں ہاتھ آگے پیچھے کرتی گھومیں تھیں۔۔

انکے لہنگے کے گھیر نے تینوں کے گھومنے پر خوبصورت منظر پیش کیا تھا۔۔

Mastiyon ny ankhyn Yu kholi

Hooo.jhumti dharkan yehi boli

Baly baly....

Ho baly baly..

Nachy hy yeh bawara jiya

Baly baly ly jye ga

Sanwar piya

Jhaly jhaly naino mein jaisy pyar ka diya.

وہ بلکل مائرہ خان کے اس سونگ پر کیے گئے ڈانس کی جیسے ہی کر رہی تھیں۔۔۔

تب تک لڑکے بھی بیچ میں اپنا دھمال ڈال چکے تھے۔۔

لڑکیاں تھک کر واپس اپنی جگہ بیٹھ چکی تھیں۔۔

جبکہ لڑکے اب ہنر دکھاتے میدان میں اچکے تھے۔۔

وہ لوگ اب دیسی بوائز سونگ پر ڈانس کرنے والے تھے۔

Make some noise for Desi boyz

Desi Boyz

مرتسم اور صائم بھائی کے علاوہ وہ پانچوں سامنے اچکے تھے۔۔

Let's go ..

Come on

Kuriyan dy Dil uthy rul karyan gy

ایک ہاتھ سے لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے دوسرے ہاتھ کو اوپر کی طرف گھمایا تھا۔

Ayhe bazaran Wich

pheli ay hawa

سائیڈ رخ کرتے ایک ہاتھ سے ٹویسٹ کیا تھا۔

Tooran gy romiya dy

love da record v۔

سیدھا ہوتے دونوں پاؤں سے زرا سے اچھلے تھے۔

Likhn gy ishq da part nawa

inHum yaron bigary ha

Dil apna hy Shareef bara

اپنے کالر کو جھٹکتے دل پر پر ہاتھ رکھتے زرا سے جھکے تھے۔۔

Make some noise for the

Desi boyz

Go , 3..21..

ایک ہاتھ اوپر کی طرف کرتے گھمایا تھا جبکہ دایاں پاؤں موو کیا تھا۔۔
درمیان میں اب زین تھا جبکہ وہ چاروں اسکے دونوں سائیڈ ہوتے ایک ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے رخ موڑ چکے تھے۔۔۔

Y. English dhumk

YDil kir dam K

Mary jam jam ky

Desi Boyz

زین نے ایک بار لیفٹ کو مووو کیا تھا تو لڑکوں نے اسکے پیچھے مووو کیا تھا۔

پھر دوستی سائیڈ مووو کرتے اپنا جلوہ بکھیر رہے تھے۔۔

Sony mony bn KY

Shadi toly tan ky

Nachy jam jam ky

Desi Boyz

اپنا رخ سیدھا کرتے دونوں ہاتھوں کو بیلٹ کی جگہ پر رکھتے پہلے دائیں طرف مووو کیا پھر بائیں طرف۔۔

دیسی بوائز پر ایک طرف کو جھکتے اپنے بازو پر ہاتھ جھاڑے تھے۔۔

سب نے خوب ہوٹنگ کی تھی۔۔

کچھ ہی دیر میں سب بڑے وہاں سے جا چکے تھے۔۔

جبکہ اب لڑکیاں اپنی مہندی لگوا رہی تھیں۔

ماہم اپیا کو مہندی لگ چکی تھی۔۔اس لیے وہ اب سکون سے بیٹھیں سب کو دیکھ رہی تھیں۔جب وجدان دھیرے سے آکر انکے قریب بیٹھے۔۔

اچھی لگ رہی ہیں۔۔وہ بغور انہیں دیکھتے بولے۔

اففف وجدان ڈرادیا اپنے۔وہ انہیں گھورتی بولیں۔۔

اففف تو مجھے بولنا چاہیئے بیگم۔۔اپکی خوبصورتی پر۔۔

وہ بالوں میں ہاتھ چلاتے بولے۔۔

ماہم نے انہیں گھورا۔۔شرم کریں وجدان سب ہیں یہاں پہ۔۔

وہ انہیں آنکھیں دکھاتی بولیں۔۔

تو سب خود میں مگن ہیں۔ہمیں بھی ہونا چاہیئے۔۔وہ شرارت سے بولے۔۔

اچھا مہندی تو دکھائیں اپنی۔۔وہ انکے ہاتھ پکڑنے لگے۔۔

آں آں۔بھائی۔۔ایسے کیسے ابھی نہیں اس کے لیئے آپکو کل تک کا انتظار کرنا ہو گا۔۔

وشہ جلدی سے آگے آتی بولی تو سب قہقہ لگا اٹھے۔۔

جبکہ وجدان بھائی بھی کھسیانی ہنسی ہستے وہاں سے اٹھ گئے۔۔۔

تمہارے بڑے دانت نکل رہے ہیں۔۔وشہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہستے ہوئے عادی سے بولی۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔وہ ابرو چکاتے بولا۔۔

مجھے کیا ہونا۔ویسے بھی اج تو لڑکیوں کو دیکھتے ویسے ہی شوخے ہوئے ہو۔۔وہ اسے گھورتے بولی۔۔

کوئی جیلس ہو رہا ہے۔۔وہ اسکی طرف دیکھتا بولا۔۔

ہنہ میں کیوں ہونے لگی جیلس۔وہ بھی دوسری لڑکیوں سے۔۔

وہ اک ادا سے بال جھٹکتی بولی۔۔

میم پلیز آرام سے بیٹھیں۔۔اسے مہندی لگاتی لڑکی نے اسے کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔۔

جبکہ عادی ہسنے لگا۔وشہ نے اسے گھورا۔۔

فکر کر مت کرو چاہئے کوئی بھی اجائے تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔میں پہلے ہی بتا دوں گا مجھ پر ایک چڑیل کا سایہ ہے۔۔

عادی اسکی طرف جھکتے سرگوشی میں بولتے آخر میں شرارت سے بولا۔۔

وشہ جو اسکی بات پر زیر لب مسکرا رہی تھی آخری بات پر اسے گھورا۔۔وہ جواب کندھے اچکا گیا۔۔

میم ہلیں مت۔۔ مہندی خراب ہو جائے گی۔۔ یہ تیسری بار مہندی لگانے والی لڑکی نے اسے ٹوکا تھا۔۔

جس پر وہ بس منہ بنا کر ہی رہ گی۔ جب اچانک اسے اپنے بازو پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔۔

عینا نے چہرہ موڑتے دیکھا مرتسم تھا۔۔ جسنے سہارے کے لیئے اسکا بازو تھام رکھا تھا تاکہ وہ تھک نا جائے اور آرام سے مہندی لگوالے۔۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جبمر تسم نے اسکو ہلکا سا پیچھے کرتے اپنے کندھے سے اسکی ٹیک لگا دی۔ ایزی ہو کے بیٹھیں مہندی خراب ہو جائے گی۔

مہندی لگانے والی نے رشک بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

جبکہ عینا زیر لب مسکرا دی۔۔

❤❤❤❤

میم آپ بہت لکی ہیں کہ آپکو اپنے اچھے ہسبنڈ ملے۔۔

عینا کے مہندی کمپلیٹ ہو چکی تھی۔ مرتسم کا فون رنگ کرنے لگا تو وہ باہر چلا گیا۔۔

جب مہندی والی لڑکی نے عینا سے کہا۔۔

عینا مسکرادی۔۔

وہ کیا کہتی اسے کہ لکی تو بہت چھوٹا لفظ تھا بلکہ اسے اب لک کی ضرورت ہی کہاں رہی تھی۔۔

ایک طرف سب لڑکیاں بیٹھیں تھیں اور دوسری طرف سب لڑکے بیٹھے تھے۔۔

لڑکیوں میں وشہ۔دانین۔ماہم۔عینا۔ماہین بھابھی۔۔عیشاء عینا کی دوست۔۔نیناوشہ کی دوست (جسکو شیری پسند کرتا ہے) ماہم کی دو کزنز تھیں اسکے ننھیال سے کیونکہ اسکے نانی نانا تھے نہیں۔ایک ہی ماموں تھے وہ بھی اسکی ماما کے کزن۔۔

جبکہ لڑکوں میں۔

وجدان۔زین۔ولی۔مرتسم۔عادی۔شیری،ارسل۔اور بڑے بھائی تھے۔۔

سب سے پہلے وہ ڈانس میں مقابلے بازی کرنے والے تھے۔۔۔

لڑکیوں میں وشہ۔دانین اور نینا آگے آئیں تھیں۔

جبکہ لڑکوں میں عادی۔شیری اور زین تھے۔۔

اوکے سٹارٹ۔۔ماہم نے گانا سیٹ کرتے انہیں اشارہ کیا۔۔

گانا کی ٹیون شروع ہوچکی تھی وہ تینوں ایک دوسرے کے گرد گھوم کر اپنی اپنی سائیڈ ہو گئے۔۔

Ladkon ki ungli

Py nachy hy zamana

تینوں لڑکوں نے اپنے کرتے کے بازو پیچھے کرتے انگلی گھمائی تھی اور ساتھ خود بھی مووکیا تھا۔۔

Simple yeh fanda hy

Kudiyon ko batana

آگے پیچھے ہوتے اپنے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے موو کرتے لڑکیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

Lute nahi lut jyen

Jeety nahi pat jyen

Kudiyon hain jebon

mein rakh ly..

لڑکوں نے آگے پیچھے ہوتے ایک سٹیپ کیا تھا۔۔اور پھر اپنی پوکیٹس پر ہاتھ مارتے لڑکیوں کو اشارہ دیا تھا۔۔

لڑکیاں جو اپنی سائیڈ کھڑی ابھی صرف انہیں دیکھ رہی تھیں انکے پیچ اچکی تھیں۔

درمیان میں زین اور دانین تھے۔

ایک سائیڈ عادی اور وشہ جبکہ دوسری سائیڈ شیری اور نینا۔

nu Kudiyan

Thug ly, thug ly ,thug ly

دونوں بازوں اور دائیں ٹانگ کو ہلاتے انہیں نے مل کے سٹیپ کیا تھا۔۔

Ladkon ko lagta hy

Easy Jeet Jana

Is baar unko

Hara ke hy dikhana

ایک ہاتھ لڑکوں کے کندھے پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے انکی تھوڑی سے انگلی کرتے ناک پر ماری۔۔

لڑکے اپنی ناک پکڑ کر رہ گئے۔۔

پھر گھوم کے وہ تینوں آمنے سامنے ہوئے تھے۔۔

لڑکیوں نے موو کرتے ہاتھوں کا کراس کرتے لڑکوں کو ہلکا سا پش کیا تھا۔۔

Bari bari hanky hain

Yhuni hawa phaanke hain

لڑکیاں ایک ہاتھ کمر پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے ہوا دینے کے انداز میں گھومیں تھیں۔

جبکہ لڑکے انکے پیچھے تھے۔۔

جب لڑکیاں اچانک سے پیچھے مڑیں۔۔اور انکے سر پر ہاتھ مارا تھا۔

جبکہ دانین نے زین کے پاؤں پر زور سے پاؤں مارا تھا۔۔

Jebe bhari Khali hain

nakalei

لڑکوں کے کندھے پر ہلکا سا پش کرتے سٹیپ کیا تھا۔۔

اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے گھومے تھے۔۔

Mudiyan nu Thug ly, thug ly

Mundiya nu thug ly,thug ly

Mundiya nu thug ly, thug ly

اس لائین پر وہ پھر سے اپنی پہلی پوزیشن میں واپس آتے سٹیپ کرنے لگے تھے۔

دونوں پاؤں کو آگے پیچھے رکھتے دونوں ہاتھوں کو آگے کی طرف گھمایا تھا۔۔

Thug ly ,thug ly , tugh ly

اسی طرح سٹیپ کرتے وہ تینوں گھومے تھے اور اور اوپوزیٹ ہوتے ایک دوسرے کے پشت سے پشت ٹکاتے اپناڈانس ختم کیا تھا۔۔

ڈانس ختم کرتے سب نے انکے لیئے تالیاں بجائ۔۔

ڈانس تو دونوں طرف بہت اچھا تھا۔۔لیکن لڑکیوں کا زیادہ بیسٹ تھا۔

ماہم ایپا اور وجدان بھائ نے فیصلہ کیا تھا۔

جس پر لڑکے منہ بناتے رہ گئے۔۔

اسکے بعد ان میں شاعری کا مقابلہ ہوا تھا۔۔

" میرا عشق، تیری زات ہو

پھر حسن عشق کی بات ہو

کبھی ہم ملیں ملاقات ہو...

کبھی تو ہو چپ، کبھی میں ہوں چپ

کبھی ہم دونوں کی بات ہو

کبھی میں تیرا، کبھی تو میرا

کبھی صعوبتں، کبھی رنجشیں

کبھی دوریاں، کبھی قربتیں

کبھی الفتیں، کبھی جیت ہو،

کبھی ہار ہو

کبھی یاد ہو، کبھی تیرا دیدار ہو

صرف میرا عشق ہو...

تیری زات ہو..

کبھی ایسی بھی ملاقات ہو...

ولی نے زہرہ کو آتے دیکھ گھمبیر لہجے میں غزل پڑی تھی۔۔

(زہرہ مرتسم لوگوں کے گاؤں کی لڑکی تھی۔۔وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔اسکی پڑھائی زمہ عالم بابا نے اٹھایا تھا۔۔

وہ میڈیکل پڑھ رہی تھی۔اس لیے ہوسٹل میں رہتی تھی۔۔)

عینا لوگوں سے اسکی اچھی دوستی تھی اس لیے وہ اسے خود لینے گئی تھیں ماہم اپیا کے شادی کے لئیے۔۔۔

مایوں پر وہ نا اسکی کیونکہ اسکے ٹیسٹ ہو رہے تھے۔ابھی بھی وہ اپنے ٹیسٹ کی تیاری ہی کر رہی تھی جب وشہ اسے زبردستی لائی تھی۔۔۔۔

سانولی سی رنگت پر تیکھے نقوش اسکی شخصیت میں بہت اٹریکشن تھی۔۔۔دھمیا سالہجہ سادہ حلیہ۔۔اس میں کب ولی اسکا دیوانہ ہوا گیا وہ تو آج تک نا جان پائی۔۔۔

لیکن ولی کی نظریں اسے بہت کچھ بتا دیتی تھیں۔اس لیے وہ اسکے سامنے آنے سے بھی گریز کرتی تھی۔۔

ہماری طرف سے زہرہ کہے گی۔۔

چلو زہرہ عینا اور مرتسم سب جانتے تھے اور ولی کی غزل کا مطلب بھی اچھے سے جان چکے تھے اس لیے عینا جلدی سے زہرہ کو آگے کر گئی۔۔

میں۔۔کیا بولوں مجھے نہیں اتا۔۔وہ کنفیوز سی بولی۔۔

کوئی بات نہیں جو آتا ہے وہ سنا دو۔۔

ماہم اپیا کے کہنے پر وہ سبکو دیکھنے لگی۔۔

"   محبت اب بھی ہے
مگر دکھانے کا حق نہیں
بتانے کی جستجو نہیں
اور پانے کی امید نہیں"

اسنے ولی کو دیکھتے بے ساختہ کہا تھا۔۔
ولی اسکے الفاظ سنتے بے ساختہ لب بھینچ گیا۔وہ ایک بار پھر سے ان دونوں کے درمیان سٹیٹس کو لے آئی تھی۔
جسے دیکھتے ہمیشہ وہ اپنے قدم پیچھے لے جاتی تھی۔۔

"   تجھے بھول کر نا بھلا سکوں
تجھے چاہ کے بھی نا پا سکوں
میری حسرتوں کا شمار کر
میری چاہتوں کا صلہ نا دے

تجھے اگر ملیں فرصتیں

میری شام پھر سے سنوار دے

اگر قتل کرنا ہے تو قتل کر

یوں جدائیوں کی سزا نا دے"

ولی نے صاف لفظوں میں اسکے بغیر مرنا قبول کیا تھا۔

زہرہ نور گھبرا گی۔ اسکی اس بات پر۔۔

" ہر لفظ کو کاغذ پہ اتارا نہیں جاتا

ہر نام سر عام پکارا نہیں جاتا

ہوتی ہیں محبت میں کئ راز کی باتیں ویسے ہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا

جب تک نہیں کھلتے کبھی اسرار محبت جب تک کوئ اس راہ میں مارا نہیں جاتا "

زہرہ کا اشارہ تھا ولی کو تھا کہ سنبھل جائے وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بول گئ۔۔

ولی سختی سے لب بھینچ گیا۔۔

اچھا اب کون سنائے گا۔۔معاملہ سیریس ہوتے دیکھ ماہم اپیا جلدی سے بولی۔۔

میں سناتا ہوں۔۔زین جلدی سے بولا۔۔

میں آہہہ لکھو، تو ہائے کہے
میں ہائے لکھوں، تو بے چین ہو جائے
میں "ع" لیکھوں، تو سوچے مجھے
میں "ش" لکھوں، تیرا شوق بڑھے میں "ق" لکھوں، تجھے کچھ کچھ ہو
میں "عشق" لکھوں، تجھے ہو جائے"

زین نے دانین کو دیکھتے گھمبیر تا سے کہا تھا۔اسکے لہجے میں حسرت سی تھی۔۔وہ اسے کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔۔خود کے ساتھ اسے بھی سولی پر لٹکا یا ہوا تھا۔۔

" جو ہم محسوس کرتے ہیں
اگر تم تک پہنچ جائے
تو بس اتنا سمجھ لینا
یہ ان جزبوں کی خوشبو ہے

جنہیں ہم کہہ نہیں سکتے
مگر تم جو اجازت دو تو
چند لفظوں میں کہہ ڈالیں
کہ تم بن جی نہیں سکتے
تم بن مر نہیں سکتے"

دانین نے اسے اسکی ٹکر کا جواب دیا تھا۔۔سب ہی ان دونوں کا مطلب سمجھ گئے تھے۔۔
جانے کیا انسیکیورٹی تھی دانین کو جو وہ زین کو سہی سے کوئی جواب نہیں دے رہی۔اپنا حق تو جتاتی تھی لیکن حق دے نہیں رہی تھی۔
اب عینا کی باری۔۔چلو بھی عینا تم سناو۔۔ماہم اپیا جلدی سے عینا کو آگے کرتی بولی۔۔
عینا کچھ دیر سوچتی رہی پھر مسکراتی بول اٹھی۔۔

" تجھے روز دیکھوں قریب سے
میرے شوق بھی ہیں عجیب سے
مینے مانگا ہے بس تجھی کو

اپنے رب اور اسکے حبیب سے
میری آنکھوں میں ہے بس عاجزی
میرے خواب بھی ہیں غریب سے
میرے سب دکھوں کی دوا ہو تم
ملے کیا سکوں پھر طبیب سے
میں بہت ہی خوش ہوں جوڑ کر
نصیب اپنا تیرے نصیب سے جوڑ کے "

مرتسم مسکرایا تھا کیونکہ وہ اسکے ہمیشہ پوچھے جانے والے سوال (عین آپ خوش ہیں نا) کا جواب بہت ہی خوبصورت انداز میں دے گئی تھی۔۔

" کبھی لفظ بھول جاؤں کبھی بات بھول جاؤں
تجھے اس قدر چاہوں کہ اپنی زات بھول جاؤں
اٹھ کر کبھی جو تیرے پاس سے چل دوں
جاتے ہوئے خود کو تیرے پاس بھول جاؤں

کیسے کہوں تم سے کہ کتنا چاہا ہے تمہیں
اگر کہنے پہ تم کو آؤں تو الفاظ بھول جاؤں"

مرتسم نے بھی اسے ہر چیز سے افضل لکھتے معتبر کیا تھا۔۔
عینا کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔۔

" تجھے اگر لفظوں میں بیان کروں
تو
میری بند آنکھوں کا سکون ہو تم"

مرتسم نے دلچسپی سے اسے سنا تھا پھر اسی سیکینڈ میں بول اٹھا۔۔۔

" سکون قلب تم سے ہے
سکون جاں بھی تم ہو
تعجب ہے کہ سینے میں

جہاں دل تھا، وہاں بھی تم ہو"

واہ واہ واہ۔۔کیا شاعری ہے۔۔سب دلچسپی سے انہیں سن رہے تھے جب ولی تالیاں بجاتا بول اٹھا۔۔
اسے کہاں ہضم ہوتا تھا اسکی بہن (عینا) کا اپنے (ولی) بھائی سے زیادہ اپنے شوہر (مرتسم) کو توجہ دینا۔۔
اب میری باری۔۔ارسل جو کب سے چپ تھا جلدی سے بولا۔۔اسنے ولی کو آنکھ سے اشارہ کیا۔۔

" چھوڑو پائل کو، چوڑی کو، کنگن کو
آج تزکرہ کرتے ہیں تیرے ہونٹ کے تل کا"

ارسل نے مرتسم کو دیکھتے شرارت سے کہا تھا۔۔
کچھ دن پہلے عینا مرتسم سے ناراض تھی کیونکہ اسکی ایک پائل مرتسم کی گاڑی میں گر گئ جسے اب وہ دے نہیں رہا تھا۔حالنکہ پائل اسی کے پاس تھی لیکن وہ شرارتا اسے تنگ کر رہا تھا۔۔اس وقت وہ دونوں ٹیرس پر اکیلے تھے۔۔جب عینا اس سے وہ پائل مانگ رہی تھی۔کہ اچانک مرتسم کو جانے کیا سوجھی وہ یہ شعر پڑھ بیٹھا۔۔

"چھوڑو پائل کو، چوڑی کو، کنگن کو
آج تزکرہ کرتے ہیں تیرے ہونٹ کے تل کا۔۔۔"

عینا اسے کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ولی اور ارسل اچکے تھے۔۔
عینا کو لگا شائید وہ لوگ سن چکے ہیں لیکن ان دونوں نے کوئی ریئکشن نہیں دیا اس لیے اسے لگا کہ نہیں سنا۔۔
لیکن اسکے جانے کے بعد دونوں نے مرتسم کا خوب ریکارڈ لگایا تھا۔۔ اب بھی اسے تنگ کرنے کی غرض سے ہی کہا تھا۔۔

مرتسم دونوں کو گھور رہا تھا۔ جبکہ عینا کا منہ کھل گیا کہ وہ دونوں اس دن سب سن چکے تھے۔ اسنے دانت پیستے دونوں کو دیکھا۔۔۔

واہ ارسل بھائی آپنے کب سے لڑکیوں پر شاعری شروع کر دی۔۔
وشہ ہستی سے بولی۔۔

بس ٹیلینٹ ہے۔۔ارسل مرتسم کو آنکھ مارتا بولا۔۔

اب میں سناؤں گا۔۔شیری جلدی سے بولا۔۔۔

تیرے خیال سے دامن بچا کر دیکھا ہے

دل و نظر کو آزما کر دیکھا ہے

نشاط جاں کی قسم تو نہیں تو کچھ بھی نہیں

بہت دنوں تجھے ہم نے بھلا کے دیکھا ہے"

شیری نے نینا کو دیکھتے اک ادا سے کہا تھا۔۔

سنبھل کے بچے ابھی عمر پڑی ہے۔۔ولی اسکے گلے میں بازو ڈالتا بولا۔۔

نینا نے اسے گھورا تھا۔۔

صائم بھائی اب آپ سنائیں۔۔عینا نے کہا تھا۔۔

انہوں نے گلا کھنکھارتے ماہین بھابھی کو دیکھا۔۔

" ساتھ تمہارا ملا ہے جب سے

ناجانے کیوں مجھے خود سے
محبت ہونے لگی ہے تب سے"

واہ واہ بھائی۔۔اپ تو سب سے آگے بازی لے گئے۔۔بولنے والا ارسل تھا۔۔
اب دلہا صاحب آپ بھی کچھ سنائیں گے۔۔دانین نے وجدان بھائی کو کہا۔۔
میں کیا سناو۔۔
کچھ بھی پلیز بھائی۔وشہ بھی بولی۔۔
اوکے۔۔

" میری زندگی میں ہونے والا
سب سے خوبصورت اضافہ ہو تم۔۔

اوہووو۔۔۔سب نے ہوٹنگ کی تھی۔۔
ماہم اپیا شرما کر سر جھکا گئیں۔۔۔
اب میں سناؤں گی۔۔وشہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔۔

ہاں ہاں سناو۔۔۔

کیا فرمایا میں آپکو پسند نہیں۔۔؟

وہ خود کی طرف اشارہ کرتی سیریس انداز میں بولی۔۔

کیا فرمایا میں آپکو پسند نہیں
چلیں پھر آپ انتقال کر جائیں

سب جو اسے غور سے سن رہے تھے قہقہ لگا اٹھے۔۔

اب میں۔۔عادی نے بھی حصہ ڈالا۔۔

مجھے نئی زندگی چاہیئے۔۔

وہ بہت دکھی انداز میں بول رہا تھا۔۔

" مجھے نئی زندگی چاہیئے صاحب

یہ والی مجھ سے خراب ہو گئ ہے۔۔"

سب لوگ ایک بار پھر سے قہقہ لگا اٹھے۔۔
ایک بجے تک انکی مقابلہ بازی جاری تھی جب صائم بھائ نے سبکو اٹھنے کا کہا۔۔
اوکے اوکے اب یہ لاسٹ گیم اور وہ یہ ہے کہ یہ بوتل ہم گھمائیں گے اور جس پر بھی رکے گی۔اسے اپنے پاٹنر کے ساتھ ڈانس کرنا ہو گا۔کپل ڈانس۔۔۔اس لیے یہاں پر صرف کپل بیٹھے گے۔۔
وشہ،عادی،شیری،نینا،ارسل ولی اور زہرہ لوگ سائیڈ ہو گئے۔

اب وہاں صرف عینا اور مرتسم،ماہین بھابھی اور صائم بھائ،ماہم اپیا اور وجدان بھائ بیٹھے تھے۔۔
اوکے۔تھری۔ٹو۔ون۔۔۔۔وشہ نے بوتل گھمائ۔۔بوتل گھومتے اکر مرتسم پر رکھی تھی۔۔
عینا کا منہ کھل گیا۔جبکہ مرتسم زیرلب مسکرا دیا۔۔
مرتسم نے عینا کی طرف دیکھا جو اسے دیکھتے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔
کمون بھائ۔۔۔۔۔اٹھو اٹھو عینا۔۔۔۔وہ لوگ زبردستی اسے اٹھا گئے۔۔
مرتسم قدم قدم چلتا اسے قریب ایا۔۔
مے ای۔۔؟

اسکے آگے ہاتھ بڑھاتے ہلکا سا سر جھکاتے کہا۔۔

وہ اسے بڑھے ہاتھ کو تو نہیں جھٹک سکتی تھی۔۔

آہستہ سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئ۔۔

مرتسم اسکا ہاتھ تھامے سٹیج پر لے ایا۔۔ولی کو اشارہ کرتے سونگ پلے کرنے کا کہا۔۔

گانے کی ٹون شروع ہو چکی تھی۔۔

مرتسم نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا۔۔

وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکی طرف جھول ائ۔۔

ایک ہاتھ اسکی کمر پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

عینا نے بامشکل زرا سا فاصلہ بناتے۔۔اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

وہ اسکے اتنے نزدیک تھی کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

Hmm...hmmmm

hmm,hmmmmm

Hmmm....hmm

مرتسم اسکے ساتھ ہلکا ہلکا موو کرنے لگا۔۔

ایک پاؤں آگے رکھتے جبکہ دوسرا پاؤں پیچھے کرتے وہ ہلکے ہلکے سٹیپ کر رہے تھے۔۔
باقی سب مبہوت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔ان دونوں کی جوڑی لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی۔

Dehleez py mery Dil ki

Jo rakhyn hain tuny qadam

Tery naam py Meri Zindagi

Likh di mery hamdum

عینا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسکو پیچھے کو دھکا دیا۔۔وہ مڑی لیکن مرتسم نے اسکا بازو پکڑتے اپنا طرف کھینچا تھا وہ گھوم کر اسکے سینے سے الگی۔۔

Haan seekha meny

Jeena jeena kiasy jeena

Han seekha meny

Jeena jena

مرتسم نے اسے واپس گھماتے اسکی پشت کو خود سے لگایا تھا۔۔اسکے بازو پیٹ پر باندھتے اپنے ہاتھوں کازور دیتے موو کیا تھا۔۔

عینا کا چہرہ گلابی پڑ چکا تھا۔اسکی اس قدر نزدیکی پر۔۔

Hmmm , hmmm

Hmmm, hmmm

Hmmm ,hmm

مرتسم اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے۔انکھیں موندے گیا۔۔

وہ زیرلب ساتھ خود بھی گا رہا تھا۔۔

اسکے لمس میں مدہوش وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔۔

Sachi si hain yeh tareefein

Dill sy Jo meny kahin hain.

مرتسم نے اسکے گھماتے اسکا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔۔

عینا نے التجائیا اسے دیکھتے پیچھے ہونے کی کوشش کی۔۔

جبکہ مرتسم نے نفی میں سر ہلاتے۔۔

ایک ہاتھ اس کمر میں ڈالتے۔دوسرے سے اسکے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھائیں تھیں۔۔

اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے وہ موو کرنے لگا۔۔

Sachi si hain yeh tareefein
Dill sy Jo meny kahin hain
Jo to mila to Saji hai
Duniya Meri hamdum

جبکہ سامنے دیکھتے ان سب نے زبردست ہوٹنگ کی تھی۔

عین۔۔انکھیں کھولتے جزبات کی شدت سے بوجھل لہجے میں

پکارا تھا۔۔

عینا نے زرا سی لرزتی پلکیں اٹھاتے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھا۔۔

O asman mila Zameen ko Meri

Aadhe aadhe pury hain hum

Tery Naam py Meri Zindagi

Likh di mery humdum

مرتسم نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے زراسا دور کرتے گھمایا تھا۔۔

زراسا گھماتے واپس اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

وہ جھٹکے اسکی طرف آتی اسکی بازو پر گری تھی۔۔

Han sikha meny Jeena jeena

Kaisy jeena

Haan seekha meny Jeena

mery humdum

Hmmm.hmmmm

مرتسم نے آہستہ سے اسے سیدھا کرتے اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکایا تھا۔۔۔

وہ سب تالیاں بجاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

وہ جو ایک دوسرے میں کھوئے تھے۔۔

ہوش میں ائے۔۔

واہ بھائی کیا زبردست ڈانس کیا۔۔واہ۔۔

آئے ہائے۔۔سیاں جی کی آنکھوں میں کھو گئے ہم تو۔۔وشہ اسے کندھا مارتی سر گوشی میں بولی۔۔

عینا نے اسے گھورا۔۔

چلو بھئی اب غائب ہو جاؤ یہاں سے۔۔صائم بھائی انہیں آڈر دیتے خود بھی چلے گئے۔۔

ایک ایک کرتے سب لوگ وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

عینا بھی وشہ لوگوں کے پیچھے جانے لگی۔۔ لیکن مرتسم نے اسکا ہاتھ پکڑتے اپنا جانب کھینچا۔وہ اسکے مقابل اگئی۔۔

عینا نے اپنی کمر سے مرتسم کا بازو نکالنے کی کوشش کی لیکن الٹا مرتسم نے جھٹکا دیتے اسے اپنے اور پاس کر لیا

ش۔شاہ۔۔۔چھ۔چھوڑیں۔کیا کر رہے ہیں۔عینا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے ہونے کی کوشش کی۔۔۔۔

مرتسم نے اسکی کمر پر دباؤ دیتے زرا سا فاصلہ بھی مٹا دیا۔۔

وہ کپکپا اٹھی تھی۔۔ نقوش میں تیزی سے سرخی پھیلی تھی۔۔پلکیں لرز گئیں ہیں۔۔۔عینا نے مزاحمت روک دی وہ اگر زرا سا بھی ہلتی تو اسکے ہونٹ مرتسم کے ہونٹوں کو چھو لیتے۔۔

مرتسم نے بائیں ہاتھ سے اسکی تھوڑی کو پکڑ کر اونچا کیا۔۔

عین۔۔گھمبیر لہجے میں پکارا۔۔

میری طرف دیکھیں۔اسکی جھکی لرزتی پلکوں کو دیکھتے کہا۔۔

عینا نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔جہاں جزبات کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔

وہ گھبرا کر پلکیں جھکا گئ۔۔

مرتسم اسے دیکھتے زرسا جھکا اسکا ماتھا چومتے اسکی لرزتی پلکوں کو لبوں سے چھوا۔۔

عینا کا وجود کپکپا اٹھا۔۔مرتسم اسکے رخساروں کو چھوتے۔اسکے لبوں پہ رکا۔۔

عینا نے لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا۔۔۔

مرتسم اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکے لبوں پر جھکا۔نرمی سے اسکے لبوں کو چھوتے انہیں اپنے سخت ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا۔۔

عینا نے اپنے لبوں پر اسکی شدت محسوس کرتے اسکے کندھوں کو تھاما تھا۔۔

مرتسم نے اسکے لبوں پر شدت بڑھاتے اسکی ایک ہاتھ اسکے بالوں میں الجھاتے بالوں کی جڑوں کو سہلایا تھا۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اسکی کمر کو سہلا رہا تھا۔۔

لمحہ بالمحہ لبوں پر بڑھتی شدت سے اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تو عینا نے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔

وہ مدہوش تھا اسکے لمس پر لیکن عینا کی اٹکتی سانسوں سے وہ نا چاہتے ہوئے بھی نرمی سے پیچھے ہوا۔۔

عینا بے حال سی اسکے کندھے پر سر رکھے گہری سانسیں لینے لگی۔۔

مرتسم اسکی کمر سہلاتا اسکے لرزتے وجود کو محسوس کرتے مسکرایا۔۔

عین۔۔ اسکا چہرہ سامنے کیا۔۔ سرخ انگارہ چہرہ اوپر سے ہونٹ ایسے تھے جیسے خون سے بھیگے ہوں عینا نے شکوہ کرتی نظروں سے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ پیچھے کیا اور اندر بھاگ گئ۔۔

اسے جاتے دیکھ مرتسم لب دبا گیا۔۔ شائید کچھ زیادہ ہی شدت دکھا گیا۔۔۔

وہ نازک جان کہاں اسکی شدت برداشت کر سکتی تھی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ہر طرف گہما گہمی پھیلی ہوئی تھی۔ اخر کار وہ دن آہی گیا جسکا سبکو انتظار تھا۔۔

آج ماہم اور وجدان کی برات تھی۔ ہر کوئی ادھر سے ادھر کام کرتے نظر آرہا تھا۔۔

لوگ بانٹے جا چکے تھے۔

آدھے لوگ ماہم کے ساتھ تھے جبکہ آدھے لوگ وجدان کے ساتھ۔ ماہم کو ماما بابا اور بی جان کے ساتھ حویلی بھیج دیا گیا تھا۔ وہیں پر بارات آنے والی تھی۔ اور پھر باقی ساری رسمیں بھی وہیں ہونے والی تھیں۔۔

عالم بابا اور رضوانہ ماما تو آج اپنے بیٹے کی ہی طرف تھے۔۔

مرتسم ماہم کے تھا تو عینا وجدان کی طرف۔۔اسی طرح ماہین بھابھی ماہم اپیا کی طرف تھی اور صائم بھائی وجدان کی طرف۔۔

اب عینا، دانین، ولی، ارسل عادی اور نینا وجدان کی طرف تھے جبکہ مرتسم، زین، زہرہ، وشہ، شیری اور عیشاء، ماہم اپیا کی طرف تھے۔۔

بارات یہاں سے گاؤں جانے والی تھی جس کے لئیے وہ بہت کچھ تیار کر چکے تھے۔۔

❤❤❤❤

ماشاءاللہ میرا بچہ۔۔ماما وجدان کی نظر اتارتی بولیں۔۔ انہوں سکن کلر کی شیروانی پہن رکھی تھی۔۔اس پر سرخ موتیوں کی مالا تھی۔۔روایتی دلہوں کی طرح کندھوں پر شال رکھے وہ انتہا کے پیارے لگ رہے تھے۔۔

سب تیار ہیں لیکن یہ دانین اور عینا کہاں ہے۔۔ارے جلدی بلاؤ انہیں سہرا باندھنے کی رسم کریں۔۔

اک سہرا باندھنے کی رسم جو بہنوں سے کروائے جاتی تھی جبکہ بدلے وہ بھائی سے انعام بھی لیتی تھیں۔۔

میں یہاں ہوں مما۔۔وہ کان میں جھمکا پہنتی تیزی سے سیڑھیاں اترتی بولی۔۔

اور میں یہاں دانین ڈوپٹہ لہراتی دوسری طرف سے بولتی اس طرف آئی تھی۔۔

ماشاءاللہ سب کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

وہ جھمکا پہن کے سیدھی ہوتی جھنپ گئ سب کے ایک ساتھ بولنے پر۔۔

ماں صدقے۔۔ماما انکی بلائیں لیتی بولیں۔۔میری بیٹیاں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔

میرا بچہ تو آج بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔

وجدان بھائی عینا کا سر چومتے بولے۔۔

جبکہ دانین زرا سا دور ہوتے مسکرا دی۔۔کیونکہ اسکی نظر میں دور سے پیار ہونا ٹھیک تھا۔۔

سب ہنس دیے۔۔

ماما نے انکی نظر اتاری تھی۔وجدان بھائی نے انکے سر پر سے پیسے وارتے ملازمہ کو دیے تھے۔۔

عینا کی آنکھوں میں نمی اگئ وہ لوگ اس سے اتنا پیار کرتے تھے کہ جسکی کوئی حد نہیں۔ بلکل گڑیا کے جیسے رکھتے تھے۔۔وہ تھی بھی تو گڑیا جیسی اور آج تو لگ بھی گڑیا ہی رہی تھی۔۔

وہ پہلی بار ماہم کی شادی پر یوں تیار ہو رہی تھی۔ورنہ ہمیشہ سادہ حلیے میں ہی رہتی اس لیے وہ منفرد لگ رہی تھی۔۔

بلیک کلر کی پاؤں کو چھوتی گھیرے دار فراق۔۔ جسکے دامن، بازو اور گلے پر گالڈن کام ہوا تھا باقی فراق سادہ تھی لیکن اس پر بھاری گولڈن ڈوپٹہ تھا۔۔

چاکلیٹی بالوں کی مانگ نکالے انہیں نیچے سے ہلکا ہلکا سا کرل کیا تھا۔۔
مانگ میں گول بندیا چمک رہی تھی۔۔ کانوں میں بھی گول ہی جھمکے اٹھکلیاں کر رہے تھے۔۔ لائیٹ سے میکاپ میں اسکے چہرے پر چھایا گلابی پن کچھ اور گلابی ہوا تھا۔۔ ناک میں ہیرے کی چھوٹی سی نتھ چمک رہی تھی۔۔ وہ کانچ کی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔
دانین نے بھی لانگ فراق پہنا تھا بلکل عین جیسا لیکن اسکا کلر مختلف تھا۔۔ لڑکیوں کے سب کے ڈریس سیم تھے لیکن کلر مختلف تھے۔۔
دانین کے ڈریس کا کلر بلو تھا۔ باقی سیم عینا کے ڈریس جیسا۔۔ بالوں کو پیچھے کی طرف سیٹ کرتے ماتھا ٹیکا لگایا ہوا تھا۔۔ لائیٹ سے میک اپ میں چہرے پر چھایا کچھ جولی سا انداز جو اسکی شخصیت کا حصہ تھا اسے منفرد کر گیا۔۔
عینا اور دانین نے مل کر وجدان کے سر پگڑی رکھی تھی۔ سہرا تو نہیں تھا سو اسی سے رسم کرلی۔۔ اب نکالے ہمارا انعام۔۔
وہ جلدی سے ہاتھ بڑھاتی بولی۔۔ وجدان نے شرارت سے انکے ہاتھ پر دس کا نوٹ رکھ دیا۔۔

ہا۔۔بھائی۔۔دونوں کے منہ کھل گئے۔۔جبکہ باقی سب ہس دیے۔۔

نوٹ فیئر بھائی آج تو میری گڑیا کے ساتھ ایسا نا کریں۔۔ولی جو ابھی آیا تھا عینا کو حصار میں لیتے اسکے سر پر بوسہ دیتے بولا۔۔

وجدان بھائی نے ہستے پچاس ہزار نکالتے انکے ہاتھ پر رکھے تھے۔۔

وہ خوش ہوتی پیچھے ہٹ گئیں۔۔

اب چلو بھئی بابا کا دوبار فون آچکا ہے۔۔ارسل جلدی میں آتا بولا تو وہ سب وہاں سے نکلے تھے۔۔

وجدان بھائی کو مسجد سے سلام کرواتے وہ لوگ گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

گاؤں تک پہنچتے وہ بور ہی ہو رہے تھے۔۔

لیکن بلکل گاؤں میں پہنچتے جہاں سے سجاوٹ شروع ہو رہی تھی وہ لوگ اپنی گاڑیاں روک چکے تھے۔۔ہر طرف پٹاکوں کی آوازیں شروع ہو چکیں تھیں س۔

آسماں پر مختلف رنگ بکھرنے لگے تھے ایسے میں ایک بار وہاں خاموشی چھا گئ۔۔

سب ینگ پارٹی ایک دوسرے کو تھمزاپ کا اشارہ دیتے اپنا اپنا بازو گاڑی سے نکال گئے۔۔

یکم دم ہر طرف خاموشی بھانے پر دور سے آتی بارات کو حویلی کی چھت پر کھڑے دیکھتے وشہ لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا جب اچانک۔

....

Oh Veera chocolate boy

Tha kudiyon da joy

Methi batyen karky

Sari kudiyan ly gya

وہاں پر اتنی تیز آواز میں میوزک بجا تھا کہ ہر کوئی ایک بار ڈر اتھا۔۔اور اسکے ساتھ ہی ہوا میں کلرز بلسٹ ہوئے تھے۔۔

ہر گاڑی کے چاروں شیشوں میں سے ایک ہاتھ باہر تھااور اسمیں کلر بلاسٹ تھا۔۔

گاڑیوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔۔

جبکہ گانا جاری تھا۔جسکی گونج ہر جگہ تھی۔۔

رات کی خاموشی اور اندھیرے کو چیرتی ڈھوباجے کی آواز اور رنگوں نے اسکا رنگ ہی بدل دیا تھا۔۔

Vera vanilla la

Aur muka jb mila la

Haton py dekr favour

Sala chumi ly gya

Oh bhaii Teri jawani

The end ho gai

Oho

عادی اور ارسل لوگ اپنی گاڑیوں کے اوپر کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔

Oh Teri sari dewani

Sadi frnd ho gai

Oye dj nu bulwaado

Bulwaado , bulwaado

Bulwado hyee

O dj nu bulwaado

Sady veery di wedding hai

Botlein khulwado

Sady veery di wedding hai

وہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ ہر کوئی مبہوت اس بارات میں کھویا تھا۔جو ہر طرف رنگ بکھیرتی جارہی تھی۔

جبکہ خاموشی کو چیرتی

گانے کی آواز نے الگ سرپیدا کیا تھا۔۔

Oye twitter pe hai trending

Twitter py hai trending

Sade veery di wedding hai

Long time sy pending

sady veery di wedding hai

اسکے ساتھ ہی تیز ہوٹینگ گونج اٹھی۔۔لڑکیاں تو نہیں البتہ لڑکے کوئی اپنی گاڑی میں ہی اوپر سے تو کوئی گاڑی کے اوپر کھڑا تھا تو کوئی باہر۔۔وہ لوگ ساتھ خود بھی اونچی آواز میں گاتے جارہے تھے۔۔

Haan char qadam py

Bhagi bhagi ik barat aye gi

Har puppy ka din hy ata

Meri Raat ayegi

Hoye kudiye season

Shadi ka hy pandit bhi hy ready

Kanyadan karega Veera

Mat bulwana daddy

اتنے خوبصورت انداز میں بارات کا کسی نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔زین لوگ خود حیران رہ گئے تھے۔۔کیونمہ جو لوگ لڑکی والوں کی طرف سے وہ سب انجان تھے کسی بھی پلیننگ سے۔۔

Ainvayi busy rehte hain barati apny

Ho ek budget mein fit ho jyen gy do ghar

KY sapny

Koi band to bajwaado

Bajwaado , bajwaado ,

bajwaado

Koi band to bajwaado sady

veery di wedding hai

Botlein khulwado sady veery di wedding hai

بارات حویلی کے بلکل آگے تھی۔وہ لوگ گاڑیوں سے اترتے خود بھی گاتے جھومتے بھنگڑے ڈالتے جا رہے تھے۔۔

بینڈ باجے والے اپنا کام کرنے لگے۔۔

Oye twitter pe hai trending

Twitter py hai trending

Sady veery di wedding hai

Long time sy pending

sady veery di wedding haiiiii

پٹاخوں نے آخر برات کا پتہ دے ہی دیا۔۔

لڑکے سارے حویلی کے دروازے کے آگے بھنگڑے ڈالتے وجدان کو بیچ میں کھڑا کر چکے تھے۔۔۔

ان پر نوٹوں کی برسات کی دی گئی تھی۔۔

تقریباپندرہ منٹ تک بابا نے سب کو روکتے اب اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔

لڑکیوں کو گاڑیوں سے اتارا گیا۔۔

تھوڑی دیر دہلیز پر رکتے ڈھول بجائے گئے۔۔

ویڈیو گرافر مہارت سے ہر ایک منظر کو قید کرتا جارہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

بلیک کرتا پہنے اس پر گولڈن واسکٹ پہنے وہ لڑکی والوں کی طرح کی براتیوں کے ویلکم میں کھڑا سب لڑکیوں کا دل دھڑکا رہا تھا۔مرتسم کی عینا کے ساتھ میچنگ ہورہی تھی۔۔

سب سے ملتے وہ لوگ آگے بڑھتے جارہی تھے۔۔

مرتسم اور زین اینٹرس پر سب کے استقبال کے لیئے کھڑے تھے تقریبا سب ہی اندر جا چکے تھے۔زین مرتسم جو اشارہ کرتا خود بھی اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

مرتسم ولی سے کچھ کہتا ابھی اسنے چہرہ اٹھایا ہی تھا کہ وہ رک گیا۔ساکت سا کھڑا وہ اسے خود میں سماتا دیکھ رہا تھا۔۔

ولی کو کسی کا فون آ گیا تو وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

مرتسم کو اپنے دل و جاں میں بس وہی وہ ہوتی محسوس ہوی۔۔

میں صدقے۔۔لبوں سے بس یہی نکلا تھا۔۔

اسکے پسند کیے گئے سیاہ فراق میں وہ کسی ساحرہ کی مانند لگ رہی تھی جو لمحہ بالمحہ اسکی طرف بڑھتی اسے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔

نینا سے بات کرتی وہ کھکھلا کر ہس رہی تھی۔

عینا دور سے اسکا ٹھٹھکا محسوس کر چکی تھی۔۔

اسکے پاس ماہم کا کچھ سامان تھا جسے لانے کے چکر میں وہ اور نینا پیچھے رہ گئ تھی۔۔

اسلام علیکم مرتسم بھائ۔۔نینا اسکے پاس رکتی بولی۔۔

مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔وہ جیسے ہوش میں ایا۔۔اسکی پلکوں میں جنبش ہوئ۔۔

وعلیکم السلام۔۔ نظریں عینا پر ٹکائے ہی اسے جواب دیا۔۔

نینانے شرارت سے دونوں کو دیکھا۔۔

میں چلتی ہوں آپی آپ آجایئے گا۔۔ جلدی سے بولتی یہ جاوہ جا۔۔

عینا ارے ارے ہی کرتی رہ گئ۔۔

اسلام علیکم! کچھ سمجھ نا آنے پر وہ جلدی سے بولی۔۔

مرتسم مسکرایا تھا۔۔ سر کو جنبش دیتے اسنے زیر لب جواب دیا۔۔

رات کے بعد سے وہ اب اسکے سامنے آئ تھی۔۔

سب لوگ تو اندر جاچکے تھے اس لیے اب یہاں کچھ ہی لوگ تھے جو خود میں مصروف تھے۔۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ میں اندر سب سے مل لوں۔۔

عینا اسکی نظروں سے گھبراتی جلدی سے قدم آگے بڑھا گئ۔۔

لیکن بڑھانا سکی۔۔

اسنے پیچھے مڑتے دیکھا۔۔ اسکا ہاتھ مرتسم کے ہاتھ میں تھا۔۔

عینانے ویسے ہی قدم پیچھے موڑے۔۔

شاہ چھوڑیں۔۔ وہ ہاتھ چھڑاتی بولی۔۔

لیکن مرتسم کی نظریں اسکے مہندی سے سجے ہاتھ پر ہی ٹک گئیں۔۔ مہندی کے خوبصورت ڈیزائین میں اسکا نام پورے آب و تاب سے جگمگا رہا تھا لیکن وہ لکھا کسی اور زبان میں تھا۔۔

मुर्तसम

وہ مسکرایا تھا۔۔

عینا مسلسل اپنے ہاتھ اسکی نظریں محسوس کرتے گھبرائی۔۔ مطلب وہ یہ بھی سمجھ چکا تھا۔۔

ویسے تو مرتسم کو سات زبانیں آتی تھیں۔۔ لیکن عینا کو نہیں پتہ تھا اسے یہ بھی آتی ہے۔۔

عینا کو پشتو آتی تھی لیکن پشتو مرتسم کو بھی آتی تھی تھوڑی بہت اس لیے اسنے کسی انڈین زبان میں لکھنے کا کہا تھا۔۔

لیکن اب وہ بہت اچھے سے جان چکی تھی۔ مرتسم سمجھ چکا ہے کہ کیا لکھا ہے۔۔

اسنے مسکراتی نظروں سے اسے جو سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

مرتسم نے نامحسوس انداز میں ادھر ادھر دیکھتے جھک کر اسکے ہاتھ پر لب رکھے تھے۔۔

عینا نے پٹ سے سے آنکھیں کھولیں۔۔ اور ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔

شرم و حیا سے سرخ ہوتے وہ اسے گھور بھی نا سکی۔۔

ہاتھ چھڑواتی وہ دو سو کی سپیڈ سے وہاں سے بھاگی تھی۔۔

مرتسم سر پیچھے کو گراتے ہنس دیا۔۔۔

ماشاءاللہ اپیا اپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔

وہ برائیڈل روم میں آئی تو ماہم کو دیکھتے مبہوت رہ گئی۔۔

ڈارک بلڈ کلر کے برائیڈل ڈریس میں ساتھ برائیڈل میکاپ اور ہیوی جیولری میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ماما کتنی ہی بار اسکی نظر اتار چکی تھیں۔۔

اسکے پارلر سے آتے ہی اسکا سر صدقہ بھی اتارا گیا تھا۔۔

لیکن میری گڑیا مجھ سے زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔ماہم اسکی تھوڑی تلے ہاتھ رکھتی بولی تو وہ ہس دی۔۔

اور باہر سے بھاگ کر کہاں سے آرہی تھی۔۔

پیچھے سے آتی وشہ بھی اسے گھورتی بولی۔۔

وہ دھوپ بہت تھی نا باہر اسی لیے بھاگ کر آرہی تھی۔۔

وہ ہڑبڑاتی بولی۔۔

ہیں کیا مطلب اتنی دھوپ تو نہیں ہے باہر۔۔وشہ مشکوک سی اسے دیکھتی بولی۔۔

اب کیا تجھے پوری انسپیکشن کرنی ہے۔۔چھوڑ اور چل باہر کا انتظام دیکھتے۔۔

وہ اسے جھڑک کر بولتی ہاتھ کھینچتی لے گئی۔۔

یہ عینا بی بی ہیں نا۔۔۔مرتسم سائیں کی منگ۔۔

وشہ کے ساتھ آتی عینا کو دیکھتے گاؤں کی عورتیں بولیں۔۔

کتنی پیاری ہیں نا یہ۔۔ بلکل گڑیا جیسی۔۔

ہاں نا صرف باہر سے بلکہ دل کی بھی بہت اچھی ہیں۔۔ عورتیں اسے دیکھتی بول رہی تھیں۔ جو مسکرا کر گاؤں کی عورتوں سے مل رہی تھی۔

ہر بڑے سے پیار لیتی۔۔ چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھتی وہ اب کے دلوں میں گھر کرتی جا رہی تھی ۔۔۔

کبھی کسی بات پر شرارت سے ہستی تو کبھی سنجیدگی سے کوئی بات کرتی۔۔وہ مرتسم میر شاہ کی بیوقوف سی عین نہیں

بلکہ پیراپور کے گدی نشین کی سمجھدار بیوی لگ رہی تھی۔۔۔

مرتسم شاہ نکالاڈلہ سائیں تھا تو عینا اس گاؤں کی لاڈلی بہو تھی۔۔

بہت پیاری ہیں آپکی بیٹیاں۔۔۔ماما نے عینا اور وش کو اپنی کسی دوست سے ملوایا تو وہ انکو دیکھتی بے ساختہ بولیں تھیں۔۔۔

کیا شادی ہو گئی ہے اسکی۔۔ ویسے اتنی عمر تو نہیں ہے اور شادی شدہ بھی نہیں لگتی۔۔۔وہ عورت عینا کو دیکھتی پوچھتی خود ہی اپنے سوال کا جواب دے گئی۔۔

عینا کے ساتھ کھڑی وشہ نے بامشکل ہسی کنٹرول کی تھی کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیوں پوچھ رہی ہیں۔وہ پہلے بھی انسے کئی بار مل چکی تھی۔۔۔وہ ہر لڑکی میں بس اپنی بہو تلاشتی رہتی تھیں۔۔۔

ماما کو کسی اور سے بات کرنے لگی تو وشہ جلدی سے بولی۔ نہیں آنٹی ابھی اتنی جلدی کہاں۔۔ابھی تو بلکل سنگل ہے۔۔

وہ شرارت سے بولی تو عینا نے اسے گھورا وہ اسے چپ ہونے کا اشارہ کر گئی۔۔

ارے واہ وہ انٹی خوش ہو گئی۔۔

میرا بیٹا بھی ابھی سنگل ہے میں تو آج کل اسکے لیئے لڑکی ڈھونڈرہی لیکن کہاں اچھی لڑکیاں ملتی ہیں۔۔

لاکھوں میں ایک بیٹا کے میرا۔رکوں میں ابھی ملواتی ہوں۔وہ آنٹی کچھ زیادہ ہی ایکسائیٹڈ ہو گئی۔۔

ارے نہیں آنٹی ہم۔۔

ابھی عینا کچھ کہتی وہ انٹی دور کھڑے کسی لڑکے کو اشارہ کر چکی تھیں۔۔

عینا نے گھور کر وش کو دیکھا لے لیا مزہ۔۔۔وہ منہ لٹکا گئی۔۔

مجھے کیا پتہ تھا والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

تب تک ایک لڑکا انکے قریب پہنچ چکا تھا۔۔

یہ میرا بیٹا ہے کاشان۔۔

کاشان ان سے ملو یہ میری اپنی آنٹی کی بیٹیاں ہیں۔۔

وہ پچیس، چھبیس سالہ نوجوان تھا اچھی شکل وصورت کا وہ لڑکا اپنی ماں کی اس بیوقوفی پر انہیں گھور کر رہ گیا جو اسے عینا کی طرف بار بار اشارہ کر رہی تھیں۔۔

اسلام وعلیکم بھائی۔۔عینا خود ہی جلدی سے بولی۔۔

اسکے بھائی بولنے اس آنٹی کا منہ اتر گیا۔۔

انکی شکل پر یک دم بارہ بجے انہیں دیکھ کر وشہ اور عینا کی ہسی چھوٹی وشہ تو منہ نیچے کیے ہس دی۔ جبکہ عینا نے نچلی لب دانت تلے دباتے ہسی کنٹرول کی تھی۔۔

لیکن اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

کسی نے یہ منظر بہت غور سے دیکھا تھا۔

کاشان جو اسکے بھائی بولنے اپنی ماں کی شکل دیکھتا خود مسکرایا تھا عینا کی اس ادا پر بے ساختہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

سرمئی آنکھیں جو بہت محویت سے اسے تک رہی تھیں یک دم ان میں غصہ ابھرا تھا۔۔ایک تیش سا در آیا تھا ان میں۔۔

عینا اور وشہ ایکسکیوز کرتی وہاں سے سے چلی گئ۔۔

تھوڑی دور آتے وہ دونوں کھل کے ہسی تھیں۔

ہاہاہاہاہاقسم سے اس آنٹی کی شکل دیکھنے والی تھی۔۔وشہ پیٹ پکڑے ہستی بولی۔۔

عینا نے ہای سے بے حال ہوتے سر ہلایا تھا۔۔

ابھی وہ کچھ کہتی حاشر بھاتا اسکی طرف آیا تھا۔۔

آنی آنی آپکو وہاں پہ کوئ بلا رہا ہے۔۔

وہاں سکا دوپٹا کھینچتا بولتا۔۔

کون بلا رہے ہے حاشو۔۔ عین جھک کر اسکا گال چومتے بولی۔۔

آپ چلیں نا انی پھر دیکھ لینا۔۔وہ اکس اہاتھ کھینچتا بولا۔۔

ارے۔۔ دونوں نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

تو رک میں آتی ہوں۔۔ وشہ کو بولتی وہ اسکے ساتھ چلی گئ۔۔

❤❤❤

حاشو کہاں ہے اور کون۔۔ وہ اسے قدرے کونے میں ایک اندھرے والی جگہ پر لے آیا تھا۔۔

عینا نے حیرانگی سے اس سے پوچھا۔۔

حاشو یہاں تو کو۔۔ اسنے پیچھے مڑتے دیکھا حاشر وہاں پر نہیں تھا۔۔

یہ کہاں چلا گیا۔۔عینا نے حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھا۔۔ لیکن وہاں کسی کو نا پاکر وہ مڑی لیکن ابھی اسنے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ کسی نے بازو سے پکڑتے اسے کھینچا۔

عینا بے ساختہ کھینچتی چلی گئ۔۔

کسی نے اسے دیوار سے لگایا۔۔وہ ڈر گئ۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ چیختی اسے اپنے قریب مخصوص خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔

لائیٹس کی مدھم تر روشنی میں اسے مرتسم کا چہرہ نظر ایا۔۔

شاہ وہ حیرانگی سے بولی۔۔کیا ہوا اپنے ایسے مجھے۔۔اپ کیا کر رہے ۔۔ وہ گھبرائے لہجے میں بولی۔۔مرتسم کا سپاٹ چہرہ اسے ڈرا رہا تھا۔۔

مرتسم نے اسے دیوار سے لگایا۔۔

کر تو آپ رہی ہیں۔۔۔دیوار پر اسکے دائیں جانب ہاتھ رکھتا دوسرے ہاتھ سے اسکی گال سہلاتا اسکی طرف جھک کر بولا۔۔

عینا جھنپ گئ۔اسکے انداز پر۔۔اج کل تو اسکے تیور کی بدلے ہوئے تھے۔۔

م۔میں کیا کر رہی ہوں۔۔وہ حیرانگی سے بولی۔۔

مجھے پاگل۔۔بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تھی۔۔

وہ اسکے اتنے پاس تھا کہ عینا کو اسکے پرفیوم کی خوشبو نتھوں میں گھلتی محسوس ہوئ۔۔

ش۔ا۔ہ ا۔پ۔۔اسکے الفاظ ٹوٹ گئے۔۔مرتسم نے اسکے بالوں میں منہ چھپاتے گہری سانس بھری تھی۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچتی اسکی کمیض مٹھی میں دبوچ گئ۔۔۔وہ سرخ پڑ گئ تھی اسکے لمس پر۔۔

می۔ر۔۔با۔ہر سب۔۔انت۔۔(میر باہر سب انتظار)اسکی بات مکمل ہوتی مرتسم نے اسکی تھوڑی اٹھاتے جھک کر اسکے الفاظ قید کیے تھے۔۔۔

عینا لڑکھڑائ۔۔

مرتسم نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے خود میں بھینچا۔۔

ایک ہاتھ سے اسکے بالوں کو ڈھیلی گرفت میں لیتے اسکا چہرہ اٹھایا تھا اور اسکے لبوں پر شدت اختیار کی۔۔

اسکے الفاظ مرتسم کے لبوں میں ہی گم ہو گئے۔۔عینا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن الٹا مرتسم نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑتے اسکی پشت پر لگا دیے۔۔

سانس رکنے سے اسکی بھوری انکھوں میں نمی بھر گئ۔۔

وہ آزاد ہونے کے لیئے کسمسائ۔۔دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ ابھی باہر اجائے۔۔

جانے کیوں وہ اتنی شدت دکھا رہا تھا۔۔عینا کو لگا وہ اسکے لبوں پر کسی چیز کا غصہ نکال رہا ہو۔۔

اسے لگ رہا تھا کہ مرتسم شائید اسکی جان لینے کے در پہ تھا لیکن پھر اسے خود میں سلگھتی سانسیں تیزی سے دوڑتیں محسوس ہوئیں۔۔

وہ اسکی سانسیں پی بھی رہا تھا اور سانس دے بھی رہا تھا۔۔

اسمیں مکمل اپنی سانسیں بھرتے وہ پیچھے ہوا تھا۔۔

عینا نڈھال سی اسکے سینے پر سر ٹکا گئ۔۔ دونوں کا سانس پھولا ہوا تھا۔۔

وہ اسکے بال اور کمر سہلاتا اسے ریلیکس کرتا رہا۔۔

آئیندہ اگر ان لبوں ظلم ڈھانا ہوا یا رنگ چڑھانا ہوا تو مجھے بولئیے گا۔۔ کچھ دیر اسکی سانس نارمل ہوئ تو اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے وہ اسکے نچلے لب کو انگوٹھے سے مسلتے بوجھل لہجے میں بولا۔۔

وہ اسکی حرکت پر سرخ انگارہ ہو گئ۔۔ عینا ابھی کچھ کہتی کہ مرتسم اسکا چہرہ اٹھاتے پھر سے اسکے لبوں پر قابض ہوا تھا۔۔ لیکن اس بار اسکے لمس میں نرمی تھی۔۔۔

وہ نرمی سے اسکے لبوں کا جام پیتا قطرہ قطرہ اسکی سانسیں خود میں اتارتا مدہوش سا تھا۔۔۔

عینا اسکے نرم گرم لمس پر بوجھل ہوتی آنکھیں سکون سے موند گئ۔۔

کتنی ہی دیر وہ دونوں ایک دوسرے کے لمس کی شدت میں کھوئے رہے۔۔

لیکن اب عینا کا سانس رکنے لگا تو وہ کسمسائ۔۔ اسکے کسمسانے پر اسکی چوڑیوں نے شور مچایا تھا۔۔

مرتسم جو اسکے لمس میں مدہوش تھا اسکی چوڑیوں کی کھنکھناہٹ پر اسکے نرم لبوں پر شدت اختیار کی تھی۔۔سانس روک دینے والی شدت دکھاتے وہ پھر نرمی سے پیچھے ہوا لیکن اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔

اسکی یک دم شدت اختیار کرنے پر عینا کا وجود کانپا تھا۔۔وہ صرف اسکے سہارے کھڑی تھی ورنہ اب تک گر چکی ہوتی۔۔

دونوں کا سانس بری طرح سے پھولا ہوا تھا۔دونوں کی تیز سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔۔

جانم۔۔مرتسم نے اپنی سرخ ہوتی بوجھل آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھتے پکارا تھا۔۔وہ اکثر اسے اس نام سے پکارتا تھا۔۔

عینا نے اسکے پکار پر شکوہ بھری بھوری آنکھیں اٹھاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

مرتسم اسکی شکوہ کرتی آنکھوں پر مسکرایا۔۔عینا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس بات پر اتنی شدت اور غصہ دکھایا تھا اسنے۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں پہلے غصہ دیکھ چکی تھی۔۔

وہ انٹی کیا کہ رہی تھی آپ سے۔۔۔اسکے بال سہلاتے مرتسم نے نرمی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔۔

عینا نے الجھن بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ پھر اسکی آنکھیں سکڑیں یعنی کہ وہ سب دیکھ رہا تھا۔۔اور اس لڑکے کی وجہ سے اسے سزا ملی۔۔

اسنے خفگی سے منہ پھلائے اسے دیکھتے چہرہ موڑ لیا۔۔

وہ اسکے گال پھولانے پر مسکرایا۔۔وہ جب اس سے ناراض ہوتی تھی تو یونہی منہ پھلائے رکھتی۔۔

مرتسم نے جھک کر اسکے سرخ ہوتے پھولے گالوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔

اسے جو غصہ اس وقت اس لڑکے کے عینا کو گھورنے پر آیا تھا وہ اتر چکا تھا اس لیے اب آرام سے اس سے نبٹنے کا سوچا۔۔

عینا نے بوکھلاتے اسے دیکھا۔۔ش۔شاہ پیچھے ہوں۔ج۔جانے دیں مجھے۔۔وہ اسکی گرفت میں کسمسائی۔۔

یہ مہندی کسکے نام کی ہے۔۔مرتسم نے اسکی بات اگنور کرتے اسکے مہندی بھرے ہاتھ تھامے تھے۔۔

عینا نے اسے دیکھا۔۔کسی کے نام کی نہیں۔۔ مسکراہٹ روکتے کہا تھا۔۔

مرتسم نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

تو یہ بناؤ سنگھار۔۔اسکے ہاتھ چھوڑتے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے جھک کر پوچھا۔۔

ک۔کسی کے لیئے نہیں۔۔وہ گھبرا گئی لیکن پھر بھی ڈٹ کر بولی۔۔

کیوں میں شوہر ہوں آپکا پھر کیوں نہیں۔۔وہ زرا اور جھکتے بوجھل لہجے میں بولا۔۔

دونوں کا چہرہ بلکل پاس تھا اتنا پاس کے دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔۔

ا۔۔س سے ک۔یا فرق پڑتا ہے۔۔وہ تیز ہوتی سانس سے بولی۔۔

تو میرے چھونے سے بھی فرق نہیں پڑتا۔۔وہ اسکے کان کی لو کو ہونٹوں میں دباتا بھاری آواز میں بولا۔۔

عینا کا چہرہ بھانپ چھوڑنے لگا جیسے۔۔ لیکن وہ پھر بھی ڈٹی رہی۔۔

ن۔ نہیں۔۔ جانے کیوں وہ اس سے شرارت پر آمادہ تھی۔۔

زرا بھی نہیں۔۔۔اسکی گردن پر ناک رگڑتے سرگوشی میں بولا۔۔

زرا بھی نہیں۔۔وہ بھی سرگوشی میں بولی۔۔ آنکھیں اسکے لمس پر خودبخود بند ہو رہی تھیں۔۔

اب۔۔اسکی گردن پر جابجا اپنے لب رکھتے پھر سے سرگوشی کی۔۔۔

عینا نے اسکی قمیض کو سختی سے جکڑا۔۔

نہہ۔۔اسکے الفاظ ٹوٹ گئے۔۔ سرگوشی اتنی دھیمی تھی کہ وہ بامشکل ہی سن پایا۔۔۔

مرتسم نے اسکی شہ رگ پر لب رگڑے۔۔

اب بھی نہیں۔۔اسکی قربت میں حواس کھوتے وہ بمشکل سرگوشی کر رہا تھا۔۔

عینا کی سسکی نکلی تھی۔۔وہ خود تو مدہوش ہو رہا تھا اسے بھی مدہوش کر رہا تھا۔۔

پ۔ڑت۔اہ۔ے بہ۔ت (پڑتا ہے بہت)۔۔۔وہ اسکی قربت میں ہار گئ لفظ بھی اسکے لبوں میں ٹوٹ گیے وہ مرتسم سے لپٹتی اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئ۔۔۔

مرتسم اسکی پچھلی گردن پر جا بجا لب رکھتا ہر چیز سے بیگانہ ہو گیا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے تھے۔۔

جب مرتسم کا بجتا فون عینا کا نشہ توڑتے اسے حواس میں لایا تھا۔۔

جبکہ مرتسم کو کوئ فرق نہیں پڑا اسکے لب اسکے گردن سے نیچے کی حدود سر کرنے لگے۔۔

ش۔شاہ۔۔عینا نے کسمساتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔۔اسکی آواز بوجھل تھی۔

مرتسم نے اسکے نشے سے مدہوش ہوتی آدھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔گردن میں گلٹی ابھر کر مدہم ہوئ تھی۔۔عینا اس سے نظریں چرا گئ۔۔

دونوں کی سانسیں مدھم رفتار میں رقص کر رہی تھیں۔۔

مرتسم نے بمشکل اپنے حواس میں لوٹتے مستقل بجتے فون کو دیکھا تھا۔

جہاں ولی کا نام جگمگا رہا تھا۔۔اسنے سکرین اوف کرتے پھر سے اسے دیکھا۔۔

کاش یہ وقت یہیں تھم جائے اور آپ یونہی میری بانہوں میں سمائ رہیں۔۔اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے بوجھل سرگوشی کی تھی۔۔

عینا نے بمشکل اسکی اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھا۔۔

س۔سب ان۔تظار کر رہے۔۔۔اسکی اپنی آواز بوجھل تھی۔۔

اس پر اپنی قربت کے اثرات دیکھتاوہ گھمبیرتا سے مسکرایا تھا۔۔

جائیں۔۔اسے دیکھتے کہا۔۔عینا نے بے بسی نے اپنے گرد لپٹا اسکا حصار دیکھا۔۔جو اسے جانے تو دے رہا تھا لیکن اپنے حصار سے آزاد نہیں کر رہا تھا۔۔

چھ۔وڑ دیں۔۔۔گھبرائی سی آواز میں کہا۔۔

دل نہیں مان رہا۔۔پھر سے سرگوشی کی۔۔

پلیز۔۔عینا نے مدھم سا کہا تھا۔۔

مرتسم مسکرایا۔۔ایسے جائیں گی تو ہر کوئی سمجھ جائے گا کہ میری قربت کے رنگ میں رنگ کر جا رہی ہیں۔۔

قربت کے رازیوں سب پر افشاں نہیں کرتے جانم۔۔

وہ اسکے بکھری حالت دیکھتا مدھم لہجے میں بولا۔۔

عینا جھنپ گئی۔۔وہ بلکل لال ٹماٹر بنی کھڑی تھی۔۔لپسٹک غائب تھی لیکن ہونٹ پھر بھی سرخ ہو رہے تھے۔۔

آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔۔بال بکھر چکے تھے۔۔ڈوپٹہ ایک طرف جھول رہا تھا۔۔

فراق کی کمر پر سلوٹیں تھیں۔۔

مرتسم نے آہستہ سے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے اسکے بکھرے بال سہی کیے۔۔۔اسکی کمر پر نرمی سے ہاتھ سے سلوٹیں دور کیں۔۔

اسکے چہرے پر پھیلے قوس قزاح کے ان رنگوں کا تو وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔

مرتسم نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔ریلیکس ہو کر جائیں۔۔

اسکا سر چومتے بولا۔۔اور اسے آزاد کر دیا۔۔

عینا نے ایک نظر اسے دیکھا پھر گہری سانس بھری اور وہاں سے مڑی لیکن وہ رک گئ۔۔

مرتسم اسکے رکنے پر چونکا۔۔

سیکینڈ سے پہلے وہ اسکی طرف مڑتی اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ایڑیاں اونچی کرتے اسکے ماتھے پر لب رکھ گئ۔۔

مرتسم کے کچھ سمجھنے سے پہلے وہ وہاں سے بھاگ گئ۔۔

وہ حیران سا اسکے لمس پر ساکت کھڑا رہ گیا۔۔

پھر ہولے سے مسکرا دیا۔۔

ولی کا فون پھر سے آنے لگا تھا۔۔گہری سانس بھرتے اسنے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں سنوارا۔۔

پھر کپڑوں پر پڑی سلوٹیں دیکھتے اسکے لب مسکرائے عینا کا اسکے کرتے کو جکڑنا یاد کرتے وہ ہولے سے ہنسا۔۔

ایک دو بار ہاتھ مارتے سلوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔۔اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔اسکی سرمئی آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں۔۔

❤❤❤❤❤

کہاں تھی تو پچھلے آدھے گھنٹے سے اوپر ہونے والا ہے تجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ہم سب پریشان ہو گئے تھے۔۔وہ واپس برائیڈل روم آئی تو وشہ نے تیزی سے اسکے پاس آتے پوچھا۔۔

دلہن بنی ماہم نے بھی پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔

ماما بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

ہاں بچے کہاں چلی گئی تھی۔۔ماہم اپیا اور ماما بھی پاس آتی پوچھنے لگیں۔

اور یہ کیا ہے۔۔لال ٹماٹر کیوں بنی ہوئی اور۔۔لپسٹک کہاں غائب ہے تیری۔۔

بال بھی خراب کر لیے۔کسی سے لڑ کے رہی ہے کیا۔۔

وشہ اسے دیکھتی بولی۔۔

عینا بوکھلائی سی کھڑی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا بولے۔۔ادھے گھنٹے سے زیادہ کب ہو گیا اسے خود بھی نہیں پتہ چلا۔۔

م۔میں یہیں تھی۔وہ ہڑبڑائ بولی۔۔

ماہم اپیا اور ماما نے غور سے اسے دیکھا تھا۔۔اسکے وجود سے کوئ مخصوص خوشبو آرہی تھی جسے ماہم نے اکثر محسوس کیا تھا جب وہ مرتسم کی شال اپنے گرد لپیٹتی تھی۔۔۔

چہرے پر بکھرے قوس و قزاح رنگ، سرخ ہونٹ،وہ گھبرائے سی اپنی انگلیاں چٹخارہی تھی۔۔

ماہم نے ماما کی طرف دیکھا وہ دونوں ہی مسکرادیں۔۔

بتا بھی کہاں گئ تھی۔۔وشہ پھر سے بولی۔۔

وش وہ کہہ تو رہی ہے یہیں تھی تو یہیں ہو گی۔۔تم چلو میرے ساتھ بہت کام ہیں۔۔

بچے اپیا کے پاس رہو ہم۔۔ماما اسکا ماتھا چومتے مسکراتی بولیں۔۔

اسے ماما کی مسکراہٹ کی کچھ سمجھ نہیں ائ۔۔لیکن وہ سر ہلا گئ۔۔

یہاں او۔۔انکے جانے کے بعد اپیا نے اسے مرر کے سامنے بٹھایا۔۔

وہ حیران ہوئ پھر مرر میں خود کو دیکھتی گھبرا گئ۔۔

وہ اسکی قربت کے رنگوں میں نہائ ہوئ تھی۔۔خود سے ہی نظریں چرا گئ۔۔

ماہم اپیا نے مسکراہٹ روکتے شرارت سے لپسٹک نکالتے اسے لگائ۔۔

پھر اسکے بالوں سنوارتے اسکا ڈوپٹہ سیٹ کیا۔۔

وہ یک ٹک آئینے میں اسکے عکس کو دیکھتی مسکرا رہی تھی جو خود سے ہی نظریں چرا رہی تھی۔۔

کتنی معصوم سی پاکیزہ سی گڑیا تھی ناوہ اسکے دیوانے بھائی کی قربت کے رنگ تک نہیں چھپا پارہی تھی۔۔

کیا ہوا اپیا۔اپ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔وہ آئینے میں دیکھتی اس سے پوچھنے لگی۔۔

دیکھ رہی ہوں کتنا خوشنصیب ہے میرا بھائی جسے اتنی پیاری گڑیا سی لڑکی دی اللہ نے۔۔اتنی معصوم سی پری کیسے مل گئی میرے بھائی کو۔۔وہ اسکی تھوڑی اٹھائے اسے دیکھتی مسکراتے ہوئے بولیں۔۔

عینا جھنپ گئی۔۔۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

کہاں غائب ہوا تھا۔۔اسے آتے دیکھ ارسل نے اسے گھورتے پوچھا۔۔لیکن وہ ٹھٹھک کر روکا۔۔

تو کہاں سے آرہا ہے۔۔

مشکوک انداز میں اسے دیکھتے پوچھا۔۔

مرتسم نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا۔۔

سیدھے سے بتا کہاں سے آرہا ہے۔۔ارسل اسکے پاس آتا آنکھیں سکیڑے پوچھنے لگا۔۔

کیوں تیرا دل نہیں لگ رہا تھا۔۔مرتسم بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا۔۔

بیٹا میرا تو نہیں البتہ تیرا دل کہاں لگا تھا وہ مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ارسل شرارت سے ہنستا بولا تو مرتسم نے آبرو اچکائے۔۔

کیا مطلب۔مرتسم نے الجھ کر پوچھا۔۔

بیٹا مطلب تو صاف نظر آرہے ہیں۔۔

ارسل مسلسل اسے معنی خیز نظروں سے گھورتا ہس رہا تھا۔۔پھر فون نکالتے اپنا کیمرہ اون کرتے مرتسم کے آگے کر دیا۔۔

مرتسم نے فون میں دیکھا تو اسکا خود کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔

اسکے ہونٹوں پر اور اسے اس پاس گلابی لپسٹک کے نشان تھے۔۔

اسنے جھپٹ کر ارسل سے فون کھینچتے پاس پڑے ٹشو اٹھاتے اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔

جبکہ ارسل معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتا ہس ہس کے پاگل ہو رہا تھا۔۔

مرتسم نے خفت سے سرخ ہوتے چہرے سے ارسل کو دیکھا۔۔

شٹ اپ ۔۔اسے اپنی جانب دیکھتے جھڑک کر آگے بڑھ گیا۔۔جبکہ ارسل بھی ہستا اسکے پیچھے لپکا تھا۔۔

Novelistan

ابھی وہ ماہم سے کچھ کہتی کہ دروازہ نوک ہوا۔۔مرتسم کے ساتھ ماما،بابا اور بی جان اور باقی لوگ اندر آئے تھے۔۔

عینا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

نکاح بچپن میں ہوا تھا اس لیے ایک بار پھر سے ہونا تھا۔

مرتسم پہلے ہی ماہم سے مل چکا تھا۔۔اور اسکی نظر بھی اتاری تھی۔۔

ماما نے خاموشی سے اسے چادر اوڑھا دی۔۔

نکاح خواں کو بلایا گیا۔۔

ایک بار پھر سے باپ اور بھائی شفقت بھری آغوش میں اسنے اپنا آپ آج پوری طرح سے وجدان کو سونپ دیا۔۔

سبکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

بے شک وہ اسی گھر میں رہنے والی تھی لیکن پھر بھی یہ وقت ہی ایسا تھا۔۔

نکاح خواں کے جانے کے بعد مرتسم نے روتی ہوئی ماہم کو خود سے لگاتے اسکا سر چوما۔۔بابا نے بھی اسے گلے لگایا تھا۔۔

سب جانتے تھے کہ وہ دونوں بہن بھائی ماں باپ کی یاد میں رو رہے ہیں۔۔

مرتسم کی آنکھیں خود بھی نم ہوئی تھیں۔ لیکن وہ ماہم کی خاطر خود کو سنبھال گیا۔۔

ماہم کچھ سنبھلی تو مرتسم نے اسے یونہی خود سے لگائے چہرہ اٹھایا تو اسکی نظر آئینے میں نظر اٹھاتے عینا کے عکس پر پڑیں۔۔وہ اپنی نم آنکھوں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔

مرتسم نے آنکھیں جھپکتے ہلکے سے نفی میں سر ہلاتے اسے رونے سے منع کیا۔۔

عینا نے اسے دیکھتے اپنی نم آنکھیں صاف کرتے مسکراتے اسے دیکھا تھا۔۔

مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو۔۔۔زین دانین کو دیکھتا بولا۔۔

وہ کب سے اسے دیکھ رہا تھا جو آج سچ میں اس پر بجلیاں ہی گرا رہی تھی۔۔

لیکن اسے اس سے بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔۔ابھی وہ شائید کسی سے فون پہ بات کر رہی تھی تو تھوڑا سائیڈ پہ تھی۔موقع دیکھتے زین اسے پاس اگیا۔۔

دانین اسے گھورتے جانے لگی زین نے بازو آگے کر دیا۔۔

وہ دوسری سائیڈ سے جانے لگی تو اسنے دوسرا بازو بھی کر دیا۔۔

کیا مسلہ ہے تمہیں وہ دھیمے لہجے میں چلائ۔۔

زین نے اسکا بازو پکڑا اور ایک سائیڈ لے ایا۔۔

تمہارے ساتھ کیا مسلہ ہے۔بات کیوں نہیں کر رہی مجھ سے۔۔جب سے آئ ہو مجھے اگنور کر رہی ۔۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

دانین نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

میں اگنور کر رہی ہوں یا تم کر رہے ہو۔۔وہ غصے سے بولی۔۔

میں نے کب کیا تمہیں اگنور یار۔۔وہ حیرانگی سے بولا۔۔

دانین نے غصے سے جھپٹ کر اسکا کالر دبوچا۔۔۔

صبح سے میری کالز کسنے اگنور کی ہیں۔۔وہ غرائی تھی۔۔

زین نے حیرانگی سے اسکے غصے کو دیکھا۔۔

دانین میں بزی تھا یار۔۔

اسکے بعد تمہیں کال بیک کی تھی لیکن تمہیں فون ہی نہیں اٹھایا۔۔

وہ صبح کا منظر یاد کرتا بولا۔جب وہ اسکی کال ریسیو نا کر سکا تھا۔۔

بہت اچھے سے دیکھ چکی ہوں میں کسکے ساتھ بزی تھے تم۔۔

وہ اسکا کلر جھٹکتی نخوت سے بولی۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔زین کو بھی غصہ ایا۔۔

دانین نے سر جھٹکتے وہاں سے جانا چاہا۔۔

زین نے اسکا بازو دبوچا۔۔

جواب دو مجھے۔کیا مطلب ہے تمہارا کسکے ساتھ بزی تھا میں۔۔وہ بھی غصے سے بولا۔۔

مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔۔ تمہیں خود نہیں پتا صبح میری کال دیکھ کر بھی تمنے اگنور کی جب منیزہ سے تو بہت ہس ہس کے باتیں ہو رہی تھیں۔۔

وہ سلگ کر بولی۔۔

صبح وہ ماہم کی جیولری دینے آئ تھی۔۔ جب اسنے واپس جاتے ہوئے دونوں کو دیکھا تھا۔۔

منیزہ (ماہم کی کزن) کے ساتھ دیکھتے اسے حد سے زیادہ غصہ آیا تھا۔۔

اسنے وہیں کھڑے زین کو فون کیا لیکن زین نے اسکی کال دیکھتے سکرین اوف کر دی۔۔

ایک بار، دوبار اسنے پھر سے وہی کیا۔

دانین غصے میں وہیں سے واپس چلی گئ تھی۔۔

زین نے حیرت کی زیادتی سے اسکے غصے سے پھولے تنفس کو دیکھا۔۔

دانین ہم صرف مینیو ڈسکس کر رہے تھے۔۔ ٹائم کم تھا اس لیے مینے تمہیں بعد میں کال کرنے کا سوچا۔۔

وہ تحمل سے اسے سمجھاتا بولا۔۔

ایک منٹ تم جیلس ہو رہی ہو یعنی تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔ اور فرق تبھی پڑتا ہے نا جہاں فیلینگس ہوں۔۔ وہ اسکی طرف سائیڈ مسکراتا اچھالتا بولا۔۔

دانین جو اسے غصے سے گھور رہی تھی اسکے کہنے پر نظریں چرا گئ۔۔

ہنہہ جیلیس وہ بھی اس چھپکلی سے میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں۔

وہ سر جھٹکتی بولی۔۔

توپھر اتنا غصہ کس بات کا تھا۔۔زین مسکراہٹ دباتا بولا۔۔

اسکے پھولے چہرے پر اسے پیار آرہا تھا۔۔

دانین نے غصے سے اسے گھورا۔۔

میری مرضی تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔ خفگی سے اسے دیکھتے کہا۔۔

ہمم۔مرضی۔۔زین نے سمجھتے سر ہلایا۔۔

فرق تو تمہیں پڑتا ہے مانے چاہے نا مانو میری لیڈی بوگیمبو لیکن فکر مت کرو وہ چھپکلی سچ میں تمہارے بال برابر بھی نہیں۔۔

وہ اسکی طرف جھکتے گھمبیر تا سے بولا۔۔

دانین اچانک اسے جھکتے دیکھ زرا سا پیچھے ہوئی۔۔

ہاں پڑتا ہے فرق اور اب اگر تم مجھے اس کے آس پاس بھی نظر آئے تو اسکی تو بعد میں تمہاری سلامتی کی کوئی گیرنٹی نہیں دے سکے گا پھر۔۔

وہ دانت پیستے بولی تھی۔۔

بالوں کو پیچھے کی طرف جھٹکتے وہ وہاں سے چلی گئ۔

زین کھل کے ہنسا تھا اسکی بات پر۔۔

❤❤❤❤❤

ولی نے سنجیدگی سے اسکی حرکتیں دیکھیں تھیں۔۔

ہو گیا۔۔کافی دیر اسے دیکھنے کے بعد وہ بولا۔۔

وہ اس سے بات کرنے کی غرض سے آیا تھا۔۔لیکن ولی کو دیکھتے پہلے تو اسنے فرار ہونا چاہا لیکن ولی اسکے آگے پھیل کے کھڑا تھا اس لیے وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ کر رہ گئ۔۔

کیوں کر رہی ایسے۔۔ولی سنجیدگی سے بولا۔۔

مینے کیا کیا ہے سائیں۔۔وہ سر اٹھائے معصومیت سے اسے دیکھتے بولی۔۔۔

ولی کا دل دھڑکا تھا اسکی اس ادا پر۔۔

کاسنی رنگ کی پاؤں کو چھوتا فراق پہنے۔۔لائیٹ سے میکاپ میں سر پر دوپٹہ ٹکائے وہ اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئ۔۔

جبکہ سائیں کہہ کے تو وہ جیسے اسے پاگل کر دیتی تھی۔۔۔

کتنی بار کہا ہے مجھے یوں سائیں مت کہا کرو۔۔۔اگر اتنا ہی شوق ہے سائیں کہنے کا تو پھر کیوں مجھے انتظار کی سولی پر لٹکایا ہے۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتا گھمبیر تا سے بولا۔۔

زہرہ نے ہونٹ کاٹتے اسے دیکھا۔۔

میں آپکو سائیں اپکی حیثئت اور اپنی اوقات دیکھتے کہتی ہوں ناکہ رشتہ بنانے کی خاطر۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

ولی نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔غصے کی شدت سے آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔

جاؤ۔۔وہ سائیڈ ہوتا اسے دیکھے بنا ضبط سے بولا۔۔

وگرنہ دل تو چاہا رہا تھا کہ اسے اپنی پناہوں میں جکڑتے اتنی شدت دکھائے کہ وہ اچھی طرح اپنی حیثیت جان جائے۔۔

لیکن فلحال نا تو وہ کوئی حق رکھتا تھا نا یہاں کوئی تماشہ کرنا چاہتا تھا۔۔

زہرہ نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا لیکن وہ رخ موڑ گیا۔۔

وہ نم آنکھیں رگڑتے وہاں سے بھاگی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

ایک ہاتھ میں مرتسم کا ہاتھ تھامے جبکہ دوسرے میں قاسم بابا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔

وہ سہج سہج کر اسکی جانب قدم بڑھاتی جارہی تھی۔۔

وجدان اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

سٹیج کے پاس آتے مرتسم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ میں تھامے اسکے ہاتھ کو وجدان کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیا۔۔

ماہم کا ہاتھ کپکپایا تھا۔۔وجدان نے اسے سہارا دیتے سٹیج پر چڑھایا تھا۔۔

ینگ جنریشن نے خوب ہوٹینگ کی تھی۔۔

جبکہ ماہم انکے اس طرح سے ہوٹینگ کرنے پر جھنپ گئ۔۔

وجدان نے انکا ہاتھ دباتے ریلیکس کیا تھا۔۔

وہ دونوں ساتھ بیٹھے مکمل لگ رہے تھے۔۔ بلکل ایک دوسرے کے لئیے بنائے گئے۔۔

❤❤❤❤❤

چلو بھئی لڑکو پیچھے ہو جاو۔۔

ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے لڑکیوں نے لڑکوں کو سائیڈ کیا تھا۔۔

سب لڑکیوں کو ایک سائیڈ پہ دیکھتے لڑکوں کے منہ کھل گئے۔۔

جبکہ بڑے سب ہنس دیے۔۔

لڑکیوں نے بڑی شرافت سے دودھ کا گلاس وجدان کے حوالے کیا تھا۔۔جسکے دو گھونٹ لے کر ہی انہوں نے پیچھے کر دیا۔۔اسکے بعد وہ گلاس لڑکوں کے ہاتھ تھا۔۔جب تک گلاس خالی نا ہو گیا لڑکیاں شرافت سے بیٹھی رہیں۔۔

جیسے ہی خالی گلاس انکے سامنے آیا انکی آنکھیں چمک اٹھیں۔

وجدان بھائی اپنے اس میں سے لیے ہیں دو گھونٹ۔۔

ہیں نا۔۔دانین نے انہیں دیکھتے پوچھا۔۔

وہ ناسمجھی سے سر ہلا گئے۔۔

تو آپکے ہو گئے دو لاکھ اور باقی یہ جتنے بھی لڑکے کھڑے ہیں جنھوں نے یہ دودھ چکھا ہے تو ان سب کو ملا کر ہو گئے۔۔

چھ لاکھ۔۔جس نے بھی دودھ پیا تھا انکو ملا کر لڑکیوں نے معصومیت سے اپنی ڈیمانڈ انہیں بتائی تھی۔۔

واٹ۔۔لڑکے ایک ساتھ چیخے تھے۔۔

واٹ۔۔واٹ آپ سب نے دودھ پیا ہے نا تو اب اسکی بھرپائی کریں۔

بھئی یہ دودھ بہت مہنگا ہوتا ہے۔۔عینا نے انگلی دکھاتے کہا تھا۔۔

وجدان کے پیچھے کھڑے مرتسم نے اسکی اس ادا پر لب دبائے تھے۔۔

وہ انہیں ایسے انگلی دکھا کر بولتی بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔

چلیں وجدان بھائی جلدی سے نکالیں پیسے۔۔ دانین بولی تھی۔۔

تم تو لڑکے والوں کی طرف تھی۔۔

زین نے آبرو چکاتے پوچھا۔۔

تھی اب نہیں ہوں اب لڑکے ایک طرف اور لڑکیاں ایک طرف وہ بات تو پرانی ہو گئی۔۔ وہ مزے سے کندھے اچکاتی بولی۔۔

کچھ نہیں ملے گا منگتیوں کو۔۔ ولی نے ہاتھ جھاڑتے انہیں ٹونٹ کیا تھا۔۔

کیونکہ وہ سب سٹیج پر ہی لائین بنا کے بیٹھیں تھی۔۔

لڑکیوں نے اسے گھورا۔۔

یہ ہمارا حق ہے ملے گا کیوں نہیں۔۔ کیوں ماما۔۔ وشہ نے ماما کو بھی بیچ میں شامل کیا۔۔

یہ بات تو ٹھیک ہے یہ تو حق ہے بھئی سالیوں کا۔۔

ماما نے لڑکیوں کا ساتھ دیا۔۔

ماما کو کیوں لا رہے ہو ہم سے نبٹو نا۔۔ عادی نے جو الہ مکھی بنی وشہ کو تڑاخ کے جواب دیا۔۔

لڑکے ماما کے ساتھ دینے پر جل بن کر کھڑے تھے۔۔

تم لوگوں کی مانگ بہت زیادہ ہے بھئی تھوڑا ساڈسکاؤنٹ کرو۔۔

وجدان نے مسکین سی شکل بناتے کہا تھا۔۔

لڑکیاں کھکھلا کر ہس پڑیں۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے چلیں۔ اپکے لیئے پانچ لاکھ آپ بھی کی یاد رکھیں گے کیسی عظیم سالیاں ملی ہیں اپکو۔۔

دانین نے کھلے دل سے کہا۔۔

یہ تو بہت زیادہ ہے۔۔ ارسل نے آنکھیں نکالتے کہا۔۔

آنکھیں مت نکالوں کہیں باہر نا اجائے۔۔ ویسے بھی تم جیسے نکموں کے پاس ہونگے بھی کہاں۔۔

عینا نے اسے گھورتے کہا۔۔

لڑکے اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔۔

تو بات یہ ہے لڑکیوں تم لوگوں کو تو پیسے چاہئیے لیکن پھر یہ کون لے گا۔۔

وجدان بھائی نے مرتسم کو اشارہ کیا جسنے انکے ہاتھ میں گفٹ پیک دیے تھے۔۔

یاہو۔۔ لڑکیاں خوشی سے اچھلی تھیں۔۔

وجدان بھائی نے زہرہ سمیت سب لڑکیوں کے لیئے گولڈ رنگز لی تھیں۔۔ جو سبکو ہی بہت پسند ائی تھیں۔۔

اسکے بعد کھانا کھایا گیا۔۔۔

چلو بچو اٹھو اب رخصتی کا وقت ہو گی۔۔

بابا نے وقت دیکھتے کہا۔۔

گیارہ کا ٹائم ہونے والا تھا۔۔

رخصتی کیا ہونی تھی ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں لیکن پھر بھی اس وقت ماہم کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔

مرتسم اسکے سر پر قرآن کا سایہ کرتے اسے لان سے گھر کی دہلیز تک لایا تھا۔۔

اسکے ساتھ ایک بار پھر سے۔

انار اور پٹاخے پھوٹ پڑے اور ماہم کا گرینڈ ویلکم کیا گیا۔۔

اس پر پھولوں کی برسات کر دی گئ۔۔

وہ پھولوں پر چل کے وجدان کے کمرے تک ائیں۔۔ماما اور ماہین بھابھی انہیں کمرے کے اندر لے ائیں۔

پورے کمرے کو سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا۔۔

دلہن بنی ماہم کو ان پھولوں کے بیچ بٹھاتے ماما نے انکا سر چوما۔۔

وہ دونوں انہیں بٹھا کر باہر اگئیں۔۔

کچھ دیر بعد ماما نے لڑکوں میں گرے وجدان بھائی کو روم میں جانے کا کہا تو وہ سب سے معذرت کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ابھی وہ روم کے سامنے ہی گئے تھے کہ دانین اور وشہ تیزی سے انکے سامنے آئیں تھیں۔۔

کہاں جا رہے ہیں بھائی۔۔۔پہلے ہمارا انعام تو دیتے جائیں۔۔

وہ دروازے کے آگے بازو کرتی بولیں۔۔

وجدان بھائی نے بے چاری شکل سے نہیں دیکھا۔

لو پھر آ گئی منگتیاں۔۔

ارسل نے وجدان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انکا مزاق اڑایا۔۔

تم چپ رہو کنگلے کہیں کے۔۔

دانین نے اسے گھورتے کہا۔۔

جبکہ وجدان بھائی بس مسکرا رہے تھے۔۔

کیا مانگ ہے یہ تو بتاو۔۔وجدان بھائی ہاتھ اٹھاتے بولے۔۔

زیادہ نہیں بھائی بس دو لاکھ وشہ آنکھیں پٹپٹاتی بولی۔۔

ان میں ہمارا بھی حصہ ہو گا کیا۔۔عادی خوشی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

کس خوشی میں۔فری کا حصہ۔۔ان دونوں نے اسے ٹھینگا دکھایا۔۔

وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

بس بس۔اس سے پہلے کہ وہ دونوں طرف وہ پھر شروع ہوتے وجدان بھائی نے کیش نکالتے انکے حوالے کیا تھ۔وہ خوشی خوشی انکا راستہ چھوڑ گئیں۔۔

اب وہ باقی لڑکیوں کا حصہ نکالتی گنتی جا رہی تھیں۔ان پیسوں کی خوشی ہی الگ ہوتی ہے۔۔

❤❤❤❤❤❤

وجدان نے کمرے میں قدم رکھتے مسکراتے پھولوں میں بیٹھی اپنی شریک حیات کو دیکھا تھا۔۔

دروازہ لاک کرتے انہوں نے ماہم کی جانب قدم بڑھائے۔۔

آہستہ سے سلام کرتے وہ انکے پاس بیٹھے۔۔

ماہم خود میں سمٹ گئی۔۔

سر ہلا کر انکے سلام کا جواب دیا۔

وہ روایتی دلہنوں کی طرح گھونگھٹ نکالے انکی منتظر تھیں۔۔

وجدان بھائی نے انہیں دیکھتے اہستہ سے انکا گھونگھٹ پلٹ دیا۔۔وہ مبہوت سے اس حسن کی دیوی کو دیکھتے رہ گئے۔۔

ماہم انکی نظروں سے گھبرا گئی۔۔

می۔میرا منہ دکھائی کا گفٹ۔۔وہ انکا دھیان ہٹانے کو بولی۔۔

وہ مسکرائے تھے انکی گھبراہٹ پر۔

اپنی پاکیٹ سے ایک ڈبی نکالتے انہوں نے ماہم کی جانب بڑھائی۔۔

ماہم نے تھامنے کے لیئے ہاتھ نہیں بڑھایا تو وہ خود ہی ڈبی کھولتے اس میں ہیرے کا خوبصورت سی رنگ نکال گئے۔۔

مے آئی۔۔رنگ پہنانے کے لیئے انکا ہاتھ مانگا۔۔

ماہم جھجھکتی اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں دے گئی۔۔

انہوں نے رنگ پہناتے جھک کر انکا ہاتھ چوما تو وہ خود میں سمٹ گئی۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔سرگوشی کرتے انہوں نے ماہم کا سرخ ہوتا چہرہ اٹھایا۔۔

اجازت ہے۔۔انکا ماتھا چومتے وہ انکے کانوں میں میٹھی سرگوشی کر گئے۔۔

ماہم نے شرم و حیا سے سرخ پڑتے انکے سینے میں چہرہ چھپاتے انہیں اجازت دی تھی۔۔

وہ سرشار سے انہیں اپنی آغوش میں بھرتے انہیں اپنی شدتوں سے روشناس کروانے لگے۔۔

اگلے دن کا سورج اپنے ساتھ بہت ساری نئی امیدیں لے کر بیدار ہوا تھا۔۔

بڑی حویلی میں اس وقت ناشتے کی ٹیبل پر سب جمع ماہم اور وجدان کے انتظار میں تھے۔۔

اسلام علیکم وہ دونوں ایک ساتھ آتے بولے۔۔

ماشاءاللہ ماما نے نکھری نکھری سی ماہم کا ماتھا چوما۔۔وہ جھنپ گئی۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد کوئی اپنی نیند پوری کرنے چلا گیا تو کوئی اپنے ادھورے کام۔۔

فنکشن رات کا تھا اس لیے سب لوگ ریلیکس تھے۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے دن کب نکل گیا پتا ہی نہیں چلا۔۔

اس وقت سب لوگ افراتفری میں ادھر سے ادھر نکل رہے تھے۔کسی کو کچھ نہیں مل رہا تھا تو کسی کو کچھ۔۔

سب لڑکے تھری پیس پہنے جچ رہے تھے جبکہ لڑکیوں کا ابھی تک کوئی تا پتہ نہیں تھا۔۔۔

سب سے پہلے اپنے کمرے سے ماہین بھابھی نکلی تھیں۔۔

بلیک کلر کی ساڑھی پہنے وہ صائم بھائی کو انکے دیکھنے پر مجبور کر گئیں۔۔

کیا بات ہے بیگم آج تو لگتا ہے جان سے جائیں گے ہم۔۔وہ دل پہ ہاتھ رکھتے کسی ٹین ایج لڑکے کی طرح برے تو ماہین بھابھی نے ہستے انکے بازو پر ہاتھ مارا تھا۔۔

انکے بعد بوکھلائی سی دانین باہر آئی تھی۔۔۔پھوپھو میرا فون نہیں مل رہا۔۔
لائٹ پرپل کلر کی ساڑی جو اکھٹی کر کے کندھے پر رکھی ہوئی تھی۔۔اسکا پلو جھلاتی وہ جھنجھنلائی سی بولی۔۔
جبکہ دور کھڑے زین نے اسکو آفت بنے دیکھ لب دبائے تھے۔۔اج تو وہ جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی۔

دنین کے بعد اب وشہ کو دیکھو تو وہ اوف وائٹ کلر کا ڈریس پہنے اپنی سیلفیز کلک کرنے میں مصروف تھی۔۔

جبکہ اسکے ساتھ کھڑی زہرہ جو بلو ڈریس میں تھی زور و شور سے اپنی انگلیوں کے ناخن چبا رہی تھی جو کہ اسکے فیورٹ کام تھا۔۔

وشہ جاؤ عینا سے بولو اسے جو مینے کل ماہم کے کنگن دیے تھے

وہ لے کے نیچے ائے۔۔

ماما وشہ کو بولتی جاچکی تھیں۔۔

وشہ نے منہ بناتے انہیں دیکھا۔۔

پھر اسکی نظر اوپر جاتے مرتسم پر پڑی۔۔

بھائ۔۔بھائ بات سنیں۔وہ بھاگ کر اس تک گئ۔۔

جی بچے۔۔مرتسم جو کسی کام سے اوپر روم میں جارہا تھا اسکی پکار پر مڑا۔۔

بھائ مینے ناہیل پہنی ہے بار بار اوپر نہیں جایا جاتا آپ پلیز عینا سے ماہم اپیا کے کنگن لے آئینگے۔۔

اسے بولیے گا جو ماما نے اسے دیے تھے۔۔

پلیز بھائ۔۔وشہ اسکے ہاتھ پکڑتی جلدی سے بولی۔۔

ٹھیک ہے بچے میں بول دوں گا۔۔مرتسم نے پیار سے اسکے گال تھپتھپاتے کہا۔۔

تھینکیو بھائ۔۔اینڈ یو لک ہینڈ سیم اور آخر میں اسے دیکھتی بولی۔۔اسکے لہجے میں محبت تھی۔۔

تھینکیو بچے۔۔مرتسم اسکے گال کھینچتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔

کم ان کے آواز پر وہ آہستہ سے ڈور کھولتا اندر ایا۔۔

ناصرف وہ چونکا تھا بلکہ آئینے کے سامنے کھڑی عینا بھی چونک کر پلٹی تھی۔۔

عینا نے سیکینڈ سے ساڑھی کا پلو کمر سے گزارتے دوسرے ہاتھ میں تھاما تھا۔۔

جبکہ مرتسم مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

لائیٹ پنک کلر کی ساڑھی اسکا پلو بازو پر گرا ہوا تھا۔۔ جسمیں اسکی دودھیا رنگت چمک رہی تھی۔۔

چاکلیٹی بال دونوں سائیڈ سے منگ نکالے کھولے چھوڑے ہوئے تھے۔۔ جبکہ بال نیچے سے ہلکے سے رول کیے ہوئے تھے۔۔

گلابی لبوں کو کچھ اور گلابی کی ہوا تھا۔۔

تیکھی پلکیں مسکارے سے سجی تھیں۔۔ چھوٹی سی ناک میں ہیرے کی چھوٹی سی نتھ ہمیشہ کی طرح چمک رہی تھی۔۔

جبکہ سحر زدہ براون آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

عینا نے روہانسے ہوتے اسے دیکھا تھا۔۔

شاہ آپ یہاں۔ کیا ہوا کچھ چاہئیے تھا۔۔ وہ گھبرائے لہجے میں بولی۔۔۔

مرتسم نے اس پر سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔۔

وہ مما نے اپیا کے کنگن منگوائے ہیں جو انہوں نے آپکو دیے تھے۔۔

اسکے چہرے پر نظریں جمائے کہا۔۔

میں لاتی ہوں نیچے آپ جائیں۔۔ انگلیاں چٹخاتے روہانسے لہجے میں کہا۔۔

جبکہ مرتسم جانے کی بجائے دروازے کو ہاتھ مار کر بند کرتا اسکی جانب قدم بڑھا گیا۔۔

عینا نے حیرانگی سے اسے اپنی جانب آتے دیکھا۔۔

کیا ہوا عین کوئی پرابلم ہے۔۔ نرمی سے استفسار کیا۔۔

عینا نے لب کاٹتے اسے دیکھا تھا کہ اسے کیسے بتائے۔۔

عین اگر آپ اس میں کمفرٹیبل نہیں ہیں تو آپ اسے چینج کر لیں۔

مرتسم کو لگا شائید وہ ساڑھی کی وجہ سے ایسے روہانسی ہوئی ہے۔۔

جبکہ ساڑھی اسنے بہت مختلف طریقے سے باندھی تھی کہ وہ اسکا سراپا مکمل چھپائے ہوئے تھی۔۔ مرتسم کو اس پر کوئی اعتراض نا لگا۔۔

شاہ۔ وہ۔۔ وہ ابھی کچھ بولتی کہ مرتسم سامنے لگے آئینے میں نظر آتی اسکی کمر کو دیکھتے سارا معاملہ سمجھ گیا۔۔

اسنے ہونٹ بھینچتے اپنی مسکراہٹ کنٹرول کی تھی۔۔

آپ وشہ کو یا دانین آپی کو بھیج دیں پلیز۔۔

عینا نے ہونٹ کاٹتے اس سے کہا۔۔

لیکن مرتسم نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے دو قدموں کا فاصلہ ختم کیا تھا۔۔

عینا ابھی کچھ سمجھتی کہ مرتسم نے جھٹکے سے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔۔۔

شاہ۔۔وہ دہل گئی۔۔

جبکہ مرتسم نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جھٹکے سے اسکے بلاؤز کی زپ بند کی تھی۔۔

عینا کو جھٹکا لگا۔۔مرتسم کو کیسے پتا چلا۔۔

اسنے چہرہ موڑتے پیچھے دیکھا۔۔

افف مطلب اسنے آئینے میں دیکھا تھا۔۔اسنے سوچتے ہونٹ کاٹے تھے۔۔

اونہوں۔ان پر کیوں ظلم کرتی ہیں۔۔مرتسم نے اسکے دانتوں سے لب آزاد کراتے اسے ٹوکا تھا۔۔

مرتسم نے اسے دیکھتے ڈریسنگ ٹیبل سے چوڑیاں اٹھاتے اسکے ہاتھ میں پہنائیں۔۔

وہ اسے چوڑیاں پہنا رہا تھا جبکہ عینا کی نظریں اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

وائٹ شرٹ پر بلیو کوٹ اور بلیو ہی پینٹ جبکہ اسکے اندر پنک کلر کی ٹائی تھی۔۔

مغرور کھڑی ناک۔ گھنی مونچھوں تلے عنابی لب۔۔ اور سرمئ آنکھیں جو اس وقت اسکے بازو پر تھیں جسمیں وہ اسے چوڑیاں پہنا رہا تھا۔۔

وہ ایک بھرپور مرد تھا کبھی کبھار تو اسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ مصر کا شہزادہ اسکا تھا صرف اسکا ۔۔ سوچتے اسکے لب مسکرائے تھے۔۔

مرتسم کب سے خود پر اسکی نظریں محسوس کر رہا تھا لیکن اسنے اپنا کام جاری رکھا۔۔

مرتسم نے اسے چوڑیاں پہناتے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا لیکن عینا ابھی بھی انہماک سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

مرتسم نے شرارت سے اسے دیکھتے اسکے چہرے پر پھونک ماری۔۔

آہہہ وہ ڈر کر اسکا کوٹ سختی سے تھام گئ۔۔

ہاہاہاہا۔۔ مرتسم کا قہقہ گونجا تھا۔۔

شاہ اسنے خفگی سے مرتسم کو دیکھا۔۔

کوئ اور ہیلپ چاہئے۔۔ مرتسم نے جھک کر اسکا ماتھا چومتے پوچھا۔۔

عینا جھنپ گئ۔۔ نو۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہوئ۔۔

ٹھیک ہے پھر جلدی نیچے آجائیں ماما ویٹ کر رہی۔۔

اسکا گال سہلاتے مرتسم نے اسے کہا۔۔

اسکے سر ہلانے پر مرتسم باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

اسکے جاتے عینا نے گہری سانس بھری تھی پھر جلدی سے کنگن نکالتی وہ بھی نیچے جانے کے لیئے باہر اگئی۔۔

❤❤❤❤

ایک بات بتایہ ساڑھی نے تمہیں پہنا ہے یا تو نے ساڑھی کو۔۔

وہ جب نیچے آئی تو ارسل نے عینا کو دیکھتے شرارت سے کہا۔۔۔

دفع ہو ارسل۔۔عینا نے ہاتھ میں پکڑا گفٹ باکس اسے مارا۔۔

ظالم لڑکی۔۔اپنا بازو سہلاتے کہا۔۔

جبکہ عینا اسے اگنور کرتی اپنا کام کرنے لگی جو وہ کر رہی تھی۔۔یعنی کے گفٹس پیک۔۔

❤❤❤❤

آج کا فنکشن پچھلے لان میں تھا جو کہ کافی بڑا تھا۔۔بہت خوبصورت طریقے سے اسے سجایا گیا تھا۔۔

ڈی جے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔۔

آج تو شاہ ولا کی شہزادیاں ساڑھی میں شاہ والا کے شہزادوں کے ہوش اڑا رہی تھیں۔۔

لوگ ادھر سے ادھر اپنی باتوں میں مصروف تھے۔۔

جب ہر طرف اچانک خاموشی چھا گئ۔۔اور ساری لائٹس مدھم ہو گئں۔۔

جبکہ مین لائٹ انٹرس پر کھڑے ماہم اور وجدان کو کیپچر کر گئ۔۔

ماہم نے ٹی پنک کلر کی میکسی پہن رکھی تھی جسمیں وہ انتہا کی پیاری لگ رہی تھی۔۔

جبکہ وجدان نے بلیک تھری پیس پہن رکھا تھا۔۔

ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالتے وہ لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔۔

انکے چلتے ہی عینا نے ارسل کو اشارہ کیا جسنے اسکا اشارہ پاتے ہی ہاتھ میں پکڑی رسی کو کھینچا۔۔

اسکے ساتھ ہی ماہم اور وجدان پر پھولوں کی بارش ہو گئ۔۔

دونوں نے چونک کر اوپر دیکھا جہاں سے پھول ان پر برس رہے تھے۔۔

جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے ارسل رسیاں کھینچتا جا رہا تھا اور پھول ان پر برستے رہے جب تک وہ سٹیج پر نا پہنچ گئے۔۔۔

یہ ان سب کا ہی پلین تھا۔۔

سب نے انکی جوڑی کو سراہا تھا۔۔ماما نے دونوں کی نظر اتاری تھی۔۔

سب لوگ انہیں گفٹس اور مبارک باد دے رہے تھے۔۔۔

❤❤❤❤❤

کچھ ہی دیر میں کھانے کا دور چلا اور کھانے کے بعد ایک لمبے فوٹو شوٹ کا جسمیں پوری فیملی کو کیپچر کیا گیا۔۔

اور ہر کپل کی سولو پکچرز بھی لی گئیں۔

❣❣❣❣

رات دس بجے تک تقریبا سب ہی لوگ جا چکے تھے۔۔اب وہاں بس گھر والے ہی بچے تھے۔۔۔

سب ہی اب چینج کر کے فریش ہوئے بیٹھے تھے

جب دانین نے کپل ڈانس کا شوشا چھوڑا۔۔

پلیز بھائی ایک ڈانس تو بنتا ہے۔۔

پلیز نا۔۔

پھر سب لوگ ہی اسرار کرنے لگے۔۔وجدان اور ماہم کو پھر ڈانس کرنا پڑا۔۔

کچھ ہی سٹیپس کر کے وہ لوگ واپس بیٹھ چکے تھے۔۔

چلو اب شیری سنائے گا سونگ۔۔

عینا کا کہنا تھا شیری جھٹ سے عادی کے کمرے سے گٹار اٹھا لایا۔۔

اسے سنگنگ کا بہت شوق تھا۔۔۔کوئی نیو سونگ سناو۔۔

شیری نے گٹار بجاتے گلا کھنکھارا۔۔

" نور جہاں اور نور محبت!!

دونوں جڑے تجھ سے پیا!!

پاگل یا جوگی مجھ کو کہو تو!!

ہاں میرا عشق سب سے جدا !!

تیری ہی خاطر لوں سو جنم میں !!

چاہے ہو جو بھی بھلا۔۔

نا میں ہوں عاشق نا میں دیوانہ!!

کہہ دو مجھے جو پیا!!!

تیرا میرا ہے پیار امر تو چاہے تو

قدموں میں سر رکھ دوں

یہ جیون کیا گر مانگے تو

میری جان نزر کر دوں۔۔۔

سب مبہوت سے اسے سن رہے تھے۔۔

وہ چپ ہوا تو سب نے اسکے لیئے تالیاں بجائی۔۔۔اسکی آواز واقعی میں بہت اچھی تھی۔۔

❤❤❤❤

اوکے اب نا ہم ایک گیم کھیلتے ہیں۔۔ دانین کا خرافاتی دماغ چلا۔۔ اسے یسے آرام سے بیٹھنے میں کہاں مزہ آرہا تھا۔۔

جیسے ہم لوگ بیٹھے ہیں مطلب کے اپیا کے ایک طرف جہاں دانین ،ارسل ،عینا،شیری اور ماہین بھابھی بیٹھے تھے اور
دوسری طرف وجدان بھائی کے جہاں مرتسم،ولی،عادی،صائم بھائی،زین اور وشہ تھی۔۔
ہم لوگ ایک سونگ شروع کریں گے اور اس سونگ کو ایک ٹیم جہاں سے چھوڑے گای اگلی کو وہیں سے شروع کرنا پڑے گا۔۔
یا پھر اس سونگ کی کوئی بھی لائن۔۔

لیکن سونگ کونسا۔۔وجدان بھائی نے دلچپسی سے پوچھا۔۔

کوئی پرانا۔۔

میرے رشک قمر یہ ٹھیک رہے گا۔۔وشہ اپنا فیورٹ بتاتی بولی۔۔

سب کو ہی آتا تھا اس لیے سب مان گئے۔۔

اوکے تو شروع کرتے ہیں۔۔

💞💞💞

میرے رشک قمر

تو نے پہلی نظر جب نظر سے

ملائی مزہ آگیا۔۔

میرے رشک قمر

تو نے پہلی نظر جب نظر سے

ملائی مزہ آگیا۔۔

برق سی گر گئی کام ہی کر گئی

آگ ایسی لگائی مزہ آگیا۔۔

سب سے پہلے دانین نے ہی شروع کیا تھا۔۔اسکے ساتھ سب نے گایا تھا۔۔

زین نے اسکے چپ ہوتے ہی انگلی لائین پکڑی تھی۔۔

ہے بے حجابانہ وہ سامنے آ گئے

اور

جوانی جوانی سے ٹکرا گئی۔۔

آنکھ انکی لڑی

یوں میری آنکھ سے

دیکھ کر یہ لڑائی مزہ اگیا۔۔

دنین کو آنکھ مارتے اسنے مزے سے گایا تھا۔۔

میرے رشک قمر تو نے پہلی نظر

جب نظر سے ملائی مزہ اگیا۔۔

زین کے چپ ہوتے کوئی بولتا مرتسم کی خوبصورت آواز وہاں گونجی تھی۔۔

آنکھ میں تھی حیااور ملاقات

پ

آنکھ میں تھی حیااور ملاقات پر سرخ عارض ہوئے وصل کی بات پر

سرخ عارض ہوئے وصل کی بات ہر

اسکے گانے پر جہاں سب کے منہ کھولے تھے وہیں عینا کے کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئ۔۔کیونکہ مرتسم اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ سب خاموشی سے اسے سن رہے تھے جبکہ اسکے خوبصورت آواز سر بکھیر رہی تھی۔۔

اسنے شرما کے میرے سوالات پہ

ایسے گردن جھکائی مزہ اگیا۔۔

عینانا محسوس طریقے سے ماہم کے پیچھے ہوئ تھی تاکہ مرتسم کی بے باک نظروں سے بچ سکے۔۔

میرے رشک قمر تونے

پہلی نظر جب نظر سے ملائی

مزہ اگیا۔۔

❤❤❤❤

واؤ بھائی آپکی آواز کتنی پیاری ہے۔۔

آج سے پہلے تو اپنے کبھی نہیں سنایا ہمیں کچھ۔۔

وشہ ایکسائیٹڈ سی بولی۔۔

تمہارے بھائی کی آواز کی ایک دنیا فین ہوتی تھی کالج میں۔۔

ولی مرتسم کے کندھے پر ہاتھ رکھتا فخریہ بولا۔۔

تو پھر ہمیں کیوں نہیں کبھی سنایا۔۔

عادی نے مرتسم کو خفگی سے دیکھتے پوچھا۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔

اسکی نظریں ماہم کے پیچھے چھپی عینا پر تھیں۔۔

وہ بامشکل اپنی ہسی روکے ہوئے تھا۔۔

پورے فنکشن میں بھی وہ اس سے چھپتی رہی تھی۔۔

اور جب فوٹو گرافر نے اسے پوز دینے کے لئیے کہا تھا۔۔

سر میم کی کمر پر ہاتھ رکھیں۔۔

فوٹو گرافر نے کہا تو عینا بوکھلائی۔۔

جبکہ مرتسم نے اطمینان سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود سے لگایا تھا۔۔

اسکے بعد سے تو وہ ایسی غائب ہوئی تھی کہ اب نظر آئی تھی مرتسم کو۔۔

وہ منظر یاد کرتا مرتسم زیر لب مسکرا دیا۔۔

❤❤❤❤

اب تو بس میری ایک ہی خواہش ہی کہ عینا اور مرتسم کی جلد از جلد رخصتی ہو جائے۔۔

کسی کو بھی نہیں نہیں آرہی تھی۔ دن میں جو خوب سوئے تھے اس لیے اب بڑوں سمیت سب لوگ ہال میں بیٹھے تھے جب ماما نے اچانک کہا۔۔

کچن سے کافی لاتے عینا وہیں ساکت ہو چکی تھی۔۔

شادی اسکے لب ہلے۔۔۔

یس ماما عینا اور مرتسم بھائی کی شادی بھی اب جلدی کر دیں۔۔

ویسے بھی نکاح تو ہو ہی گیا اب رخصتی بھی کر دیں ایک گرینڈ فنکشن رکھتے۔۔ صائم بھائی بھی تائید میں بولے تھے۔۔

جبکہ عینا کے چہرہ کے رنگ آڑے تھے۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے بہت کچھ گھوما تھا۔ذہن میں کئ منظر جھلملائے تھے۔کئ آوازیں کانوں میں گونجی تھیں۔

)تیری شادی پہ تو میں بہت سارا ڈانس کروں گی۔۔
تو دیکھیں جب تیری شادی ہو گی نا تب دیکھیں میرا جلوہ گا۔۔
تیری شادی پہ تو ہم دھمال ڈالیں گے۔۔
میری بیٹی کو شہزادیوں کی طرح رخصت کروں گا۔۔(
ایسے کئ جملے اسکے کانوں میں گونجے تھے۔۔

اسکے چہرہ یکلخت سفید پڑا۔۔کافی کا مگ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گرا۔۔
آواز پر سب نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا۔۔
سفید چہرہ لیے عینا آنسوں سے جھلملاتی آنکھوں سے مرتسم کو دیکھ رہی تھی۔۔

ہونٹ کچھ کہنے کی کوشش میں کپکپا رہے تھے۔۔

سب پریشانی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

مرتسم اس تک پہنچتا اس سے پہلے ہی وہ جھٹکے سے وہاں سے بھاگی تھی۔۔

عین۔۔مرتسم تڑپ کر رہ گیا تھا۔۔اسکی حالت دیکھتے۔۔

وہ سیکینڈ سے پہلے اسکے پیچھے گیا تھا۔۔

ماما ابھی ہمیں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے تھی اسکے سامنے۔۔

وہ اب تک کچھ بھی بھلا نہیں پائی ہے۔۔

ماہم اپیا افسردہ سی بولیں تھیں۔سب افسردہ سے ہو گئے تھے۔۔

وہاں ایک بے نام سی خاموشی چھائی تھی جیسے زینی کی کھنکتی آواز نے توڑا تھا۔۔

ہیلو ایوری ون۔۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ سیدھا ٹیرس پر ائی تھی۔۔اسکا دم گھٹ رہا تھا۔۔یوں لگ رہا تھا جیسے سانس سینے میں الجھ رہی ہو۔۔

مرتسم اسکے پیچھے ہی آیا تھا۔۔

وہ گرل کو پکڑے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔

عین وہ تڑپ اٹھا۔۔

ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔

ش۔شاہ۔میں۔۔میں کیسے کر سکتی ہوں۔میں کیسے خوش رہ سکتی ہوں شاہ میں۔۔

مجھے انو کے لیئے انصاف لینا ہے۔۔۔۔۔مجھے اسکی موت کا بدلہ لینا ہے شاہ۔۔

میں کیسے اپنے بارے میں سوچ سکتی ہوں

شاہ بہت گھٹن ہو رہی ہے مجھے۔۔مجھے سانس نہیں آرہا شاہ۔۔

وہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتی ازیت کی حد پر تھی۔۔

عین ادھر دیکھیں۔۔میری طرف دیکھیں۔۔

اپ کچھ غلط نہیں کر رہی ہیں میری جان۔۔

مین جانتا ہوں آپکو انوشے کو انصاف دلانا ہے۔اور میں آپکے ساتھ ہوں عین ہر پل۔۔

جب تک اسکے مجرم کو سزا نہیں دلوائیں گے ہم اپنے رشتے کی شروعات نہیں کریں گے مجھے سب یاد ہے میری جان۔۔

پلیز۔۔ریلیکس ہوں جائیں عین۔۔

وہ اسے بازوں سے تھامتا تیزی بول رہا تھا۔۔

وہ واقعی تھوڑا پر سکون ہوئی تھی۔۔

مرتسم نے اسے خود سے لگاتے اسکا سر سہلایا۔۔

ریلیکس رہیں عین۔۔اہستہ آہستہ سانس کھینچے۔۔کچھ مت سوچیں۔۔میں ہوں نا آپکے ساتھ۔۔

آپ انو اور باقی سب کی طرح مجھے چھوڑیئے گا مت کبھی ورنہ آپکی عین مر جائے گی شاہ۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکی پشت کو سختی سے تھامے خوفزدہ سی کہہ رہی تھی۔۔

کبھی نہیں میری جان۔۔مرتسم شاہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔وہ اسے خود میں بھینچتے جنونی انداز میں بولا۔۔

آپ ایسا کچھ مت سوچیں میں آپکے ساتھ ہوں ہمیشہ ہر قدم پر۔۔اسکا سر چومتے بولا۔۔

وہ اسکی بانہوں میں سمٹی اسکے سینے میں چہرہ چھپائے شدت سے رو رہی تھی۔۔

سبکو لگتا تھا کہ وہ نارمل ہو گئی ہے۔۔وہ سب کچھ بھول چکی ہے۔۔لیکن یہ یا تو وہ خود اسکا خدا یا پھر مرتسم ہی جانتا تھا کہ وہ نارمل دکھائی دیتی ہے ہوئی نہیں۔۔

اسکے اندر وحشتیں ابھی زندہ ہیں۔۔کئی کئی راتوں وہ سو نہیں پاتی۔۔۔اندر سے ہر وقت سہمی سی رہتی ہے۔۔

کبھی کبھار تو بلکل ایسے ہو جاتی تھی کہ بے تاثر چہرے سے سبکو دیکھتی رہتی۔۔

گھنٹوں بیٹھی ایک ہی جگہ کو گھورتی رہتی۔۔

وہ نارمل ہونے کی کوشش کررہی تھی لیکن اسکی زندگی کا وہ تلخ حادثہ کسی آسیب کی مانند اسکے ذہن میں چپک کررہ گیا تھا۔۔ جس سے آج بھی وہ نیند میں ڈر جاتی تھی۔۔

ادھر دیکھیں آپ کیوں بھول رہی ہیں۔۔ اپ عین ہو میری بریو عین۔۔
بیریسٹر عینا شاہ۔۔ جو کبھی ہمت نہیں ہارتی۔۔ ہر سیچویشن کو سنبھالنا جانتی ہے۔۔
مرتسم نے زبردستی اسے اپنے سامنے کیا۔ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے محبت سے بولا تھا۔۔
عین نے آنسوں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

جانے اسکی کس نیکی کے بدلے اللہ نے اسکے حصے میں یہ فرشتہ لکھا تھا۔۔ جو ہر حال میں اسے سنبھال لیتا تھا۔۔
ہر موقع پر اسکے ہمقدم کھڑا رہتا۔۔ جو اسکی تکلیف پر خود مرنے جیسا ہو جاتا تھا۔۔
مرتسم میر شاہ۔۔ مہرماہ شاہ کے لئیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔۔

آپ مجھے کبھی مت چھوڑیے گا شاہ۔۔ کبھی نہیں۔۔ میں آپکا کھونا برداشت نہیں کر سکتی۔۔

جانے کس احساس کے تحت وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالتی اسکے سینے میں منہ چھپاتی بچوں کی طرح اونچا اونچا رو دی۔۔

مرتسم کو اس پر ٹوٹ کے پیار ایا۔۔ کبھی نہیں میری جان۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔ وہ شدت سے اسے خود میں بھینچتا بولا۔۔

کتنی ہی دیر وہ بار بار اسکا سر چومتے اسکے بال اور کمر سہلاتے اسے بہلاتا رہا تھا۔۔

اور ہمیشہ کی طرح وہ اسکی آغوش میں پر سکون ہو گئ۔۔

اسکا ہچکیاں بھرتا وجود آہستہ آہستہ نارمل ہوتا گیا۔۔

اور وہ اسکے گرد حصار باندھے پر سکون سی آنکھیں موند گئ۔۔

❤❤❤❤

سب جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

کیا ہوا کیسا لگا سرپرائیز۔۔

ہاتھ پھیلاتے اسنے سبکے تاثرات کو انجوائے کیا۔۔

ایسا بھی کیا شوک لگ گیا آپ لوگوں کو اب وہ تھوڑا کنفیوز ہوئ تھی۔

زینی تم کب واپس ائ۔۔ ماہم اپیا ہوش میں آتی جلدی سے اسکی طرف لپکی۔۔

آج ہی آئ ہوں اپیا۔۔ ائیرپورٹ سے سیدھا یہاں۔۔

بٹ میں لیٹ ہو گئ۔۔اپکی شادی تو گزر گئ۔۔وہ انسے ملتی آخر میں منہ بناتی بولی۔۔

ماما آپ لوگوں کو تو میرے آنے کا شاک ہی لگ گیا۔۔

وہ باری باری سب سے ملتی بولی تھی۔۔

زین ابھی تک عجیب سے تاثر سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

زین بھائ۔۔وہ اسے دیکھتی بھاگ کر اسکے گلے سے چپکی۔۔

آئ مسڈ یو سو مچ۔۔۔

مینے آپکو بہت بہت بہت مس کیا۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی۔

مینے بھی اپنی گڑیا کو بہت مس کیا۔

زین اسکا ماتھا چومتے نرمی سے بولا۔۔

آپ لوگوں نے میرے بغیر ہی شادی انجوائے کرلی۔۔

تھوڑی دیر تک وہ سب سے باتیں کرتی منہ بناتی بولی۔۔

بچے آپ آپکی فلائٹ کا ہی پرابلم تھا ہم نے آپکو بھی انوائیٹ کیا تھا نا۔۔

ماہم نرمی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

وہ بس مسکرا دی۔۔

آپ سب لوگ یہاں ہیں تو مرتسم کہاں ہے۔۔

میں جب ابھی انٹر ہوئی تو مینے اسے اوپر جاتے دیکھا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ اچانک سے بولی تو سب چپ ہو گئے۔۔

میں خود ہی دیکھ لیتی ہوں۔۔وہ خود ہی اٹھتی بولی۔۔

زینی صبح مل لینا ویسے بھی اب کافی رات ہو گئی ہے۔۔

ابھی آرام کر لو۔۔

ماہم اپیا جلدی سے بولیں۔۔

اوہو اپیا ملنے میں کتنا ٹائم لگے گا میں بس اسے ہائے بول کے آجاؤں گی۔۔

وہ بے تابی سے بولتی اوپر بھاگی۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگ گئی تھی۔۔

سب نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔

اب کیا ہو گا۔۔

ماما پریشانی سے بولیں۔۔

کچھ نہیں ہو گا ماما آپ پریشان مت ہوں۔میں سمجھا دوں گا اسے۔۔

زین خود بھی پریشان تھا لیکن سب کو ریلیکس کرنے کے لیئے وہ آرام سے بول گیا۔۔

اسنے پہلے مرتسم کے کمرے میں دیکھا لیکن دروازہ کھولا تھا اور وہ روم میں نہیں تھا تو کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ ٹیرس کی جانب بڑھ گئ۔۔

جھٹکے سے ٹیرس کا دروازہ کھولتی وہ بے تابی سے اندر داخل ہوئ۔۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھتے اسکے قدم وہیں ساکت ہوئے۔۔ چہرے کی مسکراہٹ پل میں اڑی تھی۔۔

آہٹ پر مرتسم نے ناگواری سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

لیکن سامنے زینی کو دیکھتے ایک پل کے لیئے وہ خود حیران ہوا۔۔

زینی نے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ جسے وہ بچپن سے چاہتی ائ تھی آج اسے یوں دیکھنا اسے موت کے برابر لگا تھا۔۔

وہ جو اسے کبھی نرم نظروں سے دیکھتا تک نا تھا۔۔

وہ اسکے سامنے ہی کسی نازک وجود کو نرمی سے اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے تھا۔۔

مرتسم ٹیرس پر لگے جھولے میں بیٹھا تھا اور اسکے بلکل قریب تقریباً اسکی آغوش میں وہ اسکی بانہوں میں سمٹی اسکے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔۔

مرتسم نے زینی پر سے نظریں ہٹاتے سر جھکاتے ایک نظر اپنے سینے پر سوئ عینا کو دیکھا۔۔

زینی کو بلکل نظر انداز کرتے اسنے نرمی سے عینا کو اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔۔

زینی جو ساکت سی کھڑی تھی مرتسم کے یوں اس وجود کو اپنی بانہوں میں بھرنے وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

جس سے اسکا ہاتھ پیچھے پڑے واس پر لگا تھا اور وہ چھناک سے نیچے گرا۔۔

اسکی آواز اس قدر اونچی ضرور تھی کے مرتسم کے سینے پر سر رکھے سوئی عینا کی آنکھ کھل گئ

اسنے کسمساتے آنکھیں کھولیں تھی۔۔

مرتسم جو واس کے گرنے سے سے رکا تھا عینا کو کسمساتے دیکھ اسنے نرمی سے اسے نیچے اتارا۔۔

لیکن اسے اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔

عینا نے آنکھیں مسلتے مرتسم کو دیکھا۔۔۔اور پھر سامنے کھڑی لڑکی کو جو۔۔

بلیک پینٹ پر وائٹ شورٹ شرٹ پہنے ڈارک میکاپ کیے ہوئے تھی۔۔

یہ کون ہے شاہ۔۔اسنے سر اٹھاتے مرتسم کو دیکھتے پوچھا۔۔

زینی جو ابھی تک صدمے میں تھی اچانک اسکے چہرے پر غصہ عود آیا۔۔

پوچھنا تو مجھے چاہیئے کون ہو تم۔۔وہ اونچی آواز میں چیخی تھی۔۔

کون ہے یہ مرتسم وہ قدم با قدم چلتی مرتسم کے سامنے آتی پھر سے چیخی تھی۔۔

اسکے یوں چیخنے پر عینا نے سہم کر مرتسم کی شرٹ دبوچی تھی۔۔

عینا کے یوں ڈرنے پر مرتسم نے ناگواری سے زینی کو دیکھا۔۔

زینی ابھی جاؤ یہاں سے صبح بات کرتیں گے۔۔وہ تحمل سے بولا۔۔

عین آپ بھی جائیں سو جائیں۔۔
کافی رات ہو گئ ہے۔۔مرتسم نرمی سے اسکا گال سہلاتے بولا۔۔
لیکن شاہ یہ۔۔وہ الجھی سی بولتی کہ مرتسم اسکی بات کاٹ گیا۔۔
اس بارے میں صبح بات کریں گے جانم۔۔
مرتسم کے یوں نرمی سے عینا کو بہلانے پر زینی کی آنکھوں میں چنگاری سی جلنے لگی۔۔

مرتسم مینے پوچھا کون ہے یہ لڑکی۔۔۔
تمہیں یوں شاہ کیوں بلا رہی ہے۔۔اور اس طرح سے تمہارے قریب کیسے کھڑی کو سکتی ہے۔۔زینی غصے سے پاگل ہوتی پھر سے چلائ تھی۔۔
اسکے چلانے پر سب ہی اوپر کی جانب بھاگے تھے۔۔
عینا جو وہاں سے جانے لگی تھی۔۔وہ زینی کے چلانے اور توڑ پھوڑ کرنے پر ڈر کر مرتسم کو دیکھنے لگی۔۔جو ناگواری سے زینی کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

آرام سے بھی بات ہو سکتی ہے۔۔وہ زینی کے پاگل پن پر نا گواری سے بولا۔۔

آرام سے بات کیسے ہو سکتی ہے۔۔کوئی لڑکی تمہارے اتنے قریب کھڑی ہو اور تم۔۔تم اسے یوں چھو کیسے سکتے ہوں۔۔اور تم کہہ رہے ہو آرام سے بات کروں۔۔

وہ پھر سے چلائی تھی۔۔

پاس پڑی چیزوں کو ٹھوکر ماری کر پھینکتی وہ مرتسم کی طرف بڑھی۔۔

مرتسم دور کرو اسے خود سے۔۔اسنے مرتسم کے بازو سے چپکی عینا کو دیکھتے کہا تھا۔۔

زینی میری بات سنو۔۔میں سمجھاتا ہوں تمہیں۔۔

زین جلدی سے اسکی طرف بڑھتا اسکے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔۔

نہیں بھائی آپ کیا سمجھائیں گے۔۔

مینے آپسے کہا تھا نا مرتسم صرف میرا ہے تو پھر یہ لڑکی کیوں ہے اسکے پاس۔۔

آپکو پتا ہے نا میں اسکی طرف کسی کا دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتی۔۔

وہ بے بسی سے روتے ہوئے چلائی تھی۔۔

زینی سمجھنے کی کوشش کرو مرتسم کو تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔

زین پھر سے اسے سمجھانے کے لیئے بولا۔۔

عینا خاموش نظروں سے زینی کا پاگل پن دیکھ رہی تھی۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔

نہیں بھائی ایسی بات نہیں ہے۔۔وہ بس ویسے ہی اوپر اوپر سے غصہ کرتا ہے۔۔
پر آپ فکر مت کریں ایک بار ہماری شادی ہو جائے گی تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔
ماہم اپیا اپ ہی کہتی ہیں نا کہ نکاح کے بعد محبت ہو ہی جاتی ہے۔۔
وہ جلدی سے ماہم کا ہاتھ پکڑتی بولی۔۔۔
زینی لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ کسی کے ساتھ بھی زبردستی شادی کر دی جائے۔۔
ماہم پریشانی سے بولیں تھیں۔۔

کیا ہو گیا ہے آپ سب کو۔۔ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔
ماما آپ کیوں خاموش ہیں آپ بولے نا مرتسم کو یہ ایسے کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ۔۔
میں بہت پیار کرتی ہوں اس سے۔۔

بس۔۔بند کرو یہ پاگل پن۔۔میں تمہیں بہت بار سمجھا چکا ہوں زینی میں نہیں کرتا تم سے محبت۔۔نا ہی مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ ہے۔۔۔مرتسم غصے سے اسے گھورتے بولا تھا۔۔

مجھ میں انٹرسٹ نہیں تو پھر یہ اس۔۔۔اس لڑکی میں ہے۔۔بولو اس میں۔۔وہ عینا کی طرف اشارہ کرتی پھر سے چلائی تھی۔۔

جبکہ زینی کی بات سنتے مرتسم کے ہاتھ میں تھامے عینا کے ہاتھ کی گرفت بے ساختہ ڈھیلی پڑی تھی۔۔

بدتمیزی مت کرو زینی۔۔یہ لڑکی میری بیوی ہے تمیز سے بات کرو۔۔

ایک تو زینی کی حرکت دوسرا ہاتھ کا ہاتھ چھڑوانا مرتسم کے غصے کو بڑھا گیا تھا۔۔

وہ سختی سے دربارہ اسکا ہاتھ پکڑتا چلایا تھا۔۔

اسکی بات سنتے زینی جیسے سکتے میں اگئی۔۔

بیوی۔۔وہ زیر لب بولی۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہ لڑکی کیسے۔۔

وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتی بڑبڑائی۔

ہاں زینی عینا مرتسم کی بیوی ہے نکاح ہو چکا ہے انکا۔۔وجدان بھائی سنجیدگی سے بولے تھے۔۔

یہ یہ جھوٹ ہے نا بھائی ایسے نہیں ہو سکتا نا۔۔وہ وجدان کا بازو پکڑتی التجائیں چلائی تھی۔۔

مرتسم ایم۔ایم سوری میں بدتمیزی کر گئ پلیز بول دو یہ جھوٹ ہے۔۔ پھر مرتسم کی طرف لپکتی بولی تھی۔۔

اسنے مرتسم کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی لیکن اسنے بری طرح سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

زینی ہوش میں او۔۔پاگل پن مت دکھاؤ۔۔ مینے تمہیں کبھی کوئ دلاسہ یا آس نہیں دی۔۔پہلے دن سے ہی تمہیں صاف صاف بتایا تھا کہ بے وجہ سے خواب پالنا چھوڑ دو۔۔ اسکی حالت دیکھتے مرتسم نے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

باقی سب خاموش تماشائ بنے کھڑے تھے۔۔

یہ سب تم اس۔۔ اس لڑکی کی وجہ سے کہہ رہے ہو نا۔۔وہ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد جنونی انداز میں عینا کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔

اسکے انداز نے سب کو ٹھٹھکا دیا تھا۔۔

زینب میری بات سنو ہم آرام سے بیٹھ کہ بات کرتے ہیں۔۔ مرتسم عینا کا ہاتھ چھوڑتا زینی کی طرف بڑھا تھا تاکہ اسے سمجھا سکے۔۔

نہیں اب کیا بات ہو گی۔۔مجھے پتا ہے یہ سب اس لڑکی کی وجہ سے ہو رہا ہے جانے اسنے کیا جادو کیا ہے تم پہ میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔۔وہ جنونی انداز میں بولتی کسی کے سمجھنے سے پہلے مرتسم کے پیچھے کھڑی عینا کی طرف لپکی تھی۔۔

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے وہ اسکی گردن دبوچ چکی تھی۔۔

اس اچانک حملے پر عینا بھی سمجھ نہیں سکی اسکے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔

زینب۔۔مرتسم سیکینڈ سے پہلے اس تک پہنچا تھا۔۔

زینی۔۔زین بھائی بھی چلاتے اسکی طرف لپکے تھے۔۔

سب اسکی حرکت پر ششدر رہ گئے تھے۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ عینا کی گردن سے چھڑوانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی پوری طاقت سے اسکی گردن دبا رہی تھی۔۔

عینا نے اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کرنا چاہا لیکن زینی کے ناخن بری طرح سے اسکے گوشت میں چبھے تھے۔۔اسکی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔۔اسکا سانس بند ہوا تھا۔۔

مرتسم نے ایک ہی جھٹکے میں زینی کو عینا سے دور کھینچتے اسے پیچھے پٹکا تھا۔۔وہ اوندھے منہ زمین پر جا گری۔۔

عینا نڈھال سی مرتسم اور زین کے بازوؤں میں گری تھی۔۔

وہ بری طرح سے کھانستے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

عینا سانس لیں۔۔ مرتسم چیخا تھا۔۔

وہ سانس لینے کی کوشش میں پوری نیلی پڑ گئ تھی۔۔ لیکن وہ سانس نہیں لے پائ۔۔ بلکہ سانس لینے کی کوشش کرتی مرتسم کے بازوں میں جھول گئ۔۔

عین۔۔ عین۔۔ مرتسم نے اسکا گال تھپتھپایا۔۔

عینا۔۔ زین نے بھی اسکو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔۔

مرتسم اسکو اٹھاؤ جلدی سے ہوسپٹل لے چلو۔۔

جلدی کرو۔۔ وجدان بھای اسکا نیلا پڑتا چہرہ دیکھ جلدی سے بولے تھے۔۔

مرتسم نے جلدی سے اسے بازوں میں اٹھایا۔۔

اگر میری عین کو کچھ بھی ہوا زینی تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔۔ وہ زمین پر گری زینی کی طرف دیکھتے ڈھاڑا تھا۔۔

❤❤❤

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری وائف۔ وہ ٹھیک تو ہیں نا۔۔

ڈاکٹر کے باہر آتے ہی مرتسم نے بے تابی سے پوچھا تھا۔۔

دیکھو مرتسم یہ پولیس کیس بنتا تھا۔تمہاری وائف کے گلے پر صاف گلہ دبانے کے نشان سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ اسے مارنے کی کوشش کی گئ ہے۔۔

لیکن صرف تمہاری وجہ سے مینے اسکا ٹریٹمنٹ کیا ہے۔۔

ڈاکٹر نے اسے دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔وہ انکی فیملی ڈاکٹر تھیں۔۔

ابھی تمہاری وائف بلکل ٹھیک ہے۔۔زیادہ دیر سانس بند ہونے کی وجہ سے اسکی ایسی حالت ہو گئ تھی۔۔

فلحال اوکسیجن لگادیا ہے۔۔اسے سٹریس وغیرہ سے دور رکھو۔۔اینزائٹی بھی ہوسکتی ہے۔۔

بہتر ہے وہ کوئ ٹینشن نالے ورنہ ہارٹ مسلسز پر کھیچاو پڑے گا جس سے اسکا سانس کا پروبلم اور زیادہ بڑھے گا۔۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا۔۔

اور ہاں اپنی وائف کو اس لڑکی سے دور ہی رکھو۔بہت برے نشان ہیں اسکے گلے پر جس سے صاف ظاہر کو رہاہے کہ کتنی شدت سے گلہ دبایا گیا تھا۔۔

آخر میں دوستانہ لہجے میں کہتے وہ چلی گئیں۔۔

مرتسم نے گہری سانس لیتے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔۔

ولی نے شیشے کے پار عینا کو دیکھتے ضبط سے مٹھیاں میچیں تھیں ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ابھی جا کے زینی کا اس سے بھی برا حشر کر دے۔۔۔

آپ لوگ گھر جائیں ماما میں عینا کو لے آؤں گا۔۔

مرتسم نے ماما، بابا اور وجدان بھائی کو کہا تھا۔۔

رات کے اس پہر مشکل سے ڈاکٹر ملی تھی عینا کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔

ساری رات اسے انڈر اوبزرویشن رکھا گیا تھا۔۔

فکر مت کرو عینا اب ٹھیک ہے۔۔وجدان بھائی اسکا کندھا تھپتھپاتے بولے تھے۔۔

مرتسم نے سر ہلا دیا۔۔

اب وہاں صرف ولی اور مرتسم تھے۔۔

❤❤❤❤

زین جو ہوسپٹل کے باہر ہی تھا سب کے جانے کے بعد وہ اندر آیا۔۔

عینا کے وارڈ تک پہنچتے اسنے وہاں مرتسم اور ولی کو ڈھونڈھا۔۔

جب اسکی نظر شیشے کے دروازے کے ساتھ کھڑے مرتسم پر پڑی۔۔

شکن زدہ شرٹ۔۔بکھرے بال، سرخ آنکھیں، بھینچے ہوئے ہونٹ چہرے کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔۔

کتنا چاہتا تھا وہ عینا۔۔۔کس حد تک کیا اسکے عشق کی کوئی حد تھی۔۔

اسے دیکھ کر تو وہ کوئی دیوانہ ہی لگا جو اپنے محبوب کی زرا سی دیر کی تکلیف پر خود بھی کرب سے گزر رہا ہو۔۔

اسکی ہمت نہیں ہوئی مرتسم سے بات کرنے کی اس لیے وہ خاموشی سے قدم موڑ گیا۔

زین۔۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتا۔مرتسم نے اسے پکارا تھا۔۔

آئے ہو تو ملے بغیر ہی واپس کیوں جا رہے ہو۔۔مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

ہمت نہیں ہوئی تمہارا سامنا کرنے کی۔۔وہ شیشے کے پار عینا کو دیکھتے بولا۔

یہ تمنے کیا کر دیا زینی۔۔پہلے کیا کم دکھ جھیلیں ہیں اس نازک جان نے۔۔زین نے کرب سے عینا کو دیکھتے سوچا تھا۔

مینے تم سے پہلے بھی کہا تھا ہماری دوستی کے بیچ کوئی رشتہ نہیں آسکتا اور نا ہی ہے گا۔۔تو یہ بات بھولا مت کرو۔۔ہنوز سنجیدگی سے بولا تو زین اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

عینا کیسی ہے۔۔زین نے ابکی بار مرتسم کو دیکھتے پوچھا۔۔

ٹھیک ہیں۔ صبح تک ڈسچارج مل جائے گا۔۔ مرتسم نے اسے دیکھتے کہا۔۔

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں دھیان رکھنا اگر کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو بتانا۔۔ زین اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔

مرتسم نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔

اگر زینب کی خیریت چاہتے ہو تو پھر خیال رکھنا میرے سامنے نا آئے وہ۔۔۔

مرتسم نے جاتے ہوئے زین سے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا تھا۔۔

زین نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔ سر ہلاتے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

❤❤❤❤

وہ آہستہ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔۔

مرتسم نے اسکی طرف قدم بڑھاتے شدت ضبط سے اسے دیکھا تھا۔۔

نڈھال وجود، زرد چہرے پر نسل کنلا (ناک کی نال) لگا تھا۔۔ جسکے زریعے اسے اوکسیجن مل رہی تھی۔۔ہاتھ میں کینولہ لگا تھا۔۔

ایک ہی دن میں وہ کھلے ہوئے پھول سے مرجھایا ہوا پھول لگ رہی تھی۔۔

اسکے قریب رکتے مرتسم نے اسکے پیٹ پر دھرے ہاتھ کو تھامتے جھک کر نرمی سے چوما۔۔

اسے دیکھتے مرتسم نے اسکی گردن سے چپکے بال پیچھے کیے۔۔

جیسے ہی اسنے بال ہٹائے اسکی گردن پر پڑے نشان اور خراشیں واضح دکھائی دی تھیں۔۔

زینی کے ناخن بری طری سے اسکی گردن میں چھبتے زخم چھوڑ گئے تھے۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچے۔۔ہاتھ اٹھاتے اسکی گردن پر پڑے نشانات کو ہاتھ سے چھوا۔۔

اسے یہی خراشیں اپنے دل میں پڑھتی محسوس ہوئیں۔۔

جھکتے ان زخموں پر اپنے جلتے لب رکھے تھے۔۔

مرتسم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زینی کو جان سے مار ڈالے۔۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ کسی طرح یہ تکلیف خود پر لے لے لیکن پھر وہی بے بسی کیسے۔۔

اسے ابھی تک وہ منظر ہی نہیں بھول رہا تھا جب وہ اسکی بانہوں میں سانس کے لیئے تڑپ رہی تھی۔۔

وہ منظر یاد کرتے دل سکڑ کے پھیلا تھا۔۔

اسنے گہری سانس بھرتے اپنی نظریں پھر سے اسکے چہرے پر ٹکا دیں جو دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔۔

زین نے گھر میں داخل ہوتے ملازمہ سے زینی کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کمرے میں ہے۔۔

وہ سیدھا اسکے کمرے میں آیا تھا۔۔زینی۔۔اسنے اسے پکارتے دروازہ کھولا تھا۔۔

پکار پر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی زینی نے تڑپ کر سر اٹھایا تھا۔۔۔

بھائی۔۔وہ تڑپ کر اسکی جانب بھاگی تھی۔۔

اسکے سینے سے لگتے وہ بلک بلک کر رودی۔۔

زین غصے میں تھا لیکن اسکی حالت دیکھتے نرم پڑا تھا۔۔

بھائی آپ۔اپ جانتے ہیں نا کہنے بچپن سے صرف اسے چاہا ہے۔اسے سوچا ہے تو پھر اسنے کیوں کیا ایسا میرے ساتھ۔۔

بھائی وہ تو میرا تھا نا تو پھر تو دوسری لڑکی وہ کیسے وہ۔۔

عینا کو یاد کرتے اسکے لہجے میں نفرت و حقارت تھی۔۔

وہ وہ لڑکی مر گی نا بھائی۔۔وہ سر اٹھائے اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔۔

زین جو اسے نرمی سے سمجھانے کا اردہ رکھتا تھا اسنے حیرانگی سے زینی کو دیکھا وہ ایسی کب سے ہو گئ تھی۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو زینی۔۔زین نے ناگواری سے اسے کہا تھا۔۔

آپکو بھی اس، اس لڑکی سے ہمدردی ہو رہی ہے۔۔۔

ایسا کیا جادو کیا ہے اسنے سب پہ۔۔۔

وہ زین کا ناگواری بھرا لہجہ دیکھتی چیخی تھی۔۔۔

زینی یہاں بیٹھو آرام سے بات کرتے ہیں۔۔زین نے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں بھائی آپ بتائیں وہ لڑکی مر گئی نا۔۔اگر نہیں تو میں اسے زندہ چھوڑوں گی نہیں وہ پھر سے جنونی کیفیت میں بولا تھی۔۔

چٹاخ۔۔

زور دار تھپڑ سے وہ دور جا گری تھی۔۔اسنے بے یقینی سے زین کو دیکھا۔۔

تمیز سے بات کرو زینی۔میں کب سے تمہیں آرام سے سمجھا رہا ہو لیکن تم ہو کے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہی۔۔

اور کیا بکواس کر رہی ہو مرنے مرانے کی تم جانتی بھی ہو کیا کہ رہی ہو کیا کر کے ائی۔۔

زینی تمنے سوچا بھی کہ عینا کو کچھ ہو جاتا تو۔۔

زین دھاڑا تھا۔۔۔

زینی کا باغی اور ضدی لہجے سے وہ حیران تھا اسنے کبھی اسکی ایسی تربیت تو نہیں کی تھی۔۔

اسکی مرتسم کی محبت ایک طرف لیکن ابکی بار وہ ضد کر رہی تھی پاگل پن دکھا رہی تھی۔۔

مرتسم نا تمہارا تھا، نا ہے، اور نا ہو گا وہ جسکا تھا اسکا ہو چکا تھا اور ہاں عینا کے بارے میں اب ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔زین سخت آواز میں ااسے کہہ رہا تھا۔

جبکہ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

بھائی آپ۔اپ سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں وہ میرا ہے کسی اور کا کیسے ہو سکتا ہے۔۔وہ بے یقینی سے بولی تھی۔۔

نہیں میں ایسے نہیں ہونے دوں گی۔۔ سن لیں آپ میں نہیں ہونے دوں گی۔۔

آج تک مینے جو بھی مانگا ہے آپنے مجھے دیا ہے۔میری ہر ضد ہر خواہش پوری کی ہے۔۔اپکو یہ بھی کرنی پڑے گی۔۔ مرتسم کو میں ہر حال میں حاصل کر کے رہوں گی۔۔

وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔۔

زین نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

بس کرو زینی۔اب ایک اور لفظ نہیں مرتسم کوئی چیز نہیں ہے جسکے لیئے تمنے ضد کی اور تمہیں لا کے دے دوں میں۔۔

زین نے اسے بازوں سے تھامتے جھنجھوڑا تھا۔۔

جبکہ زینی تیزی سے نفی میں سر ہلاتی۔۔کچھ بڑبڑانے لگی۔۔

مرتسم میرا ہے میں اسے چھین لوں گی۔ہاں میں اسے۔۔

وہ بڑبڑاتی زین کے بازوں میں جھول گئی۔۔

زینی۔۔۔زینی۔۔۔زین نے پریشانی سے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔

زینی میرا بچہ آنکھیں کھولو۔۔زین جلدی سے اسے بیڈ پہ لٹاتا اسکا چہرہ تھپتھپاتے لگا۔۔

زین نے اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے لیکن وہ بے سدھ رہی۔۔

اسنے جلدی سے ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

کیا ہوا ہے زینی کو۔۔

ماہم اپیا اندر آتی تیزی سے بولی تھیں۔

انہیں زین نے فون کیا تھا۔۔

زین جو زینب کا ہاتھ تھامے اسکے پاس ہی بیٹھا تھا۔۔ماہم کو دیکھتے جلدی سے انکی جانب بڑھا۔۔

اپیا۔۔وہ انکے گلے لگتا بے اختیار رو دیا۔۔

اپیا مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں۔۔

زینی کو دیکھے نا وہ بلکل سمجھ نہیں رہی میں کیسے سمجھاؤں اسے۔۔

زین بچے بس حوصلہ کرو۔۔

ماہم اپیا نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔

ادھر دیکھو۔۔ اپیانے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔۔

پریشان مت ہو بچے سب ٹھیک ہو جائے گا۔زینی بھی ٹھیک ہو جائے گی۔۔ایسے مت رو میری جان۔۔

تم ایسے کروگے تو زینی کو کون سنبھالے گا۔۔ مضبوط بنو بچے۔۔

وجدان بھائی بھی پیچھے سے آتے بولے تھے۔۔

ان دونوں کو زین نے ہی فون کیا تھا۔وہ اکیلا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے زینی کو کیسے سنبھالے۔۔ اسکے پاس انکے علاوہ اپنا کوئی تھا ہی نہیں۔۔

زینی کو ڈاکٹر نے سٹریس اور ٹینشن سے دور رکھنے کا کہا تھا۔۔وہ مینٹلی بہت زیادہ ڈسٹرب تھی۔۔

❤❤❤❤❤

عینا کو ڈسچارج دے دیا گیا تھا۔۔ مرتسم اور ولی اسے صبح ہی گھر لے آیے تھے۔۔

وہ تو ٹھیک تھی لیکن زینی کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی اسے شدید بخار نے آن گھیرا تھا۔۔ جسکی وجہ سے وہ اگلے دو دون تک ہوسپٹل ہی رہی۔۔

آہستہ آہستہ سبھی نارمل ہونے لگے۔۔

کچھ ہی دنوں بعد زینی نے دربارہ واپس جانے کی ضد کی زین نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نامانی۔۔ مجبورا زین کو اسے واپس پیرس بھیجنا پڑا۔۔

سب کچھ پھر سے ویسا ہی ہو گیا۔۔

عینا اندر سے تو بہت ڈر چکی تھی کہ کیا وہ مرتسم کو بھی کھو دے گی لیکن مرتسم نے اسے کسی طرح سمجھا دیا تھا کہ وہ وقتی تھا زینی کو صرف اٹریکشن تھی جو ختم ہو جائے گی ویسے بھی مرتسم کو اسمیں کوئی دلچسپی ہی نہیں تو بات ختم۔۔

مرتسم نے تو کہہ دیا لیکن اب بات کہاں ختم ہوتی ہے کہاں نہیں یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔

❤❤❤❤

وقت کیسے گزر گیا کسی کو پتہ ہی نہیں چلا۔۔ گزرتے گزرتے سال گزر گیا۔۔

شاہ ولا میں سب کی زندگی سکون سے گزر رہی تھی بدلاؤ آیا تو نہیں لیکن آنے والا تھا ایک ننھی سے جان سے۔

ماہم پریگنٹ تھی۔۔ اسکی پریگننسی کو چار ماہ ہو گئے تھے۔۔

سب کی زندگی پرسکون تھی لیکن اصل دھماکہ تو تب ہوا جب ارسل نے عینا اور مرتسم کو اپنے نکاح کے بارے میں بتایا۔۔

❤❤❤❤

ماضی :

)میر حاکم جنکو سب اغا جان کہتے تھے۔ انکے دو ہی بچے تھے۔ شانزے شاہ انکی بیٹی اور ارسلان شاہ انکا بیٹا۔۔ ارسلان شاہ کی شادی جو کہ انہوں نے اپنے جاننے والوں میں کی تھی۔۔

انکی شادی میں حوریہ جو ارسلان کی بیوی تھی انکے بھائی طالب شاہ اور شانزے شاہ نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور پہلی ہی نظر میں وہ ایک دوسرے کو دل دے بیٹھے تھے۔۔

لیکن مسلہ یہ تھا کہ شانزے کا رشتہ بچپن سے ہی انکے کزن سے طے تھا اس لیے جب ارسلان شاہ کی شادی کے کچھ سالوں بعد طالب شاہ کی طرف سے رشتہ مانگا گیا تو اغا جان نے صاف انکار کر دیا۔

شانزے نے انہیں بہت سمجھایا منتیں کی۔۔

لیکن وہ نا مانے اس لیے وہ اپنی شادی والے دن عین موقع پر طالب شاہ کے ساتھ بھاگ گئیں۔۔

انہیں بہت ڈھونڈا لیکن وہ نا ملے۔۔

ملتے بھی کیسے وہ لوگ تو بھاگ کر کینیڈا جا چکے تھے۔۔

اغاجان نے اپنی بیٹی سے ہر رشتہ ختم کر دیا بلکہ حوریہ شاہ کو بھی اپنے خاندان سے تعلق ختم کرنے پر مجبور کیا۔ حوریہ بھی ایک ہی بہن تھی اور طالب انکا اکلوتا بھائی۔ اپنے گھر کو بچانے کی خاطر انہوں نے ہر رشتہ ختم کر دیا۔۔

کچھ سالوں بعد ایک دن طالب شاہ اور شانزے لوٹ آئے ماں باپ کی دہلیز پر لیکن اغاجان نے کسی صورت انہیں قبول نہیں کیا۔۔

ارسلان شاہ نرم دل کے تھا اکلوتی بہن کو یوں نا دیکھا گیا تو انہوں نے اسے معاف کر دیا لیکن اغاجان اس بات سے انجان رہے لہذا وہ چھپ چھپ کے ملتے رہے اور حوریہ شاہ کو بھی انکا مائیکا واپس مل گیا۔۔

حوریہ کے پاس اس وقت ایک بیٹا دلاور اور بیٹی آیت جبکے شانزے کے پاس ایک بیٹا ارسل تھا۔

اپنا رشتہ گہرا اور مضبوط کرنے کے لئیے انہوں نے آٹھ سالہ ارسل اور چھ سالہ آیت کا نکاح کروا دیا۔۔

جس سے ان چاروں کے علاوہ سب ہی انجام تھے۔۔

اغاجان کو نا جانے ایک دن کیسے معلوم پڑ گیا۔۔ اور اس دن انہوں نے بہت ہنگامہ کیا۔ طالب شاہ اپنی بیوی بچے اور ماں باپ سمیت پردیس لوٹ گئے۔۔

جبکہ اغاجان نے بیٹے سے بھی منہ موڑ لیا۔

ارسلان شاہ دل کے مریض تھے باپ کی بے رخی برداشت نا کرتے ہارٹ اٹیک کے سبب خالق حقیقی سے جا ملے۔۔

انکے موت کے بعد اغا جان نے دلاور کی پرورش خود کی تھی جسے اپنے ننھیال سے نفرت تھی جبکہ آیت کی تربیت خود حوریہ بیگم نے کی تھی جنہیں شوہر کی موت نے بلکل ہی نڈھال کر دیا تھا۔۔

ارسل کچھ سال پہلے ہی واپس لوٹ آیا تھا لیکن باقی سب ابھی وہیں تھے۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اب مسلہ کیا ہے عینا ساری کہانی سننے کے بعد بولی۔۔

اغا جان آیت کی منگنی کر رہے ہیں کسی اور سے۔۔

ارسل ضبط سے بولا تھا۔۔

عینا نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

لیکن وہ نکاح کے بارے میں جانتے ہیں پھر بھی۔

ایک منٹ تجھے کیسے پتہ اسکا مطلب ہے تو نے ان پر نظر رکھی ہوئی تھی۔۔

اور تیری حالت سے نا بیٹا صاف پتا چل رہا تجھے آیت سے کتنی محبت ہے۔۔

عینا نے اسے گھورتے کہا تھا۔۔

اور شاہ آپ آپکو بھی سب پتہ تھا نا۔۔ ابکی بار اسنے مرتسم کو گھورا جو گڑبڑا گیا۔۔

عین مجھ سے تو کبھی اپنے پوچھا ہی نہیں وہ جلدی سے بولا۔۔

تو اپنے بتانا ضروری نہیں سمجھا ہے نا۔۔

اور تو میسنے تجھے شرم نہیں آئی کسی کی ایسے جاسوسی کرتے ہوئے۔۔ عینا نے ارسل کو گھورا۔۔

ہ۔ہاں تو۔بیوی ہے میری وہ گڑبڑاتا بولا۔۔

منکوحہ۔۔عینا نے توصیح کی۔۔

ہاں جو بھی ہے۔۔ لیکن اب بتاؤ میں کیا کروں۔۔اغا جان کبھی نہیں مانے گے۔۔

وہ پریشانی سے بولا۔

ایک بار ٹرائے تو کر۔۔عینا نے اسے دیکھتے کہا۔۔

پھر ارسل اپنے پیرینٹس کو بلواتے انکے ساتھ ایک بار پھر انکی حویلی گیا تھا لیکن اتنے سال بعد بھی اغا جان کا جلال کم نہیں ہوا تھا۔۔

انہوں نے انہیں گھر میں داخل ہی نہیں ہونے دیا۔۔

❤❤❤❤❤

اب کرنا کیا ہے وہ لوگ سر جوڑے بیٹھے تھے۔۔

اٹھالیتے ہیں۔۔ولی نے چٹکی بجاتے کہا تو ارسل نے اسے گھورا۔۔

بلکل ٹھیک۔۔عینا نے بھی تائید کی تو مرتسم نے سر پیٹا۔۔

بلکل نہیں۔۔مرتسم نے تنبیہہ کی۔۔

کیوں نہیں شاہ جب وہ مان ہی نہیں رہے تو اور ارسل مجھے لگتا ہے تمہیں ایک بار تو آیت سے ملنا ہی چاہئیے اس سے تو پوچھ لو وہ کیا چاہتی ہے کیا پتہ وہ تجھ سے شادی کرنا ہی نا چاہتی ہو۔۔

عینا نے ہستے ارسل کو دیکھتے کہا تھا۔۔

کیوں نا چاہتی ہو۔۔ کیا کمی ہے مجھ میں ارسل نے اسے گھورا۔۔

شکل دیکھی ہے تو نے۔ لنگور جیسی لگتی ہے آیا بڑا کیا کمی ہے۔۔عینا نے شرارت سے کہا تو ارسل کا منہ دیکھنے والا ہو گیا۔۔

ایسی کی تیسی اسکی مرضی کی۔۔ ہونا تو اسے میرا ہی پڑے گا چاہئے جو بھی ہو جائے۔۔

وہ پیر پٹخ کر بولتا یہ جا وہ جا تھا۔۔

پیچھے سب اسکی حالت پر ہنس دیے۔۔

❤❤❤❤❤❤

عینا کے کہے مطابق وہ آیت سے ملنے آیا تھا۔۔

آدھی رات کو حویلی کی چھت پر پائپ کے زریعے چڑھتے اسے خود پر فخر ہو رہا تھا۔۔😂

واہ ارسل واہ۔۔ چھت پر چڑھتے اسنے خود کو شاباشی دی۔۔

وہ حویلی کا نقشہ دیکھ کر آیا تھا اور آیت کا کمرہ بھی اس لیے اسکا سید ھا رخ اب اسکے کمرے کی طرف تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤

وہ کھڑکی سے اسکے کمرے میں اندر ایا۔۔ کمرے میں ہلکی لائیٹ کی روشنی تھی۔۔

ارسل نے نظریں گھومائیں۔ گلابی بلینکیٹ میں کوئ وجود چھپا سو رہا تھا۔۔

اسنے آہستہ سے قدم اسکی جانب بڑھائے۔۔

بیڈ پر پڑے وجود پر جھکتے اسنے آہستہ سے بلینکیٹ اسکے منہ سے سرکایا تو وہ ساکت رہ گیا۔۔

سرخ و سفید رنگت گھنی مڑی ہوئی پلکیں۔۔ جو آنکھوں پر چھایٔی ہوئ تھی۔۔ تیکھی ناک اور اس پر چھوٹے چھوٹے گلابی ہونٹ۔۔ چہرے پر چھائ معصومیت وہ ایک ہی نظر میں ارسل شاہ کو چاروخانے چت کر گئ تھی۔۔

ارسل نے اسکی ساری انفارمیشن رکھی ہوئ تھی وہ یونیورسٹی جاتی تھی لیکن عبایا اور نقاب میں ارسل نے کبھی اسکا چہرہ نہیں دیکھا تھا اسے بس اتنا پتہ تھا یہ اسکی منکوحہ سے اور اسے آیت کے نام سے ہی محبت تھی لیکن آج تو جیسے وہ عشق کی معراج سر کر آیا تھا۔۔

وہ بنا پلکیں چھپائے یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

جب مستقل خود پر نظروں کی تپش سے وہ شہزادی کسمکسائ اور اسنے آنکھیں کھولیں۔۔

نیند سے بھری کالی گہری آنکھیں کھولتے اسنے نا سمجھی سے اپنے اوپر کسی کو جھکے دیکھا لیکن جب سمجھ آیا تو اسکی آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔

اپنے اوپر جھکے کسی مرد کو دیکھتے اسنے چیخنا چاہا۔۔جبکہ ارسل جو اسکی گہری آنکھوں میں ہی کھو گیا ہوش میں آتے سرعت سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

آیت اسکی گرفت میں پھڑ پھڑائی۔۔

اسکے مزاحمت کرنے پر ارسل جو اپنے ہاتھ کا وزن اس پر ڈالے ہوا تھا لڑکھڑا کر اس پر گرا۔۔

آیت کا وجود ساکت ہو گیا۔۔اسنے سانس بھی روک لی۔۔

ششش۔۔۔اواز مت کرنا۔۔

ارسل نے مکمل اس پر جھکتے سر گوشی کی۔۔

آیت نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

ک۔کون ہوں۔۔اسکے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ آنکھیں پھیلائے مری سے آواز میں بولی۔۔

تمہارا محرم۔۔ارسل نے اسکے کان میں سر گوشی کی۔۔

آیت جو اسے دھکا دینے والی تھی اسکے ہاتھ ارسل کے سینے پر فریض ہو گئے۔۔

محرم اسکے لب ہلے۔۔

ارسل دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔

ا۔ار۔ارسل۔۔وہ اٹک اٹک کر بولی۔۔

ارسل جو اسکی حالت انجوائے کر رہا تھا اسکے لبوں سے اپنا نام سنتے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

جانے کیوں اسے اپنا نام اس وقت بہت زیادہ پیارا لگا۔۔

دوبارہ کہو۔۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا۔۔

ارسل۔۔ایت نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے واضح کہا تھا۔۔

وہ آج تک اپنی ماں سے ہی یہ نام سنتی آئی تھی۔۔

جو کہتی تھی کہ اسکے کے لیئے آیئے گا ارسل نام کا ایک شہزادہ جو اسکا محرم ہے اسے آزاد کروا لے جائے گا اغا جان کی قید سے آج اس شہزادے کو اپنے سامنے دیکھتے وہ ساکت تھی۔۔

سرخ وسفید رنگت تیکھے نقوش۔۔ جھیل سی گہری کالی آنکھیں۔۔ ہلکی داڑھی۔۔وہ واقعی شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والا تھا۔۔

آیت کی آنکھوں میں نمی بھری۔۔

اس سے پہلے کہ وہ جزبات میں بہتی ارسل کے سینے سے لگتی اسکے کان میں اغا جان کی دھاڑ گونجی۔۔

نہیں مانتے ہم اس نکاح کو۔بہت جلد ایک کاغذی رشتے سے آزاد ہو جائے گی یہ۔۔

ویسے بھی وہ خود بھی نہیں چاہتا ہو گا ورنہ اب تک آیا کیوں نہیں اپنی امانت لینے۔۔

انکا لہجہ تنزیہ تھا۔۔

پیچھے ہوں۔۔وہ کانپتی آواز میں بولی۔۔

ارسل جو اسکے نقش میں کھویا تھا۔۔اسکی نرم آواز سنتے اسکے لبوں کی طرف متوجہ ہوا۔۔

چھوٹے چھوٹے سے گلابی ہونٹ دیکھتے اسے اپنے ہونٹ جلتے محسوس ہوئے۔۔

مینے کہا پیچھے ہوں۔۔اسکی توجہ کا مرکز اپنے ہونٹ دیکھتے آیت غصے اور شرم سے سرخ پڑتی بولی۔۔

ارسل نے حیرت سے اسکا ریئکشن دیکھا۔۔

کیوں۔۔وہ پیچھے ہونے کی بجائے۔اپنا سارا بوجھ اس نازک جان پر ڈال گیا۔۔

آیت نے بے بسی سے اسے دیکھا۔وہ غلط فہمی اور خوف کا شکار تھی۔۔

کیوں کا کیا مطلب ہے ۔اپکو شرم نہیں آتی ۔یوں آدھی رات کو کسی لڑکی کے کمرے یوں آتے ہوئے۔۔

وہ دبا دبا سا چیخی تھی۔۔

اپنی منکوحہ کے کمرے میں آیا ہوں شرم کیسی وہ جوابا بے شرمی سے بولا۔۔

وہی منکوحہ جو آج سے پہلے تو آپکو یاد نہیں تھی اور جسے بہت جلد کاغذی رشتے سے آزاد کرنے والے ہیں۔۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی بول گئ۔۔

ارسل نے چونک کر اسکے بھرائی آواز میں بولے گئے الفاظ سنے۔۔

اور تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ مجھے آج سے پہلے یہ منکوحہ یاد نہیں تھی۔۔

ارسل نے اسے اسکے پل پل کے ہر خبر دی تھی۔۔

اور رہی بات کاغذی کی تو اسے ابھی روحانی بنالیتے ہیں۔وہ آخر میں بے باکی سے بولا تھا۔۔وہ جان چکا تھا کہ غلط فہمی کا شکار ہے۔۔

آیت نے منہ کھولتے اسے دیکھا۔۔جبکہ اسکے آخر میں بولے گئے جملے پر وہ سرخ پڑ گئی۔۔

ارسل نے مبہوت ہوتے دیکھا تھا کوئی اتنا بھی پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔

ارسل۔وہ گھبراتی اسے پکار بیٹھی۔۔

جان ارسل۔۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا۔۔

آیت نے اسے دھکا دیا۔وہ بے دھیانی نے بیڈ کی دوسری سائیڈ گرا۔

آیت سیکینڈ میں اٹھی تھی۔۔خود پر ڈوپٹہ لیتے اسنے سہمی نظروں سے ارسل کو دیکھا تھا کہ وہ اسکی حرکت پر اب کیا وہی کرے گا جو دلاور بھائی اسکی بھابھی کے ساتھ کرتے تھے۔۔

ارسل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

وہ اسے دیکھتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

وہ جیسے ہی اٹھ کر کھڑا ہوا آیت ڈر کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

ارسل نے حیرت سے اسکے کانپتے وجود کو دیکھا۔۔

آیت کیا ہوا۔۔وہ اسے ایسے خوفزدہ دیکھتے پریشان ہوا۔۔

آیت اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ پیچھے دیوار سے لگی تھی۔۔

ارسل نے اسکے بازو کو تھامنا چاہا جیسے ہی اسنے ہاتھ اٹھایا وہ جلدی سے اپنا چہرہ ہاتھوں سے ڈھانپ گئ۔۔

سوری، سوری، کی گردان کرتے وہ ارسل کو زلزلوں کی زد میں چھوڑ گی۔

کیا اسے لگا تھا کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھانے والا ہے۔۔

ہاتھ ہٹاؤ آیت وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

مینے کہا ہاتھ ہٹاؤ۔اس بار وہ سختی سے بولا۔۔

آیت نے کچھ نا ہوتے دیکھ اپنے کانپتے ہاتھ اٹھاتے تھے۔۔

تمہیں کیوں لگا کہ میں تم پر اتنی سی بات پر ہاتھ اٹھاؤں گا۔۔

وہ اس کے قریب جاتا پھر سے سنجیدگی سے بولا۔۔

وہ چپ رہی۔۔

بولو۔۔ارسل نے دو قدم آگے جاتے کہا۔۔

وہ دلاور بھای بھی ارسہ بھابھی پر۔۔اتنا کہتے وہ چپ ہو گئ۔۔

ارسل نے ہونٹ بھینچے وہ دلاور کی حرکتوں سے اچھے سے واقف تھا۔۔

ادھر آو۔۔ ارسل نے اسے آرام سے تھامتے بیڈ پر بٹھایا۔۔

پیو۔ سائیڈ ٹیبل سے پانی اٹھاتے اسے پلایا تھا۔۔

آیت نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو اب اسکے قدموں میں بیٹھ رہا تھا۔۔

ارسل نے گھٹنوں کے بل اسکے قریب بیٹھتے اسکے ہاتھ تھامے۔۔

دیکھو آیت جتنے سال گزر گئے وہ گزر گئے۔ لیکن ان گزرے سالوں میں۔ میں تمہارے اور پھوپھو کے ایک ایک پل کی خبر رکھی ہے۔۔ ٹھیک ہے تم مجھے نہیں جانتی لیکن اتنا جان لو کہ میں دلاور نہیں ہوں نا ہی اسکے جیسا ہوں

جو ذرا ذرا سی بات پر عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

مجھے عورتوں کی عزت کرنا سکھایا گیا ہے۔۔

اور اپنی بیوی سے پیار کرنا اس لیے آئندہ بھول کر بھی یہ سوچ مت لانا کہ میں چھوٹی سی بات پر تم پر ہاتھ اٹھاؤں گا۔۔

میں آج یہاں اس لیے آیا ہوں کہ تم سے پوچھ سکوں کیا تم بھی میرے ساتھ اس رشتے کو نبھانا چاہتی ہو۔۔

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔

آیت سانس روکے اس شہزادے کو اپنوں قدموں میں بیٹھا دیکھ رہی تھی اسکے سوال پر تڑپ کر اسنے اسے دیکھا تھا۔۔

لیکن اغا جان۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

مینے تمہاری مرضی پوچھی ہے۔۔ارسل نے اسے ٹوکا۔۔

آیت نے پلکوں کی جھالر سے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئ۔۔

پھر آہستہ سے سر ہلا گئ۔۔

ارسل کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔

میں جانتا تھا میری جان۔۔

تم فکر مت کرو اب بس جیسے میں کہوں ویسا کرتی جاو۔۔بہت جلد میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔۔وہ خوشی سے اسکا ماتھا چومتے بولا۔۔

آیت نے سانس روکے اسے دیکھا تھا۔

کون کہہ سکتا تھا کہ وہ دونوں آج بچپن کے بعد پہلی دفع ملے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

کیا واقعی ہمیں یہ کرنا چاہیئے۔۔عینا نے ایک بار پھر سے پوچھا تو ارسل نے اسے گھورا۔۔

اب تو نے اگر اپنا ارادہ بدلہ نا تو میں تیرا قتل کر دوں گا یاد رکھیں۔۔

وہ وارننگ دینے والے انداز میں بولا تو عینا نے ناک چڑہائی۔۔

جبکہ مرتسم نے دونوں کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا کہ انکا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔

اچھا چل پھر۔۔اب گھور کیا رہا ہے عینا نے ارسل کو گرکا۔۔

❤❤❤❤❤

آج آیت کی منگنی تھا اور وہ عین منگنی کے وقت اب حویلی کے باہر کھڑے اندر جانے کا سوچ رہے تھے جب دانین کا شیطانی دماغ تیزی سے چلا تھا۔۔

اسکے آئیڈے پر پہلے تو کوئی نہیں مانا لیکن پھر کوئی راستہ نہیں بچا تو اب اسی کی بات مانتے یہ سب کرنے کے لیئے راضی ہوئے تھے۔۔

مرتسم اور ولی نے سب سے پہلے گھر کے دونوں گارڈز کو ٹھکانے لگایا اور انہیں اندر آنے کا سگنل دیا۔۔

وہ لوگ بیک ڈور سے اندر آئے تھے۔۔

عینا اور ارسل حویلی کے اندر جبکہ باقی سب باہر کھڑے پہرا دے رہے تھے۔۔

عینا ارسل کے ساتھ جارہی تھی اندر کہ آیت کو منا کر کسی طرح وہ اپنے ساتھ لے ائیں۔۔

ارسل اور عینا کسی طرح بچ بچا کر آیت کے کمرے تک پہنچے تھے۔۔

آپ۔۔ شیشے کے سامنے بیٹھی آیت اسے یوں چوروں کی طرح گھستے دیکھ حیران ہوئی۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ارسل۔۔۔ اگر اغا جان نے آپکو دیکھ لیا تو قیامت جائے گی۔۔ اور ارسل یہ لڑکی آپ کیوں آئے ہیں یہاں۔۔ وہ عینا کی طرف اشارہ کرتی بولی جو اسکے پورے کمرے کو پل میں بکھیر چکی تھی۔۔

جان ارسل ابھی فلحال وقت نہیں چلو جلدی سے ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔۔ اور یہ میری بہن ہے ۔۔ ارسل جلدی سے اسے جواب دیتا بولا۔۔

آیت نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔ وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔

آپ پاگل ہو گئے ہیں میں آپکے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔ ہر گز نہیں وہ سختی سے بولی۔۔ اسکا نازک سا دل کانپ رہا تھا۔۔

تو پھر کیا چاہتی کو میرے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی کسی اور کی منگ بنو۔۔ ارسل غصے سے چلایا تھا۔۔

ارسل ریلیکس وہ پہلے ہی ڈری ہوئی ہے۔۔ عینا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے باز رکھا تھا۔۔

دیکھو آیت تمہارے اغا جان سے بات کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن وہ کسی بھی صورت راضی نہیں ہو رہے اس لیے مجبوراً ہمیں یہ قدم اٹھانا پڑ رہا ہے۔۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو اور چلو ہمارے ساتھ۔ عینا اسے سمجھانے والے انداز میں بولی۔۔

نہیں میں نہیں جاسکتی۔۔ارسل سالوں پہلے پھوپھو نے بھی ایسی ہی ایک محفل میں انکی عزت کا جنازہ نکالا تھا۔اج میں پھر سے وہی نہیں کر سکتی۔۔ کبھی نہیں وہ ہمیں جان سے مار ڈالیں گے ارسل۔۔

وہ تیزی سے پیچھے ہوتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

ارسل نے ضبط سے اسے دیکھا۔۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں اسنے عینا کو کچھ اشارہ کر دیا جسے سمجھتے اسنے سر ہلایا تھا۔۔

ٹھیک ہے تمہیں نہیں جانا نا میرے ساتھ تو ٹھیک ہے لیکن ابھی میری بات سنو۔۔ارسل احتیاط سے قدم اسکی جانب بڑھاتا بولا۔۔

ایم سوری آیت۔۔اسکے نزدیک پہنچتے ارسل نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔۔

آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

لیکن اگلے ہی پل ارسل نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے مخصوص رگ دبائی تھی جس سے وہ پل میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی اسکے بازوں میں جھول گئی۔۔

ارسل نے اسے کسی قیمیتی متاع کی طرح خود میں مسیٹ لیا۔۔

چلو ارسل اس سے پہلے کہ کوئی اجائے۔۔عینا باہر کا راستہ صاف دیکھتی بولی۔۔

سب لوگ لان میں تھے فنکشن کی وجہ سے اس لیے گھر میں لوگ تھے ہی نہیں۔

وہ لوگ اسے احتیاط سے سب سے چھپا کر باہر لے آئے تھے۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے انکی گاڑیاں وہاں سے نکلی تھیں۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

جبکہ دوسری طرف حوریہ بیگم آیت کے کمرے میں آئیں تو اسکا بکھرا کمرا دیکھتے انکے پاؤں سے زمین سر کی تھی۔۔

انکی چیخوں پر ملازمین دوڑتے آئے تھے۔۔

اور کچھ جلدی سے لان میں اغا جان اور دلاور کو بتانے چلے گئے۔۔

کیا ہوا۔ بہو۔۔

اغا جان نے روب دار لہجے میں پوچھا لیکن اگلے ہی پل کمرے کی حالت دیکھتے خود بھی سکتے میں آ گئے۔۔

پورا کمرا بکھرا ہوا تھا۔یوں جیسے کوئی جنگ ہوئی ہو۔۔

جبکہ زمین پر ایک جگہ آیت کا آج منگی والا ڈریس نیچے پڑا تھا اور اس پر خون کے دھبے تھے جو ارسل اور عینا کے ہی کارنامے تھے۔۔

وہ لوگ یہی شو کروانا چاہ رہے تھے کہ آیت اپنی مرضی سے نہیں گئ بلکہ اسے زبردستی لے جایا گیا ہے۔۔

کہاں ہے ایت۔۔وہ اپنے پوری جاہ جلال سے دھاڑے تھے۔۔

جبکہ کونے میں کھڑی حوریہ بیگم کانپ کر رہ گئ تھیں۔۔

دلاور نے غصے سے مٹھیاں مینچی تھیں۔۔

میں جانتا ہوں اغاجان یہ کسکا کام ہے۔۔ لیکن آپ فکر مت کریں میں بہت جلد آیت کو واپس لے آؤں گا زندہ یا مردہ وہ سفاکیت سے بولا۔۔

جبکہ حوریہ بیگم نے دہل کر اسے دیکھا تھا۔۔ وہ گرنے کو تھی جب دلاور کی بیوی ارسہ جلدی سے انہیں سنبھالتی وہاں سے لے گئی۔۔

اغاجان کی آنکھوں کے سامنے سالوں پہلے کے وہی منظر گھوم رہے تھے جب انکی بیٹی اسی طرح بھری محفل میں انہیں رسوا کر گئی تھی اور آج انکی پوتی نے ایک بار پھر سے انہیں کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔۔

وہ مہمانوں سے معزرت کرتے انہیں رخصت کر چکے تھے۔۔

اپنی بے عزتی پر وہ اندر ہی اندر سے جل رہے تھے کہ کسی طرح آیت یا ارسل انکے سامنے آجائیں تو وہ دونوں کو زندہ جلا ڈالنے میں بھی پیچھے نہیں رہتے۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔۔ سامنے کا منظر دھندلا تھا۔اسنے پلکیں جھپکا کے پھر سے کھولیں۔۔ تو اپنے سامنے ارسل کو دیکھتے اچھل کر کھڑی ہوئی۔۔

میں کہاں ہوں۔۔ خوف سے سہمتے پوچھا تھا۔۔

وہیں جہاں تمہیں ہونا چاہئے تھا اپنے شوہر کے گھر۔۔

ارسل نے دلکشی سے مسکراتے کہا تھا۔۔

آیت کا رنگ اڑا تھا۔ ارسل یہ کیا اپنے۔ اپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔ وہاں سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ اپکو زرا شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے کیا جواب دیں گے وہ سبکو۔۔ وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔۔

تو انہیں شرم نہیں آئی میری بیوی کی منگنی کرواتے ہوئے وہ کندھے اچکاتا بولا تھا۔۔

ارسل دلاور بھائی مار ڈالیں گے سبکو۔۔ ابکی بار وہ خوف سے سفید پڑتی بولی۔۔۔

ارسل نے غور سے اسکا سفید پڑتا چہرہ دیکھا اسکا دل کیا دلاور کے چیتھڑے اڑا دے جسنے اسکی بیوی کو اس قدر ڈرا کر رکھا ہوا تھا۔۔

جانے ارسل میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ تم فکر مت کرو۔۔ ارسل شاہ اپنوں کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔۔ ارسل زبردستی اسے خود سے لگاتا بولا۔۔

لیکن وہ بے آواز روتی رہی۔

کتنی ہی دیر وہ اسکی منتیں کرتی رہی اسے سمجھاتی رہی لیکن تھک ہار کر اسکے سینے میں منہ چھپائے سسکی پڑی۔۔۔

ارسل نے بمشکل ہی اسے چپ کروایا تھا۔۔

جب سے دلاور اور اغا جان نے حویلی میں لگے کیمروں کی فوٹیج سے ارسل اور عینا کو اندر آتے دیکھا تھا۔۔

اور پھر بے ہوش آیت کو لے جاتے۔۔

تب سے وہ دونوں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے کہ کسی طرح آیت انہیں مل جائے لیکن ڈھونڈتے رات نکل گئ آیت کا کہیں کوئ پتہ نہیں چلا۔۔

جبکہ عینا اور ارسل سے انتقام کی آگ بڑھ چکی تھی۔۔

اگلے دن صبح ہی ارسل نے آیت کو سب سے ملوایا تھا۔اپنی پھوپھو اور ماموں کو دیکھتی وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔۔

اور اسکے اس انکشاف نے سب کو حیران کر دیا تھا کہ اب اغا جان اسکی ماما کو نہیں چھوڑیں گے۔۔

لیکن ارسل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں کچھ بھی نہیں ہونے دے گا بلکہ انہیں بھی اغا جان کی قید سے آزاد کروا لے گا۔۔

ارسل نے جب اسے اپنی بہن صوفیہ سے ملوایا تو اسے عینا پھر سے یاد آئی وہ یہ سن کر حیران ہوئی تھی کہ عینا اور ارسل منہ بولے بہن بھائی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر دوست ہیں انہیں دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ انکا خون کا رشتہ نہیں۔۔

کچھ ہی دنوں میں آیت کی بھی عینا سے اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔

کچھ ہی دن میں اغا جان لوگ بھی آیت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک کر چپ ہو گئے تو ارسل اسے احمد والا سے اپنے گھر لے آیا تھا۔۔

سبکی رضامندی سے اسکا اور آیت کا گرینڈ ولیمہ طے ہوا تھا وہ جلد از جلد سب پر شادی کا راز آشکار کرنا چاہتے تھے تاکے اغا جان لوگوں کی طرف سے خطرہ ٹل جائے۔۔

❤❤❤❤

پستہ کلر کی میکسی پہنے برائڈل میکاپ میں وہ ارسل کے ہمراہ کھڑی ہر ڈر خوف بھلائے اپنی زندگی کے اتنے بڑے دن کو نم آنکھوں سے مسکراتے دیکھ رہی تھی۔۔

ارسل نے بلیو کلر کا تھری پیس پہن رکھا تھا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے سنگ کھڑے مکمل لگ رہے تھے۔۔

بلکل ایک دوسرے کے لیئے بنائے گئے۔۔۔

واہ ارسل تیری شادی بھی کیا ٹریجڈی تھی۔ جیسے کسی فلم کی شوٹنگ چل رہی ہو۔۔

عینا نے قہقہ لگاتے کہا تھا۔۔

جبکہ ارسل نے اسے گھورا۔۔

اور اس ٹریجڈی میں میری بیوی نے تو رو رو کر آنسوؤں کی نہریں بہادی ہیں وہ دور کھڑی آیت کو دیکھتا بولا تو مرتسم کے ساتھ کھڑی عینا ایک بار پھر سے کھکھلا کر ہس پڑی۔۔

مرتسم نے بے ساختہ ہی اسے دیکھتے ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

ٹخنوں تک آتی بلیک فراق جسکے بازوں اور دامن پر کم ہوا تھا اسکی سفید رنگت پر جچ رہی تھی۔۔لائیٹ سے میکاپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔

بھوری آنکھیں شرارت سے چمکتی مرتسم کو بے خود کیے جارہی تھیں۔۔

وہ اپیا کی شادی کے بعد آج ایسے تیار ہوئی تھی اور مرتسم کی نظریں تھی کہ اس پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔

وہ خود بھی بلیک تھری پیس پہنے ہوا تھا۔۔ جس میں وہ لڑکیوں کے دل دھڑکا رہا تھا۔۔

اور کچھ اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی اسمیں ایک کشش سی پیدا کر دیتی تھی کہ ہر کوئی اسکی طرف کھینچا سا چلا آئے۔۔

ارسل تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔۔

اینٹرس پر داخل ہوتے آیت کی فیملی کو دیکھتے مرتسم نے ارسل کو کہا تھا۔۔

عینا بھی ارسل کو آیت کا خیال رکھنے کا کہتی مرتسم کے پیچھے ہی لپکی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

آپ اندر نہیں جاسکتے۔۔

مرتسم نے اغاجان کے سامنے کھڑے ہوتے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

اغاجان نے اسے دیکھتے ایک تیکھی نظر اسکے ساتھ کھڑی عینا پر ڈالی۔۔

وہ اسے پہچان گئے تھے یہی لڑکی تھی جو ارسل کے ساتھ آیت کو لے کر گئی تھی۔۔

اسکی بات سنتے دلاور ابھی آگے بڑھا ہی تھا کہ اغاجان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔

دیکھیئے اغاجان ہم جانتے ہیں ہمنے اس وقت جو بھی کیا غلط کیا لیکن آپ جو کر رہے تھے تو گناہ تھا۔ ایک نکاح شدہ لڑکی کی منگنی کسی اور لڑکے سے آپکو بلکل بھی ڈر نہیں لگا اللہ سے یہ ظلم کرتے ہوئے عینا انہیں دیکھتی تاسف سے بولی تھی۔۔

اغاجان ابھی کچھ بولتے کہ انکی نظر دور کھڑی اپنی بیٹی پر گئ تھی جو نم آنکھوں سے انہیں حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

اتنے سالوں بعد اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھتے سینے میں تڑپ سی اٹھی تھی انکا دل کیا وہ اسے اپنی آغوش میں چھپالیں۔ لیکن پھر انکے سامنے وہ دن جاتا جب وہ انکی عزت کو روند کر گئ تھی۔۔

انکا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔۔

انہوں نے تیکھے چتون سے سامنے کھڑی اس نازک سی لڑکی کو دیکھا تھا جو اتنے سخت الفاظ انکے لیئے بول گئ تھی۔۔

جو بھی ہوا سو ہوا۔ ایت ارسل کی امانت تھی اسکے حوالے ہو چکی اب پلیز انہیں سکون سے رہنے دیں۔ انکی زندگی میں مزید کوئ تماشہ مت لگائیں۔۔

مرتسم دلاور کی نظریں مستقل عینا پر محسوس کرتا دانت پیستے بولا تھا۔۔

اسنے نامحسوس انداز میں عینا کو اپنے پیچھے کیا تھا۔۔

آیت نے جب اغاجان لوگوں کے ساتھ اپنی ماں کو دیکھا تو وہ ارسل سے ہاتھ چھڑواتی وہاں سے بھاگ آئی تھی۔۔

وہ سب کو نظر انداز کرتی سیدھا اپنی ماں کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

حوریہ بیگم اسکا چہرہ چومتی خود بھی رو دیں۔۔

تھوڑی دیر بعد ارسل نے اسے زبردستی انسے الگ کرتے چپ کروایا تھا۔

جب اسکی نظر سامنے کھڑے اغاجان اور دلاور بھائی پر گئی تو اسکا سانس خشک ہوا۔۔

اسنے سہم کر ارسل کا بازو دبوچا تھا۔۔

ارسل نے اسے یوں ڈرتے دیکھتے نرمی سے اپنا بازو اسکے گرد باندھتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

اغاجان خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے جب اچانک اپنا بازو وا کرتے انہوں نے شانزے شاہ کو اپنی طرف بلایا تھا۔۔

جبکہ آیت کے ساتھ سب نے بے یقینی سے دیکھا تھا۔۔

اغاجان نے ہاں میں سر ہلاتے اسے دیکھا تو وہ دوڑ کر انکے سینے سے جا لگی۔۔

بابا جان اتنی دیر لگا دی اپنے۔۔وہ سسکتی بولی تھیں۔۔

اغاجان بھی اسے سینے سے لگاتے رو دیے۔۔

کچھ دیر بعد وہ اسے خود سے الگ کرتے سامنے ارسل اور آیت کو دیکھنے لگے۔۔

ہمیں احساس ہو گیا ہے کہ جو ہمنے کیا وہ غلط تھا۔ تم لوگوں کا طریقہ غلط تھا لیکن نیت تو ٹھیک تھی نا۔۔

میں آج یہاں اپنی بیٹی کے ساتھ آیت اور ارسل کے رشتے کو بھی قبول کرتا ہوں۔۔ وہ مسکراتے لہجے میں بولے تھے۔۔

دلاور نے غصے سے انہیں دیکھا تو انہوں نے آنکھ سے اسے خاموش ہونے کا اشارہ دیا تھا۔۔

سب کو لگا کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔

لیکن مرتسم عینا اور ارسل۔ ایک دوسرے کو دیکھتے آنکھوں میں ہی کچھ بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ انہیں ان پر بلکل یقین نہیں۔۔

لیکن وہ لوگ چپ اختیار کر گئے۔۔

❤❤❤❤

اس طرح انکی شادی کے تین ماہ تو آرام و سکون سے گزر گئے لیکن تین ماہ بعد جب اغا جان نے آیت کو حویلی بلایا تو ارسل نے اسے جانے سے منع کر دیا۔۔

ارسل کیا ہو گیا ہے اپکو۔اپ کبھی مجھے وہاں نہیں جانے دیتے۔۔جاتے بھی ہیں تو سائے کی طرح میرے ساتھ رہتے ہیں۔۔

ارسل وہ میرے بھائی اور دادا ہیں وہ مجھے معاف کر چکے ہیں پتہ نہیں آپکو کیوں ان پہ یقین نہیں آتا وہ غصے سے بولی تھی۔۔جبکہ ارسل نے خاموش نظروں سے اسے دیکھا۔۔

اور چپ چاپ باہر نکل گیا۔۔

شام میں جب وہ واپس آیا تو اسکے ساتھ عینا بھی تھی۔وہ شائید اپنے کسی کام سے آئی تھی۔۔

وہ دونوں ہی لیپ ٹوپ پر کچھ کام کرتے رہے کام کے بعد جب وہ فارغ ہوئے تو عینا آیت کے پاس کچن میں اگی۔۔

اسکی عینا سے اچھی دوستی ہو چکی تھی۔۔

کیا ہوا تم دونوں لو برڈز کو آج یوں خاموش دور دور کیوں ہیں۔

وہ ارسل کی خاموشی اور آیت کا اترا چہرہ دیکھتی پوچھ بیٹھی۔۔

آیت نے اسے دیکھا۔۔

یہ تو اپنے بھائی سے ہی پوچھ لیتی۔۔وہ کہہ کے اپنا کام کرنے لگی۔۔

آیت کچھ ہوا ہے کیا مجھے بتاو۔۔عینا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔۔

کیا ہونا ہے۔۔وہی جو ہمیشہ ہوتا ہے۔۔

اغا جان مجھے حویلی رہنے کے لیئے بلا رہے ہیں لیکن ارسل جانے نہیں دے رہے۔۔پتہ نہیں کیوں انہیں میرے بھائی پر ہمیشہ شک ہی رہتا ہے۔۔

آیت اگر ارسل نے تجھے منع کیا ہے تو ضرور کوئی نا کوئی وجہ تو ہو گی۔۔اور تم خود سوچو وہ بھائی اور دادا جو کل تم تمہیں مارنے کے در پہ تھے وہ کچھ ہی دونوں میں اچانک کیسے بدل گئے اور۔۔

بس کرو عینا۔۔وہ ابھی کچھ اور کہتی کہ آیت غصے سے بولی تھی۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ ارسل کو کیوں دلاور بھای پہ شک رہتا ہے لیکن اب سمجھ آیا کہ تم ہی ہر وقت انکے کان بھرتی رہتی ہو۔۔

عینا کیوں ہر کسی کو اپنے کام میں انوالو کرتی ہو۔

ہر کسی پر شک کرنا تو تمہاری عادت بن چکی ہے اب۔۔ہر کوئی تمہارے بھائی جیسے نہیں ہوتا جو تمہیں عین وقت پر چھوڑ کر بھاگ جا۔۔

چٹاخ۔۔

وہ غصے سے بولتی جا رہی تھی۔۔جب باہر سے اتے ارسل نے بے یقینی سے اسے سنا تھا۔۔

جبکہ عینا تو ساکت کھڑی اسی دیکھتی رہ گئ۔۔

اسنے ایک دوست سمجھ کے اپنا پاسٹ اس سے شئیر کیا تھا۔۔

اسنے آیت کو اپنی بہن سمجھ کر سب کچھ بتایا تھا اور وہی آج اسے اسکے بھائی کے طعنے دے رہی تھی۔۔

یہاں تک کہ وشہ اور عادی کو بھی اسکے پاسٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا لیکن اسنے پھر بھی آیت کو سب کچھ بتایا تھا۔۔

آیت نے بے یقینی سے ارسل کو دیکھا۔۔

جو غصے کی شدت سے سرخ ہوتے چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ارسل آپ نے مجھ پہ۔۔وہ بے یقینی سے بڑبڑائی تھی۔۔

کیا بکواس کر رہی تھی تم۔ہوش میں بھی ہو تم۔۔

جس لڑکی نے تمہارے غم میں تمہارے ساتھ کھڑے ہو کر ہر مشکل سے بچایا۔۔ تمہارا ساتھ دیا تمہیں سنبھالا آج تم اسی کو اسکے پاسٹ کے طعنے دے رہی ہو۔۔

عینا کے سفید چہرے کو دیکھتے اسے اپنے الفاظ کا اندازہ ہوا تھا۔۔

جبکہ عینا ایک سیکینڈ بھی رکے بغیر وہاں سے بھاگ گئ۔۔

عین۔۔ارسل اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

عینا۔۔وہ اسے پکار رہا تھا لیکن وہ ان سنی کرتی تیزی سے گاڑی میں بیٹھتی گاڑی بھگا لے گئ تھی۔۔

شٹ۔۔ارسل نے دیوار میں ہاتھ مارا تھا۔۔

سیکینڈ سے پہلے وہ اپنی گاڑی لے کر اسکے پیچھے نکلا لیکن اسکی گاڑی اسے کہیں نہیں دکھی۔۔

وہ جانتا تھا وہ اداس ہو یا غصے میں تو گاڑی بہت تیز ڈرائیو کرتی تھی۔۔

❤❤❤❤

عین کہاں چلی گئ یار۔۔وہ دو گھنٹوں سے مسلسل اسے ڈھونڈھتا پھر رہا تھا لیکن وہ اسے کہیں نا ملی۔فون بھی اسکے گھر پہ رہ گیا تھا۔۔۔

شٹ۔۔مرتسم نے اسے میرے حوالے کیا صرف کچھ گھنٹوں کے لیئے بھی میں اسکی حفاظت نہیں کر پایا۔۔

وہ سٹیرینگ وہیل پہ ہاتھ مارتا بڑبڑایا تھا۔۔

جب وہ اسے ہوسپٹل سے پک کرنے گیا تھا تو مرتسم اور ولی نے اسے سختی سے تاکید کی تھی عینا کو سہی سلامت گھر پہنچانا اسکی زمہ داری تھی۔۔

ناجانے کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی۔۔وہ لب دباتا ازیت سے سوچ رہا تھا۔۔

آیت نے جانے انجانے میں اسکے زخم تازہ کر دیئے تھے۔جانے اسے ہر رشتے سے اتنی ازیت کیوں ملتی تھی۔۔

پہلے زینی اور اب ایت۔۔اسنے بے بسی سے آنکھیں موندیں تھیں۔۔ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے بہا تھا۔۔

❤❤❤❤

فون کی رنگ سے اسنے آنکھیں صاف کرتے موبائل اٹھایا لیکن مرتسم کا نمبر دیکھتے اسنے لب بھینچے تھے۔۔

ہیلو۔۔فون تو اٹھانا ہی تھا۔۔

کب سے فون کر رہا ہوں۔فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے۔۔مرتسم کی سنجیدہ آواز گونجی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وہ پھر سے بول اٹھا۔۔

اور عینا کہاں ہیں۔وہ بھی فون نہیں اٹھا رہی۔۔ٹھیک تو ہیں نا۔۔

وہ بے چینی سے بولا تھا۔۔اسکے لہجے کی بے چینی محسوس کرتے ارسل حیران ہوا تھا۔

ہر بار کیسے وہ جان جاتا تھا کہ اسکی عین تکلیف میں ہے۔۔وہ ہر بار اسے حیران کر دیتا تھا۔

کہتے ہیں جہاں بات عشق کی ہو تو دل سے دل جڑ جاتے ہیں وہ کہے دیکھے بنا بھی دوسرے کی تکلیف محسوس کر لیتے ہیں۔ جیسے روحیں پہچان جاتی ہو۔۔اور آج اسے یقین ہو چکا تھا کہ ایسا ہی ہے۔۔

عشق تو وہ بھی آیت سے کرتا تھا لیکن ویسا نہیں جیسا مرتسم کرتا تھا وہ عشق کو عبادت سمجھ کر کرتا تھا۔ دیوانگی کی حد تک۔۔۔

ارسل تم سن رہے ہو نا۔۔کب سے اسے پکارتے مرتسم اس بار غصے سے دھاڑا تھا۔۔

ارسل پل میں چونکا۔۔ہاں ہاں سن رہا ہوں۔۔

مرتسم وہ عینا ٹھیک ہے۔ تم فکر مت کر میں اسے چھوڑ جاؤں گا تھوڑی دیر تک۔۔

لیکن ہے کہاں وہ۔ فون کیوں نہیں اٹھا رہی میرا۔۔میری بات کرواؤ انسے۔۔وہ پھر سے بے تابی سے بولا تو ارسل نے لب کترے۔۔

ارسل میری بات کرواؤ عینا سے وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا عجلت میں وہاں سے نکلا تھا۔۔

جانے کیوں اسے بے چینی سے ہو رہی تھی۔۔اور ایسا تب ہوتا تھا جب اسکی عین ٹھیک نا ہو۔۔

اسنے ہمیشہ اپنے رب سے ایک ہی دعا کی تھی کہ اسکا دل ہی نہیں روح بھی اسکے محرم سے جوڑ دے۔اور عینا کے ملنے کے بعد تو وہ الحمدللہ کے سوا اگر کچھ کہتا تو صرف یہی۔۔

کہ وہ چاہتا ہے اسکی روح عینا کی روح سے جوڑ دے وہ دور ہو کے بھی اسکے محسوس کر سکے۔۔اسکی خوشی پر دل خوش اور غم میں اسکے دل بھی بے چین رہے۔۔

اور خدا کی خاص عنایت تھی شائید اس پر کہ خدا کو جانے اسکی کونسی نیکی پسند ائی تھی جسکے بدلے خدا نے اسے یہ خاص عنایت کی تھی جب بھی وہ کہیں تکلیف میں ہوتی وہ خود بھی تڑپ اٹھتا تھا بے چین ہو جاتا۔۔

اسکا دل اسے کہیں نا کہیں یہ اشارہ دیتا تھا کہ اسکے دل سے جڑا وہ دوسرا دل تکلیف میں ہے۔۔

مرتسم عین مل نہیں رہی یار وہ بے بسی سے بولا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے مرتسم کو جھٹکا لگا۔۔

کیا مطلب مل نہیں رہی۔۔ تیرے ساتھ تھیں نا وہ تو لے کر گیا تھا عین کو پھر کہاں گئی وہ۔۔

پتہ نہیں وہ کہاں چلی گئ۔۔میں پچھلے دو گھنٹوں سے اسے ڈھونڈھتا پھر رہا ہوں لیکن وہ ہے کہ مل ہی نہیں رہی۔۔

وہ نم آواز میں بولا۔۔مرتسم نے لب بھینچے کال کٹ کر دی۔۔

ارسل نے بے بسی سے بال مٹھی میں جکڑے۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔

پہلے ہی اسکے کام کی وجہ سے ہزاروں دشمن تھے اسکے اور اب تو وہ خود اتنا ہرٹ ہو کے گئ تھی۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم مارا مارا اسے ڈھونڈھتا پھر رہا تھا اچانک اسکے زہن میں جھماکا ہوا تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتا وہاں پہنچا تھا۔۔

تیزی سے گاڑی سے نکلتے وہ اندر کی طرف بڑھا۔۔ادھر ادھر دیکھتے اسکی نظر اچانک ٹھہر گئ۔۔

لبوں سے سکون کی سانس خارج ہوئ تھی جو اٹکی پڑی تھی۔۔

الحمدللہ اسے سہی سلامت اپنے سامنے دیکھتے اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

یہ ایک پول سائیڈ ریسٹورینٹ تھا۔۔اسکے بیک سائیڈ پر بہت ہی خوبصورت پول تھا اسے دیکھ کر سمندر کا گمان ہوتا تھا۔۔

عینا کو وہ بہت پسند تھا۔ مرتسم جانتا تھا وہ اکثر تنہائی کے لئیے یہیں آتی تھی۔۔ لیکن اسے امید نہیں تھی کہ رات کے وقت بھی وہ یوں اکیلے یہاں جائے گی۔۔

مرتسم نے مینیجر کو اشارہ کیا جو اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ اس لیے جلدی سے اسکے پاس ایا۔۔

مرتسم نے اسکو کچھ کہا اور اگلے دس منٹ میں پول ایریا سارا خالی کر دیا گیا تھا

اب وہاں جو اکا دکا لوگ تھے وہ بھی نہیں تھے۔ مرتسم چیک سائین کرتا مینیجر کے حوالے کر گیا۔۔

مرتسم نے عینا کو دیکھا وہ ان سب سے بے نیاز گم سم سی آسمان کو گھور رہی تھی۔۔ وہ آہستہ سے اسے قریب جا کھڑا ہوا۔۔

نیلے پانی کے قریب دونوں بازو گھٹنوں پر باندھے تھوڑی گھٹنوں پر ٹکائے وہ کسی اور ہی جہاں میں کھوئ کوئ پری ہی لگ رہی تھی جو بھٹک کر اس دنیا میں چلی ائ۔۔

مرتسم نے آہستہ سے اسکے قریب بیٹھتے اسکے گرد بازوں کا حصار باندھا تھا۔۔

گم سم سی عینا اپنے چہرے اور گردن پر گرم سانسوں کی چبھن سے چونکی۔۔

اسنے چونک کر مرتسم کو دیکھا۔۔

مرتسم ہلکا سا مسکرایا تھا اسکے دیکھنے پر۔۔

جبکہ وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھتے واپس چہرہ موڑ گئ لیکن پشت کا وزن مرتسم پر ڈالا تھا۔۔

چاند پیارا ہے نا۔۔ اسے مستقل چاند کو گھورتے دیکھ وہ پوچھ بیٹھا۔۔

اسکی ویران آنکھوں کو دیکھتے مرتسم کا دل شدت سے تڑپا تھا۔۔ لیکن وہ ضبط کرتا اسے دیکھتا رہا۔۔

عینا نے اسکے سوال پر گہری سوچ میں گم اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

لیکن اداس ہے۔۔ مرتسم پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

عینا نے آسمان پر سے نظریں ہٹاتے مرتسم کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اسکی بات کر رہا ہے۔۔

وہ سر ہلا گئ۔۔

لیکن داغدار بھی ہے۔۔ وہ عام سے لہجے میں بولتی مرتسم کا دل چیر گئ تھی۔۔

داغ تو آسمان کے چاند میں بھی ہے۔۔ وہ پھر سے نرمی سے بولا تھا۔۔

اس چاند میں جو داغ ہے نا شاہ وہ سب کو دکھائ دیتا ہے۔۔ لیکن اسکے باوجود وہ ہر کسی کو پیارا لگتا ہے کہ ہر کوئ اسے پانے کی تمنا رکھتا ہے۔۔

لیکن شاہ آپکے چاند میں جو داغ ہے نا وہ دکھتا نہیں ہے اسکے باوجود اپنی بدصورتی میرے ساتھ ہر چیز پر چھوڑ جاتا ہے کہ ہر کوئ اس سے دور بھاگتا ہے۔۔

وہ گہری سوچ میں گم بول رہی تھی جب رک کر اسے دیکھا۔۔

کاش کے آپکے چاند کا بھی داغ دیکھ کر ہر کوی ویسے ہی نظر انداز کر جاتا جیسے اس آسمان کے چاند کے داغ کو کرتے ہیں۔۔وہ سادہ سے لہجے میں بولتی مرتسم کا دل لہولہان کر گی تھی۔۔

شدت ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہوئ تھیں۔۔

عین۔۔۔مرتسم نے کس ضبط سے اسے پکارا تھا وہی جانتا تھا۔۔

کیا ہوا میری جان ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں۔

کونسا داغ ہے میرے چاند میں جو مجھے نا تو نظر آتا ہے نا اسکے آثار۔۔وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتا نرمی سے بولا تھا۔۔

ایک آپ ہی کو تو نہیں نظر آتا شاہ۔۔وہ پھر سے عام سے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے کچھ کہنے کے لیئے لب واہ کیے لیکن وہ اس سے پہلے کہ بول اٹھی۔۔

شاہ میں تھوڑی دیر رولوں پلیز۔۔وہ جانتی تھی اسکے رونے سے مرتسم کی جان جاتی تھی لیکن اب اور برداشت نا ہوا تو معصومیت سے اسے دیکھتی پوچھ بیٹھی۔۔

مرتسم نے دل میں اٹھتے وبالوں کو نظر انداز کرتے نرمی سے اسکا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

وہ آنکھیں موندتی اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔رفتہ رفتہ اسکے آنسو مرتسم کا سینہ بھگونے تھے۔۔

وہ جو تھوڑی دیر پہلے پتھر بنی بیٹھی تھی اب اسکی بانہوں میں پگھلنے لگی تھی۔۔

وہ ہمیشہ اسکے آگے ہی تو پگھلتی تھی۔۔وہ اپنی نرمی سے پگھلا ہی دیتا تھا اسکے پتھر دل کو۔۔

اسکا رونا ہچکیوں میں اور ہچکیاں سسکیوں میں بدلی تھی۔۔

مرتسم کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے جبکہ آنکھیں رفتہ رفتہ سرخ سے سرخ تر ہوتی جارہی تھیں۔۔

لیکن اسکے ہاتھ نرمی سے عینا کے گرد بندھے تھے۔۔ایک ہاتھ اسکے بالوں کو سہلا رہا تھا تو دوسرا اسکی پشت کو۔۔

مرتسم نے آج اسے چپ نہیں کروایا۔۔وہ چاہتا تھا کہ اپنے دل کا غبار نکال لے۔۔

وہ اب کسی کے بھی سامنے بہت کم روتی تھی بلکہ روتی ہی نہیں تھی۔چاہے کچھ بھی ہو جائے لیکن جیسے ہی مرتسم سامنے آتا وہ اسکی آغوش میں ننھے بچوں کی طرح چھپ کر منہ بسورتی روتی سبکی شکایتیں کرتی تھی اور وہ نرمی سے پیار سے یا ڈانٹ ڈپٹ کر اسے چپ کرواتا تھا۔

اس سے اسکا رونا دیکھا نہیں جاتا لیکن اور وہ تھی کے اسی کے سامنے روتی تھی۔۔

اسکی شدت کم پڑنے لگی۔۔
ہلکی ہلکی سسکیاں لیتے اسنے چہرہ اٹھاتے مرتسم سے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن مرتسم جو کب سے ضبط کر رہا تھا۔۔
اسکے چہرے اٹھاتے ہی کانپتے لبوں کو دیکھتے ضبط کھوتے اسکی تھوڑی جکڑتے اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔۔

اسکی شکایتیں، ہچکی، سسکیاں وہ اسکے ہونٹوں سے چنتا گیا۔۔
عینا نے سختی سے اسکی شرٹ کو جکڑا تھا۔۔

وہ کیسے بھول گئ کہ ہمیشہ اسکے رونے کے بعد اسکی ہچکیاں اور سسکیاں ایسے ہی اپنے لبوں سے پیتا تھا۔۔

شاہ۔۔ اسکی شدت پر عینا کے منہ سے نکلے لفظ بھی اسکی لبوں میں ہی دب گئے۔۔

وہ شدت سے کسمسائی لیکن مرتسم اب اپنی بے چینی، غصہ، ضبط اسکے ہونٹوں پر اتارتا شدت اختیار کرتا جارہا تھا۔۔

عینا نے پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن ہونٹوں پر دباؤ سے وہ اچھل کر اسکے سینے سے چپکی تھی۔۔

مرتسم نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے اپنی گود میں بٹھاتے خود پر لٹایا تھا۔۔اور خود پیچھے دیوار سے ٹیک لگا گیا۔۔

ان سب میں اسنے اسکے لبوں کو پھر بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔

عینا اسکے جنون پر سہم گئ تھی۔۔اسکا وجود کانپنے لگا تھا۔۔

اسکی کانپتے بدن کو محسوس کرتے مرتسم اسکے نچلے ہونٹ کو سختی سے لبوں میں دبوچتا شدت سے اپنے ہونٹوں سے چومتا پیچھے ہوا تھا۔۔

عینا اسکے سینے پر گری تیزی سے سانس لینے لگی۔۔

سانس تو مرتسم کی بھی پھولی ہوئی تھی لیکن اسکے چہرے پر اب اطمنان چھایا تھا۔۔

وہ اپنا غصہ، بے چینی جنون، سب اسکے لبوں پر اتار چکا تھا تو اب سکون و اطمینان سے اسکی کمر سہلاتا اسے خود میں بھینچ چکا تھا۔۔

وہ دونوں ارسل ولا کے باہر کھڑے تھے۔۔عینا کا لیپ ٹاپ اور فون یہیں پر تھا۔

مرتسم کے ہزار بار پوچھنے پر بھی عینا نے اپنا منہ نہیں کھولا تو وہ خاموش ہو گیا۔۔

وہ گاڑی میں ہی تھی مرتسم خود ہی اندر گیا تھا۔۔

ارسل ۔۔۔ مرتسم نے حیرانگی سے اسکے ہاتھ سے بہتے خون اور ہونٹوں میں دبے سگریٹ کو دیکھتے اسے پکارا تھا۔۔

کیا ہوا تجھے۔۔یہ ہاتھ پہ کیا ہوا ہے۔۔اور تو کب سے سگریٹ پینے لگا۔۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھ بیٹھا۔۔

ارسل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

میر عینا کہاں ہے۔ٹھیک ہے نا۔۔

وہ سگریٹ پاؤں سے مسلتا تیزی سے مرتسم کو دیکھتے پوچھ بیٹھا۔۔

مرتسم نے اسے اگنور کرتے ڈرار میں سے فرسٹ ایڈ باکس تلاشا تھا۔۔

مرتسم بتانا کہاں ہے عینا۔۔ارسل اسکے پیچھے لپکتا بولا تھا۔۔

پہلے تو یہاں بیٹھ بتاتا ہوں۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر بٹھاتے کیا۔

ارسل ہونٹ بھینچتے خاموش ہو گیا۔۔وہ جانتا تھا مرتسم ایسے نہیں بتائے گا۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ کی بینڈیج کرتے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔وہ جانتا تھا جو کچھ بھی ہوا تھا وہ عینا ارسل اور آیت سے ہی جڑا ہوا تھا۔۔

شور سے آیت بھی کمرے سے باہر آگئی۔۔مرتسم کو دیکھتے اسنے تھوک نگلا تھا۔۔

وہ جانتی تھی مرتسم عینا کو لے کر کتنا پوزیسوز تھا۔۔ان تین ماہ میں وہ مرتسم کی عینا کے لیئے پوزیسیونیس اچھے سے دیکھ چکی تھی۔۔

اگر اسے پتا چل گیا کہ وہ اسکی وجہ سے اتنا ہرٹ ہوئی ہے تو وہ اسکا کیا حال کرتا۔۔سوچتے اسکا چہرہ سفید پڑا تھا۔

آؤ آیت گڑیا۔۔مرتسم اسے دیکھتے نرمی سے بولا لیکن وہ چونک گیا۔۔

آیت کے چہرے پر چھپی انگلیوں کے نشان سے وہ بوکھلا گیا۔۔

اسنے بے یقینی سے ارسل کو دیکھا تھا جو نظریں چرا گیا۔۔

عینا کہاں ہے۔۔۔ارسل نے آیت کو اگنور کرتے مرتسم سے پوچھا تھا۔۔

مرتسم نے ارسل کو گھورا لیکن وہ اگنور کر گیا۔۔

گاڑی میں ہیں۔وہ دانے پیستے بولا۔۔

ارسل اسکی بات سنتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

عین۔۔وہ گھبراہٹ ہونے پر گاڑی سے باہر نکل آئی تھی۔۔

وہ گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی تھی جب ارسل کی آواز پر چونک کر مڑی۔۔

ارسل کو دیکھتے اسنے لب بھینچے تھے۔۔

کہاں چلی گئی تھی تو۔۔کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا مینے تجھے وہ تیزی سے آگے بڑھتا اسے بازوں سے تھامتے پوچھنے لگا۔۔

میں وہ۔۔عینا کو سمجھ نہیں آیا اسے کیا بتائے۔۔

ایک ضروری کام یاد آگیا تھا تو اس لیے۔۔وہ اسکے ہاتھ اپنے بازوں سے ہٹاتے نظریں چراتے بولی تھی۔۔

عین ایم سوری یار مجھے بلکل آئیڈیل نہیں تھا کہ ایت۔۔وہ شرمندہ ہوتے بولا لیکن عینا تیزی سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔

ارسل پاگل ہے کیا تو کیوں سوری بول رہا ہے۔۔جو ہوا بھول جا آیت نے جو بھی بولا غصے میں بولا تھا۔۔
انفیکٹ تجھے اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئیے تھا۔۔
وہ نظریں چراتی بولی تھی۔۔
جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن۔۔

ایسا بھی کیا ہوا تھا۔۔
ارسل کی بات پوری ہونے سے پہلے کی مرتسم کی آواز پر دونوں چونکے تھے۔۔
جبکہ مرتسم کے پیچھے آتی آیت کا رنگ اڑا تھا۔۔
کچھ نہیں شاہ ہم بس ایسے ہی بات کر رہے تھے۔۔
عینا گھبراہٹ میں جلدی سے بولی تھی۔۔۔
تمہیں عینا نے کچھ نہیں بتایا۔۔ارسل نے آیت کو گھورتے کہا تھا۔۔
کیا نہیں بتایا۔۔مرتسم نے الجھتے پوچھا۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا تبھی گاڑی کے ہارن پر وہ چونک گئے۔۔

گاڑی سے دلاور کو نکلتے دیکھ ارسل نے غصے سے مٹھیاں مینچیں تھی۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔وہ انکے پاس آتے زیرلب مسکراتے بولا۔۔۔

تم یہاں اس وقت۔۔ارسل نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

وہ میں آیت کو لینے آیا تھا۔۔وہ ہنوز زیرلب مسکرارہا تھا۔۔

لیکن آیت تمہارے ساتھ نہیں جارہی۔۔ارسل ناگواری سے بولا۔۔۔

لیکن آیت نے تو خود مجھے بلایا تھا۔۔وہ بھی چونک کر بولا۔۔

ہاں تو اب میں منع کر رہاہوں نا۔۔ارسل غصے سے اسکی بات کاٹتا بولا تھا۔۔

ارسل آرام سے مرتسم اسکے کندھے پرہاتھ رکھتا بولا۔۔

ارسل میں جاؤں گی بھائی کے ساتھ۔۔ایت جلدی سے آگے آتی بولی تھی۔۔

ارسل نے بےیقینی سے اسے دیکھا۔

مینے تمسے کہاناتم کہیں نہیں جارہی۔۔ارسل اسکابازو دبوچتے بولا تھا۔۔

کیوں ارسل کیوں نہیں جاؤں گی۔۔کیوں نہیں جاسکتی میں اپنے بھائی کے ساتھ۔۔وہ بھی غصے سے بولی تھی۔۔

کیونکہ مجھے تمہارے بھائی پر زرا برابر بھروسہ نہیں۔۔ارسل بغیر کسی لگی پٹی کے بغیر بولا تھا۔۔
دلاور نے غصے سے مٹھیاں مینچیں تھی۔۔

نہیں ہے بھروسہ تو مت کریں۔ لیکن اب میں اپنے بھائی کے خلاف ایک اور لفظ نہیں سنو گی۔۔ایت ناگواری سے بولتی دلاور کے پاس جا کھڑی ہوئی۔۔
چلیں بھائی۔۔وہ دلاور سے کہ کے مڑی تھی۔۔
اگر ایک قدم بھی یہاں سے آگے بڑھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ایت۔۔
ارسل غصے سے دھاڑا تھا۔۔

تو کیا کریں گے ارسل۔۔ کرلیں جو کرنا ہے آپکو میں جا رہی ہوں بھائی کے ساتھ۔۔وہ بھی غصے سے چیخی تھی۔
آیت۔۔۔وہ غصے سے دھاڑا۔۔
ارسل کیا کر رہا ہے۔ مدتسم نے اسے روکنے کی کوشش کی۔۔

میری بہن سے تمیز سے بات کرو۔۔دلاور جلدی سے آگے آتا بولا۔۔

مرتسم نے کچھ کہنا چاہا لیکن عینا جلدی سے اسکا بازو پکڑتی نفی میں سر ہلا گی۔۔

اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں میں تم بیچ میں مت بولو۔۔۔ارسل ناگواری سے اسے پیچھے کرتا بولا۔۔

ارسل یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔ایت جلدی سے دونوں کے بیچ آتی بولی۔۔

اگر آپکو اتنے ہی برے لگتے ہیں میرے بھائی تو چھوڑ دیں مجھے بھی۔میں بھی تو انہی کا خون ہوں آخر ۔۔دے دیں طلاق مجھے۔۔

وہ غصے سے چیخی تھی۔شائید وہ اپنے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی تھی اس وقت۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ایت۔۔ارسل کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔ لیکن اس سے پہلے کہ اسکا ہاتھ آیت کے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑتا مرتسم تیزی سے آگے بڑھتا اسکا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔۔

کیا کر رہا ہے۔پاگل مت بن۔مرتسم اسکا ہاتھ جھٹکتے سختی سے بولا تھا۔۔۔

چلو آیت اب میں تمہیں یہاں ایک منٹ کے لیئے بھی یہاں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔

دلاور آیت کا ہاتھ تھامتا غصے سے بولا تھا۔۔

اس بار ارسل چپ رہا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آیت اسکی محبت پر یقین کر کے اسکے پاس رکتی ہے یا اپنے دھوکے باز بھائی کے لیئے کے ساتھ جاتی ہے۔۔

لیکن وہ چلی گئ۔اسکی محبت،اسکا مان اپنے پیروں تلے کچل کے چلی گئ۔۔

ارسل نے خود پر ضبط کرنے کے لیئے سختی سے ہونٹ بھنچے تھے۔۔غصے کی شدت سے اسکا سر پھٹنے کی قریب تھا۔۔

غصہ برداشت نا کرتے اسنے گاڑی کو ٹھوکر ماری تھی۔۔

آہہہ۔۔اسکے یوں غصے سے پاگل ہونے پر عینا ڈر کر اچھلی تھی۔۔

ارسل کے غصے سے ڈرتے وہ مرتسم کے پیچھے چھپی تھی۔۔

ایم سوری عین۔۔

وہ لڑکی نا تو میری محبت ڈیزرو کرتی تھی نا تمہاری دوستی۔۔

وہ خود پر ضبط کرتا نرمی سے بولا تھا تم عینا کو گھر لے جاو۔۔

وہ مرتسم سے بولتا انکی سنے بغیر ہی وہاں سے چلا گیا۔۔

شاہ۔۔عینا نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

عین فلحال اسے اکیلے رہنے دیں۔۔پریشان مت ہوں میں دیکھ لوں گا اسے۔۔

وہ اسکو ریلیکس کرتا بولا تھا۔۔

چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔عینا کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ ارسل کی تلاش میں نکلا تھا۔۔وہ نا تو فون اٹھا رہا تھا نا ہی اسکا کہیں کوئی آتا پتا تھا۔۔

❤❤❤❤

آیت جب سے آئی تھی کمرے میں بند تھی۔۔

وہاں جو کچھ بھی ہوا تھا دلاور نے سکو بتا دیا تھا۔جسکے بعد اغا جان نے اسے واپس جانے سے بلکل منع کر دیا تھا۔۔

وہ وہاں سے اٹھ گئی لیکن اسے ابھی تک ارسل کی خاموش نظریں نہیں بھول رہی تھیں۔ کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں دکھ، تکلیف، ازیت، مان ٹوٹنے کی کرچیاں وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا اسے یوں ارسل کا مان نہیں توڑنا چاہیئے تھا۔۔

❤❤❤❤❤

اگلے کچھ دنوں تک ایت وہیں رہی ارسل نا تو اسے لینے گیا۔ نا ہی اسنے کوئی فون کیا۔۔ وہ بلکل چپ ہو کر رہ گیا تھا۔۔

اسکا جولی سا مزاج اب گہری سنجیدگی میں بدل چکا تھا۔۔
راتوں وہ گھر نہیں آتا تھا۔۔
اسکے شانزے شاہ اور طالب شاہ جو اپنے کسی دوست کی طرف گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر انہیں سب کچھ عینا سے پتا چلا تھا۔۔ انہوں نے ارسل کو کتنا سمجھایا۔ لیکن وہ کسی کی سننے کے لیئے تیار نا تھا۔۔
حویلی میں انکا داخلہ پھر سے بند کر دیا گیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔ایت جلدی سے ارسہ بھابھی کو پیچھے کرتی دلاور کا ہاتھ تھامتی بولی۔۔۔

دلاور نے حیرانگی سے آیت کی جرات کو دیکھا تھا کہاں وہ اسکی ایک آواز پر سہم جاتی اور کہاں آج اسکا ہاتھ روکے ہوئے تھی۔۔

اسنے غصے سے اسے دیکھتے اپنا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔ایت لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ روکنے کی۔۔

وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔

آپ ہمیشہ بھابھی پر ہاتھ اٹھاتے آئے ہیں میں چپ رہی لیکن اب نہیں۔۔مجھے پرانی والی آیت سمجھنے کی کوشش بھی مت کیجیئے گا۔۔یہ ارسل کا ساتھ ہی تھا کہ وہ اتنی کونفیڈینٹ ہو گئی تھی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔اغا جان وہاں آتے ناگواری سے بولے تھے۔۔

آیئے اغا جان دیکھئے اپنے پوتے کے کرتوت۔۔کیسے وہ اپنی مردانگی بھابھی پر ہاتھ اٹھا کر ثابت کرتے ہیں۔

آیت غصے سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

سب نے چونک کر اسکی جرات کو دیکھا تھا۔۔

تمیز سے بات کروایت۔ اغاجان بھی غصے سے بولے تھے۔۔

یہ دھاڑ تب کہاں تھی اغاجان جب یہ بات بے بات پر بھابھی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جانوروں کی طرح مارتے ہیں انہیں۔ ہر برا کام کرتے ہیں یہ اپنے آج تک انہیں کیوں نہیں کچھ کہا۔۔
اغاجان آپ لوگوں میں خوف خدا ہے کہ نہیں کسی پرائی بیٹی کو بیاہ کر اسی لیے لائے تھے آپ کہ یہ سلوک کریں اسکے ساتھ۔۔
میں ہمیشہ سوچتی تھی اغاجان کہ شائید پھوپھو نے غلط کیا لیکن اغاجان میں غلط تھی۔۔
بلکل ٹھیک کیا پھوپھو نے یہاں سے بھاگ کر آپ یقین اپنی بیٹی کے ساتھ بھی یہی سب کرتے ہونگے اسی کا نتیجہ ہے آپکا یہ پوتا۔۔
وہ نفرت سے دلاور کو دیکھتی بولی تھی۔۔
کبھی سوچا ہے خدا کو کیا منہ دکھائیں گے اپ اغاجان۔۔ ایک نا ایک دن تو مرنا ہی پڑے گا نا سکو۔۔
اغاجان اسکی باتیں سنتیں شرمندگی کی اتھاگہرائیوں میں گرے تھے۔۔
مجھے لگا تھا آپ سدھر گئے ہیں لیکن بلکل ٹھیک کہتے ہیں ارسل اور عینا آپ جیسا انسان س دھر ہی نہیں سکتا۔۔
وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔

بس بہت بکواس ہو گئی تمہاری۔۔ دو دن تمہیں آزادی کیا دے دی تمہارے تو پر ہی نکل آئے لیکن فکر مت کرو یہ پر بھی کترنے تے ہیں مجھے۔۔

دلاور تمسخر سے اسے دیکھتا بولا۔۔

آیت نے خوف سے اسے دیکھا۔۔ کچھ دیر پہلے والی دلیری غائب ہوئی تھی۔۔

بکواس بند کرو دلاور اغا جان دھاڑے تھے۔۔

کیوں اغا جان آپکو کیا ہو گیا ہے کیا وہ آپ نہیں تھے جنکا یہ سارا پلین تھا۔۔ اسے واپس اپنے پاس لا کر اسکی اوقات دکھانے کا۔۔ دلاور طنزیہ بولا تو آیت نے صدمے سے انہیں دیکھا تھا۔۔

اسکا مطلب ارسل اور عینا ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔

وہ بے ساختہ لڑکھڑائی تھی۔۔

تھا لیکن اب ایسا کچھ نہیں ہو گا آیت واپس اپنے سسرال جائے گی۔۔ وہ فیصلہ کن لہجے میں بولے تو

دلاور ہنسا۔۔

اور آپکی سنے گا کون۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے۔۔وہ آیت کا بازو دبوچتا بولا۔۔

ماں۔۔وہ چیخی تھی۔۔

بھائی چھوڑیں مجھے وہ مچلی لیکن دلاور اسے گھسیٹتا وہاں سے لے جانے لگا۔۔

دلاور چھوڑو اسے۔۔اغا جان بھی دھاڑے تھے لیکن وہ کسی بھی بات کا اثر نا لیتے اسے گھسیٹتا وہاں سے لے گیا۔۔

❤❤❤❤

مرو یہیں اگر یہاں سے یک قدم بھی باہر نکالا نا تو جان سے جاؤ گی تم وہ اسے زمین پر پھینکتا دھاڑا تھا۔۔

آیت نے شدت سے روتے ارسل کو پکارا تھا۔

دلاور اسے جانے کہاں لے آیا تھا۔۔

وہ اسے وہاں بند کر تا جا چکا تھا جبکہ وہ اپنی غلطی پر آنسو بہانے کے علاوہ اب کر بھی کیا سکتی تھی۔۔

❤❤❤❤

میڈیم کوئی لڑکی آئی ہے آیت میڈیم سے ملنے۔کچھ دیر بعد گارڈ نے آکر انہیں اطلاع دی تو حوریہ بیگم جو آیت کے لیئے رو رہی تھی انہوں نے حیرانگی سے سوچا کہ آیت سے ملنے کون آیا ہو گا۔۔

انہوں نے اسے اندر بھیجنے کا کہا۔۔

اسلام و علیکم !عینا نے جھجک کر سلام کیا تھا۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

عینا۔حوریہ بیگم اسے پہچان گئ تھیں۔وہ ایک دوبار اس سے مل چکی تھیں۔۔

اغا جان بھی اسکی یہاں موجودگی پر حیران ہوئے تھے۔۔

وسلام آؤ۔۔ارسہ بھابھی جلدی سے کھڑی ہوتی بولی تھیں۔۔

وہ مجھے آیت سے ملنا تھا۔۔پلیز اسے کہیں ایک بار مجھ سے مل لے۔وہ میرا فون نہیں اٹھا رہی تھی اس لیے مجھے یہاں آنا پڑا۔۔وہ سنجیدگی سے انسے بولی تھی۔۔

سب نے ایک دوسرے کا منہ دیکھا۔۔

آیت تو نہیں ہے یہاں پہ۔۔بھابھی افسردہ لہجے میں بولیں۔

کیا مطلب یہاں نہیں تو کہاں ہے۔۔عینا نے چونک کر پوچھا وہ آج آیت سے بات کرنے کے لیئے یہاں آئ تھی۔۔

دلاور لے گیا اسے۔۔حوریہ بیگم روتے ہوئے بولی تھیں۔۔

لے گیا کہاں لے گیا۔۔وہ حیرانگی سے بولی تو بھابھی نے اسے سب کچھ بتا دیا۔۔م

شٹ۔۔اپکو کوئی آئیڈیا ہے وہ کہاں لے جا سکتا ہے اسے۔۔وہ حوریہ بیگم سے بولی۔۔

شائید فارم ہوس۔۔وہ روتے ہوئے بولی تھیں۔۔

کہاں ہے فارم ہاوس۔وہ انسے پتہ پوچھنے لگی۔۔

آپ فکر مت کریں کچھ نہیں ہو گا آیت کو۔۔وہ انہیں تسلی دیتی وہاں سے جانے لگی لیکن رک گئ۔۔

اگر آیت کو کچھ بھی ہوا نا تو میں آپکو اور آپکو پوتے کو چھوڑوں گی نہیں یاد رکھیئے گا۔۔

اغا جان کے سامنے آتے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے وہ نفرت سے بولی تھی۔

اسکے بعد وہ یہاں پہ رکی نہیں تھی۔۔

❤❤❤❤

گاڑی میں بیٹھتے اسنے سب سے پہلے ارسل کو فون کیا تھا لیکن اسنے فون ہی نہیں اٹھایا۔۔

اسکے بعد اسنے مرتسم کو کیا لیکن اسکا فون لگا نہیں دونوں کو میسیج چھوڑتے وہ خود ہی فارم ہاؤس کے راستے نکلی تھی۔۔

❤❤❤❤

فارم ہاؤس کافی دور تھا۔۔اسے وہاں پہنچتے گھنٹہ لگ گیا۔

وہاں پہنچتے اسنے ایک بار پھر سے کال کرنے کی کوشش کی لیکن سگنل ہی نہیں ملے۔۔وہ فون چھوڑتے اندر کی طرف بڑھی عجیب کھنڈر سا فارم ہاؤس تھا۔۔

ناگیٹ پہ کوئی گارڈ نا دور دور تک کوئی پرندچرند۔۔ لیکن اسکے لیئے اچھا ہی تھا کہ کوئی گارڈ نہیں تھا۔۔

وہ جلدی سے اندر داخل ہوئی۔۔

اسے تھوڑا ڈر بھی لگ رہا تھا لیکن اللہ کا نام لیتی وہ آگے چلتی گئی۔۔

آیت۔۔۔اسنے اتنے سارے کمروں کو دیکھتے اسے پکارا تھا۔۔

ہر جگہ گند ہی گند تھا یوں لگتا تھا جیسے کافی دیر سے اسکی صفائی نہیں کی گئی تھی۔۔

آیت۔۔۔اسنے پھر سے پکارا۔تو اس کھنڈر میں اسکی آواز گونجی تھی۔۔

دروازے کے پار بیٹھی آیت اسکی آواز سنتی جلدی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

عینا۔۔وہ بڑبڑائی۔۔عینا یہاں کیسے۔۔

عینا۔۔پھر وہ پوری وقت سے چیخی تھی۔۔

عینا نے چونک کر سامنے کے کمرے سے آتی آیت کی آواز کو سنا تھا وہ دوڑ کر وہاں پہنچی۔۔

عینا تو ہی ہے نا۔۔اسنے دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے پوچھا تھا۔۔

ہاں آیت میں آگئی ہوں نا۔۔تو فکر مت کر میں تجھے نکال لوں گی یہاں سے وہ دروازے کا تالا توڑنے کے لیئے ادھر ادھر کچھ تلاش کرتی بولی تھی۔۔

اسے ایک پتھر نظر آیا تھا۔۔ جلدی سے اسے اٹھاتے اسنے تالے پر مارا۔ ایک بار، دو بار، ارو پھر بار بار وہ تا کہ آخر ٹوٹ ہی گیا۔۔

اسنے جلدی سے دروازہ کھولا۔۔

آیت۔۔۔ سامنے آیت کو سہی سلامت دیکھتے اسکی جان میں جان آئ تھی۔۔

آیت بھاگ کر اسکے گلے جا لگی۔۔

اور بے تحاشہ رو دی۔

مجھے معاف کر دے عین۔۔ مینے تجھے غلط سمجھا تجھے اتنا کچھ کہا تو ٹھیک کہتی تھی بلکل ٹھیک کہتی تھی۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بولی۔۔

آیت دفع کر ہر چیز کو ابھی ان سب کا وقت نہیں ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا اس سے پہلے کہ دلاور اجائے ۔۔

وہ جلدی سے اسے پیچھے ہٹاتی بولی تھی۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھامتی ابھی باہر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ سامنے دلاور کو دیکھتے دونوں کے رنگ آڑے تھے۔۔

آیت نے تھوک نگلتے اسے دیکھتے عینا کا بازو تھاما تھا۔۔

ڈر تو عینا بھی گئی تھی لیکن چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔

دیکھو دلاور جانے دو ہمیں۔۔وہ ہمت کرتی بولی۔۔

چلی جانا بلبل تجھے آخر کون روک سکتا ہے۔۔لیکن میرا حساب پورا کر کے۔۔دلاور تمسخر سے بولا تھا۔۔

وہ دو قدم آگے آیا تو دونوں پیچھے ہوئی تھیں۔۔

د۔دلاو۔ب۔بھائی پلیز جانے دیں ہمیں۔۔آیت روتی بولی تھی۔۔

دلاور نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

اب کیا ہوا پہلے تو بہت بول رہی تھی بہت ہمت آ گئی تھی تجھ میں اب بھی بول نا وہ ایک جھٹکے سے اسکا منہ دبوچتے بولا تھا۔۔

دلاور چھوڑو اسے۔۔عینا چیخی تھی۔۔

اسنے اس پاس دیکھتے کچھ نا سوجھتے پتھر اٹھاتے اسے مارا تھا جو سیدھا اسکے ماتھے پر جا لگا۔۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔۔

آیت بھاگ۔۔عینا اسکا بازو تھامتی بولی۔

وہ ابھی آگے بڑھی ہی تھیں کے عینا کے بال دلاور کے ہاتھ میں تھے۔۔

سالی، تیری اتنی ہمت تجھے تو سبق سکھانا ہی پڑے گا وہ عینا کے بال دبوچتا بولا تھا۔۔

بھائی اسے چھوڑ دیں پلیز۔۔ایت چیخی تھی۔۔

دلاور نے اسے دھکا دیتے مچلتی عینا کو کھینچا تھا۔۔عینا نے اسکے بازو پر دانت گاڑھتے اسے اچھلنے پر مجبور کر دیا۔۔

دلاور نے غصے میں اسے تھپڑ دے مارا تھا ایک بار نہیں دو، تین بار۔۔

ہونٹ اور ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔۔

اسکے تھپڑ کی شدت سے عینا لڑکھڑا کے منہ کے بل گری تھی۔۔ کہنیاں چھل گئ تھیں۔۔اسکے پہلو میں کوئ چیز بری طرح سے چبھی تھی جو اسے چیخنے پر مجبور کر گئ۔۔

اسکی چیخوں سے ویرانا گونج اٹھا۔۔۔

اسکے ساتھ ہی اندر کی طرف بھاگتے ارسل کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔اسکے ساتھ آتی صوفیہ کے بھی قدم لڑکھڑائے تھے۔۔وہ عینا کے میسیج دیکھ چکا تھا۔

اس وقت صوفیہ اسکے ساتھ تھی وہ اسے ساتھ لیے ہی آبھا گا تھا۔۔مرتسم کو بھی انفارم کر چکا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔

عینا۔۔ایت چیخی تھی اس سے پہلے کہ دلاور پھر سے آیت تک پہنچتا پیچھے سے پڑنے والی بھاری ٹانگ پر وہ منہ کے بل گرا تھا۔۔

ارسل نے سیکینڈ میں اسے دھونک کر رکھ دیا تھا۔۔

دلاور ارسل کے مکوں اور ٹھوکروں کی شدت سے ہوش و حواس سے بے جان ہوتا گرا تھا۔۔

آیت اور صوفیہ جلدی سے عینا کی طرف بڑھتی اسے اٹھانے لگی جو درد سے تڑپ رہی تھی۔۔

دلاور کو نڈھال کر کے چھوڑتے وہ۔عینا کی طرف بڑھا۔

عین۔۔ارسل نے آگے بڑھ کے اسے تھاما۔جو زخموں سے چور نڈھال تھی۔۔

ارسل نے اسے سہارے کے ساتھ بٹھایا تھا۔۔

ارسل۔۔۔آیت نے اسکا بازو تھاما۔۔

خبردار ایت۔اسکا ہاتھ جھٹکتے وہ غصے سے دھاڑا۔۔

دور رہو مجھ سے اور میری بہنوں سے۔۔

صحیح کہتا ہے دلاور تم جیسی عورتیں کسی کی بیوی، بہن یا محبت بننے کے لائق ہی نہیں ہوتی۔۔

کچھ دن پہلے کہا جانے والا دلاور کا جملہ اسے مارتے کہا تھا جب اسنے آیت کے یوں اسکے ساتھ جانے پر تمسخر سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

ارسل عینا نے اسے باز رکھنا چاہا۔ لیکن اسکے صرف لب ملے اسمیں بولنے کی طاقت نہیں تھی۔۔

طلاق چاہئیے تھی نا تمہیں تو پھر سنو۔۔وہ غم وغصے کی شدت سے پاگل ہوا تھا۔۔

میں ارسل طالب شاہ آیت ارسل شاہ کو اپنے پورے حوش وحواس میں طلاق دیتا ہوں۔۔

ارسل نہیں۔۔ایت کی جان نکلی تھی آگے بڑھ کے اسے روکنا چاہا۔۔

اسنے آیت کو خود سے دور پھینکا۔۔میں تمہیں ط۔

اسنے ابھی لفظ مکمل نہیں کیا تھا کہ۔۔۔

عینا کو ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتے دیکھ صوفیہ چیخی تھی۔۔

آپی۔۔

ارسل نے اسے دیکھا تو اسکا پہلو خون سے تر تھا۔۔

عینا۔۔وہ جلدی سے آگے بڑھا۔۔

لیکن اسکے پکڑنے سے پہلے ہی مرتسم نے عینا کو اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

وہ دیر کر چکا تھا آنے میں۔۔

عین۔۔مرتسم نے انجانے خدشوں کے تحت اسے پکارا لیکن وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔۔
وہ جلدی سے اسے اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔

اپنی آنکھوں سے دیکھو کیا حال کیا ہے تمہارے سگوں نے میری بہن کا۔۔ارسل اسکا بازو دبوچتے دھاڑا تھا۔۔

اگر عینا کو کچھ بھی ہوا نا آیت تو میں تم سمیت تمہارے خاندان کو زندہ جلاڈالوں گا۔۔
وہ ایک ایک لفظ چباتے بولا تھا۔۔
اسے وہی پھینکتے وہ مرتسم کے پیچھے گیا تھا۔۔
صوفیہ آیت کو بازو سے تھامتی پیچھے لائی تھی۔۔

ارسل نے انہیں پہلے گھر ڈراپ کیا تھا اور خود ہوسپٹل مرتسم کے پیچھے ہی چلا گیا۔۔

آپکی وائف ٹھیک ہیں لیکن انکے پیٹ کے دائیں سائیڈ پہ کوئی پتھر برے طریقے سے چبھا تھا۔جسکی وجہ سے بلیڈنگ اتنی زیادہ ہورہی تھی اور پین کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئ تھیں۔۔

یہ تو شکر کریں زخم زیادہ گہرائی میں یا اوپر نہیں لگا ورنہ وہ ماں بننے کی نعمت سے بھی محروم ہو جاتیں شائید۔۔

ڈاکٹر بولتی جا رہی تھی اور مرتسم کی رگیں لمحہ بالمحہ پھولتی جا رہی تھیں۔۔

ابھی تو وہ ٹھیک ہیں لیکن جب وہ ہوش میں آئیں گی تو انہیں پین ہو گا۔۔ سویئر انجری ہے اور بہت ہی نازک جگہ پہ تو زرا احتیاط کیجیئے گا کہ وہ زیادہ ہلے نہیں اور کروٹ نا لیں۔۔

انشاءاللہ کچھ دنوں تک وہ بہتر ہو جائیں گی۔۔

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا تھا۔۔

مرتسم خاموش سے سنتا رہا۔۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سلگھتی بھٹی سے ہو کر آیا ہو۔ اسکا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔

ہاتھوں کی رگیں واضح پھولی ہوئی تھیں۔۔

❤❤❤❤❤

پولیس سٹیشن میں داخل ہوتے اسنے انسپیکٹر کو اشارہ کیا جو دلاور کو کچھ دیر پہلے لائے تھے۔۔

جیل میں داخل ہوتے اسنے کونے میں پڑے دلاور کو دیکھتے ایک ہی جست میں اسے گریبان سے دبوچا تھا۔۔

اسکے بعد وہ رکا نہیں۔پنچینگ بیگ کی طرح اسے دھو ڈالا تھا۔۔

اپنا غصہ، نفرت، بے بسی اس پر اتارنے کے بعد وہ واپس ہوسپٹل لوٹا تھا۔۔

شاہ ولا میں کوئی بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔اسنے سب کو عینا کی اچانک ہونے والی کانفرس کا کہہ دیا تھا۔۔اور اپنی میٹینگ کا۔۔

ولی ویسے ہی ضروری کام سے شہر سے باہر تھا اس لیے وہ انجان تھا ابھی۔۔

وہ واپس لوٹا تو سامنے ارسل کو دیکھتے اسنے لب بھینچے تھے۔۔ارسل بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹتا مرتسم کا انتظار کر رہا تھا۔۔

مرتسم عینا۔۔مرتسم کے پاس آتے ہی وہ تیزی سے بولا لیکن اسنے ہاتھ اٹھا کر خاموش کروا دیا۔۔

میں کچھ دیر کے لئیے اکیلے رہنا چاہتا ہوں عینا کے پاس۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

ارسل نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر وہاں سے چلا گیا۔۔

❤❤❤❤

آہہہ۔۔وہ عینا کے قریب ہی چئیر پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا جب اسکی کراہ پر تیزی سے سیدھا ہوا۔

عین۔۔مرتسم نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا۔۔

ماں۔۔وہ ہوش میں آرہی تھی لیکن تکلیف کی شدت سے اسکے منہ سے کراہ نکلی تھی۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

اسنے آنکھیں کھولتے سامنے مرتسم کو دیکھا جو اس پر جھکا فکرمندی سے اسے پکار رہا تھا۔۔

عینا نے سوکھے لبوں پر زبان پھیری۔۔ش۔شاہ۔۔کپکپاتے لبوں سے اسے پکارا۔۔

شاہ کی جان بھی آپ پہ قربان جانم۔۔میں یہی ہوں۔۔

مرتسم اسکا سر چومتے بولا۔۔

پ۔پانی۔۔عینا نے پہلو میں ہوتے درد کو برداشت کرتے کہا تھا۔۔

مرتسم نے اسکی گردن میں بازو ڈالتے اسے سہارے سے اٹھایا۔۔

آہہہ۔۔وہ تڑپی تھی درد سے۔۔

عین۔۔مرتسم۔نے تیزی سے اسے واپس لیٹایا تھا۔۔

ش۔شاہ۔مجھے بہ۔ت پ۔پین ہو رہا ہے۔۔وہ درد سے تڑپتے بولے تھی۔۔

شاہ کی جان میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔بس دو منٹ۔۔وہ اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتا جلدی سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔

اگلے کی پل اسکے ساتھ ڈاکٹر۔ اور نرس اندر آئ تھی۔۔

ڈاکٹر نے آتے اسے چیک کیا تھا۔۔

عینا تکلیف کی شدت سے روتی سر ادھر سر ادھر پٹک رہی تھی۔۔

مرتسم بے بسی سے اسے دیکھتا اسکا ہاتھ اور سر سہلا رہا تھا۔۔

آپ کچھ کر کیوں نہیں رہی ہیں۔ اپکو دکھ نہیں کیسے تکلیف سے تڑپ رہی ہیں وہ دھاڑا تھا۔۔

سر پلیز ہمیں اپنا کام کرنے دیں ڈاکٹر اسے بولتی عینا کو پین ریلیف کا انجیکشن دینے لگی۔۔

نرس کو اشارہ کرتے ڈاکٹر نے اسے ڈرپ لگانے کا کہا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دوبارہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئ۔۔

ڈاکٹر مرتسم کو اپنے ساتھ آنے کا کہتی جا چکی تھی۔۔

مرتسم نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا کہ کاش وہ اسکا درد خود پر لے سکتا۔۔ جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیتے اسکے آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر عینا کے بالوں میں جزب ہوا تھا۔۔

وہ اسے دیکھتا ڈاکٹر کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

ڈاکٹر میری وائف کو اتنی پین کیوں ہو رہی تھی۔۔

وہ انکے سامنے بیٹھا سنجیدگی سے بولا۔۔

دیکھیں مسٹر میر شاہ مینے آپسے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ ہوش میں آئیں گی تو ایسے ہی پین ہو گا انہیں۔

ابھی زخم بلکل تازہ ہے وہ زرا سا ہلیں گی، اٹھیں گی تب تب پین ہو گا انہیں۔ یہاں تک کہ وہ زور سے سانس لیں گی تب بھی۔۔

ابھی تو مینے پین ریلیف لگادیا ہے۔۔اب دوبارہ جب وہ ہوش میں آئیں گی تو درد پہلے سے کم ہو گا۔ لیکن ہو گا۔۔کچھ دن ایسے ہی ہو گا لیکن درد آہستہ آہستہ کم ہوتا جائے گا۔۔اور پھر بلکل ختم لیکن ان سب میں آپکو احتیاط کرنی ہو گی بہت زیادہ۔۔

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں اسے دیکھتی بول رہی تھی۔۔

مرتسم سنجیدگی سے انہیں سنتا جا رہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم اسکے سوجھے گالوں کو نرمی سے اپنے ہاتھ سے سہلاتا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔

جب وہ دوبارہ اسے ہوش آیا تھا تو۔ اس بار اسے اتنا زیادہ درد نہیں ہوا تھا۔۔

شاہ۔۔اسنے اپنے پاس بیٹھے مرتسم کو پکارا۔۔جو نا جانے کس سوچ میں گم تھا۔۔

مرتسم نے اسکی آواز پر ہوش میں آتے اسے دیکھا۔۔

شاہ کی جان۔۔ کیا ہوا پین ہو رہا ہے کیا۔۔وہ تیزی سے اسکا ہاتھ تھامتا بولا۔۔

عینا نے نفی میں سر ہلایا۔۔پہلے سے بہت کم ہے شاہ۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

بس میری جان یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔مرتسم اسکے سر پہ بوسہ دیتا بولا۔۔

عینا نے اسکی سرخ سو جھی آنکھوں کو دیکھتے پریشانی سے اسکا چہرہ دیکھا تھا۔۔

شاہ آپکو تو بخار ہو رہا ہے۔۔وہ فکرمندی سے اسکے گرم ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے بولی۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا شاہ کی جان بس آپ ٹھیک ہو جائیں میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔وہ اسکا ہاتھ چومتے بولا۔۔

عینا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا وہ جانتی تھی وہ اسکی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا جانے کتنی ازیت میں ہو گا کہ اب بخار میں پھنک رہا تھا۔۔
جانتی تھی کہ کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے لیے کوئی میڈیسن تک نہیں لینے جائے گا اسے چھوڑ کر۔۔

❤❤❤❤

رات تک مسلسل سب کے فون آنے پر اسنے سب کو صرف اتنا کہا تھا کہ گرنے کی وجہ سے عینا کو چوٹ لگ گئی ہے اس لیے وہ اسکے ساتھ ہوسپٹل میں ہے۔۔

جب سب نے آنے کا کہا تو اسنے سختی سے سبکو منع کر دیا کہ عینا اب ٹھیک ہے کل تک وہ اسے لے کر گھر جائے گا۔۔

عینا کا زخم اب پہلے سے بہتر تھا لیکن پھر بھی وہ زرا سا زور دے کر اٹھتی تو لمحوں میں اسکی کراہ نکل جاتی اور درد سے تڑپ جاتی۔۔

صبح تک ڈاکٹر نے ڈسچارج دے دیا تھا۔۔

مرتسم نے بہت احتیاط اور نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔۔

نرمی سے اسے سیٹ پر بٹھاتے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

گھر پہنچتے ہی مرتسم نے پھر سے احتیاط سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔۔اور اندر کی طرف قدم بڑھائے۔۔

یا اللہ خیر۔۔ماما مرتسم کی بانہوں میں سمٹی عینا کو دیکھتی بولیں۔۔

باقی سب بھی پریشانی سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

مرتسم سب کو سلام کہتا عینا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے مرتسم نے اسکے سر کے نیچے تکیہ درست کیا۔۔

باقی سب بھی اسکے پیچھے ہی آئے تھے۔۔

مرتسم تم نے بولا تھا کہ گرنے کی وجہ سے بس چوٹ لگی ہے لیکن اسکی تو اتنی بری حالت ہے۔۔ماہم اپیا عینا کے پاس بیٹھتے پریشانی سے بولیں۔۔

ہاں بچے دیکھو تو کیسے زرد ہوئی پڑی ہے اور ہمیں کسی نے کچھ بھی نہیں بتایا ماما نے بھی مرتسم سے شکوہ کیا۔۔

مرتسم تمہیں کم از کم ہمیں بتانا تو چاہئے تھا وجدان بھائی بھی فکرمندی سے عینا کو دیکھتے بولے تھے۔۔

عینا کا چہرہ سوجھا ہوا تھا۔ہونٹ پھٹ چکا تھا خود نڈھال سی نیم ہوش تھی۔۔

مرتسم یہ ہوش میں کیوں نہیں ہے۔۔ماہم۔اپیا نے پھر سے پوچھا تھا۔۔

اپیا نیند کے انجیکشن کی وجہ سے ہیں ایسے ایک دو گھنٹے میں اٹھ جائیں گی۔۔

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

لیکن ہوا کیا تھا اتنی بری حالت کیسے ہوئی بچی کی۔۔

بابا بھی پریشان سے بولے تھے۔۔

مرتسم نے پھر سکو یہی کہا تھا کہ گرنے کی وجہ سے اسکے پہلو میں پتھر چبھا تھا اسکی وجہ سے ہی ایسا حال ہے۔۔

اور سکو بتا دیا تھا کہ اسے اتنی پین ہوتی ہے زرا اسے ملنے پر ہمیں بہت احتیاط کرنی ہے۔۔

پریشان مت ہو ٹھیک ہو جائے گی عینا۔۔

سبکے جانے کے بعد ماہم اپیا مرتسم کے پاس آتی بولیں تھیں۔۔

اسکی خود کی حالت اجڑی ہوئی لگ رہی تھی۔۔

مرتسم تم۔۔ ماہم اپیا اسکے بازو پر ہاتھ رکھتی کچھ کہنے لگیں لیکن اسکے تپتے وجود کو محسوس کرتے وہ اچھل پڑیں۔۔

مرتسم تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔۔ وہ پریشانی سے اسے دیکھتی بولیں۔۔

تم چلو ابھی ڈاکٹر کے پاس چلو۔۔ اتنا تیز بخار ہے تمہیں۔۔ وہ جلدی سے اسکا بازو تھامتی بولیں۔۔

اپیا میں ٹھیک ہوں بس زرا سا ٹیمپریچر ہے میں میڈیسن لے لیتا ہوں۔۔ ٹھیک ہو جائے گا وہ نرمی سے انہیں اپنے حصار میں لیتا بولا۔۔

ماہم کا ساتواں مہینہ چل رہا تھا وہ اس وقت انہیں کوئی ٹینشن نہیں دے سکتا تھا اس لیے انکے سامنے ہی بخار کی کچھ میڈیسنز لیں تھیں۔

اگلے کچھ دنوں تک عینا کا زخم بہتر ہو گیا تھا اسکا درد بھی بہت کم تھا۔۔

مرتسم نے تو جیسے اسے پلکوں پر بٹھا رکھا تھا۔ وہ ساری ساری رات جاگ کر اسکے پاس بیٹھ کر ہی گزار دیتا تھا۔۔

اسکے زرا سا ہلنے پر بھی احتیاط کرتا تھا۔۔اسکو بہت نرمی سے اٹھانا، لیٹنا، کھلانا سب مرتسم نے کیا تھا۔۔ کسی اور کو تو وہ عینا کے پاس بھٹکنے بھی نہیں دیتا تھا کہ کہیں غلطی سے بھی کوئی اسکو زور سے ہلا دے یا اسکے زخم کو کوئی نقصان پہنچے اس لیے وہ پورا وقت اسکے پاس ہی رہتا۔۔

ولی کے آنے پر مرتسم نے اسے سب کچھ سچ بتا دیا تھا۔۔

اسکے بعد ان دونوں نے دلاور کا وہ حال کیا تھا کہ وہ نا بیٹھ سکتا تھا، نا لیٹ سکتا تھا، بیٹھنے پر بھی وہ درد سے تڑپتا، لیٹنے پر بھی۔۔

♥♥♥♥♥

ارسل نے اس دن کے بعد سے آیت کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی آیت نے کتنی منتیں کی۔۔ سکسی لیکن وہ بے حس بنا ہوا تھا۔۔

وہ عینا سے ملنے بھی گیا تھا لیکن ولی نے اسے ملنے ہی نہیں دیا۔۔

اندر ہی اندر وہ زہنی ازیت کا شکار ہونے لگا تھا کہ یہ سب اسکی وجہ سے ہوا ہے۔۔

عینا کے پوچھنے پر مرتسم نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ اب کبھی بھی ارسل سے نہیں ملے گی۔نا ہی آیت سے۔۔

لیکن عینا نے کسی نا کسی طرح مرتسم کو منا لیا تھا ارسل سے ملنے کے لیئے کہ ان سب میں اسکا کیا قصور ہے۔۔

اس لیے وہ آج اس سے ملنے آیا تھا۔۔اسکی حالت دیکھتے تو مرتسم خود بھی حیران رہ گیا تھا۔۔
سنجیدہ چہرہ، بڑھی ہوئی شیو، سختی سے پیوست سیاہ ہونٹ جو سگریٹ کی وجہ سے ایسے ہو گئے تھے۔۔وہ پرانے والا ارسل تو کہیں بہت پیچھے ہی کھو گیا تھا۔۔

یہ کیا حال بنا رکھا ہے تو نے۔۔عینا اسے خفگی سے دیکھتی بولی تھی۔۔
ارسل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔
کیا اب ایسے کیا دیکھ رہا ہے۔۔قسم سے پورا مجنو لگ رہا ہے وہ پھر خفگی سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔
ایم سوری عین۔۔میں بس تجھ سے معافی مانگنا چاہتا تھا کہ میری وجہ سے یہ سب۔۔وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جب عینا نے اسکی بات کاٹی۔۔
ارسل کچھ بھی تیری وجہ سے نہیں ہوا جو بھی ہوا ہونا لکھا تھا اور یہ تکلیف میری حصے کی تھی جو مجھے مل کہ ہی رہنی تھی۔۔
ارسل پلیز خود کو بلیم مت کر۔۔اسمیں تیرا کوئی قصور نہیں ہے۔تو تو میرا بھائی ہے اور بھائی بھی بھلا بہنوں کا کچھ برا کرتے ہیں۔۔وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھپکتے بولی تھی۔
وہ خاموش رہا۔۔کچھ دیر اس سے بات کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔
اسنے ابھی عینا کے کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ کوئی تیزی سے اسے کھینچتا لے گیا۔۔

مرتسم نے اسے کھینچتے لا کر اپنے کمرے میں دھکیلا تھا۔۔

ارسل نے چونک کر اسکی حرکت دیکھی۔۔

مرتسم سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا جو اس سے نظریں چراتا اب سگریٹ نکال کر لبوں سے لگا گیا۔۔

مرتسم نے دانت پیستے اسے دیکھا تھا اور ایک ہی جست میں اسکے لبوں سے سگریٹ کھینچتے اسکے منہ پر مکا جھڑا تھا۔۔

ارسل اسکے بھاری ہاتھ کے مکے پر لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔

مرتسم نے اسکے سیدھے ہونے پر پھر سے ایک مکا مارا تھا۔

اسکے ناک سے نوک نکلا تھا۔۔

کیا کر رہا ہے۔۔ ارسل چیخا تھا۔۔

سالے تو کیا کر رہا ہے۔۔ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔ اور یہ سگریٹ اس سے تو تجھے شدید نفرت تھی اب یہ کیوں پی رہا ہے۔۔

مرتسم اسکے پیٹ میں ٹانگ مارتا چلایا تھا۔۔

ارسل بلبلا کر پیچھے ہوا۔۔

اب بولے گا کچھ۔۔ مرتسم اسکو سیدھا کرتا غصے سے بولا تھا۔

لیکن اسکی انگلی حرکت پر وہ بھونچارہ گیا۔۔

کیونکہ ارسل تیزی سے اسکے گلے لگتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

ارسل مرتسم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسکو پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ سختی سے اسکے گلے لگا رہا۔۔

مرتسم نے پھر اسے کچھ نہیں کہا کتنی ہی دیر وہ روتا رہا۔

مرتسم جانتا تھا وہ زہنی ازیت کا شکار ہو رہا تھا اس سے شائید وہ اس زہنی ازیت سے چھٹکارا پا لے۔۔

ارسل آنکھیں پونچھتا پیچھے ہوا تھا۔۔

مرتسم نے پانی کا گلاس اسکے اگے بڑھا دیا۔۔

وہ خاموشی سے پانی پیتا سر جھکائے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بچپن سے لے کر آج تک ماما نے مجھے صرف یہی کہا کہ آیت تمہاری امانت ہے اور تم آیت کی اس لیے اسکے علاوہ کسی کے بارے میں سوچنا بھی مت۔۔

تب سے لے کر آج تک میرے زہن و دل میں صرف آیت ہی آیت تھی۔۔

اور پھر صرف اس کے لئیے اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر یہاں آگیا۔

ہر پل ہر لمحہ اسے اپنی نظر میں رکھا۔۔اسے جانا، اسکی پسند میں خود کو ڈھالا۔۔

وہ آہستہ آہستہ بولتا جا رہا تھا۔۔

میرے ماں باپ مجھے بلاتے رہے بار بار بہن بھی شکایتیں کرتی رہی لیکن میں نے کسی کی بات نہیں سنی۔۔

اور پھر عین کی صورت مجھے دوسری صوفیہ مل گئ۔۔

جانے کیوں وہ ہمیشہ مجھے دل کے قریب ہی لگتی ہے۔۔ کتنی پیاری سی معصوم سی گڑیا ہے۔۔

اسنے بھی اپنی زندگی میں مجھے ایک بھائ سے بڑھ کر عزت اور درجہ دیا ہے۔۔

آیت کو ملانے میں میرا ساتھ دیا۔۔

آیت کو دوست سے بڑھ کر مانا اسکے سامنے اپنا تلخ ماضی تک کھول کے رکھ دیا۔۔

اور آیت اسنے کیا کیا میری بچپن کی محبت اور عینا کی دوستی کو پل میں روند کر چلی گئ۔۔

میرے بھروسے اور اعتماد کو کرچی کرچی کر گئ۔۔

پتہ نہیں کیوں میر مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جس بھی رشتے پر عینا اور تم جان دیتے ہو وہی جان کو جاتا ہے۔پہلے زین کی طرف اور اب میری وجہ سے۔۔

مرتسم خاموشی سے سے سن رہا تھا۔لیکن اب اسکی بات سنتے ٹوک گیا۔۔

تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا اور ناہی زین کی وجہ سے۔۔

زینی نے جو کیا وہ اسکا اپنا پاگل پن تھا نا کہ زین کی غلطی۔۔اور آیت نے جو بھی کیا اپنے بھائی کی محبت میں کیا اسمیں تمہاری کوئی غلطی نہیں۔۔

اس لیے خود کو بلیم کرنا بند کرو۔۔

مرتسم سنجیدگی سے اسے دیکھتا بول رہا تھا۔۔

اور آئیندہ میں تیرے ہاتھ میں سگریٹ نا دیکھو ورنا پھر عین ہی دیکھیں گی تجھے۔ آخر میں اسے وارن کرنے کے انداز میں بولا تھا۔۔

ارسل نے اسے گھورا تو وہ کندھے اچکا گیا۔۔

وہ جب سے گھر واپس آیا تھا کمرے میں بند تھا۔

لیکن آج آیت نے اس سے بات کرنے کی ٹھان ہی لی تھی۔۔

اس لیے سیدھا اسکے کمرے کی طرف چل دی۔۔

ارسل۔۔ڈرتے اسے پکارا۔۔

ارسل نے آنکھوں سے بازو ہٹاتے اسے دیکھا۔۔

سپاٹ سا انداز تھا۔۔

مجھے بات کرنی ہے اپسے۔۔ڈرتے کہا تھا۔۔

کرو۔۔سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

ارسل مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔میں جانتی ہوں مینے جو کیا بہت غلط تھا لیکن غلطی تو انسانوں سے ہی ہوتی ہے نا۔۔پلیز ایک موقع تو دے کے دیکھیں۔۔

وہ جلدی سے اسکے پاؤں میں بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر روتی بولی۔۔

اٹھو۔۔ارسل نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے اٹھایا تھا۔۔

آیت تمنے میرے بھروسے اور محبت کو پل میں توڑ دیا ہے۔۔اب شائید ہی زندگی میں کبھی تم پہ دوبارہ ایسا بھروسہ کر سکوں۔۔وہ ہنوز سنجیدگی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

میرے ساتھ تو جو کیا سو کیا لیکن عینا۔اس معصوم نے تو ہمشیہ تمہارا ساتھ دیا ہے تمہیں سنبھالا ہے تمنے تو اسے بھی نہیں چھوڑا۔۔

وہ طنزیہ ہستا بولا۔۔

میں اس سے بھی معافی مانگ لوں گی ارسل۔۔۔میں جانتی ہوں مینے بہت غلط کیا لیکن پلیز ایک آخری موقع دے دیں پلیز۔۔وہ اسکا بازو پکڑتی التجائیہ بولی تھی۔۔

لیکن صرف آخری موقع اگر دوبارہ تمہاری وجہ سے مجھے یا میری فیملی کو زرا سا خراش بھی ایک تو قسم کھا کر کہتا ہوں آیت میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لے لوں گا۔۔

اسکا ہاتھ اپنے بازو ہٹاتے اسنے شدت پسندی سے کہا تھا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے سینے پر سر ٹکا گئ۔۔

ارسل خاموشی سے اسکا سر سہلاتا رہا۔۔

❤❤❤❤❤

آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو گیا۔۔ارسل نے آیت کو معاف کر دیا۔ایت نے عینا سے بھی معافی مانگی تھی جسنے خوشی خوشی اسے معاف کر دیا۔۔

انکی زندگی میں آیا طوفان بھی تھم گیا۔عینا کا زخم بھی مکمل صحتیاب ہو چکا تھا۔۔

اسی طرح چھ ماہ گزر گئے تین ماہ پہلے شاہ والا میں ایک ننھی پری نے جنم لیا تھا۔۔

ماہم اور وجدان کی بیٹی جسکا نام ہانم رکھا تھا۔۔اسنے شاہ ولا میں پھر سے خوشیوں کی لہر دوڑا دی تھی۔۔

چھ ماہ پہلے ہی زینی بھی لوٹ آئی تھی لیکن اسنے شاہ ولا میں ابھی تک قدم نہیں رکھا تھا۔۔

اور آج چھ ماہ بعد وہ صرف ماہم اپیا سے ملنے اور انکی بیٹی کو دیکھنے آئی تھی۔۔

لیکن جاتے ہوئے وہ عینا سے ٹکرا گئی۔۔

سوری مینے دیکھا نہیں۔۔

عینا نے ہڑبڑاتے کہا تھا لیکن جب سامنے زینی کو دیکھا تو وہ چپ ہو گئی۔۔

زینی نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

عینا اسے نظر انداز کرتی وہاں سے جانے لگی تھی لیکن زینی کی آواز سے رک گئی۔۔

بہت غلط کیا تم نے مجھ سے ٹکرا کر۔۔ لیکم تمہاری اس غلطی کی سزا بھی بہت جلد تمہیں بھگتنی پڑے گی۔۔

یاد رکھنا جس طرح تمنے مرتسم کو مجھ سے چھینا ہے اسی طری میں اسے تمسے چھین لوں گی۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتی نفرت سے بولی تھی۔۔

عینا کا وجود ساکت ہوا تھا۔۔

وہ کیا کہہ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آیا۔۔اسے لگا تھا کہ وہ بھول چکی ہو گی مرتسم کو لیکن وہ تو۔۔

زینی کہتی رکہ نہیں تھی۔۔

لیکن عینا نے بھی اسکی بات پر اتنا دھیان نہیں دیا تھا۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی مرتسم سے الگ یا تو اسکا خدا کر سکتا ہے اسے یا پھر وہ خود۔۔

اور خود تو وہ کرنے سے رہا۔۔اس لیے وہ نظر انداز کر گئ۔۔

❤❤❤❤

اور یوں مہرماہ شاہ کے دو سال کیسے گزرے کسی کو اندازہ نا ہو سکا۔لیکن مہرماہ شاہ جو کہ اب عینا شاہ بن چکی تھی اسکے لیئے یہ دو سال اسکی زندگی کے سب سے ازیت بھرے سال تھے۔۔۔

جنہیں وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔۔

❤❤❤❤

حال:

زینی کی اس حرکت کا ولی کو معلوم پڑا تھا تو اسکا بس نہیں چلا کہ وہ اسکا بھیجا اڑا دے جو اسکی بہن کی غلط رپورٹس بنانے پر تلی تھی۔۔

لیکن عینا نے اسے اپنی قسم دیتے روک لیا تھا کہ بات ختم ہو گئ ہے بس اب وہ بھی کچھ نا کرے۔۔

زین اور دانین کسی کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے اس لیے زین ان سب سے انجان رہا۔۔زینی آج کل شاہ ولا میں ہی تھی۔۔اس سے کوئ خاص بات نہیں کرتا تھا سوائے ماما اور ماہم اپیا کے لیکن پھر بھی ڈھیٹوں کی طرح سبکو بلاتی رہتی۔۔

اس رپورٹس سے سبکو یہ تو پتہ چل ہی گیا تھا کہ آیت پریگنٹ ہے جس سے شاہ ولا میں پھر سے خوشیوں کی لہر دوڑ گئ۔۔

ارسل کے پیرنٹس تو واپس چلے گئے ہوئے تھے اس لیے وہ اور آیت ہی گھر میں ہوتے تو سب لوگ انہیں سرپرائیز دینے پہنچے تھے۔۔

وہ دونوں ہی اس خبر سے ایسے حیران ہوئے تھے کہ ارسل تو باقاعدہ چکرا گیا۔۔

لیکن جیسے ہی اسے سمجھ آئ اسنے آیت کو اٹھاتے گھومنا شروع کر دیا۔۔خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔۔

ارسل کیا کر رہے ہیں میں گر جاؤں گی۔۔ایت گھبراتی بولی تھی۔۔

ارسل نے جلدی سے اسے نیچے اتارتے اسکا ماتھا چوما۔کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر وہ اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

سب اسکی خوشی پر ہنس دیے تھے۔۔

❤❤❤❤

کچھ دن بعد کی بات تھی۔۔۔ مرتسم اپنے آفس میں بیٹھا کسی فائل میں گم تھا جب اسکے بجتے فون نے اسکی سنجیدگی کو توڑا۔۔

مرتسم شاہ سپیکینگ۔ مصروف سے انداز میں فون اٹھاتے کان سے لگایا لیکن سامنے اسے جو سننے کو ملا وہ پل میں کھڑا ہوا تھا۔۔

کب۔۔ اسکے منہ سے بس یہی نکلا تھا۔۔ کتنی ہی دیر وہ بے یقینی سے فون کو دیکھتا رہا۔۔

اور پھر اسکے ساکت وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔ وہ گرتا پڑتا جلدی سے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔

کانپتے ہاتھوں سے گاڑی سٹارٹ کرتے وہ فاسٹ ڈرائیونگ کرتا شاہ ولا پہنچا تھا۔۔

گاڑی سے نکلتے وہ تیزی سے قدم اندر کی جانب بڑھا گیا۔۔

تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے وہ ٹھہر ہو گیا۔۔

اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔ کتنی ہی دیر وہ سکتے میں کھڑا رہا۔۔اہستہ آہستہ اسکی بے یقین آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔۔ نمی کے ساتھ کئ شکوے ابھرے تھے۔۔

م۔ماں اسکے کانپتے لب ہلے تھے۔۔

اپنی آنکھوں کے سامنے روحا کو صحیح سلامت دیکھتے اسے یقین نہیں ہوا۔۔ آج بیس سال ہونے کو آئے تھے وہ اسکی کھلی کو دیکھ رہا تھا۔۔

لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھا۔۔

ماں۔ اسنے پھر سے سرگوشی کی تھی۔۔

روحا کے پاس بیڈ کے نزدیک گھٹنوں کے بل بیٹھتے اسنے کانپتے ہاتھوں کو روحا کے ہاتھ پر رکھا تو روحا ماما نے اسکے ہاتھ کو پکڑا تھا۔۔

مرتسم کی آنکھوں سے قطرہ قطرہ آنسو بہنے لگے۔۔

ماں۔۔ میری ماں۔۔ وہ انکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتا بے یقین لہجے میں بولا تھا۔۔

ہاں تیری ماں۔ تیری روحا ماں۔۔ روحا ماما آہستہ سے بولی تھیں۔۔

مرتسم انہیں دیکھتا یکدم انکی گود میں چہرہ چھپا گیا۔۔

اور پھر سب نے اس ستائیس سالہ مرد کو ماں کے آنچل میں پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تھا۔۔

وہ ماں کی گردان کرتا ہچکیوں سے رو دیا تھا۔۔

عینا نے اسے دیکھتے چہرہ موڑ لیا۔ وہ کبھی بھی اسے یوں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

سب کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی تھیں۔

آج سالوں بعد آخر روحا کو ہوش اہی گیا تھا۔۔

ماہم روز کی طرح انہیں دیکھنے کمرے میں آئ تھی لیکن اسے انکے وجود میں حرکت سی محسوس ہوئی تو اسنے جلدی سے نرس کو بلایا تھا جو انکا روز چیکاپ کرنے آتی تھی۔۔

اور پھر اسکے کچھ دیر بعد ہی وہ مکمل ہوش میں آگئ تھی۔۔

ماما اپنے بہت بہت دیر کر دی ماما۔۔

اپنے سب کچھ کھو دیا ماما۔ سب کچھ کھو دیا۔۔

آپنے میرا بچپن بھی کھو دیا ماما۔۔ وہ انکے ہاتھ چومتا روتے ہوئے بولا تھا۔۔

روحا زیادہ حرکت نہیں کر پا رہی تھی۔۔ اتنے سالوں سے اسکا وجود ساکت تھا اس لیے ڈاکٹر کے مطابق اسے پوری طرح سے ٹھیک ہونے میں ابھی کچھ ماہ لگے گیں۔۔

وہ پانچ سالہ مرتسم کو دیکھ کر آنکھیں موند گئ تھی اور آج اپنے سامنے ستائس سالہ مرتسم کو دیکھتے وہ اپنی بے بسی پر شدت سے رو دیں تھی۔

وہ ایک بچے کو چھوڑ کر گئ تھیں جو انکی انگلی پکڑ کو چلتا تھا اور وہ انہیں ہی سہارا دیئے ہوا تھا۔۔

انہیں لگا کہ شائید سچ میں بہت دیر کر دی۔۔

مرتسم بس کرو بچے دیکھو اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہے نا۔

روحا ماما ٹھیک ہیں تو بس۔۔

ماہم اپیا اسکے پاس بیٹھتی اسکے آنسو پوچھتی بولی تھیں۔۔

الحمدللہ۔۔۔اسنے نم لہجے میں کہا تھا۔۔

روحا کے ہاتھ چومتا وہ انہیں کسی ننھے بچے کی طرح انکی آغوش میں چھپ گیا۔۔

میرا شاہ۔۔وہ مرتسم کا سر چومتے اسے اپنی ممتا بھری آغوش میں چھپاتے نم آواز میں بولی تھیں۔۔

بی جان نے روحا کے نام کا صدقہ نکالا تھا اور آج سب غریبوں کو کھانا کھلایا گیا تھا وہ لوگ اللہ کا جتنا شکر کرتے اتنا کم تھا۔۔

❤❤❤❤❤

کچھ ہی دیر میں وہ سب روحا کے ارد گرد بیٹھے اسے اپنی اپنی شکایتیں کر رہے تھے۔ جبکہ روحا مرتسم کے بازوں کے سہارے بیٹھی مسکراتی سن رہی تھی۔۔

جب اسکی نظر کونے میں کھڑی عینا پر پڑی جو دیکھ تو انہیں رہی تھی لیکن اسکا دل و دماغ جانے کہاں گم تھا۔۔

مرتسم۔۔انہوں نے آہستہ سے اسے پکارا۔۔

اس پری سے نہیں ملواؤ گے مجھے۔۔وہ عینا کو دیکھتی بولیں۔۔

مرتسم نے چہرہ موڑتے اسے دیکھا۔۔اسکے چہرہ سے وہ پل میں جان گیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے بارے میں سوچ رہی ہے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر اس تک جاتا۔وشہ جلدی سے عینا کو کندھوں سے تھامتی سامنے لے ائی۔۔

ملاوائیں گے نا اپکو۔۔یہ ہے عین۔سوری مہرماہ۔۔

لیکن فلحال ہم سب کے لئیے عینا ہے۔۔میری سب سے اچھی دوست۔

اور میری سب سے اچھی بھابھی۔۔عادی وشہ کے بات کاٹتا عینا کے دوسرے سائیڈ آتا جلدی سے بولا تھا۔۔

اور مرتسم بھائی کی اکلوتی لاڈلی منکوحہ۔۔آخر میں وہ دونوں ہستے بولے۔۔

عینا کنفیوز سے انکے درمیان کھڑی تھی۔۔

ادھر او۔۔روحا ماما نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بلایا۔۔

عینا نے مرتسم کو دیکھا۔۔اسنے سر ہلاتے اسے یہاں آنے کے لئیے کہا تو وہ آہستہ سے قدم اٹھاتی انکے قریب بڑھ گئی۔۔

وہ آہستہ سے انکے قریب بیٹھی تو روحا مبہوت سی اس چاکلیٹی گڑیا کو دیکھ کر رہ گئی۔۔

ماشاءاللہ۔۔انکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

مرتسم اپنا والٹ دو۔۔انہوں نے پاس بیٹھے مرتسم سے کہا تو اسنے نا سمجھی سے انہیں دیکھتے اپنا والٹ نکال کے انہیں دے دیا۔۔

سب دلچسپی سے انہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ اب کیا کریں گی۔۔

جب انہوں نے اسکے والٹ سے جتنے پیسے ہاتھ آئے نکالتے ماہم کو اشارہ کیا تھا وہ انکا اشارہ سمجھتی مسکراتے پیسے تھام گئ۔۔

عینا نے حیرت سے یہ سب دیکھا۔۔

ماہم اپیا نے انکے ہاتھ سے پیسے لیتے عینا پر سے وارتے ملازمہ کو دیے تھے۔۔

عینا حیران پریشان سی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

جبکہ باقی سب مسکرا دیئے۔۔

بہت پیاری ہے۔اس سے بھی پیاری جیسا میں سوچتی تھی بے ہوشی میں جب یہ مجھ سے باتیں کرتی تھی۔۔

وہ اسکو آگے ہونے کا اشارہ کرتی اسکا سر چومتے بولی تھیں۔۔

عینا نم آنکھوں سے انہیں دیکھتی بمشکل مسکرائی تھی۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا۔جو بمشکل ہی خود پر ضبط کیے ہوئے تھی۔۔

سب کو باتوں میں لگے دیکھ عینا آہستہ سے قدم باہر کی جانب بڑھا گئ۔۔

مرتسم کی نرم گرم نظروں سے اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

ماما آپ ریسٹ کریں میں آتا ہوں۔۔وہ انکا ماتھا چومتے نرمی سے انہیں بیڈ پر لٹاتا بولا تھا۔۔

سب کو اسکی بات ٹھیک لگی اس لیے سب آہستہ آہستہ وہاں سے چل دیئے۔۔

❤❤❤❤❤

وہ کمرے میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔مرتسم کو اسکی ماں واپس مل جانے پر وہ بہت خوش تھی۔۔

لیکن ان دونوں کو ایسے دیکھ اسے۔شدت سے عائشہ ماما کی یاد آئی تھی۔

انکی روک ٹوک ،انکا ڈانٹنا، انکا پیار وہ کس قدر ترس رہی تھی انکے لمس کے لیئے صرف وہی جانتی تھی۔۔

وہ انکی آواز سننا تو دور انہیں دیکھنے کے لیئے بھی ترس گئ تھی۔حسن بابا سے تو دو سال پہلے مل ہی لیا تھا لیکن ماں کو دیکھے ہوئے تو سات سال ہو گئے۔۔

وہ زمین پر گرتی بلک بلک کر رو دی۔۔

سات سال کم نہیں ہوتے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی انکو دیکھتے سننے کے لیئے ترسنا۔۔

پہلے وہ انکی آواز سن لیتی تھی دیکھ لیتی تھی۔لیکن پچھلے دو سال سے تو وہ بے بس تھی۔۔

وہ لوگ تو اسے مردہ سمجھتے کسی بے نام قبر میں دفنا چکے تھے جبکہ وہ ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی یہاں تڑپ رہی تھی انکے لمس کے لیئے۔۔

عین۔۔اسکے کمرے میں آتے مرتسم کی نظریں اسے ہی تلاش رہی تھیں۔۔

جب بیڈ کے ساتھ زمین پر بیٹھی عینا کو دیکھتے وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔

دروازہ لاک کرتے وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔۔

عین۔۔عین کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہیں۔۔

وہ جانتا تھا پھر اسے یوں بلکتے دیکھ پوچھ بیٹھا۔۔

اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹاتا وہ بے تابی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ش۔شاہ میں۔کت۔کتنی بد نصیب ہوں نا۔ج۔جو ماں کے ہوتے۔ہوئے بھی۔انکو دیکھنے،سننے،کے لیئے ترس رہی ہوں۔۔

مجھ سے بھی۔بدنصیب کوئی ہو گا۔جسکے ماں باپ نے۔اسے زندہ ہی کسی بے نام قبر میں دفنا دیا ہو گا۔۔

ش۔شاہ میں ہی جانتی ہوں کیسے۔میں زندہ ہوں انکے بغیر۔عارض نے مجھ سے۔انکو ہی نہیں اسنے مجھ سے ہر رشتہ چھین لیا۔۔

ماں باپ کی چھاوں۔ بہن کا پیار، اور تو اور عالی بھی چھوڑ گیا مجھے شاہ، کیا اتنی بری قسمت ہے میری کہ جو ملتا ہے جس سے پیار کرتی ہوں وہ چھوڑ جاتا ہے شاہ۔۔

وہ شدت سے روتی ازیت سے اسے دیکھتی ٹوٹے الفاظ میں بولی تھی۔۔

مرتسم نے اسے سختی سے خود میں بھینچا۔

نہیں میری جان۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے عین۔ بد نصیب آپ نہیں وہ ہیں جو آپکو چھوڑ گئے۔۔ انیں قدر نہیں تھی آپکی اس لیے ہیرے کو چھوڑ گئے۔۔

آپ فکر مت کریں میں بہت جلد آپکو اپنی ماں سے ملواوں گا میری جان۔۔

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے بولا تھا۔۔

ہچکیوں سے روتی عینا یک دم چپ ہو کے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

اپ۔ اپ مجھے ماں۔۔۔ ماں سے ملائیں گے شاہ۔ مجھے لے کے جائیں گے ماں کے پاس۔۔

وہ اسکے ہاتھ تھامتی بے یقینی سے بولی۔

ہاں میری جان بہت جلد۔۔

وہ اسکے آنسو صاف کرتا بولا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کس ازیت سے گزر رہی ہو گی ہو کیونکہ وہ خود بھی اسی ازیت سے گزرا تھا اور آج تک گزر رہا ہے۔۔

اسکے توماں باپ منوں مٹی تلے دفن تھے لیکن عیناوہ تو ابھی تک بے سہارا نہیں ہوئی تھی تو پھر کیوں یہ تکلیف اور ازیت برداشت کرے وہ۔۔

مرتسم نے شدت سے اسے خود میں بھینچتے سوچا تھا۔۔۔

❤❤❤❤❤

یہ کیا کیا ہے تمنے۔۔۔ کیا پاگل ہو چکے ہو تم۔۔۔ ہوش میں رہتے ہو آج کل۔۔

کنگ دھاڑتے پوچھا تھا۔۔

امن نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

میرا کام میری مرضی۔ بھولیں مت یہ سب میرا ہے۔۔ میری سلطنت ہے یہ۔۔

وہ بیزارگی سے اسے دیکھتے بولا تھا۔۔

اور میں۔ تمہیں لگتا ہے میں فالتو ہوں امن یہ سب کچھ میرے انڈر چلتا ہے اگر میں نا ہوتا تو آج تم یہاں نہیں ہوتے وہ بھی جوابا چیخا تھا۔۔

لیکن کیا تو اپنے سب اپنے مفاد کے لیئے تھا نا۔۔ مجھے مہرہ بنا کر لائے تھے کہاں سوچا تھا اپنے کہ وہ کمزور سا بچہ آپ پر ہی حکومت کرے گا۔۔ امن اسے طنزیہ دیکھتے بولا تھا۔۔

کنگ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی وہ جا چکا تھا۔۔

کنگ نے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

کچھ سوچتے اسنے کسی کو فون کیا تھا۔ نظر رکھو امن پر۔ پتہ کرو آخر کون ہے وہ جسکے لئیے یوں بغاوت پر اتر آیا ہے۔۔

وہ نفرت سے پھنکارا تھا۔۔

میں اپنی ساری زندگی کی محنت کو یوں ضائع نہیں ہونے دوں گا امن چاہئے اس کے لئیے مجھے کچھ بھی کیوں نا کرنا پڑے۔۔

وہ دانت پیستے بولا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

عینا فون پہ کسی سے بات کرتی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی جب سامنے کھڑی زینی نے اسے دیکھتے اسکے آگے پاؤں کیا تھا۔۔

وہ آخری سیڑھی پر پاؤں رکھتی لیکن زینی کے پاؤں سے الجھ کر اوندھے منہ گرتی لیکن سامنے پڑے ٹیبل کی وجہ سے وہ اس پر گری تھی۔۔ اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔

اسکے ہاتھوں میں پہنی کانچ کی چوڑیاں چھن سے ٹوٹی تھیں۔ جو بری طرح سے اسکی کلائیوں میں چبھتی گہرے زخم دے گی تھیں۔۔

عین۔۔ولی چیخا تھا۔۔

سامنے سے آتے ولی نے سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی وہ گر چکی تھی۔۔

عین ٹھیک ہو نا تم۔۔وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا بولا تھا۔

میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔وہ کلائیوں میں ہوتے درد کو برداشت کرتے ضبط سے بولی تھی۔۔

یہ اتنا خون کیوں آرہا ہے۔۔کیا ہوا ہے۔وہ اسکے بازوں پہ خون کو دیکھتے بوکھلاتے بولا تھا۔۔

ولی اور عینا کی چیخ پر سب بھاگتے آئے تھے۔۔

فرسٹ ایڈ باکس لاو۔۔ولی پاس کھڑے ملازم پر چیخا تھا وہ ڈر کر جلدی سے باکس لانے بھاگے تھے۔۔

ولی کیا ہوا ہے کیوں چیخ رہے ہو۔۔

کیا ہوا ہے عینا کو۔۔ماہم اپیا جلدی سے عینا کے پاس آتی بولیں تھیں۔۔

یہ سب کیسے ہوا۔۔ماما نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔۔

روحا ماما جو اب کسی کے سہارے سے تھوڑا بہت چل پھر لیتی تھیں۔وہ ملازمہ کے سہارے لاؤنج میں آچکی تھیں باقی سب کی طرح یہ منظر دیکھتی خود بھی حیران پریشان ہو گئیں۔۔

ولی جلدی سے عینا کے پاس بیٹھتے اسکے بازوں میں چبھی ٹوٹی چوڑیوں نکالنے لگا۔۔

عینا سسکی تھی۔۔

بس میرا بچہ دو منٹ۔۔۔ولی اسے سسکتے دیکھ دیکھ بولا تھا۔۔

اسکے بازوں سے احتیاط سے ساری ٹوٹی چوڑیاں نکالتے ولی نے بینڈ تج کی تھی۔۔

کوئی بتائے گا کیا ہوا یہاں۔۔عالم بابا نے سنجیدگی سے زینی کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔

جو تھوک نگلتے ولی کو دیکھنے لگی۔۔

ہم سے کیوں پوچھ رہے ہیں اس سے پوچھے نا۔۔اس ڈائین کو جسے اپنے گھر میں پال کے رکھا ہے آپنے

۔۔ولی زینی کی طرف اشارہ کرتے دھاڑا تھا۔۔

عینا سہم کر ماہم سے لگی تھی۔اسنے کبھی ولی کو ایسے نہیں دیکھا تھا۔۔

زینی بھی ڈر کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

ولی بات کرنے کی تمیز بھول چکے ہو تم۔۔بابا اس سے اونچی آواز میں دھاڑے تھے۔۔

ولی نے ہونٹ بھینچے۔۔

کیا ہوا تھا یہاں۔بابا نے سختی سے اس سے پوچھا۔۔

تو اسنے جو دیکھا سبکو بتا دیا۔۔

بابا نے غصے سے زینی کو دیکھا تو وہ تیزی سے نفی میں سر ہلا گی۔۔

جھوٹ بول رہے ہیں یہ مینے نہیں۔۔۔مینے کچھ نہیں کیا۔۔وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔

جھوٹ بول رہی ہے گھٹیا لڑکی مینے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اسے عینا کو گراتے۔۔

ولی چیخ کر کہتے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

زینی اسکے ڈر سے پیچھے ہوتی دیوار سے جا لگی۔۔

ولی ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا اسکا گلا دبوچ چکا تھا۔۔

آج میں اسے زندہ ہی نہیں چھوڑوں گا نا ہی یہ ناگن بچے گی نا میری بہن کو اسکی وجہ سے روز روز کی تکلیفوں سے گزرنا پڑے گا۔۔

وہ اسکے گلے پر دباؤ دیتا دھاڑا تھا۔۔

وجدان بھائی، بابا جلدی سے آگے آتے اسے چھڑوانے لگے۔۔

ولی پاگل مت بنو چھوڑو اسے۔۔

وجدان بھائی نے پوری قوت سے اسے پیچھے دھکا دیا تھا۔۔

زینی گلے پر ہاتھ رکھتی بری طرح سے کھانستی وہیں گری تھی۔۔

بارہا اسنے میری بہن کو تکلیف دی ہے کبھی زہنی تو کبھی جسمانی۔۔

کبھی اسکا گلا دباتے مارنے کی کوشش کرتے۔۔ کبھی اپنے لفظوں سے تو کبھی اسکے سپیشل ڈے پر مرتسم کو اپنے ساتھ رکھتے۔۔ اور آج آج پھر سے اسے تکلیف دی۔

لیکن آپ لوگوں میں سے کبھی کسی نے اسے کچھ نہیں کہا وہ مگرمچھ کے دو انسو کیا بہاتی ہے آپ سب لوگ اسکو معاف کر دیتے ہیں لیکن اب۔۔ اب بس۔۔

وہ نفرت سے اسے دیکھتا دھاڑ رہا تھا۔

میری بہن لاوارث نہیں ہے کہ کوئی بھی اسکے ساتھ جیسا مرضی سلوک کرے اور وہ آپکے در پہ پڑی رہے۔۔

اب میں ایک پل بھی اسے یہاں نہیں چھوڑوں گا۔وہ عینا کا ہاتھ تھامتے بنا کسی لچک کے بولا تھا۔۔

عینا نے سہم کر اسے دیکھا تھا۔۔

اسکے ڈر سے اسکی زبان بھی نہیں کھل رہی تھی۔۔

ولی رکو۔کیا کر رہے ہو میری بات سنو۔وجدان بھائی اسکے پیچھے آتے بولے تھے۔۔

وہ تیزی سے اسکا ہاتھ تھامتے آگے بڑھ رہا تھا جب دروازے میں کھڑے مرتسم کو دیکھتے ایک پل کے لئیے رکا۔۔

مرتسم کب سے وہاں خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

مرتسم نے سخت نظروں سے عینا کے پٹیوں میں جکڑے بازو کو دیکھتے ولی کو دیکھا تھا۔۔

ب۔بھای۔پل۔یز ایک بار میری بات سنیں۔۔عینا لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔

ولی نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

اب کچھ بھی کہنے سننے کو نہیں بچا عینا۔۔وہ سختی سے اس سے بولا تھا۔۔

عینا خوف سے روتی خاموش ہو گئی۔۔

مرتسم نے سرد نظروں سے ولی کو دیکھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

میری بیوی کو سخت نظروں یا سخت لہجے کی عادت نہیں۔اس لیے اپنی زبان اور نظروں کو کنٹرول میں رکھو۔۔

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

تمہاری بیوی سے پہلے بہن ہے یہ میری۔۔ولی نے بھی جوابا سرد لہجے میں کہا تھا۔

تمہاری بہن ہو گی لیکن اب یہ میری بیوی ہیں اس لیے انہیں یہاں سے لے جانے کے بارے میں سوچنا بھی مت۔۔وہ عینا کا دوسرا ہاتھ تھامتے اپنے طرف کھینچتے بولا تھا۔۔

ولی کی پکڑ کمزور تھی جس سے عینا کٹی ڈالی کی طرح مرتسم کی طرف کھینچتی چلی گئی۔

ولی نے غصے سے مرتسم کو دیکھا۔۔

تمہاری بیوی نہیں منکوحہ ہے۔۔لیکن اس سے پہلے میری بہن ہے اور میں بھی دیکھتا ہو کہ کون روکتا ہے مجھے اسے لے جانے سے۔۔

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

عینا بے یقینی سے دونوں دوستوں کو ایک دوسرے کے مقابل لڑتے دیکھ رہی تھی۔۔

رہی بات نکاح کی تو وہ بس کاغذی تعلق ہے اگر یہی سب چلتا رہا تو وہ بھی نہیں رہے گا۔۔

ولی نے نفرت سے زینی کو دیکھتے کہا تھا۔۔

لیکن اسکی بات سنتے مرتسم کا میٹر شارٹ ہوا تھا۔۔

اسنے بنا کچھ سوچے سمجھے تیزی سے اپنے بھاری ہاتھ کا مکا ولی کو جھڑا تھا۔

ولی اس کے لیئے تیار نہیں تھا اس لیے لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔

عینا کا وجود کانپ کر رہ گیا دونوں کو یوں لڑتے دیکھ۔۔

باقی سب بھی بونچھارہ گئے تھے۔۔ لیکن وہ لوگ خاموش تھے جانتے تھے کہ ان دونوں کے بیچ ابھی بولنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔

ولی نے سیدھے ہوتے جواباً مرتسم کو بھی مکا مارا تھا۔ ایک بار نہیں دو تین بار ہے درپے اسکے چہرے پر مکے جڑھے تھے۔۔

مرتسم نے دوبارہ ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عینا ہوش میں آتی تیزی سے ولی کے آگے ہوئی تھی۔۔

شاہ نہیں۔۔ اسکے لبوں سے چیخ نکلی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ مرتسم کے بھاری ہاتھ کا مکا عینا کے نازک چہرے پر پڑتا وہ عینا کے سامنے آنے پر اپنا ہاتھ روک چکا تھا۔۔

عینا اپنے چہرے کے آگے ہاتھ رکھتی سختی سے آنکھیں میچی کھڑی تھی جب کچھ نا ہوتے محسوس کرتے اسنے ہاتھ ہٹاتے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

یہ سب اتنی جلدی میں ہوا کہ ولی کو بھی سمجھ نہیں آیا کہ ہوا کیا ہے۔۔

مرتسم اپنا ہاتھ اسکے چہرے سے زرا دور روکے سرد نظروں سے ولی کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

عینا کے دیکھنے پر اسنے نظریں عینا کے چہرے پر گاڑ ھیں۔۔

عینا اسکی دیکھنے پر نفی میں سر ہلا گئی۔۔

پلیز۔۔بے آواز لب ہلے تھے۔۔

مرتسم نے سختی سے ہونٹ بھینچتے غصے سے وہی ہاتھ دیوار میں دے مارا۔۔

عینا کی چیخ بے ساختہ تھی لیکن ولی اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔

لے کے جا رہا ہوں میں اپنی بہن کو۔جب اپنی اس بچپن کی پاگل محبوبہ کو دفنا دو تو لے جانا میری بہن کو۔وگرنہ اپنی شکل بھی مت دکھانا۔۔وہ ہنوز سرد لہجے میں مرتسم کو دیکھتے بولا تھا۔۔

عینا نے سفید ہوتے چہرے سے ولی کو دیکھا تھا۔۔

بھائی۔اسکے لب بے آواز ہلے تھے۔۔

لیکن ولی اسے کھینچتا وہاں سے لے گیا۔۔

مرتسم کی ساکت نظریں عینا کے چہرے پر تھیں۔۔جو لمحہ بالمحہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔

❤❤❤❤❤

بھائی میری بات سنیں پلیز بھائی۔۔۔ اسمیں شاہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ پلیز بھائی ایسے مت کریں۔۔۔

عیناولی سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی تھی لیکن ولی اسے نظر انداز کرتا اسے سیٹ پر دھکیل چکا تھا۔۔

عینا سارے راستے روتی رہی مزاحمت کرتی رہی۔۔

ولی اسے گاڑی سے نکالتا کھینچتا ہوا اوپر کمرے میں لایا تھا۔۔

ولی پلیز چھوڑ دیں۔مجھے شاہ کے پاس جانا ہے۔۔وہ مزاحمت کرتی چیخی تھی۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ولی نے اسے بیڈ پہ دھکیلا وہ اوندھے میں اس نرم بیڈ پر جا گری۔۔اسنے تیزی سے سیدھے ہوتے ولی کو دیکھا تھا۔۔

اگر یہاں سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو جان سے مار دوں گا تمہیں۔۔ولی اسے دیکھتے سرد لہجے میں دھاڑا تھا۔۔

عینا اسکی دھاڑ سے سہم کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

ولی دروازہ لاک کرتا جا چکا تھا۔۔

بھائی۔۔عینا تیزی سے بیڈ سے اترتی دروازے کی طرف لپکی۔۔

بھای پلیز دروازہ کھولیں مجھے شاہ کو دیکھنا ہے، مجھے انکے پاس جانا ہے۔۔

ولی اپنے انہیں مارا ہے پلیز وہ ٹھیک نہیں ہیں ولی۔۔

وہ دروازہ پیٹتی چیختی تھی لیکن وہ نظر انداز کرتا جا چکا تھا۔۔

بوا جو ولی کے ساتھ ہی رہتی تھیں۔ولی کے جاتے وہ تیزی سے دروازے کے پاس آئیں لیکن لاک دیکھتے وہ بے بسی سے دیکھتی رہی رہیں۔۔

عینا دروازے کے ساتھ گرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

شاہ کا کوئی قصور نہیں ہے ولی۔۔ انکے ساتھ ایسا مت کریں۔۔وہ دروازے سے سر ٹکاتی بڑبڑا ای تھی۔۔

آنسو تیزی سے اسکا چہرہ بھگونے لگے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم کسی کی بھی طرف دیکھ بغیر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔۔

اسنے غصے کی شدت سے پاس پڑی چیزیں پھینکیں تھی۔۔ اپنے کمرے کا حشر نشر کرتے ہوئے بھی اسکا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔۔ اسکے کانوں میں بار بار ولی کی آواز گونج رہی تھی۔۔

اسنے سامنے شیشے میں اپنا عکس دیکھتے ہاتھ کا مکا بناتے تیزی سے شیشے پر دے مارا تھا شیشہ پل میں کرچی ہوتا گیا اسکے ساتھ ہی اسکے ہاتھ پر گہرے زخم دے گیا لیکن وہ نظر انداز کرتا ہر چیز تہس نہس کرتا جا رہا تھا۔۔

❤❤❤❤

نیچے سب لوگ اسکے کمرے سے آتی آوازوں پر بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔

وشہ جو ابھی کالج سے آئی تھی مرتسم کے کمرے سے آتی آوازوں پر سہم کر ماہم اپیا سے چپکی بیٹھی تھی۔۔

زینی تو اسی پل وہاں سے جا چکی تھی۔۔

کسی کو بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ہوا کیا ہے۔۔پل میں کیا سے کیا ہو گیا۔۔

ولی کا غصہ سبکو جائز لگا تھا آخر ایک بھائی کب تک برداشت کر سکتا تھا۔۔

زینی نے بھی حد ہی کر دی تھی۔۔

❤❤❤❤

وہ اپنے زخمی ہاتھ کی پرواہ کیے بنا سینے میں اٹھتی ٹھیسوں کی راحت کے لئیے اس ٹھنڈ میں بھی یخ ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا تھا لیکن پھر بھی سینے میں لگی جلن کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔۔

دیوار پر ہاتھ ٹکائے وہ شاور کے نیچے کھڑا اپنے جنون اور غصے کی شدت کو کم کرنے کو کوشش کر رہا تھا جو لمحہ بالمحہ بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتا اپنے بکھرے کمرے کو دیکھتے لب بھینچ گیا۔۔

لاؤنج میں سب ایک دوسرے سے نظریں چرائے بیٹھے تھے جب مرتسم کو نیچے آتے دیکھ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

کہاں جارہے ہو مرتسم۔۔کسی اور کی تو ہمت نہیں ہوئی تو قاسم بابا اس سے پوچھ بیٹھے۔۔

عین کو لینے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

کیوں۔۔بابا نے بھی سخت تاثرات سے پوچھا۔۔

بیوی ہیں میری بابا وہ انکی طرف دیکھتا بولا تھا۔۔

پہلی بات بیوی نہیں منکوحہ ہے۔۔دیکھو مرتسم فلحال ولی غصے میں ابھی بہتر ہے عینا کو وہیں رہنے دو۔۔ اور دوسری بات دو سال ہو گئے ہیں تمہارے نکاح کو اتنا وقت بہت ہے عینا کے لیئے اب اس رشتے کو بیچ میں مت لٹکاو۔۔اب بس رخصتی کروا کر ہی لانا عینا کو۔۔

قاسم بابا سرد و سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔۔۔

مرتسم انکی بے حسی پر انہیں دیکھ کر رہ گیا۔۔وہ اچھے سے جانتے تھے کہ عینا اپنے ماں باپ کے ساتھ اس رشتے کو مکمل کرنا چاہتی تھی وہ انکی دعاؤں تلے رخصت ہونا چاہتی تھی تو پھر کیوں۔۔

وہ انکے سخت تاثرات پر حیران ہوا تھا آخر انہیں اچانک عینا سے کیا پرابلم ہو گئی۔۔

لیکن وہ بولا کچھ نہیں انہیں ایک نظر دیکھتا وہ کچھ بھی کہے بغیر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

❤❤❤❤

عینا گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔۔اب رو نہیں رہی تھی لیکن چہرہ سپاٹ تھا۔۔

ولی ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔۔اسے بہت فکر ہو رہی تھی جانے وہ غصے میں کہاں چلا گیا ہو گیا۔۔

نظروں کے سامنے بار بار مرتسم کا زخمی چہرہ بھی آ رہا تھا جسے وہ پہلو بدلتی نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی کہ اسے اپنے کمرے کی کھڑکی پر آہٹ محسوس ہوئی۔۔

لیکن اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک گئی۔لیکن تھوڑی ہی دیر پر کھڑکی پر ہوتی دستک سے اچھل کر کھڑی ہوئی۔۔

اسنے تھوک نگلتے کھڑکی کو دیکھا کہ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔۔

لیکن مستقل ہوتی دستک سے اسنے ڈرتے کھڑکی کھول دی۔۔

لیکن سامنے مرتسم کو دیکھتے اسکا منہ کھل گیا۔۔

مرتسم اسے سائیڈ کرتا اندر کودا تھا۔۔

کھڑکی بند کرتے مرتسم نے ساکت کھڑی عینا کو دیکھا۔۔

اسکی سوجی آنکھوں کو دیکھتے وہ ہونٹ بھینچ گیا۔۔

عینا اسے دیکھتی تیزی سے دروازے کی جانب گئ وہ باہر سے لاک تھا لیکن اسنے احتیاط کے لئیے اندر سے لوک کرلیا۔۔

اسے مرتسم سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔۔

وہ حیران سی کبھی اسکے پھٹے ہونٹ اور کبھی زخمی ناک کو دیکھ رہی تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں پھر سے نمی جھلملائ۔۔

ضبط کھوتی وہ شاہ۔۔ کہتی وہ تیزی سے اسکے قریب آتی اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

مرتسم نے نرمی سے اسکے گرد بازو باندھے تھے۔۔

جبکہ عینا اسکا لمس پاتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ ایم سوری شاہ۔ ایم رئیلی سوری۔۔ میری وجہ سے آپکو اتنی تکلیف ہوئ۔۔

وہ اسکے زخمی چہرے کو دیکھتی روتے بولی تھی۔۔

ہے عین۔۔ میریجان ادھر دیکھیں۔۔ اپکی وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔ میں بلکل ٹھیک ہوں جانم۔۔۔

وہ زبردستی اسکا چہرہ سامنے کرتا بولا۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں میرا بچہ۔۔ اپ کیوں رو رہی ہیں۔۔ چپ بلکل بس اور نہیں رونا۔۔ مرتسم اسکے آنسو صاف کرتا کسی بچے کی طرح اسے بہلاتے بولا تھا۔۔

شاہ۔یہ آپکے ہاتھ پہ کیا ہوا۔۔وہ اپنے چہرے پر زخمی ہاتھ کو دیکھتی پریشانی سے بولی تھی۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچے۔۔

کچھ کیوں نہیں شاہ۔اپنے یقینن اپنا غصہ ہاتھ پہ نکالا ہو گا۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

اب مجھے کیا دیکھ رہے ہیں ادھر بیٹھیں۔۔وہ اسے بٹھاتی کبڈ سے فرسٹ ایڈ باکس لے ائی۔۔

مرتسم خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھتا رہا۔جو اب نرمی سے اسکے ہاتھ کی بینڈیج کرتی پریشان چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

عینا اسکے ہاتھ کے بعد اب زخمی ناک کو روئی سے صاف کر رہی تھی۔۔

وہ بہت توجہ سے اپنا کام کر رہی تھی۔جب اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھتے مرتسم کو شرارت سوجھی۔

سی۔۔اسکے ناک پر روئی دبانے سے وہ جان بوجھ کر تکلیف دہ آواز میں بولا۔۔

کیا ہوا شاہ۔۔پین ہو رہا ہے۔۔عینا گھبراتی اسکے اچھلنے پر بولی۔۔

مرتسم نے معصومیت سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

ایم سوری شاہ۔۔۔میں اب دھیان سے کروں گی۔۔وہ اسکی مغرور ناک پر اپنے لب رکھتی فکرمندی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

اسکی حرکت پر مرتسم کے لبوں پر تبسم پھیلا تھا۔۔اسکے روہانسے تاثرات دیکھتے مرتسم نے اسکے ہاتھ سے روئی لیتے سائیڈ پر رکھتے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔

وہ اہہ کرتی اسکے سینے سے الگی۔۔

شاہ کیا کرے ہیں آپکا ہاتھ۔۔وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی زرا سا فاصلہ بناتے اسکو زخمی ہاتھ کو دیکھتے فکر مندی سے بولی تھی۔۔

جبکہ مرتسم نے اسکی بات نظر انداز کرتے اسی ہاتھ سے اسکی سوجھی آنکھوں پر پھیرا تو عینا آنکھیں مینچ گئی۔۔

مرتسم نے جھک کر اسکی آنکھوں پر نرمی سے بوسہ دیا۔۔

آنکھوں پر سے ہوتے اسکے رخساروں کو ہونٹوں سے چھوا رھا۔

عینا اسکی شرٹ سختی سے دبوچ گئی۔۔

اسکے کانپتے ہونٹوں کو دیکھتے مرتسم نے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکے نچلے لب کو سہلایا۔۔۔

عینا اسکے لمس پر کپکپائی۔۔چہرے پر تیزی سے سرخی پھیلی تھی۔۔کچھ دیر بعد اسنے آنکھیں کھولیں تو مرتسم مبہوت سا اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہاتھ سے سہلا رہا تھا۔۔

عینا نے کانپتے ہاتھوں سے اسکا ہاتھ اپنے چہرے سے دور کیا۔۔

مرتسم کے لبوں پر پھر سے تبسم پھیلا تھا۔۔

ش۔شاہ چھوڑیں۔۔وہ اسکا ہاتھ کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتی کسمسای تھی۔۔

مرتسم اسکے یوں کسمسانے پر اپنی گرفت مضبوط کرتے اسکے چہرے پر جھکا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اکسے ہونٹوں کو اپنے لمس سے مہکاتا قدموں کی آہٹ پر وہ تیزی سے اسے دھکا دیتی پیچھے ہوئی تھی۔۔

مرتسم اسکے یوں اچانک فاصلہ بنانے پر زرا ساہلہ لیکن اسے اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔

عینانے سہم کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔

ش۔شاہ چھوڑیں۔۔شاحید ولی آگئے ہیں۔۔وہ اسکے بازو ہٹانے کی کوشش کرتے خوف سے بولی تھی۔۔

جانتی تھی اگر ولی نے آسے یہاں دیکھ لیا تو پھر سے ایک جنگ چھڑ جائے گی۔۔

جبکہ مرتسم خمار بھری نظریں اسکے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا جیسے اسے ولی کے آنے سے کوئی فرق نا پڑا ہو۔۔

شاہ۔۔اسنے مرتسم کی طرف دیکھا۔۔اسکی سرخ انکھوں میں

خمار کی سرخی دیکھتے عینانے ہولے سے لب ترکیے۔۔

اسکی اس حرکت پر مرتسم کے گلے کی ہڈی ابھر پر مدھم ہوئی تھی۔۔۔اسے شدت سے اسکے ہونٹوں کا جام پینے کی طلب ہوئی تھی۔۔

وہ اسکے مزاحمت کو نظر انداز کرتا اس پر جھکا تھا۔۔ار اسکے کانپتے ہونٹوں کو اپنی ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا۔۔

قطرہ قطرہ اسکے ہونٹوں کا جام پیتے وہ مدہوش ہوا تھا۔۔عینا اسکی شدت پر کانپ کر رہ گئ۔۔قدموں کی آواز نزدیک سے نزدیک تر ہو گئ تھی۔۔پھر اسے دروازہ ان لاک ہونے کی آواز ائ۔۔

وہ سختی سے آنکھیں میچی مرتسم کو پیچھے کرنے کے لئیے کسمسائ۔۔جو ہر چیز سے بیگانہ اسسے ہونٹوں پر جھکا ہوا تھا۔۔

دروازہ نوک ہونے اور اسکی سخت مزاحمت پر مرتسم نرمی سے پیچھے ہوا تھا۔۔

عینا گہرے سانس بھرتی اسکے حصار سے نکلی تھی۔۔

اسنے خود سے دروازے پر ہوتی دستک اور پھر مرتسم کو دیکھا تھا۔۔

ش۔شاہ پلیز جائیں۔۔وہ اسکے پاس آتی سرگوشی میں بولی تھی۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا وہ لب بھینچ گیا۔۔

عینا۔۔ولی نے ابکی بار اسے آواز دی تھی۔۔

شاہ عینا نے تیزی سے اسے بالکنی کی طرف دھکیلا تھا۔۔

پلیز جب تک ولی جائیں ناباہر مت آیئے گا۔۔وہ اسے بالکنی کے ایک سائیڈ پر بھاری سرگوشی میں بولی تھی۔۔

جبکہ مرتسم گہری نظروں سے بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

عین۔۔ولی نے سختی سے پکارا تھا۔۔

عینا بالکنی کا پردہ ٹھیک کرتی اپنا ڈوپٹہ اٹھاتی تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔گہری سانس بھرتے اسنے دروازہ کھولا تھا۔۔

ولی جو کب سے نوک کر رہا تھا۔۔اسے ایسے ہڑبڑائے دیکھ حیران ہوا۔۔

کب سے نوک کر رہا تھا میں۔دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھی۔۔

وہ کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتا بولا۔۔عینا نے ایک چور نظر بالکنی کے پردے پر ڈالتے ولی کو دیکھا۔۔

وہ میں سو رہی تھی۔۔انگلیاں چٹخاتے کہا تھا۔۔

ولی نے اسے یوں گھبراتے دیکھ گہری سانس بھری۔۔

ناراض ہو مجھ سے۔۔اسکے پاس ہاتھ اسکے ہاتھ تھامتے بولا۔۔

عینا نے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

ایم سوری میرا بچہ لیکن یہ ضروری تھا تمہاری آگے آنے والی زندگی کے سکون کے لیئے وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا بولا۔۔

عینا نے اپنے سر پہ رکھا اسکا ہاتھ تھامتے جھک کر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔

کہتے ہیں بھائی صرف وہی ہوتا ہے جس سے خون کا رشتہ ہو۔۔

لیکن اپنے تو بھای بن کے دکھایا خون کے رشتے کے بغیر۔۔

بھائی کا ہر فرض نبھایا ہے میرا محافظ بن کے دکھایا ہے۔۔

اپنے توتب میرا ساتھ دیا جب خون کے رشتے بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔اپنے توزمانے کی روندی کوئ لڑکی کو جینا سکھایا ہے۔۔۔

مجھ پر آپکا ہر فیصلہ اور آپکا احترام فرض ہے ولی۔۔اپ میرے لیے بہت معنی رکھتے ہیں۔۔سب سے بڑھ کر مجھے آپسے عقیدت ہے۔۔

وہ نم لہجے میں بولتی جارہی تھی۔۔اسکا ایک ایک لفظ ولی کو اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا۔۔

جبکہ مرتسم بھی لب بھینچے سن رہا تھا۔وہ جانتا تھا ولی اسکے لئیے کیا ہے اسکے لئیے ولی سے بڑھ کو کچھ نہیں۔۔

اپکا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔آپ میرے لیے جو بھی فیصلہ لیں گے مجھے قبول ہے۔۔وہ بھاری ہوتے دل سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

ولی نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے اسکا سر چوما۔۔میں تمہارے اس مان کو کبھی ٹوٹنے نہیں دوں گا میرا بچہ۔۔تمہارے لیے لیا گیا میرا ہر فیصلہ تمہاری خوشیوں کی طرف قدم بڑھائے گا۔۔

وہ نرمی سے اسکا سر تھپکتے بولا تھا۔۔

عینا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

او کھانا کھاؤ شاباش۔۔ولی اسے اپنے سامنے بٹھاتا بولا۔۔

کھانے سے اسے مرتسم کا یاد آیا اسنے بھی غصے میں کھانا نہیں کھایا ہو گا۔۔

اپنے کھایا۔۔وہ ولی کو دیکھتی بولی تھی۔۔ زہن میں مرتسم بھی گھوم رہا تھا۔۔

میں کھالوں گا تم کھاو۔۔ولی نرمی سے اسے دیکھتا مسکرایا۔۔

عینا نے زبردستی اسکے ہاتھ سے ایک نوالہ کھایا تھا۔۔ورنہ اسکا زرا دل نہیں چاہ رہا تھا مرتسم کے بغیر کھانے کو۔۔

ولی نے ابھی دوسرا نوالہ بنایا ہی تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔۔

اسنے فون کو دیکھتے عینا کو دیکھا۔۔ تم کھاؤ مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔۔

جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔۔وہ اسے دیکھتا بولا۔۔

عینا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔اپ بے فکر ہو کر جائیں ولی میں کھالوں گی۔۔اپ بھی یاد سے کھا لیجیے گا۔۔

وہ اسے جاتے دیکھ بولی تھی۔۔

ولی اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے چلا گیا۔۔

اسکے جاتے ہی عینا نے تیزی سے اٹھتے دروزی لاک کیا تھا۔۔

جلدی سے بالکونی کی طرف قدم بڑھاتے اسنے پردہ پیچھے کیا۔۔

مرتسم کسی گہری سوچ میں گم تھا اسے ولی کے جانے اور عینا کے آنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔

شاہ۔۔عینا نے اسکا بازو ہلایا۔۔۔ آجائیں ولی چلے گئے۔۔وہ اسکا ہاتھ پکڑتی کمرے میں لے ائی۔۔

کھانا کیوں نہیں کھایا آپ نے۔۔مرتسم ویسے ہی پڑے کھانے کو دیکھتے بولا۔۔

آپ نے بھی تو نہیں کھایا ہو گا۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

مرتسم نے اسکا پکڑتے اپنے سامنے بٹھایا اور نوالے توڑتے اسے کھلایا۔۔اگلا نوالہ اسکی طرف بڑھایا تو وہ نفی میں سر ہلاتی اسے منہ میں ڈال گئ۔۔وہ اسے چھوٹے چھوٹے نوالے کھلاتا رہا ساتھ خود بھی کھاتا رہا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ اسے کھانا کھلا چکا تھا۔۔

شاہ۔۔پانی عینا نے اسے بلایا۔۔

جی۔۔وہ اسکی کلائیوں کو دیکھ رہا تھا جسمیں پٹی بندھی تھی۔۔

آپ پلیز ولی سے کچھ مت کہیے گا۔۔وہ غصے میں ہیں کچھ دن تک انکا غصہ اتر جائے گا تو میں بات کروں گی انسے۔لیکن پلیز آپ ابھی کچھ مت کہیے گا۔۔میں نہیں چاہتی میری وجہ سے آپ دونوں کی دوستی دشمنی میں بدل جائے۔۔وہ اسکے ہاتھ تھامتی دھیمے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

اسکی سو جھی آنکھوں کو دیکھتے مرتسم نے نرمی سے اسکی پلکوں کو انگلی سے چھوا۔۔

آپکو نیند کی ضرورت ہے عینا سو جائیں۔۔۔وہ اسکے دائیں گال کو ہاتھ سے سہلاتے بولا۔۔

عینا نے اپنی بات نظر انداز ہونے پر خفگی سے اسے دیکھا۔۔

مرتسم نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اسے دیکھا جو خفگی سے نظریں پھیر چکی تھی۔۔

اچھا ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں ویسے ہی ہو گا۔۔وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کرتا بولا۔۔

پرامس۔۔ہنوز خفگی سے اسے دیکھتے کہا۔۔

پکا پرامس۔۔مرتسم نے اسکی ناک دباتے کہا۔۔۔

چلیں اب سو جائیں۔۔وہ اسکا رخ بیڈ کی طرف کرتے بولا۔۔

آپ۔۔عینا نے اسکی طرف دیکھا۔۔

آپ سو جائیں آپکے سونے کے بعد چلا جاؤں گا۔۔اس پر بلینکیٹ سہی کرتے کہا۔۔

اسکے پاس بیٹھتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا۔کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔

مرتسم یک ٹک اسکے چہرے کو دیکھے گیا۔جانے کیوں اسے بہت بے چینی سی ہو رہی تھی۔۔بہت کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔۔لیکن وہ سر جھٹکتا عینا کو دیکھتا رہا۔۔۔

اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب تک اسے دیکھتا رہا۔۔

اچانک اسکی نظر گھڑی پر پڑی جو رات کے دو بجا رہی تھی۔۔

وہ حیران ہوا تھا کہ اسے بلکل احساس نہیں ہوا کہ وہ کتنی ہی دیر اسے یوں بیٹھے دیکھتا رہا۔۔

ایک نظر اس سوئے وجود پر ڈالتے مرتسم نے جھک کر اسکے سر چوما۔۔اس پر بلینکیٹ ٹھیک کرتے وہ جس راستے آیا تھا اسی راستے سے واپس لوٹ گیا۔۔۔

❤❤❤❤

ٹیرس پر کھڑے ولی نے سلگھتی نظروں سے مرتسم کو جاتے دیکھا تھا۔۔وہ اسی وقت جان گیا تھا عینا کے کمرے میں مرتسم کی موجودگی کو لیکن وہ چپ رہا۔۔اسکے دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔۔

اسے اپنی بہن کے خوشحال مستقبل کے لیئے یہ قدم اٹھانا ہی تھا۔۔

گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اسنے اپنے فیصلے پر ارادہ پکا کر لیا تھا۔۔

❤❤❤❤

صبح ہوتے ہی ولی عینا کو خود ہوسپٹل چھوڑ آیا تھا۔۔۔

اور اسے سختی سے مرتسم سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔۔وہ اس سے فون پہ بھی بات نہیں کرے گی ۔۔وہ اسے اپنی قسم دیتے یہ کہہ گیا تھا کہ عینا بس بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

اسنے ولی کے لاکھ کہنے کے باوجود صبح کا ناشتہ نہیں کیا۔ صرف ایک کپ کافی کا پیا تھا۔۔ صبح اسے ناشتہ مرتسم زبردستی خود کرواتا تھا۔۔ پھر چاہئے وہ خود آفس کے لئیے لیٹ ہو جائے یا اسے کسی ضروری کام سے جانا ہو لیکن عینا کو ناشتہ اپنی موجودگی میں ہی کرواتا تھا۔۔

عینا کو اسکے بغیر ناشتہ کرنے کی عادت ہی نہیں تھی اس لیے وہ بغیر ناشتے کے ہی آگئی۔۔

❤❤❤❤

امن آج پورے ایک ماہ بعد گھر آیا تھا۔۔۔ آج وہ سیدھا اپنے کمرے میں اگیا۔۔اسے لگا نورین شائید گھر پہ نہیں ہے۔۔

اپنا کبڈ کھولتے اسنے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو سامنے ہی اسے مطلوبہ چیز مل گئ۔ جسے دیکھتے اسکے چہرے پر دلکش مسکراہٹ آگئ۔۔

ہاتھ بڑھا کر اس نیلے آنچل کو کھینچتے وہ اسے لیے بیڈ پر گرا۔۔

کچھ دیر اس نیلے آنچل کو ہاتھ پکڑتے دیکھتا رہا۔۔

اس دن جب وہ اسے اپنے چہرے پر پھیلا کے سویا تھا اتنی سکون کی اور گہری میں وہ آج تک نہیں سویا تھا۔۔

وہ جس سکون کے لیئے ترستا تھا وہ سکون اسے پاکیزہ آنچل میں ملا تھا۔۔

اسکا دل دھڑکا تھا یہ سوچتے کہ جس آنچل میں اتنا سکون تھا اسکے پہلو میں کتنا سکون ہو گا۔۔

بے ساختہ اسے اسکی گود میں سر رکھ کر سونے کی خواہش ہوئ تھی۔۔

لیکن وہ صرف خواہش تھی صرف خواہش۔۔

نرم گرم نظروں سے اسے دیکھے اسنے وہ دوپٹا اپنے چہرے پہ پھیلایا اور سکون سے آنکھیں موند گیا۔

❤❤❤❤❤

وہ گہری نیند میں تھا جب کسی نے اسکا بازو ہلایا۔۔اسنے مندی مندی آنکھیں کھولیں سامنے نورین کو دیکھتے وہ اٹھا لیکن اسکے ہاتھ میں اس نیلے آنچل کو دیکھتے اسکا دل دھک سے رہ گیا۔۔

نورین سخت نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔۔

امن نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسے دیکھا۔۔

کیا ہے یہ امن۔۔نورین سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

کیا سمجھوں میں اس سے۔۔وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے بولی۔۔

امن لب چباتے اسے دیکھا رہا۔۔

امن کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔نورین کی آواز اونچی ہوئ تھی۔۔

کیا یہی سکھایا ہے میں تمہیں۔یہی تربیت کی ہے مینے۔۔ایک غیر محرم لڑکی کا ڈوپٹہ آخر کیا کر رہا تھا تمہارے پاس۔

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ ڈوپٹہ کسکا ہے۔۔

کیا وہ جانتی ہے کہ اسکا ڈوپٹہ تمہارے پاس ہے۔۔اسنے سختی سے پوچھا۔

امن نے لب بھینچے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

امن تم۔۔نورین اسے کچھ کہہ نا سکی۔۔

تم جانتے بھی ہو کہ اگر اسے پتہ چل جائے کہ اسکے سر کی عزت ایک غیر محرم کی پاس یوں ہے تو وہ کیا سوچے گی۔۔

کیا کر کیا رہے ہو تم امن۔۔نورین نے اونچی آواز میں اس سے کہا تھا۔

پتہ نہیں۔۔وہ گہری سانس بھرتا بولا تھا۔

مجھے خود سمجھ نہیں آرہا آپی کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔وہ جب جب میرے سامنے آتی ہیں۔مجھے جیسے ہیپنوٹائیز کر دیتی ہیں۔۔انکے اس پاس ہونے سے سکون کا احساس ہوتا ہے۔۔

پہلے تو نظریں نہیں ہٹتی تھیں۔لیکن اب نظریں خود بہ خود انکے احترام میں جھک جاتی ہیں۔۔

آپی وہ مجھے نکارہ بنا رہی ہیں۔ہر پل مجھے دکھائی دیتی ہیں میری سوچ میں رہتی ہیں۔۔وہ بے بسی سے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑتا بولا۔۔

نورین نے نرم نظروں سے اسے دیکھا۔۔

مجھے لگا تھا تمہیں محبت ہو رہی اس سے لیکن امن تم تو عشق کی حدود سر کر آئے ہو۔۔
وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے بولی تھی۔۔

امن کا وجود ساکت رہ گیا۔۔ عشق۔۔وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔
نہیں میں کسی سے کوئی محبت، عشق نہیں کر سکتا۔۔
وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔

یہ کرتے تھوڑی ہیں امن یہ تو خود بخود ہوتا ہے۔۔پہلے دل میں اور پھر دل سے روح میں خود بخود سرائیت کر جاتا ہے۔۔وہ مسکراتے بولی تھی۔۔

امن نے عجیب نظروں سے انہیں دیکھا۔۔
لیکن آپی میں تو برا ہوں۔۔ میرا وجود گناہوں سے لبریز ہے جبکہ وہ۔وہ تو پاکیزہ ہیں بلکہ اوس کے پہلے قطرے کی طرح صاف شفاف۔مجھے کیسے ان سے محبت ہو سکتی ہے۔۔

وہ اسکے چہرہ آنکھوں میں بھرتے بول تھا۔۔

یہ محبت بھی تو ایسے ہی ہوتی ہے امن شفاف بلکل بارش کے پہلے قطرے کے طرح جسے یہ بھی نہیں پتہ کہ کہاں گرنا ہے

وہ تو بس ہو جاتی ہے یہ نہیں دیکھتی کہ اسکے ساتھ نصیب جڑا ہے یا نہیں یا پھر یہ برا ہے اور یا اچھا وہ تو بس ہو جاتی ہے۔۔

نورین نے دھیمے لہجے میں اس سے کہا تھا۔۔

وہ اسکی بات کی گہرائی سمجھتا یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔

لیکن میں تو ان سب پر یقین نہیں رکھتا۔۔وہ دھیمے لہجے بولا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

محبت مرضی سے نہیں ہوتی امن یہ نصیب میں لکھی ہوتی ہے کسی کے لئیے رزق کی طرح تو کسی کے لیے روگ کی طرح۔۔

اور یہ جو عشق ہے نا امن یہ انسان کے اندر سے "میں" ختم کر کے اسے حوش و حواس سے بیگانہ کر دیتا ہے۔۔یہ اپنے بس میں نہیں ہوتا امن۔۔ بلکل ویسے ہی جیسے۔

بلھے شاہ کو اس عشق نے نچایا۔۔

خدا دیکھتا رہا۔لیکن اس عشق نے خدا کو اپنے محبوب کے سامنے ہر پردہ گرانے پر مجبور کر دیا۔۔

یہ عشق فنا کر دیتا ہے۔۔

نورین نے ٹرانس کی کیفیت میں کہا تھا۔۔

کیا وہ میرے نصیب میں ہیں۔۔وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔۔

نورین نے چونک کر اسے دیکھا

اللہ نے چاہا تو ضرور وہ مسکراتے بولی تھی۔۔

امن مسکرا بھی نا سکا۔۔اسنے تو آج تک کبھی کوئی نیکی نہیں اسنے تو بس برے کام کیے ہیں پھر وہ کیونکر اسے اسکی من چاہی ہستی دے گا۔۔

وہ تو خدا پر سے یقین کھو چکا تھا نا۔۔اسنے کبھی دعا تک نہیں مانگی پھر کیسے وہ اسے عطا کرے گا۔۔

وہ نظریں چرا گیا۔۔۔

میں دعا کروں گی امن خدا اسے تمہارے نصیب میں لکھ دے۔۔نورین نے مسکراتے کہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ امن کچھ کہتا دروازہ نوک ہوا تھا وہ دونوں چونک گئے۔۔

میم وہ باہر کوئی لڑکی ملنے آئی ہے اپسے۔۔

مجھ سے۔۔نورین نے حیران ہو کر پوچھا۔۔

شائید کوئی سٹوڈنٹ ہو۔۔وہ خود سے بڑبڑائی۔۔اسکی اکثر سٹوڈنٹس اس سے ملنے گھر آتی رہتی تھیں۔۔

وہ باہر آگئی۔۔

لیکن سامنے عینا کو دیکھتے وہ حیران ہوئی۔۔پھر اسے یاد آیا وہی تو اسے اتنے دن سے بلا رہی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔عینا نے اسے دیکھتے مسکراتے کہا تھا۔۔

وعلیکم اسلام !! کیسی ہو۔۔وہ اس سے ملتے بولی۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔

میں بھی بلکل ٹھیک ہوں۔۔تمنے تو اچانک آکر مجھے حیران کر دیا۔۔اور خوش بھی۔۔نورین مسکراتی بولی تھی۔۔

آپ ہی تو اتنے دن سے مجھے آنے کا کہہ رہی تھی۔اج اس طرف سے گزر رہی تھی تو سوچا ملتی جاو۔۔اور یہ بکس جو اپنے منگوائے تھی۔۔

عینا نے اسکو بکس دکھاتے کہا۔۔

بہت شکریہ۔۔میں یہ بکس کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔۔

نورین بکس کو دیکھتی بولی۔۔

اس سے پہلے کہ عینا اسے کچھ کہتی۔۔

کوئ سیڑھیوں سے تیزی سے بھاگتا نیچے آیا تھا۔۔۔

عینا نے یونہی چہرہ موڑ کہ دیکھا تو وہ ساکت رہ گئ۔۔

پل میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوئ تھی۔۔

امن جو نورین کا فون دینے آیا تھا۔سامنے عینا کو دیکھتے خود بھی ساکت ہوا تھا۔۔

نورین بھی پریشانی سے اٹھ کھڑی ہوئ۔۔

یہ۔۔عینا نے نورین کو دیکھا۔۔

عینا یہ میرا بھائی ہے امن۔۔ تم جانتی کو کیا اسے۔۔نورین زبردستی مسکراتی بولی تھی۔۔

یہ آپکا بھائی ہے۔۔عینا نے بے یقینی سے کہا تھا۔۔

اسکے لہجے کی بے یقینی دیکھتے امن نے لب بھینچے تھے۔۔۔

عینا کی آنکھوں میں یکدم تنفر ابھرا تھا۔۔اسنے امن کو دیکھتے سختی سے لب بھینچے تھے۔۔

ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے وہ جانے لگی لیکن نورین نے سرعت سے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

رکو میری بات سنو عینا۔۔وہ گھبرائے لہجے میں بولی تھی۔۔

کیا ہوا ہے تم ایسے کیوں جارہی ہو۔وہ یکدم انجان بنتے بولی تھی۔۔

امن نے ضبط سے اسے دیکھتے قدم موڑ لیے۔۔اگلے ہی پل وہ تیزی سے گھر سے ہی باہر چلا گیا۔۔

آپ نہیں جانتی آپکا بھائی کام کیا کرتا ہے۔۔عینا نے تیکھے چتونوں سے گھورتے کہا تھا۔۔

نورین نے گہری سانس بھری۔۔

میرا بھائی جو بھی کام کرتا ہے اس سے میرا کیا لینا دینا عینا۔ویسے بھی وہ آج جو بھی اپنی مرضی سے نہیں

ہے حالات نے اسے ایسا بنایا ہے۔۔

وہ سر جھٹکتی بولی تھی۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیا مطلب۔۔وہ الجھی تھی۔۔

نورین نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور بولنے لگی۔۔

سولہ سال کی تھی میں جب اس گھر میں آئی تھی تب امن صرف چار سال کا تھا۔۔

گھر میں آئی تھی۔۔رینا زیر لب بڑبڑائی۔۔

نورین دور کہیں ماضی میں کھو گئی۔۔۔

ماضی:

نورین اور امن کے ماں باپ کی ایک حادثے میں موت ہو گئی تھی۔۔اسکے بعد سے نورین اس گھر میں اگئی۔۔

امن صرف چار سال کا تھا۔۔زمان امن کا سوتیلا بھائی تھا۔۔اسکے باپ نے دو شادیاں کی تھیں۔وہ شروع سے ہی غلط لوگوں سے ملتا جلتا تھا۔۔

امن کو تو نورین نے بڑی بہن کی طرح سنبھال لیا۔لیکن نورین کے اٹھارہ کے ہوتے ہی زمان نے اس سے نکاح کر لیا۔۔کیونکہ مرد خود چاہیے جتنا بھی برا ہو بیوی انہیں خاندانی ہی چاہیئے ہوتی ہے۔۔

کچھ ہی ماہ میں نورین اک نشہ اس پر سے اتر گیا۔وہ آئے روز مار پیٹ کرتا تھا۔۔

امن چھوٹا تھا وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔ لیکن نورین سے جب اسکے چہرے کے نشانوں کی وجہ پوچھتا تو کسی نا کسی طرح ٹال دیتی۔۔

جیسے جیسے وہ بڑا ہونے لگا۔ شماں اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ اسے غلط لوگوں سے ملاتا۔ امن کو یہ سب اچھا نہیں لگتا تھا۔۔

لیکن پھر بھی زمان اسے لے جاتا۔۔

امن برا ہوتا جا رہا تھا نورین کی تربیت کا اثر تھا کہ اسے صحیح غلط کی پہچان اچھے سے تھی۔۔ اسنے زمان کے ساتھ جانے سے منع کر دیا۔۔

زمان نے اسے اس دن بہت مارا۔۔ نورین نے چھڑوانے کی کوشش کی لیکن فائیدہ نہیں ہوا۔

اسکے بعد کتنے ہی دن دونوں کو بھوکا پیاسا رکھتا۔ مارتا پیٹتا۔ جب تک کہ امن اسکے ساتھ نا گیا۔۔

امن تھک ہار کر نورین کے لیئے اسکے ساتھ چلا گیا۔۔ جہاں اسے گن چلانا سکھیا جاتا۔ خنجر بازی سکھایا جاتی۔۔ اسمیں سفاکی بھری جاتی۔۔

زمان سے اسے یہی بتایا تھا کہ اسکے ماں باپ کو کسی نے اپنی دشمنی میں جان بوجھ کر مار دیا۔۔

جسکے بعد وہ اب بدلہ لینے کے لیئے خود کو اور مضبوط کرتا جا رہا تھا۔۔

آئے روز مار پیٹ، قتل کرنا، لوگوں کو ڈرانا دھمکانہ اسکے لیئے عام بن گیا۔۔

لیکن پھر جب اسے اٹلی کا ایک گینگ اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا تو امن نے نورین کو طلاق دینے کی شرط رکھی تھی جو کنگ نے مان لی۔۔

اسکے بعد امن لوٹا تو بیسٹ بن کے لوٹا تھا۔۔

اب وہ خود اٹلی پر حکومت کرتا تھا۔

زمان جس کام میں اسے زبردستی کے کر گیا تھا آج وہ وہاں کا بادشاہ بنا بیٹھا تھا۔۔

سفاکیت میں اول موت سے بے خوف تھا وہ۔۔

❤❤❤❤

نورین چپ ہو گئ۔ لیکن عینا ابھی تک ساکت تھی ۔۔وہ کیا سمجھ رہی تھی اسے اور وہ کیا نکلا۔۔اسے زبدستی بیسٹ بنایا گیا تھا۔۔

وہ برا نہیں تھا برا بنایا گیا تھا۔۔ نہیں وہ اب بھی برا نہیں ہے۔ اسمیں صرف کچھ برائیاں ہیں۔۔

وہ خالی زہن سے سوچ رہی تھی۔۔

بنا کچھ بولے وہ وہاں سے لوٹ ائ۔ اسی کے بارے میں سوچتی رہی کہ اسے کسی چیز کا خیال ہی نہیں رہا۔۔

❤❤❤❤

عینا پورا دن اسی کے بارے میں سوچتی رہی لیکن اسے وہ کہیں سے بھی اپنا مجرم نہیں لگا۔۔وہ صنف نازک سے دور رہنے والا بندہ تھا۔باقی ڈرگز کا جو کام کرتا اسکا عینا سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔

رات میں جب وہ گھر آئی تو مرتسم نے اسے بے تحاشہ کالز کیں لیکن ولی کو قسم کو دیکھتے وہ بے بسی سے روتے فون کو دیکھتی رہی۔۔

مرتسم اسکے فون نا اٹھانے پر لب بھینچ گیا۔۔وہ جانتا تھا ضرور کوئی نا کوئی وجہ ہو گی۔۔ولی نے گھر کے گرد سیکورٹی تنگ کر دی تھی۔ سپیشلی عینا کے کمرے کے باہر۔۔

مرتسم کے لیئے اس سیکیورٹی کو توڑنا دومنٹ کا کھیل تھا لیکن وہ عینا کا مان نہیں توڑ سکتا تھا۔۔

ویسے بھی یہ سب کر کے ولی کا غصے اور بڑھتا نا کہ کم ہوتا۔۔وہ بے بسی سے سوچتا رہ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

اگلے دن جب وہ ہوسپٹل واپس آئی تو باسط نے اسے اپنے کیبن میں بلایا تھا۔

ڈاکٹر باسط اسے کچھ امپورٹنٹ پوائینٹس سمجھا رہا تھا..جب بلال جو کہ کبیر لوگوں کی مخبری کرتا تھا اسکا فون آنے پر وہ دونوں ہڑبڑا کر وہاں سے نکلے تھے۔۔

مخصوص جگہ پہنچتے وہ لوگ بلال سے ملے تھے جسنے انہیں ایک کارڈ دینے کے لیئے بلایا تھا۔۔ جسمیں کچھ پرنٹس اور کچھ ثبوت تھے۔۔

بہت اچھے بلال تم اپنی ڈیوٹی بہت اچھے سے نبھا رہے ہو۔۔باسط نے اسکا کندھا تھپتھپاتے کہا تھا۔۔

اسنے وہ کارڈ عینا کو دیا عینا نے پکڑنے کے لئیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسکی نظر سامنے کھڑی اپنی گاڑی کے شیشے پر گئ وہ ساکت رہ گئ اسکا بڑھا ہوا ہاتھ رک گیا۔وہ چھوٹا سا کارڈ اسکے ہاتھ سے نیچے جا گرا۔۔

باسط اور بلال نے چونک کر اسے دیکھا۔

عینا کیا رہی ہیں آپ دھیان سے۔۔باسط نے جھک کر نیچے سے کارڈ اٹھایا۔

لیکن عینا ہنوز ایک ہی پوزیشن میں سٹل تھی۔۔

عینا۔۔باسط نے اسکا کاندھا ہلایا۔۔

وہ ڈر سے اچھلی۔۔

کیا ہوا۔۔۔وہ دونوں اسکے ریکشن پر حیران ہوئے۔۔

عینا نے سرعت سے مڑ کے پیچھے دیکھا تھا۔۔وہ اسکی آنکھوں کا دھوکا نہیں تھا وہ وہی تھا۔۔ہاں وہ وہی تھا انو اسکا مجرم۔انوشے کا قاتل ایک ریپیسٹ۔۔ہاں وہ عارض تھا۔۔۔اسکا وجود زلزلوں کی زد میں اگیا۔۔

تم دونوں نے غلط کہا تھا۔۔۔وہ بڑبڑائ۔۔

اسے کچھ دن پہلے نورین اور باسط سے ہونے والی گفتگو یاد ائ۔۔

بیسٹ کے مطابق جو بھی کچھ ہم سوچ رہے تھے ویسا ہے ہی نہیں۔۔وہ اٹلی کا بادشاہ ہے۔اٹلی میں حکومت کرتا ہے۔۔اسکا لڑکیوں کی سمگلنگ سے یا ریپ ہونے سے کوئ تعلق نہیں۔انفیکٹ پچھلے ہفتے جو لڑکیاں پولیس کو ملیں تھی ان میں سے ایک نے بیان میں بیسٹ کا نام دیا ہے۔۔اسکا مطلب ہے کہ اسکا ہم سے کوئ تعلق نہیں۔۔

ہاں ٹھیک ہے وہ قاتل ہے، قتل کرتا ہے ڈرگز سپلائے کرتا،اٹلی کا ہر انسان اسکے نام سے کانپتا ہے لیکن وہ ہمارا مجرم نہیں ہے۔۔۔

باسط اور بلال نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

عینا آپ ٹھیک ہیں۔وہ اسکی بڑبڑاہٹ پر فکرمندی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

عینا نے دونوں کو دیکھتے اپنا ہاتھ اٹھاتے سامنے کی طرف کسی کو پوائینٹ کیا تھا۔۔

باسط اور بلال کو جھٹکا لگا۔۔۔

وہ امن تھا۔۔دنیا کی نظر میں ایک بزنس مین امن ملک۔اور جرم کی دنیا کا بادشاہ بیسٹ۔۔

لیکن اسکے ساتھ کھڑے انسان کو وہ لوگ نہیں پہنچانتے تھے۔۔

لیکن عینا اچھے سے پہچان چکی تھی۔۔اسکا وجود کپکپا رہا تھا۔۔اسکے سختی سے ہونٹ بھنچے۔۔

اسے پہلے خوف محسوس ہوا، پھر اسے رونا آنے لگا لیکن آہستہ آہستہ انہیں دیکھتے اسے غصہ آنے لگا۔۔

امن نے عارض کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے لگایا۔۔

امن کے لیئے وہ ستائیس سالہ مرد نہیں آج بھی سات سالہ بچے جیسا تھا۔۔۔

جسکو اسنے بنایا تھا جسکی پرورش اسنے خود کی تھی۔ لیکن اسے اپنے جیسا نہیں بنایا تھا۔۔اسنے اسے ایک عام مرد جیسا بنایا تھا۔۔

اپنی دنیا سے بہت دور رکھا تھا اسے۔۔لیکن یہ اسکی غلط فہمی تھی۔۔

تم فکر مت کرو تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ پولیس کو جو غلط فہمی ہے وہ بہت جلد ختم ہو جائے گی۔۔میرے ہوتے ہوئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔

امن نے اسکے بال بگاڑتے کہا تھا۔

اسکا کہنا تھا کہ اسکے دوستوں نے کسی لڑکی کو تنگ کیا تھا جسنے انکی بلیک میلنگ سے تنگ آکر خودکشی کرلی اسکے گھر والوں نے پولیس کیس کردیا اب اپنے دستوں کے ساتھ وہ بھی پھس رہا تھا۔۔

لیکن امن بغیر تحقیق کیے اسکا ساتھ دے رہا تھا کیونکہ وہ اس پہ اندھا اعتماد کرتا تھا۔۔

اب جاؤ اپنے کام پر دھیان دو۔۔کسی کو بھی ہمارے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلنا چاہئیے میں سب سنبھال لوں گا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو بھی عارض اور اسکے ریلیشن کا پتہ چلے کے اسکی وجہ سے عارض کی جان کو کوئی خطرہ ہو اس لیے اسنے اسے دور یہاں شہر کے کونے میں ملنے بلایا تھا۔۔

اوکے بھائی۔۔عارض اس سے ملتا جاچکا تھا۔۔

امن نے ادھر ادھر دیکھتے آنکھوں میں گلاسز چڑھائے

وہ بھی مڑا ہی تھا کہ کسی نازک ہاتھ کا زوردار تماچہ اسکے منہ پر پڑا۔۔

وہ ابھی سنبھلتا ایک اور تھپڑ اسکے گال کی زینت بنا تھا۔۔

دور کھڑے اسکے گارڈ الرٹ ہوئے تھے۔۔

امن نے سیدھے ہوتے سامنے والے کو دیکھا تو وہ ساکت ہو گیا۔۔

اسکے گارڈز جو آگے بڑھ رہے تھے اسکے اشارے پر واپس مڑ گئے۔۔

اور کتنا گرو گے تم۔۔کتنا بچاؤ گے اپنے اس وحشی بھائی کو۔۔وہ تنفر سے اسے دیکھتی چیخی تھی۔۔

اسکے پہنچنے سے پہلے ہی عارض تو جاچکا تھا لیکن امن اسکے سامنے تھا۔۔

میں سوچتی تھی تم برے ہو لیکن اتنے بھی نہیں شائید تمہیں لڑکیوں کی عزت کرنے کا پتا ہے جو تمنے دو بار جانے کتنی ہی لڑکیوں کو بچایا ہے۔۔

مجھے لگا تھا شائید تمہیں حالات نے ایسا بنا دیا ہے۔۔

لیکن تم تو ایک وحشی کو پناہ دیے ہوئے ہو۔۔اسکی تربیت کر رہے ہو۔۔

تم۔۔تم تو اسے پولیس سے بچا رہے ہو تا کہ وہ آئے روز ایک نئی انوشے کو مار سکے۔۔اسکو روند سکے۔۔

وہ نفرت سے اسے دیکھتی ڈھاڑی تھی۔۔

امن جو جھکی نظروں سے اسے سن رہا تھا۔۔

عارض کے بارے میں یہ اب سنتے اسکی بس ہوئی تھی۔۔

بس۔۔وہ دھاڑا۔۔

میں آپکی عزت کرتا ہوں آپکو کچھ کہہ نہیں رہا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ کسی کے بارے میں کچھ بھی بولیں گی۔۔

آپکی دشمنی مجھ سے میرے بھائی سے نہیں۔۔تو اس معصوم کو بیچ میں مت لائیں۔۔کیا کیا ہے اسنے۔۔

وہ دبی آواز میں چیخا تھا۔۔

عینا اسکے معصوم بولنے پر تنفر سے ہسی۔۔

باسط اور بلال بلکل چپ کھڑے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

معصوم۔۔اگر وہ معصوم ہے نا امن تو لعنت ہو دنیا کی معصومیت پر۔۔۔وہ معصوم ہے تمہاری نظر میں امن تو پھر میری معصوم انو کا کیا۔۔

اسکی معصومیت اور پاکیزگی کو وہ تمہارا معصوم بھائی نوچ گیا۔۔

وہ اسکو دھکا دیتی چیخی تھی۔۔انسو لمحہ بالمحہ اسکلے گالوں پر پھسلنے لگے تھے۔۔

تم پوچھتے ہو کیا کیا ہے اسنے برباد کر کے رکھ دیا اسنے مجھے۔۔

میری بہن کو میری آنکھوں کے سامنے اسنے۔۔۔

وہ آگے بول نہیں پائی۔۔پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ گھٹنوں کے بل اس سڑک پر گری تھی۔۔

باسط اور بلال بھاگ کر اسکے پاس گئے تھے۔۔

سب کچھ۔۔۔سب کچھ چھین لیا اسنے مجھ سے۔۔میری بہن،میرے ماں باپ،میرا بھائی میرا گھر،

میری پہچان تک چھین لے گیا وہ۔۔۔

وہ ازیت سے بول رہی تھی۔۔

آنسو کا گولہ سا تھا جو حلق میں پھنسا تھا۔۔

امن اسے یوں دیکھتے پتھر کا ہو گیا۔۔اسکا عارض وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔۔وہ تو لڑکیوں سے دور رہتا

تھا۔۔اسنے تو اسے ہمیشہ لڑکیوں کی عزت کرنا سکھایا تھا۔۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تھا۔۔وہ اس پر اندھا اعتماد کرتا تھا کیا وہ اس پر شک کرے۔۔

لیکن سامنے کھڑی لڑکی وہ جھوٹ تو نہیں بول سکتی تھی۔۔

اسکی حالت تھی ہی نہیں جھوٹ بولنے والی۔۔

وہ ساکت کھڑا اس پری پیکر کو یوں بلکتے دیکھتا رہا۔۔

تمہارے بھائی نے مہرماہ شاہ کو برباد کر دیا ہے امن۔۔وہ نفرت سے اسے دیکھتے ڈھاڑی تھی۔۔

باسط کے سہارے اٹھتی وہ وہاں سے جا چکی تھی۔ جبکہ امن خالی نظروں سے اسے لمحہ بالمحہ خود سے دور جاتا دیکھتا رہا۔۔

مہرماہ۔۔بے آواز اسکے لب ہلے تھے۔۔ آنکھیں میچتے اسنے کچھ پل گہری سانسیں کھینچیں۔۔

اسنے تو عارض پر نظر رکھنا ہی چھوڑ دیا تھا کہ اسے اس پر پورا یقین تھا۔۔

اسنے تیزی سے فون نکالتے ایک نمبر ملایا۔۔

ضرار تمہیں کچھ بھیج رہا ہوں دو دن ہیں تمہارے پاس انکی ڈیٹیلز میرے سامنے ہوں ورنہ اس سے اگلے دن کا سورج تم نہیں دیکھ پاؤ گے۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

دل میں جیسے قیامت کے آثار تھے۔۔

ضرور انہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔میرا عارض ایسا نہیں ہے۔۔وہ خود سے بڑبڑایا تھا۔۔

وہ جب سے آئی تھی کمرے میں بند تھی۔۔۔بیڈ کے ساتھ نیچے گھٹنوں پر تھوڑی ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔اسکے اس پاس کئی تصویریں بکھری پڑی تھیں۔۔

سب کو لگتا تھا کہ وہ بھول چکی ہے۔وہ مہرماہ شاہ سے مکمل عیناشاہ بن چکی ہے۔لیکن یہ وہی جانتی تھی کہ کتنا ازیت ناک تھا اپنی زات کو مارنا۔اپنی پہچان دفنانا۔۔

سب کہتے تھے بھول جاؤ۔۔دو سال گزر گئے اب بھول جاؤ۔اگے بڑھ جاو۔۔

لیکن وہ سوچتی تھی کہ وہ کیسے بھول جائے اس وقت کو جب اسکی آنکھوں کے سامنے اسکی بہن جیسی دوست کی عصمت کو نوچا گیا۔۔وہ کیسے معاف کر دے اس شخص کو جسکی وجہ سے وہ پچھلے دو سال سے اپنے ماں باپ کے لیئے تڑپ رہی تھی۔

ایسا نہیں تھا اسنے کوشش نہیں کی۔اسنے بہت کوشش کی بھولنے کی۔۔لوگ تو کہتے ہیں کہ وقت کے ساتھ سب بھول جاتا ہے۔۔لیکن اسے کیوں نہیں بھولتا۔۔

ماضی کا وہ دردناک لمحہ یاد کرتے آنسو پھر سے گال بگھونے لگے۔۔

نوشے تو کیوں چلی گئ مجھے چھوڑ کر دیکھ تو کیا گیی سب چلے گئے۔تیری مہرا کیلی رہ گئ۔۔

بابا آپ تو کہتے تھے آپ اپنی شہزادی کی شادی بھی بہت پاس کریں گے تو اتنی دور کیسے چھوڑ دیا اپنے مجھے۔۔

کیا آپ لوگوں کو میں یاد نہیں آتی ہوں گی۔۔میری ماں انہیں کیسے یقین آیا ہو گا کہ انکی مہر مر چکی ہے۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بول رہی تھی۔۔

ماں پلیز میرے پاس آجائیں۔۔مجھے اپنی آغوش میں چھپا لیں جیسے بچپن میں کرتی تھیں۔۔

اللہ جی پلیز مجھے لوٹا دیں نا میری ماں۔۔یا پھر میرے زہن سے سب کو مٹا دے۔۔

اللہ مجھے ماضی کی ازیت سے نجات دلا دے۔۔وہ تڑپ تڑپ کر روتی اللہ سے فریاد کرنے لگی۔۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

❤❤❤❤

یہ کیا کیا تو نے۔۔احمر نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

وہی جو کرنا چاہئے تھا۔ویسے بھی اب یہ ہمارے کسی کام کا نہیں تھا۔۔وہ مرے ہوئے آدمی کے کپڑوں سے چاقو صاف کرتا بولا۔۔

میں چاچو کو کیا جواب دوں گا۔۔غازی مجھے اوپر بھی جواب دینا پڑتا ہے۔۔میں اسے چھپا کر لایا تھا۔۔

وہ پریشانی سے بولا۔۔

احمر کی ٹیم نے کچھ دن پہلے ہی کنگ کے ایک آدمی کو پکڑا تھا۔ جسکی زبان کھلوانا احمر کی زمہ داری تھی۔۔

وہ غازی کے کہنے پر اسے کسی نا کسی طرح انکے مخصوص اڈے پر لے آیا تھا۔۔

لیکن غازی نے اس سے ساری انفارمیشن نکلواتے اسے مار دیا۔۔

احمر نے اسے گھورا تو وہ مزے سے کندھے اچکا گیا۔۔ جیسے اسے کوئی فرق ہی نا پڑتا ہو۔۔

❤❤❤❤

زرجان کہاں ہو۔۔ غازی شوپنگ بیگز صوفے پہ رکھتا بولا۔۔

وہ اسے ڈھونڈتا لان تک آیا تو میڈم پودوں کو پانی دینے میں مصروف تھیں۔۔

زر کتنی بار کہا ہے آرام کیا کرو۔۔ وہ ماتھے پہ بل ڈالے بولا۔۔

زر نور نے اسے گھورا۔۔ غاز کیا مسلہ ہے اپکو۔ سارا دن میں گھر میں بور ہوتی رہتی ہو۔۔ اپ مجھے پانی کا گلاس تک خود نہیں پینے دیتے ہیں۔۔ خبردار جو اب اپنے مجھے روکا تو۔۔ وہ اسے انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔

اسکی پریگننسی کا تیسرا مہینہ تھا۔۔غازی اسے زرا سا بھی کام نہیں کرنے دیتا تھا جس سے وہ چڑ چڑی ہوئی تھی۔۔۔

غازی اسکے ماتھے پہ چھوٹے چھوٹے بل دیکھتا مسکرایا۔۔اگر روکا تو۔۔غازی پیچھے سے اسے ہگ کرتا بولا۔۔

تو بہت برا کروں گی میں۔۔زرنور زیر لب مسکراتے بولی۔۔

اچھا جی دھمکی دی جا رہی ہے۔۔وہ اسکی کنپٹی پر لب رکھتا بولا۔۔

جو بھی سمجھ لیں۔۔وہ مصروف انداز میں بولی۔۔

اچھا ادھر دو ساتھ میں کرتے ہیں۔۔وہ پانی کا پائپ پکڑتا بولا۔۔دوسرا ہاتھ اسکے کمر کے گرد تھا۔۔

زرنور نے شرارت سے لب دباتے ہتھیلی میں پانی بھرتے اسکے چہرے پہ پھینکا۔۔

زر۔۔وہ اچانک حملے سے اچھلا۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔ایا مزہ۔۔۔وہ کھکھلا پڑی۔۔

ابھی بتاتا ہوں تمہیں۔۔وہ پائپ کا رخ اسکی طرف کرتا بولا۔۔

غازی نو۔۔وہ جو اس پر ہنس رہی تھی۔یکم دم سے گھبرائی۔۔

غازی پلیز نو۔۔اہہہ۔۔غازی نے اسے پل میں بگھو ڈالا۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔اب بتاو۔۔غازی نے قہقہ لگایا۔۔

زرنور بمشکل اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کرتی۔پانی سے بچنے کی کوشش کررہی تھی۔۔

آگے بڑھتے اسنے یکدم غازی سے پائپ چھنتے اسکی طرف کردیا۔۔

وہ جو قہقہ لگارہا تھا۔۔ ہقابقارہ گیا۔۔

اب آپ بتائیں۔۔ابکی بار وہ ہستہ اسے پورا بگھو گئ۔۔

زر پیچھے کرواسے میں بتارہاہوں۔براہوگا۔۔وہ مسلسل پانی کی بوچھاڑ سے چڑھتا بولا۔۔

لیکن زرنور سب اپنا بدلہ پورا کررہی تھی۔۔

اب کبھی پائپ اسکے ہاتھ ہوتا تو کبھی غازی کے وہ دونوں اپنی مستی میں اس قدر گم تھے کہ پائپ سے پانی آنا بند ہوگیا۔۔

وہ دونوں چونکے۔۔ہونق بنے ایک دوسرے کی حالت دیکھی۔۔وہ پھر دونوں قہقہ لگا گئے۔۔

دونوں ہی پوری طرح پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی چینج کرچکے تھے۔۔اب کچن میں کافی بنانے میں مصروف تھے۔۔

غاز۔۔اچانک زرنور نے اسے پکارا۔۔

جی غاز کی جان۔۔وہ کافی پھینکتا بولا۔۔

آپکو۔لڑکا چاہئیے کہ لڑکی۔۔وہ اچانک پوچھ بیٹھی۔۔

غازی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔پھر مسکرایا۔۔کوئی بھی جان مجھے تو اولاد چاہئے ۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

لیکن پھر بھی کوئی تو خواہش ہو گی۔۔وہ زور دے کر بولی۔۔

مجھے تو بیٹی چاہئیے۔۔وہ خوش ہوتی بولی۔۔

غازی اسکی بات پر چونک گیا۔بیٹی سے اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔۔کئی منظر آنکھوں کے آگے جھلملائے تھے۔کانوں میں کسی کی کھکھلاہٹیں گونجی تھیں۔۔

"یہ صرف آپکی نہیں میری بھی بیٹی ہے۔۔۔سات،اٹھ سالہ بچہ کسی چھوٹی سی بچی کو گدگداتے بول رہا تھا۔۔

جبکہ کھانا بناتی اسکی ماں ہس دیں۔۔"

کہاں گھو گئے غاز۔۔زرِ ورِ اسکے آگے چٹکی بجاتے بولی۔۔

میری بیٹی۔۔وہ غائب دماغی سے زرنور کو دیکھتا بولا۔۔

اسکا مطلب آپکو بھی بیٹی چاہئے۔۔وہ ایکسائیٹمینٹ سے بولی تو وہ چونکا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے ہونٹ بھینچے تھے۔جانے یہ ماضی کب اسکا پیچھا چھوڑے گا۔۔

❤❤❤❤

دن سے رات ہوگئ لیکن۔وہ کمرے سے باہر نہیں ائ۔۔ولی جو رات گئے تک ابھی گھر آیا تھا۔۔۔

اسنے بوا سے عینا کے کھانے کا پوچھا تو انکے ناکرنے پر وہ چونک گیا۔۔

عین۔۔کچھ ہی دیر میں وہ اسے کمرے کا دروازہ نوک کر رہا تھا۔۔

عینا بچے دروازہ کھولو۔۔ولی نے پھر سے نوک کیا۔۔

وہ جو بیٹھے بیٹھے ہی سوگئ تھی۔ولی کی آواز پر اسکی نیند ٹوٹی۔۔

دروازے پر ہوتی مسلسل دستک سے وہ تیزی سے واشروم میں جاتے منہ دھوکے آئ۔۔

اتنی دیر کیوں لگا دی دروازہ کھولنے میں۔۔اسکے دروازہ کھولتے ولی نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔۔

عین میرا بچہ کیا ہوا۔۔وہ ٹیبل پر کھانا رکھ رہا تھا جب اسکی سرخ آنکھیں دیکھتے پل میں اسکے پاس پہنچا۔۔

عینا گھبرا گئ۔۔کچھ نہیں ولی وہ سو رہی تھی نا تو نیند ٹوٹ گئ۔اس لیے شائید۔۔وہ گھبرائے سے لہجے بولی تھی۔۔

کوئ اور بات بھی ہے کیا۔۔کچھ ہوا ہے تو بتاؤ مجھے۔۔وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے بولا۔۔

عینا نے نفی میں سر ہلایا۔۔نہیں ولی میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔

کوئ بات نہیں ہے۔۔وہ اسکا ہاتھ ہٹاتے مسکراتی بولی۔۔

وہ اسے عارض کے بارے میں بتانا چاہتی تھی لیکن بتا نہیں پائ۔۔

تو پھر کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔ولی نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔۔

اپکا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔اکیلے کھانے کا دل نہیں کیا۔

وہ منہ بناتی بولی۔۔ولی کی اتنی محبت پر وہ سب کچھ بھلائے اب اسے ساتھ چھوٹی موٹی شرارتیں کرتی کھانا کھا رہی تھی۔۔

کھانا کھاتے اسے شدت سے مرتسم کی یاد آئ تھی۔۔۔

دو دن ہو گئے اسنے اسے دیکھا نہیں۔اس سے بات نہیں کی جانے کیسا ہو گا۔عینا پچھلے دو سالوں آج تک کبھی ایسے اس سے دور نہیں رہی تھی۔۔۔اس لیے اب اسے شدت سے اسکی یاد آ رہی تھی۔۔

لیکن وہ ولی کے فیصلے کا بھی احترام کرتی تھی۔۔

دونوں نے ساتھ کھانا کھایا۔۔ولی اسے سونے کا کہتے جا چکا تھا۔۔

جبکہ عینا اپنے گرد شال لپیٹے۔۔۔کھڑکی میں جا کھڑی کوئی۔۔

مرتسم کو سوچتے وہ چاند کو دیکھنے لگی۔ کہ شائید اسکا پیغام چاند ہی اس تک پہنچا دے۔۔

کتنا کچھ بتانا تھا اسے مرتسم کو۔۔آج جو ہوا وہ تو ان سب سے بھی انجان تھا۔۔

اسکا دل ہمکو ہمک کر اسے موبائل کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔لیکن وہ ولی کی قسم نہیں توڑ سکتی تھی۔اس لیے ہونٹ چبا کر رہ گئی۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ ہوسپٹل سے اوف لے کر قبرستان آئی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ انوشے کی قبر کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کرتی رہی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ جانے کے لیئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مہر۔۔۔

اسنے ابھی گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ اپنے نام کی پکار پر ساکت ہوئی۔۔

سالوں بعد آج کسی نے اسے اسکے نام سے پکارا تھا۔۔اور جسنے پکارا تھا۔۔وہ آواز۔۔وہ یہ اوز لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔۔

وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔۔عالم۔۔اسکے لب ہلے تھے۔۔

عالم آج ہی امیریکا سے واپس لوٹا تھا۔۔وہ ائیر پورٹ سے سیدھا قبرستان آیا تھا۔۔یکن نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے یہیں مل جائے گی۔۔

مہر۔۔عالم نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے پکارا۔۔

کونسی مہر۔۔وہی مہر جسے تم لوگ دو سال پہلے مار چکے ہو۔۔اسکے دوبارہ سے پکارنے پر وہ ہوش میں آتی ڈھاڑی تھی۔۔

دو سال۔دو سال لگا دیے تو نے عالی۔۔اتنی دیر کون لگاتا ہے۔۔

وہ نم آواز میں بولی۔۔

ایک بار کچھ کہنے کا موقع کو دے۔۔عالم اسکے قریب آتا بولا۔۔

اب کہنے سننے کو کچھ باقی کہاں رہا ہے عالی۔۔

کیوں آئے اب جب میں سیکھ چکی ہوں تم سب کے بغیر رہنا۔اب کیوں آئے ہو۔۔نہیں آنا چاہئے تھا اب بھی۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی چیخی تھی۔۔

تم تو بھائی تھے میرے تم بھی چلے گئے۔۔تم بھائی ہونے کا فرض بھی نہیں نبھا پائے عالم۔۔وہ نم آواز میں بولی تھی۔۔

اگر اس وقت میں نا جاتا تو تو کبھی اپنے خود کے سہارے کھڑی نا ہوتی مہر۔۔شائید ہم تجھے بھی کھو دیتے۔۔وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔

نہیں عالی تم مجھے میرے لیے چھوڑ کر نہیں گئے تھے۔۔تم مجھے اپنے گلٹ میں چھوڑ کر گئے تھے کہ تم اپنی بہنوں کی حفاظت نہیں کر پائے۔۔

وہ اسکا گریبان پکڑتی چیخی تھی۔۔

عالم نے اسے خود سے لگالیا۔۔

سمجھنے کی کوشش کر مہر اگر اس وقت تیرا سہارا بنا کھڑا رہتا تو کبھی دوبارہ اٹھ نا پاتی۔۔ایک آخری بار معاف کر دے۔۔وہ نم آواز میں بولا تھا۔۔

مہر نے اس سے الگ ہونے کی کوشش کی لیکن عالم نے اسے خود سے دور نا ہونے دیا۔

تونے اتنی دیر کیوں کر دی عالی۔۔مینے کتنا انتظار کیا۔کوئی نہیں آیا کوئی بھی نہیں۔۔وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔

اب تو آگیا نا۔۔دیر سے سہی۔۔لیکن اب تو معاف کر دے۔۔وہ اسے اپنے سامنے کرتا بولا۔۔

اگر دوبارہ مجھے چھوڑ کر گیا نا عالی تو یاد رکھیں پھر معاف نہیں کروں گی۔۔وہ انگلی اٹھا کر بولی تو عالم نم آنکھوں سے ہس دیا۔۔

اب نہیں جاؤں گا۔۔کبھی نہیں جاؤں گا۔۔وہ اسکے سر پر بوسہ دیتا بولا۔۔

اب جانے بھی نہیں دوں گی۔۔وہ بھی نم آنکھوں سے ہستے بولی تھی۔۔

دونوں نے انوشے کی قبر پر فاتحہ پڑھی تھی۔۔

مہر یہ کیا ہوا۔۔عالم اسکے بازو پر بندھی پٹی کو دیکھتے بولا۔۔

کچھ نہیں بس زرا سی چوٹ لگ گئ۔۔وہ ٹال گئ۔۔

تو بتا اب تک کوئ گوری نہیں پھسائ۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ امیریکا شفٹ ہو گیا تھا۔۔

وہ پھنسنے والی نہیں پھسانے والی چیز ہیں۔۔وہ بے چارگی سے بولا تو مہر ہس دی۔۔

اسکا سامان ٹیکسی سے اپنی گاڑی پر شفٹ کرتے وہ دونوں احمد ولا کی طرف۔روانہ تھے۔۔

مہر اسے احمد والا ڈراپ کرتی ہوسپٹل چلی گئ۔۔

اسے لگا شائید اب خوشیاں اسکی دہلیز پہ دستک دینے والی ہیں۔لیکن وہ بھول گئ تھی کہ خوشیوں کے لیئے بھی پہلے ایک قیمت چکانی پڑتی ہے اور بھی چکانی تھی بہت بھاری قیمت۔۔

عینا اور باسط نے وہ کارڈ دیکھ لیا تھا۔ جسمیں کچھ امپورٹنٹ ڈاکومنٹس تھے جو انکے کام آسکتے تھے۔۔

بس اب کچھ وقت اور۔۔پھر تمہاری بربادی کے دن شروع ہوں گے امن۔۔

قسم ہے مجھے انوشے کی۔۔تمہارے بھائ کو خون کے آنسو رلاؤں گی۔۔اسنے نفرت سے سوچا تھا۔۔

اسنے کہا تھا۔۔

میں بدلہ نہیں انتقام لوں گی۔۔۔

اور جب کوئی عورت انتقام لینے پر جائے تو تمہیں چاہئے کہ ڈرو۔۔

Because

When a women takes revenge

even a devil sites back and take notes

دسمبر کی اس سخت سردی میں بھی وہ بغیر شرٹ کے کھڑکی میں کھڑا اسگریٹ پہ سگریٹ پھونکتا اپنے اندر لگی بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔

دل کر رہا تھا کہ ہر چیز کو بھسم کر ڈالے۔وہ اس سے ملنے ہوسپٹل بھی گیا لیکن وہ وہاں تھی ہی نہیں۔وہ اسکا فون تک نہیں اٹھا رہی تھی۔۔دائیں ہاتھ کی مٹھی بناتے اسنے کھڑی کے شیشے پر دے ماری۔۔

وہ جتنا بے بس اب تھا آج تک کبھی نہیں ہوا۔۔

ہوسپٹل سے جلدی فری ہوتے وہ گھر آگئ۔۔ولی کو عالم کے آنے کا پہلے ہی پتہ تھا۔۔اس لیے اب وہ دونوں ہی کہیں نکلے ہوئے تھے۔۔

مغرب کی نماز پڑھتے وہ بے دلی سے فون کو دیکھنے لگی۔۔

آج تین دن اور چوتھی رات تھی اسنے نامرتسم کو دیکھا نا بات کی۔۔

ایک ہی گھر میں رہنے کی وجہ سے اسے بری طرح سے مرتسم کی عادت لگ چکی تھی جو اب دو دن میں تو چھوٹنے سے رہی۔۔

شاہ کہاں ہیں اپ۔۔ گہری سانس چھوڑتے وہ زیر لب بڑبڑائ تھی۔۔

اسے لگا جیسے اسکے سانس چھوڑنے پر کسی نے تیزی سے سانس کھینچی ہو۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ مڑتی اپنے پاس کی جانے والی بھاری سرگوشی پر ساکت ہوئ۔۔

آپکے پاس جانم۔۔ مرتسم اسکے قریب جھکتا سرگوشی میں بولا تھا۔

عینا اسکی سرگوشی پر اچھلی۔۔

شاہ۔۔ مرتسم کو دیکھتے وہ شاک سے بولی۔۔اسکے پیچھے کھلی کھڑکی کو دیکھتے وہ سمجھ گئ کہ وہ پھر سے کھڑکی سے آیا تھا۔۔

ایک نظر اسے دیکھتے اسنے گھبرا کر کھلے دروازے کو دیکھا۔۔

سیکینڈ سے پہلے بھاگتے اسنے دروازہ لوک کیا تھا۔۔دروازے کے ساتھ ٹیک لگاتے اسنے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

سلوٹ زدہ کرتا اس پر مردانہ شال رکھے۔سرخ انکھیں۔بکھرے بال،بڑھی ہوئ شیو اور سگریٹ کی وجہ سے سفید ہونٹ۔۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھے گئ۔۔

مرتسم نے اسے دیکھتے اپنے بازو وا کیے۔۔عینا نے ایک پل کے لئیے اسکے وا ہوئے بازوں کو دیکھا اگلے ہی پل وہ اسکی بانہوں میں جا سمائ۔۔

مرتسم نے اسے کسی قیمیتی شے کی طرح خود میں بھینچ لیا۔جیسے ابھی کوئ اس سے چھین کر لے جائے گا۔۔

اسکے بالوں میں منہ چھپاتے وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔

کتنی ہی دیر وہ اسے خود میں سمائے کھڑا رہا۔جب عینا نے پیچھے ہونے کی کوشش کی تو وہ مزید اسے خود میں بھینچ گیا۔۔اتنی طاقت سے کہ اسے اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئیں۔۔

شاہ۔۔عینا نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا۔۔

مرتسم نے اسکا چہرہ سامنے کیا۔۔

لیکن اسے اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔اتنا ظلم کیوں کر رہی ہیں آپ عین۔۔اسکی تھوڑی جکڑتے وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔

یہ کیا حالت کرلی ہے آپ نے شاہ۔۔اسکے گال پر ہاتھ رکھتی وہ نم آواز میں بولی۔۔

مینے نہیں آپ نے کی ہے عین۔۔وہ اسکا ہاتھ چومتا شکوہ کن لہجے میں بولا۔۔

میں ولی کا مان کیسے توڑ دوں شاہ۔۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی۔۔انسو ٹوٹ کر اسکے گال پر بہے تھے۔۔

مرتسم خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔۔

اب کہیں جا کر اسکے تڑپتے دل کو سکون ملا تھ۔یوں لگا تھا کیسے کسی نے اسے انگاروں سے ہٹاتے برف کے پاس رکھ دیا ہو۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔وہ کچھ دیر تک اسکی نظریں اپنے چہرے پر پاتی بلا آخر بول اٹھی۔۔

تین دن سے یہ چہرہ نہیں دیکھا تو لگتا تھا جیسے میں اندھا ہو گیا ہوں عین۔۔

آپکی آواز نہیں سنی تو سماعتیں جیسے کچھ بھی سننے سے انکاری تھیں۔۔وہ شدت سے بولا تھا۔۔

عینا اسکی شدت پر لب بھینچ گئ۔۔

اب دیکھ لیا نا۔۔سن بھی لیا۔اب جائیں۔وہ زبردستی اسکا حصار توڑتی بولی۔۔

اسکے کانوں میں ولی کی قسم گونج رہی تھی۔۔

مرتسم اسکی بے رخی پر لب بھینچ گیا وہ جانتا تھا کہ وہ ولی کی وجہ سے یہ سب کر رہی ہے۔۔

آپ چاہتی ہیں میں چلا جاو۔۔مرتسم نے اسے کندھوں سے تھامتے پوچھا تھا۔۔

عینا نے ضبط سے اسے دیکھتے سر ہلا دیا۔۔

چلا جاؤں گا بس تھوڑی دیر اپنے پاس رہنے دیں۔۔وہ کسی بچے کی طرح اس سے بولا تو عینا اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔

کیا یہ وہی شخص ہے جو دنیا کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا ہے۔۔

انتہا کا انا پرست شخص تھا تو لیکن اسکے سامنے اسکی آنا جانے کہا سو جاتی تھی۔۔

مرتسم اسکا ہاتھ تھامتے اپنے سامنے بٹھا گیا۔۔کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد وہ اچانک اسکی گود میں سر رکھ گیا۔۔

شاہ۔۔وہ گھبرا گئ۔۔

میں تین راتوں سے سویا نہیں ہوں عین۔۔پلیز کچھ دیر۔۔وہ بے بسی سے بولا۔۔

عینا کا دل کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔لیکن اسکی التجا پر خاموش ہوتے اسے دیکھے گئ۔۔

مرتسم اسکے خاموش ہونے پر اسکے پہلو میں منہ چھپا گیا۔۔

وہ اسکے یوں پاس آنے پر ہڑبڑائ لیکن وہ سکون سے آنکھیں موند چکا تھا۔۔

اسکے یوں پہلوں میں منہ چھپانے پر دل اچھل کر حلق میں آیا تھا لیکن اسکی نیند کے خیال سے وہ آہستہ آہستہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔

وہ اچانک اسکے پہلو پہ لب رکھتے اسے ہڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔۔ لیکن کچھ ہی دیر میں مرتسم کو پتہ ہی نہیں چلا کب وہ اسکے پہلو میں گہری نیند سو گیا۔۔

وہ شرم و حیا سے سرخ پڑتی ہونٹ کاٹ کر رہ گئ۔۔

وہ اسکے پہلو میں گہری نیند میں تھا۔۔ جبکہ اسکے بالوں میں حرکت کرتا عینا کا ہاتھ بھی آہستہ آہستہ ساکت ہو گیا۔۔ بیڈ کروان سے ٹیک لگائے بیٹھی عینا کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگیں۔۔ جو بے چینی اسے کھائے جا رہی تھی وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتی گئ۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی قربت میں سکون سے آنکھیں موندیں پڑے تھے۔۔

نیند کی وادیوں میں گم وہ اس دنیا سے بے پرواہ ہو گئے۔۔

♥♥♥♥

وہ دونوں گہری نیند میں تھے۔۔ جب مستقل بجتے فون سے عینا نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔

سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مارتے اسنے اپنا فون اٹھایا جو اب بند ہو چکا تھا۔۔۔عیشاء کا فون تھا۔۔وہ بعد میں اسے کال بیک کرنے کا سوچتی فون رکھنے لگی جب اسکے نظر ٹائم پر پڑی۔۔

دس بجے کا وقت دیکھتے اسکی پوری آنکھیں کھل گئ۔۔

ہوش میں آتے اسنے سر جھکاتے مرتسم کو دیکھا۔۔جو اسکے پہلو میں منہ دیے گہری نیند میں تھا۔۔

شاہ۔۔اسنے گھبرا کر اسے پکارا۔۔شاہ اٹھیں۔۔۔عینا نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

مرتسم نے کسمسا کر نیند سے بھری آنکھیں کھولتے زرا سا سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

سونے دیں جانم۔۔خمار بھری آواز میں بولتے وہ دوبارہ اسکے پہلو میں منہ چھپا گیا۔۔

شاہ پلیز اٹھیں۔ولی شائید اچکے ہیں۔دیکھیں دس بج چکے ہیں۔۔عینا نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

ناچار مرتسم کو اٹھنا پڑا۔۔

سیدھے ہوتے اسنے عینا کو دیکھا۔۔دونوں کی آنکھوں میں نیند کا خمار کا تھا۔۔

اسکی نظروں سے گھبرا کر عینا نے ڈوپٹہ سہی کیا۔۔۔

اب جائیں اپ۔۔وہ ہونٹ کاٹتی بولی۔۔۔

مرتسم جو اسکی خمار بھری آنکھوں میں کھویا تھا۔اسکی نظر اسکی بازو پر پڑیں۔۔

عین۔۔وہ پل میں سیدھا ہوا۔۔اپنے زخموں پر کچھ لگایا کیوں نہیں دیکھیں یہ اور خراب ہو رہے ہیں وہ اسکا بازو تھامتے فکر مندی سے بولا۔۔

اسکے جواب نا دینے پر مرتسم نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔وہ نم آنکھیں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔یوں جیسے آنکھوں میں قید کرلینا چاہتی ہوں۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔۔وہ اسکے آنسو صاف کرتا نرمی سے بولا۔۔وہ اس سے یہ نہیں کہ سکا ایسے مت دیکھے عین ورنا میرا جانا مشکل ہو جائے گا۔۔

مجھے یہ زخم محسوس نہیں ہوتے شاہ۔انکی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔۔وہ بہتے آنسوں سے بولی تھی۔۔

مجھے یہ جسمانی ز۔زخم اتنی تکلیف نہیں دیتے شاہ۔ جتنی آپسے دوری دیتی ہے۔اپنے مجھے سب کچھ سکھا دیا۔ا۔اس دنیا سے لڑنا بھی۔ل۔ لیکن اپنے بغیر رہنا نہیں سکھایا۔م۔میں کیا کروں ش۔شاہ۔م۔مجھ سے اپکی دوری برداشت نہیں ہوتی۔۔وہ ہوکیوں سے روتی بولی تو مرتسم نے بے اختیار اسے سینے میں بھینچا ایک آنسو باغی ہوتا اسکی آنکھ سے پھسل کر عینا کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔۔

بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔آئی پرومس میں سب ٹھیک کر دوں گا۔۔

کچھ دیر بعد وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بولا۔۔

بس اب اور نہیں رونا۔۔اسکے آنسو صاف کرتے نرمی سے بولا۔۔

عالم سے ملیں اپ۔۔اسکے بازو پر مرحم لگاتے مرتسم نے اس سے پوچھا۔۔

عینا بے ساختہ مسکرادی۔۔ہم۔۔اسنے سر ہلایا۔۔

بلا آخر مجھے میرا بھائی واپس مل گیا شاہ۔۔وہ خوشی سے بولی تو مرتسم بھی مسکرادیا۔۔

اپنا خیال رکھیئے گا۔۔اور اب رونا بلکل بھی نہیں۔۔کچھ دیر بعد اسکا ماتھا چومتے مرتسم نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تھا۔۔

آپ بھی۔۔وہ مسکراتے بولی تھی۔۔

اب جائیں بھی۔۔عینا نے اسے کھڑکی کی طرف دھکیلا۔۔

کچھ دیر تک اسے دیکھتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی واپس چلا گیا۔۔

عینا کتنی ہی دیر کھڑکی کو تکتی رہی۔وہ پاس تھا تو لگا تھا جیسے سب کچھ آباد ہو وہ گیا تو سب کچھ ساتھ لے گیا۔اسکے لیئے بس ویرانیاں چھوڑ گیا۔۔ابھی تو کتنا کچھ کہنا تھا اس سے۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے اپنی سوچوں کو جھٹکا۔۔

❤❤❤❤❤

میں تمہیں کہہ رہی ہوں نا کچھ نہیں ہو گا۔۔عینا نے اسے ہمت دیتے کہا۔

ہاں میرے شیر ہمت کر دیکھنا اسکا جواب ہاں میں ہی ہو گا۔۔

عادی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔

آج شیری نیناں کو پرپوز کرنے والا تھا اسنے سٹوڈیو کے بیک سائیڈ پر ساری تیاری کر رکھی تھی جہاں اسنے نیناں کو بلایا تھا۔۔

صبح ہوتے ہی اسنے عینا کو فون کر دیا تھا۔ لیکن وہ ہوسپٹل سے واپسی پر یہاں آئی تھی۔۔

جب تک نیناں آتی ہے تب تک ایک ٹرائے کر لیں۔۔وہ عادی سے بولا۔۔پتہ نہیں کیوں وہ بہت کنفیوز تھا۔۔

شیری میرے ساتھ کر۔۔ہائے کتنا ارمان ہے مجھے بھی کوئی لڑکا ایسے پرپوز کرے۔۔وشہ حسرت سے بولی تھی۔۔

شکل دیکھی ہے تونے جو کوئی لڑکا پرپوز کرے۔۔عادی اسے چڑاتے بولا۔۔

تم چپ کرو تم سے کسی نے رائے مانگی۔۔وہ منہ بناتے بولی۔۔

اچھا نا عادی سچ میں تو اسے کوئی نہیں کرنے والا اب ٹرائے میں ہی ارمان پورے کرنے دے۔۔عینا اسے آنکھ مارتی بولی تو وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہنس دیے۔۔

وشہ نے دونوں کو گھورا۔۔

شیری گلا کھنکھارتے اسکے سامنے کھڑا ہوا۔۔

میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تم سے۔۔وہ اسکے مقابل آتا بولا۔۔

بولو شیری میں سن رہی ہوں۔۔وہ شرمانے کی ناکام کوشش کرتے بولی۔۔

شہری گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔۔

آئی لو یو سوچ۔ میں تم سے بہت بہت پیار کرتا ہوں۔ پتہ نہیں کب کیسے کہاں۔ لیکن میں تمہیں اپنا دل دے بیٹھا۔۔ کیا تم میرا ساتھ قبول کرو گی۔۔مجھے زندگی بھر کے لیئے اپنا ساتھی منتخب کرو گی۔ کیا مجھ سے شادی کرو گی۔۔وہ اسکے سامنے انگوٹھی کرتے بولا۔۔

وشہ بمشکل ہسی کنٹرول کر رہی تھی۔۔

عینا اور عادی نے منہ پہ ہاتھ رکھتے انہیں دیکھا تھا۔۔

ہاں شیری کیوں نہیں تم جیسا ساتھی تو قسمت والوں کو ملتا ہے مجھے قبول ہے تمہارا ساتھ۔۔وہ بمشکل ہسی دباتی بولی تھی۔۔

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔وہ سنجیدہ ہونے کی کوشش کرتی بولی۔۔

بولو مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔۔شیری نے ہسی روکتے کہا تھا۔۔

تمہیں ہر لڑکی سے دوستی توڑنی پڑے گی۔۔ کوئی ٹینا، نینا، وینا اب سے مجھے تمہارے آس پاس بھی نہیں چاہئیں۔۔ وہ ایٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔

کیوں نہیں میرے لیے صرف تم امپورٹنٹ ہو باقی سب تو بس ٹائم پاس تھیں جنہیں آج کے بعد سے دیکھوں گا بھی نہیں۔۔

وہ سیدھا کھڑا ہوتا بولا تھا۔۔

اوکے تو پھر مجھے آپ قبول ہیں۔۔ وہ چہرے پر ہاتھ رکھے شرماتے بولی تھی۔۔

جبکہ عینا اور عادی کا قہقہ گونجا تھا۔۔

وہ لوگ تو مزاق میں یہ سب کر رہے تھے۔۔

لیکن انکے پیچھے کھڑی نیناں ساکت ہو چکی تھی انکی باتیں سنتی۔۔

وہ غلط فہمی کا شکار ہوئی تھی۔۔ نا ہوتی اگر شیری وہ ٹائم پاس والی بات نا بولتا۔۔

اس سے پہلے کہ اسے کوئی دیکھتا وہ تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔۔

بمشکل خود کو گاڑی تک گھسیٹتے وہ گاڑی میں بیٹھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسنے شیری سے سچی محبت کی تھی اس لگ رہا تھا کہ شیری نے بس اسکے ساتھ ٹائم پاس کیا ہے۔ اسے دھوکا دیا ہے۔ وہ وشہ سے پیار کرتا ہے۔۔

وہ اپنی غلط فہمی میں یہ بات بھی بھول چکی تھی کہ وشہ اور شیری یونیورسٹی میں لڑاکا بہن بھائی کے نام سے مشہور ہیں۔۔

تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے شیری۔میری محبت کا مزاق بنایا ہے۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔

وہ بہتے آنسوں سے بولی تھی۔۔

اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں۔۔

❤❤❤❤❤

اتنا ٹائم ہو گیا لیکن ابھی تک وہ آئی کیوں نہیں۔۔

اسکا انتظار کرتے انہیں کافی وقت ہو گیا تھا لیکن وہ نہیں ائی۔۔

شیری نے کتنے ہی فون کیے پہلے تو اسنے فون اٹھایا ہی نہیں اور پھر اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔

شائید کسی کام میں پھس گئی ہو۔۔اسکے چہرے پر پھیلی اداسی کو دیکھتے عینا نے کہا تھا۔۔

تھک کر وہ لوگ شام میں گھر لوٹ گئے۔۔

وشہ اور عادی نے عینا کو شاہ ولا واپس آنے کا کہا۔لیکن وہ ٹال مٹول کر گئی۔۔

وہ لوگ اصل بات سے ابھی انجان تھے۔۔انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ عینا کچھ دنوں کے لیئے ولی کے پاس رہنے گئی ہے۔۔

❤❤❤❤❤

کھانا اچھا بنا ہے نا۔۔وہ عالم کو کھانا سرو کرتے بولی۔۔

عالم نے مسکراتے سر ہلا دیا۔۔

وہ کسی ہوٹل رہنا چاہتا تھا لیکن ولی اور مہر نے اس بات پہ اسکی اتنی عزت کی تھی کہ اسنے دوبارہ نام نہیں لیا۔۔

آخر بنایا کسنے۔۔ولی فخریہ کالر جھٹکتے بولا۔۔

پھر بھی شاہ جیسا تو نہی۔۔عینا بے ساختہ ہمیشہ کی طرح بولنے والی تھی لیکن ولی کو دیکھتے وہ آدھی بات چھوڑتے سر جھکا گئی۔۔

عالم نے اسکی چپ کو بری طرح سے محسوس کیا تھا۔۔

ولی اسے یہاں آتے ہی سب کچھ بتا چکا تھا۔۔

وہ بس چاہتا تھا کہ زینی کا چیپٹر مرتسم کی لائف سے پوری طرح سے کلوز ہو جائے۔۔اور اب وہ عینا کو رخصت کر کے ہی یہاں سے بھیجے گا۔۔

آج کا دن کیسا گزرا تمہارا۔۔خاموشی محسوس کرتے ولی نے مسکراتے اس سے پوچھا تھا۔۔

اچھا تھا ہمیشہ کی طرح۔۔اسنے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

ولی عالم سے بزنس کی باتیں کرتا اب کھانا کھا رہا تھا۔

جبکہ وہ پلیٹ میں چمچ ہلاتے اب کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔

مجھے ریسٹورینٹ جانا ہے۔۔ آتے ہوئے دیر ہو جائے گی۔۔

ولی نیپکین سے منہ تھپتھپاتے بولا تھا۔۔

عینا نے اسے دیکھتے سر ہلا دیا۔۔

خیال رکھنا۔۔وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتا چلا گیا۔۔

عالم نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا تھا۔۔

وہ ویسی تو نہیں دکھ رہی تھی جیسی مرتسم کی بھجی گئ ویڈیوز میں دکھتی تھی۔۔

تب اسکے چہرے اور آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک سی دکھتی تھی۔۔خوشی دکھتی تھی لیکن اب تو اسکا چہرہ مرجھایا ہوا تھا کہ اسکی زبردستی کی مسکراہٹ بھی صاف پتہ چلتی تھی۔۔

مرتسم اسکی لائف میں کتنا امپورٹنٹ تھا وہ یہ بات اچھے سے جان چکا تھا۔۔

کیا تجھے کبھی انکی یاد نہیں ائ۔۔

وہ چمچ سے کھیلنے میں مصروف تھی جب عالم اچانک پوچھ بیٹھا۔۔

کسکی۔۔وہ چونک کر بولی۔۔

حسن بابا، عائشہ ماما، رمل آپی اور باقی سب کی۔۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا بولا جسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

مجھے بھلا انکی یاد کیوں آنے لگی۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔
تیرے ماں باپ ہیں وہ۔۔عالم نے حیرانگی سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔
وہی جو مجھے جیتے جی مار کر ایک بے نام قبر میں دفنا چکے ہیں جس پر وہ نا جانے کتنی ہی دفعہ فاتح پڑھ چکے ہیں۔۔وہ طنزیہ لہجے میں تلخی سے بولی تھی۔۔

عالم کو اسکے لہجے کی کڑواہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔

مہر انہوں نے جو بھی کیا اس وقت تیری حالت کے پیش نظر کیا تھا۔۔وہ سمجھانے والے انداز میں بولا۔۔

عالی تو بھائی تھا۔۔۔مانا تیرا سمجھ جاتا ہے تو خود اپنے گلٹ میں تھا۔تو نے انو کو بھی کھویا تھا۔۔ٹھیک ہے تم مجھے نہیں سنبھال سکتا تھا۔۔لیکن عالی وہ میرے ماں باپ تھے۔۔
وہ چمچ پلیٹ میں پٹختی بولی تھی۔۔

ماں کا خیر کوئی قصور ہی نہیں۔۔میرے تو باپ نے ہی مجھے مار دیا تھا۔۔وہ باپ جو کبھی مجھے نظروں سے اوجھل نا ہونے دیتا وہ یوں بیگانے لوگوں میں مجھے چھوڑ گیا۔۔ایک بار بھی پلٹ کر خبر تک نہیں لی عالی۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی ازیت سے بولی تھی۔۔

لیکن اب۔۔مہرماہ شاہ سیکھ چکی ہے انکے بغیر جینا۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کسی سے بھی۔۔

اب کوئی بھی چھوڑ جائے والی تو میں خاموشی سے اسے جانے دیتی ہوں کہ روکنے کا کیا فائیدہ وہ تو پہلے ہی جا چکا ہوتا ہے بس ایک وجود ہوتا ہے اسے قید کر کے کیا کرنا۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولتی جا چکی تھی۔۔

عالم کتنی کی دیر سن سا بیٹھا رہا۔۔یہ اسکی مہر تھی جو رشتوں کے معاملے میں بہت نازک رھی۔۔

نہیں یہ انکی مہر نہیں یہ مرتسم شاہ کی عین تھی۔۔اسنے ازیت سے آنکھیں میچتے سوچا تھا۔۔

شائید وہ نہیں جانتی کہ حسن بابا مرتسم اور ولی سے بچ میں ہیں ویسے ہی جیسے اس سے تھے۔۔عالم نے پر سوچ نظروں سے اسکے کمرے کے دروازے کو دیکھا تھا۔۔

مرتسم۔۔مرتسم۔۔ارسل نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

ہاں۔۔وہ چونکا۔۔

کہاں گم ہے کب سے بلا رہا ہوں تجھے۔۔۔

کہیں نہیں وہ سر جھٹکتے فائل کی طرف متوجہ ہوا۔۔

عین کے بارے میں سوچ رہا ہے۔۔

ارسل نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔ماہم اپیا نے اسے سب کچھ بتایا تھا۔۔

نہیں۔۔اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔

پھر ارسل نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔

مرتسم نے کچھ دیر اسے دیکھا اور پھر اسنے جو ارسل کو بتایا تھا۔۔وہ اس پر بم پھوڑنے کے برابر اتھا۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔وہ بے یقینی سے بولا تھا۔۔

مجھے بھی نہیں ہوا تھا۔۔مرتسم سنجیدگی سے بولا۔۔اسنے ابھی آدھی بات ارسل کو بتائ تھی۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی عین کی زات کے بارے میں کوئ کچھ جانے وہ ارسل کی کیوں نا ہو۔۔

کیا تجھے اس بات سے فرق پڑتا ہے کہ عین۔۔ارسل نے کچھے دبے الفاظ میں کہتے اپنی بات اُدھوری چھوڑی تھی۔۔

شٹ اپ ارسل۔۔مرتسم دباد باساغرایا تھا۔۔مجھے ناتوکل اس بات سے فرق پڑتا تھانااج۔۔

وہ میری عین تھی ہیں اور رہیں گی۔۔ڈیٹس اٹ۔۔انکی پہچان انکے وجود سے ہے۔۔بس میرے لیے یہی کافی ہے۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

اور زینی اسکا کیا۔۔

کیا تمہیں لگتا ہے کہ وہ پانی زبان کو کنٹرول میں رکھ پائے گی۔۔وہ پرسوچ نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

ڈونٹ وری وہ اپنی زبان کبھی نہیں کھولے گی۔اس معاملے میں تو کبھی نہیں۔۔وہ سائیڈ مسکراہٹ سے بولا تھا۔۔

اسکی مسکراہٹ میں کچھ تو تھا کہ ارسل چونکا تھا۔۔

لیکن فلحال چپ رہا۔۔

اور کون جانتا ہے اس بارے میں۔۔وہ کھڑے ہوتے بولا۔۔

ولی۔۔مرتسم نے ہونٹ بھینچتے کہا تھا۔۔

اسکے نام پر اسے کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔۔

❤❤❤❤

شیری نے بہت انتظار کیا لیکن اگلے کچھ دنوں تک نیناں یونیورسٹی آئی ہی نہیں۔۔اسنے کتنے ہی فون کر ڈالے۔۔اسکی دوستوں سے پوچھا لیکن کسی کو کچھ بھی نہیں پتہ تھا۔۔
آج وہ کتنے دن بعد یونی ائی تھی۔۔

شیری اسے دیکھ کے کھل اٹھا۔۔بلا آخر اسکا انتظار ختم ہوا۔۔اج وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار ہر حال میں کرے گا۔۔بس اسے کلاس ختم ہونے کا انتظار تھا۔۔

کلاس ختم ہوتے نینا باہر کی طرف بڑھ گئی اسے اچنبھا ہوا۔۔وہ اسے آج کچھ بدلی بدلی سی لگی۔۔

نینا۔۔نینا۔۔وہ اسکے پیچھے بھاگتا آرہا تھا۔۔
اسکے مقابل آتے وہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے گہرے سانس لینے لگا۔۔
کب سے بلا رہا ہوں تمہیں۔۔اواز نہیں آرہی تھی کیا۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھتا بولا۔

اسکے اچانک سامنے آنے پر اسے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔

لیکن پھر وہ اپنے تاثرات سپاٹ کر گئ۔۔

کہاں تھی تم اتنے دن اور میرا فون بھی نہیں اٹھایا۔۔ پتہ ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔۔

وہ فکرمندی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

وہ ضبط سے اسے دیکھتی رہی کیا بتاتی کہ اتنے دن اپنی اُدھوری محبت کا سوگ مناتی رہی تھی۔ اپنی محبت کا نام ونشان مٹا کر آج وہ لوٹی تھی۔۔

کیوں کیا ہوا۔۔ کوئی کام تھا۔۔ خود پہ قابو پاتے وہ عام سے لہجے میں بولی۔۔

کیا ہوا مطلب۔ میں صرف تمہیں کام سے یاد کر سکتا۔۔ وہ خفا ہوا۔۔

اچھا چھوڑو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔

وہ ہمت کرتا بولا۔۔

بولو۔۔ وہ ہنوز سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

یہاں نہیں تم چلو میرے ساتھ وہ اسکا ہاتھ پکڑتا بولا۔۔

شیری جو بات ہے یہیں بولو۔ورنہ میں جا رہی ہوں۔وہ کچھ چڑنے کے انداز میں بولی۔۔

اسنے مسکراتے اسے دیکھا اور یکدم اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔

اسے دیکھتے اس پاس کافی سٹوڈنٹس جمع ہونے لگے۔۔

وہ یونیورسٹی کا سنگر تھا تقریبا ہر کوئی اسے جانتا تھا کتنی ہی لڑکیوں کا کرش تھا وہ۔۔

یہاں تک کہ عادی اور وشہ کو پتہ چلا تو وہ بھی جلدی سے بھاگ آئے تھے۔۔

جبکہ نیناا سے یوں دیکھتی چونک گئ۔۔

نیناں مجھے نہیں پتہ مجھے کیا کہنا چاہئیے کیا نہیں۔

مجھے بس اتنا کہنا ہے کہ جب سے تم میری لائف میں آئ ہو۔۔تب سے کچھ انوکھا سا احساس ہے جو تمہاری طرف کھینچتا ہے۔۔

پہلے پہل تو یہ احساس سمجھ نہیں آیا لیکن اب سمجھ چکا ہوں۔۔

اس احساس کو محبت کہتے ہیں۔۔اور میں جان چکا ہوں کہ میں تمہاری محبت میں بری طرح سے گرفتار ہو چکا ہوں۔۔

کیا تم مجھے شہریار شاہ کو اپنی محبت میں شریک بناؤ گی۔ اپنا ہمقدم اپنا ساتھی،، انشورٹ مجھ سے شادی کرو گی۔

وہ اسکے سامنے انگھوٹی کیے محبت سے بول رہا تھا۔۔

نیناں ساکت سی اسے دیکھتی رہی۔۔

سٹوڈنٹس ہوٹینگ کرتے اسے ییس کہنے پر مجبور کرنے لگے۔۔

وہاں بہت سے لوگ ان دونوں کی لو سٹوری کو جانتے تھے۔۔

نینا سے یس۔۔

سے یس پلیز۔۔

ایسی بہت سی آوازیں گونج رہی تھی۔۔

جبکہ نینا کے آگے وہ منظر گھوم رہا تھا جب وہ وشہ کو بھی یونہی پرپوز کر رہا تھا اور اسے ٹائم پاس کہہ رہا تھا کیا وہ اسے ساتھ پھر کوئی کھیل، کھیل رہا تھا تو وہ اس بار ایسا کچھ نہیں ہونے دے گی۔۔

بولو نا نینا۔۔ شیری چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

عادی اور وشہ کھڑے بس اسکے جواب کے انتظار میں تھے کہ وہ ہاں کرے اور وہ بس دھوم دھڑ کا مچا دیں۔۔

نہیں۔۔ بھرے مجمے میں اسکی سپاٹ آواز گونجی تھی۔۔
اسکی نہیں پر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔۔
عادی اور وشہ نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

شیری کے چہرے کا رنگ اڑا۔۔
نیناں کیا کہہ رہی ہو۔۔ میں جانتا ہوں تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو اب یہ مزاق بند کرو اور سہی سے جواب دو۔ وہ بامشکل مسکراتے بولا تھا۔۔

سہی جواب ہی تو دے رہی ہوں میں۔۔ وہ سینے پر بازو باندھتی بولی تھی۔۔
شیری بے ساختہ اٹھ کھڑا ہوا۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تم جیسے لڑکے سے پیار کروں گی یا شادی جو لائف میں کبھی سیریس ہوا ہی نہیں۔ جسے ہر وقت بس مزاق مزاق اور مزاق چاہئے۔۔

وہ طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔۔

شٹ اپ نیناں۔۔۔ تمہیں انکار ہے تو ٹھیک ہے لیکن تمہیں کوئی حق نہیں میری یوں انسلٹ کرنے کا۔۔

وہ ضبط سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔

انسلٹ کس چیز کی سچ ہی تو بولا تھا۔ تم جیسے لڑکوں سے ہس کے بات کیا کرلو پتہ نہیں کیا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔۔

لیکن اس بھول میں مت رہنا کہ نیناشاہ تم جیسوں کے آگے بچھ جائے گی۔۔

وہ تنفر سے اسے دیکھتی بولہ۔۔

ارے تھوکتی بھی نہیں ہوں میں تمہاری اس دو ٹکے کی محبت پر جو آئے روز بدلتی رہتی ہے۔۔

وہ ہاتھ اٹھاتے اسے دیکھتی نفرت سے بولی تھی۔۔

بس کرو نیناں۔۔ تمنے نا کہہ دی تو بس۔ شیری کی محبت کی یوں تزلیل کرنے کا حق نہیں ہے تمہیں۔۔ وشہ سے رہا نہیں گیا تو وہ چیخ اٹھی۔۔

نیناں نے سلگھتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔
تمہیں تو مرچی لگیں گی ہی۔۔ وہ اسے دیکھتی طنزیہ بولی تھی۔۔
تینوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔
You know what
نیناں شاہ کا سٹینڈرڈ اتنا گرا ہوا نہیں کہ تم جیسوں سے بات کرے۔ وہ اپنے بال جھٹکتی بولی تھی۔ ایک نفرت بھری نگاہ شیری پر ڈالتے وہ چلی گئی۔۔

جبکہ شیری سکتے میں کھڑا رہ گیا۔۔ وہ چلی گئی۔۔ اسکی محں بت کو اسکی عزت کو سر عام روند کر۔۔۔۔

یکطرفہ محبت کا دکھ ہوتا تو وہ برداشت کر لیتا لیکن وہ تو اسے اسکی اوقات دکھا گئی تھی۔۔ بھری محفل میں۔۔

سب لوگ افسوس سے نینا کو دیکھ کر رہ گئے جو ایک ہیرے کو جھٹک گئ تھی۔۔

شیری۔۔عادی اسے کچھ کہنے کے لیئے آگے بڑھا۔لیکن وہ تیزی سے وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔

وشہ اور عادی اسکے پیچھے بھاگے لیکن وہ گاڑی بھگاتے وہاں سے جا چکا تھا۔۔

شٹ۔۔اب کیا ہوگا۔۔دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

عینا کو فون کر۔۔وشہ نے جلدی سے کہا تھا۔۔

عادی نے نکالتے عینا کو فون کیا۔۔

اسے ساری سچویشن بتاتے وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔۔

وہ سیدھا سٹوڈیو آیا تھا۔۔

کتنی ہی دیر ہونٹ بھینچے کانپتے وجود سے اپنے ہاتھوں کی لکیریں دیکھتا رہا۔پگر یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

اگر اسکی محبت یکطرفہ ہوتی تو وہ یہ غم بھی ہستے ہستے سہہ لیتا لیکن وہ تو اسکی شریک تھی۔اسکے ساتھ قدم بڑھانے والی۔۔اسکے جزبات پہ ہاں کی مہر لگانے والی۔۔

تو پھر کیوں وہ آج یوں اسکی محبت کو دو ٹکے کا کر گئ۔۔

شیری۔۔۔عینا کو جب عادی نے فون کیا تھا تو سیدھا یہیں آئ تھی وہ جانتی تھی وہ یہیں ہو گا۔۔

وہ کانپ کر رہ گئ تھی اسکی حالت دیکھتے۔۔

عادی،وشہ،اور شیری اسکے لیئے چھوٹے بہن بھائ سے زیادہ چھوٹے بچوں جیسے تھے۔۔

جو غلطی کر کے سزا سے بچنے کے لیئے اسکے پیچھے چھپ جاتے تھے۔۔۔

شیری۔۔وہ تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔

شیری نے نم بھیگا چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔

وہ چلی گئ عین۔۔وہ چلی گئ میری محبت روند کے اسے دو کوڑی کا کر گئ۔۔میری محبت اُدھوری رہ گئ عین۔مہری محبت اُدھوری رہ گئ۔۔

وہ اسکے کندھے پر سر رکھتا پھوٹ کر رو دیا۔۔

وہ کوئ میچیور مرد تو تھا نہیں جو یہ غم برداشت کر جاتا۔۔

وہ ایک ٹین ایج لڑکا تھا۔۔لیکن اسکے جزبات سچے تھے۔۔

اسکا دل ابھی محبت کے معاملے میں کچا تھا۔۔وہ یہ صدما برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔

شیری ادھر دیکھ میری طرف۔۔ریناں نے زبردستی اسے اپنے سامنے کیا۔۔

وہ تجھ سے پیار کرتی ہے شیری۔۔ تو ہی کہتا تھا۔۔یقین کچھ ہوا ہو گا جو اسنے ایسا کیا۔۔ کوئی مجبوری کوئی غلط فہمی کچھ تو۔۔ ورنہ مینے خود اسکی آنکھوں میں تمہاری لیے محبت دیکھی ہے۔۔وہ پیار سے اسے سمجھاتی بولی۔۔

وہ اسکی بات پہ یکدم ٹھہر گیا۔۔۔ اپنی انکھیں صاف کرتے اسنے عجیب نظروں سے عینا کو دیکھا۔۔ ہاں عین تو سہی کہہ رہی ہے۔غلط فہمی ہوئی تھی، اسے نہیں مجھے۔میں سمجھتا تھا کہ آنکھوں کے جزبے سچے ہوتے ہیں۔۔ لیکن نہیں عین آنکھوں کی کہانیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔اسنے آج تک منہ سے تھوڑی بولا تھا۔یہ تو میں ہی تھا کہ جو اسے کیا سے کیا مقام دے بیٹھا۔۔
وہ سختی سے ہونٹ بھینچتے خود پہ قابو پاتا بولا تھا۔۔عینا جہاں تھی وہیں تھم گئ۔۔

اسکے کانوں میں بس ایک ہی بات گونج رہی تھی۔۔
آنکھوں کی کہانیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔۔انکھوں کے جزبے سچے نہیں ہوتے۔۔
مرتسم نے بھی تو آج تک اس سے اقرار نا مانگا نا کیا۔۔
وہ تو بس اسکی آنکھوں کے پیغام پر یقین کرتی تھی۔۔وہ بری طرح سے الجھی آخر کس پر یقین کرے
۔۔

سر جھٹکتے اسنے شیری کو دیکھا جو اب خود پر قابو پاتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔

وہ خالی نگاہوں سے بس اپنی لکیروں کو دیکھتی رہی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مرتسم رات گئے تک گھر لوٹا تھا۔۔وہ سیدھا اپنے کمرے میں جانے لگا جب ماہم کی آواز پر ٹھہر گیا۔۔

کیا وہ اتنی ضروری ہے مرتسم کہ تم اسکے لئیے اپنوں کو بھی نظر انداز کر گئے ہو۔۔ماہم نم آواز میں اسے دیکھتے بولی تھی۔۔

مرتسم نے بے ساختہ لب بھینچے تھے۔۔

اپیا اپ اتنی رات کو کیوں جاگ رہی ہیں۔۔وہ انکی طرف آتا نرمی سے انہیں اپنے حصار میں لیتا بولا تھا۔۔

میری بات کا جواب دو مرتسم۔۔عینا اتنی ضروری کیوں ہے۔۔ کہ اسکے پیچھے خود کو یوں نظر انداز کر رہے ہو۔۔

اسکی بکھری حالت دیکھتی بولی۔۔

راتوں تم گھر نہیں آتے ہو۔ سارا دن آفس میں گزارتے ہو۔۔اور گھر آتے بھی ہو تو اس سگریٹ کو پھونکتے گزار دیتے ہو۔۔

باقی سب کو تو تم نظر انداز ہی کر گئے مرتسم۔۔

وہ نم آواز میں بولی تھی۔۔

مرتسم سر جھکائے انہیں سنتا رہا۔۔

ماما، بابا کے بعد میرے لیئے تم ہی تو انکی نشانی ہو تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیسے برداشت کروں گی۔۔

وہ رو پڑیں۔۔

اپیا پلیز۔۔ مرتسم انہیں خود سے لگاتا بے بسی سے بولا۔۔

اوکے ایم سوری۔۔ میں آئیندہ سے دھیان رکھو گا۔ پلیز سٹاپ کرائینگ۔

وہ التجائیہ بولا تھا۔۔

وعدہ کرو۔۔ اپنا دھیان رکھو گے۔۔ وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی بولیں۔۔

وعدہ۔۔ وہ انکے آنسو صاف کرتا نرمی سے بولا تھا۔۔

میں وعدہ کرتا ہوں آئیندہ ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جس سے آپ ہرٹ ہوں۔۔ وہ انکے سر پہ بوسہ دیتا بولا۔۔

اب جائیں سو جائیں۔۔ میرے لیے اتنی رات تک مت جاگا کریں۔۔ وہ دھیرے سے مسکراتا بولا۔۔

ماہم اسے بھی سونے کا کہتی چلی گئی۔۔

مرتسم نے ایک نظر روحا ماما کے بند کمرے پر ڈالی۔۔بے ساختہ ہی انکے کمرے کی طرف قدم بڑھا گیا۔۔

آہستہ سے دروازہ کھولتے اسنے اندر جھانکا انہیں جاگتا پا کر لب بھینچ گیا۔۔

آجاؤ بچے۔۔وہ تسبیح کرتی اسے دیکھتی نرمی سے بولیں۔۔

وہ شرمندہ سا ہو گیا۔۔

آپ ابھی تک کیوں جاگ رہی ہیں۔۔وہ جانتا تھا وہ اسکے ہی انتظار میں جاگ رہی تھیں پھر بھی پوچھ بیٹھا۔۔

اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی جو ماں کو بھول ہی گیا۔۔وہ نرمی سے مسکراتے بولی۔۔

ایسی بات نہیں ہے ماما بس کام میں بزی تھا۔۔وہ انکے پاس بیٹھتا دھیمے لہجے میں بولا۔۔

وہ کچھ دیر اسکا چہرہ دیکھتی رہیں۔

کیا بہت یاد آرہی ہے وہ۔۔وہ اسکے چہرے کو دیکھتی بولیں۔۔

مرتسم نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔پھر آہستہ سے مسکرا دیا۔۔

وہ بھولتی ہی کب ہیں۔۔دھیمے لہجے میں کہا۔۔تو روحا مسکرا دی۔۔

تمہارے بابا بھی ایسے ہی تھے۔۔

وہ ماضی کو یاد کرتیں مسکراتے بولیں۔۔

تمہاری ماما زرا دیر کے لیئے اگر انکی نظروں سے اوجھل ہو جاتیں تو وہ گھر سر پہ اٹھا لیتے تھے۔۔

وہ ہنستے بولی۔۔

سکندر بابا بھی تو آپکو لے کر اتنی ہی پوزیسیو تھے۔۔مجھے بی جان نے بتایا تھا۔۔وہ انکے ہاتھ تھامتا بولا مسکراتے بولا۔۔

تو وہ آہستہ سے سر ہلا گئیں۔

لیکن بچے وہ دور تھوڑی گئ ہی۔کچھ دن کی ہی تو بات ہے۔۔پھر تو ہمیشہ کے لیئے تمہارے پاس آ جائے گی۔۔ لیکن تم نے اپنی حالت بلکل ہی دیوانوں جیسی کر لی ہے۔۔ وہ اب سنجیدگی سے اسے دیکھتی بولیں۔۔

ماما بات دور یا پاس رہنے کی نہیں ہے۔۔

پچھلے دو سال سے ایسا کوئی دن نہیں گزرا جب مینے صبح انہیں اپنے سامنے نا دیکھا ہو۔رات میں گھر آتے بھی وہ میرے سامنے ہوتیں۔

دن میں کتنی ہی بار وہ فون پہ بات کرتیں۔۔۔وہ پورا دن ہی تو میرے آس پاس رہتی تھیں۔۔

مجھے بری طرح سے انکی عادت لگ چکی ہے ماما اور آپ جانتی ہیں عادت محبت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔۔

وہ بے بسی سے انہیں دیکھتا بولا تھا۔۔

میں یہ نہیں کہتا کہ انکے انے سے پہلے میں زندہ نہیں تھا یا زندگی نہیں گزر رہا تھا۔۔

نہیں۔انکے آنے سے پہلے بس زندگی گزار رہا تھا۔اپنو کے لیئے۔۔
لیکن انکے انے بعد زندگی جینے لگا ہوں۔۔اپنے لیے۔۔
وہ اسے یاد کرتا دھیمے لہجے ہیں بولتا جا رہا تھا۔۔
روحا نے اسے نہیں ٹوکا وہ چپ چاپ سنتے گئیں۔۔

ایسا بھی نہیں تھا کہ ان سے پہلے میں ہستا نہیں تھا یا خوش نہیں ہوتا تھا۔۔ہستا تھا خوش ہوتا تھا لیکن اپنوں کے لیئے۔۔

لیکن ماما جب سے وہ آئ ہیں نا تو میں اپنے لیئے مسکرانے لگا ہوں۔۔اپنے لیے خوشیاں تلاشنے لگا ہوں۔۔
میں ایک بے رنگ زندگی گزار رہا تھا۔۔

لیکن انکے انے کے بعد میری زندگی رنگوں سے بھر گئ۔۔

انکی چھوٹی موٹی شرارتوں نے زندگی میں ایک چٹخارہ بھر دیا۔۔وہ اسکی شرارتیں یاد کرتا مسکرایا تھا۔۔

انکے بچپنے نے میرے اندر سوئے ایک بچے کو بھی جگا دیا۔۔

پتا ہے ماما وہ جب مجھ سے ضد کرتی ہیں۔۔ کوئ شرارت کر کے میرے پیچھے چھپتی ہیں۔۔بچوں کی سی حرکتیں کرتی خوش ہوتی ہیں تو میری روح تک سرشار ہو جاتی ہے۔۔۔

یوں لگتا ہے جیسے کسی نے جسم میں جان بھر دی ہو۔۔

وہ انکے ہاتھ تھامتی مسکراتے لہجے میں بول رہا تھا۔چہرے پر واضح خوشی تھی۔۔

انہوں نے بے ساختہ ہی دل میں ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

عینا نے میری زندگی رنگوں سے بھر دی ہے ماما انکے جانے سے میری زندگی سیاہ ہو جائے گی۔۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا۔۔

اللانا کرے بچے۔۔روہا ماما دہل کر بولی تھیں۔۔

انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے بہت جلد۔پریشان مت ہو۔سب اللہ پہ چھوڑ دو۔۔

وہ اسکا ماتھا چومتے بولیں تھیں۔۔

میں آپکے آپس سو جاوں۔۔وہ بچوں کی حسرت لیے بولا تھا۔۔

کیوں نہیں میری جان۔۔

وہ مسکراتی بولی تھی۔۔مرتسم انکی گود میں سر رکھتے آنکھیں موند گیا۔۔

آج سالوں بعد وہ پھر سے انکی ممتا بھری آغوش میں سویا تھا۔۔

وہ ستائیس سالہ مرد کسی بچے کی طرح سمٹ کر ماں کی آغاز میں چھپا تھا۔۔

ماں تو آخر ماں ہی ہوتی ہی۔۔

ماں کی آغوش سات سالہ بچہ یا ستائس سالہ مرد نہیں دیکھتی وہ تو ہمہ وقت ممتا کی تڑپ سے بھری رہتی ہے۔۔

❤❤❤❤❤

امن بے یقینی سے سامنے رکھی فائل کو دیکھ رہا تھا۔۔

عارض کا سچ،عینا کا سچ وہ کس پہ یقین کرے۔۔

اسکے سامنے عارض پچھلے سات سال کا ریکورڈ پڑا تھا۔۔

اور اسکے ساتھ ہی مہر ماہ شاہ کا۔۔

دونوں کا ایک ہی یونیورسٹی میں ہونا۔۔

عارض کا جھوٹ بولنا کہ اسکے ماں باپ پاکستان میں ہیں۔

اسکا آئے دن نئی لڑکیوں سے ریلیشن ہر چیز واضح تھی۔

دوسری طرف مہرماہ سے عیناشاہ تک کی زندگی کا سفر اسکے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح پڑا تھا جس پہ وہ بے یقین تھا۔۔

اسنے تو عارض کو چھ ماہ پہلے پاکستان بلایا تھا۔ لیکن عارض تو پچھلے دو سال سے پاکستان تھا۔۔

جو اس بات کی وضاحت کر رہا تھا کہ مہرماہ شاہ کا بولا گیا ایک ایک لفظ سچ ہے۔۔

سر یہ کچھ تصویریں بھی ہیں۔ جو کچھ دن پہلے لی گئی ہیں۔۔

وہ اسکے سامنے ایک لفافہ رکھتا بولا۔۔

امن کی ساکت پلکوں میں جنبش ہوئی۔۔۔ اسنے پاس کھڑے سب گارڈز سمیت اسے بھی اشارہ کیا وہ سب وہاں سے چلے گئے۔۔

اسنے ٹرانس کی سی کیفیت میں لفافہ کھولتے چاک کیا تھا۔۔

دھڑکتے دل سے اسنے تصویریں اٹھائیں۔ اسکے سر پر جیسے آسمان ٹوٹا تھا۔۔

Novelistan

وہ عارض تھا بلاشبہ اسکا عارض لیکن اسکے ساتھ کھڑا آدمی وہ اسے اچھے سے پہنچانتا تھا وہ کنگ کا آدمی تھا۔ کنگ کا خاص ادمی, اسکا رائیٹ ہینڈ۔۔

وہ عارض کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا شاباشی دینے کے انداز میں۔۔

کسی تصویر میں وہ اسے کوئی بیگ دے رہا تھا۔ امن اچھے سے جانتا تھا ان بیگز میں ڈرگ ہوتی ہے۔۔

کسی میں پیسے دے رہا تھا تو کسی میں وہ گن پکڑے کھڑا تھا۔۔

لیکن کیوں اور کب۔۔

کب امن کی نگاہ اس پر سے ہٹی اور وہ اتنا بھٹک گیا۔۔

وہ تو اس بات سے مطمئین تھا کہ عارض پچھلے سات سال سے کینیڈا میں ہے۔۔ لیکن وہ انجان تھا کہ عارض کنگ کے ہتھے چڑھ چکا ہے۔۔

اسے کنگ سے حد سے زیادہ نفرت محسوس ہو رہی تھی جسنے اسکے پاس کوئی رشتہ نہیں چھوڑا تھا آج عارض کو بھی اپنے جیسا بنا یا لیا۔۔

وحشت سے اسنے اپنے بال مٹھی میں جکڑے۔۔

مہر ماہ شاہ کا کہا گیا ایک ایک لفظ سچ کی عکاسی کر رہا تھا۔

صرف عارض ہی نہیں وہ بھی مجرم تھا اسکا کیونکہ وہی تو پناہ دیے ہوئے تھا اسکے مجرم کو۔۔

آج سالوں بعد اسکی ساکت خشک آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔۔

آنسو ٹوٹ کر اسکی داڑھی میں جذب ہوئے تھے۔۔

عارض کو اسنے بھائی سے بڑھ کر ایک باپ کا پیار دیا تھا اور اسی نے اسکا مان بھروسہ بری طرح سے توڑ دیا تھا۔۔

عارض نے آج پھر سے اسے بری طرح سے توڑ کے رکھ دیا تھا۔۔

کیا قصور تھا اس نازک جان کا جسے یہ سب بھگتنا پڑا۔۔

اہہ۔۔ کیوں۔ کیوں کیا تم نے ایسا کیوں۔۔ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کرتا دھاڑا تھا۔۔

کیوں کیا تمنے ایسا۔۔ اخر کیا کمی تھی میری محبت میں۔۔

ایسی کیا چیز تھی جسنے تمہیں انسان سے حیوان بنا دیا کیوں۔۔

ٹیبل کو ٹھوکر مارتے وہ دھاڑا تھا۔۔

آنسو ٹوٹ، ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ جبکہ وہ درد کی انتہا سے سسکتا گھٹنوں کے بل گرا تھا۔۔

آخر کیا قصور ہے میرا جسے ہر رشتے کے بدلے صرف دھوکا ملتا ہے۔۔

آخر بتاتے کیوں نہیں۔۔

وہ کھڑکی سے نظر آتے آسمان کو دیکھتے دھاڑا تھا۔۔

یوں لگتا تھا جیسے خدا سے مخاطب ہو۔۔ کیوں ہر بار مجھے ازیت دیتا ہے۔۔

میری بے بسی کا تماشہ دیکھتا ہے۔۔ لیکن میں نہیں مانگو گا تجھ سے، تو نے کبھی میری نہیں سنی۔ میں نہیں جھکوں گا۔۔

وہ آسمان کو دیکھتا انگلی اٹھا کر ضدی لہجے میں بولا تھا۔

یوں جیسے کوئی بچہ اپنا پسندیدہ کھولنا نا ملنے پر ناراض ہو۔۔

نہیں یاد کروں گا تجھے نہیں کروں گا۔۔ وہ خود میں سمٹ کر بیٹھتا بڑبڑانے لگا۔

اسکی حالت قابل رحم تھی۔۔

سالوں پہلے جو خدا پر سے یقین کھوتا بھٹک چکا تھا۔۔ نہیں جانتا تھا وہ اسکی آزمائش تھی جس میں وہ ناکام ہوا تھا۔۔

لیکن خدا نے اسے ایک اور موقع دیا تھا۔۔ اسے واپس اپنی طرف بلانے کا ایک ذریعہ بنایا تھا۔۔

آج پھر سے اسکی آزمایش شروع ہوئی تھی۔۔ مہرماہ شاہ کے روپ میں۔۔

کہتے ہیں خدا نے جب کسی کو راہ راست پر لانا ہونا ہوتا ہے تو وہ انسان کو کسی لاحاصل کے عشق میں گرفتار کر دیتا ہے۔۔

اسکے دل میں عبادت کی طرح اس عشق کو ڈال تو دیتا ہے لیکن اسے عطا نہیں کرتا۔۔

اور بندہ اس عشق کی تڑپ میں اپنے رب کے نزدیک سے نزدیک ترین کھینچا چلا آتا ہے۔۔

امن ملک کو بھی خدا نے زنجیر ڈالی تھی مہرماہ شاہ کے عشق کی زنجیر جسکے حصول کے لیئے کے لیئے اسے خدا سے رجوع کرنا تھا۔۔

اور ہر حال میں اسے آگے سجدہ ریز ہونا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

ولی۔۔وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا باہر کی طرف بڑھ رہا ہے جب عینا کی آواز پر ٹھہر گیا۔۔

جی بچے۔۔۔ مسکراتے اسکی طرف مڑا۔۔

مجھے بات کرنی ہے آپسے۔۔وہ ابھی ہوسپٹل سے آئی تھی۔۔اسکی آج فرسٹ ٹائم ڈیوٹی تھی۔۔اس لیے وہ اب گھر نظر آرہی تھی۔۔

ہاں بولو۔۔ولی نے نا سمجھی سے اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔۔

اپنے کیا سوچا ہے ولی۔۔عینا نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہو چھا۔۔

کس بارے میں۔وہ الجھا۔۔

زہرہ کے بارے میں بات کررہی ہوں میں ولی۔۔وہ ہنوز سنجیدگی سے بولی۔۔

وہ پل میں سیدھا ہوا۔۔زہرہ کا ذکر یوں اچانک سے کہاں سے اگیا۔۔

وہ نظریں چرا گیا۔۔

وہ آج ہوسپٹل آئی تھی۔۔اسکا لاسٹ ائیر بھی کمپلیٹ ہو چکا ہے۔۔ہاوس جاب شروع ہو چکی ہے اسکی ولی اور۔۔

وہ بات کرتے چپ ہو گئی۔۔

اور۔۔؟ولی نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔

اور یہ کے اسکے ماں باپ رشتہ دیکھ رہے ہیں اسکا۔۔نا صرف یہ بلکہ اسکے لیئے کچھ پرپوزل بھی آئے ہیں۔۔ابکی بار وہ نظریں چراتی بولی۔

ولی نے سن کر ہونٹ بھینچے تھے۔۔

اسے اس پاگل لڑکی پر حد درجہ کا غصہ آیا تھا۔۔

وہ عینا کی وجہ سے اس سے زرا غافل کیا ہوا اسکے تو پر ہی نکل ائے۔۔

مٹھیاں مینچتے اسے خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔

فکر مت کرو بچے میں دیکھ لوں گا۔۔

نرمی سے عین اسکے گال تھپکتے وہ اگلے ہی پل وہاں سے نکلا تھا۔۔

عینا پہلے ہی شیری کی وجہہ سے اور اب ولی کے لیئے بہت پریشان تھی۔۔

وہ ٹینشن سے پیشانی مسلتی اب شیری کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔

اسکارخ اب ریسٹورینٹ کی بجائے اسکے ہوسپٹل کی طرف تھا جہاں اسکی ہاؤس جوب کر رہی تھی۔۔

فاسٹ ڈرائیونگ کرتے وہ آدھے گھنٹے کا راستہ پندرہ منٹ میں طے کر آیا تھا۔۔

تیزی سے آگے بڑھتے انسے ریسیپشن سے اسکا پوچھا۔۔

اسکے بتانے پر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔

تڑڈ فلور پر جاتے ہی وہ اسے سامنے ہی کسی ڈاکٹر سے بات کرتی نظر آئ تھی۔۔

میل ڈاکٹر جسکی نظریں اسکے چہرے پر تھی لیکن وہ اس سے انجان فائنل پر نظریں مرکوز کیے سنجیدگی سے کچھ بولتی جارہی تھی۔۔ڈوپٹہ سر سے پھسل چکا تھا۔چہرے کے اطراف میں دو لٹیں جھوم رہی تھیں۔۔

اسکی تنی ہوئ رگیں کچھ اور تنی تھیں۔۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔ جھٹکے سے اسکا ہاتھ کھینچتے اپنے سامنے کیا تھا۔۔

وہ اچانک افتاد پر گھبرائ۔۔ لیکن اپنے سامنے ولی کو دیکھتے اسکی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔

اسکی غصے سے سرخ آنکھیں دیکھتے زہرہ نے تھوک نگلا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے مسٹر۔۔ چھوڑیں زہرہ کو۔۔وہ ڈاکٹر جو ابھی زہرہ کو گھور رہا تھا سنجیدگی سے ولی کو دیکھتے بولا۔۔

اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا ہے۔اپنی پرابلم۔۔ولی زہرہ سے نظریں ہٹاتا تیکھی نظروں سے اس ڈاکٹر کو دیکھتا بولا۔۔جو حیران کھڑا رہا تھا۔۔

جبکہ زہرہ نے اسکے جھوٹ پر منہ کھولتے اسے دیکھا۔۔

ولی کچھ بھی کہے بغیر اسکا ہاتھ تھامے اپنے ساتھ کھینچتا لے جا رہا تھا۔۔

ایک خالی روم دیکھتے اسنے تیزی سے اسے اندر دھکیلتے دروازہ بند کیا تھا۔۔

ولی نے دروازہ بند کرتے اسے دروازے سے پن اپ کیا اور اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اسپر جھک ایا۔

زہرہ کی چیخ نکلتے بچی تھی۔۔

ی۔یہ۔ک۔کیا کر رہیں آپ۔۔وہ گھبرائی سی بولی۔۔اسکے یوں جھکنے سے اسکی گرم سانسیں اسکا چہرہ جھلسا رہی تھی۔۔

ولی نے اسکا جبڑا دبوچا۔۔کیا تم بھول گئ ہو کہ یہ ڈوپٹہ سر پر لینے کے لئیے ہوتا ہے۔۔گلے میں ڈالنے کے لئیے نہیں۔۔وہ دروازے پر ہاتھ مارتا دوسرے ہاتھ سے اسکے دوپٹے کا کونا تھامتا ڈھاڑا تھا۔۔

زہرہ ڈر سے اچھلی۔۔اسنے تیزی سے کانپتے ہاتھوں سے دوپٹا سر پہ پھیلایا۔۔

کیا تم انجان تھی کہ وہ ڈاکٹر کس طرح سے گھور رہا تھا تمہیں۔۔

مینے تو سنا تھا کہ ایک لڑکی اپنی طرف اٹھنے والی ہر نگاہ جان جاتی ہے۔پھر تمہاری عقل پر کیوں پتھر پڑے ہیں۔۔وہ اسکے منہ پر دھاڑا تھا کہ ڈر سے اسکی چیخ نکلی۔۔

وہ آج یوں زندگی میں پہلی بار اس پہ غصہ کر رہا تھا۔۔اسنے کبھی اسے غصے میں دیکھا ہی نہیں تھا۔بہت ہی نرم لہجے میں بات کرتا تھا وہ۔۔جانے کیوں آج وہ اس قدر غصے میں تھا۔۔

اس سے ڈر کر بے ساختہ ہی اسکی شرٹ مٹھیوں میں دبوچ گئ۔۔

اسکی اس حرکت پر ولی کا دل دھڑکا تھا۔وہ جو غصے سے پاگل ہوا تھا۔اسے یوں ڈر سے تھر تھر کانپتے دیکھ غصہ پل میں جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔۔

میری طرف دیکھو۔اسکی تھوڑی دبوچتے وہ مصنوعی غصے سے بولا۔۔

زہرہ نے لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا۔۔۔اسکی آنکھوں میں نمی دیکھتے ولی نے خود کو سو دفعہ ملامت کیا۔۔

کیا تمہارے لیے کوئی رشتہ آیا ہے۔۔اسکی آنکھوں میں جھانکتے وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

زہرہ نے تھوک نگلا۔۔

کچھ پوچھا ہے مینے۔۔وہ سختی سے بولا۔۔

ہ۔ہاں۔۔وہ جلدی سے بولتی سر جھکا گئ۔۔

کیوں۔۔وہ پھر سے ڈھاڑا۔۔۔اسکا جو غصہ بیٹھا تھا وہ پھر سے عود آیا۔۔

مینے تم سے کہا تھا نا تم میری صرف میری تو پھر کیوں۔کیوں اور تمہیں اپنا بنانے کے خواب بھی سجائے۔۔

کس حق سے ہاں۔۔

وہ اسکو بازوں سے دبوچتا ڈھاڑا۔۔

زہرہ نے نم ہوتی آنکھوں سے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔۔

بولو جواب دو مجھے آخر ہمت کیسے ہوئ تمہاری یہ جرات کرنے کی۔۔وہ پھر سے دھاڑا تو زہرہ کی چیخ نکلی۔۔

س۔سائیں۔۔وہ بے ساختہ اسے لگتی لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔

ولی کا وجود یکدم ٹھہر گیا۔۔دل ڈھڑک کر پاگل ہوا تھا۔۔

کیسا غصہ، کہاں کا غصہ وہ تو بس اسکے لبوں کی اس حرکت پر ہی آپا کھو بیٹھا تھا۔۔

اسنے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔

زہرہ جو اسکے ڈر سے کانپ رہی تھی اسکی آنکھوں میں یکدم الگ سا خمار دیکھتے وہ گھبرا ئ۔۔

سائیں۔۔بے ساختہ اسے پکار بیٹھی۔۔

وہ بار بار سائیں کہتے اسکے دل کا چین و قرار لوٹ رہی تھی۔۔ولی کا دل کیا اسکے لبوں کی اس جسارت پر اسے اپنے لبوں سے میٹھی سے سزا دے۔۔لیکن فلحال وہ اس پر یہ حق نہیں رکھتا تھا۔۔

زہرہ مسلسل اسے خود کو یوں گھورتے پا کر کانپتی تھی۔۔

سا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ پھر سے بولتی ولی نے تیزی سے اسکے لبوں پر اپنا ہاتھ جمایا تھا۔۔

یکدم ہی وہ جھکتے اپنے ہاتھوں تلے اسکے پنکھڑیوں جیسے دبے لبوں کی جگہ پر ہونٹ رکھ گیا۔۔

زہرہ لرز گئ تھی اسکی جسارت سے۔۔

ولی کے ہاتھ اسکے ہونٹوں پر تھے لیکن ولی کے ہونٹ اسکے ہونٹوں کے اوپر رکھے اپنے ہاتھ پر تھے۔۔

زہرہ کی آنکھیں پوری طرح پھیل گئ۔۔اسکی بے باکی پر وہ سرخ پڑی تھی۔۔

وہ اس سے آزاد ہونے کے لیئے کسمسائ۔۔

ولی اسکے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹاتا اسے بازوں کو دبوچ گیا۔۔

آئیندہ اگر تمہاری دہلیز پہ کوئ تمہارے نام کی امید لے کر آیا تو یاد رکھنا زہرہ نور انگلی بار میرے ہاتھ بیچ میں نہیں ہونگے اور نا ہی میرے ہونٹوں کی جسارتیں صرف تمہارے ان نازک لبوں پر ہوں گی بلکہ تمہارے وجود کے ہر ایک حصے پر اپنی چھاپ چھوڑیں گے۔۔

تیار کر لو خود کو میری شدتوں کے لیئے۔اپنی ایک ایک غلطی کی سزا بھگتنے کے لیئے۔۔ارہا ہوں بہت تمہیں اپنے ہمیشہ کے لیئے اپنے نام کرنے۔۔تب تک اپنے اس چھوٹے سے دماغ میں کسی اور کو سوچنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنا پھر جو میں کروں گا نا وہ تم سے برداشت نہیں ہو پائے گا۔۔

اسکے سر پر انگلی رکھتے اسنے دبے دبے انداز میں اسے وارن کیا تھا۔۔

وہ اسکی بے باکی میں کہی گئ باتوں پر بری طرح سے سرخ پڑی۔

سمجھ گئ میری بات۔۔وہ پھر سے غصے سے چیخا تو وہ وہ جلدی سے سر ہلا گئ۔۔

ولی نے اسکے سرخ روئے روئے سے چہرے کو دیکھتے بے ساختہ ہی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں تھیں۔۔

جاو۔۔ سنجیدگی سے اسے دیکھتے کہا تو وہ دروازہ کھولتی ایک سیکینڈ میں وہاں سے بھاگی تھی۔۔

کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔۔وہ اسکی پشت دیکھتا گہری سوچ میں گم تھا۔۔

❤❤❤❤

آج تین دن بعد وہ یونیورسٹی لوٹا تھا۔۔ان تین دنوں میں وہ مسلسل بخار میں پھنک رہا تھا۔۔عینا,عادی ،وشہ یہاں تک کہ شاہ والے کا ہر فرد اس سے ملنے آتے رہے تھے۔۔

عینا کے منع کرنے کے باوجود وہ آج یونی اگیا۔۔

آج اسکا کنسلٹ تھا۔۔وہ گانے کی حالت میں نہیں تھا لیکن پھر بھی چلا آیا۔۔۔

عادی اور وش کو انتظار کرنے کا کہتے خود جانے کہاں گم ہو گیا۔۔

مخصوص جگہ پر پہنچتے اسنے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو وہ سامنے ہی اسے نظر اگئ۔۔

کیوں بلایا ہے مجھے۔۔اب کچھ رہ گیا تھا کہ سننے کو۔۔نینا اسے دیکھتی طنزیہ لہجے میں بولی۔۔

مجھے صرف ایک بات جاننی ہے۔۔آخر کیوں تمنے ہمارے تین سال کے ریلیشن کو یوں پل میں دو کوڑی کا کر دیا۔۔وہ خود پہ ضبط پاتا بولا تھا۔۔

بخار کی وجہ چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔۔

نینا نے گھبرا کر اسکی حالت دیکھی تھی لیکن اسکا سوال سنتے اسکے نظروں میں وہی منظر پھر سے لہرایا تو وہ ہسی۔۔

مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو خود سے پوچھو کیوں۔۔

کیوں آخر تمنے مجھے استعمال کیا۔کیوں کرتے رہے میرے ساتھ ٹائم پاس جبکہ محبت تو تم۔۔وہ غصے سے چیخی یک دم چپ ہوئی۔۔

شیری نے حیرت کی زیادتی سے اسے دیکھا۔۔

کیا کہنا چاہتی ہو تم۔۔وہ لرزتی آواز میں بولا۔۔دل انجانے خدشوں کے تحت دھڑکا تھا۔۔

کیوں بھول گئے تم۔جس دن تمنے مجھے اپنے سٹوڈیو بلایا تھا۔۔جب وہاں تم پلوشہ کو پرپوز کرتے اپنے سب کچے چٹھے کھول رہے تھے۔۔

وہ تنفر سے بولی۔۔

شیری کا وجود زلزلوں کی زد میں اگیا۔۔۔

وشہ۔۔ اسکے لب ہلے تھے۔۔وہ اسکے اور وشہ کے رشتے پر شک کر رہی تھی۔۔وہ اپنے شک میں یہ بھی بھول گئ کہ وہ اسے اپنی بہن کہتا ہے۔۔

شیری خالی خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا اسنے کوئ صفائ نہیں دی۔۔

وہ خاموشی سے پیچھے کی طرف قدم لیتا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔

جبکہ نینا اسے یوں جاتے دیکھ اپنے شک پر یقین کی مہر لگا گئ۔۔وہ وہیں گرتی پھر سے پھوٹ کر رو دی۔۔

جبکہ پیچھے کھڑی عینا۔۔ساکت سی اسے دیکھتی رہ گئ۔۔

اسنے شیری پر شک کیا تھا اپنا حق جتاتے اسکا گریبان پکڑتے پوچھا نہیں تھا۔۔

وہ کہتی تھی وہ اس سے محبت کرتی لیکن لیکن محبت کی پہلی سیڑھی ہی اعتماد کی ہے جو اسے شیری پر نہیں تھا پھر کیسی محبت تھی اسکی۔۔

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی سوچ رہی تھی۔۔

وہ یہیں شیری کا کنسلٹ دیکھنے آئ تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں اشتعال ابھر ایا۔۔دل کیا تھا کہ ابھی جا کر اسکا حشر بگاڑ دے جسنے اسکے ہستے کھیلتے بھائ کو کیا بنا دیا تھا۔۔

وہ تنفر سے اسے دیکھتی شیری کے پیچھے ہی گئ تھی۔۔

❤❤❤❤

اسے خود میں سانس کی کمی سی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ تین سال سے انکے ساتھ آج تک وہ اسکے اور وشہ کے رشتے کو ہی سمجھ نہیں پائ۔۔وہ اسکی پاک محبت کو اپنے شک تلے روند چکی تھی۔۔

وہ بے بسی سے آسمان کو دیکھتا رہا۔۔

اسکا دل کر رہا تھا کہ وہ چیخے چلائے اپنی اُدھوری محبت کا سوگ منائے لیکن وہ بے بسی سے بس آسمان کو دیکھتا رہا۔۔

تبھی اسکے کچھ دوست اسکو لینے آگئے کیونکہ سبھی اب سٹیج پر اسکا انتظار کر رہے تھے۔۔

اسے لگا شائید ایسے ہی اسکے اندر کی وحشت کم ہو سکے۔۔۔

❤❤❤❤

کیا ہوا عین اتنا گھبرائ ہوئ کیوں ہے۔۔

عادی حواس باختہ سی عینا کو دیکھتے بولا۔۔

شیری۔۔۔شیری کہاں ہے۔۔وہ اسے ادھر ادھر تلاش بولی۔۔

وہ تو سٹیج پر چلا گیا وہ دیکھ۔۔عادی اسے سامنے سٹیج کی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

عادی یار وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔وہ کیسے گائے گا۔۔عینا پریشانی سے بولی۔۔

ہمنے اسے کتنا سمجھایا منع کیا لیکن وہ تو کسی کی سن ہی نہیں رہا۔۔وشہ نے اسے دیکھتے اداس لہجے میں کہا تھا۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔فکر مت کرو ٹھیک ہو جائے گا وہ۔۔عینا ان دونوں کو پریشان دیکھتی خود کو ریلیکس کرتی بولی تھی۔۔۔

❤❤❤❤

اسکے سٹیج پر آتے ہی سٹوڈنٹس نے شور مچا دیا۔۔وہ انکا سٹار تھا انکا فیورٹ سنگر۔۔جسکی آواز جادو کرتی تھی لوگوں کے دلوں پر۔۔

شیری۔۔۔شیری ہر طرف اسکا نام گونجنے لگا۔۔

لائٹس میں اسکے سرخ چہرے کو کوئی ٹھیک سے دیکھ نہیں پایا۔۔

وہ اپنے فینس کے پیار پر ہلکا سا مسکرایا۔۔

دل پر بوجھ بڑھنے لگا تھا۔۔

ہم۔۔تو آریو گائیز ایکسائیٹڈ۔۔۔وہ مائیک ہاتھ میں پکڑتے بولا تھا۔۔

یس۔۔بہت زیادہ۔۔۔مجمعے میں کئی آوازیں گونجی تھیں۔۔

تو کیا سننا ہے اپکو۔۔وہ انکی ایکسائیٹمینٹ کو دیکھتے اپنے لہجے کو خوشگوار بناتے بولا۔۔

عینا،عادی اور شیری تینوں دور سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

❤❤❤❤

اپنے فینز کی فرمائش پر اسنے "بلھیا" سونگ گایا تھا۔۔

اسنے جیسے ہی گانا ختم کیا اسکے فینز نے ون مور کی آواز بلند کی۔۔

We want one more..

Yes we want ..

ون مور پلیز۔۔

ایسی کئی آوازیں ہجوم میں بلند ہوئی تھیں۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔اسکی مسکراہٹ میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن تھی۔۔جو فلحال لائیٹس کی روشنی میں کسی کو محسوس نہیں ہوئی۔۔

اسنے ہاتھ اٹھاتے سبکو خاموش ہونے کا اشارہ دیا۔

اثبات میں سر ہلاتے گانا شروع کیا۔۔

اسکے اشارے سے مجمعے میں خاموشی چھا گئی۔۔

عینا ، عادی اور وشہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔وہ دور سے بھی اسکی حالت کا اندازہ لگا سکتے تھے۔۔لیکن بے بس تھے۔۔

کچھ دیر بعد اسنے گٹار بجاتے گانا شروع کیا۔۔

سنا ہے آج کل کہ تم
نا ہمکو یاد کرتے ہو

سناٹے کو چیرتی اسکی آواز نے سبکے دلوں پر عجیب سی کیفیت طاری کر دی۔۔

محبت اب کسی سے تم

ہمارے بعد کرتے ہو

اسکی آواز میں اتنا درد تھا۔۔ کہ ہر کوئی سانس روکے اسے سن رہا تھا۔۔

نینا جسے اسکی دوستیں زبردستی لائی تھیں۔۔وہ بھتی آنکھوں سے اسے سن رہی تھی۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسکی یہ حالت کیوں ہے۔وہ کیوں شکوہ کرر ہا تھا بےوفائی تو اسنے کی تھی۔۔

اسکی انگلیاں مہارت سے گٹار پر چلتی سر بکھیر رہی تھیں۔۔۔

جو وعدے وہ محبت کے

ہمارے ساتھ کرتے تھے۔۔

وہ ہم سے ناجدا ہونے کی

ہر پل بات کرتے تھے۔۔

اسکے لب ہلے رہے تھے جبکہ آنکھیں شدت ضبط سے سرخ ہوتی چلی گئیں۔جیسے ابھی خون چھلک آئے گا۔۔

سینے میں جلن سی ہونے لگی تھی۔۔

مگر جھوٹے تھے

سب وعدے

ناتم ٹھہرے ناتم ائے۔۔

ایک پل کے لیئے آنکھیں مینچتے اسنے چہرہ اوپر کرتے گہری سانس بھری تھی۔۔ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے بہا تھا۔۔

اسکے ساتھ ہی اسکے لبوں سے نکلے الفاظ نے سبکے دل دھڑکا دیئے تھے۔۔

کہ مرنے پہ میرے نہ

پھر تم ہنسو گے

کہ مرنے پہ میرے نہ

پھر تم ہنسو گے

نینا نے منہ پر ہاتھ رکھتے بامشکل اپنی ہچکیاں دبائیں تھیں۔۔

عینا، وشہ اور عادی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

کبھی زندگی کو

گنوا کر تو دیکھو

اسکی آواز کانپنے لگی۔۔ چہرہ زرد پڑنے لگا۔۔ لیکن وہ مسکراہٹ سجائے درد بکھیر رہا تھا۔۔

سینے میں اٹھتا درد شدت اختیار کر گیا اسکے ہاتھ سے گٹار چھوٹتے زمین پر جا گا۔۔

وہ لڑکھڑایا۔۔ گٹار کے سہارے گھٹنوں کے بل زمیں گرا تھا۔۔

مجمعے میں ایک پل کو سناٹا چھا گیا۔۔

شیری۔۔ عادی نے خوف سے اسے دیکھا تھا۔۔

جبکہ وہ سینے پر ہاتھ رکھتے گہرے سانس لینے لگا۔۔ اسکا چہرہ سفید پڑنے لگا۔۔۔

مجمعے میں تہلکہ مچ گیا تھا۔۔ وہاں پر جمع اسکے فینز کی چیخیں بلند ہوئ تھیں۔۔

شیری۔۔وہ تینوں ایک ساتھ چیختے سٹیج پر بھاگے تھے۔۔

اسنے ادھ کھلی آنکھوں سے بے یقین چہرہ لیے نینا کو دیکھا تھا۔۔ہونٹ زرا سے پھیلے اور وہ بے جان ہوتا اپنے پورے قد سمیت گرا تھا۔۔

وہ جسنے محبت میں خود کو وار پھینکا تھا اس محبت نے اسے کہیں نا نہیں چھوڑا تھا۔۔

بامشکل لوگوں کو ہٹاتے وہ تینوں سٹیج پہ اس تک پہنچے تھے۔۔

شیری۔۔عینا تیزی سے اسکی طرف آتی اسکا سر گود میں رکھے چیخی تھی۔۔

شیری اٹھ۔۔عادی نے اسے جھنجھوڑا جبکہ اسکا وجود نیلا پڑنے لگا۔۔

ای۔مبولینس۔۔کوئی ایمبولینس بلاو۔۔

عینا چیخی تھی۔۔کسی نے پہلے ہی فون کر دیا تھا۔۔

کچھ ہی پل میں ایمبولینس پہنچ چکی تھی۔۔

تیزی سے اسے سٹریچر پر لٹاتے وہاں سے لے جایا گیا۔۔

وہ تینوں اسکے بے جان ہوتے وجود کو دیکھتے بامشکل سٹریچر کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔۔

انہیں آئی۔سی۔او میں چلو۔۔ڈاکٹر اسکی نبض چیک کرتے بولا تھا۔۔

آپ لوگ یہیں رکیے پلیز۔۔ان تینوں کو وہیں رکنے کا کہتے ڈاکٹر جاچکا تھا۔۔

عادی اور وشہ پھوٹ پھوٹ کر رودیے۔۔

جبکہ عینا نے خود پر ضبط پاتے ہونٹ بھینچے تھے۔۔وہ بڑی تھی اسے ابھی خود پر ضبط ہی کرنا تھا۔۔

نرمی سے دونوں کو اپنے حصار میں لیتے اسنے حوصلہ دیا تھا۔۔

کچھ نہیں ہوگا شیری کو۔۔۔بہت ناٹک باز ہے۔۔ایسے ہی ہمیں ڈرارا ہے۔۔بس چپ۔۔ٹھیک ہے وہ بلکل۔۔

اسے خود پر ضبط پانا حد سے زیادہ مشکل لگا۔۔وہ اکیلی یہاں پہ کچھ نہیں سنبھال سکتی تھی۔۔۔

ان دونوں کو وہیں بیٹھنے کا کہتے اسنے مرتسم کو فون کیا تھا۔۔

بیل ہوتی رہی لیکن دوسری طرف سے فون نہیں اٹھایا گیا۔۔

ماتھا مسلتے اسنے ولی کو فون کیا تھا۔۔

جسنے پہلی ہی بیل پر اٹھالیا۔اسے سب کچھ بتاتے یہاں آنے کا کہا تھا۔۔

ولی کے بعد اسنے وجدان بھائی اور شیری کے بھائی کو فون کیا تھا۔۔

کیا ہوا ہے۔۔ کہاں ہے شیری۔۔ ٹھیک ہے ناوہ۔۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ شیری کا بڑا بھائی۔۔

آہل شاہ وہاں ان پہنچا تھا۔۔

تیزی سے انکی طرف آتے اسنے پھولتی سانسوں سے پوچھا تھا۔۔

عینانے دھندھلائی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

اندر لے کر گئے ہیں۔۔ ابھی تک کچھ بتایا نہیں۔۔

ائی۔ سی۔ او کی طرف اشارہ کرتے اسنے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔۔

انکے ساتھ شیری کی ماما بھی تھیں۔۔ وہ بینچ پر ڈھنے کی انداز میں بیٹھیں۔۔

وہ سب فلحال نیناں والے واقع سے انجان تھے۔۔

کچھ ہی دیر میں ولی اور وجدان کے ساتھ ماہم اپیا اور ماما بھی اچکی تھیں۔۔

شیری بھی ان لوگوں کے لیئے عادی کی طرح تھا۔۔

وہ دونوں بچپن سے ساتھ تھے اس لیے ان میں کوئی فرق نہیں تھا سب کے لیئے۔۔

ڈاکٹر کو باہر نکلتے دیکھ سب تیزی سے انکی طرف بڑھے تھے۔۔

ڈاکٹر کیا ہوا میرا بھائی ٹھیک تو ہے نا۔۔ آہل شاہ نے سب سے پہلے پوچھا تھا۔۔

ہمیں بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک ہمارے پاس پہلی بار اتنی کم عمر میں ہارٹ اٹیک کا کیس آیا ہے۔۔

ہارٹ اٹیک۔۔عینا زیر لب بولی۔۔

جی آپکے پیشینٹ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔
میجر نہیں تھا لیکن وہ ابھی خطرے سے باہر نہیں ہیں۔۔
انکے زہن و دماغ پر کسی ٹینشن نے بری طرح سے افیکٹ کیا ہے۔۔ایسے لگتا ہے جیسے وہ خود ہی جینا نہیں چاہتے ہوں۔۔۔

ہم لوگ ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں۔۔باقی آپ لوگ دعا کریں۔۔وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہتے جا چکے تھے ۔۔
جبکہ سب اپنی اپنی جگہ جیسے جم گئے تھے۔۔
وہ یقین ہی نہیں کر سکتے تھے کہ شیری ہر وقت ہستے کھیلتے رہنے والا انسان، زندگی سے بھرپور اسے کس چیز کی ٹینشن تھی۔۔

لیکن صرف وہ تینوں جانتے تھے کہ۔اسے محبت کا روگ کھا گیا۔۔

آخر کار کو چوبیس گھنٹے سے جان لیوا انتظار کے بعد کے انہیں اسکی زندگی کی نوید سنائی گئی تھی۔۔

وہ خطرے سے باہر تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں عادی اور وشہ کو ماما اور ماہم اپیا کے ساتھ زبردستی گھر بھیج دیا گیا تھا۔۔

شیرے کے بھائی نے انکی ماما کو بھی سمجھا بجھا کے گھر بھیج دیا تھا۔۔

ولی نے عینا کو بھی عالم کے ساتھ بھیج دیا تھا۔۔

اب وہاں صرف ولی،وجدان بھائی اور آہل تھے۔۔

❤❤❤❤❤

پہلے عارض کی وجہ سے پھر شیری کی پریشانی اور اب مرتسم۔۔۔ان سب نے اسکے اعصاب کو بری طرح سے تھکا دیا تھا۔۔

اسنے کتنے ہی فون کر ڈالے مرتسم کو پہلے تو اسنے فون ہی نہیں اٹھایا اور اب اسکا فون اوف تھا۔۔

درد کی شدت سے سر پھٹا جا رہا تھا۔۔

خالی پیٹ دو پین کلرز پانی سے نگلتے وہ بیڈ پہ گرتے آنکھیں موند گئ۔۔

کتنے ہی دن کی بے سکونی اور آج کی خواری سے تھک کر وہ کچھ ہی دیر میں گہری نیند میں چلی گئ۔۔

❤❤❤❤❤

اگلی صبح ہوتے ہی سب لوگ اس سے ملنے جا پہنچے تھے۔۔

وہ سب کی ڈانٹ سنتا، اپنے لیے فکر دیکھتا بس مسکرا کر انہیں دیکھتا رہا۔۔

عینا نے تو اسے اچھی خاصی سنا ڈالی تھیں۔۔

اسکا فون رنگ ہوا تو وہ باہر اگئے۔۔ ابھی وہ بات کر کے مڑی ہی تھی کہ اسکی نظر سامنے سے آتی نینا پر پڑی۔۔

اسکے ماتھے پر تیزی سے بل پڑے تھے۔۔

نینا اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔

عینا نے سینے پر بازو باندھتے اسے دیکھا۔۔

یہاں کیوں آئی ہو۔۔ سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

نینا نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

شیری کو دیکھنے۔۔ وہ ہونٹ کاٹتی بولی۔۔

عینا کو حد درجہ سے زیادہ اس پر غصہ آیا تھا۔۔ اسنے او دیکھا نا تاؤ رکھ کر ایک تھپڑ اسے جھڑ دیا۔۔

باقی سب جو ڈاکٹر کے چیک اپ کرنے کی وجہ سے باہر آئے تھے۔۔

سب نے حیرانگی سے عینا کو دیکھا تھا۔۔

عین۔۔۔ولی تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔۔ کیا کر رہی ہے۔۔ولی سختی سے بولا تھا۔۔

میں کیا کر رہی ہوں۔۔ اس سے پوچھے یہ یہاں کیا کر رہی یے۔۔ یہ بے شرم ڈھیٹ لڑکی۔۔ جو تین سال تک شیری کے ساتھ رہی اس سے محبت کے دعوے کرتی تھی۔

لیکن اسنے پوری یونیورسٹی کے سامنے اسکی محبت کو دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا۔۔

کیوں۔ صرف ایک چھوٹے سے مزاق کی وجہ سے اس پہ شک کر کے۔۔

وہ تنفر سے اسے دیکھتی ہی تھی۔

جبکہ نیناسن سی چہرے پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی۔۔

بھائی کچھ دن پہلے شیری اسے پرپوز کرنے والا تھا۔۔ لیکن اسکے آنے سے پہلے وہ کنفیوز ہو رہا تھا تو ہم لوگوں نے مزاق مزاق میں وشہ کو نینا بنا کے اسے آگے کر دیا۔

جبکہ یہ بے وقوف لڑکی ان ہی دونوں پر شک کر گئی۔۔

ہمارے شیری کی پاک بے لوث محبت پر شک۔۔

وہ اسکی طرف دیکھتی غصے سے بولی تھی۔۔

آنٹی شیری نے آپسے اسکے بارے میں بات کی تھی نا۔۔اس سے شادی کی بات۔۔

وہ اب شیری کی ماما کی طرف مڑتی بولی۔۔

جو اثبات میں سر ہلا گئ تھیں۔۔۔

اور یہ لڑکی کہہ رہی ہے کہ وہ اس سے صرف ٹائم پاس کر رہا تھا۔۔

وہ غصے اور نفرت سے نینا کو دیکھتی بولی جو بے یقین تھی۔۔۔

وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ وشہ اور شیری کا کیا رشتہ ہے۔۔

وہ لوگ تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مزاق کرنے کے عادی تھے۔۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

اسکے ساتھ باقی سب بھی بے یقین تھے۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہارا منہ توڑ دوں۔۔

شیری کا بھائی اسے دیکھتا غصے سے بولا تھا۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی وہاں سے بھاگ گئ۔۔

سب نے تاسف سے اسکی پشت دیکھی تھی۔۔۔

عینا یار اب بس بھی کر دے۔۔شیری نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔۔جو سنجیدگی سے اسکے لئے فروٹس کاٹتی اسے نظر انداز کر رہی تھی۔۔

تو نے بس کی تھی جو میں کر دوں۔۔شرم نہیں آئ تجھے اس دھوکے باز لڑکی کی وجہ سے ہم سب کو اتنا پریشان کرتے ہوئے۔۔وہ تنک کر بولی۔۔

عادی اور وشہ نے مسکراہٹ دبای۔اس وقت وہ چاروں ہی تھے اس روم میں۔۔

دو دن بعد اسے ڈسچارج مل گیا تھا۔۔گھر آ چکا تھا وہ۔۔

وہ جب سے آیا تھا دیکھ رہا تھا کہ عینا اسے اگنور کر رہی تھی اس سے مزید رہا نا گیا تو بول پڑا۔۔

یار مینے جان بوجھ کر تو نہیں کیا نا۔

نہیں نہیں تو نے جان بوجھ کر ٹینشن نہیں لی تھی وہ سب تو خود بخود ہو گیا۔۔وہ آبرو آچکا کر بولی۔۔

اچھا نا اب جانے بھی دے۔۔وہ مسکین سا منہ بناتے بولا تو عینا کی ہسی چھوٹ گئ۔۔

آخری بار کر رہی ہوں آئیندہ ایسا نا ہو میں بتا رہی ہوں۔۔اس بار وہ سنجیدگی سے بولی تو وہ شرافت سے سر ہلا گیا۔۔

کچھ ہی دیر بعد ارسل شیری سے ملنے آیا تو وہ ساتھ عینا کو بھی لے گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥

طبیعیت تو ٹھیک ہے نا تیری۔۔ڈرائیو کرتے ارسل نے چہرہ موڑ کر اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔۔

جبکہ عینا شیشے سے باہر دیکھتی جانے کس سوچ میں گم تھی۔۔

عین۔۔ارسل نے اسکا بازو ہلایا۔۔

عینا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

ہاں۔کیا ہوا۔۔

وہی تو میں پوچھ رہا ہو کیا ہوا تجھے۔۔وہ حیرانگی سے بولا۔۔

کچھ نہیں مجھے کیا ہونا ہے۔۔وہ نارمل لہجے میں بولی۔۔

ارسل نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

پچھلے کافی دونوں سے وہ بہت چپ اور سنجیدہ سی ہو گئ تھی۔۔ارسل جانتا تھا وہ ولی اور مرتسم کے درمیان پھس کے رہ گئ تھی۔۔

ارسل۔۔عینا نے اچانک اسے بلایا۔۔

ہمم۔۔اسنے ہنکار بھرا۔۔

شاہ کہاں ہیں۔۔لب چباتے اس سے پوچھا۔۔

ارسل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیا مطلب کہاں ہیں۔۔تجھے نہیں پتا کیا۔۔وہ حیرت سے بولا۔

وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔

ولی نے مجھے انسے بات کرنے سے بھی منع کیا تھا۔۔لیکن میں اب دو دن سے انہیں فون کر رہی ہوں۔وہ فون ہی نہیں اٹھاتے۔یا تو انکا نمبر بزی ہو جاتا ہے یا پھر بند۔۔

وہ روہانسے لہجے میں بولی۔۔

شائید مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔وہ بامشکل آنسو روکتی بولی تھی۔۔

ارسل نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔وہ مرتسم کے ساتھ ہی تو ہوتا تھا۔۔(ان دونوں کا بزنس اکھٹا تھا)۔مرتسم دو دنوں سے اتنا مصروف تو نہیں تھا۔۔اور عینا کا فون اور وہ نا اٹھائے ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔۔

تعجب تھا۔۔وہ بس سوچ ہی سکا۔۔

💞💞💞

آیت اغا جان لوگوں کی طرف آئی ہوئی تھی۔تو وہ اسے وہاں سے پک کرنے آیا تھا۔عینا بھی اسکے ساتھ ہی تھی۔۔

(اغا جان نے سب سے معافی مانگی تھی اور دلاور کو بھی اپنی حویلی سے بے دخل کر دیا تھا۔۔ اس لیے آیت اور ارسل نے بھی انہیں معاف کر دیا تھا۔۔ دلاور جیل سے چھوٹنے کے بعد بھی کتنی ہی بار انسے ملنے کی کوشش کر چکا تھا۔ معافی مانگتا تھا لیکن کسی نے بھی اسے معاف نہیں کیا۔۔)

وہ دونوں جیسے ہی دروازے تک پہنچے اچانک سے گولیاں چلنے کی آواز ائی۔۔

وہ دونوں چونک گئے۔۔

ارسل نے عینا کا بازو کھینچتے جلدی سے دیوار سے لگایا تھا۔۔

لو ہو گئ گولا باری شروع۔ وہ گولیاں چلنے کی آواز سنتا بڑبڑایا۔۔

ایک بار پہلے بھی عینا پر اچانک سے حملہ ہو چکا تھا اس لیے اسے اب بھی یہی لگا۔۔

کتنے دشمن پال رکھے ہیں تو نے جو تیرے باہر نکلتے ہی بارود کی برسات کر دیتے ہیں۔۔ وہ عینا کو دیکھتا بولا۔۔

عینا کی اچانک نظر اوپر ٹیرس پر اغا جان سمیت سب پر پڑی۔۔

اسنے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔

ابے ڈفر یہ میرے دشمن نہیں تیرے سسرالی ہیں جو تیرے باپ بننے کی خوشی میں گولیاں برسا رہے ہیں۔۔وہ دانت پیستے بولی تھی۔۔

کیونکہ وہ دیکھ چکی تھی۔اغا جان آیت پر سے پیسے وارتے اپنے ملازموں کو دے رہے تھے۔جو گن چلا رہے تھے۔۔وہ سمجھ گئی کہ یقین اسی خوشی میں چلا رہے ہیں۔۔

وہ دیکھ۔۔عینا نے اسکارخ گھماتے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔۔

آہو۔۔وہ کھسیانا سا ہوتا سر کھجا گیا۔۔

چل اب یا پھر یہیں کھڑے رہنا ہے۔۔عینا آبرو آچکا کر بولی تو وہ جلدی سے سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

آیت اور ارسل اسے احمد ولا ڈراپ کر گئے تھے۔۔

عالم یہاں پر اب اپنا بزنس سٹارٹ کرنے سوچ رہا تھا۔اس لیے وہ آج کل بہت مصروف رہتا تھا۔۔کام وغیرہ کے سلسلے میں۔۔

فلحال گھر میں بس ولی ہی تھا۔۔

آجاؤ بچے۔۔مل آئی شیری سے۔۔ولی اسے دیکھتے بولا۔۔

عینا نے سر ہلا دیا۔۔

عینا۔۔ولی اسکا اداس چہرہ دیکھتا بولا۔۔

جی بھائی۔۔عینا نے اسکے طرز مخاطب پر چونک کر اسے دیکھا۔۔

مجھے ایک کام کے سلسلے میں کراچی جانا ہے کچھ دنوں کے لیئے۔۔۔

تو میں چاہتا ہو تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔ولی نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

کراچی۔۔وہ چونک گی۔۔

ہاں کراچی۔۔۔ اس طرح تمہارا بھی کچھ دنوں کا گیپ ہو جائے گا۔۔ تھوڑا دماغ بھی ریلیکس ہو گا۔۔باقی آگے تمہاری مرضی۔۔وہ اسے سمجھاتے بولا۔۔

عینا نے کچھ دیر کے لیئے سوچا۔۔ولی ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔اسے بھی کچھ دنوں کے لیئے ابھی آرام کی ضرورت تھی۔مائنڈ ریفریش کرنا ضروری تھا۔۔

ٹھیک ہے ولی۔۔میں بھی چلوں گی آپکے ساتھ۔۔لیکن۔۔وہ ہلکا سا مسکراتے بولی آخر میں ہچکچا گئی۔۔

لیکن۔۔ولی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

عینا نے حلق تر کیا۔۔

ولی وہ شاہ سے پوچھے بغیر۔۔وہ بات اُدھوری چھوڑتے سر جھکا گئی۔۔۔

ولی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔ مرتسم سے ابھی صرف تمہارا نکاح ہوا عینا ہے۔تم اسکی منکوحہ ہو بیوی نہیں جو ہر چیز میں اسکی اجازت درکار ہے۔۔ویسے بھی تم اپنے بھائی کے ساتھ جارہی ہو کسی غیر کے ساتھ نہیں۔اس لیے کسی سے بھی پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔

ولی نے سنجیدگی سے کہا تو وہ بھرے دل سے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

جاؤ پیکینگ کرلو۔۔ولی نے اسکا گال تھپتھپاتے کہا۔۔

وہ اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔

کمرے میں آتے وہ بےبسی کے احساس سے رو پڑی۔۔

مرتسم اور ولی کے بیچ وہ بری طرح سے پس رہی تھی۔۔

اور اب تو مرتسم اسکا فون تک نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

چہرہ صاف کرتے اسنے پھر سے مرتسم کا نمبر ملایا۔۔بیل جاتی رہی لیکن اسنے فون ہی نہیں اٹھایا۔۔۔

عینا نے غصے سے فون بیڈ پہ پھینک دیا۔۔

ایسے تو ایسے ہی سہی۔مت اٹھائیں فون میں بھی اب آپسے بات نہیں کروں گی۔۔ اپکو بتائے بغیر ہی چلی جاؤں گی۔۔

بے دردی سے گالوں پر بہتے آنسو صاف کرتے بولی۔۔

❤❤❤❤❤

کافی دیر ادھر ادھر گھومنے کے بعد اسے ایک کتاب اچھی دکھی۔اسنے جیسے ہی کتاب اٹھانے کے لیئے ہاتھ بڑھایا۔

شیلف کے دوسری جانب نے اتنی ہی تیزی سے کتاب کھینچ لی گئ۔

عالم ہکا بقارہ گیا۔۔

اسے بکس ریڈینگ کا بہت شوق تھا اسلیے وہ لائیبریری سے کچھ بکس ایشو کروانے آیا تھا۔۔

ابھی اسے ایک ہی کتاب پسند ائ کہ وہ بھی کسی اور نے کھینچ لی۔۔

سر جھٹکتے اسے نظریں دوڑاتے دوسرے کتاب اٹھائ۔۔لیکن اٹھائ نہیں گئ۔۔کیونکہ دوسری جانب سے اسے پھر سے کھینچ لیا گیا۔

عالم نے اس خالی جگہ کو گھورتے اچھنبے سے دوسرے جانب جاتے راستے کو دیکھا۔اور تیزی سے اس طرف بڑھ گیا۔۔

اسے سامنے ہی کسی لڑکی کی پشت نظر آئ اور اسکے ہاتھ میں وہی دونوں کتابیں۔۔

ایکسکیوز می۔۔اسنے اسے پکارا۔۔

نورین نے پیچھے مڑتے دیکھا۔۔کسی لڑکے کو سامنے کھڑے دیکھ اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

جبکہ عالم جو اسے سنانے والا تھا۔۔

اسکی نیلی آنکھوں پر ہی ساکت ہو گیا۔۔

حجاب کے ہالے میں لپٹا وہ گلابی چہرہ۔۔اور اس پر تکازوہ اوشن بلیو انکھیں۔۔

وہ اس آنکھوں کے سمندر میں ڈوب جاتا لیکن نورین کی آواز پر ہوش میں ایا۔۔۔

جی فرمائیے مسٹر۔۔نورین اسکی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اسے گھورتے بولی تھی۔۔

وہ۔۔عالم کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔

یہ کتاب۔۔اسکے ہاتھ میں کتاب دیکھتے وہ جلدی سے اسکی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

نورین نے سر جھکاتے اپنے ہاتھ میں پکڑی بکس کو دیکھا۔۔

آپکی ہے۔۔اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

عالم ہڑبڑا گیا۔وہ کنفیوز ہو رہا تھا جو آج تک نہیں ہوا تھا۔۔

نہیں وہ مینے وہاں سے دیکھی تھی۔۔۔وہ آہستہ سے بولا۔۔

لیکن مینے پہلے اٹھالی۔۔ صرف دیکھنے سے اپکی تھوڑی ہو جائے گی۔۔نورین اسے گھورتی بولی۔
نہیں وہ میں اٹھانے والا تھا اپنے اٹھالی۔۔اور دوسری پر بھی اپنے ہی پہلے ہاتھ ڈال لیا۔۔اسکے پری چہرے سے بامشکل نظریں ہٹاتے کہا تھا۔۔

نورین نے پہلے بکس کو دیکھا اور پھر اسے۔۔اسنے ایک بک اسے دے دی۔۔
ایک آپ کے لیں۔ایک میں لے لیتی ہوں۔۔
میں جب یہ واپس کر جاؤں گی تو آپ یہ لے لیجیئے گا۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔۔

کہاں۔۔وہ کتاب پکڑتا بے ساختہ بولا۔۔

کیا مطلب کہاں۔۔میں یہیں پہ واپس کرکے جاؤں گی نا۔۔وہ حیرانگی سے اسے دیکھتی بولی۔شائید وہ پہلی بار لائیبریری آیا تھا جو اسے لائیبریری کا رول نہیں پتا تھا کہ۔کوی بھی بک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔۔ایشو کروائے گئے ٹائم تک اسے واپس دینا ہوتا ہے۔۔

نورین سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔۔ جبکہ وہ کتاب ہاتھ میں پکڑے وہیں کھڑا اسکی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔ یہاں تک کہ وہ بکس ایشو کرواتی باہر چلی گئی۔۔تو وہ ہوش میں آتے اسکے پیچھے لپکا۔لیکن وہ جاچکی تھی۔۔شٹ۔۔اسنے بے بس ہوتے کتاب کو دیکھا۔۔

ایک منٹ میں کیوں اسکے پیچھے بھاگ رہاہوں۔۔وہ خود سے بڑبڑایا۔۔

پھر سر جھٹکتے کچھ اور بکس ایشو کروائیں۔۔اور گھر واپس اگیا۔۔

ولی اور عینا تو کراچی کے لئیے روانہ ہوچکے تھے۔۔ولی نے اسے بھی ساتھ چلنے کے لئیے کہا تھا۔لیکن اسنے منع کر دیا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ لوگ رات گئے تک کراچی پہنچے تھے۔۔ولی اپنے کسی دوست کے گھر رکنے والا تھا۔۔

اسکا دوست یہاں نہیں ہوتا تھا۔اس لیے وہ عینا کو لے کر فکر مند نہیں تھا۔۔

چھوٹا سا فلیٹ تھا۔۔عینا کو بھی پسند آیا تھا۔۔

ولی تو آتے ہی سفر سے تھک کر سو گیا۔۔

دسمبر کی آخری رات تھی۔۔لوگ نیو ائیر نائٹ کے لئیے بے تاب تھے۔۔

عینا کھڑکی میں کھڑی باہر پھیلی ان روشنیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکا دل اداس تھا۔۔

مرتسم سے بات کیے کتنے دن ہو گئے جانے کہا تھا وہ اسکا فون کیوں نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

اسنے سر جھٹکا۔۔

تبھی آسمان پر ہر طرف روشنی پھیل گئی۔۔

کراچی تو ویسے بھی روشنیوں کا شہر مانا جاتا تھا۔۔ لیکن اس وقت وہاں اتنی زیادہ روشنی تھی کہ جیسے دن کا سا سماں ہو۔۔

بارہ بج چکے تھے۔نیو ائیر نائیٹ شروع ہو چکی تھی۔۔

وہ خالی نظروں سے باہر پھیلی اس روشنی کو دیکھتی رہی۔۔

اسکے اندر ویرانی اور سناٹا پھیلا تھا۔۔

اسے زرا بھی خوشی نہیں تھی یہاں آنے کی۔۔

حتی کہ اسے بہت شوق تھا کراچی دیکھنے کا۔۔ سپیشلی سمندر کیونکہ اسے عشق تھا سمندروں سے۔۔

وہ دیوانی تھی ان سمندروں کی انسے بہتے ہوئے پانی کی۔۔

لیکن آج اسے زرا بھی خوشی نہیں ہو رہی تھی۔۔

اسکا خود کو ٹٹولا۔۔اسکا دل ویران اور اداس تھا۔۔

آنکھیں موندے اسنے گہری سانس چھوڑی۔۔

اچانک سے آنکھیں کھولتے اسنے ادھر ادھر دیکھا۔اسے لگا جیسے کوئی اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے ہے۔۔

ایسا تو اسے پچھلے بہت دنوں سے لگ رہا تھا لیکن اسنے وہم سمجھتے سر جھٹکا۔۔

بے تحاشہ سوچوں اور دکھتے سر سمیت وہ بستر پر لیٹتے آنکھیں موند گئ۔۔

❤❤❤❤

وہ اسے آج باہر گھمانے لایا تھا۔۔۔ شوپنگ کے بعد اسے باہر لنچ کروایا اور اب اسے سمندر پہ لایا تھا۔۔

شام کا وقت تھا اس لیے کافی لوگ تھے۔۔

غازیہ کتنا پیارا ہے نا۔۔وہ نیلے پانی کو دیکھتی بے ساختہ بولی تھی۔۔

غازی نے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔۔

ماں بننے کی چمک ہی انوکھی تھی جو اسکے چہرے پر چھلک رہی تھی۔۔ایک نور کا ہالہ سا تھا اسکے چہرے کے گرد احاطہ کیے ہوئے ایک الوہی سی چمک تھی جو اسکے چہرے پر تھی۔۔۔

ہم بہت۔۔وہ جھک کر اسکا ماتھا چومتے بولا۔۔

اتنے سارے لوگوں کے بیچ اسکی جسارت پر وہ جھنپ گئ۔۔۔

اسے گھورتے پیچھے کیا۔۔

وہ اسکے شرمانے پر قہقہ لگا گیا۔۔

❤❤❤❤

ولی صبح ہی کسی کام سے جا چکا تھا۔ لیکن عینا کے لیئے ایک گاڑی اور ڈرائیور چھوڑ گیا تھا کہ اگر اسے کہیں جانا ہو اتو۔۔

اسکا دل ہی نہیں تھا کہیں جانے کا۔

لیکن وشہ لوگوں کے لیئے شاپنگ کرنے کا سوچتے وہ مال آگئ۔۔

سب کے لیئے شوپنگ کرنے کے بعد۔۔۔

اسے سی ویو دیکھنے کا دل کیا تو وہ وہیں آگئ۔۔

زیادہ رش نہیں تھا۔۔ لوگ آہستہ آہستہ واپس جانے لگے تھے۔۔ اسے ویسے بھی تنہائ چاہیئے تھی۔۔

آس پاس کچھ کپلز ہی تھے۔۔

وہ سمندر کے کنارے پر ٹک گئ۔۔ پانی اسکے پاؤں کو چھو کر واپس چلا جاتا تو وہ مسکرا دیتی۔۔

نئے سال کا پہلا دن اب تک اسے جتنا برا الگ رہا تھا اب اچھا لگا تھا۔۔

دل اداس تھا۔ اسکے دل میں چھائ اداسی چہرے پر واضح تھی۔۔ بھوری آنکھیں بھی کچھ نم سی تھیں۔۔

کیا شاہ مجھے بھول گئے ہیں۔۔ یا پھر مجھ سے بیزار ہو چکے ہیں۔۔ دل میں جانے کتنے ہی وسوسے آ رہے تھے۔۔

گہری سانس چھوڑتے اسنے اپنے گرد لپٹی شال کو تھوڑا اور لپیٹا۔۔ جنوری کی شام شر د ہونے لگی تھی۔۔

ٹھنڈی ہوا نے اسکے چہرے کو سرخ کر دیا۔۔۔چاکلیٹی بال ہوا کے دوش پر لہراتے اسے جھنجھلا رہے تھے۔۔

اچانک اسے اپنے پیچھے سایہ سا محسوس ہوا۔۔

اسنے نا محسوس انداز میں پیچھے دیکھا تو اچھل کر کھڑی ہوئی۔۔

تم۔۔اسکی منہ سے چیخ کی مانند نکلا تھا۔

جبکہ ساحر اسکی چیخ پر گھبرا گیا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔پیچھا کر رہے ہو میرا۔۔وہ آبرو آچکا کر بولی۔۔

ایک منٹ۔ساحر ابھی کچھ بولتا وہ چونک گئی۔۔

تم یہاں تو مطلب شاہ بھی۔۔اسنے بات اُدھوری چھوڑ دی۔۔مطلب مرتسم بھی کراچی میں تھا سوچ کہ اسکا دل ڈھڑکا۔۔

کچھ پوچھ رہی ہوں میں تم سے۔۔سامنے کھڑے ساحر کو دیکھتے وہ سختی سے بولی۔۔

سر نے بولا تھا کہ آپ جہاں بھی جائیں سائے کی طرح آپکے پیچھے رہوں۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

کیا تمہارے سر بھی کراچی میں ہیں۔۔ڈھڑکتے دل سے پوچھا۔۔

جی۔۔ساحر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

کب سے۔۔وہ بے ساختہ بولی۔

رات سے نکلے تھے تو صبح پہنچے۔۔وہ نظریں چراتا ہوا۔۔

عینا نے ہونٹ بھینچے۔۔مطلب وہ اس سے بے خبر نہیں تھا۔۔۔اگر نہیں تو اسکا فون کیوں نہیں اٹھا رہا تھا۔۔جان بوجھ کہ۔۔

اگر اتنی ہی فکر تھی تو خود آتے ساحر کو کیوں بھیجا۔۔

بھرے دل سے سوچا تھا۔۔

وہ رخ موڑتی دوبارہ سے اپنی سابقہ جگہ بیٹھ گئ۔۔

بے ساختہ آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔جسے اسنے بے دردی سے صاف کیا۔۔

اسکی اس حرکت کو دیکھتے کسی نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

میم۔۔۔کان میں لگے آلے سے اگلا حکم سنتے اسنے جھجھکتے پکارا تھا۔۔

عینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

بہت دیر ہو گئ ہے۔اندھیرا پھیلنے لگا ہے۔۔ہمیں اب جانا چاہئیے۔۔وہ جھجھکتے بولا تھا۔۔

تو جاؤ تم روکا کسنے نے ہے۔۔عینا نے گھورتے کہا۔۔

میں اپنی نہیں آپکی بات کر رہا تھا۔۔وہ بے ساختہ بولا۔۔

مجھے نہیں جانا ابھی۔۔یہ اندھیرا مجھے کھا نہیں جائے گا۔۔وہ سختی سے بولی۔۔

میم پلیز۔۔۔سر غصہ ہوں گے۔۔وہ منمنایا۔۔کہاں ان دونوں میاں بیوی کے بیچ پھس گیا تھا۔۔اگر وہ شیر تھا تو مقابل بھی شیرنی تھی۔۔

ہاں تو ڈرتی نہیں ہوں میں تمہارے سر سے۔۔تمہارے سر نہیں لائے مجھے یہاں۔اپنی مرضی سے آئی تھی اور اپنی مرضی سے جاؤں گی۔ سمجھے تم۔۔وہ غصے سے بولی۔۔

دور کسی نے اسکے تیور دیکھتے ایک ایک نقش کو حفظ کرتے بے ساختہ مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

میم پلیز دیکھیں موسم بھی سرد ہونے لگا ہے۔۔وہ بے بسی سے بولا۔۔

ساحر مجھے ایک بات بتاؤ۔۔عینا تحمل سے اسے دیکھتے بولی۔۔

جیسے میم۔۔۔وہ ادب سے بولا تھا۔۔

تم شادی کیوں نہیں کرتے ہر وقت میرا دماغ کیوں چاٹتے رہتے ہو۔۔وہ دانت پیستے بولی تھی۔۔

ساحر کو بے ساختہ کھانسی کا دورہ پڑا۔۔

عینا نے گھور کر اسے دیکھا تو وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔

شادی کے لیئے ایک عدد لڑکی بھی چاہئیے ہوتی ہے نا میم۔۔وہ گلا کھنکھارتے بولا تھا۔۔

عینا سر ہلاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ہاں تو ڈھونڈو لڑکی اور کرو شادی۔۔وہ جھٹ سے بولی۔۔

لڑکی تو ڈھونڈ لی لیکن شادی تو تب ہو گی نا جب لڑکی مانے گی۔۔وہ بے چارگی سے بولا۔۔

ارے بتاؤ مجھے کون ہے لڑکی اور مانتی کیوں نہیں۔۔وہ حیرانگی سے بولی۔۔

وہ لڑکی تو۔۔۔وہ گڑبڑا گیا۔۔

ارے شرماؤ مت بتاو میں خود مناؤں گی لڑکی کو۔۔۔وہ بڑے دل سے بولی۔۔

عرشیہ نام ہے اسکا۔۔وہ جلدی سے بولتے ایک قدم پیچھے ہٹا۔۔

اچھا اچھا عرشیہ۔۔۔وہ جوش سے بولتی ایک دم رکی۔۔

عرشی۔۔۔صدمے میں اسکا منہ کھلا۔۔کب سے۔۔کب سے چل رہا ہے یہ سب ہاں۔

وہ اسے گھورتی اسکی طرف بڑھتی بولی۔۔

میری ناک کے نیچے پیار پیار کھیلتے رہے اور مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔۔وہ غصے سے بولی۔۔

عرشیہ ہوسپٹل میں اسکی کولیگ تھی اور عیشاء کی کزن بھی۔عینا کی اچھی بنتی تھی اس سے۔۔

م۔میں بتانے والا تھا اپکو۔۔اسکے تیور دیکھتے پیچھے ہٹا۔۔

نہیں نہیں ابھی کیوں بتاتے ،شادی بھی کر لیتے تب بتا دیتے نا۔۔شادی کیوں بچے بھی کر لیتے تب بتاتے لیجئیے آپ پھوپھو بن گئ ہیں۔۔

وہ اسے گھورتی غصے سے بول رہی تھی۔۔

اس پاس کے لوگ حیرت سے دونوں کے دیکھنے لگے۔۔جبکہ کچھ عینا کی باتوں پر ہسنے لگے۔۔

جبکہ وہ ساحر کی شرٹ میں لگے منی کیمرے سے اب دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ بیچارہ شرمندہ سارہ گیا۔۔

اور اس عرشی کی بچی کی تو میں خبر لوں گی۔ایک تو مجھے بتایا نہیں اوپر سے اتنا ہینڈسم لڑکا مل رہا ہے تو وہ منع کر رہی ہے۔۔

وہ ساحر کر گھورتی بڑبڑاتی اب واپسی کے لئیے جارہی تھی۔۔

وہ اسکے جانے پر شکر کرتا اپنی خیرت مناتا اسکے پیچھے چل دیا۔۔

❤❤❤❤❤

زرنور کے ساتھ شرارتیں کرتے اسے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔ہلکا اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ اسے لیے واپسی کی راہ چل دیا۔۔

زرنور کے گرد بازو کا حصار باندھے وہ مسکراتے اسکی باتیں سن رہا تھا۔۔جب اسے احمر کی کال ائی۔۔

وہ بھی شائید یہیں تھا ان دونوں کو دیکھتے وہ اسے پوری رن مریدی کا خطاب دیتے اپنے جلے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔۔

جبکہ غاز قہقہ لگا گیا۔۔اچانک اسنے نظریں گھماتے ادھر ادھر احمر کو تلاش کیا۔۔تو ایک جگہ اسکی نظر رک گئی۔۔ مسکراتے لب ساکت ہو گئے۔۔بے ساختہ اسکے قدم رکے تھے۔۔

زرنور نے اسکے اچانک رکنے پر حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

جبکہ غاز کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔چہرے پر صدمے کے تاثرات تھے۔۔

اسے ہوش نہیں رہا وہ کہاں ہے۔۔اسکے ساتھ زرنور ہے۔۔وہ بے حس و حرکت کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔

یہ اسکی آنکھوں کا دھوکا نہیں تھا۔یہ اسکا وہم بھی نہیں تھا۔۔

ہو ہی نہیں سکتا وہ اسے پہچاننے میں غلطی نہیں کر سکتا تھا۔۔ کبھی نہیں۔۔

زرنور اسکا بازو ہلاتے اسے کچھ کہہ رہی تھی۔۔

دور سے اسے دیکھتا احمر بھی حیران ہوا تھا۔۔

اچانک پیچھے سے غازی کو دھکا لگا۔۔وہ اپنے دھیان میں نہیں تھا۔۔

دھکا لگنے سے زمین پہ گرا۔۔

غاز کیا ہوا ہے اپکو۔۔۔ کیا دیکھ رہے ہیں۔۔زر نور جلدی سے اسکے مقابل بیٹھتے اسکا بازو ہلاتے بولی تھی
۔۔۔

وہ۔وہاں۔۔وہ۔۔غازی اچانک ہوش میں آیا تھا۔۔

ایک جگہ اشارہ کرتے وہ کچھ کہنے کی کوشش میں ہکلایا۔۔

اچانک زر نور سے اپنا بازو ہٹاتے وہ اٹھ کر اندھا دھند بھاگا تھا۔۔

زر نور ہقا بقا اسے دیکھتی رہی۔۔اسے یوں بھاگتے دیکھ احمر جلدی سے انکی طرف ایا۔۔

نہیں۔۔ نہیں رکو۔۔ مت لے کے جاو۔۔رکو۔۔وہ کسی گاڑی کی طرف بھاگتا چیخا تھا۔۔

جبکہ وہ گاڑی دھول اڑاتی وہاں سے چلی گئی۔۔

وہ پاگلوں کی طرح اس گاڑی کے پیچھے بھاگنے لگا۔۔یہاں تک کہ ٹھوکر کھا کر گرا۔۔

احمر زر نور کو لیتے جلدی سے غازی کے پیچھے آیا تھا۔۔

وہ زمیں پر گرے چیخ رہا تھا۔۔

غازی نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے لگ رہا تھا۔اسکے وجود سے جان نکل رہی ہو۔۔

اسنے سر اٹھاتے اس گاڑی کو دیکھا لیکن وہ گاڑی وہاں تھی ہی نہیں۔۔

وہ زمین پر ہاتھ مارتا چیخا تھا۔۔

لوگ حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

غاز کیا کر رہا ہے۔۔احمر جلدی سے اسکی طرف ایا۔۔اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ ایک ہی نقطے کو دیکھتا کچھ بڑبڑا رہا تھا۔۔

زرنور اسکی حالت پر سہم کر ایک طرف کھڑی تھی۔۔

غازی ہوش کر۔۔احمر نے اسے جھنجھوڑا۔۔

احمر۔۔وہ۔۔وہ زندہ ہے احمر۔ مینے ۔ مینے دیکھا اسے وہ۔۔وہ زندہ ہے۔۔احمر کے ہاتھ پکڑتا وہ بے یقین لہجے میں بولا تھا۔۔

بے ساختہ آنکھوں سے دو قطرے گرتے بے مول ہوئے تھے۔۔

احمر اور زرنور نے حیرت کی زیادتی سے اسے روتے دیکھا تھا۔۔

آخر کس کے لیئے وہ یوں پاگل ہو رہا تھا۔۔

احمر وہ کوئی لے گیا اسے۔۔احمر مجھے اسکے پاس جانا ہے۔۔ہاں اسکے پاس جانا ہے۔۔وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتا اٹھا تھا۔۔

احمر نے بے ساختہ اسکا بازو تھاما۔۔

غاز۔غاز۔۔کون ۔کسکی بات کر رہا ہے تو۔۔کیا ہو کیا گیا ہے تجھے۔۔پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کر رہا ہے۔۔

دیکھ بھابھی بھی ڈر گئ ہیں۔۔

احمر سختی سے اسکے بازو تھامتا بولا۔۔

تو غازی نے بے ساختہ زرنور کو دیکھا۔۔

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسنے زرنور کو خود میں بھینچا۔۔

وہ اسکا حصار پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

غازی نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

احمر کو دیکھے بغیر وہ زرنور کو لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔

احمر نے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔کچھ تو تھا غازی کے ماضی میں۔۔

عالم چاچو سے بات کرنے کا سوچتے وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

❤❤❤❤

غاز۔۔زرنور نے آہستہ سے اسے پکارا۔۔

ہم۔۔ڈرائیو کرتے غازی نے ہنکار بھرا۔۔

ا۔اپکو کیا ہوا تھا۔۔۔کسے دیکھا تھا آپنے۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔اسکے غصے سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔

غازی نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا۔۔

گاڑی ایک سائیڈ روکتے اسنے زرنور کے ہاتھ تھامے۔۔

دیکھو زر ہر انسان کا ایک پاسٹ ہوتا ہے۔کسی کا اچھا اور کسی کا برا۔میرا بھی ایک ماضی تھا۔بہت خوبصورت ماضی۔۔میں تمہیں سب بتاؤں گا۔لیکن فلحال نہیں۔ صحیح وقت آنے دو سب پتہ چل جائے گا۔۔

وہ نرمی سے بولا توزرنور نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

❤❤❤❤

زرنور کو سلا کر وہ خود کھڑکی میں آگیا۔۔ سگریٹ سلگھاتے اسنے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو کم کرنا چاہا۔۔اسے میجر عالم سے بات کرنی تھی۔۔ لیکن وہ فلحال ملک سے باہر تھے۔۔انکے آنے کا انتظار کرنا تھا اسے۔۔ لیکن وہ بے خبر تھا کہ اسے اس انتظار کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔۔۔

❤❤❤❤

ولی صبح کا گیا اگلی صبح تک واپس آیا تھا۔۔ناشتے کے بعد ولی اسے گھمانے لے گیا۔۔۔دوپہر تک وہ لوگ گھر واپس اگئے۔۔

ولی کو کوئی ضروری کام پڑا تو وہ چلا گیا۔۔عینا کو پھر سی ویو دیکھنا تھا۔۔

وہ ڈرائیور کے ساتھ وہاں اگئی۔۔

شام تک وہ وہیں رہی اور پھر واپس کے لیئے قدم موڑ لیے۔۔وہ ابھی اپنی گاڑی تک نہیں پہنچی تھی جب اسے آپ اپنے پیچھے سایہ سا محسوس ہوا۔۔

اسے لگا شائید آج بھی ساحر ہو۔۔پیچھ ءمڑ کے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔۔

ایسا اسکے ساتھ پچھلے کئی دن سے ہو رہا تھا۔صرف کراچی میں نہیں اسلامباد میں بھی۔۔

سر جھٹکتے وہ آگے بڑھ گئی۔۔لیکن اسے مسلسل اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی۔۔

خوف سے اسکا دل سکڑ کر پھیلا۔۔۔آس پاس لوگ بہت کم اور دور تھے۔۔

اسکے دماغ میں سب سے پہلے مرتسم کا خیال آیا اسنے ضرور عین اپر نظر رکھی ہوگی۔اسنے تیزی سے مرتسم کا نمبر ملایا۔۔بیل جاتی رہی لیکن فون نہیں اٹھایا گیا۔۔

اسنے دوبارہ کیا۔تیسری بیل پر فون اٹھالیا گیا۔۔

اس سے پہلے کہ عینا بولتی سامنے سے آنے والی آواز پر وہ وہیں رک گئی۔۔

وہ اس آواز کو اچھے سے پہچانتی تھی۔۔وہ خالی نظروں سے موبائل کی کالی سکرین کو دیکھتی رہی۔اسے خود کو بچانے کا ہوش نہیں ارہا۔۔

تبھی اچانک پیچھے سے کسی نے اسکے چہرے پر رومال رکھا۔۔

وہ پل میں مچلی لیکن اسی تیزی سے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئ۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن پلکوں پر بوجھ اس قدر تھا کہ وہ کھول نہیں پائی۔۔پلکیں جھپک جھپک کر اسنے آنکھیں کھولیں۔۔

لڑکی کو ہوش اگیا۔۔ اسکے کانوں میں کسی مرد کی آواز گونجی تھی۔۔اسنے بھاری ہوتے سر کو جھٹکا۔۔ادھر ادھر نظریں گھماتے سمجھنے کی کوشش کی۔۔

اپنے ہاتھوں کو حرکت دینا چاہی لیکن دے نا سکی۔۔اسکے چہرہ جھکاتے اپنے ہاتھ دیکھے۔۔نا صرف اسکے ہاتھ بلکہ اسنے پاؤں بھی بندھے تھے۔۔منہ بھی باندھا گیا تھا۔۔

وہ مچلی وہ سمجھ گئ تھی کہ وہ اغوا ہو چکی ہے۔۔

لیکن کون تھا یہ حرکت کرنے والا۔۔

تبھی اسنے پاس قدموں کی آہٹ محسوس ہوئ۔۔

تو یہ وہ لڑکی۔۔کوئ اسکے پاس آکر رکا۔۔اسنے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔

جبکہ سامنے والا اسے دیکھتے مبہوت رہ گیا۔۔

سرخ و سفید رنگت بھوری انکھیں اس پر خم دار پلکیں۔۔

گلابی ہونٹ اور اسکے عین نیچے چمکتا سیاہ تل۔۔

حسن کی دیوی۔۔ سامنے والا اسے دیکھتے بڑبڑایا تھا۔۔

عینا نے حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔ وہ اسے نہیں جانتی تھی وہ کون ہے۔۔

سامنے والے کی حسین صورت دیکھ کر بھی اسے کراہیت سی محسوس ہوئی۔۔ اسکی غلیظ نظریں اسے اپنے وجود کے آرپار ہوتی محسوس ہوئیں۔۔

سامنے والے نے اشارہ کیا تو کسی نے اسکے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔۔

اسکے اشارہ کرنے پر اسکے بازو پر بنا وہ نشان صاف ظاہر ہوا تھا۔۔

عینا نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔ یہ نشان یہ تو کنگ کا خاص نشان تھا۔۔

اسکے چہرے پر خوف پھیلا۔۔

اسکا مطلب وہ کنگ کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔۔ اسکا چہرہ سفید پڑا۔۔

❤❤❤❤

کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔ وہ جھٹپٹا کر بولی۔۔ اسے ڈر تو بہت لگ رہا تھا لیکن اپنے چہرے پر عیاں نہیں ہونے دیا۔۔

جبکہ کنگ اسکی بات کے جواب میں بس مسکرا دیا۔۔

تمہیں یقین ہے نا اکبر کہ یہی لڑکی ہے۔۔ کیونکہ یہ تو بہت نازک سی جان ہے یہ کیا بگاڑے گی ہمارا۔۔
وہ خباثت سے اسکے وجود پر نظرے گاڑھے بولا۔۔
عینا کو اسکی نظریں اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوئیں۔ اسنے شدت سے مر تسم کے آنے کی دعا کی تھی۔۔

ہاتھ کھول میرے پھر بتاتی ہوں کتنی نازک ہوں۔۔ مستقل اسکی نظریں خود پر پاتے وہ غصے سے ڈھاڑی تھی۔۔۔

کنگ اسکی بات پر قہقہ لگایا۔۔
اسنے پاس کھڑے آدمی کو اشارہ کیا جسنے اسکے ہاتھ پاؤں کھول دیے۔۔
جیسے ہی اسکے ہاتھ پاؤں کھلے اسنے پلک جھپکنے سے پہلے سامنے کھڑے کنگ کی ٹانگوں کے درمیان رکھ کے اپنا پاوں دے مارا۔۔

سب اس اچانک حملے پر حیران ہوئے۔ کسی کو بھی اس نازک سی لڑکی سے اتنی جرات کی امید نہیں تھی۔۔

تم صرف اپنے ان پالتو کتوں کے دم پر شیر ہو۔۔ اگر اتنی ہمت ہوتی تو مجھے میرے محافظوں کے سامنے اٹھا کر دکھاتا۔۔

مجھے کوئی کمزور دبو سی لڑکی مت سمجھنا۔۔ میرے طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تمہاری یہ آنکھیں نوچ ڈالوں گی۔۔

ہمت ہے تو چھو کر بھی دکھا۔۔ وہ نفرت و غصے سے اسے دیکھتے غرائی تھی۔۔

جبکہ کنگ نے درد سے دہرے ہوتے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔۔

جسنے شیری بنی کھڑی اس لڑکی کو الٹے ہاتھ کا تھپڑ دے مارا۔۔

اسکا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ اوندھے منہ جا گری۔۔

اسکی کراہ نکلی تھی۔۔ ہونٹ کا کونا پھٹ چکا تھا۔ جس میں سے خون رسنے لگا۔۔

وہ سیدھی ہوئی۔۔ کنگ کو دیکھتے تمسخر سے ہسی۔۔

تمہاری بربادی میرے ہاتھ ہی لکھی ہے یاد رکھنا۔ اپنی بربادی کے دن گننا شروع کر دو کنگ۔۔ بہت جلد تمہاری سلطنت تم سمیت غرق ہونے والی ہے۔۔ وہ نفرت سے اسے دیکھتے بولی تھی۔۔

پہنچادو اسے بانو بائی کے کوٹھے پر ساری اکڑ نکل جائے گی اسکی وہاں۔۔۔

وہ غصے سے بولتا اپنے آدمی کے سہارے وہاں سے چلا گیا۔۔عینا نے پاؤں مارا ہی اتنی شدت سے تھا وہ سیدھا نا ہو سکا۔۔

وہ اسکے آدمیوں کی گرفت میں پھڑ پھڑائی۔۔لیکن وہ پھر سے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ چکے تھے۔اسکے منہ میں کپڑا ٹھونستے وہ اسے زبردستی گاڑی کے پاس لے گئے۔۔گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اسے پھینکتے وہ لوگ گاڑی سٹارٹ کر چکے تھے۔۔

عینا نے بے بسی سے اپنے باندھے ہاتھوں پاؤں کو دیکھا تھا۔۔وہ چلا بھی نہیں سکتی تھی۔۔

پتا نہیں ولی کو اسکی خبر ہوئی ہو گی بھی یا نہیں۔۔۔

انجان جگہ پر گاڑی رکتے دیکھ اسکا سانس اٹکا تھا۔۔وہ جگہ انجان ہو کے بھی انجان نہیں تھی۔۔

وہ اس سجی ہوئی جگہ کو اچھے سے پہنچاتی تھی۔۔

لیکن فلحال دن ہونے کی وجہ سے اس جگہ کی اصلی پہچان نہیں ہو پا رہی تھی۔۔یہ جگہ صرف رات کو آباد ہوتی تھی۔۔

کیونکہ یہ بازاری جگہ تھی۔امیرزادوں کی حقیقت ایک کوٹھا۔۔

دو آدمی اسے کھینچتے زبردستی باہر لے ائے۔۔پچھلے دروازے سے اسے اندر لے جاتے وہ لوگ اسے ایک اندھیرے کمرے میں پھینک گئے۔۔

امن پچھلے کافی دنوں سے کراچی میں تھا۔۔۔ یہاں اسکے کچھ ضروری کام تھے۔۔ لیکن اب جب وہ ہر کام پورا کر چکا تھا تو اس پری وش کی یاد اسے سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔

اسے کبیر سے پتہ چلا تھا کہ بانو بائی اپنے کراچی والے کوٹھے پر آئی ہیں ستارا کے رقص کے لیئے۔۔

اس لیے وہ سر شام ہی وہاں پہنچ گیا۔۔

وہ پہلے بھی بہت دفع اکلیے صرف ستارا کا رقص دیکھنے شام میں جاتا تھا جبکہ باقی محفل رات کو سکتی تھی۔۔بانو بائی کے آگے بھاری رقم پھینکتے وہ اسے کچھ بولنے کے قبال نا چھوڑتا۔۔

مجبورا بائی کو شام میں ہی ستارہ کو رقص کے لیئے آمادہ کرنا پڑتا۔۔

اب بھی ستارہ امن کا نام سنتے چپ چاپ راضی ہو گئی۔۔وہ آدمی عجیب تھا۔۔

جو صرف اسکا رقص دیکھنے آتا تھا لیکن بیچ میں اسکا رقص چھوڑ کر چلا تھا تو کبھی بس گھٹنوں اسے دیکھتا رہتا تھا۔۔ لیکن اسکے دیکھنے میں آتا کبھی حوس نظر نہیں ائی۔۔

جانے کیسی ملکنا تیسی طاقت تھی اسمیں کہ وہ آکسی طرف کھنچتی چلی جاتی تھی۔۔

امن اکیلے ہی زمین پر بنے مخملی گدھوں پر بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔

جب ستارہ کی آمد سے چونک گیا۔۔گلابی رنگ کی بھاری کامدار فراق جو پاؤں کو بھی ڈھانپے ہوئے تھی۔۔ آج چہرہ کسی بھی آرائشی سے پاک تھا۔۔کھلے بالوں پر بھاری ڈوپٹہ ٹکائے وہ امن کو خود کو دیکھنے پر مجبور کر گئی۔۔

ستارہ اس شہزادے کو ایک نظر دیکھتے اپنا رقص شروع کر چکی تھی۔۔

نظر جو تیری لاگی میں دیوانی ہو گئی۔۔

دیوانی، ہاں دیوانی ی ی، دیوانی ہو گئی۔۔

ایک ہاتھ کو چہرے کے قریب کرتے زرا سا گردن کو خم دیتے اسنے امن کو سلام پیش کیا۔۔

جبکہ امن یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔

مشہور میرے عشق کی کہانی ہو گئی۔۔

پاؤں کو آگے پیچھے کرتے چہرہ پیچھے گراتے اسکی بند آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔۔

جو جگ نے نا مانی تو مینے بھی ٹھانی
کہاں تھی میں دیکھو کہاں چلی ائی۔۔
وہ گھوم کر اسکے سامنے ائی۔

امن سانس روک گیا۔۔

کہتے ہیں یہ دیوانی مستانہ ہو گئی۔۔
مشہور میرے عشق کی کہانی ہو گئی۔۔
وہ مستقل گھوم رہی تھی۔

جبکہ امن کی نظریں تو اسکے چہرے پر تھیں لیکن دماغ کہیں اور تھا۔۔
وہ بس خالی نظروں سے اسے رقص کرتے دیکھ رہا تھا۔۔
جانے اسکے دل میں کیا سوجھی۔۔

وہ یک دم اٹھا اور اسکا ہاتھ پکڑتے اسے کھینچتے وہاں سے لے گیا۔۔

ستارہ بے جان سی اسکے ساتھ کھینچتی چلی گئ۔۔

امن اوپر بنے کمروں میں سے ایک میں اسکو لاتا اسکا ہاتھ چھوڑ گیا۔۔

اسکے یوں چھوڑنے پر وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئ۔۔

اسنے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

میں بقاو نہیں ہوں صاحب۔۔

بھیگے لہجے میں کہتے اسنے امن کو دیکھا تھا جو اس سے رخ موڑ کر اب سگریٹ سلگھا چکا تھا۔۔

کیوں کرتی ہو یہ کام۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

ستارہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

پہلے مجبوری تھی لیکن اب تو کام ہی یہی ہے۔۔وہ عام سے لہجے میں بولی۔۔

چھٹکارا چاہتی ہو اس کام سے۔۔وہ ہنوز سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

ستارہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

چھٹکارا پا کر بھی کیا کروں گی۔۔ایک رقاصہ ہوں میری پہچان یہی ہے دنیا کے پاک لوگ کوٹھے کی لڑکی کو کیوں نکر عام زندگی جینے دیں گے۔۔وہ طنزیہ بولی تھی۔۔

تمہارے تحفظ کی زمہ داری میری۔۔جہاں جانا چاہو گی۔۔تمہاری مرضی۔۔وہ سگریٹ پاؤں سے مسلتا اسکی طرف مڑتے بولا تھا۔۔

لیکن بانو بائی کبھی نہیں مانے گیں۔۔وہ مایوس لہجے میں بولی۔۔

مینے کہانا وہ زمہ داری میری۔۔وہ اسے ٹوک کر بولا۔۔

لیکن آپ مجھے آزادی کیو نکر دلوانا چاہتے ہیں۔۔وہ الجھ کر بولی۔۔

اس سے پہلے کہ امن کچھ کہتا اسکا فون رنگ ہوا تھا۔۔

اسنے بیزاری سے فون نکالتے دیکھا لیکن سامنے چمکتے نمبر کو دیکھ وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔

بولو کیا خبر ہے۔۔وہ فون اٹھاتا بے چینی سے بولا۔۔

لیکن اسے سامنے سے جو سننے کو ملا اسکا چہرہ فق ہوا تھا۔۔

جیسے جیسے وہ سنتا جارہا تھا اسکی رگیں پھولتی جارہی تھیں۔۔

ٹھیک ہے تم وہیں رہو میں آرہا ہوں۔۔

وہ عجلت میں بولا۔۔

ستارا نے چونک کر اسکے تاثرات دیکھے۔ایسا بھی کیا کہا گیا اس سے۔۔

بیسمینٹ کہاں ہے۔۔وہ حیران کھڑی ستارا کو دیکھتے بولا۔۔

اسنے چونک کر اسے دیکھا۔۔

آیئے میرے ساتھ۔۔وہ اسے بولتی اپنی تقلید میں لیے باہر نہیں تھی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

وہ بے بسی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

بے دردی سے زمیں پر پھینکے جانے سے اسکا ڈوپٹہ وہیں کہیں گر گیا۔۔

کہنیاں بھی چھل گئیں۔۔اسکے فراق کے بازو کندھے اور کہنیوں سے پھٹ گئے۔۔

وہ پیچھے بندھے ہاتھوں سے ڈوپٹہ لے بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

لبوں پر بس اپنی عزت کی حفاظت کے لیئے دعا جاری تھی۔۔

شائید کسی نے اسکی غیر موجودگی کو محسوس ہی نہیں کیا۔۔

ولی نے تو رات کو گھر آنا تھا۔اور ابھی رات نہیں ہوئ تھی۔۔

اور مرتسم وہ تو۔۔آگے سوچتے وہ لب بھینچ گئ۔۔

آنسو لمحہ بالمحہ اسکا گال بگھونے لگے تھے۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی جب آہٹ پر چونک گئ۔۔

دروازہ کھلا اور کچھ لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔۔

اسنے چونک کر سامنے دیکھا۔

ایک بھری عمر کے عورت اندر داخل ہوئے تھی۔۔

چہرے پر میکاپ کی گہری تہہ تھی۔لباس بھی بے ہودہ ساپہنا ہوا تھا۔جبکہ منہ میں پان تھی۔۔

اچانک اندھیرے سے روشنی آنے پر وہ آنکھیں میچ گئ۔۔۔

اسنے آنکھیں کھولیں تو وہ عورت کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔۔

جبکہ کچھ ادمی اسکے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔۔

اتنے سارے غیر مردوں کو اپنے سامنے دیکھتے اسکا دل چاہا زمین میں گڑھ جائے۔۔۔وہ بے بسی سے خود میں سمٹ گئ۔۔

ہم تو یہ ہے وہ لڑکی۔۔منہ میں پان چباتے وہ چمکتی نظروں سے عینا کو دیکھتی بولی تھی۔۔

جی بانو بائ یہی ہے۔۔جسنے کنگ کو تگڑی کا ناچ نچوایا ہے۔۔

اندا آتی ایک اور لڑکی قہقہ لگاتی بولی تھی۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔بانو بائ۔۔وہ زیر لب بولی۔۔

بانو بائ کے اشارے پر اسکے ہاتھ پاؤں اور منہ کھول دیا گیا۔۔

ہاتھ کھلتے اسنے ڈوپٹے کو ادھر ادھر تلاش لیکن وہ ڈوپٹہ اس لڑکی کے پاؤں تلے پڑا تھا۔۔اسنے بے بسی سے ڈوپٹے کو دیکھا۔۔

اپنے بال آگے پھیلاتے وہ خود میں سمٹ کر بیٹھ گئ۔۔

بانو بائ کرسی پر بیٹھے ہی زرا سا آگے جھکی اور تھوڑی سے دبوچتے عینا کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

یہ لڑکی نہیں سونے کے انڈے دینے والی مرغی ہے مرغی۔۔اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے وہ قہقہ لگاتے بولی تھی۔۔

عینا اسکی گرفت میں پھڑ پھڑائ تو اسنے جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔۔

وہ دیوار سے جا لگی۔۔

اسکے پاس کھڑی ایک لڑکی نے جھک کر اسکے کان میں کچھ کہا۔۔

اہ۔۔تو یہ مرتسم میر کی منظور نظر ہے۔۔۔بہت سنا تھا شاہ صاحب اور انکی منکوحہ کے بارے میں لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ شاہ صاحب کی طرح انکی منکوحہ بھی ہماری دشمن ہی نکلے گی۔۔وہ تعجب سے بولی۔۔

(مرتسم سے اسکی پرانی دشمنی تھی۔۔کیونکہ اسنے زین کی مدد سے پہلے ایک بار اسکے کوٹھے پر ریڈ پڑوائ تھی)۔۔۔

جبکہ اس معصومیت نے تو دل کسی اور کا بھی گائل کیا ہوا ہے۔۔

میں بھی کہوں کنگ کو مجھے لڑکی دینے کا خیال کیسے اگیا۔۔

وہ اس لڑکی کی بات سنتی قہقہ لگاتی بولی۔۔

حسن کے ساتھ نزاکت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور اوپر سے یہ معصومیت ہائے رے قیامت ڈھا دے۔۔

ایسے ہی تو نہیں وہ شاہوں کا سردار وہ جان چھڑکتا ہے اس پہ۔۔

اسکے پیچھے اور دوسری طرف وہ جو بیسٹ بنا پھرتا ہے اسکے پیچھے اپنی سلطنت چھوڑنے کے لئیے بھی تیار ہے۔۔وہ قہقہ لگاتی بولی۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا کیا وہ مرتسم کو جانتی ہے۔۔

اور بیسٹ یعنی کے امن۔۔وہ کیوں اسکے پیچھے اپنی سلطنت چھوڑے۔۔وہ حیرت سے سوچ کر رہ گئی۔۔

اس ظاہری حسن اور جسمانی نزاکت پر مت جانا یقین کرو اسی نزاکت سمیت تمہیں برباد کر کے رکھ دوں گی اور تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔۔

وہ نفرت سے اسے دیکھتے ڈھاڑی تھی۔۔

بانو بائی نے غصے سے اسے دیکھتے اسکے بال دبوچے۔۔

اہہ۔۔عینا کی کراہ نکلی۔۔

تم سے تو بہت پرانے حساب بھی رہتے ہیں۔۔ آخر تیری وجہ سے میں کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔۔

اب اپنے ان کروڑوں کا نقصان تجھے دندھے پہ بٹھا کے پورا کروں گی۔۔

وہ تمسخر سے عینا کو دیکھتی بولی۔۔

عینا نے سفید چہرے سے اسے دیکھا۔۔ کہاں وہ ان گھٹیا

لوگوں نے پھنس گی تھی۔۔ اللہ میری مدد کر۔اسنے دل میں پکارا۔۔

یہیں رہنے دو اسے یہیں بھوکا پیاسا۔کچھ دن یونہی رہے گی تو عقل ٹھکانے آئے گی۔۔وہ اسکے بال جھٹکتی اسکے چہرے کا نقشہ بگاڑنی کی خواہش دل میں دباتی اپنے آدمیوں کو حکم دیتی اٹھی تھی۔۔

لیکن وہ جیسے ہی مڑی۔۔

اپنے سامنے کھڑے امن نہیں بلکہ بیسٹ کو دیکھتے اسنے تھوک نگلا۔۔

آپ یہاں امن سیٹ۔۔ کیا ہوا۔۔ زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے وہ عینا کے سامنے آگئ تاکہ امن اسے دیکھ نا سکے۔۔

امن نے ایک قہر بھری نظر اس پر ڈالتے اسکے پیچھے کھڑے آدمیوں پر ڈالی۔۔

بانو بائی کو سائیڈ کرتے وہ اندر داخل ہوا۔۔

نیچے دیوار کے ساتھ بکھری حالت میں بیٹھی عینا کو دیکھتے وہ پل میں چہرہ موڑ گیا۔۔

اپنے چہرے دفع کرو یہاں سے اس سے پہلے کہ میں انکا حشر بگاڑ دوں۔۔وہ وہاں کھڑے بانو بائی کے آدمیوں کو دیکھتے غرایا تھا۔

وہ آدمی سر جھکائے وہاں سے باہر نکل گئے۔۔بانو بائی منہ کھولے کھڑی بس امن کو دیکھنے لگی۔۔

عینا نے ایک سہمی نگاہ امن پر ڈالی اور اگلے ہی پل چہرہ موڑ گئی۔۔

امن ادھر ادھر نظریں ڈوراتے اسکا ڈوپٹہ تلاشا۔۔جھک کر اسکا ڈوپٹہ اٹھایا۔۔

ایک گھنٹہ ٹکاتے اسکے قریب بیٹھتے وہ نظریں جھکائے ہی ڈوپٹہ اس پر پھیلا گیا۔۔

عینا نے سانس روکے اسے دیکھا تھا۔۔

پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے اسکا ڈوپٹہ بھی جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا۔۔

امن نے بے بسی سے اسکے پھٹے ڈوپٹے کو دیکھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنا کورٹ اتارتا اسکے آگے ایک شال آئی تھی۔۔

امن نے نظریں اٹھاتے دیکھا تو سامنے ہی ستارا کھڑی تھی۔۔

امن نے تشکرانہ اسے دیکھتے وہ شال اس سے تھام لی۔۔

عینا کو دیکھے بغیر اسنے وہ شال اسکے گرد اچھے سے لپیٹ دی۔۔

عینا بس ساکت سی اپنے محافظ کو دیکھتی رہی۔۔

کیا وہ یہاں اسے بچانے آیا تھا۔۔اسکے زہن میں بس یہی بات ائی۔۔

اسنے خدا سے مدد مانگی تھی۔۔تو کیا خدا نے اس کے لئیے اسے مدد گار بنا کر بھیجا تھا۔۔

امن نے کھڑے ہوتے ہاتھ کے اشارے سے اپنے گارڈز کو اندر آنے کے لئیے کہا۔۔۔

جو آتے ہی بانو سمیت اسکے آدمیوں کو اپنی حراست میں لے چکے تھے۔۔

امن نے جھک کر عینا کو اٹھانا چاہا لیکن وہ اسکے بڑھے ہاتھوں کو دیکھتے پیچھے ہو گئ۔۔

اسنے بے بسی سے ستارا کو دیکھا۔۔

جو گہری سانس بھرتے آگے بڑھتے عینا کو اٹھا گئ۔۔

چلو۔۔

عینا کو دیکھے بغیر کہا تھا۔۔

لے آؤان سب کو۔۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بانو بائ کو دیکھتے کہتا عینا اور ستارا کو لیے آگے بڑھ گیا۔۔

عینا بے جان گڑیا کے جیسے ستارا کے ساتھ کھینچی چلی گئ۔۔

امن نے گاڑی کا دروازہ کھولتے عینا کو دیکھا۔۔

وہ تب سے اب اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

بکھرے بال۔۔مٹے مٹے انسو۔سو جھی انکھیں۔پھٹا ہوا ہونٹ۔۔اور تھپڑ کا نشان۔۔اسنے شدت سے آنکھیں مینچیں تھیں۔۔

آگے بڑھتے اسنے خود عینا کو نرمی سے اندر بٹھایا۔۔

ستارا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ خود ڈرائیورینگ سیٹ پر ایا۔۔۔

اسکے تاثرات پتھریلے ہو چکے تھے۔۔انکھوں میں جیسے شرارے پھوٹے تھے۔۔

عینانے سیٹ سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئ۔۔

کتنے ہی آنسو پھسل کر اسکے چہرے پر گرے تھے۔۔

ولی کہاں ہیں اپ۔۔وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئ تھی۔۔

مرتسم سے اسکی امید ٹوٹ چکی تھی وہ نہیں آیا اور ناہی اسے آنا تھا۔۔

جبکہ ستارا ایک ٹک بس عینانے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

آخر ایسا کیا تھا اسمیں کہ وہ جرم کی دنیا کا بادشاہ بھی اسکے سامنے نظریں جھکانے پر مجبور ہو جاتا تھا۔۔

وہ بس سوچ کر رہ گئ۔۔

❤❤❤❤❤

وہ اپنے کام میں بزی تھا جب اسکا فون بجا۔۔اسنے بے دھیانی میں فون اٹھاتے کان سے لگایا۔۔

لیکن آگے سے اسے جو سننے کو ملا وہ پل میں چونکا۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا کہاں گئ عینا۔۔ تم ہی لے کر گئے تھے تو پھر وہ کہاں گئ۔۔ وہ دھاڑا تھا۔۔

جبکہ دوسری طرف ڈرائیور گھبرا گیا۔۔

اسکا کہنا تھا کہ تین گھنٹے سے وہ عینا کا انتظار کر رہا ہے۔ شام ہو گئ لیکن وہ پتہ نہیں کہاں چلی گئ۔۔

تم وہیں رکو آرہا ہوں میں۔۔ ڈرائیور کو کہتے وہ اندھا دھند بھاگا تھا۔۔

فاسٹ ڈرائیونگ کرتے وہ سمندر تک پہنچا تھا۔۔

اسے سامنے ہی ڈرائیور مل گیا۔۔

وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔۔ کہا ہے میری بہن۔۔ وہ دبی دبی آواز میں غرایا۔۔

پ۔ پتہ نہیں سر۔۔ میں تو یہیں پر انکا انتظار کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ اب تک نہیں ائیں۔ مینے اس پاس ہر جگہ ڈھونڈ لیا لیکن وہ کہیں نہیں ہیں۔۔

وہ اسکے ڈر سے تیز تیز بول رہا تھا۔۔

ولی نے تیزی سے قدم آگے کی طرف بڑھائے۔۔

پندرہ منٹ میں ہی اسنے سارا ایریا کنگھار مارا لیکن اسے عینا نہیں ملی۔۔

لیکن اسکا گرا ہوا فون ضرور مل گیا۔۔

اسنے فون اٹھایا۔ لاسٹ ٹائم اس پر مرتسم کی کال دیکھتے اسنے ہونٹ بھینچے۔۔

وہ جانتا تھا کہ مرتسم بھی کراچی میں ہے کہاں وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا۔۔
اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو میں تجھے چھوڑوں گا نہیں مرتسم۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔

❤❤❤❤

تیزی سے گاڑی روکتے وہ اندر کی جانب بڑھا۔۔ریسیپشن سے مرتسم شاہ کا پوچھتے اسنے اوپر کی طرف قدم بڑھائے۔۔
جھٹکے سے دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا لیکن سامنے اسے جو دیکھنے کو ملا وہ حیرت کی زیادتی سے لڑکھڑایا۔۔

زینی اور مرتسم ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔۔۔مرتسم کے ہاتھ اسکے دونوں بازوں دبوچے ہوئے تھے۔۔۔

ولی کو دیکھتے مرتسم نے تیزی سے اسے پیچھے کیا تھا۔۔۔
تم یہاں۔۔مرتسم نے چونک کر اسے دیکھتے پوچھا۔۔

ولی نے ہونٹ بھینچتے اپنے اندر اٹھتے وبال پر قابو پایا۔۔

وہ تیزی سے مرتسم کی جانب بڑھتا اسکا گریبان دبوچ چکا تھا۔۔میری بہن پچھلے تین گھنٹے سے غائب ہے اور تم یہاں اس گھٹیا لڑکی کے ساتھ عشق معاشوقیاں کرنے میں مصروف ہو۔۔ڈوب مرنا چاہئیے تمہیں مرتسم۔۔

کم از کم اسکے باپ سے کیے وعدے کا ہی مان رکھ لیا ہوتا۔۔

وہ اسکا گریبان جکڑتا غرایا تھا۔۔

اسے لگا تھا کہ عینا مرتسم کے پاس ہو گی لیکن اب اسے اس بات کی بلکل امید نہیں تھی۔۔

مرتسم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

ولی اسکا گریبان جھٹکتے پیچھے ہوا۔۔

خدا کی قسم مرتسم اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو میں زندگی بھر تجھے معاف نہیں کروں گا۔۔

وہ غصے اور دکھ سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔

میری بیوی تمہارے پاس، تمہاری زمداری تھی، جواب دہ تمہیں ہونا چاہئیے۔۔کہاں ہے میری بیوی

۔۔

مرتسم اسے جاتے دیکھ ہوش میں آتا دھاڑا تھا۔۔

ولی اسکی بات پر مڑا۔۔

ہنن۔بیوی وہ طنزیہ ہسا۔۔

افسوس تو اسی بات کا ہے کہ میری بہن کو اپنے بھائ سے زیادہ اپنے شوہر پر یقین تھا جو اسنے خطرہ بھانپتے سب سے پہلے تجھے فون کیا تھا۔۔لیکن شائید تجھے فرصت نہیں تھی۔۔

کاش کہ اسنے یہ بھروسہ اپنے بھائ پر کیا ہوتا۔۔تو آج اسکا یہ مان نہیں ٹوٹتا۔۔

وہ افسوس سے بولتا رکا نہیں تھا۔۔

مرتسم نے صدمے سے اسے دیکھا۔۔

سیکینڈ سے پہلے اسنے اپنا فون دیکھا تھا۔جہاں تین گھنٹے پہلے عینا کی کال شو ہو رہی تھیں اور وہ اٹھائ بھی گئ تھی۔۔پانچ منٹ تک۔۔

مرتسم نے بے یقینی سے سامنے کھڑی زینی کو دیکھا جو اسکے دیکھنے پر تھوک نگل کر رہ گئ۔۔

غصے سے پاس پڑے کرسی کو ٹانگ مارتے اسنے ایک ہی جست میں زینی کا گلہ دبوچا۔۔

اگر میری عین کو ایک خراش بھی آئ تو یاد رکھنا اس بار میں تمہیں بخشوں گا نہیں۔۔

وہ اسے زمین پر پٹکتا دھاڑا تھا۔۔

ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالتے وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ زینی بھی اسکے پیچھے بھاگی تھی۔۔

❤❤❤❤

گاڑی رکنے پر وہ آہستہ سے آنکھیں کھول گئی۔۔

اسنے ناسمجھی سے اسی جگہ کو دیکھا تھا جہاں اسے سب سے پہلے لے جایا گیا تھا۔۔

وہ ایک پرانا کھنڈر تھا۔۔

کھلے میدان جیسا لیکن آس پاس سے بند تھا۔۔

ستارہ کو اشارہ کرتے امن گاڑی سے اترتے اسکی طرف آیا۔ اسکی طرف کا دروازہ کھولتے اسنے عینا کو باہر آنے کا کہا۔۔

وہ ناسمجھی سے اسے دیکھتے باہر اگئی۔۔

چلیں۔۔ اسنے کہا تو عینا نے فق ہوتے چہرے سے اسے دیکھا۔۔

کیا وہ اسے کنگ کے حوالے کرنے جارہا تھا۔۔

بس تھوڑا یقین کرلیں۔۔ امن اسکے فق ہوتے چہرے کو دیکھتے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

مجھے اپنے بھائی کو فون کرنا ہے۔۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

امن نے خاموشی سے فون اسکی طرف بڑھا دیا۔۔

اس سے جگہ کا نام پوچھتے اسنے بس ولی کے لئیے ایک میسیج چھوڑ دیا۔۔

فون اسے واپس دیتے وہ اسکی تقلید میں چل دی۔۔

ستارا ابھی نا سمجھی سے سب دیکھتی امن کے اشارے پر عینا کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوئ۔۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھتے دونوں نے خوف سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

لیکن ستارا اسکا ہاتھ دباتی امن کے پیچھے ہی اسے لیے چل دی۔۔

جبکہ وہاں کام کرتے کنگ کے آدمیوں نے چونک کر امن کو دیکھا تھا۔۔

بیسٹ کو دیکھتے انہوں نے تھوک نگلا تھا۔۔

بانو بائ اور اسکے آدمیوں کو سامنے کھڑے کرنے کا اشارہ دیتے وہ عینا کی طرف مڑا۔۔

ان میں سے کسنے ہاتھ اٹھایا تھا آپ پہ۔۔ نظریں جھکائے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

عینا نے ایک سہمی نظر ان سب پر ڈالی وہ وہی آدمی تھے جو اس وقت کنگ کے ساتھ تھے۔۔

وہ۔۔عینا نے سب کے چہرے دیکھتے ایک آدمی کی طرف اشارہ کر دیا جسنے اسے تھپڑ مارا تھا۔۔

وہ دونوں کو ایک سائیڈ کھڑا کرتا۔۔اس آدمی کی طرف بڑھا۔۔کورٹ اتارتے ایک طرف پھینکا تھا۔۔

شرٹ کے اگلے دو بٹن کھولتے اسنے تیزی سے اس آدمی کی طرف قدم بڑھائے۔۔

جبکہ وہ ادمی اب وہاں سے پیچھے کو قدم لینے لگا۔۔

امن نے ایک ہی جست میں اسے قابو کرتے اسکے چہرے پر پہ در پے مکے جھڑے تھے۔۔اسکے دونوں بازو کو پیچھے کی طرف موڑتے اسنے جھٹکا دیا۔۔چٹاخ کی آواز سے اسنے دونوں بازو توڑے تھے کہ وہ درد کی شدت سے چلا اٹھا۔۔

لیکن امن کی اگلی حرکت پر عینا اور ستارا سیمت بانو بائ اور اسکے ساتھ کھڑی لڑکی کی چیخیں نکلیں تھی۔۔

کیونکہ وہ اس آدمی کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اب اپنے خنجر سے کاٹتا جارہا تھا۔۔
عینا اور ستارا کانپ کر چہرہ موڑ گئیں۔۔
اسکے بعد امن نے آؤ دیکھا نا تاؤ وہاں موجود ایک ایک آدمی کو دھو ڈالا۔۔
گاجر مولی کی طرح آدمیوں کا خون بہاتے وہ کہیں سے بھی انسان نہیں لگ رہا تھا وہ تو کوئ آدم خور درندہ لگ رہا تھا۔۔

ب۔بس۔بس کرو۔۔امن پلیز بس کرو۔۔

ہر طرف خون اور آدمیوں کے خوف ناک غراہٹیں سنتے وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی سختی سے آنکھیں مینچتی چیخی تھی۔۔

اسکی چیخ پر امن نے بے ساختہ پیچھے مڑتے اسے دیکھا جو دیوار کے ساتھ لگتے نیچے بیٹھتی ڈر سے کانپتے چیخ رہی تھی۔۔

جبکہ ستارا بھی ایک طرف منہ پر ہاتھ رکھے سفید چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

امن کو بے ساختہ اپنی غلطی کا احساس ہوا اسے عینا کے سامنے اپنا یہ روپ نہیں دکھانا چاہئیے تھا۔۔

اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتے اسنے انہیں سب کو وہاں سے ہٹانے کا کہاں۔۔

ایک آدمی بھاگ کر پانی کی بوتل لاتے اسکے ہاتھ دھلوانے لگا۔۔

ہر چیز صاف ہوتے دیکھ امن نے قدم عینا کی جانب بڑھائے۔۔

ستارا کو اپنے آدمی کے ساتھ جانے کا اشارہ کرتے وہ آہستہ سے عینا کے پاس بیٹھا۔۔

عینا سہم کر پیچھے ہٹی۔۔ لیکن پیچھے دیوار تھی۔۔

پلیز م۔میرے۔پ۔ا۔س۔م۔مت او۔۔

وہ اپنے پاؤں سمیٹتی خود میں سمٹ کر بولی۔۔

امن نے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

ڈونٹ وری میں آپکو ہرٹ نہیں کروں گا۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

عینا نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

ت۔تم۔ان۔سان ن۔نہیں تم د۔درن۔دے ہو تم نے۔م۔ار دیا۔س۔سب کو۔۔

وہ خوف سے کانپتی بولی تو امن نے بے ساختہ اسے دیکھا۔۔

مینے انہیں مارا کیونکہ انہوں نے آپکو ہرٹ کیا۔۔۔ اور یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

عینا نے ساکت ہوتے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ جسکی آنکھیں جھکی تھی۔۔وہ ایک فاصلے پر بیٹھا تھا۔۔

ک۔کیا تم م۔مجھے ہرٹ۔ن۔ن۔نہیں کروگے۔۔

وہ آنکھیں پھیلائے بولی۔۔انداز میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔۔۔

امن نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کبھی نہیں۔۔وہ بے ساختہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔

جو ہرٹ کرے گا سب کو ماردو گے۔۔وہ گم سم سی اسے دیکھتے بولی۔۔

ہمم۔جو آپکو تکلیف دینے کی کوشش کرے گا ماردوں گا سبکو۔۔

آپ حکم کریں کسنے آپکو ہرٹ کیا ہے۔۔

وہ اسکے کانپتے ہاتھوں پر نظریں جمائے بولا۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مجھے تو سب ہرٹ کرتے ہیں۔۔ میں تو کسی کو ہرٹ نہیں کرتی۔۔ اسنے بھی مجھے ہرٹ کیا۔۔ میری انو کو بھی ہرٹ کیا۔۔ اسے چھین لیا۔۔

وہ بچوں کی طرح ہاتھ اٹھا کر بولتی یکدم پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

اسے یہ سب دیکھتے شدت سے اس دن کی یاد آئی تھی جو اسے کبھی بھولتا نہیں تھا۔۔ اس دن بھی ایک درندہ ایسے ہی اسکی انو کو مار گیا تھا۔۔

کسنے۔۔ وہ اسکے رونے پر ہڑبڑا گیا۔۔

ع۔ عارض نے وہ۔۔ بہت برا ہے۔۔ اسنے بہت ہرٹ کیا۔۔ بہت بہت گندا ہے۔۔

تم۔ تم اسے مار دو امن۔۔ مارو گے نا بولو۔۔

وہ یک دم اسکے ہاتھ تھامتی بولی تو امن کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔۔ وہ شائید اپنے حواس میں نہیں تھی۔۔

اسنے بے ساختہ نظریں اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

جیسے آپ کہیں۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپکو تکلیف دینے والے ہر انسان کا برا حال کروں گا۔۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا۔۔عینا اسکے ہاتھ چھوڑتی یکدم سیدھی ہوتی یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔۔۔

امن اسکے دیکھنے پر نرمی سے مسکرایا۔۔

چلیں۔۔۔آپکو گھر چھوڑ دوں۔۔وہ جھجھکتے ہاتھ آگے بڑھا گیا۔۔۔

عینا نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اسے اسنے ایک پل کے لیئے سوچا اسکا ہاتھ جھٹک دے لیکن جانے کیوں وہ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئ۔۔

امن کا دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے ڈر لگا کہیں عینا اسکی دھڑکن سن ہی نا لے۔۔

ایک پل کے لیئے آنکھیں میچ کر کھولتے اسنے نرمی سے اسے اٹھایا۔۔وہ ابھی کھڑی ہوئی ہی تھی کہ اسی پل تیزی سے کوئی اندر آیا تھا۔۔۔

عینا۔۔اپنے نام کی پکار سنتے اسنے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے سامنے دیکھا۔۔

ولی جو اسے ہر جگہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے پاگل ہوا تھا جب انجان نمبر سے بھیجے گئے میسیج پر وہ ریش ڈرائیونگ یہاں پہنچا تھا۔۔اسے اپنے زمانے سہی سلامت دیکھتے وہ بے ساختہ الحمدللہ کہتے گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔۔اسکی سانس بحال کرتے اسنے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے کتنی ہی بار الحمدللہ کہا تھا۔۔

عینا اسکے یوں گرنے پر امن سے ہاتھ چھڑواتی تیزی سے اسکی طرف بھاگی۔۔

ولی۔۔وہ اسکے قریب بیٹھی نم لہجے میں بولی۔۔

میرا بچہ۔۔ولی اسکا ماتھا چومتے خود میں بھینچ گیا۔۔کہاں چلی گئ تھی تو۔۔جان نکل گئ تھی میری عین۔۔جانتی ہے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تجھے۔پاگلوں کی طرح ایک ایک جگہ پر تلاش کیا۔۔
تجھے کچھ ہو جاتا تو شائید آج ولی بھی زندہ نہیں رہ پاتا۔۔
وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بھیگے لہجے میں بولا تھا۔۔

امن مسکراتی نظروں سے بہن بھائ کا پیار دیکھ رہا تھا۔۔
میں ٹھیک ہوں۔۔اپکے سامنے ہوں۔۔وہ اسکے چہرے سے آنسو صاف کرتے کرتے بولی تھی۔۔
اللہ کا شکر ہے۔۔ولی اسکے ہاتھ پر بوسہ دیتے بولا۔۔
عینا کو نرمی سے اپنے ساتھ کھڑا کرتے اسنے امن کو دیکھا۔۔

یہ۔۔ولی نے سوالیہ نظروں سے عینا کو دیکھا۔۔
عینا اسے دھیمے لہجے میں سب بتاتی چلی گئ۔۔ سوائے اسکے کہ امن ہی بیسٹ ہے۔۔بلکہ اسے یہ بتا دیا کہ وہ نورین کا بھائ ہے۔۔

ولی نے حیرت وغصے سے اسے سنا تھا۔۔

اتنا کچھ گزر گیا میری گڑیا پر۔ میں شرمندہ ہوں بچہ میں تمہاری حفاظت نہیں کر پایا۔۔وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا بولا۔۔

ولی کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔جو ہو گیا سو ہو گیا اس میں نا آپکی غلطی تھی نا کسی اور کی اس لیے خود کو الزام مت دیں۔۔

وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں۔۔تمنے میری بہن کی جان بچا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا۔۔وہ امن کی طرف مڑتا بولا۔۔

مینے احسان کیا نہیں بلکہ چکایا ہے۔۔ایک بار اپکی بہن نے میری بہن کو بچایا تھا بس اسکی کا بدلہ سمجھ لیں۔۔وہ نرمی سے ولی کو دیکھتا بولا۔۔

جبکہ عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔اسنے نورین کا احسان تو نہیں اتارا تھا۔ جبکہ عینا نے جو اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ تو کچھ اور ہی تھا۔کچھ جنون سا۔۔سر جھکتے وہ ولی کے حصار میں باہر کی طرف قدم بڑھا گئی۔۔گاڑی تک پہنچتے عینا نے ایک بار مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ آنکھوں میں جزبات کا سمندر سموئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اسکے دیکھنے پر نرمی سے مسکرایا۔۔

وہ گھبرا کر چہرہ موڑ گئ۔۔

ولی نے اسکے لیئے گاڑی کا دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ وہ بیٹھتی سامنے آتی گاڑی کو دیکھ وہ دونوں ہی چونکے تھے۔۔

مرتسم گاڑی روکتے جلدی سے گاڑی سے نکلا تھا۔۔

عینا کو دیکھتے وہ تیزی سے اسکے طرف بڑھا۔۔

عین آپ ٹھیک ہیں نا۔۔کہاں چلی گئ تھیں اپ۔۔جانتی بھی ہیں کتنا پریشان ہو گیا تھا میں۔۔اگر کچھ دیر اور آپ نا ملتی تو جانے میں کیا کر بیٹھتا۔

وہ اسکے مقابل آتا اسکے ہاتھ تھامتا پریشانی سے بولا تھا۔۔اسکا بکھرا حلیہ اور پھولتی سانس اس بات کی گواہ تھی کہ وہ خوار ہوتا اس تک آیا ہے۔۔۔

عینا نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اسکی نظر مرتسم کے گاڑی کے فرنٹ مرر پر گئ۔۔

اپنی جگہ پر زینی کو بیٹھے دیکھ اسنے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

عین کچھ پوچھ رہا ہوں میں اپسے۔۔ مرتسم اسے چپ دیکھ پھر سے بولا۔۔

ولی خاموش کھڑا تھا وہ عینا کے ردعمل کے انتظار میں تھا۔۔

عینا نے کچھ بھی کہے بغیر اسے ہاتھ جھٹکتے اسے پیچھے کیا تھا۔۔

بدقسمتی سے زندہ ہوں میں۔۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

بھائی مجھے گھر جانا ہے۔۔ مرتسم کو نظرانداز کرتے وہ ولی سے بولی جو سر ہلاتے اسے گاڑی میں بٹھاتے ایک نظر مرتسم کو دیکھتے خود بھی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

مرتسم نے بے یقینی سے اسکی اس حرکت کو دیکھا تھا۔۔وہ ساکت و جامد کھڑا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ولی کی گاڑی دھول اڑاتی وہاں سے چلی گئی۔۔

❤❤❤❤

ولی نے گہری نظروں سے اسکے سنجیدہ اور خاموش چہرے کو دیکھا۔۔

دو دن ہو گئے تھے انہیں واپس آئے لیکن ان دو دنوں میں اسنے عینا چہرے پر مسکراہٹ کا نام و نشان تک نہیں دیکھا۔۔

اب تو وہ بلکل ایسے چپ ہو گئی تھی کہ بات کے جواب میں بھی بس خالی نظروں سے دیکھتی رہتی۔۔۔

ولی اور عالم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بات کرنے کا اشارہ کیا۔۔

عین۔۔۔ولی کی بھاری آواز نے وہاں چھائی خاموشی کو توڑا۔۔

عینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

اسکی ویران آنکھوں کو دیکھتے ولی چپ ہو گیا۔۔

ٹھیک سے کھاؤ بچے۔۔ نظریں چراتے اسنے نرمی سے کہا۔

وہ سر ہلاتی پھر سے اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔۔

ولی نے عالم کو دیکھتے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

❤❤❤❤

مطلوبہ جگہ پر پہنچتے اسنے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اسے سامنے ہی وہ بیٹھی نظر ائی۔۔

وہ اسکی جانب بڑھتا خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔کیوں بلایا ہے مجھے۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔

امن کو آج نا صرف اسکے لہجے میں ایک ویرانی سی محسوس ہوئی بلکہ اسکے آنکھیں بھی خاموش تھی۔۔

آج ان میں امن کو دیکھتے نفرت نہیں ابھری تھی۔۔نا ہی غصہ وہ بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔

کیا آپکو میں آپکا مجرم لگتا ہوں۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔

ہاں۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔۔

کیوں۔۔وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔۔

تم اس شخص کے سرپرست ہو امن جسنے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ابھی بھی تمہیں کیوں کا جواب چاہیئے۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

میں سرپرست ضرور ہوں لیکن انجان اور بے قصور بھی تو ہوں۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

اور میں کیوں یقین کر لوں۔۔کیسے کر لوں امن۔۔۔وہ ضبط سے اسے دیکھتے بولی۔۔انکھوں کے گوشے سرخ ہونے لگے تھے۔۔

میں سب کچھ جاننا چاہتا ہوں کیا ہوا تھا۔۔

ایک ایک لفظ۔۔وہ سر جھکائے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

کیا کروگے جان کر۔۔وہ اسے دیکھتی بولی۔۔

شائید آپکو انصاف دلا سکوں۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

عینا کچھ پل اسے دیکھتی رہی اور پھر اسے اب بتاتی چلی گئ۔۔

امن ضبط سے اسے سنتا گیا۔۔ہاتھوں کی مٹھیاں بے ساختہ مینچیں تھیں۔۔

جانتے ہو امن ہم دونوں کی آہ و زار پر تو شائید شیطان کو بھی رحم اجاتا۔۔

لیکن وہ درندہ اسے نہیں آیا۔۔

اسنے میری انو کو میری آنکھوں کے سامنے نوچ ڈالا امن۔۔

اگر وہ اسے صرف مار دیتا نا تو میں برداشت کر لیتی شائید۔اسکی ن امن اسنے تو اسکی پاک روح کو کچل ڈالا۔۔جانتے ہو میں کیسے جی رہی ہوں۔۔

ہر پل لمحہ بالمحہ میرے کانوں میں آکسی سسکیاں گونجتی ہیں۔۔

اسکی فریاد اسکی چیخیں۔۔

انکھوں کے سامنے اسکالٹاپٹاوجود ہر پل گھومتا رہتا ہے۔۔وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔۔

جانتے ہو امن یہ نشان۔۔یہ آج تک ٹھیک کیوں نہیں ہوا۔۔
وہ اپنا بائیں بازو سے زرا سی شرٹ ہٹاتے بولی۔۔

امن نے ازیت سے اسکے بازو پر وہ نوچ ڈالے جانے والے نشان دیکھے تھے۔۔
میں اسے بھرنے نہیں دیتی امن۔ہر پل یہاں اسکا وہ غلیظ لمس سلگھتا رہتا ہے۔۔میں یہ بھرنے نہیں دوں گی تب تک۔جب تک یہ نشان دینے والے کو اسی ازیت سے نا گزار دوں۔۔
وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔۔

اتنی بے رحم کیوں ہیں اپ۔۔۔اگر آپ اسے بھرنے نہیں دیں گی تو یہ اپکو تکلیف دیتا رہے گا۔۔
وہ اسکے خود کو یوں ازیت دینے پر قرب سے بولا تھا۔۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔
تمہیں کیوں تکلیف کو رہی ہے امن۔۔وہ اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھتے بے ساختہ بولی تھی۔۔

تکلیف اگر آپکی ہو گی تو آپکی تکلیف سے مجھے بھی تو تکلیف ہو گی نا۔۔

وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھتے زرا سا اسکی جانب جھکتے بولا تھا۔۔

عینا نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا۔۔

کیوں۔۔؟ اسکے لب ہلے تھے۔۔

پتہ نہیں بس آپکی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔۔ آپکے مسکرانے سے راحت ملتی ہے۔۔ دل آپکو دیکھنے اور سننے کی تمنا کرتا ہے۔۔ وہ دھیمے مگر مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔۔

عینا کے لب ہلکے سے وا ہوئے وہ ساکت نظروں سے اس دیوانے کو دیکھنے لگی۔۔

تم نے غلط راہ چن لی امن۔۔ وہ بے ساختہ بولی۔۔

مینے نہیں چنی یہ راستہ خود بخود میری منزل بنتا گیا۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔۔

عینا نے تیزی سے اس پر سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔

تمہیں اس راستے پر کبھی منزل نہیں ملے گی امن۔۔

وہ بے ساختہ بولی تھی۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں پنپتے جزبات سے نظریں چرا گئی تھی۔۔

کیوں۔۔کیوں میں برا ہوں اسلیے۔۔وہ خود پر ہی ہستا بولا۔۔

نہیں۔۔عینا نے نفی میں سر ہلایا۔۔
یہ ایسا راستہ ہے امن جو برا یا اچھا انسان نہیں دیکھتا یہ بس انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتا پھر وہ منزل پر پہنچے نا پہنچے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔
وہ کسی گہری سوچ میں گم بولی تھی۔۔۔۔

جب یہ راستہ اچھائی برائی نہیں دیکھتا تو پھر منزل بھی نہیں دیکھتی ہو گی نا۔۔
تو پھر کیا اس راستے میں میری منزل آپ نہیں ہو سکتیں۔۔وہ بے ساختہ بولا۔۔

عینا بے تحاشہ چونکہ وہ کھلم کھلا اظہار کر رہا تھا۔۔

اسنے لب بھینچے۔۔نہیں۔۔سپاٹ سا انداز تھا۔۔

امن نے گہری سانس بھری۔۔

میری بے گناہی پر یقین کیسے کریں گی۔وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

تم کیوں چاہتے ہو میں تمہاری بے گناہی پر یقین کروں۔۔اگر تم بے گناہ ہو تو رب انصاف کرنے والا۔۔

عینا سنجیدگی سے بولی۔۔

امن نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

آنکھوں کے کنارے بے ساختہ ضبط سے سرخ سے سرخ تر ہوئے تھے۔۔

میں نہیں مانتا۔۔وہ ضبط سے بولا۔۔

کیا۔۔عینا نے الجھ کر پوچھا۔۔

رب یا اسکے انصاف کو۔۔اسنے کہا تو عینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔

تم۔۔وہ کچھ بول ناپائی۔۔

حیران ہوئی نا۔۔۔وہ اسکی بے یقین آنکھوں کو دیکھتا ہولے سے ہنسا۔۔

بہت یقین کیا تھا اس پر۔۔بہت مانگا تھا اس سے۔اسکے آگے گڑگڑایا۔۔منتیں کی۔۔رورو کر فریاد کی لیکن اسنے نہیں سنی۔۔

اب میں نہیں مانگوں گا اس سے نا اسکے آگے جھکوں گا۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

عینا اسے دیکھتی گئ۔۔۔

وہ تمہاری آزمائش تھی امن جسمیں تم پورا نہیں اتر پائے۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

اگر تم صبر کر جاتے تو تمہاری آزمائش پوری ہو جاتی۔۔تمنے مانگا، فریاد کی روئے، گڑگڑائے لیکن تمنے یہ تو نہیں کہا کہ میں راضی ہوں مولا۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں آہستہ سے بولی۔۔

صبر ہی تو کیا تھا۔۔۔وہ دکھ سے بولا۔۔

نہیں امن تمنے صبر نہیں کیا۔۔میں نہی جانتی تمنے کیا مانگا۔اور اسنے کیا نہیں دیا۔۔
صبر وہ ہوتا اگر تم اسکے آگے سر جھکاتے نا کے اپنی مانگ نا پوری ہونے پر اسکی خدائ پر سے یقین کھوتے۔۔
وہ ہنوز مسکراتے لہجے میں بولی۔۔ سمجھ گئ تھی کہ وہ بھٹکا ہوا ہے۔۔

پتہ ہے امن صبر وہ ہے جسمیں آنسو ہوتے تو ہیں لیکن صبر کے۔۔لبوں پر صرف الحمدللہ ہوتا ہے۔۔صبر میں سوال نہیں ہوتا۔۔بس رضا ہوتی ہے۔۔
تم ایک بار پھر سے مانگ کر دیکھو۔۔۔وہ اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی بولی۔۔

اگر اس بار بھی نا دیا تو۔۔وہ اسکے لفظوں میں کھویا بولا۔۔۔۔
ایسا نہیں ہوتا امن کہ ہم مانگے وہ ہمیں نا دے۔۔دیتا ہے مگر سہی وقت آنے پر۔۔۔
اگر نہیں دیتا تو وہ اس لیے کہ وہ ہمارے لیے تھا ہی نہیں جسکی ہمنے تمنا کی تھی۔۔وہ تو بس ہماری آزمائش تھی۔۔۔وہ دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔۔

اسکے لفظ خوبصورت تھے کہ امن بس سانس روکے اسے سنے گیا۔۔

نہیں۔۔۔وہ بے ساختہ دبی آواز میں چیخا۔

میں نہیں مانگوں گا اس سے نہیں جھکوں گا ابکی بار اسکے اگے۔۔۔وہ بچوں کے سے انداز میں بولتا اسے دیکھے بغیر اٹھ کر چلا گیا۔۔

عینا کو بے ساختہ اس پر رحم ایا۔۔

وہ اپنوں کا ڈسا تھا۔۔اسکا بچپن مارا گیا تھا۔۔ہر ایک سے بس زخم ملے تھے اس لیے تو وہ بھٹک گیا تھا۔۔۔اتنا بدگمان تھا۔۔۔

وہ نورین کی باتیں یاد کرتی سوچ کر رہ گئی۔۔۔

❤❤❤❤❤

اب اگر تم سامنے نا آئے تو میں جا رہی ہوں۔۔وہ خفگی سی منہ پھلائے بولی تھی۔۔

اسکے جانے کی بات سنتے وہ جو اسے تنگ کرنے کی غرض سے چھپا ہوا تھا۔۔سکینڈ سے پہلے باہر ایا۔۔

تم اچھے سے جانتی ہو مجھے کیسے اپنی انگلیوں پہ نچانا ہے۔۔

وہ اسکے سامنے آتا بولا تو وہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔

جبکہ اسکے کھکھلانے پر وہ بھی مسکرا دیا۔۔

یہ کیا بچپنا تھا۔۔ابکی بار وہ آبرو آچکا کر بولی۔۔

میں چیک کر کر رہا تھا کہ تم مجھے ڈھونڈ پاتی ہو یا نہیں لیکن تم تو مجھے ڈھونڈ ہی نہیں پائی۔۔وہ افسوس سے بولا تو فریحہ نے اسے گھورا۔۔۔

عارض کب جائے گا تمہارا بچپنا۔۔ہمیشہ بس مجھے تنگ ہی کرتے رہا ہو۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔۔
تمہیں نہیں تنگ کروں گا تو کیا پڑوسیوں کی لڑکی کو کروں گا۔۔
وہ لب دبائے بولا تو فریحہ نے اسے مارنے کو لپکی۔۔
اوکے اوکے سوری۔۔میری مجال جو میں تمہاری علاوہ کسی لڑکی کی طرف دیکھوں بھی تو۔۔وہ کان پکڑتا بولا تو وہ ہس دی۔۔
اچھا یہ بتاؤ کب کروگے اپنے بھائی سے بات ہمارے بارے میں۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔۔

آج بھائی مجھ سے ملنے آنے والے ہیں۔اج پکا بات کروں گا۔۔وہ اسکو پیچھے سے ہگ کرتا بولا۔۔

پکا کروگے نا۔۔ پچھلے تین سال سے تم یہی کہتے ہو اب کروں گا۔اب کروں گا۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

آج ہر حال میں کروں گا۔ائی پرومس۔۔وہ محبت سے اسے دیکھتے بولا۔۔

ٹھیک ہے جلدی کر لینا۔۔ماما، بابا اب اور انتظار نہیں کریں گے۔۔وہ سنجیدگی سے بولی تو عارض نے اسے یقین دلایا کہ وہ آج امن سے لازمی بات کرے گا۔۔

فریحہ کی عارض سے ملاقات تین سال پہلے ہوئی تھی۔۔۔ فریحہ ایک ڈاکٹر تھی۔۔عارض کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا جب فریحہ نے اسکا علاج کیا تھا۔۔

عارض کو وہ بہت اچھی لگی۔۔وہ اسے پسند کرنے لگا تھا۔باقی لڑکیوں کی طرح صرف استعمال کے لیئے نہیں اسے فریحہ سے انسنیت سی ہوئی تھی۔۔

بار بار وہ اسکے ہوسپٹل جانے لگا ٹھیک ہونے کے بعد بھی۔۔

اس طرح وہ دونوں ریلیشن میں اگئے۔۔

فریحہ نے سال پہلے ہی اسے اپنے ماں باپ سے ملوایا تھا۔۔

لیکن عارض ابھی اسے ٹال رہا تھا۔۔ کہ امن ابھی اسکی شادی کے لیئے نہیں مانے گا۔۔ لیکن اب اسنے امن سے بات کرنے کی ہر حال میں ٹھان لی تھی۔۔وہ واقعی میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اسکے ساتھ اپنی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔۔

فریحہ کے آنے کی بعد اسنے باقی سب کام تو چھوڑ دیے لیکن نہیں چھوڑا تو کنگ کے لیئے کام کرنا جس سے فریحہ بھی انجان تھی۔۔

عارض اب چاہ کر بھی کنگ کی غلامی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔کیونکہ اسکی غلامی کی تو مرضی سے جاتی ہے لیکن چھوڑی اسکی مرضی سے جاتی ہے۔۔

لیکن ان سب میں وہ انوشے کے ساتھ کیا گیا ہے گناہ بلکل فراموش کر چکا تھا۔۔

وہ اپنا ماضی ہی بھول چکا تھا کہ ماضی میں اسنے کس قدر اذیتیں دی ہیں لوگوں کو۔۔ جسکا حساب ابھی اسے دینا تھا۔۔

اسلام و علیکم بھائی!!امن کو آتے دیکھ وہ مسکراتے اٹھا تھا۔۔

ہمیشہ کی طرح اسکے گلے لگا لیکن آج امن نے اسکے گرد بازو نہیں باندھے وہ چونکا۔۔

کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے نا۔۔وہ پریشانی سے اسکا سپاٹ چہرہ دیکھتا بولا

امن نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

اسے خود سے الگ کرتے وہ سامنے صوفے پر جا بیٹھا۔۔

ہمم۔۔بیٹھو۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

عارض پریشان سا اسکے سامنے ٹک گیا۔۔اسنے آج تک امن کو اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔۔

پانچ یا چھ سال کے تھے تم جب مجھے ملے تھے۔۔پھٹے کپڑے ، بھوک ،پیاس سے نڈھال ،رات کے اندھیرے سے ڈر کر تم میری ٹانگوں سے یوں چپک گئے تھے کہ میں چاہ کر بھی تمہیں وہاں چھوڑ نا سکا۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

عارض نے چونک کر اسے دیکھا کہ اب اس بات کا کیا مطلب ہوا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔۔

تمہیں اپنے ساتھ لے ایا۔۔ حتی کہ میں بھی صرف پندرہ، یا سولہ سال کا تھا لیکن پھر بھی مینے تمہیں ایک بڑے بھائی سے بڑھ کر ایک باپ جیسا پیار دیا۔۔

تحفظ دیا۔۔۔ اپنے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ تمہارے منہ میں ڈالا ہے مینے۔۔ راتوں کو جب تم ڈر جاتے تھے تو ایک باپ کی طرح اپنی شفقت میں چھپایا ہے۔اپنی نیندیں حرام کیں تاکہ تم سکون سے سو سکو۔۔

وہ اسکے بچپن کو سوچتا بول رہا تھا۔۔

تمہارے منہ سے نکلنے والی ہر خواہش کو پورا کیا ہے۔ جس چیز پر تمنے ہاتھ رکھا تمہارے قدموں میں رکھ دی۔۔

اسکے بدلے مینے تمسے فقط ایک چیز مانگی تھی۔۔

اسنے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

میری تربیت کا مان۔۔

مینے کہا تھا نا تمہیں عارض کے کبھی بھی کوئی ایسا کام مت کرنا کہ میرا سر جھکے۔۔ اسنے عارض کو دیکھتے کہا تھا۔۔

جبکہ عارض سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔

مینے تمہیں کبھی کسی کام کے لئیے نہیں روکا عارض۔۔ لیکن تمسے کہا تھا تمہیں سکھایا تھا کہ کبھی بھی عورت زات کا دل مت دکھانا۔۔

ہر عورت کی عزت کرنا تم پہ فرض ہے۔۔

لیکن تم تمنے تو عورت کو ایک کھلونا سمجھ لیا۔۔عارض مینے تو تمہیں کبھی یہ نہیں سکھایا۔۔

مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ میرا وہ معصوم سا عارض کب درندہ بن گیا۔۔

وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا دھاڑا تھا۔۔

کیوں کیا تمنے ایسا۔۔ اخر کس چیز کی کمی رہ گئ تھی میری تربیت میں عارض آخر کس چیز کی۔۔

اسنے عارض کا گریبان دبوچا۔۔

بھ۔بھائ مجھے م۔معاف کر دیں۔۔ وہ نم لہجے میں بولا تھا۔۔

معاف۔۔امن نے حقارت سے اسے دیکھا۔۔تمہیں معاف کر دوں۔۔معاف کر دیتا عارض اگر تم انسان ہوتے تو جانور ہو جانور کنگ کے پالتو جانور۔۔

وہ اسے جھٹکتا دھاڑا تھا۔۔

عارض نے بے یقینی سے اسے دیکھا کہ اسپر جان چھڑکنے والے بھائی نے ایسا کہا تھا۔۔

کچھ بھی تھا اسے امن سے بہت پیار تھا۔۔

آج سے میرا تمسے یا تمہارا مجھ سے کوئی رشتہ نہیں دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔

وہ غرایا تھا۔۔

نہیں بھائی پلیز ایسا مت کہیں۔۔میں آج بھی آپکا وہی عارض ہوں۔۔پلیز مجھ سے غلطی ہو گی بھائی معاف کر دیں۔۔وہ جلدی سے اسکے پاؤں پکڑتا گڑ گڑایا تھا۔۔

غلطی ہو گئی۔۔امن نے تمسخر سے اسے دیکھا۔۔

انوشے اور مہرماہ شاہ یاد ہیں نا تمہیں۔۔وہ اپنے اندر اٹھتے قہر پر قابو پانے کی کوشش میں دھاڑا تھا۔۔

یاد ہے کیا کیا تھا تمنے انکے ساتھ۔۔یاد ہے کچھ۔۔۔وہ اسے اپنے سامنے کرتا پھر سے دھاڑا تھا۔۔

عارض کے سر پر جیسے آسمان گرا ہو وہ تو بھول بیٹھا تھا کہ اسنے کیا کیا تھا۔۔کس گناہ کا مرتکب ٹھہرا ہے وہ۔۔

تو کیا امن جان چکا تھا۔۔وہ لڑکھڑایا تھا۔۔

تمنے غلطی نہیں گناہ کیا ہے عارض ایک بار نہیں جانے کتنی بار۔۔اور اس گناہ کی معافی نہیں سزا ہے۔۔
اور اب تمہیں ہر حال میں سزا ملے عارض ہر حال میں۔۔
وہ انگلی اٹھا کر اسے دیکھتے بولا تھا۔۔

عارض بس بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔
اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کبھی اسکے اعمال نامے یوں بھی سامنے آسکتے ہیں۔۔
کیونکہ وہ بھول چکا تھا۔۔۔
انسان بھول بھی جائے لیکن وہ تو بیٹھا ہے نا اوپر سب دیکھنے سننے اور انصاف کے لیئے۔۔
امن اسے دیکھے بغیر وہاں سے آگیا۔۔
تیزی سے گاڑی میں بیٹھتے وہ دھول اڑاتے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ سڑکوں پر خوار ہوتا اپنے اندر لگی آگ کو کم کرنے کی کوشش میں تھا۔۔

تھک ہار کر سڑک کے سائیڈ گاڑی روکتے وہ سیٹ سے سر ٹکا گیا۔۔

ایک تھکا ہوا آنسو اسکی آنکھ سے پھسل کر داڑھی میں جزب ہوا تھا۔

آج ایک اور رشتے سے دھوکا ملا تھا اسے۔۔۔۔

دل میں درد سا اٹھا تھا۔ اسنے شدت سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے سٹیرینگ پر ماری تھیں۔۔۔

آنسو تھے کہ لمحہ بالمحہ بہنے لگے تھے۔۔

کیوں، کیوں ہر بار میرے ساتھ ہی کیوں۔۔ وہ شدت سے بڑبڑایا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

مرتسم۔۔زینی نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا۔۔۔

ہمم۔۔اسنے ہنکار بھرا۔۔۔

وہ مجھے اپنی دوست سے ملنے جانا تھا۔۔۔وہ لبوں کو زبان سے تر کرتی دھیمے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم کے ماتھے پر بل اۓ۔۔

کیوں تمہیں منع کیا ہے نا باہر نکلنے سے سمجھ نہیں آتی تمہیں۔۔زین کے دشمن گھات لگاۓ بیٹھے ہیں۔۔ایک بار بچ گئ اسکا مطلب یہ نہیں ہر بار بچ جاؤ گی۔۔

چپ چاپ گھر میں بیٹھو۔۔وہ غصے سے اسے دیکھتا بولا۔۔۔

زینی نے تھوک نگلا۔۔

لیکن میں کب تک یونہی گھر میں بند رہوں گی۔۔وہ اکتاۓ لہجے میں بولی۔۔

بند کہاسے ہو تم۔۔ایک دن بھی گھر میں نہیں بیٹھی ہو تم۔کچھی باہر ڈنر کرنا ہے تو کبھی شوپنگ۔۔
اور تو اور کراچی بھی میں تمہیں ساتھ لے کر گیا تھا۔۔بھول گئ۔۔وہ غصے سے ڈھاڑا۔۔
اب سکون سے پڑی رہو یہاں۔۔خدا کی قسم زینی اگر مجھے زین کا خیال نا ہو تا تو اب تک میں تمہیں خود ان لوگوں کے حوالے کر دیتا جو تمہاری جان کے پیچھے پڑے ہیں۔۔

وہ غصے اور نفرت سے اسے دیکھتا ڈھاڑا۔۔

زینی کا چہرہ زلت کے احساس سے سرخ پڑا۔۔

وہ لب بھینچتے وہاں سے چلی گئ۔۔۔

اسکے جاتے ہی مرتسم نے ٹیبل پر پڑے سامان کو تہس نہس کر ڈالا۔۔

بے بسی سے آنکھیں مینچھتی اسنے چیئر سے سر ٹکایا تھا۔۔نظروں کے سامنے کچھ دن پہلے کا منظر گھوم گیا۔۔

کچھ دن پہلے:

ارسل کے جانے کے بعد وہ عینا سے ملنے کا سوچتے ابھی اٹھا ہی تھا کہ اسکے فون رننگ کرنے لگا۔۔

زین کا نمبر دیکھتے اسنے فون اٹھایا لیکن آگے سے اسے جو سننے کو ملا وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

مطلوبہ جگہ پر پہنچتے وہ تیزی سے گاڑی سے نکلتے اندر کی طرف بھاگا تھا۔۔

کہاں ہیں دونوں۔۔۔ اسنے سامنے کھڑے ایک سپاہی سے پوچھتے اسکے اشارے پر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔۔

دانین۔۔۔ مرتسم کے آواز پر وہ تیزی سے مڑی۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہونا۔۔ وہ اسکے زخمی چہرے کو دیکھتے تیزی سے اسکے قریب ایا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ گلا بیٹھا ہوا تھا۔۔

یہ۔۔ مرتسم نے اسکے بازو پر بندھی پٹی کی طرف اشارہ کیا۔۔

گولی چھو کر گزری ہے۔۔۔ وہ آہستہ سے بولتے رخ موڑ گئ۔۔

زین کہاں ہے۔۔۔ مرتسم نے بے چینی سے پوچھا۔۔

اومیرے ساتھ۔۔ وہ اسے بولتی خود آگے چل دی تو مرتسم بھی اسکے پیچھے ہی ایک کمرے میں داخل ہوا۔۔

سامنے ہی بیڈ پر وہ پٹیوں میں جکڑا پڑا تھا۔۔ منہ پر اوکسیجن ماسک لگا تھا۔۔ اس پاس کافی مشینیں تھیں۔۔

مرتسم آہستہ سے چلتے بیڈ کے قریب ارکا۔۔اسنے سوالیہ نظروں سے زینی کو دیکھا۔۔

سینے اور بازو پر پر گولی لگی ہے۔۔۔ابھی تک ہوش نہیں ایا۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے اسکے دھیمے لہجے ہر غور سے اسے دیکھا۔۔

اسکے دائیں گال پر نیل تھا۔۔گال سوجھا ہوا تھا۔۔نچلا ہونٹ بھی زخمی تھا۔۔ناک پر بھی چھوٹی سی بینڈیج تھی۔۔سرخ آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔

جبکہ بازو پر پٹی بندھی تھی۔۔۔

مرتسم نے آہستہ سے اسکے گرد بازو پھیلاتے اسے اپنے قریب کر لیا۔۔۔۔

وہ کسی اپنے کا حصار پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

اتنا کہ اسکی ہچکیاں بندھ گئیں۔۔مرتسم نے ہونٹ بھینچتے اسکا سر تھپکا۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔مرتسم نے اسکا اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔

فجر مت کرو اتنی جلدی تمہاری جان نہیں چھوڑنے والا۔۔تم سے شادی کر کے ہی چھوڑے گا۔۔وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا تو وہ نم آنکھوں سے ہنس دی۔۔

اب بتاؤ ہوا کیا تھا۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

زین اور دانین ایک سیکرٹ میشن کے لئیے گئے ہوئے تھے۔۔ جسمیں وہ لوگ کسی یونیورسٹی میں ایزا سٹوڈنٹ بن کے گئے تھے۔ کیونکہ اس یونیورسٹی سے کافی عرصے سے کچھ لڑکیاں غائب ہو رہی تھیں۔۔ جس وجہ سے مجبوراوہاں کے اونر کو پولیس سے رابطہ کرنا پڑا۔۔

وہ لوگ اپنے مشن کے بہت قریب تھے لیکن انکے دشمنوں کو کسی طرح خبر ہو گئ تھی۔۔ جسکے نتیجے میں ان پر یہ حملہ کیا گیا۔۔

زین کو زینب کے بارے میں بھی کافی دھمکیاں مل چکی تھیں۔اس لیے وہ اسے اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا اسکی حفاظت کے لئیے حملے کی زد میں وہ بھی آئ تھی۔۔ لیکین عین وقت پر دانین نے اسے بچاتے خود گولی کھائی تھی۔۔

وہاں پہ اور بھی بہت سے اوفیسر زتھے جو زخمی تھے۔۔ ہوسپ نہیں لے جاسکتے تھے اس لیے اس وقت اس گھر کو ہوسپٹل بنایاہوا تھا۔۔

مرتسم خاموشی سے اسے سنتا رہا۔۔۔

اسنے زین کی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔ اٹھ یاجار مجھ میں تجھے کھونے کا حوصلہ نہیں۔۔ وہ دل میں اس سے مخاطب تھا۔۔

وہ زین۔کے لئیے اتنا پریشان تھا کہ اسنے فون کی طرف دھیان ہی نہیں دیا جو سائیلنٹ پر تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ پکڑے اسے دیکھتی رہی۔۔اگلا دن بھی گزر گیا لیکن اسے ہوش نہیں آیا تھا۔۔

زین۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی اٹھ جاو۔۔اتنا تنگ مت کرو۔۔میں جاتی ہوں تم مجھے تنگ کرنے کے لئیے ایسے کر رہے ہو۔۔اس لیے نا کہ میں تم سے شادی کے لئیے ہاں کر دوں۔۔

وہ نچلا لب دباتی انسو پینے کی کوشش میں ہلکان ہوئی تھی۔۔

وہ کوئی کمزور لڑکی نہیں تھی۔اسے کبھی کسی نے روتے نہیں دیکھا تھا۔پہلے بھی ایک بار وہ گولی کھا چکی تھی لیکن اسنے اپنے زخم پر ایک آہ بھی نہیں نکالی تھی۔۔

لیکن سخت سے سخت انسان بھی اگر کمزور پڑتا ہے تو اپنی محبت کے آگے اور بھی کمزور ہو رہی تھی۔۔

تم ایک بار اٹھ جاؤ میں شادی کے لئیے تیار ہوں۔۔بس ایک بار آنکھیں کھول لو۔۔اٹھ کر ویسی ہی میری ناک میں دم کرو شادی کے لئیے۔۔

وہ سر جھکائے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔

س۔چ۔م۔یں۔۔۔(سچ میں)ٹوٹے الفاظ کی آواز پر اسنے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔

وہ ادھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

دانین نے چونک کر اسے دیکھا مطلب وہ ہوش میں آچکا تھا۔۔

وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسکے ساتھ ڈاکٹر اور نرس کا عملہ داخل ہوا تھا۔۔

ڈاکٹرز نے اسے خطرے سے باہر کہا تو سبکی جان میں جان آئ تھی۔۔

رات تک وہ مکمل ہوش میں تھا۔۔ لیکن فلحال ناوہ زیادہ بیٹھ سکتا تھا نا اٹھ سکتا تھا۔۔ڈاکٹر نے اسے زیادہ بولنے سے بھی منع کیا تھا۔۔

مرتسم اسکے پاس بیٹھا تھا۔۔۔جب زین نے اوکسیجن ماسکو ہٹاتے اسے پکارا۔۔

کیاہوا کچھ چاہیئے۔۔مرتسم اسکے قریب ہوتے بولا۔۔

زین نے اثبات میں سر ہلاتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

مر۔تسم ۔م۔میرے پاس۔۔۔ زینی کے علاوہ ک۔کوئ رشتہ نہیں ہے میں اسے کھ۔کھو نہیں سکتا۔۔وہ میرے دش۔منوں کے نظر میں اچکی ہے۔۔تم۔پل۔یز اسے یہاں سے لے جاو۔۔میں

جانتاہوں۔۔ تم سے بہتر اسکی حفا۔۔۔ ظت کوئی نہیں کر سکتا۔۔ بس کچھ دیر کے لئیے۔۔۔ جب تک کہ میں خود دو۔۔ بارہ کھڑا ناہو جاوں اسکی حفا۔۔ ظت کی زمہ داری لے لو۔۔

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں رک رک کے بولا تھا۔۔۔

تم کیوں فکر کر رہے ہو۔۔ میں ہوں اسکی حفاظت کے لئیے اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔ مرتسم اسکا ماسک دوبارہ لگاتا فکرمندی سے بولا۔۔

نہیں۔۔ زین نے نفی میں سر ہلاتے اسے روکا۔۔ اور ماسکو دوبارہ اتار دیا۔۔

وع۔۔ دہ کرو پہلے۔۔ اسے ایک۔۔ پل کے لئیے بھی۔ اپنی ن۔ ظروں سے دور نہیں کرو گے۔۔ صرف تب تک یہ بوجھ ڈال رہاہوں۔۔ کہ خود اسکی دو۔ بارہ اسکی حفا۔۔ ظت کے لائک ناہو جاوں۔۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے اسے اکیلان۔ نہیں چ۔ ھوڑو گے۔۔

وہ ہاتھ پھیلائے بولا۔۔ اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔۔

مرتسم نے لب بھینچے تھے۔۔۔

سر پلیز آپ انہیں کوئی ٹینشن مت دیں اور زیادہ بات مت کریں۔۔ نرس اکسا ماسک دوبارہ لگاتے بولی۔۔

ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں میں اسے اکیلا نہیں چھوڑوں گا ہر جگہ اسکے ساتھ سایہ بن کر رہوں گا۔۔ تم فکر مت کرو بس اپنا دھیان رکھو۔۔وہ اسکی بگڑتی حالت کے سبب جلدی سے بولا۔۔

زین نے سکون سے آنکھیں موندیں۔۔اگر مرتسم نے وعدہ کیا تھا تو وہ ہر حال میں نبھاتا۔۔وہ جانتا تھا کہ خود غرض ہو رہا ہے لیکن اپنی بہن کے لیئے وہ خود غرض بھی سہی۔۔۔

مرتسم نے اس دن سے عینا کا فون نہیں اٹھایا اسے لگ رہا تھا کہ وہ زینی کے قریب رہ کے عین اسکی امانت میں خیانت کر رہا ہے۔ لیکن زین کے وعدے کے آگے مجبور تھا۔۔

اسے عینا کے کراچی جانے کا پتہ لگا تو وہ کتنی ہی دیر بے یقین رہا کہ عینا اسے بتائے بغیر کیسے جا سکتی ہے۔۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے۔۔۔اس لیے وہ اسکے پیچھے کراچی پہنچ گیا لیکن اسے زینی کو بھی ساتھ لے جانا پڑا اور نا وہ گھر میں ٹک کہ نہیں بیٹھتی تھی۔۔

کراچی میں اسنے بہت جلد ہی وکی اور اسکی لوکیشن ڈھونڈ لی تھی۔۔اس لیے اسنے ساحر کو بھیجا تھا لیکن ایک منی کیمرہ اسکے شرٹ میں لگا کے جس سے وہ اسے دیکھ سکے۔۔

اگلے دن وہ ساحر کو نا بھیج سکا کیونکہ زینی اسے بنا بتائے ہی گھر سے نکل چکی تھی جسے ڈھونڈنے کے چکر میں وہ خوار ہو گیا تھا اور جب ولی وہاں پہنچا تو وہ زینی کو اسی بات کے لیئے ڈانٹ رہا تھا اسے غصے میں دھیان نہیں رہا کہ وہ اسکے اتنے قریب کھڑا تھا۔۔۔

ولی نے جو بتایا تھا وہ اسکے ہوش اڑانے کے لیئے کافی تھا۔عینا نے جب اسے فون کیا تھا وہ واشروم میں تھا جسکا فائیدہ اٹھاتے زینی نے فون اٹھایا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ زینی اس سے کیا کہا لیکن وہ اسکے بریسلیٹ میں لگے ٹریسر سے اسکی لوکیشن ڈھونڈ چکا تھا۔۔ لیکن اسے جو عینا کا ریکشن دیکھنے کو ملا تھا اسکی حالت یوں تھی کہ جیسے اسکے دل نے اسے ہی جھٹک دیا ہو۔۔وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا عینا کو دیکھنے کے لیئے۔۔

ڈور نوک ہونے کے آواز پر وہ چونک کر ہوش میں ایا۔۔۔بیتے دنوں کی یادوں سے نکلتے اسنے بند ڈور کو دیکھا

کم ان۔۔۔گہری سان ابھرتے اسنے خود کو ریلیکس کیا۔۔

اسکی سیکریٹری تھی۔۔۔سر وہ آپکی میٹینگ تھی کلائینٹس اچکے ہیں۔۔۔وہ ڈرتے ڈرتے بولی کہ آج کل انکے بوس کا موڈ بہت خراب رہنے لگا تھا۔۔

ہم ٹھیک ہے چلو۔۔وہ فون اٹھاتا باہر کی طرف بڑھا تو اسکی سیکریٹری بھی

اسکے پیچھے بھاگی۔۔

❤❤❤❤

سر انکا کیا کرنا ہے۔۔۔۔
ایک آدمی نما لڑکی اسکے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی۔اندر سے آتی چیخوں پر وہ چونک کر بولی تھی۔۔
امن نے بیزاری سے اسے دیکھا۔۔
پولیس کے حوالے کر دو اور ان سب لڑکیوں کو بھی پولیس کے حوالے کر دینا جسے اسنے زبردستی قید کیا تھا۔۔
وہ بانو بائی کی تیز ہوتی چیخوں پر بیزاری سے بولا۔۔
تو وہ لڑکی اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلی گئ۔۔۔

امن نے بانو بائی اسکی کچھ چیلیوں کو ایک کمرے میں بند کرتے ان پر کیڑے مکوڑے چھوڑ دیے تھے۔۔
دو دن سے وہ وہیں قید تھیں۔۔۔

کنگ اسکے ڈر سے راتوں رات ہی ملک سے باہر جا چکا تھا۔امن چاہتا تو اسکے پیچھے جا سکتا تھا لیکن ابھی وہ اسے بھاگنے دینا چاہتا تھا۔۔۔

میجر عالم آج پورے ہفتے بعد واپس لوٹے تھے۔۔غازی انسے ملنے جانے والے تھا کہ اسے بہت کچھ جاننا تھا لیکن اچانک زرنور کی بگڑتی طبیعت کے باعث وہ سب کچھ بھلائے بس اسمیں مصروف ہو گیا۔۔

کل سے وہ گھن چکر بنا ہوا تھا۔۔زرنور کو کل سے ہی وومیٹ ہو رہی تھی۔۔اسکی گلابی رنگت نچڑ کر پہلی پڑ گئی تھی۔۔

ڈاکٹر نے کم عمری میں پریگننسی اور کمزوری کے باعث کہا تھا۔جسکے بعد اب وہ اسکا اور بھی زیادہ دھیان رکھ رہا تھا۔۔

آج اسکی وومیٹ تو رک چکی تھی لیکن کمزوری کے باعث اسے چکر آرہے تھے۔۔

کیا ہوا کہاں جانا ہے۔۔وہ اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ جلدی سے بولا۔۔۔

غازواشروم جانا ہے۔۔وہ اسے گھورتے بولی۔۔

او میں چلتا ہوں۔۔وہ اسکے طرف جھک کر اسے اٹھانے کی غرض سے بولا لیکن وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔۔۔

غاز میں واشروم تک جاسکتی ہوں۔۔وہ بے بسی سے بولی۔۔اس بندے کا بس چلے تو اسے سارا دن گود میں اٹھائے گھومتا رہے۔۔

ہاں تو میں بھی کے جاسکتا ہوں نا۔۔وہ اسے ڈبل گھورتا اپنی بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔

جاو۔۔یہیں کھڑا ہوں۔۔اسے واشروم کے سامنے اتارتے بولا تو وہ فٹ سے اندر غائب ہوئی۔۔

غازی اسکی پھرتی پر ہنس دیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آئی تو وہ اسے پھر سے بانہوں میں اٹھائے بیڈ تک لایا۔۔

اب تو وومیٹ نہیں ہو رہی نا۔۔وہ نرمی سے اسے بیڈ پہ لٹاتے بولا۔۔

نہیں میں بلکل ٹھیک ہوں اب۔۔وہ مسکراتے بولی تو غازی نے جھک کر اسکا ماتھا چوما۔۔

تم ریسٹ کرو میں تمہارے لیے اچھا سا ڈنر تیار کرتا ہوں۔۔

وہ اس پر بلینکیٹ ٹھیک کرتا بولا تو وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔

غازی نے اسے ڈنر روم میں کروایا تھا۔۔اب وہ بیٹھی بور ہو رہی تھی جبکہ غازی لیپ ٹوپ پر اپنا کچھ کام کر رہا تھا۔۔

غاز۔۔اسنے جھنجھلائے لہجے میں اسے پکارا۔۔۔

جی غاز کی جان۔۔وہ اسکی پکار پر محبت سے بولا۔۔

بات سنیں۔۔وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔۔

سن رہاہوں غازی کی جان۔۔وہ لیپ ٹوپ پہ نگاہیں ٹکائے بولا۔۔

ادھر دیکھیں نا۔۔وہ اسکے نادیکھنے پر اسے گھور کر بولی۔۔

بس دومنٹ روز۔۔وہ عجلت میں بولا۔۔

نہیں ابھی دیکھیں۔۔بلکہ ادھر ائیں۔۔وہ اسکے دومنٹ بولنے پر روعب سے بولی۔۔

غازی نے بے بسی سے اسے دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں میں بھرتی نمی دیکھ وہ فٹ سے اٹھا تھا۔۔

بس اتنی سے بات پر بھی رونا شروع۔۔وہ خفگی سے اسے گھورتا بولا۔۔

ہاں تو آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے تھے۔۔زرنور اسکے بازو پر چٹکی کاٹتی بولی۔۔

جنگی بلی۔۔غازی نے اسے گھورا۔۔

آپ ہونگے بلے۔۔وہ بھی جواب اسے گھورتے بولی۔۔

کچھ دیر دونوں ایک دوسرے کو گھورتے رہے پھر یک دم کھکھلا کر ہنس دیئے۔۔

کیوں بلا رہی تھی۔۔غازی اسے اپنے حصار میں لیتا پیچھے ٹیک لگائے بولا۔۔

غاز میں بور ہو رہی ہوں۔۔وہ اداسی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

بور کیوں ہو رہا ہے میرا بچہ۔۔میں ہونا اپنے بچے کا دل لگانے کے لیئے۔۔وہ اسکے لبوں پر بوسہ دیتا بولا تو زرنور کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔وہ اسکی توجہ ہی تو چاہتی تھی اسلیے سے سرشاری سے اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔۔

کوئ مووی دیکھیں غاز۔۔اچانک سر اٹھائے بولی تو غازی اثبات میں سر ہلاتے لیپٹاپ اٹھالایا۔۔
اسے واپس اپنے حصار میں لیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے وہ مووی دیکھنے لگا۔۔
لیکن وہ بلکل بچوں والی تھی۔۔اسنے بور ہوتے مووی چینج کر دی۔۔
غاز اتنی اچھی تو تھی۔۔زرنور اسے گھورتے بولی لیکن وہ اب اپنی مرضی کی مووی لگا چکا تھا۔۔
وہ کیا بچوں والی تھی اب ہمارا خود کا بچہ آنے والے ہے۔ابھی بھی بچوں والی دیکھیں۔۔تم بس میری مرضی کی دیکھو۔۔

وہ واپس اسکا سر اپنے سینے پر رکھتے شوخ لہجے میں بولا زرنور بس اسے گھور کر رہ گئ۔۔

تھوڑی سی مووی گزرتے ہی زرنور کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں سامنے چلتے رومینٹک سین کو دیکھتے۔۔

اسنے جھٹ سے سکرین اوف کر دی۔۔

ارے یہ کیا کیا۔۔غازی شرارت سے لب دبائے بولا۔۔

آپکو ایسی ہی موویز کیوں پسند ہیں مجھے نہیں دیکھنی۔۔وہ اس سے نظریں چرائے بولی۔۔

کیوں کیوں نہیں دیکھنی اتنی اچھی تو ہے۔۔وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بولا۔۔

ہاں آپکو تو ایسی اچھی ہی لگے گی۔۔۔وہ دانت پیس کر بولی۔۔

غازی کا قہقہ گونجا۔۔

ویسے مجھے صرف دیکھنا ہی نہیں کرنا بھی پسند ہے۔۔وہ اسے دیکھتے شوخ لہجے میں بولا۔۔

کیا۔۔وہ بے ساختہ سر اٹھائے اسے دیکھتی بولی۔۔

رومینس۔۔اسکے چہرے پر جھکتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

زرنور کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی وہ اسکے لبوں کو قید کر گیا۔۔

وہ بس پھڑ پھڑا کر رہ گئ۔۔لیکن وہ اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہٹا تھا۔۔

وہ گہری سانس لیتے اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔۔

جبکہ غازی کا موڈ اب بدل چکا تھا۔۔وہ اسکے بالوں میں منہ چھپائے اسکی خوشبو میں گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

غاز۔۔۔وہ اسکی سلگھتی سانسوں سے کسمسائی۔۔

لیکن غازی اسے بیڈ پر لٹاتا اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔

جا بجا اسکی گردن پر بوسہ دیتے وہ بہت نرمی سے اسے چھو رہا تھا۔۔

اسکے پریگننٹ ہونے کے بعد سے وہ اسے اتنی ہی نرمی سے چھوتا تھا کہیں زرا سی شدت پر وہ کانچ کی گڑیا ٹوٹ نا جائے۔۔

اسکے ک۔کندھے سے شرٹ ہٹاتے اسنے اپنے لب رکھے تھے۔۔جبکہ اسکے ہاتھ زرنور کے کندن بدن کے رعنائیوں میں بہکنے لگے۔۔

اسکی آنکھوں میں تیزی سے خمار کی سرخی پھیلی تھی۔۔

اسکی انگلیاں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں پھنساتے وہ بیڈ سے لگاتے اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

غاز۔۔اسکی مونچھوں کی چھبن اور سلگھتے لمس پر وہ بے تحاشہ کسمسائی۔۔

شش غازی کی جان۔۔وہ بہکتی سانسوں سے اسکے وجود کی گہرائیوں میں گم ہوتا چلا گیا۔۔

❤❤❤❤❤

شدید پیاس کی شدت سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔۔کسمسا کر اسنے نیند سے بھری آنکھیں کھولیں۔۔

پیاس کی شدت سے گلا خشک ہو رہا تھا۔اسے حلق میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے۔۔

اسنے اٹھنا چاہا لیکن خود پر وزن محسوس کرتے اسنے سر جھکاتے دیکھا۔۔

مرتسم اوندھے منہ اسکے پہلو پر سر رکھے لیٹا تھا۔۔

عینا کی نیند جھٹ سے غائب ہوئ تھی۔۔

سو کھتا حلق تر کرتے اسنے سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ ہے کہاں۔۔

غور کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ یہ فارم ہاؤس کا روم تھا۔۔۔وہ چونکی شام میں ہوئ تلخ کلامی اسکی آنکھوں میں گھوم گئ۔۔

اسنے مرتسم نے کندھے کا کندھا ہلایا۔۔

شاہ۔۔وہ کسمسایا۔۔زرا سا سر اٹھتے مندی مندی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔۔

لیکن اسکی اگلی حرکت پر عینا کا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔۔

کیونکہ وہ بجائے اٹھنے کے اوپر کو کھسکتے اسکی گردن میں منہ چھپا گیا۔۔

وہ دھک سے رہ گئ لیکن مرتسم اسے کمر سے تھامتے کسی تکیے کی طرح خود میں بھینچ کر آنکھ موند گیا۔۔

وہ کچھ دیر سانس روکے پڑی رہی۔۔

لیکن کب تک۔۔ایک تو مرتسم کی سانسوں کی تپش سے اسے اپنا چہرہ اور گردن سلگھتی محسوس ہوئ اور اوپر سے پیاس اس قدر تھی کہ اسکے حلق میں جیسے مرچی لگی ہوں۔۔

شاہ۔۔اسنے تھوڑی سختی سے اسکا کندھا ہلایا۔۔

شاہ اٹھیں۔۔۔اسکے آواز نم ہوئ تھی۔۔

اسکا بھیگا لہجہ محسوس کرتے مرتسم سیکینڈ سے پہلے اٹھا تھا۔۔۔

شاہ کی جان کیا ہوا۔۔وہ نیند کی خمار سے بھری آنکھیں لیے تیزی سے سیدھا ہوا تھا۔۔

پ۔پانی۔۔وہ اسکے اٹھنے پر خود بھی اٹھ گئ۔۔

مرتسم نے سرعت سے بستر سے اترتے ٹیبل پر پڑے جھک سے پانی کا گلاس بھرتے اسے دیا تھا۔۔

وہ ایک ہی سانس میں ختم کر گئ۔۔

اور۔۔مرتسم نے نرمی سے پوچھا تو سر وہ سر ہلا گئ۔۔

بس۔۔دوسرا گلاس ختم کرتے اسنے خالی گلاس ٹیبل پر رکھتے مرتسم سے کہا۔۔

پیاس ختم ہوئ تو اسے خود کا ہوش ایا۔۔

میں یہاں کیسے آئ۔۔سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

میں لایا تھا اپکو۔۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

عینا نے ایک نظر اسے دیکھا اور چہرہ موڑ گئ۔۔

مجھے واپس جانا ہے۔۔وہ ڈوپٹہ خود پر پھیلاتی اٹھی تھی۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔

عین رات بہت ہو گئ ہے صبح لے چلوں گا اپکو۔۔

وہ نرمی سے بولا۔۔

مجھے ابھی، اسی وقت واپس جانا ہے۔۔

وہ سختی سے بولی تھی۔۔

کیوں، کیوں جانا ہے۔۔ آپ کسی غیر کے ساتھ تو نہیں ہیں۔۔ اپنے شوہر کے ساتھ ہیں۔۔ مرتسم اسکے سامنے رکتے سختی سے بولا۔۔

ہنہ شوہر وہی شوہر جو دن میں کسی اور کے ساتھ پایا جاتا ہے اور رات میں اسے بیوی یاد آجاتی ہے۔۔ وہ طنزیہ بولی تھی۔۔

عین۔۔ مرتسم نے سختی سے اسے ٹوکا تھا۔۔

کیا عین ہاں کیا عین۔۔ بہت بیوقوف بنا چکے آپ مجھے شاہ لیکن اور نہیں۔۔ وہ غصے سے بولی تھی۔۔

آپکو مجھ پہ بھروسہ نہیں وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔

بھروسہ شاہ۔ آپ بھروسے کی بات کر رہے ہیں مینے آپ پر اندھا اعتماد کیا تھا شاہ۔۔ لیکن تھا اب اور نہیں کروں گی۔۔

بہت برداشت کیا ہے مینے اب بس۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی بولی تھی۔۔

مرتسم اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

بات صرف ایک شال کی نہیں تھی۔۔ بات اگر صرف ایک شال کی ہوتی تو وہ برداشت کر جاتی لیکن بات اسکے مان کی تھی۔۔ وہ مان جسے مرتسم توڑ چکا تھا۔۔ محبت اپنی جگہ لیکن اسے اپنی عزت نفس بھی اتنی ہی پیاری تھی۔۔ اتنی گئی گزری تو نہیں تھی کہ اسکا شوہر اسی کے سامنے کسی اور عورت کے ساتھ گھومے پھرے اسکا مان، بھرم، بھروسہ توڑ ڈالے اور پھر بھی چپ رہے۔۔

بات جب عورت کی عزت نفس پر آتی ہے نا تو وہ محبت کو بھی دو ٹکے کا کر دیتی ہے۔۔ جواب عینا کر رہی تھی۔۔

اب کیا۔۔ کیا کریں گی اپ۔۔ کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔ مرتسم اسکی آنکھوں میں پنپتی بغاوت دیکھ ضبط سے بولا تھا۔۔

اس آدھے ادھورے کاغذی رشتے کو ختم۔۔ طلاق لوں گی میں آپسے اور۔۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتی مرتسم کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔

عینا۔۔وہ شیر کی سی دھاڑ لیے ہاتھ تو اٹھا چکا تھا لیکن ہوا میں ہی اپنا ہاتھ روک چکا تھا۔۔

عینا تیزی سے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔۔اسنے سہم کر کچھ بے یقینی سے مرتسم کو دیکھا تھا۔۔

ش۔شاہ۔۔۔بے یقینی سے لب ہلے تھے۔۔

مرتسم نے آنکھیں مینچتے اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔۔ہاتھ جو اٹھایا تھا مکا بناتے سامنے دیوار پر دے مارا۔۔

اہہہ۔۔عینا کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔وہ سہم کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

کیا کہا اپنے پھر سے بولیں۔۔شدت سے ضبط کے باوجود وہ دھاڑا تھا۔۔۔

عینا نے پہلی بار اسے یوں خود پہ چلاتے دیکھا تھا۔۔وہ اسکے خوف سے کانپ رہی تھی۔۔

طلاق چاہئیے آپکو مجھ سے۔۔مرتسم نے اسکا بازو دبوچتے اپنے مقابل کیا۔۔

طلاق چاہئیے اس لفظ کا مطلب بھی جانتی ہیں اپ۔۔وہ پھر سے دھاڑا تھا۔۔

عینا اسکے دھاڑنے سے اچھلی۔۔

ہ۔ہاں۔ط۔لاق۔چاہئیے۔۔اسکے ڈر سے کانپنے کے باوجود وہ غصے سے بولی تھی ۔۔۔ لیکن اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔

اسکے نظروں کے سامنے سے ابھی تک وہ منظر نہیں جا رہا تھا جب وہ بڑے حق سے مرتسم کی شال میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔

ا۔ب۔مج۔ھے۔اپکے۔س۔ساتھ۔ر۔رہنا۔ہی۔ن۔نہیں۔۔۔ہے۔۔۔ط۔طلاق۔د۔دیں۔۔

وہ ہچکیوں سے روتی بولی تھی۔۔مرتسم کا یہ رویہ اسکی برداشت سے باہر تھا۔۔

اسکی ایک ہی رٹ سنتے مرتسم نے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو دبانے کی کوشش کی شدت سے ماتھا مسلتے اسنے ایک نظر خوف سے کانپتی عینا کو دیکھا۔۔

ہمم طلاق۔۔ نچلا لب دانتوں تلے دباتے وہ بولا تھا۔۔
آپ جانتی ہیں طلاق وہاں ہوتی ہے جہاں شادی مکمل ہو۔۔ جبکہ ہمارا تو ملاپ ہی ابھی ادھورا ہے۔۔

وہ اسکی طرف بڑھتا شدید تپش سے بولا تھا۔۔
عینا نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔۔ اسکے بڑھتے قدموں سے وہ پیچھے ہوتی بیڈ سے ٹکراتے کمر کے بل گری تھی۔۔۔
اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی مرتسم تیزی سے اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

ابھی اس وقت ہم دونوں تنہا ہیں یہاں۔۔ رات بھی، موقع بھی ہے تو کیوں نا آج ادھورا ملاپ پورا کر لیا جائے۔۔ جب رشتہ مکمل ہو گا تبھی ہو گی نا طلاق۔۔
ایک ہاتھ سے اسکی تھوڑی دبوچے جبکہ دوسرے ہاتھ سے کمر جکڑتے مرتسم اسکی بے یقین آنکھوں میں دیکھتا اطمنان سے بولا تھا۔۔

وہ بظاہر تو اطمنانا سے بولا لیکن وہی جانتا تھا اسنے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو کس طرح سے دبایا ہوا تھا۔۔

اسکی بے رحم پکڑ پر عینا سسکی تھی۔۔وہ یقین ہی نہیں کر سکتی تھی کہ یہ اسکے شاہ ہیں۔۔

طلاق چاہئیے۔۔اسکے چہرے پر جھکتے مرتسم نے پھر سے پوچھا۔۔۔
شائید وہ اس بار انکار کر دے۔۔
عینا کی آنکھوں میں غصہ امڈ ایا۔۔ازلی ضد عود آئی تھی۔۔شدید مزاحمت کرتی وہ پھر سے چیخی تھی۔۔

ہاں مجھے ط۔۔

اسکے باقی کے لفظ مرتسم اپنے ہونٹوں سے چن گیا۔۔
وہ اس قدر شدت سے اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا کہ عینا کا چہرہ سفید پڑ گیا۔۔
جبکہ اسکی بے رحم پکڑ اپنے پہلو پر محسوس کرتے وہ تڑپی تھی۔۔
عینا نے شدید مزاحمت کرتے اپنے نازک ہاتھوں سے اسکے سینے پر مکے برسائے تھے۔۔

آنکھیں جو پہلے ہی نم تھیں۔۔انسوں سے تر ہو گئیں۔۔

جبکہ مرتسم قطرہ قطرہ اسکی سانسیں پیتا اسکی مزاحمت پر اسکے دونوں بازو اپنے ہاتھ میں قید کرتے بیڈ سے پن کر گیا۔۔

جبکہ دوسرے ہاتھ سے کمر کو جھٹکا دیا تھا۔۔۔

وہ مچل رہی تھی اسکی گرفت میں اسے اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی۔۔چہرہ آنسوں سے تر ہوا تھا۔۔

وہ جتنی شدت دکھا رہا تھا آج تک عینا نے اسکا یہ روپ نہیں دیکھا تھا وہ تو ہمیشہ اسے بہت نرمی سے چھوتا تھا یہاں تک کہ کبھی اس سے سخت لہجے میں بات تک نہیں کرتا تھا۔۔

اسکی مزاحمت دم توڑنے لگی۔۔اسکا وجود ساکت ہو گیا۔۔

اسکی سانسوں پر حکومت کرتے مرتسم اسکے وجود کے جھٹکے سے سمجھ گیا تھا۔۔اس لیے اب نرمی سے اسمیں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔۔

وہ تڑپ کر اسکی سانسیں انہیل کرتی اسے مزید بے چین کر گئی۔۔

کچھ دیر بعد مرتسم نے اسکے لبوں کو آزاد کیا تو وہ نڈھال سی گہری سانسیں بھرنے لگی۔۔۔

دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔۔لیکن آپ مرتسم شاہ کی تھی،ہیں اور رہیں گی۔۔

خدا کے سوا دنیا کی کوئی طاقت آپکو مجھ سے جدا نہیں کر سکتی آپ خود بھی نہیں۔۔

وہ اسکے بال اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیتا پر دھاڑا تھا۔۔

مجھ سے علیحدگی کی صورت صرف موت ہے۔۔ صرف موت۔۔۔وہ جنونی انداز میں غرایا تھا۔۔

عینا سانس روکے سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔ اسنے آج مرتسم شاہ کو دیکھا تھا۔۔وگرنہ آج تک تو وہ صرف شاہ کے ساتھ رہتی آئی تھی۔۔ اسکے شاہ کے ساتھ۔۔

م۔مجھے ن۔ نہیں رہنا۔۔ا۔اپکے۔س۔ا۔تھ۔۔

I hate you..

وہ خوف سے لرزتی کانپتی اسکی گرفت میں مچلتی چیخی تھی۔۔

مرتسم نے جھک کر اسکا جبڑا اپنی اپنی گرفت میں لیا۔۔

نفرت یا محبت کسی بھی صورت رہنا آپکو میرے ہی ساتھ ہے۔۔

وہ اپنی گرفت مضبوط کرتا غرایا تھا۔۔

ویسے بھی آج رات کے بعد سے آپ کبھی مجھ سے علیحدگی کے بارے سوچے گی بھی نہیں۔۔۔

جب آپکو اپنے انگ انگ سے میری خوشبو محسوس ہو گی آپکے وجود پر میری چھاپ ہو گی تو آپکا دماغ ٹھکانے پر آئے گا۔۔

وہ اسے دیکھتا ہلکا سا مسکراتے بولا تھا۔۔

عینا کا چہرہ فق ہوا۔۔اسنے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

لیکن مرتسم اسکی گردن پر جھک چکا تھا۔۔

وہ شدت سے مچلی لیکن اسکی گرفت آہنی تھی۔۔

مرتسم اسکا ڈوپٹہ اتار کر پھینکتے جابجا اسکی گردن پر لب رکھتا جنونی سا ہوا تھا۔۔

غصہ اس قدر حاوی ہوا تھا کہ وہ اسکی شہ رگ کو اپنے لبوں سے چھوتا اپنے دانت گاڑھے گیا۔۔

عینا سسکی تھی۔۔وہ اسکی گرفت میں تڑپ کر رہ گئی۔۔

مرتسم گردن سے ہوتا اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو شدت سے اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔

عینا اب بھی مچل رہی تھی۔ آنسو بھل بھل کر گرتے اسکا چہرہ بگھو رہے تھے۔۔۔

اسکے نچلے ہونٹ عین نیچے بنے تل کو اسنے شدت سے اپنے لبوں کی گرفت میں لیا تھا۔۔

آپ صرف مرتسم شاہ کی ہیں۔۔اور یہ مرتسم میر شاہ مرتے دم تک آپکو اپنے نام سے آزاد نہیں کرے گا۔۔۔

وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتا اسکے کان کی لو کو لبوں میں دبا گیا۔۔

ش۔۔شاہ۔۔وہ ہچکیوں سے روتی اسے پکار بیٹھی۔۔

مرتسم جواب دیے بغیر اسکے کندھے سے شرٹ ہٹاتے اپنے لب رکھ گیا۔۔وہ جیسے اپنے ہوش میں نہیں تھا۔۔

وہ کبھی اسکی گردن، شہ رگ، بیوٹی بون تو کبھی کندھے پر اپنی شدتیں لٹاتا جنونی ہو رہا تھا۔۔

آج اپنے اور اسکے بیچ ہر دوری کو مٹا دینا چاہتا تھا۔۔غصہ اس قدر شدید تھا کہ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسکے نازک وجود کو اپنی شدتوں سے سسکنے پر مجبور کر دے۔۔

ا۔اپ۔۔ز۔بر۔۔۔(ہچکی)۔۔د۔ست۔ی۔کر۔رہے۔ہی۔یں۔۔(ہچکی)

)آپ زبردستی کر رہے ہیں۔۔(

اس سے پہلے کہ وہ اسکے وجود کی گہرائیوں میں گم ہوتا اسکے ہچکیوں میں بولے گئے الفاظ پر اسکی بیوٹی بون پر سرکتے لب ساکت ہوئے تھے۔۔

مرتسم نے بے یقینی سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

جو پھوٹ پھوٹ کر ہچکیوں سے روتی کانپتے وجود کے ساتھ اسکی بانہوں میں پڑی تھی۔۔

اسکی گردن پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھتے وہ جیسے ہوش میں آیا۔۔

وہ تڑپ کر سیدھا ہوا تھا۔۔

عین۔۔اسنے پل میں اسے اٹھاتے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

وہ رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔۔اسکے سینے پر سر رکھے وہ کپکاتے وجود کے ساتھ بامشکل اپنے حواس قائم رکھے ہوئے تھی۔۔۔

مرتسم شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

آئی۔ایم سوری۔۔رئیلی سوری میری جان۔۔۔وہ دیوانوں کی طرح بار بار اسکے سر پر بوسہ دیتا۔۔بار بار وہی الفاظ دہرا رہا تھا۔۔

لاکھ روکنے کے باوجود اسکی سرمئی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

آنسو بغاوت کے ٹوٹ کر عینا کے بالوں میں جذب ہوئے تھے۔۔

جبکہ عینا اسکی نرمی پاتے ہی بکھری تھی۔۔

ا۔اپ۔۔بہ۔ت برے ہیں۔۔ا۔ائی۔۔ہی۔ہیٹ۔یو۔۔ا۔اپکے۔۔س۔اتھ۔ن۔نہیں رہنا۔۔

(آپ بہت برے ہیں۔ائی ہیٹ یو۔۔اپکے ساتھ نہیں رہنا)

وہ بامشکل اپنی بات مکمل کرپائے تھی۔۔

اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔۔

مرتسم نے اسکی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتے تیزی سے اسے سیدھا کیا تھا۔۔

وہ پل میں اسے خود سے دور کرتے سامنے رکھے انہیلر کی طرف لپکا تھا جو وہ ہوسپٹل سے آتے وقت لایا تھا۔۔

عین انہیل کریں۔۔اگلے ہی وہ دوبارہ اس تک پہنچا تھا۔۔

انہیلر اسکے منہ کے قریب کرتے وہ اس پر جھکا تھا۔۔

لیکن وہ سانسوں کے لیئے تڑپتی اسکے ہاتھ جھٹکتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔

عین کیا کررہی ہیں۔۔پلیز انہیل کریں اسے۔۔اسکے ہاتھوں کو قابو کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔اسکی آواز لرزتی تھی۔۔

ڈیمیٹ۔۔جان لینی ہے کیا میری۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔

اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں قابو کرتا دوسرے سے زبردستی اسکی تھوڑی جکڑتے اسکا کا منہ کھولتا انہیلر دبا چکا تھا۔۔

عینا نے تیزی سے سانس کھینچی تھی۔۔

لیکن وہ انہیلر کام نہیں کر رہا تھا۔۔

عینا کا چہرہ سفید پڑا۔۔

عین۔۔اسکی آواز میں خوف تھا۔۔اسکے نیلے پڑتے ہونٹ مرتسم کی جان نکال گئے۔۔

مرتسم اسے اپنی باہوں میں بھینچتا اپنی گود میں بٹھا گیا۔۔

اسنے انہیلر کو الٹا، پلٹا، ہلایا لیکن وہ کام ہی نہیں کیا۔۔

اسنے اپنی باہوں میں سانسوں کے لیئے تڑپتی اپنی زندگی کو دیکھا اور اگلے ہی پل اس پر جھکتے اسکے ادھ کھلے ہونٹوں سے ہونٹ جوڑتے اپنی سانس اسے دینا لگا۔۔

عینا نے تیزی سے اسکی سانس اپنے اندر کھینچی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد پیچھے ہوتے وہ ہوا میں گہری سانس بھرتے پھر سے اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔

وہ اسے مصنوعی سانس دیتا رہا۔۔۔

کچھ دیر تک جب اسکا وجود تھوڑا ڈھیلا پڑا تو وہ پیچھے ہوا۔۔

عینا مدھم سی سانس لیتی اسکے سینے پر سر رکھے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔۔

مرتسم نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔ اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ اسکا وجود ہلکا سا کپکپا رہا تھا۔۔

اپنی زندگی کو یوں اچانک اپنے سامنے موت کے منہ میں جاتے دیکھ سکی معنوں میں اسکی جان نکلی تھی۔۔

اسنے نرمی سے عینا کے گرد حصار باندھا۔۔ مرتسم نے اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتے نرمی سے اسکی تھوڑی کو اٹھاتے اسکا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔

ایک بار پھر جھکتے وہ اسکے وجود میں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔۔

عینا نے چونک کر اسکو دیکھا تھا۔۔

مرتسم کی نم آنکھیں اور کپکپاتا وجود اسے ساکت کر گیا۔۔

کیا وہ اسے کھو دینے کے ڈر سے رو رہا تھا۔۔

وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

اسکے لبوں سے لب ٹکائے اسکے وجود میں اپنی سانسیں منتقل کرتے مرتسم نے جھکی ہوئی آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

دونوں کی نظریں ملیں۔۔ کتنی ہی دیر وہ اسی حالت میں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔

یہاں تک کہ وہ اسکے لبوں سے جڑے اپنے لب تک ہٹانا بھول گیا۔۔

عینا نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکی گردن میں اپنے بازوں کا ہار ڈالتے تیزی سے سانس کھینچی تھی۔۔

ایک بار نہیں بار بار وہ جیسے مرتسم کی ہر سانس کھینچ لینا چاہتی ہو۔۔

لیکن اسنے ایک پل کے لیئے اسکی سرمئی آنکھوں سے نظریں نہیں ہٹائیں۔۔

اسکے لبوں سے لب جوڑے وہ اسکی بھوری آنکھوں کو دیکھتے آنکھیں موند گیا۔۔ دو آنسو ٹوٹ کر اسکے رخسار پر پھیلے تھے۔۔

عینا اسکی بند آنکھوں سے بہتے آنسوں کو دیکھتے ہلکا سا پیچھے ہوتے اپنے لب ہٹا گئی۔۔

وہ کسمکائی لیکن مرتسم نے اسے اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔

وہ بند آنکھوں سمیت اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکا گیا۔۔

لیکن عینا پل جھپکے بغیر اسے دیکھتی رہی اسکے ایک ایک نقش کو جیسے وہ حفظ کر رہی ہو۔۔

آہستہ سے اپنا ہاتھ اٹھاتے اسنے مرتسم کے دائیں گال پر رکھا۔۔

ش۔شاہ۔۔لرزتی آواز میں پکارا تھا۔۔

حکم شاہ کی جان۔۔بند آنکھوں سمیت کہا گیا۔

م۔مجھ۔۔ے۔پ۔پیار کریں۔۔وہ اٹک اٹک کر بولی۔۔

مرتسم نے چونک کر آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔

اسکا سرخ چہرہ، کپکپاتے ہوتے، سوجھی ہوئی سرخ انکھیں۔۔گردن پر اسکی شدتوں کے نشان واضح تھے۔۔وہ اپنے بے حسی پر لب بھینچ گیا۔۔

اسنے سرمئی آنکھیں اٹھاتے بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔

عینا نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پلکیں جھپکائیں۔۔جیسے اپنے کہے کا یقین دلایا ہو۔۔

مرتسم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے پیچھے کرتا عینا سختی سے اسکے کندھوں کو جکڑ گئی۔۔

اسکی آنکھیں میں دیکھتے وہ آہستہ سے اسکے چہرے پر جھکی تھی۔۔

اسکی کشادہ پیشانی کو اپنے کپکپاتے لبوں سے چھوتے اسکی خشک آنکھیں تیزی سے نم ہوئی تھی۔۔

اسکے ماتھے سے ہوتے عینا نے نرمی سے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں پر لب رکھے۔۔

مرتسم سکون سے آنکھیں موندے اسکی کمر کر گرد گرفت مضبوط کر گیا۔۔

آنکھوں سے ہوتے وہ اسکے رخسار کو لبوں سے چھونے لگی۔۔

اسکی بیرڈ پر لب رکھتے وہ اپنے لبوں پر ہوتی چبھن پر ہلکا سا مسکرائی۔۔

عین۔۔ مرتسم نے بے چین ہوتے اسے پکارا تھا۔۔ لیکن وہ "شش" کہہ کر اسے ڈپٹ گئی۔۔

سرخ چہرے سے عینا نے سوکھے لب تر کرتے اسکے لبوں کو دیکھا بہت ہمت کے باوجود وہ اسکے لبوں کو نا چھو سکی۔۔
وہ اپنا ہاتھ اسکی بیئیرڈ پر رکھتی اسکے لبوں کو اپنی مخملی انگلیوں سے چھونے لگی۔۔
مرتسم کے لبوں پر تبسم پھیلا تھا۔۔
عینا تیزی سے ہاتھ ہٹا گئی۔۔ اس سے پہلے کہ مرتسم آنکھیں کھولتا وہ اسکے کان کے قریب جھکی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ا۔ آپنے مجھ پہ ش۔ شاوٹ کیا۔۔

کہتے وہ اسکی گردن پر جھکتے اپنے دانت گاڑھے گئ۔۔

اسکی گردن پر جگہ جگہ وہ اپنے دانتوں کے نشان بناتی گئ۔۔

لیکن مرتسم بند آنکھوں سے ہونٹوں پر تبسم پھیلائے اسکی کمر سہلاتا رہا۔۔

عینا نے اسکی ساری گردن پر نشان بناتے اپنے دیئے گئے نشانوں پر انگلی پھیری۔۔ لیکن کسی کسی جگہ سے رستے خون سے وہ گھبرا کر حلق تر کر گئ۔۔

اسنے ایک نظر مرتسم کی بند آنکھوں کو دیکھا۔۔

وہ پھر سے جھکتے اپنے دیے گئے نشانوں پر لب رکھے تھے۔۔

مرستم کا تبسم گہرا ہوتا چلا گیا۔۔

وہ آہستہ سے پیچھے گرا تھا۔۔اسکی گود میں بیٹھی عینا جھٹکے سے اسکے اوپر گری تھی۔۔

وہ چونک کر اسکے کندھوں کو تھام گئی۔۔ لیکن مرتسم ہنوز آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔۔

وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اپنی انگلیاں اسکی بیئرڈ پر چلانے لگی۔۔

عین۔۔وہ پھر سے بے چین ہوا اٹھا تھا۔۔

اسنے عینا کا ہاتھ تھامتے اپنے سینے پر دل کے مقام کر رکھا تھا۔۔

عینا اسکا اشارہ سمجھتی اسکے لبوں پر پھیلے تبسم کو دیکھتی زرا نیچے کو جھکی۔۔

اسکی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے۔۔ جس سے اسکا سفید مردانہ سینہ جھلک رہا تھا۔۔وہ ہولے سے لب ترکرتی آنکھیں مینچتی شرٹ سے نظر آتے اسکے سینے پر لب رکھ گئی۔۔

مرتسم نے گہری سانس بھری تھی۔۔۔جتنا اسکے اندر اشتعال اٹھا تھا وہ جیسے جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔۔غصہ تو اسکی حالت دیکھتے ہی اڑ چکا تھا۔۔

اسکی باتوں سے جو تیش آیا تھا وہ اسکے لبوں کی نرماہٹوں نے زائل کر دیا۔۔

عینا سیدھے ہوتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

مرتسم نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔

اسکی آنکھیں خمار کے نشے سے مدہوش ہو رہی تھیں۔۔

اب۔۔اپ۔۔کریں۔پیار۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر دھیمے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتا اپنی ہلکی بڑھی داڑھی سے کھیلتے اسکے ہاتھ کو تھام کر لبوں سے لگا گیا۔۔

کیسے۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتی سرگوشی کی۔۔

ایسے۔۔اسکا ہاتھ پکڑتے اپنی گردن پر دیے اسکے نشانوں پر رکھا۔۔

عینا نے سرخ پڑتے چہرے سے نفی میں سر ہلایا۔۔

نچلا لب دانتوں تلے کچلتے اسنے مرتسم کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو اوپر کرتے اسکے لبوں پر لب دیا۔۔

اسکا اشارہ سمجھتے مرتسم کی ہلکا سا مسکرایا۔۔

یعنی وہ چاہتی تھی وہ اسے اپنے لبوں کی نرمی سے چھوئے۔۔

مرتسم اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے پلٹا۔۔اب وہ مرتسم کے بھاری وجود تلے دبی ہوئی تھی۔۔

مرتسم اسکی بھوری آنکھوں کو چومتے اسکی رخساروں کو چھونے لگا۔۔

اسکے عمل میں نرمی تھی۔۔اتنی ہی نرمی جتنی نرمی سے وہ اسے چھوتا تھا۔۔

عینا کے لبوں پر مسکراہٹ مچل گئ۔۔وہ آنکھیں موندے اسکے لمس کو محسوس کرنے لگی۔۔

جبکہ مرتسم اسکے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھوتا بے چین ہو رہا تھا۔۔

اسکی تھوڑی پر لب رکھتے مرتسم نے نرمی سے اسکے ہونٹ تلے بنے تل کو چھویا۔۔ایک بار، دو بار اور پھر بار بار عینا اسکے عمل پر بے چین ہو اٹھی۔۔

اسکی سلگھتی سانسیں اسے اپنے ہونٹوں پر محسوس ہر رہی تھیں۔۔

اسنے کسمسا کر مرتسم کے کندھوں پر ہاتھوں کا دباؤ بڑھایا۔۔

مرتسم اسکے تل کو چھوتے اسکے کپکپاتے لبوں کو دیکھ ایک نظر اسکی لرزتی پلکوں پر ڈال اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔

نرمی سے اسکے لبوں کو چھوتے وہ آہستہ آہستہ شدت اختیار کرنے لگا وہی شدت جو وہ اسکے لبوں پر دکھایا کرتا تھا۔۔

لیکن عینا نے اسے روکنے کی کوشش کی نہیں کی۔۔وہ کانپتے وجود سے اسکی گردن میں بانہوں کا ہار ڈال گئ۔۔

مرتسم سرشار ہوتا اسکے لبوں کو اپنے لمس سے بگھونے لگا۔۔ایک ہاتھ اسکی کمر کو سہلا رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ بالوں کی جڑوں میں تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ پیچھے ہوا تو اسکے بھیگے لب دیکھتے مسکرایا۔۔

مرتسم اسکے رخسار کو چومتے اسکے کان کے قریب جھکا۔۔

عین۔۔وہ سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو کو ہونٹوں میں دبا گیا۔۔

عینا نے جواب نہیں دیا۔۔وہ کانپتے وجود سے اسکے حصار میں پڑی رہی۔۔

مرتسم اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا اسکی گردن پر جھکا لیکن اس بار اسنے بہت نرمی سے اسکے گردن پر جا بجا اپنی محبت کے پھول کھلائے تھے۔۔

جبکہ اسکے ہاتھ باریک بنی سے اسکے وجود کی گہرائیوں میں اترنے لگے۔۔

اسکی شہ رگ لب رکھتے اسکے وجود کو گہرائیوں کو دیکھتے مرتسم نے ہولے سے حلق تر کیا۔۔

عین میں بہک رہا ہوں یار۔۔وہ بے بسی سے اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو کو اپنے لبوں سے سہلانے لگا۔۔

وہ اسکے لمس پر اسکی بانہوں مدہوش پڑی تھی۔۔عینا نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔

دونوں کی آنکھوں میں خمار کی سرخی تھی۔۔

بہک جائیں۔۔اسنے سرگوشی کی تھی۔۔

مرتسم اسکی نادانی پر مسکرایا۔

میں بہک گیا تو پھر یہ دو جسم ایک جاں ہو جائیں گے۔۔وہ سرگوشی کرتا اسکی گردن پر اپنے لب رگڑ گیا۔۔

ہونے دیں۔۔وہ سوکھتے لب تر کرتے سرگوشی کر گئی۔۔

میں آپکے جسم سے روح میں اتر جاؤں گا۔۔وہ اسکی نادانی سمجھتا مسکرا کر سرگوشی کر رہا تھا۔۔

اتر جائیں۔۔وہ بھی سرگوشی میں بولی تھی۔۔
دونوں کی آواز بھاری اور بہکی ہوئی تھی۔۔۔

مرتسم نے اسکی گردن سے چہرہ نکالتے اسے دیکھا وہ نیم وا آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

ہم بہک رہے ہیں میری جان۔۔اسکے لبوں پر لب رگڑتے کہا۔۔
بہک جانے دیں شاہ۔۔وہ اسکے گردن کے گرد اپنے بازوں کو جھٹکا دیتی اسکا چہرہ اپنے قریب کر گئی۔۔
ابکی بار مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

میں چاہتی ہوں۔۔وہ بھوری آنکھیں سرمئی آنکھوں میں گاڑی سرگوشی میں بولی تھی۔۔۔

مرتسم نے اسکی آنکھوں میں جھانکا وہ واقعی ایسا چاہتی تھی وہ بھی تو یہی چاہتا تھا۔۔۔وہ خود بھی تو بہکا ہوا تھا۔۔

وہ اسکا مان رکھتا اسکے چہرے پر جھکا۔۔

دل کہہ رہا تھا کہ آج ہر چیز بھلاتے ساری دنیا سے بیگانہ ہوتے اسکی روح میں اتر جائے جسکی اجازت وہ اسے دے گئی تھی۔۔

مرتسم نے بے چین ہوتے اسکے لب اپنے لبوں کی گرفت میں لیے تھے۔۔

شدت سے اسکے لبوں کا جام پیتے اسنے ہاتھوں کو بے باکی سے اسکے وجود پر سہلایا تھا۔۔

عینا اسکی ہاتھوں کی بے باکیوں سے سمٹ گئی۔۔۔

مرتسم نے اسکی شرٹ کندھوں سے کھسکاتے دیوانہ وار اپنے لب رکھے تھے۔۔

عینا کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی اسکے ہاتھ ہٹاتی تیزی سے رخ موڑ گئی۔۔

مرتسم اسکے یوں کسمسانے پر مسکرایا۔۔

زرا سا اوپر ہوتے اسنے اپنے شرٹ اتارتے دور پھینکی تھی۔۔

عینا جو تکیے میں منہ دیے اپنی سانسیں درست کر رہی تھی اسکی سلگھتی سانسیں اپنی پچھلی گردن پر محسوس کرتے وہ کانپ کر رہ گئی۔۔

مرتسم اسکی گردن سے بال ہٹاتا جا بجا اپنے لب رکھ گیا۔۔اسکے ہاتھ عینا کی زپ سے الجھے تھے۔۔ایک ہی جھٹکے میں وہ زپ کھولتے اسکی کمر کو نمایا کر گیا۔۔۔

وہ سختی سی تکیے کو دبوچ گئی۔۔

مرتسم مدہوش سا اسکی پچھلی گردن کی گہرائیوں میں الجھا تھا۔۔

اسکی بل کھاتی کمر پر چمکتے سیاہ تل کو دیکھتے اسے شدید رقابت کا احساس ہوا تھا۔۔وہ پل میں اس تل پر جھکا اسے اپنے لبوں کی گرفت میں لے گیا۔۔

عینا سسک کر رہ گئی۔۔شاہ۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

زپ کھلنے سے اسکی فراق شانوں سے ڈھ گئی تھی۔۔

مرتسم اسکی کندن بدن کی گہرایوں پر لب رکھتا پاگل سا ہوا تھا۔۔۔

وہ اسکی شدتوں کو برداشت نا کرتے جھٹکے سے پلٹ آئی۔۔

لیکن اپنے سامنے اسکے مردانہ سینے کو دیکھتے وہ تیزی سے آنکھیں مینچ گئی۔۔

اسکے پلٹنے سے فراق ڈھیلی ہونے کی وجہ سے اسکے سینے سے پھسلی تھی۔۔

مرتسم گہری نظروں سے اسکے وجود کو دیکھتا اس پر جھکا لیکن عینا اتنی ہی تیزی سی گھبرا کر اٹھی تھی۔۔ شانوں پر ہاتھ رکھتے اسنے فراق کو ٹھیک کیا۔۔

لیکن اپنی گردن پر سلگھتا لمس محسوس کرتے اسکے ہاتھ ڈھیلے پڑتے نیچے گرے تھے۔۔

مرتسم اسکی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتا ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر گراتے اس پر حاوی ہوا تھا۔۔۔

دونوں کی تیز سانسیں اس کمریں کی درودیوار میں گونج رہی تھیں۔۔

اجازت ہے۔۔ مدہوش سی سرگوشی تھی۔۔

وہ لرزتی پلکوں سے آہستہ سے آنکھیں موند گئ۔۔۔

مرتسم اسکی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں الجھاتا اسکے پاؤں کو اپنے پاؤں کی انگوٹھے سے سہلاتے اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔

شاہ۔۔وہ سسکی تھی۔۔

مرتسم ہاتھ بڑھا کر مدھم جلتی لائیٹس کو بند کرتے مکمل اس پر حاوی ہوتا اسکے وجود کو مکمل اپنی گرفت میں لے گیا کہ وہ پھر پھڑا بھی نا سکی۔۔

کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔۔انکی سانسوں کے علاوہ کوئی آواز نا تھی۔۔

دور کھڑی محبت انکے ملن پر مسکرائی تھی۔۔

جبکہ اسکے برابر کھڑی قسمت افسوس سے انہیں دیکھ کر رہ گئ۔۔

چمکتا چاند شرماتا بادلوں کی اوٹ میں ہوا تھا۔۔ جبکہ شریر ستارے جگمگانے لگے۔۔

وہ دونوں ہی انجان تھے اپنی قسمت کے فیصلے پر۔۔

وہ بھی جو کہتا تھا وہ اس سے ایک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کر سکتا نہیں جانتا تھا کہ اسے ایک عرصہ ہجر کا عذاب سہنا ہے۔۔

اور وہ بھی جو کہتی تھی کہ پوری دنیا میں وہ واحد شخص ہے جو اسے تکلیف نہیں دے سکتا نہیں جانتی تھی کہ وہی شخص اسے بے موت مارے گا۔۔اس حد تک ازیت دے گا کہ وہ موت مانگنے پر مجبور ہو جائے گی۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام و علیکم !! حسن صاحب نے ڈرائیونگ روم میں داخل ہوتے کہا۔۔

لیکن سامنے کھڑے وجود کو دیکھتے وہ ٹھٹھکے تھے۔۔اسکے نقوش انہیں بہت جانے پہچانے سے لگے۔۔

ک۔کون ہو بیٹا۔۔وہ اسکے قریب آتے لڑکھڑاتی آواز میں بولے۔۔

غازی اور میجر عالم جو انکے آتے ہی کھڑے ہو چکے تھے۔۔

وہ انکی بات سنتے حیران ہوئے تھے۔۔۔

غازیان شاہ حدید شاہ اور ہرلین شاہ کا بیٹا۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

حسن جنہیں اسکے نقوش سے پہلے ہی شک تھا وہ لڑکھڑائے تھے۔۔

ا۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔ہ۔ہرلین کا ب۔بیٹا۔۔وہ بے یقینی سے بولے۔۔۔

جی وہی بیٹا جو اس رات ہوئے ایکسیڈینٹ میں کھو گیا تھا۔۔میجر عالم سنجیدگی سے بولے۔۔

پھر وہ انہیں اس رات جو کچھ ہوا بتاتے چلے گئے۔۔

تم۔ہماری ہرلین کے بیٹے۔۔وہ ساری بات سنتے یک دم اٹھتے اسکی طرف بڑھے تھے۔۔

غ۔غازی وہی جسے وہ مرتے دم تک پکارتی رہی۔۔حسن صاحب رندھے لہجے میں بولے تھے۔۔

جبکہ انکی آخری بات سنتے غازی نے چونک کر انہیں دیکھا۔

وہ جلدی سے گے بڑھتے غازی کو گلے لگا گئے۔۔

کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں۔۔ہمیں تو لگا تھا ہم کھو چکے ہیں تمہیں۔۔

لیکن یہ ہرلین کی ممتا تھی جسنے نہیں مانا کہ تم مر چکے ہو۔۔

وہ روتے ہوئے اسے گلے لگا گئے۔۔

غازی دم سادھے کھڑا رہا۔۔وہ تو سالوں رشتوں کے لیئے ترسا تھا۔۔اج جب اسے کھوئے ہوئے رشتے مل رہے تھے تو دل کی حالت عجیب ہوئی تھی۔۔

آؤ۔۔آؤ میرے ساتھ۔۔حسن بابا جلدی سے اسے لیتے اندورنی حصے کی جانب بڑھے تھے۔۔

عائشہ،عائشہ دیکھو کون ایا ہے۔۔

بابا جان۔۔، بھائی صاحب۔ بھابھی، رمل دیکھو کون آیا ہے۔۔

وہ خوشی سے کانپتی آواز میں سبکو بلا رہے تھے۔۔

انکی اونچی آواز سنتے سبھی اپنے کمروں سے نکل ائے۔۔

کیا ہوا حسن۔۔ کون آیا ہے۔۔ حسان صاحب نے انہیں دیکھتے پوچھا۔۔انکی نظر ابھی غازی پر نہیں پڑی تھی۔۔

اغا جان بھی انکی آواز سنتے اپنی لاٹھی کے سہارے باہر آئے تھے۔۔

سب نے حیرانگی سے حسن صاحب کے ساتھ اس جواں مرد کو دیکھا تھا جو سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

بھائی صاحب یہ۔۔ ہماری ہرلین کا بیٹا۔۔

غازیان۔۔ وہی جو ایکسیڈینٹ میں کھو گیا تھا۔۔

حسن بابا خوشی سے بھرپور رندھے لہجے میں بولے تھے۔۔

غازیان۔۔ عائشہ بیگم نے زیر لب دہرایا تھا۔۔

م۔ میری ہرلین کا بیٹا۔۔ وہ خوشی اور بے یقینی سے بڑبڑاتے اسکے قریب آئیں۔۔

ممتا سے بھرپور رندھے لہجہ غازی کو ضبط سے سرخ ہوتا چہرہ اٹھانے پر مجبور کر گیا۔۔

اور اسکے چہرہ اٹھاتے اسکے نقوش دیکھتے اغاجان لڑکھڑائے تھے۔۔ جنہیں حسان صاحب نے سہارا دیتے بٹھایا تھا۔۔

ہ۔ہرلین کاب۔بیٹا۔۔عائشہ بیگم کانپتی آواز سے بولتی اب اسکے چہرے کو ہاتھ سے چھونے لگیں۔۔

غازی نے حیرت سے انکے کانپتے ہاتھ کو اپنے چہرے پر دیکھا تھا۔۔

بچپن کے کچھ دھندھلے نقوش آنکھوں کے سامنے لہرائے تھے۔۔ لیکن بہت دھندھلے۔۔

وہ جھٹکے سے غازی کو خود میں بھینچ گئیں۔۔

میری ہرلین کابیٹا۔۔میر اغاز۔۔وہ اسکے چہرے کو دیوانوں کی طرح چومتی جارہی تھی۔۔

غاز ششدرہ سااس بھیگے لیکن ممتا سے بھرپور لمس کو محسوس کرتارہا۔۔

میجر عالم چپ چاپ ایک سائیڈ کھڑے تھے۔۔

حسان صاحب بھی اسے گلے لگاتے پھوٹ پھوٹ کررودیے۔۔

عالیہ بیگم نے بھی آنکھوں میں نمی لیے اسے گلے لگاتے اسکاماتھاچوما تھا۔۔

رمل توحیران پریشان سی ایک جانب کھڑی تھی۔۔

غازان سب میں چپ چاپ کھڑارہا۔۔

اسکی نظریں اپنے سامنے بیٹھے زولفقار شاہ پر تھیں۔۔جنکے نقوش اس سے ملتے تھے۔۔

نہیں بلکہ ہرلین شاہ نے انکے نقش چرائے تھے اور غازی نے انسے۔۔

اغا جان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اسکے پاس گئے اور کچھ دیر تک اسے دیکھتے رہے۔۔ کتنی ہی دیر وہ بس کھڑے اسے دیکھتے رہے۔۔

پھر یک دم ہی اسے گلے لگاتے بچوں کی طرح رو دیے۔۔ کہ غازی بھی گھبرا گیا۔۔

حسان صاحب نے انہیں بامشکل سنبھالتے واپس بٹھایا تھا۔۔

لیکن غازیان زندہ کیسے۔۔ اسے تو ہمنے کتنا ڈھونڈا تھا۔۔

حسان صاحب نے الجھے لہجے میں پوچھا۔۔

غازی اور میجر عالم آب ایک صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ باقی سب انکے سامنے۔۔

میجر عالم نے اس رات کی کہانی سب کے گوش گزار کر دی۔۔

وہ لوگ ششدر رہ گئے تھے۔۔

سب لوگ تو قدرت کے اس معجزے پر حیران پریشان بیٹھے تھے۔۔

بس ایک عائشہ ہی تھی جو بس دیوانوں کی طرح اسے دیکھے جا رہی تھیں۔۔

وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔۔ انہوں نے اسکا ہاتھ بہت سختی سے پکڑ رکھا تھا جیسے وہ کہیں بھاگ جائے گا۔۔

عائشہ چلو اٹھو کچھ دیر آرام کر لو۔۔

حسن صاحب نے انہیں کہا جو بس یک ٹک غاز کو ہی گھورے جا رہی تھیں۔۔

انکی بات سنتے وہ غازی کے بازو سے لپٹ گئ۔۔

نہیں۔۔م۔میں نہیں جاؤں گی۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی بولیں۔۔

عائشہ تمہاری طعبیت نہیں ٹھیک نا۔۔

چلو او۔۔حسن صاحب نے پریشانی سے انہیں دیکھا تھا۔۔

مینے کہا نا میں غاز کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔

اس دن بھی میں اسے چھوڑ کر اگئ تھی۔۔دیکھیں تب سے اب ملا ہے مجھے۔۔

کتنا بڑا ہو گیا ہے۔۔بلکل چھوٹا سا ہوتا تھا۔۔

وہ اسکے چہرے پر ہاتھ رکھتی روتے ہوئے بولی تھیں۔۔

غازی کو انسے ممتا ہی خوشبو آئ تھی۔۔

عائشہ۔۔حسن صاحب سخت لہجے میں کچھ کہتے کہ غازی نے ہاتھ اٹھاتے انہیں خاموش کروا دیا۔۔وہ تب سے ایک لفظ نہیں بولا تھا۔۔

اسنے ہاتھ بڑھتے عائشہ بیگم کو اپنی آغوش میں لے لیا۔۔

میں یہیں ہوں۔۔کہیں نہیں جا رہا۔۔وہ نرمی سے بولا تھا۔۔

ماں ۔۔ ماں۔۔ بولو نا مجھے جیسے بچپن میں بولتے تھے۔۔وہ بے چینی سے سر اٹھاتے بولی تو غازی کی یاداشت میں کوئی بھولا بھٹکا لفظ بھٹکا تھا۔۔

ماں ۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔

تو عائشہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔

میں یہیں ہوں ماں آپکے پاس۔۔ اسنے بمشکل اپنے رندھے لہجے ہر قابو پایا تھا۔۔ورنہ ماں کہتے کتنے ہی زخم تازہ ہوئے تھے کہ دل تڑپا تھا۔۔۔

غازی نرمی انہیں اپنے حصار میں لے کر چپ کرواتا رہا۔۔

جانے کیوں وہ چاہ کہ بھی انکے ساتھ سختی نہیں کر پایا۔۔

کہیں دور زہن کے پلندوں میں انکا دھندھلا سا عکس محفوظ تھا۔۔

حسان صاحب آغا جان کی بگڑتی طبیعت کے باعث انہیں کمرے میں چھوڑ آئے تھے۔۔

باقی سب اب خاموش بیٹھے تھے۔۔

عائشہ بیگم جواب پر سکون سی غازی کے حصار میں تھیں۔۔

اچانک سے ہڑبڑا کر اٹھیں۔۔۔سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

حسن سب یہاں ہیں۔وہ مہر کمرے میں سو رہی ہے ڈر جائے گی۔۔

آپ جائیں اسکے پاس۔۔ بلکہ رکیں میں ہی جاتی ہوں۔۔اٹھ گئ تو مجھے پاس نا دیکھ پھر سے رونے لگے گی۔۔

وہ ماتھے پہ ہاتھ رکھتی بڑبڑانے لگیں۔انکے انداز سے کسی پاگل کا گمان ہوتا تھا۔۔

حسن صاحب نے کراہ کر آنکھیں مینچیں تھی۔۔

وہ اکثر اب مہر کے بچپن میں جینے لگی تھیں۔۔انہیں کوئ بات یاد آتی تو یونہی لگتا کہ یہی وقت چل رہا ہے۔۔

نہیں پہلے اسکے لیئے بوتل بنا لیتی ہوں۔۔ صبح سے بھوکی بھی ہے۔۔

وہ بڑابڑا کر اٹھیں۔۔

غازی جو ششدر رہ سا انکی حالت دیکھ رہا تھا۔۔اسنے بے یقینی سے حسن صاحب کو دیکھا جو بے بسی سے عائشہ جو دیکھ رہے تھے۔۔

تم یہیں بیٹھو۔میں آتی ہوں۔۔ہاں جانا مت۔وہ سختی سے اسے تاکید کرتی بولیں۔۔

آئیں چھوٹی ماما میں لے چلتی ہوں اپکو۔۔حسن بابا کے اشارے پر رمل جلدی سے انکے ساتھ اٹھی تھی۔۔

غازی انکی حالت اور مہر کے زکر پر ساکت ہوا تھا۔۔

کیا ہوا ہے انہیں۔۔اسنے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔

ایک حادثے کی وجہ سے وہ مینٹیلی ٹھیک نہیں ہے کبھی کبھار ایسے ہو جاتی ہے۔۔

حسن بابا گہری سانس بھرتے دھیمے لہجے میں بولے تھے۔۔

غازی بے یقین سا انکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔۔

پھر اسنے حسن صاحب کی طرف دیکھا جو کچھ کہنے کی کوشش میں ہچکچا رہے تھے۔۔

میں یہاں اپنی امانت لینے آیا ہوں۔۔ایک نظر میجر عالم کو دیکھتے اسنے سنجیدگی سے کہا۔۔

حسن صاحب اور حسان صاحب نے چونک کر پہلے اسے دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔۔وہ صرف دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔

جبکہ غازی کو آگے انسے جو سننے کو ملا تھا وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہ گیا۔۔

اور پھر جیسے جیسے حسن صاحب بولتے جارہے تھے۔۔

غازی کی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑتی جارہی تھی۔۔

❤❤❤❤

وہ نم بھیگے رخسار اور کانپتے سے اسکے حصار میں پڑی تھی۔۔

اسکی شدتوں سے ابھی تک اسکا وجود کپکپا رہا تھا۔۔

پوری رات مرتسم نے اسے اپنی محبت کی بارش میں پور پور بھگویا تھا۔۔

اور اسے بہت اچھے سے اس بات کا اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ کس حد تک اسکے لیئے پاگل ہے۔۔

فجر کے قریب بامشکل اسنے مرتسم سے اپنی نازک جان چھڑوائ تھی۔۔

عین۔۔ مرتسم نے اسکا سر چومتے خمار آلودہ لہجے میں پکارا۔۔

وہ دائیں سائیڈ کروٹ لیے لیٹا تھا۔۔ جبکہ عینا کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔۔

جو اسکی شرٹ میں اسکی قربت کے رنگوں میں نہائ پڑی تھی۔۔

عینا نے اسکی سرگوشی پر زور سے آنکھیں مینچیں تھیں۔۔

عین۔۔ مرتسم اسے کان کی لو کو ہونٹوں میں دباتے پھر سے پکارا۔۔

وہ اپنی گردن پر اسکی سلگھتی سانسیں محسوس کرتے کسمسائ۔۔

کروٹ لیتے اسنے مرتسم کو دیکھا۔۔

شکوہ کناہ نظروں سے۔۔

مرتسم نے اسے یوں دیکھنے پر لب دباتے بامشکل اپنی اُمڈتی ہسی روکی تھی۔۔

کیا ہوا جانم۔۔اسکے گلابی رخسار کو ہاتھ سے سہلاتے اسنے محبت سے پوچھا۔۔

عینا نے غصے سے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

جانم۔۔محبت سے بھرپور سرگوشی کی گئ۔۔

بہت، بہت برے ہیں شاہ۔۔وہ اسکے حصار میں جھٹپٹاتی چیخی تھی۔۔

مرتسم کا زندگی سے بھرپور قہقہ گونجا تھا۔۔

اسنے سیدھے ہوتے عینا کو اپنے سینے پر گرایا۔۔

جو بھیگی آنکھوں میں شکوہ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کیوں جانم ایسا بھی کیا کر دیا مینے۔۔وہ بامشکل اپنی ہسی روکتے اسکے سرخ دیکھتے کو دیکھتے پوچھنے لگا۔۔

عینا نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں جانم۔۔اپ خود ہی بہکی تھیں۔۔ساتھ مجھے بھی بہکایا۔۔

وہ لب اسکے لبوں سے رب کرتا سرگوشی میں بولا۔۔

وہ جتنا اسے چھو رہا تھا تشنگی بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔لب تھے کہ سیر اب نہیں ہو رہے تھے۔۔

عینا گھبرا کر چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئ۔۔

آپ بہت بدتمیز اور بے شرم ہیں شاہ۔۔ اسکے سینے پر مکا مارتے کہا۔۔

جبکہ مرتسم کا پھر سے قہقہ چھوٹا تھا۔۔

وہ جانتا تھا وہ اسکی شدتوں سے سہم گئ تھی۔۔ پر وہ کیا کرتا۔۔ جس طرح وہ ٹوٹ کر اسکی بانہوں میں بکھری تھی وہ چاہ کر بھی خود کو شدت اختیار کرنے سے روک نہیں پایا۔۔

لیکن پھر بھی اسنے اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح خود میں سمیٹا تھا۔۔

آئی۔ہیٹ۔یو۔۔ اسکے باربار قہقہ لگانے پر وہ رندھے لہجے میں بولتی اسکی گردن پر دانت گاڑھے گئ۔۔۔ اسکا وجود ابھی تک اسکی شدتوں سے کانپ رہا تھا۔۔

مرتسم کچھ نہیں بولا تو عینا نے سر اٹھاتے اسے دیکھا جو آنکھوں میں خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ وہ سٹپٹائی۔۔۔

مرتسم اسکے دیکھنے پر کروٹ لیتا اسے اپنے وجود تلے چھپا چکا تھا۔۔

شاہ۔۔ عینا نے گھبرا کر اسے پکارا۔۔

کیا ہوا۔۔وہ نچلا لب دبائے گہری نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

عینا اسے یوں دیکھنے پر سرخ پڑی تھی۔۔۔

وہ مرتسم کی شرٹ میں تھی جو اسکے گھٹنوں تک آرہی تھی۔۔

مرتسم نے مبہوت ہوتے اسکے چہرے پر پھیلے قوس قزاح کے رنگوں کو دیکھا۔۔وہ اسکے چہرے پر جھک ایا۔۔

عینا سختی سے انکھیں مینچ گئی۔۔۔

لیکن کچھ دیر تک جب اسنے کوئی جسارت نا کی تو وہ آہستہ سے آنکھیں کھولتے اسے دیکھنے لگی۔۔

مرتسم اسکے چہرے کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔۔

ش۔شاہ۔۔پ۔پیچھے ہوں۔۔وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔۔

اسکے کسمسانے پر مرتسم کی شرٹ جو اسے بہت کھلی تھی کندھوں سے سرکی۔۔

مرتسم نے نظریں اسکے چہرے سے ہوتے نیچے گئیں۔۔

اسکے وجود کے نشیب و فراز میں کھوتے وہ پھر سے

مدہوش ہوا تھا۔

خمار کی سرخی تیزی سے اسکی آنکھوں میں پھیلی تھی۔۔

ش۔شاہ اپ۔۔اسکے باقی کے الفاظ اپنے پاؤں سے چھیڑ چھاڑ کرتے مرتسم کے پاؤں کے انگھوٹے نے چھین لیے۔۔

وہ شرارت سے اپنے پاؤں کے انگھوٹے سے اسکے پاؤں پر چلاتا اسے پھر سے سہما گیا۔۔

اسکے پھڑ پھڑاتے لبوں کو دیکھ وہ بے اختیار ہوتے پھر سے جھکا تھا۔۔

شدت سے اسے لبوں کا جام پیتے اسکے ہاتھ عینا کے وجود پر اپنی شرٹ سے الجھے تھے۔۔

م۔میر۔۔سانسوں کو رہائی ملنے پر وہ پھولتی سانسوں سے اسے پکار بیٹھی۔۔

لیکن مرتسم نے اسکے پکار نظر انداز کیے اسکی گردن میں منہ دیتے گہری سانس بھری تھی۔۔

جیسے اسکی خوشبو کو انہیل کیا ہو۔۔اسنے نرمی سے اپنے لبوں سے اسکی شہ رگ کو سہلایا۔۔

گردن پر مسلسل مونچھوں کی چھبن سے وہ بے تحاشہ کسمسای تھی۔۔

اسنے مرتسم کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن الٹا وہ ہاتھ اسکے سر کے اوپر چلے گئے۔۔

مرتسم پھر سے اسکے وجود کی گہرائیوں میں گم ہوتا اسکے لبوں پر شدت سے جھکا تھا۔۔

عینا پھڑ پھڑائی۔۔وہ تو ابھی اسکی رات کی شدتوں سے نا سنبھلی تھی۔۔

لیکن مرتسم نے اسکی شرٹ کے بٹن کھولتے جھک کر اسکے پہلو پر لب رکھے تو سسکی تھی۔۔

مرتسم اسکی سائیڈ کمر پر بنے تل کو دیکھتے پھر سے جھٹپٹایا تھا جانے کیوں اسے یہ تل اپنا رقیب لگا تھا۔۔

وہ شدت سے اس تل کو ہونٹوں سے چومتے اسے اپنے ہونٹوں کی شدت بھری گرفت میں لے گیا۔۔

جبکہ عینا کو لگا اب وہ اسکی سانس لے کر رہے تھا۔۔

لیکن تبھی لبوں پر نرم گرم محسوس کرتے اسکی شدید مزاحمت رکی تھی۔۔

کیونکہ وہ اسے چھو ہی اس طریقے سے رہا تھا۔۔

نرمی سے اسکے نچلے لب کو اپنے لمس سے بگھوتا وہ اسے حوش وحواس کی دنیا سے بے گانہ کرنے لگا۔۔

جبکہ ہاتھ اسکے وجود کی رعنائیوں میں الجھے تھے۔۔

وہ تمام تر شدتوں سمیت پھر سے اس پر جھک آیا۔۔

عینا اسکے وجود میں سمٹ گئی جسنے نرمی سے اسے خود میں گم کیا تھا۔۔

وہ جو اسے فائل دینے آیا تھا دروازے میں ہی ساکت ہو گیا۔۔

جبکہ وہ ہچکیوں سے روتی اپنے رب کے حضور ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہی تھی۔۔

امن نے لب بھینچے تھے۔۔اس سے پہلے کہ وہ مڑ تا ستارا ہاتھ پھیرتی اسے دیکھ چکی تھی۔۔

آپ یہاں۔۔ بھیگا چہرہ صاف کرتے اسنے چونک کر اسے دیکھا۔۔اتنی صبح اسے یہاں دیکھ وہ حیران ہوئی۔۔

کیونکہ فجر کا وقت تھا۔۔اسے اس وقت اسکے یہاں آنے کی توقع نہیں تھی۔

یہ تمہارے ڈاکومنٹس دینے تھے۔۔امن نے اسکے آگے فائل رکھتے کہا۔۔ستارا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اور یہ تمہارا پاسپورٹ۔۔ستارا نے خاموشی سے تھام لیا۔۔

اسنے کھول کر دیکھا۔۔

جہاں غزل کے نام کے ساتھ اسکی تصویر چمک رہی تھی۔۔سب سے پہلے اسنے اپنا نام ہی تبدیل کیا تھا۔۔

وہ پر سکون سی مسکرائی۔۔

شام کی فلائیٹ ہے تمہاری۔۔تیاری کرلوں اپنی۔۔وہ سنجیدگی سے بولتے واپس مڑ گیا۔۔

امن۔۔۔وہ بے ساختہ اسے پکار بیٹھی۔۔

وہ رکا لیکن مڑا نہیں۔۔

آپ نے مجھے رہائی کیوں دلوائی۔۔وہ اسکی پشت کو دیکھتی دھیمے لہجے میں بولی۔۔

صرف تمہیں ہی نہیں وہاں موجود ہر لڑکی کو رہائی مل چکی ہے۔۔

وہ اسکی طرف مڑتے بولا۔۔

وہ تو اب ملی ہے لیکن اپ نے مجھے پہلے ہی اس جہنم سے نکالنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔وہ سوالیہ انداز میں بولی۔۔

امن نے گہری سانس بھری۔۔

میں خود بھی نہیں جانتا وہ کندھے اچکاتا بولا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔

جبکہ امن وہاں سے جا چکا تھا۔۔

وہ اسی دن سے ایک فلیٹ میں رہ رہی تھی جہاں امن نے اسے چھوڑا تھا۔۔

امن کے پوچھنے پر اسنے اس ملک سے باہر جانے کا کہا تھا۔۔

جب امن نے اسے پیرس بھیجنے کا کہا تو وہ آسانی سے مان گئی۔۔

وہ خوش تھی کہ ہمیشہ کے لیئے اس جہنم سے نکل اب وہ عام لڑکیوں کی طرح جی سکے گی۔۔ لیکن کہیں نا کہیں دل اداس تھا جانے کیوں وہ اس شہزادے کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

سر جھٹکتے اسنے اپنا ضروری سامان بیگ میں رکھا۔۔

آخر ایک نا ایک دن تو اسے جانا ہی تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤

عین۔۔ مرتسم نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے نرمی سے پکارا۔۔

لیکن وہ گہری نیند میں تھی ٹس سے مس نا ہوئی۔۔

مرتسم نے سر جھکاتے اپنے سینے پر پڑی اپنی چھوٹی سی زندگی کو دیکھا اور مسکرایا۔

وہ اسکی شدتوں سے نڈھال پڑی تھی۔۔ جتنا سکون وہ اسے دے چکی تھی مرتسم کو ابھی تک رگوں میں ایک سرور سا دوڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن دل تھا کہ آکسی قربت سے بھر نہیں رہا تھا۔۔

عین۔۔ جانم اٹھیں۔۔ نماز کا وقت نکل رہا ہے۔۔ مرتسم نے اسکے گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے کہا۔۔ لیکن وہ کسمسا کر اسکا ہاتھ ہٹا گئی۔۔

شاہ۔۔ سونے دیں نا۔۔ وہ نیند میں بڑبڑائی۔۔

نماز پڑھ کے سو جائییے گا جانم۔۔ ابھی اٹھیں شاباش۔۔ مرتسم نے زبردستی اسے اپنے ساتھ اٹھا کہ بٹھایا۔۔۔

عینا نے مندی مندی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا کم گھورا زیادہ۔۔

کیا ہے شاہ سونے دیں نا۔۔ پوری رات بھی آپ نے سونے نہیں دیا۔۔ وہ ہونٹ نکالتے منہ بسورے بولی۔۔ اسے گھورتے دوبارہ اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

مرتسم نے نچلا لب دباتے مسکراہٹ روکی تھی۔۔

کیوں جانم سونے کیوں نہیں دیا۔۔ وہ مصنوعی سنجیدگی سے اسے دیکھتا بولا۔۔ انکھوں میں واضح شرارت تھی۔۔

عینا نے اسکی بات سنتے سٹپٹا کر آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

آپ بہت بے شرم ہیں۔۔ نظریں چراتے وہ دانت پیستے بولی۔۔

مرتسم کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

شاہ۔۔وہ روہانسی ہو گئ۔۔

تھوڑی دیر پہلے ہی بامشکل اسکی شدتوں سے زبردستی رہائی پائی تھی۔۔ تھکن سے چور وہ اسکی بانہوں میں نیند سے بے حال بے خبر سو گئ تھی۔۔

ریلیکس جانم نماز لیٹ ہوری ہے۔نماز پڑھ کے پھر سو جایئے گا۔۔

وہ اسکا سر چومتے نرمی سے بولا۔۔عینانے مسکراتے سر ہلا دیا۔۔

مرتسم اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا پیچھے ہوا۔۔

عینانے اسکے حصار سے آزاد کرنے پر اپنے بکھرے بال باندھنے کے لیئے جیسے ہی ہاتھ اٹھایا۔۔اسکی شرٹ میں چھپے اپنے بازو کو دیکھتے جھنپ کر سر جھکائ۔۔

مرتسم نے بغور اسکی حرکت کو دیکھا۔۔

میں آتا ہوں۔تب تک آپ فریش ہو لیں۔۔اسکا ماتھا چومتے نرمی سے بولتے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔۔

اسکی الجھن سمجھ گیا تھا۔۔اس لیے اسے تنگ کیے بنا شرافت سے باہر چلا گیا۔۔

عینا نے مسکراتی نظروں سے اسکی پشت دیکھی۔۔

اسنے بہت سوچ سمجھ کر اپنے رشتے میں یہ قدم اٹھایا تھا۔۔

اصل میں وہ ڈر گئ تھی مرتسم کو کھونے سے۔۔اس لیے اس وقت اسے یہ قدم ٹھیک لگا۔۔

انکا رشتہ مکمل ہو جائے گا تو کوئ بھی انہیں الگ نہیں کر پایئے گا۔۔انکے رشتے کی ہر دوری، خلش اور غلط فہمی دور ہو گی تھی اس لیے وہ اب پر سکون تھی۔

مرتسم نے اسے زین کے بارے میں سب بتا دیا تھا۔عینا نے شرمندہ ہوتے اس سے سوری کیا تھا ۔۔۔

لیکن مرتسم نے نفی میں سر ہلاتے اس سے معافی مانگی تھی۔۔

وہ اب اپنے رشتے میں کوئ بھی غلط فہمی نہیں چاہتا تھا۔۔

وہ سرشار سی خود کو اسکے سپرد کر گئ تھی۔۔

عینا نے اسکی امامت میں نماز ادا کی تھی۔۔

اسکے ضد کرنے پر وہ اسے احمد ولا چھوڑنے جا رہا تھا۔۔کیونکہ عینا چاہتی تھی وہ ولی سے ہر غلط فہمی کلیئر کر لے۔۔

وہ ولی کی مرضی سے ہی اب واپس شاہ ولا جانا چاہتی تھی۔۔وہ بھی پوری طرح سے رخصت ہو کر۔۔ جانے کیوں اسکے دل میں ایک ڈر سا بیٹھ گیا تھا۔۔مرتسم کھونے کا اس لیے اس نے رخصتی کے لیئے رضامندی دے دی تھی۔۔

وہ دونوں احمد ولا کے لیئے نکلے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم نے زرا سا چہرہ ٹیڑھا کرتے اسے دیکھا گہری مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا تھا۔۔

وہ اسکے کندھے پر سر ٹکائے سو رہی تھی۔۔

فارم ہاؤس گھر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی دوری پر تھا اس لیے وہ راستے میں ہی سو گئی۔۔

مرتسم نے آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔دوسرے ہاتھ سے گاڑی ڈرائیو کرتے اسنے گاڑی کی سپیڈ سلو کر دی۔۔

ویسے بھی ابھی بہت صبح کا وقت تھا تو اتنی زیادہ ٹریفک نہیں تھی۔۔۔

وہ بس زیادہ سے زیادہ وقت اسکے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔۔

ابھی تو یہ لمحات نصیب ہوئے تھے۔۔اسے یہ وقت بھی بہت کم لگ رہا تھا۔۔

رات کا نشہ ابھی تک سرور بن کر چھایا ہوا تھا۔۔

اسکا شرمایا گلابی چہرہ اسے سکون دے رہا تھا۔۔رات کا ایک ایک لمحہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔۔

جب وہ اسکی بانہوں میں ٹوٹ کر بکھری تھی۔۔اسکے برہنہ سینے کو دیکھتے حیا سے رخ موڑنا۔۔

اسکی شدتوں سے ڈر کہ اسی کے سینے میں پناہ لینا۔۔

اور پھر اسکی نظروں سے جھنپ جانا۔۔وہ لمحات بھول جانے والے تو نہیں تھے۔۔

اسنے شدت سے عینا کو خود میں بھینچا۔۔

مسکراہٹ تھی کہ لبوں سے جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

وہ زرا سا کسمسائی۔۔لیکن رات کی جاگی وہ اب اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔۔

Novelistan

گھر کے سامنے گاڑی روکتے مرتسم نے اسے دیکھا۔۔

عین۔۔اسنے نرمی سے اسے پکارا۔۔جانم اٹھیں گھر آگیا ہے۔۔

مرتسم نے اسکے چہرے سے بال ہٹاتے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔

عینا نے ماتھے پر بل لیے آنکھیں کھولیں۔۔

جانم گھر آگیا ہے۔۔اندر جاکر نیند پوری کریں۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

عینا نے اپنی سچویشن دیکھی تو ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔۔

نظریں چراتے اسنے اپنا ڈوپٹہ سہی کیا۔۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ کل والی فراق میں ہی تھی۔۔وہاں اسکا کوئی ڈریس نہیں تھا سو مجبوراً اسے فریش ہو کے یہی پہننا پڑا۔۔

اسکی گلابی رنگت کو دیکھتے وہ مشکل ہی اس پر سے نظریں ہٹا پایا تھا۔۔

شاہ یہاں۔۔شاہ ولا کو دیکھتے اسنے حیرت سے مرتسم کو دیکھا۔۔

بی جان آپسے ملنا چاہتی ہیں۔۔کل سب بہت پریشان تھے۔۔

آپ ایک بار انسے مل لیں تو سبکو تسلی ہو جائے گی۔۔

وہ نرمی سے بولا۔۔

پھر آپکو احمد ولا چھوڑ آؤں گا۔۔

اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو پیچھے کرتے مرتسم نے نرمی سے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔۔

مرتسم اسکی خاموشی پر زیر لب مسکرایا۔۔

وہ صبح سے ہی اس سے نظریں چرا رہی تھی۔۔

اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولتے مرتسم نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔۔

گارڈ کو گاڑی پارک کرنے کا کہتے عینا کا ہاتھ تھامتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔

عینا جانے کیوں جھجھک سی گئ۔۔

بی جان، ماما، اپیا اور وشہ ہال میں ہی بیٹھے تھے۔۔

جب وہ لوگ اندر ائے۔۔

وہ سر جھکائے لب کاٹتی مرتسم کے پیچھے چلتی آ رہی تھی۔۔

شکر ہے تمہیں بھی کوئ ہمارا خیال ایا۔۔

ورنہ ہم سبکو پریشان کر دینے میں کوئ کسر نہیں چھوڑی تھی تمنے۔۔

ماما اسے دیکھتے ہی خفگی سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئ۔۔

انکے ساتھ ہی اپیا اور وشہ بھی اٹھی تھیں۔۔

کیسی طبعیت ہے بچی کی۔۔ کل جس حال میں تم لے کر گئے تھے تب سے دھڑکا لگا ہوا ہے۔۔ وہ پریشانی سے بولی تھیں۔۔

ریلیکس ماما سب ٹھیک ہے۔۔

مرتسم انکے قریب آتا نرمی سے بولا۔۔

اسنے اپنے پیچھے کھڑی عینا کو دیکھتے بامشکل ہی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

وہ ایسے ڈر رہی تھی جیسے اسنے کوئ چوری کرلی ہو۔۔

عین۔۔۔ مرتسم نے اسے بازو سے پکڑتے اپنے حصار میں لیا۔۔

اسلام وعلیکم!! ماما۔ عینا کو کچھ اور سمجھ نہیں آیا تو جلدی سے سلام کردیا۔۔

ماما کے ساتھ اپیا اور بی جان نے بھی چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

کل والی اور آج والی عینا میں واضح فرق تھا۔۔

کل مرتسم اسے جب لے کر گیا تھا تو وہ اس سے روٹھی ہوئ، خفاسی زرد رنگت میں تھی۔۔

لیکن ابھی مرتسم کے حصار میں کھڑی وہ الگ تھی۔۔

اسکے چہرے پر گلال سا بکھرا ہوا تھا۔۔ جھنپا جھنپا سا وجود۔۔ اور اسکے وجود سے پھوٹتی دوسرے وجود کی مہک سارے راز افشاں کر رہی تھی۔۔

بس ایک وشہ ہی تھی جو ہونک بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

ماہم اپیا نے بے ساختہ ہی اسے دیکھتے ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

مرتسم کی قربت کا خوب روپ چڑھا تھا اس پہ۔۔وہ تینوں کی نظریں خود پہ پا کر اور گھبرا گئ۔۔

روہانسے ہوتے اسنے مرتسم کو دیکھا۔۔

جو اسکی پتلی ہوتی حالت دیکھتے اپنا قہقہ ضبط کر رہا تھا۔۔

وسلام بچے۔۔ماما اسکے گھبرائے چہرے کو دیکھتے نرمی سے بولتی اسکے قریب ائیں۔۔

ماشاءاللہ۔۔بے ساختہ ہی بولتی انہوں نے اسکا ماتھا چوما تھا۔۔

عینا تو عینا مرتسم نے بھی چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔

کیسی طبعیت ہے اب۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ لیتے بی جان کی طرف بڑھیں۔۔

میں ٹھیک ہوں ماما۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

اسلام و علیکم بی جان!!

انکے پاس بیٹھتے اسنے مسکرا کر انہیں سلام کیا۔۔

واعلیکم سلام!!میری جان۔۔بی جان نے اسکا سر چوما۔۔

اللہ کا لاکھ شکر ہے سب ٹھیک ہو گیا۔۔ورنہ جیسے کل تمہیں یہ لے کر گیا تھا ہم سبکی تو جان ہی نکال دی۔۔

وہ مسکراتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے نرمی سے بولی تھیں۔۔

اور تم مجھے کیا دیکھ رہے ہو ادھر او۔۔

دور کھڑے مرتسم کو دیکھتے انہوں نے اسے گھورا تو وہ جلدی سے انکے پاس آیا۔۔

والٹ دو اپنا۔۔انہوں نے کہا تو مرتسم نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا لیکن خاموشی سے اپنا والٹ انکے ہاتھ پہ رکھ دیا۔۔

بی جان نے کارڈز کے علاوہ اسمیں سے سارے پیسے نکالتے عینا کے سر پر سے وارتے ملازمہ کو دیئے۔۔

خدا تمہیں یونہی خوش رکھے۔۔ماشاءاللہ ٹوٹ کر روپ چڑھا ہے۔۔وہ اسکے صدقے واری ہوتی بولیں۔۔

عینا تو سر تا پاؤں سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔۔

مرتسم بھی جھنپا تھا۔۔۔

کن اکھیوں سے اسنے سر جھکائے انگلیوں سے کھیلتی عینا کو دیکھا۔۔

ماما اور ماہم اپیا نے حیرانگی سے اسکا جھنپا ہوا روپ دیکھا۔۔وہ زیر لب مسکرا دیں۔۔

میں فریش ہو کے آتا ہوں۔۔مرتسم آہستہ سے بولتے وہاں سے کھسکا تھا۔۔

جانے کیسے بی جان اور ماما جان گئی تھیں گزری رات کے گہرے راز۔۔

اللہ ہی جانے کیسے یہ بزرگ سارے راز جان لیتے ہیں۔۔وہ سر کھجاتے سوچ کر رہ گیا۔۔

کسی اسے عینا کی حالت پر ہنسی ارہی تھی۔۔

جو کسی مجرم کی طرح سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

گہری مسکراہٹ سے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

مجھے کوئی بتائے گا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔

اور بی جان آپ اسکی نظر کیوں اتار رہی ہیں۔۔یہ کونسا پہلی بار آئی ہے۔۔

وشہ ہونق بنی بولتے اسکے ساتھ آ کے بیٹھی تھی۔۔

عینا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔بی جان اور ماہم ہنس پڑیں۔۔

جبکہ ماما نے اسکے سر پر چھپت لگائی۔۔

چپ کرو کچھ نہیں ہوا۔۔اسکی نظر نہیں اتار سکتے کیا۔۔

اتنی پیاری ہے میری بیٹی کسی کو نظر لگ گئی تو۔ماما اسے جھڑکنے والے انداز میں بولیں۔۔

اصل میں وہ عینا کی جھجک مٹانا چاہتی تھیں۔۔

ہاں یہ تو ہے۔۔پیاری تو بہت ہے۔۔اچھا ہے ماما اتار لیں نظریں اسکی۔۔۔

اور آج تو دیکھیں کچھ زیادہ ہی پیاری لگ رہی ہے۔۔

پنک پنک سی۔۔وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالتی لاڈ سے بولی تو وہ تینوں اسکی معصومیت پر قہقہ لگا گئیں۔۔

جبکہ عینا نے دانت کھچاتے اسکے کمر پہ مکا جھڑا تھا۔۔

اہہہ۔۔کیا ہے جنگلی بلی۔۔وشہ نے بلبلا کر اسے دیکھا۔۔

اسکے جنگلی بلی کہنے پر عینا کی آنکھوں میں سامنے گے ساختہ ہی وہ منظر لہرایا تھا۔۔

جب وہ اسکے شدتوں سے سسک کر اسکی پشت ہر اپنے ناخن گاڑھ گئ تھی۔۔

اور مرتسم نے شرارت سے آہہک بھرتے اسے جنگلی بلی کہا تھا۔

اوہیلو میڈم کہاں کھو گئ۔۔وشہ اسکے سامنے ہاتھ لہراتے بولی۔۔

ہ۔ہاں کہیں نہیں۔۔وہ چونک کر حال میں لوٹی تھی۔۔

ویسے تو میں اس سے ناراض ہو ماما مہینے سے اوپر ہونے والا ہے یہ اب ہم سے ملتی ہی نہیں ہے۔۔

وہاں جاکے ہمیں بھول گئ ہے۔۔

وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔جبکہ بانہیں ابھی اسکے گرد باندھی ہوئ تھیں۔۔

عینا اسکی خفگی پر مسکرادی۔۔

وش اپنی یہ ناراضگیاں بعد میں دکھانا۔ابھی ہٹو۔

جاو بچے فریش ہو جاو تھک گئ ہو گی۔۔میں ناشتہ لگواتی ہوں۔۔

ماہم اپیا نے مسکرا کر محبت سے کہا تو وہ جان بخشی ہونے پر جلدی سے جانے کے لیئے اٹھی۔۔

ماہم نے تو ویسے ہی بولا تھا۔۔نا تو اسنے خود غور کیا اپنے جملے پر نا عینا نے لیکن وشہ نے ضرور کیا تھا۔۔

یہ کیا ہل چلا کر آئ ہے جو تھک گئ ہو گی۔۔وہ خفگی سے بڑبڑائی تھی۔۔

لیکن ماما کی تیوری چڑھی دیکھ وہاں سے بھاگی تھی۔۔

لیکن اسکی بات سنتے عینا کی جو سپیڈ وہاں سے لگی تھی۔۔وہ تینوں کو قہقہ لگانے مجبور کر گئ۔۔

❤❤❤❤

اسنے کمرے میں آتے دم لیا تھا۔۔

دروازہ لوک کرتے وہ پلٹی تو اپنے کمرے کو دیکھتی مسکرا دی۔۔

کتنے مس کیا تھا اسنے اپنے روم کو۔۔

وہ مسکرا کر آگے بڑھی لیکن یک دم ٹھٹھک کر رکی۔۔

اسنے آنکھیں چھوٹی کرتے واشروم کے دروازے کو دیکھا۔۔

اسکے باتھ میں کوئ تھا۔۔اسنے حیرانگی سے سوچا۔۔

تبھی وہ بھیگے وجود سے چلتا باہر ایا تو عینا کی چھوٹی آنکھیں معمول سے زیادہ بڑی ہونے کھلی تھیں۔۔

شاہ۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

مرتسم جسکے روم کا گیزر نہیں چل رہا تھا اس لیے وہ عینا کے روم میں اگیا۔۔وہ گلے میں ٹاول ڈالے بھیگے بالوں میں ہاتھ چلاتے باہر نکلا۔۔

خود کو دیکھتی عینا کو دیکھ وہ زیر لب مسکرایا تھا۔۔

عینا نے منہ کھولتے اسکے شرٹ لیس سینے کو دیکھا۔۔

وہ گھبرا کر تیزی سے رخ پلٹ گئ۔۔

ا۔اپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔وہ رخ موڑے ہی بولی تھی۔۔

مرتسم نے بیڈ پر ٹاول پھینکتے مسکرا کر اسکی پشت دیکھی۔۔

اسنے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔۔

شاہ۔۔وہ جھنپ گئ۔۔

وہ کیا ہے نا جانم دل کر رہا تھا آپ کے ساتھ شاور لوں۔لیکن اپنے دیر کر دی آنے میں۔۔وہ اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکاتے بولا۔۔۔

جبکہ عینا کو کہیں چھپنے کی جگہ نا ملی۔۔وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑی تھی۔۔

مرتسم نے اسکے کمر پر دباؤ دیتے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔۔

عینا نے بامشکل اسکے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھتے زرا سا فاصلہ بنایا تھا۔۔

شاور لے لیا ہے آپنے اب جائیں۔۔وہ نظریں چراتے بولی تھی۔۔

اسکے شرٹ لیس سینے کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔

اچھا ادھر تو دیکھیں۔۔

مرتسم نے نچلہ دباتے اسکا چہرہ اوپر کیا۔۔

عین۔۔میری طرف دیکھیں۔۔وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

اسکے سرخ چہرے سے بامشکل لرزتی پلکیں اٹھائیں تھیں۔۔

بھوری آنکھیں سرمئ انکھوں سے ٹکرائیں جن میں محبت اور جزبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔

اب جائیں۔۔وہ تیزی سے نظریں چراتے بولی تھی۔۔

پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن الٹا مرتسم نے اسکی کمر پر دباؤ دیتے رہا سہا فاصلہ بھی ختم کر دیا۔۔۔

ش۔شاہ۔۔ک۔کیا کر رہے ہیں۔۔وہ اپنے چہرے پر پڑتی اسکی سلگھتی سانسوں سے کپکپائ تھی۔۔

ایسے ہی۔۔وہ اسکے چہرے پر جھکتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

ت۔تو۔ک۔کیسے۔۔وہ بامشکل بول پائ تھی۔۔۔

اسکی سانسوں سے اسے اپنا چہرہ سلگھتا محسوس ہوا۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسکے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھا اور اگلے ہی پل وہ ان پر قابض ہوا تھا۔۔

عینا اسکے اچانک حملے پر پھڑ پھڑ ائی۔۔

لیکن مرتسم نے اسکی کمر پر دباؤ دیتے اسے خود میں بھینچا۔۔۔

نرمی سے اسکے لبوں کا جام پیتے وہ پھر سے مدہوش ہوا تھا۔۔

دل تھا کہ اسکی قربت سے سیر اب نہیں ہو رہا تھا۔۔

اسکی شدت پر عینا کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تو وہ جھٹپٹائی۔۔

مرتسم اسکے جھٹپٹانے پر پیچھے ہوا۔وہ گہری سانس بھرتی اپنی اکھڑی سانسیں درست کرنے لگیں۔۔

ش۔شاہ پلیز۔۔اسے اپنی گردن پر جھکتے دیکھ وہ تیزی سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

کہاں ابھی وہ اسکی رات کو شدتوں سے چور تھی۔۔نازک سا دل ابھی تک سہا ہوا تھا۔۔لیکن وہ تھا کہ

باز ہی نہیں آرہا تھا۔۔

نفی میں سر ہلاتے وہ روہانسی ہوئی۔۔

مرتسم نے اپنے ہونٹوں پر رکھے اسکے ہاتھ پر بوسہ دیا۔۔

وہ بوکھلا کر ہاتھ ہٹا گئی۔۔

کچھ نہیں کر رہا میری جان۔۔اسکا ماتھا چومتے وہ نرمی سے بولا۔۔۔۔

آپکے لئیے کچھ لایا تھا۔۔

مرتسم اسے چھوڑتے پیچھے ہوا اور اسکے ڈریسنگ پر رکھے ہوئے بوکس کی طرف بڑھا۔۔

عینانے اسکی بات پر چونک کر اسے دیکھا لیکن وہ جیسے ہی مڑا اسکی پشت دیکھتے وہ دھک سے رہ گئ۔۔

ش۔شاہ۔۔وہ بوکھلا کر تیزی سے اسکے قریب ہوئ۔۔

ی۔یہ کیا ہوا اپکو۔۔یہ نشان۔۔ساری شرم و حیا ایک سائیڈ رکھتے وہ اسکی پیٹ پر بنے نشانوں کو دیکھتی بوکھلائی تھی۔۔

مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا لیکن اسکا اشارہ دیکھتے اسنے لب دباتے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

شاہ بتائیں نا کیا ہوا ہے۔۔عینا اسکے چپ رہنے پر پریشانی سے اسے دیکھتے بولی۔۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ تھامتے اسکا رخ آئینے کی طرف موڑتے پیچھے سے اسکے گرد حصار باندھا تھا۔۔

جانم رات میں ایک ظالم پری نے اپنے ناخنوں سے تشدد کیا ہے۔۔

وہ اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکائے معصومیت سے بولا۔۔انکھوں میں واضح شرارت تھی۔۔

عینا نے پہلے تو حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔اسکی بات سمجھنے کی کوشش کی لیکن پھر سمجھ آنے پر وہ شرم سے سرخ پڑی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ بھولی نہیں تھی۔۔اسکی شدت پر وہ گھبرا کر اسکی پیٹھ پر اپنے ناخن گاڑھ دیتی یا پھر غصے میں دانتوں سے کاٹ دیتی۔۔

اسنے سر جھکاتے نظریں چرائے تھیں۔۔

مرتسم کا جاندار قہقہ گونجا تھا۔۔

شاہ۔۔عینا اسکے قہقہہ لگانے پر اسکے بازو پر مکا جھڑ گئ۔۔

اسکے ان معصوم سے بدلوں پر اسے ابھی تک اپنی گردن اور پیٹ پر میٹھی سی چبھن محسوس ہو رہی تھی۔۔ایک سرور سا چھایا ہوا تھا رگ و جان پہ۔۔

ا۔اپ کچھ لائے تھے میرے لیے۔۔وہ جلدی سے بات بدلتی بولی۔۔

مرتسم نے اثبات میں سر ہلاتے اسے چھوڑتے سامنے پڑے چھوٹے سے بوکس کو اٹھایا۔۔

اسنے بوکس کھولا تو اسمیں سے کانچ کی رنگ برنگی چوڑیاں کھنکیں تھیں۔۔

عینا کا چہرہ کھل اٹھا۔۔

یہ بہت پیاری ہیں شاہ۔۔وہ بے ساختہ چوڑیوں کو ہاتھ سے چھوتی بولی تھی۔۔

اسکے چھونے پر چوڑیاں کھنکھیں تھیں۔

چوڑیوں کے کھنکھنے پر وہ کھکھلا پڑی۔۔

مرتسم نے مبہوت ہو کر اسے دیکھتے بے ساختہ ہی ماشاءاللہ کہا تھا۔۔

مجھے آپکی سونی کلائیاں نہیں پسند عینا۔۔اس لیے آئیندہ کبھی انہیں خالی مت رکھئے گا۔۔

وہ نرمی سے اسکی نازک کلائیوں پر لب رکھتا بولا۔۔

عینا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

جانے اسے کس نیکی کے بدلے یہ شخص ملا تھا۔۔وہ بس سوچ کر رہ گئ۔۔

میں نیچے جارہا ہوں۔۔اپ فریش ہو کے آجائیں۔۔پھر ساتھ میں ناشتہ کرتے ہیں۔۔وہ شرٹ پہنتا بولا تھا۔۔

ناشتے کے بعد میں آپکو احمد ولا چھوڑ آؤں گا۔۔

اسکے ماتھے پر لب رکھتے وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

عینا اسکی پشت دیکھتی مسکرا کر ایک نظر ان چوڑیوں کو دیکھتی فریش ہونے چلی گئ۔۔۔

❤❤❤❤❤

ناشتے کے بعد مرتسم اسے احمد ولا چھوڑنے چلا گیا۔۔

گھر کے سامنے گاڑی روکتے اسنے لب چباتی عینا کو دیکھا۔۔

انہوں۔۔وہ بے ساختہ ہی اسکے لب آزاد کرتے اسے ٹوک گیا۔۔

پریشان مت ہوں۔۔میں ولی سے بات کر لوں گا۔۔اور پھر ہمشہ کے لئیے آپکو اپنے پاس لے آؤں گا۔۔منکوحہ نہیں بیوی بنا کے۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

عینا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے سر ہلایا تھا۔

میری جان کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔۔سب ٹھیک ہے۔۔بس اب ولی سے بات کرنی ہے۔۔مرتسم اسکی آنکھوں میں ابھرتی نمی کو دیکھ بے ساختہ ہی اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

شاہ مجھے ایک ڈر سا لگ رہا تھا۔۔پتا نہیں کیوں عجیب عجیب سے خیالات آرہے ہیں۔۔وکہ اسکے سینے میں منہ دیے رندھے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔

کچھ نہیں ہو گا شاہ کی جان۔۔شاہ پر بھروسہ رکھیں۔۔۔بس کچھ دیر کی بات ہے۔۔

مرتسم نے اسکا چہرہ سامنے کیا۔۔

اور رہی بات خیالات کی تو آپ بس مجھے سوچیں۔۔ہماری آنے والے زندگی کو۔۔کسی اور خیال کو اپنے زہن میں آنے ہی نا دیں۔۔

وہ نرمی سے اسکے گال سہلاتے بولا تھا۔۔

اگر پھر بھی کوئ خیال آئے تو گزری رات کے لمحات یاد کر لیجیے گا۔۔یقین جانیے پھر کوئ خیال نہیں رہے گا اپکو۔۔وہ اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکائے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

عینا اسے گھور بھی نا سکی۔۔

آپ اتنے بے شرم کب سے ہو گئے ہیں۔۔وہ اسے گھور کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی کا دروازہ کھولتی مرتسم نے اسکا ہاتھ پکڑتے روکا۔۔

کیا ہوا۔۔وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

اللہ حافظ تو بول دیں۔۔۔وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتا اسے نظروں میں بھرتا بولا تھا۔۔

عینا مسکرائی۔۔اوکے اللہ حافظ۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔

مرتسم اسکی معصومیت پر نفی میں سر ہلا گیا۔۔

ایسے تھوڑی اللہ حافظ بولتے ہیں۔۔

پھر۔۔وہ الجھی۔۔

ایسے بولتے ہیں۔۔مرتسم اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔

وہ اسکے اچانک جھکنے پر ساکت ہوئی تھی۔۔

مرتسم اسکے نچلے لب پر دانتوں کا دباؤ ڈالتے پیچھے ہوا۔۔

یہ بھی کوئی ملن تھا۔۔وصل کے لمحات اور اتنے تھوڑے۔۔

وہ اسکے بھیگے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتا۔۔گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

جبکہ عینا اسکے اپنے لبوں پر تشدد سے ہی ہل کر رہ گئ۔۔

وہ ابھی گزری رات کو ابھی تھوڑا بول رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ تو گزر جانے پر ہی شکر کر رہی تھی۔۔۔

مجھے لگتا تھا آپ شریف ہیں۔۔ لیکن اب تو آپ مجھے پیدائشی بے شرم لگتے ہیں شاہ۔۔

وہ اچانک اسکے گردن پر دانت گاڑھتی بولی تھی۔۔

اگلے ہی پل مرتسم ابھی سمجھ بھی نا سکا لیکن وہ گاڑی سے باہر نکلتے اندر کی جانب بھاگی تھی۔۔

مرتسم اسکے یوں بھاگنے پر ہلکا سا ہنسا تھا۔۔

اسنے انگلیوں کے پور کو گردن پر بنے دانتوں کے نشان پر سہلایا۔۔ ایک میٹھا سا درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔۔

شرٹ کا کالر ٹھیک کرتے اسنے گاڑی سٹارٹ کہ تھی۔۔ گہری مسکراہٹ اسکے لبوں پر احاطہ کیے ہوئے تھی۔۔

❤❤❤❤

یہ کیا بات ہوئ فری۔۔ تم ایسے کیسے جا سکتی ہو۔۔ وہ خفگی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

فریحہ نے بے چاری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

عارض میری ساری فرینڈز جا رہی ہیں۔۔ اور اس میں برائی ہی کیا ہے۔۔

برائی اس میں نہیں رات میں ہے۔۔ تم لوگوں دن میں کوئی پلان بنالو۔ تمہیں پتا ہے نا کراچی کے حالات کتنے خراب ہیں۔۔ وہ ایکبار سنجیدگی سے بولا۔۔

فریحہ کی فرینڈ کی برتھڈے تھی جو اسنے اپنے فارم ہاؤس رکھی تھی جو کافی دور تھا۔۔

لیکن عارض کو اسکے رات میں اکیلے جانے پر اعتراض تھا۔۔

عارض پلیز نا۔۔ میںنے بابا سے بھی اجازت لے لی ہے اور ویسے بھی میں اکیلی تھوڑی جاؤں گی۔۔

وہ معصومیت سے اسے دیکھتے بولی۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم مجھے واپسی پر خود پک اپ کرلینا۔۔ فریحہ اسے کچھ رضامند دیکھتی بولی۔۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔۔ لیکن میرے آنے سے پہلے وہاں سے نکلنا مت۔۔ وہ سختی سے بولا تو وہ شرافت سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

ٹھیک ہے اب کچھ کھلاؤ گے ابھی تو نہیں جا رہی نا میں۔۔ وہ شرارت سے بولی تو وہ ہنس دیا۔۔

اچھا چلو۔۔ وہ دونوں ریسٹورینٹ کی طرف بڑھ گئے۔۔

عالم آج پھر لائبریری آیا تھا۔۔ اسی امید سے کہ شائید وہ اسے آج یہاں مل جائے۔۔

آدھے گھنٹے سے وہاں کھڑے انتظار کر رہا تھا۔۔

جب وہ اسے دکھائی دی۔۔۔وہ لائبریری کے ایک کونے میں بیٹھی انہماک سے کسی کتاب کر جھکی ہوئی تھی۔۔

عالم اسکے قریب جاتا نا محسوس انداز میں اسکے قریب بیٹھا تھا۔۔

نورین نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

اپ۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

عالم بھی چونکنے کہ اداکاری کرتا حیران ہوا تھا۔۔

ارے آپ یہاں۔۔۔وہ مسکراتا بولا تھا۔۔

میں تو روز یہاں آتی ہوں۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔۔

آپکو بکس پڑھنے کا شوق ہے۔۔عالم بات بڑھانے کو بولا۔۔

جی۔۔وہ مختصر سا جواب دیے پھر سے بک پر جھک چکی تھی۔۔

مجھے بھی بہت شوق ہے بکس کا۔۔وہ اس سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے دونوں بہت پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔۔

اچھی بات ہے۔۔وہ سادگی سے بولی۔۔

ویسے کیا سٹوری ہے اس بک کی۔۔وہ اب کتاب کی طرف دیکھتا بولا۔۔اسے بس بات کرنے کا بہانہ چاہئیے تھا۔۔

نورین نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر بک کے متعلق بتانے لگی۔۔

وہ کافی انہماک سے اسے سٹوری بتا رہی تھی۔۔

جبکہ عالم کی نظریں کبھی اس کے چہرے کا طواف کرتی تو کبھی ہاتھوں پر ہوتی جنہیں ہلا ہلا کر وہ اسے سمجھا رہی تھی۔۔وہ مسکرا دیا۔۔

نورین نے چونک کر اسکی مسکراہٹ دیکھی۔۔

میرے خیال میں مجھے اب چلنا چاہئیے۔۔وہ بات وہیں چھوڑتی سنجیدگی سے بولتی جانے کے لئیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اتنی جلدی۔۔۔عالم اسکے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

نورین نے اسے گھورا۔۔

نہیں میرا مطلب سٹوری آدھی رہ گئی نا۔۔وہ گڑبڑاتا بولا۔۔

پھر کبھی۔۔وہ سنجیدگی سے بولتی آگے بڑھ گئی۔۔

پھر کبھی مطلب دوبارہ ملنے کی امید دے رہی ہیں۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے بولا۔۔جبکہ نورین سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔۔

عالم نے مسکراتی نظروں سے اسکی پشت دیکھی۔۔

جانے کیوں سب کچھ جاننے کے بعد بھی وہ اسے اپنے زہن سے نکال نہیں پارہا تھا۔

امن اور عارض کا معاملہ الگ تھا۔۔

لیکن ان سب میں نورین ناتو کوئی قصور نہیں تھا۔

بلکہ وہ بھی کنگ کے ہاتھوں برباد ہوئی تھی۔۔

وہ اسکے جانے کے بعد خود بھی آگے بڑھ گیا۔۔

Novelistan

ماما آپکو لگتا ہے انکے رشتے میں یہ قدم ٹھیک ہے۔۔

ماہم اپیا نے سنجیدگی سے ماما کو دیکھتے پوچھا۔۔

شائید۔۔جس نازک وقت سے انکا رشتہ گزر رہا ہے۔۔مجھے لگتا ہے یہ قدم ٹھیک ہے۔۔ماما کسی گہری سوچ میں گم بولی تھیں۔۔

مرتسم نے سبکو زینی کے بارے میں بتایا تھا کہ زینی کے ساتھ کچھ لڑکوں نے بدتمیزی کی تھی لیکن قسمت سے مرتسم نے زینی کو دیکھ لیا تھا۔۔

اسنے اسے بچالیا لیکن اسکے کپڑے پھٹنے کی وجہ سے مرتسم کو مجبوراً اپنی شال اسے دینی پڑی۔۔

اسنے عینا کو بھی یہی بتایا تھا۔۔اور یہی حقیقت تھی۔۔

اس لیے اب سب بے فکر ہو گئے تھے۔۔

سچ میں ولی اپ سچ بول رہے ہیں۔۔وہ خوشی سے چیخی تھی۔۔

ولی نے ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

واو۔۔ولی مطلب آپکی شادی ہو گی۔۔زہرہ میری بھابھی بنے گی۔۔

میرے بھائی کی شادی وہ اسکا بازو تھامتی خوشی سے اچھلتی بولی تھی۔۔

ولی اسکی بے قراری پر ہنس دیا۔۔

کل جب وہ گھر آیا تھا تو عینا کے پرسکون مسکراتے چہرے کو دیکھ وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔

عینا نے اسے زین کے متعلق سب بتا دیا تھا۔۔

وہ بظاہر تو بہت خوش تھا لیکن اسنے ظاہر نا ہونے دیا۔۔کیونکہ زین کے بارے میں جاننے کا اسکا بھی حق تھا آخر کو وہ بھی دوست تھا اسکا۔اس لیے اب وہ ابھی بھی مرتسم سے بات کرنے کو راضی نا تھا۔۔

اسنے عینا کو صاف صاف کہ دیا تھا کہ وہ بھی اسکا سالہ ہے تگڑی کا ناچ نچوائے گا اسے۔۔

عینا اسکی بات پر ہنس دی۔۔

اور اب ولی نے اسے زہرہ کے گھر رشتہ لے جانے کا کہا تھا۔۔

کیونکہ اسکے سمجھانے کے باوجود زہرہ میڈم کا ایک اور رشتہ آچکا تھا۔۔

اس لیے وہ اب اسکی عقل ٹھکانے لگانے کی ٹھان چکا تھا۔۔

ولی کے گھر والے تو تھے ہی نہیں۔۔ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹھا تھا۔۔ لیکن اسکے ماں باپ ایک ایکسیڈینٹ میں وفات پاچکے تھے۔۔

ماں باپ کے بعد اسکے خاندان والوں نے اسکی ساری پراپرٹی ضبط کر کے اسے دربدر کر دیا۔۔

ایسے وقت میں مرتسم اور ارسل نے اسکا ساتھ دیا تھا۔۔ اسکی فیس اور رہائش میں ہیلپ کی تھی اور آج وہ خود ایک بہت بڑا شیف تھا۔۔ جسکا نام ہر ایک جانتا تھا۔۔

اسکے بہت جگہ پہ ریسٹورینٹ تھے۔۔

اسنے شاہ ولا میں بھی سب سے بات کرلی تھی۔۔

کل ماما لوگ اسکا رشتہ زاہرہ کے لئیے لے جانے والے تھے۔۔ اسے بہت شدت سے انتظار تھا کل کا۔۔ زہرہ کے ریئکشن کا۔۔

تمہارے کسے بل تو میں بہت اچھے سے نکالوں گا۔۔۔ وہ اسے سوچتا زیرلب مسکرا دیا۔۔

آرہی ہوں صبر کرو۔۔وہ دروازے پر ہوتی مسلسل دستک کر جھنجھلا گئیں۔۔

ارے کون ہے جسے صبر نہی۔۔سامنے شاہ ولا کے افراد کو دیکھتے انکی بولتی بند ہو گئ۔۔

آپ لوگ۔۔وہ حیران پریشان سی انہیں دیکھنے لگیں۔۔

اسلام و علیکم !!بی جان نے ہی پہلی کی تھی۔۔

و۔وعلیکم وسلام !!آیئے نا۔۔وہ ہڑبڑاتی جلدی سے سائیڈ ہو گئیں۔۔

چھوٹے سے گھر کے سامنے بڑی گاڑیاں رکتے دیکھ محلے والے آنکھیں پاڑے باہر کھڑے دیکھ رہے تھے۔۔

کون آیا ہے۔۔زہرہ کے بابا باہر آتے بولے۔۔لیکن زہرہ کی ماں کی طرح انکی بولتی بھی اچانک بند ہوئ تھی۔۔

مہمان آئے ہیں زاکر۔۔کیا بن بلائے مہمان نہیں چاہیئے۔۔عالم بابا مسکراتے بولے تھے۔۔

سو بسملا سائیں۔۔وہ خود پر قابو پاتے بمشکل بولے تھے۔۔

ورنہ دل انجانے خدشوں سے دھڑکا تھا انہیں یہاں دیکھ۔۔

اسلام و علیکم !!سب سے آخر میں اندر آتی عینا نے سلام کیا تو طاہرہ زہرہ کی ماں نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

واسلام ارے عینا بیٹی بھی آئی ہے۔۔وہ مسکرا کر اسے دیکھتی بولیں۔۔

کیسی ہیں انٹی۔۔وہ انسے پیار لیتی نرم مسکراہٹ سے بولی۔۔

اللہ کا کرم ہے بیٹی او بیٹھو۔۔وہ تو پریشان ہی ہو گئیں تھی اچانک سے۔۔

ان سب کی کیا ضرورت تھی۔۔ملازموں کو ڈھیر سارے تحفے مٹھائیاں وغیرہ لے کر آتے دیکھ وہ بے ساختہ بولی تھیں۔۔

ضرورت تھی تو لے کر آئے ہیں۔۔

بی جان جھڑک کر بولیں تو وہ چپ ہو گئیں۔۔

زاکرہ آج میں تمہارے پاس سے کچھ مانگنے آئیں ہوں۔۔

تھوڑی دیر گپ شپ کے بعد بی جان اصل موضوع کی طرف آتی بولیں تھیں۔۔

مجھ غریب سے کیا چاہئیے آپکو بی جان۔۔وہ ہچکچاتے بولے تھے۔۔

ارے تم غریب نے ہی تو قارون کا خزانہ چھپا رکھا ہے آپنے پاس۔۔جسنے ہمارے بیٹے کا چین و قرار لوٹ لیا ہے۔۔

عالم بابا ہس کر بولے تو وہ چونک گئے۔۔

میں سمجھا نہیں سائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔زاکر نے سنجیدگی سے کہا۔۔

زاکر بھائ اصل میں ہم آپسے زہرہ کے سلسلے میں آئے ہیں۔۔

ماما نے ہی بات شروع کی۔۔

جی کیا مطلب۔۔ابکی بار زہرہ کی ماما نے پوچھا تھا۔۔

مطلب سیدھا ہے۔۔ہم اپنے ولی کے لئیے تمہاری بیٹی زہرہ کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔۔

بی جان نے سنجیدگی سے کہا تو وہ دونوں چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

باقی سب خاموشی سے انہیں دیکھنے لگے۔۔

دیکھو بھئ زاکر ولی تم لوگوں کے سامنے ہی ہے۔۔ماشاءاللہ سے خوبصورت گبرو جوان ہے۔۔اپنا کماتا ہے۔۔عزت ہے شہرت ہے اپنا گھر مال ہے۔۔

عالم بابا نے ساری بات کھول کر انکے سامنے رکھ دی۔۔

لیکن ولی سائیں۔۔زاکر ہچکچا گیا۔۔

کیا بات ہے زاکر بھائ کوئ بات ہے کیا۔۔ولی آپکو پسند نہیں۔۔ماما نے چونک کر پوچھا تھا۔۔

نہیں بڑی بی بی ایسی بات نہیں اصل میں ہماری زہرہ کو تو اپنے دیکھا ہے نا۔۔ ہمارے لیے تو وہ سب سے بڑھ کر ہے۔۔ لیکن آپ جانتے ہیں سارے خاندان والے اسے سانولی ہونے اور تو اور ہماری غربت کی وجہ سے ٹھکرا چکے ہیں۔۔

کم جانتے ہیں کہاں ولی سائیں اور کہاں ہم۔۔

وہ سنجیدگی سے بول رہے تھے جب عالم بابا انہیں ٹوک گئے۔۔

ذاکر کھل کر کہوں کیا کہنا چاہتے ہو۔۔

میں بس اتنا چاہتا ہوں سائیں کہ میری بچی کی زندگی طعانوں اور کم مائیگی کی نظر نا ہو۔۔وہ سنجیدگی سے بولے تو بس نے شکر کا سانس لیا۔۔

اسکی تم فکر مت کرو ذاکر کیونکہ ولی نے ہی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔۔وہ خود زہرہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہے اپنی ہمسفر بنا کر۔۔

بابا مسکراتے لہجے میں بولے۔۔

کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔ ذاکر نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔۔

ایک منٹ انکل ابھی کوئی کچھ کہتا کہ عینا اچانک سے بولی تھی۔۔

اسنے سبکو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے کسی کو فون ملاتے سپیکر پر ڈالا تھا۔۔

ہیلو۔۔ اسکے ہیلو کہتے ہی آگے والا بنارکے شروع ہو چکا تھا۔۔

ہیلوعینا کیا کوا۔۔ہاں کر دی نا انکل نے۔۔دیکھ جواب ہاں میں ہی لانا۔۔میں زہرہ کو کسی طور پر نہیں کھو سکتا اور ہاں۔۔نکاح کی ڈیٹ پکی کر کے آنا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔

اگر کوئی مسلہ ہوا تو مجھے بتا دینا میں خود آجاؤں گا۔۔

وہ بنار کے بول رہا تھا۔۔

ہیلو عین سن رہی ہو۔۔وہ اچانک بولا۔۔

جی جی بھائی سب ٹھیک ہے میں بعد میں بات کرتی ہوں اپسے۔۔وہ جلدی سے کہتی فون کر کر گئی۔

سب نے ہی اسکے بے چین لہجے کو محسوس کیا تھا۔۔

زہرہ کے والدین بھی اب مطمئین تھے انہیں کیا اعتراض تھا۔۔

لیکن میں ایک بار زہرہ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔۔زاکر بولے تو عالم بابا نے سر ہلا دیا۔۔

انکل اصل میں مجھے کچھ کہنا تھا اپسے۔۔عینا ہچکچاتے بولی۔۔

جی جی بولو بچے۔۔وہ نرمی سے بوکے۔۔

اکیلی بھائی چاہتے ہیں کہ زہرہ کو نا بتایا جائے کہ اسکے کے لیئے ولی کا رشتہ آیا ہے۔۔ائی مین آپ اسے یہ کہہ کے پوچھ لیں کے رشتہ آیا ہے آپکے کسی دوست یا رشتے دار کا۔۔

پلیز۔۔وہ معصومیت سے بولی۔

زاکر صاحب کچھ دیر سوچتے رہے پھر سر ہلا دیا۔۔

تھینکیو انکل۔۔وہ خوشی سے بولی۔۔

خیال رکھنا ذرا کر ہمیں جواب ہاں میں چاہئیے۔۔

عالم بابا نے کہا تو وہ مسکرا کر انشاءاللہ کہہ گئے۔۔

اب اجازت دو اگلی بار نکاح کی تاریخ کے لیئے آئیں گے۔۔بی جان بولیں تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ارے ایسے کیسے آپ لوگ کھانا تو کھا کر جائیں۔۔زہرہ کی ماما جلدی سے بولیں۔۔

نہیں بہن اب کھانا تو ہم اگلی بار ہی کھائیں گے۔۔ماما نے کہا تو وہ بس مسکرا دیں۔۔

وہ سب ایک امید لے کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

عینا واپسی پر قبرستان گئ تھی۔۔

آج وہ انوشے کے قبر پر روئ نہیں تھی۔ کہ ایک مسکراہٹ سے اس سے باتیں کرتی رہی۔۔

کیونکہ کورٹ نے انکا کیس ایکسیپٹ کر لیا تھا۔۔اج سے پورے ایک ماہ بعد کی پہلی ہیرینگ تھی کورٹ کی۔۔

ابھی اسنے واپسی کے لیئے قدم بڑھائے ہی تھے کہ اسے دور کہیں دبی دبی سسکیوں کی آواز سنائ دی۔۔

وہ ٹھٹھک کر روکی۔۔یہ اواز۔۔وہ اس آواز کو پہنچانتی تھی۔۔

اسنے چاروطرف نظریں گھمائیں۔۔قبرستان کے آخری کونے پر اسے ایک ہیولہ ساد کھا۔۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں اس آواز کی طرف بڑھتی گئ۔۔

جیسے جیسے وہ قریب ہوتی جارہی تھی۔۔سسکیوں کی آواز اونچی ہوتی جارہی تھی۔۔

بلا آخر اسکے قریب پہنچ کر وہ جان گئ تھی کہ یہ اسکا وہم نہیں یہ سچ تھا۔۔

وہ کسی قبر پر سر رکھے رو رہا تھا۔۔

عینا کی نظر اس قبر کے قطبے پر گئ۔۔ جہاں ملک ابراہیم پاشا لکھا ہوا تھا۔۔

اسنے گہری سانس بھری۔

امن۔۔ اہستہ سے اسے پکارتے وہ اسکے قریب بیٹھی۔۔

امن کا ہلتا وجود ساکت ہوا۔۔ اسنے ایک جھٹکے سے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

جبکہ اسے دیکھ بے ساختہ ہی اسکا دل پسیجا تھا۔۔

آنسوؤں سے تر چہرہ، سرخ آنکھیں چہرے پر بچوں کی سی بے بسی تھی۔۔

امن نے اسے دیکھتے سرعت سے چہرہ صاف کیا تھا۔۔

کچھ دیر تک دونوں میں خاموشی چھائی رہی جسے امن کی بھاری آواز نے توڑا تھا۔۔

میرے بابا بہت پیار کرتے تھے مجھ سے اتنا کہ شائید کسی باپ نے اپنے بیٹے سے کیا ہو گا۔۔

وہ ایک سیکینڈ بھی مجھے اپنی نظروں سے دور نہیں کرتے تھے۔۔

اس دن پہلی بار میں ضد کر کے گھر رک گیا اور اسی دن وہ ہمیشہ کے لئیے میری نظروں سے دور ہو گئے۔۔

وہ بھاری آواز میں بولتا عینا کا دل دھڑکا گیا۔۔

اسکے لہجے میں اتنا درد تھا کہ وہ بے چین ہو اٹھی۔۔

ہر انسان اللہ کی امانت ہے امن۔۔ ایک نا ایک دن تو ہر کسی کو جانا ہے۔۔ جب اسکی موت لکھی ہو گی۔۔ وہ دھیمے لہجے میں بولنے لگی۔۔
پہلے پہل میں بھی اللہ سے شکوہ کرتی تھی لیکن آہستہ آہستہ سمجھ آگیا موت تو برحق ہے ہم سوائے صبر اور کچھ نہیں کر سکتے۔۔ وہ اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

لیکن میرے پاس انکے علاوہ اور کوئی تھا بھی نہیں۔۔ مجھ سے کیوں چھین لیا انہیں۔۔ انکے بعد آج تک میں سکون کی تلاش میں پھرتا ہوں کبھی ملا ہی نہیں۔۔ وہ بچوں جیسے بولا۔۔
عینا کو بے ساختہ اس پر رحم ایا۔۔

اللہ نے ہر کسی کے لیئے بہتر سوچا ہوتا ہے امن۔۔ اور تمہارے پاس اللہ تو تھا نا۔۔ اور رہی بات سکون کی تو وہ تو اس دنیا میں خدا کے علاوہ کسی پاس نہیں۔۔ تم اس سے مانگو وہ دے گا تمہیں۔۔ وہ ہولے سے مسکراتی بولی تھی۔۔

نہیں وہ نہیں دیتا میں نے بہت مانگا اس سے وہ نہیں دیتا اب نہیں مانگوں گا کبھی نہیں۔۔وہ ضدی لہجے میں بولا۔۔

ایک آخری بار مانگ کر دیکھو کیا پتا مل جایے۔۔وہ جو تمہارے لیے ہو تمہارے حق میں بہتر ہو۔۔وہ آہستہ سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اور ہاں اگر کوئی انسان دل دکھائے تو اسکی شکایت رب سے کرنی چاہیئے وہی اسکا بدلہ لے گا نا کہ رب سے۔۔۔

کیونکہ ہم نے امید انسان سے لگائی ہوتی ہے جبکہ دل ٹوٹنے پر شکوہ اللہ سے کرتے ہیں۔۔وہ کہتی وہاں سے جا چکی تھی۔۔

وہ جانے اسے کیا سمجھانا چاہتی تھی۔۔

لیکن امن سمجھ گیا تھا۔۔کیونکہ اس دنیا نے اسکا دل توڑا تھا جسکے بدلے وہ خدا پر سے یقین کھو چکا تھا۔۔

اسکی نظروں سے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

کیا وہ سچ کہتی ہیں۔اسنے سر اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھتے دل میں کہا تھا۔۔

آوہو ولی تھوڑاسا توانتظار کریں وہ لوگ کل تک جواب دے دیں گے۔۔عینا نے خفگی سے اسے دیکھتے کہا۔۔

وہ تینوں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے۔

ولی صاحب کا کہنا تھا کہ ابھی فون کر کے زہرہ کے والدین سے پتہ کرو آخر زہرہ میڈم نے کیا کہا ہے۔۔

عالم اور عینا دونوں اسکی بے تابی پر ہس دیے۔

اب کل تک کا انتظار کروں۔۔ لیکن جیسے ہی انکی طرف سے جواب آئے فورا سے نکاح کی تاریخ پکی کروانا تیرا کام ہے۔۔وہ عینا کو دیکھتے بولا تو اسنے اسے گھورا۔۔

سر جھٹک کر وہ مووی کی طرف متوجہ ہو گئ۔۔

جب اسکا فون بیپ ہوا۔۔

اسنے بے دھیانی میں فون اٹھاتے میسیج اوپن کیا۔۔

" کل رات کا بوسہ مٹ گیا ہو گا

کہو تو نئے نشان چھوڑ دوں"

اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔

" وہ تھک کر میرے سینے سے آ لگے ہائے میں اس تھکن کے ہزار بار صدقے۔۔"

ایک کے ایک بعد ایک میسیج آتے جا رہے تھے۔۔

" پہلے پہل تو میں اپنی مرضی سے چوموں گا
اس کے بعد جہاں سے وہ جس طرح چاہے"

پڑھتے ہی اسے بے ساختہ ہی کھانسی کا دورا پڑا۔۔۔

چہرہ بے ساختہ ہی سرخ پڑا تھا۔۔

کیا ہوا۔۔عالم اور ولی دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔

ک۔۔کچھ نہیں۔۔وہ پانی کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔۔

و۔ولی مجھ نیند آرہی ہے میں چلتی ہوں۔۔گڈ نائیٹ۔۔وہ جلدی سے بولتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔

عالم اور ولی اسے دیکھ کر بس کندھے اچکا کر رہ گئے۔۔

❤❤❤❤

انتہا کے بے شرم ہو گئے ہیں آپ شاہ۔۔کمرے میں آتے اسنے فون بیڈ پہ پھینک دیا۔۔

وہ کل سے ہی اس سے نظریں چراتی پھر رہی تھی۔۔یہاں تک کہ اسکا فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی جان بوجھ کہ۔۔کیونکہ مرتسم کل سے اسے بہت تنگ کر رہا تھا۔۔

ہاہ۔۔گہری سانس بھرتے اسنے دروازہ لوک کیا ڈوپٹہ صوفے پر پھینکتے وہ سکون سے بیڈ پہ گری۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں تھی۔۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا جب اسے اپنی سانس گھٹتی سی محسوس ہوئی۔۔

یوں جیسے اسکی سانسوں پر کسی اور کی حکومت ہو۔۔

وہ کسمسائی اور مچلی نیند سے بھری آنکھیں کھولتے اسنے خود پر کسی کو جھکے دیکھا۔۔

جبکہ مرتسم آنکھیں موندیں سکون سے اسکی سانسیں چن رہا تھا۔۔

عینا نے کسمسا کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔۔

اسکی شدت پر بے ساختہ ہی اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

مرتسم اسکی مزاحمت کم پڑ دیکھ آہستہ سے پیچھے ہوا۔۔

وہ گہری سانسیں بھرتی نڈھال ہو گئی۔۔

سانسیں بحال ہونے پر اسنے نم آنکھوں سے خود پر جھکے مرتسم کو دیکھا۔۔

وہ خفگی سے آنکھیں پھیر گئی۔۔

جانم۔۔ مرتسم نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔۔

عینانے کو جواب نہیں دیا۔۔ پیچھے ہوں۔۔ وہ خفگی سے بولی۔۔

مگر مرتسم پیچھے ہونے کی بجائے پوری طرح سے اس پر چھا گیا۔۔

ش۔شاہ۔۔ وہ گھبرا گئی۔۔

فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں آپ میرا۔۔۔ اسکی تھوڑی اٹھاتے اسکے چہرے پر جھک کر پوچھا۔۔

آپ مجھے تنگ کرتے ہیں شاہ۔۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پھیلائے بولی۔

اہہہ میرا بچہ تنگ ہوتا ہے مجھ سے۔۔ وہ اسکی توڑی چومتا شرارت سے بولا۔۔

بہت برے ہیں۔۔ وہ اسکے کندھے پر مکا مارتی خفگی سے بولی۔۔

مرتسم ہس دیا۔۔

وہ اس سے دور ہوتا اسکے برابر بیڈ پر گرا۔۔

یہاں کیوں آئے ہیں اپ۔۔

وہ اسکے پیچھے ہونے پر اٹھ کر بیٹھتی بولی تھی۔۔

آپکو دیکھنے۔۔وہ سکون سے بولا۔۔

شاہ کل ہی تو ملے تھے ہم۔۔ آپ سے ایک دن کا بھی انتظار نہیں ہوا۔۔

وہ ہس کر بولی۔۔

مرتسم نے اسے دیکھا یک دم اسکی کلائی کھینچتے اسے خود پر گرایا۔۔

وہ اہہ کرتی اس پر گری۔۔

سچ میں نہیں ہوا انتظار جانم اور پھر پرسوں رات جو کچھ ہوا اسکے بعد تو بلکل بھی نہیں۔۔

دل مچل اٹھا تھا آپکو دیکھنے کے لئیے۔۔

وہ اسکے گلابی ہوتے چہرے سے بال ہٹاتا گھمبیر تا سے بولا۔۔

اسکے ارادوں اور آنکھوں میں چمکتی طلب سے وہ کانپ اٹھی۔۔

د۔دیکھ لیا نا اپنے۔۔ا۔اب جائیں۔۔نا چاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ لڑ کھڑا گیا۔۔

اسنے پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن مرتسم کی گرفت اسکی کمر پر سخت ہو گئ۔۔

" مجھے اپنے جسم کے انگ انگ سے محبت کرنے دو

مجھے قریب تر کرو مجھے بس بہکنے دو"

اسکے کان کی قریب جھکتے بھاری لہجے میں سرگوشی کرتے کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا۔۔

سی۔۔وہ سسکی تھی۔۔

اب اور انتظار نہیں جانم ولی سے بات کریں مجھے جلد از جلد رخصتی چاہئیے۔۔میں ایک پل کی دوری آپ سے برداشت نہیں کر سکتا۔۔

وہ اسکی گردن پر لب رگڑتے مخمور لہجے میں بولا۔۔

ش۔شاہ پلیز۔۔وہ بھاری ہوتی سانسوں سے بمشکل بولی تھی۔۔

مرتسم نے کروٹ بدلی۔۔اور مکمل اسپر چھا گیا۔۔

اب نہیں جانم۔۔یہ اجازت اپنے خود دی ہے۔۔اپنا نشہ خود لگایا ہے۔۔اب کوئی راہ فرار نہیں۔۔

وہ اسکے کندھے سے شرٹ کھسکاتا اپنے لب رکھتا بولا تھا۔۔

عینا نے مزاحمت کی۔۔

لیکن مرتسم نے زرا سا اوپر ہوتے اپنی شرٹ اتارتے بیڈ سے نیچے پھینکی تھی اور پوری شدت سے اسکی ہونٹوں پر جھک گیا۔۔ جبکہ ہاتھ اسکی کمر کو سہلا رہے تھے۔۔

عینا نے غصے سے اسکی نچلے ہونٹ پر کاٹ دیا۔۔۔ مرتسم نے متبسم ہوتے اسکے چہرے پر اپنی بیئرڈ سہلائی تھی۔۔

وہ سسک اٹھی۔۔

اسنے کسمسا کر مرتسم کے سینے پر مکے برسائے تھے۔۔

جس سے اسکے ہاتھ میں پہنی چوڑیاں چھنک اٹھیں۔۔

اس خاموشی میں ان چوڑیوں نے الگ ہی دھن بکھیری تھی۔۔

مرتسم اسکی خوشبوں میں گہری سانس بھرتا اس پر چھایا تھا۔۔

لیکن اس بار اسکے چھونے کا طریقہ الگ تھا۔۔۔

وہ بہت نرمی سے اسے چھو رہا تھا۔۔ اسکے یوں چھونے پر عینا کی مزاحمت رک گئ۔۔

وہ حلق تر کرتی اسکی گردن میں بازو حائل کر گئ۔۔

مرتسم گہری مسکراہٹ سے اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتا کسی گھٹا کی طرح اس پر جھکتا چلا گیا۔۔

اسی اندھیری رات میں جہاں کوئی پر سکون سو رہا تھا۔۔وہیں عارض آج اپنے کیے کا انجام بھگتنے ولا تھا۔۔

جو آج تک وہ دوسروں کی عزت کے ساتھ کرتا آیا تھا۔اج اسکی خود کی جان لبوں پر آئی ہوئی تھی۔۔

غازی اور میجر عالم کو رات ان لوگوں نے اسرار کر کے اپنے پاس ہی روک لیا تھا۔۔

ابھی تو فلحال شام تھی۔۔ صبح وہ لوگ حسن بابا کے ساتھ اسلامباد جانے والے تھے۔۔

وہ حسن صاحب کے ضد کرنے پر رکا تھا۔۔

اسے زرنور کی بہت فکر ہو رہی تھی جسکے پاس وہ نوشین اور احمر کی ماما کو چھوڑ آیا تھا۔۔کیونکہ زرنور وہاں سے جانے کے لئیے راضی نہیں تھی۔۔

ویسے تو اسکے گھر کی سیکیورٹی بہت مضبوط تھی لیکن پھر بھی انجانے سے خدشات تھے۔۔

وہ جانتا تھا کہ ابھی تک وہ کبھی بھی رات اسکے بغیر نہیں رہی اور اب تو اسکی حالت بھی اتنی نازک تھی تو غازی دن میں بھی زیادہ سے زیادہ کام گھر سے ہی کرتا تھا۔۔اس لیے وہ زیادہ فکر مند تھا اس کے لئیے۔۔ابھی تو اتنی رات نہیں ہوئی تھی۔۔

وہ کھڑکی میں کھڑا اسگریٹ پھونک رہا تھا۔۔جب اسکا فون بجنے لگا۔۔

ہاں احمر بولو۔۔فون اٹھاتے وہ بولا تھا۔۔

غازی کنگ کا ابھی تک کوئی آتا پتا نہیں۔۔اسکے خاص سے خاص ادمی بھی لا پتہ ہیں۔۔

پتہ چلا ہے کہ اسکے چھوٹے بھائی نے سب کو قید کرر کھا ہے۔۔اور کنگ بھی اسی سے ڈر کر بھا گا ہے۔۔

احمر سنجیدگی سے بولا۔۔

آخر ایسا کیا کیا ہے اسنے کہ وہ اپنے ہی بنائے گئے بیسٹ سے ڈر کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔۔غازی پر سوچ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

وہی تو میں سوچ رہا تھا پر تم فکر مت کرو میں جلدی پتہ لگوالوں گا۔۔احمر مضبوط لہجے میں بولا

ہم ٹھیک ہے۔۔دھیان رکھنا۔۔میری امانت تمہارے زمے ہے۔۔وہ زرنور کا حوالہ دیتے بولا۔۔

احمر نے اسے بے فکر رہنے کا کہتے یقین دلایا تھا کہ وہ ہر حال میں زرنور کی حفاظت کرے گا۔۔

غازی اللہ حافظ کہتے فون رکھ چکا تھا۔۔۔اسے انتظار تھا تو بس صبح کا۔۔

اس دن امن کے جانے کے بعد سے ہی اسنے کنگ سے ہر رابطہ ختم کر دیا۔۔

کنگ کے آدمی کتوں کی طرح اسکے پیچھے پڑے تھے۔۔

یہاں تک کہ وہ فریحہ تک بھی پہنچ گئے تھے۔۔

عارض جانتا تھا کنگ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔۔

اس لیے وہ فریحہ کے لئیے بہت پریشان تھا کہ کہیں کنگ کے آدمی اسے کوئی نقصان نا پہنچ دیں۔اسنے بار بار فریحہ کو کہا تھا کہ جب تک وہ نا آئے وہ باہر نہیں آئے گی۔۔

لیکن اسے جاتے ہوئے دیر ہو گئ تھی گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے۔۔

وہ جب تک وہاں پہنچا فریحہ کی دوستوں سے اسے بتایا کہ اسنے کافی دیر اسکا انتظار کیا۔۔ لیکن جب وہ نہیں آیا تو وہ خود ہی چلی گئ۔۔

عارض نے کتنے ہی فون کر ڈالے لیکن اسکا فون لگ رہی نہیں رہا تھا۔۔

وہ مارا مارا سڑکوں پر اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔اسنے فریحہ کے گھر کے راستے پر گاڑی موڑلی۔۔

فری یار کہاں چلی گئ ہو۔۔ تھوڑا سا اور انتظار کیا ہوتا۔۔

وہ رونے والا ہو گیا تھا۔۔ابھی وہ آدھے راستے پر تھا جب اسے فریحہ کی کال ائ۔۔

فری کہاں ہو تم۔۔ کب سے فون کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہی۔۔ مینے منع کیا تھا نا کہ اکیلے نہیں جاؤ گی۔۔

فون اٹھاتے ہی وہ دھاڑا تھا۔۔

ع۔عارض۔۔فری کی کانپتی آواز پر اسنے جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔

فری کیا ہوا۔۔کیوں رو رہی ہو۔تم ٹھیک ہونا۔۔وہ بے چینی سے بولا۔۔

ع۔عارض کچھ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے۔۔
م۔مجھے نہیں پتا کون ہیں۔۔پ۔پلیز تم اجاو۔۔م۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔
وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔
ہاں ہاں میں ابھی آتا ہوں۔۔کہاں ہو تم بتاؤ مجھے۔۔تم ہو کہاں۔۔وہ گاڑی سٹارٹ کرتا بولا تھا۔۔

راستے میں میری گاڑی خراب ہو گئ تھی۔۔میں ہیلپ کے لیئے باہر نکلی تو وہ لوگ پتا نہیں کہاں سے اگئے۔۔میں گ۔گاڑی میں ہوں۔۔ل۔لیکن وہ لوگ میرے اس۔پاس ہیں۔۔
وہ ہچکیوں سے بولی تھی۔۔

فری ڈرو مت میں ابھی آرہا ہوں۔۔تم اچھے سے گاڑی لوک کر لو۔۔گاڑی سے باہر مت انا۔۔اپنی لوکیشن سینڈ کرو مجھے۔

وہ اسے ہدایت دیتا اسکی بھیجی لوکیشن پر گاڑی ڈال گیا جو یہاں سے دور سے۔۔

فری فون مت کاٹنا تم مجھ سے بات کرو کچھ نہیں ہو گا۔۔وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔
ع۔عارض وہ لوگ گ۔ گاڑہ کا شیشہ توڑ رہے ہیں۔۔

وہ۔۔اسکے ساتھ ہی اسے فریحہ کی چیخ سنائی دی تھی۔۔

فری۔۔وہ چیخا تھا۔۔

فری بولو بات کرو مجھ سے کیا ہوا۔۔وہ چیخ رہا تھا۔۔
لیکن دوسری جانب اسے فریحہ کی چیخیں اور فریاد سنائی دی۔۔
بلکل ویسی ہی چیخیں جو کبھی ان دونوں کی سن کے اسے سکون ملا تھا۔۔وہی آہو فریاد جو انوشے اور مہر نے اس سے کی تھی لیکن اسے رحم نہیں ایا۔۔
اسکے کانوں میں انوشے کی مہر کی چیخیں آہو فریاد گونج رہی تھی۔۔

فری کیا ہو رہا ہے۔۔وہ تڑپ رہا تھا۔۔

تبھی اسنے فریحہ کی دل خراش چیخیں سنی تھیں ور اسکے بعد خاموشی چھا گئ۔۔

فری۔۔فری۔۔وہ بار اسے فون ملاتا چیخ رہا تھا۔۔وہ بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

یا اللہ اسکی حفاظت کرنا۔۔بے اختیار اسکے لبوں سے نکلا تھا۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے لیکن پھر بھی وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

فریحہ نے کافی دیر عارض کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہیں آیا تو وہ خود ہی اپنی گاڑی لے کر آ گئ۔۔

راستے میں ہی اسکی گاڑی خراب ہو گئ۔۔رات ہو گئ تھی اس لیے دور دور تک اسے کوئ لفٹ نہیں ملی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی میں دوبارہ بیٹھی کچھ آوارہ لڑکے اسکے قریب اپنی گاڑی روک چکے تھے۔۔

وہ اسے لفٹ اوفر کر رہے تھے۔ لیکن فریحہ انکار کرتی اپنی گاڑی میں بیٹھتی کہ ایک لڑکے نے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

کہاں چلی جان من آؤ تو سہی۔۔ بہت اچھی خاطر تواضع کریں گے۔۔ وہ معنی خیزی سے ہنستے بولا تھا۔۔

چھوڑو۔۔ فریحہ اسے دھکا دیتی گاڑی میں جا بیٹھی۔۔

گاڑی لوک کرتے اسنے کتنی کوشش کی گاڑی سٹارٹ کرنے کی لیکن نا ہو سکی۔۔

اسنے عارض کو فون کیا کتنی ہی دیر بعد مشکل اسکا فون ملا تھا۔۔

لیکن ابھی وہ عارض سے بات کر رہی تھی کہ وہ لڑکے اسکے گاڑی کا شیشہ توڑتے اسے باہر کھینچ چکے تھے۔۔

چھوڑو مجھے۔۔ وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی چیخی تھی۔۔

چھوڑنے کے لیئے تھوڑی پکڑا ہے بے بی۔۔

ایک لڑکا بے باکی سے اسکے بازو پر ہاتھ چلاتا آنکھ ونک کرتا بولا تھا۔۔

پلیز مجھے جانے دو۔۔ وہ منت کرنے لگی۔۔ پھڑ پھڑائی لیکن انکے چنگل سے آزاد نا ہو سکی۔۔

جانے دیں گے بے بی بس ہماری طلب بجھا دو۔۔دوسرا لڑکا اسکی کمر کو جکڑتا بولا تھا۔۔

خدا کے لئیے مت کرو مجھے جانے دو۔۔پلیز تمہارے گھر بھی ماں بہن ہو گی جانے دو۔۔وہ تڑپ تڑپ کر روتی فریاد کر رہی تھی۔۔

خود کو چھڑوانے کی کوشش میں اسکی کمیض سینے سے پھٹ چکی تھی۔۔

وہ چاروں لڑکے وحشیوں کی طرح اس پر جھپٹے تھے۔۔

نہیں۔پلیز جانے دو۔۔اسکی چیخیں اس ویرانے میں گونج رہی تھی۔۔

ایسی دلخراش چیخیں جسے سن کے روم روم کانپ جائے۔۔

لیکن وہ حیوانوں کی طرح اسے نوچتے جا رہے تھے۔۔

❤❤❤❤

اسے ایک گھنٹہ لگا تھا وہاں تک پہنچنے میں۔۔

فری۔۔فریحہ کی گاڑی دیکھتے وہ اندھا دھند اس طرف بھاگا تھا۔۔

فری۔۔کہاں ہو تم۔۔وہ اسکی خالی گاڑی کو دیکھا چیخا تھا۔۔

اس ویرانے میں اسکی چیخ سکوت کو توڑتی چلی گئی۔۔

وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر اسے ڈھونڈنے لگا۔۔

آسمان جو پہلے ہی الوداع تھا وہ زارو قطار برسنے لگا۔۔

وہ بارش کی پرواہ کیے بغیر فری فری کی آوازیں لگاتا وہ ڈھونڈ رہا تھا۔۔

تبھی کچھ دور اسے روشنی سی دکھائی دی۔۔فری۔۔وہ چیختا اس طرف بڑھا تھا۔۔

اسکی چیخ سنتے وہ آوارہ لڑکے فریحہ کے برہنہ وجود کو پھینکتے گاڑی بھگا لے گئے۔۔

فری۔۔۔وہ کانپتے وجود سے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

اپنی جیکیٹ اتارتے اسکے اسکے نیم برہنہ وجود پر اوڑھائی تھی۔۔

فری میری جان اٹھو۔۔فری۔۔وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتا رندھے لہجے میں بولا تھا۔۔

بارش ان دونوں کو بھگوتی جارہی تھی۔۔

فری۔۔وہ بے بسی سے چیخ پڑا۔۔امن جسے عارض نے ہی فون کیا تھا۔۔

وہ اپنے گارڈز سمیت وہاں پہنچا۔۔

عارض کو یوں چیختے دیکھتے اسے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔۔

اپنے گارڈز کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتے وہ تیزی سے عارض کی طرف بڑھا تھا۔۔

وہ فریحہ کو خود میں بھینچے چیخ چیخ کر رو رو رہا تھا۔۔

عارض۔۔عارض۔۔امن نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

ب۔بھای۔۔امن کو سامنے دیکھ بھی وہ خود پر قابو نا رکھ سکا۔۔

اٹھو چلو اسے ہوسپٹل لے کے جانا ہے۔۔امن نظریں چراتا بولا تھا۔۔۔

عارض تیزی سے فریحہ کو اٹھاتا امن کے پیچھے بھاگا تھا۔۔

ہوسپٹل پہنچتے تیزی سے اسے سٹریچر پر لٹاتے وہ لوگ اندر لائے تھے۔۔

امن نا جانے اسے کونسے ہوسپٹل لایا تھا جہاں خلاف توقع بغیر پولیس کیس بنانا صرف اسے ایڈمیٹ کر لیا گیا بلکہ اسکا ٹریٹمنٹ بھی شروع ہو چکا تھا۔۔

امن اور عارض باہر بیٹھے تھے۔۔امن عارض کو دیکھ رہا تھا۔۔

جب ڈاکٹر باہر ائی۔۔

ڈاکٹر۔۔وہ تیزی سے انکی جانب بڑھا۔۔

آپ پیشینٹ کے کیا لگتے ہیں۔۔ڈاکٹر نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

منگیتر۔۔عارض کو کچھ سمجھ نا آیا تو یہی بول دیا۔۔

مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپکی منگیتر کا گینگ ریپ ہوا ہے۔۔

الفاظ نہیں پگھلا ہوا سیسہ تھا جو اسکے کانوں میں انڈیلا گیا۔۔

انکی حالت بہت نازک ہے ہمیں نہیں لگتا وہ بچ پائیں گی۔۔۔باقی خدا پہ بھروسہ رکھیں۔۔وہ بہتر کرنے والا ہے۔۔

وہ وہ افسوس سے اسے کہتی جا چکی تھیں۔۔

عارض گھٹنوں کے بل وہاں گرا تھا۔۔امن بس خاموشی سے اسے گھور رہا تھا۔۔

اسنے نا آگے بڑھ کے اسے حوصلہ دیا نا اٹھایا۔۔

جبکہ عارض ساکت سا ایک نکتے کو گھور رہا تھا۔۔م۔میرے کیے کی س۔سزا اسے کیوں ملی۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔

کیونکہ وہ تم سے منسلک تھی۔۔اور تمہیں بہت پیاری تھی۔۔

امن دھیمے لہجے میں کہا تھا۔۔

میرا کیا گیا گناہ اسے کیوں کھا گیا۔۔س۔سزا مجھے ملنی چاہئیے تھی۔۔و۔وہ کیوں۔۔وہی کیوں۔۔وہ چیخ پڑا۔۔

سزا تمہیں ہی ملی ہے عارض۔۔مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ سچ کہتی ہیں خدا بہتر انصاف کرنے والا۔۔
لیکن افسوس کہ تمہارے گناہ کی بھینٹ ہو معصوم وجود چڑھ گیا۔۔
امن عینا کی کہی گئ بات یاد کرتا بولا تھا۔۔

عارض نے فریحہ کے ماں باپ کو فون کر دیا تھا۔۔
امن انہیں آتے دیکھ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔
جبکہ عارض اسکی باتوں کے زیر اثر یک ٹک آسمان کو دیکھ رہا تھا۔۔
وہ اسے کہنا چاہتا تھا بھائ مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں لیکن وہ کہہ نا سکا۔۔
اسکا دل و دماغ سن ہو رہا تھا۔۔

اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ خدا سے اسکی خدائی سے۔۔ اسکے انصاف سے۔۔

اسنے تو سنا تھا کہ خدا رحیم ہے رحیم و کریم ہے۔۔

لیکن یہاں سے آج پتا چلا تھا کہ اگر اسکے رحم سے کوئی نہیں بچتا تو اسکے غضب سے بھی کوئی نہیں بچ سکتا۔۔

❤❤❤❤

ا۔الل۔ہ (اللہ) وہ اس وقت ہوسپٹل کے گرائونڈ میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔

جب اسکے ہونٹوں سے ٹوٹ کر ا ٰہ نکلی تھی۔۔

ا۔اللہ۔۔ اسکے لب ہلے تھے۔۔

م۔میں معافی ک۔۔کے ل۔لائق ن۔نہیں۔۔ل۔لیکن اسکی س۔سزا اس م۔معصوم سے کیوں لی۔۔

ا۔اس۔میں ا۔اسکا تو ک۔کوئی قصور ن۔نہیں تھا۔۔

رب کسی بے گناہ کو سزا نہیں دیتا۔۔ اسنے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔ سامنے اسکا اپنا عکس کھڑا تھا۔۔

وہ یک ٹک خود کو دیکھے گیا۔۔

یاد کرو عارض فریحہ تم جتنی نہیں تو تم سے کم بھی قصوروار نہیں ہے۔۔

اسکا عکس طنزیہ بولا تھا۔۔

وہ جانتی تھی تمہارے ماضی سے وہ جانتی تھی کہ تمنے ریپ کیا ہے۔۔

وہ جانتی تھی تمہاری اصلیت سے وہ جانتی تھی تم زانی ہو تم قاتل ہو۔۔ اسکا دوسرا عکس اسکے سامنے کھڑا اچلایا تھا۔

پھر بھی وہ بجائے تمہیں سزا دلوانے کے تمہارے ساتھ کھڑی رہی کیوں عارض۔۔ یاد ہے نا وہ دن۔۔

پہلا عکس اسے کچھ جتاتا بولا تھا۔۔

عارض کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر چلنے لگا۔۔

❤❤❤❤

یہ ان دونوں کی بات تھی جب فریحہ اپنی دوستوں کے ساتھ مری ٹرپ گئ تھی۔۔

جب عارض بھی اپنے دوستوں کے ساتھ اسکے پیچھے ہی چلا آیا اتھا۔۔ اسے تنگ کرنے کے لئیے۔

جس پہ وہ اس سے بہت ناراض ہوئ تھی۔۔

لیکن عارض نے اسے منا لیا تھا۔۔

انکا مری میں آخری دن تھا جب وہ لوگ ایک ریسٹورینٹ میں لنچ کر رہے تھے۔۔

عارض کو دیکھتے جب وہاں بیٹھی ایک لڑکی اچانک عارض کو دیکھتی اس پر جھپٹ پڑی۔۔
تھپڑ، گالیاں، بدعائیں وہ چیخ چیخ کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر گئی۔۔
عارض اور فریحہ تو بوکھلا ہی گئے تھے۔۔ بمشکل اس لڑکی سے عارض کو چھڑوایا تھا۔۔

(وہ منزہ تھی اسکی بہن کنزہ کے ساتھ امن کافی عرصے تک ریلیشن میں رہا لیکن وہ شادی سے پہلے اس سے فزیکل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔عارض اس سے تنگ آچکا تھا وہ کسی بھی طرح اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔اس لیے اسنے اپنا نقاب اتارتے اصلی روپ اپنایا تھا۔۔اور اسکے ساتھ زیادتی کر کے اسے مار دیا تھا۔۔)

کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی۔۔ فریحہ اسے دھکا دیتی چیخی تھی۔۔
میں تو پاگل ہوں لیکن یہ جسکے ساتھ تم کھڑی ہو جانتی کو یہ کیا ہے۔۔
جانور ہے جانور، حیوان، وحشی درندہ، زانی، قاتل ہے۔۔
وہ عارض کی طرف دیکھتی چیخی تھی۔۔

بکواس بند کرو۔۔ فریحہ نے اسے تھپڑ جھڑ دیا۔۔

عارض کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا تو ایک جا رہا تھا۔۔

تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے۔۔تو پوچھو اس جانور سے۔۔
اس نے میری بہن کو نوچ کھایا۔۔یہ تمہارے ساتھ بھی ایک دن یہی کرے گا۔۔
وہ تنفر سے اسے دیکھتی چیخی تھی۔۔

آس پاس کے لوگ تماشائی بنے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔
فریحہ نے عارض کو دیکھا جسکے چہرے پر صاف نظر آرہا تھا کہ وہ لڑکی سچ بول رہی ہے۔۔
میری بہن نے اس سے پیار کیا تھا لیکن اس درندے کو اسکے جسم کی ہوس تھی۔۔
وہ پھر سے چیخی تھی۔۔
فریحہ نے عارض پر سے نظریں ہٹاتے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔

پیار تمہاری بہن نے بھی کیا تھا۔۔تو جو بھی ہوا ہو گا تمہاری بہن کی بھی رضامندی ہو گی۔۔تو اب اس پر کیوں الزام لگا رہی ہوں۔۔
فریحہ نفرت سے چیخی تھی۔۔

عارض بس خاموش کھڑا تھا۔۔

میری بہن نے اگر پیار کیا تھا تو اس میں اسکی غلطی نہیں تھی لیکن اس درندے سے کیا تھا اس میں اسکی غلطی تھی۔۔

کیسی لڑکی ہو تم۔۔بجائے اسکے کہ اس درندے کو پولیس کے حوالے کرو تم اسی کا ساتھ دے رہی ہو۔۔

وہ لڑکی حیرات وغصے سے فریحہ کو دیکھتی بولی تھی۔۔

خبردار اگر دوبارہ عارض کو درندہ کہا تو۔۔ غلطی تمہاری بہن کی بھی ہو گی۔۔جب لڑکیاں خود ہی مردوں کو دعوت دیں گی تو ماں باپ سے چھپ کر عشق لڑائیں گی تو نتیجہ یہی ہو گا نا۔۔

وہ طنزیہ بولی تھی۔۔

وہ لڑکی اسکی بات سنتے قرب سے مسکرائی۔۔

تو ٹھیک ہے پھر خدا کرے تمہارے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر ہو۔۔ جسمیں قصوروار بھی تمہیں ہی ٹھہرایا جائے۔۔

وہ لڑکی مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئ۔۔

عارض شل سا کھڑا رہ گیا۔۔ جبکہ فریحہ سر جھٹک گئ۔۔

عارض نے فریحہ کو بتایا تھا کہ اسکے بہت سی لڑکیوں سے ریلیشن رہ چکے ہیں جن سے وہ فیزیکل بھی ہو چکا تھا۔۔

یہاں تک کہ یہ بھی بتا چکا تھا کہ وہ ڈرگز کی سمگلنگ میں بھی شامل تھا۔

فریحہ جانتی تھی کہ وہ جکتنا برا ہے۔۔ لیکن اسکے باوجود اسنے اسی کا ساتھ دیا تھا۔

فریحہ نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ وہ اسکا ماضی تھا اب ایسا کچھ نا ہو۔۔ وہ دوٹوک بولی تھی۔۔

❤❤❤❤

آزان کی آواز پر وہ چونک کو حال میں لوٹا۔۔

فریحہ نے اس لڑکی کی بہن کو ہی بدکردار کہہ کے بات ختم کر دی اور آج اسے اسی کی بدعا لگی تھی۔۔

کیونکہ فریحہ نے اسکے ساتھ انصاف کرنے کی بجائے مجرم کا ساتھ دیا تھا۔۔

اللہ م۔عاف۔۔کر دے۔۔۔م۔میں جان گیا ہوں۔۔ت۔تیری جدائی سے۔ب۔بڑھ کر کوئی نہیں۔۔

م۔مجھے م۔معاف۔کر دے۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتا خدا سے مخاطب تھ۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

اگلی صبح بہت سارے راز اپنے لیئے لائی تھی۔۔کسی کے لیئے خوشگوار تو کسی کے لیئے خوفناک۔۔

زہرہ کے والدین نے زہرہ کی رضامندی سے ہاں کر دی۔۔

ولی نے اتنی جلدی مچائی کہ اسی ہفتے نکاح رکھ دیا گیا۔۔

رخصتی ابھی سال ٹھہر کے تھی۔۔

عینا نے ہی ولی کا پیغام سب تک پہنچایا تھا کہ وہ کس قدر بے تاب ہوا بیٹھا ہے اپنی شادی کے لیئے۔۔

اسی ہفتے نکاح تھا تو اس لیے وہ لوگ زہرہ کے گھر سے سیدھا شوپنگ کے لئیے نکلے تھے۔۔

عینا کو وہ لوگ زبردستی لے آئے تھے۔۔

صبح وہ اٹھی تو خود کو اکیلا پایا رات وہ کب اسکے پہلو سے اٹھ کے گیا وہ بے خبر تھی۔۔

یہ دیکھ عینا یہ بہت اچھا لگے گا تم پہ۔۔

وہ زہرہ کے لئیے ڈریس پسند کر رہی تھی جب وشہ نے اسکے سامنے ایک ڈریس رکھا۔۔

ٹی پنک کلر کا گاؤن سٹائل جسکے دامن اور بازوں پر کام ہوا تھا۔۔

اسکے ساتھ اوف وائیٹ ٹراؤزر اور اوف وائیٹ ہی ڈوپٹہ تھا۔۔

عینا کو کافی پسند آیا۔۔

نکاح کی مناسبت سے کافی اچھا تھا۔۔

وہ لوگ کافی دیر شاپنگ کرنے کے بعد گھر کو لوٹے تھے۔۔

عینا کی سیکینڈ ٹائم ڈیوٹی تھی اس لیے وہ ہوسپٹل چلی گئ۔۔

غازی سب کے ساتھ اسلامباد کے لئیے نکلنے والا تھا جب اسے نوشین کا فون ایا۔۔

جسنے اچانک زرنور کی طبیعت خرابی کا بتایا تھا۔۔

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے میجر عالم کے ساتھ واپس کراچی چلا گیا۔۔

کہ جب تک زرنور کی حالت ٹھیک نہیں ہو جاتی تب تک کے لئیے کچھ نہیں کر سکتے۔۔

وہ لوگ شام تک کراچی پہنچے تھے۔۔زرنور ہوسپٹل میں ایڈمیٹ تھی۔۔

ویکنیس کی وجہ سے اسکی طبیعت اب اکثر ایسے ہی بگڑ جاتی تھی۔۔

اوپر سے کم عمر کی پریگننسی اس لیے وہ زیادہ پریشان ہو جاتی تھی۔۔

غازی اسکا ہاتھ تھامے خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔۔

اسکے وجود میں ہونے والی تبدیلیاں رونماء ہونے لگی تھیں۔۔

جبکہ چہرہ جو کھلا رہتا تھا مرجھایا ہوا تھا۔۔

اسے خود پہ بہت غصہ آیا جب وہ جانتا تھا وہ اتنی نازک حالت سے گزر رہی ہے پھر بھی کیوں اسے اکیلا چھوڑ آیا تھا۔۔

اسنے آہستہ سے کسمساتے آنکھیں کھولیں۔۔

بھاری پلکوں کے بوجھ تلے دبی آنکھیں کھولتے اسنے سامنے بیٹھے غازی کو دیکھا۔۔

اسکی نیم وا آنکھیں پوری کھل گئیں۔۔

غاز۔۔اسکے لب ہلے۔۔

غازی جو خاموشی اسے دیکھ رہا تھا۔۔چونک کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

غاز کی جان۔۔اسکی کھلی آنکھیں اور لبوں کی حرکت دیکھ وہ تیزی سے اسکے قریب ہوا۔۔

زر جان اب کیسا فیل ہو رہا ہے۔۔کہیں پین تو نہیں ہو رہا نا۔۔

ڈاکٹر کو بلاوں۔۔

وہ اسکے قریب جھکا محبت سے پوچھ رہا تھا۔۔

زرنور نے نفی میں سر ہلایا۔۔

آپ کہاں چلے گئے تھے غاز۔۔وہ رندھے لہجے میں بولی۔۔

میری جان میں کہاں جاؤں گا۔۔ایک کام میں پھس گیا تھا۔۔

میری زر تو بہت بہادر ہے۔۔پھر ایک رات میں اتنی کمزور کیسے۔۔

وہ اسکی آنکھوں پر لب رکھتا اسے پچکارتے بولا۔۔

زرنور نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔۔ نسوٹوٹ کر اسکی گالوں پر بہے تھے۔۔

غاز آپ مجھ سے دور مت جایا کریں۔۔ مجھے بہت ڈر لگتا۔۔

وہ روتے ہوئے بولی۔۔

غازی نے اسے زرا سا اٹھاتے خود میں بھینچا۔۔

میری جان، میرا بچہ میں کہاں جاؤں گا اپنے چھوٹے سے بچے کو چھوڑ کہ۔۔

بس ایک چھوٹا سا کام تھا۔۔

اپنے اور زر جان کے لئیے خوشیوں کی برسات لینے گیا تھا۔۔ وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا مبہم سا بولا۔۔

زرنور نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

ہم۔۔ غازی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ بہت جلد بہت ساری خوشیاں اب ہماری منتظر ہوں گی زر۔۔ میرا انتظار، میری تلاش مکمل ہوئی۔۔ وہ اسکے ہاتھ چومتا بولا۔۔

زرنور نے اسے آج سے پہلے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔

وہ اسے خوش دیکھ مسکرا دی۔۔

رات تک ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج دے دیا تو وہ اسے لیے گھر آگیا۔۔

حسن صاحب نے اسے بہت کالز کیں لیکن فلحال وہ زرنور پر توجہ دینا چاہتا تھا اس لیے فون ہی بند کر دیا۔۔

❤❤❤❤

آپ لوگوں کو اتنی بھی کیا جلدی ہے میں کونسا کہیں بھاگی جا رہی ہوں۔۔

زہرہ نے جھنجھلا کر اپنی ماں کو دیکھا۔۔

بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو زہرہ۔۔اور کوئی جلدی نہیں ہے عمر ہو گی ہے تمہاری۔۔کیا ساری زندگی گھر پہ بٹھا کہ رکھنا ہے۔۔

ویسے بھی ابھی صرف نکاح ہی کر رہے ہیں رخصتی نہیں جو تم ایسے کہہ رہی ہو۔۔

وہ بھی اگے سے تپ کہ بولیں۔۔زہرہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اسکی ماں نے جب اس سے رشتے کا پوچھا تھا تو وہ حیران ہوئی۔۔

لیکن جب اسکے ماں باپ کو رشتہ اتنا پسند تھا۔تو اتنے بغیر سوچے سمجھے ہاں کر دی۔۔

جب لڑکے کی تصویر دکھائی گئی تو حسب توقع اسنے انکار کر دیا۔۔

دل تھا جو دھڑک دھڑک کے پاگل ہوا تھا۔۔

کیونکہ وہ تو ولی احمد کے نام پہ دھڑکتا تھا اب کیسے کسی اور کا نام برداشت کرتا۔۔

لیکن وہ چھپ کر روتی اپنے دل کو ڈپٹ گئ۔۔

ہن۔۔ ائے بڑے جنونی کہیں کے۔۔ اگر اتنی ہی محبت تھی تو اب تک رشتہ بھجوا نا دیتے۔۔

آنسوں صاف کرتے اسنے تپ کر سوچا تھا۔۔

آنے والے کل سے انجان وہ بے دلی سے اپنے نکاح کا سامان دیکھتی رہی۔۔

♥♥♥♥♥

زین اب بلکل ٹھیک تھا۔۔ وہ لوگ اب اپنے ایک کیس کے لئیے بلوچستان جا رہے تھے۔۔

جس سے سوائے مرتسم کے باقی سب انجان تھے۔۔

تراب صاحب زینی کے ساتھ ہی رہتے تھے وہ زیادہ تو نہیں لیکن تھوڑا بہت انسے بات کر لیتی تھی۔۔

تراب صاحب نے جب اس سے شادی کا پوچھا تو اسنے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ مرتسم کے علاوہ وہ کسی سے شادی نہیں کرے گی۔۔

وہ پریشان ہو گئے کیونکہ وہ مرتسم کے نکاح سے واقف تھے۔۔

انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ کیا کریں۔۔

زینی نے انہیں کہا تھا کہ اگر وہ کسی طرح مرتسم کو اکس کر دیں تو وہ انہیں معاف کر دے گی۔۔

اسکے بابا تو ہقا بقا اپنی بیٹی کے پاگل پن کو دیکھ کر رہ گئے۔۔
وہ جانتے تھے کہ مرتسم زینی کا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔
اس بات سے انجان کے قسمت انہیں بہت جلد موقع دینے والی ہے۔۔

عینا جب ہوسپٹل آئی تو عیشاء نے اسے کل رات ائی ایک گینگ ریپ وکرم لڑکی کے بارے میں بتایا۔۔

وہ سن سی عیشاء کو دیکھتی رہی۔۔جانے کیوں اس ملک میں لڑکیاں محفوظ نہیں کیا کچھ نہیں تھا جو یاد ایا۔۔

عینا عیشاء کے ساتھ اس لڑکی کو دیکھنے آئی تھی۔۔
وہ جیسے ہی وارڈ میں داخل ہوئی۔۔اسکی نظر سامنے کھڑے انسان پر پڑی تو اسکے سر پر جیسے آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔۔
وہ لڑکھڑائی۔۔
چہرے پر قرب پھیلا تھا۔۔

جبکہ اسکے سامنے کھڑے انسان کی حالت بھیا سے دیکھ کچھ کم نہیں تھی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

ایک کی آنکھوں میں، غصہ، نفرت، وحشت، اور خوف تھا اور دوسرے کی آنکھوں میں شرمندگی، اور بے بسی۔۔

جانے اب زندگی کونسے موڑ پر لانے والی تھی۔۔

❤❤❤❤

عارض نے شکست دہ قدم اسکی جانب بڑھائے تھے۔۔

عینا آج اس سے ڈر کر پیچھے نہیں ہوئی تھی۔۔

بلکہ آنکھوں میں تنفر سمیٹے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

عارض قدم قدم چلتا اسکے مقابل آرکا۔۔

وہ اسکی نفرت و حقارت بھری آنکھوں میں دیکھتا سر جھکا گیا۔

کئی آنسو ٹوٹ کر اسکے گال پر پھسلے تھے۔۔۔

یہ یہاں کیا کر رہا ہے عیشاء۔۔

کیا تمنے بتایا نہیں اسے کہ یہ ہوسپٹل ان جیسوں کے لیئے نہیں بلکہ انکی حوس کا شکار ہونے والوں کے لیئے ہے۔۔

وہ تنفر سے بولی تھی۔۔

عیشاء نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

عارض نے جھکا ہوا سر اٹھایا۔۔ قرب زدہ مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئ۔۔

وہ زرا سا پیچھے ہٹا۔۔ وہ اپنے پورے قد سے عینا کے آگے گرتے ہاتھ جوڑ گیا۔۔

عینا اس اچانک افتاد پر ساکت ہوئ تھی۔۔

جبکہ کچھ نرسسز اور ڈاکٹر جو وہاں موجود تھے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔۔

تمہارے ساتھ جو کیا اسکی سزا مل گئ مجھے۔۔

وہ جسے میں نظر بھر کے دیکھتا تک نا تھا کہ کہیں وہ ناپاک نا ہو جائے آج میرے جیسے ہی بھیڑیوں نے اسکے ساتھ وہی کیا جو میں کبھی کیا کرتا تھا۔۔

وہ ہاتھ جوڑے سر جھکائے روتے ہوئے بولا تھا۔۔

عینا ساکت رہ گئ اسکے الفاظ سے۔۔

میں تو اپنے گناہ پر شرمندہ نا تھا۔۔ لیکن وہ خدا ہے نا۔۔ اسنے آج یہ دکھا دیا کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔

وہ اچانک سر اٹھائے ہلکی مسکراہٹ سے بولا۔۔

میں معافی کے لائق نہیں لیکن پھر بھی کہہ رہا ہوں ہو سکے تو معاف کر دینا۔۔

آج میری زندگی اسی مقام پر کھڑی ہے جہاں کبھی وہ تھی۔۔

وہ عینا کو انوشے کا حوالہ دیتے سر جھکا گیا۔۔

عینا جو اسکے الفاظ سمجھنے کی کوشش میں تھی اسنے انوشے کے حوالہ دینے پر قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

تم جیسا زانی اپنے منہ سے خدا اسکی خدائی یا معافی کے الفاظ لانے کے لائق نہیں ہے۔۔

وہ غرائی تھی۔۔

زخم تھے کہ پھر سے تازہ ہونے لگے تھے۔۔

یہ تمہاری بھول ہے کہ تم کہو گے اور میں تمہیں معاف کر دوں گی۔۔

مینے قسم کھائی ہے انو کی تم سمیت تمہارے جیسے ہر زانی کو موت کی بھیک مانگنے پر مجبور کر دوں گی۔۔ تو اب تیار رہنا۔۔ سزا تو تمہاری اب شروع ہو گی۔۔

وہ نفرت و غصے سے اسے دیکھتی دھاڑی تھی۔۔

اسکے بعد وہ رکی نہیں ایک پل میں وہاں سے بھاگی تھی۔۔

عارض وہیں سر جھکائے ہاتھ جوڑے بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

اسکی حالت ایسی تھی کہ کسی کو بھی ترس آجائے۔۔

ہم گناہ کرتے وقت سوچتے نہیں ہیں بس اس گناہ کی لذت میں ڈوب جاتے ہیں اور جب وہی لذت مشک بن کر ہمارے پاس پھڑکتی ہے تو ہماری روح کو کچو لگا دیتی ہے۔۔

اسے ایک پل کے لیئے بھی سکون اور چین نہیں لینے دیتی ہے۔۔

روح بے چین ہو تو سویا ہوا ضمیر بھی جاگ جاتا ہے۔۔

اور پھر وہی ضمیر دن رات اسے وہ کوڑے مارتا ہے جو اسنے کچھ پل گناہ کی لذت میں ڈوب کے کمائے ہوتے ہیں۔۔

وہ ریش ڈرائیوئینگ کرتی دو بار ایکسیڈینٹ سے بچی تھی لیکن اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔۔

آج سالوں کے لگے ہوئے زخم پھر سے اڈھیڑے گئے تھے۔۔

آنسو تھے کہ زاروقطار بہتے جارہے تھے۔۔انکھیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔۔

لیکن وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتی گاڑی کی سپیڈ تیز سے تیز تر کرتی جارہی تھی۔۔

تھک ہار کر گاڑی ایک سائیڈ روکتے وہ سٹیرینگ پر سر رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

سسکیاں، چیخیں ایک بار پھر سے گونجیں تھیں۔۔ ہر زخم پھر سے تازہ ہوا تھا۔۔ ہر یاد ہری ہوئی تھی۔۔

کتنی ہی دیر وہ اپنا دل ہلکا کرتی رہی۔۔

بمشکل خود پر قابو پاتے وہ گاڑی احمد ولا کی طرف موڑ گئی۔۔

❤❤❤❤

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ولی اور عالم کو نا پا کر سکون کا سانس بھرا وہ اس وقت کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

عین۔۔وہ ابھی کمرے کی طرف بڑھتی کہ ولی کی پکار پر بے ساختہ رکی تھی۔۔

آنکھیں مینچتے اسنے گہری سانسیں چھوڑی۔۔

جی۔۔ بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسنے مڑ کر ولی کو دیکھا۔۔

جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ولی جو اسے گھر لیٹ انے پر کچھ سخت سنانے والا تھا۔۔ اسکے لہجے کا بھاری پن اور آنکھوں میں چھائی لالی دیکھ لب بھینچ گیا۔۔

وہ بے ساختہ آگے بڑھتے اسے خود سے لگا گیا۔۔

کیا کوئی بات ہوئی ہے۔۔ اسکے سر پہ بوسہ دیتے فکرمندی سے پوچھا۔۔

آنسو جو رکے ہوئے تھے کسی اپنے کا حصار پاتے پھر سے باغی ہونے لگے۔۔

رفتہ رفتہ اسکے آنسو ولی کی شرٹ بھگونے لگے۔۔

عین۔۔ میرا بچہ کیا ہوا ہے۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے۔۔ ولی اسکا چہرہ سامنے کرتے پریشانی سے بولا۔۔

عینا آنکھیں رگڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔

پھر کیا ہوا ہے۔۔ کیوں رو رہی ہے میری گڑیا کو۔۔ اسکے انسو صاف کرتے پیار سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں ولی۔۔ بس سب کی یاد آ رہی تھی۔۔

وہ بھاری آواز میں بولی۔۔

کسی یاد آرہی تھی۔۔ولی نے حیرانی سے پوچھا۔۔

شاہ ولا کی۔۔وہ نظریں چرائے بولی تھی۔۔

تو اسمیں کونسی بڑی بات ہے ہم ابھی چلتے ہیں۔۔
وہ لوگ کونسا دور ہیں میں ابھی تمہیں ملوانے لے چلتا ہوں۔۔
ولی نے اسے گھورتے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔
سچی ولی۔۔وہ ریلیکس ہوئی تھی۔۔اسے واقعی میں باقی سب کی بھی یاد آرہی تھی۔۔

مچی گڑیا۔۔آجاو جلدی سے میں باہر ویٹ کررہا ہوں تمہارا۔۔
وہ اسکی ناک دباتا بولا تو عینا اسکے پیچھے ہی لپکی تھی۔۔

وہ میٹینگ روم میں تھا جب اسکا فون زور و شور سے بجنے لگا۔۔

ویسے تو وہ میٹینگ میں ہوتا تو فون زیادہ تر اوف ہی کرتا تھا لیکن جب رات کے وقت میٹینگ ہوتی تو وہ اون ہی رکھتا تھا۔۔

اسنے سکرین سے نظریں ہٹاتے موبائل کو دیکھا جہاں عادی کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔

وہ پریشان ہوا کیونکہ اسنے ماہم کو بتایا تھا کہ اسکی میٹینگ ہے اس لیے دیر سے آئے گا۔۔

ایکسکیوز کرتا وہ موبائل کان سے لگائے سائیڈ ہو گیا۔۔

اسلام و علیکم عادی۔۔ خیریت۔۔وہ عجلت میں بولا۔۔

لیکن آگے سے اسے جو سننے کو ملا اسکے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔

اوکے میں آرہا ہوں۔۔

گہری مسکراہٹ سے کہتا وہ فون رکھ چکا تھا۔۔

دس منٹ میں میٹینگ ختم کرتے وہ باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

کہ جلد از جلد اسے شاہ ولا پہنچنا تھا۔۔

سگنل پر گاڑی رکتے ہی اسکے شیشے پر ایک پھول بیچنے والی آئ۔۔

صاحب گجرے لے لو۔۔وہ پر شوق نظروں سے مرتسم کو دیکھتی بولی۔۔

اس سے پہلے کہ مرتسم منع کر دیتا جب اسکی نظر گجروں پر پڑی تو بے ساختہ ہی لبوں پر مسکراہٹ مچل گئی۔۔

بڑی شدت سے اسکی نازک کلائیوں میں یہ پھول سجے دیکھنے کی خواہش ہوئی تھی۔۔

اسنے اس پھول والی کو اشارہ کیا۔۔

گجرے اس سے لیتے اسنے پانچ ہزار کا نوٹ اسے دیا۔۔

جو وہ اشتیاق سے تھامتی اسے دعائیں دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔

❤❤❤❤

میرے بے بی نے مجھے مس کیا۔۔

وہ ہانم کے کان میں سرگوشی کرتی اپنے چہرے پر لگتے اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چوم گئی۔۔

عینا اور ولی کافی دیر سے شاہ ولا آئے ہوئے تھے۔۔ سب اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور خوش بھی۔۔

وہ عارض کو بھلائے سب کے ساتھ مگن ہو گئی۔۔

اسلام و علیکم!!

ابھی وہ ہانم کے ساتھ کھیل رہی تھی جب بھاری آواز پر کیے گئے سلام پر چونک کر اسنے پیچھے مڑتے دیکھا۔۔

وہ لب دبائے اسکے دیکھنے سے پہلے ہی پیچھے کو قدم لیتی کچن میں گم ہو گئی۔۔

وعلیکم السلام!! اتنی جلدی آ گئے بچے۔۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ کافی لمبی میٹینگ ہے۔۔

ماما نے حیرانگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

مرتسم نے بے ساختہ ہی بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔

وہ ماما میٹینگ جلدی ختم ہو گئی تھی۔۔

ولی جو عادی اور وشہ کو گھور رہا تھا جو اسے بار بار زہرہ کے نام پہ چڑھا رہے تھے۔۔ وہ جان بوجھ کر چہرے پر سنجیدگی طاری کر گیا۔۔

تقریبا دو ماہ سے ان دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔

مرتسم نے ولی کو دیکھا اور پھر پورے ہال میں نظروں دوڑائیں لیکن اسے مایوس ہونا پڑا۔۔

اچھا جاؤ فریش ہو جاو پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔

ماہم اپیا نے اسے کہا تو وہ سر ہلاتا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔ جبکہ نظریں بے چینی سے کسی کو تلاش رہی تھیں۔۔

کیا ہوا کس کو ڈھونڈ رہے ہیں بھائی۔۔ وشہ نے آنکھیں پٹپٹاتے اسنے پوچھا۔۔

کسی کو نہیں۔۔ وہ کہتے اوپر کی جانب بڑھ گیا۔۔

عینا بچے وہاں کیا کر رہی ہو۔۔ ماہم اپیا اسے کچن میں دیکھ بولی۔۔

کچھ نہیں اپیا پانی پینے گئ تھی۔۔ وہ سب کے ساتھ آکر بیٹھ گئ۔۔

جب وہ فریش ہو کر نیچے آیا۔۔ عینا کی اسکی طرف پشت تھی۔۔

وہ سیدھا اسکے سامنے آ بیٹھا تو نظریں اپنے سامنے بیٹھی اس پری وش پر گئ۔۔

مرتسم کے لبوں پر جان لیوا مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔

عینا نے اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کیا۔۔

جبکہ مرتسم کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر بڑی فرصت سے اسے نہارنے میں مصروف تھا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر اسے خود میں بھینچ لے۔۔

لیکن سب کی موجودگی کا نوٹس لیتے وہ نچلہ لب دانتوں میں دبا گیا۔۔

اسکی گہری نظریں خود پر محسوس کرتی وہ بے چین ہوئی تھی۔۔

جب وہ باز نا آیا تو عینا نے اسے دیکھا۔۔وہ بے باکی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

مرتسم جو آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہا تھا اسکی سوجھی آنکھیں دیکھتے اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔

لیکن وہ سب کے بیچ اس سے پوچھ نہیں سکتا تھا۔۔

عینا نے اسے گھورا۔۔

جبکہ مرتسم اسکی دیکھنے پر دائیں آنکھ دبا گیا۔۔

وہ سٹپٹا کر چہرہ موڑ گئ۔۔

اسکا چہرہ دیکھتے مرتسم نے بمشکل اپنے امڈنے والے قہقے کو روکا تھا۔۔

جبکہ اسکے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔۔چائے کے ساتھ سب دو تین بعد ہونے والے ولی کے نکاح کو ڈسکس کر رہے تھے۔۔

عینا کا فون بجا تو وہ سب سے ایکسکیوز کرتی وہ لان میں آ گئی۔۔

جبکہ اسے جاتے دیکھ سرمئی آنکھیں چمکیں تھیں۔۔وہ نامحسوس انداز میں وہاں سے اٹھا تھا۔۔

💗💗💗💗

وہ نیم اندھیرے میں کھڑی باسط سے بات کر رہی تھی۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ اسکی مینٹلی ہیلتھ اتنی سٹیبل ہے کہ سرجری برداشت کر سکے۔باقی میں گھر جا کر تمہیں ساری ڈیٹیلز بھیج دوں گی۔۔تم دیکھ لینا اور۔۔

وہ ابھی بات کر رہی تھی جب مرتسم نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔

آہہہ۔۔عینا ڈر کے اچھلی لیکن مرتسم کے مضبوط حصار سے نکل نہیں پائی۔۔

شش۔میں ہوں جانم۔۔مرتسم نے اسکے سر پہ لب رکھتے کہا۔۔

عینا نے سینے پر ہاتھ رکھتے گہری سانس بھری تھی۔۔

کیا ہوا عینا۔۔تم ٹھیک ہو۔۔سپیکر سے باسط کی پریشان آواز گونجی تھی۔۔

ک۔کچھ نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔بعد میں بات کرتے ہیں۔۔وہ ہڑبڑا کر بولتی فون کٹ کر گئی۔۔

مرتسم نے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔۔

اپنے مجھے ڈرا دیا شاہ۔۔وہ اسکے سینے پر مکا مارتی خفگی سے بولی۔۔

مرتسم کا قہقہہ گونجا تھا۔۔وہ واقعی میں ڈر گئ تھی۔۔کیونکہ اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔۔

شاہ۔۔اسنے خفگی سے اسے دیکھا۔۔۔

مرتسم نے نفی میں سر ہلاتے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔

جبکہ عینا کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔۔

کتنی ہی دیر تک وہ اسکے ماتھے پر لب ٹکائے کھڑا رہا۔آنکھیں موندیں وہ اسے اپنے قریب کر گیا۔۔

شاہ۔۔عینا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

مرتسم خاموشی سے اسے سینے سے لگا گیا۔عینا نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔

جبکہ وہ لمحہ بالمحہ اسے خود میں بھینچ رہا تھا۔۔

شاہ کیا ہوا۔۔عینا اسکی سخت گرفت پر مچلی تھی۔۔

اسنے اسکے سینے سے سر اٹھانے کی کوشش کی لیکن مرتسم نے اسکی کوشش ناکام بنا دی۔۔

عین کچھ دیر سکون چاہتا ہوں۔۔

شاہ آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔وہ روہانسے لہجے میں بولی۔۔۔

مرتسم نے گہری سانس بھرتے اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی۔۔

اسکا چہرہ سامنے کرتے اسنے جھک کر اسکی سوجی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔۔

ان نگینوں پر اتنا ظلم مت ڈھایا کریں جانم۔۔اسکی آنکھوں پر لب رکھتے کہا تو عینا بے ساختہ نظریں چرا گئ لیکن اسنے کہا کچھ نہیں۔۔

آپکو کیا ہوا ہے شاہ۔۔وہ فکرمندی سے اسکی بیئیرڈ پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔

کچھ نہیں جانم مجھے کیا ہونا ہے۔۔وہ اسکا ہاتھ چومتا بولا۔۔

لیکن آپکا یہ انداز مجھے ڈرا رہا ہے شاہ۔۔وہ اسکے چہرے پر بے چینی دیکھتی بولی۔۔

ڈر ہی تو رہا ہوں میں۔۔اسکے چہرے پر نظریں جمائے سوچا تھا۔۔

عینا۔۔مرتسم نے سنجیدگی سے اسے پکارا۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا وہ اسے ہمیشہ عین ہی پکارتا تھا۔۔

مجھ سے ایک وعدہ کریں۔۔وہ اسکے آگے ہاتھ پھیلاتا بولا۔۔

کیسا وعدہ شاہ۔۔عینا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

آپ مجھے چھوڑنے کا یا مجھ سے الگ ہونے کا سوچیں گی بھی نہیں کبھی۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔کچھ بھی۔۔

وہ سنجیدگی اور جنون سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔

عینا اسکے انداز پر پریشان ہوئی تھی۔۔

شاہ کیسی باتیں کر رہے ہیں اپ۔۔میں کیوں ایسا سوچوں گی۔۔کیا ہوا ہے اپکو۔۔کچھ ہوا ہے یا ہونے والے ہے جو آپ ایسے کہہ رہے ہیں۔۔

وہ روہانسی ہوتی اس سے پوچھنے لگی۔۔

کچھ نہیں ہوا ہے عین۔۔ مینے آپسے جو وعدہ مانگا ہے وہ دیں۔۔وہ ہنوز سنجیدگی سے بولا۔۔

عینا نے اسکے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

وعدہ شاہ۔۔میں مر کر بھی ایسا نہیں سوچ سکتی اور نا سوچوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔

مرتسم نے اپنے ہاتھ پر رکھے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما تھا۔۔

اسے کل آنے والی حسن صاحب کے فون اور قاسم بابا کے عجیب سے انداز نے پریشان کر دیا تھا۔۔

وہ گہری سانس بھرتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

عینا خاموشی سے اسکے سینے پر سر رکھے ہوئے تھے۔۔

شاہ۔۔سب نے ہماری غیر موجودگی بھانپ لی ہوگی۔۔

وہ اچانک سر اٹھائے بولی۔۔

مرتسم نے اثبات میں سر ہلاتا اسکے سر پہ بوسہ دیا۔۔

آپ جائیں میں آتا ہوں۔۔وہ اسکا گال تھپکتے بولا۔۔

شاہ آپ ٹھیک ہیں نا۔۔وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔۔

مرتسم کے لبوں پر مسکراہٹ مچل گئ۔۔

میں ٹھیک ہوں شاہ کی جان۔۔اپکے ہوتے ہوئے بھلا میں پریشان رہ سکتا ہوں۔۔

اگر پریشان تھا بھی تو آپ کی موجودگی نے ساری پریشانی دور کر دی۔۔

وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا بولا تو عینا سر ہلاتی اندر کی جانب بڑھ گی۔۔

مرتسم کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

واقعی میں کل سے اسکا دل و دماغ جس بے چینی میں گرا تھا اسے وہ کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ آس پاس ہوتی تھی تو وہ ہمیشہ ہی پر سکون ہو جایا کرتا تھا جیسے اب ہو گیا تھا۔۔

لیکن ایک ڈر سا تھا جو اندر ہی اندر دل کو ڈرا رہا تھا۔۔

قاسم بابا کا رویہ عجیب سا ہو گیا تھا اسکے ساتھ۔۔

جہاں کہیں بھی عینا کی بات ہوتی وہ یا تو سنجید گی سے بات ہی ٹال دیتے یا پھر بھڑک جاتے تھے۔۔

عینا کے مقابلے میں وہ زینی کو زیادہ ترجیح دینے لگے تھے اور یہی بات اسے پریشان کر رہی تھی۔۔

اور پھر جو خبر حسن بابا نے اسے دی تھی وہ اسکے مضبوط اعصاب ہلا گئی تھی۔۔

کنپٹی مسلتے اسنے گہری سانس بھری تھی۔۔

اسنے عینا سے وعدہ تو لے یا تھا لیکن وہ دونوں ہی انجان تھے کہ مرتسم خود اسے یہ وعدہ توڑنے پر مجبور کرنے والا تھا۔۔

کہاں رہ گئ تھی۔۔مجھے تو لگا تھا کہ شائید تو فون کرنے والے سے ڈائیریکٹ ملنے ہی چلی گئ۔۔

اسے آتے دیکھ وشہ نے طنز کیا۔۔

وہ وشہ کو گھورتی ماما کے ساتھ بیٹھ گئ۔۔

یہ سب کس کے لیئے ماما۔۔

وہ ٹیبل پر پھیلے زیور اور کپڑوں کو دیکھتی۔۔

زہرہ کے لیئے ہیں۔۔دیکھ لو اگر تمہیں ان میں سے کچھ پسند ہو تو۔۔

ماما نے کہا تو وہ مسکرا دی۔۔

نہیں ماما مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔

لینا تو تمہیں پڑے گا بچے چاہیئے چاہیئے ہو یا نہیں۔۔روحا ماما ایک باکس اسکے سامنے رکھتے بولیں۔۔

سب نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔

کھولو۔۔بی جان نے اسے کہا تو وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھتی اس بوکس پر لگے ریبن کو کھینچ گئ۔۔اسکے ساتھ ہی وہ بوکس کھلتا چلا گیا۔۔

ماما نے ہاتھ بڑھا کر اسمیں پڑا وہ کپڑا اٹھالیا۔۔انہوں نے اسے ٹیبل پر پھیلا دیا۔۔

واو۔۔وشہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔عینا نے اس ڈریس کو دیکھتے کہا تھا۔۔

مٹھیالہ رنگ کا وہ فراق جسنیں ہیزل گرین لائیٹ بلکل لائیٹس ساشیڈ آرہا تھا۔۔

فراق کے گلے اور چیسٹ پر بھاری چھوٹے چھوٹے سٹونز اور دھاگے کا کام ہوا تھا۔۔

جالی دار بازو جس پر بھاری کڑاہی اور چھوٹے سٹونز سے بھرے ہوئے تھے۔۔

باقی فراق پر کلیوں کی طرح لمبی لائنز میں کام ہوا تھا۔۔

جو اسے سمپل اور ڈیسنٹ بنا رہی تھی۔۔

گھیرے دار فراق تھی جسکے دامن پر گلے کے جیسا کام تھا۔۔

فراق پر ڈبل کپڑا لگا تھا۔۔ آگے سے گاؤن سٹائل میں کھلا تھا جبکہ اس کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگا تھا جو فراق کو گھیرے دار بنا رہا تھا۔۔

سمپل سا ڈوپٹہ جسکے باڈر پر کام ہوا تھا باقی سارے ڈوپٹے پر چھوٹے چھوٹے نگ لگے تھے۔۔

وہ ڈریس خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

پرانے زمانے میں جیسے شہزادیوں کے ہوتے تھے بلکل ویسا تھا۔۔

ہر کوئی منہ کھولے مبہوت سا اس ڈریس کو دیکھ رہا تھا۔۔

کیسا لگا۔۔روحا ماما نے مسکرا کر سب کے تاثرات دیکھتے پوچھا تھا۔۔

بہت خوبصورت ہے ماما۔۔عینا بے ساختہ بولی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ کوئی اور کچھ کہتا قاسم بابا زینی کے ساتھ اندر آئے تھے۔۔

اسلام و علیکم!! سنجیدگی سے عینا کو دیکھتے انہوں نے سب کو سلام کیا تھا۔۔

عینا انکے ساتھ زینی کو دیکھتی لب بھینچ گئی۔۔

جبکہ ولی کے چہرے پر بے ساختہ غصہ امڈ آیا تھا۔۔

لیکن وہ ضبط کر گیا۔۔

وسلام!! کہاں سے آرہے ہو۔۔

بی جان نے زینی کو دیکھتے انسے سنجیدگی سے کہا۔۔

تراب سے ملنے گیا تھا اماں۔زین نہیں ہے یہاں پر تراب کسی کام سے شہر سے باہر گیا ہے۔۔

بچی کو اکیلے گھر پر چھوڑنا مناسب نا لگا اس لیے ساتھ لے آیا۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولے۔۔کچھ بھی ہو آج تک بی جان کے سامنے وہ سخت آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔۔

اچھا کیا تم نے۔۔اوز ینی بچے بیٹھو۔۔

بی جان نے نرمی سے کہا تو وہ ناک چڑھا کر عینا کو دیکھتی اسکے سامنے بیٹھ گئ۔۔

مرتسم بھی اسی وقت اندر آیا تھا۔۔۔وہ باہر ہی ان سے مل چکا تھا۔۔

کن اکھیوں سے اسنے عینا اور ولی کو دیکھا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

عینا تولا پرواہی سے سر جھٹک کر ڈریس کی طرف متوجہ ہو گئ۔۔

لیکن ولی کے تاثرات اسے کچھ ٹھیک نہیں لگے۔۔

کیا ہو رہا ہے ماما۔۔

وہ روحا ماما کو دیکھتی پوچھنے لگی۔۔

ولی کا نکاح ہے نا تو بس ڈریس دیکھ رہے تھے۔۔

تم بھی دیکھ لو۔ اگر کچھ چاہیئے تو۔۔وہ مسکرا کر نارمل انداز میں بولیں۔۔

زینی جو سر جھٹک کر منع کرنے والی تھی جب اسکی نظر عینا کے ہاتھ میں تھامے ڈریس پر پڑی۔۔

اسکی آنکھوں میں چمک ائ۔ بلاشبہ وہ ڈریس بہت خوبصورت تھا۔۔

اور عینا کے ہاتھ میں تھا تو وہ کیسے دیکھ سکتی تھی۔۔

واؤ ماما۔۔ کتنا خوبصورت ہے یہ ڈریس۔۔وہ ہاتھ بڑھا کر وہ ڈریس اپنے آگے کرتی بولی۔۔

ہاں خوبصورت تو بہت ہے۔۔ماہم اپیا نے تعریف کی تھی۔۔

بس پھر مجھے یہی چاہئیے۔۔زینی پرجوش سی بولی۔۔

لے لو بیٹا جو چاہئیے۔۔ قاسم بابا مسکرا کر اسے دیکھتے بولے تھے۔۔

زینی بیٹا اس ڈریس کے علاوہ جو مرضی دیکھ لو۔۔بی جان نے اسے ٹوکا۔۔

کیوں بی جان۔۔یہ کیوں نہیں۔مجھے یہی چاہئیے۔۔

وہ منہ بنا کر بولی۔۔

یہ عینا کے لیئے ہے زینب تم کچھ اور دیکھ لو۔۔روحا ماما نے سنجیدگی سے اس سے کہا۔۔

معاملہ سیریس ہو رہا تھا۔۔

عینا کے لیئے ہے تو کیا ہو گیا اسکے نام تو نہیں لگ گیا نا۔۔جب بچی کو پسند ہے تو دے دو اسے۔۔ قاسم کی روعب دار آواز گونجی تھی۔۔

مرتسم نے لب بھینچے تھے۔۔

سب نے حیرانگی سے انکے لہجے پر غور کیا تھا۔۔

جبکہ عینا نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

وہ تو ہمشیہ اتنی نرمی سے بات کرتے تھے آج ایسا کیا ہو گیا کہ وہ اتنی سختی سے بول رہے تھے۔۔

وہ جب سے آئے تھے اسے کڑی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔

وہ سر جھکا گئی۔۔

یہی سمجھو قاسم کہ عینا کے نام کا ہے۔۔بی جان نے انہیں گھورتے کہا تھا۔۔

یہ ملیحہ کی امانت تھی اسکی بہو کے لئیے۔۔

ملیحہ کے ولیمے کا جوڑا تھا جو اسنے کاٹ کاٹ کر دوبارہ سے اسے نئی شکل دی تھی۔۔

اس جوڑے پر لگا ایک ایک موتی اور ایک ایک دھاگا اسنے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔۔

اسکی بہت خواہش تھی کہ وہ یہ جوڑا خود اپنی بہو کو اپنے ہاتھ سے دے۔۔اسے اس جوڑے میں سجا دیکھے۔۔

بی جان ماضی میں کھوئی بولی تھیں۔۔

لیکن بہت جلدی ہی وہ اپنی اُدھوری خواہشات سمیت منوں مٹی تلے جا سوئی۔۔

وہ افسردہ ہوتے بولی تھی۔۔

مرتسم اور ماہم نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔

ملیحہ کی بہو اب عینا ہے اور یہ اسکی امانت اسے ہی ملے گی۔۔

بی جان نے روعب دار لہجے میں کہا تھا۔۔

لیکن ماں ملیحہ نہیں رہی اب۔۔اور زینی کو جب پسند ہے تو کیوں بچی کا دل توڑ رہی ہیں۔۔وہ تو اپنی ہے۔۔اتنا قیمتی جوڑاوہی ڈیزرو کرتی ہے۔۔

قاسم باباانکے چپ ہونے پر دھیمے لہجے میں بولے۔۔

عینالب کترتی سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

قاسم باباکے لہجے میں اپنے لیے کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھااسے۔۔

محسوس تو ولی نے بھی شدت سے کیا تھا۔۔وہ مٹھیاں مینچے بہت ضبط سے بیٹھا تھا۔۔

دل توڑنے والی کوئی بات ہی نہیں ہے قاسم بھائی یہ عینا کی امانت تھی اور اسے مل گئی۔۔زینی کچھ اور بھی تو دیکھ سکتی ہے۔۔

روحامامانے انہیں کہا تھا۔۔

لیکن مجھے چاہئیے تو یہی ورنہ میں آئیندہ آپکے گھر کے کسی بھی فنکشن میں نہیں آؤں گی۔۔زینی دوٹوک بولی تھی۔۔

سب نے اسے گھورا تھا۔۔سوائے قاسم باباکے۔۔

تمہاری مرضی۔۔لیکن یہ جوڑا میرے نام کا ہے جو عینا کی امانت ہے اور وہی پہنیں گی۔۔اس لیے یہ بے جاضد چھوڑ دو۔۔

مرتسم نے سنجیدگی اور سختی سے کہا تھا۔۔

اصل ضد تو اسے عینا کے نام سے ہے۔۔ جو چیز عینا کی ہو اسے وہی تو پسند آتی ہے۔۔
سنبھال کر رکھئے گا قاسم انکل یہ نا ہو کل کلاں کو یہ عینا کے سر کے سائیں کو ہی مانگ لے۔۔
ولی انکے سامنے کھڑے ہوتے سنجیدگی سے بولا۔۔
رکھ لیجئیے گا یہ جوڑا بی جان۔۔ میری بہن کو ضرورت نہیں۔۔ اسے مہنگے اور قیمتی جوڑوں کی کوئی کمی نہیں۔۔
وہ عینا کا ہاتھ تھامتے اسے کھڑا کرتا کڑی نظروں سے قاسم بابا کو دیکھتے بولا تھا۔۔

آئندہ میری بیوی سے اس لہجے میں بات مت کیجئے گا بابا۔۔
وہ مرتسم شاہ کی بیوی ہیں۔۔ کوئی سڑک چھاپ لڑکی نہیں جن سے کوئی بھی کیسے بھی لہجے میں بات کر سکتا ہے۔۔
اور رہی بات اس جوڑے کی تو اس جیسے اور بہت سے قیمتی سے قیمتی تر میری بیوی کے سر پر سے قربان۔۔
لیکن یہ جوڑا یہ خاص ہے کیونکہ یہ میری ماں کی امانت ہے۔۔

مرتسم عینا کے جھکے سر پر نظریں ٹکائے سنجیدگی سے قاسم بابا سے بولا۔۔

اپنی بیوی کے لیئے باپ سے بات کرنے کی تمیز بھی بھول گئے ہو۔۔

وہ غصے سے بولے تھے۔۔

مینے آپسے کوئی بدتمیزی نہیں کی بابا۔۔

مینے صرف آپکو ایک بات سمجھائی ہے۔۔وہ بھی تمیز کے دائرے میں۔۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

یہ تمیز ہے تمہاری کہ بیوی کے لیئے باپ کے مقابل کھڑے ہو گئے ہو۔۔

وہ غصے سے دھاڑے تھے۔۔بات اتنی بڑی تھی نہیں جتنی وہ بڑھا رہے تھے۔۔

مجھے تو تمہاری اس لڑکی سے نکاح کرنے والی غلطی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔۔

جب سے یہ لڑکی تمہاری زندگی میں ائی ہے آئے روز کوئی نا کوئی مصیبت آتی ہی رہتی ہے۔۔

کوئی ایک دن بھی سکون کا نہیں گزرا اس گھر میں۔۔

اور آج جو تم اپنے باپ کے مقابل کھڑے ہو اس کے لیئے کیا تم بھول گئے ہو اسکا ماضی۔۔وہ غصے سے دھاڑے تھے۔۔

قاسم تم حد کر رہے ہو۔۔بی جان غصے سے بولی تھیں۔۔

بابا اپکو کوئی حق نہیں کسی کو ماضی کی بنا کر ہرٹ کرنے کا۔۔

مرتسم ضبط سے بولا تھا۔۔

وہ بامشکل خود کو دھاڑنے سے روک پایا تھا۔۔

میری بہن کا ماضی جو بھی تھا انکل آپکو اسکے حال پر فوکس کرنا چاہئیے۔۔

ماضی ہر انسان کا ہوتا ہے یقین کا آپکا بھی ہو گا۔۔

بہتر ہے آئیندہ میری بہن کو ماضی کا طعنہ مت دیجئے گا ورنہ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔۔

ولی بنا کسی لحاظ کے دھاڑا تھا۔۔

پل کی دیر کیے بنا وہ عینا کو وہاں سے کھینچ لے گیا۔۔

جبکہ عینا بے جان گڑیا کی طرح اسکے ساتھ کھچتی چلی گئ۔۔

ولی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے چہرہ موڑتے عینا کے بے تاثر چہرے کو دیکھا۔۔

وہ سپاٹ نظروں سے سامنے شیشے کو دیکھ رہی تھی۔۔

عینا۔۔اسنے کچھ کہنا چاہا۔۔

ولی میں گھر جانا چاہتی ہوں۔۔وہ سنجید گی سے بولی۔۔

ولی سر ہلاتے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔۔

گاڑی رکتے وہ بنار کے اندر کی طرف دوڑی تھی۔۔عالم جو ان دونوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔

اسنے چونک کر عینا کو دیکھا تھا۔۔

کیا ہوا مہر اسے یوں اوپر کی طرف بھاگتے دیکھ وہ اسکے پیچھے لپکا تھا۔۔

آپ جو کچھ میری ساتھ ہو رہا ہے نا عالم ان سب کے زمہ دار تم اور بابا ہو۔۔

کاش تم لوگوں نے مجھے بے سہارا نا چھوڑا ہوتا تو خدا کی قسم آج کوئ بھی مجھے لاوارث سمجھتے میرا ماضی یوں میرے منہ پر نا مارتا۔۔

وہ غرا کر کہتی کمرے میں بند ہوئ تھی۔۔

عالم۔۔۔ہقا بقا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

ولی کیا ہوا ہے۔۔عالم نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

ولی نے ہر چیز اسکے گوش گزار کر دی۔۔

انکی ہمت کیسے ہوئ میری بہن کو یوں کہنے کی۔۔

وہ لاوارث تو نہیں ہے۔۔عالم غصے سے بولا تھا۔۔

ولی خاموش رہا۔۔اسنے سلگھتی نظروں سے دروازے پر سے اندر آتے وجود پر تھیں۔۔۔

کیا لینے آئے ہو اب یہاں کیا کوئی کثر رہ گئ تھی تمہارے بابا سے جو تم پوری کرنے آئے ہو۔۔عالم اسے آتے دیکھ دھاڑا تھا۔۔

مرتسم نے ان دونوں کو دیکھا۔۔مجھے عینا سے بات کرنی ہے۔۔

وہ ان دونوں کے مقابل رکتا بولا تھا۔۔

عالم نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا تھا۔۔

عالم۔۔ولی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے نیچے چلنے کا اشارہ کیا۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس وقت عینا کو مرتسم ہی سنبھال سکتا ہے۔۔

وہ دونوں لاؤنج میں اگئے۔۔

اسکے کمرے کے سامنے رکتے مرتسم گہری سانس بھری۔۔

عین۔۔اسنے نوک کیا۔۔

عینا درواہ کھولیں مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔

وہ دروازہ لوک ہونے پر لب بھینچ گیا۔۔

عین۔۔اوپن دا ڈور۔۔مجھے بات کرنی ہے

وہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا بولا۔۔ لیکن آگے سے خاموشی چھائی تھی۔۔

ولی اور عالم نے بھی پریشانی سے اسے دیکھا تھا ولی نے بوا کو اشارہ کیا وہ دوسری کیز لے ائیں۔۔

یہ لو اس سے کھولو۔۔ ولی اسے کیز دیتا بولا۔۔

مرتسم نے تیزی سے اسکے ہاتھ سے چابیاں لی تھیں۔۔ اسنے لوک کھولا لیکن دروازہ نہیں کھلا۔۔

کیونکہ وہ اندر سے کنڈی لگا چکی تھی۔۔

شٹ۔۔ اسنے دیوار پر مکا مارا۔۔ عین میں کچھ کہہ رہا ہوں آپ سے دروازہ کھولیں۔۔۔

وہ دھاڑا تھا۔۔

عین دروازہ کھولو۔۔ یہ کیا بچپنا ہے۔ بات کرنی ہے ہمیں۔۔

ولی نے آگے بڑھتے دروازہ بجایا تھا۔۔

مہر پلیز ایک بار بات سن تو لے۔۔ عالم نے بھی التجا کی تھی۔۔

وہ سپاٹ چہرے سے باہر سے آتی آوازیں سنتی رہی۔۔۔

میں اس وقت اکیلے رہنا چاہتی ہوں۔۔ چلیں جائیں یہاں سے مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔

اسکی سپاٹ آواز دروازے کے اس پار سے گونجی تھی۔۔

عین پلیز ایک بار میری بات تو سنیں۔۔ بابا کا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔ میں آپکو سمجھاتا ہوں نا۔۔ پلیز دروازہ کھولیں۔۔

مرتسم التجائیہ لہجے میں بولا تھا۔۔

مجھے آپسے کوئی وضاحت نہیں چاہئیے جائیں یہاں سے میں اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔۔وہ بمشکل اپنے لہجے کو نم ہونے سے روکتی بولی تھی۔۔

عینا ضد مت کرو میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو۔۔ولی غصے سے دھاڑا تھا۔۔

لیکن آگے سے خاموشی چھا گئی۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔۔

عین ٹھیک ہے بات نہیں کرنی مت کریں لیکن یہ دروازہ تو کھول دیں پلیز۔۔مرتسم بے بسی سے بولا تھا۔۔

شاہ پلیز چلیں جائیں یہاں سے آپکو میری قسم۔۔میں اس وقت کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔

پلیز ولی کچھ دیر کے لیئے اکیلا چھوڑ دیں آپ لوگ مجھے۔۔

وہ آنکھوں میں نمی سمیٹے بولی تھی۔۔

مرتسم نے اسکی بات سنتے لب بھینچے تھے۔۔

وہ کتنی ہی دیر کھڑا دروازے کو گھورتا رہا۔۔

لیکن نا اسے آنا تھا نا وہ ائی۔۔

وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑکی سے نظر آتے آسمان کو گھور رہی تھی۔۔

کافی دیر تک وہ لوگ انتظار کرتے رہے لیکن ناتو اسکی کوئ آواز آئ ناہی وہ خود باہر ائ۔۔

تھک ہار کر مرتسم اسکی قسم کے باعث واپس چلا گیا۔۔

عالم اور ولی لاؤنج میں بیٹھے اندر ہی اندر خود سے لڑ رہے تھے۔۔

❤❤❤❤

وہ گھر آیا تو پورا لاؤنج ویسے ہی کپڑوں سے بکھرا پڑا تھا۔۔ جبکہ سب پریشان سے بیٹھے تھے۔۔

وجدان بھائ اور عالم بابا بے چینی سے ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا وہ تیزی سے اسکی طرف لپکے تھے۔۔

مرتسم بات ہوئ عینا سے۔۔وہ ٹھیک ہے نا۔۔

تمہیں اسے سمجھایا نا بھائ صاحب نے غصے میں بول دیا تھا۔۔

عالم بابا اسکے سامنے آتے بولے تھے۔۔

مرتسم نے زخمی نظروں سے سب کو دیکھا تھا۔۔

بات سننا تو دور وہ کسی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتیں وہ ضبط کے باوجود دھاڑا تھا۔۔

کسی کی جانب دیکھے بغیر وہ اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔

کمرے میں آتے اسکے ایک ایک چیز توڑ پھینکی۔۔ بیڈ شیٹ کو نوچ کر پھینکا تھا پورے کمرے کا حشر نشر کرتے اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے گجروں پر گئ تھی۔۔

اسنے ہونٹ بھینچتے ان گجروں کو گھورا تھا۔۔ہاتھ بڑھا کر انہیں اٹھاتے اسنے اپنے سامنے کیا۔۔کچھ وہ ہاتھ میں تھامے ان گجروں کو دیکھتا رہا۔۔

اچانک اسنے انہیں تیزی سے زمین پر پھینکا تھا۔۔گجروں میں لگے پھول زمین پر بکھر گئے وہ ہر چیز تہس نہس کرتا جا رہا تھا۔۔

اللہ۔تھک کر وہ بیڈ کے ساتھ نیچے بیٹھ گیا۔۔منہ سے بے ساختہ اللہ کی ایک نکلی تھی۔۔

اللہ جی ماں کے بعد سالوں بعد مجھے کوئی خوشی ملی ہے۔۔سالوں بعد لگا ہے جیسے میں جینے لگا ہوں۔۔ مینے تجھ سے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔۔ آج بھی نہیں کر رہا تھا بس اتنا مانگ انہیں کوئی تکلیف مت دے۔۔انکی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔۔انہیں مجھ سے دور نا کرنا۔۔

اللہ سالوں بعد روح پر سکون ہوئی ہے۔۔پلیز اللہ جی میرے اس سکون کو بے سکونی میں نا بدل۔۔ رحم کر ہم پر۔۔ہمیں اس آزمائش سے نکال دے۔۔وہ آسمان پر نظریں ٹکائے رب سے مخاطب تھا۔۔

دل سسک رہا تھا۔۔اسے سب کچھ بکھرتا نظر آ رہا تھا۔۔

تبھی کوئی اسکے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا۔۔

مرتسم نے چہرہ نہیں اٹھایا وہ جانتا تھا کون ہو گا۔۔

روحا ماما بیڈ پر اسکے نزدیک بیٹھیں تھیں۔۔

انہوں نے نرمی سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔مرتسم تیزی سے انکی گود میں چہرہ چھپا گیا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکے آنسو اسکی ماں دیکھے۔۔

روحا ماما کچھ بھی کہے بغیر اسکا سر سہلاتی رہیں جبکہ وہ انکی گود میں سر چھپائے دل ہی دل میں سسکتا اپنے رب کو پکارتا اس سے اسکے دور نا جانے کی التجا کر رہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

وہیں جہاں وہ اسکے رو رہا تھا دوسری طرف ایک اور وجود تھا جو اسکے کے لیئے تڑپ رہا تھا۔۔

وہ سڑک کے کنارے گاڑی روکے اسکے بونٹ پر بیٹھا تھا۔۔

آج نا جانے کتنے دن ہو گئے تھے سے دیکھے ہوئے۔۔اسکے دل کی بے چینی تھی جو بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔

وہ پل پل تڑپ رہا تھا۔۔وہ بے چینی سڑک پر چکر کاٹنے لگا۔۔

گھپ اندھیرا تھا۔۔تہجد کا وقت تھا جب وہ تھک کر تڑپتے گھٹنوں کے بل سڑک پر گرا تھا۔۔

اللہ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

یا اللہ۔۔اسنے پھر سے پکارا تھا۔۔

اللھہ۔۔سر اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھتے اسنے چیخ کر پکارا تھا۔

اس ویرانے میں اسکی آواز گونجی تھی۔۔

میں ہار گیا ہوں۔۔۔میں مان گیا ہوں۔۔ تجھ سے تیری خدائی سے۔۔

میں ہار گیا۔۔وہ آسمان کی طرف دیکھتا اونچی آواز میں چلا رہا تھا۔۔

تو ہے۔۔ ہر جگہ ہر پل ہے۔۔میں جانتا ہوں ہمشیہ سے جانتا تھا اور مانتا بھی۔۔ لیکن تو نے میری دعا نہیں سنی۔۔میری فریاد نہیں سنی۔۔

آخر کسکے سہارے چھوڑ دیا تو نے مجھے میرے اس وحشی بھائی کے سہارے۔۔

اس لیے بدگمان ہو گیا تھا تجھ سے۔۔وہ نم آواز میں بولا تھا۔۔

لیکن میں اعتراف کرتا ہوں۔۔ تیرا اور تیری خدائی کا۔۔

وہ چلایا تھا۔۔

دیکھ آج۔۔اج پھر سے تیری اگے جھک آیا ہوں۔۔ تیرے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوں۔۔ تجھ سے بھیک مانگ رہا ہوں۔۔

تو مجھے بھیک میں ہی انہیں دے دے۔۔۔وہ ہاتھ پھیلائے رو رہا تھا۔۔

آج وہ بیس سال بعد اپنے رب کے آگے جھکا تھا۔۔اسکے سامنے گڑ گڑا رہا تھا۔۔

تو نے مجھ سے ماں چھین لی۔۔مجھے باپ کے سائے سے محروم کر دیا میں چپ رہا۔۔تب بھی تیرے پر سے یقین نہیں کھویا مینے۔۔

تیری رضا سمجھ کے چل ہو گیا۔۔وہ آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا تھا۔۔

لیکن جب وہ وحشیوں کی طرح مجھے مارتے تھے نوچتے تھے۔۔تب بھی تو نے میری نہیں سنی پھر کیوں کر کرتا میں تیرے پہ یقین۔۔وہ ہچکیوں سے روتا رب سے مخاطب تھا۔۔

لیکن وہ ہیں ناوہ کہتی ہیں۔۔تونے ہر کسی کے لیئے بہتر سوچا ہوتا ہے۔۔شائید تونے میرے لیئے بھی کچھ سوچا ہو گا لیکن میرے بے یقینی دیکھتے تونے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔۔

لیکن وہ کہتی ہیں ابھی بھی میں تجھ سے مانگوں گا تو تو مجھے دے گا۔۔تو تو انہیں مجھے دے دینا۔۔وہ بچوں کی طرح ہاتھ پھیلا سسک رہا تھا۔۔

اپنے میرا سکون انکے ساتھ انکے پاس رکھ دیا ہے۔۔۔انکی محبت میری دل میں اپنے ڈالی ہے۔۔۔انکی چاہت اپنے ڈالی ہے۔۔

اب ۔۔اب میں انکے بغیر کیسے رہوں۔۔مجھ سے رہا ہی نہیں جارہا۔۔اللہ جی پلیز انہیں مجھے دے دیں۔۔میں ہر چیز سے توبہ کرلوں گا۔۔

ہر گناہ چھوڑ دوں گا۔۔میں ساری زندگی تیرا شکر کروں گا۔۔تو بس مجھے انسے نواز دے۔۔

وہ تیس سالہ جواں مرد سڑک پر گرا کسی فقیر کی طرح ہاتھ پھیلا اسے مانگ رہا تھا جو اسکا نصیب تھا ہی نہیں۔۔

منظر بلکل ویسا تھا کہ جب کسی شاعر نے کہا تھا۔۔

" دونوں ہی پڑے تھے مسجد میں سر بسجود
ایک کو عطا تھی تم ایک کی دعا تھی تم "

❤❤❤❤

مسلسل آتی آواز نے اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔ہاتھ بڑھاتے انسے فون کو تلاش کیا جو مسلسل بج رہا تھا۔۔

جمائی روکتے وہ بمشکل آنکھیں کھولتے سیدھا ہوا۔۔

صبح کے پانچ ہو رہے تھے۔۔

اسنے ادھر ادھر دیکھا۔۔وہ اور عالم انتظر کرتے وہیں سو گئے تھے۔۔

عالم اسکے سامنے صوفے پر اٹھا ترچھا لیٹا تھا۔۔

اسنے فون دیکھا اسکے کسی دوست کا فون تھا۔۔۔۔

کال بیک کرتے اسنے فون کان سے لگایا۔۔

ہیلو۔۔اسکے ہیلو کہتے ہی آگے سے کچھ کہا گیا تو وہ ٹھیک ہے کہتے فون کاٹ گیا۔۔

اسکے دوست کی مدد ہو سپٹلائیز تھی تو اسے پیسوں کی ضرورت تھی جو اسنے ولی سے مانگے تھے۔۔

اسنے ایک نظر عینا کے بند کمرے پر ڈالی۔۔ گہری سانس بھرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بہت شکریہ یار۔۔ اگر تم مدد نا کرتے تو آج ماما کا آپریشن ہونا ناممکن تھا۔۔ اسکا دوست مشکور لہجے میں بولا تھا۔۔۔

کوئی بات ایسے وقت میں دوست ہی تو دوستوں کے کام آتے ہیں۔۔ ولی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔

آپریشن ہو گیا تھا تو اسکے دوست کی مدد اب خطرے سے باہر تھیں اس لیے وہ اسے خدا حافظ کہتا چلا گیا۔۔

ابھی وہ سیکینڈ فلور کی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔ جب سامنے کا منظر دیکھتے اسے اپنے وجود میں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔ غصے کا لاوا جو رات سے بھڑکا ہوا تھا پھٹنے کے قریب ہو گیا۔۔

وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

جبکہ زہرہ میڈم اپنی طرف بڑھتے شعلے سے انجان تھی۔۔

اسکی نائیٹ شفٹ تھی رات سے وہ کافی تھک گئ تھی۔۔ ابھی وہ فری ہوئ تھی۔ گھر جانے کا سوچتی۔۔

لیکن اسکا ایک کولیگ اس سے کسی کیس کے متعلق ڈسکس کرنے لگا۔۔

وہ شکر کرتی اب واپسی کے لئیے جانے ہی والی تھی۔۔

لیکن برا ہوا جو وہ اچانک سے سامنے سے کافی لیکر آتے لڑکے سے ٹکرائ۔۔ اس سے پہلے کہ کافی اسکے اوپر گرتی اسکے ساتھ کھڑے ڈاکٹر نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔

اس اچانک افتاد پر اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

لیکن وہ بچ گئ تھی۔۔

ان سب میں محسوس نا کر سکی وہ ہاتھ ابھی تک اسے کندھے پر تھا۔۔ جبکہ وہ ڈاکٹر اب اس کافی والے لڑکے پر بھڑک رہا تھا۔۔

لیکن کسی کی آگ اگلتی نظروں نے ضرور اس ہاتھ کو اسکے کندھے پر دیکھا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ زہرہ نے آہستہ سے کہتے بات ختم کی تھی۔۔ اس سے پہلے کے اپنے کندھے سے اسکا پیچھے کرتی اسے اپنے بازو پر کسی کی سخت ترین گرفت محسوس ہوئ تھی۔۔

اسنے چونک کر سامنے دیکھا۔۔

ولی نے جھٹکے سے اسکے کندھے سے اس ڈاکٹر کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔

وہ ڈاکٹر چلایا۔۔ لیکن اپنے سامنے اس دن والے لڑکے کو دیکھ وہ چپ ہو گیا۔۔

ولی اسکا ہاتھ توڑنے کی خواہش دباتا زہرہ کی طرف مڑا تھا۔۔

جو غصے سے اس بھڑکتے شعلے کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ولی جھٹکے سے اسے کھینچتے وہاں سے لے گیا۔۔

اسکے کیبن میں لاتے ولی نے اسکا ہاتھ چھوڑتے پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا تھا۔۔

دماغ ٹھیک ہے اپکا۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ وہ چلائی تھی۔۔

میرا دماغ ٹھیک ہے یا نہیں تمہارا دل و دماغ کہا تھا۔۔ ہاں۔۔ وہ دھاڑا تھا۔۔

زہرہ سہم کر پیچھے ہٹی۔۔

آپ مجھ پر یوں چلا نہیں سکتے۔۔ وہ اپنے ڈر پر قابو پاتی بمشکل بولی تھی۔۔

میں کیا کیا کر سکتا ہوں زہرہ میڈم تمہیں بہت جلد اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ کیا اس دماغ میں کوئی بات نہیں گھستی۔۔ وہ اسکے قریب ہوتا اسکے سر پر انگلی رکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔۔

ک۔ کیا مطلب۔۔ اسنے انداز نے زہرہ کو حلق تر کرنے پر مجبور کر دیا۔۔

مینے تمہیں سمجھایا تھا نا کہ اس ڈاکٹر سے دور رہنا۔۔ سمجھ نہیں آتی تمہیں میری بات۔۔ وہ دھاڑا تھا۔۔

زہرہ اپنے اتنے قریب سے اسکی دھاڑ سنتے بے ساختہ پیچھے ہٹی تھی۔۔

آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر حکومت کرنے والے مجھے یہ بتانے والے کہ میں کس کے بھی قریب رہوں۔۔

وہ اسے سب بتانے والی تھی لیکن پھر دو دن بعد ہونے والا اپنا نکاح یاد آیا تو وہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

میں کون ہوتا ہوں یہ تو میں تمہیں بہت جلد اور بہت اچھے سے بتا دوں گا۔۔وہ دانت پیستے بولا تھا۔۔

مجھے آپسے کچھ سمجھنے سننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں آپکو آخری بار سمجھا رہی ہوں۔۔دور رہیں مجھ سے میرا آپسے کوئی واسطہ نہیں۔۔اسلیے آئیندہ میرے واسطے میں مت آیئے گا۔۔وہ انگلی اٹھا کر بولتی ولی کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئی۔۔

ولی قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا اسکی انگلی کو بند کرتے اسنے اسکا بازو پکڑتے اسکے پشت سے لگا دیا۔۔وہ سسکی اٹھی تھی اسکی بے رحمی پر۔۔۔

یہ جو قینچی کے جیسے زبان چلتی ہے نا تمہاری یہی زبان اس نتھورام کے آگے بھی چلایا کرو۔۔اور بلکل یہی نصیحت اسے کیا کرو۔۔

وہ اسکے بازو پر گرفت بڑھاتا اسکے کندھے کو دوسرے ہاتھ سے دبوچ بولا تھا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کسی طرح وہ اس نتھورام (ڈاکٹر) کا لمس اسکے کندھے سے مٹا سکے۔۔

یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔۔پیچھے ہٹیں۔۔وہ اسکی بے رحم گرفت میں مچلی تھی۔۔

بے ہودگی تو ابھی مینے دکھائی شروع بھی نہیں کی۔۔تو تم ایسے تڑپ رہی ہو۔۔جب دکھاؤں گا تب کیا کرو گی جان من۔۔

وہ جان بوجھ کر آنکھ ونک کرتا بولا تھا۔۔جبکہ اسکے بازو اور کندھے پر گرفت بڑھائے تھی۔۔

کہ زہرہ تکلیف کی شدت سے سسک اٹھی تھی۔۔

جانور ہیں آپ جانور۔۔میں اچھے سے جانتی ہوں بار بار میرے قریب آکر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں سانولی ہوں مجھے کوئی اور تو منہ لگاتا نہیں میں مجبور ہوں۔۔کچھ کر نہیں سکتی تو اپ مجھ سے اپنی حوس پوری کرلیں گے۔۔

وہ غصے و بے بسی سے ڈھاڑی تھی۔۔

اسکے الفاظ نہیں تیر تھے جو ولی کے سینے میں بری طرح سے پیوست ہوتے اسکی محبت کی سیڑھی کو لڑکھڑا گئے تھے۔۔

اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تھی وہ بے ساختہ اسے دور دھکیلتا پیچھے ہوا تھا۔۔

بے یقین نظروں سے اسے دیکھتا پیچھے کو قدم لینے لگا۔۔

اسکی بے یقین نظریں دیکھ زہرہ کو شدت سے اپنے کہے گئے الفاظ کا اندازہ ہوا تھا۔۔

وہ اس پہ غصہ تھی وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ ڈر رہی ہے کہ دو دن بعد کسی اور کے نام ہو جائے گی۔۔وہ کہنا چاہتی تھی کہ اب کیوں چپ ہو لیکن وہ غصے میں اسے وہ بول گئ تھی جو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

لیکن اب کیا ہو سکتا تھا کہتے ہیں نا کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ واپس نہیں آسکتے

۔۔

م۔میں تمہیں ح۔ حوس پرست جانور لگتا ہوں۔۔ح۔ حیوان لگتا ہوں جو تمہیں نوچنا چاہتا ہے۔۔وہ بے یقینی سے بولا تھا۔۔بے یقینی اس قدر تھی کہ اسکی لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔

زہرہ نے شدت سے نفی میں سر ہلاتے کچھ کہنا چاہا تھا۔

لیکن وہ تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔

جبکہ وہ اپنے لفظوں پر سوائے پچھتاوے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔

♥♥♥♥♥

وہ ایسے کیسے کہہ سکتی تھی۔۔وہ اسکی پاکیزہ محبت کو حوس کا نام کیسے دے سکتی تھی۔۔

ٹھیک ہے وہ غصے میں اسکے قریب چلا جاتا تھا۔۔لیکن وہ تو مر کر بھی ایسا نہیں سوچ سکتا تھا۔۔

آج بھی اسے چھونے کا اسکا کوئی مقصد نہیں تھا وہ تو بس کسی طرح اس مرد کا لمس زائل کرنا چاہتا تھا جو اسکا دماغ گرم کر رہا تھا۔۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتے مسلسل یہی سوچ رہا تھا۔۔

ایک آنسو ٹوٹ کر پھسلا تھا جسے اسنے سختی سے رگڑ ڈالا۔۔

ایک بار تم میری دسترس میں آجاؤ زہرہ پھر میں تمہیں بہت اچھے سے حوس کا مطلب سمجھاؤں گا

گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے لب بھینچتے سوچا تھا۔۔

♥♥♥♥♥

اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔ کمر اور گردن میں شدید درد ہو رہا تھا۔۔

وہ زرا سا ہلی تو کراہ نکلی تھی۔۔

وہ دروازے سے ٹیک لگائے جانے کب سو گئ تھی۔۔

گھڑی پہ وقت دیکھا تو سات ہو رہے تھے۔۔

وہ فریش ہو کر نیچے آ گئ۔۔

وہ لاؤنج میں آئ تو اسکی نظر صوفے پر آڑھے ترچھے لیٹے عالم پر گئ۔۔

اسے افسوس ہوا تھا کل وہ غصے میں اسے کچھ زیادہ ہی سنا گئ تھی۔۔

اسنے اچھنبے سے اسے دیکھا وہ اتنی دیر تک نہیں سوتا تھا۔۔

نظریں دوڑائیں لیکن ولی کہیں نظر نہیں ایا۔۔

گہری سانس لیتے وہ اسکی طرف مڑی۔۔ عالم۔۔ عینا نے اسکے قریب رکتے اسے پکارا۔۔

لیکن وہ ٹس سے مس نا ہوا۔۔

عالی۔۔ اسنے پھر سے پکارا۔۔ لیکن وہ کسمکسایا تک نہیں۔۔

عینا نے حیرانگی سے اسے دیکھا اسکی نیند بہت کچی تھی۔۔

عالی اٹھ صبح ہو گئ۔۔ عین نے اسکے بازو کو ہلایا لیکن وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔۔

اسے یوں لگا جیسے انگاروں کو چھو لیا ہو۔

عالی۔۔عینا نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا وہ تپ رہا تھا۔۔

شٹ۔۔جانے کب وہ یوں بخار میں پھنک رہا تھا۔۔

اسنے لب بھینچتے سوچا تھا۔۔

عالم۔۔عالم۔۔عینا نے اسکے گال تھپتھپاتے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ غنودگی میں تھا۔۔

وہ حواس باختہ ہو گئی۔۔

بوا۔۔بوا۔۔کوئی ہے۔۔اسنے اونچی آواز میں پکارا۔۔

اندر آتے ولی نے حیرت سے اسے چلاتے سنا تھا۔۔

وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔

عینا کیا ہوا بچے؟؟اسکی طرف بڑھتے پوچھا۔۔

ولی۔۔دیکھیں عالم کو کیا ہو گیا اٹھ ہی نہیں پا رہا۔۔وہ ولی کی آواز پر تیزی سے اسکی طرف مڑی تھی۔۔

اچھا چھا ریلیکس میں دیکھتا ہوں۔۔ ولی اسکی پریشان چہرے کو دیکھ اسے ریلیکس رہنے کا کہتے عالم کی طرف بڑھا۔۔

عالم اٹھو۔۔ولی نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

اسے تپش سی محسوس ہوئی۔۔اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ٹیمپریچر چیک کیا۔۔

اسے تو بہت تیز بخار ہے۔۔عالم کے نیم بے ہوش وجود کو دیکھتے عینا سے کہا۔۔

پانی لاو۔۔عینا سے کہتے اسنے عالم کو پھر سے بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن وہ زرا سا کسمسا بھی نہیں رہا تھا۔۔

عینا سے پانی لیتے اسکے چہرے پر پانی کی چھینٹے مارے لیکن وہ بے سود پڑا رہا۔۔

ولی اسے ہوسپٹل لے کے چلتے ہیں۔۔عینا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

ہمم۔ ولی نے سر ہلاتے گارڈ کی مدد سے اسے گاڑی میں لٹایا اور وہ دونوں ہوسپٹل کی طرف چل دیے۔۔

❤❤❤❤

اسے ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔

ڈاکٹر میرا بھائی کیسا ہے۔۔ڈاکٹر کے باہر آتے عینا تیزی سے اسکی طرف بڑھی تھی۔۔

ڈاکٹر عینا آپکے بھائی کو بہت تیز بخار ہے۔۔انہوں نے کسی چیز کو اپنے سر پر شدت سے سوار کیا ہے۔۔ ٹینشن اور سٹریس سے انکا بخار زور پکڑ تا چلا گیا۔۔

عینا جس ہوسپٹل میں جاب کرتی تھی ولی اسے وہیں لایا تھا اس لیے ڈاکٹر اسے جانتی تھی۔۔

ہم انجیکشن بھی نہیں دے سکتے جب تک بخار کا زور ٹوٹ نہیں جاتا۔۔

فلحال انہیں بس ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں بخار کچھ کم ہو گا تو ہم انجیکشن اور میڈیسن دیں گے۔۔

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا تھا۔۔

تھینکیو ڈاکٹر۔۔ولی نے عینا کے کندھے پر ہاتھ کہا۔۔

ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی تو ولی نے اسے دیکھا۔۔جسا چہرہ آنسو روکنے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔

کچھ نہیں ہو گا اسے بخار ہی تو ہے۔۔ٹھیک ہو جائے گا۔۔پریشان مت ہو۔۔

ولی اسکے گرد بازو پھیلا تا پیار سے بولا۔۔

ولی مجھے اسے ایسے نہیں کہنا چاہئیے تھا۔۔رات مینے غصے میں اسے بہت بڑی بات کہہ دی۔۔یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔

وہ بہتے آنسوں سے بولی تھی۔۔

نہیں میرا بچہ کچھ بھی تمہاری وجہ سے نہیں ہو رہا۔۔عالم ٹھیک ہو جائے گا تو کل رات کے لیئے اسے سوری بول دینا۔۔

آؤ شاباش اسکے پاس چلتے ہیں۔۔

ولی اسے سمجھاتے ایمر جنسی وارڈ کی طرف اسے لے گیا۔۔

کچھ دیر تک اسکا بخار کم ہوا تو ڈاکٹر نے اسے ڈرپ اور انجیکشن دیے تب جا کے اسے ہوش ایا تھا۔۔

تم نے ہمیں ڈرا ہی دیا۔۔ولی اسکے پاس بیٹھتے اسے گھورتے بولا۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ہوش آیا تھا۔۔

عالم بس ہلکا سا مسکرا دیا۔۔

مہر کہاں ہے۔۔؟ اسنے اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے پوچھا۔۔

باہر ہے۔۔۔ میں بھیجتا ہوں اسے۔۔ولی اسے کہتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ سر جھکائے ولی کے ساتھ اندر آئی تھی۔۔

ولی نے اسے آنکھوں سے کچھ اشارہ کیا وہ سمجھتے سر ہلا گیا۔۔

ایم سوری۔۔وہ جھکے سر سے بولی تھی۔۔

مجھے ایسا نہیں بولنا چاہئیے تھا۔۔میں بس غصے میں تجھے ایسا بول گئ تھی۔۔۔

آئ سویر مینے دل سے نہیں کہا تھا۔۔وہ معصومیت سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

عالم نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔

ادھر آؤ۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

مہر اسکے قریب چلی آئ۔۔

عالم نے زرا سا اوپر ہوتے اسکے سر پر چت کیا۔۔

تجھے لگتا ہے میں تیری باتیں سریس لیتا ہوں۔۔مجھے پتہ ہے تو صرف ایویں ہی بولتی ہے۔۔کیونکہ دماغ تو تیرے پاس ہے نہیں جو سوچ کے بولے۔۔

عالم خفگی سے اسے دیکھتا بولا تو مہر نے اسے گھورا جبکہ ولی کا قہقہ گونجا تھا۔۔

آپ دونوں کے پاس تو جیسے بہت ہے نا دماغ۔۔وہ خفا خفا سی بولی تھی۔۔

ہاں وہ تو ہے۔۔دونوں نے فخر سے کالر جھاڑے۔۔

عینا پاؤں پٹکتی وہاں سے چلی گئ۔۔

پیچھے دونوں آسودگی سے مسکرا دیئے۔۔

کہاں۔۔ولی کو باہر جاتے دیکھ وہ جلدی سے اسکے سامنے ائی۔

کہاں مطلب۔۔ریسٹورینٹ۔۔ولی نے حیرانگی سے اسے دیکھتے کہا۔۔

دوپہر تک وہ لوگ عالم کو گھر لے آئے تھے۔۔

ولی دونوں کو ڈراپ کرتے واپس جانے لگا تو وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔۔

جی نہیں۔ کہیں نہیں جارہے اپ۔۔ بھول گئے کل نکاح ہے آپکا وہ بھی یہیں ہونا ہے۔۔

کوئی تیاری شیاری کرنی ہے یا نہیں۔۔

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے اسے گھورتے بولی۔۔

ولی نے اسکی بات سنتے ہونٹ بھینچے تھے۔۔

صبح کی تلخ کلامی یاد کرتے اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا۔۔

اب کہاں کھو گئے۔۔

عینا اسکے سامنے چٹکی بجاتے بولی۔۔

ہاں کہیں نہیں۔۔بتاو کیا تیاری کرنی ہے۔۔وہ بالوں میں ہاتھ پھرتے گہری سانس بھرتے بولا تھا۔۔

آجائیں ادھر بہت کام ہیں۔۔وہ اسکا بازو پکڑتی بولی۔۔

اور تم بیٹھ کے بھی کام کرسکتے ہو۔۔

یہ نمبر لکھ دیے ہیں مینے۔۔ڈیکوریشن والوں اور پھول والوں کا ان پہ کال کر کے بلاؤ انہیں۔۔

وہ عالم کو آڈر دیتی بولی جو منہ بناتے فون اٹھا گیا۔۔

وہ رات والی بات بھلائے نارمل بیہیو کر رہی تھی اس لیے وہ دونوں بھی نارمل رہے۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام وعلیکم!!بی جان کی آواز پر وہ دونوں حیرت سے مڑے۔۔

جبکہ عینا انہیں آتے دیکھ مسکراتی انکی طرف بڑھ گئ۔۔

ولی چہرے پر سختی لیے سب کو دیکھ رہا تھا جبکہ عینا اب مسکرا کر سب سے مل رہی تھی۔۔

انہیں مینے بلایا ہے۔۔سب کو بٹھاتی وہ ولی اور عالم کے پاس آتے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔

کیوں۔۔؟عالم نے سختی سے استفسار کیا تھا۔۔

کیوں مطلب۔۔کل ولی کا نکاح ہے تو لگنا بھی چاہئیے بھئ۔۔ چھوٹی سی ڈھولکی ہے۔۔وہ کندھے اچکاتی انکی طرف بڑھ گئ۔۔

ولی اور عالم مارے بندھ کے سب کو سلام کرتے انکے پاس ہی بیٹھ گئے۔۔

عینا بچے رات کو جو بھی ہوا۔۔ماما بھی ابھی کچھ بولتی عینا انکی بات کاٹ گئ۔۔

ماما رات گئ بات گئ۔۔ چھوڑ دیں۔۔وہ مسکرا کر بولی تھی۔۔

اچھا تو پھر لو اپنی امانت۔۔روحا ماما اسکی طرف ایک پیکیٹ بڑھاتے بولیں۔۔

عینا سمجھ چکی تھی کہ وہ کل رات والی امانت تھی جسکے بدلے میں اسکی زات کو تماشہ بنایا گیا تھا۔۔

اسکے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔

میں جانتی ہوں بچے کل جو بھی ہوا اسکے بعد شائید تم یہ ڈریس نا لو۔۔لیکن کچھ بھی سوچنے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ یہ تمہارا حق اور امانت ہے۔۔

ملیحہ کی محبت سوچ لینا۔۔اسنے بہت محبت اور چاؤ سے یہ جوڑا بنایا تھا۔۔

روحا ماما اسکے چہرے کے تاثرات پڑھتے بولیں تھیں۔۔

وہ گہری سانس بھرتے شکریہ کہتے وہ ڈریس تھام گئ۔۔

وشہ اور عادی بھی کالج سے آچکے تھے۔۔

عینا نے ہوسپٹل سے دو دن کی چھٹی لی تھی۔۔

شاہ ولا کی سبھی عورتیں اور آیت رات وہیں تھیں۔۔

چھوٹی موٹی مستی کرتے رات گئے تک ڈھولکی کا فنکشن جاری رہا۔۔

مرتسم نے عینا کو بہت کالز کیں لیکن اسنے فون ہی سوئچ اوف کر دیا۔۔

لیکن مرتسم تھا کہاں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ کیونکہ وہ صبح سے ہی گھر سے غائب تھا۔۔

❤❤❤❤❤

عین۔۔ عین۔۔ ایت نے اسکا بازو ہلایا۔۔

ہاں۔۔ کیا ہوا۔۔ وہ آنکھیں مسلتی اٹھ بیٹھی۔۔

کیا ہوا ٹھیک ہے نا۔۔ وہ فکر مندی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

ارسل آیت کو لے کر دو ماہ سے اپنے ماں باپ کے پاس اور اوف کنٹری تھا۔۔

وہ لوگ کچھ دن پہلے ہی واپس آئے تھے۔ اسکا تیسرا مہینہ چل رہا تھا۔۔ ایسے میں ارسل نے اسکا بہت خیال رکھا تھا۔۔

آئیس کریم کھانے کا دل کر رہا ہے۔۔ وہ منہ لٹکاتی بولی۔۔

عینا نے اسے گھورا۔۔ آدھی رات کو تجھے آئسکریم کھانی ہے۔۔

وہ بال باندھی اٹھی تھی کہ اس کے لیئے فریج سے آئیس کریم لا سکے۔۔۔

ابھی وہ اٹھی ہی تھی کہ اسکی کھڑکی سے کسی نے روم میں چھلانگ لگائی۔۔

آہہہ۔۔ اسکی کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

کیا کر رہی ہے مروائے گی۔۔ ارسل جلدی سے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھتا اسکی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔۔

جبکہ آیت نے آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا تھا۔۔

عینا نے اسکے پیٹ میں کہنی ماری۔۔

تو ایسے چوروں کی طرح آئے گا تو پٹے گا ہی نا۔۔

وہ سانس بحال کرتی بولی تھی۔۔

لیکن تو یہاں کر کیا رہا ہے۔۔ایک رات بھی بیوی کے بغیر رہا نہیں جاتا تیرے سے۔۔

وہ اسے گھورتی بولی۔۔

ارے میں تو تم دونوں کے لیئے کچھ لایا تھا۔۔وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے شاپر دکھاتا بولا۔۔

کیا۔۔؟عین نے ابرو اچکاتے پوچھا۔۔۔

وہی جسے دیکھ تم دونوں کے منہ میں پانی جائے گا۔۔

وہ گول گپے نکالتے بولا۔۔

عینا اور آیت دونوں کی آنکھیں چمکیں تھی۔۔

گول گپے۔۔وہ دونوں ایک ساتھ چیخیں۔۔

آہستہ لڑکیو۔۔کیوں کان کے پردے پھاڑنے ہے۔۔وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونستے بولا۔۔

لیکن وہ دونوں اسے اگنور کرتی گول گپوں پر ٹوٹ پڑیں۔۔

ویسے تجھے کیسے خیال آگیا اس وقت۔۔عینا کھٹا میٹھا پانی پیتے ارسل سے بولی۔۔

بس مجھے پتا تھا میری بیوی کو رات کو ضرور کچھ نا کچھ چٹ پٹا کھانے کا دل کرتا۔۔

وہ فخر سے کالر جھاڑتا بولا۔۔

مجھے پہلے ہی پتہ تھا یہ مہربانی صرف تیری بیوی کی وجہ سے ہے۔۔عینا اسے تکیہ مارتے بولی تھی۔۔

اب دفع ہو یہاں سے۔۔۔وہ اسے دوسرا تکیہ بھی مارتے بولی۔۔

آیت دیکھ رہی ہو۔۔تمہارے سامنے تمہارے پتیدیو پر ظلم ہو رہا ہے۔۔

وہ مصنوعی آنسو صاف کرتا بولا۔۔

تو آپ ہو جائیں نا۔۔وہ کھاتے مصروف انداز میں بولی۔۔

کیا۔۔ارسل نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

دفع۔۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

اور ادھر عینا کا قہقہ چھوٹا تھا۔۔

ارسل نے صدمے سے اسے دیکھا۔

آیت نے لب دبائے تھے۔۔میرے کہنے کا مطلب تھا کہ آپ چلیں جائیں نا۔۔گول گپے تو کھا لیے ہم نے۔۔

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی بولی۔۔

میں صدقے جاؤں اس معصومیت کے ہاں بس اپنا کام نکلوالیہ اور بس ٹاٹا بائے بائے۔۔

وہ اسے گھورتے اٹھا تھا۔۔

ارسل شرافت سے یہاں سے جا۔۔عینا اسے انگلی دکھاتے بولی تھی۔۔

جبکہ ارسل نے کھینچ کر اسے بلینکیٹ میں لپیٹ دیا۔۔

عینا اسمیں الجھ گئ۔۔

جبکہ وہ موقع پاتے حیران بیٹھی آیت کے ہونٹوں کو زور سے چومتا اسے آنکھ مارتا جسے آیا تھا ویں سے واپس چلا گیا۔۔

ارسل میں تجھے۔۔عینا بلیکنٹ کو بمشکل الگ کرتے دانت پیستی بولی تھی۔۔

لیکن وہ تو وہاں تھا ہی نہیں۔

کہاں گیا۔۔اسنے صدمے سے آیت سے پوچھا کیونکہ ابھی تو ویں تھا۔۔

چلے گئے۔۔وہ مسکراہٹ دباتے بولی۔۔

عینا نے کھڑکی کو دیکھا اور پھر آیت کو اور دونوں کھکھلا کر ہنس دیں۔۔

❤❤❤❤❤

نئ صبح بہت سی امیدیں، بہت سے پیغام اور بہت سے راز لائ تھی۔۔

پورے فارم ہاؤس میں اس وقت شور مچا ہوا تھا۔۔

پورے گھر کو دلہن کی طرف سجایا گیا تھا۔۔کیونکہ نکاح یہیں ہونے والا تھا۔۔جسکا خاص انتظام لان میں کیا گیا تھا۔۔

یہ ولی کا فارم ہاؤس تھا۔۔زہرہ کے لئیے سرپرائیز تھا اس لیے احمد ولا کی بجائے یہاں نکاح رکھا گیا تھا۔۔

جمعے کے بعد نکاح تھا۔۔

خواتین اس وقت اپنی تیاری میں مصروف تھیں جبکہ مرد حضرات جمعے کی نماز کے لئیے گئے تھے۔۔سوائے قاسم بابا کے۔۔

ولی جلدی کریں دلہن والے آتے ہونگے۔۔

وہ کان میں جھمکا پہنتی مصروف انداز مین نیچے اترتی بولی تھی۔۔

ٹی پنک کلر کا وہی گاؤن جو اسنے وشہ کے ساتھ لیا تھا۔۔

اس پر بہت جچ رہا تھا۔۔

وہ اسکے گھٹنوں تک تھا۔۔۔ہلکا ہلکا سا کام ہوا تھا اس پر۔۔

جبکہ ٹراوزر نہیں بلکہ پلازو بلکل سمپل تھا جس پر کہیں کہیں کوئی ایک دانے جتنا موتی لگا تھا۔۔

جبکہ ڈوپٹے پر جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی ستاری سے کام ہوا تھا۔۔اور سائیڈوں پر گوٹے کا کام ہوا تھا۔۔

لائیٹس سے میک اپ میں بالوں کو نیچے سے کرل کرتے کھولا چھوڑا ہوا تھا۔۔وہ اتنے میں ہی نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

پہلے تم ادھر آؤ۔۔ولی اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتے بولا۔۔

عینا ناسمجھی سے اسے دیکھتی اسکے قریب آگئی۔۔

ولی نے اسکے سر پر سے پیسے وارتے ملازمہ کو دیے۔۔

عینا نے اسے گھورا۔۔

جبکہ ولی کندھے اچکا گیا۔۔

تبھی لڑکی والے آگئے کا شور اٹھا تھا۔۔

ماما لوگوں نے سب نے انکا استقبال کیا تھا۔۔زہرہ والوں کی طرف کچھ لوگ ہی تھے جو انکے رشتے دار تھے۔۔

جبکہ زہرہ کو سیدھا پارلر سے یہاں لایا جارہا تھا۔۔

ہر چیز پوری تھی انتظار تھا تو بس دلہن کی۔۔

جبکہ ولی کو کسی اور کا بھی شدت سے انتظار تھا۔۔

وائٹ کرتے پر بلیک واسکٹ پہنے،بالوں کو جیل سے پیچھے کی طرف سیٹ کیا گیا تھا۔۔

کچھا کسے چہرے پر چھائی سنجیدگی سے وہ سبکو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

اسکی تیکھے نقوش سے وہ ہر کسی کو اپنی طرف اٹریکٹ کر جاتا تھا۔۔

جب وہ اپنی کالی آنکھیں سکیڑتے تھا تو یوں جیسے پوری دنیا ان میں سمیٹ لیتا ہو۔۔

❤❤❤❤

زہرہ کو گاڑی سے اسکی کچھ کنزنز نے اتارا تھا۔۔

وائیٹ کلر کا لہنگا پہنے وہ انکے ہمراہ سہج سہج کر قدم رکھ رہی تھی۔۔اسکے سر پر چادر سے گھونگھٹ کیا گیا تھا۔۔اس لیے اسے کچھ خاص نظر نہیں آ رہا تھا۔۔

ویسے بھی وہ بے دلی سے یہ سب جیسے برداشت کر رہی تھی۔۔

رات سے رو رو کر اسکی آنکھیں بھی سوجھ گئ تھیں۔۔

اسکی کنزنز نے اسے لا کر لان میں اسکی جگہ پر بٹھا دیا۔۔جو دلہن کے لیئے بنائے گئے تھی۔۔

اس طرف صرف دلہن والے تھے جبکہ دوسری طرف دلہے والے درمیان میں پھولوں کی دیوار بنا گئ تھی۔۔

اسکی ماما نے اسکے سر پر سے چادر ہٹا دی۔۔اب اسکے چہرے پر لال ڈوپٹے کا گھونگھٹ تھا۔۔

دلہن کے آتے ہی خاموشی چھا گئ تھی۔۔دلہے والے سب ایک طرف تھے اس لیے وہ شاہ ولا کے کسی فرد کو بھی نہیں دیکھ پائ۔۔

لڑکے کو بلائیں۔۔ نکاح شروع کرتے ہیں۔۔زہرہ کے ماموں نے عالم بابا اسے کہا تو وہ سر ہلاتے ولی کو لینے چل دیے۔۔

ولی کسکا انتظار کر رہے ہیں۔۔عینا اسے ادھر سے ادھر چکر کاٹتے دیکھ حیرانی سے بولی۔۔

ولی کچھ بولتا کہ اسکی نظر سامنے آتے مرتسم پر پڑی۔۔اسنے شکر کا سانس لیا۔۔

جبکہ مرتسم گلے میں ڈالی شال کو صحیح کرتے اسکے طرف بڑھا تھا۔۔

جبکہ عینا نے ہونٹ کاٹتے اسے دیکھا تھا۔۔جو وائیٹ کرتا شلوار پہنے گلے میں بھوری چادر ڈالے سیدھا اسکے دل میں اترا تھا۔۔

میرے خیال میں کسی کو اب بھی آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔ولی نے اسے گھورتے تنز کیا تھا۔۔

مرتسم مسکرایا تھا۔۔وہ اسکے مقابل آتے رکا۔۔کچھ پل دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔

پھر مرتسم نے آگے بڑھتے اسے گلے لگایا تھا۔۔

میں کیسے نا آتا میرے یار کا نکاح تھا۔۔اس سے الگ ہوتے مرتسم مسکراتے لہجے میں بولا۔۔

ولی بھی سارے گلے شکوے مٹاتے مسکرا دیا۔۔

اگر آج تو نا آتا نا سالے تو میں تیری ہڈی پسلی ایک کر کے تیری ساری ہیکڑی نکال دیتا۔۔

ولی زور سے اسے گلے لگاتا بولا تھا۔۔

عینا لب کاٹتی بھرائی نظروں سے اسے دیکھتی رہی جو اسے اگنور کر رہا تھا۔۔

چل اب۔۔وہ اسے خود سے الگ کرتے بولا۔۔

ہاں چل عین۔۔ولی عینا سے بولتا مرتسم کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔۔

عینا کی نم آنکھوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔وہ اسے ایسے اگنور کر گیا جیسے اسکا وجود وہاں ہو ہی نا۔۔

بھری آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر پھسلا تھا۔۔وہ سختی سے گال رگڑتی ولی کے پیچھے بڑھ گئ۔۔

وہ آیت کے ساتھ آکر کھڑی ہوئ تھی۔۔

ولی کے ساتھ بیٹھے مرتسم نے کن اکھیوں سے اسکی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھیں تھیں۔۔وہ ہونٹ بھینچ گیا۔۔

بسملا کریں مولوی صاحب!!عالم بابا نے کہا تو انکی آواز پر زہرہ نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔۔

لیکن پھولوں کی دیوار ہونے کی وجہ سے وہ اس پار دیکھ نا پائ۔۔

تب تک مولوی صاحب بھی ایات شروع کر چکے تھے۔۔

زہرہ نور شاہ ولد زاکر شاہ آپکا نکاح ولی احمد ولد زمان احمد سے سکا رائج الوقت پچاس لاکھ حق مہر کے عوض طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے۔۔

مولوی صاحب نے کہا تو زہرہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا اسے لگا جیسے اسکی سماعتوں نے کچھ غلط سنا ہو۔۔

لیکن اسکی ماں نے جب اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسکی سمجھ میں آیا کہ یہ سب پلان تھا۔۔

ایک آنکھوں ٹوٹ کر آکسی آنکھ سے پھسلا تھا۔۔

قبول ہے۔۔ اپنے ماں باپ کا چہرہ دیکھتے بھرائی آواز میں کہا تھا۔۔ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ابھی اٹھ کہ اسکا گریبان پکڑ لے۔۔

تینوں بار قبول ہے کہنے پر ولی سے پوچھا گیا۔۔ جسنے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

سائین کے بعد دعا کے لیئے ہاتھ اٹھے۔۔ ایجاب و قبول اور دعا کے بعد ہر طرف مبارک بعد کا شور اٹھا تھا۔۔

مرتسم نے، ارسل وجدان بھائی سب نے اسے گلے لگاتے مبارک باد دی تھی۔۔

زہرہ نے لب بھینچتے بہت مشکل سے خود کو رونے سے باز رکھا تھا ورنہ دل کر رہا تھا دھاڑے مار مار کر روئے اتنے بڑے دھوکے پر۔۔

جاؤ بچے اسے اندر لے جاو۔۔ اسکا حالت دیکھتے اسکی ماں نے اسکی کزن سے کہا تو وہ سر ہلاتی اسے لیے اندر کمرے کی جانب بڑھ گئ۔۔

وہ اسے چھوڑتی باہر چلی گئ جہاں اب ڈھول دھماکے شروع ہو چکے تھے۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی زہرہ کا ضبط ٹوٹ گیا گھونگھٹ الٹے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

غصے میں کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر ڈالی تھی۔۔

سب باری باری اسے مبارک باد دے رہے تھے۔۔

وہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے سب سے ملتا رہا۔۔

کچھ وقت تک جب سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ ارسل کو اشارہ کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

آخر کو اپنی سر پھری دلہن کو سبق جو سکھانا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

وہ اطمنان سے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا۔۔

زہرہ جو کمرے کے بعد اب اپنی حالت بگاڑنے والی تھی۔۔

دروازہ لوک ہونے پر انسے چونک کر دیکھا تھا۔۔

لیکن سامنے ولی کو دیکھتے انسے تھوک نگلا تھا۔۔

جبکہ ولی جیسے ہی لاک کرتے مڑا اسکی نظر جیسے تھم سی گئی ہو۔۔

اوف وائیٹ برائیڈل لہنگا جس پر گولڈن کام ہوا تھا۔۔برائیڈل میک اپ نے اسکے سانولے نقوش کو اس قدر حسین بنادیا تھا کہ وہ پلک تک نا جھپک سکا۔۔

ڈوپٹہ زہمن پر سلامی دے رہا تھا۔۔

بالوں کا جوڑا جو اب ڈھیلا ہو رہا تھا اس میں سے کچھ آوارہ لٹیں اطراف میں جھول رہی تھی۔۔

جبکہ ماتھے پر لگا ٹیکا چمک رہا تھا۔۔

تیکھی ناک میں بڑی سی نتھ تھی جسکا موتی لٹکتا اسکے ہونٹوں کو چھو رہا تھا جو سرخ لپسٹک سے مزین تھے۔

انسے گہری سانس چھوڑتے اسکے دو آتشہ حسن سے نظریں چرائے تھیں۔۔

وہ بلاشبہ آج غضب ڈھا رہی تھی۔۔ لیکن ولی کو پہلے اسے سبق سکھانا تھا۔۔

انسے ولی کو حوس پرست کہتے اسکی پاکیزہ محبت کو گالی دی تھی جسکا انجام ابھی اسے بھگتنا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ا۔اپ یہاں ک۔کیا کر رہے ہیں۔۔وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔

اسکی گہری نظریں اپنے وجود پر دیکھتے چہرہ خود بہ خود شرم سے گلابی ہوا تھا۔۔

ڈوپٹے کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو وہ بیڈ کے نیچے پڑا تھا۔۔وہ لب دبا کر رہ گئ۔۔

ولی کچھ بھی کہے بغیر اسکی طرف بڑھا۔۔

زہرہ اسے اپنے طرف آتے دیکھتے پیچھے کو ہونے لگی۔۔

د۔دیکھیں۔وہیں۔ر۔رک۔ج۔وہ انگلی اٹھا کر اسے بولتی ابھی اپنی بات مکمل کرتی کے ولی نے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے الگی۔۔۔

دیکھنے ہی تو آیا ہوں۔۔اور بہت اچھے سے دیکھوں گا۔۔وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

زہرہ اسکی جسارت پر سرخ پڑی تھی۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔

اسکے ہلنے پر ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں چھنکی تھیں اور نتھ کا موتی اسکے لبوں پر بوسے دینے لگا۔۔

ولی نے مبہوت ہوتے اسے دیکھا تھا۔۔

لیکن اسکی مسلسل مزاحمت پر وہ ہوش میں لوٹا تھا۔۔

اسنے گھور کر اسے دیکھا۔۔

ایسے کیسے ابھی تو مینے تمہیں تمہارے الفاظ پر عمل کر کے بھی نہیں دکھایا۔۔اسکی مزاحمت دیکھ ایک بار پھر سے وہی الفاظ یاد آئے تو وہ تیش سے بولا تھا۔۔

ہم تو کیا کہہ رہی تھی حوس پرست ہوں میں۔۔تم سے بس اپنی حوس پوری کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

وہ اسکی تھوڑی دبوچتا غرایا تھا۔۔اسکے ایسے کرنے پر زہرہ کے لب اسکے لبوں کے بہت پاس ہو گئے تھے۔۔

جبکہ زہرہ اسکی گرفت پر کسمسائی تھی۔۔اسے اپنے کہے گئے لفظوں کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔۔اسنے کچھ کہنا چاہا لیکن اسکے ہونٹ لرز گئے۔۔

جواب دو مجھے۔۔ولی نے اسکی کمر پر گرفت مضبوط کرتے کھینچ کر اسکا چہرہ اپنے پاس کر لیا۔۔

ن۔ نہیں۔۔وہ لرزتی آواز میں بولتی شدت سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔انسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے پھسلے تھے۔۔

م۔میں ایسان۔۔وہ ابھی کچھ کہتی لیکن ولی تیزی سے اسکی بات کاٹ گیا۔۔

کوئی بات نہیں بے بی آج تمہیں بہت اچھے سے بتاؤں گا حوس پوری کرنا کسے کہتے ہیں۔افٹر آل آج میں وہی تو کرنے آیا ہوں۔۔اپنی حوس پوری۔۔وہ ایک ایک لفظ پر دباؤ دیتا بولا تھا۔۔

جبکہ وہ بے بسی اور شرمندگی کے احساس سے بری طرح سے رو پڑی۔۔

ولی نے اسکے رونے پر لب بھینچے تھے وہ ابھی بھی اس سے اپناڈر شئیر نہیں کر رہی تھی۔۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ اس سے اپنی فیلینگس شیئر کرے اسے بتائے کہ وہ ڈر گئی تھی کسی اور کی ہونے سے۔۔

ولی نے اسکی نتھ سے لٹکتے موتی کو غصے سے گھورا تھا جو مستقل اسکے لبوں کو چھو رہا تھا۔۔اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکے نتھ اتار دی۔۔

زہرہ اسکی حرکت پر کانپ گئی۔۔

تم تو ابھی سے رونے لگی ابھی تو ابھی تو مینے حوس دکھانی شروع بھی نہیں کی۔۔بے باکی سے اسکی کمر میں انگلیاں چلاتے وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔

س۔س۔۔اس سے پہلے کہ وہ سائیں کہہ کے اسے بے بس کر دیتی وہ جھکا تھا اور پوری شدت سے اسکی سانسیں خود میں انڈیلنے لگا۔۔

اسکے پہلے لمس پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔وہ مزاحمت نا کر سکی۔۔

زہرہ اسکے اتنی شدت سے اپنے لبوں پر جھکنے سے لڑکھڑائی تو ولی اسے دیوار سے لگا گیا۔۔

ولی مدہوش سا اسکے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔

لمحہ بالمحہ بڑھتی شدت سے اسکی سسکیاں نکلی تھیں جو ولی کے ہونٹوں میں ہی دب رہی تھیں۔۔

جبکہ زہرہ نے اسکی اتنی شدت پر مزاحمت کی تھی۔۔

ولی نے اسکے الفاظ یاد کرتے بے رحمی سے اسکے نچلے لب پر دانت گاڑھتے تھے۔۔

وہ پیچھے ہوا تو دونوں کی سانس بری طرح سے پھول رہی تھی۔۔۔وہ لرزتی کانپتی اسکے سینے پر سر رکھے رونے لگی۔۔

جبکہ ولی اب اسکی گردن پر جا بجا اپنی شدت بکھیرتا اسے سسکنے پر مجبور کرنے لگا۔۔

زہرہ نے شدید مزاحمت کی لیکن ولی اسکی کمر کے گرد گرفت بڑھاتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

زہرہ اب اونچی آواز میں رونے لگی۔۔

سائیں۔۔ولی نے اسکی گردن پر دانت گاڑھے تو سسک کر اسے پکار بیٹھی۔۔

ولی اسکی گردن سے چہرہ نکالے اسے دیکھنے لگا۔۔جو سرخ بھیگا چہرے سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

پتہ چلا ہوس کسے کہتے ہیں۔۔وہ اسکی تھوڑی دبوچتا بولا تھا۔۔

جبکہ زہرہ کچھ کہنے کی کوشش کرتی یکدم اسکے پاؤں پر پاؤں رکھتی اسکے لبوں سے لب جوڑ گئی۔۔

ولی اسکی پیش قدمی پر ساکت ہوا تھا۔۔

زہرہ کو اپنی بے باکی کا احساس ہوا تو وہ فورا سے پہلے چہرہ پیچھے کر گئ۔۔

س۔سائیں۔ مینے جو بھی ب۔بولا غ۔غصے میں بولا تھا۔۔

م۔میں ڈر گئ تھی۔۔م۔مجھے لگا میں ا۔اپکو۔ہمیشہ کے لیئے کھو دوں گی۔۔

غ۔غلطی آپکی بھی ت۔ تھی۔۔اپنے مجھے کیوں۔د۔دھوکے میں رکھا۔۔اتنی ازیت دی۔۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھے ہچکیوں سے روتی بمشکل بولی تھی۔۔

ولی کے لبوں پر ہلکا سا تبسم پھیلا تھا۔۔ لیکن زہرہ کے دیکھنے سے پہلے وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کر چکا تھا۔۔

اسنے نرمی سے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔

ڈر کیوں گئ تھی۔۔جبکہ تم خود ہی تو مجھ سے دور جانا چاہتی تھی۔ازیت کس بات کی تمہیں تو خوشی ہونی چاہئیے تھی تمہاری ہمیشہ کے لیئے مجھ سے جان چھوٹ جاتی۔۔

تمہیں تو اپنی نئ زندگی کے لیئے خوش ہونا چاہئیے تھا۔۔

وہ نرمی سے اسکے آنسو صاف کرتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

زہرہ نے بھیگی شکوہ کرتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

بولو جواب دو مجھے۔۔کیوں ڈر گئ تھی۔۔

وہ اسکی کالی آنکھوں میں اپنی گہری کالی آنکھیں گاڑھتا بولا تھا۔۔

زہرہ نے ایڑھیاں اٹھاتے اسکے گلے میں بانہیں ڈالیں تھیں۔۔وہ اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا یا گئ۔۔

ولی سانس تک روک گیا۔۔

ک۔کیونکہ میں ا۔اپکے سوا کسی کی نہیں ہونا چ۔چاہتی تھی۔۔

م۔میں ا۔اپکو ک۔کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔

م۔مجھے ن۔نہیں پتا ک۔کیوں۔۔ل۔لیکن میں ا۔اپکے بغیر مر جاتی سائیں۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بولی تھی۔۔

ولی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے سنتا اسکے گرد گرفت مضبوط کر گیا۔۔

اور۔۔اسکا سر سہلاتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

م۔مینے آپکو کبھی غ۔غلط نہیں سمجھا۔۔میں۔ج۔جانتی ہوں اپنے ک۔کبھی مجھے گ۔گندی نظر سے نہیں دیکھا۔۔م۔میں بس غصے میں بول گئ تھی۔۔

ایم سوری۔۔پ۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔میں ا۔ایسا نہیں کہنا چاہتی تھی۔لیکن ا۔اپنے مجبور کیا تھا۔۔

وہ اسکی نرمی پاتے پگھلی تھی۔۔

وہ اسے اپنے حصار میں لیے کھڑا اپنی رگوں میں اترتے سکون کو محسوس کر رہا تھا۔۔

ا۔اپنے بھی تو مجھے ن۔نہیں بتایا تھا نا کہ میرا نکاح ا۔آپسے ہو رہا ہے۔۔

اسکی گردن سے چہرہ نکالتے اسکے خفگی سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

چہرہ ہنوز بھیگ رہا تھا آنسوؤں سے۔۔ولی مسکرایا تھا اسکی خفگی پر۔۔

اگر بتا دیتا تو پھر اعتراف محبت کیسے سنتا میں تم سے۔۔ولی اسکی بھیگی آنکھوں پر لب رکھتا گھمبیر تا سے بولا تھا۔۔

چاہتی ہو مجھے۔۔اسکے ماتھے پر لب رکھتے پوچھا۔۔

زہرہ نے گھبرا کر اسے دیکھا تھا۔۔وہ کب سے بے باکی سے اسکے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔

بولو۔۔چاہتی ہو مجھے۔۔محبت کرتی ہو نا مجھ سے۔۔ولی اسکے تھوڑی اٹھائے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

ہاں۔۔چاہتی ہوں آپکو۔بہت سے بھی بہت اتنی کے میری چاہت کے اب کوئی حد نہیں رہی سائیں۔۔

بہت، بہت محبت کرتی ہوں آپسے۔۔

سرخ پڑتے اسکی آنکھوں میں دیکھتے زہرہ نے اعتراف کیا تھا۔۔

کب سے۔۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا۔۔

تب سے جب سے پہلی بار آپکو دیکھا تھا۔۔آپکی آنکھوں میں اپنے لیے عزت دیکھی تھی۔۔

تب سے جب آپنے پہلی بار اظہار کیا تھا۔۔

تب سے جب سے اپنے مجھ پر حق ناہوتے ہوئے بھی حق جتانا شروع کیا تھا۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رندھے لہجے میں بولی تھی۔۔

آج وہ ہر اعتراف کر دینا چاہتی تھی۔۔جو بوجھ سالوں سے اپنے دل پر لیے گھوم رہی تھی وہ بوجھ اسکے سینے پر سر رکھے ہلکا کرنا چاہتی تھی۔۔

ولی نے اسکا اعتراف محبت سنتے بے اختیار جھکتے اسکا ایک ایک نقش چوما تھا۔۔محبت سے عقیدت سے۔۔

زہرہ کے چہرے پر اسکی قربت کے کئی رنگ کھلے تھے۔

ا۔اپ کرتے ہیں نا مجھ سے م۔محبت۔۔؟وہ آنکھوں میں انجانا ساخوف لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

کہیں وہ اس سے بدگمان تو نہیں ہو گیا تھا۔۔

ولی نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

جبکہ زہرہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔۔

محبت نہیں عشق کرتا ہوں تم سے سائیں کی جان۔۔ میری محبت، عشق، جنون، دیوانگی سب کی حدیں بس تم سے شروع ہوتے تم پر ہی جا کے رکتی ہیں۔۔

وہ اسکے سر سے سر ٹکائے محبت سے بولا تھا۔۔

زہرہ نم آنکھوں سے مسکراتی اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔

❤❤❤❤

وہ جب سے آیا تھا اسکو اگنور کر رہا تھا یوں جیسے عینا یہاں ہے ہی نہیں۔۔

تھوڑی دیر پہلے جو چہرہ کھلا ہوا تھا اب وہ پھیکا پڑ چکا تھا۔۔ چہرے کی مسکراہٹ ماند پڑ چکی تھی جبکہ بھوری آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تیر رہی تھی۔۔

مرتسم نے آج تک اسے کبھی ایسے اگنور نہیں کیا تھا۔ نا ہی اس سے ناراض ہوا تھا۔۔

بلکہ اسنے تو کبھی اگنور کیا ہی نہیں تھا۔۔ لیکن آج۔۔ آج وہ اس سے ایسے لاتعلق پھر رہا تھا جیسے جانتا ہی نا ہو۔۔

وہ دل برداشتہ ہوتے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی لیکن وہاں کی تنہائی سے گھبرا کر باہر آ گئی۔۔

وہ بھوری آنکھوں میں نمی لیے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اچانک سے اسکا پیر پھسلا اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل سیڑھیوں سے گرتی دو مضبوط بازو اسے اپنے حصار میں لے گئے۔۔

عینا کی ہلکی چیخ نکلی تھی۔۔

مرتسم جو اسی کا پیچھا کرتا اندر آیا تھا۔ اسے گرتے دیکھ مرتسم نے تیزی سے اس تک پہنچتے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹا تھا۔۔

عینا نے خوف سے کانپتے آنکھیں کھولیں تھی۔۔

لیکن سامنے مرتسم کو دیکھ وہ تیزی سے پیچھے ہوئی تھی۔۔

دھیان کہاں تھا اپکا۔۔ سہی سے نہیں چل سکتیں ہر وقت ادھر ادھر گر کے چوٹ لگوانا ضروری ہوتا ہے۔۔

وہ سختی سے بول رہا تھا۔۔

اسکی بھوری آنکھیں جو پہلے ہی ہلکی نم تھیں اسکی ڈانٹ سے آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔۔ بھوری آنکھوں سے بھل بھل کر پھسلتے آنسو مرتسم کی زبان کو بریک لگا گئے۔۔

اسنے بے بسی سے آنکھیں مینچتے گہری سانس چھوڑی تھی۔۔

جبکہ عینا بے دردی سے گلابی گال رگڑتی اس سے پہلے کہ وہاں سے بھاگ جاتی۔۔

اتنی ہی تیزی سے مرتسم نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

وہ ایک جھٹکے سے اسکی بانہوں میں آسمائی۔۔

لیکن جتنی شدت سے مرتسم نے اسکو اپنے مضبوط حصار میں لیا تھا اتنی ہی شدت سے عینا نے مزاحمت کی تھی۔۔

وہ بری طرح سے اسکے حصار میں مزاحمت کرتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے اسکی مزاحمت کو دیکھا تھا۔

جبکہ اسکا مضبوط حصار توڑنا اس نازک جان کے بس میں کہاں تھا۔۔اس لیے جب اسکا حصار ناتوڑ پائی تو زرا سا اونچا ہوتے غصے سے اسکے کندھے پر دانت گاڑھے دیے۔۔

مرتسم لب بھینچ گیا۔۔

جبکہ عینا پوری شدت سے اسکے کندھے پر دانت گاڑھے ہوئے تھی جب تک اسکے سفید کرتے پر سرخ دھبے نا بن گئے۔۔

وہ اسکا سفید کرتا سرخ ہوتے دیکھ گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

مرتسم اسکے دیے میٹھے سے درد کو انجوائے کر رہا تھا۔۔

بس۔۔اسے سکون سے کھڑے دیکھ مرتسم نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

جبکہ عینا خفگی سے چہرہ موڑ گئی۔۔بھوری آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گلابی عارض پر بکھرے تھے۔۔

جبکہ وہ اپنے بےلگام ہوتے آنسو سے زچ ہوتی سختی سے گال رگڑ گئی۔۔

مرتسم نے اسکی اس بے حسی پر تیزی سے اسکے ہاتھ تھامے تھے۔۔

اسکے ہاتھ ہٹاتے نظر اسکے گال پر گئ جسے وہ رگڑ پر سرخ کر چکی تھی۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھوں کو گھورا تھا۔۔نرمی سے اسکے گال کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے سہلایا۔۔

وہ عارض پر ہوتی جلن سے نچلا لب سختی سے دانتوں تلے دبا گئ۔۔

مرتسم نے جھک کر اسکے دائیں گال پر نرمی سے لب رکھے۔۔پھر وہی عمل اسکے بائیں گال پر کیا۔۔

جبکہ عینا نے دانتوں کا دباؤ بڑھا دیا۔۔اتنا کے اپنا ہونٹ خود ہی زخمی کر بیٹھی۔۔

مرتسم نے سیدھے ہوتے اسکے لبوں پر ہوتے ظلم کو دیکھتے اس بار سخت نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

تیزی سے ہاتھ اٹھاتے اسکے لب آزاد کروایے تھے۔۔جو وہ پوری طرح زخمی کر چکی تھی۔۔

مرتسم ابھی کچھ کہتا کہ اسکی نظر اپنے سینے پر رکھے اسکے ہاتوں سے ہوتے بازوں پر گئ۔۔

جہاں پر گہری خراشیں لگی تھیں۔۔اسے سمجھنے میں پل نہیں لگا کہ وہ اسنے جان بوجھ کر خود کو تکلیف دی ہے۔۔اسکا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا تھا۔۔

جبکہ عینا نے اسکی نظریں اپنے بازوں پر محسوس کرتے حلق تر کیا تھا۔۔

مرتسم نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔عینا اسکی آنکھوں میں غصے کی لالی دیکھتی اسکے کرتے کو مٹھیوں میں دبوچ گئ۔۔

مرتسم نے جھٹکے سے اسکے چاکلیٹی بال اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔گرفت اتنی نرم نہیں تھی کہ اسے محسوس ناہو جبکہ اتنی سخت بھی نا تھی کہ اسے تکلیف ہو۔۔

آئیندہ اگر اپنے خود زرا سی بھی تکلیف دینے کا سوچا بھی عین تو یقین مانیے میں اپکے اس نازک وجود پر اتنی شدتیں لوٹاوں گا کہ ہر کروٹ پر آپکی آہ نکلے گی۔۔

عینا جو اسکی بے رحم پکڑ پر جو عینا کو بے رحم لگی تھی پر کراہ کر رہ گئ تھی اسکے بے باکی سے بولے گئے لفظوں پر سرخ پڑتے سختی سے آنکھیں مینچ گی۔۔

جبکہ لمحہ با اسکی سخت ہوتی گرفت سے اسکی سسکی نکلی تھی۔۔

مرتسم اپنے غصے پر لعنت بھیجتا اسکی سسکی پر اسکے بال چھوڑ گیا۔۔لیکن اپنے حصار سے آزاد نہیں کیا۔۔

آنکھیں کھولیں۔۔سختی سے کہا۔۔

لیکن وہ اور سختی سے آنکھیں بند کر گئ۔۔نا صرف آنکھیں بند کر گئ بلکہ نچلے لب کو پھر سے دانتوں تلے دبا گئ جو پہلے ہی زخمی تھا۔۔اسنے یہ صرف خود کو رونے سے روکنے کے لئیے کیا تھا۔۔

لیکن مرتسم نے غصے و تیش سے اسے دیکھا تھا جو ہمشیہ اسکی بات کی نفی کرتی اپنی ضد منواتی تھی۔۔

میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھائیں عین ورنا۔۔

وہ اسکے لبوں کو آزاد کرواتا غصے سے بول رہا تھا جب عینا نے غصے میں اسکی بات کاٹی تھی۔۔

ورنا ورنا کیا کریں گے اپ۔۔وہ غصے سے بولی تھی۔۔

وہ جو اسکی غصے سے سہم گئ تھی لیکن پھر وہی ازلی غصہ عود آیا جو ہمیشہ مرتسم کے سامنے ہی آتا تھا۔۔وہ جانتی تھی وہ اس پر ایک حد تک ہی غصہ کر سکتا تھا جو وہ کر چکا تھا۔۔لیکن اسکے سامنے ہیمشہ ہار جاتا تھا۔۔

وہ اسکی کمزوریوں سے اچھے سے واقف تھی۔۔

اسکی گرفت نرم ہوتے وہ جھپٹ کر اسکے حصار سے نکلی تھی۔۔

بتائیں ورنا کیا کریں گے اپ۔۔مار پیٹ کریں گے،باقی مروں کی طرح زور زبردستی کریں گے بولیں کیا کریں گے اپ۔۔

نازک ہاتھوں سے اسے دھکا دیتے چلائ تھی۔۔

جبکہ مرتسم اسے دھکے سے زرا سا بھی نہیں ہلا۔۔

بتائیں نا کیا کریں گے۔۔آپکو بس حکم چلانا آتا ہے منمانی کرنی ہے۔۔

جسے دیکھو وہ عینا کی غلطی نکالا کر چلا جاتا ہے۔۔کسی کو عینا کے جزبات اسکی فیلینگز سے کوئ فرق نہیں پڑتا۔۔

ہر کوئ اپنا غصہ اتار کے سارا الزام عینا کے سر پہ ڈال کے چلا جاتا ہے۔۔

وہ بھیگی آواز میں چلائ تھی۔۔

مرتسم نے پریشانی سے اسکا ریئکشن دیکھا تھا۔۔وہ اچانک سے ایسے کیوں کہہ رہی تھی۔۔

عین کیا ہوا ہے آپکو اپ۔۔وہ اسے تھامنے کی کوشش کرتا بولا تھا۔۔

لیکن اسکے قدم آگے بڑھاتے ہی عینا نے سامنے پڑا واس تیزی سے اسکے قدموں میں پھینکا تھا۔۔

مر گئی عین۔۔کسی کا کوئی واسطہ نہیں عین سے۔۔جائیں آپ بھی چلیں جائیں یہاں سے۔۔

عین تو بس بے جان گڑیا ہے جسے جو جب، جیسے۔مرضی کچھ بھی کہہ لے اسے کونسا ہرٹ ہوتا ہے۔۔

اسے جیسے مرضی اگنور کر لے۔۔۔اسمیں کونسا دل ہے۔۔ہے نا اسکی تو کوئی فیلینگز ہی نہیں ہیں۔۔

وہ حال میں پڑی ہر چیز تہس نہس کرتی چلائی رہی تھی۔۔

یہاں تک کے اسکا گلا بھی بیٹھ چکا تھا سانس بھی بری طرح سے پھولا تھا۔۔

مرتسم اسکی بگڑتی حالت کے سبب تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

عین۔۔عین میری بات سنیں۔۔کیا ہوا ہے کسی نے کچھ کہا ہے اپکو۔۔بتائیں مجھے کسنے کہا ہے۔۔میں ہوں نا۔۔شاہ۔ہیں شاہ سبکو سزا دیں گے۔۔

پلیز ایسے خود کو تکلیف مت دیں۔۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اسکے جانب بڑھتا بے بسی سے بول رہا تھا۔۔

جبکہ عینا نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ ہاتھ میں پکڑا اکشن نیچے پھینکتی خود بھی نیچے گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

مرتسم تیزی سے اس تک پہنچتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

عین میری جان۔۔مجھے بتائیں کیا ہوا۔۔

میری وجہ سے ہرٹ ہوئی ہیں تو ایم سوری۔۔ ریلی ریلی سوری میری جان مجھے معاف کریں۔۔ لیکن پلیز ایسے مت کریں۔۔وہ جا بجا اسکے سر پر لب رکھتا بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

ک۔کسی کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔س۔سارا قصور عین کا ہے۔۔ساری غلطی عین کی ہے۔۔ انو مر گئی۔۔مہر کا قصور تھا،مہر زندہ رہی وہ بھی مہر کا قصور تھا،مہر کو جیتے جی مار کر عینا بنا دیا وہ عینا کا قصور تھا۔۔ آپکی زندگی میں آنا بھی میرا قصور تھا،زینی کے حق پر ڈاکا ڈالنا وہ بھی میرا قصور تھا،ا۔اپکی لائف میں جو پرابلمز ہوئی وہ بھی عینا کا قصور تھا،ی۔یہ عینا مر کیوں نہیں جاتی۔۔

وہ قاسم بابا کے الفاظ یاد کرتے دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔۔

بتائیں شاہ کیوں نہیں مرتی، آخر کیوں نہیں مر جاتی یہ عینا کیوں زندہ ہے۔۔ک۔کیا اتنی بری ہے کہ موت بھی اسے نہیں اپناتی۔۔وہ ہزیانی ہوتی چلائی تھی۔۔

مرتسم نے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔۔کچھ تو ہوا تھا اسے جو وہ نہیں بتا پا رہی تھی جو اسے اندر ہی اندر مار رہا تھا۔۔

عین ادھر دیکھیں آپکا کوئی قصور نہیں کسی چیز میں کوئی قصور نہیں،، اپ تو میری جان ہیں آپکی وجہ سے کیوں مجھے کوئی پریشانی ہو گی۔۔ آپ مرتسم میر شاہ کی زندگی ہیں آپ مر گئی تو میں کیسے جیوں گا۔۔

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتا محبت سے بولا تھا۔۔

نہیں وہ تیزی سے نفی میں سر ہلا گئ۔۔م۔میں کسی کی جان نہیں ہوں،منحوس ہوں میں منحوس جو پہلے اپنی دوست کو کھا گئ،ایک بنا بنایا گھر اجاڑ دیا م۔میں آپکو آپکو مار دوں گی،آپ،آپ جائیں یہاں سے جائیں۔۔۔

وہ پھر سے چیخی تھی گلے میں خراشیں پڑ چکی تھی اسکا سانس اکھڑ رہا تھا لیکن آج وہ مضبوط بنی کھڑی تھی وہ اپنے استھما پر بھاری پڑ رہی تھی۔۔

ا۔اپکو میری قسم ہے ج۔جائیں۔۔وہ بے بسی سے چلائ۔۔

بس۔۔چپ بلکل چپ ایک اور لفظ نہیں اب۔۔آپ ہر بار مجھے اپنی قسم سے یوں بے بس نہیں کر سکتی ہیں ہر گز نہیں۔۔۔اسے دونوں بازوں سے تھامتا وہ اپنی پوری قوت سے چلایا تھا۔۔

آپ جانتی بھی ہیں میں آپکو اس حالت میں کیسے دیکھ رہا ہوں۔۔اپکا بار بار خود کو تکلیف دینا مرتسم میر شاہ کی روح تک کو محسوس ہوتا ہے۔۔ابھی یہاں آپکا بولا گیا ایک ایک لفظ میری دل پر خنجر کی مانند چھبا ہے۔۔وہ جنونی انداز میں چلایا تھا۔۔

وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔۔

مہرماہ حسن شاہ آخر کیوں نہیں سمجھتی ہیں آپ۔۔

مرتسم میر شاہ آپ سے ہے۔۔

سالوں پہلے آپکو اس حالت میں کیسے دیکھا تھا یا تو میں جانتا ہوں یا میرا خدا لیکن ان سب میں آپکا کوئ قصور نہیں تھا، نا ہے۔۔

کیوں خود کو ازیت دیتی ہیں۔۔وہ آخر میں بے بسی سے چلا پڑا۔۔

جبکہ وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

تو پھر انہوں نے ایسا کیوں کہا شاہ۔۔وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔۔

کسنے۔۔ مرتسم نے تیزی سے پوچھا تھا وہ جانتا تھا کہ اسے ضرور کسی نے کچھ نا کچھ تو کہا تھا کچھ تو ہوا تھا اسے۔۔

جبکہ وہ اب چونک کر اسکا چہرہ دیکھنے لگی جبکہ آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر لہرا گیا۔

❤❤❤❤

وہ ماما کے کہنے پر اندر رکھے گفٹس لینے جا رہی تھی لاؤنج کے دروازے پر وہ کسی سے ٹکرائ تھی۔۔

سوری، سوری ایم سو سوری میں۔۔وہ نیچے گرے سامان کو دیکھتی تیزی سے بولی ابھی اسنے سر اٹھایا ہی تھا کہ سامنے قاسم بابا کو دیکھتے وہ اچانک چپ ہو گئ۔۔

سلام بابا!!وہ ہچکچاتے بولی تھی۔۔وہ انجان تھی کہ قاسم بابا کب ائے۔۔

جبکہ قاسم بابا اسے گھور رہے تھے۔۔

سوری بابا غلطی سے ٹکرا گئی میں جلدی سے میں تھی وہ نیچے گرے سامان کو دیکھتی دھیمے لہجے میں بولی۔۔

غلطی کرنا تو تمہارا کام ہے۔۔ جسکی قیمت ہر بار میرے بیٹے کو چکانی پڑتی ہے۔۔وہ غصے سے اسے دیکھتے بولے تھے۔۔

عینا نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔۔
بابا آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔ مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوئی ہے۔۔
وہ روہانسے لہجے میں بولی تھی۔۔
تم نے سب سے بڑی غلطی تو میرے بیٹے کی زندگی میں آکے کی ہے۔۔اس سے بڑھ کر اور کونسی غلطی ہو گئی تمہاری۔۔
وہ غصیلے لہجے میں بولے تھے۔۔

عینا نے بھرائی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

لیکن کیوں بابا مینے کیوں غلطی کر دی۔۔ آپ لوگ ہی تھے مجھے اپنی بیٹی کہنے والے تو پھر اس ناراضگی اور غصے کی وجہ۔۔ وہ روہانسے لہجے میں بولے تھے۔۔

وہ ہماری غلطی تھی تو جو تمہارا ماضی جان کر کر اور جانے بغیر بھی تمہیں اس قدر پیار دیتے رہے۔۔ وہ حقارت سے اسے دیکھتے بولے تھے۔۔

عینا نے ساکت ہوتے انکے لہجے کو محسوس کیا تھا۔۔

میرا ماضی آپ سب لوگ اس وقت بھی جانتے تھے بابا لیکن اب کیوں میرے ماضی کو بیچ میں لایا جا رہا ہے۔۔ وہ آنکھیں رگڑتے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔

کیا تم اپنے ماضی سے آگاہ ہو مہر ماہ شاہ۔۔ کیا تم جانتی بھی ہو کون ہو تم۔۔ تم تو۔۔

وہ نفرت وغصے سے بولتے اچانک چپ ہو گئے۔۔

عینا نے انکے لفظوں سے زیادہ انکے لہجے پر غور کیا تھا۔۔

وہ تو اپنا وہی دو سال پہلے کا ماضی ہی سمجھ رہی تھی کیا کوئی اور ماضی بھی تھا اسکا۔۔ وہ بس سوچ پر رہ گئی۔۔

باباجو کچھ بھی ہوا اس میں میرا کیا قصور تھا۔۔وہ آنسو روکنے کی کوشش کی ہلکان ہوتی بولی تھی۔۔

تمہارا قصور نہیں تھا تو میری بیٹے کا کیا قصور تھا جو اسکی قسمت تم سے جڑ گئ۔۔ لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گا اپنے بیٹے کی قسمت میں اب تمہیں رہنے نہیں دوں گا یاد رکھنا میری بات۔۔

وہ غصے سے غراتے وہاں سے چلے گئے۔۔

جبکہ عینا ساکت سی انکی آنکھوں میں پنپتی نفرت کو دیکھتی رہ گئ۔۔

❤❤❤❤❤

میں کچھ پوچھ رہا ہوں آپ سے۔۔مرتسم نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

عینا نے ساکت پلکیں جھپکتے اسے دیکھا تھا۔۔اسکے جھنجھوڑنے پر وہ حال میں لوٹی تھی۔۔ نفی میں سر ہلاتی وہ لڑکھڑاتی اٹھ کھڑی ہوئ۔۔

کچھ نہیں۔۔رندھے لہجے میں بولتے وہ گال رگڑتی تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی۔۔

عینا۔۔مرتسم اسکے پیچھے لپکا وہ سیکینڈ سے پہلے اسکے سامنے غائب ہوئ تھی وہ ابھی اسے ڈھونڈھتا لیکن سامنے کسی نے اسے روک لیا۔۔

وہ بامشکل انسے ایکسکیوز کرتا عینا کے پیچھے آیا لیکن وہ اسے کہیں نہیں دکھی۔۔

شٹ۔۔اسنے غصے سے سامنے پڑے ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔

❤❤❤❤

اگر تو یونہی مجھ سے لپٹے رہنے کا ارادہ ہے تو بتادو بیڈ پہ چلتے ہیں۔۔

ولی شرارت سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔۔

زہرہ کرنٹ کھا کر ہٹی تھی۔۔اپنی حالت دیکھتے وہ جھنپ گئ۔۔

اسنے تیزی سے رخ موڑا تھا۔۔

ولی اسکے شرمانے پر لب دبا گیا۔۔

کدھر۔۔اسے ڈوپٹہ اوڑھتے دیکھ وہ اسکا بازو پکڑ گیا۔۔

م۔میں نہیں آپ جائیں یہاں سے۔۔وہ سرخ چہرے سے بولی تھی۔۔

اتنی جلدی۔۔وہ اسے اپنی طرف کھینچتے بولا۔۔

زہرہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے الگی۔۔

ابھی تو تمہیں محسوس بھی نہیں کیا۔۔

جو اقرار محبت تم نے کیا ہے اسکا اظہار محبت بھی مینے نہیں کیا۔۔

اسکی کمر میں بازو ڈالتے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

س۔سائیں پلیز۔۔وہ جھنپ کر اسکا بازو ہٹانے کی کوشش میں بولی۔۔

اچھا ٹھیک ہے کچھ نہیں کر رہا لیکن پھر تمہیں کرنا ہو گا۔۔ اسکے بعد چلا جاؤں گا پکا۔۔

وہ آنکھوں میں چمک لیے بولا۔۔

کیا۔۔؟ زہرہ لرزتی پلکوں سے بامشکل بولی۔۔

وہی جو مجھے خاموش کروانے کے لیئے کیا تھا۔۔ وہ اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتا مخمور لہجے میں بولا۔۔

زہرہ سر تا پاؤں سرخ پڑ گئی۔۔ اسکے ہونٹ لرز گئے۔۔

ش۔ شرم تو ن۔ نہیں آتی اپکو۔۔ وہ اسکا ہاتھ ہٹھاتے کانپتے لہجے میں بولی۔

لو بھلا بیوی سے کیا شرم۔۔ وہ دائیں آنکھ ونک کرتا بولا۔۔

اب کرو کس شاباش۔۔ وہ اسے پچکارتے بولا۔۔

زہرہ نے سٹپٹاتے اسے دیکھا۔۔

سائیں آپ بہت بے شرم ہیں۔۔ وہ نظریں چراتے بولی تھی۔۔ جبکہ لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ تھی۔۔

ٹھیک ہے مت کرو میں کر لیتا ہوں۔۔ وہ کہتے اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔

قطرہ قطرہ اسکے سانس پیتے وہ زہرہ کو کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔

اپنے لبوں پر بھڑتی اسکی شدت پر زہرہ نے تڑپ کر اسکی قمیض مٹھیوں میں دبوچی تھی۔۔۔

اپنی طلب پوری کرتے وہ نرمی سے پیچھے ہوا۔۔

زہرہ نڈھال سی اسکے سینے پر سر رکھے اپنی سانس بحال کرنے لگی۔۔

وہ ابھی کچھ اور کہتا کہ دروازے پر ہوتی دستک سے وہ کسمساتی اسکی گرفت سے نکل ائی۔۔

باہر کوئی ملازمہ تھی جو ولی کو ارسل کا پیغام دیتی چلی گئ۔۔

ولی نے ایک نظر انگلیاں چٹخاتی زہرہ کو دیکھا۔۔

گہری سانس لیتے وہ اسکی طرف بڑھا۔۔

نکاح مبارک میری جان۔۔وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

زہرہ نور آج سے میری امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت کرنا تم پہ فرض ہے مجھے اپنی امانت پر زرا سی بھی خراش برداشت نہیں یاد رکھنا۔۔وہ سنجیدگی سے اسکے ہاتھ تھامتا بولا۔۔

زہرہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔۔

❤❤❤❤❤

عینا کہاں ہے ماما۔۔وہ زہرہ کو وہیں چھوڑتے لان میں واپس آگیا تھا۔۔کافی دیر تک اسے عینا نظر نہیں آئ تو وہ روحا ماما سے پوچھنے لگا۔۔

پتا نہیں بچے مجھے بھی کافی دیر سے نہیں دکھی۔۔

وہ بھی فکر مندی سے بولیں۔۔

اچھا آپ رکیں میں دیکھتا ہوں۔۔

وہ انہیں تسلی دیتا ابھی اسے ڈھونڈنے جاتا کہ وہ اسے دور سے بھیگے چہرے کے ساتھ دکھائی تھی۔۔

کہاں چلی گئی تھی۔۔ولی اسکے پاس آتا تشویش سے اسکے بھیگے چہرے کو دیکھتا بولا۔۔

تھک گئی تھی اس لیے بس فیس واش کرنے گئی تھی۔ میک اپ سے ایسے ہیوی ہیوی فیل ہو رہا تھا۔۔

ویسے بھی سب مہمان تو چلے ہی گئے ہیں۔۔اس لیے سوچا تھوڑا ریلیکس ہو جاوں۔۔وہ کندھے اچکاتی نارمل لہجے میں بولی۔۔

ہاں رات بھی گہری ہو رہی ہے۔۔

تم جاؤ شاباش آرام کرو۔۔ وہ اسکے ستے چہرے کو دیکھ بولا۔۔جو اسے کچھ اترا سا لگا لیکن فلحال اسنے پوچھنا مناسب نا سمجھا۔۔

عالم کہاں ہے ولی۔۔اچانک مڑ کر اس سے پوچھنے لگی۔۔

پتا نہیں نکاح سے پہلے ہی سے کسی کی کال آگئی تو وہ چلا گیا۔۔ ابھی تک تو نہیں آیا مینے فون بھی کیا تھا لیکن اسنے اٹھایا ہی نہیں۔۔

وہ متفکر لہجے میں بولا۔۔

پریشان مت ہو شائید کسی کام سے گیا ہو۔۔ولی اسکا چہرہ تھپتھپاتا بولا۔۔

عینا سر ہلاتے اندر کی طرف بڑھ گئ۔۔

وہ سب کے سامنے نارمل بیہو کر رہی تھی۔۔

قاسم بابابی جان کو لینے آئے تھے لے کر چلے گئے۔۔

باقی سب آج رات یہیں رکنے والے تھے۔۔

رات گئے تک سب تھکے ہارے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔۔

❤❤❤❤

صبح کی کرنے پر طرف پھیلیں لوگوں کی نیند میں مخل ہو رہی تھیں۔۔جہاں لوگ ابھی تک نیند کے مزے لوٹ رہے تھے وہیں وہ بکھری حالت میں سر جھکائے اس ایک قبر کے سرہانے بیٹھا تھا۔۔

آج فریحہ کو مرے تین دن ہو گئے تھے۔۔وہ تین دن سے یونہی اسکی قبر پر بیٹھا تھا۔۔

رات کو عیشاء کے وقت امن کے گارڈز زبردستی اسے گھر چھوڑ آتے لیکن صبح فجر ہوتے ہی وہ وہاں آن پہنچتا۔۔

ان تین دنوں سے اسے اپنا کوئی ہوش نہیں تھا۔۔وہ بس ساکت نظروں سے اسکی قبر پر بیٹھا رہتا تھا۔۔

پہلے دن تو جب اسے دفنایا جا رہا تھا تو وہ بپھر پڑا تھا۔۔اسکی قبر کی مٹی کھودتے وہ کوئی پاگل ہی لگ رہا تھا۔۔

اسے آج خدا کے انتقام کا پتہ چلا تھا۔۔اج وہ یونہی تڑپ رہا تھا جیسے اس وقت انوشے کے لیئے اسکے اپنے تڑپے تھے۔۔

وہ قبر پر تازہ گلاب رکھتے آنکھیں رگڑتے اٹھ کھڑا ہو چہرے پر ایک عزم تھا۔۔

❤❤❤❤❤

وہ جو آنکھیں موندیں راکنگ چیئر پر جھول رہا تھا۔۔

آنکھوں پر پڑتی اچانک روشنی سے اسنے چونک کر آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

نورین نے کھڑکی سے پردے ہٹاتے اسے دیکھا۔۔

نیلی آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے لیے وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔۔

کیا حشر کر لیا ہے تمنے۔۔بس ایک لڑکی کے پیچھے۔۔وہ ایک لڑکی ہی تو ہے امن آخر ایسا بھی کیا ہے اسمیں کہ اسکے پیچھے تم نے اپنی ساری سلطنت لوٹا دی ہے۔۔کہاں تم اٹلی کے بے تاج بادشاہ تھے اور کہاں آج بس فقیر بن کے رہ گئے ہو۔

تم نے آج تک میرے کہنے پر بھی نہیں چھوڑا تھا اپنا کام تو پھر آج کیوں بس ایک اس لڑکی کے لیئے۔۔

نورین اسکی بکھری حالت دیکھ ناپائی تو بول پڑی۔۔

امن نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

وہ بس ایک لڑکی ہوتی تو میں صبر کر جاتا نا آپی۔۔

وہ بس ایک لڑکی نہیں ہیں نا۔۔وہ تو زندگی بن گئ ہیں۔۔ میرے سانس لینے کی وجہ۔۔

وہ یہاں۔۔امن سینے پر انگلی رکھتا شدت سے چلایا۔۔

یہاں بس گئ ہیں۔۔میں کیا کروں کیسے نکالوں انہیں یہاں سے۔۔

میرا دل میرے بس میں نہیں۔۔ میں انہیں دیکھتا ہوں تو خود میں نہیں رہتا۔۔وہ مجھے ہیپناٹائز کر دیتی ہیں۔۔

میرا وجود انکے سامنے ساکت رہ جاتا ہے۔۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتی ہیں وہ بس ایک لڑکی ہیں۔۔ بس ایک لڑکی وہ شدت و جنون سے بولا تھا۔۔

نورین اسکے جنون پر دنگ رہ گئ۔۔

وہ شدت پسند تو تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ عینا کے معاملے میں وہ بے بس بھی تھا۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔

❤❤❤❤

غاز۔۔میں موٹی ہو گئ ہوں نا۔۔وہ اپنے بھرے بھرے وجود کو دیکھتے روہانسے ہوتے بولی تھی۔۔

غازی نے لیپٹاپ سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا۔۔

اسکے وجود کو دیکھتے وہ مسکرا دیا۔۔

نہیں تو بلکہ میری زر تو اب اور بھی کیوٹ ہو گئ ہے۔۔ کسنے کہا موٹی ہو گئ ہے۔۔ وہ محبت سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔

سچ میں میں آپکو موٹی نہیں کیوٹ لگتی ہوں۔۔ وہ فوراً سے چمکتی آنکھوں سے بولی۔۔

غازی نے مسکراتے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

وہ خوشی سے اچھلتی کہ غازی نے ایک ہی جست میں اسے پکڑا تھا۔۔

زر کیا کر رہی ہو۔۔ ابھی گر جاتی یا کچھ ہو جاتا تو۔۔ کم از کم اپنی حالت ہی دیکھ لو۔۔ وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہتا بیڈ پہ بٹھا گیا۔۔

زر نور نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔

آپکو پتہ ہے میرے اور نوشی کے درمیان شرط لگی تھی کہ اگر میں آپکو موٹی نا لگی تو وہ آج مجھے کڑی بنا کے کھلائے گی۔۔

وہ خوشی سے بولی۔۔

غازی نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔

اور تم مجھے موٹی کیوں لگو گی۔۔ اتنی نازک سی تو ہو تم۔۔ یہ تو بس پریگننسی کی وجہ سے گولو پولو ہو گئ ہو۔۔ ورنہ تو چڑیا بھی تمہیں اڑا لے جائے۔۔ وہ اسکی ناک دباتا بولا۔۔

زرنور نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔ آپکو لے جائے چڑیا۔۔ وہ اسکا ہاتھ پیچھے کرتی منہ بناتی بولی۔۔

غازی کا قہقہ گونجا تھا۔۔

اب میں آپکو گولو پولو لگتی ہوں آپ ہوتے پریگنینٹ تو میں بھی آپکو دیکھتی کیسے لگتے۔ آئے بڑے۔۔

وہ منہ بنا کر بولی تھی۔۔

غازی نے منہ کھولتے اسے دیکھا تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔۔

جبکہ زرنور کو اپنے لفظوں کا اندازہ ہوا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔۔

غازی نے اسے گھورا۔۔

ہاہاہاہاہاغازا اگر آپ پریگنٹ ہوتے تو آپکا بھی پیٹ اتنا بڑا۔۔وہ قہقہ لگاتی بولی تھی۔۔

غازی امیجین کرتے اچھل پڑا۔۔ استغفر للہ۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔

بلکہ زرنور اسکی بڑبڑاہٹ سنتے اور زور سے کھلکھلا پڑی۔۔

تم رکو میں بتاتا ہوں تمہیں گول گپا کہیں کی۔۔

اسے کمرے سے جاتے دیکھ وہ اسکے پیچھے بھاگا لیکن افسوس وہ نوشین کے پاس کچن میں جا چکی تھی۔۔

وہ دانت پیس کے رہ گیا۔۔

آیت۔۔ آیت کہاں ہو یار۔۔ وہ اسے صبح ہی فارم ہاؤس سے واپس لے آیا تھا اسے گھر چھوڑتے خود کسی ضروری کام سے چلا گیا۔۔

اب جب وہ گھر واپس آیا تو اسے آیت کہیں نظر نہیں آئی۔۔

جان ارسل کدھر ہو۔۔ وہ اسے آواز دیتا کچن میں دیکھنے لگا۔۔

اچانک اسے صوفے کے پیچھے سے عجیب سے آواز سنائی دی۔۔

ارسل نے حیرانگی سے وہ آواز سنی۔۔

وہ لاؤنج کے صوفے کے پیچھے گیا تو وہ وہاں بیٹھی زور و شور سے کسی چیز سے انصاف کر رہی تھی۔۔

آیت اسنے صدمے سے اسے پکارا تھا۔۔

جبکہ چارٹ کھاتی آیت نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

ارسل کو دیکھتے اسنے منہ میں بھرا نوالہ نگلتے تیزی سے پلیٹ میں بچی باقی کی چارٹ کھائی تھی۔۔

وہ ندیدوں کی طرح ایک نظر ارسل کو دیکھتی اور تیزی سے کھانے لگی۔۔

آیت کیا کر رہی ہو۔۔ وہ یک دم ہوش میں آتا چیخا تھا۔۔

لیکن تب تک وہ پلیٹ پوری خالی کر چکی تھی۔۔

وہ میں چارٹ کھا رہی تھی۔۔ منہ میں بھرا چارٹ نگلتے وہ معصومیت سے بولی۔۔

ارسل نے اسے گھورا تھا۔۔ڈاکٹر نے منع کیا ہے نا تمہیں ایسی چیزیں کھانے سے۔۔

اس دن بھی یہ کھٹی چارٹ کھائی تھی اور پھر گلا خراب ہو گیا تھا نا۔۔

وہ احتیاط سے اسے اٹھاتا چبا چبا کر بول رہا تھا۔۔

جبکہ آیت سکون سے صوفے پہ بیٹھی اسکی ڈانٹ سن رہی تھی۔۔۔

کیوں کرتی ہو ایسی حرکتیں۔ تم دن بہ دن شرارتی ہوتی جا رہی ہو۔۔ وہ اسے ڈانٹ رہا تھا جبکہ آیت کی نظریں ٹیبل پر پڑی کولڈ ڈرنک پر تھیں۔۔

ارسل۔۔ وہ چپ ہوا تو آیت نے معصومیت سے اسے پکارا۔۔

ارسل نے آئی برو اچکایا۔۔

وہ کولڈ ڈرنک تو پکڑا دیں۔۔ وہ سامنے پڑی کوک کی بوٹل کو اشارہ کرتی بولی۔۔

ارسل کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔ جب وہ پریگنٹ ہوئی تھی ارسل کو بہت پریشان کرتی تھی۔۔

ایسی چیزوں سے اکثر اسکا گلا خراب ہو جاتا تھا۔۔ اب سردیاں ختم ہو رہی تھیں لیکن پھر بھی وہ ابھی ایسی چیزوں سے احتیاط کرتا لیکن اسکی غیر موجودگی میں آیت کو موقع مل جاتا۔۔

وہ ابھی کچھ کہتا جب اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔

ولی کالنگ دیکھتے اسنے فون اٹھایا۔۔

ہاں ولی بول۔۔کان سے فون لگاتے اسنے ایت کو کولڈ ڈرنگ پکڑا دی۔۔

اوکے میں آرہا ہوں۔۔سامنے سے کچھ کہا گیا جس سے اسکے چہرے پر واضح پریشانی دکھائی دی تھی۔۔

آیت جو مزے سے کوک پی رہی تھی۔۔اسے پریشان دیکھتے سیدھی ہوئی۔۔

کیا ہوا ارسل۔۔اسے واپس جاتے دیکھ وہ پوچھے بغیر نا رہ سکی۔۔

کچھ نہیں جان ارسل ایک ضروری کام یاد آگیا ہے۔۔مجھے ابھی جانا ہوگا۔۔تم اپنا خیال رکھنا اور اب کوئی ایسی ویسی چیز مت کھانا۔۔وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔۔

رات تک شائید لیٹ ہو جاوں۔۔نادیہ (کئیر ٹیکر) کو یہاں آنے کا بول دوں گا۔۔

وہ عجلت میں بولتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

آیت پریشانی سے اسکی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔آخر ایسا کیا کام آگیا۔۔وہ سوچ کے رہ گئی۔۔

❤❤❤❤❤

ولی، عالم، ارسل اور مرتسم چاروہی خاموشی سے انکے سامنے بیٹھے تھے انہیں جو سننے کو ملا تھا وہ چارو ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔۔

وہ لوگ اس وقت ولی کے ریسٹورینٹ میں بیٹھے تھے۔۔

لیکن عینا آپ سے ملنے کے لیئے قطعی طور پر راضی نہیں ہوں گی۔۔ وہ بہت ناراض ہیں اپسے۔۔ مرتسم دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

تمہیں اسے راضی کرنا پڑے گا۔۔میں جانتا ہوں تم اسے منا لوگے۔ مقابل سے اطمینان بھرے لہجے میں جواب آیا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں کہ اسے ساری سچائی خود بتا دوں۔۔ اس بار میں اسے خود سے اور بدگمان نہیں کرنا چاہتا۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولے۔۔

لیکن ان چاروں کی نظریں اپنے سامنے کھڑے وجود پر ٹکی تھیں جو ساکت نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

عین۔۔سب سے پہلے مرتسم کو ہوش آیا تھا۔۔عینا کی ساکت پلکوں میں کوئی جنبش نا ہو۔۔

بابا۔۔اسکے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔

حسن بابا نے آج دو سال بعد اپنی جان سے پیاری بیٹی کا چہرہ دیکھا تھا۔۔

وہ بے تابی سے آگے بڑھے تا کہ اسے اپنی آغوش میں بھر سکیں۔۔ لیکن وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔

دل میں ایک قیامت برپا تھی۔۔

مہر میری بچی۔ حسن بابا نے تو جیسے اسے پیچھے ہٹتے دیکھا ہی نہیں وہ بے تابی سے آگے بڑھتے اسے گلے لگائے گئے۔۔

اسے خود سے لگائے وہ رو پڑے۔۔ جبکہ عینا ساکت کھڑی رہی۔۔

اسنے انکے گرد بازو نہیں باندھے۔۔

حسن بابا اب اسکا چہرہ سامنے کرتے کبھی اسکا سر چومتے کبھی ماتھے پر بوسہ دیتے تو کبھی ہاتھ چومتے۔۔

عینا پلکیں جھپک جھپک کر انہیں دیکھتی رہی۔۔ جیسے یقین کرنے چاہے رہی ہو کہ وہ جو دیکھ رہی ہے وہ سچ ہے۔۔

اسکی انکھ سے ایک آنسو بھی نا بہا تھا۔۔

وہ بے تاثر نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔۔

کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔ وہ یک دم پیچھے ہٹتی چیخی تھی۔۔

وہ چاروں جانتے تھے کچھ ایسا ہی ریئکشن دے گی وہ اس لیے خاموشی سے کھڑے رہے۔۔

جبکہ حسن بابا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مہر میں ہوں تمہارے بابا۔۔ میں تم سے ملنے آیا ہوں۔۔ تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔۔ دو سال بہت تھے تم سے دور رہنے کے لیے۔۔

وہ تڑپ کر بولے تھے۔۔

مہر عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔

اچھا تو آپکو یاد ہے کہ آپکی کوئی بیٹی بھی تھی۔۔ تب کیوں یاد نہیں آیا جب مجھے انجان لوگوں بیچ چھوڑ گئے تھے۔۔ وہ انہیں عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔

مرتسم کو شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

میں خوش ہوں یہاں بہت خوش۔۔۔ آپکو نہیں آنا چاہئیے تھا۔۔ واپس چلیں جائیں اپنی زندگی میں اور مجھے میرے زندگی میں خوش رہنے دیں۔۔ میرا اب آپ لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔ جبکہ وہی جانتی تھی کہ دل کیسے تڑپ رہا تھا۔۔

مہر میرا بچہ مجھے معاف کر دو۔۔ اگر اس وقت تمہارا سہارا بن کے کھڑا رہتا تو شائید کبھی تمہیں واپس زندگی کی طرف لا پاتا۔۔ میں تمہارے ساتھ تمہاری ماں کو بھی کھو دیتا۔۔

میں مجبور تھا بچے مجھے معاف کو دو۔۔ وہ تڑپ کر فریاد کرنے لگے۔۔

مہر کی آنکھیں جلنے لگیں ماں کے زکر پر۔۔

وہ پوچھنا چاہتی تھی آئیں ہیں تو میری ماں کو کیوں نہیں لائے۔۔ کہاں ہے وہ۔۔ کسی کیں۔۔ کیا مجھے یاد کرتی ہیں۔۔ لیکن وہ ہونٹ بھینچے انہیں دیکھتی رہی۔۔

مہر تمہارا باپ بوڑھا ہو گیا ہے۔۔ وہ اب تمہارے پیچھے نہیں بھاگ سکتا۔۔ تمہاری ماں تمہارے غم میں نیم پاگل ہو گئی ہے۔۔

ان بوڑھوں پر رحم کرو۔۔ یہ بے اعتنائی برداشت نہیں کر سکتا میں۔۔وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے روتے ہوئے بولے تھے۔۔

وہ چاروبے چین ہو اٹھے انہیں یوں دیکھ کر۔۔

عینا کرنٹ کھا کر انکی طرف بڑھی تھی۔۔

ی۔یہ کیا کر رہے ہیں اپ۔۔وہ تیزی سے انکے جڑے ہاتھ تھامتی بولی تھی۔۔۔

مہر کی جان بھی آپ پر قربان بابا۔۔یہ گناہ مت کریں۔۔وہ انکے جڑے ہاتھوں پر عقیدت سے بوسہ دیتی بولی تھی۔۔

کچھ بھی ہو وہ ایک بیٹی تھی۔۔جو اپنے بابا سے ناراض سہی لیکن انہیں یوں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

مجھے معاف کر دو مہر۔۔اپنے اس ظالم باپ کو معاف کر دو میری بچی۔۔وہ اسے سینے سے لگاتے رو پڑے۔۔

مہر کا ضبط بھی ٹوٹ پڑا۔۔

وہ انکے سینے سے لگتی بلک بلک کر رو دی۔۔

اپنے اچھا نہیں کیا بابا۔۔وہ بس یہی بولی تھی۔۔مرتسم اسے روتے دیکھ چہرہ موڑ گیا۔۔

وہ زندگی میں ہمیشہ اس موڑ پر آکر بے بس ہو جاتا تھا جب وہ روتی تھی اور اسے روتے دیکھنا اسکے بس سے باہر تھا۔۔

ارسل نے اسکے کندھے پر ہاتھ اسے تسلی دی تھی۔۔

ولی اور عالم خاموشی سے انہیں دیکھتے رہے۔۔

کچھ دیر بعد وہ انسے الگ ہوئ۔۔

ماں۔۔۔ماں کہاں ہیں کیسی ہیں وہ، مجھے یاد تو کرتی ہیں ہیں۔۔ میں یاد ہوں نا انہیں۔۔ وہ بے تابی سے انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی پوچھ رہی تھی۔۔

حسن بابا چونک کر اسے دیکھنے لگے۔۔

ماں۔۔ وہ زیر لب بڑبڑائے۔۔

ہاں ماں۔۔ میری ماں۔۔ عینا کسی بچے کی طرح تیزی سے اثبات میں سر ہلاتی بولی تھی۔۔

حسن بابا سمیت وہ چاروں بھی فق ہوتے چہرے سے اسے دیکھنے لگے۔۔

❤❤❤❤

بابا بولیئے نا کہاں ہیں ماں، کیسی ہیں وہ۔۔

عینا نے انکا بازو ہلایا۔۔

عین۔۔ اٹھیں انکل کو گھر لے چلیں دیکھیں انکی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔

مرتسم جلدی سے اسکے پاس بیٹھتا بولا۔۔

عینا نے انکے چہرے کو دیکھا وہ اسے واقعی ٹھیک نہیں لگے۔۔ بوڑھے ہو گئے تھے اسکے بابا ان دو سالوں میں۔۔ اسنے اسنے حسن صاحب کو اٹھایا۔۔

مرتسم نے ولی کو اشارہ کیا وہ سر ہلاتا انکے ساتھ چل دیا۔۔

❤❤❤❤

صبح سے شام ہو گئ وہ ایک پل کے لئیے حسن صاحب کے پاس سے نہیں اٹھی تھی۔۔

ماں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بس اتنا کہ کہ عائشہ ٹھیک ہے تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔۔ وہ تو مانتی ہی نہیں کہ اسکی مہر مر چکی ہے۔۔

عینا تو اپنے ہی مرنے کا سنتے کچھ بول نا پائی۔۔

وہ کچھ دیر بعد خاموشی سے انکے پاس سے اٹھ کر آ گئ۔۔

❤❤❤❤

دانین۔۔ زین نے نیچے جاتی دانین کو آواز دی تو وہ رک گئ۔۔

آج انہیں واپس آئے تیسرا دن تھا لیکن ابھی وہ لوگ کراچی میں تھے۔۔

اپنے کیس میں کامیابی کے جھنڈے گاڑتے وہ لوگ واپس پنجاب لوٹے تھے۔۔

ہاں کیا ہوا۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے زین کو دیکھا۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آرکا۔۔

تمہیں یاد ہے نا تم نے کہا تھا اس کیس کے بعد تم ہمارے بارے میں سوچو گی۔۔

سوچ لیا نا تمنے اب بتاؤ کیا چاہتی ہو۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

دانین نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ اور گہری سانس بھرتے رخ موڑ گئ۔۔

زین مجھے تم پہ یا تمہاری محبت پہ کوئ شک نہیں ہے۔۔

انفیکٹ میں خود بھی تمہیں چاہتی ہوں یہ بات تم جانتے ہو لیکن۔۔

وہ کہتے کہتے رخ گئ۔۔

لیکن زین نے بے چینی سے اسے دیکھا۔۔

لیکن زین میں مجھے بہت ڈر لگتا ہے شادی سے۔۔ جیسا رشتہ میرے ماں باپ کا تھا میں ایسے رشتے سے ڈرتی ہوں۔۔

ان دونوں کی لڑائ جھگڑے میں ساری زندگی پستی میں رہی ہوں۔۔

ان دونوں کی ناکام شادی میرا بچپن کھا گئ۔۔

اب مجھے ڈر لگتا ہے کہیں کل کو تم بدل گئے یا پھر ہمارا رشتہ بھی ناکام رہا تو۔۔

وہ سنجید گی سے بولی تھی۔۔انکھوں میں نمی تھی۔۔

زین نے گہری سانس چھوڑی۔۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔زین نے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔

میں جانتا ہوں تم انسیکیور ہو۔۔ لیکن دانین ہر رشتہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔اور میں کیوں بدلوں گا۔۔

کچھ بھی ہو جائے لیکن یہ بات یاد رکھنا تمہارے لیے میری محبت یا میں کبھی نہیں بدلوں گا چاہے تم مجھے ملی یا نہیں۔۔

اور رہی بات شادی کو کامیاب بنانے کی تو یہ ہم دونوں پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔۔

وہ اسے کندھوں سے تھامتی سنجید گی سے اسے دیکھتا بولا تھا۔۔

دانین نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

اس رشتے کے لیئے کچھ تمہیں بدلنا پڑے ایک زمہ داری اٹھانی ہو گی اور کچھ مجھے بدلنا پڑے گا۔۔

دونوں کو ہی اپنی زندگی میں ایک دوسرے کے لیئے سپیس بنانی پڑے گی۔۔

اور میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی تمہیں تمہارا کریئر چھوڑنے یا پھر بدلنے کے لیئے نہیں کہوں گا۔۔

تم جیسی ہو مجھے ویسی ہی پسند ہو یار۔۔

وہ کچھ بے بسی اور محبت سے بولا تھا۔۔

اور اگر بدلنے کے لیئے کہا نا تو پھر میں تمہاری یہ شکل بدل دوں گی۔۔

وہ بظاہر سنجیدگی مگر آنکھوں میں چمک لیے بولی تھی۔۔

زین نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

مطلب تم۔۔ تم مجھے شادی کے لئیے ہاں کہہ رہی ہو۔

وہ بے یقینی سے بولا تھا۔۔

دانین نے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔

دانین نے اسکے بازو پر چٹکی کاٹی۔۔

وہ اچھل پڑا۔۔

اب آیا یقین۔۔وہ آبرو آچکا کر بولی۔۔

Omg ۔دانین۔۔دانین۔۔

I love u

I really really love you

وہ خوشی و مسرت سے سے گھومتا بولا تھا۔۔

دانین نے اسکے پاؤں پر پاؤں مارا۔۔

زیادہ فری مت ہو۔۔وہ اسے گھورتے بولی تھی۔۔

فری ہونے کا لائینسس تم خود ہی دے رہی ہو تو پھر کیوں نا ہوں۔۔

وہ اسے آنکھ مارتا بولا تو اسے گھورتی باہر کی طرف بڑھ گئ۔۔

پیچھے وہ اسکے مان جانے پر شکر کرتا اسکے پیچھے ہی آیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤

وہ رات کے وقت ٹیرس پر کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی جب عالم اسکے پیچھے ایا۔۔

یہاں کیوں اگئ۔۔۔عالم اس اکیلے یہاں اکیلے دیکھ پوچھنے لگا۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔وہ کندھے اچکا گئ۔۔

کیا ہو جاتا عالم اگر انوشے آج ہمارے ساتھ ہوتی۔۔

کیا ہو جاتا اگر وہ نا مرتی۔۔وہ آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے پوچھنے لگی۔۔

عالم نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔

آج اگر انوشے ہوتی تو ایسا کچھ ہوتا ہی نہیں۔۔وہ مبہم سا بولا تھا۔۔

ہم۔۔اج اگر انوشے ہوتی تو ہم یہاں ایسے نا ہوتے۔۔

ناوہ مرتی،نا۔ہم بکھرتے،نا کوئی الگ ہوتا نا کوئی مجھے جیتے جی مارتا۔۔

وہ گہری سوچ میں گم بولی تھی۔۔

عالم نے آسمان نے نظریں ہٹاتے چونک کر اسے دیکھا۔۔

تونے ابھی تک ہمیں معاف نہیں کیا نا۔وہ اسکے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

نہیں عالم مینے توکب کا معاف کر دیا سبکو۔۔انفیکٹ میں تو کسی سے ناراض تھی ہی نہیں۔۔

جن سے محبت کرتے ہیں نا انسے اتنی لمبی ناراضگی نہیں رکھی جاتی۔۔وہ کندھے اچکا کر بولی۔۔

مجھے تو تم سب سے محبت تھی۔۔ لیکن شائید تم لوگ کی محبت کم پڑ گئی۔۔

مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں تمہاری بھی اپنی زندگی تھی تم کیوں میرے لیے اپنا اتنا وقت ضائع کرتے۔۔

میں شائید ٹھیک ہوتی نا ہوتی شائید ساری زندگی کے لیئے پاگل ہی رہ جاتی۔۔

شکوہ تو مجھے بابا سے بھی نہیں ہے۔۔

شائید انکے لیئے انکی پاگل بیٹی کا بوجھ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔۔

وہ سادہ سے لہجے میں بولی تھی۔۔

لہجے میں کوئی شکوہ نا کوئی طنز تھا بس معصومیت تھی۔۔

عالم کو چپ لگ گئی۔۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

جبکہ عینا اسے ایک نظر دیکھ کے وہاں سے جا چکی تھی۔۔

جبکہ پیچھے کھڑا عالم یہ سوچ کر رہ گیا کہ۔

زندگی کبھی کبھار ہمیں اس موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں ہماری منزل نہیں ہوتی۔۔

بلکہ اپنی طے کی گئ منزل کو چھوڑ کر اس راستے پر جانا پڑتا ہے جو ہماری لیے انجان ہو۔۔ لیکن پھر بھی ہمیں وہی چننا پڑتا ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئ دوسرا آپشن نہیں بچتا۔۔

اس وقت مہر ماہ شاہ کو دوبارہ زندگی کی طرف لانے کے لیئے عالم اور حسن بابا کو بھی وہی بے منزل ایک انجان راستہ چننا پڑا تھا۔۔ اپنی منزل پیچھے چھوڑ کہ وہ لوگ ایک نئ منزل کی تلاش میں نکلے تھے۔۔

مہرماہ کو اسکے پیروں پر کھڑا کرنے کے لیئے اسکے سہاروں کا دور ہونا اسے اکیلا کرنا ضروری تھا بہت ضروری۔۔

جو انہوں نے کیا تھا لیکن شائید وہ لوگ کچھ زیادہ ہی دور چلے گئے تھے کہ واپسی کا راستہ انکے لیئے مشکل ہو گیا تھا۔۔

جسکی سزا وہ اب بھگت رہے تھے۔۔ مہرماہ شاہ کو خود سے بدگمان کر کے۔۔

وہ اب اسکی ناراضگی اور بے رخی بھی برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔۔

وہ کہتی تھی کہ وہ انسے ناراض نہیں وہ ناراض ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ لیکن اسے ہرٹ ہوا تھا بہت زیادہ تکلیف ہوئ تھی اسے جو وہ چاہتے ہوئے بھی بھول نہیں پا رہی تھی۔۔

میاؤں کی آواز چونک کر وہ اپنی سوچوں سے باہر ایا۔۔

اپنے سامنے بیٹھی سفید رنگ کی بلی کو دیکھتے وہ مسکرایا۔۔

بلی شائید غلطی سے انکے ٹیرس پر آگئ تھی جواب اسے دیکھ ڈر کے بھاگ گئ۔۔

گہری سانس بھرتے وہ نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

❤❤❤❤❤

ولی اور مرتسم کے کسی دوست کی اینی ورسری پارٹی تھی۔۔

جسمیں ولی اسے بھی اپنے ساتھ زبردستی لے ایا۔۔

وہ حسن بابا سے اجازت لیتی اسکے ساتھ اگئ۔۔

لیکن وہاں مرتسم کو دیکھتے اسکی بھوری آنکھیں چمک دوگنی ہو گئ تھی۔۔

لیکن مرتسم فلحال اس سے بہت دور تھا اسنے ابھی تک عینا کو نہیں دیکھا تھا نا ہی اسے عینا کے آنے کا پتا تھا۔۔

ولی اسے سب سے انٹرڈیوس کروا رہا تھا۔۔

وہاں عینا کو اسکے ہوسپٹل کی کولیگز بھی مل گئ تو وہ ولی سے ایکسکیوز کرتی انکے پاس اگئ۔۔

کچھ ہی دیر میں کیک کاٹا گیا۔۔

کیک کٹنگ کے دوران مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

لیکن وہ اسکے پاس نا جا سکا کہ اسے اسکے بزنس پاٹنر گھیرے کھڑے تھے۔۔

کیک کے بعد کھانے کا دور چلا۔۔

لوگ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے عینا کا زرا دل نہیں کر رہا تھا کھانے کا۔۔

وہ بس ولی کے ساتھ بیٹھی بریانی کی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی۔۔

اسکی نظریں مرتسم پر تھیں۔۔ جسکے اس پاس بہت ساری لڑکیاں تھی۔۔

وہ گرے تھری پیس میں لڑکیوں کی آنکھوں کا منظر بنا ہوا تھا۔۔

وہ اسکے بزنس پاٹنرز کی ریلیٹیوز ہیں۔۔

ولی عینا کی جیلسی محسوس کر چکا تھا اس لیے چمکتی آنکھوں سے بولا۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

وہ ریڈ ڈریس میں لڑکی دیکھ رہی ہو۔۔

ولی نے مرتسم کے دائیں طرف کھڑی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔۔

عینانے اسکے اشارہ کرنے پر چونک کر اس لڑکی کو دیکھا جسنے سلیولیس ریڈ گاؤن پہن رکھا تھا۔۔
ڈارک میک اپ میں وہ عینا کو زہر سے بھی بری لگی۔۔جو مسلسل مرتسم کو گھورے جارہی تھی۔۔
وہ اسکے بزنس پاٹنر کی بیٹی ہے۔۔سلینہ کافی بار اسکے آفس بھی آچکی ہے۔۔
انفیکٹ کبھی کبھار تو لنچ بھی مرتسم کے ساتھ کر چکی ہے۔۔
ولی مسکراہٹ دباتا بولا تھا۔۔
اور وہ بلوڈریس میں جو وہ اسکے پاٹنر کی منگیتر ہے وہ بھی کافی بار آفس اچکی ہے۔۔
اور وہ جو اسکے ساتھ کھڑی ہے وہ اسکی دوست ہے اسنے تو ڈائیریکٹ مرتسم کا نمبر ہی مانگ لیا تھا۔۔

عینانے جلتی آنکھوں سے ان چپکو کو دیکھا۔۔
کیا شاہ سب سے ایسے ہی ہس ہس کے بات کرتے ہیں۔۔
تیکھے لہجے میں پوچھا۔۔

ولی مرتسم کی شامت کا سوچتے دل ہی دل میں ہس پڑا۔۔وہ یہ موقع بھلا کہاں سے جانے دے سکتا تھا۔۔

ہاں اور نہیں تو کیا دیکھو تبھی تو سب اس سے اتنی فری ہیں۔۔

ہم۔۔وہ ضبط سے سر ہلا گئ۔۔

جبکہ دل میں ان چھپکلیوں کو سبق سکھانے کی ٹھان چکی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم عینا کے پاس جانا چاہتا تھا۔۔اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔لیکن یہ لوگ اسے بری طرح سے الجھائے کھڑی تھیں۔۔اسکے ساتھ اسکے پاٹنر بھی تھے اس لیے وہ خاموشی رہا۔۔

تم بیٹھو میں آتا ہوں۔۔ولی کو کسی نے بلایا تو وہ عینا کو کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔

ولی کے جاتے ہی وہ چہرے پر شدید برہمی لیے اٹھی تھی۔۔

شاہ۔۔انکے قریب جاتے اونچی آواز میں پکارا تھا۔۔

مرتسم سمیت اسکے پاس کھڑے لوگوں نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

جبکہ لڑکیوں نے حیرت سے مڑتے اس لڑکی کو دیکھا جو اسے دھڑلے سے شاہ کہ کے پکار رہی تھی۔۔

جبکہ انہیں تو اسے مسٹر شاہ کہنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔۔

مرتسم نے چونک کر مڑتے اسے دیکھا تھا۔۔

زنک کلر کا لونگ پارٹی وئیر گاؤن جو بلکل سمپل تھا بس دامن کا بارڈر گولڈن کلر کا تھا۔۔

زنک ہی ڈوپٹہ تھا جو اسنے سر پر ٹکایا ہوا تھا۔۔

چاکلیٹی بالوں کی فرینچ چٹیا بنائی ہوئی تھی جبکہ چہرے کے اطراف میں دو لٹیں جھول رہی تھیں۔۔ گھنی پلکیں جنہیں مسکارے سے اور تیکھا کیا ہوا تھا۔۔

چھوٹی سے ناک جسمیں پہنی چھوٹی سی نتھ کچھ روٹھی روٹھی سی تھی۔۔

گلابی ہونٹ جن پہ لائیٹ سی لپسٹک تھی۔۔ سحر زدہ بھوری آنکھوں میں خفگی تھی وہ نروٹھے پن سے مرتسم کو دیکھ رہی تھی۔۔

گلابی رخسار بھی پھولے ہوئے تھے۔۔ مرتسم مبہوت سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

لڑکیوں نے چونک کر اس گڑیا سی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔

ایکسکیوزمی۔۔ اسنے اسی ریڈ ڈریس والی لڑکی کو بازو سے پکڑتے پیچھے کیا اور خود مرتسم کے دائیں جانب جا کھڑی ہوئی۔۔

وہ لڑکی ہقا بقا سی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

ییس جانم۔۔ مرتسم اسے دیکھتے مسکرایا تھا۔۔

اسکے سامنے آنے پر وہ نرمی سے بولا۔۔

عینا کو اس سے سب کے سامنے اس جواب کی توقع نہیں تھی وہ سٹپٹا گئی۔۔

آئی تو وہ مرتسم سے لڑنے تھی لیکن کنفیوز ہو گئی۔۔

Mr.meer who Is this cutie pie..?

اسکے ساتھ کھڑے اسکے پاٹنر نے اشتیاق سے عینا کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔

مرتسم نے نرمی سے عینا کی کمر میں بازو ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔

عینا کو اس سے سب کے سامنے اس بے باکی کی امید تو ہرگز نہیں تھی وہ گھبرا گئی۔۔

بمشکل ایک ہاتھ مرتسم کے سینے پر رکھتے اسنے خود کو اسکے سینے کا حصہ بننے سے روکا تھا۔۔

جبکہ دوسرا ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اسکے ہاتھ پر رکھا۔۔

وہ جھنپ گئی تھی۔۔

She is my wife

وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے بولا۔۔

روٹھی روٹھی سی وہ اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔۔

لڑکیوں کے تو منہ کھل ہی کھل گئے۔۔

جبکہ اب کی بار عینا ان لڑکیوں کے اترے چہرے دیکھ مسکائی تھی۔۔

Are you married ?

اسکے پاٹنر نے چونک کر پوچھا تھا۔۔

Umm , No Actually I am nikkahfied.

وہ نرمی سے مسکراتے بولا تھا۔۔

Oh , congratulations..

اسکے پاٹنر مسکراتے اسے مبارک باد دینے لگے وہ سر کو خم دیتا انکی مبارک باد وصولنے لگا۔۔

جبکہ لڑکیاں بھی مایوس چہرے سے اسے کانگریٹس کرنے لگیں۔۔

عینا ان سب میں بس مسکرا کر لڑکیوں کے اترے چہرے دیکھتی رہی۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ انکے چہرے دیکھتے قہقہ لگا کر ہسے۔۔

مسٹر میر کیا آپکی پسند کی شادی ہے۔۔

سلینہ نامی لڑکی عینا کو گھورتے بولی تھی۔۔

عینا نے مرتسم کو دیکھا۔۔ جسنے مسکرا کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔

الحمدللہ۔۔

وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔

جبکہ عینا اس طرح پبلک میں اسکی جسارت پر سرخ پڑ گئ۔۔

اسکے حصار سے آزاد ہونے کے لئیے کسمسای لیکن مرتسم نے اسکی کمر پر دباؤ دیتے اسنے روکا تھا۔۔

عینا نے روہانسے ہوتے اسکی طرف دیکھا۔۔

لیکن وہ سامنے اپنے پاٹنر کی طرف متوجہ تھا جو اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

وہ ضبط سے کھڑی رہی جب کچھ دیر تک وہ سب چلے گئے تو عینا نے اسکے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھے

مرتسم مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔۔

شرم کریں شاہ ہم پبلک میں ہیں۔۔ وہ اسکے ڈھیٹ پن سے جھپٹائ تھی۔۔

مرتسم اسے روہانسے ہوتے دیکھ اسکی کمر سے ہاتھ ہٹا گیا۔۔

عینا تیزی سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔

آپ نا بلکل بات مت کیجیئے گا مجھ سے۔۔ وہ اپنی جھنپ مٹانے کو غصے سے بولی۔۔

مرتسم نے آنکھوں میں محبت سموئے اسکے جھنپے ہوئے روپ کو دیکھا تھا۔۔

وہ اسکی قربت میں کھل کر گلاب ہوئی تھی۔۔ دن بہ دن وہ خوبصورت ہوتی جارہی تھی یا پھر شائید اسے ہی لگتی تھی۔۔

اب ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔۔ وہ اسکی بے باک نظروں سے جھنجھلا گئی۔۔

کیا ہوا ہے جانم اتنا غصہ کیوں کر رہی ہیں۔۔

مرتسم ہاتھ سے اسکے گلابی رخسار سہلاتا بولا تھا۔۔

عینا نے جھنپ کر اسکا ہاتھ پیچھے کیا۔۔

میں ناراض ہوں آپ سے۔۔ وہ نروٹھے پن سے بولتی مرتسم کو اتنی پیاری لگی اسکا دل مچل گیا اسے خود میں بھینچے کے لیئے لیکن وہ جانتا تھا اسکی اس جسارت پر تو وہ بے ہوش ہی ہو جائے گی۔۔

کیوں ناراض ہیں میری جان۔۔ مرتسم ہنوز نرمی سے بولا تھا۔۔

عینانے بھنوئیں سکیڑتے اسے دیکھا۔۔

آپکو تو پتہ ہی نہیں جیسے آپ مجھے کب سے اگنور کر رہے ہیں۔۔

وہ خفگی سے بولی تھی۔۔

مرتسم نے لب دباتے اسے دیکھا تھا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

جانم میں اگنور نہیں کر رہا تھا بس آپکو دیکھ نہیں رہا تھا کیونکہ پبلک میں آپ میری توجہ برداشت نہیں کر پاتیں۔۔وہ اسکی طرف جھکتے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

عینا اسکے جھکنے پر سٹپٹا کر پیچھے ہوئی لیکن اسکی ذومعنی بات اسکے سر پر سے گزری تھی۔۔

جو بھی ہو میں ناراض ہوں آپسے۔ آپ بابا کو چھوڑ کر گئے تھے واپس آنے کا بول کے پھر آئے ہی نہیں۔۔وہ ہنوز خفگی سے بولی تھی۔۔

لیکن مینے بھی آپکو کوئی نہیں یاد کیا۔۔وہ اسے جتا کر بولی تھی۔۔

مرتسم بس مسکراتے اسے سن رہا تھا۔۔

اور کچھ۔۔ محبت سے بولا۔۔

اپ کر لیں مجھے اگنور میں بابا کے ساتھ چلی جاؤں گی اب۔۔ آپ رہئیے گا ان پر کٹی کبوتروں کے ساتھ۔۔وہ اسکی مسکراتی نظروں سے جھنجھلا کر بولتی تیزی سے وہاں سے گئی تھی۔۔

مرتسم نے چونک کر اسے بابا کے ساتھ جانے والی بات سنی تھی۔۔

گہری سانس چھوڑتے وہ سٹیج کی طرف متوجہ ہوا جہاں اب کپلز ڈانس کر رہے تھے۔۔

ڈانس کے بعد وہ سب دوست گرپ کی شکل میں بیٹھے تھے۔۔عینا اور ولی بھی انکے ساتھ ہی تھے۔۔
جب مرتسم کا دوست جسکی اپنی ورسری تھی اسنے مرتسم سے کہا۔۔

یار آج کچھ سنا ہی دے۔۔یاد ہے کالج کے زمانے میں تو تیری آواز جادو کرتی تھی۔۔
کتنا وقت ہو گیا کچھ سنے ہوئے۔۔
اسکے سبھی دوست اسرار کرنے لگے جبکہ مرتسم نے انہیں گھورا۔۔
بھابھی آپ کہیں نا شائید آپکی ہی مان جائے۔۔اسکے ایک دوست نے عینا سے کہا تو۔۔
عینا کو سمجھ نا آیا کیا کہے۔۔وہ بس کنفیوز سی مرتسم کو دیکھنے لگی۔۔
اوکے۔۔عینا کو دیکھتے مرتسم نے کہا تو اسکے دوست ہوٹینگ کرنے لگے۔۔
واہ واہ بھابھی کی بس ایک نظر کا ہی کمال ہو گیا۔۔
وہاں کھڑے سب لوگ معنی خیزی سے مرتسم کر دیکھتے قہقہ لگا گئے۔۔
جنمیں سب سے اونچی آواز ولی کی تھی۔۔عینا جھنپ کر ولی کی اوٹ میں ہو گئ۔۔

تم روٹھے روٹھے لگتے ہو کوئ ترکیب بتاؤ منانے کی

تم روٹھے روٹھے لگتے ہو کوئی ترکیب بتاؤ منانے کی
ہم زندگی گروی رکھ دیں گے تم اپنے بتاؤ مسکرانے کی۔۔

مرتسم نے عینا کو دیکھتے گھمبیر آواز میں شعر پڑھا تھا۔۔
عینا تو اسکی سرمئی آنکھوں کے سحر میں ہی کھو گئی تھی۔۔

بس کر بھائی کچھ پبلک کا ہی خیال کر لے۔۔
اسکے دوست نے مرتسم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کچھ شرم دلانے والے انداز میں کہا تو مرتسم نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا تھا۔۔
جبکہ باقی نفی میں سر ہلا گئے۔۔
کچھ دیر تک محفل جمی رہی تقریبا گیارہ بجے تک وہ لوگ وہاں سے اٹھے تھے۔۔۔
مرتسم مجھے ریسٹورینٹ جانا تھا ایک کام تھا تو عینا کو ڈراپ کر دے گا۔۔
ولی نے عجلت میں اس سے کہا تو وہ پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھا جھٹ سے حامی بھر لی۔۔
جبکہ عینا ابھی سب کو بائے کہہ رہی تھی۔۔

مسٹر میر۔۔۔وہ ابھی پارکنگ میں کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا جب سلینہ نے اسے پکارا۔۔

مرتسم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

کیا آپ مجھے ڈراپ کر دیں گے۔۔

ایک کی ڈیڈ تو اپنے دوست کے ساتھ چلے گئے ہیں اور مہر گاڑی میں کچھ پرابلم ہو گئ ہے۔۔

وہ آنکھوں اسکا چہرہ بھرتی معصومیت سے بولی تھی۔۔

پارکنگ میں آتی عینا نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا تھا۔۔

وہ ایک ہی جست میں ان تک پہنچی تھی۔۔

شاہ آپ مجھے بنا بتائے ہی چلے ائے۔۔میں کب سے آپکو وہاں ڈھونڈ رہی ہوں۔۔

وہ تیزی سے اسکے مقابل آتی اسکے گلے میں بانہیں ڈالتی لاڈ سے بولی تھی۔۔

سلینہ تو سلینہ مرتسم بھی اچانک ساکت ہوا تھا۔۔

اسکے وہم و گمان میں بھی عینا سے اس بے باکی کی امید نہیں تھی۔۔

ارے سلینہ تم بھی یہاں ہو۔۔تمہارے ڈیڈ تمہیں اندر ڈھونڈ رہے تھے۔

وہ مصنوعی حیرانگی سے اسے دیکھتی بولی تو وہ دانت پیستی وہاں سے چلی گئ۔۔

عینا نے اسکی پشت کو گھورا تھا۔ وہ ابھی اسے گھورنے میں مصروف تھی جب کمر پر لپٹتے ہاتھ نے اسے ہوش میں لا پٹکا۔۔

وہ تیزی سے پیچھے ہوتی لیکن مرتسم نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے خود سے لپٹایا تھا۔۔

کہاں میری جان۔ ابھی تو مجھے ڈھونڈ رہی تھیں۔۔ اب کیوں دور جا رہی ہیں۔۔

وہ اسکی لٹ کو کان کی پیچھے اڑستے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔

اسکی جیلسی سے وہ کافی محظوظ ہوا تھا۔۔

اپ۔ آپکو کیا ہے۔۔ آپ تو لگے ہوئے باتوں میں اس سلینہ کے ساتھ۔۔ وہ نروٹھے پن سے بولی تھی جبکہ اپنی جلد بازی پر اسے افسوس ہوا تھا۔۔

آپ جیلس ہو رہی ہیں۔۔ وہ اسکے تاثرات سے محظوظ ہوا تھا۔۔

ہنہ۔ میں کیوں جیلس ہونے لگی اس پر کٹی کبوتری سے۔۔ وہ ناک چڑھا کر بولی تھی۔۔ جبکہ لہجے میں جیلسی کا عنصر نمایا تھا۔۔

بلکل ٹھیک کہا اپنے۔ آپ کیوں ہون گی جلیس کیونکہ میری نظریں اور توجہ تو ہر حال میں آپ پر ہی رہتی ہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے پھر کیوں آپ اپنا خون جلائیں۔۔

وہ مسکراہٹ دباتے بولا تھا۔۔

عینا نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔

چھوڑیں مجھے ولی انتظار کر رہے ہونگے۔۔ جانا ہے مجھے۔۔ وہ ہنوز خفگی سے بولی۔۔

مرتسم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ولی کا چکا ہے آپکو میرے ساتھ جانا ہے۔۔ اسے کسی کام سے جانا تھا اس لیے اسنے مجھے ڈراپ کرنے کا کہہ دیا۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔۔

عینا نے روہانسے ہوتے اسے دیکھا۔۔

بیٹھیں گاڑی میں۔۔ مرتسم نرمی سے اسے چھوڑتے پیچھے ہوا تھا۔۔

عینا اسکے چھوڑنے پر تیزی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔

وہ اسکی پھرتی پر ہنس دیا۔۔

❤❤❤❤❤

عین نہیں کریں۔۔ یہ تیسری بار تھا جب مرتسم بول پڑا۔۔

وہ اسکے بازو پر سر ٹکائے بیٹھی تھی ایک ہاتھ اسکے بازو کے گرد باندھ رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں وہ اسکے گلے میں ابھرتی ہڈی کو بار بار چھیڑتی۔۔

تو کبھی اسکے سینے پر اپنی نازک انگلیوں سے کچھ لکھنے لگتی۔۔

جبکہ جان بوجھ کر اسے مختلف ناموں سے پکار بھی رہی تھی۔۔

عینا کو کیا پرواہ تھی اسنے جان بوجھ کر مرتسم کی بئیرڈ پر ہاتھ رکھتے انگلیوں سے سہلایا۔۔

شاہ جی۔۔

وہ اسے تنگ کرتے محفوظ ہو رہی تھی۔۔ نہیں جانتی تھی شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈال رہی ہے۔۔

عین میری جان خود ہی مشکل میں پڑے گی یار نہیں کریں۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

جبکہ عینا اسکا ہاتھ ہٹاتی کبھی اسکے رخساروں پر چلاتی تو کبھی بیرڈ پر۔۔

میرر۔۔ جان بوجھ کر شرارت سے مر کو لمبا کھینچا۔۔

مرتسم کچھ کہنے لگا جبکہ اسنے جان بوجھ کر اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی اور یہاں مرتسم کی بس ہوئی تھی۔۔

ایک جھٹکے سے گاڑی روکتے عینا کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ اسکے گلابی لبوں کو اپنی دسترس میں لے چکا تھا جنسے وہ اسے بار بار پکارتی اسکا ضبط آزما رہی تھی۔۔

عینا کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں بیچ سڑک کے اسکی اس جسارت پر۔۔

وہ تو اسے تنگ اسی لیے کر رہی تھی کیونکہ اسکے مطابق وہ یہاں تو کوئی ایسی ویسی جسارت نہیں کر سکتا تھا
۔۔

جبکہ مرتسم اب گھونٹ گھونٹ اسکے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔

عینا نے اسکے سینے پر مکے برسائے۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ پکڑتے بازو اسکی پشت سے لگا دیے جبکہ لبوں پر شدت بڑھائے تھی۔۔

اپنی طلب کرتے وہ نرمی سے پیچھے ہوا تو وہ اسکی سینے پر گرتی نڈھال سی گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

مرتسم نے گہری مسکراہٹ سے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

جبکہ عینا خفگی سے اسے دیکھتی پیچھے ہوتے رخ موڑ گئی۔۔

مرتسم نے محظوظ ہوتے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں خمار کی لالی تیزی سے پھیلی تھی جبکہ عینا اسکے تیور دیکھتی تھوک نگل گئی۔۔

ش۔شاہ یہ تو گھر کا راستہ نہیں۔۔وہ گاڑی رائیٹ کی بجائے لیفٹ مڑتے دیکھ گھبرا کر بولی تھی۔۔

جانتا ہوں جانم ہم اپکے فلیٹ جا رہے ہیں۔۔وہ گھمبیر لہجے میں بولتے عینا کو چونکا گیا۔۔

ک۔کیوں ؟ اسنے سوکھتا حلق تر کرتے پوچھا تھا۔۔

تاکہ وہاں ہمیں کوئی ڈسٹرب نا کر سکے۔۔گہری نظروں سے اسکے نازک سراپے کو دیکھتے کہا تھا۔۔

عینا اسکی نظروں سے کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔

گ۔گھر جاناچ۔چاہئیے شاہ۔ولی کیا سوچیں گے۔۔انسے روہانسے ہوتے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

یہی سوچے گا اپنے شوہر کے ساتھ وقت گزار رہی ہیں آپ اور کیا۔۔

وہ آنکھ ونک کرتے بولا تھا۔

عینا مخصو جگہ گاڑی رکتے دیکھ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔

شاہ کیا کر رہیں میں خود چل لوں گی۔۔

مرتسم نے اسے بازوں میں اٹھایا تو وہ احتجاجاً بول پڑی جبکہ وہ کان لپیٹے اسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

لاک کھولتے وہ اسے لیے اندر داخل ہوا۔۔

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے اسنے نرمی سے عینا کو نیچے اتارا۔۔

وہ تیزی سے اس سے دور کھڑی تھی۔۔

مرتسم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

آپ تو ایسے ڈر رہی ہیں جیسے میں آپکو لگا جاوں گا۔۔

وہ آنکھ ونک کرتے بولا تھا۔۔

مجھے بھوک لگی ہے شاہ۔۔کھانے سے اسے اور کچھ نا سوجھا تو وہ جھٹ سے بول پڑی۔

جبکہ مرتسم نے اسکی بے تکی بات پر اسے گھورا۔۔

سچ میں بہت بھوک لگی ہے۔۔ اسکے گھورنے پر وہ معصومیت سے اثبات میں سر ہلاتی بولی تو مرتسم گہری لیتے کچن کی طرف بڑھ گیا۔۔

کیا کھانا ہے۔۔ اپنے پیچھے آتی عینا کو چیر پر بیٹھے کا اشارہ کرتے کہا۔۔

نوڈلز۔۔ اسنے جھٹ سے کہا اب واقعی اسکی بھوک جاگ پڑی تھی۔۔

مرتسم سر ہلاتے اسکے لئیے نوڈلز بنانے لگا۔۔

کھائیں۔۔ نوڈلز کا باؤل اسکے سامنے رکھتے کہا تو وہ تیزی سے چمچ اٹھاتی کھانا شروع ہوئ تھی۔۔

آرام سے کھائیں۔۔ اسے اتنی تیزی سے کھاتے دیکھ مرتسم نے ٹوکا۔۔

عینا نے کھاتے ہوئے ایک چمچ اسکی طرف بڑھایا مرتسم نے نفی میں سر ہلا دیا وہ بس مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ کندھے اچکاتی رغبت سے کھانے لگی۔۔

اسنے آخری نوالہ ابھی منہ میں ڈالا ہی تھا کہ اسکے ساتھ بیٹھے مرتسم نے تیزی سے جھک کر اسکے ہونٹ قید کیے تھے۔۔

عینا ہقابقا سی اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔

وہ تب تک اسکے ہونٹوں پر جھکا رہا جب تک وہ سارے نوڈلز مرتسم کے حلق سے نیچے نا اترے۔۔

پوری طرح سے نوالہ ختم کرتے وہ پیچھے ہوا تو عینا نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا تھا۔۔

مرتسم کو اپنے ہونٹوں پر جلن سی محسوس ہوئی۔۔ اسنے عینا کے ہونٹوں پر لگا وہ نوڈلز کا پانی دیکھا تو مسکرا دیا۔۔

ا۔اپ۔ آپ بہت بے شرم ہو گئے ہیں شاہ۔۔ وہ شرم سے بس یہی بول سکی۔۔

ابھی تو مینے بے شرمی دکھائی ہی نہیں۔۔

وہ یکدم اسے بانہوں میں اٹھائے بولا۔۔ عینا تو آج اسکے تیور دیکھ کر کی بوکھلا گئی۔۔

ش۔شاہ ا۔ آپ تھکے نہیں۔۔ میں تو بہت تھک گئی ہوں اب سوتے ہیں نا۔۔

وہ مصنوعی جمائی لیتے بولی۔۔

تھک تو گیا ہوں جانم بہت زیادہ تبھی تو آپکے پاس ہوں تا کہ آپ اپنے وجود کی نرماہٹوں سے میری تھکن سمیٹ سکیں۔۔

اسنے نرمی سے بیڈ پہ اتارے وہ خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔۔

وہ گھبرا کر پیچھے ہوئی تھی لیکن مرتسم اس پر حاوی ہو چکا تھا۔۔

عینا نے بھری آنکھوں میں شرم و حیا لیے اسے دیکھا تھا اسکی سرمئی آنکھیں میں اسکی قربت کی طلب بہت شدت سے جاگ رہی تھی۔۔

وہ گھبرا کر پلکیں جھکاتی اسکی گردن میں بازو ڈال گئی۔۔

مرتسم سرشار سا اسکی گردن پہ جھکتا اپنی محبت کے پھول کھلانے لگا۔۔

اسکے لمس میں شدت تو تھی لیکن شدت کے ساتھ ایک بے چینی بھی تھی۔۔

وہ اسکے پور پور کے اپنے لبوں سے چھوتا اسے مہکانے لگا۔۔

عینا اسکی مونچھوں کی چھبن سے کسمسائی تھی۔۔

وہ اسکی شدت کی تاب نالاتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

مرتسم نے شرٹ اتار کر پھینکتے اسکا گاؤن کندھوں سے کھسکایا تھا۔۔

ش۔شاہ۔۔وہ اسکے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھتی گھبراکر اسے پکار گئی۔۔

شششش۔۔مرتسم اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا اسکے لبوں پر جھکتے اسکے الفاظ خود میں اتار گیا۔۔

وہ شدت سے اسکی خوشبو خود میں اترتا مدہوش ہوا تھا۔۔

وہ اس پر جھکا اور جھکتا چلا گیا۔۔

دونوں ہی آج ایک دوسرے میں قربت اور لمس سے بے چین ہو رہے تھے۔۔

جانے کیوں شائید انکے دل اور روح انکی اس آخری قربت کے ملاپ کا راز جان چکے تھے۔۔

پھر تو انہیں ایک ہجر کاٹنا تھا۔۔

مرتسم نے شدت سے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔دل تھا کہ اسکی قربت سے بھر نہیں رہا تھا۔۔

دونوں کی بہکی سانسوں کمرے میں گونج رہی تھی۔۔

چاند بھی انکو دیکھ آج اداس سا لگ رہا تھا۔۔اسکی روشنی مدھم سی تھی اج۔۔

دور کھڑی قسمت نے دکھ سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔

❣❣❣

شاہ۔۔عینا نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

وہ شرٹ لیس اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔۔

ساری رات مرتسم نے ایک پل کے لئیے بھی اسے نہیں چھوڑا تھا۔۔

وہ اسکی شدتیں سہتے نڈھال ہو گئ تھی۔۔

لیکن وہ تھا کہ سیراب ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔

فجر کے وقت وہ بمشکل اسکی شدتوں سے جان چھڑوا پائ تھی۔۔

صبح کے پانچ ہو رہے تھے وہ شاور لے کر آئ تو وہ ابھی تک سو رہا تھا۔۔

شاہ اٹھیں نا۔۔عینا نے پھر سے اسکا کندھا ہلایا۔۔

لیکن وہ تو سکون سے گہری نیند میں تھا۔۔

عینا کو شرارت سوجھی وہ تھوڑا سا اس پر جھکی اسکا ارداہ اپنے گیلی بال اسکے چہرے پر مس کر کے اسے اٹھانے کا تھا۔۔

لیکن وہ ابھی جھکی ہی تھی کہ مرتسم نے تیزی سے سیدھے ہوتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

آہہہ۔۔عینا کی اچانک چیخ نکلی تھی۔۔

جبکہ مرتسم اسکے پہلو میں منہ چھپاتا دوبارہ سے آنکھیں موند گیا۔۔

عینا اپنی رکی ہوئی سانس بحال کرنے لگی۔۔

میر۔۔وہ روہانسی ہو گئی۔۔

اٹھیں نا مجھے گھر چھوڑ کے آئیں۔۔ولی گھر آچکے ہونگے۔۔

وہ اسکے برہنہ کندھے پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔

مرتسم نے نیند سے بھری خمار آلودہ آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔

زرا سا اوپر ہوتے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔

چھوڑ آؤں گا میری جان لیکن ابھی سونے دیں۔۔ساری رات بھی آپ نے مجھے سونے نہیں دیا۔۔

وہ اسکے نم بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

ہیں۔ مینے نہیں سونے دیا۔۔وہ صدمے سے بولی۔۔

عینا نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔

کسنے نہیں سونے دیا۔۔پوری رات آپنے ایک پل کے لیئے بھی مجھے سانس نہیں لینے دی۔۔اور اب کہہ رہے ہیں مینے نہیں سونے دیا۔۔

وہ غصے میں سوچے سمجھے بغیر بولی تھی۔۔

مرتسم نے سر اٹھاتے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

جبکہ عینا کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تو سرخ پڑی لب دبا گئ۔

مرتسم نے مبہوت ہوتے اسکے کھلے ہوئے گلاب چہرے کو دیکھا تھا۔۔

تھکن سے چور بدن بھی ہے نیند بھی ہے مگر
وہ کیا کرے جسے تیری طلب نا سونے دیں

اسنے خمار آلودہ لہجے میں شعر پڑھا تھا۔

اسکی قربت کا رنگ ہمیشہ ٹوٹ کر چڑھتا تھا اس پر۔۔

اور آج۔۔آج تو وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔

میرے لمس کا احساس رچا ہے تجھ میں

اب تو تجھ سے آتی ہے میری خوشبو

وہ اسکے نم بالوں میں گہری سانس بھرتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

عینا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ لیکن وہ آنکھیں موندیں اسکی خوشبو میں گہری سانسیں بھر رہا تھا۔۔

اسکی پلکیں لرز گئیں۔۔

کپکپاتے ہاتھ اسکے برہنہ سینے پر رکھتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن اپنے نازک ہاتھوں پر کچھ کھردا سا چبھا تھا۔

زرا سی پلکیں اٹھاتے اسے دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔

اسکے مردانہ سینے پر ناخنوں کے کئ نشان تھے جبکہ کندھے پر دانتوں کے نشان جو اسنے غصے میں بنائے تھے۔۔

وہ ہولے سے لب تر کر گئ۔۔

اسکے سینے سے نظریں ہٹاتے اسکے چہرے کو دیکھا وہ مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

کئ زخم میرے دل پر دینے والی

میں اک زخم تیرے ہونٹوں پر بھی لگاؤں گا۔۔

مرتسم اسکے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتا اسے آنکھ ونک کرتا بولا۔۔

ش۔شاہ۔پ۔پلیز۔وہ کپکپاتے لبوں سے بمشکل بولی تھی۔۔

مرتسم پیچھے ہوتے گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ اسکے پیچھے ہونے پر تیزی سے اٹھی لیکن مرتسم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

عینا نے چہرہ موڑتے اسے دیکھا۔۔

میں کچھ دیر دیکھ لوں آپکو۔۔وہ اسکے چہرے کو آنکھوں میں بھرتا عجیب سے لہجے میں بولا۔۔

عینا نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

وہ کچھ نا بولی تو مرتسم نے آہستہ سے اسے اپنے طرف کھینچ لیا۔۔

اسکا سر اپنے کندھے سے لگاتے وہ لب اسکے ماتھے پر ٹکائے اسے دیکھنے لگا۔۔

عینا آنکھیں موندیں سکون سے بیٹھی رہی۔

کتنی دیر گزر گئ وہ نہیں جانتا تھا۔۔وہ بس اسے چہرے کو دیکھے گیا۔۔

پتہ نہیں کیوں اسکا دل نہیں دل کر رہا تھا کہ ایک پل کے لیئے بھی اسے اپنی نظروں سے دور کرے۔۔

دل میں طوفان سا اٹھا تھا کہ کہیں اسے خود سے دور کیا تو کچھ ہو جائے گا اسے۔۔

ہوش میں تو وہ تب آیا جب اسے کندھے سے لگی عینا نیند میں جھول کر اسکی گود میں آ گری۔۔

وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔

جبکہ وہ جو بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔

کسمسا کر اٹھی۔۔

دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سامنے لگی گھڑی کو۔۔

عینا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔

آٹھ بج گئے۔۔

تین گھنٹے گزر گئے۔۔

کیا وہ تین گھنٹوں سے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔۔

عینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

جبکہ مرتسم بالوں میں ہاتھ چلاتا نظریں چرا گیا۔۔

میں فریش ہو کے آتا ہوں آپ تیار ہو جائیں پھر گھر چلتے ہیں۔۔

اسکی حیرانی سے کھلی آنکھوں کو چومتے وہ فریش ہونے چلا گیا۔۔

جب تک وہ فریش ہو کے آیا عینا بالوں کی چوٹیا کر رہی تھی جو زیادہ لمبے ہونے کی وجہ سے اس سے ہو نہیں رہی تھی۔۔

اسنے جھنجھلا کر بال چھوڑ دیے۔۔

انہیں تو جاتے ہی کٹواتی ہوں میں وہ بڑبڑائی تھی۔۔

جبکہ اسکے بڑبڑاہٹ سنتے اسکے پیچھے کھڑے مرتسم نے اسے گھورا۔۔

خبر دار اگر اپنے بالوں کو کٹوانے کا سوچا بھی تو۔۔

وہ اسکے ہاتھ سے برش لیتا اسے گھور کر بولا۔۔

لیکن میں تنگ ہوتی ہوں شاہ۔۔ مجھ سے نہیں بنائے جاتے اتنے لمبے بال بازو تھک جاتے ہیں میرے۔۔

وہ منہ پھلائے بولی۔۔

تو میں ہوں نا میں بنا دیا کروں گا۔۔ لیکن آپ انہیں کٹوانے کا سوچیئے گا بھی مت۔۔ وہ اسکے بالوں میں س چوٹی کے بل ڈالتا محبت سے بولا تھا۔۔

آپ روز تو نہیں ہوتے نا میرے ساتھ۔۔ وہ خفگی سے بولی۔۔

تو پھر جانم سوچیئے نا رخصتی کا بس کچھ ہی تو وقت ہے۔۔

میں اب حسن بابا سے بات کر لوں گا۔۔ ڈونٹ وری۔۔

اسکی چوٹی مکمل کرتے مصروف انداز میں کہا۔۔۔

عینا بس منہ بنا کر رہ گئ۔۔

رخصتی کی ضرورت رہ گئ ہے۔۔وہ بڑبڑائ تھی۔۔

مرتسم اسکی بڑبڑاہٹ ان سنی کر گیا۔۔

♥♥♥♥♥♥♥

مرتسم سیدھا اسے ہوسپٹل ڈراپ کرنے آیا تھا۔۔

ہوسپٹل کے سامنے گاڑی روکتے مرتسم نے اسے دیکھا جو گاڑی رکتے باہر نکلنے والی تھی۔۔

مرتسم نے اسکا بازو پکڑتے اسے روکا۔۔

عینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

البتہ اسکے چہرے پر اداسی تھی۔۔

مرتسم نے ایک آخری بار نظر بھر کے اسکے چہرے کو دیکھا جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔۔

اپنا خیال رکھیئے گا۔۔میں شام میں آواں گا بابا سے ملنے۔۔

مرتسم نے کہا تو عینا سر ہلاتی گاڑی سے نکل گئ۔۔

دونوں کے دل عجیب انداز میں دھڑکے تھے۔۔انجانے خدشات نے سر اٹھایا تھا۔۔

لیکن وہ سر جھٹکتی ایک نظر مرتسم کو دیکھتی اندر کی طرف بڑھ گئ۔۔

مرتسم کی بے چین نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے دل میں ابھرتی بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کی جو بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔

وہ سر جھٹکتے گاڑی آگے بڑھا گیا۔۔

بہت مبارک ہو۔۔ ہم اپنی منزل کی پہلی سیڑھی پر ہی کامیاب ٹھہرے۔۔

باسط نے خوشی سے چور لہجے میں کہا تھا۔۔

آج انکی پوری ٹیم ہی بہت خوش تھی۔۔

پولیس کو عارض کا پتہ چل چکا تھا۔۔ وہ اب پولیس کی حراست میں تھا۔۔

کل انکی کورٹ میں پہلی سنوائی تھی۔۔

جسکا سب کو بے صبری سے انتظار تھا۔۔

وہ شام کے چار بجے ہوسپٹل سے نکلی تھی گھر جانے کے لئے۔۔ اسکا ڈیوٹی ٹائم مکمل ہو گیا تھا۔۔

پہلے تو وہ یہ کیس خود لڑنے والی تھی ایزالائیر۔۔ جو اسکا مقصد تھا۔۔

لیکن پھر بعد میں انکے دوسرے لائیر نے انہیں یہ بتایا تھا کہ انہیں عینا کی گواہی کی ضرورت تھی وہ وکیل ہو کر اسی کیس کی گواہی نہیں دے سکتی تھی اس لیے اب انکا یہ کیس مرتسم کا ایک دوست دیکھ رہا تھا۔جو شہر کا جانا مانا لائیر تھا۔۔

اسکی خوشی کا آج کوئی ٹھکانہ نا تھا ایک تو عارض کی گرفتاری دوسرا کل کی پہلی تاریخ کورٹ میں اسکے انتقام کا پہلا قدم تھا۔۔

وہ کچھ گنگناتی مسرور سے گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی جب پیچھے سے آتی ایک گاڑی نے اچانک اسکے سامنے آتے اسکا راستہ روکا تھا۔۔

عینا نے بامشکل بریک لگاتے ایکسیڈینٹ ہونے سے بچایا تھا۔۔

حواس درست کرتے وہ تیزی سے گاڑی سے نکلی لیکن سامنے کی گاڑی سے امن کو نکلتے دیکھ اسکے قدموں کو وہیں بریک لگی۔۔

امن قدم قدم چلتا اسکے مقابل آرکا۔۔عینا نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا تھا۔۔

بلو شرٹ کے ساتھ بلو کی جینز۔شرٹ کے اوپر جیکٹ پہن رکھی تھی۔۔

بکھرے بال۔۔حد سے زیادہ سرخ ہوتی انکھیں۔۔اور آنکھوں کے نیچے گہرے ہلکے۔۔

ستا ہوا سرخ چہرا اور بھینچے ہوئے سیاہ لب۔۔

یہ وہ امن تو نہیں تھا جسے وہ پہلے کچھ ماہ سے دیکھتی تھی۔۔

یہ تو کوئی اجڑا ہوا شخص تھا۔۔

امن۔۔ اسکے لب بے آواز ہلے تھے۔۔

اسکی ہمت نہیں ہو پائی کے اس سے پوچھ سکے کہ آخر اسے ہوا کیا ہے۔۔

جبکہ امن یک ٹک اسے دیکھے گیا۔۔

تڑپتے دل اور جلتی آنکھوں کو کچھ راحت ملی تھی۔۔

راستہ کیوں روکا ہے۔۔ جب امن نے کچھ دیر تک اس پر سے نظریں نہیں ہٹائیں تو وہ سخت لہجے میں بولی۔۔

البتہ دل اسکی حالت پر عجیب سا ہو رہا تھا۔۔

امن کچھ بھی کہے بغیر دو قدم اسکے نزدیک ہوا تو وہ ڈر پر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

جبکہ امن کے قدم رکے نہیں۔۔

عینا پیچھے ہوتی گاڑی کی ونڈو سے جا لگی۔۔

اسے کبھی امن سے ڈر نہیں لگا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں ہمیشہ اپنے لیے عزت دیکھی تھی اسنے لیکن آج آج کچھ عجیب سا تاثر تھا اسکی آنکھوں میں جو اسے ڈرنے پر مجبور کر گیا۔۔

امن ک۔ کیا کر۔ ر۔ رہے ہو۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔

وہ بلکل گاڑی کے ونڈو شیشے سے چپکی ہوئی تھی۔

امن اس سے ایک قدم دور رکھا تو عینا کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔۔

آپکو دیکھ رہا ہو۔۔ کتنی ظالم ہیں نا آپ۔۔

وہ بولا تو آواز میں ساری دنیا کا قرب سمٹا تھا۔۔

مینے جس جس شخص سے محبت کی وہ مجھے چھوڑ گیا۔۔ اس لیے مینے مان لیا کہ یہ دنیا محبت کے لائق نہیں ہر کوئی دل توڑ کے چلا جاتا ہے۔۔

وہ اسکے چہرے پر نظریں ٹکائے بھاری آواز میں بولا تھا۔۔

میں رب سے ناراض ہو گیا کہ اسنے مجھ سے سب چھین لیا۔۔ لیکن سالوں بعد جب آپکو دیکھا تو پہلی بار یہ سینے میں دل کے نام پہ پڑا پتھر دھڑکا تھا۔۔

کسی کا درد محسوس ہوا تھا۔۔ بہت سالوں بعد کوئی احساس محسوس ہوا ہے۔۔

وہ سینے پر ہاتھ رکھے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

محبت محسوس ہوئی ہے۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ اب مجھے آپسے محبت نہیں رہی۔۔

عینا جو سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی چونک کر اسے دیکھا۔۔ آنکھوں سے گرم سیال بہتا جا رہا تھا۔۔

مجھے تو آپسے عشق ہو گیا ہے۔۔وہ یک دم بھیگی آواز میں چلایا۔۔

ویران سڑک پر اسکی بھاری آواز گونجی تھی۔۔

جبکہ عینا کا دل رک کر دھڑکا تھا۔۔

عشق کرتا ہوں اپسے۔۔بہت زیادہ حد سے زیادہ اور آپکا یہ عشق مجھے پل پل مار رہا ہے۔۔

یہ دل آپکی جدائی میں تڑپ رہا ہے۔۔وہ گاڑی پر مکا مارتا چلایا تھا۔۔

عینا اسکے چلانے پر یک دم اچھلی تھی۔۔

امن خاموش ہوتے اسے دیکھنے لگا۔۔

ا۔ایسے مت کہو امن۔۔وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔

ت۔تم مجھ سے محبت ن۔نا ع۔عشو لق کر سکتے ہو۔۔

وہ بہتے آنسوں سے بولی تھی۔۔

کیوں۔۔امن ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا۔۔

ک۔کیونکہ میں کہہ رہی ہوں۔

م۔میں ت۔تمہارے کیے ک۔کچھ فیل ن۔نہیں کرتی امن۔۔

تم م۔مجھ سے م۔محبت کرنے کا س۔سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔۔

م۔میرے مجرم کو پناہ دینے والے تم ہی تھے نا۔۔ت۔تو پھر ک۔کیسے سوچ سکتے ہو۔۔

وہ اس بھی اونچی آواز میں چلائ تھی۔

محبت کرنا گناہ تو نہیں۔۔اور مینے جان بوجھ کر نہیں کی خود بخود ہوتی چلی گئ ہے۔۔

اپ۔اپ سمجھتی کیوں نہیں ہے۔۔

میرا کوئ قصور نہیں تھا ان سب میں جو بھی عارض نے کیا میں انجان تھا۔۔

لیکن پھر بھی آپ کہتی ہیں تو میں اسکی سزا بھی بھگت لوں گا۔۔

پ۔پھر کیا آپ میری ہو جائیں گی۔۔وہ بچوں کی طرح روتا بولا تھا۔۔

عینا اسکے یوں رونے پر ساکت ہوتی تھی۔۔

اسنے مرتسم کے بعد آج پہلی بار کسی مرد کو محبت کے لیئے روتے دیکھا تھا۔۔

وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

بولیں نا پھر کیا آپ ہمیشہ کے لیئے میری ہو جائیں گی۔۔میری تنہائیوں کی ساتھی بنیں گی۔۔

وہ بے چینی سے بولا تھا۔۔

عینا نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔۔

امن نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

کیوں۔۔اسکے لب ہلے۔۔

کیوں آخر کیوں۔۔اس لیے کہ میں برا ہوں۔۔تو پھر یہ کیوں نہیں سمجھتی مجھے برا بھی تو اس دنیا نے بنایا ہے۔۔میں آپکے لیئے اچھا بھی بن جاؤں گا نا۔۔

وہ یک دم اسکے بازوں کو اپنی گرفت میں لیتا دھاڑا تھا۔۔

اس اچانک افتاد پر وہ سہم گئ۔۔

ا۔امن۔۔اسکے لب ہلے۔۔عینا نے اس کے ہاتھ اپنے بازوں سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

جواب دیں مجھے۔۔وہ پھر سے دھاڑا تھا۔۔

کیونکہ میں کسی کے نکاح میں ہوں۔۔وہ اسے پوری قوت سے پیچھے کو دھکا دیتی چلائ تھی۔۔

سن لو میں نکاح میں ہوں کسی کے اور ہمشیہ رہوں گی۔۔

نہیں کرتی میں تم سے محبت نا کروں گی۔۔

اس لیے نہیں کہ تم برے ہو مجھے تم سے نہیں تمہاری برائ سے نفرت تھی۔۔

اس لیے کہ میں تم سے محبت نہیں کر سکتی امن۔۔

وہ چیخی تھی۔۔

جبکہ اسکے دھکے پر امن لڑکھڑا کو پیچھے کو گرا تھا شائید وہ اپنے ہوش میں نہیں تھا۔۔

اسکے نکاح کی خبر امن پر بجلی کی طرح گری تھی۔۔

ا۔اور میں۔۔اسکے چپ ہونے پر وہ بے بسی سے بولا۔۔

عینانے ساکت ہوتے اسے دیکھا۔

م۔میر اک۔کیا قصور۔۔ہ۔ہر بار م۔مجھے ہی ک۔کیوں ب۔برداشت کرنا پڑے۔۔

وہ ہچکیوں سے روتا بولا تھا۔۔

عینا لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی تھی۔۔اسکے دل پر بوجھ بڑھنے لگا۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔۔

ی۔یہ م۔محبت ص۔صرف تماشہ ہے۔۔ی۔یہ دوسروں کی ب۔بےبسی کا فائدہ اٹھاتی ہے۔۔

وہ بھیگی آواز میں چلایا۔۔

اسکی آواز مدھم پڑنے لگی اسکے ناک سے خون بہنے لگا تھا۔۔

عینانے اسکا سفید پڑتا چہرہ دیکھ خوف سے اسے دیکھا تھا۔۔

وہ ابھی کچھ کہتی کہ امن کے دو گارڈز اچانک سے وہاں آئے تھے۔۔

سر۔سر وہ اسے اٹھانے لگے لیکن وہ انکے ہاتھ جھٹکتا عینا کو دیکھ رہا تھا۔۔

ا۔اسے ل۔لے کر جاو۔ا۔اس کی طبعیت نہیں ٹھیک۔جاو۔۔

وہ اسکے گارڈز پر چلائ تھی۔۔

وہ زبردستی اسے اٹھاتے گاڑی کی طرف جانے لگے لیکن وہ مسلسل خود کو اسنے آزاد کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

چ۔چھوڑو مجھے۔۔میں آپکو ک۔کبھی معاف۔ن۔نہیں کروں گا۔۔۔

وہ بڑبڑا رہا تھا۔۔

عینا خوف سے اسکے خون سے تر ہوتے چہرہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

۔میں اپکے خدا سے ا۔اپکی شکایت کروں گا۔۔

اسکے گارڈز اسے گاڑی میں بٹھانے لگا جب وہ چہرہ موڑتے اونچی آواز میں چلایا تھا۔۔

عینا کے قدم زنجیر ہو گئے۔۔وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔۔

جبکہ وہ لوگ من کو لے گئے۔۔

میں آپکے خدا سے اپکی شکایت کروں گا۔۔امن کی آواز اسکے آس پاس گونج رہی تھی۔۔

اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔چہرہ آنسوں سے تر ہو گیا۔۔

نہیں نہیں کی گردان کرتے گاڑی کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئ۔۔

اسے خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔ دل توڑنے کا ڈر۔۔

کہتے ہیں دلوں میں خدا رہتا ہے۔۔ اور اسنے دل توڑ دیا تھا۔۔

خدا کا گھر۔۔

اگر اسنے سچ میں خدا سے اسکی شکایت کر دی تو۔۔

لیکن مینے جان بوجھ کے تو نہیں کیا نا۔۔

وہ روتے ہوئے خود سے بولی تھی۔۔

وہ اسکے پیچھے جانا چاہتی تھی اسے کہنا چاہتی تھی کہ اسکی شکایت نا کرے۔۔

وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا ہوا ہے اسے۔

لیکن اسکے قدموں کو جیسے کوئی باندھ رہا تھا۔۔

وہ ہل نہیں پائی۔۔

بمشکل خود کو سنبھالتے وہ ابھی اٹھی ہی تھی کہ اچانک سے اپنے پیچھے کوئی شور سنائی دیا۔۔

عینا نے سرعت سے آنکھیں رگڑتی تھیں۔۔ اسنے تیزی سے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔

کوئی اڈھیر عمر کا آدمی تھا اور اسکے پاس کچھ اور آدمی کھڑے تھے جو شکل سے ہی غنڈے نما لگ رہے تھے۔۔ وہ لوگ اسے کچھ کہہ رہا تھا۔ لیکن وہ مسلسل نفی کر رہے تھے۔

تو ان آدمیوں نے انہیں مارنا شروع کر دیا۔۔

وہ کچھ سوچ کر انکی طرف بڑھی۔۔

اوئے کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔

عینا انکے قریب جاتے بولی تھی۔۔

تراب صاحب (زین کے بابا) نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ انہوں نے عینا کو دیکھا ہوا تھا وہ اسے پہچان گئے تھے لیکن عینا انہیں نہیں جانتی تھی۔

کیوں مار رہے ہو تم لوگ انہیں۔۔

وہ ان غنڈے نما آدمیوں کو گھورتے بولی۔۔

اسے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ لیکن وہ اس آدمی کو اس مصیبت میں نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

اپنے کام سے کام رکھو لڑکی۔۔

ان میں سے ایک آدمی غرا کر کہتا تراب صاحب کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

مارو اسے۔۔ اسنے باقی آدمیوں کو کہا۔۔

عینا کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔

پاگل ہو گئے ہو کیوں مار رہے ہو۔۔

وہ تیزی سے انکی طرف بڑھی لیکن ایک آدمی نے اسکا بازو پکڑتے اسے روکا۔۔

وہ لوگ تراب صاحب کے سر پے پاؤں کی ضربیں لگاتے تو کبھی پیٹ پر وہ انہیں مار مار کر ادھ موا کر چکے تھے۔۔

عینا ان سے خود کو چھڑوانے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی لیکن کوئی فائدہ نا ہوا تو اسنے اس آدمی کے پاؤں پر زور سے پاؤں مار دیا۔۔

اس آدمی نے غصے سے مڑتے اسے دیکھا۔۔

اس سے پہلے وہ اسے رکھ کے تھپڑ مار دیتا۔۔

دور سے ایک گولی چلی تھی جو سیدھا اس آدمی کے اٹھتے ہوئے ہاتھ میں لگی۔۔

وہ آدمی چونک کر پیچھے دیکھنے لگے۔۔

عینا نے پیچھے مڑتے دیکھا۔۔

دو سے تین گاڑیاں سے گارڈز کی۔۔

اسنے ایک لڑکے کو اپنی طرف بھاگتے دیکھا وہ لڑکا وہ امن کے ساتھ ہوتا تھا ہمشیہ اسنے ہر جگہ اسے دیکھا تھا۔۔

وہ ادمی ان گارڈز کو اپنی طرف آتے دیکھ انہیں چھوڑتے بھاگے تھے۔۔

لیکن جاتے جاتے وہ جسنے عینا کا بازو پکڑا تھا وہ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے عینا پر گولی چلانے لگا تھا لیکن تراب صاحب نے عین وقت پر اسے کھینچا اور وہ گولی سیدھا انکے سینے پر لگی تھی۔۔

عینا اس سچویشن پر ہقابقارہ گئ وہ اسے کیوں مارنے والے تھے۔۔

میم آپ ٹھیک ہیں۔۔وہ لڑکا تیزی سے عینا کے قریب آتا بولا تھا۔

عینا نے سر ہلاتے تراب صاحب کو دیکھا۔۔

انکل۔۔ انکل آپ ٹھیک ہیں۔۔ وہ تیزی سے اسنے قریب ہوئے جو خون سے تر سڑک پر بے جان پڑے تھے۔۔

ہ۔ہوسپٹل لے کر جانا ہے انہیں۔۔ا۔ نہیں اٹھاو۔۔وہ ہڑبڑاہٹ میں بولی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

ہوسپٹل پہنچتے اسنے سب سے پہلے مرتسم اور ولی کو کال کی تھی۔۔

امن کے گارڈز اسے بحفاظت پہنچاتے وہاں سے جا چکے تھے۔۔

ش۔شاہ۔۔وہ مرتسم کو آتے دیکھ تیزی سے اسکی طرف بھاگی تھی۔۔

شاہ کہتی وہ اسکے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔

عین میری جان کیا ہوا ہے۔۔ آپ ٹھیک ہیں۔۔وہ اسکے کپڑوں اور ہاتھوں لگا خون دور سے ہی دیکھ چکا تھا۔۔

عین آپ ٹھیک ہیں نا۔۔وہ زبردستی اسے اپنے سامنے کرتا چیخا تھا۔۔

ہ۔ہاں۔۔وہ بمشکل بولی تھی۔۔

یہ خون۔۔ مرتسم نے اسکے ہاتھوں پر لگے خون کو دیکھتے اسے سر تاپاوں دیکھا وہ ٹھیک تھی بس ہلکی پھلکی خراشیں آئیں تھی اسے جو اس آدمی سے آزاد ہونے کی کوشش میں لگی تھیں۔۔

ادھر بیٹھیں کیا ہوا ہے بتائیں مجھے۔۔مرتسم اسے بینچ پہ بٹھاتے بولا تھا۔۔

عینا اسے تراب صاحب کے پاس جانے سے لے کر سب کچھ بتاتی گئی۔البتہ گارڈز کا اسنے اتنا کہا تھا کہ کوئی وہاں سے گزر رہے تھے۔۔

بس۔۔بس میری جان کچھ نہیں ہو گا۔۔

مرتسم اسکا سر سہلاتے بولا۔۔

اگر وہ آدمی سامنے نا آتا تو شائید اسکی عین۔۔

سوچتے اسکا دل سکڑ کے پھیلا تھا۔۔

اسنے شدت سے عینا کو خود میں بھینچا۔۔

شش۔بس میری جان رونا بند کریں۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔

مرتسم اسے بچوں کی طرح بہلاتا بولا تھا۔۔

تبھی انکے پاس نرس ائی۔۔

یہ پیشنٹ کا سامان۔۔وہ انکے پاس کچھ سامان رکھتی بولی۔۔

مرتسم نے اس سامان سے والٹ اٹھاتے آئی ڈی کارڈ نکالا جہاں پہ تراب شاہ کی تصویر اور نام تھا۔

اسنے چونک کر عینا کو دیکھا۔۔

عین کیا آپ اس آدمی کو جانتی تھی۔۔ اسنے ہچکیاں لیتی عینا سے پوچھا۔

نہیں شاہ میں نہیں جانتی تھی وہ کون تھے اور نا ہی ان غنڈوں کو۔۔ وہ بھیگے لہجے میں بولے تھے۔۔

جیسا اسے عینا نے بتایا وہ لوگ تراب صاحب کو پہلے ہی مار رہے تھے مطلب وہ عینا کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے لیکن عینا نے انہیں دیکھ لیا ہو گا شائید اس لیے وہ اسے مارنا چاہتے ہوں۔۔

وہ تانے بانے بنتا سوچ رہا تھا۔۔

ش۔شاہ کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔۔ عینا نے اسکا بازو ہلایا۔۔

زین کے بابا ہیں۔۔ وہ متفکر لہجے میں بولا۔۔

عینا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

فکر مت کریں کچھ نہیں ہو گا۔ اور آپکی وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہمم پریشان مت ہوں۔۔

تب تک ولی بھی پہنچ چکا تھا۔۔ مرتسم نے زین سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اسکا فون بند جا رہا تھا۔۔

اسنے وجدان اور قاسم بابا کو مختصر سا بتاتے زینی کو بھی ساتھ لانے کا کہا تھا۔۔

ایک گھنٹے سے وہ لوگ آپریشن تھیٹر کے سامنے بی چینی سے چکر لگا رہے تھے۔۔

مرتسم نے فلحال انہیں صرف ایکسیڈینٹ کا بتایا تھا۔۔

ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آیا تو سب تیزی سے انکے طرف لپکے۔

ڈاکٹر میرے بابا ٹھیک ہیں نا۔ کیا ہوا ہے انہیں۔۔

زینی نے پوچھا تھا۔۔

دیکھئے اپکے پیشینٹ کو ایک تو برے طریقے سے مارا گیا ہے۔۔ انکے سر پر گہری ضربیں لگی ہیں۔۔ اور دوسرا گولی سیدھا انکے دل کے قریب لگی ہے۔۔ گولی تو ہمنے نکال دی ہے لیکن فلحال ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہم لوگ تو بس کوشش کر سکتے تھے آگے اللہ کی مرضی۔۔ آپ لوگ دعا کریں۔۔

ایکسکیوزمی!! ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے جا چکے تھے۔۔

زینی لڑکھڑائی تھی جسے ماہم اپیا نے بمشکل سنبھالا تھا۔۔

عینا ایک کونے میں کھڑی سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تم نے تو کہا تھا ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔

قاسم بابا پوچھ تو مرتسم سے رہے تھے لیکن انکی چبھتی نظریں عینا پر تھیں۔۔

مرتسم نے ایک نظر عینا کو دیکھا اور پھر قاسم بابا کو وہ زرا سا آگے ہوتے انکے سامنے کھڑا ہوا۔۔

تاکہ وہ عینا کو نا دیکھ سکیں۔۔

مختصر سا انہیں سب کچھ بتاتا چلا گیا۔۔

پہلے کیا کم عذاب تھی یہ جو اسکی وجہ سے ایک اور مصیبت کھڑی ہو گئی۔۔

قاسم بابا نے غصے سے عینا کو دیکھا تھا۔۔

بابا کیسے بات کر رہے ہیں اپ۔۔عینا کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہے۔۔

انفیکٹ عینا نے تو انکی جان بچائی ہے۔۔مرتسم نے حیرت سے انکے لفظ سنے تھے۔۔

اور کتنا بچاؤ گے اپنی بیوی کو مرتسم خدا کے لیئے اب تو بس کر دو۔۔

اسکی وجہ سے میرا باپ ہوسپٹل میں پڑا ہے زندگی اور موت کے منہ ہے تمہیں ابھی اپنی بیوی کی پڑی ہے۔۔

زینی غصے سے ڈھاڑی تھی۔۔

مرتسم نے ولی کو اشارہ کیا جو سمجھ کر سر ہلاتے سہمی ہوئی کھڑی عینا کو وہاں سے لے گیا۔۔

عینا بے جان سی اسکے ساتھ کھنچتی چلی جارہی تھی۔

❤❤❤❤❤

رات کے نو بجے ڈاکٹر نے تراب صاحب کے ہوش میں آنے کی خبر سنائی تھی۔۔

انکے دماغ کی چوٹیں بہت گہری تھیں اس لیے ابھی انکے ٹیسٹ وغیرہ کے بعد ہی وہ لوگ کچھ کہہ سکتے تھے۔۔

عینا انسے ملنے جانا چاہتی تھی لیکن ولی اور مرتسم نے اسے سختی سے منع کر دیا تھا۔

تراب صاحب اب خطرے سے باہر تھے ٹھیک تھے لیکن فلحال وہ اتنی بات چیت نہیں کر رہے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

اگلے دن انکے کورٹ کی پہلی تاریخ تھی لیکن عینا نہیں جانتی تھی کہ یہی آخری ہو گی۔۔

اسکے ساتھ مرتسم، ولی، عالم، حسن بابا، عالم بابا، دانین (جو کہ رات ہی واپس آئی تھی فلحال وہ اکیلی ائی تھی زین نہیں) ارسل، وجدان بھائی، عیشاء سب آئے تھے۔۔

اور انوشے کے ماں باپ بھی وہ رات کو ہی آئے تھے۔۔

باقی باسط لوگ اور انکی پوری ٹیم تھی۔۔

جج صاحب اچکے تھے۔۔

عینا کا دل زور سے ڈھڑک رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ خوش ہو یا روئے۔۔

تبھی عارض کو لایا گیا۔۔

اسے اپنے سامنے دیکھتے کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا اسے۔۔ آنکھیں جلنے لگیں تھیں لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تھی۔۔

دونوں طرف سے کاروائی شروع ہو چکی تھی۔

عارض کا وکیل کورٹ کی طرف سے تھا۔۔

جب انکا وکیل عارض سے سوالات کی اجازت لیتا اسکے پاس آیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا عارض بول پڑا۔۔

اس سے پہلے کہ آپ لوگ مجھ سے کوئی سوال کریں میں کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔۔

وہ جھکا سر اٹھاتے جج صاحب کو دیکھتے بولا۔۔

اجازت ہے۔۔ انہوں نے اسے بولنے کی اجازت دی۔۔

میں آج آپ لوگوں کو اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔

میں عارض ایک یتیم بچہ جسکے ماں باپ کے مرنے کے بعد اسکے رشتے داروں نے اسے ایک کوڑے کے ڈھیر میں پھینک دیا۔۔

لیکن وہاں ایک لڑکے کی نظر مجھ پر پڑ گئ تو وہ مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔

اسنے میری پرورش کی۔ مجھے ہر چیز دی۔ ہر خواہش پوری کی۔۔ مجھے اچھائ برائ میں فرق سکھایا۔۔

جانتے ہیں کون تھا وہ ادمی۔۔وہ نظریں جھکائے بول رہا تھا جب اچانک اسنے سر اٹھاتے سبکو دیکھا۔۔

سب دم سادھے اسے سن رہے تھے۔۔

اسکی نظر سیدھا عینا پر گئی۔۔وہ تلخی سے مسکرا دیا۔۔

جبکہ عینا نے نفرت سے اسے دیکھا۔۔

وہی جسے آپ لوگ ایک بیسٹ کے نام سے جانتے ہیں۔۔وہ بیسٹ جو خود ہر برا کام کرتا تھا لیکن مجھے اس سے دور رکھتا تھا۔۔وہ بغور عینا کو دیکھ بولا تھا۔۔

لیکن میں تھا نا مجھے عزت راس نا آئی اور مینے برائی کا راستہ چنن لیا۔۔

بھائی (امن) مجھ پر پورا بھروسہ کرتے تھے اس لیے مجھ پر نظر رکھنا چھوڑ دی۔۔

اور میں کنگ کے ہتھے چڑھ گیا۔۔

ڈرگز، زنا، ریپ یہ سب عام ہو گیا میرے لیے۔۔

وہ خود پر ہسا۔۔

میں کینیڈا ابظاہر تو سٹڈی کر رہا تھا تب میری نظر دو بہنوں پر پڑی۔۔وہ پاکستان سے وہاں پڑھنے گئ تھی۔۔تھیں تو وہ دونوں دوستیں لیکن بہنوں سے بڑھ کے۔۔

جج صاحب نے بغور اس لڑکے کو دیکھا جسکے چہرے پر گہرا ملال تھا۔۔

بہت خوبصورت تھی دونوں اتنی کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جائے اور میں تھا سدا کا حسن پرست۔۔

لیکن وہ دونوں مجھ سے بہت دور بھاگتی تھی تھیں۔ان میں سے ایک تو بہت ڈرپوک سی تھی۔۔اور مینے سوچ لیا میں پہلا نشانہ اسی کو بناؤں گا۔۔

جب جب مجھے موقع ملا اسے ڈراتا تھا لیکن ہر بار اسکی وہ دوسری دوست جو بہت بہادر تھی وہ اسے بچا لیتی تھی۔۔

وہ مہر کو دیکھنے لگا۔۔ایک دن جب مینے اسے حراس کرنے کی کوشش کی تو اسکی دوست نے مجھے اپنی پوری بلڈنگ والوں سے پٹوایا۔۔

میں بدلے کی آگ میں جلنے لگا۔۔مجھے بس اب بدلہ چاہئیے تھا۔۔

پھر وہ دونوں پاکستان واپس چلی گئیں۔۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی میں بھی انکے ساتھ ہی واپس آیا تھا۔۔میں نے ہر پل انکا پیچھا کیا۔۔مجھے بس موقع چاہئیے تھا۔۔

اور اس سے اگلے دن مجھے موقع مل گیا۔۔

وہ دونوں اکیلی تھی اور یہ پاکستان تھا۔۔جہاں کچھ بھی ہو جائے نا لوگوں کو پرواہ ہوتی ہے نا پولیس پہنچتی ہے۔۔

وہ جج صاحب کو دیکھتے بولا تو پولیس والے شرمندہ سے رہ گئے۔۔

عینا کی آنکھوں کے سامنے وہ دن گھومنے لگا آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر بہے تھے۔۔

خیر مینے موقع پاتے ہی دونوں کو جالیا۔۔

میں مرد تھا اور وہ نازک سی لڑکیاں میں ان پر بھاری تھا۔۔

وہ دونوں سر توڑ کوشش کر رہی تھیں لیکن کامیاب نا ہو سکیں

مینے۔۔وہ رکا۔۔

مینے انوشے کے ساتھ زبردستی کی۔۔

کیونکہ مہر بہت خوبصورت تھی تو میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد میں اسے بانو بائی کے کوٹھے پر بیچ دیتا۔۔

وہ رک رک کے بول رہا تھا جیسے یہ سب بولنا بہت مشکل ہو۔۔

عینا نے بامشکل خود کو اسکا منہ نوچنے سے روکا تھا۔۔

جبکہ مرتسم، ولی اور عالم نے بہت ضبط سے اسے دیکھا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی اسکا حشر بگاڑ دیں۔۔

ل۔ لیکن اس وقت مہر کو کسی نے بچا لیا۔

انوشے مر گئی مجھے کوئی افسوس نہیں تھا میں بس کسی طرح مہر کو حاصل کرنا چاہتا تھا اور مینے کوشش بھی کی لیکن وہ چلتی گاڑی سے کود گئی۔۔

اسکے بعد سبکو لگا کہ مہر مر چکی ہے۔۔

مجھے بھی یہی لگا یہ چیپٹر بند ہو چکا ہے۔

میں اپنی روزمرہ کی روٹین پر اگیا۔۔

لیکن ایک دن مینے پھر سے ایک لڑکی سے زبردستی کی کوشش کی تب اسے مہر نے بچایا میں اسے دیکھ کر چونک گیا۔۔

اور ڈر سے پاکستان سے ہی باہر چلا گیا۔۔

کیونکہ مجھے پتا چلا تھا کہ پولیس مجھے ڈھونڈ رہی ہے۔۔

اسکی آواز رندھ گی۔۔

پھر کچھ ٹائم بعد مجھے فریحہ ملی وہ میری بہت اچھی دوست بن گئ۔۔ مینے کبھی اسے حوس کی نظروں سے نہیں دیکھا وہ سب سے الگ تھی۔۔

تین سال میں اسکے ساتھ رہا وہ تین سال میری زندگی کے سب سے خوبصورت سال تھے۔

مجھے اس سے محبت ہو گئ تھی۔۔

مینے اسے سب بتا دیا۔۔ سوائے اسکے کہ میں ایک ریپیسٹ بھی ہوں۔۔ اس سے وعدہ کیا کہ میں ہر برا کام چھوڑ دوں گا۔۔

اسی میں ایک دن بھائی کو سب پتا چل گیا۔۔

انہوں نے مجھ سے ہر رشتہ ختم کر دیا وہ بہت ہرٹ ہوئے تھے مجھ سے۔۔

مینے کنگ کے لئیے کام کرنا بند کر دیا تو لوگ مجھے ڈرانے دھمکانے لگے۔۔

میں بہت ڈر گیا تھا اپنے لیے نہیں فریحہ کے لئیے۔۔

میں سایے کی طرح اسکی حفاظت کرتا تھا لیکن ایک دن مجھ سے بھول ہو گی۔۔ اور اسکے ساتھ وہی ہوا جو میں دوسری لڑکیوں کے ساتھ کرتا تھا۔۔

کئ آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے نکلے تھے۔۔

عینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

احساس تو مجھے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن محسوس مینے تب کیا تھا کہ درد ہوتا کیا ہے۔۔

مہر اور انوشے کی تکلیف ہر اس لڑکی اور اسکے گھر والوں کی تکلیف محسوس کی تھی مینے۔۔

اس لیے کل مینے خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔۔

اسنے آنکھیں صاف کرتے ایک نظر بھری عدالت کو دیکھا۔۔

میں عارض بنت بے نام یہ قبول کرتا ہوں میں ایک ریپیسٹ ہوں۔۔ مینے انوشے ابراہیم کا ریپ کیا تھا اور مہر ماہ شاہ کو مارنے کی کوشش کی۔۔

نا صرف یہ بلکہ اور بھی کی لڑکیوں کا ریپ کیا ہے مینے۔۔

میری جج صاحب سے درخواست ہے کہ مجھے موت کی سزا سنائی جائے۔۔

وہ انکی طرف دیکھتا مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔

عینا ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کورٹ میں بیٹھا ہر انسان ساکت تھا۔۔پل میں گیم الٹ گئ وہ سب کچھ اپنے منہ سے قبول کر رہا تھا۔۔

کچھ دیر تک موت سا سناٹا چھایا رہا۔۔

پھر وہاں جج صاحب کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔

جسمیں وہ عارض کو دو دن کے بعد پھانسی کی سزا سنانے اور کنگ کو ڈھونڈنے کا حکم جاری کر چکے تھے۔۔

اسکے بعد انہوں نے قلم توڑ دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔۔انکے پیچھے سب کھڑے ہوئے تھے۔۔

جبکہ عینا بے جان چیز کی طرح بس عارض کو دیکھے جا رہی تھی۔۔

ایک پل کے لیئے پلک نہیں جھپکی اسنے۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا جرے۔۔

دل کر رہا تھا دھاڑے مار مار کر روئے۔۔اور خوشی سے چیخے چلائے۔۔

مرتسم نے زبردستی اٹھایا اور اپنے ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

سب کی آنکھیں نم تھیں۔اج سب خوش تھے بہت سارے لوگوں کو انصاف مل گیا تھا۔۔

عارض جسے پولیس لے جا رہی تھی اسنے سامنے کھڑی عینا کو پولیس سے دو منٹ کی مہلت مانگی۔۔

وہ لوگ اسے عینا کے پاس لے ائے۔۔

وہ اسکے مقابل آکے رکا۔۔

عینا جو ساکت سی انوشے کہ ماما کو دیکھ رہی تھی۔۔ اسنے چونک کر عارض کو دیکھا۔۔

عارض اسکے سامنے آیا اسنے ہتھکڑی لگے ہاتھ اکسے سامنے جوڑ دیے۔۔

عینا نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

عارض گھٹنوں کے بل اکسے سامنے گرا۔۔

م۔ معاف کر دوم۔ مہر۔۔ میرا گ۔ گناہ بہت بڑا تھا اور اسکی سزا۔ ا۔ اس سے بھی بڑی۔۔

ہ۔ ہو سکے تو م۔ مجھے معاف کر دینا۔۔

وہ تڑپ تڑپ کر روتا اپنے گناہ کا اعتراف کرنا اس سے معافی ک طلب گار تھا۔۔

لیکن ان وہ بے رحم بنی کھڑی تھی۔۔

عینا نے نفرت سے اسے گھورا۔۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی عارض کبھی نہیں۔۔

وہ بھیگی آواز میں چلائی تھی۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے اسے لے جائیں میری نظروں کے سامنے سے وہ پولیس آفیسر پر چلائی تھی۔۔۔

وہ لوگ عارض کو وہاں سے لے گئے۔۔

عالم نے بامشکل کھڑی مہر کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ ریت کی طرح پھسلتی نیچے گری تھی۔۔

اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آج ہر کوئی رو رہا تھا۔۔

م۔میمے انو کو انصاف دلا دیا عالم۔۔م۔مینے اسکی موت رائیگاں نہیں جانے دی۔۔

وہ آڈے دیکھتی بیٹھے گلے سے بولی تھی۔

علامہ نے اثبات میں سر ہلاتے اسے کھڑا کیا تھا۔۔

انوشے کی ماما اور بابا اسے گلے لگا گئے۔۔انہوں نے ایک بیٹی کو کھویا تھا۔۔اب آنکے پاس صرف مہر تھی جو انوشے کی آخری امانت تھی۔۔

وہ سب لوگ انوشے کی قبر پر گئے تھے۔۔فاتحہ پڑھتے تازہ پھول اسکی قبر پر سجائے تھے۔۔اسکی موت اور اسکے ساتھ ہوئے ظلم کا بدلہ لینے کی روادار سنائی تھی اسے جسکا وعدہ عینا نے اس سے کیا تھا۔۔

مرتسم اور ولی نے مسکراتی نظروں سے ایک دوسرے کا دیکھا اور پھر آسمان کو۔۔

پس ثابت ہوا وہ رب رحم کرنے والا رحیم و کریم اور انصاف کرنے والا ہے۔۔

آج آنکی زندگی کا ایک باب بند ہوا تھا تو دوسرا باب کھلا بھی تھا۔۔

جس سے فلحال وہ سب انجان تھے۔۔

اگلے دو دون سب کے سکون کے گزرے تھے۔۔

تراب صاحب اب بہتر ہو چکے تھے تو وہ انہیں گھر لے ائے۔۔

وہ اپنے گھر جانا چاہتے تھے لیکن سب کے اسرار پر کہ زینی اکیلی انکے دیکھ بھال کیسے کرے گی انہیں شاہ ولا آنا پڑا۔۔

عینا سے رہا نہیں گیا تو وہ دو دن بعد انسے ملنے آئی تھی۔۔وہ بس اپنی تسلی کرنا چاہتی تھی کہ وہ ٹھیک ہیں نا۔۔

لیکن نہیں جانتی تھی کہ یہ اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو گی۔۔

❤❤❤❤

اسلام و علیکم!!اسنے بلند آواز میں سلام کیا تھا۔۔

سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔ تراب صاحب بھی فلحال صوفے سے ٹیک لگائے وہیں بیٹھے تھے۔۔

والسلام!!او بچے۔۔بی جان اسے اپنے پاس بلایا۔۔

بی جان کے پاس بیٹھے اسنے تراب صاحب کو دیکھا۔۔

پھر ایک نظر لاؤنج پر ڈالی وہاں سب تھے۔۔

مرتسم سمیت۔۔

انکل کیسی طبعیت ہے اب اپکی۔۔ اسنے تراب صاحب کو دیکھتے پوچھا۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔ تم کیسی ہو مجھے بہت فکر ہو رہی تھی تمہاری۔۔ میں مرتسم سے پوچھنے والا تھا تم ٹھیک ہو نا۔۔

تراب صاحب اسکے جواب میں بے تو انکے لہجے میں گھلتی فکر اسے عجیب لگی۔۔

میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔۔ وہ مسکرا کر بولی۔۔

شکر ہے اللہ ہے۔۔ میں تو ڈر گیا تھا۔۔ ویسے کون لوگ تھے وہ بیٹا۔۔ کیوں مارنا چاہتے تھے اپکو۔۔

ایک نظر زینی کو دیکھ انہوں نے پھر سے عینا کو کہا۔۔

عینا سمیت سب نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا تھا۔۔

انکل مجھے کیا پتا کون تھے وہ لوگ تو آپسے ہی بات کر رہے تھے پھر آپکو مارنا شروع کر دیا میں تو بس آپکی ہیلپ کرنے کے لئیے آئی تھی۔۔

وہ حیرانگی سے بولی۔۔

کیا ہو گیا ہے بیٹا۔۔ جھوٹ کیوں بول رہی ہو۔۔

مرتسم نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

وہ لوگ تم سے بد تمیزی کر رہے تھے شائید تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔۔

میں تو تمہاری شور کی آواز سن کے تمہیں بچانے آیا تھا۔۔

وہ حیران ہونے کی بھرپور ایکٹینگ کرتے بولے۔۔

عینا کی آنکھوں میں بے یقینی امڈ ائی۔۔

انکل آپ کیوں جھوٹ بول رہے ہیں۔۔وہ بے یقینی سے بولی۔

شٹ اپ عینا۔۔ ایک تو میرے بابا نے تمہاری جان بچائی اوپر سے تم انہیں ہی جھوٹا کہہ رہی ہو۔۔
تمہیں تو انکا شکر کرنا چاہیئے انکی وجہ سے تم محفوظ ہو۔۔اور میرے بابا موت کے منہ تک پہنچ گئے اسکے باوجود تم انہیں پر الزام لگا رہی ہو۔۔

زینب اسے گھورتے غصے سے بولی۔۔

آپ۔۔عینا کچھ بول ناپائی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ جھوٹ کیوں بول رہے ہیں۔۔

مرتسم کچھ کہنے لگا لیکن ماہم اپیا نے زبردستی اسے روکا تھا۔۔

پلیز۔۔آنکھوں سے التجا کی تھی۔۔

بس۔۔بس کرو۔۔احسان فراموش لڑکی۔۔

تم اس سے کس چیز کی توقع کر رہی زینی بیٹا اس لڑکی پر مرتسم نے اتنے احسان کیے ہیں جنہیں وہ بھولے بیٹھی ہے تو تراب کو کس حصے میں لے گی یہ۔۔

قاسم بابا غصے سے بولے تھے۔

عینا نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔۔ ایم سوری انکل میری وجہ آپکو اتنا کچھ سہنا پڑا۔۔ بہت بہت شکریہ اپنے میری جان بچائی میں آپکا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔۔ عینا نہیں چاہتی تھی معاملہ بڑھے اس لیے وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

اب آپ اس احسان کے بدلے مجھ سے کیا چاہتے ہیں بتا دیں تاکہ میں آپکا احسان اتار سکوں۔۔

وہ سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھتی بولی۔۔

میں جو مانگوں گا اس احسان کے بدلے بہت قیمتی ہے دیکھ لو دے سکو گی۔۔

تراب صاحب نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

آپ مانگ لیجئیے جو مانگنا ہے۔۔ اسکے بدلے اگر مجھے اپنی جان بھی دینی پڑی تو میں آپکو دے دوں گا۔۔

بولئیے کیا چاہئیے اپکو۔۔

عینا سے پہلے مرتسم نے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر مکرنا مت اپنی بات سے مرتسم۔۔وہ مرتسم کو دیکھتے بولے۔۔

مینے کہانا آپ مانگ لیجئیے کیا چاہئیے۔۔وہ مضبوط لہجے میں بولا۔۔

مجھے عینا کی جان بچانے کے احسان کے بدلے میں تم چاہئیے ہو مرتسم۔وہ اطمنان سے بولے۔۔

انکی بات پر سب نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔۔

جبکہ عینا نے سرعت سے مرتسم کو دیکھا۔۔

کیا مطلب ہے کیا کہنا چاہتے ہیں آپ بھائ صاحب۔۔

روحا ماما نے الجھ کر پوچھا۔۔

میں اپنی بیٹی ے لیئے مرتسم کو چاہتا ہوں بھابھی۔۔میں چاہتا ہوں کہ مرتسم زینی کو اپنے نکاح میں لے لے۔۔

انکی بات سنتے سب چونک کر کھڑے ہوئے تھے۔۔

عینا نے بے ساختہ صوفے کو تھاما۔۔

یہ کیا کہ رہے ہیں اپ۔۔مرتسم بے یقینی سے انہیں دیکھا۔۔

ایسا بھی کیا کہہ دیا۔۔بلکہ میں تو خود یہی سوچ رہا تھا۔۔

تراب مجھے تمہاری بات پر کوئ اعترض نہیں۔۔قاسم بابا خوشی سے چور لہجے میں بولے تھے۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا بابا۔۔میری شادی ہو چکی ہے کیوں بھول رہے ہیں اپ۔۔

مہرماہ شاہ آپکے سامنے کھڑی ہے جو میرے نکاح میں ہے۔۔

وہی پہلی ہیں اور وہی آخری رہیں گی۔۔

مرتسم غصے کی شدت سے چلایا تھا۔۔

آج پہلی بار اسنے اپنے بڑوں سے اونچی آواز میں بات کی تھی۔۔

آپ لوگ ایسا کچھ سوچنے کی غلطی بھی مت کیجئیے گا۔۔

مہرماہ مرتسم شاہ رہے یا نا رہے مرتسم میر شاہ پر ہمشیہ صرف انہی کا حق رہے گا۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولتا ساکت کھڑی عینا کا بازو تھامتے اسے وہاں سے لے گیا۔۔

وہ اسے باہر لان میں لے ایا۔۔

عین اپ۔۔وہ ابھی کچھ کہتا عینا نے ہاتھ اٹھاتے اسے روک دیا۔۔

مجھے گھر جانا ہے شاہ۔۔بابا میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔

وہ سوکھتے لبوں پر زبان پھیرتی بامشکل سفید پڑتے چہرے سے بولی تھی۔۔۔

مرتسم نے خاموشی سے اسے دیکھا۔۔

وہ ابھی ایک قدم چلی ہی تھی کہ لڑکھڑائی اس سے پہلے کہ وہ منہ کے بل گرتی مرتسم نے سرعت سے اسکا بازو تھاما تھا۔۔

عینا نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

مرتسم نے اسکی بیھگتی آنکھوں کو دیکھا اور جھک کر اسکی بھوری شکوہ کرتی آنکھوں پر بوسہ دیا۔۔

مرتسم میر شاہ مر کر بھی آپسے بے وفائی کا نہیں سوچ سکتا میری جان۔۔

کوئی کچھ بھی کہے مرتسم شاہ صرف آپکا ہے اور مرتے دم تک آپکا ہی رہے گا۔۔

وہ اسکا ماتھا چومتے بولا۔۔

و۔وعدہ۔۔عینا نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہتے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔

وعدہ میری جان۔۔مرتسم اسکے نازک ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا بولا تھا۔۔

مینے بہت کچھ جھیلا ہے شاہ۔۔میں آگے بھی برداشت کر سکتی ہوں لیکن میں شراکت داری یا بے وفائی کسی صورت برداشت نہیں کروں گی۔شاہ کبھی نہیں۔۔

وہ سختی سے اسکا ہاتھ تھامتی مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔

مرتسم شاہ آپسے کبھی بے وفائی نہیں کرے گا میری جان۔۔

وہ اپنے ہاتھ میں تھامے اسکے ہاتھ پر لب رکھتا محبت سے بولا۔۔

مجھے گھر جانا ہے۔۔وہ اس سے دور ہوتی سنجیدگی سے بولی۔۔

میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔ مرتسم اسکے زرد چہرے کو دیکھتے فکر مندی سے بولا۔۔

نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔وہ بامشکل آنسو ضبط کرتے بولی۔

مرتسم نے زیادہ اصرار نہیں کیا وہ جانتا تھا وہ ضبط کر رہی ہے فلحال وہ بابا سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔

اپنا خیال رکھئے گا۔۔ اور رونا بلکل بھی نہیں ہے۔۔ آپکو پتا ہے نا آپکی آنکھ سے نکلا ہر آنسو مجھے تکلیف دیتا ہے۔

وہ اسکی بھوری آنکھوں کر نرمی سے چومتا اسکے سر پہ بوسہ دیتا بولا تھا۔۔

عینا اثبات میں سر ہلاتی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔

❤❤❤❤

آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں بابا۔ عینا اس گھر کی بہو ہے مرتسم کی بیوی پھر کیوں دوسری شادی کرے گا۔۔

وہ اندر آیا تو ماہم اپیا اور وجدان بھائی کی آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔۔

کیا تم لوگ جانتے ہو اس لڑکی کے بارے میں ہے کون وہ۔۔

ایک بد کردار ماں کی ناجائز اولاد۔ قاسم بابا غصے سے دھاڑے تھے۔۔

قاسم۔۔بی جان کا ہاتھ اٹھا تھا۔ اور انکے گال پر چھاپ چھوڑ گیا۔۔۔

سب حیران پریشان سے کھڑے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

کوئ خوف خدا ہے تم میں اس معصوم بچی کے بارے میں کیا کہ رہے ہو تم۔۔

اور تو اور اسکی ماں کو بھی۔بی جان بے یقینی سے بولی تھیں۔۔

جبکہ مرتسم کو اب سمجھ آیا تھا عینا سے انکے رویے کی وجہ۔۔

آپ بے شک مجھے سو بار مار لیں ماں۔

لیکن جو سچ ہے وہ سچ ہی رہے گا۔۔اگر آپکو میری بات پر نہیں یقین تو پوچھیئے مرتسم سے میں جھوٹ بول رہا ہوں۔۔

وہ مرتسم کو دیکھتے طنزیہ بولے تھے۔۔

جسنے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ان سب سے اگر کوئ خوش تھا تو زینی تراب صاحب بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اسنے انہیں معاف کرنے کی یہی شرط رکھی تھی کہ کسی طرح اسے مرتسم کی زندگی میں شامل کر دیں تو وہ انہیں معاف کر دے گی۔۔

میری بیوی کے بارے میں ایسا کچھ بھی مت بولیں بابا۔۔مرتسم ضبط سے بولا تھا۔۔

یہی دن دیکھنا رہ گیا تھا جب تم اس کل کی ایک لڑکی کے لیئے ہم سے زبان درازی کرو گے۔۔

لیکن یاد رکھنا میں اس ناجائز لڑکی کو اپنے گھر کی بہو کبھی نہیں بننے دوں گا۔۔ تمہیں اسے چھوڑنا پڑے گا۔۔

وہ غصے سے دھاڑے تھے۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا بابا۔۔ مرتسم کی آواز بلند ہوئی تھی۔۔

تم۔۔ تم اب۔۔ کچھ کہنے کی کوشش میں انکا لہجہ لڑکھڑا گیا وہ سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کو گرے تھے۔۔

بابا، بابا وہ سب انکی طرف بھاگے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بابا کیسے ہیں۔۔ڈاکٹر کے چیکاپ کر کے باہر آنے پر مرتسم تیزی سے انکی جانب آیا تھا۔۔

مرتسم تمہارے بابا فلحال ٹھیک ہیں لیکن انہیں سٹریس اور پریشانی سے دور رکھو۔۔اس عمر میں اتنی ٹینشن انکے لیئے ٹھیک نہیں۔۔

کوشش کرو انہیں خوش رکھو ورنہ ہارٹ اٹیک کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔ڈاکٹر نے مرتسم کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

وہ انکا فیملی ڈاکٹر تھا۔۔

مرتسم نے ہنکار بھرتے سر ہلا دیا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب انکے کمرے میں انکے قریب بیٹھے تھے۔۔

جبکہ وشہ اور عادی جو تھوڑی دیر پہلے ہی یونیورسٹی سے آئے تھے۔گھر میں ہوئے واقعے سے انجان دونوں انکے سینے سے لگے بیٹھے تھے۔۔

وہ دونوں گھر میں سب سے چھوٹے تھے۔۔بہت جلدی ہر بات پر ڈر جایا کرتے تھے۔۔

بچو میں ٹھیک ہوں۔بس زرا سابی۔پی ہی ہائی ہوا تھا۔

جاؤ اب شاباش تم۔لوگ بھی آرام کرو۔۔

وہ انہیں خود سے الگ کرتے انکا سر تھپکتے بولے تو وہ دونوں سر ہلاتے وہاں سے اٹھ گئے۔۔

مجھے مرتسم سے بات کرنی ہے اکیلے میں۔۔

انکے جانے بعد قاسم بابا نے سکو دیکھتے کہا تو وہ لوگ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلے گئے۔۔

مرتسم جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا چونک کر سیدھا ہوا۔۔

یہاں آو۔۔انہوں نے نرمی سے اسے کہا۔۔

وہ آہستہ سے چلتا انکے قریب بیٹھ گیا۔۔

ایم سوری بابا میں آپسے بد تمیزی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔وہ شرمندہ ہوتے بولا۔۔

مرتسم کیا مینے کبھی تم میں اور باقی بچوں میں کوئی فرق کیا ہے۔۔وہ سنجیدگی سے بولے۔۔

مرتسم نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں بابا۔۔اپنے تو ہمیشہ مجھے سب سے زیادہ پیار دیا ہے۔۔وہ انکا ہاتھ تھامتا بولا تھا۔

اس پیار کے بدلے ہی صحیح میری ایک بات مان لو۔۔ وہ جانچتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھ بولے۔۔

کونسی بات بابا۔۔ مرتسم نے انجانے خدشات کے تحت انہیں دیکھا۔۔

زینب سے شادی کرلو۔۔ انہوں نے اسکے سر پہ بمب پھوڑا تھا۔۔

انکا ہاتھ مرتسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔۔

بابا اپ۔۔ وہ ابھی کچھ کہتا وہ پھر سے بول پڑے۔۔

اگر تم مجھے اپنا باپ مانتے ہو تو میری بات ضرور مانو گے۔۔

وگرنہ میں سمجھ جاؤں گا تم نے کبھی مجھے باپ مانا ہی نہیں۔۔

بے شک اس پیار کے بدلے میں جو مینے ساری زندگی تمہیں دیا ہے میری بات مان لو۔

وہ کہتے جا رہے تھے اور مرتسم ساکت سا انہیں سنتا جا رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ سرخ چہرے اور لال انگارہ ہوتی آنکھوں سمیت باہر آیا۔۔

مرتسم۔۔ ماہم اپیا نے اسکی حالت دیکھتے دہل کر اسے پکارا تھا۔۔

جو وہ نظر انداز کرتا ایک جھٹکے میں وہاں سے چلا گیا۔۔

سب نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

لیکن انکی یہ نا سمجھی زیادہ دیر تک نہیں رہی جب قاسم بابا انکے سر پر شاہ حویلی کی چھت گرائی تھی۔۔

مہر بچے کیا ہوا ہے۔جب سے شاہ ولا سے آئی ہو چپ چپ ہو۔۔

رات کے کھانے کے وقت حسن بابا نے اسے خاموش دیکھتے پوچھا۔۔

نہیں تو بابا بس تھک ہوں تھوڑا سا۔اس لیے آپکو لگا۔۔

ریسٹ کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔

وہ زبر ستی مسکرا کر بولی۔۔

ولی اور عالم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور دونوں ہی انجان تھے اس لیے کندھے اچکا گئے۔۔

وہ کھانے کے بعد کمرے میں آگئی۔۔

اسے کچھ دیر پہلے عارض کی پھانسی کی خبر ملی تھی۔جس سے اسکا دل کچھ اور عجیب ہو گیا تھا۔۔

وہ خاموشی سے لیٹ گئی۔قاسم بابا کی باتیں ذہن میں پل

پل گونج رہی تھی جو اسے پاگل کر رہی تھیں۔۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

جانے کتنی ہی دیر وہ سڑکوں پر خوار ہوتا رہا۔۔

اس وقت اسکا سر شدید درد سے پھٹ رہا تھا۔۔ رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ اسے سکون کی اشد ضرورت تھی جو اسے فلحال ایک ہی انسان کے پاس مل سکتا تھا۔۔

تھک کر آخر اسنے گاڑی اس راستے پر موڑ دی جہاں اسکا سکون تھا۔۔

❤❤❤❤

وہ کب سوئی نہیں جانتی تھی تھی کب اسکی آنکھ لگ گئ۔۔ رات کا جانے کونسا پہر تھا جب اسنے نیند میں کروٹ لی تو اسکا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا جسے تکیہ سمجھتے اسنے باہوں میں بھرنا چاہا۔ لیکن بھرنا پائی۔۔

کیونکہ نہیں جانتی تھی جسے وہ تکیہ سمجھ کر خود میں بھینچنے کی کوشش کر رہی تھی وہ ایک جیتا جاگتا وجود تھا۔۔

عینا نے کسمسا کر آنکھیں کھولتے دیکھنا چاہا۔۔ نیند سے بھری آنکھیں کھولتے اسنے تکیے کی تلاشنا چاہا۔ لیکن اسکے سامنے تکیے کی جگہ کچھ اور تھا۔۔

عینا کی نیند بھک سے اڑی۔۔ اسنے آنکھیں مسلتے دیکھا۔ اسکا سر کسی کے سینے پر تھا۔۔

اسنے سرعت سے چہرہ گھوما کر دیکھا۔ مرتسم کسی تکیے کی طرح اسے خود میں بھینچے سو رہا تھا۔۔

عینانے اسے گھورااسے اگر سوناہی تھاتوشرٹ اتارنے کی کیاضرورت تھی۔۔اسنے برہنہ سینے کو دیکھتے سوچا۔۔

پہلے تو دل چاہا کہ اسے اٹھا کے پوچھے لیکن پھر اسکے چہرے پر پھیلے سکون کو دیکھتے اپنا ارادہ ترک کر گئ۔۔

نیند تواسے بھی ارہی تھی اس لیے دوبارہ اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں موند گئ۔۔

جبکہ ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا تھا۔۔کسی بچے کی طرح وہ اس سے لپٹ کر سو گئ۔۔

اسکے آنکھیں موندتے مرتسم نے مسکراتے زراسی آنکھیں کھول کراسے دیکھا۔۔

اسکے گرد حصار تنگ کرتے وہ پھر سے آنکھیں بند کر گیا۔۔

دونوں جانتے دونوں کا سکون ایک دوسرے میں ہے۔۔

اب وہ ایک رات تو کیاسارادن بھی ایسے ہی پڑے رہتے تو نیندانکی آنکھوں میں بھری ہی رہتی۔۔

❤❤❤

آپ ایساکیسے کرسکتے ہیں بابا۔۔

ماہم نے آج شائید پہلی بارانسے اونچی آواز میں بات کی تھی۔۔

مرتسم ساری رات گھر نہیں آیا تھا۔۔

کوئ نہیں جانتاتھاکہ وہ کہاں گیا۔یہاں تک کہ ارسل بھی نہیں جانتاتھا۔۔

اور جو خبر انہیں قاسم بابا نے دی تھی ماہم چپ نارہ سکی۔۔

آپ عینا اور مرتسم دونوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں بابا۔ وجدان بھی چپ نا رہے۔۔

عالم بابا کو تو جب سے یہ خبر ملی تھی وہ کمرے میں بند تھے۔۔

مینے کچھ نہیں کیا۔ یہ میرا انہیں مرتسم کا فیصلہ ہے مینے اس سے زبردستی نہیں کروایا۔

مجبور تو کیا ہو گا نا آپنے۔۔

ماہین بھابھی نے تاسف سے انہیں دیکھتے کہا۔۔ وہ خاموش ہو گئے۔۔

تراب صاحب بے بسی کی مورت بنے بیٹھے تھے۔۔

انہیں یہ فیصلہ کسی صورت صحیح نہیں لگ رہا تھا لیکن بیٹی کی محبت کے آگے مجبور تھے۔۔

❤❤❤❤

مطلوبہ جگہ پر پہنچتے اسنے گہری سانس بھری۔۔

گاڑی سے نکلتے وہ اندر داخل ہوئی۔۔

سامنے ہی اسے وہ بیٹھے نظر ائے۔۔

وہ سپاٹ نظروں سے انہیں۔ دیکھتی انکی طرف بڑھ گئی۔۔

صبح وہ اٹھی تو مرتسم نہیں تھا وہاں وہ کب اسکے پہلو سے اٹھ کر گیا وہ نہیں جانتی تھی۔۔ وہ ہوسپٹل جا رہی تھی جب قاسم بابا نے اسے اسکے فلیٹ بلایا تھا۔

آپ نے بلایا تھا۔۔ سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

قاسم بابا نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔

یہ لو۔ سائین کردو اس پر۔ وہ ایک پیپر اسکے سامنے پھینکتے بولے۔۔

عینا نے چونک کر انہیں دیکھا۔

کس چیز کے پیپرز ہیں۔۔ الجھ کر پوچھا۔

کھول کر دیکھ لو۔ اور سائین کروان پر۔۔

وہ اسے گھورتے بولے۔۔

عینا نے ناسمجھی سے اسے دیکھتے وہ پیپر کھولے تو وہ بے ساختہ لڑکھڑائی اسنے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

پیپرز اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا۔۔

ط۔ طلاق کے پ۔ پی۔ پیپرز وہ بمشکل بول پائی تھی۔۔

اسکے حواس معطل ہونے لگے۔۔

ہاں طلاق کے پیپرز۔۔

اور یہ مرتسم کی دوسری شادی کا اجازت نامہ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو تمہیں کس پر سائین کرنے ہیں۔۔وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتے بولے۔۔

عینا لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گری تھی۔۔

ا۔اتنی۔ن۔نفرت۔۔وہ بے یقینی سے بڑبڑائی۔۔

اسکے دل میں درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔۔

کیوں وہ لوگ اسکے نصیب سے کھیل رہے تھے۔مرتسم کے نصیب میں وہی تھی پھر کیوں بار بار اسے اسکی زندگی سے نکالنے کی کوشش کی جارہی تھی۔۔

آہہہ اللہ۔۔اور وہ درد کی شدت سے اندر ہی اندر تڑپ اٹھی۔

کیوں اللہ میرے ساتھ ہی کیوں۔

میں ک۔کیسے اس شخص کو بانٹ دوں جو ابھی پوری طرح میرا بھی نہیں ہوا۔۔

میں کیسے اتنا حوصلہ لاوں اللہ کیسے۔

وہ اپنے دل میں اپنے رب سے مخاطب تھی۔۔

آنسو لمحہ بالمحہ اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔اسکا ضبط ٹوٹا گیا اور وہ انکے قدموں بیٹھی اتنی شدت سے روئی کہ اسکی ہچکیاں بندھ گئیں۔

اور جس شخص کے لیئے وہ رو رہی تھی اگر اس وجود مو علم ہو جاتا تو وہ قیامت کھڑی کر دیتا اسکی اس حالت پر وہ جانتی تھی۔۔

لیکن وہ کہاں تھا۔ کیا وہ بھی اس فیصلے پر راضی تھا۔ یہ سوچتے اسکی سانس بند ہونے کے قریب تھی کیا وہ اسے کھو دے گی۔۔

اسنے سہم کر قاسم بابا کو دیکھا جو اسے روتا دیکھ عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

❤❤❤❤

قاسم بابا اسے وہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔

وہ جانے کب تک یونہی بیٹھی اپنا غم غلطاں کرتی رہی جب اسکا فون زور و شور سے بجنے لگا۔۔

اسنے بامشکل درد سے بند ہوتی آنکھوں کر کھولے فون دیکھا جہاں ولی کالنگ شو ہو رہا تھا۔۔

لیکن اس وقت وہ کسی سے بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس سے اسنے فون نہیں اٹھایا۔۔

بامشکل اٹھتے وہ منہ دھو کر آئی۔۔

ابھی وہ باہر آئی ہی تھی کہ اسکا فون پھر سے بجنے لگا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے فون دیکھا جہاں ان نون نمبر سے کوئی کال آ رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کال اٹھاتی اسے اسی نمبر سے کوئی ویڈیو موصول ہوئی۔۔

وہ چونک گئ۔۔

تجسس کے مارے اسنے وڈیوڈاون لوڈینگ پہ لگادی۔۔

کچھ دیر ویڈیوڈاونلوڈ ہوئ۔

ویڈیو کافی پرانی لگ رہی تھی اور کسی سی سی ٹی وی فوٹیج کی تھی۔۔

عینانے چونک کراس ویڈیوپر لکھی تاریخ اور سال دیکھا۔۔

دوسال پہلے کی ویڈیو تھی۔۔اسکے اور مرتسم کے نکاح سے ٹھیک ایک دن پہلے کی تھی۔۔

عینانے الجھ کر اسے دیکھا اور وہ ویڈیو چلائ۔۔

وہ اسی منظر کی ویڈیو تھی جب حسن بابا مرتسم سے وعدہ لے رہے تھے۔

لیکن وہ ویڈیو ایڈیٹ تھی جس سے وہ انجان تھی۔۔

اس ویڈیو میں کچھ الفاظ کی ہیرا پھیری تھی اور ایسے لگ رہا تھا جیسے حسن بابا مرتسم کو مہر سے نکاح کرنے کے لئیے منا رہے ہوں اسے اپنے وعدے سے باندھ رہے ہوں۔۔

اور پھر عالم نے ولی سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اسکی زمہداری سنبھالے گا۔۔

آدھے سے زیادہ ویڈیو ایڈیٹ تھی۔۔

جیسے جیسے وہ چلتی جارہی تھی عینا بے جان سی ہوتی جارہی تھی۔۔

مطلب م۔میں صرف انکے لئیے ا۔ایک وعدے کی لاج تھی۔۔

وہ۔وہ دونوں تو بس اپنا وعدہ نبھا رہے تھے۔۔

وہ بے یقینی سے بڑبڑائ تھی۔۔

وہ صرف ایک زمہداری تھی زبردستی کی زمداری۔۔

وہ سانس نہیں لے پائ۔۔

ویڈیو کب کی بند ہو چکی تھی۔۔

اسکی بیگھتی آنکھیں اب ساکت ہو چکی تھیں۔۔

اور وہ رشتہ کیا وہ ایک وعدے کی بنا پر بنایا گیا رشتہ تھا۔۔وہ بے یقینی سے سوچ کر رہ گئ تھی۔

❤❤❤❤

وہ بے آواز روتے ہوئے چلتی جا رہی تھی اسے کوئ حوش نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔۔

اسکے ذہن میں بار بار بس وہی آواز گونج رہی تھی۔۔

اسکی سوچوں میں وہی تھا۔کیا وہ بھی باقی مردوں کی طرح نکلا۔کیا اسکا دل بھر گیا تھا اس سے۔اسکی محبت ختم ہو گئ تھی۔

یا محبت کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔کیا وہ صرف ایک وعدے میں بندھا ہونے کی وجہ سے یہ رشتہ نبھا رہا تھا۔۔اگر ہاں تو پھر کیوں آیا اسکے اتنے قریب کیوں اسے اپنی عادت لگائ۔۔

اگر نہیں تو پھر وہ کیسے مان گیا جبکہ وہ بہت اچھے سے یہ بات جانتا تھا کہ وہ کبھی شراکت داری برداشت نہیں کرے گی۔۔

اور وہ۔۔وہ جنہیں باپ کا درجہ دیا تھا۔وہی اسکے نصیب سے کھیلنے جا رہے تھے۔
کیوں کیونکہ دوسری انکا خون تھی جبکہ وہ پرائ تھی۔
ان سوچوں کے بیچ اسے اپنا کوئ ہوش نہیں تھا کہ وہ بیچ سڑک کے چل رہی ہے۔۔
اچانک اسکا پاؤں کسی پتھر سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گری۔
اسے کوئ فرق نہیں پڑا اسکے گھٹنے،بازو،ہتھیلیاں چھل گئیں تھیں۔
لیکن آج اسے یہ زخم محسوس نہیں ہوئے اسے زرا سی بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئ۔۔
آس پاس کے لوگ اسکے قریب جمع ہوئے کوئ پریشان کھڑا اسکے زخموں کو دیکھ رہا تھا تو کوئ اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔وہ غائب دماغی سے انہیں دیکھتی رہی اسے انکے بس ہلتے لب نظر آرہے تھے لیکن انکی آوازیں نہیں۔۔
سب کو یہ زخم تو نظر آرہے تھے۔جو زخم اسکے دل پہ لگا تھا وہ کیوں کسی کو نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ سوچ کر رہ گئ۔۔

اچانک اسکی آنکھوں میں منظر دھندلا گئے۔ اسے سامنے کھڑے لوگ دھند میں چھپ گئے۔۔ ذہن پر اس قدر تکلیفوں کا بوجھ لئے وہ حوش و حواس سے بیگانہ ہوتی چلی گئ۔ لیکن حواس گم ہونے سے پہلے اسنے کسی کو خود پہ جھکتے دیکھا۔

اسکا چہرہ دھندلا تھا ہاں لیکن آنکھیں۔اسکی آنکھیں صاف تھیں۔شفاف گہرے نیلے سمندر جیسی تھیں جن میں اسکے لیے تکلیف اور پریشانی تھی۔

وہ تلخی سے مسکرائ ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے نکلا اور اسکا وجود ساکت ہو گیا۔

عینا۔۔عینا۔۔امن نے اسکا چہرہ تھپتھپایا لیکن وہ زرا بھی نہیں ہلی۔۔

وہ یہاں سے گزر رہا تھا جب اسے اسکے ہونے کا شک ہوا۔۔ایک جھٹکے سے گاڑی روکتے وہ اسکے قریب پہنچا تھا لیکن اس سے پہلے ہی وہ حوش و حواس سے گم ہو گئ۔۔

امن نے ایک نظر پاس کھڑے لوگوں پر ڈالی اسے سمجھ نہیں آیا وہ اسے یہاں سے کیسے لے جائے۔۔

کیا آپ پلیز میری مدد کر دیں گی۔۔

پاس کھڑی عورتوں سے کہتے وہ بے بسی کی تصویر بنا تھا۔۔

وہ عورتیں آگے بڑھ کے عینا کو اٹھانے لگیں۔۔

امن اسے سہارا دینا چاہتا تھا لیکن اسکے ہاتھ کانپ گئے۔۔

وہ عورتیں با مشکل ہی سہی لیکن بے ہوش عینا کو اسکے گاڑی میں ڈال کے چلی گئیں۔۔

❤❤❤❤❤

وہ تھکے قدموں میں گھر میں داخل ہوا۔۔

شاہ ولا میں اس وقت گھر میں صرف عورتیں ہی تھیں۔۔

اسنے ابھی لاؤنج میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک زوردار تماچے نے اسکا استقبال کیا۔۔

وہ زرا سا لڑکھڑایا تھا۔۔

سیدھے ہوتے اسنے سامنے والے کو دیکھنے کی کوشش کی جب ایک اور تماچہ اسکے دوسرے گال کی زینت بنا تھا۔۔

مرتسم ساکت سا آج پہلی بار انہیں خود پہ ہاتھ اٹھاتے دیکھتا رہا۔۔

ماہم۔۔روحاماما نے دہل کر اسے دیکھا۔۔

کون ہو تم۔۔ماہم اپیا دھاڑی تھی۔

تم میرے میر نہیں۔۔وہ تو ایسا نہیں تھا اسے اپنی عین سے بہت پیار تھا۔تم کون ہو۔۔

یہ تم کیسے ہو سکتے ہو جو اپنی عین کا حق کسی اور کو دے رہے ہو اسکی جگہ کیسے دوسرے عورت کو دے سکتے ہو۔۔

ماہم اپیا غصے کی شدت سے چلا اٹھیں۔۔

اہانہ ماں، بڑی ماما اور بی جان بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔

تم میں زرا برابر بھی رحم یا شرم نہیں ہے کیسے سامنا کرو گے تم اسکا کس منہ سے کہو گے کہ تم بٹنے جا رہے ہو۔۔

میر مینے تمہاری تربیت یوں تو نہیں کی تھی۔۔ مینے تمہیں کبھی عورت کے ساتھ بے وفائی کرنا نہیں سکھایا۔۔

وہ شدت سے رو دیں۔۔

مرتسم لب بھینچے انہیں کھڑا دیکھتا رہا۔۔

بولو آخر بولتے کیوں نہیں اب کیوں چپ ہو۔۔

اسے مسلسل چپ دیکھ وہ اسکا گریبان جکڑتی چلائی تھیں۔۔

بس کرو ماہم۔۔ رضوانہ ماما نے زبردستی اسے مرتسم سے دور کیا۔۔

میں آج بھی اپنی عین سے اتنا ہی وفادار ہوں اپیا۔۔ شرمندہ ہو خود سے اپنے وجود سے۔ کہ آخر کیوں ہوں ابھی تک۔۔ شکوہ ہے خدا سے کہ ماں، بابا کے ساتھ مجھے کیوں نہیں بلایا۔۔

اگر آج وہ ہوتے تو آج قاسم شاہ مجھے میرے باپ کے سوتیلے بھائی ہونے کا طعنہ نہیں دیتے اور نا ہی ساری زندگی آپکی اور میری زمداری اٹھانے کے بدلے میں مجھ سے یہ مانگتے۔۔

اسکا لہجہ ایسا تھا کہ سب نے تڑپ کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

جبکہ وہ کسی کو بھی دیکھے بغیر جیسے آیا تھا وہیں سے واپس چلا گیا۔۔

ب۔ب۔ بابا ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں وہ ایسے ک۔ کیسے کر سکتے ہیں۔۔

ماہم اپیا بے یقینی سے بولیں۔۔

قاسم اتنا کیسے گر سکتا تھا۔۔ آج تک کبھی کسی نے اپنے پرائے میں فرق نہیں کیا تو وہ، وہ کیسے کر سکتا ہے۔۔

بی جان۔ صدمے کی سی کیفیت میں بولی تھیں۔۔

ہر کوئی اپنی جگہ بے یقین تھا۔۔

جبکہ ماہم اپیا پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔

❤❤❤❤❤

غاز جلدی آجایئے گا۔۔ وہ رندھے لہجے میں اسے دیکھتی بولی۔۔

میری جان مینے کہا نا جتنا جلدی ہو سکے گا میں آجاوں گا۔۔ ایسے روگی تو کیسے جاؤں گا میں۔۔ وہ اسکی آنکھیں چومتا محبت سے بولا۔۔

چلو شاباش اب مسکراؤ اور اچھے سے مجھے خدا حافظ کہو۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔۔

دعا کرنا میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹوں۔۔ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔۔

انشاللہ۔۔ زرنور نے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

آج وہ ملتان جا رہا تھا۔۔

رات گئے تک وہ ملتان پہنچا تھا لیکن وہاں جا کے اسے اور اور جھٹکا ملا تھا۔۔

❤❤❤❤

حوش کی دنیا میں لوٹتے اسنے بامشکل اپنی بھاری ہوتی آنکھیں کھولیں۔۔

سر شدید بھاری ہو رہا تھا۔۔

زرا سی آنکھیں کھولتے اسنے سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ کہا ہے۔۔

لیکن جگہ انجانی تھی۔۔

پھٹتے سر وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی اسے ہوش میں آتا دیکھ صوفے پر بیٹھا امن سگریٹ پھینکتے تیزی سے سیدھا ہوا تھا۔۔

آرام سے۔۔ اسکے ہاتھ میں لگی ڈرپ کو کھینچتے دیکھ وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔۔

عینا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔ اور پھر اسے کچھ دیر پہلے کا منظر یاد آیا بے ہوش ہونے سے پہلے اسنے دھندھلی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔ وہ اس سے دو قدم دور رکتا بے چینی سے بولا۔۔

عینا نے ویران نظروں سے اسے دیکھا۔۔وہ چپ رہی جب تھوڑی دیر بعد اسکی آواز گونجی۔

تم ٹھیک کہتے تھے امن یہ محبت کچھ نہیں ہوتی بس ایک دغا ہے ایک دھوکا ہے ایک فریب ہے۔۔

اسکے جواب میں وہ عجیب لہجے میں بولی تھی۔۔

امن نے چونک کر اسے دیکھا۔

آپکی طعبیت ٹھیک نہیں ہے آپ ریسٹ کریں۔۔

وہ اسکے قریب رکتا اسکے ہاتھ سے برنولہ نکالتا بولا کیونکہ اسکی ڈرپ ختم ہو گئ تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں امن بس تھک گئ ہو۔ تم ٹھیک کہتے تھے کہ دنیا بہت بری ہے یہ بہت تکلیف دیتی ہے سب سے زیادہ تکلیف اپنوں کی ہوتی ہے۔۔

وہ اسکی سنے بغیر اپنی ہی بولتی جارہی تھی۔۔

عینا کیا ہوا ہے اپکو۔۔کسی نے کچھ کہا ہے مجھے بتائیں۔۔

وہ بیڈ پہ اسکے قریب بیٹھتا بولا تھا۔۔

عینا نے ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

میں ٹھیک نہیں ہوا من۔۔سب مجھے ہرٹ کرتے ہیں۔بہت کچھ کہتے ہیں تم کس کس کو روکو گے۔۔

وہ رندھے لہجے میں بولی تھی۔۔

آپ بتائیں تو سہی میں ہر ایک کو دیکھ لوں گا۔۔آپ بتائیں کس نے آپکو ہرٹ کیا ہے۔۔

وہ اسکی تکلیف پر بے چین ہوا اٹھا۔۔

عینا نے کچھ دیر اسکی بے چین چہرے کو دیکھا اور پھر اسکے کندھے پر سر رکھتے شدت سے رو دی۔۔

سب برے ہیں امن سب ہرٹ کرتے ہیں۔۔ مینے ان پر بھروسہ کیا انہوں۔نے بھی مجھے ہرٹ کیا امن میرا کیا قصور ہے کیوں ہر بار مجھے ہی یہ درد سہنا پڑتا ہے۔۔

وہ ہچکیوں سے روتی بولی تھی۔۔

جبکہ امن سانس روکے اسے اپنے کندھے سے لگے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکا چہرہ عینا کو اپنے اتنے قریب دیکھتے سرخ پڑا تھا۔۔ جبکہ اسکے ہاتھ کانپ گئے۔۔

م۔مجھے یہاں نہیں رہنا امن۔ تم مجھے چھپا دو کہیں جہاں کوئی نا ہو۔ امن یہ لوگ ب۔بہت برے ہیں بہت تکلیف دیتے ہیں۔۔

وہ بچوں کی طرح اسکے کندھے سے لگی روتے ہوئے بولی تھی۔۔

چھپا دوں گا۔۔ سب سے چھپا دوں گا۔۔ کوئی کچھ نہیں کہے گا اب اپکو۔۔ اسنے کانپتے ہاتھ اسکے سر پر رکھے تھے۔۔

جانے کتنی ہی دیر وہ روتی رہی اتنی شدت سے کہ وہ اسکا وجود کانپ رہا تھا جبکہ ہچکیوں سے اسکا برا حال تھا۔۔

رو رو کر جب دل ہلکا ہوا تو اپنے بالوں میں چلتی انگلیوں سے وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔۔

جبکہ امن جو آنکھیں موندیں اسکے بال سہلا رہا تھا چونک گیا۔۔

ا۔ایم سوری وہ میں۔۔عینا اس سے دور ہوتی اپنا چہرہ صاف کرتی شرمندگی سے بولی تھی۔۔

امن نے نرم گرم نظروں سے اسے دیکھا۔۔

م۔مجھے جانا ہے۔۔وہ اسکی مستقل نظروں سے خائف ہوتی اٹھی تھی۔۔

ابھی وہ بیڈ سے اٹھی ہی تھی کہ امن نے ہاتھ بڑھا کر اسکا بازو تھام لیا۔۔

عینا نے کرنٹ کھا کر اسے دیکھا تھا۔۔وہ بیڈ سے اٹھتا اسکے مقابل آتے رکا۔

مجھے صرف یہ بتائیں کسنے آپکو اتنی تکلیف دی ہے۔۔میں اس انسان کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔۔

لیکن پلیز آپ اس طرح سے روئیں مت میں آپکو یوں نہیں دیکھنا چاہتا۔۔

وہ اسکی بھیگی پلکیں دیکھتا نرمی سے بولا تھا۔۔

عینا نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

اگر تکلیف دینے والا میری روح کا ساتھ نا ہوتا نا امن تو میں تمہیں اجازت دیتی کہ تم اسکے ٹکرے ٹکرے کر دو لیکن میں اپنے دل کو کیسے سمجھاؤں جو صرف اسکے نام کی مالا جپتا ہے جسکے بغیر میں اُدھوری ہوں۔۔

وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی بے بسی سے بولی تھی۔۔

امن نے جانے کس ضبط سے کسی اور کے لیئے اسکی یہ محبت دیکھی تھی۔۔

وہ چہرہ موڑ گیا۔۔

میرا ڈرائیور چھوڑ دے گا اپکو۔۔رخ موڑے ہی جواب دیا۔۔

تھینکیو میرا خیال رکھنے کے لیئے۔۔

وہ آنکھیں رگڑتی اسکی پشت دیکھتی بولی تھی۔

امن چپ رہا وہ کچھ دیر اسکی پشت دیکھتی رہے کہ وہ کچھ کہے لیکن جب وہ کچھ بھی نا بولا تو وہ باہر چلی ائی۔۔

یہ گھر وہ گھر تو نہیں تھا جہاں نوشین رہتی تھی وہ سوچتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

❤❤❤❤❤

کہاں چلی گئی تھی تم۔۔کب سے پاگلوں کی طرح تمہیں کالز کر رہے ہیں تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو عالم اور ولی تیزی سے اسکے قریب پہنچتے فکر مندی اور پریشانی سے بولے تھے۔۔

اسکا پہلے ہی سر چکرا رہا تھا وہ بمشکل کھڑی تھی۔۔

عین یہ کیا ہوا۔۔ولی اسکے ہاتھوں پر لگی خراشیں دیکھتے تیزی سے اسے تھامتے بولا۔۔۔

جبکہ حسن بابا دور بیٹھے بس اسکا چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔بس چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔ہلکی سی خراشیں ہیں کچھ دیر تک میں ریسٹ کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔۔

وہ دونوں کے فکر مند چہرے دیکھتے شرمندگی سے بولی تھی۔۔

ایسے کیسے ٹھیک ہو جائے گی۔۔ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔

عالم نے اسے گھورتے کہا۔۔

میں ابھی ہوسپٹل سے ہی آرہی ہوں ڈاکٹر سے چیک اپ کروا کے۔۔اور میڈیسن بھی لی ہے۔۔

بس اب کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔

وہ بول تو ان دونوں سے رہی تھی لیکن دیکھ بابا کو رہی تھی۔۔

وہ جان گئ تھی کہ وہ شاہ والا میں ہونے والے دھماکے سے انجام نہیں ہیں۔۔

ٹھیک ہے جاؤ شاباش ریسٹ کرو۔۔

ولی اسکا سر تھپکتے بولا تو وہ سر ہلاتی ایک نظر بابا کو دیکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

شاہ ایسا نہیں کر سکتے ضرور وہ بابا کے فیصلے سے انجان ہوں گے۔۔

وہ چاند کو دیکھتے سوچ رہی تھی۔۔

اگر ایسی بات تھی تو وہ کہاں ہیں صبح سے۔۔ کیا وہ سچ میں انجان ہیں۔۔

سوچوں کے تانے بانے بنتے وہ آنکھیں موند گئی۔۔

جبکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

شاہ ایسا نہیں کر سکتے ضرور وہ بابا کے فیصلے سے انجان ہوں گے۔۔

وہ چاند کو دیکھتے سوچ رہی تھی۔۔

اگر ایسی بات تھی تو وہ کہاں ہیں صبح سے۔۔ کیا وہ سچ میں انجان ہیں۔۔

سوچوں کے تانے بانے بنتے وہ آنکھیں موند گئی۔۔

جبکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

اگلی صبح کا سورج نکلا اور غرب بھی ہو گیا لیکن سارا دن اپنے کمرے سے نہیں نکلی سوائے ناشتے کے۔۔

لنچ کرنے سے اسنے منع کر دیا تھا۔۔

اس لیے اب ولی اور عالم اسے زبردستی باہر لائے تھے۔۔

پہلے اسے شاپنگ کروائی تاکہ اسکا دل بہل جائے وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ کوئی نا کوئی بات ضرور ہے جس سے وہ دونوں ابھی تک انجان ہیں۔۔

شاپنگ کے بعد وہ لوگ اب ڈنر کر رہے تھے۔۔

ٹھیک سے کھاؤ بچے۔۔ولی اسے یونہی چمچ ہلاتے دیکھ بولا۔۔

وہ ابھی بھی گم،خاموش سی تھی۔۔

وہ تینوں ڈنر کر رہے تھے جب ولی کا فون رنگ ہونے لگا۔۔

ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔۔وہ کھانا چھوڑ کے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اچھے سے یہ سارا کھانا ختم کرنا ہے اوکے۔۔مجھے جانا پڑے گا ریسٹورینٹ میں ضرورت ہے۔۔

عالم دھیان رکھنا۔۔وہ پہلے عینا کو کہتے پھر عالم کی طرف مڑا جو اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

وہ بیزار سی باہر کی رونق دیکھنے لگی۔۔

ساتھ چھوٹا سا نوالہ بھی لے رہی تھی جسے وہ کافی دیر تک چباتی رہتی۔۔

اسنے ادھر ادھر دیکھتے ابھی پانی کا گلاس اٹھایا ہی تھا کہ اسکی نظریں اور ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔۔

مرتسم جو قاسم بابا کے کہنے پر یہاں مال میں آیا تھا۔ وہ اسے زینی کو نکاح کی شاپنگ کروا کے گھر چھوڑنے کا کہتے چلے گئے۔۔

وہ بس لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

میرے پاس فلحال ان چونچلوں کا وقت نہیں ہے۔۔او تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔

مرتسم نے سرد لہجے میں اس سے کہا تھا۔۔

وہ آگے بڑھتا لیکن خود پر مستقل کسی کی نظروں کا پہرہ محسوس کرتے اسنے ادھر ادھر دیکھا۔ سامنے ہی وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

زینی نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔۔

دونوں کی نظریں ملیں کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں۔

بے یقینی، ڈر، غصہ، جلن، خوف اور سب سے بڑھ کر ٹوٹے مان کی کرچیاں۔

عینا بے یقینی سے اسے دیکھتی اٹھی تھی۔۔

گلاس پر اسکی گرفت سخت سے سخت ہوئی تھی۔ اتنی سخت کہ چھن کی آواز سے گلاس ٹوٹ گیا۔ کانچ اسکے ہاتھ میں پیوست ہوا۔

مہر۔۔ عالم تڑپ کر سیدھا ہوا تھا۔۔

کانچ بری طرح سے اسکے ہاتھ میں چبھا تھا کہ خون سے اسکا ہاتھ تیزی سے رنگا تھا۔۔

لیکن اسکے منہ سے آہ بھی نہیں نکلی۔جب روح زخمی ہو تو جسم پر لگے زخموں کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

مرتسم تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

عینا نے مرتسم سے نظریں ہٹاتے ایک نظر گلاس کے ٹکڑوں کو دیکھا پھر اسے جیسے کہنا چاہتی ہو ایسے توڑا ہے مجھے۔۔۔

مہر کیا کر رہی ہے خون بہہ رہا ہے۔۔عالم اسکے ہاتھ میں لگے کانچ کو دیکھتے چیخا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ مرتسم اس تک پہنچتا وہ عالم سے ہاتھ چھڑواتی اسے دیکھتی پیچھے قدم لیتی یکدم مڑی اور بھاگتی چلی گئ۔

مرتسم نے بے یقینی سے اسکے ہاتھ کو اور پھر اسے دیکھا تھا۔وہ تڑپ کر اسکے پیچھے بھاگا تھا۔

عین۔۔وہ بڑبڑایا۔۔

رکیے۔میری بات سنے۔وہ اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

اس تک پہنچتے وہ اسے پکڑ لیتا لیکن اس سے پہلے ہی وہ پیچھے آتے عالم کی اوٹ میں ہو گئ۔

عین میری جان پلیز میری بات سنے میں آپکو سب کچھ بتاتا ہوں۔۔

مرتسم اسکے ہاتھ کو بے بسی سے دیکھتے بولا تھا۔۔

ان سے بولو کہ یہ چلیں جائیں یہاں سے ورنہ میری میری موت کے زمہ دار یہ ہونگے۔

وہ سرد لہجے میں عالم سے کہتی رخ موڑ گئ۔جو معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

وہ الفاظ نہیں تھے۔ خنجر تھا جو اسکے سینے میں لگا تھا۔کیا وہ اس سے اتنی نفرت کرنے لگی تھی کہ وہ اسے اسکی موت کا زمدار کہہ رہی تھی۔

مرتسم نے خوف سے اسے دیکھا تھا۔جو عالم کے ساتھ چلی گئ تھی۔ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

تیزی سے آنکھیں رگڑتے اسنے بامشکل قدم واپس لیے تھے۔۔

اسکا وہ خون بھرا ہاتھ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے آرہا تھا لیکن اسکے الفاظ اسکے قدم روک رہے تھے۔۔

وہ جانتا تھا وہ ضدی ہے بہت ضدی ہے اگر وہ مرتسم کو اپنے پاس نہیں دیکھنا چاہتی تو وہ اس کے لیئے کچھ بھی کرے گی لیکن اسے اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دی گی چاہے خود ہی کیوں نا تکلیف دے دے۔۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا بار بار دھندلی آنکھیں رگڑ رہا تھا۔۔

وہ اپنے فرض اور محبت کے بیچ میں پس کے رہ چکا تھا۔۔ان دونوں کے بیچ میں الجھی گتھی کو سلجھانے کے چکر میں وہ اندر ہی اندر مر رہا تھا۔

❤❤❤❤

ارسل نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا لیکن وہ اسے کہیں نہیں ناملا تو وہاں اب تھک ہار فارم ہاؤس آیا تھا۔۔

وہاں مرتسم کی گاڑی کھڑی دیکھ اسنے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

وہ اندر داخل ہوا تو گہری خاموشی نے اسکا استقبال کیا۔۔

اسنے اوپر کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔۔

کمرے کا دروازہ کھولتے اندھیرے نے اسکا استقبال کیا۔۔

اسنے ہاتھ مارتے لائیٹس جلائی تھی۔۔

سامنے ہی اسکی نظر بیڈ پر بے سود لیٹے مرتسم پر گئ۔۔

میر۔۔وہ اسے پکارتا اسکی طرف بڑھا۔

لیکن مرتسم اسکی آواز پر کسمسای بھی نہیں۔۔

مرتسم۔۔ارسل نے اسکا کندھا ہلایا جو آگ کی طرح تپش چھوڑ رہا تھا۔۔

ارسل نے چونک کر اسے دیکھا۔۔اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے اسنے ٹیمپریچر چیک کیا وہ جانے کب سے بخار میں گھلتا بے ہوش پڑا تھا۔۔

مرتسم۔۔ارسل نے بامشکل اسے سیدھا کرتے اسکا چہرہ تھپتھپایا۔۔

نیم بے ہوش مرتسم نے زرا سی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔

اسکے ہاتھ چہرے سے جھٹکتے وہ کروٹ بدل گیا۔۔

ارسل اسکے ریئکشن پر حیران ہوتا پیچھے ہوا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے ماہم اپیا کو اسکے ملنے کی خبر دینے کے بعد انسے ڈرائیور کو کسی ڈاکٹر کو لانے کا کہتے مرتسم کو دیکھا جو پھر سے غنودگی میں جا رہا تھا۔۔

کچھ سوچ کر وہ کچن میں گیا ٹھنڈے پانی کا باؤل بھرتے اسنے اپنے رومال کی دو پٹیاں بناتے پانی میں بگھو دیا۔۔

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے اسنے ٹیبل پر سامان رکھا اور مرتسم کی جانب دیکھا۔۔

بیڈ کی طرف جاتے اسنے سیدھا کر کے اسے لٹایا اور پھر اسکے ماتھے پر ٹھنڈی پٹیاں رکھنے لگا۔۔

ں یم بے ہوش مرتسم ٹھنڈے پانی پر کسمسایا تھا۔لیکن اسمیں اٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر آیا تو اسنے اسکو میڈیسن دیتے انجیکشن بھی لگایا تھا۔۔

مسلسل کسی چیز کو دماغ پر حاوی کرنے کی وجہ سے بخار اسکے دماغ کو چڑھ رہا تھا لیکن وقت رہتے ارسل پہنچ گیا تھا ورنہ شائید اتنے تیز بخار کی وجہ سے اسکی برین کی کوئی نس ڈیمیج ہو جاتی۔۔

ارسل نے ماہم اپیا سے بات کی تو انہوں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔۔

وہ کتنی ہی دیر اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا۔۔

قاسم بابا اتنا بھی گر سکتے ہیں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

مرتسم کا یہ حال ہے تو عینا کا کیا حال ہو گا۔۔

وہ سوچ کر رہ گیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤

Novelistan

ڈاکٹر اسکے ہاتھ سے کانچ نکالتے بینڈیج کر رہا تھا لیکن اسکے منہ سے زرا سی کراہ نہیں نکلی۔۔

وہ لب بھینچے سپاٹ نظروں سے زمین کو گھور رہی تھی۔۔

ولی اور عالم پریشان نظروں سے اسکے ہاتھ سے مسلسل بہتے خون کو دیکھ رہے تھے۔۔

عالم نے وہاں سے نکلنے سے پہلے ہی ولی کو فون کر دیا تھا وہ فوراً کی پہنچ گیا۔۔

وہ دونوں ہی کچھ حد تک معاملے کی ہے میں پہنچ چکے تھے اور باقی بچا کچھا شک حسن بابا سے بات کرنے کے بعد یقین میں بدل گیا۔۔

اسکے ہاتھ میں کافی گہرے زخم لگے تھے بمشکل ہی خون رکا تھا۔۔

لیکن وہ تھی کہ اسنے زرا سی آہہ بھی نہیں کی۔یہاں تک کہ جب ڈاکٹر نے کانچ نکالا تب بھی نہیں۔۔اسکی آنکھ سے ایک قطرہ بھی آنسو کا نہیں نکلا۔۔

❤❤❤❤❤

ڈاکٹر نے اسے پین ریلیف کا انجیکشن دیا تھا۔۔

جسکے بعد وہ آہستہ آہستہ غنودگی میں چلی گئ۔۔

اسکے مکمل سونے کا یقین کرتے ولی آہستہ سے اسکے سرہانے سے اٹھتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

اسکا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا تھا۔۔

رات کے بارہ بج رہے تھے لیکن اس وقت اسے کوئ پرواہ نہیں تھی۔

مخصوص جگہ پر گاڑی روکتے وہ تیزی سے بار نکلا تھا۔۔

وہ جیسے جیسے اندر کی طرف بڑھ رہا تھا اسکا چہرہ سپاٹ اور تاثرات سرد ہوتے جا رہے تھے۔۔

ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا۔۔

ارسل جو صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا تھا آہٹ پر چونک کر سیدھا ہوا۔۔

جبکہ ولی جو غصے میں یہاں آیا تھا سامنے کا منظر دیکھتے اسکے چہرے پر بے یقینی پھیلی تھی۔۔

مرتسم بے سود پڑا تھا جبکہ اسکے دونوں ہاتھوں پر ڈرپس لگی تھیں۔۔

سر پر پانی کی پٹی رکھی ہوئی جو اب سوکھ گئی تھی۔۔

اسنے چہرہ موڑتے ارسل کو دیکھا جسنے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

تجھے کیا لگا صرف عینا کی تکلیف میں ہے جیسے مرتسم تو بہت خوش ہے۔۔

ارسل سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھتا بولا تھا۔۔

اسنے سب سے پہلے ارسل سے فون کرکے مرتسم کا پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے ارسل نے اسے بتانے کے بعد عینا کا پوچھا تو ولی نے اسے سب کچھ بتا دیا۔۔

کیا ہوا ہے اسے۔۔ولی کی اپنی آواز بھاری تھی۔۔

میں جب یہاں آیا تھا تب سے یونہی پڑا ہے۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ تیز بخار ہے جو دماغ کو بھی چڑھ رہا تھا لیکن سہی وقت پر علاج کی وجہ سے فلحال وہ خطرے سے باہر ہے ورنہ کوئی دماغ کی کسی ناپر نقصان ہونے کا بھی خطرہ تھا۔۔

ارسل نے اس سے کچھ نہیں چھپایا۔۔

کیوں۔۔ولی بے یقینی سے بولا۔۔کیوں پڑا ہے یہ ایسے۔۔کیوں اسکے دل و دماغ پر اتنا اثر پڑا ہے۔۔

ولی غصے سے اسے دیکھتے پھنکارا تھا۔۔

اپنی عین کو کھونے کے ڈر سے۔۔تجھے لگتا ہے وہ یہ سب اپنی خوشی سے کر رہا ہے۔۔
تو کیا نہیں جانتا اپنے یار کو وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو بھی آخری حدوں کو بھی پار کر جاتا ہے۔تجھے لگتا ہے کہ یہ۔
یہ انسان جسا دل و دماغ اپنی محبت کو کھونے کے ڈر سے کام کرنا ہی بند کر رہا ہے یہ اسکے ساتھ بے وفائی کر سکتا ہے۔
ارسل اسکے بے سود وجود کی طرف اشارہ کرتے ولی سے بولا تھا۔۔
ی۔یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔۔کیوں ان دونوں کو چین سے نہیں رہنے دیے رہے ہیں۔۔کیوں نہیں جینے دے رہے انہیں سکون سے۔۔
ولی نے بے بسی سے اپنے بال نوچے تھے۔۔آخر بابا کیوں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔۔وہ بے بسی سے بولا۔۔

کیونکہ وہ مہرماہ کے ماضی سے آگاہ ہو چکے ہیں۔۔
مہرماہ کی ماں کا ماضی جان چکے ہیں۔۔ارسل بھاری سنجیدہ آواز میں بولا تھا۔۔

ولی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

ا۔اب کیا ہو گا۔۔انجانے خدشے کے تحت اسکی آواز لڑکھڑا گئ۔۔

ارسل خاموشی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

❤❤❤❤

اسنے نیند میں کروٹ لی تو درد سے اسکی کراہ نکلی تھی۔۔

بامشکل بھاری ہوتی آنکھیں کھولتے اسنے ہوش کی دنیا میں قدم رکھا۔۔

مکمل ہوش میں آتے اسنے چونک کر اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپس کو دیکھا۔۔

اسنے کھینچ کر وہ ڈرپس اپنے ہاتھوں سے نکال دیں۔۔

درد سے ٹوٹتے جسم کے باوجود وہ اٹھ کر بیٹھا تو سامنے۔ہی ولی اور ارسل صوفے پر بیٹھے بیٹھے سوئے ہوئے تھے۔۔

اسنے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

وہ جب رات یہاں آیا تھا پھر کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں۔۔

انہیں یونہی سوتا چھوڑ وہ فریش ہونے چلا گیا۔۔

گرمی ہونے کے باوجود اسنے گرم پانی سے شاور لیا تو جسم کا درد کم ہوا۔۔

بیڈ پر تولیہ پھینکتے اسنے سائیڈ ڈرار پر پڑی میڈیسنز دیکھیں تو ہاتھ بڑھاتے انہیں اٹھالیا۔۔

میڈیسنز نکالتے انسے خالی پیٹ انہیں پانی سے حلق میں اتارتے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور کندھے اچکاتا باہر نکل ایا۔۔

انکے اٹھنے سے پہلے وہ یہاں سے جانا چاہتا تھا اسے بابا سے بات کرنی تھی وہ عینا کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا شادی تو دور کی بات تھی۔

گاڑی ڈرائیو کرتے اسنے اپنا موبائل چیک کیا یہاں گھر والوں کی بے شمار مسڈ کالز تھیں۔۔

تبھی اسکے نمبر پر قاسم بابا کی کال آنے لگی۔۔

کچھ سوچ کر اسنے کال اٹھالی۔۔

وہ ابھی کچھ بولتا کہ انہوں نے اسے گھر آنے کا حکم دیتے کال کاٹ دی۔۔

وہ بس ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔۔

❤❤❤❤

کہاں جا رہی ہو مہر۔۔ اسے تیزی سے سیڑھیاں اترتے دیکھ حسن بابا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔۔

میں آپ ہی کے پاس آرہی تھی بابا۔

مجھے آپسے کچھ پوچھنا ہے لیکن یہاں نہیں آپ چلیئے میرے ساتھ۔۔

وہ نرمی سے انہیں کہتی انکا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئ۔۔

ولی اور عالم کو میسج چھوڑتے اسنے بابا کو گاڑی میں بٹھاتے گاڑی شاہ ولا کی طرف موڑ دی۔۔

❤❤❤❤

مرتسم نے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو اسنے کچھ انہونی کا احساس ہوا۔۔

تیزی سے باہر نکلتے اسنے اندر کی طرف قدم بڑھائے۔۔

گھر میں ہوتی ہلچل سے وہ حیران ہوا۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے بابا۔۔وہ لان میں ہوتی ڈیکوریشن دیکھ سامنے کھڑے قاسم بابا کو دیکھ بولا۔۔

آؤ مرتسم میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔یہ دیکھو تمہارے اور زینیب کی نکاح کی تیاری میں خود کروا رہا ہوں۔۔وہ مرتسم کا چہرہ دیکھے بغیر بولے۔۔

بابا مجھے بات کرنی ہے آپسے۔۔وہ بولا تو اسکی آواز بھاری تھی۔۔

انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیا ہوا تمہیں ٹھیک ہو تم۔۔وہ پریشانی سے اسے دیکھتے بولے۔۔

میں ٹھیک ہوں بابا آپ میرے ساتھ آئیں مجھے آپسے بات کرنی ہے۔

وہ انکا ہاتھ تھامتا اسرار کرتے بولا۔۔

ابھی نہیں بعد میں بات ہو گی فلحال تم جاؤ تیار ہو جاو۔۔

وقت بہت کم ہیں ظہر کے بعد نکاح ہے۔۔

وہ عجلت میں بولتے آگے بڑھ گئے۔۔ مرتسم بس انکی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔

اسنے تھکے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔۔ سب ہی چہرے لٹکائے بیٹھے تھے۔۔

کوئی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا جب مرتسم راضی تھا تو وہ لوگ کیا کہہ سکتے تھے۔۔

وہ بامشکل بھاری قدم اٹھاتا صوفے پر بیٹھی ماہم کے قریب ایا۔۔

اپیا۔۔ اسنے دھیمے لہجے میں پکارا سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا قاسم بابا وہاں آئے تھے۔

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میرے پیار میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو تمہیں اپنے سوتیلے ہونے کا خیال آگیا ۔کب میں نے تم لوگوں میں کسی میں فرق کیا جو تمہیں یہ احساس ہوا۔۔

وہ تب سے اب گھر آئے تھے اس لیے بی جان انہیں دیکھتے ہی بول پڑیں۔۔

میں تو شرمندہ ہوں اپنی بہن سے روز محشر کیا منہ دکھاؤں گی اسے کہ میں اسکے بیٹے کو ایک ماں کا پیار بھی نا دے سکی۔۔

بی جان آخر رو پڑیں۔۔

ماں۔۔وہ تڑپ کر انکی طرف بڑھے تھے۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں۔اپکے پیار میں کوئی کمی نہیں تھی نا ہے۔۔

مجھے گنہگار مت کریں۔۔وہ انکے ہاتھ چومتے شرمندگی سے بولے تھے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتے آہٹ پر سب نے چونک کر دیکھا تھا۔۔

جہاں عینا، حسن بابا، ولی اور عالم کھڑے تھے۔۔

مرتسم تیزی سے سیدھا ہوا تھا۔۔

عین۔۔وہ بڑبڑاتا اسکی طرف بڑھتا کہ عینا نے دور سے ہاتھ اٹھاتے اسے روک دیا۔۔

اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

وہ قدم قدم چلتی قاسم بابا کے مقابل آتی رکی۔۔

اسنے ہاتھ میں پکڑے پیپیرز انکے سامنے کر دیے۔۔

اپنے کہا تھا نا یا تو میں طلاق کے پیپرز پر سائین کر دوں یا پھر دوسری شادی کے اجازت نامے پر۔۔

تو سنیں میں آج، ابھی، اسی وقت مرتسم میر شاہ سے دستبردار ہوتی ہوں۔۔

میں طلاق کے پیپرز پر سائین کرنے کے لیئے تیار ہوں لیکن اس سے پہلے میں آپسے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔

مرتسم سمیت سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مانتی ہوں کہ میرا ماضی برا تھا لیکن جو تھا سب کے سامنے تھا۔ میں سمجھتی تھی آپکے بیٹے نے خود مجھے میری برائیوں سمیت اپنایا ہے۔۔ لیکن میں ناواقف تھی کہ وہ تو میرے باپ کے وعدے میں بندھے تھے۔۔

وہ مرتسم کو دیکھتی استہزائیہ لہجے میں بولی جو ساکت سا بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

لیکن آج میں سب کے سامنے مرتسم شاہ کو اپنے بابا کے وعدے سے آزاد کرتی ہوں۔۔

مجھے لگتا تھا شائید انہوں نے اپنی مرضی سے مجھے اپنایا ہے۔ لیکن میں تو بس ایک زبردستی کی زمہ داری تھی جو ان پر تسلط کی گئ تھی۔۔ یہ تو آج تک اپنا وعدہ نبھاتے آئے تھے۔۔ لیکن شاہ وعدہ ہی سہی آپ اس وعدے کی ہی لاج رکھ لیتے جو میرے باپ سے کیا تھا۔۔

ولی اور عالم نے کچھ کہنا چاہا لیکن حسن بابا نے انہیں روک دیا۔۔

اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چبھن تھی۔۔

سب نے تاسف سے اسے دیکھا تھا وہ غلط فہمی کا شکار تھی۔۔

شور سنتے اوپر تیار ہوتی زینی بھی نیچے آگئ۔۔

عینا نے چونک کر سیڑھیوں پر کھڑی دلہن بنی زہنی کو دیکھا تھا۔۔

اسکی نظروں کے تعاقب نے سوائے مرتسم نے سب نے دیکھا۔۔

میں نے آپسے کہا تھا نا میں کچھ بھی برداشت کرلوں گی سوائے شراکت داری کے۔۔

وہ تنفر سے زینی کو دیکھتی مرتسم سے بولی تھی۔۔

جو میرا ہے وہ پوری طرح میرا ہی چاہئیے ورنہ میں یا تو اسے توڑ دیتی ہوں یا چھوڑ دیتی ہوں۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

لیکن افسوس آپکو توڑ نہیں سکتی لیکن چھوڑ ضرور سکتی ہوں۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔

مرتسم نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

آپکی خوائش کو پورا کرنے آئ ہوں۔ لیکن مجھے میرے سوال کا جواب دے دیں۔

جب دو سال تک تک آپکو مجھ سے کوئ مسلہ نہیں تو اب ایسا کیا ہو گیا کہ آپکو مجھ سے نفرت ہو گئ۔۔

وہ قاسم بابا کے مقابل آتی سنجیدگی سے بولی۔۔

مجھ سے پوچھو نا میں بتاتی ہوں۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتے کب سے خاموش کھڑی زینی آخر کو بول پڑی۔۔

عینا نے ضبط سے اسے دیکھا تھا۔۔

تم اپنی زبان بند رکھو۔۔ تم سے بات نہیں کی ہے مینے بہتر ہے خاموش رہو۔۔

وہ انگلی اٹھا کے اسے وارن کرنے کے انداز میں بولی۔۔

مرتسم نے بے ساختہ آنکھوں میں خوف لیے اسے دیکھا تھا۔۔

تم جیسوں سے بات کرنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے مجھے۔اتنا گرا ہوا اسٹینڈرڈ نہیں ہے میرا کہ تم جیسی ایک گری ہوئی ماں کی ناجائز اولاد سے بات کروں۔۔

وہ نفرت سے اسے دیکھتی بولی۔۔

زینب۔۔عینا کے نازک ہاتھ کا تماچہ اسکے گال پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا۔۔

عالم، حسن، بابا اور ولی نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا تو کیا سچ بتانے کا وقت آ گیا تھا۔۔

ولی کا بس نہیں چل رہا تھا وہ عینا کو ابھی یہاں سے لے جائے۔۔

مجھے برا نہیں لگا۔اخر کو سچ کڑوا ہی ہوتا ہے۔۔وہ تھپڑ کھانے کے بعد بھی ڈھیٹ بنی بولی تھی۔۔

عینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

مجھے ایسے مت دیکھو پوچھو اپنے شوہر، باپ اور بھائی سے۔اوپس سوری نقلی باپ اور نقلی بھائی سے۔۔

وہ مزے سے بولی تھی۔۔

ی۔یہ کیا کہہ رہی ہے بابا۔۔وہ حسن بابا کو دیکھتے بولی۔۔نا چاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔

حسن بابا نے نفی میں سر ہلایا۔۔

ارے وہ تو کچھ بتانے کی حالت میں ہی نہیں ہیں۔میں بتا دیتی ہوں۔۔

یہ تمہارے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ تم تو ایک گھر سے بھاگی ہوئی ماں کی ایک ناجائز بیٹی ہو۔۔

وہ اسکے قریب جھکتے لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔۔

عینا بس حسن بابا کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جنکے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ زینی سچ بول رہی ہے۔۔

وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔۔

عین مرتسم تڑپ کر اسکی جانب بڑھا۔۔ لیکن اسنے مرتسم کے ہاتھ جھٹک دیے۔۔

زینی نے جو کہا وہ بلکل ٹھیک کہا ہے۔۔ میری تم سے اچانک نفرت کی بھی یہی وجہ ہے۔۔

میں نہیں چاہتا کہ ہماری نسل ایک ناجائز لڑکی سے آگے بڑھے۔۔

قاسم بابا سر جھٹکتے بولے تھے۔۔

بس۔۔ ابھی حسن بابا بولتے کہ ایک دھاڑ پر سب نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔

جہاں ایک کوئی لڑکا کھڑا تھا اسکے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔۔

اس لڑکے کے نقوش عینا سے ملتے تھے نہیں بلکے وہ تو بلکل عینا جیسے تھے۔۔

عینا نے زرا سی نظریں اٹھاتے سامنے دیکھا تو وہ سانس بھی روک گئ۔۔

وہ سمجھ نا سکی کہ وہ اسکا ہم شکل تھا یا جڑواں۔۔

اب کسی نے ایک اور لفظ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔

غازی دھاڑا تھا۔۔

)اسنے صبح ہی حسن بابا سے یہاں کا پتہ لیا تھا اور عائشہ ماما کو لیتے سیدھا یہیں آیا تھا۔۔(

حسن بابا بے ساختہ آنکھیں مینچتے پیچھے پڑے صوفے پر گر گئے۔۔

امتحان کا وقت تھا جو کہ بہت کٹھن تھا۔۔

عائشہ ماما تیزی سے عینا کی طرف لپکیں۔۔

مہر۔۔م۔میری مہر میرا بچہ۔۔وہ دیوانہ وار عینا کا منہ چومتی بول رہی تھی۔

جبکہ عینا کی نظریں اپنے سامنے کھڑے نوجوان پر تھیں۔۔

دونوں ساکت نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

مہرو۔۔غازی کے لب ہلے تھے۔۔

اسنے بھاری ہوتے قدم عینا کی طرف بڑھائے تھے۔۔

م۔مہرو۔۔وہ کانپتے لبوں سے بولا۔۔

کانپتے ہاتھوں سے اسنے عینا کے چہرے کو چھوا۔۔

م۔میری م۔مہرو۔۔وہ ٹوٹتے لفظوں سے بولا۔۔

پھر وہ یک دم جھکا اور اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔

بار بار کبھی اسکا سر چومتا کبھی، ماتھا، کبھی آنکھیں تو کبھی ہاتھ۔۔۔

اسکے لبوں پر بس یہی لفظ تھا میری مہرو۔۔، کتنی بڑی ہو گئی ہے میری مہر۔۔

ت۔ تمہیں یاد ہے نام۔ میں کون ہوں۔۔ وہ اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتا بولا۔۔

باقی سب دم سادھے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

آان۔۔ عینا کے لبوں سے بے ساختہ پھسلا تھا۔

وہ خوابوں میں بھی یہی نام پکارتی تھی۔۔

ہ۔ہاں ان۔۔ ت۔ تمہارا آان۔۔ غازی اسکا سر چومتے بولا۔۔

اسکے چہرہ آنسوں سے تر ہو گیا تھا۔۔

عینا نے ساکت پلکیں جھپکائیں اور حسن بابا کی طرف دیکھا جو دم سادھے اسے دیکھا رہے تھے۔۔

م۔مجھے س۔سچ س۔ سننا ہے۔۔ وہ بامشکل حسن بابا کے سامنے آتے بولی تھی۔۔

غازی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔ کس سچ کی بات کر رہی تھی وہ۔۔

ب۔ بولیں۔ م۔ میں ک۔ کون ہوں۔ ک۔ کسی بیٹی ہوں۔ ی۔ یہ مرد یہ کون ہے میرا۔۔

وہ انکے پاس آتی بولی۔

تم ہماری بیٹی نہیں بھانجی ہو مہر۔۔ عائشہ ماما بھیگے لہجے میں بولی تھیں۔۔

عینا نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔۔۔

ہاں یہ سچ ہے۔ تم ہماری بیٹی نہیں۔۔ وہ رندھے لہجے میں بولی تھیں۔۔

۔اس سے پہلے کہ وہ ماضی کی گہری یادوں میں کھو تیں۔

تبھی سب کچھ گرنے کی آواز پر چونک گئے۔۔

عین۔۔سب سے پہلے مرتسم اس تک پہنچا تھا۔۔

مہر۔عینا۔۔سب تیزی سے اسکی جانب بڑھے۔۔

وہ سفید چہرے سے گھٹنوں کے بل نیچے گری تھی۔۔

اسکے ناک سے خون کی لکیر بہتی جا رہی تھی۔۔

غازیان ساکت سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

ا۔اتناب۔بڑا د۔دھوکا۔۔وہ مرتسم کے بازوں میں مچلتی حسن بابا کو دیکھتی بامشکل بولی تھی۔

م۔میں ا۔اپکو ک۔کبھی م۔معاف ن۔نہیں ک۔کروں گی۔۔

وہ ٹوٹتے لفظوں سے بولی تھی۔۔

عین میری جان۔۔مرتسم اسکے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو تھامتے اسے پکارا تھا۔۔

ش۔شاہ ا۔اپ م۔مجھ ج۔جیسی ن۔ناجائزل۔لڑکی کو۔ڈیز۔رو نہیں کرتے اچھا ہے۔ا۔اپ ز۔زینی کو ا۔اپنا لیں۔۔وہ گہری سانسیں بھرتے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔

ل۔لیکن ا۔ایک ا۔اخری خواہش ہے۔۔ا۔ایک بار اپکے س۔سینے سے ل۔گ جاؤں ایک ا۔آخری بار۔۔گہری سانسیں بھرتے کہا تھا۔

مرتسم کی آنکھوں میں درد اور ازیت کا ایک طوفان سا اٹھا تھا۔۔

اسنے کھینچ کر عینا کو خود میں بھینچ لیا۔۔

اتنی شدت سے کہ عینا کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئی تھیں۔۔

کچھ دیر بعد مرتسم نے اسے خود سے الگ کرنا چاہا تو وہ اور سختی سے اس سے لپٹ گئ۔۔

مرتسم نے کچھ بھی کہے بغیر اسے خود میں چھپا لیا۔۔

سب نم آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

می۔ری دعا۔تھ۔ی ۔ا۔پ۔۔کے س۔ینے ۔س۔ے۔لگ۔ کے۔ا۔خ۔ر۔ی۔س۔سا۔نس لوں۔۔

(میری دعا تھی کہ آپکے سینے سے لگ کے آخری سانس لوں)اسکی بکھری سرگوشی پر وہ ساکت ہوا۔۔

عین۔۔اسکے سرعت سے سے خود سے الگ کیا لیکن وہ اسکے بازوں میں جھول گئ۔۔

عین۔۔وہ چیخا تھا۔۔۔

تو کیا اسکی دعا قبول ہو چکی تھی کیا موت نے اسے آن گھیرا تھا۔

ماضی:

ذولفقار علی شاہ جو اپنے گاؤں کے سردار تھے اللہ نے انہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی دی تھی۔۔

سب سے بڑے حسان شاہ انسے چھوٹے حسن شاہ اور سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہرلین شاہ۔۔

انہیں اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا۔۔

صرف انہیں ہی نہیں انکے بھائی بھی ان پر جان چھڑکتے تھے۔۔

وہ خاندان بھر کی لاڈلی تھی۔۔ذولفقار شاہ انکی ہر بات مانتے تھے۔۔

لیکن جب انٹرمیڈیٹ کے بعد انہوں نے باہر جاکر پڑھنے کی ضد کی تو وہ اسکی یہ بات نامان سکے۔۔

وہ اسے اپنے سے دور نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔۔

سب نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانی۔

عائشہ جو انکی بیسٹ گرینڈ بھی تھی اور بھابھی بھی تھی۔

انہوں نے بھی بہت کہا لیکن وہ نامانی۔۔

آخر کو انکی ضد کے آگے سب کو ہارنا پڑا۔۔اور وہ ایسے پیرس پڑھنے چلی ائیں۔

وہاں انہیں حدید شاہ ملے جو خود وہاں سٹڈیز کے لیئے آئے تھے۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرنے لگے تھے۔۔

لیکن ہرلین انجان تھی کہ انکا رشتہ بچپن سے ہی انکے دور کے کزن کے ساتھ طے ہوا تھا۔۔

وہ جب چھٹیوں پر پاک واپس آئیں تب آغا جان نے انکے سر پر یہ بمب پھوڑا تھا۔۔

انہوں نے عائشہ کو سب سچ بتا دیا۔۔

وہ بہت روئیں کہ وہ حدید کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔

عائیشہ نے حسن شاہ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن انکی ہمت نا ہوئی۔

ہر لین کچھ دنوں بعد واپس چلی اور وہاں انہوں نے حدید کو سب کچھ سچ بتا دیا۔۔

حدید نے انہیں نکاح کی ترکیب دی۔۔

اور کہا کہ جب وہ نکاح کر لیں گے تب تو انکے والد کچھ نہیں کر سکتے۔۔

ایسے انہوں نے گھر والوں سے چھپ کے نکاح کر لیا۔۔

حدید کے پیرنٹس اس نکاح میں شامل تھے۔۔

ایسے وہ گھر والوں کو بنا بتائے حدید کے ساتھ رہنے لگی۔۔

انکی شادی کے چھ ماہ بعد جب انہیں پریگننسی کی خبر ملی تو وہ خوش ہونے کے ساتھ بہت پریشان بھی تھیں۔۔

انہوں نے عائشہ کو سب سچ بتا دیا جو خود بے یقین رہ گئیں۔۔

عائشہ نے جب سکو سچ بتانے کا کہا تو انہوں نے اسے اپنی قسم دیتے روک دیا۔۔

اس طرح وہ پورے دو سال واپس گھر نہیں آئیں۔۔ پڑھائی کا بہانہ کرتی رہیں۔۔

انہوں نے اپنی حالت کے سبب ویڈیو کال پہ بات کرنا بھی چھوڑ دیا۔۔

انکی پہلی اولاد بیٹا ہوا تھا۔۔ جسکا نام انہوں نے غازیان رکھا تھا۔۔

یہ سب بے یقین سا تھا کہ وہ گھر والوں سے چھپ کے شادی کر چکی ہیں یہاں تک کہ انکا ایک بیٹا بھی جواب چھ ماہ کا ہو چکا تھا۔۔

تب دو سال بعد جب اغا جان نے انہیں خود وہاں آنے کے لئیے کہا تو انہیں پاکستان آنا پڑا۔۔

انکے ساتھ حدید اور انکے پیرینٹس بھی آئے تھے۔

انہیں پک کرنے وہاں حدید کے دوست میجر عالم آئے تھے۔۔

ہرلین اپنے دو سال کے بیٹے کو اسکے باپ کے پاس چھوڑ کے ذولفقار شاہ کی حویلی آگئیں جہاں سب نے انکا بھرپور استقبال کیا۔۔

پریگننسی کے بعد وہ کچھ موٹی ہو گئی تھیں جسے انہوں نے ویٹ بڑھ گیا ہے کہہ کے ٹال دیا۔۔

عائشہ انسے ناراض تھی لیکن پھر بھی وہ انکی فکر کرتی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ سب کو سچ بتا دیں۔

لیکن ہرلین جانتی تھی اغا جان کو جتنا انسے پیار ہے اسکے باوجود وہ اپنی غیرت کو کبھی نہیں مارے گے۔۔

وہ اسے یا حدید کو مار دیں گے لیکن انکا رشتہ کبھی قبول نہیں کریں گے۔۔

ایسے وہ کبھی عائشہ کے ساتھ تو کبھی خود کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر گھر سے چلی جاتیں اور غازیان اور حدید سے مل اتیں۔۔

انہیں پاکستان آئے دو ہفتے ہو گئے تھے۔۔

غازیان اسنے دوری کی وجہ سے اب بیمار رہنے لگا تھا۔۔

ایسے میں ایک دن کھانا کھاتے انکے طعبیت خراب ہو گئ۔۔

انکے بہت منع کرنے کے باوجود اغا جان نے ڈاکٹر کو بلا لیا۔۔

لیکن جب ڈاکٹر نے انکے پریگنٹ ہونے کی خبر دی تو سب صدمے کی کیفیت میں تھے۔۔

ہوش میں آتے ہرلین نے نا سمجھی سے سب کے چہرے کے آڑے رنگوں کو دیکھا تھا۔۔

عائشہ چاہتی تھیں وہ سب سچ بتا دیے لیکن ہرلین کی قسم کے آگے مجبور تھیں۔

کیا ہوا بابا۔۔وہ اٹھ کر بیٹھتی انکا سپاٹ چہرہ دیکھتی بولیں۔۔

لیکن سامنے سے انکے جواب کی جگہ انکے تھپڑ پر ہرلین شاہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

بابا۔وہ بے یقینی سے بولی۔

مت کہو مجھے باپ۔۔مار دیا تم نے اپنے باپ کو جیتے جی۔۔

بتاؤ مجھے کہاں منہ کالا کر کے آئی ہو۔۔

کسکا ناجائز گند لائی ہو اپنے ساتھ۔۔وہ پے در پہ اسے تھپڑ مارتے بولے تھے۔۔

حسن اور حسان شاہ نے بامشکل انہیں سنبھالا تھا۔۔

جبکہ ہرلین عائشہ کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

وہ سب کی لاڈلی تھی کسی نے کبھی انہیں آج تک تنکا تک نا چبھنے دیا تھا۔۔

اور انکے اپنے ہی باپ نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

پوچھو اس سے کسا گند ہے یہ۔۔کسکے ساتھ منہ کالا کر کے آئی ہے۔۔

میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔ اسنے ہماری عزت کو دو ٹکے کا کر دیا۔۔

وہ دھاڑ رہے تھے۔۔

غصہ تو دونوں بھائیوں کو بھی تھا۔۔ لیکن وہ اسے مار نہیں رہے تھے۔۔

وہ دو دن بھوکی، پیاسی کمرے میں بند رہی لیکن انہوں نے منہ نہیں کھولا کیونکہ وہ جانتی تھی اغا جان انکے بیٹے اور شوہر کو جان سے مار ڈالیں گے۔

آہستہ آہستہ یہ خبر پورے گاؤں میں پھیلنے لگی کہ ذولفقار شاہ کی بیٹی بن بیاہی ماں بننے والی ہے۔۔

انسے گاؤں کی سرداری چھین لی گئ۔۔

اور گاؤں سے در بدر کر دیا۔۔

انہیں رات و رات اپنا ہی گاؤں چھوڑ کر شہر آنا پڑا۔۔

کل اسے لے جانا اور یہ عذاب ختم کروا کے آنا۔۔

اغا جان نے عائشہ کو دیکھتے کہا۔۔

ہرلین نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔۔انکا حدید سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔

نہیں بابا جان میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔

ی۔یہ۔میرا بچہ ہے میں اسے کیسے ختم کر سکتی ہوں۔۔

وہ تڑپ کر بولی تھیں۔۔

بکواس بند کرو۔میرا بس چلے تو تمہیں جان سے مار ڈالوں یہی سب کرنے بھیجا تھا تمہیں باہر۔۔

انجام دیکھ لیا ہے مینے تم نے تو ہمیں کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔۔

وہ غرائے تھے۔۔

بھائی تو اسکی حالت دیکھتے چپ تھے۔۔

لے جاؤ اسے میرے نظروں کے سامنے سے اس سے پہلے کہ میں اسے جان سے مار ڈالوں۔۔وہ غیظ و غضب سے بولے۔۔

عائشہ اور عالیہ اسے وہاں سے لے گئ۔

اسنے بہت منتیں کی لیکن اغا جان کسی طور راضی نہیں ہوئے۔وہ ہر حال میں انکا ابورشن کروانا چاہتے تھے۔۔

انہوں نے حدید سے رابطہ کرنے کی کوشش کی بامشکل رات تک وہ انسے رابطہ کرپائیں اور انہیں سب کچھ بتادیا۔۔

اس طرح وہ صرف عائشہ کو بتاتی اسی رات حدید کے ساتھ چلی گئیں۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

آغا جان کے لئیے تو وہ ویسے بھی مر گئ تھی۔اس لیے انہوں نے کہہ دیا کہ یہی سمجھ لو وہ مر گئ ہے اسے ڈھونڈنے کی کوئ ضرورت نہیں۔۔

حسان شاہ تو انکے فیصلے پر راضی تھے لیکن حسن شاہ نہیں انہیں وہ بہت پیاری تھی۔۔

انہوں نے عائشہ کو کریدا لیکن انہوں نے سچ نہیں بتایا۔

عائیشہ ہرلین سے رابطے میں تھی۔لیکن اس بات سے کوئ بھی واقف نہیں تھا۔۔

انہیں جب پتہ چلا کہ ہرلین کے ہاں دوسری اولاد بیٹی ہوئ ہے تو وہ بہت خوش ہوئیں۔

انکی اپنی تو کوئ اولاد تھی ہی نہیں وہ بس غازیان اور مہر کی تصویریں دیکھ دیکھ کر دل بھر لیتی تھیں۔

پانچ سال بعد ہرلین واپس پاکستان ائیں۔۔

حدید کے والدین اس عرصے میں انتقال کر چکے تھے۔۔

حدید نے ہر قدم پر انکا ساتھ دیا تھا۔۔

غازیان اس وقت سات سال کا تھا جبکہ مہر چار سال کی تھی۔

غازیان کو اپنی بہن سے بہت پیار تھا۔۔وہ اس سے تین سال چھوٹی تھی لیکن پھر بھی غازیان بہت بڑا بننے کی کوشش کرتا تھا۔۔

پہلے پہل تو وہ اسکے رونے سے جھنجھلا جاتا۔۔

تو کہہ دیتا کیا اسے کہیں کوئ تکلیف ہو رہی ہے۔یہ بولتی کیوں نہیں ہے۔۔

پھر خود ہی اپنی ماں سے اسے لیتا چپ کروانے لگتا۔۔

اور مہر اسکے گود میں آتے فوراً چپ ہو جاتی تھی۔۔

وہ اسے مہرو کہتا تھا۔۔ جبکہ مہر نے جب سے بولنا شروع کیا تھا وہ اسے اان کہتی تھی۔

غازی اسکے لیئے بھائی کم باپ زیادہ ثابت ہوا تھا۔

ابھی وہ اتنا صاف نہیں بولتی تھی۔ چار سال کی ہونے کے باوجود وہ توتلی زبان میں بولتی تھی۔۔

جب وہ پاکستان واپس آئیں تو انہوں نے عائشہ کو اپنے آنے کا بتا دیا وہ چھپ چھپ کر اسنے ملنے جاتی تھیں۔

غاز اور مہر انسے مانوس ہو گئے تھے۔۔

وہ باقی سب سے ملنا چاہتی تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ اغا جان کو سب سچ بتا دیں۔۔

اپنی باپ اور بھائیوں سے سے ملنا چاہتی تھیں۔ ایک ماہ گزر گیا انہیں وہاں آئے ہوئے۔۔

مہر ماہ اور غازیان سے عائشہ اتنا گھل مل گئی تھی جیسے وہ انکے اپنے بچے ہوں۔۔

ایک دن آخر انہوں نے فیصلہ کر ہی لیا آغا جان سے ملنے کا۔۔

اس رات جب وہ انسے ملنے جا رہے تھے تو انکی گاڑی کے بریک فیل ہو گئے تھے۔۔

وہ جانتے تھے کہ انکے کسی دشمن کا ہی کام ہے۔۔

حدید نے پہلی فرصت میں میجر عالم کو کال کر کے بتایا تھا۔۔

ادھر ہرلین شاہ نے عائشہ کو بتا دیا تھا۔۔

اسی وقت عائشہ نے حسن صاحب کو بتا دیا تھا کہ ہرلین آج اپنی بیٹی کے ساتھ یہاں ملنے آنے والی تھی لیکن انکی گاڑی کے بریک فیل ہیں۔۔

حسن اور حسان صاحب آغا جان کو بنا بتائے ہی انہیں ڈھونڈھنے نکلے تھے۔۔

لیکن وہ لوگ جب تک پہنچے تھے تک انکی گاڑی کسی ٹرک ٹکرا چکی تھی۔۔

انکی گاڑی میں آگ لگ چکی تھی۔۔

مہر غازیان کے پاس تھی۔اسنے بامشکل اسے اپنے بازوں میں اٹھایا۔۔

ہرلین اور حدید پتہ نہیں گاڑی سے کہاں گرے تھے۔۔

اسنے گاڑی سے نکلنے کی کوشش اور وہ کامیاب بھی ہوا۔۔

لیکن جیسے ہی انسے گاڑی سے باہر قدم رکھا اسکا سر چکرایا اور مہر اسکے بازوں سے پھسل کر دور جا گری۔۔

وہ رو رہی تھی اسے پکار رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ غازی گرتا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور وہ جانے کہاں جا گرا۔۔

حسن شاہ اور حسان شاہ جب تک پہنچے ہرلین اور حدید اپنی آخری سانسیں لے رہے تھے۔۔

وہ غازی کے وجود سے انجان تھے۔۔انہیں مہر سڑک پر پڑی ملی تھی وہ اسے اپنے ساتھ لے ائے۔۔
حدید موقع پر ہی دم توڑ چکے تھے لیکن ہرلین کو ایک بار ہوش آیا تو انکے منہ پر بس غازیان اور مہرماہ کا نام تھا۔۔

وہ تو صرف مہر کے وجود سے آگاہ تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ انکا ایک بیٹا بھی ہے۔۔

غازیان کو میجر عالم لے گئے۔۔

لیکن ہرلین بس غازیان میری غازی کہتے کہتے ہی دم توڑ گئیں۔

وہ آخری دم تک کہتی رہیں میرا غازی زندہ ہے اسے ڈھونڈو۔

مہر کو تو وہ حسن شاہ کے بازوں میں دیکھ چکی تھیں۔۔

وہ ماں اپنے بچے کے لیئے تڑپتی وہیں دم توڑ چکی تھی۔

جب ہرلین شاہ کے مردہ وجود کو گھر لایا گیا تو اغا جان اسکے میت پر بہت روئے تھے۔جو بھی تھا وہ انکی لاڈل تھی۔بہت چاہا تھا انہوں سے اسے۔۔

مہرماہ چھوٹی تھی اسکے سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ اپنا چار سالہ بچپن بھول گئ تھی۔۔

عائشہ تو ہرلین کی موت کے صدمے سے ہی نکل نہیں پا رہی تھیں۔۔لیکن پھر بھی مہر کو انہوں نے خود سے جدا نہیں کیا۔۔

لیکن آغا جان نے اسے ناجائز کہہ کر اس گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا۔۔

حسن شاہ اور حسان نے انہیں انکے ترلے منتیں کر کے مہر کو اپنے پاس رکھا تھا۔۔

عائشہ چاہتی تھی وہ بتا دیں کہ مہر ناجائز نہیں ہے۔ایک دو بار انہوں نے بتانے کی کوشش کی لیکن اغا جان بھڑک جاتے تھے اس لیے انہوں نے چپ سادھ لی۔۔

انہیں لگا تھا کہ شائید غازیان اس گاڑی میں لگی آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے۔۔

ایسے مہر جائز ہوتے ہوئے بھی ناجائز کا دھبہ اپنے سر پر لگواتے بڑی ہوئی تھی۔۔

لیکن پھر بیس سال بعد جب غازیان نے انہیں اکر سب بتا تو تو اغا جان بہت زیادہ روئے تھے۔اتنا کہ وہ اپنی زندگی میں کبھی نہیں روئے۔۔

ایک بار انہوں نے اپنی بیٹی کی سنی تو ہوتی۔۔

لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

وہ تو اپنے دل میں ہزاروں خواہشات اور ارمان لیے منوں مٹی تلے سو چکی تھیں۔۔

❤❤❤❤❤

حال:

ہوسپٹل کے اس سردروم کے سامنے کھڑے وہ لوگ اندر لیٹے وجود کی زندگی کے لئیے دعا گو تھے۔۔

مرتسم اپنی شرٹ پر لگے اسکے خون کو دیکھتا جانے کس سوچ میں گم تھا۔۔

تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹر کے بولے گئے الفاظ (آپکی پیشنٹ کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔انکی حالت بہت کریٹیکل ہے ۔ہمیں نہیں لگتا وہ بچ پائیں گی۔لیکن ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے۔)کسی زہر کی مانند اسکے کانوں میں گھل رہے تھے۔۔

آخر آدھے گھنٹے کے کٹھن انتظار کے بعد ڈاکٹرز باہر آئے۔۔

سب سے پہلے غازی انکی طرف لپکا تھا۔۔

میری بہن کیسی ہے۔۔اسکا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔۔

مینے آپسے پہلے بھی کہا تھا۔انکی حالت بہت کریٹیکل ہے اور یہ دوسری بار انکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔

ہم نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے باقی اللہ کی مرضی۔۔

آپ دعا کریں اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر انہیں ہوش جاتا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔

ایکسکیوزمی۔ڈاکٹر نے پروفیشنل اندر میں کہا تھا۔۔

لیکن ان سب کے لیئے کانوں میں سیسہ گھولنے کے برابر اتھا۔

عائشہ نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھتے اپنی ہچکیاں دبائی تھیں۔۔

وہ بے جان قدموں سے اس شیشے کے پاس جا کھڑا ہوا جسکے پار اسکی ماجائی اپنی زندگی اور موت کے بیچ لڑ رہی تھی۔۔

اسکے بے جان وجود کو دیکھتے غازیان شاہ کو آج زندگی میں پہلی بار خدا سے شکوہ ہوا تھا۔۔

مرتسم بے جان ہوتے قدم اٹھاتا باہر کی جانب چل دیا۔۔

عالم نے بامشکل حسن بابا کو سنبھالا تھا جنکی اپنی طعبیت بگڑتی جا رہی تھی۔۔

ان سب کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ اندر لیٹا وجود انکی زندگیوں میں کتنی اہمیت رکھتا ہے۔صرف اس ایک کے بکھرنے سے کتنے ہی لوگ بکھر چکے تھے۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کیسے یہاں تک آیا بس وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں چلتا جا رہا تھا۔اسے لوگوں کے دھکے لگ رہے تھے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔

وہ ضبط کر رہا تھا لیکن نہیں ہوا۔

اسنے سرخ ہوتی آنکھیں اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھا۔۔

کیوں اللہ۔اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

ایسا کیا گناہ کر دیا مینے۔کیوں ہر بار میں ہی کیوں۔۔

نہیں اس بار میں نہیں۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتا بڑبڑایا۔۔

ولی اور ارسل جو اسکی حالت کے پیش نظر اسکے پیچھے آئے تھے اسے پاگلوں کی طرح خود سے باتیں کرتے دیکھ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔۔

مرتسم۔۔ارسل نے اسکا بازو دبوچتے اسے لوگوں کی بھیڑ سے نکالا تھا۔۔

ہوسپٹل کے پچھلے حصے میں لاتے ارسل نے اسے چھوڑا تھا۔۔

جبکہ وہ ہنوز بڑبڑا رہا تھا۔۔

اس بار نہیں۔۔

کیا نہیں مرتسم کیا بول رہا ہے ہوش کر۔۔ولی نے اسے جھنجھوڑا۔۔

مرتسم نے نفی میں سر ہلایا۔۔

م۔میں ک۔کچھ نہیں کروں گا۔۔ت۔تو اللہ کو بول ا۔اس بار وہ مجھ سے انہیں نہیں چھین سکتے۔م۔میں ا۔اس بار صبر نہیں کروں گا۔ہر بار وہ مجھ سے ہر رشتہ چھین لیتے ہیں۔م۔میں ی۔یہ نہیں دوں گا۔

وہ بچوں کی طرح ضدی انداز میں بولا۔۔

آنسو بے ساختہ پلکوں کے بار توڑتے اسکے چہرے پر پھسلے تھے۔۔

ولی اور ارسل کو بے ساختہ اس پہ ترس آیا۔

مرتسم کچھ نہیں ہو گا عین کو۔۔ہم دعا کرتے ہیں نا اللہ سے۔کچھ نہیں ہو گا۔۔ولی اسے خود سے لگاتا بولا۔۔

ن۔نہیں۔دعا نہیں م۔یں اللہ سے م۔مانگ رہا ہوں انکی زندگی۔۔

ا۔اپ چاہیں تو بے شک م۔مجھ مار دیں۔۔لیکن انہیں نہیں پلیز اللہ جی۔۔

م۔میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ انہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔۔

پ۔پکا وعدہ لیکن اپ۔پ۔پلیز انہیں ٹھیک کر دیں۔۔وہ ہچکیوں سے روتا فریاد کر رہا تھا۔۔

ارسل اور ولی اسکی دیوانگی پر ساکت ہوئے تھے۔۔

زندگی میں پہلی بار دونوں نے اسے یوں تڑپتے،بلکتے دیکھا تھا۔۔

چاہئے جیسا بھی وقت کیوں نا ہو وہ کبھی ایسے نہیں بکھرا تھا جیسے آج بکھر رہا تھا۔۔

چوبیس گھنٹے گزر گئے۔۔لیکن اسے ہوش نا ایا۔۔

سب چہروں پر خوف لیے زیر لب دعا گو تھے۔۔

جب ایک نرس ہڑبڑاہٹ میں بھاگتی باہر آئی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اسکے ساتھ کچھ ڈاکٹرز بھی تھے۔۔

غازی چونک کر انہیں دیکھنے لگا لیکن وہ اندر جا چکے تھے۔۔

تیزی سے دروازے کے پاس جاتے اسنے اس چھوٹے سے شیشے سے بنے ڈبے میں سے دیکھا۔

مہر کو ہوش نہیں آرہا تھا لیکن وہ تڑپ رہی تھی۔۔بن پانی کی مچھلی کی طرح۔۔

اسکا وجود جھٹکے کھا رہا تھا۔۔

وہ خود تڑپ کر رہ گیا۔۔چہرے پر تکلیف کے آثار پھیلے تھے۔۔

ڈاکٹر اب اسکے وجود کو مشینری سے جھٹکے دے رہے تھے۔وہ ہر جھٹکے پر اچھل کر اوپر کو آتی اور پھر بے جان ہوتی گر جاتی۔۔

وہ اس سے زیادہ دیکھ نا پایا تو تیزی سے رخ موڑ گیا۔۔

اسکے پیچھے ہی سب فق چہرے ہوتے چہرے سے اندر کے معاملات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹرز باہر آئے تھے۔۔

کسی میں بھی ہمت نہیں تھی آگے بڑھ کے ان سے کچھ پوچھ سکے۔۔

بس سوالیہ نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھنے لگے۔۔

ڈاکٹر نے ایک بار سب کے رنگ اڑے چہرے دیکھے اور گہری سانس بھری۔۔

ایم سوری۔۔اللہ کی جو مرضی۔۔

سنجیدگی سے کہتے انہوں نے سب کے تاریخ پڑتے چہرے کے دیکھے تھے۔۔

انہیں لگا جیسے کسی نے موت کا صور پھینکا ہو۔کوئی سیسہ پگھلا کر انکے کانوں میں انڈیلا گیا ہو۔

غازی نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا تھا۔۔

حسن بابا۔ساکت ہوتے اس ڈاکٹر کو دیکھنے لگے کہ اسنے بولا کیا ہے۔۔

عائشہ ماما جو پریئر روم سے آرہی تھیں وہ یہ سنتے ہی ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئ۔

مرتسم جسے ولی اور عالم زبردستی لائے تھے وہ ڈاکٹر کی بات سنتا لڑکھڑایا تھا۔۔

ولی کی گرفت اس پر ڈھیلی پڑی تھی وہ بے جان ہوتا فرش پر گرا تھا۔۔

ولی نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ماما اور اپیا بلند آواز میں رو رہی تھی۔ہوسپٹل کے اس وارڈ میں قہرام مچ گیا تھا۔۔

کچھ دیر پہلے وہاں جو موت کا سا سناٹا چھایا تھا اب وہاں قیامت کا سا شور تھا۔۔

جبکہ وہ ان سب سے بے گانہ گہری نیند سوئی تھی شائید ہمیشہ کے لیئے۔

❤❤❤❤

چھ ماہ بعد:

چودھویں کی رات تھی۔آسمان پر آدھا چاند جگمگا رہا تھا۔اسکی روشنی اتنی تھی کہ ہر جگہ روشنی ہی روشنی ہی تھی۔یوں جیسے دن کا سا سماں ہو۔

وہ چاند کو بیزاری سے دیکھتا بے چینی سے کسی کی تلاش میں تھا۔۔

جب اچانک وہ اسکی کھکھلاہٹ پر چونک گیا۔۔

چہرہ موڑتے اسنے اسے دیکھا۔

جو فیدِ فراق میں سر پر پھولوں کا تاج پہنے چاند کی چاندنی تلے جگمگاتے جگنوں کو دیکھتے کھکھلا رہی تھی۔۔

عین۔۔وہ زیر لب مسکرایا۔۔

اسکی طرف قدم بڑھاتے اسکی مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی۔۔

وہ جو جگنوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے میں مصروف تھی اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ بے ساختہ نفی میں سر ہلا گئ۔۔ چہرے کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی وہ لب دباتی پیچھے کی طرف قدم لینے لگی۔

وہ جیسے جیسے اسکی طرف قدم بڑھا رہا تھا وہ اس سے اتنی ہی دور ہوتی جا رہی تھی۔۔

عین۔۔وہ پریشان ہو گیا۔۔

عین رکیں۔وہاں مت جائیں۔۔ پیچھے گہرائ ہے۔۔

واپس آئیں میرے پاس۔۔وہ اسکی طرف ہاتھ بڑھاتا بولا۔۔

جبکہ وہ آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسکے ہاتھ بڑھانے پر وہ معصومیت سے اسے دیکھتی اپنا ہاتھ آگے بڑھا گئ۔۔

جبکہ قدم ابھی بھی پیچھے کی طرف لے رہی تھی۔۔

رکیں۔اور پیچھے مت جائیں۔ پیچھے۔۔وہ ابھی بول رہا تھا جب وہ پیچھے کو قدم لیتی لڑکھڑا کر گہرائی میں جا گری۔۔۔

شاہ۔۔اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

تہجد کی نماز ادا کرتی روحا ماما نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

عین۔رکیں۔وہاں مت جائیں۔واپس ائیں۔میرے پاس۔ نہیں رکیں۔۔وہ سر ادھر سے ادھر پٹکتا بڑبڑا رہا تھا۔۔

عین۔۔جب ایک چیخ کے ساتھ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔

پسینے سے شرابور ہوتے وہ گہری سانسیں بھرنے لگا۔۔

مرتسم۔۔روحا ماما جلدی سے اسکی طرف بڑھیں۔۔

کیا ہوا بچے۔پھر سے کوئی برا خواب دیکھا۔۔وہ اسکے بال سہلاتی فکرمندی سے اسے دیکھتی بولیں۔۔

میرے بچے پانی پیو۔۔وہ زبردستی اسکے منہ سے گلاس لگا گئیں۔۔

اسنے دو ہی گھونٹ لیتے واپس رکھ دیا۔۔

مرتسم۔۔انہوں نے اسے پکارا جبکہ وہ پچھلے چھ ماہ کی طرح آج بھی انہیں جواب دیے بغیر خاموشی سے انکے قریب سے اٹھتا واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو سفید شلوار قمیض میں تھا۔۔

چہرہ ابھی بھی گیلا تھا۔۔وہ شائید وضو کر کے آیا تھا۔۔

روحاماما جانتی تھی وہ تہجد کے لیئے جارہا ہے۔۔وہ بس اسے دیکھتی رہیں۔

جو انکی طرف دیکھے بغیر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسکے جانے کے بعد گہری سانس لیتے وہ اٹھ کر اپنی اُدھوری دعا مانگنے لگی۔۔

❤❤❤❤❤

شاہ ولا کے ڈائینگ ٹیبل پر جہاں پر ہماوقت ایک چہل پہل رہتی تھی آج وہاں ہر کوئی سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔۔

وشہ اور عادی جو ہمشہ لڑتے رہتے تھے جنہیں کبھی چپ نہیں آتی تھی وہ بھی خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔

ہمیشہ کی طرح سربراہی کرسی پر بی جان بیٹھیں تھیں۔

انکے ایک سائیڈ پہ قاسم بابا اور انکی شرک حیات تھی

اور دوسری سائیڈ پہ عالم بابا اور انکی شریک حیات تھیں۔۔

انکے ساتھ وجدان بھائی اور ماہم اپیا تھیں۔

جبکہ انکے سامنے بھابھی اور روحاماما تھیں جو صبح ہی واپس آئی تھیں۔انکے ساتھ عادی اور اسکے سامنے وشہ بیٹھی تھی۔

اب وہاں صرف دو کرسیاں خالی تھیں۔جو پچھلے چھ ماہ سے خالی ہی تھیں۔مرتسم اور عینا کی۔

اگر ان چھ ماہ میں عینا نہیں تھی تو مرتسم نے بھی شاہ ولا قدم نہیں رکھا تھا۔۔

اس دن کے بعد سے وہ فارم ہاؤس میں تھا جہاں ان دونوں نے اپنے رشتے کی شروعات کی تھی۔

جہاں آخری بار دونوں نے ایک دوسرے کے لمس کو محسوس کیا تھا۔۔

پچھلے چھ ماہ سے کسی نے اسکی شکل تو دور آواز تک نہیں سنی تھی۔۔

وہ سب سے روٹھ گیا تھا۔۔سوائے ماہم،بی جان اور روحا ماما کے ان سے وہ کبھی کبھار بس فون پہ بات کر لیتا تھا۔۔

لیکن روحا ماما کبھی کبھار اسکے پاس چلی جاتیں تو وہ آفس جاتے ہی ڈرائیور کو بھیج دیتا کہ انہیں واپس چھوڑ ائے۔

وہ انکا وہ مرتسم رہا ہی نہیں تھا۔جسکے چہرے پر ہر وقت ایک نرم مسکراہٹ رہتی تھی لیکن اب اسکے چہرے پر ہمہ وقت ایک سرد پن چھایا رہتا تھا۔۔

آنکھوں میں وحشت ناچتی تھی۔۔

پچھلے چھ ماہ سے کسی نے اسے مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔

وہ چلتی پھرتی لاش کے جیسے بن گیا تھا۔۔

نشاء۔۔اسکی سیکیٹری باہر کھڑی اپنی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی جب اسکی دھاڑ سے اچھلی۔۔

ج۔۔جی۔۔جی سر۔ تیزی سے اندر داخل ہوتے اسنے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

کیا ہے یہ سب۔۔مرتسم نے اسکے سامنے فائل پھینکتے غصے سے اسے دیکھا۔

نشاء دو قدم ڈر کے پیچھے ہوئی۔۔

اس میٹینگ کی اپڈیٹ کسنے دینی تھی مجھے۔ کس لیے رکھا ہے تمہیں۔ تمہاری وجہ سے اتنا بڑا لوس ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔۔

اگر کام نہیں کرنا تو گھر بیٹھو مجھے اپنے آفس میں فضول لوگ نہیں چاہئیے۔۔

وہ دھاڑا تھا۔۔

س۔ سر لیکن ی۔یہ ف۔فائل تو عینا میڈم لے کر گ۔گئی تھیں۔ا۔انہوں نے کہا تھا۔وہ آپکو۔۔

Enough.

عینا کا نام سنتے اسکے چہرے کی سختی پل میں غائب ہوئی تھی۔۔

وہ رخ موڑ گیا۔۔

نشاء کو جانے کا اشارہ کرتے وہ کھڑکی میں آ کھڑا ہوا۔۔

اسنے بامشکل اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو بہنے سے روکا تھا۔۔

نچلا لب دانتوں تلے دباتے اسنے خود پر ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

عین۔۔زیر لب اسکا نام لیتے اسنے آنکھیں موند لیں۔۔

آہستہ آہستہ اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے۔۔

وہ تنہائی میں یہی تو کرتا تھا۔

آنکھیں موندتیں اسے یاد۔۔اسکا چہرہ سامنے آتے ہی اسکے لب مسکرا پڑتے۔۔

❤❤❤❤

بس بس میرا بچہ بس۔۔ماما ابھی اجائیں گیں بس۔۔

وہ مسلسل اسے بہلا رہا تھا۔لیکن اسنے بھی قسم کھائی تھی جب تک ماں نہیں آئے گی وہ بھی چپ نہیں ہو گی۔

اس لیے گلا پھاڑ کے رو رہی تھی۔

زریار کہاں رہ گئ جلدی او۔اسنے اپنا گلا پھاڑ لینا ہے۔۔

وہ اونچی آواز میں بولا۔۔

کیا ہو گیا اسے بھائی کیوں رو رہی ہے یہ۔۔زرنور سے پہلے ہی وہ بھاگتی آئی تھی۔۔

ادھر مجھے دیں۔۔احتیاط سے اسکے ہاتھ سے تین ماہ کی ایزل کو پکڑتے اسنے اپنی گود میں لیا اور ادھر غازی کا منہ کھل گیا۔۔

کیونکہ وہ اسکی گود میں آتے ہی چپ کر گئی تھی۔

یہ چیٹینگ ہے۔میری گود میں اسکو کونسے کانٹے چبھتے ہیں ہمیشہ۔۔وہ منہ بناتا بولا۔

مہر نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔یہ تو آپ ہی جانیں۔وہ مسکائی تھی۔۔

غازی اسے مسکراتا دیکھ پر سکون ہو گیا۔۔

نہیں آج تو تم مجھے یہ بتا ہی دو کہ آخر ایسا کیا ہے تمہاری گود میں جو یہ تمہارے پاس آتے ہی کھکھلانا شروع کر دیتی ہے۔۔

غازی اسکی کھکھلاہٹ پر نثار ہوتا اسکے چھوٹے سے ہونٹ چومتا بولا۔۔

یہ تو ایزل اور پھوپھو کا سیکرٹ ہے۔جو ہم کسی کو نہیں بتائیں گے۔۔

ہے نا ایزل۔۔وہ اسکے گال چومتے بولی تو ایزل نے بھرپور خوش ہوتے ہاتھ پاؤں مارے تھے۔۔

آخر کو اسکو اسکی پھوپھو کی توجہ مل رہی تھی جس کے لیئے وہ ایسے گلا پھاڑ کے رو رہی تھی۔

لیکن غازی کو لگ رہا تھا کہ وہ زرنور کے لیئے رو رہی ہے۔جو اسکا فیڈر بنانے گئی تھی۔۔

یہ لو بھئ یہ بوتل اب اسکو تم ہی پلاؤ اب تو یہ ہم دونوں میں سے کسی کو دیکھے گی بھی نہیں اسکو پھوپھو جو اگی ہیں۔۔

زرنور خفگی سے ایزل کو دیکھتی بولی تو مہر مسکراتی نفی میں سر ہلاتی اسکے ہاتھ سے بوتل لے گئ۔۔

چلو اب پھوپھو آپکو یمی یمی سا دودھ دیں گی۔ پھر ہم مزے سے سوئیں گے اوکے۔۔

وہ سرگوشی میں اس سے باتیں کرتی اپنے کمرے میں لے گئ۔۔

جبکہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے غازی آسودگی سے مسکرا دیا۔۔

ایزل کے ساتھ ہی سہی خوش تو رہتی ہی ناغازے۔ زرنور اسکے کندھے پر سر رکھتے آسودگی سے مسکراتے بولی۔۔

ہم۔غازی نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے بس ہنکار بھرا۔۔

تین ماہ پہلے ہی آٹھویں منتھ میں ہی ایزل کی آمد نے ان سب کے بیچ خوشیاں بھر دیں تھیں۔

غازی نے جب اسے پہلی بار دیکھا وہ رو دیا تھا۔۔

وہ ہو بہو اسکے جیسی تھی۔ اسکا ایک ایک نقش غازی کے جیسا تھا۔۔

سوائے اسکی آنکھوں کے جو زرنور جیسی تھیں ہیزل گرین۔ جس سے وہ کانچ کی گڑیا لگتی تھی۔۔

کوئ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مہر پر گئ ہے یا غازی پر۔

کیونکہ انکے نقوش بھی دونوں کے ایک جیسے تھے۔

آخر میں وہ یہہ کہہ ختم بات کر دیتے کہ وہ اپنی دادی جیسی ہے۔۔

ایزل کو کاٹ میں ڈالتے اسنے جھک کر اسکی ننھی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔

بیڈ پر آتے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے ایک پیشنٹ کی فائل ریڈ کرنے لگی۔

فائل ریڈ کرتے اسنے کسی کو کچھ میل کرتے لیپٹاپ بند کر دیا۔۔

مغرب ہو رہی تھی۔ آزان کا جواب دیتے وہ وضو کرنے کے لئیے اٹھ گئ۔۔

نماز ادا کرتے اسنے دعا کے لئیے ہاتھ اٹھائے۔۔

پچھلے چھ ماہ کی طرح آج بھی باقی سب کے لئیے دعا کرتے اسنے ہاتھ گرا دیے۔

آج بھی اسنے اپنے لئیے کچھ نہیں مانگا۔ اب بچا ہی کیا تو جو وہ مانگتی۔۔

ابھی وہ جائے نماز رکھ رہی تھی جب فون پر مسلسل نوٹیفیکیشن کی بیل سے چونک گئ۔۔

اسنے فون اٹھاتے دیکھا جہاں ہوسپٹل کے گروپ میں کچھ بھیجا گیا تھا۔۔

اسنے تجسس کے مارے فوراہی گروپ اوپن کر لیا۔۔

اسکی کسی کولیگ نے اپنے کرش کیکسی پریس کانفرس کی ویڈیو سینڈ کی تھی۔

لیکن سامنے فون پر چمکتی ویڈیو نے اسے ساکت کر دیا۔

آج پورے چھ ماہ بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

چاہنے کے باوجود وہ نظریں نہیں ہٹا پای۔

وہ پہلے سے زیادہ پرکشش ہو گیا تھا یا شائید اسے لگ رہا تھا۔۔

وائیٹ اور بلو تھری پیس میں چہرے پر سرد تاثرات سجائے سپاٹ انداز میں میڈیا کو جواب دے رہا تھا۔۔

وہ بے تابی سے اسکا ایک ایک نقش دیکھنے لگی۔۔اسکی آنکھیں اسکے نقش نقش کو چومنے لگیں۔۔

وہ ویسا نہیں لگ رہا تھا جیسا وہ اسے چھوڑ کر آئی تھی۔۔

یہ تو کوئی اور ہی تھا۔ سرد و سپاٹ چہرہ اسکا تو نہیں ہو سکتا تھا۔۔

اسکے چہرے پر تو ہما وقت ایک نرم مسکراہٹ رہتی تھی۔

چاہیے وہ کتنا ہی سنجیدہ کیوں نا ہو آنکھوں میں نرمی ہی رہتی تھی۔ لیکن جو سامنے تھا وہ کون تھا۔۔

سرمئی آنکھوں جنکے گرد ہلکے وہ یہاں سے بھی دیکھ سکتی تھی۔

نرم تاثرات والا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

بال جو سلیقے سے سیٹ رہتے تھے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ جو اسے اور جازب بنا رہے تھے۔۔

کشادہ پیشانی پر دو بل تھے۔۔

جو اسنے آج تک اسکے ماتھے پر نہیں دیکھے تھے۔۔

عنابی ہونٹ سیاہ مائل ہو رہے تھے۔۔شائید وہ سگریٹ بہت زیادہ پیتا تھا۔۔

اسکی ہلکی بیئیر ڈاب کافی بکھری ہوئی سی تھی۔

وہ خود سے اتنا لاپرواہ کیوں ہو گیا تھا۔۔شائید وہ خود پر دھیان نہیں دیتا تھا اب۔

وہ یک ٹک اسے دیکھتی سوچے جا رہی تھی۔

جبکہ اسکے فون کی سکرین اسکے آنسوں سے پوری طرح بھیگ چکی تھی۔۔

وہ اسے دیکھنے میں مگن تھی جب کسی رپوٹر نے اس سے کچھ پوچھا اسنے تحمل سے اسکی بات سنی اور پھر سرمئ آنکھیں اٹھاتے سامنے دیکھا۔۔

مہر کے ہاتھ کپکپا گئے اسکی آنکھوں کی سرخ اور وحشت دیکھتے۔

اسے لگا جیسے ان سرمئ آنکھوں نے اسے دیکھا ہو۔

اسنے گھبرا کر موبائل پھینک دیا۔۔

اور ہاتھوں میں چہرہ چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

وہ چاہے جو بھی کہ لے لیکن وہ اسکے معاملے میں بے بس تھی اور شائید ہمیشہ رہنے والی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

کافی کے گھونٹ بھرتے ساتھ وہ ایک نظر سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر مار لیتا جہاں ابھی اسنے میل بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار میں تھا وہ۔۔۔

لیکن چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائی تھی۔۔

آنکھیں موند کر پیچھے چئیر پر سر ٹکاتے وہ دور کہیں ماضی میں کھو گیا۔۔

چھ ماہ پہلے:

ا۔ایسا نہیں ہو سکتا۔ن۔نہیں۔وہ شدت سے نفی میں سر ہلاتا لڑکھڑاتا اٹھا تھا۔

وہ دو قدم چلا ہی تھا کہ پھر سے لڑکھڑا کر منہ کے بل گرا۔۔

لیکن وہ پھر اٹھا۔بمشکل آئی۔سی۔او کے کمرے تک پہنچتے وہ اسکے قریب آیا۔۔

وہ سفید چہرے کے ساتھ پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔

عین۔وہ زیر لب بڑبڑاتے اسکے قریب پہنچا۔۔

جانم۔اسکے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا وہ اسکے قریب جھکا۔۔

جانم تنگ کر رہی ہیں نا مجھے۔وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا سرگوشی میں بول رہا تھا۔۔

آنسو ٹوٹ کر عینا کے چہرے پر گر رہے تھے۔۔

سوری جانم۔مینے آپکو بہت ہ۔ہرٹ کیا ہے نا۔۔اس لیے ا۔اب آپ مجھے تنگ کر رہی ہیں نا۔

جانم۔ایم سوری۔ا۔اپ مجھے کوئی بھی سزا دیں لیں۔لیکن ا۔ایسے تنگ مت کریں۔

چ۔ چلیں اٹھیں شاباش۔وہ اسکے چہرے کے نقش نقش کو لبوں سے چھوتا سرگوشیاں کررہا تھا۔

غازی جو خود ساکت کھڑا تھا وہ اندر کی طرف بھاگا۔۔

عین اٹھیں ناوہ اسکے وجود کو جھنجھوڑ گیا۔۔ لیکن وہ بے سود پڑی تھی۔۔

ڈاکٹرز افسوس سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

عین۔۔وہ پھر سے اسکے چہرے پر جھکا جب کسی نے پکڑ کر اسے پیچھے کھینچا۔۔

غازی نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتے پیچھے گرایا تھا۔۔

وہ اوندھے منہ زمین پر گرا تھا۔۔

خبر دار۔ خبر دار جو تم نے ہاتھ بھی لگایا میری بہن کو۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔

حسن بابا عالم کے ہاتھ جھٹکتے اسکے بے جان وجود کے پاس آئے تھے۔۔

مرتسم کو جیسے فرق نہیں پڑا وہ پلٹ کر پھر سے عینا کو دیکھنے لگا۔۔

وہ اٹھا لیکن غازی کے بھاری مکے نے اسے پھر سے گرنے پر مجبور کر دیا۔

آج تمہاری وجہ سے صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میری بہن اس حالت میں ہے۔۔

جب نبھا نہیں سکتے تو پھر محبت کی ہی کیوں۔۔

گھر کی عورتیں سہم کر ایک سائیڈ کھڑیں انہیں دیکھ رہی تھیں۔

وہ پے در پہ اسے مکے مارتے دھاڑ رہا تھا۔۔

اسکی آواز بھیگتی جا رہی تھی۔۔

وجدان بھائی اور ولی نے بمشکل ان دونوں کو الگ کیا تھا۔

جبکہ غازی آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

تمہاری وجہ سے میری بہن مر گئی۔ سالوں بعد وہ مجھے ملی بھی تو صرف تمہاری وجہ سے وہ پھر سے بچھڑ گئی مجھ سے۔

وہ وجدان بھائی کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتا چیخ رہا تھا۔۔

ڈاکٹرز جو غازی اور مرتسم کو وہاں سے لے جانے کا کہتے عینا کی ڈیڈ بودی کو وہاں سے باہر لے جانے لگے تھے۔

جب نرس کے چیخنے کی آواز پر سب ساکت ہوئے۔۔

ڈاکٹر شی۔از۔الائیو۔

عینا کے وجود نے جھٹکا کھایا تھا۔

عین۔ مرتسم اتنی مار کھانے کے باوجود اسکی طرف لپکا تھا۔

پلیز آپ سب باہر جائیں۔ پلیز لے کے جائیں انہیں۔۔

نرس نے وجدان کو کہا تھا۔

جو بمشکل غازیان اور مرتسم کو گھسیٹ کر وہاں سے باہر لے گئے تھے۔۔

اسکا وجود جھٹکے کھا رہا تھا۔ پھر یکدم ساکت ہو گیا۔

تیز تیز سانس لیتے اسکی سانسیں نارمل ہوتی چلی گئیں۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر ائے۔۔

مبارک ہو آپ لوگوں کی دعائیں رنگ لے ائیں وہ زندہ ہیں۔۔

ڈاکٹر نے حیران کن لہجے میں کہا تھا۔

الحمدللہ۔۔ سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا۔۔

لیکن پھر اپنے پہلے کیوں ایسا کہا تھا۔۔

کیا آپ کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ پیشنٹ زندہ ہے یا مردہ۔

وجدان بھائی غصے سے بولے تھے۔۔

دیکھئے اس میں ہماری کوئی غلطی نہیں ہے اکثر پیشنٹس کی باڈی بلکل فریض ہو جاتی ہے۔

انکی سانس رک جاتی ہے۔ وہ موت کے بلکل قریب جا کر واپس آتے ہیں۔

اکثر پیشنٹس کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ جب وہ خود کو مردہ سمجھتے ہیں تو انکی باڈی ویسے ہی ریئکٹ کرتی ہے لیکن اصل میں وہ زندہ ہوتے ہیں۔

آئی تھنک انہوں نے جب انکے وجود کو جھنجھوڑا تو انکی سانسیں پھر سے چلنے لگی تھیں۔

وہ پیشہ ورانہ انداز میں کہتے مرتسم کی طرف اشارہ کر گئے۔۔

جو گھٹنوں کے بل سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔

میری بیٹی زندہ ہے۔میری مہر زندہ ہے۔۔یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔حسن بابا پھوٹ پھوٹ کر روتے سجدے میں گرے تھے۔۔

غازی سپاٹ نظروں سے انہیں گھورتا رہا۔

ویسے تو خطرے سے باہر ہیں۔ لیکن کب تک یہ میں نہیں کہہ سکتا۔

اس بار تو کسی معجزے نے ہی انہیں بچایا ہے۔

اگر دوبارہ انہیں کسی بھی قسم کی ٹینشن یا سٹریس ہوا تو دوبارہ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

لیکن ہر بار معجزے نہیں ہوتے۔انہوں نے سختی سے کہا تھا۔۔۔۔

کیا میں مل سکتا ہوں۔غازی نے بے چینی سے پوچھا۔۔

فلحال تو وہ بے ہوش ہیں۔ہم انہیں جنرل وارڈ میں شفٹ کر دیں گے تب آپ مل سکتے ہیں۔

ایکسکیوزمی۔۔ڈاکٹر کہتا جا چکا تھا۔۔

عائشہ ماما جو بے ہوش تھیں۔ماہم بمشکل انہیں ہوش میں لائی تھی۔اور مہر کے زندہ ہونے کی خوشخبری دی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح وہاں سے بھاگی تھیں۔

م۔میری بیٹی۔کہاں ہے میری بیٹی۔حسن میری مہر زندہ ہے۔اپنے سنانا۔۔

آپ چلیئے مجھے اسکے پاس لے چلیئے۔۔

وہ خوشی سے حسن صاحب کا بازو جھنجھوڑتے کہہ رہی تھیں۔

کونسی بیٹی۔۔غازی کی سپاٹ آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

کس بیٹی کی بات کر رہی ہیں اپ۔

وہ بیٹی جسے ساری زندگی آپ جائز ہوتے ہوئے بھی جائز کا حق نہیں دلا سکیں۔

وہ طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتا بولا تھا۔۔

عائشہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔۔

آپ میری بیٹی۔میری بیٹی تو کرتی رہیں لیکن کبھی اس بیٹی کے حق میں بول نا سکیں۔آپ تو شاہد تھیں مہر کے جائز ہونے کی۔

آپ جانتی تھیں میرے باپ نے نکاح کیا تھا میری ماں سے۔اسکے باجود کیوں چپ رہی اپ۔۔کیوں آخر کیوں۔۔وہ چیخا تھا۔۔

اس سے اچھا ہوتا وہ وہیں مر جاتی۔

جائز ہوتے ہوئے بھی ناجائز کہلانا اسکا مطلب سمجھتی ہیں۔اپ۔وہ تکلیف وہ درد سمجھتی ہیں اپ۔۔وہ دکھ اور تکلیف سے انہیں دیکھتا بول رہا تھا۔۔

ماہم اپیا اور ماما نے تاسف سے انہیں دیکھا تھا۔

اور آپ۔۔باپ کہتے ہیں نا آپ خود کو مہر کا۔

بھائی تھے نا آپ ہر لین شاہ کے۔کم از کم ایک بار تو انسے جاننے کی کوشش کی ہوتی۔کم از کم ایک بار تو پوچھا ہوتا انسے۔انکی خوشی جانی ہوتی۔

کیوں آخر ایک عورت کو ہی رسم ورواج کی زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔

کیا انکا کوئی حق نہیں تھا اپنی مرضی سے اپنا ہم سفر منتخب کرنے کا۔

وہ حسن بابا پر چیخا نہیں تھا۔ماں کو یاد کرتے اسکا لہجہ رندھ گیا تھا۔آواز دھیمی ہوتی چلی گئی تھی۔۔

آپ بھی تو آخر بیٹی کے باپ ہیں۔اپکو زرا برابر ابھی رحم نہیں آیا میری بہن ہر سوتن کا سایہ لاتے ہوئے۔

ایک بار سوچا ہوتا کہ وہ آپکو باپ کہتی ہے اپنا۔ایک بار اسے اپنی بیٹی مانا تو ہوتا۔۔

وہ قاسم بابا کو دیکھتا دھاڑا تھا۔۔جو شرمندگی سے سر جھکا گئے۔

ولی اور عالم نم آنکھوں سے مہر ماہ شاہ کے محافظ کو دیکھ رہے تھے جو آج تک وہ خود نا بن پائے تھے۔۔

اور تم۔ اسنے نیچے گرے مرتسم کو دیکھا۔۔

تم نے محبت کی تھانا اس سے۔ نکاح میں لیا تھانا اس سے۔

پھر کیوں آخر اسکے ہوتے ہوئے بھی دوسری شادی رچانے چلے تھے۔

اگر کرنی ہی تھی تو میری بہن کو کیوں اپنایا۔

کیوں اسے پیار محبت کا جھانسا دیا۔

(وہ حسن بابا سے سب جان چکا تھا اس بارے میں)

کیا نہیں جانتے کہ عورت شراکت داری برداشت نہیں کرتی۔ عورت وہ بھی وہ جو تم پہ جان چھڑکتی ہو۔۔

آخر کس چیز کی کمی رہ گئ تھی میری بہن کے پیار میں۔۔

وہ مرتسم کا گریبان پکڑ تا غرایا تھا۔

خدا کی قسم اگر میری بہن کا دل تمہارے لیے نا دھڑکتا ہوتا نا تو میں تمہیں زندہ گاڑھ دیتا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔اپنی شکل گم کر لو اس سے پہلے کہ میں تمہارے چہرے کا نقشہ بگاڑ دوں۔

وہ اسے دھکا دیتا بولا تھا۔۔

مرتسم اسے نہیں سن رہا تھا اسکی ساکت نظریں دروازے پر تھیں۔

جسکے پار اسکی زندگی سانسیں لے رہی تھی۔

آپ سب لوگ بھی خدا کے لیئے چلے جائیں۔جائیں یہاں سے۔

بہت برباد کر دیا اپنے میری بہن کو۔۔اب اور نہیں۔

م۔میری عین ہیں وہ۔م۔میں انہیں چ۔چھوڑ کر نہی۔جاؤں گا۔۔

ولی اور ارسل اسے زبردستی اٹھانے لگے تھے وہ جانتے تھے کہ غازی کا غصہ جائز ہے۔

لیکن مرتسم انکے ہاتھ جھٹکتا چلایا تھا۔۔

غازی نے تیش سے اسے دیکھا۔۔

میری بات کان کھول کر سن لیں آپ سب۔

وہ مہرماہ حسین شاہ تھی آپکی بیٹی جسے اپنے جیتے جی مار دیا۔

وہ عین تھی تمہاری عینا۔جو آج یہاں۔۔یہاں مر گئی۔

اب اگر کوئی زندہ ہے تو وہ نا آپکی بیٹی ہے نا تمہاری بیوی ہے۔

وہ حسن بابا اور مرتسم کو دیکھتا تا غصے سے چلایا۔۔

جو زندہ ہے وہ نعمت علی شاہ کی پوتی، ہرلین شاہ کی بیٹی اور غازیان شاہ کی بہن ہے۔مہرماہ حدید شاہ ہے وہ۔

وہ تیش سے دھاڑا تھا۔

آپ سب میں سے کسی کا بھی کوئی حق نہیں ہے اس پر۔

چلیں جائیں یہاں سے۔۔

وہ غصے میں تھا۔شدید غصے میں۔سب نے ساکت ہوتے اسے دیکھا تھا۔

اسکا غصہ سمجھتے وہ وہاں سے چل دیئے۔

چلیں بابا میں آپکو پھر لے آؤں گا۔وہ ابھی بہت غصے میں ہے وہ نہیں ملنے دے گا آپکو مہر سے۔

عالم زبردستی حسن شاہ اور عائشہ بیگم کو وہاں سے لے جانے میں کامیاب ہوا تھا۔

ماہم اپیا نے بے بسی سے مرتسم کو دیکھا۔

ارسل اور ولی انہیں تسلی دیتے۔مرتسم کی طرف بڑھے تھے۔

چل میر۔ارسل نے اسکا بازو پکڑا۔

کہاں۔ نہیں میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے عین کے پاس رہنا ہے۔۔

وہ اس سے اپنا بازو چھڑواتا اسے گھورتا بولا تھا۔

غازی نے آگے بڑھتے اسکا گریبان پکڑا۔

میں بھی دیکھتا ہوں کیسے جاتے ہو تم میری بہن کے پاس۔

وہ اسے گریبان سے گھسیٹ رہا تھا۔

مرتسم کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ غازی نے پہلے ہی اسے مار مار کے ادھ موا کر دیا تھا۔

باقی کی رہی سہی کسر ذہنی دباؤ نے پوری کر دی تھی۔۔

غازی اسے گھسیٹتا سیڑھیوں کے طرف لے جا رہا تھا۔ جب وہ ریت کی مانند اسے ہاتھوں سے پھسلتا

سیڑھیوں سے نیچے گرتا چلا گیا۔۔

مرتسم۔۔ ولی اور ارسل چیخے تھے۔

جبکہ وہ خون سے لت پت ہوتے وجود کے ساتھ بھی مسکرا دیا۔

اسکے بعد وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوا۔

غازی رات ورات مہر کو لے کر کہاں چلا گیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔

مرتسم کے سر پر گہری چوٹ لگی تھی جسکے باعث وہ اگلا پورا ہفتہ غنودگی میں رہا۔۔

جب اسے ہوش آیا تھا تو اسنے بہت ہنگامہ کیا۔ بہت قہرام مچایا۔

اسے اسکی عین چاہئیے۔، اسکی عینا لا کے دو۔

یہاں تک کے وہ رو دیا تھا۔ وہ ستائیس سالہ مرد بہن کی آغوش میں بلکل بلک کر رو دیا۔

عشق کے ہاتھوں مجبور ہو کے۔وہ منتیں۔ کر چکا تھا۔ لیکن کوئی فائیدہ نا ہوا تو آخر اسکو چپ لگ گئ۔

وہ ایک ماہ جو اسنے تڑپتے بلکتے گزارا تھا اس سے آگے پانچ ماہ اسکو ایسی چپ لگی تھی کہ ابھی تک اسنے کسی سے بات نہیں کی تھی۔

قاسم بابا سے تو وہ ہر رشتہ توڑ آیا تھا۔۔

اسنے کہا تھا اگر اسکا اپنا باپ ہوتا تو وہ کبھی اسے اس حال میں نہیں آنے دیتا۔۔

وہ شاہ ولا نہیں رہنا چاہتا تھا۔

اسنے کہہ دیا تھا جس گھر کے لوگ اسکی محبت کی قدر نہیں کر سکتے وہ وہاں نہیں رہے گا۔

اور اب وہ خود کو تکلیف دے رہا تھا۔ ہر پل بے موت مر تا تھا۔

عینا سے بے وفائی کی نہیں تھی اسنے لیکن نا چاہتے ہوئے بھی وہ بے وفا کہلایا تھا۔

جسکی سزا اب وہ بھگت رہا تھا۔۔

اکثر سنا ہے لوگ کہتے ہیں نا وہ کسی اپنے کی جدائی میں مر جاتے ہیں لیکن مرتے نہیں ہیں۔

اور وہ کہتا تھا کہ:

اپکے بغیر مرتسم میر زندہ رہ لے پائے لیکن جی نہیں پائے۔۔

اور وہی ہوا۔وہ جی نہیں پایا۔وہ زندہ تھا ایک چلتی پھرتی لاش کی طرح۔

بس زندگی گزار رہا تھا جی نہیں رہا تھا۔

حال:

دور کہیں آزان کی آواز پر وہ چونک کر ہوش میں ایا۔۔

سر جھٹکتے آزان کا جواب دیتے وہ نماز کے لیئے اٹھ گیا۔۔

وہ روتے روتے کب سو گئ اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

اسکی انکھ کھلی تو گیارہ ہو رہے تھے۔۔اسنے کاٹ میں دیکھا جہاں ایزل نہیں تھی۔

وہ جانتی تھی غازی اسے دیکھنے آیا ہو گا تو وہ ایزل کو لے گیا ہو گا۔۔

نیند تو اسے اب ا نہیں رہی تھی اس لیے وہ لیپٹاپ لے کر بیٹھ گئ۔۔

سکرولینگ کرتے اچانک اسکی نظر عادی کی پروفائل پر پڑی۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسکا ہاتھ پروفائل پر لگ گیا۔۔

لیکن وہاں چھ ماہ پہلے آخری پوسٹ کی گئ تھی اسکے بعد سے اب تک وہاں کوئ اپڈیٹ نہیں تھی۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے لپ ٹاپ بند کر دیا۔

اسنے سونے کی کوشش کی لیکن نیند نہیں ائ۔ وہ اٹھ کہ کھڑکی میں اگئ۔۔

سمندر کی ٹھنڈی ہوا نے اسکے بے چین وجود کو زرا سا پر سکون کیا تھا۔۔

اچانک آکسی نظر چاند پر پڑی۔

جسکی روشنی آج بہت مانند تھی۔ بہت اداس لگ رہا تھا آج چاند اسے۔

شائید وہ خود اداس تھی تو اسے چاند بھی اداس لگ رہا تھا۔

کھڑکی سے سر ٹکاتے وہ چاند کو دیکھتے چھ ماہ پہلے کے مناظر میں کھو گئ۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

چھ ماہ پہلے:

غازی اسے رات ہی کراچی لے آیا تھا۔۔

زرنور تو حیران پریشان سی اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

لیکن غازی نے اسے جب اسے سب بتایا تو وہ اسکی تکلیف پر بہت روئی تھی۔۔

مہر کے روم کو پوری طرح سے اسنے ہوسپٹل بنا دیا تھا۔

پندرہ دن تک تو وہ نیم بے ہوش ہی رہی۔

اسکو ذہنی و جسمانی اتنی کمزوری تھی کہ اسکا دماغ کام نہیں کر پا رہا تھا۔۔

پندرہ دن بعد جب وہ مکمل ہوش میں آئی تھی تو۔ اسنے غازی کو دیکھتے ہی اسے پہچاننے سے انکار کر دیا تھا۔۔

ک۔ کون ہیں آپ۔ م۔ میں نہیں جانتی۔ پ۔ لیز مجھے ب۔ خش۔ مینے کیا بگاڑا ہے اپکا۔

کیوں ہر کوئی میری زندگی کو عزاب بنانے پر تلا ہے۔۔

غازی کو دیکھتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے چلائی تھی۔

مہر میری جان۔ میں ہوں۔ اان تمہارا آن بھائی۔۔ میں اپنی گڑیا کو کیوں کوئی تکلیف دوں گا۔۔

نہیں میرا بچہ اب تکلیف کے دن گزر گئے۔ میں اب تمہیں کوئی کانٹا بھی نہیں چھبنے دوں گا میرا بچہ۔۔

وہ اسے اپنی آغوش میں بھرتا اسکا سر چومتا بہلا رہا تھا۔۔ ا۔ ان۔ وہ اسکے سینے سے لگتے بے تحاشہ رو دی۔ ک۔ کہاں تھے آپ ب۔ بھائی۔ م۔ میں آپکو خوابوں میں د۔ دیکھتی تھی۔

ا۔ اپنے اتنی دیر کیوں کر دی۔ سب نے مجھے آتا ہرٹ کیا۔ بہت گندے ہیں لوگ۔

بھائی پلیز مجھے ماما کے پاس لے جائیں۔ مجھے کسی اور کے پاس نہیں جانا۔۔

وہ ہچکیوں سے روتی اس سے فریاد کر رہی تھی۔۔

مہرو۔۔ غازی نے ماں کے زکر پر ضبط سے اسے دیکھا۔

ماں نہیں ہیں مہر۔ماں تو بہت پہلے چلی گئ۔وہ اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتا بولا۔۔

مہر نے ساکت ہوتے اسے دیکھا۔۔

ماں نہیں ہیں۔۔۔وہ معصومیت سے اسے دیکھتے بولی۔۔

نہیں میرا بچہ ماں نہیں ہیں۔تو کیا ہو گیا۔۔بھائی ہیں نا۔۔اپنی مہرو کے لیئے۔۔

غازی اسکی بھیگی آنکھوں پر بوسہ دیتا نرمی سے بولا۔۔

ا۔اپ کیوں ہیں میرے ساتھ۔م۔میں تو ن۔ناجائز۔۔وہ ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ غازی نے تیزی سے اسکی بات کاٹی۔۔

خبردار مہرو۔آج کہ دیا آئیندہ مت کہنا۔۔ہماری ماں نے نکاح کیا تھا بابا سے۔

خود کو ناجائز کہ کے انکے رشتے کی توہین مت کرو میری جان۔

وہ نرمی سے اسے دیکھتے بولا تھا۔۔

تو پھر وہ۔۔وہ الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

غازی نے گہری سانس بھری۔۔وہ اسے سب کچھ بتاتا چلا گیا۔۔

و۔وہ بہت برے ہیں۔۔انہوں نے ساری زندگی مجھ سے اتنی نفرت کی ہے۔میں سمجھتی تھی کہ شائید میری ہی کوئی غلطی ہے لیکن وہ تو ہے ہی برے۔۔غازی کے چپ ہونے پر وہ زولفقار شاہ کے بارے سنتے غصے سے بولی تھی۔۔

بس میری جان بھائی آ گئے ہیں نا۔ اب کوئی آپکو سخت نظر سے دیکھے گا بھی نہیں۔

غازی نرمی سے اسے خود سے لگاتے بولا۔۔

ب۔ بھائی۔ ماں بابا کی کوئی تصویر ہے آپکے پاس۔۔ وہ کچھ دیر بعد اس سے بولی تو غازی نرمی سے مسکرا دیا۔۔

ایک منٹ۔۔ وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا اٹھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔۔

لو۔ مہر کے سامنے لفافہ کرتے اسنے اسے کھولنے کا اشارہ کیا۔۔

مہر نے لفافہ چاک کرتے کھولا۔۔

اسمیں سے کی تصاویر نکلی تھیں۔۔ وہ اس تصویروں میں اس لڑکی کو دیکھتی ساکت ہوئی تھی۔۔

اسنے بے یقینی سے چہرہ اٹھاتے سامنے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا اور پھر غازی کو جو اسکا چہرہ دیکھا مسکرا دیا۔۔

ہم یہ سچ ہے۔ تم ہو بہو ماں جیسی ہو۔

کوئی اگر تمہیں دیکھے تو کہے گا یہ تو ہر لین شاہ ہے۔ آج اگر ماں ہوتی تو سب کہتے آپ دونوں جڑواں بہنیں ہیں۔۔

وہ نرمی سے مسکراتا بولا۔۔

اسکے مسکرانے سے چہرے پر ڈمپل گہرے ہوئے تھے۔

میں ہی کیوں آپ بھی تو ہیں۔وہ تصویر میں ہر لین شاہ کے گالوں پر پڑتے ڈمپل کو دیکھتی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔۔

ہم۔ہم دونوں ہی ماں کی کاپی ہیں۔۔وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔۔

کتی ہی دیر وہ دونوں اپنے بچپن کی باتیں یاد کرتے تھے۔

غازی اسے کبھی کچھ بتاتا تو کبھی کچھ۔

جب عینا کو زرنور کا پتہ چلا تو وہ غازی کے لیئے بہت خوش ہوئ تھی۔

اسکی زرنور کے ساتھ اچھی دوستی ہو گئ تھی۔

غازی کے رات کو آتے ہی وہ دونوں بہن بھائ مل کر بچپن کی یادیں تازہ کرتے تھے۔۔

غازی اچانک کبھی بھی اسکے بچپن کی کوئ بات کر دیتا تو وہ پھیکا سا مسکرا دیتی۔۔

لیکن ایزل کے آنے کے بعد وہ کھل کے مسکرانے لگی تھی۔اسے ایزل میں ہانم دکھتی تھی۔۔

اسے بچے تو بہت پسند تھے لیکن ہانم اور ایزل میں تو اب اسکی جان بسنے لگی تھی۔

اور وہ دونوں ہی اس سے بہت اٹیچ ہو گئ تھیں۔

چار ماہ پہلے ہی اسنے وہیں ایک ہوسپٹل جوائین کر لیا تھا۔خود کو کام میں مصروف کرتے سب کو بھلانا چاہا تھا۔

وہ ایکٹ کرتی تھی کہ وہ خوش ہے سب کو بھول گئ ہے۔۔لیکن وہ جانتی تھی ناوہ بھولی ہے ناوہ کبھی کسی کو بھلا سکے گی۔۔

اور رہی بات مرتسم کی تو وہ تو اسکی رگ رگ میں بسا تھا۔۔اسے کیسے بھول سکتی تھی وہ۔۔

تیز ہوا کے جھونکے سے وہ چونک کر ہوش میں آئی تھی۔

سر جھٹکتے وہ بیڈ کی طرف بڑھ گئ۔جانتی تھی کہ نیند تو آئے گی نہیں لیکن پھر بھی زبردستی لیٹتے آنکھیں موند گئ۔۔

کروٹ پہ کروٹ بدلتے وہ جھنجھلا گئ۔۔

بیزاری سے اٹھتے اسنے وقت دیکھا۔جہاں دو ہو رہے تھے۔۔وہ تہجد کے لئیے وضو کرنے چلی گئ۔

جب تک اسنے تہجد ادا کی فجر کی اذان بھی ہو گئ۔

فجر پڑھتے اسنے قرآن کی تلاوت کی۔۔

قرآن رکھ کر ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ اسے لگا جیسے اسکی کھڑکی میں کوئ ہے۔۔

اسنے چونک کر وہاں دیکھا لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

اسنے دور کسی سائے کو دیکھا تھا۔۔

وہ ڈر گئی تھی۔۔ڈر اسکے چہرے پر واضح تھا۔بھاگ کر وہ باہر آ گئی۔

جہاں زرنور ایزل کو جھلاتے سلا رہی تھی۔

مہر ہلکا سا مسکرا دی۔

کیونکہ زرنور کی خود کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں۔یہاں تک کہ غازی بھی اٹھا تر چھا صوفے پر لیٹا تھا۔۔

مجھے دے دیں بھابھی۔اسنے ایزل کو زرنور سے لیا۔۔

وہ اسے بھابھی کہتی تھی زرنور کے منع کرنے کے باوجود لیکن اسنے کہا تھا اسکا ایکا ہی بھائی ہے اور اسکی خواہش ہے وہ کسی کو بھابھی کہے۔اس لیے زرنور نے بھی اسے منع نہیں کیا۔۔

بھائی اٹھیں اندر جا کے سوئیں۔اسنے غازی کا کندھا ہلایا جو نیند میں جھولتا اٹھ کر کمرے کی طرف چلا گیا۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی ایزل سے کھیلنے لگی۔

وہ روز ہی ایسے کرتی تھی۔اس وقت نا خود سوتی تھی نا زرنور اور غازی کو سونے دیتی تھی۔

زرنور تو اتنا جھنجھلا جاتی تھی کہ وہ کہتی تھی میں اسے اٹھا کہ باہر پھینک آؤں گی غاز۔۔

اور وہ دونوں بہن بھائی بس اسکی شکل دیکھ کر رہ جاتے تھے۔۔

حالانکہ وہ اتنا تنگ نہیں کرتی تھی اسکا بس یہ تھا کہ اسے آزاد چھوڑ دو وہ ہاتھ پاؤں مارتی خود سے کھیلتی تھی۔۔

لیکن اس طرح وہ ایک مرتبہ گرتے گرتے بچی تھی۔

اس لیے زرنور اسے اکیلا چھوڑتی نہیں تھی جس سے وہ چڑچڑی ہو جاتی تھی۔۔

لیکن وہ مہر کے پاس آتے ایسے کھکھلاتہ تھی جیسے وہ اسے پتہ نہیں کونسے جوک سناتی ہو۔۔

اسے اپنی پھوپھو پہلے دن سے ہی پسند تھیں۔کیونکہ انسے آنکھیں کھولتے پہلی بار دیکھا ہی اپنی پھوپھو کو تھا۔

اسکی پھوپھو کا ہی پہلا لمس محسوس کیا تھا۔۔

زرنور ویکنس کی وجہ سے کافی دن ہوسپٹلائز تھی اس لیے ایزل کو مہر ہی سنبھال رہی تھی۔

اس لیے وہ زرنور سے زیادہ مہر سے اٹیچ تھی۔۔

وہ ایز کو سلاتی اسے اپنے روم میں لے ائی۔جب اسے کچھ عجیب فیل ہوا۔۔اور ابکائی آئی۔

ایزل کو کاٹ میں ڈالتے وہ تیزی سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ ٹاول سے منہ صاف کرتی باہر آئی تو نڈھال سی تھی۔۔

شائید رات سے کچھ نا کھانے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔

صبح صبح یوں دل خراب ہونے سے وہ یہی اندازہ لگا پائی۔

اس لیے ایک نظر ایزل کو دیکھتی وہ اپنے لیے ناشتہ بنانے کچن کی طرف چل دی۔۔

❤❤❤❤❤

مہر یہ دیکھو نا یہ بہت پیاری لگے گی تم پہ۔ زرنور اسکے سامنے ایک بلیک ساڑھی رکھتی بولی۔۔

مہر نے چونک کر اس ساڑھی کو دیکھا۔۔

اسکے ہوسپٹل میں جہاں وہ جاب کرتی سب کے لیئے ایک گیٹ ٹوگیدر تھا۔ ہوسپٹل کے دس سال مکمل ہونے پر۔۔

بلیک تھیم تھا۔ لیکن اسکے پاس بلیک کوئی ڈریس تھا ہی نہیں اس لیے اسنے زرنور سے ہیلپ مانگی جو اسے اپنی واڈروب سے ڈریسز دیکھا رہی تھی۔۔

لگتا ہے ایزل اٹھ گئ۔ تم یہ ساڑھی ٹرائے کرو میں دیکھتی ہوں اسے۔۔

ایزل کے رونے کی آواز سنتے زرنور اسے کہتے اٹھ گئ۔

جبکہ مہر خالی نظروں سے اس ساڑھی کو دیکھنے لگی۔

آنکھوں کے سامنے کئ منظر جھلملانے لگے تھے۔۔

سر جھٹک کر اسنے ہاتھ بڑھاتے اس ساڑھی کو اٹھالیا۔۔

آئینے کے سامنے جاتے ساڑھی کا پلو خود پر رکھتے دیکھنے لگی۔

اچانک اسکے زہن میں کئ منظر جھلملا اٹھے۔۔

ماضی:

کچھ ماہ پہلے مرتسم کی برتھڈے تھی لیکن اسی دن عینا کو ایک ایمرجنسی برین سرجری کرنی پڑی تھی۔اس لیے وہ پورا دن گھر نا اسکی۔

رات میں مرتسم کے لیئے جو پارٹی رکھی وہ بمشکل ہی ٹائم پہ گھر پہنچی تھی۔۔

پستہ کلر کے لانگ فراق میں وہ لائٹ سے میکاپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

مہر نے اسے منانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ تو اسے ایسے اگنور کر رہا تھا جیسے اسے جانتا ہی نا ہو۔۔

وہ جانتی تھی وہ اس سے ناراض ہو گا۔۔

مرتسم کے اگنور کرنے سے وہ بری طرح جھنجھلائے ہوئ تھی۔

جب اسکی نظر زینی پر پڑی جو فون دیکھتی چلتی جا رہی تھی۔ تبھی ہانیا جو کھیلتی بھاگ رہی تھی اس سے ٹکرائ۔۔

ہانی۔ بیہو یہ کیا طریقہ ہے چلنے کا۔ زینی غصے سے اس سے بولی۔

وہ تو بچی ہے۔ فون میں تو تم لگی ہوئی تھی۔ ابھی تمہاری وجہ سے ہانی گر جاتی یا اسے چوٹ لگ جاتی۔۔

عینا اسے گھورتے بولی تو زینی نے تنفر سے اسے دیکھا۔۔

او پلیز یہ لیکچر مجھے تو مت ہی دو میں بہت اچھے سے جانتی ہوں تم یہ سب کی فکر اس لیے کرتی ہوں کیونکہ سبکی اٹینشن پانا چاہتی ہو۔ تاکہ سب کی نظریں بس تم پہ ہی رہیں۔ وہ بیزاری سے بولی۔۔

مہر کا پہلے ہی دماغ گھوما ہوا تھا۔

اس لیے دانت پیستے بولی۔

باقی سب کا تو پتہ نہیں لیکن جسکی نظریں تم خود پر چاہتی ہو انکی نظریں مجھ پر سے نہیں ہٹ رہیں یہی بات تمہیں بے چین کیے ہوئے ہے۔۔

مہر نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔ لہجے میں ایک مان تھا۔۔

وہ بنا دیکھے بھی جانتی تھی کہ مرتسم اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

زینی کا چہرہ اہانت سے سرخ ہو گیا۔

اسنے پلٹ کر دیکھا۔

مرتسم کی نظریں واقعی اس پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔وہ پلک جھپکے بغیر اسے دیکھ رہا تھا۔

یہاں تک کہ زینی کے دیکھنے پر بھی اسنے نظریں نہیں پھیریں۔

وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔۔پیر پٹختی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔

مہر نے نفی میں سر ہلاتے پلٹ کر مرتسم کو دیکھا جو اسکے دیکھتے ہی نظریں پھیر گیا۔

مہر نے روہانسے ہوتے اسے دیکھا۔وہ اس سے بہت کم ناراض ہوتا تھا۔لیکن جب ہوتا تھا تو وہ اس سے بات کرنا نہیں چھوڑتا تھا وہ بس اسکو دیکھتا نہیں تھا۔

انفیکٹ اسکے سوا ہر چیز کو دیکھتا تھا۔۔

اسنے جب آیت کو مرتسم کے ناراض ہونے کا بتایا وہاں دانین بھی تھی جسنے اسے جو آئیڈیا دیا وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئی۔۔

ہرگز نہیں۔سرخ چہرے سے نفی میں سر ہلاتی وہ دانین کو اتنی کیوٹ لگی کہ وہ بے ساختہ اسکا گال چوم گئی۔۔

مہر جھنپ کر پیچھے ہوئی۔

لکھ کے رکھ لو بیٹا یہی آئیڈیا کام کرے گا۔باقی تمہاری مرضی۔۔

کیک کٹنگ کے بعد سب کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

مرتسم اسے دیکھ رہا تھا جو جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

رات گئے تک فنکشن ختم ہوا تو سب اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔۔

مرتسم کو کافی وقت سے مہر نظر نہیں آئی اسے لگا شائید روم میں چلی گئ ہے وہ ابھی اوپر جا رہا تھا جب اسے دانین کے نمبر سے کوئ میسیج موصول ہوا۔

اگر کرنا دیدارِ یار ہے تو جاؤ چھو لو چاند کو اسکی چاندنی میں۔

اسنے الجھ کر وہ میسیج پڑھا۔وہ کوئ کہاوت تو تھی نہیں۔

دانین نے خود سے ہی اسے کوئ کلو دیا تھا۔

چاند تو چھت پہ ہی نظر آئے گا۔۔وہ کچھ سوچ کر ٹیرس کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسنے دروازہ کھولا لیکن ٹیرس کی لائیٹس اوف دیکھتے اسے کچھ عجیب لگا۔

اسنے ہاتھ مارتے لائیٹس اون کی۔ جیسے ہی لائٹس اون ہوئ وہ چونک گیا۔

پورا ٹیرس پھولوں اور رنگ برنگی لائیٹس سے سجایا گیا تھا۔۔

وہ حیران رہ گیا۔۔ لیکن پھر کچھ سوچتے اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

جانم۔وہ زیرلب مسکرایا۔۔

اسنے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن وہ خود اسے کہیں نظر نہیں آئی۔۔

لیکن وہ چونک گیا۔اچانک چوڑیوں کی چھن چھن سے۔

اسنے پلٹ کر دیکھا۔وہ نہیں تھی لیکن آواز اسے آ رہی تھی۔

ہم یو وانٹ تو پلے وڈمی۔وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

جان بوجھ کر ہر چیز نظر انداز کرتے وہ پلٹ گیا۔

مہر جو پلر کے پیچھے چھپی کھڑی تھی اسکا منہ کھل گیا۔

وہ جھٹکے سے سامنے آئی۔

شاہ۔۔روہانسے ہوتے اسنے اسے پکارا۔۔

مرتسم نے لب دباتے مسکراہٹ روکی تھی۔۔

چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے وہ مڑا۔۔لیکن وہ سانس نہیں لے سکا۔

بلیک کلر کی ساڑھی میں بالوں کا ہلکا سا بن بنائے ڈارک لپسٹک کے میں وہ قہر ڈھا رہی تھی۔۔

ساڑھی کا پلو بازو پر رکھا تھا جو اسکے مخملی وجود پر پھسل رہا تھا۔

دو آوارہ لٹیں شرارت کرتیں اسکے رخسار کو چوم رہی تھیں۔

وہ مبہوت سا ارد گرد کا ہوش بھلائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

بلیک کلر اسکی سرخ و سفید رنگت پر جچ رہا تھا یوں جیسے یہ ساڑھی بنی ہی اس کے لیئے ہو۔

مہر اسکی نظروں کے ارتکاز سے گھبرا گئی۔۔

شاہ۔لب تر کرتے وہ گھبرا کر اسے پکار بیٹھی۔۔

مرتسم چونک کر ہوش میں ایا۔گہری سانس چھوڑتے اسنے مہر کی طرف قدم بڑھائے۔۔

قدموں کا فاصلہ مٹاتے اسکے نزدیک ایا۔۔

وہ بے ساختہ ہی قدم پیچھے لیتی دیوار سے جا لگی۔۔

اسکے لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔وہ دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں رکھتا اس پر جھک ایا۔۔

اتنی تیاری۔؟ائیبرو اچکاتے گھمبیر لہجے پوچھا تھا۔۔

وہ اسکے اتنا نزدیک تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی دھڑکن سن سکتے تھے۔۔

مرتسم کی گرم سانسیں اسکا چہرہ جھلسانے لگیں

وہ۔۔وہ میں۔۔اسنے سمجھ نا آیا وہ کیا بولے۔

وہ اسکی توجہ چاہتی تھی لیکن ایسے اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔۔

ہم وہ۔۔ مرتسم اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو پیچھے کرتا مسکاتی آنکھوں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

ا۔اپ ناراض تھے نا مجھ سے۔۔ جلدی میں منہ میں جو آیا بول گئ۔۔

تھا نہیں ہوں۔۔ مرتسم جان بوجھ کر چہرے پر مصنوعی سنجیدگی لاتا بولا۔۔

مہر کا چہرہ اتر گیا۔۔ شاہ سوری نا مینے جان بوجھ کر تو نہیں کیا نا۔

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔۔

مرتسم نے جان نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھا لیکن چہرے پر سنجیدگی ہی رکھی

لیکن جانم آپکو ایک فون تو کرنا چاہئیے تھا نا لیکن خیر ضروری ہوتا تو آپ کرتیں۔

وہ جان بوجھ کر تاسف سے بولتے پیچھے ہو گیا۔۔

مرتسم تو کچھ زیادہ ہی ناراض ہو گیا تھا۔

اسکے زہن میں دانین کی بات گونجی تھی۔ اگر مرتسم کو منانا ہے تو یہ کرنا پڑے گا۔

ویسے بھی اسے مرتسم سے ابھی اپنی فرینڈز کے ساتھ سوات جانے کی اجازت بھی لینی تھی اس لیے

اسے ہر حال میں یہ کرنا تھا۔۔

شاہ۔ اس سے پہلے کہ مرتسم اس سے دور ہوتا وہ تیزی سے اسکی گردن میں بانہیں ڈال گی۔۔

مرتسم کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔ م

وہ م۔ مینے آپکو م۔ منانے کے لیئے یہ ارینج مینٹس کیے ہیں۔۔

وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالے اسے اپنے قریب کرتی بولی۔ ناچاہتے ہوئے بھی لہجہ لڑکھڑا گیا۔۔

اوکے تو پھر منائیں۔ وہ دلکشی سے مسکرایا۔۔

وہ پھیکا سا مسکرائی۔ دل اتنی زور سے ڈھڑک رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کے باہر آجائے۔۔

ش۔ شاہ۔ وہ کپکپاتا ہاتھ اسکے دائیں گال پر رکھتی بولی۔۔

جی شاہ کی جان۔۔ بے آواز لب ہلے تھے۔۔

م۔ مان جائیں نا۔ وہ انگلی اسکے گال پر ٹریس کرنے کی کوشش کرتی بولی۔۔

مرتسم نے تیکھے چٹونوں سے اسکی یہ حرکت دیکھی تھی۔۔ وہ اتنی بولڈ تو نہیں تھی۔

وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

س۔ سوری نا۔ وہ زرا سا اونچا ہوتے لب اسکی چن پر رکھتے بولی۔۔

ارادہ لبوں پر رکھنے کا تھا لیکن اسکا وجود یہ سوچ کے پسینے سے بھیگ گیا۔۔

ا۔ اپ۔ وہ اسکی شرٹ کا پہلا بٹن کھولتی کچھ کہتی لیکن اس سے پہلے ہی مرتسم نے اسکے بالوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔

کہاں سے سیکھا ہے یہ سب۔۔وہ غصے سے بولا۔۔

وہ بولڈ ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔لیکن مرتسم کو تو وہ شرم وحیا سے لبریز ہی پسند تھی۔

مہر اسکو غصے میں دیکھ سہم گئی۔وہ۔۔حلق تر کرتی وہ اتنا ہی بول پائی۔۔

کچھ پوچھا ہے مینے کہاں سے سیکھا ہے یہ سب۔

وہ اسکے بالوں پر گرفت مضبوط کرتا سخت لہجے میں بولا۔۔

وہ دانین ا۔اپی نے کہا تھا کہ۔اآپکو اب۔بولڈ لڑکیاں پسند ہیں۔اپکو ایسے مناؤں تو آپ م۔مان جائیں گے۔۔

وہ رندھے لہجے میں بولتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

مرتسم کے تاثرات ڈھیلے پڑے۔

دانین کی شرارت کا اندازہ ہوتے اسنے دانت پیسے تھے۔۔

لیکن میری جان آپ جانتی ہیں نا مجھے آپکے جیسی ہیں ویسی ہی پسند ہیں۔وہ نرمی سے اسکے بال چھوڑتا بولا جو بن سے نکلتے بکھر گئے تھے۔۔

م۔میں آپکو کب سے منا رہی ہوں۔لیکن آپ ہیں کہ میری طرف دیکھ بھی نہیں ہو رہے ہے۔۔ٹھیک ہے مجبوری میں غلطی ہو گئی۔لیکن ا۔ایسے اگنور کون کرتا ہے۔

وہ بچوں کی طرح روتے بولی تھی۔۔

سوری جانم۔۔مرتسم نے اسکے سر پر لب رکھتے اسکے بکھرے بال سہلائے۔۔

اچھا بابا سوری میں تو بس آپکو تنگ کر رہا تھا۔۔اسکا رونا تیز ہوتے دیکھ وہ جلدی سے بولا۔

مہر نے آنکھیں۔پھیلاتے اسے دیکھا

ا۔اپ تنگ کر رہے تھے مجھے۔وہ بے یقینی سے بولی۔۔

مرتسم سر کھجا کر رہ گیا۔۔

ا۔اپ کتنے برے ہیں شاہ۔میں یہ سوچ سوچ کہ گھل رہی ہوں کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں اور آپ مجھے تنگ کر رہے تھے۔۔

وہ اسکے سینے پر مکے مارتی چلائی۔

ہاہاہاہاہا۔۔مرتسم کا قہقہ گونجا۔۔

میرا معصوم بچہ پریشان ہو گیا۔۔وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے پیار سے بولا۔۔

مہر خفگی سے اسے دیکھتی نظریں پھیر گئی۔۔

اچھا اب تو مان گیا ہوں۔اب میری برتھڈے کا گفٹ تو دیں۔۔

مرتسم اسکی نم بھوری آنکھوں پر لب رکھتا بولا۔۔

کوئی گفٹ نہیں ملنا آپکو۔اپنے مجھے اتنا تنگ کیا ہے۔وہ تڑخ کر بولی۔۔

ٹھیک ہے مت دیں میں خود لے لوں گا۔۔وہ اسے دیکھتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

اسکی نظریں عنابی ہونٹوں پر تھی اس پر تضاد۔نچلے ہونٹ کے نیچے چمکتا سیاہ تل اسکو بے چین کر گیا۔۔

اسکی نظروں کے ارتکاز سے مہر کی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئیں۔

مرتسم نے اسکے نچلے ہونٹ کو ہلکے سے انگلی سے سہلایا تھا۔۔۔

مہر نے حلق تر کرتے اسے دیکھا۔۔

اسنے بے ساختہ ہی جھک کر نرمی سے انہیں اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیا تھا۔

وہ اچانک اسکی جسارت پر اسکی شرٹ کے کالر کو تھام گئی۔۔

مرتسم نے ایک ہاتھ اسکے بالوں میں پھساتے اسکا چہرہ اوپر کیا اور اسکے ہونٹوں پر گرفت سخت کر گیا۔

جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکو کمر سے تھام کر خود میں بھینچا۔

وہ بے خود سا ہوتا شدت سے اسکی سانسیں پینے لگا۔۔

مہر کا وجود کانپ گیا اسکی شدت سے۔۔

وہ اسے سانس لینے کا بھی موقع دیے بغیر اسکے سانسیں چن رہا تھا۔

وہ نڈھال ہو گئ۔تب کہیں جا کر اسنے چھوڑا تھا۔۔

وہ اسے کندھے پر سر ٹکائے اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی۔

جانم۔مرتسم نے اسکی کمر سہلاتے سرگوشی میں پکارا۔۔

ڈونٹ۔ٹچ۔میں۔وہ غصے سے اسکے کندھے پر مکے برساتی بولی۔۔

مرتسم کا مدھم قہقہ گونجا۔۔اسنے زبردستی اسکا چہرہ سامنے کیا۔

مہر خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ مرتسم اسکے ہونٹ دیکھتا لب دبا گیا۔۔

اسکے ہونٹوں کی سرخی وہ چن گیا تھا۔اور وہ اب گلابی ہو رہے تھے۔۔

وہ بے ساختہ جھکتے اسکے ہونٹوں پر بوسہ دے گیا۔۔

چھوڑیں۔۔وہ اسکی جسارتوں سے گھبرا گئ۔۔

چھوڑنے کی بات مت کیا کریں جانم۔۔وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے گھمبیر تا سے بولا۔۔

مہر نے کپکپاتی پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا اسکی آنکھوں میں تیزی سے خمار پھیلا تھا۔۔

مرتسم ہاتھ کے انگوٹھے سے اسکا گال سہلاتا اسکے ہونٹوں کے نیچے بنے تل کو شدت سے چھونے لگا۔۔

وہ بات بار اسکے تل کو چھوتا اسے پاگل کر رہا تھا۔۔

میر۔۔وہ کسمسائی۔۔

مرتسم مدہوش سا ہوتا اسکی چن سے ہوتا اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔

مہر نے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ زرا انچ بھی نہیں ہلا۔۔

آپکی یہ معصوم کوششیں بیکار ہیں جانم۔۔وہ اسکے کان کی لو کو چومتا سرگوشی کر گیا۔۔

مہر نے سہم کر اسے دیکھا۔۔

مرتسم اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسکے لبوں پر جھکا وہ تیزی سے آنکھیں میچ گئ۔

جبکہ مرتسم اسکے قریب تر چہرہ کرتا بس اسے دیکھنے لگا۔

کچھ دیر تک جب اسنے کوئی جسارت نا کی تو مہر نے ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

مرتسم اسکے ایسے دیکھنے پر قہقہ لگا گیا۔۔

❤❤❤❤❤

حال:

مہر۔مہر۔کسی نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

ہ۔ہاں ہاں۔۔وہ ہوش میں آئی تھی۔

کب سے بلا رہی ہو میں۔کہاں گم ہو گئی تھی۔

زرنور حیران پریشان سی اسے دیکھتی بولی۔۔

مہر نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

کہیں نہیں بھابھی بس ایک کیس کے متعلق سوچ رہی تھی۔

وہ سر جھٹکتی بولی۔۔

کیس کے متعلق اتنا گہرا سوچ رہی تھی کہ پچھلے ایک گھنٹے سے ایک ہی زاویے میں بیٹھی رہی۔۔

زرنور نے حیرت سے کہا تھا۔

مہر نے چونک کر اسے دیکھا ایک گھنٹے سے۔وہ بے یقینی سے بڑبڑائی۔

ہاں ایک گھنٹہ۔۔زرنور سنجیدگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

مہر نظریں چرا گئی۔۔

❤❤❤❤

اسنے ہوسپٹل کی گیدڑ ٹوگیدر میں جانے سے تو منع کر دیا طبیعت کا بہانہ کر کے لیکن غازی کی بزنس پارٹی میں جانے سے انکار نا کر پائی۔۔

تین ماہ پہلے غازی کو کسی ان نون نمبر سے کنگ کا پتہ دیا گیا تھا۔

مہر نے غازی کو سب بتا دیا تھا کہ کیسے وہ دو سال کنگ کو پکڑنے کے لئیے عینا بن کے لڑتی رہی تھی۔۔

اس لیے غازی اسے بھی اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔

جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں کنگ وہاں زخمی حالت میں ملا تھا۔۔

غازی کا دل تو اسے مارنے کا تھا لیکن مہر نے اسے قسم دی تھی کہ وہ اسے جان سے نہیں مارے گا۔

پھر بھی غازی نے اسے زندہ رہنے لائق تو چھوڑا نہیں تھا۔ جس بات سے وہ بھی انجان تھی۔

(میجر عالم حدید کے دوست تھے اس لیے انہوں کچھ خاص انفارمیشن فائلز وغیرہ دے رکھی تھی اسی وجہ سے کنگ انکی جان کا دشمن بنا تھا)۔

غازی تو نہیں البتہ مہر ماہ اچھے سے جانتی تھی کہ کام امن کا ہے۔ وہ خود کہاں تھا اس بات سے وہ بھی انجان تھی۔۔

غازی نے اسکے بعد اپنا بزنس شروع کر لیا تھا۔

لیکن کچھ لوگوں کے لئیے وہ آج بھی شہنشاہ ہی تھا۔

غازی کے بزنس پاٹنر کی پارٹی تھی وہ لوگ اسے وہاں کے جانا چاہتے تھے۔ وہ منع کر ہی تھی۔

غازی اور زر نور نے ضد کی اس لیے اسے انکے ساتھ آنا پڑا۔

وہ بلیک ساڑھی جو تھوڑی ریشمی تھی۔ بار بار اسکے بازو سے ڈھلک جاتی تھی۔

پہلے تو اسنے کچھ اور پہننے کا سوچا کیونکہ وہ جانتی تھی مرتسم کو ایسے لباس زرا بھی پسند نہیں تھے۔ پسند تو اسے بھی نہیں تھے لیکن پھر وہ کیوں کسی اور کی پسند کی فکر کرے۔

سر جھٹکتے اسنے ضد میں پہن تو لیکن اب وہ شدید پچھتا رہی تھی۔۔

مرتسم تو تھا بھی نہیں یہاں ایسے ہی اسنے ضد میں پہن لی۔ وہ اب سوچ کے رہ گئی۔۔

اسکے بلاوز کی فل چوڑی دار سلیو تھی جو اسکی کلائیوں میں ہاتھوں تک آ کے ختم ہوتی تھی۔۔

لیکن وہ ساڑھی تھی ہی ایسے کہ اسکی نازک کمر نمایا تو نہیں ہو رہی تھی لیکن لوگوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کر رہی تھی۔

ساڑھی کا پلو ایک بازو پہ گرائے۔ بالوں کو ڈھیلے کرل کر کے کھلا چھوڑا تھا۔۔

کانوں میں چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ ٹاپس پہن رکھے تھے۔ جو تاروں کی طرح جھلملا رہے تھے۔۔

میک اپ تو اسنے لائیٹ ہی کی کیا تھا لیکن ناپسند ہونے کے باوجود اسنے ڈارک ریڈ لپسٹک لگائی تھی۔۔

جس سے اسکے ہونٹ سب کو اٹریکٹ کرنے کی وجہ بن رہے تھے۔۔

❤❤❤❤❤

غازی اسے سب سے انٹرڈیوس کروا رہا تھا۔ لیکن وہ بہت ان کفرٹیبل فیل کر رہی تھی۔ اس لیے ایکسکیوز کرتی ایک سائیڈ آ گئی۔

ہائے۔پریٹی گرل۔۔وہ کورنر میں ڈرنکس پوائینٹ پہ بیٹھی تھی جب ایک لڑکا اسکے قریب ایا۔

مہر نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

وہ غازی کے بزنس پاٹنر کا دوست تھا۔

مہر نے اسے نظر انداز کرتے ساڑھی کا پلو ٹھیک کیا اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔پہلے بھی اسنے ساڑھی پہنی تھی لیکن تب وہاں سب اسکے اپنے تھے لیکن آج یہاں وہ کسی کو جانتی نہیں تھی اوپر سے مردوں کی نگاہیں ایسی تھیں کہ وہ جھنجھلا کر رہی گئ۔

شدت سے اپنی غلطی پر پچھتا رہی تھی۔

حسن ہو تو نزاکت آ ہی جاتی ہے۔۔وہ لڑکا جسکا نام مائیکل تھا۔۔

وہ خود کو نظر انداز ہوتے دیکھ دلکشی سے مسکرایا۔۔

مہر نے بھاڑ میں جاؤ والی نظروں سے اسے دیکھا۔وہ شکل سے ہی کوئ انگریز لگ رہا تھا اسے۔۔

اسنے غصے میں سامنے پڑی ڈرنک بغیر دیکھے ہی اٹھا کے منہ کر لگا گئ۔۔

مائیکل کی مسکراہٹ گہری ہوئ اسکے ہاتھ میں ہارڈ ڈرنک دیکھ کے۔۔

جبکہ مہر ایک کے بعد دوسرا گلاس بھی منہ کو لگا گئ۔

دوسرا گلاس ختم کرتے ہی اسے اپنے سامنے دنیا گھومتی محسوس ہوئ۔۔

ڈانس۔۔ڈانس فلور پر کپلز کو دیکھتے مائیکل اسکے قریب جھکتے بولا۔۔

مہر نے بھاری ہوتے سر سے اسے دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ کو۔۔

وہ ابھی منع کرتی لیکن جانے کیوں وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے گئ۔۔

مائیکل خوش ہوتا اسے ڈانس فلور کی طرف لے گیا۔

غازی نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔زرنور نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔

لیکن کچھ سوچ کر غازی چپ رہا۔۔

کچھ دیر تک اسکے پاٹنر اسے باتوں میں مصروف کر چکے تھے تو دونوں کا دھیان وہاں سے ہٹ گیا۔

اسکے پاٹنر ایزل کو اٹھاتے اسے بہت خوشی سے مبارک باد دے تھے۔

کیونکہ ایزل وہاں وہ واحد بچی تھی جو کسی کی گود میں جاکے روتی نہیں تھی بلکہ اسے غصے سے گھورتی تھی۔۔

جس پر سب دلچسپی سے اسکے تاثرات دیکھتے تھے۔

❤❤❤❤❤

مائیکل اسے ڈانس فلور پر لے آیا۔ایک ہاتھ اسکے کمر میں ڈالے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔

مہر جسکا سر گھوم رہا تھا اسنے سہارے کے لیئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اسکے ساتھ۔

اسنے مائیکل کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن اسکے ہاتھ بے جان ہو رہے تھے۔۔

وہ بس بھاری ہوتے سر اور بند ہوتی آنکھوں سے جھومے جا رہی تھی۔۔

مائیکل اسکی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے طنزیہ مسکرایا تھا۔

نامحسوس انداز میں وہ اسے اپنے قریب کر رہا تھا۔

جبکہ مہر ہوش میں نا ہو کر بھی اسکے ہاتھ ہٹانے کی مستقل کوشش کر رہی تھی۔

اسنے غازی کو ڈھونڈنا چاہا لیکن اسے سب کچھ دھندھلا نظر آرہا تھا۔

جبکہ مائیکل کے ہاتھوں کا لمس اسے کسی بچھو کی مانند لگ رہا تھا جو اسکی کمر پر رینگ رہا تھا۔۔

جبکہ دو کھڑے کسی وجود نے قہر برساتی نظروں سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔

اسکی غضب ناک حد تک سرخ ہوتی انکھیں اسکے غصے کا پتہ دے رہی تھیں۔ یہاں تک کے اسکے ہاتھوں کی نسیں بھی پھول چکی تھیں۔

اسنے بمشکل خود پر کنٹرول رکھتے کسی کو میسج کیا تھا۔۔

اگلے پانچ منٹ میں وہاں اندھیرا چھا گیا۔۔

لیکن اس کے کچھ منٹ بعد پھر سے لائیٹس اون ہو گئ۔۔

سب کچھ ویسا ہی تھا لیکن ایسا سب کو لگا۔

غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا اسکی وہاں اب مائیکل اور مہر نہیں تھے۔۔

غازی نے فوراڈانس فلور کی طرف دیکھا۔

اسے کچھ واضح دکھائ نہیں دیا۔

وہ مہر کو دیکھنے کے لئیے آگے بڑھا ہی تھا کہ اسکے ایک کولیگ نے اسے۔روک لیا۔

وہ کچھ دیر اس سے بعد کر کے ایکسیوز کرتا ابھی آگے جاتا جب اسکا موبائل وائیبریٹ ہوا۔

مہر کا میسیج تھا۔

)بھائ میں گھر جا رہی۔کچھ اچھا فیل نہیں ہو رہا۔میری فکر مت کیجیۓ گا میں گھر جا کے رویسٹ کروں گی آپ لوگ انجوائے کیجیئیے۔۔(

غازی کو عجیب لگا کہ وہ بتا کر بھی تو جا سکتی تھی لیکن پھر شائید اتنے سارے لوگ تھے اس لیے شائید اسے بتانے کا موقع نا ملا ہو گا۔۔

غازی نے اسے کال کی وہ ایک بار پھر کنفرم کرنا چاہتا تھا لیکن اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔

اسکا دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن پھر بھی اسکے میسیج سے کچھ مطمئین ہوتے وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

زرنور کی تو وہاں کی فرینڈز بن چکی تھیں۔ اسلیے وہ اسکی طرف سے بے فکر تھا۔۔

❤❤❤❤

مرتسم نے ایک ہاتھ کے حصار میں نرمی سے مہر کو تھام رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے مائیکل کا گریبان پکڑے گھسیٹ رہا تھا۔

جو خود کو چھڑوانے کی مستقل کوشش کر رہا تھا۔۔

مرتسم نے اسے لاکر زمین پر پٹکا۔

گاڑی کا دروازہ کھولتے نرمی سے مہر کو سیٹ پہ دھکا دیا۔

جو نشے میں جھول رہی تھی۔۔ گاڑی کا دروازہ بند کرتے اسنے نیچے گرے مائیکل کو دیکھا۔

جو تیکھی نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

کیا غنڈہ گردی ہے یہ۔ کون ہو تو۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری گرل گرینڈ کو ایسے گاڑی میں بند کرنے کی۔

وہ مہر کو اپنے ہاتھ سے جاتا دیکھ چیخا تھا۔

مرتسم نے لفظ گرل گرینڈ پر غصے سے کھولتے اپنا کورٹ اتار کر گاڑی میں پھینکا تھا۔

شرٹ کا پہلا بٹن کھولتے وہ تیزی سے مائیکل کی طرف لپکا تھا۔۔

اسنے پہ درپہ اسکے چہرے پر مکے برسائے تھے۔اسکے ہونٹ بری طرح سے پھٹ چکے تھے۔

جبکہ مرتسم نے اسکا وہ ہاتھ وہ مہر کی کمر پر تھا۔پکڑ کر پیچھے مروڑ دیا اتنی زور سے کہ مائیکل کو اپنا بازو ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔

Only mine.-She is My girl

So how dare you to touch her..

وہ اسکے ہاتھ کی انگلیاں موڑتے غرایا تھا۔۔

وہ اپنے بچاؤ کی پوری کوشش کررہا تھا لیکن مرتسم کے سامنے کمزور تھا۔۔

مہر جو کچھ نشے میں تھی(غلط ڈرنک پینے کی وجہ سے)

اسنے آنکھیں پھیلاتے مرتسم کو دیکھا تھا۔۔اسے مرتسم کے نقوش دھندلے نظر آرہے تھے۔اس لیے وہ سمجھ نہیں پارہی تھی کہ یہ مرتسم ہی ہے۔۔

اسے یہ سب اپنا خواب لگ رہا تھا۔ اسنے دو تین بار آنکھیں رگڑ کر دیکھا لیکن وہ خواب نہیں حقیقت تھا۔

مرتسم کو دیکھتے اسکے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ اسنے آج تکا اسکا یہ روپ نہیں دیکھا تھا۔ اسکے مطابق تو اسکے شاہ کو غصہ آتا ہی نہیں تھا۔۔

یہ شاہ نہیں ہیں۔ وہ بڑبڑاتے نشے میں ہونے کے باجود وہ سہم کر گاڑی سے دروازے سے چپک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

مرتسم نے بری طرح سے اسکا ہاتھ اور بازو چٹخاتے اسے زمین پر اوندھے منہ پھینکتے اسکو گردن دبوچی۔۔

اگر میرے پاس وقت کم ناہوتا تو قسم خدا کی تمہارا وہ حال کرتا کہ آئندہ کسی لڑکی کو ہاتھ لگانے سے پہلے تمہارے ہاتھ کانپ جاتے۔ خیر وہ تو اب بھی کسی قابل نہیں رہے۔۔

وہ اسکی ٹوٹی انگلیوں پر شوز مسلتا غرایا تھا۔۔

جبکہ مائیکل درد کی شدت برداشت نا کرتے بے ہوش ہو گیا۔۔

مرتسم نے اسے بہت برے طریقے سے مارا تھا اتنا کہ اسکا جسم اب بے جان ہو رہا تھا۔۔

مرتسم نے اسکے بے ہوش وجود کو پاؤں کی ٹھوکر مرتے پلٹ کر مہر کو دیکھا جو آنکھوں میں خوف لیے سفید چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ لب جانے کیا بڑبڑا رہے تھے۔۔

مرتسم نے مہر کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی وہ جانتا تھا وہ اس سے ناراض ہے وہ اسے۔ کچھ وقت دے رہا تھا۔ لیکن یہ کچھ وقت چھ مہینوں پر طے ہو گا وہ نہیں جانتا تھا۔۔

وہ ایک میٹینگ کے سلسلے میں کراچی آیا تھا۔ لیکن اسکے دوست کے اسرار پر اسنے وہ پارٹی اٹینڈ کی تھی۔

چھ ماہ بعد اسے اپنے سامنے دیکھ وہ ساکت ہو اتھا۔ آنکھوں کی پیاس تھی کہ بجھ ہی نہیں رہی تھی۔۔ جہاں وہ اسے دیکھ کر مبہوت ہوا تھا۔ وہیں اسے لباس کو دیکھتے اسکا دل کیا اسکے خوبصورت بدن کو آگ لگا دے جو اتنے مردوں کی آنکھوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

اسے بعد وہ غلط ڈرنک پینا اور پھر مائیکل کا اسکے ساتھ زبردستی ڈانس کرنا اسکا دماغ ہلانے کے لئیے کافی تھا۔۔

اس لیے اسنے ساحر کو میسیج کیا تھا لائیٹس اوف کرنے کا ان پانچ منٹ میں وہ دونوں کو وہاں سے باہر لے آیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

مہر اس دھندلے سائے کو اپنی طرف آتے دیکھ خوف سے سفید پڑ گئی۔

اسنے گاڑی سے نکلنا چاہا لیکن اسے گاڑی کھولنی نہیں آرہی تھی۔ اسکا ذہن معوف ہو رہا تھا۔۔

مرتسم نے اسے سہمتے دیکھ بمشکل اپنے تاثرات پر قابو پایا تھا۔۔ وہ نرم نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

جو بار بار اپنی بھوری نم ہوتی آنکھیں رگڑتی کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔۔

مہر جو فرنٹ سیٹ پر ہی بیٹھی تھی۔ اچھل پڑی۔ جس سے اسکا سر بری طرح سے پیچھے لگا تھا۔۔

آہہہ مما۔۔ وہ سر پر ہاتھ رکھتی چیخی۔۔

کیا کر ہی ہیں پاگل ہو گئی ہیں۔ مرتسم تیزی سے اسے سیدھا کرتا دھاڑا۔۔

وہ اسکی دھاڑ سے سہم کر پھر سے پیچھے ہوئی تھی۔

ن۔ نہیں۔ پ۔ پلیز م۔ مینے کچھ ن۔ نہیں کیا۔۔

وہ اسکے دھندلے عکس کو دیکھتے خوف سے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔۔

اسے ڈر لگ رہا تھا کہ شائید اب وہ مائیکل کی طرح اسے بھی مارے گا۔

مہر۔ مرتسم نے اسکی حالت کے سبب نرمی سے اسے پکارا۔

مگر وہ چیخنے لگی۔۔

ا۔ان۔ آن بچاؤ مجھے۔ان۔۔وہ گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی چیخ رہی تھی۔۔

جبکہ اسکا سر مسلسل گھوم رہا تھا۔۔

مرتسم سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔

مہر نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔کچھ نشے میں۔ہونے کے سبب اور کچھ آنسوں کی وجہ سے وہ صاف نہیں دیکھ پا رہی تھی لیکن اسے سامنے بیٹھا شخص مرتسم لگ رہا تھا۔

لیکن وہ کیسے ہو سکتا تھا۔جب یہ سوچتی تو کانپ جاتی۔۔

مرتسم نے اسے تھامنے کے لئے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بری طرح پینک کرنے لگی۔۔

ن۔نہیں پلیز۔چ۔چھونا مت۔۔پلیز۔م۔میں ک۔کسی کے نکاح میں ہوں پلیز۔ہ ہاتھ مت لگاو۔۔

وہ اسے بھی مائیکل کی طرح سمجھتی پینیک کر رہی تھی۔۔

ش۔شاہ۔۔پ۔پلیز اجائیں۔۔وہ ہچکیوں سے روتی مرتسم کو پکارنے لگی۔

جو اسکے الفاظ پہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

جبکہ وہ مستقل کہے جا رہی تھی۔

شاہ پلیز اجائیں۔ش۔شاہ مجھے بچالیں۔مجھے چھپادیں۔۔

مرتسم نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا اور کھینچ کر اسے اپنے سامنے کیا۔۔

وہ سانس روکے خوف سے اسے دیکھنے لگی۔

مہر۔دیکھیں مجھے غور سے دیکھیں کون ہوں میں۔دیکھیں۔۔وہ اسے بازوں سے تھامتا جھنجھوڑ گیا۔۔

مہر نے خوف سے اسے دیکھا اسکی آواز کچھ جانی پہنچانی لگی تھی اسے۔۔

اسنے نم آنکھیں رگڑ غور سے اسے دیکھا تو اسکی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔۔

ش۔شاہ۔اسکے لب پھڑ پھڑ ائے۔۔

مرتسم خاموشی سے اسکے تاثرات دیکھنے لگا۔اسے تڑپتے دل کو اسے دیکھتے سکون مل رہا تھا۔

چھ ماہ کی پیاس تھی جو اسکے دیدار سے بھر ہی نہیں رہی تھی۔۔

وہ کچھ دیر اسے بے یقینی سے دیکھتی رہی۔پھر یک دم اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئ۔۔

ش۔شاہ وہ۔۔وہ ہچکیوں سے اونچی آواز میں رونے لگی۔۔

مرتسم کا دل ڈھڑک کے پاگل ہوا تھا۔

اسکے کانپتے وجود کو محسوس کرتے اسنے اسے اٹھاتے اپنی گود میں بٹھایا تھا جو بچوں کی طرح اسکی گردن میں بانہیں ڈالے پوری طرح اسمیں چھپ گئ تھی۔۔

بس۔ بس۔ میرا بچہ۔ بس۔۔ کچھ دیر تک جب اسکا رونا کم نا ہوا تو وہ پیار سے اسکے بال سہلاتا اسے پچکارتے بولا۔

و۔وہ گندا تھا۔شاہ۔وہ ی۔یہاں ٹچ کر رہا تھا۔۔ی۔یہاں بھی۔

وہ اسکے سینے سے چہرے نکالے بغیر اپنی کمر اور کندھے پر مرتسم کا ہاتھ رکھتے شکایت کی تھی۔۔

مرتسم نے بمشکل اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

جانے کیوں وہ چاہ کر بھی اسپر غصہ نہیں کر رہا پا رہا تھا۔ورنہ دل کر رہا تھا کہ پہلی اسکی عقل ٹھکانے لگائے جو دعوت بنی گھوم رہی تھی۔

اگر وہ ہوش میں ہوتی تو یقینن وہ ایسا کر بھی گزرتا۔۔

بعد میں اسے سزا دینے کا سوچتے وہ فلحال اسے خود میں بھینچے چپ کروا رہا تھا۔۔

بس میری جان۔شاہ ہیں نا شاہ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی آپکو ٹچ نہیں کر سکتا۔۔

وہ اسکے کندھے پر جا بجا لب رکھتا اسکی کمر سہلاتا بولا تھا۔کچھ دیر تک اسکا رونا تو کم ہو چکا تھا۔

لیکن وہ نیم غنودگی میں بڑبڑائے جا رہی تھی۔۔

مرتسم نے ساحر کا میسیج دیکھتے (جسمیں غازی کے گھر کی ڈیٹیلز تھیں)

اسے دیکھا جو پوری طرح اسکے سینے میں گھسی جا رہی تھی۔

یہاں تک کہ اسنے مرتسم کی شرٹ کے سارے بٹن تک نوچ کر توڑ ڈالے۔۔

وہ بے اختیار مسکرایا تھا۔

اسکا بس نہیں چلا رہا تھا کہ وہ کسی طرح اسکے سینے کا حصہ بن جائے۔۔

شائید وہ کچھ زیادہ ہی ڈر گئی تھی۔۔

وہ بے اختیار اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

اسی طرح اسے خود میں بھینچے وہ آہستہ آہستہ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔۔

گھر کے سامنے گاڑی روکتے اسنے اچھی طرح سے مہر کی ساڑھی اسکے گرد لپٹاتے اسے خود میں بھینچتے

اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا جو تقریباً سو چکی تھی۔۔

اسکے باہر نکلتے ہی اسکے گارڈز الرٹ ہوئے تھے۔۔

ساحر نے اسکے باہر نکلتے ہی ڈبلیکیٹ کی سے گھر ان لوک کیا تھا۔۔

یہاں کے دونوں گارڈز کو وہ پہلے ہی کہیں اور مصروف کر چکا تھا۔۔

مرتسم تشکرانہ نظروں سے اسے دیکھتے جانے کا کہتے مہر کو لیے اندر کی طرح بڑھ گیا۔۔

)غازی نے گھر چینج کر لیا تھا یہ گھر اس گھر سے بڑا تھا(

مرتسم کو اتنے بیڈ رومز سے اسکا کوئی سمجھ تو نہیں آیا لیکن وہ اسے لیے سامنے والے روم کی طرف چل دیا جو شائید اسی کا تھا۔۔

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے اسنے احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹایا۔

وہ پیچھے ہونے لگا تو وہ کسمسا کر آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔

اسکے پیچھے ہونے پر مہر نے تیزی سے اسکے گردن میں بازو ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

مرتسم بے اختیار اسکی طرف کھینچتا اسکے اوپر گرا تھا۔۔

نو پلیز۔ڈونٹ لیو میی۔ش۔شاہ ا۔ای رئیلی مس یو۔پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔۔

وہ اپنے اوپر گرے مرتسم کی شرٹ سختی سے دبوچتے بڑبڑائی تھی۔

مرتسم اسکی سرگوشی پر ساکت ہوا تھا۔۔

وہ خود کہاں رہ پا رہا تھا اسکے بغیر کہ وہ اسے چھوڑ کر جاتا۔۔

اسنے زرا سا اوپر ہوتے مہر کی کمر میں بازو ڈالتے کروٹ لی تھی۔

جس سے اب وہ اسکے اوپر تھی جبکہ مرتسم بیڈ پہ۔

مہر نے زرا سی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔اسکی بھوری آنکھیں ڈارک براؤن ہو رہی تھی۔

کچھ نشے اور نیند کی وجہ سے سرخ بھی جو مرتسم کو پاگل کر رہی تھیں۔۔

سو جائیں جانم۔۔ مرتسم نے بامشکل اسکی آنکھوں سے نظریں چراتے نرمی سے کہا۔

لیکن وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جان لینی ہے کیا۔۔وہ مستقل اسے دیکھے گئ تو وہ جھنجلا کر بڑبڑایا۔

مہر۔۔ مرتسم نے اسکے گال پر ہاتھ رکھتے محبت سے پکارا جو بامشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

نو۔۔ مہر نے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔

نہیں سونا۔ مجھے پتہ ہے میں سو جاؤں گی تو آپ پھر چلے جائیں گے۔۔ جیسے ہمیشہ چلے جاتے۔ اور جب میں سو کے اٹھتی تو آپ ہوتے ہی نہیں۔

وہ خفگی سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

مرتسم ساکت رہ گیا اسکی دیوانگی پر کیا وہ اسے اتنا یاد کرتی تھی کہ خیالات میں بھی اسے تصور کرتی تھی۔۔

وہ سوچ کر رہ گیا۔

جبکہ ہاتھ اسے خود میں بھینچ گئے۔۔

نہیں میری جان میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ اب میں آپکو کبھی خود سے الگ نہیں کروں گا۔

چاہئے کچھ بھی ہو جائے۔۔

وہ اسے خود میں بھینچے جنون و دیوانگی سے کہہ رہا تھا۔

لیکن وہ اپنی ضد پہ آڑی رہی اسنے آنکھیں بند نا کہیں۔ یہاں تک کہ آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا۔۔

میری جان۔۔ مرتسم نے اسکی آنکھیں چومیں۔

میں کہی نہیں جا رہا۔۔ پکا وعدہ آپ مجھے زور سے ہگ کر لے بے شک۔ میں بھلا آپکو چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔۔

مرتسم کو اس پے ٹوٹ کے پیار آرہا تھا۔۔ اس لیے لاڈ سے اسکا نقش نقش چومتے اسے بہلا رہا تھا۔۔

اگر آپ گئے نا تو میں آپسے بات نہیں کروں گی۔۔ وہ تنبیہہ لہجے میں کہتی آنکھیں موند گئ۔ جس سے آنکھوں میں جلن ہی تھی تو وہ بے اختیار سسک گئ۔۔

مرتسم نے تڑپ کر اسے دیکھا تھا۔۔

دیکھا اسی لیے کہہ رہا تھا نا میں۔۔ وہ اسکی آنکھوں پر لب رکھتا۔ پریشانی و فکر سے اسے ڈانٹ گیا۔۔

جبکہ وہ مسکراتی اسکے گرد نازک سا حصار بنائے سو گئ۔۔

جبکہ مرتسم اسے دیکھتا رہا۔۔

اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔ سر شدید بھاری ہو رہا تھا۔۔

دکھتے سر کو ہاتھوں میں تھامتے وہ بامشکل اٹھی تھی۔۔

کچھ دیر تک وہ یونہی سر تھامے بیٹھی رہی۔

آہستہ آہستہ رات کے سارے مناظر اسکے سامنے گھومنے لگے۔

پارٹی پہ جانا، ڈرنک پینا، اور پھر مائیکل کا انا اسے زبردستی ڈانس فلور پر لے جانا اسکے، اسکے بعد کیا ہوا۔۔

اسکے بعد کیا ہوا تھا، مجھے کچھ یاد کیوں نہیں آرہا۔۔

وہ ہاتھوں سے سر دباتی بڑبڑائی تھی۔۔

جب آکسی نظر اپنے وجود پر گئ۔۔ اسنے ڈریس کب چینج کیا۔۔

اسکے وجود پر ساڑھی کی جگہ نائیٹ ڈریس تھا۔

جیولری بھی اتری ہوئ تھی۔۔ لیکن اسنے کب چینج کیا۔ کب یہ سب اتارا وہ سر تھام کر رہ گئ۔

ذہن پر زور دینے سے اسے دھندلے سے کچھ مناظر نظر ائے۔ اف کیا پی لیا تھا مینے یاد کیوں نہیں کچھ مجھے۔۔ وہ سر ہاتھوں میں تھام گئ۔۔

اسنے خود پر غور نہیں کیا ورنہ اپنے وجود سے اٹھتی کسی اور کی مہک پہچان جاتی۔۔

تبھی اسکے کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔۔ اجائیں۔ پاس پڑا ڈوپٹہ اوڑھتے کہا۔۔

اٹھ گئ تم۔۔زرنور اندر آتے مسکراتے بولی تھی۔۔

کیسی طبعیت ہے اب۔۔زرنور نے اسکے سامنے لیموں پانی کیا۔۔

یہ۔۔مہر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے تھام لیا۔۔

وہ نبیلہ (ملازمہ) نے بتایا رات جب تم گھر آئ تھی تو طعبیت خراب تھی تمہاری۔

شائید کوئ ہارڈ ڈرنک پی لی تھی تم نے۔۔وہ بغور اسے دیکھتی بولی۔۔

مہر سر ہلاتے گلاس منہ سے لگا گئ۔۔

ایک ہی گھونٹ میں ختم کرتے اسنے گلاس رکھ دیا۔۔

کیا ہوا بھابھی۔۔وہ زرنور کی گہری نظریں خود پر محسوس کرتے بولی۔

مہر رات میں کیا ہوا تھا تمہیں کچھ یاد ہے۔۔وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔۔

کیا مطلب بھابھی۔۔مہر نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

یہ تمہاری لپس اور نیک پہ یہ نشان۔۔وہ اسکی گردن اور ہونٹوں کی طرف اشارہ کرتی بولی۔۔

مہر نے چونک کر اسے دیکھا وہ الجھ کر اٹھی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئ۔

اسنے فق ہوتے چہرے سے اپنی گردن پر بنے ان نشانوں کو دیکھا۔

صاف ظاہر تھا کسی نے شدت سے وہاں اپنا لمس چھوڑا تھا۔۔

نچلے ہونٹ پر بھی ہلکا سا کٹ لگا تھا۔۔

اسکا مطلب رات وہ جو لمس محسوس کر رہی تھی وہ خواب نہیں حقیقت تھا۔۔اسکا دل کر لایا۔۔

کیا ہوا مہر۔۔۔زر نور نے حیرت سے اسکی اڑی رنگت دیکھی۔۔

یہ نشان کیسے ائے۔۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتی بولی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ بھابھی مجھے یاد آیا یہ نیک پہ نشان کل کرلر سے لگا تھا۔

بال کرل کیے تھے نا کل مینے تو تب لگا تھا۔

کل میک اپ کی وجہ سے مینے کور کرلیا تھا شائید آپکو اس لیے نہیں دکھا۔

وہ اپنے تاثرات پر قابو پاتی بمشکل مسکرا کر بولی تھی۔۔

اور یہ ہونٹوں پہ۔۔زرنور مطمئین نہیں ہوئی۔۔

یہ۔اپکو پتہ تو ہے میری عادت ہے ہونٹ چبانے کی۔کل کچھ زیادہ ہی زور سے خود ہی کاٹ لیا تھا تو۔۔

وہ نظریں چراتی بولی تھی۔

اہو۔۔تم نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا تھا لڑکی۔

زرنور نے گہری سانس چھوڑی۔

اچھا جاؤ اب فریش ہو جاو میں ناشتہ تیار کرتی ہوں۔غاز بھی ویٹ کررہے ہیں تمہارا۔۔

وہ اسکا گال تھپکتے بولی تو مہر سر ہلا گئ۔۔

زرنور کے جاتے اسکی رکی ہوئ سانس بحال ہوئ۔گہری سانسیں اسنے ڈریسنگ کو تھاما۔۔

تیزی سے پیچھے مڑتے اسنے وہ نشان دیکھا۔۔

اسے یاد کیوں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا تھا رات کو۔۔

اسے نیند میں کسی کا لمس محسوس ہوتا رہا تھا جسے وہ اپنا خواب سمجھتی رہی تھی۔۔

ک۔ کیا مائیکل نے۔۔ اسنے سوکھتے حلق کو تر کرتے سوچا تھا۔۔

نہیں اسکی ا۔ اتنی ہمت نہیں۔ لیکن پھر کیا ہوا تھا۔۔ اسنے اپنے بال نوچ ڈالے۔۔

ا۔ اور میر اڈریس۔۔ ڈھڑکتے دل سے سوچا تھا۔۔ زین پر زور ڈالنے سے کچھ کچھ یاد آیا تھا۔۔

مائیکل اور اسے کوئی کھینچ کر باہر لے جا رہا تھا۔۔

اسے گاڑی میں دھکا دینا اور مائیکل کو مارنا۔۔ اسنے تیزی سے آنکھیں کھولیں۔

شاہ۔۔ بے ساختہ لب پھڑ پھڑائے تھے۔۔

و۔ وہ یہاں کیسے۔ ن۔ نہیں وہ یہاں نہیں آسکتے۔ وہ خود سے سوال کرتی خود ہی جواب دے رہی تھی۔

مہرو کہاں رہ گئی۔۔ غازی کی اونچی آواز پر وہ ساری سوچوں کو جھٹکتی فریش ہونے چلی گئی۔۔

جب نبیلہ نے کہا ہے کہ میں خود گھر آئی تھی تو پھر یہاں کوئی اور کیسے آسکتا ہے۔ ہاں مینے ہی نشے میں کوئی چوٹ وغیرہ لگوائی ہو گی۔

آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود کو مطمئین کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ہونٹ کے نشان کو لپسٹک سے جبکہ گردن کے نشان کر ڈوپٹے سے اچھے سے چھپاتے وہ باہر نکلی تھی۔

اسلام وعلیکم بھائی!!

ڈائینگ پر بیٹھتے اسنے مسکراتے لہجے میں غازی کو سلام کیا۔

واسلام میرا بچہ۔طعبیت کیسی ہے اب۔۔غازی نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔

بلکل ٹھیک ہوں بھائ۔بس وہاں غلطی سے غلط ڈرنک لے کی اس وجہ سے زیادہ طعبیت بگڑ گئ تھی۔۔

وہ اسے مطمئین کرنے کے لیئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔۔

چلو اب ناشتہ اچھے سے کرو۔رات میں کچھ نہیں کھایا ہوا۔وہ اسکے سامنے ناشتہ رکھتا بولا۔

زرجان اب خود کہاں رہ گئ۔زرنور کو غائب دیکھ اسنے اونچی آواز میں پکارا۔

جب وہ زرنم کو اٹھائے کمرے سے باہر نکلی۔

مہر کے سامنے اسکے جان کہنے پر اسنے ہمیشہ کی طرح آنکھیں دکھائیں لیکن اسے خاک فرق پڑنا تھا۔

جہاں بیٹھو۔چیئر کھینچتے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔۔

آج میں تمہیں خود ناشتہ کرواتا ہوں اپنے ہاتھو سے۔۔وہ خوشگوار لہجے میں بولا۔زرنور نے اسے گھورا۔

لیکن وہ نوالہ بناتے اسکے سامنے کرگیا۔

زرنور نے اسکی بے بابی پر بے بسی سے اسے دیکھا۔

اور پھر مہر کو جو سر جھکائے اپنے کھانے کی طرف متوجہ تھی جیسے اس سے امپورٹ کوئ کام ہو ہی نا۔

غازی کو گھورتے وہ اسکے ہاتھ سے ناشتہ کرنے لگی۔

جبکہ مہر سر جھکائے اپنی ہسی دباتی ناشتہ کررہی تھی۔

جب اچانک اسے ابکائ آئ۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی تیزی سے اٹھ کر سنک کی طرف بھاگی تھی۔

مہرو۔۔غازی تیزی سے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔

زرنور زرنم کو کاٹ میں لٹاتی اسکے پیچھے آئ تھی۔۔

کیا ہوا بچے۔۔وہ اسے مسلسل ومیٹ کرتے دیکھ پریشان ہو گیا۔

مہر منہ دھوتے نڈھال سی سیدھی ہوئ تھی۔

زرنور نے پریشانی سے اسے دیکھا۔۔

یہاں بیٹھو۔۔ تیزی سے چیئیر کھینچتے غازی نے اسے وہاں بٹھایا۔۔

میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔غازی اسکی زرد رنگت دیکھتا بولا۔۔

نہیں بھائ میں ٹھیک ہوں۔مہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

مینے کہا نا رات میں ہارڈ ڈرنک پی لی تھی شائید وہی ڈائیجیسٹ نہیں ہو رہی۔یا پھر شائید پراٹھا سوٹ نہیں کیا آج۔۔

وہ دونوں کے پریشان چہرے دیکھتے انہیں مطمئین کرنے کے لئیے بولی۔

ورنہ یہ حال تو اسکا کافی دنوں سے۔چکر آنا اور وومیٹ ہونا تو کچھ دنوں سے عام بات ہو گی تھی اس کے لئیے۔۔

لیکن پھر بھی ایک بار ڈاکٹر کو دکھا لیتے ہیں۔۔وہ مطمئن نا ہوا۔

بھائی میں ابھی ہوسپٹل ہی جا رہی ہوں۔اج ایک امپورٹنٹ کیس دیکھنا ہے۔۔وہیں سے چیک اپ کروالوں گی۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔۔

زرنور بس گہری نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن کچھ اور کھالو۔شائید پراٹھا سوٹ نہیں کیا۔

زرنور کو بھی اکثر ایسے ہی ہوتا تھا۔۔وہ اسکا ماتھا چومتے بولا۔

لیکن غازمجھے تو پریگننسی کی وجہ سے ہوتا تھا۔۔پریگننسی میں تو کسی بھی چیز سے کبھی بھی وومیٹ ہو جاتی۔ کبھی بھی چکر اجاتے۔

لیکن مہر کو تو پراٹھا بہت پسند ہے۔۔وہ کچھ سوچ کر مہر کے چہرے کو دیکھتے بولی۔

جبکہ اسکے منہ سے پریگننسی کی بات سنتے مہر کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا۔۔

بھائی۔مجھے لیٹ ہو رہا ہے میں جا رہی ہوں۔

وہ غازی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی تیزی سے اٹھی تھی۔

لیکن مہرو مجھے تمہاری طعبیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ آج ریسٹ کرلو۔غازی فکرمندی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

نہیں آان ۔ آج ضروری کیس ہے۔ میں کوشش کروں گی جلدی آجاوں۔ گھر میں تو اور سستی ہو گی۔۔وہ تیزی سے بولی تھی۔

غازی نے اسے فورس نہیں کیا ٹھیک ہے لیکن یاد سے چیکاپ کروالینا اور جلدی اجانا۔

غازی نے اسکا سر چومتے ہدایت کی تھی۔

وہ سر ہلاتی اللہ حافظ بولتی۔

اپنا اورال اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گئ۔۔

غاز۔۔اسکے جانے کے بعد زرنور نے گہری سوچ میں گم ہوتے اسے پکارا۔۔

جی غاز کی جان۔غازی نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔۔

آپکو مہر کچھ عجیب نہیں لگی۔مطلب جیسے ہڑبڑائ ہو۔یا کسی چیز سے پریشان۔۔

وہ فکر مندی و پریشانی سے اسے دیکھتے بولی۔۔

لگی تو ہے۔لیکن شائید طعبیت کی وجہ سے۔۔

غازی خود تو پریشان تھا لیکن زرنور کو بے فکر رہنے کا کہتے خود بھی باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ ایک فائل ریڈ کر رہے تھے جب ایک سالہ ہانم ننھے قدم اٹھاتی بھاگتی انکے پاس آئی جس سے انکے پاس پڑا جوس فائل پر گر گیا۔۔وہ بوکھلا کر کھڑے ہوئے۔۔

ہانم۔۔انہوں نے اونچی آواز میں اسے جھڑکا۔انکی اونچی آواز سنتے وہ سہم کر رونے لگی۔

اسکے رونے کی آواز سنتے ماہم بھاگ کر آئی تھی۔۔

وہ اسکو روتا دیکھ اٹھا کر چپ کروانے والے تھے جب ماہم نے انکے ہاتھ سے اسے کھینچ لیا۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی پر چلانے کی۔۔یہ لاوارث نہیں ہے اسکی ماں اور باپ دونوں زندہ ہیں۔

اسکو جانائز یا یتیم سمجھ کر اپنی حکومت چلانے کی کوشش مت کیجئے گا۔۔وہ شیرنی بنی ڈھاڑی تھی۔۔

اسکی ڈھاڑ پر سب ہال میں جمع ہو چکے تھے۔

قاسم بابا ششدر رہ سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

ماہم یہ کیا طریقہ ہے باپ سے بات کرنے کا۔۔بی جان سے رہا نا گیا تو وہ بول اٹھیں۔۔

باپ ہنہ۔اسنے استہزائیہ انداز میں انہیں دیکھتے سر جھٹکا۔

یہ میرے باپ نہیں ہیں بی جان نا ہی باپ کے برابر ہو سکتے ہیں۔۔

یہ تو بس میرے باپ کے سوتیلے بھائی ہیں۔ جنہوں نے میرے بھائی کی زندگی برباد کرتے اپنا سوتیلا پن بہت اچھے سے دکھایا ہے۔۔

وہ غصے و تنفر سے انہیں دیکھتے بولیں۔۔اسکے جواب پر سب کو چپ لگ گئی۔۔

جبکہ ماہم ہانم کو اٹھائے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔

قاسم بابا شرمندہ سے وہاں سے چلے گئے۔۔

❤❤❤❤

کمرے میں آتے انہوں نے بامشکل سہمی ہوئی ہانم کو چپ کروایا تھا۔

جبکہ آپنی آنکھیں خود نم ہو رہی تھیں۔

اسکے پاس ایک بھائی کا ہی تو خونی رشتہ بچا تھا اسکو بھی وہ اس سے دور کر چکے تھے۔۔

وہ بھولی نہیں تھی اپنے بھائی کی وہ حالت کیسے دیکھا تھا اپنے ماں جائے کو اس حال میں وہ یا انکا خدا ہی جانتا تھا۔۔

ہانم اب انکی گود میں کیٹی کھیل رہی تھی جبکہ وہ چھ ماں پہلے ماضی میں گم ہو گئیں۔۔

❤❤❤❤

چھ ماہ پہلے:

وہ انکی گود میں سر رکھے سسک رہا تھا۔۔

اپیا پلیز میری عین۔ لا دیں مجھے۔م۔میں انسے معافی مانگ لوں گا۔وہ مجھ سے ناراض رہ لیں لیکن مجھے اس طرح جدائی کی سزا مت دیں۔

وہ تڑپ کر انسے فریاد کر رہا تھا۔

ماہم بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔

اپیا۔وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔

وہ مجھ سے ناراض ہیں نا مینے دوسری شادی کی حامی کیوں بھری۔ٹھیک ہے وہ مجھے سزا دے لیں۔مجھے مار لیں۔ مجھ سے بات نا کریں۔

لیکن پلیز انہیں کہیں نا کہ میری نظروں سے دور نا ہوں۔۔

وہ بچوں کی طرح انکے ہاتھ تھامتا فریاد کر رہا تھا۔۔

وہ ستائیس سالہ مرد ایک لڑکی کے لئیے رو رہا تھا۔

ہچکیوں سے، سسکیوں سے فریاد کر رہا تھا۔۔

لیکن اسکی فریاد سننے والی تو جا چکی تھی۔۔

ایک ماہ وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتا رہا تھا۔

اسے اپنا ہوش نہیں رہتا تھا ہر آہٹ پہ عین کی گردان کرتا پاگلوں کی طرح بھاگتا تھا۔۔

لیکن ایک ماہ بعد اسنے بولنا چھوڑ دیا خود پر سرد مہری کا خول چڑھا لیا۔

اس دن وہ گھر سے چلا گیا تھا۔

وہ دن رات اسکی سلامتی کی دعائیں مانگتی اس سے ملنے کے لیئے تڑپتی لیکن وہ اپنی ایک جھلک بھی نہیں دکھانا چاہتا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤

ننھے ہاتھوں کے لمس سے وہ چونک کر حال میں لوٹی۔

ہانم اسے روتے دیکھ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اسکے گال پر رکھتی ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی۔۔

میرا بچہ۔وہ چہرہ صاف کرتی اسے خود میں بھینچ گئی۔۔

میرا بچہ مامی (مہر) کو مس کرتا ہے۔۔

وہ اسکے پھولے گالوں پر لب رکھتی لاڈ سے بولی۔۔

ہانم نے مامی کے نام پر جھٹ سے سر ہلا دیا۔

مہر کے جانے کے بعد سے وہ ہر روز اسے ہر اس جگہ تلاش کرتی جہاں وہ پائی جاتی تھی۔

لیکن جب وہ نا ملتی تو رونے لگتی۔ماہم نے کتنی مشکلوں سے اسے بہلایا تھا۔

وہ وجدان کے علاوہ گھر میں کسی سے بات نہیں کرتی تھیں۔

ماہم نے اسے کاٹ میں لٹاتے اسکے پاس مہر کی پکچرز رکھ دیں جسے دیکھتے وہ کھکھلا کر ان تصویروں کو چومنے لگی۔۔

انہوں نے جھک کر اسکا ماتھا چوما اور ظہر ادا کرنے چلی گئیں۔

وہ جانتی تھی اب وہ گھنٹوں مہر کی تصویروں کو دیکھتی اپنی زبان میں اس سے باتیں کرتی رہے گی۔

❤❤❤❤

ارسل نے گھور کر اسکے کمرے کے دروازے کو دیکھا جیسا سارا قصور اسی کا ہو۔۔

وہ بھی اسکے ساتھ ہی کراچی آیا تھا۔۔

لیکن وہ پارٹی پر نا جاسکا۔اب جب سے وہ گھر آیا تھا مرتسم کمرے میں بند تھا۔

لیکن انہیں واپس جانا تھا۔آیت کے لاسٹ منتھس چل رہے تھے۔

ویسے تو اب اسکے پرینٹس بھی پاکستان اچکے تھے لیکن وہ جانتا تھا آیت کو اسکی ضرورت ہے ایسے وقت میں۔۔

گہری سانس چھوڑتے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اسکا منہ کھل گیا۔

کیونکہ مرتسم خلاف توقع سگریٹ پھونکنے کی بجائے آئینے کے سامنے ٹائی لگا رہا تھا۔

آج وہ فریش فریش سا تھا۔چہرے پر کچھ چمک سی تھی۔

ارسل نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

پچھلے چھ ماہ میں آج پہلی بار وہ اس میں پہلے والے مرتسم کی جھلک دیکھ رہا تھا ورنہ اسے اج بھی وہ دن یاد تھا۔۔

❤❤❤

چھ ماہ پہلے:

ماہم نے بتانے پر وہ سیدھا فارم ہاؤس آیا تھا وہ جانتا تھا وہ یہیں ہو گا۔۔

ارسل سیدھا اوپر اسکے کمرے میں آیا۔۔

کمرے میں داخل ہوتے سگریٹ کی سمیل نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔

کھانستے ہاتھ بڑھاتے اسنے لائیٹس اون کر دی۔۔

مرتسم نے چونک کر آنکھوں پر ہاتھ رکھتے زرا سی آنکھیں کھولتے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔۔

یہاں مجنوں بنا کیوں بیٹھا ہے۔۔ارسل اسے گھورتے بولا۔۔

دفع ہو جا یہاں سے میں اس وقت تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔۔

وہ منہ پر تکیہ رکھتا بیزاری بولا۔۔

ارسل نے اسکی بھاری آواز پر چونک کر اسے دیکھا۔۔

میر تو ٹھیک ہے نا۔۔ارسل فکر مندی سے اسکی طرف بڑھتا بولا۔۔

ارسل مینے کہا دفع ہوی جا یہاں سے۔۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھ مرتسم تکیہ اسکی طرف پھینکتے چیخا تھا۔

یہ کیا حالت بنالی ہے تو نے۔۔ اسکے اٹھنے پر اسکے چہرے کو دیکھتے ارسل نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

زرد پڑتا رنگ، آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے، سرخ ہوتی آنکھیں اور اس پر سفید ہوتے ہونٹ جو سگریٹ کی وجہ سے ہوئے تھے۔۔

مرتسم تو۔۔ارسل بے یقینی سے کچھ بول نا پایا۔۔

مرتسم سے اگنور کرتے واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔

جبکہ ارسل ساکت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

تو ابھی تک یہیں کھڑا ہے مینے تجھ سے کہا تھا نا اپنا تھوبڑا گم کر۔۔

وہ فریش ہو کر آیا تو ارسل کو وہیں دیکھ غرایا تھا۔۔

مرتسم تیری حالت ٹھیک نہیں ہے پھر بھی اس سے اپنا دل کیوں جلا رہا ہے۔۔ وہ دوبارہ سے اسے سگریٹ سلگھاتے دیکھ تیزی سے اسکی طرف بڑھتے چیخا تھا۔۔

اسکے ہاتھ سے سگریٹ کھینچتے اسنے نیچے پھینکتے پاؤں تلے مسل دی۔۔

مرتسم نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

سگریٹ پینے سے کیا وہ واپس جائے گی۔۔ ارسل اسے دوبارہ سگریٹ لگاتے دیکھ سلگھ کر بولا۔۔

مرتسم کے ہاتھ لمحہ بھر کو ساکت ہوئے تھے۔۔

انہیں سگریٹ بلکل پسند نہیں ہے۔ میرا سگریٹ پینا تو وہ کبھی برداشت نہیں کریں گی۔ اب اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں اتنی سگریٹ پیتا ہوں تو شائید ایسے ہی اجائیں۔۔

وہ سگریٹ پھینکتے بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔

ارسل نے ہونٹ بھینچے تھے۔ پچھلے دو ہفتوں سے اسکی بات مہر سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو رہی تھی ۔۔

مرتسم وہ جاچکی ہے کیوں نہیں مانتا اس بات کو کہ وہ جاچکی ہے شائید ہمیشہ کے لئے۔ بس کر دے۔ باہر آجا اپنے خیالات سے۔

تونے جو اسکے ساتھ کیا ہے کیا پھر بھی تجھے لگتا ہے وہ واپس آئے گی۔۔

ارسل سے برداشت نا ہوا تو غصے سے اسے گھورتا بولا۔۔

مرتسم نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

تمہیں لگتا ہے وہ مجھ سے دور جاسکتی ہیں۔کیا واقعی۔۔؟

اسکا لہجہ پختہ تھا۔۔

مت بھولو۔مہر ماہ شاہ پر مرتسم میر کا سایہ ہے۔اور سایہ کبھی جدا نہیں ہوتا۔۔

چاہئیے کچھ بھی ہو جائے۔وہ دکھ، سکھ، خوشی، غم ہر پل ہر ایک سیکینڈ ساتھ رہتا ہے۔۔وہ جنونی انداز میں بولا۔

ارسل دنگ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

مرتسم میری بات سمجھنے کی کوشش کر۔وہ تیری بیوی ہے۔کوئی بھی بیوی اپنے شوہر کی دوسری شادی کی بات برداشت کر سکتی ہے۔

اور مہر اسنے تو اپنا سب کچھ تجھے مانا تھا۔تونے اسکا مان بھروسہ سب توڑ دیا ہے۔۔وہ صدماتی کیفیت میں بولا تھا۔۔

صرف بیوی نہیں ہے نا۔ صرف بیوی ہوتی تو میں صبر کر جاتا لیکن وہ تو۔ وہ میری چاہت، محبت، جنون اور پہلی نظر کا عشق ہے۔۔

وہ میری نس نس میں بس چکی ہیں۔

مجھے لگتا ہے جیسے میری رگوں میں خون نہیں انکی یاد دوڑتی ہے۔۔

میں نہیں رہ پا رہا ہوں یار میں کیا کروں۔۔

وہ اپنے بال نوچتا دھاڑا تھا۔۔

مینے وہ سب صرف قاسم شاہ کے کہنے پر کہا تھا۔ لیکن مینے کیا تو نہیں نا۔ مینے تو آج تک انکے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہے۔

وہ بے بسی کی سی کیفیت میں چلایا تھا۔۔

اور جو قاسم شاہ نے اسکے ساتھ کیا وہ۔ اسکے بعد بھی تو چاہتا ہے وہ دوبارہ واپس ائے۔ وہ تکلیف درد وہ سب بھول گیا ہے تو۔۔ وہ جا چکی ہے اب واپس نہیں آئے گی۔۔

یہ بات سمجھ لے۔۔

ارسل اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ لیکن وہ کیسے بھی کر کے اسے واپس زندگی کی طرف لانا چاہتا تھا۔۔

اسکے جانے کے بعد سے تو جیسے مرتسم میر کی زندگی رک گئ تھی۔۔

ارسل میں مانتا ہوں جو بھی ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا۔ لیکن ایک موقع تو دیں مجھے میں سارے زخموں کی بھرپائی کر دوں گا۔۔

تو بات کرنا۔ تجھ سے کوئ ناراضگی نہیں ہے انکی۔ تیری بات تو سنتی ہیں نا۔

تیری کرائیم پاٹنر ہیں نا تیری بات مانیں گی۔

وہ اسکی ہاتھ تھامتا التجائیہ لہجے میں بولا۔۔

مرتسم۔ ارسل نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن وہ بولتا جا رہا تھا۔۔

تو بول نا انہیں کے پلیز واپس اجائیں۔۔ولی سے کہ یا عالم کوئ تو کہے انہیں۔۔

پلیز واپس اجائیں اس سے پہلے کہ مجھ پر یہ سانسیں تنگ پڑ جائے انہیں بول لوٹ ائیں۔۔ اور وہ رو دیا تھا۔۔

وہ جتنا سنبھلتا اس سے کہیں زیادہ ٹوٹتا تھا۔۔

ارسل کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

سوائے تسلی دینے کے کہ وہ کر ہی کیا سکتا تھا۔۔

مراقبے سے واپس آجاؤ تو نیچے چلے جانا۔ گاڑی تیار ہے۔۔

مرتسم اسکے سامنے پرفیوم کی بوتل پٹکتا بولا تو وہ چونک کر حال میں لوٹا۔۔

چلے جانا مطلب تم نہیں آرہے۔۔ ارسل نے ائیبرو اچکاتے اسے دیکھا۔

نہیں۔ اسنے نفی میں سر ہلایا۔

کیوں یہاں تجھے کونسا قارون کا خزانہ مل گیا ہے۔۔ وہ سر تا پاؤں اسکا جائزہ لیتا بولا۔۔

یہی سمجھ لے۔۔ وہ زیر لب مسکرایا۔۔ اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

یہاں ایک فلیٹ انہوں نے کچھ دونوں کے لیئے رینٹ پہ لیا تھا۔۔

ارسل کندھے اچکاتا۔ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ولی سر آپسے کوئی عالم ملنے آئے ہیں۔

وہ ریسٹورینٹ کے کچن میں تھا جب ایک ویٹر نے اسے اطلاع دی۔ ولی نے چونک کر اسے دیکھا سر ہلاتے اسے بٹھانے کا کہتے وہ ہاتھ دھوتے باہر آگیا۔۔

سامنے ہی عالم اسے ایک ٹیبل پر بیٹھا نظر آیا۔۔

اسلام و علیکم !!

ولی نے اسکے سامنے بیٹھے سنجیدگی سے سلام کیا۔

عالم نے زیر لب جواب دیتے اسے دیکھا۔۔

وہ دونوں ہی بہت سنجیدہ ہو گئے تھے۔

عالم تو ویسے ہی انوشے کے جانے بعد سنجیدہ ہی رہتا تھا لیکن ابکی بار سنجیدگی ولی کی شخصیت کو بھی چھو گئ تھی۔۔

کیسے ہو۔ عالم نے بات کا آغاز کیا۔۔

ٹھیک ہوں۔ زمین کو گھورتے کہا۔۔

اسکی کوئی خبر۔۔ عالم نے بغور اسے دیکھتے پوچھا۔۔

ولی نے نظریں اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

گہری سانس چھوڑتے اسنے نفی میں سر ہلا دیا۔

جانے کہاں لے گیا وہ اسے۔۔وہ جب جب ہرٹ ہوتی تو کہتی تھی ولی مجھے چھپا دیں کہیں۔یہ دنیا بہت بری ہے۔

ہم تو نہیں چھپا سکے لیکن اسکے اصلی محافظ نے اسے چھپا ہی دیا۔۔وہ ہلکا سا مسکراتے بولا۔۔

عالم کا چہرہ اتر گیا۔آج پھر سے امید ٹوٹ گی۔۔

کیا رات سے یہیں ہو۔عالم اسکا بکھرا حلیہ دیکھتے بولا۔۔

ہمم۔۔اسنے محض ہنکار بھرا۔۔

کیوں۔۔وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

دل نہیں کرتا گھر جانے کو۔اب وہ گھر کی جگہ مکان ہو گیا ہے۔

وہ آئی تھی تو لگتا تھا گھر ہے۔۔گھر جاتا تھا تو بھائی بھائی کرتی ہر وقت آگے پیچھے گھومتی تھی۔

اسکی کھلکھلاہٹ میرے گھر میں گونجتی تھی تو یوں لگتا تھا جیسے بہاریں اتری ہوں۔

اسکے جانے سے ویرانے چھا گئے۔وہ جاتے ہوئے اپنے بھائی کی ساری خوشیاں بھی لے گئی۔۔

وہ گہری سوچ میں گم بولا تھا۔۔

بابا کی طعبیت دن بادن بگڑتی جارہی ہے۔ڈاکٹر نے سختی سے کہا ہے۔اگر انہیں پریشانی سے دور نا رکھا تو ہارٹ اٹیک آنے کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔وہ حسن بابا کو سوچتا بولا۔۔

ولی نے پریشانی سے اسے دیکھا۔۔

مرتسم کہا ہے۔۔؟وہ کچھ سوچ کر بولا۔۔

کراچی گئے تھے وہ اور ارسل۔۔ارسل تو لوٹ آیا تھا شام میں لیکن وہ نہیں آیا۔۔

غازی نے سنجیدگی سے کہا۔

تمہیں نہیں لگتا جیسے وہ جانتا ہے مہر کہاں ہے۔۔

عالم مشکوک انداز میں کہا۔

ولی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

❤❤❤❤

اسنے کانپتے ہاتھوں سے وہ کٹ اٹھائی۔۔

صبح سے لے کر شام تک وہ اس حد تک سٹریس ہو چکی تھی کہ کوئی کام ہی نہیں کر پا رہی تھی۔

اسنے نیٹ سے پریگننسی کے سارے سیمٹمس چیک کر لیئے۔

وہی جو آج کل اسکے ساتھ ہو رہا تھا۔۔

بلا آخر اسنے ٹیسٹ کرنے کا سوچا۔۔

بلڈ ٹیسٹ تو اسنے صبح آتے ہی کروا لیے تھے لیکن انکے آنے میں ابھی دیر تھی۔ اس لیے اسنے ایک بار پریگننسی کٹ سے ٹیسٹ کرنے کا سوچا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے وہ کٹ اٹھائی۔ تبھی اسکا ڈور نوک ہوا۔

وہ کٹ اسکے ہاتھ سے دور جا گری۔۔ وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔۔

نرس تھی جو اسے پیشینٹ کو چیک کرنے کے لئے کہنے آئی تھی۔

وہ اثبات میں سر ہلاتی اسکے ساتھ چلی گئی۔۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

رات میں وہ گھر آئی تو بہت تھک چکی تھی۔

غازی ابھی نہیں آیا تھا۔ زرنور کو سونے کا کہتی کہ اسے ڈسٹرب نا کرے وہ بے ہوشوں کی طرح سو گئی۔۔

رات میں جانے کونسا پہر تھا جب شدید پیاس کی شدت سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔

اسنے سائیڈ ٹیبل پر دیکھ لیکن جھک خالی پڑا تھا۔

سستی سے اٹھتے وہ کچن کی طرف چل دی۔۔

پانی پی کر وہ واپس آئی تو اسکی نظر گھڑی پر گئی جہاں گیارہ ہو رہے تھے۔۔

اسنے انگڑائی لیتے اپنے وجود کی تھکان اتارنے کی کوشش کی۔

جب اسے اپنی گردن پر گرم سانسوں کا احساس ہوا۔

وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ ڈر گئ۔۔

اچانک اسکے روم کی لائیٹس اوف ہو گئ۔۔

اسکی جان ہتھیلی پر ہاتھ آگئی۔ کھڑکی میں سائے کو دیکھتے۔۔

وہ چیخ مارتی اس سے پہلے ہی اسکے منہ پر کسی کا بھاری ہاتھ آگیا۔۔

وہ تڑپ کر کسمکسائ۔

لیکن اسی وقت دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں حائل ہوتا سانپ کی طرح اسکے پہلو سے لپٹ گیا۔۔

جانم۔۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتی آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی جب اپنے کان میں گھمبیر تا سے کی گئ سرگوشی پر ساکت ہو گئ۔۔

مرتسم نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا۔۔

اسکاوجود ساکت ہو گیا تھا۔۔ بلکل برف کی طرح ٹھنڈا۔۔

ش۔شاہ۔کتنے ہی دیر بعد اسکے کپکپاتے لب ہلے تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ مڑتی مرتسم نے اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

سکون سے آنکھیں موندیں وہ کتنی ہی دیر اسے خود میں بھینچے کھڑے رہا۔۔

اسکی بند آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر مہر کے بالوں میں جذب ہوا تھا۔۔

مہر ساکت سی اتنے ماہ بعد اسکے لمس پر کانپ کر رہ گئ۔۔

تھوڑی دیر بعد اسکی گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔

ڈو یو مس می وائفی۔۔۔؟

اپنے ہونٹ اسکی گردن پر مس کرتے اسنے بھاری لہجے میں سرگوشی کی۔

کمر میں چلتا ہاتھ اسکی پشت کو سینے میں بھینچتا ہی جا رہا تھا۔اسکے بالوں میں منہ چھپاتے گہری سانس لی۔

جبکہ وہ جو سانس روکے کھڑی تھی۔اسکی سانسیں یکدم سے تیز ہوئیں۔جب پیچھے کھڑے وجود نے اسکو جھٹکا دیتے رخ اپنی طرف کیا۔۔

مہر نے بامشکل اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے خود کو اسکے سینے کا حصہ بننے سے روکا تھا۔

آئی سیڈ ڈو یو مس می وائفی۔۔؟اسکا چہرہ سامنے کرتے تھوڑی سے پکڑتے اپنے لفظوں پہ زور دیا۔۔

مینے کچھ پوچھا ہے۔۔اسکے جواب نا دینے پر کمر اور تھوڑی پکڑ سخت کی اسکی سسکی نکلی۔۔۔

وہ تیز ہوتی سانسوں سے آنکھیں سختی سے میچے کھڑی تھی۔اسکے پوچھنے پر اپنی نم ہوتی آنکھیں کھولیں جو سیدھا اس ظالم کی آنکھوں سے ٹکرائیں تو وہ مسکرایا۔

وہ پھر جھکا اور اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتے وہ رخساروں کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔

جب مہر کو لگا کہ اسکا سانس بند ہو رہا ہے۔۔ اتنے ماہ سے جس استھما پر اسنے قابو پایا تھا اسے لگا آج وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکے گی۔۔

وہ جان بوجھ کر اسے تڑپا رہا تھا وہ جانتی تھی وہ اسے چھوڑ کر آنے کی سزا دے رہا تھا۔ اسنے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن الٹا اسنے حصار تنگ کرتے اسے اور قریب کھینچ لیا۔۔

اتنا کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑنے لگیں۔

اسکی سانس سینے میں الجھنے لگی۔ استھما پھر سے حاوی ہونے لگا تھا۔ جب اپنے ہونٹوں کے قریب اس ظالم کا لمس محسوس کرتے اسنے آنکھیں کھولیں۔ وہ پھڑ پھڑانے لگی سانس کے لیئے۔

وہ ڈر سے سینے میں سانس ہی اٹکا بیٹھی تھی۔۔ بھوری آنکھوں میں التجا لیے اسے دیکھا۔۔

اسکی آنکھوں کی التجا سمجھتا وہ مسکرایا۔

"ڈو یو وانٹ بریتھ" جان کر انجان بنا وہ پوچھ رہا تھا۔

جب سینے میں اٹھتے درد کو برداشت نا کرتے اسنے خود ہی سارے فاصلے سمیٹتے اپنے پاوں اسکے پاوں پر رکھتے اسکے لبوں سے لب جوڑے تھے۔

مرتسم ایک پل کو ساکت ہوا لیکن اگلے ہی پل وہ سرشار سا ایک ہاتھ اسکے بالوں میں الجھائے دوسرے سے کمر کر تھام کر اور نزدیک کر گیا۔ سانسیں بحال ہونے پر اسے اندازہ ہوا تھا کہ اسکے لمس میں شدت آرہی تھی۔

وہ کسمسائی اور ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا۔ مرتسم جو اسکے لمس میں کھویا تھا اسکے دھکا دینے پر لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم اسکے لمس میں کھویا تھا جب اسکے دھکا دینے پر ہوش میں آتا زرا سا لڑکھڑایا تھا۔۔

اسنے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ کیا وہ اسے کبھی خود سے دور جھٹک سکتی تھی۔۔ لیکن وہ جھٹک گئ تھی۔۔

مہر نے سرخ بہتی آنکھوں کو رگڑتے خود کو رونے سے باز رکھنا چاہا۔۔

کیوں آئے ہیں اب آپ یہاں۔ اب کیا لینے ہیں۔ آخر کیوں مجھے خوش رہنے نہیں دیتے اپ۔۔ وہ نیچی آواز میں دھاڑی تھی۔۔

کیا آپ میرے بغیر خوش تھی جانم۔۔

وہ اسے دیکھتا نرمی سے بولا۔ لہجے میں بے پناہ قرب تھا۔

اسکے اس قرب نے مہر کو لمحہ بھر کے لیئے ساکت کیا تھا۔۔

ہ۔ہاں بہت۔۔ اسنے اعتماد سے کہنا چاہا پھر بھی زبان لڑکھڑا گئی۔۔

چلیں جائے یہاں سے۔ میں بہت خوش ہوں اپنے بھائی کے ساتھ۔۔ اکیلا چھوڑ دیں مجھے۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسکی نم آنکھوں کو دیکھا۔اگلے ہی پل وہ آہستہ سے اسکے قریب ہوا۔

میں کہہ رہی ہوں آپ سے جائیں یہاں سے۔وہ اسے اپنے قریب آتے دیکھ غرائی تھی۔۔

مرتسم کے قدم نہیں رکے۔

وہ الٹے قدم لیتی دیوار سے جا لگی۔م۔میرے پاس مت آئیں۔م۔میں۔

اسکے الفاظ ختم ہو گئے کیوں وہ اسکے قریب آچکا تھا۔اتنے قریب کہ مہر کو اسکی گرم سانسوں سے اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا۔

مرتسم ایک پل کے لیئے اسکے قریب جھکا۔

اگلے ہی پل وہ جھٹکے سے اسے زمین سے اٹھاتا خود میں بھینچ گیا۔۔

وہ حق دق سی رہ گئی اسکی حرکت پر۔۔

جبکہ مرتسم سکون سے آنکھیں موندیں اسے خود میں بھینچتا جا رہا تھا۔

اسکی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ مہر کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا لیکن وہ تھا کہ اسے خود میں سمانا چاہتا تھا۔۔

آپ تو خوش تھیں جانم۔ایک بار اپنے دیوانے کا حال بھی پوچھ لیا ہوتا۔۔وہ اسکے کان کے قریب جھکتا سرگوشی نما لہجے میں بولا۔۔

میں کیسے جی رہا تھا۔یہ کیوں نہیں سوچا آپنے۔

آپ اب بھی کہہ رہی ہیں چلا جاو۔کیا چھ ماہ کم تھے ہجر کے لئیے۔

اسکے بالوں پر لب ٹکائے وہ دھیمے لہجے میں بولا۔۔

مہر نے اسکے گرد ہاتھ نہیں باندھے وہ اسکا حصار پاتے ہی ٹوٹ رہی تھی۔

لیکن وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔اسکی سرگوشیوں پر بھی نہیں۔وہ آزاد ہونے کے لئیے کسمسائی۔۔

لیکن مرتسم کو ہوش کہاں تھا۔

چھ ماہ بعد اسے سکون میسر آیا تھا اس لیے وہ جیسے ہوش وحواس سے گم ہو گیا تھا۔۔

مہر نے اسکی پیٹھ پر مکے برسائے۔۔

میں کہہ رہی ہوں چھوڑیں مجھے۔م۔مجھے نہیں جاننا کچھ بھی۔۔

وہ اپنا پورا زور لگا کر بھی آزاد نہیں ہو پا رہی تھی۔انکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ آزاد ہونے کے لیئے جتنی کوشش کرتی مرتسم کی گرفت اس سے کہیں زیادہ مضبوط ہو جاتی۔اسے لگا جیسے اسکی پسلیاں چٹخ جائیں گی۔۔

کیوں آئے ہیں اب آپ۔اب بھی جائیں نا اس زینی کے پاس۔آخر اسی سے تو دوسری شادی کرنی تھی نا آپکو۔۔

جب وہ آزاد نا ہو پائی تو اسکے کندھے پر ناخن گاڑھتی رندھے لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے اسکی بات سنتے آنکھیں کھولیں لیکن اسے آزاد نہیں کیا۔۔

اب کیوں یاد آ رہی ہے آپکو۔تب کیوں خیال نہیں آیا آپکو میرا جب مجھ سے بے وفائی کر رہے تھے۔

آپ اچھے سے جانتے تھے میں شراکت برداشت نہیں کروں گی پھر بھی آپ شراکت داری کرنے چلے تھے۔۔

وہ اسکی گردن میں منہ دیے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

مرتسم ہونٹ بھینچے اسے سنتا رہا۔۔

ا۔اپ برے ہیں شاہ۔بہت برے ہیں۔ائی ہیٹ ہو۔آئی رئیلی ہیٹ یو۔۔

وہ اسکے حصار میں جھٹپٹاتی نیچی آواز میں چیخی تھی۔۔

وہ آؤٹ اوف کنٹرول ہو رہی تھی۔

اسے غصہ آتا نہیں تھا لیکن جب آتا تھا تو وہ کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی۔سوائے مرتسم کے لیکن آج وہ اسکی بھی نہیں سن رہی تھی۔۔

مہر نے اپنے ناخنوں سے اسکی گردن میں خراشیں ڈال دیں۔

لیکن مرتسم کی گرفت کمزور نا پڑی۔۔

اسکی دبی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

اسکی سسکیوں پر بے چین ہوتے مرتسم نے تیزی سے اسکا چہرہ سامنے کیا تھا۔۔

وہ ڈھیلی گرفت دیکھ تیزی سے اسکی پہنچ سے دور ہوئی تھی۔۔

اسکا دکھ،تکلیف غصے میں بدل چکی تھی۔۔

میں کہہ رہی ہوں چلے جائیں یہاں جائیں یہاں سے مجھے آپکی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔وہ کشن اٹھا کر اسے مارتی دبی آواز میں چیخی۔۔

مرتسم اسکے اتنے ہارش ریکشن پر ساکت ہوا تھا۔۔

وہ کمرے کا حشر نشر کرتی اس پر چیزیں پھینک رہی تھی۔۔

جب تھک گئ تو گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی گئ۔۔

مرتسم خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔

جب وہ تھک گئ تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے قریب جاتے اسکے پاس بیٹھ گیا۔۔

مہر نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

اسکے دیکھنے پر مرتسم نے اپنا بازو اسکے آگے کر دیا۔

اسنے ایک پل کے لیئے تھم کر اسے بازو کو دیکھا اور اگلے ہی پل جھک کر وہاں اپنے دانت گاڑھ گئ۔۔

اسکے بازو پر دانتوں کے نشان ڈالتے اسنے سیدھے ہوتے مرتسم کو دیکھا۔

جسکے چہرے پر صرف نرمی تھی۔

وہ آنکھوں میں جزبات کا سمندر اور دید کی تڑپ لیے بس اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

مہر کے دیکھنے پر ہلکا سا مسکراتے اسنے ہاتھ اٹھاتے اپنی شرٹ کے اگلے دو بٹن کھول دیئے۔۔

مہر نے گھبراتے اسے دیکھا وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔۔

مرتسم نے اسکے تاثرات دیکھتے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھا اور نرمی سے اسے خود پر جھکایا۔۔

یہاں بھی۔۔نرمی سے اسکا چہرہ اپنے سینے کے قریب کرتا وہ آہستہ سے بولا۔۔

مہر کی نکھیں پھیل گئ۔کیا وہ پاگل تھا جس اسے یہ سب مزاق لگ رہا تھا۔۔

اسنے دھڑکتے دل سے سوچا تھا۔

اچانک اسکی نظر مرتسم کی گردن پر لگی خراشوں پر گئ۔اسکی گردن سرخ ہو رہی تھی۔

جبکہ کئ خراشوں سے تو ہلکا ہلکا سا خون بھی آ رہا تھا۔۔

اسنے فق ہوتے چہرے سے ان نشانوں کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کو جسنے اسے یہ زخم دیئے تھے۔۔

جبکہ مرتسم اسکے تاثرات سے انجان نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

جب اسکے ہاتھ ساکت ہوئے اپنی گردن پر اسکے نازک ہاتھوں کے لمس سے۔۔

مہر ٹرانس کی سی کیفیت میں ان خراشوں کو انگلیوں سے سہلا رہی تھی جانے اسکے دل میں کیا سوجی

اسنے بے ساختہ جھکتے وہاں اپنے لب رکھ دیئے۔۔

وہ دیوانہ وار اسکی خراشوں پر لب رکھتی گئ۔۔

مرتسم کی ساکت آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔۔

اب جب سب ختم ہو گیا ہے تو کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب۔۔وہ دھیمے لہجے میں بولتی پیچھے ہوئ۔۔

لیکن مرتسم کی نم آنکھیں دیکھ چونک گئ۔۔

مرتسم نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نہیں کر رہا۔وہ ہولے سے۔بڑبڑایا۔۔

میں نہیں کر رہا۔یہ۔۔اسنے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

یہ سینے میں دھڑکتا جو دل ہے نا یہ کر رہا ہے۔یہ تڑپ رہا ہے۔۔

وہ سینے پر انگلی رکھتا شدت سے بولو۔

مہر بے یقینی سے اسکے چہرے پر پھسلتے آنسو کو دیکھتی رہی۔۔

اسے نہیں رہنا آتا آپکے بغیر، اپکو دیکھے بغیر، سنے بغیر اسے چین نہیں آتا۔۔

یہ دھڑکنا بھول جاتا ہے۔۔وہ دیوانگی کی حدوں کو چھو رہا تھا۔۔

وہ مرد تھا لیکن مرد ہو کے بھی وہ بہت بار رویا تھا اور آج پھر رو رہا تھا اور وجہ تھی اسکی بیوی جسکے لیئے وہ ایک بار نہیں بار بار رویا تھا۔۔

مرتسم نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

آپکو پتہ ہے نا آپ پاس نا ہوں تو یہ گوشت کا لوتھڑا بے جان ہونے لگتا ہے۔۔

پھر بھی اپنے نہیں سوچا ان چھ ماہ میں میں کیسے سکون میں رہا ہوں گا۔۔وہ رندھے لہجے میں بولا۔

مہر کو لگا کہ سب بس وہ رو دے گا۔۔

اور وہ رو دیا۔۔اسکے ہاتھ بے جان ہوتے نیچے گر گئے۔۔

اور وہ خود بے جان چیز کی طرح اسکے گود میں سر رکھتا سسک پڑا۔۔

م۔ مینے تو سنا تھا مرد روتے نہیں۔

ل۔ لیکن مہر جب سے آپ گئ ہیں نا خدا کی قسم میں ہر رات رویا ہوں۔

نمازوں میں، سجدوں میں آپکی یادوں میں گم ہو کے۔۔

مجھے اپنے دل، اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں ہے۔۔

مجھے یہ اختیار نہیں چاہئیے بس آپ چاہئیے، بس آپ کا ساتھ چاہئیے۔۔

اگر کوئی دیکھ لیتا وہ مرتسم شاہ جسکے ایک اشارے پر لوگ ہڑبڑا جاتے ہیں وہ اپنی بیوی کے لیئے یوں ہر رات روتا تھا تو کوئی مر کر بھی یقین نہیں کرتا۔

وہ نرم دل سہی مگر وہ ایک انا پرست شاہ تھا۔۔

لیکن اس ایک لڑکی کے آگے وہ اپنی انا کو دو کوڑی کا کر دیتا تھا۔۔

" لڑکھڑاتی ہوں تو رو کر لپٹ جاتا ہے

مینے گرنا ہے تو اس لڑکے نے مر جانا ہے۔۔"

مہر کو آج اس شعر کی حقیقت معلوم ہوئی تھی۔

مرتسم میر وہ شخص تھا جو اسکے زرا سا گرنے پر سچ میں مر جاتا۔۔

جانے کتنی ہی دیر وہ سسکتا رہا۔

جب مہر کے ساکت ہاتھوں میں حرکت ہوئی۔ اسنے بے ساختہ ہی اسکے گردنازک حصار باندھا تھا۔۔

ش۔شاہ۔کپکپاتے لبوں سے اسے پکارا۔۔۔

میں کیا کروں مہر آپ بتائیں میں کیا کروں۔ اپ جیسا کہیں گی نا میں ویسا کرلوں گا۔

جیسے بنائے گی ویسا بن جاؤں گا۔۔

وہ سیدھا ہوتا اسکے ہاتھ تھامتا گڑ گڑا یا تھا۔۔

آپکو مجھے سزا دینی ہے ناتو آپ چاہئے تو اپنے ہاتھوں سے موت دے دیں لیکن میں اب اور جدائی یا ہجر کی سزا نہیں سہہ سکتا۔۔

اب میں آپکو خود سے دور نہیں جانے دوں گا چاہئیے جو بھی ہو جائے۔۔

وہ جنونی انداز میں بولتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

کہیں نہیں جانے دوں گا۔۔وہ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

مہر کو اسکی حالت ٹھیک نہیں لگی۔۔

شاہ۔شاہ سنے تو میں کہیں جا رہی۔مینے کہاں جانا ہوں۔میں یہیں ہو آپکے پاس۔۔

وہ نرمی سے اسکے بال سہلاتی بولی۔۔

ا۔اپ سچ میں اب مجھے چھوڑ کر نہیں جائیں گی نا۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھتا بولا۔۔

م۔میں۔۔وہ ابھی کچھ بولتی کہ اسے پھر سے وومیٹ فیل ہوئی۔

وہ تیزی سے مرتسم سے دور ہوتی واشروم میں بھاگی تھی۔

مہر۔۔وہ حیران پریشان سا اسے دیکھتا اسکے پیچھے ہی آیا تھا۔۔

مہر آپ ٹھیک ہیں نا۔۔وہ اسکی کمر سہلاتا فکر مندی سے بولا۔۔

مہر نڈھال سی اسکے سینے سے سر ٹکا گئ۔۔

وہ اسے نرمی سے تھامتا روم میں لے آیا۔۔

پانی۔۔اسے بیڈ پہ بٹھاتے مرتسم نے اسکے آگے پانی کیا۔۔

اسنے جیسے ہی گلاس منہ کو لگایا اسے پھر سے زوردار ابکای آئ۔۔

وہ لڑکھڑاتی تیزی سے پھر سے واشروم کی طرف بھاگی تھی۔۔

مہر کیا ہوا ہے اپکو۔۔کیوں میری جان نکال رہی ہیں۔

وہ اسکے مسلسل قہقہ کرنے پر کچھ ڈر، پریشانی سے بولا۔۔

مہر بمشکل مرتسم کے سہارے کھڑی تھی۔۔

مرتسم اسے بانہوں میں اٹھاتے بیڈ تک لایا۔۔

ایک منٹ۔۔وہ اسکے پیچھے تکیہ رکھتا اسے سہارے سے بٹھاتا واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ منی ٹاول پانی سے بگھوتا ابھی باہر جانے لگا تھا جب اسکی نظر سامنے رکھی پریگننسی کٹ پر پڑی۔۔

اسنے عجلت میں اس پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھا لیکن اگلے ہی پل اتنی ہی تیزی سے مڑا۔۔

اسنے بے یقینی سے سامنے پڑی اس کٹ کو دیکھا ہاتھ بڑھاتے اسنے اسے اٹھالیا۔۔

بغیر اس کٹ پر آئے رزلٹ دیکھے وہ اسے مٹھی میں دباتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

مہر نے تعجب سے واشروم کے دروازے کو دیکھا۔۔

جب وہ بے یقین چہرے سے باہر آیا۔

کچھ تو تھا اسکے چہرے پر جسنے مہر کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا۔۔

مرتسم اسکے سامنے آتے رکا۔

مہر نے نا سمجھی سے اسکی سرخ پڑتی آنکھیں دیکھیں۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسکے چہرے پر ڈالی اگلے ہی پل وہ ہاتھ آگے کرتے مٹھی کھول گیا۔۔

مہر کا چہرہ فق ہو گیا۔۔

مرتسم نے ہاتھ میں وہ کٹ دیکھ کر نہیں اس کٹ پر آتے پوزیٹو ریزلٹ دیکھ کر۔۔

مرتسم نے بغور اسکے اڑتے رنگ کو دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ پہ رکھی اس کٹ کو۔

وہ ساکت رہ گیا۔۔

مہر نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

ن۔ نہیں۔ا۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔

مرتسم نے اسے دیکھا۔۔اگلے ہی پل وہ دوزانوں ہوتا اسکے سامنے بیٹھا۔

م۔مہر آپ۔۔ک۔کیا یہ س۔سچ ہے۔اسکے لہجے میں بے پناہ خوشی تھی۔

جسے محسوس کرتے اسکے رگ و جان پہ ایک سرد لہر ڈور گئی۔۔

ہ۔ہماراب۔بچہ۔۔اسکے لہجے میں ابھی بھی بے یقینی تھی۔۔

مہرنے شدت سے نفی میں سر ہلایا۔۔

کیاوہ پریگنٹ تھی۔۔وہ کیامنہ دکھائے گی اپنے بھائی کو،وہ انکامان بھی نارکھ سکی۔۔

زرنور نے اس سے صاف صاف پوچھا تھا کہ اسکااور مرتسم کارشتہ کیسا تھا۔۔

اسنے گھبراکر جھوٹ بول دیاایساکچھ بھی نہیں ہے۔۔

ویسے بھی انکاصرف نکاح ہواتھارخصتی تو نہیں ہوئی تھی۔۔

لیکن اگراب غازی کو پتہ چل گیاکہ وہ اپنی حدوں سے آگے بڑھ چکی ہے تو کیا سمجھے گا۔۔

سوچتے اسکاچہرہ زرد پڑگیا۔۔

Novelistan

مہرآپ ایسے کیوں رئیکٹ کررہی ہیں۔۔آپ میرے نکاح میں ہیں۔۔

مرتسم اسکے ریکشن پرپریشان ہواتھا۔۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہاتھاکہ وہ کیسارئیکٹ کرے۔۔

وہ جذبات کی ملی جلی کیفیت میں اسے دیکھ رہاتھا۔۔

م۔میں ایسے ن۔نہیں ہونے دوں گی۔ی۔یہ جھوٹ ہے۔۔

وہ شدت سے رو دی۔۔

جانے اسے کیا سوجھی وہ لڑکھڑا کر اٹھتی اپنے فون کی طرف لپکی۔

مرتسم نے تعجب سے اسے دیکھا آخر وہ ایسا ریکشن کیوں دے رہی تھی۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔

مہر فون کھولتی تیزی سے کسی کا نمبر ڈائل کرتی کال لگا گئی۔۔

مرتسم نے سرعت سے اٹھ کر اس سے موبائل کھینچا۔۔

کیا کر رہی ہیں آپ۔۔وقت دیکھ رہی ہیں آپ۔کسے فون کر رہی ہیں آخر آپ۔۔

وہ اسے رات کے ایک بجے کا احساس دلاتا پریشانی سے بولا تھا۔۔

ش۔شاہ ی۔یہ کیا ہو گیا۔

ا۔ایسان۔نہیں ہونا چاہئیے تھا۔م۔میں آآن کو ک۔کیا جواب دوں گی۔۔

وہ رندھے لہجے میں بڑبڑائی۔

لیکن مرتسم اسکی طرف متوجہ نہیں تھا اسکی نظریں ڈاکٹر مہک کے نوٹیفیکشن پر تھیں۔

اسنے تیزی سے اسے اوپن کیا۔

تین گھنٹے پہلے بھیجی گئی مہر کی رپورٹس تھی جس میں

واضح لکھا تھا کہ اسے ہائی ٹائفائیڈ ہے اور سٹمیک پرابلم ہے۔۔

اسکا سٹمیک ہیٹ آپ کر رہا تھا اور سویلینگ کی وجہ سے اسے بار بار وومیٹ ہو رہی تھی۔۔

مرتسم نے سنجیدگی سے مہر کو دیکھتے فون اسکے آگے کر دیا۔۔

مہر کا رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔۔

مرتسم سمجھ رہا تھا وہ ڈر گئی تھی کہ رخصتی سے پہلے اسکا پریگنٹ ہونا سب کیا سوچیں گے۔

لیکن اسے پرواہ نہیں تھی وہ اسکے نکاح میں تھی اسکی بیوی باقی ساری تو دنیاوی رسمیں ہیں۔ جس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے نرمی سے مہر کو خود سے لگایا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے جیسا ہم سوچ رہے تھے۔ مینے سنا تھا کہ کبھی کبھار پریگننسی کٹس غلط ریزلٹ بھی شو کرتی ہیں۔۔ لیکن آپکی یہ رپورٹس بھی سہی نہیں ہیں۔۔

وہ اسکا سر تھپکتے نرمی سے بولا۔۔

مہر اسکے بات سنتے کچھ دیر کے لیئے ریلیکس ہوئی تھی۔

پھر کچھ یاد آنے پر تیزی سے اس سے دور ہوئی۔

بس دیکھ لیا نا اپنے کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ اب آپ جائیں یہاں سے۔۔

وہ آنسو صاف کرتی سخت لہجے میں بولی۔۔

آپ چاہتی تھیں کہ ایسا کچھ ناہو۔وہ اسکی حالت سمجھ کر بھی انجان بنا پوچھ رہا تھا۔

ہاں میں چاہتی تھی ایسا کچھ ناہو۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

لیکن اب تو ہو گا جانم۔۔کیا ہو گیا اگر اب بار ایسا نہیں تھا تو ہم ایسا پوسیبل بنائیں گے جانم۔۔

وہ تیزی سے اسے بانہوں میں بھرتا بولا۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔وہ اسکی گرفت میں مچلی۔۔

مرتسم اسے چیخ پکار نظر انداز کرتا اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔اسے نرمی سے بیڈ پر لٹاتے وہ اسکے برابر لیٹ گیا۔۔

مہر سرعت سے اٹھتی وہاں سے بھاگتی مرتسم اتنی ہی تیزی سے اسے کھینچتا اس پر حاوی ہوا تھا۔

میں کہہ رہی ہوں چھوڑیں مجھے۔وہ سرخ چہرے سے غرائی تھی۔۔

نا چھوڑوں تو۔۔مرتسم اسکے تاثرات سے محظوظ ہوا تھا۔۔

کل بھی آپ ہی تھے نا۔۔اچانک اسے کل رات والی اپنی حالت یاد آئی۔۔

مرتسم نے بہت شرافت سے نفی میں سر ہلایا۔۔

کب کی بات کر رہی ہیں جانم۔کل کہاں تھا میں۔وہ معصومیت سے اسے دیکھتا بولا۔۔

مہر نے تیش سے اسکی جانب دیکھا۔۔

اچھا تو آپ نہیں تھے۔۔تو پھر یہ نشان کسنے دیئے ہیں مجھے۔کیا واقعی میں اپنے نہیں دیئے۔۔

وہ اسکی بات سنتے بغیر سوچے سمجھے اپنی شرٹ کو کندھے اور گردن سے کھسکاتے غصے سے پاگل ہوتے ڈھاڑی تھی۔۔

مرتسم اسکے لفظوں پر غور کرنے کی بجائے گہری نظروں سے اسکے سراپے کو دیکھنے لگا۔

اسکی گردن پر اسکی شدتوں کے واضح نشان تھے۔جو اسنے کل رات اسکے سونے کے بعد اس پر لوٹائیں تھیں۔۔

اسکی نظریں مہر کے سراپے میں الجھنے لگیں۔انکھوں میں تیزی سے خمار پھیلا تھا۔۔

وہ اسکے نشیب وفراز میں الجھ کر رہ گیا۔

اسکے تاثرات دیکھتے مہر کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔

اسنے تیزی سے اپنی شرٹ سہی کرنی چاہی لیکن مرتسم اسکے دونوں ہاتھ قابو کرتا اوپر تکیے سے لگا گیا۔وہ جھکا اور اسکی گردن پر بنے ان نشانوں کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔۔

مہر تڑپ کر رہ گئ اسکی شدت پر۔۔

میر۔۔کپکپاتے لبوں سے سرگوشی میں اسے پکارا۔۔

مرتسم نے اسکی گردن سے چہرہ نکالتے اسے دیکھا۔۔

سختی سے آنکھیں مینچتے اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑے کپکپاتے لبوں سے اسے مسکرانے پر مجبور کر گئ۔۔

آپکو کیوں لگا کہ آپ پریگینٹ ہیں۔۔

وہ اپنے لب اسکے لبوں پر رب کرتا دھیمے لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

مہر کا چہرہ جو پہلے ہی سرخ تھا تھا اب جیسے بھانپ چھوڑنے لگا۔۔

مرتسم نے مبہوت ہوتے مہینوں بعد اسکے چہرے کے ان رنگوں کو دیکھا تھا۔۔

ترس ہی تو گیا تھا وہ اسے دیکھنے کے لیئے۔ اسکی معصوم شرارتوں پر ہسنے کے لیئے۔

اسکے چہرے پر اپنی قربت کے ان رنگوں کے لیئے۔۔

سرشاری کے عالم میں جھکتے مرتسم نے اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔

کچھ دیر تک وہ یونہی اسکے ماتھے پر لب رکھے اسنے سوالیہ نظروں سے مہر کو دیکھا۔۔

کچھ دنوں سے مسلسل وومیٹینگ اور چکر آرہے تھے اور موڈ سوینگز بھی اور پیٹ میں بھی پین تھا اور میرے پ۔پی۔۔ شرم کے مارے اسکی زبان لڑکھڑا گئ۔۔

مرتسم کی مسکراہٹ گہری ہوئ۔۔

مس ہو گئے تھے تو مجھے شک ہوا تو اس لیے مینے گوگل کیا تھا پریگننسی کے سیمپٹمز چیک کیے تو سب وہی تھے اس لیے مینے ٹیسٹ کروائے تھے۔۔ وہ تیزی سے بول گئ۔۔

لیکن رپورٹس آنے میں ابھی دیر تھی اس لیے مینے اس پر ٹیسٹ کیا۔

وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔۔

مرتسم مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔۔

اس بار نہیں تو کیا ہوا جانم ہم اب ٹرائے کریں گے۔۔

وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا کان کی لو کو چوم گیا۔۔

مہر نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا۔

آپ اتنے بے شرم کیوں ہیں شاہ۔۔

وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی نظریں چراتی بولی۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ یک دم جھکتے اسکے گلابی لبوں کو قید کر گیا۔۔

مہر اسکے اچانک حملے پر کپکپا کر رہ گئی۔

لیکن اسنے مزاحمت نہیں کی۔

وہ اسے چھو ہی اتنی نرمی سے رہا تھا کہ وہ مزاحمت نا کر سکی۔۔

وہ دونوں ہی گم تھے ایک دوسرے میں جب کھٹکے کی آواز پر اسنے جھٹکے سے مرتسم کو پیچھے کیا۔۔

اسنے فق ہوتے چہرے سے مرتسم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

مرتسم نے بغور اسکا سفید ہوتا چہرہ دیکھا۔۔

اسنے خوف سے اسکی شرٹ جکڑتے سہمی نظروں سے مرتسم کو دیکھا اور پھر دروازے کی طرف۔۔

ریلیکس کچھ نہیں ہوا۔۔ مرتسم نے نرمی سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

وہ سانس روکے اسکے حصار میں پڑی رہی لیکن جب کچھ دیر تک کوئی آہٹ یا آواز نا ہوئی تو اسکا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔۔

ش۔شاہ آپ جائیں پلیز۔۔ وہ اسے خود سے دور کرنے کو شش کرتی مدھم لہجے میں بولی۔۔

پہلے مجھے بتائیں یہ بتائیں اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی اپ۔

رپورٹس دیکھی ہیں اپنی۔۔

وہ اسکے ہاتھ قید کرتا تکیے سے لگاتا سنجیدگی سے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

مہر نے اسکے سوال پر ایسی نظروں سے اسے دیکھا کہ وہ تڑپ کر رہ گیا۔۔

کس کے لئیے رکھتی اپنا خیال۔ میرا تو زندگی سے ہی دل اٹھ گیا ہے شاہ۔۔ پھر کیوں جینے کے لیے خود کو فٹ رکھتی۔۔

وہ شکایتی لہجے میں بولی۔۔

مرتسم نے بے چین ہوتے اسکی نم بھوری آنکھیں دیکھیں۔

ہے جانم میری بات تو سنے۔ آپکو لگتا ہے مینے وہ سب خوشی سے کیا۔

کیا آپکو لگتا ہے آپکے شاہ ایسا کر سکتے ہیں۔۔

وہ اسکے تھوڑی تھامتے اسکا چہرہ اوپر کر تا بے چینی سے پوچھ رہا تھا۔۔

پھر اپنے کیوں کیا ایسا۔ اپنے سوچ بھی کیسے لیا۔۔

وہ اپنے ہاتھ آزاد کرانے کے لیئے مزاحمت کرتی رندھے لہجے میں بولی۔

مرتسم نے تھم کر اسے دیکھا۔ اسکی گرفت بے ساختہ ہی ڈھیلی پڑی تھی مہر پر۔۔

وہ اسے چھوڑتا اسے برابر گر گیا۔۔

مہر نے الجھ کر اسے دیکھا۔ اچانک۔ اسے کیا ہوا۔۔

شاہ۔ اسنے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا جو آنکھوں پر بازو رکھے سیدھا لیٹا تھا۔۔

مرتسم نے بازو ہٹاتے اسے دیکھا۔ اسکے سہمے تاثرات دیکھتے اسنے گہری سانس بھری اور کھینچ کر اسے اپنے سینے پر گرا گیا۔۔

سو جائیں مہر۔ میں ابھی چلا گیا جاؤں گا کچھ دیر تک۔۔

وہ نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا بولا۔

مہر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اسکے سینے پر ٹھوری ٹکاتے اسنے اپنے ہاتھ ٹھاتے اسکی بئیرڈ پر رکھا۔

کیا مجھے بھی نہیں بتائیں گے۔۔ وہ معصومیت سے اسے دیکھتے بولی۔۔۔

مرتسم نے ایک نظر اسکے معصوم چہرے کو دیکھا پھر آہستہ سے اثبات سے سر ہلا گیا۔۔

وہ اسے آہستہ آہستہ سب بتاتا چلا گیا۔

کیسے قاسم بابا نے اسے بلیک میل کیا۔ اسکے منع کرنے پر اسے اپنے یتیم ہونے پر بلیک میل کرنا۔ مہر کے جانے بعد اسکا تڑپنا۔

کچھ دیر بعد وہ چپ ہوا تھا مہر کی دبی دبی سسکیاں بلند ہوئی۔۔

مہر میری جان آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔ وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بے چین ہوتے پوچھنے لگا۔

قاسم بابا بلکل بھی اچھے نہیں ہیں شاہ۔ وہ سسکیاں بھرتے بولی۔۔

وہ باپ کہنے کے لائق نہیں ہیں جانم۔۔ مرتسم نے نرمی سے اسے ٹوکا۔

ایم سوری شاہ۔ میں آپکی تکلیف سمجھے بغیر آپکو جانے بغیر آپ کو ہرٹ کرتی رہی۔ ایم سوری۔۔ وہ اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو لبوں سے چھوتے شرمندہ لہجے میں بول رہی تھی۔۔

مرتسم اسکے اس انوکھے انداز میں معافی مانگنے پر مسکرایا تھا۔۔

کون کافر ہوتا جو اتنے پیار سے منانے پر بھی نا مانتا۔۔

اسکے نفی میں سر ہلاتے مہر کی آنکھوں پر نرمی سے بوسہ دیا۔

میری وجہ سے مت رویا کریں مہر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔

وہ نرمی سے بولا۔۔

اب سو جائیں آپکی طعبیت پہلے ہی ٹھیک نہیں صبح میں خود آپکو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گا۔۔

وہ تحکم سے بولتا اسکا سر اپنے سینے پر رکھ گیا۔

مہر منہ بناتی اسکے حکم پر آنکھیں بند کر گئ۔۔

غلط فہمیاں کے بادل چھٹ گئے تھے۔بے سکون اب سکون میں بدل گی تھی تو سب کچھ بہار جیسا لگنے لگا تھا اسے۔

❤❤❤❤

وہ آج بھی اس سے بات کرنے کے لیئے صبح صبح ہی پہنچ گئ تھی۔ لیکن ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے اپنی طرف آتے دیکھ وہ اپنا راستہ بدل گیا۔

نیناں نے بےبسی سے اسے دیکھا۔

تقریبا پچھلے اٹھ،نو ماہ سے وہ اسے دیکھ کر یونہی اپنا رستہ بدل لیا کرتا تھا۔

اسنے کتنی بار اس سے بات کرنے کی کوشش کی،اسکی منتیں کی،معافیاں مانگیں،یہاں تک کہ اسے اپنے مرنے کی دھمکیاں تک دیں لیکن وہ تو جیسے پتھر ہو گیا تھ۔

لیکن آج اسنے طرح کر لیا تھا وہ اس سے بات کر کے رہے گی۔

وہ اسکے پیچھے بھاگی۔

شیری۔۔شیری لسن۔مجھے بات کرنی ہے تم سے۔

وہ اسکے سامنے آتی بولی۔۔

شیری نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔

وشہ اور عادی جو اسکے ساتھ تھے وہ دونوں خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔۔

بولو۔ وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

نینا نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھاما اور بیک گراؤنڈ میں لے گئی۔۔

وہ سپاٹ انداز میں اسکے ساتھ چلتا رہا۔۔

کیا چاہتی ہو اب۔۔

بیک گراؤنڈ میں آتے اسنے اپنا ہاتھ چھڑواتے بظاہر بیزاری سے کہا۔۔

شیری کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے۔ ایک بار موقع دے کر تو دیکھو۔

میں تھک گئی ہوں تمہاری بے رخی سہتے سہتے۔۔ وہ رندھے لہجے میں بولی تھی۔

وہ طنزیہ ہسا۔ اتنی جلدی تھک گئی۔

مینے تو بس بے رخی دکھائی ہے۔ تمہاری طرح عزت نفس تو نہیں روندی نا تمہاری۔۔ وہ ہنوز سپاٹ لہجے بولا۔۔

معاف کر دو نا۔ کتنی بار تو معافی مانگ چکی ہوں۔

شیری ایک سال ہونے والا ہے۔اور کتنی سزا دو گے۔پلیز معاف کر دو۔

میں مر جاؤں گی شیری۔۔پلیز بس کر دو۔۔

وہ رو دی تھی پھوٹ پھوٹ کر۔

پلیز شیری میں اب اور برداشت نہیں کر سکتی میں سچ میں مر جاؤں گی۔۔

وہ اسکے قدموں میں بیٹھی گڑا گڑا رہی تھی۔

اسنے ضبط سے لب کاٹے۔۔وہ اسکی محبت تھی بے شک اسنے اسے تکلیف دی تھی لیکن وہ اسے ایسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اٹھو۔شیری نے جھکتے اسے نرمی سے اٹھایا۔۔

اگر دوبارہ تم میرے کسی بھی مزاق کو میری محبت پر لے آئی تو۔۔وہ اسے اپنے مقابل کھڑا کرتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

نینا نے اپنی نم آنکھیں پونچھتے اسے دیکھا۔

نہیں لاوں گی۔کبھی نہیں مجھے تم پہ پورا بھروسہ ہے اب کبھی شک نہیں کروں گی وعدہ۔۔وہ بچوں کے سے انداز میں بولی۔۔

تمہیں پورا حق ہے مجھ پر شک کرنے کا لیکن اس شک کو یقین بنا کر میری محبت کی بھجیاں اڑانے کا نہیں۔ وعدہ کرو اگر کبھی ایسا کچھ ہوا تو پہلے آکر مجھ سے پوچھو گی۔ وہ اسکے آنسو صاف کرتا نرمی سے بعلا۔

نینا نے بے یقینی سے اسے دیکھا تو کیا وہ مان گیا تھا۔ کیا سنے واقعی اسے ایک موقع دے دیا تھا۔۔

شیری نرمی سے مسکرایا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

اگر تمنے دوبارہ مجھے تکلیف دی تو یاد رکھنا نیناں اس بار میں واقعی یا تو خود مر جاؤں گا یا تمہیں مار دوں گا۔۔

وہ سختی لہجے میں بولا۔۔

تھینکیوں۔ تھینکیو سو مچ۔ میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ کبھی تمہاری محبت پر شک نہیں کرونگی۔ شیری مجھے معاف کر دینا مینے تمہاری پاکیزہ محبت کو ایسے رسوا کیا۔

وہ اسکے ہاتھوں پر سر رکھتی ہچکیوں سے روتی بولی۔

شیری نے نفی میں ہلاتے نرمی سے اسکا سر تھپکا۔

جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب تم میری بننے کی تیاری کرو۔ اسکی سزا میں تم سے شادی کے بعد خود لے لوں گا۔

بس تم میری دسترس میں آجاؤ۔۔

وہ کچھ شرارت سے بولا تو وہ نم آنکھوں سے ہنس دی۔۔

اور اسے ہنستے دیکھ وہ بھی مسکرا دیا۔۔

بلکل پہلے جیسے زندگی سے بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ۔۔

دور سے انہیں دیکھتے وشہ اور عادی بھی مسکرا دیئے۔۔

❤❤❤❤

ارسل، ارسل وہ گہری نیند میں تھا جب آیت نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔۔

ہم۔۔وہ آنکھیں مسلتا اٹھ بیٹھا۔۔۔

آیت اسکا تکلیف سے زرد پڑتا چہرہ دیکھ وہ تیزی سے اس پر جھکا۔۔

ا۔ارسل مجھے بہت پ۔پین ہو رہا ہے۔۔

وہ درد کی شدت سے بول بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

آیت میری جان کیا ہو رہا ہے۔م۔میں کیا کروں۔۔ایک منٹ میں ابھی ایا۔۔

وہ تیزی سے بستر سے چھلانگ لگاتا کمرے سے باہر بھاگا۔۔

ماما۔ماما۔ ہڑبڑاہٹ میں انکے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے اسکی حالت قابل رحم تھی۔۔

ارسل کیاہوا۔۔ اسکے بابا نے نیند سے بھری آنکھیں مسلتیں دروازہ کھولا۔۔

باباوہ آیت۔۔ اسنے اتناہی کہا تھا کہ اسکی ماما تیزی سے اسے سائیڈ کرتی اسکے کمرے میں بھاگی تھیں۔۔

وہ دونوں باپ بیٹا بھی انکے پیچھے ہی لپکے تھے۔۔

ارسل جلدی اٹھاؤ اسے ہوسپٹل لے کر چلو ابھی۔۔

وہ درد سے تڑپتی آیت کو بامشکل اٹھا کر بٹھاتیں تیزی سے بولیں۔

میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔ طالب شاہ بولتے نیچے کی طرف بڑھ گئے۔

ارسل نے آگے بڑھتے آیت کو اٹھایا۔

صوفیہ جلدی آو یہ سامان سمیٹو بھابھی کے لیئے۔۔

وہ حیران پریشان سی صوفیہ کو آتے دیکھ جلدی سے بولیں۔

وہ سرہلاتے انکی ہیلپ کرنے لگیں۔

اگلے پانچ منٹ میں وہ سب ہاسپٹل کے لیئے روانہ ہوچکے تھے۔۔

ڈاکٹرز نے اسے فورا ایڈمیٹ کرلیا۔۔

وہ بے چینی سے لیبر روم کے آگے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

صوفہ اور اسکی ماما پریئر روم میں فجر ادا کرنے گئ تھیں۔

طالب شاہ اپنے بیٹے کی بے چینی پر مسکرا دیئے۔۔

پر سکون رہو بیٹا۔ یہ وقت ہر عورت پر آتا ہے۔ فکر مت کرو سب ٹھیک ہو گا۔۔

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دینے والے انداز میں بولے۔۔

وہ ہونٹ بھینچتے سر ہلا گیا۔

اگلے چار گھنٹے انکے کھٹن انتظار میں گزرے تھے جب ڈاکٹر باہر ائ۔۔

ڈاکٹر میری وائف اور بے بی کیسے کیسے ہیں دونوں۔۔ ارسل نے بے چینی سے پوچھا۔۔

آپکی وائف اور بے بی بلکل ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر نے مسکراتے لہجے میں کہا۔

کیا میں مل سکتا ہوں۔۔ اسنے تیزی سے پوچھا۔

نہیں بے شک ڈیلیوری نارمل ہے لیکن فلحال وہ انڈر اوبزرویشن ہیں آپ کچھ دیر تک مل سکتے ہیں۔

ڈونٹ وری آپکی وائف اور بیٹا اب دونوں ٹھیک ہیں۔

بیٹا۔ وہ بے یقینی سے بڑبڑایا۔

جی مبارک ہو اپکو بیٹا ہوا ہے۔۔ ڈاکٹر اسکی حیرت پر مسکراتے بولی۔۔

ڈاکٹر ایکسکیوز کرتی جا چکی تھی۔

اللہ کا شکر۔اسکی ماما بے ساختہ بولیں تو اسکے منہ سے بھی الحمدللہ نکلا تھا۔۔

تبھی نرس نیلے کمبل میں ننھا وجود لیے باہر آئی۔۔

ارسل نے بے یقینی سے اپنے سامنے آتی نرس کے ہاتھوں میں اپنا انچھ دیکھا تھا۔۔

نرس نے اسکے سامنے کمبل کیا تو اسنے اسے تھامنے کی بجائے تیزی سے والٹ نکالتے اس میں سے جتنے ہاتھ لگے پیسے نکالے اور اپنے بیٹے کے سر پر سے وارتے اس نرس کو دیے۔۔

والٹ جیب میں رکھتے اسنے کانپتے ہاتھوں سے اس وجود کو تھاما۔۔

اسکے چہرے سے کمبل ہٹاتے اسنے اس ننھے وجود کو دیکھا۔

ماشاءاللہ یہ کتنا پیارا ہے۔۔اچک کر اسے دیکھتی صوفیہ چہک کر بولی۔

ارسل آنکھوں میں نمی و بے یقینی لیے اپنے ہاتھ میں تھامے اس گلابی وجود کو دیکھے جا رہا تھا۔۔

مبارک ہو برخوردار طالب شاہ اسکے کندھے پر ہاتھ اپنے پوتے کی نظر اتارتے بولے۔۔

اسنے بے ساختہ جھک کر اسکی ننھی پیشانی پر بوسہ دیا۔

اسکے بوسہ دیتے ہی اس گلابی وجود نے کسمکسا کر اپنی آنکھیں کھولیں لیکن اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا اسکی کالی آنکھوں کی بجائے گرے آنکھیں دیکھ کر جو اسکی پھوپھو یعنی صوفیہ جیسی تھیں باقی وہ کس پر گیا تھا ابھی کچھ واضح نہیں تھا۔۔

واؤ بھیا اسکی آئیز تو مجھ پر گئی ہیں۔وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں چیخی تھی۔۔

آہستہ لڑکی۔۔اسکی مما ڈپٹ کر اسے کہتی بچے کو ارسل کے ہاتھ سے تھام گئیں۔

بھائی اسکا نام کیا سوچا ہے۔۔صوفیہ اسکے پھولے گال چھوتے ایکسائیٹیڈ سے بولی۔

آبان ارسل شاہ۔وہ اسکی چھوٹی سی ناک پر لب رکھتا مسکراتے لہجے میں بولا۔

ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے۔۔طالب شاہ اپنے پوتے کو اٹھاتے بولے تو سب مسکرا دیئے۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اسے ہوش آیا تو اسنے سب سے پہلے اپنے بچے کا ہی پوچھا تھا۔

جب ارسل نے اسکی گود میں وہ ننھا وجود ڈالا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ماں بننے کا احساس ہر احساس سے بالاتر تھا۔

جنت سمٹ کر اسکے قدموں تلے آچکی تھی اس سے بڑھ کر اسے اور کیا چاہیئے تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں شاہ والا کے تمام افراد اور آیت کے گھر والے بھی آچکے تھے۔

چھوٹا سا آبان کبھی ایک کے پاس جاتا تو کبھی دوسرے کے پاس۔۔

آیت مسکراتی ان سب کو دیکھ رہی تھی جب ولی انہیں مبارکباد دینے آیا۔

سب نے مہینوں بعد اسے دیکھا تھا۔اسنے بلند آواز میں سلام کیا۔

ارسل سے ملتے اسنے ایت کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے مبارک بعد دی کچھ دیر تک بچے کو گود میں لینے میں لے بعد وہ کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر واپس چلا گیا۔۔

آیت اور ارسل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔

ارسل نے اسے آنکھوں سے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا اور خود باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

کچھ دیر تک سب لوگ جا چکے تھے۔

وہاں صرف ارسل ہی تھا۔ آیت کو شام میں ڈسچارج مل جانا تھا اس لیے سب واپس چلے گئے۔۔

ارسل اندر آیا تو وہ اپنے بیٹے کو گود میں لیے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

ارسل نے جھک کر اسکے سر پر لب رکھے۔

شکریہ میری جان اتنا پیارا تحفہ دینے کے لئیے۔ وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں بولا۔

آیت نے چونک کر اسے دیکھا جو اب آبان کا ماتھا چوم رہا تھا۔

وہ اداسی سے مسکرا دی۔۔

کیا سوچ رہی تھی۔۔ ارسل اسکے قریب بیٹھا اسکے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں دیکھ بولا۔۔

مہر اور مرتسم بھائی بھی ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا نا۔۔

مہر کتنی ایکسائیٹیڈ تھی۔ اسنے تو کتنا کچھ سوچ بھی رکھا تھا۔ ارسل کیا ہم اسے واپس نہیں لا سکتے۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی۔

ارسل نے گہری سانس بھری۔

اس سے زیادہ اسکی کمی کون محسوس کر سکتا تھا۔

وہ صرف کہنے کو ہی نہیں سچ میں اسکی کرائیم پاٹنر اور سب سے اچھی دوست تھی۔۔

اسکے جانے کے بعد ایک خلا سی رہ گئ تھی جو صرف اسکے آنے سے ہی پر ہو سکتی تھی۔۔

انشاء اللہ۔۔بہت جلدی سب پہلے جیسا ہو جائے گا۔فکر مت کرو۔

بہت جلدی لوٹ آئے گی وہ۔۔

وہ مبہم سا بولا تو آیت آسودگی سے مسکرادی۔۔

❤❤❤❤❤

حسن بابا صبح فجر کے گئے اب دن چڑھے مسجد سے پیدل ہی واپس آرہے تھے جب اچانک انکا پاؤں لڑکھڑایا۔۔

سنبھل کر انکل۔۔کسی نے انہیں سہارادیا۔۔۔

انہوں نے چونک کر وہ آواز سنی۔

آہان۔بے آواز انکے لب ہلے۔

اپنے نام کی پکار پر انہوں نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔

حسن شاہ کو سامنے دیکھتے انکی گرفت بے ساختہ انکے ہاتھ پر ڈھیلی پڑی تھی۔۔

حسن بابا سنجیدگی سے انہیں دیکھنے لگے۔۔

بابا،بابا۔وہ ابھی کچھ کہتے جب تقریبا،ڈھائی،تین سال کا بچہ بھاگ کر انکے قریب اتا انکے سامنے فون کر گیا۔

ی۔ یہ تمہارا بیٹا ہے۔۔ وہ بے یقینی سے بولے۔۔

آہان شاہ نے اس سے موبائل لیتے جھک کر اس۔ بچے کو اٹھالیا۔

جی یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ ہولے سے مسکراتے بولے۔

ماشاءاللہ بہت پیارا ہے۔۔۔ کیا نام ہے۔۔ وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بولے۔

داؤد آہان شاہ۔۔ وہ اپنے بیٹے کا گال چومتے بولے۔۔

حسن بابا نے بغور انہیں دیکھا وہ کافی بدل گئے تھے۔۔

انکی شخصیت میں کافی سنجیدگی آگئی تھی۔۔

آپ اس وقت کہاں سے آرہے ہیں۔ وہ حسن بابا کو دیکھتے پوچھنے لگے۔۔

مسجد گیا تھا فجر کے لیئے۔ وہاں ایک دوست کے ساتھ بیٹھ گیا تو وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔

وہ دھیمے لہجے میں بولے۔۔

آپکی طعبیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ آیئے میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔

وہ انکی زرد رنگت اور جھکے کندھوں کو دیکھتا متفکرانہ لہجے میں بولا۔۔

وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گئے تھے۔۔

ارے نہیں بیٹا تم تکلف مت کرو میں چلا جاؤں گا۔۔ وہ اسے منع کر گئے۔

تکلف کیسا انکل پلیز منع مت کریں۔ وہ انکے ہاتھ تھامتا التجائیہ لہجے میں بولا تو انہیں چاروناچار ماننا ہی پڑا۔۔

❤❤❤❤

اندر آؤ نا بیٹا۔ وہ گاڑی سے اترتے اسے دیکھتے بولے۔
نہیں انکل پھر کبھی سہی۔۔ وہ جھجک گئے۔
پھر کبھی کیوں آؤ بیٹا یوں دہلیز سے مڑ جاؤ گے تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ اور داؤد بھی تو پہلی بار ملا ہے ایسے ہی تھوڑی نا جانے دیں گے۔۔
وہ حکمیہ انداز میں بولے تو انہیں آنا ہی پڑا۔۔

اسلام وعلیکم!!! انہوں نے گھر کے اندر آتے بلند آواز میں سلام کیا۔۔

سب نے چونک کر انہیں دیکھا۔

آغا جان کے علاوہ باقی سب یہیں موجود تھے۔۔

والسلام آہان شاہ۔۔ حسان صاحب خوشگوار لہجے میں بولتے اس سے ملنے لگے۔

کیسے ہیں انکل۔ وہ انسے ملتا دھیمے لہجے میں بولا۔۔

اللہ کا شکر بیٹا۔ آج اتنے سالوں بعد یہاں کا راستہ کیسے دیکھ لیا۔۔

وہ اسے دیکھتے بولو تو وہ بس مسکرا دیئے۔

عائشہ بیگم اور عالیہ بیگم سے ملنے کے بعد وہ اب لاؤنج میں بیٹھے تینوں باتیں کر رہے تھے جبکہ داؤد یہاں وہاں اچھل رہا تھا۔۔

آغا جان کہاں ہیں۔۔ کچھ دیر تک انہوں نے جھجھک کر پوچھا تو یک دم خاموشی چھا گئ۔۔

کمرے میں ہیں انکی طعبیت نہیں ٹھیک نا تو آرام کر رہے ہیں۔

حسان صاحب دھیمے لہجے میں بولے۔

کیا میں مل لوں انسے۔ انہوں نے کہا تو حسان صاحب سر ہلاتے انہیں لیے اٹھ گئے۔۔

کمرے کے دروازے پر نوک کرتے وہ اندر داخل ہوئے۔

اغا جان جو کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے چونک کر سیدھے ہوئے۔

اگر میری نظر کا دھوکا نہیں ہے تو میرے سامنے آہان شاہ ہی کھڑا ہے نا۔۔

وہ اپنی عینک ٹھیک کرتے انہیں دیکھتے بے یقین لہجے میں بولے۔

جی بلکل اپنے ٹھیک پہچانا۔ وہ دھیمے سے بولتے انکے قریب آ کر رکے۔۔

وہ حیران تھے رعب ودب دبے والے زولفقار شاہ کے جھکے کندھوں اور بستر پر لگے دیکھ۔

کیسے ہیں آغا جان۔ہمیشہ کی طرح آج اتنے سالوں بعد بھی انہوں نے جھک کر انکا ہاتھ چوما جیسے وہ اپنے آغا جان کا چومتے تھے۔۔

ٹھیک ہوں بچے۔۔ تم کیسے ہو۔ آج ادھر کی کیسے یاد آگئی۔

وہ انہیں دیکھتے بولے تو انہوں نے حسن بابا سے ہوئی ملاقات کا بتادیا۔۔

آپ آرام کریں میں چلتا ہوں۔کچھ دیر تک انکا حال احوال پوچھنے کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

خوش رہو۔ آتے رہنا پھر۔۔ وہ انکا کندھا تھپتھپاتے بولے۔

وہ ابھی باہر آئے ہی تھے کہ جب داؤد بھاگتا انکے سامنے آیا۔۔

بابا۔۔ پلی۔(پری)وہ ایک تصویر انکے سامنے کرتا بولا۔۔

آہان شاہ ساکت ہوئے تھے۔اسکے ہاتھ میں مہرماہ شاہ کی تصویر دیکھتے۔۔

اس تصویر میں وہ واقعی پری بنی ہوئی تھی ہاتھ میں چھڑی لیے وہ کھکھلا رہی تھی۔۔

پلی مل دئی بابا۔۔(پری مل گئی بابا) داؤد اپنی توتلی آواز میں بولتا خوش ہوتا اس تصویر کو دیکھ رہا تھا۔

وہ مہر کو وہ پری سمجھ رہا تھا جسکی کہانیاں اسے زارا سناتی تھی۔۔

عائشہ ماما بھی کچن سے نکلتی نم آنکھوں سے اس بچے کو مہر کی تصویر کے ساتھ جھومتے دیکھ رہی تھیں۔

داؤد بیٹا یہ وہ پری نہیں ہیں۔۔ آہان شاہ نے بغیر دیکھے اس سے تصویر لیتے صوفے پر الٹی رکھ دی۔۔

نہیں بابا پلی۔۔وہ ضدی انداز میں بولا۔

داؤد مینے کہانا یہ پری نہیں ہے۔ یہ تو حسن دادا کی ڈاٹر ہے جیسے آپ بابا کے سن ہو۔ وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولے تو وہ سمجھ کر چپ ہو گیا۔

میں چلتا ہوں انکل بہت دیر ہو گئی ہے۔۔ وہ نظریں چراتے بولے۔

ٹھیک ہے بیٹا پھر چکر لگاتے رہنا اور داؤد کو بھی لانا۔

وہ داؤد کے گال کھینچتے مسکراتے لہجے میں بولے۔

وہ اللہ حافظ کہتے جا چکے تھے۔

حسن بابا نے صوفے پر پڑی اس تصویر کو اٹھایا اور مسکرا کر دیکھتے اپنے ساتھ لیے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

جس دن سے وہ واپس آئے تھے انہوں نے عائشہ سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔

عائشہ کی چپ نے انکی مہر کی زندگی برباد کر دی انکا ہستا کھیلتا گھر اجاڑ دیا تھا۔۔

❤❤❤❤

غازی نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ اج اسکے چہرے پر کچھ عجیب سی چمک تھی۔

ہونٹوں پر دھیمی مسکان تھی۔

آج تو اسکی آنکھیں بھی مسکا رہی تھیں شائید وہ دل سے مسکرائی تھی۔۔

زیر لب ماشاء اللہ کہتے دل میں ہمیشہ اسکی ایسی مسکراہٹ قائم رہنے کی دعا کی تھی۔

میم یہ باہر پارسل آیا تھا۔۔ ملازمہ زرنور کو کوئی پارسل دیتی بولی۔۔

کسکے لیئے ہے۔ زرنور نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔

مہرماہ میڈم کے لیئے۔ ملازمہ نے کہا تو زرنور نے چونک کر سے دیکھا۔

ٹھیک ہے تم جاو۔ ملازمہ کو کہتے وہ پارسل لیے لاؤنج میں ہی اگئی۔۔

مہر یہ کوئی پارسل آیا ہے تمہارا۔۔ اسنے وہ مہر کو دے دیا۔

جسنے نا سمجھی سے اس سے پکڑتے کھولا تو اسمیں اسکے رپورٹس تھیں۔

کیا ہے مہر۔ زرنور اسکے تاثرات دیکھتی بولی۔

کچھ نہیں بھا بھی وہ میری بلڈ رپورٹس ہیں۔۔ وہ نارمل لہجے میں بولی۔

کیا آیا ہے رپورٹس میں۔ اس سے پہلے کہ وہ رکھتی غازی نے اسکے ہاتھ سے اچک لیں۔

مہر تمہیں تو ہائی ٹائفائیڈ ہے اور تو اور تمہارا اسٹمیک بھی بری طرح سے خراب ہے۔۔

غازی اسکی رپورٹس پڑھتا پریشانی و فکر سے اسے دیکھتا بولا۔

وہ کچھ نا بولی بس سر جھکائے بیٹھی رہی۔

اسی لیے کہتا تھا میں کہ خیال رکھا کرو اپنا۔ دیکھ لیا اب۔۔ چلو اٹھو ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔۔

وہ اسے ڈانٹتے بولا۔۔

لیکن اان۔۔ وہ ابھی کچھ کہتی زرنور بول پڑی۔

لیکن ویکن کچھ نہیں ابھی اٹھو۔ خدا نخواستہ بخار تیز ہو گیا یا پھر سٹیمک کا پرابلم زیادہ ہو گیا تو۔۔ وہ زرنم کو اس سے لیتی بولی۔۔

مہر منہ بناتی اٹھ گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ڈاکٹر مہک کے سامنے بیٹھے تھے۔

انہوں نے سختی سے مہر کو باہر کی چیزیں، تلی ہو چیزیں اور روٹی کھانے سے منع کیا تھا۔

اب وہ اسکاڈ سکرپشن اور دائٹ چارٹ لکھ رہی تھیں۔

یہ دوا نجیکشن ہے ایک ابھی لگوالیں اور ایک دو دن بعد۔

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے انہیں دیکھتے کہا۔

مہر ان سب میں خاموش بیٹھی رہی۔

غازی تھینکیو کہتا مہر کو لیے باہر اگیا۔

تم یہاں بیٹھو انجیکشن لگوا تب تک میں تمہاری میڈیسنز لے کر آتا ہوں۔۔ وہ اسے روم میں چھوڑتا بولا جہاں نرس انہیں لے کر آئی تھی۔۔

ڈرنا مت کچھ نہیں ہو گا میں ابھی آرہا ہوں۔ وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے جاتے ہی نرس بھی باہر چلی گئی۔

مہر نے تعجب سے اسے دیکھا۔

لیکن مرتسم کو اندر آتے دیکھ اسکا منہ کھل گیا۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں شاہ۔ اور اندر کیسے آئے۔۔

وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھتی بولی۔

مرتسم دروازہ بند کرتے اسکی طرف بڑھا۔۔

شاہ آپ کیوں آئے ہیں یہاں پہ۔ آان یہیں پہ ہے شاہ۔ اگر انہوں نے آپکو دیکھ لیا تو بہت تماشہ ہو جائے گا۔۔

وہ اسے اپنی طرف آتے دیکھ پریشانی سے بولی۔۔

مرتسم اسکے پریشان چہرے کو دیکھتا گہری سانس بھر گیا۔

اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے مرتسم نے اسے اٹھاتے بیڈ پہ بٹھایا۔۔

ریلیکس جانم کچھ نہیں ہو گا۔۔ وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔۔

لیکن شاہ آان۔۔ وہ دروازے کو دیکھتی پریشانی سے بولی۔۔

ایسی کی تیسی آپکے آان کی میں ڈرتا ہوں کیا اس سے۔۔

وہ اسے ڈپٹنے کے انداز میں بولا۔۔

شاہ۔ اسکا منہ کھل گیا۔ آپ میرے بھائی کو ایسے نہیں کہہ سکتے۔۔ وہ خفگی سے اسے گھورتے بولی۔۔

ڈاکٹر نے کیا بولا ہے۔۔ مرتسم اسکی بھائی کی رٹ کو نظر انداز کرتا بولا۔۔

ڈاکٹر نے بولا ہے میں بلکل ٹھیک ہوں آپ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں۔۔وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔

مرتسم نے اسکے سفید جھوٹ پر اسے گھورا۔

اچھا تو پھر یہ شائید ڈاکٹر مجھے بول رہی تھی ہے نا۔۔وہ اسکے سامنے ایک کال ریکورڈینگ چلاتا بولا۔۔

مہر کا منہ کھل گیا۔۔

ایسے مت دیکھیں میں ڈاکٹر کے ساتھ کال پہ ہی تھا۔وہ اسکے خفگی والے تاثرات دیکھتا مسکراتے بولا۔

مہر اب اپنے اپنا بہت خیال رکھنا ہے۔ڈاکٹر کی تمام ریسٹریکشنز فولو کرنی ہیں۔۔میڈیسنز ٹائم پہ لینی ہے۔اور بلکل کوئی باہر کا کھانا نہیں کھانا ہے۔

جو ڈاکٹر نے ڈائیٹ چارٹ بنا کر دیا ہے وہی کھانا ہے اوکے۔۔

وہ بہت سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔

مہر منہ بناتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

صرف سر نہیں ہلانا آپ نے۔۔اسکا جملہ ادھورا رہ گیا جب کمرے کا دروازہ کھولا۔۔

دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

لیکن سامنے غازی کو دیکھتے مہر کا چہرہ فق ہوا۔

جبکہ مرتسم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔

غازی اسے یہاں دیکھ ایک پل کے لیئے ساکت ہوا تھا اگلے ہی پل اسکے چہرے پر غصے کی ایک تیز لہر دوڑ گئ۔

تم۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئ میری بہن کے قریب آنے کی بھی۔۔ وہ مرتسم کو دیکھتا دھاڑا اسکی طرف بڑھا تھا۔

اسکی ڈھاڑ پر مہر نے سہم کر مرتسم کا بازو دبوچا تھا۔۔

مہر کے سہمنے پر مرتسم نے ناگواری سے غازی کو دیکھا۔۔

میری بہن کو اس حال میں پہنچا کر بھی تمہیں سکون نہیں ملا۔۔

وہ اسکا گریبان پکڑتا دھاڑا تھا۔۔۔

اتنے نزدیک سے اسکی ڈھاڑ سنتے مہر کی چیخ بے ساختہ تھی۔

اسکی چیخ پر دونوں کا دھیان اسکی طرف گیا تھا۔۔

مرتسم نے یکدم اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکتے اسے پیچھے دھکا دیا تھا۔

غازی کا دھیان مہر کی طرف تھا وہ بے دھیانی میں لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔

ریلیکس میری جان بھائ بس غصے میں ہیں۔۔ مرتسم کھینچ کر مہر کو اپنے سینے سے لگاتا پیار سے بولا۔۔

مہر غازی کا چہرہ دیکھ مرتسم کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

میری بیوی کو نرم لہجوں کی عادت ہے۔ آئندہ میری بیوی کے سامنے اونچے یا سخت لہجے میں بات کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔

میری بیوی ڈر گئی ہے اس لیے چھوڑ رہا ہوں تمہیں۔ ورنہ مرتسم شاہ کے گریبان پر پڑنے والا ہاتھ سلامت نہیں رہتا۔۔

مہر کے گرد حصار سخت کرتے وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

تم میری بہن سے دور رہو۔ تم سے بہتر جانتا ہوں اسکے لئیے کیا ٹھیک ہے۔۔ غازی نے جھپٹ کر مہر کو اسکے حصار سے کھینچ لیا۔

مرتسم نے تھم کر اپنے خالی بازوں کو دیکھا اور پھر غازی کو۔۔

مہر نے خوف سے دونوں کے چہروں پر غضب ناک ہوتے تاثرات دیکھے تھے۔

میری بیوی ہیں وہ تم ہوتے کون ہو انہیں مجھ سے دور کرنے والے۔۔

وہ غازی کا گریبان جکڑتا دھاڑا تھا۔۔

وہ یوں مہر کا خود سے دور ہونا اسے جیسے پاگل کر گیا تھا۔

انکے شور سے بہت سارے لوگ اور نرسسز جمع ہو گئے تھے۔۔

مہر سفید چہرے سے انہیں دیکھنے لگی۔

کوئی حق نہیں ہے تمہارا میری بہن پر۔ یہ رشتہ اسے تکلیف دیتے وقت کیوں نہیں یاد آیا تھا تمہیں۔ کیوں لوٹ کر آؤ آئے ہو۔ مہرماہ شاہ تمہارے بغیر بھی اپنی زندگی میں بہت خوش ہے۔

غازی نے بھی غصے سے اسکا کالر دبوچا تھا۔

کیا کر رہے ہیں آپ لوگ یہ ہوسپٹل ہے۔ڈاکٹر تیزی سے انکے قریب آئے تھے۔۔

لیکن وہ دونوں شائید آج ایک دوسرے کی جان لینے کے درپر تھے۔۔

تمہارے کہنے سے ختم نہیں ہو جائے گا۔ انکے نام کے ساتھ میرا نام جڑا ہے جسے تم جھٹلا نہیں سکتے۔

مرتسم اسکے منہ پر دھاڑا تھا۔۔

مہرنے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا۔۔ اسکا سر پہلے ہی چکرا رہا تھا۔ اب یوں دونوں کو ایک دوسرے کے مقابلے پر آتے دیکھ اسکی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو گئی۔

تم سے جو نام کا رشتہ جڑا ہے وہ بھی بہت جلد ختم کر دوں گا۔ اور تم سے بہتر ہمسفر چنوں گا اپنی بہن کے لیئے۔ وہ اسے دھکا دیتا تمسخر سے بولا تھا۔۔

مرتسم اسکے لیئے کسی دوسرے مرد کا نام سنتے غصے سے پاگل ہوا تھا۔۔

اسنے اودیکھا نا تاؤ تیزی سے غازی کے چہرے پر مکا جڑا تھا۔

غازی اسکے اچانک حملے کے یئے تیار نہیں تھا وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوا تھا۔۔

مہر نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے اپنی چیخیں دبائے تھیں۔

مرتسم شاہ اپنی بیوی کے سائے پر بھی کسی کی نظر برداشت نا کرے اسکے ساتھ کسی کو جوڑنا تو دور کی بات ہے۔۔

اس سے پہلے کہ غازی پلٹ کر اس پر وار کرتا کچھ لوگوں نے بامشکل اسکو قابو کیا تھا۔۔

تم جیسے انسان کے ساتھ میں اپنی مہرو کو ایک پل برداشت نا کرو ساری زندگی تو دور کی بات ہے۔۔

غازی دھاڑا تھا۔۔

غلط فہمی ہے تمہاری کہ تم انہیں مجھ سے دور کر جاتے ہو۔

وہ لوگوں کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتا چلایا تھا۔۔

وہ دونوں اپنی لڑائی میں اس وجود کو بھول چکے تھے جسکے لیئے لڑ رہے تھے۔۔

لوگوں نے بامشکل ان بپھرے شیروں کو قابو کیا تھا جو تھے کہ قابو میں ہی نہیں آرہے تھے۔۔

تم اپنی۔۔ابھی غازی اپنا جملہ مکمل کرتا کے دھڑام سے کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔۔

دونوں نے بے ساختہ آواز کی سمت دیکھا جہاں مہر اپنے پورے قد سے زمین پر پڑی تھی۔۔

مہر۔۔دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

دونوں ہی تیزی سے اسکی طرف بڑھے تھے۔

۔غازی نے تیزی سے اسے اپنی بانہوں میں تھامتے سے بیڈ پہ لٹایا تھا۔۔

مرتسم آگے بڑھنے لگا لیکن غازی نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے وہیں روک دیا۔۔

تمہارا معاملہ ہے اکیلے میں سلجھاوں گا۔۔ یہ ہوسپٹل ہے اور میں یہاں اور کوئی تماشہ نہیں چاہتا اس لیے چپ چاپ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔

وہ دبی آواز میں غرایا تھا۔۔

مرتسم نے ہونٹ بھینچتے مہر کے بے ہوش وجود کو دیکھا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ختم ہو گیا تماشہ۔۔ وہ لوگوں کو جمع دیکھ سرد لہجے میں بولا تو لوگ تیزی سے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔۔

ڈاکٹر زاب مہر کا چیکاپ کر رہی تھی۔

بی۔پی کافی لو ہے انکا اور خوف سے بے ہوش ہو گئی ہیں۔۔

گلوکوز لگا دیا ہے۔باضی یہ میڈیسنز آپ ٹائم پر دیں اور ایک ہفتے تک دوبارہ چیکاپ کے لئیے آنا ہے اپکو۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔ڈاکٹر مہک نے پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔

غازی نے ماتھا مسلتے مہر کو دیکھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسکے غصے سے ایسے سہم جائے گی۔۔

وہ تو اسے بہت بہادر سمجھتا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ مرتسم میر شاہ کی پناہوں میں آتے ہی وہ بلکل اس نازک آبگینے کی طرح ہو جاتی تھی جو زرا سی ہوا سے ہی بکھر جائے۔۔

❤❤❤❤

تقریبا دو گھنٹے تک اسے ہوش آیا۔۔۔

مہرو میرا بچہ کیسی طبعیت ہے اب۔ غازی اسے ہوش میں آتے دیکھ تیزی سے اسکے پاس ایا۔۔

مہر نے آنکھوں میں خوف لیے اسے دیکھا۔

غازی اسکے چہرے پر ڈر دیکھتے لب بھینچ گیا۔۔

میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ وہ نظریں چراتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج دے دیا۔ وہ سارے راستے بھی سہمی سہمی سے چپ چپ ہی رہی۔۔

غازی بھی اسکی طعبیت کے زیر اثر چپ رہا۔۔

❤❤❤❤

غازا اتنی دیر لگا دی اپنے۔ کیا کہا ڈاکٹر نے سب ٹھیک تو ہے نا۔ انہیں آتے دیکھ زرنور تیزی سے انکے قریب آئی تھی۔

غازیہ کیا ہوا آپکے چہرے پر۔۔ وہ اسکا سوجا نیلا گال دیکھتی بولی۔

مہر کوئی بھی جواب دیے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گی۔۔

خدا کا واسطہ ہے غازی کچھ تو بولیں۔ وہ اسکا بکھرا حلیہ اور مہر کا ایسا ریکشن دیکھتی پریشانی سے بولی۔

جب وہ گئ تھی تب تو بہت خوش تھی لیکن اب اچانک سے۔۔

غازی نے گہری سانس بھرتے اسے دیکھا اور پھر اسے سب بتاتا چلا گیا۔۔

یا میرے خدایا۔۔ غازیہ کیا کر دیا آپنے۔ وہ بے ساختہ سر تھامتی بولی۔

غازی نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

غازا اپنے دیکھا نہیں تھا صبح مہر کتنی خوش تھی۔ رات جب میں زرنور کا فیڈر لینے باہر آئی تھی تو مجھے ایسا لگا تھا کہ شائید مہر کے کمرے میں کوئی ہے۔ اب میرا شک یقین میں بدل گیا کہ وہ مرتسم بھائی ہی تھے۔۔

وہ حیرانی و پریشانی سے بولی۔۔

تمنے مجھے اسوقت کیوں نہیں بلایا۔ اسکی اتنی ہمت کہ وہ میرے گھر تک پہنچ گیا۔۔ غازی شدید تیش سے بولا تھا۔۔

اپکا یہی غصہ آپکی بہن کی زندگی برباد کر دے گا غاز۔۔زرنور اسکو غصے میں آتا دیکھ افسوس سے بولی تھی۔

غازی نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

ہم دونوں ہی صبح حیران تھے نا کہ اچانک مہر کو کیا ہوا ہے۔ وہ ان چھ ماہ میں کبھی اتنی خوش نہیں دکھی۔ لیکن ایک دن صرف ایک رات مرتسم بھائ کے آنے سے اسکے چہرے کی رونق لوٹ آئ تھی۔ دیکھا نہیں تھا اپنے صبح وہ کتنی خوش تھی کیسے چہک رہی تھی۔۔

ہمنے ان چھ ماہ میں کتنی کوششیں لیکن مرتسم بھائ نے وہ ایک دن میں کر دیا جو ہم ان چھ ماہ میں نا کر سکے۔۔

وہ اسے سمجھانے کے انداز میں بولی۔۔

غاز آپ مان لیں۔ مہر کے چہرے پر مسکراہٹ صرف مرتسم شاہ ہی لا سکتا ہے۔۔

وہ تاسف سے اسے دیکھتے بولی۔۔

غازی کے چہرے پر سوچ کی گہری پر چھائیں چھلکی تھیں اسنے ایک نظر مہر کے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر زرنور کو جسنے بے بسی سے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

وہ گہری سانس بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

اللہ جی اب آپ ہی کچھ کر سکتے ہیں۔۔زرنور بے بسی سے بڑبڑائ تھی۔۔

بلال۔۔امام صاحب کی پکار پر اسنے چونک کر انہیں دیکھا۔

جی امام صاحب!!وہ احتراماً انکے لیئے کھڑا ہوا۔۔

بیٹا آج گھر نہیں گئے تم۔ظہر کے بعد سے یہیں ہو۔۔وہ اسکے پر نور چہرے کو دیکھتے مسکراتے لہجے میں بولے۔

تلاوت کرتے وقت کا پتہ نہیں چلا امام صاحب بس جا ہی رہا تھا۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔

آج بھی اسکے لہجے میں تھکن محسوس کرتے وہ چونک گئے۔۔

کیا ابھی بھی اسے مانگتے ہو۔۔امام صاحب کے پوچھنے پر اسنے چونک کر انہیں دیکھا۔۔

نہیں۔نرمی سے مسکراتے کہا۔

بس انکی خوشیوں کی دعا مانگتا ہوں وہ جہاں رہے خوش رہیں یہی میرے لیے کافی ہے۔۔

وہ نرمی سے بولا لہجے میں ان دیکھی سی کسک تھی۔۔

امام صاحب بہت غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اسکا چہرہ دیکھتے وہ چھ ماہ پہلے کے منظر میں کھو گئے۔۔

چھ ماہ پہلے:

عیشاء کی نماز پڑھانے کے وہ گھر جانے کے لئیے نکلے جب انہیں مسجد کی دہلیز پر کوئی کھڑی نما شے دیکھی۔۔

قریب جا کر دیکھا تو کوئی چیز نہیں آدم زاد تھا۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے خود میں سمٹ کر بیٹھا سسک رہا تھا۔

کون ہو بیٹا۔۔وہ اسکے پاس بیٹھتے فکر مندی سے اسے دیکھتے بولے۔

امن نے انکی آواز پر چونک کر سر اٹھایا۔۔

کون ہو بیٹا۔اور یہاں ایسے کیوں بیٹھے ہو۔

امام صاحب اسکے چہرے سے ٹپکتی وحشت دیکھ چونک گئے۔۔

سوالی ہوں۔فریاد لیے بیٹھا ہوں۔وہ بھیگے لہجے میں بولا۔

سوالی ہو تو دہلیز پر کیوں بیٹھے ہو اسکے در پر جا کر مانگوں نا۔وہ مسکراتے لہجے میں بولے۔

امن نے نفی میں سر ہلایا۔ م۔میں اندر نہیں جا سکتا۔بہت گناہ کیے ہیں۔میرا وجود ناپاک ہے۔ شرمندہ ہوں اس سے پھر کیسے اسکے گھر میں چلا جاوں۔وہ شرمندگی سے چور لہجے کیں بوا۔

امام صاحب مسکرا دیئے۔او جھلیا جو تجھے یہاں تک لے آیا تجھے لگتا ہے اسنے تیری توبہ قبول نا کی ہو گی۔۔وہ نرمی سے بولے۔۔

امن نے چونک کر آسمان کو دیکھا۔۔

عاشق لگتا ہے۔۔امام صاحب زیرلب مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھ کر بولے۔۔

امن ہاں میں سر ہلا گیا۔

عاشق ہوں لیکن عشق مانگنے نہیں ایا۔انکی زندگی مانگنے آیا ہوں۔۔وہ آنکھوں سے پھسلتے آنسو صاف کرتے بولا۔۔

جب سے کبیر نے اسے مہر کی حالت کا بتایا تھا وہ تب سے مسجد کی دہلیز پر بیٹھا تھا۔۔

چل اٹھ آ جا میرے ساتھ۔۔انہوں نے اسے کھڑا کیا۔

امن کچھ پل انہیں دیکھتا رہا پھر انکے پیچھے مسجد میں اگیا۔۔

انہیں آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔وہ خود ہی لڑکھڑاتے قدموں سے سجدے میں گرا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔

میرے مولا میں تیرا گہنگار بندہ ہوں۔میرا وجود گناہ سے تر ہے۔میں اپنے گناہ ہوں سے توبہ کرتا ہوں آج یہاں تیرے در پہ سوالی بن کے آیا ہوں۔

میری التجا سن۔میں تجھ سے انکا ساتھ نہیں مانگ رہا تو چاہئے تو میری سانسیں چھین لے۔تجھے تیرے محبوب کا واسطہ انکی زندگی لوٹا دے۔وہ سسک رہا تھا۔۔

میرے مالک تیرے در کے علاؤہ اور کوئی در نہیں جہاں ہاتھ پھیلا سکوں۔

میں وعدہ کرتا ہوں میں ہر برا کام چھوڑ دوں گا۔میں صرف تیرا بندہ بن کے رہوں گا۔

میں کبھی انکی سوچ بھی زہن میں نہیں لاوں گا بس تو انہیں نئی زندگی عطا کر دے۔۔

وہ گڑا گڑا یا تھا۔۔

امام صاحب اسے سسکتا چھوڑ اللہ ہو کا ورد کرتے مسجد سے نکل گئے۔۔

پیچھے وہ گڑ گڑا تا رہا۔۔

اور ایسے ہو سکتا ہے کوئی بندہ اسکے پاس فریاد لے کر ائے اسے اسکے محبوب کا واسطہ دے اور وہ خالی ہاتھ لوٹا دے۔۔

فجر کے بعد کبیر نے اسے اسکی زندگی کی نئی نوید سنائی تھی۔۔

تب جا کر اسنے سجدے سے سر اٹھایا تھا۔۔

کتنے ہی سجدے کر ڈالے تھے اسنے شکرانے کے۔

اپنے وعدے کے مطابق اسنے ہر کام چھوڑ دیا۔ اپنا پورا گینگ ختم کر دیا۔

سارا پیشہ ٹرسٹ کو دے دیا اور خود نورین کو لے کر اسی چھوٹ سی بستی میں آکر قیام پزیر ہو گیا۔

وہ امن ملک سے صرف بلال بن گیا تھا۔۔

وہ اب خود محنت کرتا اپنی حق حلال کی کمائی کھاتا تھا۔

مہر کو سوچنا اسنے چھوڑ دیا تھا۔

لیکن دل پر اسکا اختیار نہیں تھا جو ہر وقت اسنے نام کی مالا جپتا تھا۔۔

❤❤❤❤

حال:

کیا سوچ رہے ہیں امام صاحب وہ انہیں سوچ میں گم دیکھ بولا۔ کچھ نہیں بس سوچ رہا تھا کہ خدا جب دینے پر آتا ہے تو انسان کو خزانوں سے بھر دیتا ہے۔۔

وہ مسکراتے لہجے میں بولے۔

بے شک زیر لب کہتے وہ بھی مسکرا دیا۔

امام صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ واپسی کے لیئے نکل پڑا۔۔

وہ سڑک پار کر رہا تھا جب اسکا فون رنگ ہوا۔

اسکا دھیان فون کی طرف ہوا وہ بھول گیا کہ وہ سڑک کے بیچ کھڑا ہے۔ اسی وقت ایک تیز رفتار گاڑی اسکی طرف آتی دکھائی دی۔

اسے سنبھلنے کا موقع بھی نا ملا اور وہ گاڑی اسے ٹکر مارتی سڑک سے اچھال گئی۔۔

مسجد سے گھر کے لیئے نکلتے امام صاحب نے وہ منظر دیکھا تو وہ دہل کر اسکی طرف بڑھے۔۔

امن اچھل کر دور سڑک پر جا کھڑا اپل میں اسکا سفید کرتا خون سے تر ہو گیا۔۔

لوگ تیزی سے اسکے آس پاس جمع ہونے لگے۔۔

اسکے سر سے ٹپکتا خون اسکی آنکھوں پر پڑ رہا تھا۔ وہ ہوش کھو رہا تھا۔ آنکھیں بند ہونے سے پہلے اسے لوگوں کے جھرمٹ میں اسے وہ وجود نظر آیا جو اسکی زندگی میں شمع بن کر آئی تھی۔۔

بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ نفی میں سر ہلاتی اسکی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی۔

امن نے دھندھلی آنکھوں سے وہ منظر دیکھا اسنے اپنا ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی۔ زرا سا اسکا ہاتھ اٹھا اور وہ وہیں ساکت ہو گیا۔۔ آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں۔ ہاتھ بے جان ہوتا نیچے گر گیا۔

اسکے چہرے پر تکلیف تھی لیکن لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

اسنے حرام موت نہیں چنی تھی اسنے خدا کو چنا تھا جسنے آج اسکی راہ آسان کر دی تھی اسے آخرت کے سفر پر رواں کر کے۔۔

اسکی کھلی ساکت آنکھوں نے اسے دھواں بن کر اڑتے دیکھا اور پھر کسی نے اسکی آنکھیں بند کر دیں۔

اس پاس کوئی کوئی ایمبولینس کو فون کر رہا تھا تو کوئی پولس کوئی۔۔

امام صاحب جب تک اسکے پاس پہنچے اسکا وجود بے جان ہو چکا تھا۔

انہوں زارو قطار روتے اسکی ساکت آنکھیں بند کر دیں۔

کوئی اور بھی تھا جو ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اسنے خود کو اسکی طرف بڑھتے دیکھا۔ اسے اپنے قدم بے جان ہوتے محسوس ہوئے۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

خدا خیر کرے آج اتنی دیر ہو گئ۔وہ بے چینی سے دروازے کو دیکھتی ٹہل رہی تھی۔وہ ظہر کے بعد کھانا کھانے گھر آتا تھا لیکن آج دیر ہو گئ تھی۔۔

کسی انہونی کے تحت اسکا دل گھبرا رہا تھا۔۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئ وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکی باہر آتی ایمبولینس کی آواز سے اسکے ہاتھ کانپ گئے۔۔

اسنے دروازہ کھولا سامنے کی مسجد کے امام کھڑے تھے وہ اکثر انکے گھر آتے تھے۔۔

اور انکے ساتھ کوئ اور بھی تھا۔۔ لیکن نورین نے اسے نہیں دیکھا اسکی ساکت نظریں ایمبولینس سے نکلتی اس سٹریچر پر تھیں جو وہ لوگ اسکی طرف لا رہے تھے۔

کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا۔

وہ لوگ سٹریچر صحن میں رکھ کر چلے گئے۔

وہ بے یقینی سے اس سفید کفن میں پڑے وجود کو دیکھتی رہی۔

اسکے قدم اسکی طرف بڑھے۔

کانپتے ہاتھوں سے اسنے اس سفید کفن کو اس وجود کے چہرے سے ہٹایا۔

کفن ہٹاتے وہ لڑکھڑا کر گری۔

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ بے یقینی یقین میں بدلنے لگی اور اسکے ساتھ ہی اسکی چیخ و پکار نے ہر ایک کی آنکھ اشک بار کر دی۔

وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کو چومتی ایک ماں کی طرح اسکے لیئے تڑپ رہی تھی۔۔

عالم اسے یوں تڑپتے دیکھ قرب سے آنکھیں بند کر گیا۔

کئ آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر پھسلے تھے۔۔

نورین کو اب محلے کی کچھ عورتیں سنبھلا رہی تھیں لیکن وہ تھی کہ سنبھل ہی نہیں رہی تھی۔۔

عصر کا وقت ہوا تو وہ لوگ میت اٹھانے کے لیئے اگئے۔۔

جنازے کا وقت ہوا تو اسکی سسکیاں عروج پر پہنچ گئ۔ عالم خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا۔

عورتوں نے زبردستی اسے میت سے الگ کیا۔

وہ اتنا بڑا صدمہ برداشت نا کرتے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئ۔۔

وہ لوگ جنازہ لے گئے۔

❤❤❤❤❤

امن کو دفن کیا جا رہا تھا وہ لب بھینچے اسکی قبر پر گرتی مٹی کو دیکھتا رہا۔۔

پھر اسنے دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے تو اسے اپنے ہاتھوں میں لرزش محسوس ہوئ۔ اسنے خود کو اسکی مغفرت کی دعا کرتی سنا۔۔

لوگ آہستہ آہستہ چھٹنے لگے۔۔

وہ ساکت نظروں سے اسکی قبر کو دیکھتا رہا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

اچانک اسے نورین کا خیال آیا تھا تو وہ لب بھینچے اٹھ کھڑا ہوا۔

ایک الوداعی نگاہ اسکی قبر پر ڈالے وہ قبرستان سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

اسنے گھر کے اندر قدم رکھا تو عورتیں واپس جا رہی تھیں۔

وہ اسے اندر آتے دیکھ عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ لیکن عالم کو فلحال انکی پرواہ نہیں تھی۔وہ صحن کی طرف بڑھا جہاں وہ گھٹنوں میں سر دیئے سسک رہی تھی۔۔

اسکے پاس ایک ہی تو رشتہ تھا وہ بھی آج چلا گیا۔اس بھری دنیا میں وہ اکیلی رہ گئ تھی۔۔

نور۔۔عالم نے اسکے قریب بیٹھتے نرمی سے اسے پکارا۔۔

نورین نے اسکی آواز پر چونک کر سر اٹھایا۔

عالم کو دیکھتے وہ ضبط کھوتے اسکے سینے سے لگی رو دی۔۔

وہ کیوں چلا گیا عالم۔میرے پاس تو اسکے علاوہ اور کوئ بھی نہیں ہے۔کسکے سہارے چھوڑ گیا وہ مجھے۔

اللہ نے اس سے پہلے مجھے کیوں نا اٹھایا۔کیسے جیوں گی اب میں کسکے سہارے رہوں گی۔۔وہ ہچکیوں سے روتی بول رہی تھی۔

عالم نے نرمی سے اسکا سر تھپکا۔

نور یہ اللہ کی مرضی تھی۔ہر وجود اسکی امانت ہے اسی کے پاس جانا ہے۔لیکن مقررہ وقت پر۔اور آپ اکیلی نہیں ہیں میں ہوں نا آپکے پاس۔۔

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔لیکن نورین ہنوز سسک رہی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤

دستک کی آواز پر اسنے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔

چہرے موڑتے اسکے نورین کو دیکھا جو اسکے بازو پر سر ٹکائے خاموش بیٹھی تھی۔

رو رو کر اسکی آنکھیں سوج چکی تھیں۔چیخ چیخ کر گلا بیٹھا چکا تھا۔۔

عالم نے گہری سانس بھرتے اسکا سر نرمی سے پیچھے کیا وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

عالم دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسنے دروازہ کھولا تو سامنے دو عورتیں کھڑی تھیں۔

بیٹا ہم کھانا لائے تھے نورین بیٹی کے لیئے۔۔وہ عالم کو دیکھتے بولیں۔

علام سر ہلاتا سائیڈ ہٹ گیا۔

چھ ماہ میں محلے والوں سے اسکے اچھی دوستی ہو گئ تھی۔اسلیے تقریباً سب ہی اسے جانتے تھے۔

وہ دروازہ بند کرتے واپس آیا تھا تو وہ عورتیں نورین کے پاس بیٹھیں اسے کھانے کے لیے اسرار کر رہی تھیں۔

لیکن وہ مسلسل منع کر رہی تھی۔

عالم اسکے قریب ایا۔نور تھوڑا سا کھا لیجئیے۔۔پلیز۔۔

وہ اسکے آگے نوالہ کرتے بولا۔۔

نورین کچھ دیر اسے دیکھتی پھر اسکے ہاتھ سے نوالہ کھالیا۔

وہ دونوں عورتیں کن اکھیوں سے عالم کو دیکھنے لگیں۔

چند لقمے لیتے ہی اسنے بس کر دی۔۔

تھوڑا سا اور۔عالم نے کہا تو وہ پھر سے رو دی۔

مجھ سے نہیں کھایا جا رہا عالم۔جب تک وہ کھانا نہیں کھالیتا تھا مجھے سکون نہیں آتا تھا۔میں خود اپنے سامنے بٹھا کے اسے کھلاتی تھی اب وہی بھوکا پیاسا ہمیشہ کے لئیے سو گیا ہے تو میں کیسے کھالوں۔وہ روتے ہوئے بولی۔

عالم نے نوالہ رکھتے اسے بازو کے حصار میں لیا۔

صبر کرے نور۔۔ ہم صبر کے علاوہ کیا کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے دائمی سفر کے لیئے گیا ہے۔ آپ اسکے لیئے دعا کریں کہ اسکا یہ سفر آسان رہے۔ وہ نرمی سے بولا۔۔

دونوں عورتیں آنکھیں پھاڑے نورین کو اسکے سینے سے لگے دیکھنے لگیں۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے وہ اٹھ کر چلی گئیں۔۔

عالم نے کسی طرح اسے میڈیسن دے کر سلا دیا۔

خود وہ باہر صحن میں کھڑا آسمان کو دیکھتا جانے کن سوچوں میں گم تھا۔۔

میں آجاوں۔۔ وہ دروازہ نوک کرتی بولی۔۔

پوچھ کیوں رہی ہیں آجایئے بھابھی۔۔ مہر اسے دیکھتے بامشکل مسکراتی بولی۔

وہ تک جب سے ہوسپٹل سے آئی ہو کمرے سے باہر نہیں آئی تو مینے سوچا میں خود ہی دیکھ لوں ۔طعبیت تو ٹھیک ہے نا۔

وہ جان بوجھ کر انجان بنتی بولی۔۔

مہر نے اسے دیکھا۔ اسے لگا شائید غازی نے اسے کچھ نہیں بتایا۔

جی بھابھی بس تھوڑا لو فیل ہو رہا تھا۔ اسلیے سوچا ریسٹ کر لوں۔ وہ ایزل کو اس سے لیتی بولی۔۔

ابھی کیسی طبعیت ہے۔۔ وہ فکر مندی سے اسے دیکھتے بولی۔

اب ٹھیک ہوں بھابھی۔ وہ ایزل کے ہاتھوں سے کھیلنے لگی۔۔

اچھا میں تمہارے لیے کھانا بجھواتی ہوں رات ہو گئ ہے ابھی تک کچھ کھایا نہیں تمنے۔ میڈیسنز بھی تو لینی ہیں نا۔

کچھ کھالو۔ ہم۔۔ زرنور بغور اسکا چہرہ دیکھتی بولی۔

مہر نے سر ہلا دیا۔

لاؤ اسے مجھے دے دو تنگ کرے گی تمہیں۔ وہ ایزل کو لینے لگی۔۔

نہیں بھابھی یہ پاس رہے گی تو دل لگا رہے گا۔ آپ فکر مت کریں میں سنبھال لوں گی۔۔

وہ ایزل کے گال پر بوسہ دیتی بولی تو زرنور مسکرا دی۔۔

بھابھی۔ وہ جانے لگی تو مہر نے اسے پکارا۔۔

ہاں۔۔ زرنور نے مڑتے اسے دیکھا۔

وہ آان کہاں ہے۔۔ اسنے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

روم میں ہیں۔ کیا ہوا کوئی کام ہے۔۔ زرنور اسکے چہرے پر گھبراہٹ دیکھتی بولی۔۔

نہیں بس ایسے ہی پوچھا تھا۔

وہ نفی میں سر ہلا گئ تو زر نور ٹھیک ہے کہتی چلی گئ۔

تھوڑی دیر بعد ملازمہ اسکے کمرے میں کھانا لے آئ۔

اسنے کھانے کو دیکھا لیکن اسکا دل نہیں تھا اس لیے ویسے ہی رکھ دیا اور خود ایزل کے ساتھ مصروف ہو گئ۔۔

❤❤❤❤❤

غازی نے مڑ کر اسے دیکھا جو۔ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی مصروف سی بال بنا رہی تھی۔

زرنور نے اسکی نظریں خود پر محسوس کرتے سامنے آئینے میں دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ خفگی سے نظریں پھیر گئ۔

غازی نے اسے گھورا جو فالتو میں اس سے روٹھی ہوئی تھی۔

زر۔۔اسنے پیار سے اسے پکارا۔۔

زرنور نے اسے اگنور کرتے جان بوجھ کر اگنور کیا۔

زرجان۔۔اسنے پھر سے اسے پکارا۔

زرنور نے غصے سے اسے دیکھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئ۔

وہ تیزی سے اٹھ کے اسکے قریب آیا۔۔

روز بات تو۔۔اور ٹھک سے دروازہ اسکے منہ پر بند کر دیا گیا۔

غازی نے اس دروازے کو ایسے دیکھا جیسے سارا قصور ہی اسکا ہو۔

ٹھیک ہے اب میں بھی بات نہیں کروں گا۔وہ بڑبڑاتے بیڈ پہ جا کے بیٹھ گیا۔۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا۔

غازی نے غصے سے ادھر دیکھا لیکن پل میں اسکا غصہ ہوا ہوا۔

وہ بلیک سلک کی نائیٹی میں تھی۔جو غازی اسکے لیئے لے کر آیا تھا لیکن اسنے کبھی پہنی نہیں تھی۔

آج وہ اس سے ناراض تھی اس لیے جان بوجھ کر اسے تڑپانے کے لیئے پہنی تھی۔

زرنور نے کن اکھیوں سے خود کو دیکھتے غازی کو دیکھا۔

اور شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے ریڈ لپسٹک لگانے لگی۔۔

غازی نے مبہوت ہوتے اسے دیکھا۔

اس بلیک نائیٹی میں اسکا وجود دمک رہا تھا۔

مدھم لائیٹس کی روشنی میں اسکا رنگ سنہری کندن کی مانند چمک رہا تھا۔۔

اوپر سے گلابی ہونٹوں کو سرخ رنگ سے مزین کرتے وہ غازی کا ایمان ڈگمگا گئ تھی۔۔

بالوں میں برش کرتے وہ اسے اگنور کرتی بیڈ پر آتی اپنی سائیڈ لیٹ گئ۔

زرو سے آنکھیں مینچتے اسنے اپنی بے ترتیب ہوتی سانسوں پر قابو پایا۔

دور سے بھی وہ غازی کی آنکھوں چھائی خماری دیکھ سکتی تھی۔۔

ابھی وہ ٹھیک سے سانس لے بھی نہیں پائی تھی کہ غازی نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔

وہ اسکے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔وہ مصنوعی غصے سے بولی۔۔

بدتمیزی تو ابھی کی ہی نہیں ہے ڈارلنگ۔۔وہ خمار بھری نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

زرنور کی ہتھیلیاں بے ساختہ ہی تر ہوئی تھی۔اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

غاز چھوڑیں مجھے نیند آرہی ہے۔۔وہ کسمسائی۔۔

غاز کی جان یہ تو مجھے بہکانے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا۔۔

وہ کروٹ لیتا اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

اسکے لال لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر انگوٹھا مسلتے اسنے لپسٹک بکھیر دی۔

زرنور نے نروٹھے پن سے اسے گھورا۔۔

ایسے مت دیکھو ڈارلنگ جان لو گی کیا۔۔وہ اسکی گرین آنکھیں چومتا خماری سے بولا۔۔

غاز اپنے میری بات پر غور کیا۔وہ اسے پٹری سے اترتا دیکھ جلدی سے بولی۔

کر لیں گے زر جان اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔وہ اسکی نائیٹی کندھوں سے کھسکاتے وہاں اپنا لمس چھوڑتے بولا۔

غ۔غاز پہلے میری۔ب۔بات سنیں نا۔وہ اسے پیچھے کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی۔

ایک بار اپ۔اسکے باقی کے الفاظ وہ اپنے ہونٹوں میں چن گیا۔

شدت سے اسکی ایک ایک سانس پیتا وہ اسے سرخ کندھاری کر گیا۔

باقی باتیں کل ابھی اپنے شوہر کے سکون کا سوچو۔

وہ اسکے ہونٹوں کو چھوڑتا اسکی گردن پر جا بجا اپنی لمس چھوڑتا مدہوش ہوا تھا۔۔

زرنور نے مزاحمت کی لیکن اپنی نائیٹی کی ڈوری کھلتے دیکھ اسنے سانس روک لیا۔

غازی ایک ہی جھٹکے میں اسکی نائیٹی کی دوڑی توڑتے اسے اس پر جھکا تھا۔

اسکی گردن کے تل کو نرمی سے دانتوں تلے دباتے وہ اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔

غاز۔۔وہ سہم کر اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

غازی ایک پل کے لیئے اس سے دور ہوا اپنی شرٹ اتار کر پھینکتے اسنے کمرے میں جلتی وہ مدھم روشنی بھی بجا دی۔

وہ جابجا اپنے لمس سے مہکاتا ساری سوچوں سے دور لے گیا۔۔

❤❤❤❤

اسنے سر جھکاتے اپنی گود میں کسمساتی ایزل کو دیکھا جو پتہ نہیں کیوں آج بے چین سی تھی۔

ایزو اپھو کی جان کیا ہوا آپکو۔۔ سو کیوں نہیں رہی۔۔

ایسے سیڈ سا فیس کیوں بنایا ہوا ہے۔ وہ اسکی آنکھیں چومتی لاڈ سے بولی تو وہ آج کھکھلانے کی بجائے منہ میں انگلی ڈالتے اپنی ہیزل آنکھوں سے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔

مہر نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھتے چیک کیا اسکو ہلکا ہلکا بخار ہو رہا تھا۔

اسنے اسے بیڈ پہ لٹاتے فرسٹ ایڈ باکس سے پیناڈال (جو بچوں کے لیئے ہوتی ہے) وہ اسے پلائی۔ اور گود میں اٹھاتی ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔

اسے اس وقت غازی اور زرنور کو ڈسٹرب کرنا سہی نہیں لگا۔

اسنے خود ہی اپنے پاس رکھا تھا ایزل کو۔۔ ایزل اب آہستہ آہستہ رونے لگی تھی۔

ایزو میری جان کیوں رو رہی ہے۔ پھوپھو کو بتاؤ کیا ہوا۔۔ وہ اسکی بھیگی آنکھوں پر بوسہ دیتے روہانسے ہوتے بولی۔۔

وہ ایزل میں اتنی مگن تھی کہ اسنے اپنے کھڑکی سے اندر آتے مرتسم تک کو نہیں دیکھا۔ وہ کھڑکی سے ٹیک لگائے اب بڑے سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جو ایزل کو چپ کروانے کی بجائے خود رو رہی تھی۔۔

مرتسم جانتا تھا ایزل غازی کی بیٹی ہے۔۔

وہ گہری سانس بھرتے آگے بڑھا۔

ایزل کو جھلاتی مہر جیسے ہی مڑی اپنے سامنے کسی کو دیکھتے ڈر سے وہ لڑکھڑائی اس سے پہلے کہ ایزل اسکے ہاتھ سے چھوٹتی مرتسم نے تیزی سے ایزل کو اسکے ہاتھ سے لیا تھا۔۔

دوسرے ہاتھ سے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے گرنے سے بچایا تھا۔۔

وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے سے الگی۔

ایزل۔ہوش سنبھالتے اسنے ایزل کو دیکھا وہ مرتسم کے بازوں میں محفوظ تھی۔

اسکی اٹکی سانس بحال ہوئی۔

اسے سیدھا کھڑا کرتے مرتسم نے اسکا بازو چھوڑ دیا۔۔

مہر نے تھوک نگلتے اسکے حد سے زیادہ سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔

صبح کے واقعے کے بعد اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اسے مخاطب کرے۔

اسے ڈر لگ رہا تھا مرتسم سے اسکے غصے سے۔

اسنے شائید ہی کبھی مرتسم کا یہ روپ دیکھا ہو گا۔اس لیے وہ بری طرح سے اس سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔

مرتسم نے سر جھکاتے اپنے بازوں میں اس ننھی جان کو دیکھا جو کبھی اسے دیکھتی تو کبھی مہر کو۔

وہ زیر لب مسکرا دیا۔اسنے نرمی سے جھکتے اسکی چھوٹی سی پیشانی چومی۔

اسکے پیشانی چومتے ہی ایزل کھکھلا کر ہس پڑی۔

مہر جو سہمی سی بیڈ پر بیٹھی تھی ایزل کو مرتسم کے بازوں میں کھکھلاتے دیکھ چونک گئ۔

وہ انجان لوگوں کے پاس نہیں جاتی تھی۔

جاتی بھی تھی تو بس غصے سے انہیں گھورتی رہتی تھی۔

لیکن مرتسم کے ساتھ تو وہ ہس رہی تھی۔

مرتسم اب نرمی سے اسے تھپکتا ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں ایزل کی ہلکی سانسوں کی آواز آنے لگی۔

مطلب وہ سو چکی تھی۔

مرتسم نے اسکے سونے کا یقین کرتے اسے کاٹ میں لٹایا اور لائیٹس مدھم کر دیں۔

مہر بس خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

وہ اسے دیکھ کیوں نہیں رہا تھا۔

کیا وہ اس سے ناراض تھا۔اگر تھا تو کیوں۔سوچتے اسکی آنکھیں بھر اگئیں۔

مرتسم نے لائیٹس دم کرتے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو سہمی سے بیڈ کے کونے سے چپکی تھی۔

آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔۔

اسکی نم آنکھیں دیکھ مرتسم نے لب بھینچتے۔۔

گہری سانس بھرتے اسنے قدم سامنے پڑے ٹیبل کی طرف بڑھائے جہاں پر کھانا ویسے کا ویسا رکھا تھا۔

مہر بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

کھانا ویسے کا ویسا دیکھ اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔

زرنور نے اسکے لیئے لائیٹ سا کھانا ہی بنایا تھا۔

اسنے چہرہ موڑتے سنجیدگی سے مہر کو دیکھا۔

کچن کہاں ہے۔ سنجیدگی سے بھرپور لہجہ۔۔۔

مہر نے شکوہ بھری نگاہ سپر ڈالی اور خاموشی سے اٹھ کر آگے چلنے لگی۔

مرتسم نے گھور کر اسکی پشت دیکھی۔

کھانے کی ٹرے اٹھاتے وہ اسکے پیچھے چلا گیا۔۔

مہر کچن میں جاتے ایک سائیڈ کھڑی ہو گئ۔

مرتسم نے آگے بڑھتے مائیکرو ویو میں کھانا گرم کیا۔

کھانا گرم کرتے ایک ہاتھ سے ٹرے اٹھاتے دوسرے ہاتھ سے اسکا بازو پکڑتے وہ اسے لیے کمرے میں آگیا۔

ٹیبل پر ٹرے رکھتے مرتسم نے اسے بیڈ پر بٹھایا اور دروازہ بند کیا۔۔

مہر خاموشی سے بس اسے دیکھتی رہی۔

مرتسم واپس آتے اسکے قریب بیٹھا اور کھانا اسکے آگے رکھ دیا۔

مہر نے دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا۔وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

کھانا کھائیں۔سنجیدگی سے کہا۔

مہر نے اسے دیکھا۔اسکا ڈر اب آہستہ آہستہ زائل ہو رہا تھا۔وہ سمجھ گئ تھی کہ چاہئیے کچھ بھی ہو جائے وہ اس پر توغصہ نہیں کر سکتا تھا۔۔

کھانے کی ٹرے سائیڈ پر کرتے وہ پاؤں اوپر کرتے گھٹنوں کے گرد بازو باندھے وہ سر جھکائے بیٹھی گئ۔

مرتسم نے خاموش سرد نظروں سے اسے دیکھا۔

اسکی سرد نظریں خود پر محسوس کرتے مہر کی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئیں۔

لیکن وہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔

مرتسم نے ٹرے اپنے آگے کی اور نوالہ بھرتے مہر کے سامنے کر دیا۔۔

مہر نے چونک کر اسکے ہاتھ کو دیکھا لیکن نوالہ کھانے کی بجائے وہ چہرہ موڑے کاٹ میں لیٹی ایزل کو دیکھنے لگی۔

مرتسم کی سرد آنکھیں آہستہ آہستہ سرخ ہو رہی تھیں۔ اسنے لب بھینچتے زور سے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں۔

چمچ واپس رکھتے وہ بیڈ سے اٹھا اور مہر کی طرف قدم بڑھائے۔

اسکے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ مہر کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔

مرتسم اسکے قریب پہنچتے رکا۔

مہر نے ہمت کرتے اسکی طرف دیکھا۔

وہ جھکا اور نرمی سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے وہ اپنی سابقہ جگہ پر واپس آیا۔

مہر ہقابقا اسے دیکھ کر رہ گئ۔

جو اسے اپنی گود میں بٹھاتا پھر سے نوالہ بھر رہا تھا۔

مرتسم نے نوالہ اسکے آگے کیا۔

وہ ابھی تک منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

کھائیں۔۔ اسکے طرف دیکھتے نرمی سے کہا۔

مہر کی آنکھیں بھر ائیں۔

بامشکل خود کو رونے سے باز رکھتے اسنے جھک کر اسکے ہاتھ سے نوالہ کھایا۔

مرتسم اسے چھوٹے چھوٹے نوالے کھلاتا رہا وہ کھاتی رہی۔ یہاں تک کہ مرتسم نے اسے پورا کھانا کھلا دیا۔

کھانا کھلانے کے بعد مرتسم نے اسے نرمی سے بیڈ پر اتارا۔ اسے پانی کا گلاس دیتے سائیڈ ٹیبل سے اسکی میڈیسنز اٹھائیں اور نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھ دیں۔

مہر نے اس بار خاموشی سے میڈیسنز لے لیں۔

اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے مرتسم نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا۔

لیکن وہ لیٹنے کی بجائے اسے دیکھنے لگی۔

لیٹ جائیں۔ نرمی سے کہتے اسے بیڈ پر لٹایا۔ خود اسکے قریب نیم دراز ہو گیا۔

وہ اسے دیکھنے لگی۔ شاہ۔۔ کچھ دیر بعد اسکی سہمی سی آواز گونجی۔

سو جائیں مہر۔ مرتسم کی سرد آواز نے سے روہانسے ہونے پر مجبور کر دیا۔۔

اسکے اپنے قریب نیم دراز مرتسم کو دیکھا اور اوپر ہوتی اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

مرتسم تھم گیا۔ اسکا دل لمحوں میں رک کر دھڑکا تھا۔۔

لیکن اسنے خود میں اترتے سکون کو نظرانداز کرتے نرمی سے مہر کو خود سے الگ کرتے اسکا سر تکیے پر رکھا۔

مہر کا چہرہ فق ہوا۔ کیا وہ اس سے اس قدر ناراض تھا۔۔

مرتسم اسکی نظریں خود پر محسوس کرتے آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔

ش۔شاہ۔۔ رندھے لہجے میں اسے پکارتے مہر نے اسکے چہرے سے بازو ہٹانے کے کوشش کی لیکن وہ زرا سا ہلا بھی نہیں پائی۔۔

میری غلطی تو بتائیں۔ اسکا بازو ہلاتے باقاعدہ روتے کہا۔

مرتسم لب بھینچے لیٹا رہا۔

کچھ دیر بعد اسے دبی دبی سسکیوں کی آواز سنائی دی۔

وہ جھنجھلا گیا۔ وہ ایسی تو نہیں تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی مرتسم اسے روتے نہیں دیکھ سکتا۔ اسکا رونا مرتسم کی کمزوری تھی اور وہ جان بوجھ کر اسی کے سامنے روتی تھی۔

شائید اسکی کمزوری سے واقف تھی۔

لب بھینچتے اسنے آنکھوں سے بازو ہٹاتے اسے دیکھا جو اب گھٹنوں میں سر دیئے زارو قطار رو رہی تھی۔

کیوں رو رہی ہیں اب۔ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مہر میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔ اسکے جواب نا دینے پر وہ زبردستی اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے سختی سے بولا۔

مہر نے اسکے ہاتھ جھٹکے۔ ڈونٹ ٹچ می۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے۔ اپ کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے میرے رونے سے۔ آپ اب بھی نظر انداز کریں۔

آپکو کیا فرق پڑتا ہے۔ اپنے کھانا کھلا دیانا۔ بس اب زندہ رہوں گی۔ وہ غرائ تھی۔

مرتسم نے سو بار خود پر لعنت بھیجی تھی اسے نظر انداز کرنے پر۔

جب وہ جانتا تھا کہ وہ اتنی سینسوٹیو ہے اسکی زرا سی بھی اگنورنس برداشت نہیں کر سکتی تھی پھر بھی وہ جانے انجانے میں اس سے سختی کر جاتا تھا۔۔

اوکے ایم سوری۔ ایم سوری میری جان۔ وہ زبردستی اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتا بولا۔۔

مہر نے اسکے ہاتھ پھر سے جھٹکے۔

مت بولیں سوری آپ ہر بار ایسے ہی کرتے ہیں ہرٹ کر کے بعد میں سوری بول دیں۔ مجھے بتائیں آخر میرا قصور کیا ہے۔۔ وہ بلند آواز میں ڈھاڑی تھی۔

اسکی آواز اتنی اونچی تھی کہ غازی جو ابھی جاگ رہا تھا اسنے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔

یہاں تک کہ اسکے سینے پر سر رکھے سوئی زرنور بھی ڈر کر اٹھ بیٹھی۔

یہ آوازیں تو مہر کے کمرے سے آ رہی ہیں۔

وہ پریشانی سے بولی۔

غازی اسے پیچھے کرتا سیکینڈ سے پہلے باہر بھاگا تھا زر نور بھی اسکے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

اس سے پہلے کے وہ مہر کے کمرے کا دروازہ کھول لیتا اسکے ہاتھ مرتسم کی آواز پر ساکت ہوئے تھے۔

اسکی آواز میں اتنا درد اور قرب تھا کہ وہ ساکت رہ گیا۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اسکے دوبارہ ہاتھ جھٹکنے پر مرتسم کا دبا غصہ پھر سے عود ایا۔ اسنے تیزی سے مہر کو دونوں بازوں سے تھامتے اپنے قریب کیا۔

آپ بتائیں میرا قصور کیا ہے۔ کیا قصور ہے میرا جو ہر بار آپکو مجھ سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

کیا میرا زندگی پر کوئ حق نہیں کیا میرا سکون پر کوئ حق نہیں۔

وہ اسے دونوں بازوں سے جکڑتے غرایا تھا۔ اسنے اپنی آواز دبانے کی کوشش نہیں کی۔۔

آپ اچھے سے جانتی ہیں میرا سکون آپسے جڑا ہے۔ پھر بھی سب جانتے ہوئے بھی مجھے خود سے دور رکھا ہوا ہے۔

آپ بتائیں میں کیا کروں۔

آپکو پانے کی چاہ میں میرا وجود خاکستر ہو چلا ہے اور آپ ہے کہ سمجھتی ہی نہیں اپکی جدائ مرتسم میر کی سانسوں پر بھاری ہے۔۔

بولیں کیا کروں مر کے دکھاوں آپکو تب یقین آئے گا کہ مرتسم شاہ مر جائے گا آپکے بغیر۔

وہ دھاڑا تھا۔۔ اسکے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتے اسکے بازو چھوڑ گیا۔

مہر اسکے لفظوں میں درد تکلیف محسوس کرتے کانپ گئ تھی۔۔

آپ تو رو لیتی ہیں نا دل ہلکا ہو جاتا ہے آپکا آپکے آنسو دیکھ کر سب کو ترس آجاتا ہے میں تو مرد ہوں آپکے جیسے رو نہیں سکتا تو کیا کسی کو مجھ ترس نہیں آتا۔۔

وہ بے بسی سے چلایا تھا۔۔

آپ نہیں چاہتی نا میری ساتھ رہنا ٹھیک ہے میں آپکو آزاد کر دیتا ہوں۔اسکی آواز یکدم سرد ہو گئ۔۔

مہر سہمی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

ن۔نہیں شاہ۔م۔میں۔اسے سمجھ نا آیا کہ اسے کیسے چپ کروائے۔۔

باہر کھڑے غازی اور زرنور نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔

نہیں مہر آپکو میری وجہ سے ہر بار تکلیف ملتی ہے نا۔میں آپکو ہر تکلیف سے آزاد کر دیتا ہوں۔

تو ٹھیک ہے میں آپکو پا کو ہر تکلیف سے نجات دے دیتا ہوں۔نا آپکی زندگی میں رہے گا کوئ مرتسم شاہ اور نا ملے گی آپکو کوئ تکلیف۔

وہ اسکے ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹاتا بولا جو وہ جلدی میں رکھ چکی تھی۔۔

میں آپکو اپنے پورے حوش و ہواس میں۔۔

اسکے جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی وہ تیزی سے اوپر ہوتی اسکے لبوں پر اپنے لبوں کا قفل لگا گئ۔۔

اسنے اتنی شدت سے اسکے ہونٹ جکڑے تھے کہ مرتسم ساکت رہ گیا۔

وہ خوف و وحشت سے کہ کہیں وہ کچھ بول نا پائے اسکے ہونٹ اپنے نازک ہونٹوں میں دبا گئ۔۔

وہ ساکت سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

مرتسم کی بات سنتے اس سے پہلے کہ غازی اندر جاتا مرتسم کے یکدم۔چپ کرنے پر وہ رک گیا۔۔

اسنے اپنی کنپٹی سہلائی سمجھ نا آیا کہ وہ اندر جائے یا نا جائے۔

وہ ایسا تو نہیں چاہتا تھا۔وہ بس مرتسم کو آزمارہا تھا۔

ورنہ مرتسم سے ایک ملاقات کے بعد ہی جس طرح سے وہ آج صبح پر سکون لگ رہی تھی غازی کو یقین ہو گیا کہ اسکی بہن ہے چہرے پر مسکراہٹ صرف وہی انسان لا سکتا ہے۔

لیکن وہ اتنی آسانی سے اسے مہر نہیں دینے والا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ کل کو پھر وہ اپنے رشتوں کے آگے کمزوری پڑ جائے۔۔

لیکن یہ ہو جائے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔

❤❤❤❤

مرتسم نے اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنا سانس روکے اسکے لبوں کو اور تیزی سے جکڑ گئ کہ وہ کسی طرح کچھ بول نا سکے۔۔

مرتسم نے اسکے ڈر کو سمجھتے اسکے کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

اسکی کمر سہلاتے اسے آنکھوں سے نفی کا اشارہ کیا تھا کہ وہ کچھ نہیں بولے گا۔۔

وہ تو مر کر بھی ایسا نا کرے۔ وہ بس مہر کو دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی اسے مرتسم کی وجہ سے تکلیف ملتی آئی ہے۔ اگر کل کو غازی کچھ ایسا ویسا فیصلہ کرے تو وہ اس سے آزاد ہونے کے لیئے تیار ہو جائے گی۔۔

مہر اسکی آنکھوں کے اشارے پر سہمی سہمی سے اسے دیکھتے پیچھے ہوئی۔۔

م۔مجھے ن۔ نہیں چاہیئے آزادی۔ میں ا۔ اپکے نام کے س۔ ساتھ مرنا چاہتی ہوں۔ ش۔ شاہ۔

م۔میں ک۔ کیا کروں س۔ سالوں بعد م۔ مجھے میرا بھائی ملا ہے۔

م۔میں اب پ۔ پل میں انکا مان ک۔ کیسے توڑ دوں۔

وہ ہچکیوں سے روتی بامشکل بولی تھی۔

اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ مرتسم کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ اگر وہ بے بس تھا تو وہ بھی تو بے بس تھی رشتوں کے اگے۔۔

مہر میری جان ریلیکس۔۔ میں نہیں کہہ رہا کچھ بھی۔

آپ تو میری جان ہیں اور میں پاگل ہوں جو اپنی جان کو خود سے دور کر دوں۔۔

ہرگز نہیں میں کبھی آپکو خود سے جدا نہیں کروں گا آپ چاہیئے گی تو بھی نہیں۔۔

وہ نرمی سے اسکی کمر سہلاتا دیوانہ وار اسکے ایک ایک نقش کو چومتا اسے یقین دلا رہا تھا۔۔

وہ ہچکیوں سے روتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

مرتسم کتنی ہی دیر اسے بہلاتا رہا۔کچھ میڈیسنز کے زیر اثر اور کچھ وہ اسکے پاس آتے ہی پر سکون ہو گئ۔۔

مرتسم آنکھیں موندے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔

مہر کی ہچکیاں مدھم پڑتی اسکی بھاری سانسوں میں بدل گئیں۔ہمیشہ کی طرح وہ اسکے حصار میں آتے ہی پر سکون سو گئ تھی۔۔

❤❤❤❤

غاز۔۔سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے غازی کو دیکھتے زر نور نے اسے پکارا۔۔

ہمیں دیکھنا چاہئے اندر چل کے کافی دیر ہو گئ کوئ آواز نہیں ائ۔۔

کہیں کچھ ۔۔وہ مدھم لہجے میں بولتی چپ ہو گئ۔۔

غازی نے اسے سر ہلاتے وہ مہر کے کمرے کی طرف بڑھا۔

اسنے آہستہ سے نوک کیا دروازہ کھولتے وہ دونوں اندر ائے۔

لیکن سامنے کے منظر نے دونوں کو نظریں چرانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

وہ اسکے سینے میں بلکل کسی بچی کی طرح سمٹ کر سوئ ہوئ تھی۔

جبکہ مرتسم اسکے گرد حصار باندھے اسکے بالوں میں منہ چھپائے ہوئے تھا۔

دونوں کی بھاری سانسوں سے انہیں اندازہ ہوا کہ وہ دونوں سو رہے ہیں۔۔

زرنور نے اسکی طرف دیکھا تو وہ دنوں زیر لب مسکرا دیئے۔

اسنے دبے پاؤں آگے بڑھتے احتیاط سے ایزل کو کاٹ سے اٹھایا اور دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے۔۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر مرتسم نے آنکھیں کھولیں خالی کمرہ دیکھ وہ گہری سانس بھر گیا۔

وہ سو نہیں رہا تھا بس ویسے ہی آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔

اسنے ایک نظر مہر دیکھا نرمی سے اسکا سر تکیے پر رکھتے اسکا پر بلیکنٹ سہی کرتے اسنے جھک کر مہر کے سر پہ بوسہ دیا اور جانے کے لئیے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اسکے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔اسنے سوچ لیا تھا کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔ایک آخری نگاہ اس پر ڈالتے وہ جہاں سے آیا تھا وہیں سے واپس چلا گیا۔۔

❤❤❤❤❤

آپنے دیکھا نا غاز اتنا سب ہونے کے بعد سکون دونوں کا ایک دوسرے کے پاس ہی ہے۔۔اب تو مان جائیں۔

مہر کو اگر کوئی خوش رکھ سکتا ہے تو وہ صرف مرتسم بھائی ہیں۔

وہ بے بسی سے اسے دیکھتے بولی۔

غازی نے تسلی دینے والے انداز میں اسے دیکھا۔

❤❤❤❤

اسکو عادت تھی فجر میں اٹھنے کی اس لیے آج بھی روز کے معمول کے مطابق اسکی انکھ کھلی گئ۔۔

وہ جب اٹھی تو ہمیشہ کی طرح اکیلی تھی۔ وہ ایسے ہی تو کرتا تھا سلاتا تو اسے اپنے حصار میں تھا لیکن جب وہ اٹھتی تو بس اسکی خوشبو یا پھر یاد رہ جاتی۔

گہری سانس بھرتے وہ فریش ہونے چلی گئ۔

فجر کی نماز ادا کرتے اسنے آج اپنے لیے بھی دعا مانگی تھی اس آزمائش کو ختم کرنے کی التجا کی تھی۔۔ جو شائید بہت جلد اسکی سننے والا تھا۔۔

مرتسم رات کی ڈرائیونگ سے کراچی سے سیدھا ملتان آیا تھا۔

اسے پہنچتے پہنچتے اچھا خاصہ دن چڑھ گیا تھا۔۔

زرولفقار مینشن کے آگے گاڑی روکتے اسکا چہرہ سپاٹ تھا۔۔

اسے یہ سب کرنا تھا اپنی مہر کے لئیے اسکی خوشیوں کے کے لئیے۔ دونوں کی خوشیوں کے لئیے۔

گہری سانس چھوڑتے وہ گاڑی سے باہر نکلتے اندر کی طرف بڑھا۔

حسن بابا جو لان میں بیٹھے تھے اسے دیکھ کر چونک گئے۔۔

مرتسم بھی انہیں دیکھ چکا تھا۔

حسن بابا تیزی سے کھڑے ہوئے تھے۔انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ انکے سامنے وہ کھڑا ہے۔

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

❤❤❤❤

آپ پریشان لگ رہے ہیں۔۔آج اسکا ضرورت سے زیادہ سنجیدہ چہرہ دیکھ زہرہ ہچکچاتے پوچھ بیٹھی۔

ڈرائیو کرتے ولی نے چونک کر اسے دیکھا۔

نہیں تو میں بلکل ٹھیک ہوں۔وہ مدھم لہجے میں بولا۔۔

وہ زہرہ کو ہوسپٹل چھوڑنے آیا تھا۔۔

اسکے ہوسپٹل کے آگے گاڑی روکتے ولی کے چہرے کی سنجیدگی مدھم پڑی تھی۔

مہر کو یاد کرتے لب تلخی سے مسکرائے تھے۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔زہرہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی فکرمندی سے اسے دیکھتے بولی۔

اب ہو جائے گا۔۔وہ اسکی فکر پر مسکرایا تھا۔۔

زہرہ اسے اللہ حافظ بولتے جاچکی تھی۔

ولی اب سنجیدگی سے مرتسم کے کل رات کیے گئے میسج کے بارے میں سوچ رہا تھا کیا واقعی ایسا کرنا چاہئیے تھا۔۔

وہ سوچ کر رہ گیا۔۔

❤❤❤❤

دوسرا دن بھی گزر گیا لیکن نورین کی حالت میں زرا برابر افرق نہیں آیا وہ ہر پل امن کو یاد کرتی روتی رہتی۔

عالم بے بسی سے بس اسے دیکھ کر رہ جاتا۔

قسمت نے اسکے ساتھ جو ستم کیا تھا وہ اسے روک نہیں سکتا تھا نا وہ روک پایا۔ لیکن اب اسکی یہ حالت دیکھنا اسکے بس سے باہر تھا۔۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔۔

عالم نے دروازے کی جانب دیکھا اس وقت کون ہو سکتا ہے۔

رات ابھی گہری نہیں ہوئی تھی۔۔

اس لیے شائید محلے کا ہی کوئی ہو وہ سوچتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ہی محلے کے کچھ لوگ کھڑے تھے اور ساتھ وہ دو کل والی عورتیں بھی تھیں

۔

جی۔۔؟ اسنے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

ہمیں نورین سے بات کرنی ہے۔ایک بزرگ آدمی بولی تو وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

آپ مجھ سے کہیں میں سن رہا ہوں۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

دیکھو بیٹا ہم کوئی تماشہ نہیں چاہتے اب نورین کو بلائیں۔ابکی بار دوسرا آدمی بولا۔

اس سے پہلے کہ عالم کچھ کہتا شور کی آواز سن کے وہ بھی باہر اگئ۔

جی بولیں۔بھیگی بیٹھی ہوئی آواز پر عالم نے پیچھے مڑتے اسے دیکھا۔۔

معاف کیجئیے گا نورین بیٹا۔ہم جانتے۔ہیں آپکے بھائی کا غم ابھی تازہ ہے لیکن یہ بات بھی ضروری ہے۔۔

ایک بزرگ آدمی اسکو دیکھتے بولے۔

جی بولیں۔۔؟ نورین نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

دیکھو بیٹا بات یہ ہے کہ جب آپ اور بلال (امن) چھ ماہ پہلے یہاں آئے تھے آپ نے کہا تھا کہ آپ دونوں بہن بھائی کا ایک دوسرے کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ہم سب نے خوش اسلوبی سے آپ لوگوں کو خوش آمدید کہا تھا۔

ہمیں بہت افسوس ہے کہ آپکا بھائی اب اس دنیا میں نہیں رہا لیکن آج دوسرا دن ہے۔ یہ غیر لڑکا آپکے گھر میں ہے۔

ناصرف دن میں بلکہ رات میں بھی۔ وہی بزرگ سنجیدگی سے بول رہے تھے۔

عالم نے ماتھے کے بل کچھ گہری ہوئے تھے۔۔

آپکے بھائی کا غم ایک طرف لیکن اس لڑکے کی یہاں موجودگی کی وجہ جاننا چاہتے ہیں۔ ہم شریف لوگ ہیں نورین اپنے محلے میں کوئی ایسی ویسی بات برداشت نہیں کریں گے۔ ابکی بار ایک عورت بولی تھی۔

نورین کا چہرہ فق ہو گیا۔

م۔ میں۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن آنسوں کا گولہ حلق نہیں اٹک گیا۔

دیکھو بیٹا غلط مت سمجھنا لیکن کل جس سے تم اسکے گلے لگ رہی تھی کیا ایک عزتدار لڑکی کو یہ گوارہ نہیں کرتا ہے کہ ایک غیر مرد کی بانہوں کا ہار بنے۔۔

وہ کل والی عورت منہ میں چاشنی گھومتی بولی۔۔

بکواس بند کریں اپنی۔۔عالم کی دھاڑ پر سب نے خاموش ہوتے اسے دیکھا تھا۔

کیا عزت، عزت لگا رکھا ہے۔ آپ جانتے ہی کیا ہیں میرے اور انکے بارے میں۔وہ دھاڑا تھا۔

نورین کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

چھوٹا منہ بڑی بات میاں تم کی بتا دو کون ہو تم، کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے۔۔وہی عورت تیکھے لہجے میں بولی۔

حق حلال کی بیوی ہے میری۔ نکاح میں ہیں یہ میرے کیا کوئی تکلیف ہے آپکو۔۔وہ سرد لہجے میں غرایا۔

سب کو چپ لگ گئی۔

کیا ثبوت ہے یہ بیوی ہے تمہاری، کوئی گواہ ہے۔ محلے کا کوئی آدمی مشکوک نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

گواہ ہے۔۔ اس سے پہلے کہ عالم کچھ بولتا پیچھے سے آتی مدھم آواز پر سب نے پیچھے مڑتے اواز۔ کی سمت دیکھا تھا۔

امام صاحب آپ۔۔وہ سب انکے احترام میں سیدھے ہوئے تھے۔

میں گواہ ہوں انکے نکاح کا کیا میری بات کا بھی یقین نہیں ہے۔۔وہ سخت لہجے میں بولے تھے۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ تو یہاں سالوں سے رہ رہے ہیں ہماری بچیوں کا نکاح بھی تو اپنے پڑھوایا ہے ہمیں کیسے آپکی بات پر یقین نہیں ہو گا۔

وہی آدمی انکی چاپلوسی کرتا بولا۔

سن لیا ہو گیا یقین مہربانی کر کے تشریف لے جا سکتے ہیں آپ لوگ۔۔

عالم بنا کسی لحاظ کے انھیں باہر کا رستہ دکھا گیا۔

وہ لوگ نظریں چراتے چپ چاپ باہر چلے گئے۔۔

مینے کئی بار امن سے کہا تھا کہ بتا دو سب نورین بیٹی کے نکاح کا یہ لوگ تو ہیں ہی منافق۔

وہ لرزتی کانپتی نورین کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے۔

چلتا ہوں میں اب۔بہتر یہی ہو گا کہ اسے لے جاؤ یہاں سے۔۔

وہ عالم کو کہتے خود بھی وہاں سے چلے گئے۔۔عالم نے اسے دیکھا جو شکوہ کناہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ عالم اسے کچھ کہتا وہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔

وہ بے بسی سے لب کچل کر رہ گیا۔سر اٹھاتے اسنے آسمان کی طرف دیکھا۔

زہن چار ماہ پہلے کے مناظر میں کھو گیا۔

❤❤❤❤❤

چار ماہ پہلے:

مہر کے جانے کے بعد تو وہ بلکل ہی خالی رہ گیا تھا۔۔

وہ زہنی ازیت کا شکار ہونے لگا تھا۔

لیکن ایک دن جب وہ لائبریری آیا تو اسے نورین نظر آئی۔۔

جانے کیوں اسے دیکھ اسے سکون ملتا تھا۔۔

اگلے دن وہ پھر اسے دیکھنے کے لیئے وہاں تھا۔۔

ایسے اسکا روز کا معمول بن گیا وہ اسے دیکھنے کے لیئے وہاں جاتا کچھ دیر ہی سہی وہ اسے دیکھ کر زہنی پریشانی سے چھٹکارا پا لیتا تھا۔۔

نورین اسے روز دیکھتی کبھی کبھی وہ اس سے بات بھی کر لیتی۔۔وہ ویسے بھی اب امن کی طرف سے مطمئن تھی تو اب تو وہ اکثر خوش رہتی تھی۔۔

ایسے یہ سلسہ رکا نہیں دو ماہ ہو گئے وہ مسلسل وہاں آتا تھا نورین کو اسکی جیسے عادت ہو گئ تھی۔

وہ روز ایک ہی بینچ پر بیٹھتی جہاں وہ آکر خاموشی سے اسکے پاس بیٹھ جاتا کبھی اس سے کوئی کہانی سن لیتا تو کبھی ایسے ہی باتیں کرتا رہتا۔

انہیں دنوں میں سے ایک دن وہ دونوں اپنے مخصوص بینچ پر بیٹھے تھے نورین اسے کوئی کہانی سنا رہی تھی عالم کو سمجھ نہیں آرہی تھی لیکن پھر بھی وہ سر ہلاتا رہا۔

اسکی شکل دیکھ نورین کو بہت ہسی آئی وہ کافی دیر سے کنٹرول کر کر رہی تھی لیکن پھر اسکی ہسی کا فوارہ چھوٹا اور وہ کھکھلا کر ہس دی۔۔

امن جو اسے آج سرپرائز دینے کے لئیے اسے لینے آیا تھا وہ اسے یوں کھکھلاتا دیکھ حیران ہوا تھا۔

اسنے کبھی نورین کو ایسے کھل کر ہستے نہیں دیکھا تھا۔

اسکی نظر عالم پر گئی جو مبہوت سا نورین کو دیکھ رہا تھا۔وہ اسے وہاں دیکھ حیران ہوا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ مہر کا بھائی ہے۔۔

اسکے ماتھے پر بل پڑے اس سے پہلے کہ وہ شدید غصے میں اسکے پاس جاتا جانے کس چیز نے اسکے قدم روک لئیے اسے عالم کی آنکھوں میں کچھ نظر آیا تھا وہ جزبات نظر آئے تھے جو وہ خود محسوس کرتا تھا کسی کے لئیے۔

وہ خاموشی سے وہاں سے واپس چلا گیا۔

کچھ دنوں تک وہ نا محسوس انداز میں روز وہاں آتا اور بغور دونوں کو آبزرور کرتا۔۔

ہفتے تک یہ سلسہ چلتا اسنے عالم سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

معمول کے مطابق وہ دونوں اسی بینچ پر بیٹھے تھے نورین اسے علی بابا اور جیسمین کی کہانی سنا رہی تھی جو وہ بہت غور سے سن رہا تھا۔۔

امن انکے قریب جاتے کھنکھارا۔

نورین جو زور و شور سے اسے کہانی سنا رہی تھی اسنے چونک کر امن کو دیکھا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئ۔

اسکی تقلید کی عالم بھی کھڑا ہوا تھا۔

امن تم یہاں۔وہ کچھ گھبرا گئ اسے دیکھتے۔

ہم۔مجھے بات کرنی تھی عالم سے۔۔وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے بولا۔

عالم نے اسکی آنکھوں میں پنپتا سوالا بہت اچھے سے پڑھ لیا تھا۔۔

امن اسکے مقابلے کھڑا ہوا۔۔

مجھے صرف سچ سننا ہے وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔۔

عالم نے ایک نظر نورین کو دیکھا اور پھر امن کو۔۔

سچ صرف اتنا سا ہے کہ میں نورین سے پیار کرتا ہوں۔کب کہاں کیسے وہ میرے دل کو لگ گئ مجھے نہیں پتا۔

یہاں تک کہ انکا ماضی جاننے کے بعد بھی میں میں اپنے قدم روک نہیں پایا۔۔وہ بغور نورین کو دیکھتا بولا۔۔

نورین ہقابقاسی اسے دیکھنے لگی۔۔

نامحسوس انداز میں امن کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔نورین کا گھر پھر سے بسے یہی بات اسکے رگ و جان پہ سکون کی لہر دوڑا گئ۔۔

تم ایسے۔۔نورین بے یقینی سے اسے دیکھتے بولی۔۔

ہاں یہی سب ہے نورین میں پیار کرتا ہوں آپسے میں صرف آپکو دیکھنے کے لیئے آپکو سننے کے لیئے یہاں آتا تھا۔عالم نورین سے مخاطب ہوا۔۔

نورین نے بے یقینی سے اسے دیکھا اگلے ہی پل اسنے اپنے پورے زور سے اسکے گال پر تھپڑ دے مارا۔ اسکا یہ عمل بے یقین س اتھا۔

وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے۔

کم ازکم اس بات کا ہی لحاظ کر لیتے کہ میں تم سے عمر میں بڑی ہوں۔

میرے توزہن وخیال میں ایسا کچھ نہیں تھا۔مجھے لگا تھا بس تمہیں اردو لٹریچر میں انٹرسٹ ہے اس لیے شائید میں تمہاری ہیلپ کر سکوں لیکن تم تو جانے کیا سوچ بیٹھے ہو۔۔

وہ اسے پیچھے کو دھکا دیتی بھیگی آواز میں چلائ۔۔

مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ بڑی ہیں یا چھوٹی۔ محبت عمر دیکھ کے نہیں کی جاتی اور رہی بات میرے خیالات کی تو میری جزبات سچے اور پاک ہیں۔

میں اپنی بات سے ایک انچ نہیں مکروں گا۔وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

امن خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

اپنی شکل مت دکھانا مجھے آئیندہ۔۔

وہ نفرت وغصے سے اسے دیکھتے وہاں سے چلی گئ۔۔

عالم لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

امن نے بغور اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔ تھپڑ کھا کر بھی اسکے ماتھے پر ایک زرا سی شکن نہیں تھی۔۔

نکاح کروگے میری بہن سے۔امن کے سنجیدہ آواز نے عالم کو بے یقین کیا۔

اسنے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

میں جانتا ہوں فلحال تمہارے حالات کیسے ہیں۔اور شائید تم اپنی بہن کے بغیر ایسا کچھ نہیں سوچو گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں آپی کا نکاح تم سے ہو جائے بعد میں سب کو بتا دیں گے۔جب رخصتی کریں گے۔۔

امن اس سے نظریں چراتا بولا۔۔

لیکن اتنی جلدی کیا ہے اور تمیں مجھے پر بھروسہ ہے؟۔عالم نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

امن زیر لب مسکرایا۔

جلدی کا پتہ نہیں بس دل میں ایک ہوک سی ہے کہیں دیر نا ہو جائے۔

اور رہی بات بھروسے کی تو تم پر بھروسہ کرنے کے لیئے یہی بات کافی ہے کہ تم مہرماہ شاہ کے بھائی ہو۔

وہ مدھم مسکراتے لہجے میں بولا۔

عالم نے چونک کر اسے دیکھا۔

میں انتظار کروں گا سوچ کر بتا دینا۔

وہ کہتا جا چکا تھا۔

اسکے بعد امن نے ایک ہفتے کے اندر اندر نورین کو ایموشنل بلیک میل کرتے اس نکاح پر مجبور کیا تھا۔۔

اسنے اس سے کہا تھا کہ اگر اسنے عالم سے نکاح نا کیا تو وہ سمجھے گا کہ نورین پر اسکا کوئی حق نہیں وہ اسے اپنا بھائی مانتی ہی نہیں۔

چار و نا چار وہ نکاح کے لیئے راضی ہو گئی۔

لیکن اس دن کے بعد سے اسنے نا تو عالم کی شکل دیکھی تھی نا اسے اپنی شکل دکھائی تھی۔

یہاں تک کہ وہ امن سے بھی ناراض رہی تھی کافی دن تک۔۔

عالم امن سے باہر ملتا تھا جس بات سے وہ انجان تھی۔

اسکی انکھ سے کب آنسو بہہ نکلے اسے ہوش نہیں رہا۔۔

اپنے چہرے پر بھیگا پن محسوس کرتے وہ ماضی سے حال میں لوٹا۔۔

اسے اب سمجھ آیا تھا کہ شائید امن کو الحام ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے والا ہے۔۔

ان دو ماہ میں اسنے قریب سے اسے جانا تھا۔وہ اسے بہت عزیز ہو گیا تھا۔۔

پتہ نہیں کیوں جن لوگوں کے لیئے لگتا ہے کہ یہ ہیں تو زندگی ہیں وہی ہمیں زندگی میں ادھورا چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ سوچ کر رہ گیا۔۔

Novelistan

❤❤❤❤

لیکن غازی اگر مہر کو شک ہو گیا تو۔۔زرنور ابھی بھی متفق نہیں تھی۔

نہیں ہو گا روز ہمارا پلین ہی اتنا سولیڈ ہے۔وہ پر یقین لہجے میں بولا۔۔

چلیں پھر۔۔وہاں سے دیکھتے بولی۔

چلو۔۔

دھیان رکھنا مہر کمرے میں ہی رہے۔۔وہ دونوں ملازمہ کو سمجھا کے باہر لان کی طرف بڑھ گئے۔۔

رات تک وہ لوگ تمام تیاریاں کر چکے تھے۔۔

اب بس انہیں انتظار تھا تو باقی سب کے آنے کا۔۔

❤❤❤❤

وہ عیشاء کی نماز ادا کر رہی تھی جب اسے ایزل کے رونے کی آواز ائ۔۔

نماز ختم کر کے دعا مانگتے وہ باہر کی طرف بڑھ گئ۔

بھابھی، بھائ۔زرنور اور غازی کو آواز دیتے وہ انکے کمرے کی طرف بڑھی۔

اندر ایزل کاٹ میں اکیلی لیٹی ہوئ تھی۔

وہ شائید خود کو اکیلا دیکھ ڈر گئ تھی۔

پھوپھو کی گڑیا۔۔مہر نے آگے بڑھتے اسے اٹھالیا۔

اسے شائید بھوک لگی تھی اس لیے وہ زرنور کی تلاش میں باہر کی طرف بڑھ گئ۔

پورا گھر خالی دیکھ وہ پریشان ہوئ تھی۔

آخر وہ دونوں یوں ایزل کو اکیلا چھوڑ بنا بتائے کہاں۔چلے گئے۔

شائید باہر لان میں۔۔وہ سوچتے ابھی لان میں جاتی کہ ملازمہ جلدی سے اسکے قریب ائ۔

میم آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔؟وہ گھبرائے جلدی سے بولی۔۔

مہر نے آئیبرو اچکاتے اسے دیکھا۔۔

نہیں وہ میرا مطلب ہے کہ غازیان سر اور زرنور میڈم باہر واک کے لیئے گئے ہیں تو وہ مجھے بتا کر گئے کہ آپکو بتا دوں۔۔

وہ جلدی سے بولی۔۔

مہر نے سر ہلا دیا۔اور ایزل کا فیڈر بنانے کچن کی طرف بڑھ گئ۔۔

❤❤❤❤❤

غازی ان سب میں سنجیدہ کھڑا تھا اسنے کسی کو بھی مخاطب کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔سوائے مرتسم کے۔۔(وہ لوگ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی پہنچے تھے۔)

جاؤ مہر کو بلاو۔۔غازی نے زرنو سے کہا تو اسنے سر ہلاتے ملازمہ کو اشارہ کیا خود وہ سب اپنی اپنی جگہ سنبھالتے غائب ہو چکے تھے۔۔

میڈم،مہر میڈم۔۔وہ ملازمہ ہڑبڑاتی اندر آئ تھی۔

ارے کیا آپ اتنا گھبرائے ہوئے کیوں ہیں۔مہر نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

میڈم وہ باہر لان میں وہ اتنا کہتے رونے لگی۔

لان میں کیا بتائیں مجھے۔مہر نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

آپ خود ہی دیکھ لیں نا۔وہ ملازمہ بھرپور ایکٹینگ کرتے بولی۔۔

اچھا روئیں مت چلیں۔وہ ایزل کو اٹھائے باہر آگئ۔۔

لان میں ہلکی ہلکی سی روشنی تھی اسے تو سب سہی لگا۔

کیا ہوا۔۔اسنے پیچھے مڑتے دیکھا تو وہ ملازمہ غائب تھی۔۔

یہ کہاں چلی گئیں۔وہ بڑبڑائی۔۔

نبیلہ آپی۔۔اسنے انہیں پکارا لیکن کوئ جواب نہیں آیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ واپس جاتی لان کی لائیٹس اچانک روشن ہوئ تھیں۔

اچانک پڑنے والی روشنی پر وہ آنکھیں میچ گئ۔۔

آہستہ سے آنکھیں کھولتے اسنے سامنے دیکھا تو اسکی ادھ کھلی آنکھیں پوری پھیل گئں۔۔

لب بے یقینی سے پھیلے تھے۔پورے لان کو ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔۔درمیان میں ایک بڑا سا ٹیبل تھا جہاں پر کیک پڑا تھا۔

جبکہ اسکے پیچھے دیوار پر بڑا سا سوری اور اسکے نیچے ہیپی اینی ورسری لکھا تھا۔۔

اسکے زہن میں کچھ کلک ہوا۔۔

آج کی ڈیٹ یاد آئ تو اسنے اپنے بھولکر پن پر لب کاٹے۔آج کی ڈیٹ میں ہی تو اسکا اور مرتسم کا نکاح ہوا تھا۔

توکیا یہ سب مرتسم نے کیا تھا۔وہ سوچتے آگے بڑھی۔

شاہ۔۔اسنے تنہائی سے گھبرا کر اسے پکارا۔

جبکہ اسکی گود ایزل بہت مزے سے یہ سب چیزیں دیکھ رہی تھی۔۔

مہر نے سامنے دیکھا جہاں سے ولی چلا آرہا تھا۔

مہر کی انکھیں بے یقینی سے پھیل گیئں۔

اچانک پتہ نہیں زرنور کہاں سے نکل کر آئی اور اسنے اس سے ایزل کو لے لیا۔

مہر بنا دیر کیے بھاگ کر ولی تک پہنچی تھی۔۔

بھائی۔اسنے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

ولی نے اسے گلے لگایا۔۔

کتنا انتظار کروایا تمنے مہر۔۔وہ خفگی سے اسے دیکھتا بولا۔

وہ نم آنکھوں سے ہس دی۔۔

ہم بھی ادھر ہی ہیں۔شوخ سی آواز پر اسنے ولی کے پیچھے دیکھا۔

ارسل۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔ارسل قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا۔

کیسا لگا سرپرائز چوہیا۔۔اسکے قریب جھکتے اسنے مہر کے چہرے پر پھونک ماری۔۔

بہت برا بندر کہیں کے۔۔جتا کر بولی۔۔

اور پھر دونوں ہس دیے۔ ہمیشہ کی طرح اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے ایک دوسرے کے ہاتھ سے ٹچ کیا ۔ارسل نے اسے سائیڈ بازو سے گلے لگایا تھا۔۔

آپ دونوں کو تو کسی نے نہیں روکا تھانا۔وہ شکوہ کناہ نظروں سے انہیں دیکھتے بولی۔

ہمیں تو روکا ہوا تھانا۔۔

شکوہ بھری آواز سنتے اسنے پیچھے مڑ کے دیکھا جہاں شاہ ولا کے تمام افراد کھڑے تھے جی جان سمیت۔۔

مہر نے بے یقینی سے ولی کو دیکھا جسنے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

ا۔اپ لوگ یہاں۔وہ ابھی تک بے یقین تھی۔

باری باری سب سے ملتے وہ خود کو رونے سے باز نا رکھ پائی۔۔

کتنا مس کیا تھا اسنے سب کو۔۔

آپ لوگوں کو کسی نے نہیں روکا تھا ایپا۔ آپ کو مجھ سے ملنے سے کون روک سکتا ہے۔۔وہ ماہم کے ہاتھ تھامتے بولی۔۔

اسنے نم آنکھوں سے اسے دیکھا وہ کیا بتاتی کے کس منہ سے وہ لوگ اس سے ملنے آتے۔۔

لیکن تو نے خود بھی تو ملنے کی کوشش نہیں کی۔۔

عالم کی آواز پر وہ چونک گئ۔

عالی تو بھی۔وہ حیران در حیران ہو رہی تھی۔

کیوں میں نہیں آسکتا۔وہ اسکے قریب رکتے بولا۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔۔

عالم نے آگے بڑھتے اسے گلے لگاتے اسکے سر پہ بوسہ دیا۔۔

یہ سچ ہے۔وہ ہولے سے اسکے کان میں بولا۔۔

مہر جیسے ہوش میں آئی۔اسنے رکھ کے تھپڑ اسکے بازو پہ دے مارا۔۔

بہت جلدی یاد آگئی تجھے۔وہ اسے گھورتے بولی تو عالم نے بے بسی سے اسے دیکھا۔اب وہ اسے یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہا اسنے کتنی کوشش کی تھی اس سے ملنے کی لیکن اسکے اس بادی بلڈر بھائی نے اسکا کچومر بنانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔۔

کیا ہم سے نہیں ملو گی۔۔اس آواز نے اسے ساکت کیا تھا۔۔

وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

بابا۔اسکے لب ہلے تھے۔ساکت نظریں اپنے سامنے کھڑے حسن بابا پر گئی تھیں۔

انکے ساتھ عائشہ ماما،عالیہ ماما،حسان صاحب،رمل اور زولفقار شاہ بھی تھی۔

وہ اپنی جگہ سے ہل نا سکی۔

مہر۔۔حسن بابا اسے پکارتے آگے بڑھے تھے۔

لیکن وہ ہوش میں آتی نفی میں سر ہلاتے پیچھے کو قدم لینے لگی۔۔

د۔ دور۔ دور رہیں۔ وہ بڑبڑائی تھی۔ انہوں نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔

ی۔ یہ کیوں آئے ہیں یہاں پہ۔۔ وہ ولی کی طرف دیکھتے چیخی تھی۔

آپکو سکون نہیں ملا مجھے یہاں تک پہنچا کر بھی۔

وہ چیخ رہی تھی۔

اندھیر میں کھڑے غازی نے بے بسی سے لب کچلے تھے۔۔

مہر۔ میری جان ایک بار انکی بات تو سن لو۔ وہ تمہارے ماں باپ ہیں۔

ولی اسکا بازو پکڑتا سمجھانے والے انداز میں بولا لیکن وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

ی۔ یہ میری کچھ نہیں لگتے۔ یہ لوگ صرف اور صرف قاتل ہیں میرے میری ماں کے ہماری خوشیوں کے۔

وہ ڈھاڑی تھی۔۔ چہرہ آنسوں سے تر ہوا تھا۔۔

کیوں کیا اپنے ایسا۔ میری ماں نے آپکو سب کچھ بتایا۔ لیکن اتنے سالوں میں ایک بار بھی اپنے اپنی زبان نہیں کھولیں کیوں۔ اخر کیوں۔ وہ عائشہ ماما کو دیکھتی بے بسی سے چیخی تھی۔

اگر آپ ایک بار ایک بار سچ بتا دیتیں تو میں ساری زندگی انکی بلاوجہ کی نفرت کا شکار نا ہوتی۔۔ وہ آغا جان کی طرف اشارہ کرتی بولی جو لاٹھی کے سہارے کھڑے تھے۔۔

اور آپ زولفقار شاہ۔اب کیوں ہیں آپ یہاں پہ۔میری ماں کو تو مار دیا مجھے اس حال میں دیکھ کر بھی تسلی نہیں ہورہی آپکو۔۔وہ آغا جان کے مقابل رکتی طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتے بولی۔

سب خاموش سے بے بس نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

آپ خود کہا تھا نا کہ میں آپکو اپنی شکل نا دکھایا کرو اور مینے وعدہ کیا تھا میں اب مرتے دم تک اپنی شکل آپکو نہیں دکھاؤں گی۔اب کیوں آئے ہیں آپ میری شکل دیکھنے اس لیے کہ اپکو یہ پتہ چل گیا ہے کہ میں ناجائز نہیں جائز ہوں۔۔وہ روتے ہوئے ہسی تھی۔

اسکی ہسی میں اتنا قرب تھا کہ وہاں کھڑے ہر انسان نے محسوس کیا تھا۔

اغا جان سر جھکائے کھڑے تھے۔اچانک انہوں نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔

اور اپنے ہاتھ اسکے آگے جوڑ گئے۔۔

وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتی لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

میری پاس معافی مانگنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔میں شرمندہ ہوں اپنے بنا سوچ سمجھے کیے گئے گناہ پر۔جسکی سزا شائید اب مجھے قیامت تک دنیا میں تمہارے سامنے شرمندہ ہوتے ملی ہے اور پھر روز محشر اپنی بیٹی کے سامنے شرمندہ ہوتے ملے گی۔۔

وہ اپنے کانپتے ہاتھ اسکے سامنے جوڑتے روتے ہوئے بولے تھے۔

مہر کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی اسنے تیزی سے انکے جڑے ہاتھ کھولے تھے۔

آپ ایسے کر کے مجھے میری ماں کے سامنے شرمندہ کر رہے ہیں۔وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

میں کیا آپکو معاف کروں گی معاف کرنے والی تو خدا کی زات ہے۔

آپ مجھ سے بڑے ہیں اغا جان اپنے نا سہی یہ ان کے تو آپکو اپنا مانا ہے نا۔۔ وہ انکے ہاتھوں کر لبوں سے لگاتے بولی تھی۔

مجھے معاف کر دو مہر۔ورنہ اس پچھتاوے کی آگے میں جلتے میرا وجود مسمسار ہو جائے گا۔۔

ایک بار معاف کر دو ایک آخری بار میرے سینے سے لگ جاو۔ساری زندگی میں تم میں اپنی بیٹی کو دیکھتا رہا لیکن نفرت نے مجھے تمہارے لیے نرم ہونے نا دیا۔ آج ایک بار مجھے میری بیٹی کو محسوس کرنے دو۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔۔

مہر نے کچھ پل انہیں دیکھا اور پھر وہ تیزی سے انکے سینے سے لگی تھی۔۔

انہیں دیکھتے سب کی آنکھیں نم ہوئ تھیں۔

زرنور نے غازی کے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تھی۔

وہ اپنی آنکھیں صاف کرتا مسکرا دیا۔۔جائیں۔۔زرنور نے اسے اشارہ کیا۔۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑ تا سامنے اگیا۔۔

مہر نے انسے الگ ہوتے غازی کو دیکھا۔

اغا جان نے بھی اسکی طرف دیکھا۔وہ اس سے صرف ایک بار ملے تھے۔

انہوں نے اپنی بازو وا کیے تو غازی بنا دیر کیے کسی بچے کی طرح انکے حصار میں آگیا۔۔

مہر نے عائشہ ماما اور حسن بابا کی طرف دیکھا وہ ترسی۔نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جب وہ آغا جان کو معاف کر چکی تھی جنہوں نے ساری زندگی اسے صرف تکلیف دی تھی تو ان لوگوں نے تو ساری زندگی اسے کانٹا تک چبھنے نہیں دیا تھا نہیں کیوں نہیں۔

وہ تیزی سے انکی طرف بڑھتی ایک ساتھ دونوں کے گلے لگتے انکے گرد بازو باندھ گئ۔۔

حسن صاحب اور عائشہ ماما دونوں ہی اسے گلے لگائے رو دیئے تھے۔۔

وہ سب نم آنکھوں سے مسکرا دیئے۔

ہم بھی ہیں۔۔رمل کی خفگی بھری آواز سنتے وہ مسکرا کر اسکے گلے لگی تھی۔۔

غلط فہمی کے بادل چھٹ گئے اب وہاں صرف اور صرف خوشیاں تھی جو انکے دروازے پر انکی منتظر تھیں۔

❤❤❤❤❤

بھول جائیں جو بھی ہوا۔جو ہوا تھا وہ ماضی تھا اور جو اب وہ وہ حال ہے۔ماضی ہمارے ہاتھ میں نہیں تھا لیکن حال کو خوبصورت بنانا ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔

غازی حسن بابا کو دیکھتے بولا۔

جنہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

وہ عالم اور ولی سے بھی پہلے ہی مل چکا تھا۔۔

غازیان یہ کون ہے۔۔

عائشہ ماما زرنور کو دیکھتے بولیں جو مسکرا کر سب کو دیکھ رہی تھی۔

انکے پوچھنے پر سب کی نظر اب اسپر گئ تھی وہ مبہوت سے اس ہیزل آنکھوں والی گڑیا کو دیکھنے لگے۔۔

سب نے اسکی طرف دیکھا تو وہ کنفیوز ہو گئ۔۔

غازی اسکے تاثرات دیکھتے مسکرایا۔۔

یہ آپکی بہو ہے ماما۔۔ وہ زرنور کے ہاتھ سے ایزل کو لیتا اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتا انکی طرف بڑھا تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔ بہت پیاری ہے۔۔۔

پیاری تو ہو گی میری بیوی جو ہے۔۔ وہ زرنور کو آنکھ ونک کیے بولا تو سب کے قہقہے چھوٹے تھے۔۔

اور یہ ہے بابا کی پرنسز۔۔ وہ ایزل کا ماتھا چومتے اسے انکے گود میں ڈالتا بولا۔۔

ماشاءاللہ۔۔ انکے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

اس گلابی ہیزل گرین آنکھوں والی گڑیا کو دیکھتے سمبہوت ہوئے تھے۔ وہ بلکل اپنے باپ کا عکس تھی لیکن جب آنکھوں سے دیکھو تو اپنی ماں کی کاپی لگتی۔۔

اغا جان نے جب اسے اٹھایا تو وہ انہیں غصے گھورنے لگی اسکے تاثرات دیکھتے سب کے ایک بار پھر سے قہقے چھوٹے تھے۔

پورا لان انکے قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔

مہر نے بے چینی سے ادھر ادھر اسے تلاشا جو سبکو ایک کر کرے خود جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔۔

وہ اس سے ناراض تھی کیونکہ وہ اسے بنا بتائے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا لیکن اب اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے وہ اب بے چین ہو رہی تھی۔۔

یہ لو بھئی سنبھالو اپنے بچوں کو۔۔ وشہ ہانم کو اسکی گود میں ڈالتی بولی۔

جبکہ ہانیہ اور حاشر بھاگ کر اسکی ٹانگوں سے چپکے تھے۔۔

اسنے نیچے بیٹھتے دونوں کو پیار کیا۔

جبکہ ہانم ابھی سو رہی تھی۔

یہ بڑی ہو گئی ہے نا اپیا۔ وہ ہانم کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولی تو ماہم ہس دی۔

چھ ماہ میں اتنی بھی بڑی نہیں ہوئی۔ وہ ہستے ہوئے بولیں۔

جبکہ غازی کی گود میں ایزل نے اسکی گود میں کسی اور بچے کو دیکھتے تضاد اسے پیار کرتے دیکھ اسنے یکدم گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔

ایزل۔۔ غازی نے حیرانگی سے اسے دیکھا وہ تو کبھی ایسے نہیں روتی تھی۔ کبھی جو ایک، یا دو بار ہی وہ ایسے روئ ہو گی۔۔

غازی نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی لیکن وہ مہر کی طرف دیکھتے اور شدت سے روتی جا رہی تھی۔

مہر نے ہانم کو ماہم کو دیا اور اسکی طرف بڑھی۔۔

زرنور نے ایزل کو غازی سے لیا۔۔ لیکن وہ ہاتھ پاؤں چلانے لگی۔۔۔

اسکا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔ ننھا سا وجود رونے کی وجہ سے سرخ پڑا تھا۔۔

مہر نے تیزی سے آگے بڑھتے اسے زرنور سے پکڑا۔

مہر کے پکڑتے ہی وہ سسکیاں بھرتی اسکی گردن میں منہ چھپا گئ۔۔

اسکا رونا بند ہو گیا لیکن ہلکی ہلکی سسکیاں نکلنے لگیں۔

سب نے حیرانگی سے اسکا ریکشن دیکھا تھا۔۔

وہ اپنے ماں باپ کے پاس جا کر چپ نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن پھوپھو کے پاس جاتے ہی وہ اس سے لپٹ گئ۔۔

ایزو میری جان۔۔ کیا ہوا اپکو۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے میرے بے بی کو۔۔

مہر اسکا چہرہ سامنے کرتی پیار سے بولی جیسے وہ ابھی اسکی بات کا جواب دے دے گی۔۔

جبکہ ایزل کی ہیزل آنکھوں میں خفگی ابھری تھی جسے دیکھتے مہر نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

سب پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

جب یک دم سے پیچھے آتے احمر کا قہقہ گونجا تھا جو کب سے وہاں کھڑا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

غازی نے اسے گھورا۔۔

پریشان مت ہوں کچھ نہیں ہوا اسے بس یہ بتا رہی ہے کہ میں اپنے باپ ہی کی بیٹی ہوں۔ وہ پھر سے قہقہ لگاتا بولا۔

غازی نے آئیبرو اچکاتے اسے دیکھا تو وہ سیدھا ہوا۔۔

میرا مطلب ہے کہ یہ مہرماہ کے کسی اور بچے کو گود میں لینے پر جیلس ہو رہی ہے۔۔ وہ بامشکل اپنا قہقہ روکتا بولا تھا۔۔

ہیں۔۔ مہر کا منہ کھل گیا۔ اتنی سی بچی بھی جیلیس ہو سکتی ہے۔۔

دیکھ لے بیٹا یہ بلکل تیرے پہ گئ ہے۔ جیسے تو بھابھی کو لے کر پوزیسیسو ہے تیری بیٹی میں بھی وہی کیڑا ہے۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

اسکے بات سنتے سبکے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئ۔

جبکہ غازی تیزی سے مہر کی طرف بڑھا تھا۔

آلے میلہ بچہ جیلس ہو رہا ہے۔۔اسے مہر سے لیتے وہ وہ اسکے چہرے پر لب رکھتا لاڈ لڈ سے بولا۔

ایزل اسکے لاڈ کرنے پر کھکھلا دی۔اسنے تیزی سے ہاتھ پاؤں چلاتے اسے رسپونس دیا تھا۔۔

جبکہ غازی اب اسکے کان میں سرگوشیاں کرتا اسکے ہاتھ پاؤں چوم رہا تھا۔۔

جانے کیوں اسے بہت خوشی ہو رہی تھی اپنی بیٹی کی یہ عادت خود پر جانے پر۔۔

جبکہ زرنور نے تاسف سے اسے دیکھا۔

سب یہاں ہیں لیکن وہ کہاں ہے جسنے ہم سب کو آج یہاں اکھٹا کیا ہے۔۔روحا ماما نے کہا تو سب کو اسکی غیر موجودگی محسوس ہوئ تھی۔

مہر کو تو پہلے ہی بہت شدت سے ہو رہی تھی لیکن وہ اب بھی بنا ظاہر کیے سر جھکائے ایزل سے کھیلتی رہی۔۔

میں یہاں ہو ماما۔۔تبھی اسکی سنجیدہ آواز گونجی تھی۔۔

مہر نے تیزی سے اواز کی سمت دیکھا تھا۔۔

وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔مہر نے بغور اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا اب تو سب ٹھیک ہو گیا اب وہ کیوں پریشان تھا۔وہ سوچ کر رہ گئ۔۔

کہاں تھے تم مرتسم۔۔بی جان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

بی جان سب یہاں ہیں لیکن کوئ اور بھی تھا جنہیں یہاں ہونا چاہئیے تھا۔

بس انہیں کی کمی پوری کرنے گیا تھا۔وہ سنجیدگی سے بولا۔۔

کون۔ماہم اپیانے حیرانگی سے اسے دیکھا سب تو تھے یہاں۔

مرتسم نے کسی کو اشارہ کیا۔

کچھ ہی دیر میں قاسم شاہ اور زنیب چلے آرہے تھے۔۔

انکے پیچھے ہی دانین اور زین بھی تھے۔جو ابھی بھی پولیس یونیفارم میں تھے۔۔

انہیں دیکھتے مہر کا چہرہ پھیکا پڑا تھا۔۔وہ نظریں پھیر گئ۔۔

قاسم شاہ شرمندہ چہرے سے وہاں آئے تھے۔

وہ کچھ دیر مہر کو دیکھتے رہے جسنے انہیں دیکھتے ہی چہرہ موڑ لیا۔

آج یہاں سب جمع ہیں ایک دن پہلے بھی ایسے سب جمع تھے جہاں مینے سبکی خوشیوں کو پل میں غم میں بدل دیا تھا۔آج ویسے ہی اس دن پر میں سب سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔

میں جانتا ہوں مینے جو کیا وہ بہت غلط تھا لیکن میں شرمندہ ہوں۔اپنے بچوں سے اپنے بڑوں سے۔میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں سب سے۔۔

وہ بھیگے لہجے میں بولے۔

مہر نے غازی کی طرف دیکھا اور پھر مرتسم کی دونوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

اسنے گہری سانس چھوڑی۔ایزل کو غازی کے حوالے کرتے وہ انکے قریب آئ۔۔

انکے قریب رکتے کچھ پل انہیں دیکھتی پھر انکے جڑے ہاتھ کھول گئ۔۔

انہوں نے اسے دیکھا۔

مینے ہمیشہ آپکو اپنے بابا کی جگہ مانا ہے۔اج یہاں سب نے دلوں سے ساری رنجشیں مٹا دیں۔تو پھر آپسے کونسی دشمنی ہے ہماری ہے۔

بلکہ آپ ہمیں معاف کر دیں ہم سے اگر کوئ غلطی ہو گئ ہو تو۔۔

وہ انکے ہاتھ نیچے کرتے بولی تو وہ انہوں نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

تم واقعی عظیم ماں کی بیٹی کو مہر۔ جسکا ظرف بہت بڑا ہو گا۔۔وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تو وہ مسکرا دی۔۔

مہر نے زینی کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

مہر کے دیکھنے پر ہلکا سا مسکرائ۔وہ قدم قدم چلتے اسکے مقابل آئ۔

ہمارے بیچ آج تک جو بھی ہمیشہ بس مرتسم کو لے کر ہی ہوا ہے۔

آج تک جو کچھ بھی ہوا میں اسکی معافی نہیں مانگوں گی کیونکہ میرے خیال میں وہ سب پیار میں جائز تھا۔۔

لیکن ہاں اس بات کا اعتراف ضرور کروں گی کہ مجھے احساس ہو گیا ہے میں آج تک صرف ایک سیر اب کے پیچھے بھاگتی آئی ہو۔اس انسان کے پیچھے جو کبھی میرا تھا ہی نہیں۔۔

مجھے سمجھ آگئی ہے کہ جوڑے واقعی آسمانوں پر بنتے ہیں۔

مرد کی پسلی سے اسکی عورت بنائی جاتی ہے اور مرتسم کی پسلی سے بننے والی وہ عورت میں نہیں ہوں۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔

مہر نے مسکراتے اسے دیکھا۔اور پھر آگے بڑھتے اسے گلے لگالیا۔

زینی ایک پل کے لیئے ششدر رہ گئی۔۔

پھر مسکرا کر اسکے گرد حصار باندھ گئی۔۔

پس ثابت ہوا کہ اگر زندگی میں دکھ ملتے تو تکلیف آتی ہیں تو پھر خوشیاں بھی آتی ہیں۔

ایک وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے ہمیں اس وقت کو لے کر یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ اب کبھی کچھ سہی نہیں ہو گا بلکہ یہ سوچنا چاہیئے کہ۔یہ وقت بھی گزر جائے گا۔۔

مہر سب کو مسکراتے دیکھ سوچ رہی تھی۔۔

اسنے مرتسم کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے دیکھنے پر آنکھ ونک کر گیا۔۔

مہر سٹپٹا کر چہرہ موڑ گئی۔۔

اہم اہم۔۔وہ ابھی مہر کے پاس جاتا کہ غازی اور ولی اسکے سامنے آئے تھے۔

ولی نے چونک کر غازی کو دیکھا اور غازی نے ولی کو۔

پھر جب دونوں نے اپنے ایک ہی مشن کو دیکھا تو وہ مسکرا دیئے۔

مرتسم کو شدت سے کچھ گڑبڑ ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔

پہلے ہی اسکا ایک سالہ ہر وقت اسکے اور مہر کے بیچ دیوار بن کے کھڑا رہتا تھا اور اب جب دوسرا ملا تھا تو اس سے بھی مرتسم کی کچھ خاص جمی نہیں تھی۔۔

پہلے تو اس ایک نے اسکا جینا حرام کیا تھا اب دوسرا بھی اگیا۔

اسنے بے بسی سے مہر کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے لب دبائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ولی اور غازی ابھی بھی اسے گھور رہے تھے جبکہ وہ انہیں جتاتی نظروں سے دیکھتا مہر کا ہاتھ پکڑ تا کیک کٹ کر گیا۔۔

اسنے کیک کاٹتے اسے کھلایا تھا اور اسکے ہاتھ سے زبردستی خود بھی کھایا تھا۔۔

مہر اسے گھور کر رہ گئی۔۔

کیک کاٹنے کے بعد سب کے لیئے کھانا لگا دیا گیا تھا۔ چھوٹی موٹی باتوں میں انہوں نے کھانا ختم کیا تھا۔۔

اب وہ سب لاؤنج میں بیٹھے چائے کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔

ماشاءاللہ ارسل یہ کتنا پیارا ہے۔۔ شکر ہے تیرے پر نہیں گیا۔

مہر آبان کی تصویریں دیکھتے بولی۔۔

ارسل نے اسے گھورا جوابا وہ کندھے اچکا گئی۔۔

غازیان بیٹا اب جب سب ٹھیک ہو ہی گیا ہے تو تمنے مہر کی رخصتی کا کیا سوچا ہے۔۔

روحا ماما کے بولنے پر مہر نے سرعت سے مرتسم کو دیکھا جو انہیں کے ساتھ بیٹھا تھا۔

مہر کے دیکھنے پر اسے آنکھ ونک کر گیا۔۔وہ سٹپٹا کر نظریں پھیر گئ۔۔

غازی نے سنجیدگی سے مہر کو دیکھا اور پھر روحا ماما کو۔۔

یہ فیصلہ کرنے کا حق تو انہیں جاتا ہے۔۔وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد حسن بابا کی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

مہر جو سانس روکے اسکے تاثرات دیکھ رہی تھی بے ساختہ ہی اسنے تیزی سے سانس کھینچی تھی۔۔

حسن بابا اسکے یوں مان دینے پر مسکرا دیئے۔

انہیں یقین ہو چلا تھا کہ انکی بہن کا انتخاب نایاب تھا اور اسکی پرورش بہترین۔

آپ ہی کی امانت ہے جب چاہیئے لے جائیں۔۔وہ مسکراتے لہجے میں بولے۔

مہر کو جانے کیوں گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔وہ نامحسوس انداز میں وہاں سے اٹھ گئ۔۔

وہ باہر لان میں آگئ۔وہ خوش تھی کہ سب ٹھیک ہو گیا لیکن دل بھاری سا ہو رہا تھا۔

کسی کی یاد تھی جو دل کو بے چین کر رہی تھی۔

گہری سانس چھوڑتے اسنے سر اٹھاتے آسمان کو دیکھا۔

انو۔۔بنا آواز کے لب ہلے تھے۔۔

کئی آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے بے مول ہوئے تھے۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

مہر۔۔اپنے نام کی پکار پر آنکھیں صاف کرتے اسنے پیچھے مڑتے دیکھا۔

عالی تو کہاں۔۔وہ بولتے اچانک رک گئی۔

اسکی آنکھوں میں بے یقینی پھیلی تھی۔۔

نورین آپی۔۔اسکے لبوں سے سرگوشی میں نکلا تھا۔۔

اسنے بے یقینی سے عالم کو دیکھا۔۔

نورین گھبراہٹ سے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی عالم کے قریب آرکی۔۔

مہر۔۔عالم نے کھنکھارتے اسے ہوش دلایا تھا۔۔

اا۔اپی آپ یہاں۔اسکے لہجے میں ابھی بھی بے یقینی تھی۔۔

آپی نہیں اب یہ تمہاری بھابھی ہوگئی ہیں۔عالم لب تر کرتا دھیمے سے بولا۔

اچھا۔مہر نے بے دھیانی میں اسے سنا۔

کیا۔۔جب کچھ دیر بعد اسے سمجھ آئی تھی بے ساختہ اسکے منہ سے چیخ کی مانند نکلا تھا۔

آہستہ لڑکی۔وہ دو قدم اس سے پیچھے ہٹتا بولا۔

عالم تو کیا بول رہا ہے یہ میری بھابھی۔مطلب تو۔۔وہ اسکے طرف بڑھتی صدماتی کیفیت میں بولی۔

دیکھ مہر تجھے تو ویسے ہی سب پتہ تھا لیکن ایمر جنسی میں نکاح کرنا پڑا وہ میری مجبوری تھی ورنہ میں تیری بغیر ایسا سوچتا بھی نہیں۔وہ تھوک نگلتے بے ساختہ پیچھے کو قدم لیتا بولا۔

عالی میں تجھے چھوڑوں گی نہیں۔تو نے میرے بغیر نکاح کر لیا۔تجھے زرا شرم نہیں ائی۔

وہ اس پاس کوئی چیز اسے مارنے کے لئیے دیکھتی چیخی تھی۔۔

جبکہ نورین ہقا بقا اسے دیکھنے لگی۔

اسے لگا تھا وہ اس بات پہ ہنگامہ کرے گی کہ اپنے سے بڑی عمر والی ایک طلاق یافتہ لڑکی سے نکاح کیوں کیا لیکن وہ تو بے تُکی بات پر ناراض ہو رہی تھی۔۔

عالی وہیں رک جاو ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔

وہ لان میں رکھی چیئرز کے گرد بھاگتے عالم کے پیچھے لپکتی وارن کرنے والے انداز میں بولی۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب۔۔غازی کی بھاری آواز پر بے ساختہ اسکے قدم تھمے تھے۔

مہر،عالم کیوں بچوں کی طرح لڑ رہے ہو تم دونوں۔

غازی انکی طرف دیکھتا حیرانگی سے بولا۔

جبکہ انکا شور سنتے باقی سب بھی باہر اچکے تھے۔

آان بھائی آپکو پتہ ہے اسنے کسی کو بھی بتائے بغیر شادی کر لی۔وہ بھاگ کر غازی کے پاس آتے اسے شکایت لگاتی بولی۔

غازی نے حیرانی سے اسے دیکھا اور پھر عالم کو جو بے ساختہ ہی سر کھجانے لگا۔

عالم یہ کیا کہہ رہی ہے۔ حسن بابا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

جی بابا مہر ٹھیک کہہ رہی ہے۔ لیکن مینے شادی نہیں صرف نکاح کیا ہے۔۔وہ تابعداری سے سر ہلاتے بولا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔ مزاق سمجھ رکھا ہے تمنے نکاح کو جو کسی سے بھی پوچھے بغیر سوچے سمجھے کر لیا۔۔ تمہارے ماں باپ کو کیا جواب دیں گے ہم۔۔وہ سخت لہجے میں بولے تھے۔۔

عالم نے انکی بات سنتے گہری سانس بھری تھی۔۔

جبکہ نورین اب سہم کر سب کو دیکھنے لگی۔۔

Novelistan

عالم سب کو ایک نظر دیکھتا اسکی طرف بڑھ گیا۔

آیئے۔۔اسکا ہاتھ پکڑتے وہ اسے سامنے لایا۔

بابا میں سب کو بتانا چاہتا تھا نورین کے بارے میں انفیکٹ میں موم، ڈیڈ سے بات بھی کر چکا تھا۔ لیکن اس وقت سچویشن ایسی بن گئ تھی کہ اسی وقت نکاح کرنا پڑا۔

بابا یقین کریں بھگا کر نہیں لایا نورین کا بھائی بھی اس نکاح میں شامل تھا اور موم ڈیڈ کو بھی مینے کل ہی بتایا ہے۔

وہ مجھ سے بہت ناراض ہیں پلیز آپ تو ناراض مت ہوں ورنہ انہیں کون منائے گا۔۔وہ التجائیں لہجے میں بولا۔

عائشہ ماما نے نورین کو دیکھا جو ڈری سہمی سی عالم کے پیچھے چھپ کے کھڑی تھی۔

وہ اسکی طرف بڑھیں۔ڈرو مت بیٹا۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔تم آؤ میرے ساتھ باقی اس گدھے کی کلاس لگنے دو۔

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی اسے اپنے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھ گئیں۔

انکے پیچھے ہی سب بڑھے تھے۔

جبکہ عالم اب بے چاری نظروں سے ،ولی ،ارسل ،مرتسم کو دیکھ رہا تھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

وہ ان تینوں سے بلکل بھائیوں ،دوستوں کی طرح اٹیچ ہو چکا تھا۔جیسے وہ بچپن کے ساتھی ہوں اس لیے وہ اب حسن بابا کے جانے کے بعد اسکی کلاس لگانے والے تھے۔

بس بھی کریں بابا اب کیا بچے کی جان لیں گے۔ وہ مسلسل انکی گھورتی نظریں خود پر محسوس کرتے بے بسی سے بولا تو وہ بڑبڑاتے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔

عالم جو انکے جانے پر اپنے بچ جانے کا شکر کر رہا تھا ان تینوں کو بازو فولڈ کرتے اپنی طرف بڑھتے دیکھ بھاگا تھا۔۔

رکیے سالے صاحب بھاگ کہاں رہے ہیں۔۔ مرتسم اسے پکڑتا دانت پیستے بولا تھا۔

عالم خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتا خود پر ہوتے ظلم پر بس آہیں بھر کہ رہ گیا۔

❤❤❤❤

مہرلب کاٹتے اسے دیکھ رہی تھی جو اب عائشہ ماما کو کچھ بتا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اسے نورین کا خیال رکھنے کی تاکید کرتے جا چکی تھیں۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اسکے قریب جا کھڑی ہوئی۔۔

آپی کیسی ہیں اپ۔ وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتے بولی۔

ٹھیک ہوں۔ وہ آہستہ سے بولی۔

آپکے بھائی نے ایسے اچانک۔ میرا مطلب امن خود کہا ہے اور اپ۔۔

وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ امن کا کیسے پوچھے اس سے۔۔

امن نہیں رہا مہر۔ وہ یکدم چہرہ اٹھائے اسے دیکھتے کانپتے لہجے میں بولی۔

جی۔۔؟ مہر کو سمجھ نہیں آیا اسنے کیا بولا۔

امن نہیں رہا مہر۔ وہ چلا گیا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے بولی تھیں۔

مہر بے ساختہ لڑکھڑائ تھی۔۔ ک۔ کیا۔ مط۔ لب۔ کہاں۔ گیا۔ ا۔ امن۔ ؟

وہ حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھتے بول رہی تھی۔

نورین رونا بھول کے اسے دیکھنے لگی۔

وہاں جہاں سے لوگ کبھی واپس نہیں آتے مہر۔ وہ وہیں چلا گیا۔ وہ ہچکیوں سے بولی تھی۔۔

مہر نے بے ساختہ ٹیبل کا سہارا لیا تھا۔

ا۔ ایسا۔ ک۔ کیسے ہ۔ ہو سکتا ہے وہ تو۔ وہ صدماتی کیفیت میں بڑبڑای۔

ایسا ہو گیا ہے مہر ایسا ہی ہوا ہے۔۔ وہ چلا گیا مجھے چھوڑ کر۔ اسے ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔ میں کیسے رہوں گی اسکے بغیر۔۔ وہ درد سے چور لہجے میں بولی تھی۔

کب۔ ک۔ کیسے ؟ اسے لب ہلے تھے۔

نورین نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر اسے سب بتاتی چلی گئ کیسے وہ اسکی زندگی کے لیئے تڑپتا رہا۔ سجدوں میں فریاد کرتا رہا، اسکے ٹھیک ہو جانے پر اس سے دستبردار ہونا، ہدایت کے راستے پر

آجانا، عالم کا ملنا، امن کو سب پتہ چلنا اور پھر انکا نکاح اور نکاح کے بعد امن کا ایکسیڈینٹ ہونا اور اسکی موت۔

وہ ہمیشہ کے لئیے سکون پا گیا وہ مجھ سے کہتا تھا آپی میں چاہتا ہوں کہ مہر خوش رہیں لیکن انکے بغیر جانے کیوں میرا دل بے سکون رہتا تھا جانے کب اس تڑپتے دل کو سکون ملے گا۔

وہ کہتا تھا اسے سکون اب صرف موت سے ہی مل سکتا ہے۔اور اسے موت آگئی۔

نورین ہچکیوں سے روتے بولی تھی۔۔

مہر ساکت نظروں سے اسے دیکھتے رہی۔ اسمیں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ وہ اسے چپ کرواتی۔

کتنی ہی دیر بعد اسکے ساکت قدموں میں حرکت ہوئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر جاتی نورین نے اسے روکا۔

وہ روکی لیکن مڑی نہیں۔

دو منٹ بعد نورین اسکے سامنے آئی اسکے ہاتھ میں کوئی چھوٹا سیا باکس تھا جو اسنے مہر کے ہاتھ میں تھما دی۔

تمہاری امانت۔۔ بھیگے لہجے میں کہتے وہ پیچھے ہو گئی جبکہ مہر نے ایک نظر اس باکس کو دیکھا اور پھر بھاری قدم اٹھاتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

وہ کس طرح اپنے کمرے تک پہنچی وہ نہیں جانتی تھی۔ اسنے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ لاک کیا اور پھر اسی دروازے کے ساتھ نیچے بیٹھتے چلی گئ۔

وہ باکس ابھی تک اسکے ہاتھ میں تھا۔

امن مر گیا۔ یہی الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے جانے کیوں اسی بہت تکلیف ہو رہی تھی اسے دکھ ہو رہا تھا۔

وہ کیوں اسکی زندگی کے لیئے تڑپتا رہا کیوں سجدوں میں اسکی سانسوں کی بھیک مانگتا رہا۔ کیوں اسکی وجہ سے بے سکون رہا۔

اسکی وجہ سے وہ سکون مانگتے مانگتے موت کی آغوش میں چلا گیا۔ اسکی وجہ سے۔

زہن میں تانے بانے بنتے آخری لفظ زہن کے ساتھ سانس بھی ساکت ہوئ تھی۔

اسنے سانس لینے کی کوشش کی لیکن وہ سانس نا لے سکی۔

اسنے پھر سے کوشش کی لیکن وہ نا لے سکی۔

اسکے سینے میں شدید تکلیف اٹھی تھی۔

وہ کانپتی ٹانگوں سے اٹھی بامشکل بیڈ تک پہنچتے اسنے سائیڈ ڈرار سے انہیلر ڈھونڈا۔

کانپتے ہاتھ ادھر ادھر مارتے اسے انہیلر مل ہی گیا۔

تیزی سے اپنے منہ کے قریب لے جاتے اسنے انہیل کیا تھا۔

لمبی سانسیں کھینچتے اسنے اپنی سانس بحال کی تھی۔

سانس سہی ہوئی تو وہ انہیلر رکھتے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

آنسو بے ساختہ اسکا چہرہ بھگو گئے۔

کیوں امن۔ کیوں چاہا مجھے اتنا۔ میں تمہاری اس چاہت کے لائق نہیں تھی امن۔

وہ گھٹ گھٹ کے روتی اس سے مخاطب تھی۔

یا اللہ تو نے کیون میری محبت اسکے دل میں ڈالی تھی جبکہ رونے خود ہی تو میرا نصیب کسی اور کے ساتھ لکھا ہے۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

روتے ہوئے اچانک اسے اس باکس کا خیال آیا جو دروازے پر اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

آنکھیں رگڑتے وہ بے ساختہ اس باکس کی طرف بڑھی۔

وہ پرانے طرز کا بنا چھوٹا سا باکس تھا جو عموماً ہمارے ٹیبلز پر جیلوری کے لیئے رکھا ہوتا ہے۔

باکس اٹھاتے اسنے کانپتے ہاتھوں سے اسے کھولا۔

وہ یک دم ساکت ہوئی تھی۔

اس باکس کے اندر چمک سی تھی کچھ انوکھی سی چمک۔

اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے سب سے اوپر رکھے اس پتھر کو اٹھایا جسنے اس باکس میں چمک پیدا کر رکھی تھی۔

وہ ایک چمکتا پتھر تھا غور کرنے پر اسے پتہ چلا کہ وہ بلیو سیفائر اسٹون تھا یعنی نیلم کا پتھر۔ گہرے مخملی نیلے رنگ کا۔

وہ ساکت نظروں سے اس پتھر کو دیکھتی رہی۔

وہ ایک چھوٹی سی انگوٹھی میں فٹ تھا۔ وہ رنگز نہیں پہنتی تھی۔ لیکن جانے کیوں یہ انگھوٹی اسے دل کے بہت قریب لگی تھی۔

سرد سانس چھوڑتے اسنے وہ رنگ ایک سائیڈ پر رکھ دی۔

اسنے اس باکس میں دیکھا وہاں کچھ اور بھی تھا جو چمک رہا تھا۔

اسنے ہاتھ بڑھاتے اسے اٹھالیا۔ وہ بریسلیٹ تھا۔

چمکتا ہوا چاند ستاروں والا بریسلیٹ۔ یہ اسکے والے بریسلیٹ سے مختلف تھا۔

اسمیں ایک بڑا سا آدھا چاند نیچے لٹک رہا تھا اور اس چاند کے بیچ میں تین ستارے تھے اور چاند کے نیچے چھوٹا سا موتی لگا تھا جو ہلنے پر آواز پیدا کرتا۔

اسنے غور سے اس برسیلیٹ کو دیکھا اس چاند میں چھوٹے چھوٹے ہیرے لگے تھے۔ اور ان ستاروں میں بھی بلو ڈائمنڈز تھے۔۔

مطلب وہ اس لیے تھے کہ جہاں کہیں اندھیرا ہو وہ چمک جاتے انکی چمک سے چاند کی چاندنی جیسے روشنی پیدا ہوتی تھی۔

اسکی ساکت آنکھیں پھر سے بہنیں لگیں۔ آنسو ٹوٹ کر اسکا چہرہ بھگونے لگے۔

مطلب امن جانتا تھا وہ چاند ستاروں والے بریسلیٹ اس لیے پہنتی ہے کہ اسے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے شائید وہ اسکی زندگی سے ہمیشہ کے لئیے اندھیرا ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسنے رنجیدہ دل سے سوچا تھا۔

وہ ابھی بریسلیٹ رکھنے لگی جب اسکی نظر چاند پر گئ۔

وہاں چھوٹا سا مہر لکھا تھا۔

مہر کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی۔

اس برسیلیٹ کو سائیڈ پر رکھتے اسنے وہ باکس ٹٹولا جسمیں کچھ ٹوٹی ہوئ کانچ کی چوڑیاں پڑیں تھی۔

وہ چوڑیاں اسکی تھیں وہ پہچان گئ تھی۔ ان چوڑیوں کے ساتھ ایک رومال پڑا تھا۔

انسے ہاتھ بڑھاتے وہ رومال اٹھالیا اس رومال میں چٹکی بھر مٹی تھی اسنے الجھے انداز میں اس مٹی کو دیکھا اسنے غور سے اس رومال کو دیکھا جہاں پر کسی چیز سے "پہلی نظر" لکھا تھا۔

اسے یاد آیا جب وہ اس سے پہلی بار ملی تھی اور وہ گری تھی۔

لیکن اس مٹی کا لاجیک اسے ابھی بھی سمجھ نہیں ایا۔

وہ رومال اسنے سائیڈ پر رکھ دیا اب اس باکس میں ایک کاغذ تھا۔

اسنے ہاتھ بڑھاتے وہ کاغذ اٹھالیا۔

کپکپاتے ہاتھوں سے اسنے وہ خط نما کاغذ کھولا۔۔

شہزادی۔۔ نہیں اپسرا، یا پھر ساحرہ سمجھ نہیں آرہا کیا لکھوں اپکو۔۔

سب سے اوپر یہ لائین لکھی تھی۔

میں جانتا ہوں اس دور میں خط لکھنا کچھ عجیب ہے لیکن جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ شائید ہی میں کبھی آپسے کہہ پاوں اب تو پتہ نہیں کب آپسے ملاقات ہو۔

خیر چھوڑیں اس بات کو مینے یہ دو چیزیں آپکے لیئے بہت مشکل سے ڈھونڈی ہیں۔ فکر مت کریں یہ حق حلال کی کمائی سے ہیں۔

وہ شائید یہاں پر خود پر ہی ہسا تھا۔

میں نہیں جانتا جب تک آپکو میرا یہ خط اور چیزیں ملیں گی پتہ نہیں ہم کہاں ہونگے شائید ہونگے بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ آگے بہت سارے ڈاٹس تھے شاید وہ سوچ رہا تھا۔۔

اپ پلیز ان چیزوں کو پھینکئے گا مت چاہئے تو ایک کارنر میں رکھ دیجئیے گا لیکن پلیز پھینکئے گا مت۔ التجا کی تھی۔۔

میری خواہش تھی کہ میں اس پتھر کو آپکے ہاتھوں میں سجا دیکھو لیکن خیر کوئی بات نہیں انسان تو ہزار خواہشیں کرتے ہیں ساری تھوڑی پوری ہوتی ہیں۔۔ وہ شائید مایوس تھا۔۔

اچھا چلیں چھوڑیں آپ بھی کہہ رہی ہونگی کہ کیا فضول بولے جا رہا ہوں۔

آپکو پتہ ہے میں اب نماز بھی پڑھتا ہوں پانچوں نمازیں۔

اللہ پہ کھویا ہوا ایمان واپس لوٹ آیا ہے میرا۔ اپ ٹھیک کہتی تھیں میں بھٹک گیا تھا لیکن راہ راست پر آگیا ہوں اور اسکی وجہ صرف آپ ہیں۔۔

اب تو تحجد پہ بھی میری خود ہی آنکھ کھل جاتی ہے۔

لیکن میں تحجد اپنے لیئے دعا نہیں کرتا آپکو بھول جانے کے علاوہ۔۔ وہ معصومیت سے بتا رہا تھا۔۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں آپ خوش رہیں جہاں رہیں۔ لیکن پتہ نہیں کیوں کبھی کبھار دل کرتا ہے کہ آپ اگر کسی اور ساتھ خوش رہ سکتی ہیں تو میرے ساتھ کیوں نہیں۔ وہ اضطراب کی سی کیفیت میں تھا۔ بس دل میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر آپ کسی اور کی ہو سکتی ہیں تو آپ میری کیوں نہیں۔ پھر یاد آیا کہ مینے تو ہدایت اب پائی ہے آپکو تو پہلے ہی کوئی اور مانگ چکا ہے۔۔۔ آگے کچھ لائینز خالی تھیں۔

اچھا ایک بات بتائیں گی مجھے سچ سچ۔۔۔ وہ جیسے تصور میں اس سے بات کر رہا تھا۔

"مجھ سے محبت کیوں نہیں ہوئی؟
کیا ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہوئی؟"

مہر کو لگا جیسے وہ کٹگھرے میں کھڑی ہو۔ یہ سوال نہیں تھا یہ شکوہ تھا، یہ درد تھا یہ خاموشی کی زبان تھی۔ یہ اسکی بے بسی تھی۔

آگے وہ کاغذ بھیگا ہوا تھا۔

میں نہیں جانتا جب یہ خط آپ تک پہنچے گا کیا حالات ہونگے۔

لیکن میں آپسے ایک بات کی اجازت چاہتا ہوں۔

یہاں نا سہی کیا میں اس جہان میں آپکا ساتھ مانگ سکتا ہوں۔؟

وہ اس سے اجازت چاہ رہا تھا یا بتا رہا تھا۔۔

اگر نہیں تو میں خدا سے شکوہ ضرور کروں گا۔۔

کیوں۔۔؟

نا اس جہاں میں آپ میری ہوئی تو نا اس جہان میں آخر کیوں۔۔؟

میں۔۔۔۔۔

اس سے آگے کاغذ سارا بھیگا ہوا تھا شائید نہیں وہ یقینن رو رہا تھا۔۔

بندہ ناچیز کی طرف سے اس شہزادی کے لئیے جو میری پہنچ سے دور بہت دور ہے۔۔

آخر پہ یہ لائن لکھی تھی۔ اور بس۔۔وہ کاغذ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چہرے کو ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کیوں وہ بھی نہیں جانتی تھی۔

اسے لگ رہا تھا کہ امن کی موت کی زمہدار وہ ہے۔ یہ سب صرف اسکی وجہ سے ہوا ہے۔۔

کاش کہ وہ کبھی اس سے نا ملی ہوتی کاش کہ امن نے اسے کبھی دیکھا ہی نا ہوتا۔

ناوہ اس سے ملتی ناوہ اس کے لئیے کچھ محسوس کرتا نا اسکی زندگی میں یہ طوفان اتا۔۔ناوہ مرتا۔

اسکا فون کب سے وائیبریٹ ہو رہا تھا لیکن اسے ہوش ہی نہیں تھا۔

جانے کتنی ہی دیر وہ روتی رہی جب اسکے کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔

بمشکل خود پر قابو پاتے اسنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے اور واپس آکر دروازہ کھولا۔

سامنے ہی پریشان چہرے سے عالم کھڑا تھا۔۔اور اسکے ساتھ نورین بھی۔

عالم اسکی سرخ سوجھی آنکھیں دیکھ لب بھینچ گیا۔

اندر آتے اسنے دروازہ بند کیا اور اسے دیکھا جو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

عالم نے اسے بازو سے کھینچتے خود سے لگا لیا۔

موت امر ہے مہر۔جو خدا کی طرف سے اٹل ہوتی ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔اور اسکا زمہدار ہم کسی کو نہیں ٹھہرا سکتے کیونکہ کسی انسان کو مارنا ہمارے بس میں تو نہیں ہے۔

وہ اسکا سر تھپکتے نرمی سے بولا۔

اسے کچھ دیر پہلے نورین نے بتایا تھا کہ اسنے مہر کو امن کی موت کی بارے میں بتا دیا ہے۔

وہ دو ماہ میں امن کے ساتھ رہتے اتنا تو جان چکا تھا کہ مہر اسکی فیلینگز کے بارے میں سب جانتی ہے۔

وہ جانتا تھا اس وقت ان سب کا قصوروار خود کو ٹھہرا رہی ہو گی۔۔

جبکہ مہر کسی اپنے کا حصار پاتے ہی بری طرح سے رو دی۔

نہیں عالی یہ سب میری وجہ سے ہی ہوا ہے۔۔

وہ میری وجہ سے بے سکونی کا شکار تھا وہ میرے وجہ سے اپنے لیے موت مانگتا تھا عالی۔

اسکی موت کی زمہدار نا سہی لیکن وجہ تو میں ہی ہوں نا۔۔

وہ ہچکیوں سے روتے بولی تھی۔

نورین لب کاٹ کر رہ گئ۔اسے نہیں پتا تھا کہ وہ امن کے بارے میں سنتے اس طرح سے ڈسٹرب ہو جائے گی۔۔

نہیں مہر تم وجہ نہیں ہو۔اسکی موت لکھی تھی اسکا زندگی تھی ہی اتنی۔

اگر تم خود کو اس طرح خود قصوروار ٹھہراؤ گی تو یقین مانو وہ کہیں بھی سکون سے نہیں رہ پائے گا۔۔

نورین اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔

مہر نے پیچھے ہوتے اسے دیکھا۔

ہاں بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں تم نہیں ہو اسکی موت کی زمہدار ہاں لیکن اسکے ہدایت پر آنے کی ضرور ہو۔

وہ مجھے اکثر کہتا تھا کہ اگر تم اسے نا ملی ہوتی تو شائید وہ آج بھی اندھیروں میں بھٹک رہا ہوتا۔وہ ہولے سے مسکراتے بولی تھی۔

چلو شاباش اب رونا بند کرو اور اسکی مغفرت کی دعا کرو۔

باہر سب تمہارا پوچھ رہے ہیں اس طرح سے دیکھیں گے تمہیں تو پریشان ہو جائیں گے۔۔

عالم اسکے آنسو صاف کرتا پیار سے بولا تو وہ سر ہلا گئ۔

وہ دونوں چلے گئے تو وہ فریش ہونے چلی گئ۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آئ تو بھاری ہوتے دل سے اسنے وہ ساری چیزیں واپس اس باکس میں رکھیں اور وہ باکس کبڈ میں رکھ دیا۔

تب اسکا دھیان ڈریسنگ پر رکھے اپنے فون پر گیا جو ابھی تک وائیبریٹ ہو رہا تھا۔

اسنے ہاتھ بڑھاتے فون اٹھا لیا جہاں شاہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ فون اٹھاتی کال بند ہو گئ۔

اور سکرین پر مرتسم کی بیس کالز شو ہو رہی تھیں۔

شاہ کی اتنی کالز۔اسنے حیرانگی سے سوچا۔

تبھی پھر سے کال آنے لگی اسنے جلدی سے کال پک کی۔

ہیلو۔اسنے ابھی کہاں ہی تھا کہ مرتسم کی پریشان آواز گونجی تھی۔

مہر کہاں پر ہیں۔ کب سے کالز کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہی۔

یہاں بھی کہیں نظر نہیں آرہی آپ ٹھیک ہیں۔ وہ ایک ہی سانس میں بولا تھا۔

شاہ ریلیکس میں ٹھیک ہوں اور میں یہاں روم میں ہوں۔۔ وہ خود کو کوستی بولی تھی جانتی تھی وہ اسے کچھ دیر نظر نہیں آئی ہوگی تو وہ پریشان ہو گیا ہو گا۔

آپ وہیں رکیں میں آرہا ہوں۔ اسنے کہتے کال کاٹ دی۔

مہر بس ارے ارے ہی کرتی رہ گئی۔

شاہ کو کیا ہوا۔ وہ ناخن چباتی سوچنے لگی۔

تقریبا دس منٹ بعد اسکا ڈور نوک ہوا اور پھر دروازہ کھولا اور وہ اندر آیا۔

مرتسم نے اندر آتے سب سے پہلے دروازہ لوک کیا۔

کیا کر کیا رہی تھیں اپ۔ کب سے پاگلوں کی طرح فون کیے جارہا ہوں۔

ہر جگہ آپکو ڈھونڈھ کر پاگل ہو رہا ہوں اور آپ ہیں کہ یہاں چھپ کے بیٹھی ہیں۔۔ وہ اسے کچھ ڈانٹنے کے انداز میں بولا۔

وہ واقعی اسے کب سے ڈھونڈ رہا تھا۔

جانے کیوں اسکا دل بے چین سا ہو رہا تھا۔ وہ بس اسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔

شاہ میں یہیں اپنے کمرے میں تھی۔ آپ یہاں تو نہیں ائے۔۔ وہ منمنائی۔

تو میں یہاں کیسے آتا۔ آپکو بھائیوں نے مجھ پر پہرے جو بٹھا رکھے ہیں۔

ایک سالہ کم تھا جو دوسرا ابھی آگیا میری جان کا دشمن۔ اخری لائین خود سے بڑبڑایا تھا۔

شاہ کیا بول رہے ہیں۔ وہ اسے بڑبڑاتے دیکھ بولی۔

وہ سب چھوڑیں۔ یہ آپکی آنکھیں ریڈ کیوں ہیں۔ کچھ دیر پہلے تو بلکل ٹھیک تھیں۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا اسکی آنکھوں کو انگلیوں کے پور سے چھوتا بولا۔

ن۔ نہیں تو شاہ۔ نیند آرہی تھی مجھے۔ تو نا سونے کی وجہ سے ایسے ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے بولی تھی۔

مرتسم نے بغور اسے دیکھا۔

وہ جانتا تھا وہ کچھ چھپا رہی ہے لیکن یہ بھی جانتا تھا وہ خود بتا دے گی۔۔

نیند آرہی تھی آپکو۔ مینے تو سوچا تھا رخصتی کا سن کے آپکی نیندیں اڑ جائیں گی۔ وہ اسے اپنے کچھ اور قریب کرتا بولا۔ مہر نے اسے گھورا۔

کیا ہوا یہی کہنا چاہتی ہیں نا کہ آپکو رخصتی کی ضرورت رہ گئ ہے۔۔ وہ نچلہ لب دانتوں تلے دباتا بولا۔

مہر سٹپٹا کر پیچھے ہوئ۔

بلکل ضرورت ہے جانم۔ اس طرح سے تہ کوئ ایک رات ہی وصل کی نصیب ہوتی ہے۔

رخصتی کے بعد تو آپ ہر پل میرے قریب ہو نگی۔اور آپسے یوں چھپ چھپ کے ملنا بھی نہیں پڑے گا۔

کیونکہ آپ پوری طرح سے صرف مرتسم شاہ کی ہو جائیں گی۔

وہ اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کھینچتا بولا۔

وہ اسکی باتوں پر سرخ پڑ گئ۔

ا۔اپکو ک۔کچھ اور نہیں سوجھتا شاہ۔وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے دانت پیستے بولی تھی۔

مرتسم کا جاندار قہقہ گونجا تھا۔۔

جانم مینے تو ایسا ویسا کچھ کہا بھی نہیں یہ تو آپ خود ایسا ویسا سوچ رہی ہیں۔

میں تو آپکے اپنے کمرے میں رہنے کی بات کر رہا تھا۔وہ شرارت سے اسے دیکھتا بولا۔

جبکہ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئ۔۔

اب دیکھے نا ایسے تو آپ ایک گھر میں اور میں دوسرے گھر میں۔رخصتی کے بعد آپ صرف میرے کمرے میں ہو نگی۔

میرے پاس۔پھر کوئ یہ بھی نہیں کہہ سکتا نا کہ ابھی صرف نکاح ہوا ہے۔

وہ اسکا رخ موڑتے اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے بولا۔

شاہ۔۔مہر اسکی بات سنتے کسی گہری سوچ میں گم اسے پکار بیٹھی۔

جی جان شاہ۔۔مرتسم نے اسکے سر پر بوسہ دیا۔

اپنے اور باقی سب نے بابا کو معاف نہیں کیانا۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی۔اسنے انکے ساتھ سب کا رویہ نوٹ کیا تھا۔

مرتسم کے گرفت بے ساختہ ڈھیلی پڑی تھی۔

اس سے پہلے کہ مہر اپنا رخ اسکی طرف موڑتے مرتسم نے اسکے پیٹ پر بندھے اپنے بازوں پر دباؤ ڈالتے اسے روکا تھا۔۔

بولیے ناشاہ۔۔وہ گردن موڑے اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے بولی۔۔

ہمم۔شائید۔وہ آہستہ سے بولا۔

مطلب نہیں کیا۔مہر اسکی اتنی دھیمی آواز سنتے بولے۔۔

معاف کرنا آسان تھوڑی ہوتا ہے مہر۔ہم سب نے انہیں جو درجہ جو مان دیا تھا انہوں نے پل میں ہر چیز بکھیر کر رکھ دی۔

اور مینے تو انہیں ہمیشہ اپنے باپ کا درجہ دیا ہے۔لیکن شائید مینے کچھ زیادہ ہی انسے امیدیں لگا لی تھیں۔وہ باپ جیسے تھے باپ تو نہیں تھے نا۔وہ بولا تو لہجے میں درد تھا۔

انکی باتوں نے انکے رویے نے اور جو کچھ انہوں نے آپکے ساتھ کیا اتنی جلدی تو نہیں بھلایا جا سکتا نا۔

لیکن کوئی بات نہیں وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ بھول جائیں گے۔

مہر کا خیال کرتے خود پر قابو پاتے وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔

وہ چپ رہی۔

کیا آپنے کر دیا۔۔وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتا بولا۔

مہر نے اسکی طرف دیکھا۔

سچ بتاوں۔۔وہ معصومیت سے بولی۔۔

مرتسم کو اسکے انداز پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

بلکل سچ۔۔اسکی انکھوں کو نرمی سے چومتے کہا۔

انہوں نے اپنی غلطی مان لی یہ بہت بڑی بات ہے۔لیکن انکی باتیں ذہن سے اتنی جلدی تو نہیں جایں گی۔وہ اداسی سے بولی۔

ہاں لیکن مینے انہیں معاف سچے دل سے کیا ہے۔تا کہ سب کچھ بھلا کے نئی شروعات کریں۔

اور ابھی اپنے ہی تو کہا وقت کے ساتھ سب بھول جاتا ہے تو پھر یہ بھی بھول جائے گا۔

وہ اسکی طرف دیکھتے مسکراتے لہجے میں بولی۔۔

اسکے چہرے سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

اسے مسکراتے دیکھ وہ بھی مسکرا دیا۔

اچھا چھوڑیں یہ سب آپکو پتہ ہے باہر ہمارے رخصتی کی ڈیٹ پکی ہو گئ ہے۔۔وہ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

مہر نے آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا۔

اتنی جلدی ڈیٹ بھی فائنل ہو گئ۔وہ صدمے سے بولی۔

یہ ابھی جلدی ہے جانم۔ تین سال ہو گئے ہیں آج ہمارے نکاح کو۔مرتسم نے اسے گھورتے کہا۔

کیا ڈیٹ پکی ہوئی ہے۔وہ نظریں چراتے بولی۔۔

آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد کی۔۔وہ اسکے نظریں چرانے پر مسکرایا تھا۔

اتنی جلدی۔۔اسکا منہ کھل گیا۔

جلدی کہاں جانم مجھے تو یہ ایک ہفتہ بھی اس قدر بھاری لگ رہا ہے کہ کیا ہی بتاوں۔۔وہ آہ بھرتا بولا۔

مہر نے اسکے بازو پر مکا مارا۔

ہوش میں آئیں شاہ۔صرف ایک ہفتہ ہے کوئ ایک صدی نہیں۔

وہ اسکے بازو ہٹاتی بولی۔۔

کدھر جانم۔ابھی تو آپ ہاتھ آئیں ہیں۔ پھر اگلا ایک ہفتہ جانے آپکا دیدار نصیب ہو یا نا ہو۔وہ اسے اپنی طرف کھینچتا بولا۔

شاہ۔مہر نے بمشکل اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے زرا سا فاصلہ بنایا تھا۔

اب یہ فاصلے نہیں چلیں گے شاہ کی جان۔

وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو چوم گیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا۔باہر سے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔

جو بھی کوئ ادھر آرہا تھا لیکن ابھی دور تھا۔وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔۔

مرتسم نے ناگواری سے دروازے کو دیکھا تھا۔

شاہ۔کوئ آرہا ہے آپ جائیں یہاں سے وہ ہڑبڑاہٹ میں بولی تھی۔

آپ ایک کام کریں وہاں سے باہر چلیں جائیں۔۔وہ اسے کھڑی کی طرف اشارہ کرتے بولی۔۔

بلکل نہیں۔ادھر آئیں آپ۔جو ہو گا چلا جائے گا۔وہ اسے دوبارہ اپنی طرف کھینچتا بولا۔

شاہ آپ کا دماغ گھوم گیا ہے قدموں کی آہٹ سے لگ رہا ہے باہر کوئ ایک نہیں بہت سارے لوگ ہیں۔

سب کیا سوچیں گے آپکو یہاں دیکھ کے۔پلیز جائیں۔۔وہ سرگوشی نما لہجے میں بولی تھی۔

ایک شرط پر۔۔مرتسم نے منہ بگاڑتے کہا تھا۔

کیا۔مہر نے آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا۔۔

پہلے آپ مجھے کس کریں پھر میں چلا جاؤں گا۔وہ مزے سے بولا تھا۔

جبکہ اسکی بات سنتے مہر کا سارا خون جیسے اسکے چہرے پر سمٹ آیا ہو۔

اسی وقت کمرے کا دروازہ نوک ہوا تھا اور زور و شور سے ہوا تھا۔۔

جلدی کریں جانم۔وہ اسے دیکھتا گھمبیر تا سے بولا۔۔

پ۔پھر۔ا۔اپ چلے جائیں گ۔۔گے نا۔پکا۔وہ حلق تر کرتے بولی۔وہ جانتی تھی اگر اسنے کہا ہے تو وہ ایسے تو نہیں جائے گا۔

ہم پکا۔۔وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

مہر نے ایک نظر دروازے کو دیکھا اور پھر اسے زور سے آنکھیں مینچتے وہ اسکے پاؤں پر پاؤں رکھتی ایڑھیاں اٹھاتے اوپر ہوئ تھی۔

مرتسم نے مبہوت ہوتے اسکے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کو دیکھا۔

اسکی لرزتی پلکوں اور کپکپاتے لبوں کو دیکھا وہ سیکینڈ سے پہلے جھکتے اسکے لبوں پر گرفت جما گیا۔

مہر کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔

باہر سے اب دستک کے ساتھ اسکے نام کی پکار بھی ہوئی تھی۔

اسنے خود پر جھکے مرتسم کو دیکھا اور جھٹپٹاتے اس سے دور ہونے کی کوشش کی۔

مرتسم اسکی حالت دیکھتے نرمی سے پیچھے ہوا۔

ریلیکس جانم کچھ نہیں ہوا۔اسکے بھیگے لب صاف کرتے وہ سرگوشی میں بولا۔

ج۔جائیں۔وہ پھولتی سانسوں سے بولی تھی۔

مرتسم گہری سانس بھرتے اسے دیکھا اور آخری نگاہ اس پر ڈالتے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن اسی سیکینڈ میں وہ واپس آتے وہ اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسے خود میں بھینچ گیا۔

اللہ حافظ جانم۔اسکے سر پہ بوسہ دیتے وہ تیزی سے کھڑکی سے کود گیا۔

اسے جاتے دیکھ مہر نے گہری سانس بھرتے خود کو ریلیکس کیا تھا۔

جبکہ باہر سے اب غازی کی سنجیدہ پکار گونجی تھی آواز میں کچھ سختی بھی تھی۔

وہ ہڑبڑا کر مڑی۔بھیگے ہونٹ صاف کرتے اسنے اپنے بال کچھ بگاڑے اور ڈوپٹہ سہی کرتے دروازے کی طرف بڑھی۔

اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ہی،غازی،،زرنور،ماہم آپی اور روحا ماما کھڑے تھے۔

سب ٹھیک ہے نا مہر۔ہم لوگ کب سے دروازہ نوک کر رہے ہیں۔غازی بغور اسے دیکھتا بولا۔

ج۔جی بھائی۔وہ میری آنکھ لگ گئی تھی پتہ ہی نہیں چلا ابھی آپکی آواز سے اٹھی۔وہ گھبرائے لہجے میں بولی تھی۔

کوئی بات نہیں۔ہو جاتا ہے۔روحاماما۔اسے گھبراتے دیکھ جلدی سے بولی تھیں۔اسکے چہرے سے وہ سمجھ گئی تھیں کہ شائید نہیں اندر ضرور انکا سر پھرا بیٹا تھا۔

آپکو کوئی کام تھا۔وہ سب کو یہاں دیکھ بولی۔
نہیں وہ کافی دیر سے تم باہر نہیں آئی نا اس لیے تمہیں دیکھنے آئے تھے۔اب تم بیٹھو انکے ساتھ میں چلتا ہوں۔
غازی اسکا ماتھا چومتے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔۔
غازی وہاں سے چلا گیا تو مہر نے ان تینوں کو دیکھا جو اسے معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔
کیا ہوا اپیا آپ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔۔وہ بلاوجہ ہی ڈوپٹہ سہی کرتی بولی۔
مہر تمہیں پتہ ہے مرتسم بھی کب سے نظر نہیں ایا۔وہ شرارت سے اسے دیکھتے بولیں۔

ہ۔ہاں تو یہاں تو نہیں تھے شاہ باہر ہی ہوں گے۔وہ تیزی سے بولی۔

جبکہ ان تینوں نے خاموشی سے اسے سنا۔

مہر نے انکے چہرے دیکھے تو اسے اپنی جلد بازی کا احساس ہوا وہ لب دبا گئ۔

جبکہ ان تینوں کا قہقہ بے ساختہ تھا وہ جھنپ کر مسکرا دی۔

❤❤❤❤

یہ ایک ہفتہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا سوائے مرتسم کے۔

کیونکہ اس ایک ہفتے میں اسے مہر کے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیا گیا تھا۔

شادی کے وقت سب سے بڑا مسلہ تھا مہر کی رخصتی کہاں سے ہوگی۔

حسن بابا چاہتے تھے کہ انکے گھر سے غازی چاہتا تھا کہ یہاں سے ہو۔

ان سب میں خاموش کھڑا تھا تو ولی۔

جسے غازی محسوس کر چکا تھا۔مہر کو جب سب کی ضرورت تھی تب ولی ہی تھا جسنے اسکا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا تو یہ حق بھی اسی کا بنتا تھا۔غازی نے اسے مہر پر پورا حق دیتے کہا تھا کہ مہر کی شادی کی ساری رسمیں احمد ولا سے ہی ہونگی۔

غازی نے خود بھی سوچ لیا تھا وہ اب اسلامباد شفٹ ہو جائے گا۔

ساری فیملی کے ساتھ زرنور کی اٹیچ مینٹ دیکھتے وہ سمجھ سکتا تھا کہ وہ اکیلی ہوتی ہے تو کتنا بور ہوتی ہوگی۔

وہاں اس آپس رہے گی تو کم از کم برے وقت میں بھی کوئی تو ساتھ ہوگا۔

اس لیے وہ مہر کی شادی کے بعد اسلام آباد شفٹ ہونے کا سوچ رہا تھا۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مہندی، برات اور ولیمہ یہ تین مین فنکشنز ہی تھے۔

کیونکہ مہر خود کوئی فضول فنکشنز نہیں چاہتی تھی۔

عالم کی فیملی بھی آچکی تھی۔

ارادہ تو عالم کی رسمیں بھی ساتھ کرنے کا تھا لیکن نورین کا خیال کرتے بس انکے ریسیپشن کے ساتھ صرف ریسیپشن ہی رکھا تھا۔

❤❤❤❤

آنی یہ غلط ہے۔مہر کی خفگی بھری آواز گونجی تھی۔(انوشے کی ماما)۔۔

بیٹا سمجھنے کی کوشش کرو تمہارے انکل کی طعبیت ٹھیک نہیں ورنہ ہم تمہارے اتنے بڑے دن پر کیوں نا آتے۔وہ اسے سمجھانے کے انداز میں بولیں۔

عین وقت پر انہوں نے انکار کیا تھا۔

ٹھیک ہے لیکن جیسے ہی انکی طبیعت ٹھیک ہو گی آپکو آنا پڑے گا۔وہ ہنوز خفگی سے بول رہی تھی۔

پکا میری جان اب منہ مت پھلاؤ۔چلو شاباش مسکراو۔آج کے دن ناراض مت ہو۔خوش رہو۔اللہ تمہیں ہمیشہ ہستا مسکراتا رکھے۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولیں تو آسودگی سے مسکرادی۔

❤❤❤❤

اللہ اللہ مہر تم ابھی تک اسکے ساتھ لگی ہو کب تیار ہو گی۔۔

زرنور اسے زرنم کو تیار کرتے دیکھ سر پر ہاتھ مارتے بولی۔

بھابھی ہو جاتی ہوں پہلے اپنی پرنسز کو تو کر لوں تیار۔

دیکھیں تو کتنی پیاری لگ رہی ہے میری گڑیا۔

ماشاءاللہ۔۔وہ اسے اپنے سہارے کھڑا کرتے بولیں۔

ماشاءاللہ۔۔زرنور نے بے ساختہ دل میں اسکی نظر اتاری تھی۔

وہ گولڈن کلر کی چھوٹی سی کرتی اور بلیک کلر لہنگے میں بلکل گڑیا لگ رہی تھی۔

اسکا ڈریس بلکل زرنور کے ڈریس جیسا تھا۔۔

اب ہو گی تمہاری گڑیا تیار اسے مجھے دو اور جلدی سے چینج کرو بیوٹیشن آ گئی ہے۔۔

زرنور زرنم کو اس سے لیتے بولی تو وہ اسکے گال چومتی اسے زرنور کو دیتے خود واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔

جبکہ زرنور اسے لیے باہر آ گئی۔

غازر کیں۔وہاں سے جاتے غازی کو دیکھتے زرنور نے اسے پکارا۔

غازی نے چونک کر اسے دیکھا۔

میں قربان۔ اپنی چھوٹی سی گڑیا کو دیکھتے بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا تھا۔۔

زرنور ہنس دی۔

بابا قربان جائیں اپنی گڑیا پر۔ کتنی پیاری لگ رہی ہے بابا کی جان۔

ماشاءاللہ۔۔ وہ اسے زرنور سے لیتا اسکا چہرہ چومتے بولا تھا۔

وہ خود بھی اس وقت وائٹ کرتے میں ساتھ بلیک واسکٹ پہنے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔

غازی، زرنور اور زرنم کی میچنگ تھی بلکہ سب کپلز کی میچنگ تھی۔

زرنور باپ بیٹی کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔

غازی نے اپنی جیب سے والٹ نکالا جتنے ہی پیسے اسمیں تھے اسنے بنا دیکھے زرنم پر سے وارتے کام کرتی ملازمہ کو دیئے تھے۔۔

اسکو نظر کا کوئی ٹیکہ لگاو۔ کہیں نظر نا لگ جائے۔ وہ زرنم کے پاؤں چومتا اس سے بولا تو زرنور نے اسے گھورا۔

خود لگا لیں۔ میں ویلی نہیں ہوں جو آپ باپ بیٹی کے نخرے ہی اٹھاتی رہوں مجھے خود بھی تیار ہونا ہے۔

وہ ناک چڑھا کر بولتی خود کمرے میں چلی گئی۔

غازی نے حیرانگی سے اسے دیکھا ابھی تک تو بلکل ٹھیک تھی اچانک سے کیا ہوا۔

وہ اسکی پشت دیکھتا سوچ کر رہ گیا۔

ماماشائید جیلس ہو گئیں ہمارے پیار سے کوئی بات نہیں ماما کو ایکسٹرا پیار کر کے منالیں گے۔

وہ زرنم کے کان میں سرگوشی کرتا اسے کھکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔

ماشاءاللہ۔۔

اسے دیکھتے آیت کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

ییلو کلر شارٹ فراق جو اسکے گھٹنوں تک تھی۔ فراق کے گلے اور بارڈر پر پنک ایمبرائیڈری کا کام ہوا تھا۔ جبکہ باقی شرٹ پر لائٹ سا گولڈن کام تھا۔

ییلو ہی شرارا تھا جسکے آخر پر پنک اور گولڈن ایمبرائیڈری کا کام تھا باقی سمپل تھا۔

میک اپ اسنے لائیٹ کیا تھا۔

کیونکہ بقول روحا ماما کے مہندی کی دلہن اتنا میکاپ نہیں کرتی ورنہ پھر برات پہ روپ نہیں اتا۔۔

اسکی بھوری آنکھیں زرا سا سنوارنے سے ہی قاتل بن گئ تھیں۔

چاکلیٹی بالوں کی چوٹیاں بنا کے اسمیں چھوٹے چھوٹے پھول سجائے ہوئے تھے۔ بالوں کے درمیان پھولوں کا گول مانگ ٹیکا ماتھے پر سجائے وہ آیت کو کوئی سنہری گڑیا ہی لگی۔

کانوں میں پھولوں کے چھوٹے چھوٹے آویزے پہن رکھے تھے۔

سر پر پنک ڈوپٹہ سجائے وہ سبکو مبہوت کر گئ تھی۔

اسکا دو آتشہ حسن اس بات کا گواہ تھا کہ مرتسم میر کے نام کا روپ ٹوٹ کر آیا تھا اس پر۔

ماشاءاللہ اللہ نظر بد سے بچائے۔عائشہ ماما اسکا ماتھا چومتے بولیں۔

انہوں نے جلدی سے اسکی نظر اتاری تھی۔

اللہ تمہیں ہمیشہ یونہی خوش رکھے۔وہ اسکی نظر اتارتے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولیں۔

وہ انکی آنکھیں صاف کرتے نفی میں سر ہلا گئی۔

چلو بچیو اسے لے آؤ نیچے۔۔وہ ایک بار پھر سے اسکا ماتھا چومتے کہتی جا چکی تھیں۔

ہائے آج اگر مرتسم بھائی تجھے دیکھ لیں قسم سے دل تھام لیں گے۔۔انکے جاتے ہی آیت اسکے پاس آتے شرارت سے اسے کندھا مارتے بولی۔

شٹ اپ آیت۔وہ جھنپ گئی۔جبکہ لبوں پر دبی دبی سی مسکان تھی۔

اس میں شٹ اپ والی کیا بات ہے سہی تو کہہ رہی ہے۔

پیچھے سے آتی دانین اسے دیکھتے سیٹی مارتے بولی تھیں۔

اللہ دانین آپی کبھی تو لڑکیوں والے کام کر لیا کریں۔وہ ہمیشہ کی طرح اسے دیکھتے وہی جملہ بولی۔

جبکہ دانین نفی میں سر ہلاتے اسکا گال چوم گئی۔

مہر تیزی سے پیچھے ہوئی تھی لیکن دانین اپنا کام کر گئی تھی۔

اسکے پیچھے ہونے پر ان دونوں کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔

تو کیا کھی کھی کر رہی ہے۔

میری چھوڑ اپنی بتا کہاں سے لگ رہی ہے ایک بچے کی ماں ہے۔

وہ اسکے ہاتھ سے ننھے آبان کو لیتے بولی۔

ویسے ارسل نے تجھے یہاں آنے کیسے دیا۔وہ اپنی جھنپ مٹانے کو آیت کو دیکھتے ائیبرو آچکا کر بولی۔

آیت اسکے بات بدلنے پر اسے گھور کر رہ گئ۔

وہ پنک کرتی کے ساتھ گرین لہنگا پہنے ہوئے تھی۔

سمپل سے میک اپ میں وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

دانین نے بھی اسکے جیسی سیم ڈریسنگ کی ہوئی تھی لڑکیوں میں سب کے لہنگے تھے لیکن کلر کمبنیشن الگ الگ تھا۔

جبکہ لڑکوں کے وائٹ کرتوں کے ساتھ اوپر اپنی اپنی لڑکیوں کے ساتھ میچنگ واسکٹ تھی۔

آیت کا گرین لہنگا تھا اسکے ساتھ ارسل کی گرین واسکٹ تھی جبکہ آبان ابھی چھوٹا تھا تو اسکا صرف وائٹ کرتا ہی تھا۔

جبکہ دانین کا پرپل اور اورنج کمبنیشن تھا تو زین کی پرپل واسکٹ تھی۔۔

وہ لوگ ایک دوسرے کو چھیڑنے میں مصروف تھیں جب دروازہ نوک ہوا۔

مہر کے تینوں بھائی ولی اور غازیان اور عالم اندر آئے تھے۔۔

وہ تینوں انہیں دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ماشاءاللہ میری گڑیا بہت لگ رہی ہے۔۔غازی اسکا ماتھا چومتے بولا۔۔

پیاری تو لگے گی یار میکاپ کا کمال جو ہے۔ولی اسکے سر پر سے پیسے وارتے شرارت سے بولا۔

مہر نے اسے گھورا۔

جبکہ عالم اور غازی ہس دیئے۔

عالم نے اسے دیکھا اسکی نظر ٹیبل پر رکھی تصویر پر تھی۔جسے دیکھتے وہ مسکرا رہی تھی۔

عالم نے آگے بڑھتے اسے خود سے لگاتا اسکا سر چوما۔

وہ بھی آج خوش ہو گی۔تجھے خوش دیکھ کے۔۔

وہ ہولے سے اسکے کان میں بولا تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

غازماما(عائشہ ماما) کہہ رہی مہر کو لے آئیں نیچے۔

زرنور ہڑبڑاہٹ میں کان میں جھمکا پہنتی اندر آئی تھی۔بات کرتے وہ لہنگے میں الجھی اس سے پہلے کہ وہ گرتی غازی نے تیزی سے اسے تھاما تھا۔۔

اس اچانک سین پر سب کے منہ کھل گئے۔

زرنور کا لہنگا لائٹ گولڈن تھا جبکہ اسکی کرتی بلیک تھی۔۔

غازی نے وائٹ کرتے پر بلیک واسکٹ پہنے رکھی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مکمل لگ رہے تھے۔

انہیں دیکھ لگ تو نہیں رہا کہ انکی ایک بیٹی بھی ہو گی حرکتیں تو ٹین ایجز والی ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے دیکھ دانین نے مہر کے کان میں سرگوشی کی تھی جسنے بامشکل اپنا قہقہ روکا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے تھے جب سب کے کھنکھارنے پر ہوش میں ائے۔

زرنور جلدی سے سیدھی ہوئی۔ وہ سب کے سامنے شرمندہ سی ہو گئی۔

جبکہ ازلی بے شرم غازی ابھی بھی پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زرنور نے گھور کر اسے دیکھا لیکن اس پر کیا خاک اثر ہونا تھا۔

اہم اہم۔ میرے خیال میں ہم مہر کو لینے آئے تھے۔

اسے مستقل زرنور کو گھورتے دیکھ ولی نے کھنکھارتے زور سے کہا تھا۔

غازی نے گردن موڑتے اسے گھورا جو اسکے دیکھتے ہی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ہ۔ہاں میں بھی یہی کہنے آئی تھی کہ ماما بلا رہی ہیں نیچے مہر کو لے ائیں۔

زرنور ہڑبڑاہٹ میں بولی۔

ہم لے او۔۔

غازی مہر کے سر پر ہاتھ رکھتا عالم اور ولی کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ انکے جاتے ہی وہ زرنور کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے قہقہ لگا گئیں۔

وہ سرخ پڑتی خود بھی مسکرا دی۔۔

چلو نہیں تو اب نیچے سب پکاڈانٹیں گیں۔

آیت جلدی سے بولی تو وہ جلدی سے اس پر ڈوپٹہ کرتے اسے لیے نیچے کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ لال ڈوپٹے کے سائے تلے چلتی سبکو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئ تھی۔۔

اسکے آتے ہی ہر طرف ڈھول کی تھاپ اور پٹاخے وغیرہ بجنے شروع ہو چکے تھے۔

آیت اور زہرہ (جو تھوڑی دیر پہلے آئ تھی) انہوں نے اسے لا کر پھولوں سے گول سجے جھولے میں بٹھا دیا۔

اسکے بیٹھتے ہی بے ساختہ اس پر پھولوں کی برسات ہوئ تھی۔

اسنے چونک کر خود پر ہوتی اس پھولوں کی برسات کو دیکھا اور مسکرا دی۔۔

جبکہ اسے مسکراتے دیکھ دور کھڑے ولی اور غازی بھی مسکرا دیئے۔

سب سے پہلے آغا جان ، حسن بابا اور حسان بابا، اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے دعائیں دیتے باہر جا چکے تھے۔

پھر عائشہ ماما نے رسم شروع کی تھی۔

جتنا تمہیں روپ آیا ہے لگتا ہے مہندی کا رنگ تو گہرے سے بھی زیادہ گہرا ہو گا۔

رمل اسے اپٹن لگاتی شرارت سے بولی تو ہس دی۔۔

آیت، دانین اور شیری اسکی طرف تھے جبکہ باقی سب مرتسم کی طرف تھے۔

سب نے باری باری اسے اپٹن اور مہندی لگاتے رسم ادا کی تھی۔

جبکہ دانین نے آیت کو اچھی طرح سے اپٹن سے رنگا تھا۔۔ وہ بیچارہ اپنا میکاپ خراب ہونے پر اپنا سا منہ لے کر رہ گئ۔

جبکہ باقی سب اسکی شرارت پر ہس دیئے۔

مہر نے نم آنکھوں سے سب کے مسکراتے چہرے دیکھے اور پھر سر اٹھاتے آسمان کو۔

انو۔ ماما، بابا۔ اپ لوگ جہاں بھی ہونگے شائید مجھے دیکھ رہے ہو۔ میرے اس خاص دن پر اب لوگ نا ہو کر سب سے زیادہ میرے قریب ہیں۔ مجھے اپنی ڈھیر ساری دعائیں دیں تاکے میں اپنی آنے والی زندگی کو ہسی خوشی شروع کر سکوں۔

وہ دل میں انسے مخاطب تھی۔

انکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتے اسنے سامنے دانین اور عیشاء کو دیکھا جو پنجابی ویڈینگ سونگ پر ڈانس کم زیادہ گرتی پڑتی اسے ایک بار پھر سے کھکھلانے پر مجبور کر گئ تھیں۔۔

کچھ دیر بعد شاہ والا کی عورتیں اسے مہندی لگانے اچکی تھیں۔

جبکہ لڑکے انہیں آتے دیکھ اب مرتسم کو اچھی طرح اپٹن لگانے شاہ ولا کے لیئے نکلے تھے۔۔

اسکو دیکھتے ہی سب کے منہ ہی بے ساختہ ہی ماشاءاللہ نکلا تھا۔وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔

بی جان اور رضوانہ ماما اور روحا ماما کے علاوہ سب عورتیں آئی تھیں سب نے باری باری اسکی رسم کی تھی۔۔

یار مہر تو کتنی پیاری لگ رہی ہے۔لیکن کیا فائدہ جب میرے بیچارے بھائی ہی تجھے نہیں دیکھ سکتے۔وشہ اسے اپٹن لگاتے افسوس سے بولی تھی۔

مہر نے اسے گھورا۔۔تو وہ شرافت سے سیدھی ہوئی۔۔

رسم کرنے کے بعد اب وہ سب لڑکیاں لڈی ڈال رہی تھیں۔

مہر کو بیچ میں کھڑا کیے وہ لوگ بہت خوبصورت یادیں بنا رہی تھیں۔

تھک کر جب سبھی بیٹھ گئیں تب مہندی والیوں نے سبکو مہندی لگانا شروع کی تھی۔

جبکہ مہر کو دو لڑکیاں الگ سے مہندی لگا رہی تھیں۔

❤❤❤❤❤

دوسری طرح بڑوں نے مرتسم کو ہلکا اپٹن اور تیل مہندی لگاتے اسکی رسم کی تھی اور پھر مہر کی طرف چلی گئے۔

جبکہ اسی وقت تمام لڑکے یہاں جمع ہو چکے تھے۔

جنہوں نے پہلے تو رج کے ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالے تھے۔اور جانے کتنے ہی نوٹ مرتسم پر سے وارے تھے۔

سب مہمان انکی حرکتوں پر ہنس رہے تھے۔

وہ سب پاگلوں کی طرح ناچتے مرتسم کو ہنسنے پر مجبور کر رہے تھے۔۔

جب ناچ ناچ کر تھک گئے تو مرتسم کو جالیا۔

اچھی طرح سے اسے اپٹن سے رنگنے کے بعد وہ لوگ اب کھانے پر ٹوٹ پڑے تھے۔

جبکہ مرتسم کا سفید کرتا سارا پیلا ہو چکا تھا وہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گیا جنہوں نے اسے رسم کے نام پہ اچھی طرح دھو ڈالا تھا۔۔

غصہ مت کر میرے یار چل آجا تیرے لیے ایک سرپرائیز ہے۔۔

ارسل اسکے گلے میں بازو ڈالتے قہقہ لگاتے بولا۔

مرتسم نے ائیبرو اچکاتے اسکی طرح دیکھا جسنے سیٹی مارتے کسی کو اشارہ دیا تھا اسکے سیٹی مارتے ہی تمام لائیٹس اوف ہو گئیں۔

مرتسم نے چونک کر اس اندھیرے کو دیکھا۔جب سپوٹ لائٹس اون ہوئ تھیں۔۔

اور اسکے ساتھ ہی گانے کی ٹیون بھی۔مرتسم نے دلچپسی سے سبکو دیکھا تھا۔

سب سے آگے ارسل اور ولی تھے جبکہ انکے پیچھے، زین، عالم، وجدان بھائی، عادی اور شہریار تھے۔ غازی ایک سائیڈ کھڑا انکی حرکتوں پر ہس رہا تھا۔ اسے ڈانس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ہاں لیکن مرتسم کو رنگنے میں وہ پیش پیش تھا۔

ڈھولک میں تال ہے،
پائل میں چھن چھن۔

ان سب نے ایک ساتھ سٹیپ لیا۔اور مرتسم کی مسکراہٹ گہری کر گئے۔ جبکہ باقی سب مہمان مبہوت سے انہیں دیکھنے لگے۔

ہوئے ے ے ے، ڈھولک میں تال ہے
پائل میں چھن چھن۔
گھونگھٹ میں گوری ہے، سہرے میں ساجن

ہاتھوں سے گھونٹ کا اشارہ کرتے مرتسم کی طرف اشارہ کیا تھا۔

جبکہ ویڈیو کال پہ یہ دیکھتے لڑکیاں اشتیاق سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

ویڈیو کال کے لیئے سپیشل ولی نے کیمرہ سیٹ کروایا تھا۔کیونکہ یہ ڈانس ان دونوں کے لیئے تھا تو دونوں کو دیکھنا چاہئیے تھا جبکہ مرتسم اس بات سے انجان تھا۔

جہاں بھی یہ جائیں

بہاریں ہی چھائیں

پیچھے کو ہوتے سٹیپ لیا تھا۔۔

وہ ساتوں جب ایک ساتھ سٹیپ کرتے تو سب کو مبہوت کر دیتے تھے۔

کہ خوشیاں ہی پائیں، میرے دل نے دعا دی ہے۔

میرے یاررررر کی شادی ہے۔

وہ ساتوں گھوم کر اس طرح سے آگے آتے ایک ایک پاؤں آگے پیچھے کرتے سٹیپ کر رہے تھے۔

مرتسم نے جان نثار کر دینے والی نظروں سے اپنی زندگی کی رونقوں کو دیکھا تھا۔

جبکہ مہر سمیت لڑکیاں منہ کھولے انہیں اتنے پیارے انداز میں ڈانس کرتے دیکھ رہی تھیں۔

میرے یاررررر کی شادی ہے
میرے یاررر کی شادی ہے

وہ لوگ مرتسم کو بھی اپنے بیچ کھینچ لائے تھے اب اسے درمیان میں کھڑا کیے وہ لوگ بھنگڑا ڈالتے سب کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئے۔

پیار ملا، پریت ملی میرے یار کو
بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

ارسل نے اسکے گلے میں بازو ڈالتے گلے لگاتے بے ساختہ خود بھی گایا تھا۔

پیار ملا، پریت ملی میرے یار کو
بڑی پیاری جیت ملی میرے یار کو

دوسری سائیڈ سے ولی نے بھی اسے گلے لگایا تھا۔

وہ دونوں کو زور سے گلے لگا گیا۔

خوش ہے جو دل، ہو خوش ہے جو دل
مینے محفل گیتوں سے سجادی ہے

وہ دونوں اس سے الگ ہوتے پھر سے سب کے بیچ چلے گئے۔

مرتسم کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں۔

اسکے دوستوں نے دوست ہونے کا فرض نبھاتے اسکی شادی کو واقعی یادگار ترین بنادیا تھا۔

ہار نہیں جیت نہیں جہاں پیار ہے،
ہار نہیں جیت نہیں جہاں پیار ہے

وجدان بھائی نے اسکے بال بگاڑتے گایا تھا۔

جسمیں ہار جیت ہو وہ کہاں پیار ہے

ابکی بار مرتسم نے میدان میں آتے سبکو حیران کیا تھا۔
مہر جو کب سے اسے دیکھنے کے لیئے بے چین ہو رہی تھی مبہوت سی اسے دیکھنے لگی۔

لگ جا گلے یار میرے، ارے لگ جا گلے
یار میرے، مینے دل سے صدا دی ہے

وہ دونوں ہاتھ پھیلا تا انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کرتے گایا تھا۔
ولی اور ارسل بے ساختہ اسکی طرف بڑھتے اسے خود میں بھینچ گئے۔

ہمارے یار کی شادی ہے۔۔

وہ اونچی آواز میں کہتے اسے زمین سے اٹھا گئے تھے۔۔

ان تینوں کی دوستی واقعی ایک مثال تھی۔

تینوں نے ہر قدم پر ہر موڑ پر ایک دوسرے کا سہارا بن کے ساتھ دیا تھا۔

اور آج اسکے زندگی کے خاص دن کو یادگار بنانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔۔

میرے یارر کی شادی ہے۔۔۔

میرے یارر کی شادی ہے۔۔

میرے یارر کی شادی ہے۔۔۔

مرتسم سمیت اب وہ سب بھنگڑا ڈالتے سب کو انہیں سراہنے پر مجبور کر گئے تھے۔

مہر نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا۔

واقعی دوست زندگی میں نعمت کی طرح ہوتے ہیں۔

واؤ مہر تیری مہندی کتنی خوبصورت لگی ہے۔۔وشہ اسکی مہندی دیکھتی بولی۔

ماشاءاللہ بولتے ہیں۔ماما نے اسے ٹوکا۔

ہاں وہی وہی۔وہ منہ بنا گئی۔

وہ لوگ اب واپس جانے لگے تھے۔

چلو بھئی دلہنیا چلتے ہیں کل آئیں گے بینڈ باجے کے ساتھ تمہیں ہمیشہ کے لئیے لے جانے۔

ماہم اپیا اس سے ملتے شرارت سے بولیں۔

وہ بس مسکرا دی۔۔

❤❤❤❤

افف بیٹھے بیٹھے کمر اکڑ گئی۔۔وہ کمرے میں آتی بڑبڑائی۔

یہ کب سوکھے گی بھابھی میں تھک گئی ہوں۔

وہ اپنی مہندی کو دیکھتے بولی جو سوکھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

سوکھ جائے گی مہر۔بس تھوڑی دیر اور انتظار کر لو۔

میں بس زرنم کو سلا کر آئی۔پھر تمہاری جیلوری ریمو کرتی ہوں۔

زرنور اسے بیڈ پہ بٹھاتی بولی۔

اسکی پاؤں کی مہندی سوکھ چکی تھی جو کہ پہلے لگائی تھی لیکن ہاتھوں اور بازوں پر ابھی گیلی تھی۔

تھکان کی وجہ سے وہ جھنجھلائے ہوئی تھی اور اوپر سے اوپٹن کی مہک اسکی نتھوں سے ٹکراتی اسے ایریٹیٹ کررہی تھی۔

وہ جمالیاں لیتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔۔آنکھیں موند تیں وہ بیٹھے بیٹھے سو گئی۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ نیند میں اسکا سر ڈھلکا لیکن اسے جھٹکا لگنے کی بجائے اسکا سر کسی کے شانے پر آگیا۔

اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔

آنکھیں کھولتے اسے مرتسم کا چہرہ نظر آیا۔اسکی نیم وا آنکھیں پوری کھل گئیں۔

شاہ۔اسکے لب ہلے۔

جبکہ مرتسم نے اسکے ریکشن پر مسکراہٹ دبائی تھی۔

ا۔اپ یہاں کیا کررہے ہیں۔وہ تیزی سے اٹھی تھی۔

جبکہ مرتسم مبہوت سا گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکے چاکلیٹی بالوں کی چوٹیاں ڈھیلی ہو چکی تھی جس سے بال باہر اچکے تھے۔

جبکہ چہرے اور گردن پر اپٹن لگا تھا۔

ہاتھوں اور بازو پر بھر بھر کے مہندی لگائے ہوئ تھی۔

پھولوں سے سجی نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں سے مرتسم کو دیکھتے وہ اسے دیوانہ کر گئ تھی۔۔

مرتسم نے کچھ بھی کہے بغیر قدم اسکی طرف بڑھائے۔

ش۔شاہ ا۔اپکو پتہ ہے ناہ۔ہماراپ۔پردہ ہے۔ہمارا ملنا۔م۔منہ ہے۔لڑکھڑاتی آواز میں کہا تھا۔

اسے آج کچھ الگ سا محسوس ہو رہا تھا۔جانے کیوں مرتسم سے شرم سے آرہی تھی۔

وہ اسے اپنے طرف بڑھتے دیکھ پیچھے کو قدم لیتے دیوار سے جالگی۔

مرتسم آنکھوں میں خمار لیے اسے دیکھتا دیوار پر دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اس پر جھک آیا۔۔

جانم ہمارے بیچ ہر پردہ گر چکا ہے۔پھر اس پردے کو گرانے میں کیسی شرم۔۔

وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکے کان کو لو کو چوم گیا۔

مہر کے وجود سے اٹھتی اپٹن، مہندی اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔

جبکہ مہر نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔اسنے اپنے بازو احتیاط سے دائیں بائیں کر رکھے تھے کہ مہندی خراب ناہو جو تقریباً سوکھ چکی تھی۔

وہ اسے خود سے دور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

مرتسم نے اسکی گردن میں منہ چھپاتے اسکی خوشبو میں گہری سانس بھری تھی۔۔

جبکہ وہ لرزتی کانپتی سرخ پڑتی آنکھیں مینچ گئ۔

م۔میر۔میری مہندی۔بے ترتیب سانسوں سے کہا تھا۔۔

مرتسم نے خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھا اسکی لرزتی پلکیں دیکھتے جھک کر اسکی آنکھوں پر لب رکھے۔

آنکھوں سے ہوتے وہ اسکے سرخ رخسار پر آیا۔۔

مہر اسکا نرم گرم۔لمس پاتے پٹ سے آنکھیں کھول گئ

دکھائیں۔۔وہ اسکا ہاتھ پکڑنے لگا۔

ن۔نہیں۔مہر ہاتھ دور کر گئیں۔

کیوں۔اسنے ائیبرو اچکاتے اسے دیکھا۔

ک۔کل د۔دیکھنی ہے۔۔وہ کانپتے ہونٹوں سے بولی۔

اسکے کانپتے گلابی لبوں کو دیکھتے وہ ہولے سے مسکرایا۔

اسکی نظریں اپنے لبوں پر محسوس کرتے وہ ہولے سے لب تر کر گئ۔

اسکی حرکت پر مرتسم کے گلے میں گلٹی ابھر کر مدھم ہوئ تھی۔

اور وہ اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر تیزی سے جھکا تھا۔

اسکے لبوں کا طویل بوسہ لیتے وہ پیچھے ہوا۔

جبکہ مہر نے بے بسی سے اپنی مہندی کو دیکھا تھا۔

ایک تو مہندی خراب ہونے کا ڈر اوپر سے اسکا سلگھتا لمس وہ کپکپا اٹھی تھی۔

کل ان پر کوئی رنگ مت لگایئے گا انہیں میں خود سرخ کروں گا اپنی شدت سے تھے۔

وہ اسکے بھیگے لبوں کو انگوٹھے سے سہلاتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔

جبکہ اسکی سرگوشی پر مہر کی پلکیں عارضوں پر سجدہ ریز ہوئی تھیں۔

بس آپکو دیکھنے آیا تھا۔ لیکن اب لگ رہا ہے غلطی کر دی چلتا ہوں۔ ورنہ ابھی اور خود کو روک نہیں پاؤں گا۔۔

وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے سرگوشی نما لہجے میں بولا۔

مہر نے پلکوں کی آڑ سے اسے دیکھا جو اب پیچھے ہوتے کھڑکی کی طرف بڑھتا رکا تھا۔

اسکے رکنے پر اسکی دھڑکنیں بھی رکی تھیں۔

مرتسم مڑا اور اسکی قریب آیا۔ ابھی جیب سے کچھ نکالتے اسنے مہر کی مہندی سے سجی کلائی احتیاط سے تھامی۔

یہ نظر کا دھاگہ ہے اسے خود سے دور مت کیجئیے گا۔ یہ آپکو ہر بری نظر سے دور رکھے گا۔ وہ احتیاط سے دھاگہ اسکی کلائی ہر باندھتا نرمی سے بولا۔

جبکہ مہر اب اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

ایسے مت دیکھیں جانم ورنہ جانا مشکل ہو جائے گا۔

وہ دھاگہ باندھتے اسکے چہرے پر پھونک مارتا بولا۔

مہر جھنپ کر سر جھکا گئی۔

مرتسم اسکے جھکے سر پہ بوسہ دیتا تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

اففف پاگل ہیں یہ بھی۔وہ اپنی بے ترتیب سانسوں کو بحال کرتے بڑبڑائی۔

زرنور جانے کہاں رہ گئی تھی۔

آیت بھی آبان کی وجہ سے نہیں آسکی۔

اسکی مہندی سوکھ چکی تھی پوری طرح سے اس لیے وہ ہاتھ دھونے کے لئیے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

وہ ہاتھ،پاوں دھو کر آئی تو کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔۔

اسنے چونک کر دروازے کو دیکھا۔

مینے تو لوک نہیں کیا۔پھر شائید شاہ نے۔اففف۔وہ بڑبڑاتی دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازہ کیوں لوک کیا تمنے۔زرنور اندر آتے بولی۔

وہ میں چینج کرنے لگی تو اس لیے۔وہ جلدی سے بولی۔

ارے مہندی دھو بھی دی تمنے۔وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتی بولی۔

ماشاءاللہ کتنا پیارا کلر آیا اور کتنا گہرا۔

وہ اسکے ہاتھوں، پاؤں پر مہندی کا ڈارک کلر دیکھتے بے ساختہ بولی تھی۔

مہر نے خود بھی چونک کر دیکھا اسنے کلر پر زیادہ غور نہیں کیا تھا۔

واقعی اسکی مہندی کا رنگ بہت گہرا آیا تھا۔

دیکھ لو یہ رنگ گواہ ہے اس بات کا کہ مرتسم بھائی بہت پیار کرتے ہیں تمسے۔

وہ اسکے ہاتھوں پر موسچرائزر لگاتے بولی تو مہر مسکراہٹ دبانے کو لب بھینچ گئی۔۔

بھابھی۔ آپ رہنے دیں میں کرلوں گی۔ آپ جائیں چینج کرلیں۔

وہ زرنور کو دیکھتے۔ بولی جانے ابھی تک خود بھی چینج نہیں کیا تھا۔

اوپر سے بڑی بھابھی ہونے کی حیثیت سے اسکی بہت ساری ذمہداریاں تھی۔

مہر کو وہ بہت تھکی تھکی سی لگی۔

پکانا۔ زرنور نے پھر سے پوچھا۔

جی۔ پکا۔ اپ جائیں ریسٹ کریں۔ وہ اسے یقین دلاتے بولی۔۔

زرنور اسے گڈنائیٹ کہتے چلی گئی۔

مہر نے جیلوری اور میکاپ ریموکرتے شاور لیا تھا تب جا کے اپٹن کی خوشبو کم ہوئی تھی۔

وہ گیلے بالوں سے بستر پر گرتے آنکھیں موند گئی۔ تھکاوٹ اس قدر تھی کہ بستر پر گرتے ہی نیند آ گئی

--

وہ کمرے میں آئی تو غازی لیپٹاپ لیئے بیٹھا تھا۔۔

جبکہ ایزل جھولے میں لیٹی مزے سے سو رہی تھی۔

اسنے شکر کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ اس وقت بہت تھک چکی تھی۔۔

وہ تھکے قدموں سے ڈریسنگ کے آگے بیٹھ گئی۔

غازی نے اسے دیکھا جو تھکی تھکی سے نیند سے بھری آنکھیں لیے جیولری اتار رہی تھی۔

وہ لیپٹاپ رکھتا اٹھتے اسکے قریب آیا۔

زرنور نے آئینے میں اسے دیکھا جو اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔

کیا ہوا غاز۔ اسنے جھمکا اتارتے پوچھا۔

غازی نے جھک کر اسکے سر پہ بوسہ دیا۔

تھک گئی میری جان۔۔ وہ اسکا دوسرا جھمکا اتارتے پیار سے بولا۔

بہت۔۔۔ زرنور رفت سے بولی۔

غازی نے آہستہ آہستہ اسکی ساری جیولری اتارتے اسکے بالوں سے پنز نکالیں۔

جاؤ فریش ہو آؤ۔۔ وہ اسکا بھاری ڈوپٹہ پنز کی قید سے آزاد کرواتا بولا۔

زرنور نے محبت سے اسے دیکھا۔۔

تھینکیو غاز۔۔وہ اسکا گال چوم کر کہتی واشروم میں بند ہو گئ۔۔

غازی نے حیرت سے اسے دیکھا پھر اسکی شرارت پر مسکراتے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

زرنور جب چینج کر کے آئ تبھی وہ روم میں داخل ہوا۔

آپ کہاں گئے تھے غاز۔کچھ چاہئیے تھا تو مجھے کہہ دیتے۔وہ اسکے ہاتھ میں دودھ کا گلاس دیکھتے بولی۔

مجھے تو نہیں ہاں البتہ تمہیں ضرور چاہئیے۔

چلو جلدی سے اسے فنش کرو۔وہ اسکے سامنے دودھ کرتا بولا۔

لیکن غازی دودھ۔۔اسنے برا سا منہ بنایا۔

کیوی بہانا نہیں پیو شاباش پہلے اتنی سی اوپر سے کام کر کر کے کہیں ختم ہی نا ہو جاو۔

چلو شاباش پیو۔وہ گلاس اسکے منہ سے لگاتے بولا۔

زرنور کو مجبوراً پینا پڑا۔

اسنے دودھ ختم کیا تو غازی نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا خود ایک نظر ایزل کو دیکھتے جھک کر اسکا ماتھا چوما اور لائیٹس اوف کرتے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

زرنور کو اپنے بازو پہ کرتے وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسے آہستہ آہستہ تھپکنے لگا۔

جبکہ زرنور اسکی اتنی فکر پر مسکراتی جلد ہی پر سکون نیند کی وادیوں میں چلی گئ۔

آہستہ آہستہ غازی کے ہاتھوں کی حرکت مدھم ہوتی گئ اور وہ خود بھی گہری نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔

جبکہ نیند میں زرنور نے اسکے گرد نازک سا حصار بنایا تھا۔

وہ خوش قسمت تھی کہ اسے اتنا چاہنے والا شوہر ملا ہے۔جسے صرف اپنی طلب سے مطلب نہیں تھا وہ اسکی فیلینگز بھی سمجھتا تھا۔

وہ چاہیے خود جتنا بھی تھکا کیوں نا ہو لیکن کبھی وہ زرنور کو سلائے بغیر خود نہیں سوتا تھا۔

یہی چھوٹی چھوٹی چیزیں تو زندگی کو خوبصورت بناتی ہیں۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

صبح ہی صبح ہر طرف گہما گہمی پھیلی تھی۔۔

آج برات تھی ہر کوئی ادھر سے ادھر کام کے چکر میں بھاگتا پھر رہا تھا۔

جبکہ جسکی برات تھی وہ میڈم مزے سے نیند کے مزے لے رہی تھی۔

عائشہ ماما کتنی بار اسے جگانے اچکی تھی لیکن وہ کسمسا کر پھر سو جاتی تھی۔

بلا آخر دس بجے کے قریب انہوں نے اسے زبردستی اٹھا ہی دیا۔برات دو بجے پہنچ جانی تھی۔ جبکہ دلہن میڈم ابھی تک سو رہی تھیں۔

ویسے تو عموما فنکشنز رات کے ہوتے ہیں لیکن کیونکہ وہ لوگ دلہن کو لے کر سیدھا گاؤں میں شاہ حویلی جانے والے تھے انکے ساتھ ہی سب مہمان بھی اس لیے کل کے لئیے بہت ساری پیکینگ کرنی تھی۔بہت کام کرنے تھے۔

شور کی آواز پر بلا آخر اسے اٹھنا ہی پڑا۔

جمائی لیتے اسنے منہ پر رکھے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور تیزی سے اٹھ بیٹھی۔

مہندی سجے ہاتھوں کو دیکھتے وہ اسے یاد آیا کہ آج تو اسکی شادی ہے۔

آج تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئیے مرتسم شاہ کے نام لکھ دی جانے والی ہے۔اسکے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اپنے مہندی کو دیکھتے وہ فریش ہونے چلی گئی۔

جب تک وہ واپس آئی نورین اسکے کمرے میں کھانا لا چکی تھی۔۔

آپی اپ کیوں لے ائیں۔کسی ملازم کو کہہ دیتیں۔

وہ اسکے ہاتھ سے ٹرے لیتی بولی۔

نورین مسکرا دی۔

کیوں میں تمہاری کچھ نہیں لگتی کیا۔وہ خفگی سے بولی۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی آپ آئیں نا بیٹھیں۔

وہ اسے خفا ہوتے دیکھ جلدی سے بولی۔

نورین نے نرمی سے اسے دیکھا۔

مہر میں جانتی ہوں امن کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اسکی زمہدار تم خود کو مانتی ہو۔

لیکن یقین جانو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو ہوا وہ اسکی قسمت میں لکھا تھا۔

آج سے تمہاری نئی زندگی شروع ہونے جارہی ہے۔اور میں چاہتی ہوں اس نئی زندگی میں تم کسی امن کی یاد کو اپنے ساتھ نارکھو بس ایک براماضی سمجھ کر بھلادو۔

وہ اسکے ہاتھ تھامتی نرمی سے بول رہی تھی۔

مرتسم بہت اچھالڑکا ہے۔ تمہیں بہت چاہتا ہے بہت خوش رکھے گا تمہیں۔اور یقین جانو تمہیں خوش دیکھ اسکی روح بھی پرسکون ہو جائے گی۔

وہ اسکے ہاتھ پر سجے مرتسم کے نام کو دیکھتے مسکرائی۔

اس لیے دل کے کسی بھی کونے میں جو امن کے نام کلس ہے وہ ختم کر دو اور آنے والی زندگی کے بارے میں سوچو۔

اسنے مہر کے گال تھپکتے کہا تو وہ آسودگی سے مسکرادی۔۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

ارسل میں آپکو بتارہی ہوں آج آپ سارادن اسے خود سنبھالیں گے۔ساری رات بھی اسنے اپنی چوں چوں سے مجھے سونے نہیں دیا۔

وہ روہانسے ہوتے سامنے سوئے آبان جو دیکھتے بولی۔

آج میری واحد دوست کی شادی ہے جو میں کسی طرح بھی مس نہیں کر سکتی اس لیے میں بتا رہی ہوں۔میں ہر طرح سے انجوائے کروں گی اپنے سپوت کو خود ہی سنبھالیئے گا۔

وہ جھنجلائی سی کہتی کمرے سے واک آوٹ کر گئ۔

جبکہ ارسل ہقابقا اسے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ کیسے سنبھالے گا اپنے اس اپنے ایک ماہ کے بیٹے کو جسے اٹھاتے ہوئے بھی اسے ڈر لگتا تھا کہ کہیں وہ اسکے ہاتھ سے پھسل نا جائے۔۔

اسنے ایک نظر اپنے سوئے ہوئے بیٹے کو دیکھا اور پھر کمرے کے کھلے دروازے کو۔

افف وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

❤❤❤❤❤

دوپہر کے ڈیڑھ ہو گئے تھے۔جب ولی اسے پارلر سے پک کرنے ایا۔

جب زہرہ جو اسکا سامان لا رہی تھے وہ اسے دیکھتے وہ مبہوت رہ گیا۔

لائیٹ بلو کلر کا پاؤں کا چھوتا فراق۔

سانولے سے نین نقش سے چھیڑ چھاڑ کرتے انہیں اور تیکھا بنا گیا تھا۔

گھنی پلکوں کو زرا سا سنوارے نوک دار کر کے جیسے اسکے دل میں پیوست کیا ہو۔

بالوں کو کھلا چھوڑے سر پر ہلکا سا ڈوپٹہ ٹکائے وہ اسے ساکت کر گئ تھی۔

گاڑی کھول دیں یہ سامان رکھنا ہے۔

وہ اپنے دھیان سامان کو دیکھتے اس سے بولی۔جب کوئی جواب نا ملا تو اسنے سر اٹھاتے اسے دیکھا لیکن وہ تو مبہوت سا اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

زہرہ کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔وہ تیار نہیں ہونا چاہتی تھی لیکن آیت نے اسے زبردستی پالر والی کے سامنے بٹھا دیا تھا۔

ولی کو یوں گہرائیوں سے خود کو تکتے پا کر وہ گھبرا گئی۔

سائیں۔ہمیشہ کی طرح وہ گھبراہٹ میں اسے سائیں پکارتی اسکے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئی۔

س۔سائیں۔۔ابکی بار اسنے زور سے پکارا۔

ولی جیسے ہوش میں آیا اسکے ساکت پلکوں میں جنبش ہوئی۔

سائیں کی جان۔اسکی طرف جھکتے وہ بنا آواز کے بولا۔

وہ سامان۔وہ گھبرا کر پیچھے ہٹتے بولی۔

ولی نے گہری نظروں سے اسکے من موہنے چہرے کو دیکھا اور گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

وہ اسکی نظروں سے خائف ہوتی جلدی جلدی سامان اندر رکھنے لگی۔

جبکہ ولی اسکے گھبرائے، شرمائے چہرے کو دیکھتے زیر لب مسکرا دیا۔

شاہ ولا میں ہر طرف اس وقت ہر طرف رونق لگی ہوئ تھی۔

ہر طرف سے آوازیں آرہی تھیں۔

کہیں پر چوڑیوں کی کھنکھناہٹ تھی تو کہیں مہندی کی خوشبو پھیلی تھی۔

کہیں کھانوں کی خوشبو نے سب کے من بہلائے ہوئے تھے۔

جبکہ لڑکیاں کہیں جھمکا ڈھونڈ رہی تھیں تو کسی کو اپنے میک اپ سے فرصت نہیں مل رہی تھی۔

ایسے میں وہ سکون سے اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔

آدھے گھنٹے میں برات نکلنے والی تھی۔

یہ سوچ ہی روح کو سرشار کر دینے والی تھی کہ اب وہ ہمیشہ کے لیئے صرف اسکی ہو جائے گی۔

مسکراہٹ تھی کہ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔

جبکہ اسے دلہن کے روپ میں دیکھنے کے لیئے دل مچل رہا تھا۔

وہ زیر لب مسکراتا خیالوں میں گم تھا جب حاشر اور ہانیا بھاگتے اسکے پاس ائے۔

چاچو، چاچو۔۔ بڑی دادی کہہ رہی ہیں جلدی سے نیچے اجائیں۔

وہ دونوں تیزی سے بھاگتے اسکی ٹانگوں سے لپٹتے بولے۔

مرتسم نے مسکراتے انہیں دیکھا اور پھر جھک کر دونوں کو اٹھالیا۔

چلو چاچو کی جان ابھی چلتے ہیں۔

وہ دونوں کے سر پہ بوسہ دیتا انہیں نیچے اتار گیا۔

دونوں کا ہاتھ پکڑتے وہ باہر آگیا۔

ماشاءاللہ۔۔وہ جیسے ہی نیچے آیا اسے دیکھتے روحا ماما کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔

گولڈن شیروانی جس کے آگے سائیڈ دامن ہالف تھا اس پر مہرون نفیس کڑھائی ہوئی تھی اور گلے پر بھی مہرون موتیوں کی مالا سجی تھی۔بازو پر مہرون ہی شال ڈالے،بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ روایتی دلہے سے ہٹ کر لگ رہا تھا۔

وہ سب سے پہلے بی جان کے پاس آیا انکے قریب دوزانوں ہوکے بیٹھتے انسے انکے ہاتھ چومے۔

دعا کیجئیے بی جان میں آج اپنی زندگی کی شروعات کرنے جا رہا ہوں۔

دعا کیجئے یہ زندگی خوشیوں اور آسائشوں سے بھرپور ہو۔

وہ نرمی سے بولا بی جان نے اسکا ماتھا چومتے اسے ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں۔

اسکے بعد وہ روحا ماما کے پاس آیا جو نم آنکھوں سے اسے دیکھتے خود میں بھینچ گئیں۔

مرتسم نے بہت مشکل سے اپنی آنکھوں میں امڈتی نمی پر قابو پایا تھا۔

شدت ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔

ایسے وقت پر لڑکا ہو یا لڑکی ماں باپ کی یاد شدت سے آتی ہے۔

روحا ماما نے اسکی نظر اتارتے اسکا صدقہ دیا۔

انکے ماتھے پر لب رکھتے وہ نرمی سے مسکرا دیا۔

عالم بابا نے مسکراتے اسے گلے لگایا تھا جبکہ پاس ہی کھڑے قاسم شاہ اسے حسرت سے دیکھ رہے تھے۔

مرتسم کی نظر ان پر گئ تبھی اسنے پیچھے کھڑی ماہم کو دیکھا جسنے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

مرتسم نے مسکراتے قاسم شاہ کی طرف دیکھا اور آگے بڑھتے خود انکے گلے لگ گیا۔

وہ حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھ کر رہ گئے۔

پھر خوشی و مسرت سے اسے خود میں بھینچ گئے۔

مرتسم اپنے باپ بھائیوں اور دوستوں کے ہمراہ مسجد میں سلام کے لیئے نکل گیا۔

جبکہ پیچھے ماما نے سب لڑکیوں کو جلدی سے باہر نکالا تھا۔

جلدی کرو سب گاڑیوں میں بیٹھو۔یہ روحا ماما نے تیسری بار کہا تھا۔

لیکن مجال ہے جو آخری وقت تک لڑکیوں کی تیاری مکمل ہو جائے۔

ماما آپ چلیں میں لے کر آتی ہوں سب کو۔

ماہم انہیں کہتی خود اوپر کی طرف بڑھ گئیں۔

انہوں نے ٹی۔پنک کلر کا ڈریس پہن رکھا تھا جسمیں وہ بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

انہیں دیکھنے سے بلکل نہیں لگتا تھا کہ وہ ایک بچی کی ماں ہوں گی۔

جبکہ وشہ نے بلیک کلر کی میکسی پہن رکھی تھی۔

لائیٹ سے میک اپ اور شولڈر کٹ بالوں کو کھلا چھوڑے چہرے پر سجی معصومیت سے وہ سب کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئ تھی۔۔

جبکہ دانین جو کبھی کبھار ایسے فنکشنز پر ہی تیار ہوتی تو اصل میں تو وہ وہ سب کے ہوش اڑاتی تھی۔

ابھی بھی زین محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتا آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا۔

جو گرین کلر کی لونگ میکسی میں غضب ڈھا رہی تھی۔

بالوں کی پونی ٹیل بنائے ماتھے پر بڑی سی بندیا سجائ ہوئ تھی۔

جو اسکے ماتھے پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔۔

وہ مہر کی طرف تھی لیکن اسکا ڈریس وغیرہ ادھر تھا تو وہ یہاں سے تیار ہو کر وہاں جانے والی تھی۔

جبکہ ماہین بھابھی بھی آج گرے کلر کے ڈریس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

ماہم اپیا اور ماہین بھابھی اور دانین تینوں نے ہی گول بندیا لگائ ہوئ تھی جو تینوں کی ایک جیسی تھی۔

♥♥♥♥♥

برات نکلی شور شرابے اور دھوم دھڑکے کے ساتھ۔ پورے راستے میں ایک سیکینڈ بھی ڈھول کی آواز بند نہیں ہوئ تھی۔

جبکہ کیمرہ مین یہ خوبصورت منظر کیمرے کی آنکھ سے قید کیے جا رہا تھا۔

آدھے گھنٹے کا راستہ انہوں نے ڈھیر گھنٹے میں مکمل کیا تھا۔

اپنی تمام تر وجاہت اور شان و شوکت سمیٹے آج وہ بھری دنیا کے ساتھ ایک اکیلی شہزادی کو لینے آیا تھا جو اسکے دل میں گہرائیوں سے مکیں ہو چکی تھی۔

❤❤❤❤

عائشہ ماما جانے کتنی ہی بار اسکی نظر اتار چکی تھیں۔

وہ تو اسے دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھیں کہ کہیں انکی اپنی نظر نا لگ جائے۔

جبکہ مہراب خفگی سے انہیں دیکھ رہی تھی جو ٹھیک سے اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔

تبھی ولی اور غازی اسکے کمرے میں آئے۔

دونوں نے بے ساختہ ہی اسکا سر صدقہ دیا تھا کہ وہ پیاری ہی اتنی لگ رہی تھی۔

پھر وہ دونوں اسے تھامے باہر لے گئے۔

وہ حیران پریشان سی انکے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

جب وہ پیچھے کے دروازے سے اسے لان میں لائے۔

آؤ۔ سامنے دو بڑے بکرے کھڑے تھے۔

مہر نے ڈر کر ولی کا بازو تھاما اسے ہمیشہ جانوروں سے ڈر لگتا تھا سوائے بلی کے۔

ڈرو مت بچے او۔ وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے آگے بڑھا۔

مہرو گڑیا ہاتھ رکھوانکے سر پہ۔ غازی نے اسے اپنے حصار میں لیتے کہا۔
لیکن غازی مجھے تو انسے ڈر لگتا ہے میں کیسے۔ وہ اسکے بازو سے چپکی بولی تو غازیان اور ولی مسکرا دیئے۔

کچھ نہیں کہیں گے یہ میرا بچہ۔ اچھا میرا ایکڑو شاباش کچھ نہیں ہو گا۔
ولی اسے پیار سے بہلاتا اسکا ہاتھ پکڑ کر خود پہلے ایک سیاہ بکرے کے سر پر رکھا پھر دوسرے سفید اور سیاہ دھبوں والے پر۔
جبکہ مہر سانس روکے یہ عمل کر رہی تھی۔
لے جاو۔ اسکے رکھتے ہی غازی نے پاس کھڑے آدمی کو شارہ کیا جو سر ہلاتے انہیں لے گیا۔
مہر نے انکے جاتے ہی نم آنکھوں سے اپنے بھائیوں کو دیکھا جو اسکے نام کے صدقے کے بکرے قربان کر رہے تھے۔
مہر بہت لکی ہے کہ اسے آپ جیسے بھائی ملے۔ وہ دونوں گرد بازوں باندھے۔ نم لہجے میں بولی۔
اور میں کہاں گیا۔ پیچھے سے آتے عالم نے کہا تو مہر نم آنکھوں سے ہس دی کیونکہ وہ لڑکیوں کی طرح کمر پر ہاتھ ٹکائے اسے گھور رہا تھا۔۔

تو تو ہے ہی فالتو۔ وہ اسے چھیڑانے کے انداز میں بولی تو وہ واقعی ہی چڑ گیا۔

جبکہ ولی، غازی اور مہر تینوں کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

❤❤❤❤❤

برات آگئی کا شور سنتے وہ اسکا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔

جبکہ لڑکیاں پر ہاتھو میں پھولوں کا تھال لیے کھلکھلاتی انکے استقبال کے لیئے پہنچی تھیں۔

دلہن کی طرح سجے احمد والا کے سامنے۔

ڈھول، بینڈ باجے والے پوری طرح سے چھائے ہوئے تھے جبکہ ارسل، زین، عادی، شیری اور اور مرتسم کے باقی دوست سمیت سب بھنگڑے ڈالتے بھرپور طریقے سے بتا رہے تھے کہ ہاں برات اچکی ہے۔

وہ لوگ تو بھنگڑے ڈالنے سے باز نا آئے مجبور عالم بابا کو ناہیں روکنا پڑا اور آگے بڑھنے کا کہا۔

وہ وجاہت و شان و شوکت سے چلتا اسکی دہلیز پر آکر رکا تھا جہاں آگے اسکا راستہ اسکی سالیوں نے روکا تھا۔

دانین، آیت، رمل اور زہرہ اسکے سامنے پھولوں کا تھال لیے ہاں لیکن آگے ربین سجائے کھڑی تھیں ۔

جبکہ زرنور مہر کے پاس تھی۔

ویلکم ڈئیر جی۔جا۔جی۔ دانین نے لفظ توڑ کر کہا تھا۔

مرتسم زیرلب مسکرادیا۔

کیوں بھئ لڑکیوں براتیوں کا راستہ کیوں روکا ہے۔عالم بابانے دلچسپی سے انہیں دیکھتے کہا۔

تو بات یہ ہے ہمارے جیجاجی تب تک اندر قدم نہیں رکھ پائیں گے جب تک ہمیں ہمارے منہ مانگی قیمت نہیں دی دیتے۔

آیت نے شوخ لہجے میں کہا تھا۔جبکہ مرتسم کے ہمراہ کھڑے ارسل نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

بلیک کلر کی میکسی میں اسکا نازک سراپا چمک رہا تھا۔

لائیٹ سے میک اپ میں چہرے پر ناز کی سجائے وہ چمکتی آنکھوں سے ارسل کو دیکھتے اسے ایک بار پھر سے اپنا دیوانہ کر گئ تھی۔

آیت نے اسکی مسلسل نظریں خود پر نظریں پھیرتے اسے دیکھا جو وائیٹ کرتے پر بلیک واسکٹ پہنے اسکا دل دھڑکا گیا تھا وہ جلدی سے چہرہ موڑ گئ۔

اور کیا ڈیمانڈ ہے جی اپکی۔ارسل نے بھی اسی کے انداز میں پوچھا تھا۔

زیادہ نہیں بس ایک لاکھ۔دانین نے ہاتھ لہراتے کہا تھا۔

ایک لاکھ۔اور ادھر لڑکوں کے منہ کھل گئے۔

جبکہ مرتسم اس رسم کو انجوائے کر رہا تھا۔

ہاں ایک لاکھ ایک لاکھ سے ایک روپے بھی کم نہیں ہونا۔رمل نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

یہ زیادہ ہے ایسے تو یہ تیری سالیاں تجھے لوٹ لے گیں۔زین نے دانین کو گھورتے مرتسم سے کہا تھا۔

ہاں لڑکیوں یہ زیادہ ہے۔اب کے ماما نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

اوکے تو ٹھیک ہے پچاس ہزار اب اس سے ایک روپے کم نہیں ہو گا۔دانین نے فائنل کرتے کہا۔

کوئی نہیں یہ بھی زیادہ ہے۔دانین آپی آپ جیل میں تو لوگوں کو لوٹنے پر مارتی ہیں اور یہاں خود لوٹ رہی ہیں۔عادی چمکتی نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

دانین تب سے شانت تھی اور یہ سب کو ہضم نہیں ہو رہا تھا اور وہ تپ گئی۔

اسنے اپنے ازلی انداز میں عادی کو گھورا تو وہ تھوک نگلتے سیدھا ہو گیا۔

دلہے صاحب جیب خالی کریں اپنی ورنہ یہیں کھڑے رہنا کوئی دلہن نہیں ملنی اپکو۔عالم بابا نے مرتسم کو اشارہ کرتے کہا تو محفل زعفران بنی تھی۔

مرتسم نے مسکراتے انکے ہاتھ پر پچاس ہزار رکھے تھے تب جا کے انہوں نے ربین ہٹاتے انہیں آنے دیا۔

انکے اندر داخل ہوتے ہی ان پر پھولوں کی برسات کر دی گئ تھی۔

❤❤❤❤

وہ دھڑکتے دل اور بھیگی ہتھیلیوں سے باہر اٹھتے شور کو سن رہی تھی۔جانے کیوں آج عجیب سی گھبراہٹ ہورہی تھی۔

حتی کہ مرتسم اسکے لئیے کوئ انجان تو نہیں تھا۔وہ اسکا روح کا ساتھی تھا۔ویسے بھی وہ دونوں تو پہلے ہی ایک جسم ایک جاں ہو چکے تھے تھے پھر کیسی گھبراہٹ، شرماہٹ لیکن دل تھا کہ دھڑکے جارہا تھا۔

مہر تم بیٹھو میں آتی ہوں۔اگر کچھ چاہئیے ہوا تو فون کر دینا۔

زرنور باہر سے اٹھتے قہقہوں سے سنتے خود کو روک ناپائ تو تیزی سے اٹھتی باہر کی طرف بڑھ گئ۔

ارے لیکن بھابھی۔اس سے پہلے کہ مہر کچھ کہتی وہ جاچکی تھی۔

مہر لب کاٹ کر رہ گئ۔

❤❤❤❤

وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسے بازو سے پکڑتے کھینچا۔

وہ ڈر کر چیختی اس سے پہلے ہی غازی اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

زرنور نے آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا۔

جبکہ غازی اسے دیکھتے ٹرانس کی سی کیفیت میں ہاتھ ہٹا گیا۔

پرل کلر کی میکسی میں وہ اسے آسمان سے اتری کوئی اپسرا الگ رہی تھی۔اسکا غیر معمولی حسن زرا سے میک اپ سے دو آتشہ ہو گیا تھا جو غازی کو سلگھا گیا تھا۔۔

وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

غ۔غاز کیا کر رہے ہیں۔ب۔باہر سب ہیں۔وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اپنی ناہموار سانسیں درست کرتی بولی۔

جبکہ غازی تو جیسے ہوش کی دنیا میں ہی نہیں تھا۔

ہیزل گرین پر اٹھتی گرتی پلکوں نے جیسے اسکے دل کی دھڑکنیں روک دی ہوں۔

وہ غیر معمولی حسن کی مالک تو تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسکا یہ حسن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

غازی کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ اسے دیکھ دیکھ کر تھکتا کیوں نہیں ہے۔

غاز۔پیچھے ہوں نا مجھے نیچے جانا ہے۔

وہ روہانسے ہوتے بولی۔

غازی نے بے خودی میں اسکے ماتھے پر چمکتی اس بندیا کو چھویا۔

زرنور نے تھم کر اسے دیکھا جو اسکے ماتھے پر لب رکھے آنکھیں موند گیا۔

جان لے کر رہو گی۔ وہ اسکے کان میں سر گوشی کرتے پیچھے ہوا تھا۔

زرنور سانس روکے اسے دیکھنے لگی۔

اسکے پیچھے ہوتی وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی۔

جبکہ غازی اسکی سپیڈ دیکھتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

❤❤❤❤

وہ عائشہ ماما کے ساتھ بیٹھی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

اسنے کبھی ایسے ٹریڈیشنز نہیں دیکھے تھے۔ سن رکھے تھے کہ شادیوں پر ایسی رسمیں ہوتی ہیں لیکن اسے کبھی دیکھنے کا موقع نا ملا جو آج مل رہا تھا۔

وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے پوری دل جمعی وہ سارے مناظر دیکھ رہی تھی جبکہ دور سے اسے دیکھتا عالم بس ایک بھر کے رہ گیا۔

آج اسنے پہلی بار اسے تیار دیکھا تھا۔ وہ تو کل مہندی پر بھی سادہ ہی تھی۔

لیکن آج وہ مہر کی ضد پر تھوڑا سا تیار ہوئی تھی۔

پنک کلر کے ڈریس میں لائٹ سا میک اپ کیے۔ وہ کہیں سے بھی بڑی عمر کی نہیں لگ رہی تھی۔

اسکے چہرے پر معصومیت سی تھی جو عالم کو بار بار اسے دیکھنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

اسنے آج پہلی بار اسکے بال دیکھے تھے۔

لمبے سیاہ بال۔جو اسنے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

اسکی ان ریشمی زلفوں میں عالم کا دل کہیں گم سا ہو رہا تھا جس سے وہ انجان اسکے دل پر بجلیاں گراتی اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

بارات کے آتے ہی کچھ دیر بعد سب کی موجودگی میں پھر سے نکاح کروایا گیا تھا۔

پہلے مہر سے پوچھا گیا جسنے باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں نم آنکھوں سے قبول ہے کہتے کانپتے ہاتھوں سے سائین کیے تھے۔

اسکے بعد مرتسم سے پوچھا گیا جسنے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اطمنان سے قبول ہے کہا تھا۔

نکاح کے بعد ان دلہن کو باہر لانے کا حکم جاری کیا تھا۔

مہر اندر کمرے میں تھی جبکہ برات کے لیئے باہر لان میں انتظام کیا گیا تھا۔

چلو تمیں تمہارے شاہ جی کے حوالے کرنے کا وقت ہو گیا۔ولی اسکے پاس آتا شرارت سے بولا۔جبکہ مہر جھنپ کر سر جھکا گئی۔۔

حسن بابا نے نم آنکھوں سے اپنی شہزادی کو دیکھا اسکے سر پہ بوسہ دیتے وہ اسے اپنے حصار میں لیے باہر آئے تھے۔

باہر تقریبا شام ہو چکی تھی۔

لیکن دلہن کے آنے کا شور اٹھتے ہی ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

مرتسم چونک کر کھڑا ہوا تھا۔ اسنے سامنے دیکھا تو اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔

باپ اور بھائیوں کے حصار میں سہج سہج کر اسکی طرف قدم بڑھاتی۔

بلڈ ریڈ بھاری گوڈلن نگینوں زرک اور گولڈن ہی کڑھائی کے گھیر یدار لہنگا جو کہ پھیلا ہوا۔ سر پر بھاری نگینوں سے سجا ہوا سرخ دوپٹہ تھا جو کہ آگے جا کے اسکی کلائیوں میں کنگن کے ساتھ اٹیچ تھا۔

برائیڈل میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

مرتسم کی ساکت نظریں بے چینی سے اسکے چہرے پر جمی تھیں۔

تیکھی سی ناک میں خوبصورت نتھ جسمیں جھولتا موتی سیدھا اسکے لبوں کو چھو رہا تھا۔ جبکہ نتھ کی لڑی جو موتیوں سے سجی تھی اسکے گال سے ہوتی ہوئی بالوں میں اٹیچ تھیں، اور سر پر بندیا اور جھومر کی بجائے ماتھا پٹی لگائی ہوئی تھی جسکے موتی اسکی پوری پیشانی پر بکھرے اسکے حسن میں چار چاند لگا گئے تھے۔

ہونٹوں پر ریڈ لیکن لائیٹ لپسٹک تھی، آنکھوں پر مہارت سے کیا گیا میک اپ، گھنی سیاہ پلکو کو اور سنوارا گیا تھا۔ جو کہ اسکے نام سے ہی لرز رہی تھیں، بھوری آنکھیں آج کانچ کی سی مانند لگ رہی تھی۔ جن میں وہ ڈوبتا جا رہا تھا۔

وہ مبہوت اور ساکت سا کھڑا خود کو خود سے انجان جبکہ اسے خود میں سماتا دیکھتا رہا۔

ارسل نے کھنکھارتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جو ہر چیز سے بیگانہ ساکت سا کھڑا تھا جبکہ آکسی نظریں دیوانہ وار مہر کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

مرتسم۔ارسل نے بظاہر مسکراتے لیکن دانت پیستے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہلایا تھا۔

وہ چونک کر ہوش میں لوٹا۔

گہری سانس چھوڑتے اسنے چہرے پر ہاتھ پھیرا یوں جیسے خود پر قابو پانے کی کوشش کی ہو۔

مہر سٹیج کے قریب پہنچ چکی تھی۔

اسکے ایک طرف غازی اور ولی تھے جبکہ دوسرے طرف عالم اور حسن بابا تھے۔

مرتسم آہستہ سے قدم اٹھاتا سٹیج کی تیسری اور آخری سیڑھی پر رکتے اسنے زرا سا جھک کر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

جبکہ مہر نے اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھتے دھڑکتے دل سے بھوری آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔

وہ آنکھوں میں محبت کے ہزاروں رنگ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئ۔

غازی نے اپنے ہاتھ میں تھامے مہر کے کپکپاتے ہاتھ کو مرتسم کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

مرتسم کی نظریں بے ساختہ اسکے مہندی سے سجے ہاتھوں اور کلائیوں پر گئ تھیں جن میں بھر بھر کہ چوڑیاں پہنی ہوئ تھیں۔

تمہاری امانت تمہارے حوالے۔۔اب اسکی حفاظت کیسے کرنی ہے وہ تم جانتے ہو۔

مہر کے سر پہ بوسہ دیتے غازی نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

یوں سمجھ لینا اپنے جگر کا ٹکڑا دیا ہے تمہیں۔

حسن بابا مرتسم سے کہتے پیچھے ہٹ گئے۔

عالم اور ولی پہلے ہی پیچھے ہٹ چکے تھے۔

مرتسم نے آنکھوں سے انہیں تسلی دیتے مضبوطی سے اسکا کانپتا ہاتھ تھام لیا۔

جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکا لہنگا سنبھالتے اسے اوپر آنے میں مدد دی تھی۔

اسکی اس حرکت پر ینگ جنریشن نے خوب ہوٹنگ کی تھی۔

جبکہ مہر جھنپ گئی۔

مرتسم بہت نرمی اور احتیاط سے اسے تھامتے اوپر لایا تھا۔

سٹیج پر سجے ہوئے صوفے پر اسے بٹھاتے وہ خود اسکے قریب بیٹھا تھا۔

مہر کو جانے کیوں گھبراہٹ ہونے لگی۔نا محسوس انداز میں اسنے سختی سے مرتسم کا ہاتھ تھاما تھا۔

مرتسم اسکے یوں سختی سے ہاتھ تھامنے پر مسکرایا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتا تبھی وہاں زرنور، دانین، آیت اور رمل پہنچ گئیں۔

مرتسم نے بہت مشکل سے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائیں تھی۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تم لوگ ہر دو منٹ بعد یوں مانگنے کیوں پہنچ جاتی ہو۔

ارے بھئ اگر مانگنا ہی ہے تو باہر دروازے پر جا کر مانگوں ہم دیتے اچھے بھی لگے گیں۔

ارسل کی زبان کہاں چپ رہ سکتی تھی۔اس لیے وہ انہیں چڑانے کے لئیے بولا۔

تم چپ رہو۔فالتو میں بولتے رہتے ہو۔دانین نے اسے گھورا۔

چلو صرف بولتا ہے ہے فالتو میں لوگوں کی آنکھ،ناک تو نہیں پھوڑتا۔

اسے بولتے دیکھ زین مصنوعی مسکراہٹ سجاتے بڑبڑایا تھا۔

اسکی بڑبڑاہٹ اتنی واضح ضرور تھی کہ اسکے پاس کھڑے ارسل اور ولی سن سکتے دونوں کا فلک شفاف قہقہ گونجا تھا۔

جبکہ زین انہیں گھور کر رہ گیا۔

دانین لوگ اسے نظر انداز کرتے مرتسم کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

تو مرتسم بھائ آپکو تو پتہ ہی ہو گا یہ دودھ کتنا مہنگا ہے۔

آیت ابھی بولی ہی تھیکہ عادی تیزی سے اسکی بات کاٹتا بولا۔

آیت آپی اگر ہم یہ دودھ پیئے ہی ناتو۔وہ شرارتی مسکراہٹ سے بولا۔

اسکی بات سنتے لڑکے والوں نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔

وشہ لوگ چونکہ لڑکے والوں کی طرف تھیں تو اس لیے وہ اس بات صرف یہ رسم دیکھ ہی سکتی تھیں۔

تو دلہن بھی نہیں ملے گی۔اسکی بات کے جواب میں رمل تیزی سے بولی تھی۔

جبکہ مرتسم نے تیزی سے سر اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔ اگلے ہی پل وہ انکے ہاتھ سے دودھ پکڑ گیا۔

جبکہ اسکی پھرتی پر محفل زعفران بنی تھی۔

ہر ایک کا قہقہہ گونجا تھا۔ یہاں تک کہ زولفقار شاہ بھی خود کو مسکرانے سے روک نہیں پائے۔

مرتسم نے کچھ ہی گھونٹ لیتے دودھ واپس کر دیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دودھ واپس رکھتا پیچھے کھڑے ارسل اور ولی تیزی سے اسکے ہاتھ سے دودھ لے چکے تھے۔

بھائی یہ اب ہمارا ہے اسکی قیمت دینی ہے تو واپس کیوں کرنا۔

وہ مرتسم کو گھورتے دودھ پر ٹوٹ پڑا۔ کیونکہ یہ دودھ ہوتا ہی اتنے مزے کا ہے۔

جبکہ ان سب سے بے نیاز مرتسم مہر کو دیکھنے میں مگن تھا جو خود دلچسپی یہ سبکو دیکھ رہی تھی۔

جبکہ ولی دودھ پیتے ہی واپس اپنی ٹیم میں آگیا۔

پانچ منٹ میں ہی گلاس خالی کرتے انہیں خالی گلا دے دیا۔

یہ لو اور اب سیدھا سیدھا ہو کے نکلو۔

زین نے خالی گلاس انکے سامنے رکھتے مزے سے کہا تھا۔

جبکہ لڑکیاں منہ کھولے انہیں دیکھنے لگیں۔

مہر نے بھی حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

ہمارے پیسے۔۔زرنور تیزی سے بولی تھی۔۔

کونسے پیسے کیا ثبوت ہے کہ ہمنے دودھ پیا ہے۔ارسل معصومیت سے اسے دیکھتا بولا تھا۔

ثبوت کے ساتھ گواہ بھی بہت اچھے سے ملیں گے۔

اگر لڑکیوں کو انکی محنت کا پھل نا ملا تو۔غازی بظاہر مسکراتے لیکن وارننگ دینے کے انداز میں بولا تھا۔

اسکے پھولے مسلسز والے بازو اور چوڑا سینہ دیکتے جسکے ساتھ اسکا کرتا بلکل چپکا ہوا لڑکے خاموش سے سیدھے کھڑے ہوئے تھے۔

جبکہ مرتسم نے مسکراہٹ دباتے انہیں دیکھا تھا۔

لڑکیاں اٹھلائیں تھی۔

چلیں مرتسم بھائ جلدی سے نکالیں دولاکھ۔زرنور نے اسکے آگے ہتھیلی پھیلائ تھی۔

لیکن اتنے تو میرے پاس نہیں ہیں۔مرتسم نے بے چارگی سے کہا تھا۔

ہا۔ہو ہی نہیں سکتا اتنا بڑا بزنس مین اور اسکے پاس صرف دولاکھ نا ہوں۔وہ بھی اپنی شادی کے موقع پر۔

دانین نے منہ کھولتے اسے دیکھا تھا۔

اب اتنی بڑی رقم کون ساتھ لے کر گھومتا ہے۔۔مرتسم نے اسے گھورتے کہا تھا۔

مہر تو ہی بول نا دیکھ یہ ہمارا حق کھا رہے ہیں۔ ایت نے مہر کو بیچ میں گھسیٹا جو کبھی انہیں دیکھتی تو کبھی لڑکوں کو۔

اپنا نام سنتے ہی وہ چونک گئی۔

ہاں مہر تم ہی بولو انہیں تمہاری بات تو نہیں ٹالیں گے نا۔ رمل شرارت سے بولی تو سب کے لبوں پر دبی دبی مسکان آ گئی۔

مرتسم نے اسے دیکھا۔

ٹھیک ہے اگر مہر آپکی سفارش کرتی ہی آپکی ڈیمانڈ پوری ہو جائے گی۔ وہ گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔

اسکی بات سنتے پورا ہال سیٹیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

جبکہ مہر سب کے سامنے اسکے یوں کہنے پر سٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی۔

ہاں تو مہر کرے گی نا۔ بولو مہر۔ زرنور جلدی سے اسکا ہاتھ تھامتے بولی تھی۔

م۔ میں کیا بولوں۔ وہ کنفیوز ہوتی معصومیت سے بولی۔

مرتسم بھائی کو بولو کے ہمارے ڈیمانڈ پوری کریں۔ ایت نے ماتھا پیٹتے کہا تھا۔

زرنور اور آیت دونوں نے بہت ریلیکس ہو کر پورا فنکشن انجوائے کیا تھا۔

کیونکہ انکے بچوں کو انکی دادیوں نے سنبھال لیا تھا۔

مہر نے مرتسم کو دیکھا۔

ک۔ کر دیں۔ جو کہ رہی ہیں۔ وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

جانے کیوں اسے آج مرتسم سے ٹوٹ کر حیا آرہی تھی۔

اسکی اتنی دھیمی سر گوشی پر ہال میں دبی دبی ہنسی کی آواز گونجی تھی۔

جبکہ مرتسم نے گہری مسکراہٹ سے اسے دیکھا تھا۔

اب تو کٹنی پڑے گی۔ وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

ینگ جنریشن نے کھنکھارتے اپنی ہنسی پر قابو پایا تھا۔

مرتسم نے ماہم اپیا کو دیکھتے سر ہلایا جنہوں نے مسکراتے کسی ملازم کو اشارہ کیا۔

پانچ منٹ میں ہی ایک ملازم ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے باکس تھامے آندر آیا تھا۔

اسنے وہ باکس لاتے مرتسم کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیئے۔

لے لیجیئے آپکی دودھ پلائی۔ مرتسم نے مسکراتے اپنی سالیوں کو دیکھتے کہا تھا۔

جو خوشی سے یاہو کا نعرہ لگاتے اپنے گفٹس اٹھاتے وہاں سے بھاگی تھیں۔

مرتسم نے ان چاروں کے لیئے گولڈ کے بریسلٹ خریدے تھے۔ جو کہ ماہم اپیا کا ہی سجیشن تھا۔

دودھ پلائی کے بعد رخصتی کا وقت آیا تھا تو ہر ایک کی آنکھ نم ہوئی تھی۔

عالم کے ماما بابا نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے دعائیں دی تھیں۔

زولفقار شاہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے گلے لگایا تھا اسکا ماتھا چومتے ڈھیروں دعائیں دی تھیں اسے۔

پھر وہ بڑے بابا اور بڑی ماما سے ملی۔ رمل سے ملنے کے بعد وہ عائشہ ماما کے پاس آئی تو بامشکل خود پر ضبط رکھے ہوئی تھیں۔

مہر نے نم انکھوں سے انہیں دیکھا اور ضبط کھوتے انکے گلے لگتے رو دی۔

عالم نے بامشکل اسے انسے الگ کیا۔

مرتسم نے بے چینی سے اسے دیکھا لیکن وہ اسے روک نہیں سکتا تھا۔

حسن بابا سے ملتے وہ روئی نہیں تھی کیونکہ وہ خود بھی مسکرا رہے تھے۔

نئی زندگی کی شروعات مسکراتے ہوئے کرو بچے۔ اسکے سر پہ بوسہ دیتے انہوں نے شفقت سے کہا تھا ناچاہتے ہوئے بھی آنکی آنکھیں بھیگی تھیں لیکن وہ مسکراہٹ سجائے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھے ہوئے تھے۔۔

میں تو خوش ہوں میری جان چھوٹ رہی تجھ سے۔ عالم نے اسکی آنسو صاف کرتے شرارت سے کہا تو وہ نم آنکھوں سے ہس دی۔۔

نورین نے مسکراتے اسے گلے لگایا تھا۔

خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ مسکراتے پیچھے ہوئی تھی۔

انہو۔روتے نہیں تم کونسا دور جارہی ہوٗ جب دل چاہئیے آجانا۔یا پھر بس بھائی کو ایک کال کر دینا بھائی پہنچ جائیں گے ہم۔۔

غازی اسے خود سے لگاتے نرمی سے کہا۔ضبط کے باوجود ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی داڑھی میں جزب ہوا تھا۔

جبکہ مہر اسکے گلے میں بازو ڈالتے رو دی تھی۔

ابھی تو وہ اس سے ملی تھی۔ابھی تو اسے اس سے باپ کی شفقت کا احساس ہوا تھا۔اتنی جلدی وہ پھر سے اس سے بچھڑ گئی تھی۔

غازی نے بامشکل اسے چپ کروایا تھا۔

زرنور سے ملتے اسنے جھک کر اسکی گود میں سوئی ایزل کے ماتھے پر پیار کیا۔

رو مت ورنہ میک آپ خراب ہو جائے گا۔اسے گاڑی میں بٹھاتے ولی نے اسے دیکھتے جتنی سنجید گی سے کہا تھا مہر آتنا ہی کھل کہ ہس پڑی۔

اسنے زندگی میں بہت دکھ دیکھے ہیں مرتسم آمید ہے اب آکسی انکھ میں ایک انو بھی نہیں آنے دو گے۔

مرتسم سے ملتے غازی نے سنجید گی سے آسے دیکھتے کہا تھا۔

انشاءاللہ۔مرستم نے پریقین لہجے میں کہتے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

حسن بابا سے ملتے وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ایک الوداعی نظر سب پر ڈالتے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

جبکہ باقی سب بھی ملتے انکے پیچھے ہی نکلے تھے۔

ارسل لوگ ابھی انکے ساتھ ہی گاؤں گئے تھے۔

ولی، حسن بابا لوگ اور غازی سب صبح جانے والے تھے۔

رخصتی مہر کی ہے تم کیوں رو رہی ہو۔

غازی نے روتی ہوئی زرنور کو اپنے حصار میں لیتے کہا تھا۔

مجھے رونا آرہا ہے اس لیے۔ وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

چپ ہو جاو زرنور ورنہ میں یہاں آپنے طریقے سے چپ کرواوں گا۔

وہ اسے مستقل روتے دیکھ اسکے کان میں سرگوشی کر گیا۔

جبکہ زرنور اسے گھورتے اپنی انکھیں صاف کرتے پیچھے ہوئی تھی۔

ولی نے بھیگی آنکھوں سے اپنے خالی آنگن کو دیکھا اور آسودگی سے مسکرا دیا۔۔

وہ عائشہ ماما کو بمشکل چپ کرواتے اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسکا بازو پکڑتے تیزی سے اسے کھینچا۔

نورین کی دبی دبی چیخ نکل گئ۔

اسنے آنکھیں پھاڑتے سامنے دیکھا جہاں عالم کھڑا تھا۔۔

عالم اسے دیوار سے پن کرتے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے تقریباً اسپر جھکا ہوا تھا۔

ی۔یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔وہ اسے دیکھتے دھڑکتے دل سے بولی تھی۔

ابھی کہاں کی ہے بدتمیزی۔اپ کرنے ہی کہاں دیتی ہیں۔وہ مدھم گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

نورین نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

ع۔عالم۔پ۔پیچھے ہٹو۔وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔لیکن اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔

میں کچھ دیر آپکو دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ اسکے دائیں رخسار پر ہاتھ رکھتے اپنے انگوٹھے سے سہلاتے گھمبیرتا سے بولا۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اسے سمجھ نہیں آیا وہ اجازت مانگ رہا تھا یا حکم دے رہا تھا۔ جانے کیوں نورین کو اس سے ڈر لگا تھا۔۔

اسنے مرد کا صرف وہی روپ دیکھا تھا جو اسکے شوہر نے دکھایا تھا۔

وہ اسکی زرا سی مزاحمت پر اسکی کھال ادھیڑ دیتا تھا۔ اسے لگا تھا کہ شوہر ہوتے ہی حکمرانی کرنے کے لئیے ہیں۔

لیکن جب سے وہ یہاں آئی تھی اسنے مردوں کا ایک الگ روپ دیکھا تھا جس پر وہ بے یقین سی تھی۔

لیکن ابھی عالم کو اپنے نزدیک دیکھتے اسے وحشت سے ہو رہی تھی۔ لیکن ڈر سے وہ سانس روکے خاموشی سے نظریں جھکا گئی۔

جبکہ اسکی نیلی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔

عالم جو اسے دیکھنے میں مگن تھا اپنے ہاتھ پر گرتے گرم سیال پر چونک گیا۔

نور۔ اسنے تیزی سے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

نور کیا ہوا کیوں رو رہی ہیں۔ وہ اسکا آنسوں سے بھرا چہرہ دیکھتے بے چین ہو گیا تھا۔

نور میری جان ایم سوری میں بس آپکو کچھ دیر دیکھنا چاہتا تھا۔ ایم سوری م۔ میں نہیں دیکھوں کا آپکو لکین پلیز آپ روئیں مت۔ وہ تڑپ کر بولتا اسکے آنسو صاف کرتا اسے حیرت کی گہرائیوں میں لے گیا۔

نورین رونا بھول کے حیرانگی و بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

اسے لگا وہ اسکے رونے پر اسے جھڑکے گا جبکہ وہ تو اسکے رونے پر تڑپ گیا تھا۔

نور آپ ٹھیک ہیں نا۔ وہ اسکے بے یقین چہرے کو دیکھتے نرمی سے اسکے آنسو صاف کرتا گویا ہوا تھا۔

نورین نے ٹرانس کی کیفیت میں نفی میں سر ہلا دیا۔

کیا ہوا۔۔ عالم نے الجھے تاثرات سے اسے دیکھا تھا۔

نورین چونک کر ہوش میں لوٹی تھی۔۔

ت۔ تم مجھے م۔ مارو گے یا ڈ۔ ڈانٹوں گے نہیں۔۔ وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھتے بولی۔

میں آپکو کیوں ماروں گا یا ڈانٹوں گا نور۔ وہ اسکی بے یقین آنکھوں میں دیکھتے مدھم لہجے میں بولا تھا۔

کچھ کہنا ہے۔ وہ اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر نرمی سے بولا۔

آپ مجھ سے کچھ بھی شئیر کر سکتی ہیں شوہر نہیں ایک دوست کی حیثیت سے سہی۔وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا نرمی سے بولا۔

جبکہ نورین اسکے لب اپنے ماتھے پر محسوس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

عالم نے نرمی سے اسے خود میں بھینچا۔۔

عالم م۔مجھے لگا ت۔تم بھی اسکی طرح م۔مجھے مارو گے۔م۔مینے تمہاری ب۔بات ماننے سے منع کر دیا تو۔۔

ع۔عالم۔ت۔تمہارے چ۔چھونے سے مجھے ا۔اچھا لگتا ہے ل۔لیکن تمہارا چھونا م۔مجھے ا۔اسکا لمس ی۔یاد دلاتا ہے۔م۔مجھے وحشت ہونے لگتی ہے۔۔وہ اسکی قمیض مٹھیوں میں جکڑتے شدت سے رو دی۔۔

اسکی بات سنتے عالم بہت مشکل سے اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پایا تھا۔اسکا دل چاہا کاش قسمت اسے ایک موقع دے اور وہ زمان کا وہ حشر کرے کہ ہر مرد کے لیئے مثال بن جائے۔

کتنی معصوم اور پاکیزہ تھی وہ کیسے اس جانور کا دل نہیں پگھلا اس کے لیئے۔کیسے وہ بے رحمی سے مسل دیتا تھا اسے۔وہ اسے شدت سے خود میں بھینچتے سوچ رہا تھا۔

اسکی اتنی شدت پر نورین کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔

ع۔عالم۔اسنے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ڈرتے پکارا تھا۔

اسکی پکار پر اسکا گھٹا گھٹا سانس محسوس کرتے عالم کو اپنی شدت کا احساس ہوا تو وہ اسکے گرد اپنا حصار نرم کر گیا۔

نور۔میں جانتا ہوں آپ کے لیئے یہ سب ایکسیپٹ کرنا مشکل ہے۔

میں سمجھ سکتا ہوں اس لیے آپکے سپیس دے رہا ہوں۔اپکو وقت دے رہا ہوں۔آپ جب تک کہیں گی میں انتظار کروں گا لیکن کبھی آپکی مرضی کے بغیر آپکو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا یہ میرا وعدہ ہے۔

وہ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے نرمی سے بول رہا تھا۔

جبکہ نورین سانس روکے اسے سنتی گئ۔

اور عالم شاہ اپنے وعدہ کا پکا ہے۔لیکن نور میں چاہتا ہوں آپ مجھے سمجھنے کی کوشش تو کریں ہر مرد ایک سا نہیں ہوتا ہے۔

آپ اپنے ماضی کو بھولنے کی کوشش کریں میں ہر پل آپکے ساتھ کھڑا ہوں اور کھڑا رہوں گا اپنی آخری سانس تک۔

شوہر نہیں آپ مجھے ایک دوست سمجھ کے مجھ سے اپنی ہر بات شئیر کیا کریں۔میں آپکو کبھی بکھرنے نہیں دوں گا۔

وہ اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتا بہت نرمی سے بول رہا تھا۔۔

نورین ابھی بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ دونوں بہن بھائی شائید ساحر تھے جو اپنے لفظوں سے دوسروں کو زیر کرنے کا فن رکھتے تھے۔

جبکہ عالم اسے دیکھ کر مسکرایا۔

کیا میں آپکی آنکھو کو چھولوں۔وہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔

نورین ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلا گئ۔

عالم نے اسکے ہاں میں سر ہلانے پر بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی وہ جانتا تھا ابھی وہ اسکے لفظوں میں کھوئ ہوئ ہے۔

وہ اسکی بے یقین آنکھوں کو دیکھتے نرمی سے جھکتے ان پر لب رکھ گیا۔

جبکہ نورین اسکے لب اپنی آنکھوں پر محسوس کرتے چونک کر ہوش میں آئ تھی۔

ت۔تم ابھی کہہ رہے تھے کہ تم م۔میری اجازت کے بغیر مجھے چھووگے نہیں۔

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنے کی ناکام کوشش کرتے خفگی سے بولی تھی۔

عالم کی مسکراہٹ گہری ہوئ۔

آپسے اجازت لے کر ہی آپکی آنکھوں کو چھوا ہے۔ابھی اپنے خود تو اجازت دی تھی۔

وہ اسکے قریب جھکتے گہری نظروں سے اسے دیکھتے بولا۔

نورین کا چہرہ یکدم ہی سرخ پڑا تھا۔وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئ۔

عالم نے مبہوت ہوتے اسکے چہرے کے رنگوں کو دیکھا تھا۔۔

مجھے جانا ہے۔وہ اسکی نظریں مستقل خود پر محسوس کرتے منمنائ تھی۔

عالم نے بامشکل ہی اس پر سے نظریں ہٹائ تھیں۔

جائیں۔۔وہ پیچھے ہوا تو وہ سرپٹ وہاں سے بھاگی تھی۔

جبکہ اسکی سپیڈ دیکھتے عالم کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

❤❤❤❤

مرتسم نے گردن موڑے اپنے ساتھ بیٹھی زندگی کو دیکھا جسکا چہرہ گھونگھٹ میں چھپا ہوا تھا۔

اسکی نظر مہر کے ہاتھوں پر گئ جنہیں وہ بار بار مسل رہی تھی۔

وہ دلکشی سے مسکرایا۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی انگلیوں سے کھیلنے سے روکا تھا۔

م۔مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے ش۔شاہ۔گھونگھٹ سے اسکی منمناتی آواز آئ تھی۔

مرتسم نے ایک نظر سامنے ڈرائیور کو دیکھا جو پورے توجہ ڈرائیونگ پر دیئے ہوا تھا۔

اور پھر اسے۔۔۔وہ آہستہ سے اسکے قریب ہوا اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی۔

ریلیکس جانم۔۔نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیتے کہا۔۔

وہ اسے خود سے لگائے نرمی سے اسکے ہاتھ سہلاتا رہا۔

مہر بھی کچھ پرسکون ہوتی اسکے سینے سے اپنی پشت ٹکراتی ریلیکس ہو کر بیٹھ گئ۔

اسے گھبراہٹ گاؤں کے رسموں سے ہو رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ گاؤں کے بہت سارے رسم و رواج ہیں۔

پورا گاؤں آج جمع ہو گا اسے اتنے سارے لوگوں کا سوچتے ہی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے میں وہ لوگ شاہ حویلی پہنچے تھے۔۔

حویلی کے سامنے انکی گاڑی روکی مرتسم اسے ریلیکس رہنے کا کہتے خود نیچے اتر گیا۔

اسکی سائیڈ جاتے اسنے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مہر نے اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھتے اپنا حنائی بھرا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔

جسے مرتسم نے مضبوطی سے تھامتے اسے باہر نکلنے میں مدد دی۔

جیسے ہی مہر گاڑی سے نکلی اسکے ساتھ ہی ہر طرف پٹاخوں اور ڈھول کی تیز آواز گونج اٹھی۔

ہر طرف شہنائیوں کی آواز نے ماحول کو خوشگوار بنا دیا تھا۔

پورا آسمان رنگ برنگی برقی قمقموں سے چمک اٹھا۔

مہر سر اٹھائے اوپر دیکھ رہی تھی۔۔

مرتسم نے اسکا ہاتھ ہلاتے اسے سامنے کی طرف اشارہ کیا۔

اسنے سرخ آنچل کی اوٹ سے دیکھا جہاں گاؤں کی ساری عورتیں کھڑی اشتیاق سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

اسنے ماہم اپیا اور وشہ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو اسے کچھ تسلی ہوئی۔

مرتسم بھائی اب کیا یہیں کھڑا رکھنے کا ارادہ ہے اپنی دلہن کو۔سب بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں نئی دلہن کا اب جلدی سے چلئیے اندر۔

وشہ اسکے پاس آتی شریر لہجے میں بولی تو وہ مسکرا دیا۔

مرتسم کے ہمراہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی وہ گھر کی دہلیز پر آکر رکی جہاں پر روحا ماما نے سب سے پہلے دونوں کی نظر اتارتے انکا صدقہ دیا۔

اور پھر ان پر سے پانی وارنے کی رسم کرتے انہیں اندر آنے دیا تھا۔

ریلیکس ہو کر بیٹھ جاو بچے۔ماہم اپیا نے اسے صوفے پر بٹھاتے اسکا لہنگا ٹھیک کرتے کہا۔۔

مرتسم وہاں سے جا چکا تھا۔

گاؤں کی سبھی عورتیں اسکے آس پاس جمع ہو چکی تھیں۔بہت کم عورتوں نے پہلے اسے دیکھا ہوا تھا۔

وہ گہری سانس بھرتے خود کو ریلیکس کر رہی تھی جب کسی نے اسکا گھونگھٹ اٹھایا۔

ماہم اپیانے اسکا گھونگھٹ الٹ دیا۔جو بھاری نگینوں والے ڈوپٹے کے اوپر رخصتی کے وقت اسپر دیا گیا تھا۔

جس پر بڑا سا مرتسم کی دلہن لکھا تھا۔

سب اس بھوری آنکھوں والوں شہزادی کو مبہوت سے دیکھ رہے تھے۔

وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔وہ پہلے کبھی اتنا زیادہ تیار نہیں ہوئی تھی۔

اس لیے ہر کوئی اسے دیکھ کر مبہوت ہو رہا تھا۔

مرتسم کے نام کا روپ ٹوٹ کر اس پر چڑھا تھا۔

اب عورتیں اسے دعائیں دیتی اسکے سر پر ہاتھ رکھتی جا رہی تھیں۔

مرتسم سائیں کی سردارنی بلکل انکے جوڑ کی لائیں ہیں آپ بڑی بی بی۔

گاؤں کی کوئی عورت مہر کے ہاتھ پر نیگ رکھتے اسے چہرہ دیکھتے اشتیاق سے بولی۔

بے شک۔۔بی جان زیر لب مسکراتے بولیں۔

ماشاءاللہ۔۔جہاں سے لائیں ہیں یہ چاند کا ٹکڑا۔

ماہم بی بی یہ تو بہت معصوم ہے بلکل گڑیا جیسی۔۔ہاں اور شاہ سائیں کے ساتھ جچ رہی تھی۔

دونوں کی جوڑی واقعی بہت خوبصورت ہے۔

ایسے کئی جملے اسکے اس پاس گونج رہے تھے۔

جبکہ وہ بامشکل بیٹھی اس بھاری جوڑے میں بیٹھ بیٹھ کر اسکی کمر اکڑ گی تھی اوپر سے اتنے زیادہ لوگ۔

واقعی دلہن بننا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔وہ سوچ کر رہ گئ۔

آدھے گھنٹے بعد جب آیت اسکے پاس آکر بیٹھی تو اسنے اسے گھورا۔

فرصت مل گئ تم دونوں کو۔وہ اسکے پیچھے آتے ارسل کو دیکھ دھیمے لہجے میں بولی۔

ارسل نے اسکی بات سنتے مسکراہٹ دبائی۔۔

جبکہ آیت اسے گھور کر رہ گئ۔۔

یہ ابھی تک سویا نہیں۔اسکے ہاتھ سے آبان کو لیتے کہا۔

وہ بہت آہستہ لہجے میں بول رہی تھی۔

باقی سارے بچے تو اسکے آنے سے پہلے ہی سو چکے تھے۔

سوہی نا جائے یہ جن۔ایت آبان کو گھورتے بولی۔

مہر نے حیرانگی سے اسے دیکھا اور پھر ارسل کی پشت کو جو باہر کی طرف جا رہا تھا۔

تنگ کرتا ہے یہ۔وہ آبان کے نقوش کر انگلی چھوتے مسکراتے لہجے میں بولی۔

تھوڑا بہت کیا پتہ نہیں کونسی سزا کے بدلے میں مجھے یہ پھٹا سپیکر ملا ہے۔

جو نا تو ساری رات خود سوتا ہے نا مجھے سونے دیتا ہے۔

آیت صوفے سے ٹیک لگاتے آبان کو دیکھتے بولی۔

مہر کو اپنا قہقہہ روکنا مشکل لگا۔

وہ جانتی تھی کہ آیت کو بچے زرا نہیں پسند اور روتے ہوئے تو بلکل نہیں۔

اوپر سے اکیلی ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ تنگ ہوتی ہو گی۔۔

تقریباً ایک گھنٹے تک عورتوں کا رش چھٹا تھا۔

جب سب مرد اندر آئے۔

جلدی آئیں مرتسم بھائی کب سے آپکا انتظار کر رہے ہیں ہم۔ آیت نے مہر کا ڈوپٹہ واپس اسکے چہرے پر الٹتے کہا۔

جس سے اسکا چہرہ گھونگھٹ کی اوٹ میں ہو گیا۔

مرتسم نے اسے گھونگھٹ میں دیکھتے برا سا منہ بنایا۔

کیوں مرتسم کا انتظار کیوں ہو رہا تھا۔ ارسل نے صوفے پر گرتے اچھنبے سے پوچھا۔

رسم کرنی ہے نا ارسل بھائی۔ وشہ سر پر ہاتھ مارتے بولی۔

اب کونسی رسم رہتی ہے۔۔ مہر نے روہانسے ہوتے آیت کے کان میں سرگوشی کی۔

جسنے بامشکل اپنی ہسی دبائی۔

ڈونٹ وری اس میں تجھے بہت مزہ آئے گا۔ ایت اسکا ہاتھ تھپکتے بولی۔

مرتسم بھائی، بھابھی یہ آپ دونوں کے لئیے ایک چیلینج ہے۔ وشہ انکے سامنے ٹیبل پر ایک دودھ کا تال رکھتے بولی۔۔

مہراب او فیشلی اسکی بھابھی بن چکی تھی اسلیے ماما نے اسے اور عادی کو سختی سے کہا تھا کہ وہ دونوں اسے بھابھی کہیں گے۔۔

کیسے۔ مرتسم نے دلچپسی سے پوچھا۔

وہ ایسے کہ یہ انگھوٹی میں اس دودھ میں ڈالوں گی اور آپ دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ اس میں ڈالیں گے اور انگھوٹی ڈھونڈیں گے۔

اگر انگوٹھی آپکو ملی بھائی تو مطلب ساری زندگی مہر پر آپکی حکومت چلے گی۔

اور اگر مہر کو ملی تو مہر کا حکم آپ پر چلے گا۔

آیت ایک انگوٹھی دودھ میں ڈالتے بولی۔

مہر کو بھی یہ رسم دلچسپ لگی۔

آیت کے کہنے مطابق دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ ڈالا۔

مہر پورے وثوق سے انگوٹھی ڈھونڈ رہی تھی۔ جب مرتسم کے ہاتھ سے اسکا ہاتھ ٹکرایا اسنے سرخ آنچل کی اوٹ سے اسے دیکھا جو شرارت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ کو چھوتے چھوڑ دیا۔

مہر کی آنکھیں پھیل گئیں۔سبکے سامنے اسکی بے شرمی پر۔

لڑکیاں مہر کا نام لیتی اسے جیتنے کا کہہ رہی تھیں۔

جبکہ لڑکے مرتسم کو گھور رہے تھے۔مرتسم ہار کے لڑکوں کی عزت نا گنوائ۔

ارسل اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا۔

انگوٹھی مرتسم کے ہاتھ میں آئ تھی۔لیکن اسنے نا محسوس انداز میں وہ مہر کی انگلی میں پھسادی۔

مہر کو خود بھی پتا نہیں چلا کہ مرتسم نے خود انگھوٹی اسکی انگلی میں ڈالی ہے۔

مل گئ۔وہ ہاتھ نکالتے خوشی سے بولی۔

یاہو۔۔پھر سے لڑکیاں جیت گئیں۔وشہ اور آیت خوشی سے چیخیں۔

اسکا مطلب ہے کہ اب مرتسم پر مہر کا سکہ چلے گا۔۔

ماہم اپیا نے کہا تو ارسل انکی بات کاٹ گیا۔

نہیں اپیا مرتسم پر نہیں۔

پیرا پور کے سردار پر اسکی سرادرنی کا حکم چلے گا۔جسے وہ سر جھکا کر مانے گا۔۔

ارسل اسکے گلے میں بازو ڈالتے بولا تو مرتسم مسکرا دیا۔

بلکل۔مہر کو دیکھتے اسکے لب ہلے تھے۔

مہر نے اسکے لبوں کی حرکت کو دیکھتے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

وہ کتنے آرام سے مان رہا تھا کہ ہاں اس وہ مہر کا ہر حکم مانے گا۔

چلو بچو اٹھو اب بہت ہو گئ رسمیں۔

بچی بیچارہ تھک گئ ہے۔روحا ماما مہر کا خیال کرتے بولیں۔

آیت،وشہ جاؤ مہر کو کمرے میں چھوڑ کر آؤ۔بی جان نے انہیں کہا تو وہ جی کہتی اٹھ گئیں۔

مہر کو لیئے وہ لوگ مرتسم کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

باقی ساری لڑکیاں اور ماما لوگ بھی اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئیں۔

اب وہاں صرف لڑکے ہی بچے تھے۔

چل آجا مرتسم آج ہم دوست مل کے بچپن کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔

ارسل مرتسم کو اٹھاتے بولا۔

ہاں مرتسم میں بھی سوچ رہا تھا آج ساری رات ہم مل کے سب باتیں کریں گے۔

وجدان بھائی دوسری طرف سے اسے اٹھاتے بولے۔

جبکہ مرتسم نے دونوں کو گھورا۔

آپ لوگ جائیں اپنی بیوی اور بچے کو سنبھالیں۔مجھے میرے فیوچر بچوں کی فکر کرنے دیں۔

وہ ان دونوں کے بازو اپنے بازوں سے نکالتا بولا۔

اسکی بے باکی پر عالم بابا اور قاسم بابا نے سرخ ہوتے چہرے سے اسے گھورا۔

وہ لب دباتا رخ موڑ گیا۔

جبکے لڑکوں کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا۔

❤❤❤❤❤

اسنے کمرے میں قدم رکھا تو پھولوں کی مہک اسکی نتھوں سے ٹکرائی۔

گھنی پلکیں اٹھاتے اسنے سامنے دیکھا تو سانس سینے میں اٹک کر رہ گیا۔

کمرے میں مدھم روشنی تھی۔پورے کمرے کو سرخ گلابوں سے سجایا گیا تھا۔

یہاں تک کہ فرش بھی سرخ گلابوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

سب کو پتہ تھا وہ گلاب کے پھولوں کی کتنی دیوانی ہے۔

اس لیے ساری ڈیکوریشن صرف گلاب کی تھی۔

آیت اور وشہ نے اسے احتیاط سے پھولوں سے سجے بیڈ پر بٹھاتے اسکا لہنگا بیڈ پر پھیلا دیا۔

ک۔کہاں جا رہی ہے۔وہ جانے لگی تو مہر نے روہانسے ہوتے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

مرتسم کے ساتھ رہنا اسکے لیئے نیا نہیں تھا۔لیکن یہ سب اسکے لیئے بہت الگ تھا جو اسے بار بار گھبرانے پر مجبور کر دیتا۔۔

وشہ کینڈلیز جلا رہی تھی اسلیے وہ انکی باتیں نہیں سن پائی۔

آیت کا قہقہ گونجا۔

ڈر تو ایسے رہی ہے جیسے مرتسم بھائی تجھے کھا جائیں گے۔۔اب میرا انہیں مرتسم بھائی کا ہاتھ پکڑیں اور انہیں ہی سنائی اپنے دل کا حال ہم تو چلے۔

آیت اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتے آنکھیں پٹپٹاتے بولی تو مہر نے اسکے بازو پر ہاتھ مارا۔

دفع ہو۔۔وہ اسے گھورتے بولی۔۔

چل وش اب تو دلہن میڈم نے خود ہمیں کمرے سے نکال دیا۔

آیت قہقہ لگاتے بولی تو وشہ نا سمجھی سے اسے دیکھتے کندھے اچکاتے اسکے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

مہر نے لب کاٹتے کمرے میں نظر دوڑائی۔وہ پہلے بھی کتنی ہی بار اس کمرے میں آچکی تھی۔

لیکن آج کچھ الگ تھا جو اسے جھنپ جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

گہری سانس چھوڑتے اسنے اپنی ڈھول کی طرح بجتی ڈھڑکن کو معمول پہ لانے کی کوشش کی۔

❤❤❤❤

غازی نے بے بسی سے اسے دیکھا

رخصتی مہر کی ہوئی تھی جبکہ رو رو کر برا حال اسکی بیوی نے کر لیا تھا۔

زر جان بس بھی کرو اب۔ مہر تھوڑی نا دور جا رہی ہے۔ ہم بھی تو اسکے آس پاس ہی شفٹ ہو رہے ہیں۔ وہ اسکے آنسو صاف کرتا پیار سے بولا۔

لیکن غازی میری ایک ہی دوست بنی تھی وہ بھی چلی گئی۔ اب میں کس سے باتیں کیا کروں گی۔ اپ تو سارا دن باہر مصروف رہتے ہیں۔ سوں سوں کرتے کہا تھا۔

غازی نے اسکے سوں سوں کرنے پر بمشکل مسکراہٹ دبائی تھی۔

تو میری جان میں ہو نا۔ میں اپنی مصروفیات کم کر کے تمہارے لیے ایکسٹرا ٹائم نکال لوں گا پکا۔ وہ نرمی سے اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا۔

اور مہر۔ اسکی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ غازی نے گہری سانس چھوڑی۔

جب تم کہو گی اس سے ملنے چلیں گے اور پھر فون بھی تو ہے۔۔ وہ ہنوز نرمی سے بول رہا تھا۔

پکا نا۔ وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے بولا۔

ہاں میری جان پکا۔ غازی اسکے انداز سے محظوظ ہوا تھا۔

اوکے تو پھر لائیں اب یہ دیں مجھے بھوک لگی ہے۔ وہ اسکے ہاتھ میں تھامی چاکلیٹس دیکھتی بولی جسے وہ کب سے اسے دیتے منانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسنے لینے سے منع کر دیا تھا۔

غازی نے اسے گھورا لیکن کہا کچھ نہیں۔

شرافت سے چاکلیٹس اسکے حوالے کر دیں۔وہ ساری رات اسے روتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔پہلے ہی وہ مشکل سے چپ ہوئ تھی۔

شئیر کر کے کھاتے ہیں۔اسے بھوکوں کی طرح چاکلیٹ کھاتے دیکھ وہ اسے گھورتے بولا۔

زرنور نے خفت سے اسے دیکھا اور آدھی چاکلیٹ اسکی طرف بڑھا دی۔

ایسے نہیں۔وہ چاکلیٹ پیچھے کرتا بولا۔

پھر کیسے۔زرنور نے حیرت سے اسے دیکھا۔

میرے طریقے سے کھاتے ہیں وہ اسے آنکھ ونک کرتے بولا۔

زرنور کا منہ کھل گیا۔

جبکہ غازی چاکلیٹ کی بائیٹ لیتا اپنے ہونٹوں میں دباتا اسکی طرف جھکا اسکے سمجھنے سے پہلے ہی اسکے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔چاکلیٹ کھانے کے اس انوکھے طریقے پر زرنور کی آنکھیں پھیل گئ۔

جبکہ غازی شدت سے اسکے ہونٹوں کا جام پی رہا تھا۔

اسے اپنے منہ میں چاکلیٹ کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا۔وہ مچل کر رہ گئ۔

جب تک پوری طرح چاکلیٹ دونوں کے منہ میں گھل نہیں گئ وہ پیچھے نہیں ہوا۔

زرنور کی سانسیں لمحہ بالمحہ تھم رہی تھی۔اسنے سختی سے غازی کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھرتے اسے جھنجھوڑا اسکی ہیزل آنکھیں لمحے میں نم ہوئ تھی اسکی شدت پر۔

غازی اپنی طلب مٹاتے نرمی سے پیچھے ہوا۔

زرنور نڈھال سی اسکے سینے پر سر رکھے اپنی سانسیں بحال کرنے لگی۔

کیسی لگی چاکلیٹ۔کچھ دیر وہ غازی کی گھمبیر آواز گونجی تھی۔

زرنور نے شرم سے سرخ پڑتے اسکے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔

بہت بری۔اسکی جھنجھلائی سی آواز پر غازی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

اب یوں اس طرح سے مجھ سے لپٹو گی تو تمہارے لیے ہی مشکل ہو گی میری جان۔۔وہ اسے اپنے سینے چہرہ چھپاتے دیکھ اسکی کان میں سرگوشی کر گیا۔

جبکہ زرنور اسکی سرگوشی پر تیزی سے پیچھے ہوئی تھی۔

اب بہت دیر ہو گئی ہے زرجان۔وہ اسکے پیچھے ہونے سے پہلے ہی اسکی کمر پر میں بازو ڈالتے اسے خود میں بھینچ گیا۔

غ۔غاز نہیں۔۔وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

یہ جب مجھ سے دور جانے کے لئیے منمناتی ہو نادل کرتا ہے تمہارے ان پھڑ پھڑانے لبوں کو ہمشیہ کے لئیے قید کر لوں۔وہ اسکے مزاحمت کرنے پر اسے گھورتے بولا۔

آپکو بھی تو بس ہر وقت رومینس سوجھتا رہتا ہے۔وہ روہانسے بولی۔

ہاں تو اپنی بیوی سے رومینس کرتا ہوں۔ کسی کی ہمت ہے کوئی مجھے روک کر دکھائے۔ وہ اسے خود میں بھینچے ایسے انداز میں بولا کہ زرنور کھکھلا کر ہس پڑی۔

تبھی کاٹ میں سوئی زرنم کی رونے کی آواز گونجی تھی۔

اسکے آواز سنتے دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

غازی نے تیزی سے زرنور کو اپنے حصار سے آزاد کیا اور زرنم کی طرف بڑھا۔

بابا کی جان۔ وہ اسے کاٹ سے اٹھاتا نرمی سے اپنے سینے سے لگا گیا۔

جبکہ زرنور ہقابقاسی اسے دیکھ کر رہ گئ۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ اسکے مزاحمت کرنے پر بھی اسے خود سے دور نہیں کر رہا تھا اور اب کیسے اسے بھولے اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

اسکی آنکھوں میں تیزی سے نمی ابھری تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ زرنم کی پرواہ نہیں تھی لیکن غازی کا یوں خود کو اگنور کرنا اسے زرا برابر انہیں بھایا تھا۔

اور ایسا کونسا پہلی بار ہوا تھا۔ کئ بار وہ انجانے میں زرنم کے آگے اسے اگنور کر دیتا تھا۔

وہ عجیب لڑکی تھی جسے اپنی بیٹی سے ہی جیلسی ہو رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں آنسو تیر گئے۔

زرنم شائید نیند میں ڈر گئ تھی لیکن اب کسمسا کر دوبارہ سو گئ تھی۔

غازی کو زرنور کا خیال آیا۔

زرنم کو تھپکتے اسنے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔

اسکی ہیزل آنکھوں میں ٹھہرے پانی کو دیکھتے وہ بے چین ہو گیا۔

سوئی ہوئی زرنم کو نرمی سے کاٹ میں ڈالتے اسکے جھک کر اسکے سر پہ بوسہ دیا اور زرنور کی طرف بڑھا۔

زرجان کیا ہوا۔وہ اسکے طرف بڑھتے بول رہا تھا۔

جبکہ زرنور اسے اپنی طرف آتے دیکھ تیزی سے ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔

غازی نے حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

ابھی تک تو ٹھیک تھی اب اچانک اسے کیا ہو گیا۔وہ اسکے رونے اور اسکے ریئکشن پر حیران در حیران ہوا تھا۔

زر۔۔اسکے ڈریسنگ روم کے قریب جاتے اسے پکارا تھا۔

زرجان۔دروازہ کھولو کیا ہوا ہے۔۔اسکی پریشان آواز گونجی تھی۔

جبکہ زرنور نے اسکی آواز سن کے بھی اگنور کی تھی۔

وہ فرش پر آلتی پالتی مار کے بیٹھی اپنے ہاتھ میں تھامی چاکلیٹس کھانے لگی۔جبکہ آنکھیں ہنوز بھیگی ہوئی تھیں۔

زرمیں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو۔غازی نے سنجیدگی سے دروازے کو دیکھتے کہا تھا۔

زرنور پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

غازی نے سرد سانس چھوڑتے اس دروازے کو ایسے گھورا جیسے ساری اسی کی غلطی ہو۔

وہ پانچ کی پانچ چاکلیٹس کھا چکی تھی۔اب ایک آخری بچی تھی جسے بھی وہ سوں سوں کے ساتھ کھاتی جا رہی تھی جب کلک کی آواز سے دروازہ کھولا۔اپنے رونے میں مگن زرنور نے غور ہی نہیں کیا۔

غازی دوسری کیز سے دروازہ کھولتے تیزی سے اندر آیا تو وہ اسے نیچے فرش پر بیٹھی دکھائی تھی۔

ایک ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑی ہوئی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ سے اپنی بھیگی آنکھیں بار بار رگڑتی جا رہی تھی۔

اسکی ہیزل گرین آنکھیں پہلے ہی رونے کی وجہ سے سوجھ گئ تھیں اور اب اسکے یوں بے رحمی سے رگڑنے پر وہ بری طرح سے سرخ ہوتے غازی کو غصہ دلا گئیں۔

زر یہ کیا طریقہ ہے۔وہ اسکے بے رحمی سے اپنے رخسار رگڑنے پر اسکے سامنے بیٹھتا اسکے ہاتھ تھامتا سنجیدگی سے بولا تھا۔

اسکی اتنی سنجیدگی پر زرنور کی آنکھیں پھر سے نم ہوئ تھی۔

اُفف۔۔غازی نے لب بھینچے اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ آخر وہ اتنا رونا کہاں سے لاتی ہے۔

وہ اس سے منہ پھیر گئ۔

ادھر دیکھو میری طرف۔اسکے منہ پھرنے پر غازی نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

اسکے غصے کو دیکھتے زرنور نے تھوک نگلا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسکا ہر نخرہ ناز اٹھاتا تھا لیکن ناراضگی میں بھی وہ اسکا منہ پھیرنا یا دور جانا برداشت نہیں کرتا تھا۔

زر میری جان مجھے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے۔۔وہ اسکی سہمی آنکھوں کو دیکھتے اپنا لہجہ نرم کر گیا۔

زرنور اسکا نرم لہجہ پاتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آپ مجھ سے اب بلکل پیار نہیں کرتے غاز۔اپکو صرف اپنی بیٹی سے پیار ہے۔آپ بدل گئے اب آپکو میری بلکل بھی ضرورت نہیں ہے۔

وہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑتے روتے ہوئے بولی تھی۔

جبکہ اسکی بات سنتے غازی کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی ہی بیٹی سے جیلس ہو رہی تھی۔

غازی کو سمجھ نا آیا وہ اسکی جیلسی پر ہاتھ یا اسکی بیوقوفی پر غصہ کرے۔

اور تم سے کس نے کہہ دیا اب مجھے تم سے پیار نہیں۔وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بمشکل اپنی قہقے کو روکتے بولا تھا۔

آپنے خود۔آپ مجھے اگنور کرتے ہیں۔اپکو میری زرا بھی فکر نہیں۔وہ خفگی سے اسے دیکھتے بولی تھی۔

روز میری جان تمہیں ایسا کیوں لگا۔میں تمہیں بھلا اگنور کر سکتا ہوں کیا۔وہ بے بسی سے بولا تھا۔

ہاں کرتے نا اپنی بیٹی کے سامنے مجھے اگنور کرتے ہیں۔۔وہ نروٹھے پن سے بولی تھی۔

کب کیا ہے یار۔وہ جھنجھلاہٹ سے بولا۔

ابھی کیا ہے اپنے۔پہلے تو میرے کہنے پر بھی مجھے نہیں چھوڑ رہے تھے ایزل کے رونے پر کیسے تیزی سے مجھے چھوڑا تھا۔وہ بھیگے لہجے میں بولی۔

غازی کا دماغ سنسنا اٹھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔کہ اپنی بیوی کے نادانی پر ہسے یا روئے۔

اچھا تو تمہیں اس بات کا برا لگا کہ مینے تمہیں اپنے حصار سے آزاد کیوں کیا۔وہ اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھاتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

زرنور اسکے لہجے پر غور کیے بنا تیزی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔

غازی کے لب مسکراہٹ کے لئیے مچل گئے۔

وہ تو بس اس لیے کیا تھا جان کہ زرنم بعد میں ہمیں ڈسٹرب نا کرے۔ایک بار اسے سلا کر پھر اچھے سے تمہیں بانہوں میں بھر کے دیکھتا۔وہ اسکے گال سہلاتا معنی خیز لہجے میں بولا۔

زرنور کے گال تپ گئے۔وہ شرم سے نظریں چرا گئی۔

م۔مینے یہ تو ن۔نہیں کہا۔گھبراہٹ کے مارے اسکا لہجہ لڑکھڑا گیا۔

لیکن مجھے تو یہی سنا ہے۔۔وہ گھمبیر تا سے بولتے اسے بانہوں میں بھرتے اٹھا تھا۔

غ۔غاز۔وہ اسکے سینے میں منہ دیئے منمنائی۔

حکم غازی کی جان۔وہ اسے بیڈ پہ اتار تا نرمی سے بولتا اس پر گھٹا کی طرح چھایا تھا۔

آپ بہت برے ہیں غاز۔وہ اسکے اپنے مطلب کی بات نکالنے پر خفگی سے اسے دیکھتے بولی تھی۔

غازی کا مدھم قہقہ گونجا تھا۔

ابھی نہیں جان کچھ دیر بعد یہ جملہ کہنا اسکی ضرورت پڑے گی تمہیں وہ گہری آنچ دیتی نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

زرنور اسکی بات کا مطلب سمجھتے سرخ پڑ گئ۔

اپ۔وہ ابھی کچھ بولتی کہ غازی اسکے لبوں پر جھکتا اسکے الفاظ چن گیا۔

وہ مچل کر رہ گئ لیکن غازی کی گرفت مضبوط تھی۔

ہاتھ مار کر لائٹ اوف کرتے وہ اس پر کسی گہری گھٹا کی طرح چھا گیا۔

❤❤❤❤❤

وہ بامشکل دوستوں سے جان چھڑواتا ابھی اپنے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لڑکیاں چڑیلوں کی طرح پھر سے ان دھمکیں۔

ارے ارے ایسے کیسے اور کہاں۔۔دانین مرتسم کے سامنے آتے تیزی سے اسکا راستہ روکتے بولی۔

دانین اور زین جنہیں اچانک کیس کے سلسلے میں کہیں جانا پڑا تھا وہ ابھی حویلی پہنچے تھے۔وہ پولیس یونیفارم میں ہی تھی ابھی۔

مرتسم نے ائیبرو اچکاتے اسے دیکھا۔

مرتسم بھائی ایسے مت دیکھیں لائیں ہمارا نیگ۔ نیگ ملے گا تو ہم اپکو اندر جانے دیں گے۔ آیت اسے دیکھتے بولی

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مرتسم نے بے چارگی سے دور بیٹھے ارسل کو دیکھا۔

جو کندھے اچکا گیا۔

صبح اتنا تو لوٹ چکے ہو مجھے اب تو جانے دو۔ وہ انہیں دیکھتا بولا۔

مرتسم بھائی ایسے مت کریں یہ ہمارا حق ہے۔ وشہ روہانسے ہوتے بولی۔

کتنا نیگ چاہئے۔۔ پیچھے سے آتا ارسل بولا۔

زیادہ بلکل نہیں بس ایک لاکھ۔ وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔

ایک لاکھ والی شکل ہے تمہاری۔ عادی اسے دیکھتا ہنستے بولا۔

شکل تو اس سے بھی زیادہ کی ہے۔ لیکن اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہاری شکل نا بگاڑ دوں اس لیے نیوے نیوے ہو کے نکلو۔ دانین اسے گھورتے بولی۔

نکالو ہمارا نیگ کیا ویڈینگ نائیٹ برباد کرنے کا ارادہ ہے۔۔

دانین ائیبرو آچکا کر بولی تو مرتسم نے اسے گھورا۔

فلحال میرے پاس پچاس ہزار کیش ہیں لینے ہیں تو بتاؤ نہیں تو صبح لے لینا۔

وہ پیسے اسکے ہاتھ پر رکھتا بولا۔

اسکے پاس اس وقت واقعی صرف پچاس ہزار کیش تھا باقی کارڈز تھے۔۔

یہ نہیں چلے گا مرتسم بھائی ہمیں پورے پیسے دیں۔ ایت جلدی سے بولی۔

مرتسم نے ارسل کو دیکھا جسنے اسے کوئی اشارہ کیا۔

ارے مہرتم وہاں کیا کر رہی ہو۔ارسل لڑکیوں کے پیچھے دیکھتا حیران ہونے کی ایکٹینگ کرتا بولا۔

لڑکیوں نے تیزی سے پیچھے مڑتے دیکھا اور اسی کا فائدہ اٹھاتے مرتسم اس سے زیادہ تیزی سے اندر داخل ہوا تھا۔

ہیں یہ کیا تھا۔وہ ہونق بنی ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔

ارسل ور عادی کا قہقہ گونجا۔

اسے کہتے ہیں سمارٹنیس۔وہ کالر جھاڑتا بول تھا۔

ارسل کے بچے تم بچو اب مجھ سے۔

دانین اسکے پیچھے لپکی لیکن وہ اور عادی تیزی سے وہاں سے بھاگے تھے۔

ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کھکھلا کر ہس پڑیں۔

❤❤❤❤❤

مرتسم نے اندر داخل ہوتے دروازہ لوک کیا اور گہری سانس بھرتے مڑا۔

جب اسکی نظر سامنے بیٹی دشمن جاں پر پڑی۔

اسکے ہونٹوں کو دل فریب مسکراہٹ نے چھویا۔

پھولوں سے سجے اس کمرے کے بیچ و بیچ وہ بیڈ پر بیٹھی خود بھی ایک کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی۔

کمرے میں بلکل مدھم روشنی تھی وہ بھی کینڈلیز کی بدولت تھی باقی لائٹس اوف تھیں۔

مہر جسکی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئ تھی وہ چونک کر سیدھی ہوئ۔

وہ روایتی دلہنوں کی طرح سجے ہوئے بیڈ پر گھونگھٹ اوڑھے اسکے انتظار میں بیٹھی تھی۔

گہری مسکراہٹ سے اسنے قدم اس گڑیا کی طرف بڑھائے۔

اسکے بڑھتے قدموں کے ساتھ ہی مہر کی دھڑکنیں حد سے زیادہ تیز ہوئ تھیں۔

وہ آہستہ سے آکر اسکے قریب بیٹھا تو مہر خود میں سمٹ گئ۔

اسکے یوں سمٹنے پر مرتسم کی مسکراہٹ گہری ہوئ تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

مہر نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے گھونگھٹ کی اوٹ سے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ شیروانی اتار چکا تھا۔اب وائٹ شرٹ میں تھا۔

وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئ۔

اسکے دیکھنے پر مرتسم نے آہستہ سے اسکا گھونگھٹ الٹ دیا۔

وہ جالی دار ڈوپٹہ سائیڈ پر رکھتے اسنے مہر کو دیکھا۔

وہ ایک بار پھر سے مبہوت رہ گیا تھا۔

بہت قریب سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا اور اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس اسے دیکھتا ہی جائے۔

مہر نے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا وہ آنکھوں میں محبت کے ہزاروں دیپ جلائے مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔

کتنی ہی دیر گزر گئی کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔

پھولوں کی خوشبوں سانسوں میں گھلتی اسے ہلکان کر رہی تھی۔

ش۔شاہ۔جب اسنے اس پر سے نظریں نہیں ہٹائیں تو اسنے روہانسے ہوتے اسے پکارا۔۔چہرے پر گلابیاں بکھری تھیں۔

مرتسم کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا وہ ہنوز بنا پلک جھپکے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

مہر نے انگلیاں چٹخائیں جس سے اسکے بازوں میں پہنیں چوڑیاں چھنک اٹھیں۔

مرتسم کی پلکوں میں زرا سی جنبش ہوئی اسنے نظریں اسکے چہرے سے ہٹاتے اسکے ہاتھوں پر گاڑیں۔

مہندی سے سجے وہ مومی ہاتھ اسے مسکرانے پر مجبور کر گئے۔

اسنے ہاتھ بڑھاتے نرمی سے مہر کے ہاتھ تھام لیے۔

اتنا کیوں گھبرا رہی ہیں۔وہ نرمی سے بولا۔

ا۔اپ ایسے د۔دیکھیں گے تو گھبراہٹ ہو گی نا۔وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

مرتسم کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ مچل گئی۔

اچھا تو آپکو نا دیکھو۔وہ اسکے ہاتھوں پر نظریں ٹکائے بولا۔

مہر خاموش رہی۔

آپکے ہاتھوں پر مہندی بہت خوبصورت لگتی ہے۔وہ اسکے مہندی کے ڈیزائن پر انگلی چلاتا مدھم لہجے میں بولا۔

مہر کی گھبراہٹ تھوڑی زائل ہوئ تھی۔

اس میں میرا نام کہاں لکھا ہے۔۔وہ نظریں اٹھائیں اسے دیکھتا بولا۔

ابکی بار مہر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

آپ ڈھونڈیں یہ آپکا کام ہے۔۔وہ آہستہ سے بولی۔

ہم تو اسی لیے مہندی کے اندر چھپایا ہے۔وہ سر ہلاتے بولتے اسکے ہاتھوں کو اوپر اٹھا گیا۔

وہ انہماک سے اپنا نام ڈھونڈ رہا تھا کچھ سیکینڈ بعد اسنے سر اٹھاتے فتح مند نظروں سے اسے دیکھا۔

مہر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

مرتسم۔۔وہ ہولے سے کہتے جھکا اور اسکے ڈیزائین میں چھپے اپنے نام پر لب رکھا گیا۔

اسکے ایک ہاتھ پر ہتھیلی کے بیچو بیچ مرتسم لکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ پر شاہ لکھا تھا۔

جو غور سے دیکھنے پر ہی سمجھ آسکتا تھا۔

شاہ۔اسکے دوسری ہتھیلی کو ہونٹوں سے چھوتے سرگوشی کی۔

مہر اسکے انداز پر جھنپ گئ۔۔اسنے کسمسا کر اپنے ہاتھ پیچھے کیے۔

مرتسم نے اسکے ہاتھ پیچھے کرنے پر ایک نظر اسے دیکھا اگلے ہی پل وہ اسکے ہاتھوں کو جھٹکا دیتے اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔

وہ کسی گڑیا کی طرح اسکے سینے میں آسمائی۔۔

مہر نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے نے خود کو اسکے سینے کا حصہ بننے سے روکا تھا۔

آج رات یہ دوریاں نہیں چلیں گی۔ مدھم انچ دیتے لہجے میں کہا۔

اسکے ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔ جبکہ پلکیں لرز گئیں۔

مرتسم نے اسکے تھوڑی تلے ہاتھ رکھتا اسکا جھکا چہرہ اوپر اٹھایا۔

اسکے نچلے لب کو چھوتے اس موتی نے اسے بری طرح سے ڈسٹریکیٹ کیا۔

ش۔شاہ۔اسکے لب ہلے۔ مرتسم نے اسکے لبوں سے نظریں ہٹاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

م۔میری منہ دک۔ھائی۔وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔

مرتسم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اسے زرا سا پیچھے کرتے اسنے جھک کر سائیڈ ڈرار سے کچھ نکالا۔۔

آنکھیں بند کریں۔ مدھم سرگوشی کی۔

مہر اس سنہری ڈبیا کو دیکھتے آہستہ سے آنکھیں بند کر گئی

مرتسم وہاں سے اٹھتے اسکے پاؤں کے قریب بیٹھا۔

اس سنہری ڈبیا کو کھولتے اسنے اس میں سے ڈائمنڈ کی پازیب نکالی اسکا لہنگا اوپر کرتے اسنے نرمی سے دونوں پازیب اسکے پاؤں کی زینت بنادی۔

مہر نے بے چینی سے ہاتھ مسلے۔

مرتسم نے نرم گرم نظروں سے اسکے سفید گلابی پاؤں کو دیکھا جنمیں وہ پازیب جچ رہی تھی۔

وہ بے اختیار جھکتا ان پر اپنے لب رکھ گیا۔

مہر نے تڑپ کر آنکھیں کھولیں تھیں۔

اسکے لب اپنے پاؤں پر محسوس کرتے وہ کانپ اٹھی تھی۔

آنکھوں کے سامنے ماہم اپیا کی شادی کا منظر گھوم گیا تھا جب اسنے ایسے ہی اسکے پاؤں پر لب رکھے تھے

--

کیسی لگی۔وہ اس پازیب کے ڈیزائن پر انگلی گھماتا مدھم لہجے میں بولا۔

مہر نے لرزتی پلکوں اٹھاتے اپنے پاؤں پر نظریں گاڑھیں۔

وہ سفید موتیوں کی پازیب تھی جسکا ڈیزائن ایسا تھا کہ ایک لڑی کے نیچے چھوٹی یو شیپ میں لڑیاں نیچے لٹک رہی تھیں۔ ایسے کہ ملنے پر وہ وہ بے آواز بج اٹھتیں۔وہ ڈیزائین سمپل تھا لیکن وہ پازیب ایسی تھی کہ دیکھنے والا اسے دیکھتا رہ جائے۔

بہت خوبصورت ہے۔بے ساختہ اسکے منہ سے پھسلا۔

آپسے کم ہے۔وہ اسکے قریب بیٹھتا بولا۔بہکی سی آواز تھی۔انکھوں میں خمار کی لالی تیر رہی تھی۔

مہر خاموشی سے اپنے لب کچلنے لگی۔

مرتسم نے نرمی سے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

ان پر کیوں ظلم کرتی ہیں۔انکے لیئے تو میں ہی کافی ہوں۔وہ اسکی ناک سے نتھ نکالتا اسکے ہونٹوں کر سہلاتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

مہر نے حلق تر کرتے اسے دیکھا۔اسنے جیسے ہی مرتسم کو دیکھا اسی پل وہ اسکے ہونٹوں پر جھکتا اسکا سانس روک گیا۔

مہر نے مزاحمت نہیں کی وہ سختی سے اسکا کالر مٹھیوں میں دبوچ گئ۔

مرتسم مدہوش ساقطرہ قطرہ اسکی سانسیں پینے لگا۔اسکے لمس میں آج نرمی نہیں ایک جنون سا تھا جو مہر کی جان ہلکان کیے جارہا تھا۔

اسکی سانسیں بری طرح سے الجھیں تو اسنے سختی سے مرتسم کے سینے پر نازک مکے برسائے جو اسکی سانسیں بند کرنے درپہ تھا۔

لیکن مرتسم پیچھے ہونے کی بجائے الٹا اسکے ہاتھ تھامتا اسکے پشت سے لگایا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتا اسکے ہونٹوں پر شدت اختیار کر گیا۔

اسکی اتنی شدت پر مہر کی آنکھوں میں تیزی سے نمی ابھری تھی۔

مرتسم اسکی مدھم ہوتی سانسیں محسوس کرچکا تھا اس لیے نرمی سے اسمیں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔۔

اسکے نچلے لب کو نرمی سے دانتوں تلے دباتے پیچھے ہوا تو وہ بے جان گڑیا کی طرح اسکے سینے پر گر گئ۔

وہ جتنی شدت سے اسکی سانسیں پی رہا تھا مہر کا پورا وجود کانپ اٹھا تھا۔

وہ گہری سانسیں لیتی اپنی سانس بحال کر رہی تھی جبکہ آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

مرتسم کو اپنی شدت کا اندازہ ہوا۔ جانے کیسے وہ اتنی شدت اختیار کر گیا جبکہ وہ اچھے سے جانتا تھا مقابل نازک گڑیا جیسی تھی جو اسکے جنون کو اپنی نازک جان پر نہیں جیل سکتی تھی وہ تو اسکی نرمی پر ہی بکھر جاتی تھی۔

وہ نرمی سے اسکی کمر سہلاتا رہا۔۔

اسکے چہرہ جیسے بھانپ چھوڑنے لگا تھا۔ عارض تپ اٹھے تھے۔

ابھی سہی سے سانس بحال بھی نہیں ہوا تھا کہ اسکی سلگھتی سانسیں اپنے کندھے پر محسوس ہوئیں۔

وہ اس پر جھکا اسکے کندھے پر لگی ڈوپٹے کی پن کو کھول رہا تھا۔ بہت نرمی سے اسنے ساری پنز نکالتے اسے ڈوپٹے کی قید سے آزاد کرتے اسنے اسکے جوڑے میں بندھے بال بکھیر دیے جو کسی آبشار کی مانند اسکی پشت پر پھیل گئے۔

مہر اسکے سینے میں سمٹ گئ۔

مرتسم اسکے بالوں میں منہ چھپائے گہری سانسیں بھرنے لگا یوں جیسے اسکی خوشبو کو انہیل کر رہا ہو۔

مہر کے وجود سے اٹھتی خوشبو اور پھولوں کی ملی جلی مہک سے وہ مدہوش ہو رہا تھا۔

وہ اسکی گردن کو اپنے سلگھتے لمس سے مہکانے لگا۔

جبکہ ہاتھ بے باکی سے اسکی گہرائیوں میں اتر رہے تھے۔

مرتسم نے شدت سے اسکی بیوٹی بون پر لب رکھے۔ تو مہر نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا اور تیزی سے بیڈ سے اٹھتی کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔

سینے پر ہاتھ رکھتے اسنے مدھم ہوتی سانسوں کو ہموار کیا تھا۔

مرتسم اسکے گریز پر دلکشی سے مسکرایا تھا۔

اسنے چہرہ موڑتے گہری نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔

اسکی طرف قدم بڑھاتے وہ آہستہ سے اپنی شرٹ اتار تا صوفے پر اچھال گیا۔

آہستہ سے قدم اٹھاتے وہ اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

یہ گھبراہٹ، شرماہٹ تو ٹھیک ہے لیکن اتنا گریز کیوں۔۔ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے اسکی پشت سینے میں بھینچتے مدھم سرگوشی کی۔ اواز میں خمار تھا۔ مدہوشی اتنی تھی کہ اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

مہر اسکے برہنہ سینے کا لمس محسوس کرتے سختی سے آنکھیں میچ گئی۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے آج مرتسم سے اس قدم شرم کیوں آرہی تھی۔

یہ سب انکے بیچ پہلی بار تھوڑی ہو رہا تھا کہ لیکن پہلے جو بھی تھا اب سچویشن مختلف تھی۔۔

مرتسم نے اسکے بال ہٹاتے اسکی پچھلی گردن پر جا بجا اپنے لب رکھے وہ تو تڑپ کر رخ موڑتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

مرتسم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ریلیکس جانم یہ اس رات کے تقاضے ہیں جو آپکو پورے کرنے ہیں ہر حال میں۔وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکے کان کی لو کو ہونٹوں میں دبا گیا۔

اسے کمر سے تھامتے مرتسم نے شدت سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

جبکہ تشنہ لب اسکے بازو سے ہوتے کندھے پر اپنا لمس چھوڑتے اب گردن پر سفر کر رہے تھے۔

وہ اسکے لمس سے بے حال ہو رہی تھی۔عجیب سی دیوانگی، جنون سا تھا آج اسکے چھونے میں جو مہر کو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا۔

اسکے بلاؤز کی دوڑی کھینچتے مرتسم نے ایک جھٹکے سے اسے توڑ دیا۔اسکے موتی بکھر کر فرش پر گرتے عجیب سا سر پیدا کر گئے۔۔

وہ مزید اسکے سینے میں سمٹ گئی۔اسکا بلاؤز اسی دوڑی پر ٹکا تھا اسکے کھینچنے پر وہ ڈھیلا پڑتا اسکے نشیب و فراز کو نمایا کر گیا۔

وہ خمار آلودہ نظروں سے اسکی پیٹھ کو دیکھتا جھک کر وہاں اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

مہر مچل گئی۔شاہ۔۔اسکی کانپتی آواز گونجی تھی۔

مرتسم نے اسکے پکار نظر انداز کرتے ایک جھٹکے میں اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔

نرمی سے اسے بیڈ پہ اتارتے وہ کسی گہری گھٹا کی مانند اس پر چھا گیا۔

مہر نے بامشکل اپنی بند ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اسکی آنکھوں میں پنپتی طلب کو دیکھتے وہ سختی سے اسکے کندھوں کو جکڑ گئی۔

مرتسم نے اسکے کان سے جھمکے اتارے وہاں اپنا لمس چھوڑا تھا۔اسکے بالوں میں اٹکی وہ نتھ آزاد کرتے اسکے رخسار پر شدت سے لب رکھے تھے۔

وہ لرزتی پلکوں اور۔کانپتے وجود سے اسکی بانہوں میں پڑی تھی۔

اسکے ماتھے سے ماتھاپٹی ہٹاتے مرتسم نے محبت و عقیدت سے اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

مہر کی بند آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر بے مول ہوا تھا جسے وہ اپنے لبوں سے چن گیا۔۔

دیوانہ وار اسکے چہرے کو چومتے وہ مہر کو بوکھلا کر رکھ گیا۔

وہ بہک رہا تھا مدہوش ہو رہا تھا اور اسے بھی بہکا رہا تھا۔

جب اچانک اسکے لب اپنے پہلو پر محسوس کرتے اسکی مدھم سسکی گونجی تھی۔

مرتسم نے اسکی دھڑکنوں کے مقام پر لب رکھتے وہ تیزی سے رخ پلٹ کر تکیے میں منہ چھپا گئی۔

اسکے رخ موڑنے پر اسکی کمر نمایا ہوئی تھی۔

خمار الودہ نظریں اسکی کمر پر ٹکاتے اسنے نرمی سے اپنا ہاتھ اسکے پہلو پر سہلایا تو وہ تڑپ کر گہری سانسیں بھرنے لگی۔

اسکی کمر کے خم سے تھوڑا اوپر اسکے دائیں کندھے کے عین نیچے دو تل اکھٹے جگمگ کر رہے تھے۔

مرتسم کو جانے کیوں ان تلوں سے رقابت سی محسوس ہوئی۔انگھوٹے سے انہیں سہلاتے وہ جھکا لیکن نرمی سے چھونے کی بجائے وہ ان پر دانت گاڑھ گیا۔

شاہ۔وہ تڑپ کر سیدھے ہوتے سسکی بھر گئ۔

مرتسم نے اسے خود میں بھینچا۔

مہر نے اسکی شدت و جنون پر تیزی سے اسکے سینے پر اپنے ناگن گاڑھے تھے۔

اسکی گردن پر جا بجا لب رکھتے اچانک اسکی بیوٹی بون پر لب رکھے تو مہر کی مدھم ہچکی بلند ہوئی تھی۔

مرتسم نے اوپر ہوتے اسکے کپکپاتے لبوں کو دیکھا اور شدت سے جھکتے پھر سے انہیں قید کر گیا کہ وہ پھڑ پھڑا بھی نا سکی۔

ہاتھ مارتے اسنے کمرے میں جلتی ایک واحد کینڈل کو بھی بجھا دیا۔

وہ شدت سے دونوں کی سانسیں الجھانے لگا۔

اسکی شدت میں اس بار مہر نے بھی ساتھ دیا۔وہ اپنی سانس بند ہونے پر تیزی سے اسکی سانس کھینچتی اسے پاگل کر رہی تھی۔

مرتسم نے اسکے ہاتھوں کو اپنی ہاتھوں کی انگلیوں میں الجھاتے انہیں بیڈ سے پن کر دیا۔ وہ مکمل اسے اپنی گرفت میں لیتا دونوں کے بیچ کا ہر پردہ گراتا چلا گیا۔

کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔

دونوں کی بہکتی سانسوں اور مدھم سرگوشیوں کے علاوہ مہر کی چوڑیوں کی کھنکھناہٹ کبھی کبھار گونج اٹھتی تھی۔

آہستہ آہستہ رات گہری ہورہی تھی۔ گزرتی رات کے ساتھ ساتھ وہ قطرہ قطرہ اسے خود میں اتارتا اسے اس دنیا کی سوچوں سے دور لے گیا۔۔

دونوں نے اس دن کا سالوں انتظار کیا تھا۔ بہت کھٹن سفر طے کیا تھا دونوں نے اور آج ہر امتحان، ہر سفر، ہر آزمائش پار کرنے کے بعد وہ ہمیشہ کے لیئے ایک دوسرے کی دسترس میں اچکے تھے۔ جنہیں جدا اب خدا کے بعد صرف موت ہی کر سکتی تھی۔۔

❤❤❤❤

سینے اور پیٹھ پر ہوتی جلن سے اسنے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔

اپنے سینے پر نازک بوجھ محسوس کرتے اسنے سر جھکاتے اسے دیکھا جو بکھری حالت میں اسکے سینے پر پڑی گہری نیند میں گم تھی۔

گزری رات کے مناظر یاد کرتے اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اسنے اسکے رونے پر اپنی جنونی گرفت سے اسے آزاد کیا تھا۔

اسکی شدتوں پر اسکا نازک وجود کانپ رہا تھا۔

اسنے آہستہ سے اسکے چہرے سے بال پیچھے کیے تو اسکی نظر مہر کی گردن پر گئ جہاں اسکے شدت کے نشان واضح تھے۔

وہ نچلہ لب دانتوں تلے دبا گیا۔۔

وہ کل چاہ کر بھی نرمی نہیں رکھ پایا۔دل نے کہا کہ آج اس پر ساری شدتیں لوٹاتیں اپنی تڑپ کا انتقام لے اور آج پہلی بار دل کی سنتے اسنے اسکے پور پور پر اپنی شدت اور جنون کی گہری چھاپ چھوڑی تھی۔

اور وہ نازک جان اسکی پناہوں میں بکھرتی اسکی شدتیں برداشت کرتی رہی۔

سینے پر ہوتی مسلسل جلن محسوس کرتے اسنے زرا سا اوپر ہوتے دیکھا۔

اسکے سینے پر کی خراشیں پڑی ہوئ تھیں۔ایسی ہی خراشیں اسے اپنی گردن اور پیٹھ پر بھی محسوس ہو رہی تھی۔

اسکی جنگلی بلی نے جگہ جگہ اپنے ناخن گاڑھتے اس سے اپنا پورا بدلہ لیا تھا۔

وہ کہیں پر زرا سی شدت دکھاتا بدلے میں وہ اتنی ہی شدت سے اپنے ناخنوں کی خراشیں ڈالتی تھی۔

اسکے ہلنے پر مہر نیند میں کسمسائ۔کروٹ بدلتے وہ تکیے میں منہ چھپا گئ۔

مرتسم نے اسکی پشت کو گھورا۔۔

ہاتھ بڑھاتے اسنے مہر کو دوبارہ اپنے حصار میں لیا تھا۔

گڈ مارننگ وائفی۔۔اسکے ماتھے پر لب رکھتے وہ مدھم گھمبیر لہجے میں بولا۔

مہر کافی گہری نیند میں تھی۔وہ کسمسا کر دوبارہ سو گئ۔

جانم اٹھیں صبح ہو گئ۔۔اسکے چہرے سے بال ہٹاتے مرتسم نے اسکی بند پلکوں کو چھوا۔

مہر کے چہرے پر ناگواری پھیلی اسے اپنی نیند میں ڈسٹربنس زرا میں پسند تھی وہ جانتا تھا۔

چہرے پر غصے کے تاثرات سجائے اسنے بامشکل اپنی نیند سے بند ہوتی آنکھیں کھولیں۔

مرتسم دلچپسی سے اسکے تاثرات دیکھنے لگا۔

مہر نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو سیدھا سرمئ آنکھوں سے ٹکرائیں۔

مرتسم کو اسکی نیند بھک سے اڑی۔وہ تیزی سے چہرہ جھکا گئ۔

جبکے اسکے تاثرات دیکھتے مرتسم کا مدھم قہقہ گونجا تھا۔

کیا ہے شاہ اپکو۔سونے دیں نا۔وہ اسکے سینے پر مکہ مارتے روہانسے لہجے میں بولی۔

کیوں جانم رات کہاں تھی اپ۔وہ آنکھوں میں شرارت سموئے اسکے دیکھتا بولا۔

مہر نے چہرہ اٹھاتے اسے گھورا۔ایک جن کی قید میں۔وہ غصے سے بولی۔

آہ پھر تو برا ہوا۔ سونا چاہئیے آپکو لیکن جانم زرا نظریں گھڑی پر بھی پھیر لیں۔ وہ مصنوعی افسوس سے بولتا اسکی توجہ وقت کی طرف دلا گیا۔۔

مہر نے اسے گھورتے چہرہ موڑتے گھڑی کی طرف دیکھا جو صبح کے اٹھ بجا رہی تھی۔

مہر کی آنکھیں پھیل گئ۔ سات بج گئے شاہ اور اپنے مجھے اٹھایا ہی نہیں۔

اُفف سب کیا سوچیں گے۔ وہ ہڑابڑا کر اٹھی۔

لیکن جتنی تیزی سے اٹھی تھی اپنی حالت دیکھتے اس سے کہیں زیادہ تیزی سے واپس اسکے سینے میں چھپی تھی۔

وہ صرف مرتسم کی شرٹ میں تھی۔۔

مرتسم کا جاندار قہقہ گونجا تھا۔

بہت برے ہیں شاہ۔ وہ روہانسے لہجے میں بولی۔

ارے میری جان کیا ہو گیا ابھی اٹھ ہی تو ہوئے ہیں۔ ڈونٹ وری کوئ کچھ نہیں کہے گا۔ وہ اسکے روہانسے ہونے پر نرمی سے بولا۔۔

لیکن شاہ سب کیا سوچیں گے۔۔ وہ سر اٹھائے اسے دیکھتے منہ بناتے بولی۔۔

تو پھر کیوں نہیں سونے دیا اپنے مجھے ساری رات۔ وہ نچلہ لب دباتے گہری نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

مہر کا منہ کھل گیا۔ مینے نہیں سونے دیا۔ وہ صدمے سے اسے دیکھتے بولی۔

ہم اپنے۔اپکو کس نے کہا تھا اتنی پیاری لگیں۔نا آپ اتنی پیاری لگتیں۔نا میں بہکتا۔نا ہم ساری رات ایک دوسرے کے وجود میں ڈوبتے اور نا اب اٹھنے میں لیٹ ہوتے۔۔

وہ معصومیت سے بولتا مہر کا چہرہ سرخ کر گیا۔

اپ۔اپ بہت بے شرم ہیں شاہ۔وہ جھنجھلا کر بولی۔۔

اب ایسے کیا دیکھ رہے ہیں جائیں۔وہ اسکے سینے میں منہ دیئے اسکا کندھا ہلاتے بولی۔

جانم میری شرٹ تو واپس دے دیں۔ورنہ ایسے باہر جاؤں گا تو سب کیا سوچیں گے کتنی بے رحم بیوی ملی ہے۔وہ اپنے سینے کی خراشوں کی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔

مہر کا چہرہ بھانپ چھوڑنے لگا۔

ی۔یہ آپکی کارستانیوں کا نتیجہ ہے۔اپکو شرم کیوں نہیں آتی ہے شاہ۔وہ اب رونے والی ہو گئ تھی۔

ہے جانم اسمیں رونے والی کیا بات ہے۔جب بندہ آپکا ہے تو پھر یہ شرٹ بھی تو آپکی ہے۔وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا نرمی سے بولا۔

مہر نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔

لیکن اب میں ایسے تو جانے سے رہا۔وہ تنگ کرنے سے باز نا اجا۔

شاہ میں نہیں دوں گیا اپکو شرٹ۔انفیکٹ آپکی ساری شرٹس جلا دوں گی،پھینک دوں گی۔وہ غصے سے اسے گھورتے بولی۔

مرتسم کو اسکا یہ روپ ہمیشہ بھاتا تھا ابھی بھی وہ گہری مسکاتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جلادیں جانم بعد میں تو یہ آپکو ہی پہننی ہوتی ہے۔۔پھر مت کیجئیے گا۔مجھے تو کوئی اعتراض نہیں یہاں تو ویسے بھی ہم دنوں ہی ہیں۔

وہ معنی خیز لہجے میں بولتا اسکے بوکھلا گیا۔

شاہ آپ جائیں نا۔وہ اب منہ بناتے بولی مرتسم نے اسکی آنکھوں میں ٹھہرے پانی کو دیکھا تو گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

جانتا تھا اس سے زیادہ تنگ کیا تو وہ رو دے گی۔

اوکے میں سٹدی روم میں ہوں آپ فریش ہو کے آئیں پھر اکھٹے ساتھ چلتے ہیں وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے نرمی سے بولا تو وہ سر ہلا گی۔۔

مرتسم ابکی بار شرافت سے اٹھتے کبڈ سے اپنی شرٹ لیتے سٹڈی روم میں بند ہو گیا۔

مہر نے سکون کی سانس بھری۔۔

وہ جلدی سے اٹھتے فریش ہونے چلی گئ۔

شاور لیتے اسے کپڑوں کا خیال آیا اسکے تو کپڑے یہاں ہی نہیں وہ تو بیگ میں ہیں اف۔

اب کیا کروں۔۔منہ میں انگلی ڈالتے سوچا۔

وہ باتھ روم میں تھی۔۔

شاہ کو بولو۔وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ جب دروازہ نوک ہوا۔

مہر مینے آپکے کپڑے ڈریسنگ روم میں رکھ دیئے ہیں آپ چینج کر لیں مجھے کچھ کام ہے میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔

وہ اسکی مشکلا آسان کرتے بولا۔

وہ جانتا تھا کہ بوکھلاہٹ میں وہ کچھ نا کچھ تو گڑبڑ اکرے گی۔

اسنے سٹڈی کے دروازے سے اسے یونہی بھاگتے دیکھا تو مسکرا دیا۔

مہر نے شکر کا سانس لیا۔۔وہ ہمیشہ بن کہے اسکی بات جان جاتا تھا۔۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ مرتسم چلا گیا ہے تو انسے سر سا سر نکالتے باہر جھانکا کمرہ خالی تھا۔

وہ باہر نکلتے تیزی سے ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔

کچھ دیر باہر آئی تو پنک کلر کے لانگ فراق میں تھی۔

جسکے باڈر، گلے اور بازوں پر نفیس سا کام کیا ہوا تھا۔جبکہ اسکے ساتھ سمپل پنک ٹراؤزر تھا۔

مرتسم نے اس وقت کے لیئے بلکل مناسب ڈریس نکالا تھا۔

افف باقی سامان کہاں ڈھونڈو۔اسکا کوئی بھی سامان ڈریسنگ پر نہیں تھا۔

تبھی سٹڈی کا دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا۔

آپ تو باہر گئے تھے۔وہ اسے دیکھتے بولی۔

وہ تو آپکو بولا تھا۔مرتسم کندھے اچکاتا بولا۔

شاہ میری چیزیں۔وہ روہانسے ہوتے بولی۔

ایک منٹ مرتسم نے آگے بڑھتے ایک ڈرار کھولا جسمیں اسکے ساری چیزیں تھی۔

یہ درخشاں (ملازمہ) سے کہہ کے سیٹ کروالیجئے گا سیٹ کرنے کا ٹائم نہیں ملا۔

وہ ڈریسینگ پر اسکی چیزیں رکھتا بولا۔۔

آپ ریڈی ہو جائیں تب تک میں فریش ہو جاوں۔وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا اپنے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہو گیا۔

مہر نے تیزی سے ہاتھ چلائے۔وہ لوگ کافی لیٹ ہو گئے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد مرتسم فریش ہوتے نکلا۔

وہ وائٹ کرتے میں تھا۔

شاہ۔۔کانوں میں ائیرینگز پہنے اسے اسے پکارا۔

جی۔۔ٹاول سے اپنے بال رگڑتے کہا۔

میرے بال ڈرائے کر دیں۔پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔وہ جلدی جلدی میں چوڑیاں پہنتے بولی۔

مرتسم اسکی جلدی پر مسکرا دیا۔

ریلیکس ہو کر کریں جانم ایسے تو سب الٹ پلٹ ہی ہو گا۔وہ اسکے ہاتھ سے ڈرائیر لیتا اسکے جلدی پر ٹوک گیا۔

وہ نرمی سے اسکے بالوں کو ڈرائے کر تا مہر کو مبہوت کر گیا۔

وائیٹ کرتا اسکے وجود سے بلکل چپکا ہوا تھا۔بازو کہنیوں تک فولڈ تھے۔

ماتھے پر بکھرے بال اسے اور دلکش بنا رہے تھے۔سرمئ آنکھوں میں رت جگے کی سرخ تھی جو اسکی آنکھوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

جبکہ عنابی لبوں پر ہلکی سی مسکان تھی۔

وہ یک ٹک اسے دیکھے گئ۔

وہ انا پرست شاہ تھا لیکن اسکے سامنے اسکی آنا جانے کہاں جا سوتی تھی۔

اگر کوئ اس وقت اسے دیکھ لیتا کہ وہ مرتسم شاہ جسکے ایک کام کے لیئے ہزاروں ملازم آگے پیچھے رہتے تھے وہ یوں کھڑا اپنی بیوی کے بال سکھا رہا تھا تو کوئ ماننے سے انکار کر دیتا کہ وہ مرتسم ہے۔

یہ وجاہت سے بھرپور شاندار مرد صرف اسکا تھا یہی بات روح کو سرشار کر دینے کے لیئے کافی ہے۔وہ دلکشی سے مسکرا دی۔

بندہ بشر آپکا ہی ہے جانم جتنا مرضی دیکھ لیں۔لیکن اس وقت ایسے مت دیکھیں ورنہ آپکے لیئے ہی مشکل ہو گی۔

وہ ڈرائیر واپس رکھتا اسے دیکھے بغیر بولا تو وہ ہڑبڑاتی جلدی سے نظریں پھیر گئی۔

چلیں۔بالوں میں کیچر لگاتے اسنے مرتسم سے کہا۔

مرتسم نے مڑتے اسے دیکھا۔

وہ اس گلابی رنگ میں اس وقت کھلا ہوا گلاب رہی تھی۔

مہندی سجے ہاتھ میں بھر بھر کے کانچ کی چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔

جبکہ دوسرے ہاتھ میں وہی نیلے نگوں والا بریسلیٹ چمک رہا تھا۔

کانوں میں چھوٹے سے ڈائمنڈ ائیرینگز تھے گلے میں ہمیشہ کی طرح ایک پینڈینٹ تھا۔

میک اپ کے نام پر لب مسکرا اور لپ گلوس ہی لگایا تھا۔بالوں کو اچھے کیچر میں باندھے وہ اس وقت پہلے دن کی دلہن ہی لگ رہی تھی۔

شاہ چلیں میں میں ریڈی ہوں۔وہ پاؤں میں جوتا پہنتے عجلت میں بولی۔

اسکے سفید مومی پاؤں میں مرتسم کی دی گئی پازیب چمک رہی تھی۔

ایم منٹ مرتسم اس سے کہتا کبڈ کے طرح بڑھا۔

کچھ سیکنڈز بعد وہ واپس مڑا تو اسکے ہاتھ میں مہرون چھوٹی سی گول ڈبیا تھی۔

یہ کیا ہے شاہ۔مرتسم نے وہ اسکی طرف بڑھائے تو اسنے ناسمجھی سے دیکھا۔

خود دیکھ لیں۔وہ بولتا ڈبیا اسے دیکھا خود بیڈ سے اپنی شال ٹھانے کے لیئے مڑ گیا۔

مہر نے وہ ڈبیا کھولیں تو اسنے چھوٹی سی ڈائمنڈ کی نوز رنگ تھی۔

وہ مسکرا دی۔ جانتی تھی اسکے شوہر کو اسکے ناک میں نقش رنگ اچھی لگتی ہے۔

اسنے مسکراتے اس چھوٹی سے نتھ کو نکالتے ناک میں پہنا۔

پرفیکٹ۔ مرتسم اسکے پیچھے کھڑا ہوتا بولا۔

مہر نے خود کو دیکھا اسنے صرف بار معمولی ساز کر کیا تھا کہ اسے گولڈ نہیں ڈائمنڈ پسند ہے اور اسکے شوہر نے اسکی چھوٹی سے چھوٹی چیز تک ڈائمنڈ سے بھر دی تھی۔

ماشاءاللہ۔۔ وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتا زیر لب بولا کہ مہر سمجھ نہیں پائی۔

چلیں۔ اسکا ہاتھ تھامتے کہا تو وہ ڈوپٹہ اوڑھتے سر ہلاتے اسکے ساتھ چل دی۔۔

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

وہ لوگ تقریباً ساڑھے نو نیچے آئے تھے۔ مہر نیچے سب کو دیکھتے شرمندہ ہو گئی۔

اسنے مرتسم کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ انکھوں سے اسے ریلیکس رہنے کا کہتے وہ اسے لیئے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

ماشاءاللہ۔ انہیں ایک ساتھ دیکھتے روحا ماما بے ساختہ بولیں تھیں۔

دونوں کی جوڑی پرفیکٹ تھی جیسے بنے ہی ایک دوسرے کے لیئے ہوں۔

اسلام و علیکم!! مرتسم نے بلند آواز میں کہا۔

اللہ نظر بد سے بچائے۔ ہمیشہ خوش رہو۔ وہ لوگ نیچے آئے تو روحا ماما انکی نظر اتارتے بے ساختہ اسکا ماتھا چومتے بولیں تو وہ جھنپ گئی۔

او بچے بیٹھو۔ ماہم اپیا اسکے لیئے چیئر کھینچتے بولی تو وہ وہ جھنپ کر بیٹھ گئی۔

اوئے ہوئے زرا گلابیاں تو چیک کرو میڈم کی۔ آیت اسکے پاس چیئیر کھینچ کر بیٹھتے شرارت سے بولی۔

مہر نے اسے گھورا۔

ہائے کہیں گھائل ہی نا ہو جائیں ہم ان نینوں کے تیر سے۔وشہ دل پہ ہاتھ رکھتے بولی تو وہ مہر نے کھنکھارتے اپنا قہقہ دبایا تھا۔

وہ تینوں مدھم لہجے میں بول رہی تھیں۔

❤❤❤❤❤

مرتسم نے ائیبرو اچکاتے انہیں دیکھا جو اسے یوں گھور رہے تھے جیسے کچا چبا جائیں گے۔

کوئی شرم ہوتی ہے کوئی حیا ہوتی ہے لیکن اسے کیا پتہ وہ کیا ہوتی ہے۔

ارسل اسے گھورتے دھیمے لہجے میں بولا۔

بلکل شرم کا مجھ سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔وہ ڈھیٹوں کی طرح سر ہلاتے بولا تو زین نے دانت کھچاتے اسے دیکھا۔

یہ کوئی وقت ہے نیچے آنے کا۔لاڈ صاحب کم از کم مہمانوں کا ہی خیال کر لیتے۔زین جلے دل سے بولا۔

رات ساری جاگیں گے تو صبح آنکھ بھی لیٹ ہی کھلے گی نا۔وہ آنکھ ونک کرتا بے باکی سے بولتا دونوں کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

اب دانین تجھے اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتی تو اسمیں میرا کیا قصور ہے۔۔وہ اسے دیکھتے کندھے اچکا کر بولا۔

خاموشی سے ناشتہ کرو اب سب کو آپس میں سر گوشیاں کرتے دیکھ بی جان نے کہا تو وہ خاموش ہوتے ناشتہ کرنے لگے۔

ناشتے کے بعد وہ وشہ لوگوں کے ساتھ لاونج میں اگئ۔

اب بتا کیا ملا منہ دکھائی میں۔ ایت ایکسائٹیڈ سے اسکا بازو پکڑ کو بٹھاتے بولی۔

مہر کے لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ دوڑ گئی۔

اسنے اپنے پاوں ٹراوزر اوپر کرتے پاؤں آگے کر دیئے۔۔

واو۔ تینوں کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تھا۔

تیسری آواز پر مہر نے سامنے دیکھا جہاں ٹراوزر شرٹ میں دانین کھڑی تھی۔ ہاتھ میں سیب پکڑا تھا۔

ہاں تو کیسی گزری رات پھر۔ سب ٹھیک ویک رہانا۔ دانین شرارتی نظروں سے اسے دیکھتے بولی۔

دانین اپی۔ وہ روہانسے ہوتے سرخ چہرے سے بولی۔

افف ایک تو یہ اتنا شرماتی ہے نا۔ وہ اسکے گلابی گال کھینچتے بولی تو آیت اور وشہ مہر کی شکل دیکھ کر ہنس دیں۔

اوئے تنگ مت کرو اسے۔ مہر تم آنہیں چھوڑو مجھے ایک بات بتاو۔ ماہم آپیا ان تینوں سے بولتی آخر میں مہر سے بولیں۔

جی اپیا۔ مہر نے سر اٹھتے انہیں دیکھا۔۔

نیند تو ٹھیک سے آئی نارات کو۔وہ اسکے دیکھنے پر سرگوشی نما لہجے میں بولی۔

مہر بوکھلا گئی۔جبکہ ان تینوں پر چھٹ پھاڑ قہقہ گونجا تھا۔

م۔میں آپسے سب بات ہی نہیں کروں گی۔وہ پیر پٹخ کر بولتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

پیچھے وہ چاروں اسکی حالت پر ہس دیں۔

❤❤❤❤❤

کچھ ہی دیر میں مہر کے گھر والے بھی اچکے تھے۔

وہ اب زرنم کو اٹھائے اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھی جسنے کل سے مہر کو نا دیکھتے رونا ڈالا ہوا تھا۔

غازی،ولی اور عالم اس سے ملتے باہر مردوں میں جا چکے تھے۔

رات میں مہر،مرتسم،عالم اور نورین کا ریسیپشن تھا۔۔

جسکی تیاریاں ابھی سے شروع کر دی گئیں تھی۔

زرنم ایک سیکینڈ کے لیئے بھی مہر کی گود سے اترنے کے لیئے تیار نہیں تھی۔

سب اس گڑیا کو اٹھانے کے لیئے بے تاب ہو رہے تھے جو منہ بنائے اپنی پھوپھو کی گود میں خاموش لیٹی تھی۔

یار یہ کتنی پیاری کے ماشاءاللہ اور روتی بھی نہیں ہے۔اور ایک میرا جن ہے جسنے میری ناک میں دم کیا ہوا ہے۔

آیت اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں پر بوسہ دیتے بولی۔

شکر تھا کہ آبان ابھی سویا ہوا تھا۔

مہر آ کسی بات سنتے ہو دی۔

آیت کچھ بچے زیادہ روتے ہیں اور کچھ کم اسمیں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے بیٹا۔اور اب تو ہم سب ہیں نا فکر مت کرو بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

روحا ماما اسکے روہانسے چہرے کو دیکھتے پیار سے بولیں تو وہ سر ہلا گئ۔

مہر زرنم کو لیے اپنے روم میں آ گئ۔زرنم کو سلاتے وہ خود بھی گہری نیند میں چلی گئ۔

وہ کل سے کافی تھکی ہوئی تھی اوپر پوری رات مرتسم نے اسکی جان سولی پر لٹکائے رکھی تھی اس لیے وہ بستر پر گرتے ہی سو گئ۔۔

ہوش اسے تب آیا جب زرنور نے آکر اسے اٹھایا۔

باہر شام ہو گئ تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ اتنی دیر سوتی رہی۔

کوئی بات نہیں بچے کال سے کافی تھکان تھی ہو جاتا ہے۔ماہم اپیا اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھتے بولیں۔

جاؤ فریش ہو جاو میکاپ آرٹسٹ آچکی ہے۔نورین بھی تیار ہو رہی ہے۔

ماہم اپیا اسے فریش ہونے کا کہتے کھانا رکھتے چلی گئی جب تک وہ فریش ہو کے آئی زرنور نے اسکے لیئے کھانا لگا دیا تھا۔ اسنے رات سے ہلکا پھلکا ہی کچھ کھایا تھا ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا اس لیے زور و شور سے بھوک لگی۔

ہر کام پس پشت ڈالتے وہ کھانے میں مگن ہو گئ۔

زرنور اسے ندیدوں کی طرح کھاتے دیکھ ہس دی۔۔

❤❤❤❤❤

وہ عجلت میں کمرے میں داخل لیکن اچانک وہ ٹھٹھک کر رکا۔

پیچ کلر کی بھاری نگینوں والی میکسی جسمیں اسکا نازک سا وجود نمایا ہو رہا تھا۔

گھنی پلکیں عارض پر جھکی ہوئی تھی۔ جبکہ گلابی لب مسلسل کچھ بڑبڑا رہے تھے۔

لمبے چاکلیٹی بالوں کا آگے سے ہیئر سٹائل بناتے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ اور اس پر ڈوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔

ماتھے پر بلکل چھوٹی سی بندیا تھا۔ کانوں میں بھی آج لائیٹس سے ڈائمنڈ ائیر نگز تھے۔ گلے میں ڈائمنڈ کا نیکلیس تھا۔

میکاپ کے ساتھ آج اسکی جیلوری بھی بہت لائیٹ تھی لیکن اسکی میکسی کافی بھاری تھی۔

اور سب سے بھاری اسکا ڈوپٹہ تھا۔ وہ تھا تو لائیٹ ویٹ بلکل سمپل سا۔ اسکے باڈر پر کام ہوا باقی سارا سادہ تھا۔ لیکن وہ تھا اتنا بڑا کہ پیچھے پورا پھیلا ہوا تھا۔

وہ کچھ ہی پل میں اسکا پورا جائیزہ لے چکا تھا۔

میم آپ بلکل ریڈی ہیں ہم چلتے ہیں اب۔

میکاپ آرٹسٹ مرتسم کو ٹھٹکتے دیکھ چکی تھی وہ اسے مستقل وہیں کھڑے دیکھ مسکراہٹ دباتے مہر سے کہتے وہاں سے چلی گئ۔

بازوں میں کنگن پہنتے مہر نے مصروف انداز میں سر ہلا دیا۔

مخصوص خوشبو محسوس کرتے مہر نے سر اٹھاتے آئینے میں دیکھا۔

مرتسم کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں خفگی بھری تھی۔

وہ نروٹھے پن سے اسے دیکھتے نظریں پھیر گئ۔

مرتسم مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں خفگی دیکھتے مسکرا دیا۔۔

اسنے جھک کر مہر کا سر چوما۔ بغیر دیکھے والٹ سے سارے نوٹ نکالتے اسکے سر پر سے وارے تھے۔

مہر اسکی حرکت پر جھنپی تھی لیکن دیکھا پھر بھی نہیں۔

ایک منٹ۔ وہ اسے کہتا کمرے سے باہر گیا۔

ایک ہی منٹ میں وہ واپس آیا اب اسکے ہاتھ میں پیسے نہیں تھے وہ شائید باہر کسی ملازمہ کو دینے گیا تھا۔

ان ہتھیاروں سے لیس ہونے کی کیا ضرورت ہے آپکو میری جان ہم تو پہلے ہی آپکے دیوانے ہیں۔ وہ اسکے سر پہ ٹھوڑی ٹکائے گھمبیر لہجے میں بولا۔

مہر نظریں جھکائے اپنے پیٹ پر بندھے اسکے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔۔

اسکی خاموشی محسوس کرتے مرتسم نے گہری سانس چھوڑی۔ اسکے یوں سانس چھوڑنے پر مہر کی گردن جھلسی تھی۔۔

اسنے لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا جسکی گرم سانسیں اسکی گردن جھلسا رہی تھی۔

اسنے جیسے ہی پلکیں اٹھائیں نظریں سیدھا اسکی سرئی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ مرتسم مسکرایا تھا۔

ایم سوری میری جان باہر دوست آئے ہوئے تھے کافی عرصے بعد آئے ہیں تو اسلیے انہیں تھوڑا ٹائم دے رہا تھا۔

وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتا نرمی سے بولا۔۔

اور میرا کوئی خیال نہیں اپکو۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

مرتسم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اپ تو روح میں بسی ہیں آپکا خیال کیسے نہیں اتا۔۔ وہ اسکی پیشانی کو نرمی سے چومتا بولا۔۔ مہر جھنپ کر سر جھکا گئی۔

اہم وہم۔۔ وہ ابھی کچھ کہتا کہ لڑکیوں کے کھنکھارنے پر مہر تیزی سے اس سے دور ہوئی تھی۔

مرتسم نے اسے گھورا لیکن وہ نظریں چرا گئی۔۔ مرتسم اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے لب دبا گیا۔

پیچھے دیکھے بغیر وہ اپنے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہو گیا۔۔

مرتسم کے جاتے ہی وہ دونوں مہر کے قریب اگئ۔

اہم اہم۔ایت مجھے نا بہت زور سے شرم آرہی ہے۔ یہاں تو سب ہیں ہی بے شرم ہمیں تو شرم کرنی چاہئیے۔

زرنور مہر کو کندھا مارتے آیت سے بولی۔۔

ہاں بلکل سہی کہہ رہی ہو یہاں تو لوگ ہیں ہی بے شرم۔ پتہ نہیں ہماری ان گنہگار آنکھوں کو اور کیا کیا دیکھنا پڑے گا۔

آیت آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔

مہر شرم سے سرخ پڑتے آنکھیں مینچ گئیں۔

ہاہاہاہاہا۔ان دونوں کا دلکش قہقہ گونجا تھا۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔ مرتسم بھائ کی قربت کا رنگ ٹوٹ کر آیا ہے۔زرنور اسے آنکھ مارتے بولی۔

وہ خود بھی اس وقت سٹائلش سی لونگ قمیض میں تھی جسکے ساتھ کھلا پلازو تھا۔

سب لڑکیوں نے آج ایک جیسی ہی سیم ڈریسینگ کی تھی۔

انکی قمیض پر کافی کام ہوا تھا۔ڈوپٹہ بھی ہیوی تھا۔

ہاں زر نور نے بلکل ٹھیک کہا ہے۔

بہت روپ آیا ہے تم پہ شادی کا۔ایت محبت سے اسے دیکھتے بولی۔۔

مہر مسکرا دی۔۔

❤❤❤❤❤

وہ شاور لے کر باہر نکلا تو توقع کے عین مطابق روم خالی تھا۔

مرتسم نے برا سا منہ بنایا۔اسے اس وقت مہر اپنے سامنے چاہئیے تھی۔

بال سیٹ کرتے اسنے ایک آخری نظر اپنی تیاری پر ماری۔

وہ اس وقت بلیک ٹیکسٹڈو میں ملبوس تھا۔بال ہمیشہ کی طرح مخصوص سٹائل میں سیٹ تھے۔

ہاتھ میں برینڈڈ گھڑی پہنی تھی۔

اپنی بیئیرڈ پر ہاتھ پھیرتے اسنے بغور اپنی ہلکی گلابی آنکھیں دیکھیں۔

مہر نے تو نیند پوری کر لی تھی۔لیکن اسے ایک منٹ بھی وقت نہیں ملا تھا۔

باہر جاتے ہی اسکے دوستوں نے اسے گھیر الیا۔

وہ یاروں کا یار تھا۔۔ محفل لوٹ لینے والا وہ سب کافی عرصے بعد اس سے ملے تھے اس لیے باتیں کرتے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔

❤❤❤❤❤

مہر اور نورین ایک ہی کمرے میں بیٹھی تھیں۔

نورین اور مہر کا ڈریس سیم تھا بس کلر چینج تھا۔ مہر کا پیچ کلر تھا تو نورین کا پستہ گرین تھا۔ مرتسم کا بلیک تھا تو عالم کا گرے تھا۔

شاہ حویلی جو کل دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی آج اسمیں رونق دیکھنے والی تھی۔

نا صرف ایک گاؤں بلکہ اس پاس کے لئے گاؤں کے لوگ تھے جو اسکی شادی میں شریک تھے۔

مرتسم شاہ انکا لاڈلہ سردار تھا انکا من پسند۔۔ وہ لوگ اسکی خوشی میں خوش ہونے کے لئیے آئے تھے اور بھرپور طریقے سے یہ یادگار دن انجوائے کر رہے تھے۔۔

شاہ حویلی کے بڑے سے لان کو ایک حال کی طرح سجایا گیا تھا۔۔ جسمیں پاؤں رکھنے۔ کی جگہ بھی با مشکل ہو رہی تھی کیونکہ وہاں لوگ ہی اتنے تھے ایک طرف عورتوں کا انتظام تھا تو دوسری طرف مردوں کا۔

انکے بیچ میں ایک دیوار بنائی گئ تھی پھولوں کی خوبصورت دیوار جسمیں زرا برابر بھی جگہ نہیں تھی کہ ادھر سے ادھر دیکھا جاسکے۔

سب اپنی باتوں میں مصروف تھے جب دلہا دلہن کے آنے کا شور اٹھا۔

پہلے عالم اور نورین کی اینٹری ہوئی تھی۔ وہ بہت گھبرائی ہوئے تھی مضبوطی سے عالم کا ہاتھ تھامے وہ ہلکا ہلکا کپکپا رہی تھی۔

اسنے کبھی اتنے لوگوں کو فیس نہیں کیا تھا ایسی تقریب نہیں رکھی گئ تھی کہ جسمیں اسکا وجود سپوٹ لائیٹس میں ہو۔

عالم اسکی گھبراہٹ سمجھتا تھا اس لیے نرمی سے اسکا ہاتھ سہلاتے اسے ریلیکس کیا تھا۔

انکے داخل ہوتے ہی پھولوں کی برسات ان پر کر دی گئ تھی۔

بلاشبہ ایک دوسرے کے سنگ وہ دونوں بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

نورین کو دیکھ کر کوئ یہ نہیں کہ سکتا تھا کہ وہ طلاق یافتہ یا پھر عمر میں عالم سے بڑی ہو گی۔۔

انکے سٹیج تک پہنچنے کے بعد مہر اور مرتسم کی باری تھی۔

وہ جیسے ہی لان میں انٹر ہوئے کتنے ہی لوگ مسمرائیز ہوئے تھے انہیں دیکھ کر وہ دونوں چاند سورج کی جوڑی لگ رہے تھے۔

مرتسم کے سنگ سہج سہج کر چلتی وہ حوروں کو مات دے رہی تھی۔

ان پر بھی بلکل ویسے ہی پھولوں کی برسات ہوئ تھی۔

مرتسم اسکے ڈوپٹے کے نیچے سے ہتھ اسکی کمر میں ڈالے ہوئے تھا۔

جو غور سے دیکھنے پر ہی معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ مہر کا ڈوپٹہ اتنا بڑا تھا کہ اسکے چلنے پر پیچھے زمین پر سلامی دے رہا تھا۔

اس لیے مرتسم کا بازو اسمیں چھپ گیا۔

جبکہ مہر اسکی بے باکی پر سرخ ہو رہی تھی۔ جسکے چہرے کے تاثرات تو سنجیدہ تھے لیکن اپنے ہاتھ کو وہ بے باکی سے اسکی کمر پر پر سہلا رہا تھا۔ جس سے وہ بار بار جھنپ رہی تھی۔

دونوں جوڑیوں کا صدقہ اتارا گیا تھا۔

عائشہ ماما اور حسن بابا اپنی بیٹی کو اتنا خوش دیکھ شکر کرتے نا تھک رہے تھے آخر اتنے سال بعد ہی سہی انکی بیٹی کو خوشیاں نصیب ہو ہی گئی۔

حسن بابا نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا جہاں اب غازی اسکے ساتھ کھڑا فکرمندی سے اس سے کچھ پوچھ رہا تھا۔ پھر نرمی سے اسکے سر پہ بوسہ دیتے اسنے نورین کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

جبکہ ولی نے ان دونوں کو دیکھتے غالباً کوئی چٹکلہ چھوڑا تھا جس سے وہ دونوں ہنس پڑیں۔

تھوڑی ہی دیر میں مرد سارے دوسری طرف چلے گئے تھے اس لیے اب وہاں صرف عورتیں ہی تھیں۔

گاؤں کی عورتیں انکے پاس آتی ڈھیروں دعائیں دیتی جا رہی تھیں۔

سدا خوش رہو خدا تمہیں چاند سا بیٹا دے۔

جب ایک عمر رسیدہ بزرگ عورت نے ان دونوں کے سر پہ ہاتھ رکھتے دعا دی تو وہ بے ساختہ ہی شرم سے گلابی ہوئی تھیں۔

صد شکر تھا کہ اس پاس دونوں کے ہی شوہر نامدار نہیں تھے۔

کافی دیر تک محفل چلتی رہی۔

مہر اور نورین اب تھک چکی تھیں میکسی کافی بھاری تھی جس سے وہ غیر آرام دہ ہو رہی تھیں۔اور پھر انکی گود میں دو بچے بھی تھے۔

آیت اور زرنور اپنے بچے ان دونوں کے حوالے کرتے خود مزے سے وشہ کے ساتھ سیلفیاں لینے میں مصروف تھیں۔

خیر بچوں نے انہیں تنگ نہیں کیا تھا۔ابان اور زرنم دونوں میں چھوٹے سے کاٹ میں سو رہے تھے۔

❤❤❤❤❤

زرنور بے دھیانی میں اوپر روم کی طرف جا رہی تھی جب کسی سے ٹکرائی۔

آہہہ ماما اسکی کراہ نکلی تھی۔

زر کیا ہوا زیادہ زور سے لگی ہے۔غازی فکر مندی سے اسکے ماتھے سے ہاتھ ہٹاتا بولا۔

زرنور نے اسے گھورا۔۔

غاز مجھے ایسا لگا جیسے پتھر سے ٹکرا گئی ہو اور آپ کہہ رہے ہیں زیادہ لگی ہے۔۔

آخر میں اسکی نقل اتارتے بولی۔

غازی نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

بلیو کلر کے ڈریس میں وہ کھل رہی تھی۔

لائیٹ سے میکاپ نے اسکے دو آتشہ حسن کو بھڑکا دیا تھا۔

اسنے نامحسوس انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔

آس پاس کوئی نہیں تھا وہ لوگ حویلی کے اندر تھے۔

کچھ لوگ جو دور تھے۔انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے۔

مطمئن ہوتے اسنے زرنور کے ہلتے لبوں کو دیکھا جنسے وہ جانے کیا بڑبڑائے جا رہی تھی۔

سیکینڈ سے پہلے وہ جھکتے انہیں قید کر گیا۔

اس اچانک افتاد پر زرنور کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔

غاز۔۔اسکی سرگوشی لبوں میں ہی گم ہو گئ۔

غاز مدہوش سا اسکے لبوں کا جام پینے میں مگن تھا جب ولی جو سیٹی کی دھن بجاتا اپنے دھیان میں اندر آیا تھا۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھتے اسے کھانسی کا دورہ پڑا تھا اور بہت شدید پڑا تھا۔۔

زرنور جو شدید مزاحمت کر رہی وہ یک دم ساکت ہوئ تھی۔

غازی بھی چونک کر پیچھے ہوا تھا۔۔

زرنور خون چھلکاتے چہرے کے ساتھ وہاں سے بھاگی تھی۔

غازی بھی بالوں میں ہاتھ چلاتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

جبکہ ولی کی کھانسی ابھی تک نہیں رکی تھی۔

اسے اور ایکٹینگ کرتے دیکھ غازی نے اسے گھورا۔

میں مدد کروں کھانسی روکنے میں وہ اسکے قریب آتا چباتے بولا تھا۔

اسنے غازی کے رومینس کا اچھا خاصہ بیڑا غرق کر دیا تھا۔

بندہ پبلک پلیس کا ہی خیال کر لے۔روم کس لیے ہوتا ہے۔

ولی جوابا بے چارگی سے بولا۔

غازی جھنپ کر نظریں چرا گیا۔

بکواس مت کیا کرو۔وہ جھنپ کر بولتا ولی کو بہت کیوٹ لگا۔

اسکی رنگت بے ساختہ سرخ ہوئی تھی۔

وہ اور مہر ویسے ہی ایک جیسے دکھتے تھے لیکن اب تو ولی کو جیسے ان میں فرق ہی نظر نہیں آیا۔

مہر کو اسنے اکثر ایسے سرخ ہوتے دیکھا تھا کبھی غصے سے تو کبھی شرم سے۔۔

اور اب غازی کو دیکھتے وہ لب دبا گیا۔دل کر رہا تھا قہقہ لگائے لیکن پھر اپنی شانت کا سوچتے وہ اپنا قہقہ حلق میں ہی دبا گیا۔

❤❤❤❤

وہ لوگ لاونج میں بیٹھی تھیں وشہ اسے اسکی کل کی پکچرز دکھا رہی تھی جب مرتسم سمیت سارے لڑکے اندر آئے تھے۔

کافی مہمان جا چکے تھے بس کچھ ہی بچے تھے۔۔

مہر،نورین کے ساتھ زرنور آیت اور ماہم اپیا اندر آچکی تھیں باقی سب ابھی باہر مہمانوں کے پاس تھے۔

مہر نے چونک کر انہیں دیکھا۔

اگلے ہی پل اسکا چہرہ اچانک سفید پڑا تھا۔چہرے پر بے یقینی کے ساتھ کئی رنگ جھلملائے تھے۔

آنکھیں ساکت ہوئی تھیں۔

یہ اسکی نظر کا دھوکا نہیں تھا۔نا اسنے پہچاننے میں کوئی غلطی کی تھی۔

آہان سر۔اسکے لب ہلے تھے۔

یہ کون ہیں مرتسم۔ماہم اسکے ساتھ انجان مرد اور لڑکی کو آتے دیکھ بولیں۔

ایپا یہ میرے بزنس پاٹنر ہیں۔ آہان شاہ اور یہ انکی وائف۔اسنے آہان اور پھر زارا کی طرف اشارہ کیا۔اور یہ انکا بیٹا ہے داؤد مرتسم زارا کی انگلی پکڑے کھڑے چار سال کے داؤد شاہ کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

مہر کا چہرہ تیزی سے سفید پڑ رہا تھا۔

کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا اسے۔وہ ایک رات آنکھوں کے سامنے تیزی سے لہرائ تھی۔۔

مسٹر آہان یہ میری وائف ہیں۔مہر ماہ مرتسم شاہ۔مرتسم مہر کے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے بولا اسکی نظر ابھی تک مہر کے چہرے پر نہیں گئ تھیں۔

آہان شاہ جو حسن بابا لوگوں کو یہاں دیکھتے الجھے ہوئے تھے انکے تاثرات بھی مہر سے کم نہیں تھے۔

پری۔۔داؤد جو بیزار سا کھڑا تھا مہر کو دیکھتے یکدم چیخا تھا۔

ماما دیکھیں یہ وہی پری ہے جو مینے حسن دادا کے گھر پہ دیکھی تھی۔

وہ زارا کا ہاتھ ہلاتا جوش سے بول۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

زارا جسے پہلے ہی کچھ شک سا پڑا تھا اسکا شک یقین میں بدل گیا۔

اسنے سرعت سے مہر کو اور پھر آہان شاہ جو دیکھا تھا جو ساکت نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

مہر۔ مرتسم نے جب چہرہ موڑتے اسے دیکھا تو وہ یک دم پریشان ہوا تھا۔

وہ سانس روکے ہوئے تھی۔

مہر اسنے تیزی سے اسے اپنے سامنے کیا اسکا چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑ گیا تھا۔

آہان شاہ اچانک ہوش میں آئے تھے۔

مہر کیا ہوا سانس کیوں روکا ہوا ہے آپ نے سانس لیں۔

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا فکرمندی سے بول رہا تھا۔

داؤد مہر کو دیکھتے سہم کر زارا میں چھپ گیا جو خود نا سمجھی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

باقی سب اس سچویشن پر حیران پریشان کھڑے تھے۔

مہرو بھائی کی جان سانس لو۔ غازی بھی تیزی سے اسکے قریب ہوا تھا۔

عالم نے سرد نظروں سے آہان شاہ کو گھورا تھا۔

وہ رات مہر اب تک نہیں بھولی تھی وہ جانتا تھا اس ایک رات نے اس سے اسکا سب کچھ چھین لیا تھا۔

مہر کیا کر رہی ہو سانس لو۔ ولی چیخا تھا لیکن وہ نیلی پڑتی ابھی تک ساکت نظروں سے آہان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

اسکے زہن میں اس رات کا ایک ایک پل کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔۔

جسمیں اسے بد کردار ٹھہرایا گیا تھا۔اسے نا صرف گھر بدر کیا گیا تھا بلکہ ملک بدر بھی کیا گیا تھا۔

مہر کیا پاگل پن کر رہی ہو سانس لو یار۔ارسل نے اسکا بازو پکڑتے اسے ہوش دلایا تھا۔

لیکن وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

کیا کر رہی ہیں آپ جان نکالنی ہے کیا میری سانس لیں مہر۔مرتسم نے اسے جھنجھوڑا۔

ش۔شاہ۔اسکے لب کپکپائے۔

شاہ کی جان سانس لیں۔مرتسم اسکی پکار پر تڑپ کر بولا تھا۔

مہر نے اسکی طرف دیکھا وہ سختی سے اسکی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

آیت اور زرنور خود ایک طرف سہمی کھڑی تھیں۔

انہوں نے کبھی مہر کو یوں نہیں دیکھا تھا۔جس طرح سے اسکا چہرہ نیلا پڑ رہا تھا جیسے اسکی جان نکل رہی ہو۔

لمحوں میں وہ اسکے بازوں میں جھول گئی۔مرتسم نے سیکینڈ سے پہلے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا۔۔

کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر وہ اسے خود میں بھینچے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ولاب اکسے پیچھے ہی بھاگے تھے۔

سوائے آہان شاہ زارا کے۔

آہان شاہ ساکت کھڑے تھے جبکہ زارا کی بے یقین نظریں انکی پشت پر ٹکی تھیں۔

❤❤❤❤

پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھولتے وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔

اسے بیڈ پہ لٹاتے مرتسم نے اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتے اسنے فکر مندی سے اسے پکارا۔

لیکن اسکی پلکوں میں زرا بھی جنبش نا ہوئی۔

باقی سب جو اسکے پیچھے ہی بھاگے آئے تھے۔ مہر کو یوں حوش و حواس سے بیگانہ دیکھتے یک دم سہم گئے تھے۔

زارا جسے ولی ابھی لایا تھا وہ مہر کا چیکاپ کرنے لگی۔

زہرہ کیا ہوا مہر کو اچانک ٹھیک تو ہیں نا۔ مرتسم اسکے قریب بیٹھے اسکا سرد ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے تڑپ کر بے چینی سے بولا تھا۔۔

اچانک کسی چیز کا جھٹکا سا لگا ہے۔ جیسے کوئی صدمہ لگتا ہے۔ جسے مہر برداشت نہیں کر پائی۔

میڈیکل باکس سے ایک انجیکشن نکال کر مہر کو لگاتے وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

کیسا جھٹکا ابھی تک تو بلکل ٹھیک تھی۔ غازی مہر کے دوسری طرف بیٹھتے دبے دبے غصے سے بولا۔۔

آہان شاہ۔۔ ابھی کوئی کچھ کہتا کہ عالم کی سنجیدہ آواز نے سب کو خاموش ہونے پر مجبور کیا تھا۔

صرف سچ بولنا عالم۔۔ مرتسم کی آواز میں کے سرد پن نے عالم کو تھوک نگلنے پر مجبور کر دیا۔

اسنے ایک نظر ان چاروں کو دیکھا اور پھر مدھم لہجے میں وہ انہیں سب بتاتا چلا گیا اس رات کے بارے میں۔

کوئی اتنا کیسے گر سکتا ہے۔عالم کی بات ختم ہوتے ارسل بے یقینی سے بولا تھا۔

مرتسم نے کس ضبط سے وہ سب سنا تھا صرف وہی جانتا تھا۔

میں اسے جان سے مار ڈالوں گا اسکی کمر بھی کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ یہ سب کرنے کی۔غازی غصے سے چلایا تھا۔

مرتسم نے ہاتھوں کی مٹھیاں مینچتے مہر کے چہرے کو دیکھا جو لمحوں سے گلابی سے زرد ہو گیا تھا۔۔

اسے اپنے دل میں ایک انجانا سا درد اٹھتا محسوس ہوا۔

جو ہوا اسمیں قصور آہان شاہکار نہیں انکی ماں اور بہن کا تھا۔وہ تو ایک سال تک اسکی سزا بھگتے رہے۔جتکی انکی غلطی بس اتنی تھی کہ انہوں نے محبت تو کر لی لیکن محبت کی حفاظت نا کر سکے۔

ولی دھیمے لہجے میں بولا تھا۔۔

ولی ٹھیک کہہ رہا ہے آہان کا ان سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔

عالم نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

میری خیال میں مہر کو اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ ہمیں چلنا چاہئیے۔ ارسل آنکھ کے اشارے سے ان تینوں کی توجہ مرتسم کی طرف دلاتا بولا تھا۔

وہ تینوں سمجھ کر سر ہلا گئے۔

غازی لب بھینچتے جھک کر مہر کے سر پہ بوسہ دیا اور ان تینوں کے ساتھ ہی باہر کی طرف بڑھ گیا۔

❤❤❤

وہ یک ٹک اسکے چہرے کو دیکھے جا رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آتا۔ تھا کہ اس نازک جان نے اتنے دکھ جھیل کیسے لیے۔ دل کر رہا تھا کہ وہ دنیا جہاں کی خوشیاں اسکے پاؤں میں لا کر رکھ کہ کبھی زندگی میں کوئی غم اسے چھو نا پائے۔۔

آدھے گھنٹے بعد ہی اسے مہر کی پلکوں میں جنبش ہوتی محسوس ہوئی تو وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔

مہر۔ اس پر جھکتے دھیمے لہجے میں اسے پکارا۔

مہر نے نیم وا آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔ عہ جو کل اسکی قربت میں کھلا ہوا گلاب لگ رہی تھی ابھی کچھ ہی گھنٹوں میں وہ ایک مرجھایا ہوا گلاب بن گئی تھی۔

مرتسم کر اپنے سامنے دیکھتے وہ سختی سے اسکی شرٹ دبوچے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

شاہ کی جان ٹھیک ہیں ناں آپ۔ وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بولا جو ابھی بھی سفید تھا۔

مہر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ش۔ شاہ س۔ سانس ن۔ نہیں۔ وہ اٹک کر بولی۔

اسکی اُدھوری بات سنتے مرتسم بنا سوچے سمجھے تیزی سے اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

اسنے پوری شدت سے اپنی سانسیں اس میں انڈیلی تھیں۔

کچھ دیر بعد وہ پیچھے ہوا ہوا میں گہری سانس بھرتے وہ پھر سے اسکے لبوں پر جھکتے اسے سانس دینے لگا۔

کچھ ہی دیر میں وہ نارمل ہوئی تھی۔

لیکن مرتسم کو تسلی نہیں ہوئی اسکا چہرہ اٹھاتے اسنے پھر سے ہوا میں گہری سانسیں بھرتے اسکے لبوں سے لب جوڑتے اسے سانسیں دیں تھیں۔

مہر سانسیں بحال ہونے پر چہرہ پیچھے کرتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

مہر میری جان، میرا بچہ ٹھیک ہونا اپ۔وہ نرمی سے اسے اپنی گود میں بٹھاتا اسکے سر پہ بوسہ دیتا بولا۔

ش۔شاہ وہ۔اہا۔ن سر۔م۔میں نہیں۔ای۔سی۔وہ انکی۔ما۔غلطی۔م۔میں نہیں۔

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اسے اپنی صفائی دے رہی جب مرتسم اسے ٹوک گیا۔۔

ششش۔مرتسم۔شاہ جانتا ہے مہرماہ شاہ کتنی معصوم اور پاکیزہ اس لیے آپکو مجھے اپنے کرادر کی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مجھے کچھ نہیں جانم۔مجھے بس اتنا پتہ ہے۔اپ شبنم کے پہلے قطرے کی طرح شفاف ہیں۔۔اس زمین پر میرے لیے اتاری گئی واحد پری۔۔

وہ نرمی سے اسے سینے میں بھینچتے مدھم لہجے میں بولا۔

مہر گہری سانسیں بھرتی اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے آسودگی سے آنکھیں موند گئ۔بند آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بہے تھے۔

اسکے شوہر کو اس پر یقین تھا اسے اور کیا چاہئیے تھا۔

وہ غنودگی میں جاچکی تھی۔ہمیشہ کی طرح اسکے پاس آتے ہیں پر سکون ہو گئ تھی وہ۔

مرتسم نے اسکی میکسی کو دیکھا۔

وہ اس بھاری جوڑے میں کیسے سکون سے رہے گی۔

ایک پل کے لیئے اسنے سوچا کہ وہ اسکا جوڑا تبدیل کر دے لیکن پھر کچھ سوچ کر نفی کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

زارا نے پتھرائی نظروں سے انہیں دیکھا تھا جبکہ آہان شاہ گہری سانسیں بھرتے خود کو ریلیکس کر رہے تھے۔

آخر ایسا کیا کیا تھا آپنے اسکے ساتھ کہ وہ آج تک نہیں بھول پائی۔

اسکی پشت کو دیکھتے وہ دھیمے لہجے میں بڑبڑائی تھی۔

وہ ہر چیز سے آگاہ تھی سوائے اس ایک رات کے۔۔

آہان شاہ لب بھینچ گئے۔

وہ میرا ماضی تھا زارا تم میرا حال ہو میں ماضی کو نہیں یاد کرنا چاہتا بہتر ہے تم بھی مت کھوجو۔

وہ پیچھے مڑتے نرمی سے اس سے بولے تھے۔

مینے آپسے آپکا ماضی نہیں پوچھا آہان۔

مینے صرف یہ پوچھا ہے کہ آخر اپنے ایسا کیا کیا تھا اس معصوم کے ساتھ کہ آپکو دیکھتے اسکے زخم یوں ادھیڑ گئے کہ وہ سانس نہیں لے پائے۔۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ آہان شاہ مہر کو بھولے نہیں تھے لیکن انہوں نے آج تک اسکے حقوق میں اس سے پیار میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔اس لیے وہ مطمئن تھی۔لیکن مہر کی حالت نے اسے اندر تک کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ تو پہلی ہی نظر میں اسے دیکھتے ٹھٹھکی کی۔

مرتسم کے پہلو میں کھڑی وہ کوئی اپسرا الگ رہی تھی معصوم سی کوئی پری۔

داؤد ان دونوں کو باتوں میں مگن دیکھ آہستہ سے وہاں سے کھسک گیا۔

وہ ایک رات وہ سب کچھ چھین لے گئ اس سے۔۔وہ دھیمے لہجے میں بڑبڑائے۔۔

کونسی رات آہان۔زرار نے الجھ کر پوچھا۔۔

قیامت کی رات، تباہی کی رات۔وہ کسی انجانے سحر میں جکڑے بولے تھے۔

انہوں نے ایک نظر زارا کے چہرے کو دیکھا جن پر ہزاروں سوال تھے۔

رخ موڑتے انہوں نے سرد سانس چھوڑی اور آہستہ آہستہ اسے وہ اس رات کے بارے میں سب بتاتے چلے گئے۔

زرا لڑکھڑائ تھی انکی بات سنتے۔

اسے آج سمجھ آیا تھا کہ ہر وقت اسکے ساتھ ہسنے کھیلنے والا انسان اپنی ماں اور بڑی بہن کو دیکھتے اتنا سنجیدہ کیوں ہو جاتا تھا۔

اسے سہی معنوں میں خوف محسوس ہوا تھا۔ان دونوں عورتوں سے۔

وہ جن کے ساتھ رہتی آئ تھی وہ لوگ اتنے خطرناک تھے کہ کسی کے کردار کی دھجیاں اڑانے میں پل نہیں لگاتے تھے۔وہ بے یقینی سے انہیں دیکھے گئ۔

آہان شاہ اسکے تاثرات دیکھتے لب بھینچ گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے قدموں کی آہٹ سے وہ دونوں کی چونکے تھے۔

❤❤❤❤❤

بھابھی آپ اندر جاسکتی ہیں۔

مرتسم زارا کے قریب رکتا نظریں جھکائے دھیمے لہجے میں بولا۔

وش بچے جاؤ بھابھی کو لے جاؤ اپنے ساتھ۔وہ وہاں آتی وشہ سے مخاطب ہوا جو مہر کی طبعیت کا سنتے خود رو رو کر ہلکان ہو گئ تھی لیکن ابھی اسے ولی نے یہاں بلایا تھا۔

وہ جی اچھا کہتے زارا کا ہاتھ پکڑتی اسے وہاں سے لے گئ۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

اب وہاں وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے مرتسم کی سرد نظریں آہان شاہ کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

جانے کتنے ہی ضبط سے اسنے اپنے غصے پر قابو پایا تھا۔

غازی،ولی،اور ارسل تینوں ہی اسے گھور رہے تھے۔

عالم نے

انہیں بتایا تھا کہ کس طرح انہوں نے عین وقت پر سب کو سچ بتایا تھا اگر وہ نا بولتے تو شائید مہر میں جو تھوڑی بہت جان بچی تھی وہ بھی ایس وقت نکل جاتی۔

اس لیے وہ چاہتے ہوئے بھی اسے کچھ کہہ نہیں پا رہے تھے کہ جانے انجانے میں انہوں نے ان پر احسان کر دیا تھا۔۔

لیکن پھر بھی وہ انکے سامنے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔

مرتسم نے گہری سانس بھرتے بالوں میں ہاتھ چلایا تھایوں جیسے خود پر ضبط کیا ہو۔وہ یہاں مہمان تھا اور مرتسم اسے منہ پھاڑ کر جانے کا بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔

مسٹر آحان شاہ ہماری پرفیشنل لائیف ایک طرف ہے لیکن پرسنل ایک طرف میں امید کرتا ہوں آج جو بھی آئیندہ کے بعد آپ میری وائف کے سامنے آنے سے گریز کریں گے کیونکہ انہیں آپکی شکل نہیں پسند۔۔میں بھی آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے ہمارے پرفیشنل لائیف پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔

وہ بغیر کسی لچک کے بولا۔۔

احان شاہ کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔لیکن وہ لب بھینچے کھڑے رہے۔

مرتسم ایک سپاٹ نظر انکے جھکے سر پر ڈالتا مڑ گیا۔

یہ معافی کے لائق تو نہیں لیکن پھر بھی ایک بار مہر سے معافی مانگنا چاہتے ہیں۔

اسے مڑتے دیکھ زارا جو وشہ کے ساتھ جانے کی بجائے پلر کے پیچھے چھپی کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی تیزی سے آگے بڑھتے بولی تھی۔

مرتسم نے اتنی ہی تیزی سے مڑتے حیرانگی سے زارا کو اور قہر آلودہ نظروں سے آہان شاہ کو گھورا تھا۔

جبکہ باقی چاروں کا حال بھی اس سے کم نا تھا۔

ایک آخری بار ایک موقع تو خدا بھی دیتا ہے نا۔ آہان تو پھر انسان ہیں نا خطاوار ہیں کیا معافی مانگنے کے حق دار بھی نہیں۔ زارا نے مرتسم کو دیکھتے بے بسی سے کہا تھا۔

میرا کوئی بھائی نہیں ہے آج پہلی بار کسی کو بھائی سمجھ کر کچھ مانگ رہی ہوں۔

پلیز بھائی یہ ایک بہن کی التجا سمجھ لیں جو اپنے بچے کے باپ کے لیئے آپسے بھیک مانگ رہی ہے۔ میں نے آج تک انہیں ایک بھی رات سکون سے سوتے نہیں دیکھا۔

وہ سچ میں اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔

آہان شاہ نے ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھا تھا وہ عورت آخر اور کتنے احسان کرے گی ان پر۔ وہ اسکے اسیر ہوتے چلے جا رہے تھے اور وہ تھی کہ انہیں اپنا اسیر کرتی ہی جا رہی تھی۔

نیند میں بھی اکثر کچھ بڑبڑاتے رہتے جس سے مجھے صرف یہی پتہ چل سکا کہ مجھے معاف کر دو۔

داؤد انہیں دیکھتے ان سے ڈرنے لگا ہے کیونکہ اکثر ایسے ہی وہ رات ان پر حاوی ہو جاتی ہے اور یہ اپنا آپا کھونے لگتے ہیں۔ وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

غازی نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا تھا مطلب وہ سب جانتی تھی کتنا بڑا ظرف تھا اس عورت کا۔

حتکہ اسمیں سب سے زیادہ نقصان بھی انکا ہوا تھا عالم بھائی تو اس بات کا گواہ ہے اسکے باوجود انہیں ہی کیوں مجرم ٹھہرایا گیا۔

اسنے عالم کیطرف دیکھتے کہا تھا۔رونے کی وجہ سے اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

مرتسم نے بے ساختہ اسکے ہاتھ کھولتے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

اسے آہان پر ترس آیا تھا۔انکی آنکھوں میں چھائی وحشت اس بات کی گواہ تھی کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔

ان چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھاوہ خود میں شرمندہ ہوئے تھے جب عالم نے انہیں ساری بات سے آگاہ کیا تھاتو اسکے باوجود وہ سمجھ کیوں نا پائے۔

آپ پلیز اس طرح میرے سامنے ہاتھ مت جوڑیں بھابھی بہنیں بھائیوں کے سامنے جو سر جھکائے کھڑی اچھی نہیں لگتی۔

غلطی کچھ ہماری بھی ہے سب جانتے ہوئے بھی کہ قصوروار صرف آہان شاہ نہیں تھے ہم لوگ انہیں ہی ٹھہرا رہے تھے۔

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

آپ فکر مت کریں انہیں وہ ایک موقع ضرور ملے گا۔

ابھی مہر کی طعبیت ٹھیک نہیں انہیں اچانک ایسے یوں صدمہ پہنچا ہے۔وہ ٹھیک ہوں گی تو میں انسے بات کروں گا۔

وہ اسکے سر پہ ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا تھا۔

بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے مرتسم آپ بلکل فکر مت کریں آپکے شوہر کو جو گلٹ ہے وہ بہت جلدی ختم ہو جائے گا۔

ولی آگے بڑھتے مسکراتے لہجے میں بولا۔

ہاں آہان شاہ کو جو گلٹ ہے وہی انہیں سکون سے سونے نہیں دیتا ہے اب دیکھئے گا یہ ہر رات سکون سے سوئے گا اور داؤد بھی اس سے ڈرنا چھوڑ دے گا۔

کیوں آہان۔۔

غازی زارا سے نرمی سے کہتے آہان کو گھورتے بولے جو منہ کھولے کھڑا سچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور یہ کہنے کی تو بلکل ضرورت نہیں ہے کہ تمہارے بھائی نہیں ہیں یہ ہم سب تمہیں کیا گدھے دکھ رہے ہیں۔ بھائی کہہ کہ بھی کہہ رہو ہو بھائی نہیں ہے۔

ارسل خفگی سے اسے دیکھتے بولا۔

زارا اچانک چہرے پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ چاروں ہی بوکھلا گئے۔

ارے اب تو ہم بات مان رہے ہیں اب کیوں رو رہی ہیں اپ۔۔

عالم حیرانگی سے اسے دیکھتے بولا۔

یہ تو خوشی کے آنسو ہیں میں ہمیشہ خدا سے شکوہ کرتی تھی کہ مجھے بھائی کیوں نہیں دیا لیکن آج دیکھو اللہ نے مجھے پانچ پانچ بھائی دیئے ہیں جو سہی معنوں میں میرے بھائی ہی لگ رہے ہیں جو اپنی بہن کی آنکھوں میں ایک آنسو برداشت نا کریں۔

وہ سر اٹھائے بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھتی تشکرانہ لہجے میں بول تو ان پانچوں کی سانس میں سانس ائی۔

ک۔کیا میں مہر سے اب میں مل سکتا ہوں مطلب معافی مانگ سکتا ہوں۔

چپ کھڑے آہان شاہ اچانک بولے تھے۔مرتسم نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

ہمم۔۔اسنے محض ہنکار بھرا۔

داؤد کہاں ہے۔اچانک زارا کو اسکا خیال آیا۔

داؤد۔۔آہان شاہ سمیت وہ پانچوں کی چونکے تھے۔

ا۔اہان داؤد کہاں چلا گیا۔وہ لمحوں میں گھبرائی تھی۔

م۔میں یہاں یوں ماما۔معصوم سی آواز پر ان سب نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا جہاں چار سالہ داؤد ڈھیر سالہ ہانم کو بامشکل اٹھائے ہوئے تھا وہ شاید نیند میں تھی۔

مرتسم نے تیزی سے اس تک پہنچتے ہانم کو اس سے لیا تھا جو بس گرنے ہی والی تھی۔

مرتسم کے یوں ہانم کو لینے پر وہ اچانک اونچی آواز میں رونے لگا۔

بڑے جو سب ابھی مہمانوں کو رخصت کر کے اندر آئے تھے وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگے۔

داؤد بیٹے کیا ہوا کیوں رو رہے ہو۔

آہان شاہ نے اسے اٹھاتے کہا جو اب ہچکیاں بھرتے رونے لگا تھا۔

بابا وہ ڈول۔۔وہ مرتسم کے بازوں میں کسمساتی جانم کی طرف اشارہ کر گیا۔

سب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

ہانم کو تھپتھپاتے مرتسم نے بھی چونک کر اس چھوٹی مخلوق کو دیکھا۔

بیٹے وہ اپکی ڈول نہیں ہے۔زارا اسے آہان سے لیتے بولی۔

نہیں ماما وہ میری ہی ڈول ہے مجھے وہی ڈول چاہیئے۔وہ ہچکیاں بھرتا ضدی انداز میں بولا۔

یہ آپکی نہیں میری ڈول ہے۔اور آپ تو خود ابھی اتنے چھوٹے ہو ڈول لے کو کیسے سنبھالو گے ۔وجدان بھائی اسے پچکارتے بولے۔

جو رونا چھوڑ جواب انکی بات سننے لگا۔

توکیا جب میں بڑا ہو جاؤں گا آپ مجھے یہ ڈول دیں گے۔وہ چمکتی آنکھوں سے بولا۔

سب اسکی بات پر ہس دیئے سوائے مرتسم اور غازیان کے۔۔اوکے بیٹا پہلے بڑے ہو جاؤ پھر۔وجدان بھائی ہستے ہوئے بولے داود کی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی وہ کوئی عام چمک نہیں تھی کچھ خاص تھا اس چمک میں جسنے غازی اور مرتسم کو ٹھٹھکنے پر مجبور کیا تھا۔

جانے کس احساس کے تحت مرتسم اپنی بانہوں میں سمٹی ہانم کو بے ساختہ خود میں بھینچ گیا۔اسے ہانم بہت عزیز تھی وہ اسکے قریب کبھی کوئی غم پھٹکنے بھی نہیں دے گا اسنے دل میں پختہ ارادہ کیا تھا۔

لیکن اسکے چاہنے ناچاہنے سے کیا ہونا تھا ہونا تو وہی تھا جو خدا نے چاہا ہو گا۔

ایک نئی محبت نے زمین پر قدم رکھا تھا جسے نا تو مرتسم روک سکتا تھا نا غازی۔۔

رات کافی ہو گئی ہے میرے خیال میں آپ لوگوں کو آج رات یہیں رک جانا چاہیئے۔وجدان آہان شاہ کو دیکھتے بولے۔

نہیں ہمیں چلنا چاہیئے اب۔وہ سہولت سے انکار کر گئے۔

بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں اور باہر موسم بھی خراب ہو رہا ہے آج رات یہیں رک جائیں کل چلے جایئے گا۔مرتسم نے سنجیدگی سے کہا تو چاروناچار وا نہیں رکنا ہی پڑا۔

کچھ کی دیر میں سب تھکے ہارے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے آہان اور زارا کے لئیے گیسٹ روم سیٹ کر دیا گیا تھا وہ بھی داؤد کو لیتے وہاں سے چلے گئے۔

❤❤❤❤

اسنے جیسے ہی اندر قدم رکھا اندر کے ماحول ایک پل کے لئیے اسے مبہوت کیا تھا۔

پورا کمرا پھولوں سے سجا ہوا تھا۔ یہ یقینن ولی کی شرارت تھی۔ وہ سوچ کر رہ گیا۔

اسکی نظر بیڈ پر گئ جو پھولوں کی مسہری سے سجا ہوا تھا۔

وہ مسکرایا لیکن اگلے ہی پل اسکی مسکراہٹ غائب ہوئ تھی۔ کیونکہ وہ روایتی دلہنوں کی طرح بیڈ پر بیٹھی اسکا انتظار نہیں کر رہی تھی۔

اسنے کمرے میں نظریں دوڑائیں تو وہ اسے ڈریسینگ کے سامنے کھڑی نظر ائ۔۔

عالم نے لب بھینچے تھے۔ وہ چینج کر چکی تھی۔

ابھی تو اسنے جی بھر کے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔

سپاٹ چہرے کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے کھڑی جیولری اتار رہی تھی۔

چہرہ تو سپاٹ تھا لیکن دل ڈھڑک ڈھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔

اسنے کن اکھیوں سے عالم کو دیکھا۔وہ اسے دیکھ کر بھی نظر انداز کر رہی تھی۔

عالم نے سرد نظروں سے اسے دیکھاوہ قدم قدم چلتا اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

نیکلس اتارتے نورین کے ہاتھ کپکپائے تھے۔۔

عالم کی سرد نظروں سے اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی۔

کس سے پوچھ کے اپنے چینج کیا ہے۔۔ نظروں سے زیادہ لہجہ سرد تھا۔۔

نورین نے تھوک نگلا۔

مینے کہا تھا نا کہ میں آپکی مرضی کے بغیر آپکو ہاتھ بھی نہیں لگاوں گا لیکن کیا آپکو دیکھنے کے لیئے بھی مجھے آپکی اجازت کی ضرورت ہو گی۔

وہ اسے کہنی سے پکڑتے اپنے مقابل کرتا سپاٹ انداز میں بولا۔

م۔میں۔نورین نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن اسکے لب بری طرح سے کپکپائے تھے۔۔

نور مینے آپسے پہلے بھی کہا تھا میں ان روایتی مردوں کی طرح نہیں ہو جو عورت پر اپنی حکومت چلائے لیکن آپکی حرکتیں مجھے وہ روایتی مرد بننے پر مجبور کر رہی ہیں۔

کیا چاہتی ہیں میں روایتی مرد بن کر آپسے اس رات کے تقاضے پورے کروں۔۔

اسکے لہجے میں ہلکا سا غصہ اور دکھ تھا۔

نورین کا چہرہ سفید پڑا تھا۔

اب کیوں ڈر رہی ہیں جب مینے کہا تھا میرے آنے سے پہلے چینج مت کیجئیے گا تب کیوں ڈر نہیں لگا آپکو چینج کرتے ہوئے۔

وہ اسکے کپکپانے پر چوٹ کرتا بولا۔

عالم اسے کپکپاتے دیکھ ایک تاسف بھری نظر اس پر ڈالتا فریش ہونے چلا گیا۔۔

نورین نے بے بسی اسکی پشت دیکھی وہ چاہ کر بھی اس پر خود کو آسن سب کے لیئے تیار نہیں کر پا رہی تھی۔

آنکھیں رگڑتے جلدی سے ساری جیولری اتارتے وہ اسکے آنے سے پہلے ہی بیڈ سے سارے پھول ایک سائیڈ کرتے چادر میں دبک گئ۔

عالم فریش ہو کر واپس آیا تو اسے یوں چادر میں سمٹے دیکھ سر جھٹکا۔

لائیٹس اوف کرتے وہ یونہی بیڈ کی دوسری سائیڈ بیٹھا تو نورین اچھل کر کھڑی ہوئ تھی۔

اتنے دن سے تو وہ اکیلی دوسرے کمرے میں رہ رہی تھی لیکن اب کمرے کے ساتھ بیڈ بھی شئیر کرنا تھا

۔

کیا ہوا۔عالم نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

ڈونٹ سے نورین کے اب آپ میرے ساتھ صوفہ کھیلنا چاہتی ہیں۔

وہ اسکے تاثرات پڑھتا سنجیدگی سے بولا۔

جبکہ نورین کو جانے کیوں اسکا نورین کہنا چھبا تھا جب سے انکا نکاح ہوا تھا وہ اسے نور ہی کہتا تھا۔

ناتو آپ ٹین اتیج گرل ہیں اور نا میں اس لیے بہتر ہیں ہم صوفہ صوفہ نا کھیلیں۔ میں جانتا ہوں آپکو مجھ پہ زرا سا یقین نہیں ہے لیکن اپ کم از کم مجھے صرف رات کو یہاں سونے دے سکتی ہیں پلیز۔ اس کمرے باہر کوئ صوفہ نہیں ہے اور باہر جا کر میں نہیں چاہتا کہ ہمارے رشتے کے بارے میں کسی کو کچھ کہنے کا موقع ملے۔

وہ سادہ سے لہجے میں کہہ رہا تھا لیکن پھر بھی نورین کو لگا شائید وہ طنز کر رہا ہو۔

بے فکر ہو کر سو جائیں اتنا کچا کردار نہیں ہے میرا کہ آپکی نیند کا فائیدہ اٹھاوں۔

اسے وہیں کھڑے دیکھ وہ سنجیدگی سے بھرپور لہجے میں کہتا رخ موڑ کر لیٹ گیا۔۔

اسکی یہ بات سیدھا نورین نے دل پہ لگی تھی اسنے کب اس کے کردار کے بارے میں کہا تھا لیکن یوں اسکے بیٹھنے پر بیڈ سے اٹھنا نا کہہ کے بھی بہت کچھ کہہ گیا تھا۔

وہ لب چبائے اسکی پشت دیکھنے لگی۔

ع۔عالم۔کچھ دیر بعد بھیگے لہجے میں پکارا۔

عالم کی تمام حساسیت یہیں لگی تھی اسکی بھیگی آواز پر وہ بے چین ہوا تھا لیکن جانتا تھا زرا سی نرمی کرے گا تو وہ اسکی نرمی کا ناجائز فائیدہ اٹھائے گی۔۔اس لیے ڈھیٹ بنا لیٹا رہا۔

عالم۔جب اسنے کوئ جواب نا دیا تو نورین نے اسکے قریب ہوتے اسکا بازو ہلایا۔

عالم جھنجھلا گیا۔

کیا ہوا ہے اب کیوں ہاتھ لگا رہی ہیں آپ مجھے۔

وہ جھنجھلائے سے لہجے میں بولا۔

ایم سوری۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ وہ سر جھکائے شرمندہ سے لہجے میں بولی۔

عالم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

نیلی آنکھوں میں ٹھہرا پانی اسے بے چین کر گیا تھا۔

اٹس اوکے۔ سادہ سے لہجے میں کہتے وہ دوبارہ کروٹ بدل گیا۔

عالم۔ اسکے کروٹ بدلنے پر وہ دوبارہ اسکا بازو ہلا گئی۔

اس سے پہلے کے وہ بازو پیچھے کھتی عالم نے اسکی جھٹکے سے اسے اپنے اوپر کھینچا۔

وہ کٹی ڈالی کی طرح اسکے سینے میں اسمائی۔

نورین نے فق ہوتے چہرے سے اسے دیکھا تھا۔

میں آپسے ناراض نہیں ہوں نورین اس لیے آرام سے سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں۔

وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتا نرمی سے بولا۔

نورین سانس روکے اسے دیکھے گئی۔ اسکے بال پیچھے کرنے پر وہ چونک کر حوش میں آتی کسمسای۔

سکون سے لیٹی رہیں ورنہ میں وہ کر گزروں گا جسکا آپکو ڈر ہے۔اسکے مزاحمت کرنے پر وہ سپاٹ لہجے میں بولتے آنکھوں موند گیا۔

نورین نے کچھ سہمی نظروں سے اپنی کمر میں بندھے اسکے ہاتھوں کو دیکھا۔کچھ دیر تک جب وہ آنکھیں موندیں لیٹا رہا تو وہ ڈرتے ڈرتے احتیاط سے ہاتھ اسکے سینے پر رکھے پیچھے ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن اسکی حصار اور مضبوط ہو گیا۔

تھک کر وہ اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔ننھا سا دل چڑیا کی طرح سہما ہوا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ کچھ تھکان اور نیند کی وجہ سے سو گئی۔

اسکے سونے کا یقین کرتے عالم نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

اسے سکون سے سوئے دیکھ وہ مسکرایا۔۔

سر جھکاتے اسنے اسکا سر چوما۔نرمی سے اسکے چہرے سے بال ہٹاتے وہ اسے دیکھنے لگا۔

اب رات بھر یہی تو کرنا تھا کیونکہ نیند تو آنے سے رہی۔جزبات جو پہلے ہی بھڑکے ہوئے اسکے قریب آنے پر دھک اٹھے تھے لیکن وہ خود پر ضبط کیے نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا آنکھیں موند گیا۔۔

اسکی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو انجانی جگہ پر پایا۔

چونک کر اس پاس دیکھتے وہ حیران ہوئی تھی۔

وہ جگہ انجانی نہیں تھی وہ اور انوشے اکثر ایسی جگہوں پر پائی جاتی تھی جہاں پھول اور تتلیاں ہوں اور یہ جگہ تو پھولوں اور تتلیوں سے بھری پڑی تھی۔۔وہ مبہوت سی اس پاس دیکھ رہی تھی جب دور اسے کسی کی پشت دکھائی دی۔

نوشے۔۔وہ بڑبڑائی۔

انو۔۔پھو وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔

اس ویرانے میں اسکی آواز گونج کر واپس اسی کی طرف لوٹی تھی۔

انوشے نے پیچھے مڑتے اسے دیکھا۔۔

وہ مسکرائی۔

لیکن مہر مسکرا نا سکی۔کیونکہ آ نے انوشے کے پیچھے ایک سایہ دیکھا تھا اور وہ سایہ کوئی اور نہیں امن تھا۔

وہ سانس نہیں لے پائی۔

انوشے خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔جب امن نے اسکے قریب جھکتے اسکے کان میں کچھ کہا وہ کھکھلا کر ہس پڑی۔۔

اور نفی میں سر ہلایا۔

مہر ب تک انکے قریب پہنچ چکی تھی۔

مہر یہ دیکھ عالم نے اسے بھیجا ہے میرے پاس۔۔ یہ میرا بہت خیال رکھتا ہے لیکن تجھے بہت یاد رکھتا ہے۔۔

لیکن تو خوش کیوں نہیں رہتی تجھے پتا ہے نا تجھے خوش دیکھ کر میں بھی خوش ہوتی ہوں۔

وہ ایک سائیڈ انداز میں اسے بتاتے اچانک خفا ہو گئی۔

مہر خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

امن نے اسے نہیں دیکھا تھا اسکی نظریں مہر کے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں چھپی اس بلیو سفائیر والی انگوٹھی پر تھی۔۔

مہر تو اب خوش رہے گی نا وہ سب لوگ بہت اچھے ہیں تجھے خوش رکھتے ہیں بول نا اب ماضی کو یاد کر کے روئے گی تو نہیں نا۔

انوشے لاڈ سے اسے دیکھتے بولی۔۔

مہر ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

اور میری فکر مت میں بہت خوش ہوں۔۔ وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔

امن نے پھر سے اسکے قریب جھکتے کچھ کہا تو اسکا چہرہ اتر سا گیا نروٹھے پن سے اسے دیکھتے وہ ایک نظر مہر کو دیکھ مسکرائ۔اور پیچھے کو قدم لینے لگی۔

جانے کا وقت ہو گیا ہے مہر۔۔وہ اداس لہجے میں بولتے پیچھے جاتی جارہی تھی۔

مہر جیسے ہوش میں ائ۔

انو۔اسکے پیچھے قدم لینے پر تڑپ کر اسے پکارا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتی امن کے ساتھ پیچھے قدم لیتے اندھیرے میں گم ہو گئ۔

نوشے۔۔وہ ایک چیخ کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔۔

مرتسم جو ڈریسینگ روم سے باہر آرہا تھا وہ تیزی سے آکسی طرف بڑھا۔

مہر گہرے سانس لیتی سر تھام گئ۔

مہر میری جان کیا ہوا۔۔۔مرتسم تیزی سے اسکے قریب بیٹھا۔

پ۔پانی۔سوکھتے لبوں پر زبان پھرتے کہا۔

مرتسم نے جلدی سے پانی کا گلاس دیا اسے۔۔۔

وہاں یک ہی گھونٹ میں ختم کر گئ۔

کوئ برا خواب دیکھا۔اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے مرتسم نے نرمی سے کہا۔

مہر نے جواب نہیں دیا نظریں اسکی اپنے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی انگوٹھی پر تھیں۔

انسے مرتسم کو امن کے برے میں سب کچھ بتا دیا تھا کچھ دیر تو وہ چپ رہا آخر کو اسے کیسے برداشت تھا کہ مہر پر کسی کی نظر بھی پڑے کجا کہ کوئ اس سے عشق کرتا ہو۔

لیکن اس جذبے پر تو کسی کا بس نہیں چلتا وہ بس لب بھینچ کر رہ گیا۔

انسے بس اتنا کہا تھا کہ

)جو چلا گیا سو چلا گییا اس سے نفرت کرنے یا غصہ کرتے ہم صرف اسکی روح کو ازیت ہی دے سکتے ہیں۔ بھول جائیں جو ہوا وہ اب اس دنیا میں نہیں وہ ماضی تھا ہم حال ہو چکے ہیں۔اس لیے خود کو قصوروار ٹھہرانا بند کردیں موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔۔

اسنے بہت نرمی سے اسے سمجھایا تھا(

مہر کیوں میری جان نکال رہی ہیں کیا ہوا ہے۔۔وہ نرمی و محبت سے اسکا ہاتھ تھامتا بولا۔

شاہ۔۔وہ جیسے کسی خواب سے کافی تھی۔

جی شاہ کی جان۔۔ مرتسم نے اسے اپنے قریب کرتے خود سے لگایا۔۔

شاہ آپ کبھی مجھ سے دور تو نہیں جائیں گے نا۔وہ سر اٹھائے بھیگی نم انکھوں سے اسے دیکھتے بولی۔

مرتسم کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا۔

میری جان میں کیوں دور جاؤں گا آپسے بھلا۔جان بھی دور کی جاسکتی ہے خود سے۔۔

اسکا سر چومتے وہ اسے اپنی گود میں بٹھاتے لاڈ سے بولا۔

میں آپکو جانے بھی نہیں دوں گی شاہ۔۔وہ اسکے گالے میں بازو ڈالتے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئ۔

مرتسم کو یقین ہو چلا تھا کہ اسنے یقین برا خواب دیکھا تھا۔اس لیے وہ ایسا بیہو کر رہی تھی۔

آپ شاہ کو جان سے مار ڈالیے گا اگر مینے ایس آج ھ سوچا بھی تو۔وہ اسکی نم آنکھیں چومتا محبت سے چور لہجے میں بولا۔

مہر آسودگی سے اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔

مہر۔کچھ دیر بعد وہ ریلیکس ہوئ تو مرتسم نے نرمی سے اسے پکارا۔

چینج کر لیں جانم ایسے کیسے سوئیں گی۔۔وہ اسکے بھاری ڈریس کو دیکھتے بولا۔

مہر کو چارناچار اٹھنا پڑا۔

وہ ببنچ کرنے گئ تو مرتسم بھی فریش ہونے چلا گیا۔کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تو صرف ٹراوزر میں تھا۔

مہر ابھی نہیں آئ تھی۔۔

مرتسم نے ایک نظر ڈریسینگ کے بند دروازے پر ڈالی اور سگریٹ اٹھاتے کھڑی میں آگیا۔۔

سگریٹ سلگھاتے وہ سوچ رہا تھا کہ آخر مہر کو کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔

وہ اتنی گہری سوچ میں تھا کہ اسے مہر کے آنے کا بھی پتہ نہیں چلا۔

مہر نے چونک کر اسے دیکھا۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے اسے ٹوکتی جانے کیوں وہ اسے دیکھنے لگی۔۔

مرتسم نے سگریٹ کا گہرا کش لیا۔ ایسا کرتے اسکے ناک اور منہ سے دھواں نکلا تھا۔

اسنے زندگی میں پہلی بار کسی مرد کو سگریٹ پیتے ہوئے اتنا خوبصورت لگتے دیکھا تھا۔

اسکے ناک اور منہ سے نکلتا دھواں ہوا میں غائب ہوتا تو وہ ایک اور کش لگاتا جیسے ہی وہ کش لگاتا دیکھنے والا اسے دیکھتا رہ جائے۔

مہر مبہوت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

کوئی سگریٹ پیتے ہوئے بھی اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے۔۔ مرتسم نے سگریٹ ختم کرتے پاؤں سے مسلی وہ جیسے ہی پیچھے مڑا سامنے ہی وہ ساکت سی کھڑی تھی۔

شٹ مر گیا۔ وہ ماتھا مسلتے بڑبڑایا اچھے سے جانتا تھا اسکی بیوی کو اسکا سگریٹ پینا بلکل پسند نہیں۔

میں وہ بس ایسے ہی۔ اسے سمجھ نا آیا کیا کہے۔

اسنے مہر کے چہرے کو دیکھا کہا اب تک اسنے کچھ کہا کیوں نہیں وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی

مرتسم لب دبا گیا۔۔

وہ اکثر اپنے دوستوں سے سنتا تھا کہ وہ سگریٹ پیتے ہوئے اگلے انسان کو مبہوت کر سکتا تھا۔۔ وہ سن سر جھٹک دیتا لیکن جانے کیوں آج اپنی بیوی کو یوں خود کو دیکھتے پا کر وہ اندر سے سرشار ہوا تھا۔

جانم۔۔ اسکے قریب جاتے مرتسم نے اسکے دائیں گال پر جھولتی لٹ کو کھینچتے پکارا۔۔

مہر چونک گئی۔۔ وہ شرٹ لیس اسکے قریب کھڑا تھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔

مرتسم اسے مسکاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

نیند آرہی ہے۔نرمی سے پوچھا تو وہ سر ہلا گئ۔

ائیں۔مرتسم لائیٹس اوف کرتے اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔

شاہ۔بیڈ پہ بیٹھتے اسے دیکھتے پکارا۔

جی شاہ کی جان۔۔گھڑی اتارتے مرتسم نے اسکی طرف دیکھا۔

و۔وہ شرٹ پ۔پہن لے نا۔۔وہ جلدی سے کہتی چہرہ موڑ گئ۔

اسکے یوں کہنے پر مرتسم کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

اسکے قریب ہوتے مرتسم نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا۔۔

جانم اب روز آپکو یونہی میری شرٹ لیس سینے سے لپٹنا ہے۔۔اسے اپنے سینے پر گرائے مدھم انچ دیتے لہجے میں کہا۔۔

مہر منہ بنا گئ۔۔

نیند تو وہ پوری کر چکی تھی اس لیے اسکے بازوں کی ابھری ہوئی لکیروں پر انگلی پھرتے مدھم لہجے میں اس سے باتیں کرنے لگی جنکا جواب مرتسم بہت محبت سے دے رہا تھا۔۔

یونہی ایک دوسرے کی بانہوں میں باتیں کرتے وہ جانے کب نیند کی آغوش میں چلے گئے۔کھڑکی سے نظر آتا چاند انہیں دیکھتا آسودگی سے مسکرا دیا۔۔

❤❤❤❤❤

چند ماہ بعد:

وہ بے چینی سے دروازے کے سامنے چکر کاٹ رہا تھا۔

پیچھے مڑ کے ایک سخت نظر عادی اور ارسل پر بھی ڈال لیتا جنہوں نے فاسٹ فوڈ کھلا کھلا کر اسکی بیوی کا سٹمیک خراب کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی وہ دونوں اسکی نظروں سے خائف ہوتے شریف بن کے بیٹھے تھے۔

وہ سب لوگ آج شاہ ولا میں ڈنر پر جمع تھے۔جب اسکی اچانک طبیعت خراب ہوئی تھی۔کافی دن سے اسکی طبیعت خراب تھی وہ کچھ دنوں سے کافی عجیب بیوہیو کر رہی تھی۔جھنجھلائی جھنجھلائی سی رہتی بات بات پہ رونا شروع کر دیتی اور اچانک سے غصہ ہو جاتی۔

مرتسم آفس کے کچھ برڈن کی وجہ سے تھوڑا بزی تھا لیکن اسنے ڈاکٹر سے اپاٹمنٹ لیتا جسے وہ رو دھو کر کینسل کروا دیتی تھی۔

مرتسم کو لگا تھا کہ شائید اسکے موڈ سوینگز ہو رہے ہیں لیکن اب اسے چکر بھی آنے لگے اور وومیٹ بھی اسنے آج اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے کا سوچ رکھا تھا وہ ہمیشہ ڈاکٹر کے نام پر ہی بھاگ جاتی تھی کہ

کچھ الٹا سیدھا کھانے کی وجہ سے ہوا ہے۔اج بھی ارسل اور عادی اسکے لیئے باہر سے پیزا لائے تھے۔۔

اسنے ابھی ایک بائیٹ ہی لی تھی کہ اسے وومیٹ ہوئ اور بے حال ہوتی وہ بے ہوش ہو گئ۔

تبھی آنا فانا ڈاکٹر کو بلایا گیا۔

کچھ دیر میں روم کا دروازہ کھلا اور ماہم اپیا کے ساتھ ڈاکٹر باہر آئ دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

باقی سب نیچے انتظار کر رہے تھے۔

ڈاکٹر کیا ہوا مہر ٹھیک تو ہیں۔وہ بے تابی سے انکی طرف بڑھتا بولا۔

جی،جی مسٹر شاہ آپکی وائف بلکل ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

تو پھر وہ ایسے بے ہوش کیوں ہو گئ تھیں۔۔اسنے الجھی نظروں سے دونوں کے مسکراتے چہرے دیکھے۔

وہ بس کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گئ تھیں انکی ڈائیٹ کا خیال رکھیں اور اب تو آپکو انکا ڈبل خیال رکھنا پڑے گا۔ڈاکٹر نے معنی خیز انداز میں کہا تھا۔

مرتسم نے چونک کر انہیں دیکھا۔

ارسل اور عادی نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہاتھ اٹھاتے شکر کیا تھا۔ماہم اپیا کا مسکراتا چہرہ دیکھ سمجھ گئے تھے کہ کوئ پرابلم نہیں ہے لیکن اتنی دور سے وہ کوئ بات سن نہیں پائے تھے۔

باقی سب تم مہر سے ہی پوچھ لینا ماہم اپیا اسکے کچھ کہنے سے پہلے ٹوک گئیں۔

لیکن۔۔وہ ابھی کچھ بولتا کہ ڈاکٹر ماہم اپیا کے ساتھ آگے بڑھ گئیں۔۔

وہ سر جھٹکتا تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

اسے اندر آتے دیکھ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی مہر نے تیزی سے آنکھیں بند کی تھیں۔

جانم کیسی طبعیت ہی اب۔۔وہ اسکے قریب بیٹھتا فکر مندی سے اسے دیکھتا بولا۔

مہر نے آنکھیں کھولتے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

کیا اسے ڈاکٹر نے نہیں بتایا۔سوچتے وہ لب دبا گئ۔

مہر کیا زیادہ طبعیت خراب ہے۔میںنے کتنی بار منع کیا ہے آپکو کہ فضول چیزیں مت کھایا کریں لیکن نہیں اپنے سنی کس کی ہوتی ہے۔۔وہ اسکے جواب نا دینے پر اسکی طبعیت زیادہ خراب سمجھتا کچھ ڈانٹنے کے انداز میں بولا۔

مہر لب دبائے اسے دیکھتی رہی۔

مہر کیا کہا ہے ڈاکٹر نے۔مرتسم اسکے مسلسل چپ رہنے پر اسکے چہرے سے بال ہٹاتا بغور اسے دیکھتا بولا۔

اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جبکہ چہرے پر بھی مختلف رنگ تھے۔۔

شاہ وہ ڈاکٹر نے۔۔وہ کچھ بولتے اچانک چپ ہو گئ۔

ہمم ڈاکٹر نے کیا۔۔وہ کچھ کچھ سمجتا گہری نظروں سے اسے دیکھتے بولا۔۔

مہر نے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا اسکا ہاتھ چہرے سے ہٹاتے مہر نے جھکی نظروں سے اپنے پیٹ پہ رکھا۔

مرتسم نے بےیقنی سے اسے دیکھا۔

مہر آپ، مطلب ہم۔اسکے منہ سے بے ربط جملے نکلے تھے۔۔

چہرے پر کئ تاثرات تھے۔۔

مہر نے جھکی پلکیں اٹھاتے اسے دیکھا اسکی آنکھیں نم تھیں۔

اسنے نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مرتسم ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔۔

پھر وہ اچانک جھکا اسنے تیزی سے مہر کو خود میں بھینچا تھا۔

الحمدللہ۔دھیمے لہجے میں کہتے اسنے مہر کے سر پہ بوسہ دیا۔

بہت بہت شکریہ میری جان اتنا خوبصورت تحفہ دینے کے لئیے۔۔

اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتا خوشی سے چور لہجے میں بولا۔

م۔مجھے سمجھ نہیں آرہا اتنی بڑی خوشخبری پر کیسے شکر کروں اپنے رب کا۔۔

وہ اسے خود میں بھینچے جذبات کی ملی جلی کیفیت میں بولا۔۔

کچھ بولیں۔۔اسکی خاموشی نوٹ کرتے مرتسم نے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔

کیا بولوں۔۔اسکی شرٹ کے بٹنوں پر انگلی پھیرتے وہ مدھم لہجے میں بولی۔

مرتسم نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا آپ خوش نہیں ہے مہر۔۔اسے اپنے گود میں بٹھاتے مرتسم نے نرمی سے پوچھا۔۔

بہت خوش ہوں شاہ مجھے سمجھ نہیں آرہا اپنی خوشی کا اظہار کیسے کروں۔

بہت عجیب سا فیل ہو رہا ہے۔

میرے اندر ایک ننھی سی جان پل رہی ہے شاہ م۔میں کیسے سب سنبھالوں گی۔

وہ روہانسے لہجے میں بولی تو مرتسم مسکرا دیا۔

میں ہونا میری جان آپ بے بی کو سنبھالنا میں آپکو سنبھال لوں گا۔۔

وہ اسکا سر چومتے محبت سے بولا۔۔

اس سے پہلے کہ مہر کچھ کہتی دروازہ نوک ہوا تھا۔۔

مرتسم نے چونک کر دروازے کو دیکھا جبکہ مہر تیزی سے پیچھے ہوئی تھی۔

آرام سے۔۔اسکے یوں تیزی سے پیچھے ہونے پر مرتسم اسے پکڑ تا گھورتے بولا۔۔

اجائیں۔۔دوبارہ دروازہ نوک ہونے پر وہ بیڈ سے اٹھتا بولا۔

اسکے کہنے کی دیر تھی سب لوگ تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے۔

مہر نے بے چارگی سے مرتسم کو دیکھا وہ اسے آنکھ ونک کرتا کندھے اچکاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

او۔مائی۔ گاڈ مہر میں پھر سے پھوپھو بننے والی ہوں۔ مرتسم بھائی کا بے بی آئے گا اف میں بہت خوش ہوں۔۔وشہ اس سے چپکتی تقریباً چیخنے کے انداز میں بولی تھی۔

مہر جھنپ گئی۔۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جسنے ہمیں یہ دن دکھایا۔بہت بہت مبارک ہو بچے۔۔روحا ماما اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولیں۔

مہر شرمیلی مسکراہٹ سے ان سے ملتی رہی۔

خوشی کا لفظ بہت چھوٹا ہے مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ میرے میر کا انچھ آئے گا۔اسکا بچہ۔۔ ماہم اپیا بے یقینی لہجے میں بولیں تھیں۔

یقین کر لو ماہم اب چھوٹی مہر یا چھوٹا مرتسم آئے گا۔۔ آہانا ماما مہر کا سر چومتے محبت سے بولیں۔۔

وہ سب ابھی اس سے باتیں کر ہی رہی تھیں کہ تبھی دوبارہ دروازہ آیت اور زرنور بھاگنے کے انداز میں اس تک پہنچتی اس سے لپٹی تھیں۔

کونگریجولیشنز ماماٹوبی۔وہ دونوں ایک ساتھ اسکے پاس چیخی تھیں۔

مہر جھنپ کر دونوں کو گھور کر رہ گئی۔۔

بہت بہت مبارک ہو مہر۔۔ وہ دونوں اس سے الگ ہوئی تو نورین نے ہلکی مسکراہٹ سے اس سے کہا تھا۔

ایسے خالی خالی مبارک قبول نہیں ہو گی ارے بھئی منہ میٹھا کرو سب۔ماہین بھابھی مٹھائی کی پلیٹ لیے اندر آتے بولی تھیں۔

ہاں بلکل کیوں نہیں منہ میٹھا کرنا تو بنتا ہے۔۔رضوانہ ماما مہر کے منہ میں گلاب جامن ڈالتے بولیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ نیچے بی جان کے پاس تھی وہ اوپر نہیں جا سکتی تھیں اسلیے مہر خود نیچے ان سے ملنے آئی تھی۔۔

سب سے پہلے اسکی نظر اتارتے اسکا صدقہ دیا گیا تھا۔۔

پورے گاؤں میں مٹھائیاں بانٹیں گئ تھیں۔اخر کو انکے سردار سائیں کا وارث آنے والا تھا۔

❤❤❤❤

مبارک ہو میرے شیر آخر کو مہر کا پیار بانٹنے کوئی آرہا ہے۔۔ارسل اور ولی اسے گلے لگاتے چیخے تھے۔۔

یہ خوشخبری سنانے کی دیر تھی سب لڑکے اسے گھیرے بیٹھے تھے۔۔۔ صرف گھیرے ہی نہیں بیٹھے تھے بلکہ ڈھول والے کو بھی بلوایا تھا۔

مرتسم انکی حرکتوں پر مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔

بہت مبارک ہو جیجا جی۔۔او سوری ڈیڈی ٹو بی۔۔غازی اسے گلے لگاتا شرارت سے بولا تو مرتسم ہس دیا۔

یہ خیال ہی سرشار کیے جارہا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے اسکا وارث اس دنیا میں آنے والے ہے۔۔

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

مہر۔۔

وہ چھ ماہ کی ایزل کو گود میں لیے کھیل رہی تھی جب آیت نے اسے بلایا۔

ہاں۔اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

جس طرح سے ایزل تم سے اٹیچ ہے کچھ ماہ بعد تمہارا اپنا بے بی آنے کے بعد تم اسے کیسے ٹائم دو گی۔۔

وہ پر سوچ لہجے میں بولی تھی۔

مہر مسکرا دی۔ آیت مینے پہلے بار کسی بچے کو گود میں لیا تھا تو وہ ہانم تھی، دوسری ایزل اور تیسرا آبان

۔۔یہ تینوں ہی بچے مجھے بہت عزیز ہیں۔

تینوں کی مجھ سے اٹیچ ہیں چاہے میرا اپنا بے بی ہو کیوں نا جائے یہ تینوں میرے لیے میرے پہلے بچے ہی رہیں گے۔انکے لیئے میرا پیار کبھی بھی کم نہیں ہو گا۔وہ مسکراتے لہجے میں بولی تھی۔

اور ایزل تو ہے ہی میری بیٹی۔۔کیا ایسا نہیں ہے۔۔وہ ابرو آچکا کر بولی تو آیت مسکرا دی۔۔

غازی اور زر نور اسلا ماباد ہی شفٹ ہو گئے تھے ولی کے ساتھ۔

ولی، ارسل اور غازی نے مل کر شاہ ولا کے قریب ایک بنگلہ لیا تھا کیونکہ تینوں ہی اکیلے تھے نا غازی کے آگے پیچھے کوئی تھا نا ولی کے اور ارسل کے پیرنٹس واپس چلے گے صوفیہ کی شادی بھی انہوں نے وہیں کی تھی۔ اس طرح سے زرنور، زارا اور آیت بھی اکیلی نہیں ہونگی۔۔

دونوں بنگلے آس پاس ہی تھے بس دس منٹ کے فاصلے پر زرنور اور آیت اکثر یہیں پائی جاتی تھی۔

اس وجہ سے ایزل مہر سے اور زیادہ اٹیچ ہو چکی تھی۔

عالم نورین کے ساتھ باہر شفٹ ہو گیا تھا وہ لوگ ایک ہفتہ پہلے ہی واپس آئے تھے ولی اور زین شادی کے لئیے جو کہ ایک دن بعد تھی۔۔

کل مہندی تھی اور پرسوں بارات اور پھر ریسیپشن۔۔

❤❤❤❤❤

مہر نے غصے سے اسے دیکھا جبکہ مرتسم اسکی غصے بھری نظریں خود پر محسوس کرتے بھی انجان بنا اسکے لئیے بنائے گئے نوڈلز ٹھنڈے کر رہا تھا۔

کھائیں۔۔ وہ نوڈلز اسکے آگے رکھتا بولا لیکن وہ چہرہ موڑتی دیواروں کو دیکھنے لگی جہاں انکی ڈھیروں تصویریں تھیں۔

پچھلے تین ماہ میں وہ لوگ بہت ساری جگہ گھوم کر آئے تھے انکا کمرہ انکی تصویروں سے بھرا پڑا تھا۔

ہر ایک جگہ کی تصویر تھی اور ہر تصویر میں دونوں ایک سے بڑھ کر خوش اور خوبصورت لگ رہے تھے۔۔

مرتسم نے اسے اسکی ساری پسندیدہ جگہوں پر گھمایا تھا۔ولی اور زین کی شادی کی وجہ سے وہ لوگ واپس آگئے تھے ورنہ ابھی انکا اور گھومنے کا ارادہ تھا۔۔

مرتسم اسکی نظریں دیوار پر لگے انکے پوٹریٹ پر محسوس کرتا اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا۔

وہ چار ویرٹیکل فریم تھے (لمبائی کی شکل میں) جنہیں ایک بڑے پوٹریٹ کی شکل دی گئی تھی

Like a multi pannel.

جسمیں انکے نکاح، مہندی، برات اور ولیمے کی ایک ایک تصویر تھی جو انکے بیڈ کی پچھلی دیوار پر لگا تھا۔۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے والا جو اندر آتا اسکی نظر سب سے پہلے اس پوٹریٹ پر پڑتی تھی۔وہ اس پوٹریٹ میں اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ دیکھنے والا مبہوت رہ جائے۔

ادھر دیکھیں وہ تھوڑی سے اسکا چہرہ تھامتے اپنے زمانے کرتا بولا۔

مہر نے شکایتی انداز میں اسے دیکھا۔

لے جائیں مجھے نہیں کھانے۔۔وہ نروٹھے پن سے بولتے ٹرے پیچھے کر گئی۔

لیکن ابھی تو آپکا بہت دل کر رہا تھا۔وہ مسکراہٹ دباتے بولا۔

اب نہیں کر رہا۔۔وہ تنک کر بولی۔

کل ولی اور زین کی مہندی تھی سب ولی کے بنگلے میں جمع محفل جمائے بیٹھے صرف وہی یہاں تھی۔مرتسم نے سختی سے اسے جانے سے منع کیا تھا۔کہ آگے ابھی تین فنکشنز ہے وہ تھک جائے گی۔ڈاکٹر کے مطابق وہ بہت ویک تھی اسے زیادہ سے زیادہ ریسٹ کی ضرورت تھی۔۔

جانم میری بات سمجھنے کی کوشش کریں بس آج آپ ریسٹ کر لیں پھر اگلے تین دن آپکو ذرا بھی نہیں روکوں گا پکا پرامس۔۔وہ اسے پچکارتے بولا۔

بلکل بھی نہیں شاہ۔یہ دن واپس کبھی نہیں آئیں گے۔ایک ہی بھائی بچا کے اسکی شادی بھی نہیں انجوائے کر سکتی۔

آان بھائی کی شادی بھی نہیں دیکھی عالم کی بھی نہیں اور اب ولی اور زین بھائی کی شادی پر بھی کمرے میں بند ہو کے بیٹھ جاؤں میں۔وہ اچانک رو پڑی۔

مرتسم ہقا بقا اسے دیکھنے لگا۔۔

مہر میری جان اتنی چھوٹی سی بات پر کیوں رو رہی ہیں۔میں آپکو تھوڑی نا یہاں بند کر رہا ہوں میں تو بس آپکی صحت کے لیئے کہہ رہا تھا۔

مرتسم سے خود سے لگاتا ہڑابڑائے لہجے میں بولا۔

لیکن وہ اور تیزی سے رونے لگی۔

اچھا میری بات سنے۔ادھر دیکھیں آپکو جانا ہے ناوہاں چلیں ابھی کے چلتا ہوں لیکن پلیز ایسے روئیں مت۔۔وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا اسکے آنسو صاف کرتا محبت سے بولا۔۔

ابھی جائیں گے۔وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولی۔

ہاں میری جان ابھی جائیں گے۔وہ اسکی بھیگی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا۔

مہر سر ہلاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے خود سمجھ نہیں آیا کہاسے اتنی سی بات پر اتنا رونا کیوں آیا تھا۔۔

ایک منٹ یہ میڈیسن تو لے لیں پھر چلیں گے۔وہ اسکے سامنے اسکی میڈیسنز کرتا بولا۔

مہر نے خاموشی سے میڈیسنز لیتے پانی سے نگل لی۔

اسکی ہاتھ سے جوس بھی خاموشی سے پی لیا۔

اور گلاس ختم کرتے وہ اسکی ایک بھی سنے بغیر باہر کی طرف بڑھ گئ۔

مرتسم گہری سانس چھوڑتا اسکے پیچھے ہی چل دیا۔

ایک واحد یہی بندی تھی جو مرتسم میر سے ہر بات منوا سکتی تھی۔

وہ اسکے پیچھے چلتے سوچتا مسکرا دیا۔۔

❤❤❤❤

آیت جلدی کرو یار یہ بہت تنگ کر رہا ہے۔۔

آئینے کے سامنے کھڑی آیت کو کہتے ارسل اپنے تین ماہ کے بیٹے کو بامشکل چپ کروا رہا تھا۔

وہ جب سے آیا تھا اسنے باپ کی ناک میں دم کر کے رکھ دیا تھا۔سکون صرف اسے ماں کے پاس ملتا تھا۔باپ کے پاس آتے ہی وہ گلا پھاڑ کے رونا شروع کر دیتا تھا۔۔

مرتسم اور ولی تو اسکی درگت بننے پر خوب ہستے تھے اور کہتے تھے کہ بہت اچھا کرتا ہے آبان ہمارا بدلہ لیتا ہے جو تم ہمارے ناک میں دم کیے رکھتے تھے۔۔

اور ارسل اپنے اس تین ماہ کے شیطان کو گھور کر رہ جاتا تھا۔

حد ہے ارسل آپ سے دو منٹ بھی اپنا بیٹا سنبھالا نہیں گیا میں سارا دن سنبھالتی ہوں۔

اس سے آبان کو لیتے آیت نے غصے سے اسے دیکھتے کہا۔

جبکہ ارسل اسے جواب دینے کی بجائے اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

وہ ٹی پنک لہنگا پہنے ہوئے تھی۔

بالوں کی لمبی چوٹی بنائے اسمیں پھول سجائے ہوئے تھے۔

ماتھے پر بڑی سی بندیا چمک رہی تھی۔

لائیٹ سے میکاپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

کیا ہوا۔اسے وہیں کھڑے دیکھ آیت نے سر اٹھتے پوچھا۔

جب وہ اچانک جھکا اسکے لبوں کو چومتے وہ تیزی سے پیچھے ہوتے واشروم میں بند ہوا تھا۔۔

ہیں۔ایت ہقابقارہ گئ یہ کیا ہوا تھا۔

لیکن پھر سمجھ آنے پر وہ دانت کچھا کر رہ گئ۔

اسنے آبان کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا۔وہ شرمندہ سی ہو گئ۔

اسکا بیٹا صرف تین ماہ کا تھا پھر بھی وہ اس سے ایسے شرمندہ ہوئ جیسے تیس سال کا ہو۔

آجاو آبان اب ماما آپکو پالا سا تیار کریں گی۔۔

وہ اسکی آنکھیں چومتی اسے بیڈ پہ لٹاتے بولی۔

اسکے کپڑے چینج کرتے اسنے ارسل کی سارے چیزیں نکالی اور خود زرنور کے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔

ایزل اب ماما ماریں گی اپکو۔۔ زرنور نے جھنجھلائے لہجے میں کہتے ایزل کو ڈانٹا جو ماں کی ڈانٹ پر ایک نظر اسے دیکھتی پھر سے مڑ گئ۔

زرنور نے غصے سے اس آفت کی پڑیا کو دیکھا جسے پیر نہیں جیسے پر مل گئے ہوں۔

وہ چھ ماہ کی تھی چھ ماہ کا بچہ عموماً بیٹھتا ہے لیکن وہ سہارے سے کھڑی بھی ہو جاتی تھی۔

کبھی بیڈ کے ساتھ تو کبھی غازی کی ٹانگوں سے چپک کر وہ گر کے اکثر چوٹیں لگواتی رہتی تھی۔۔

ابھی بھی زرنور اسے تیار کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ کرولنگ کرتے کبھی ادھر تو کبھی ادھر چلی جاتی۔

ہاتھ مار مار کر انسے زرنور کی ساری لپسٹک بھی خراب کر دی تھی۔

ٹھیک ہے رہو ایسے ہی نہیں کر رہی میں تمہارے کپڑے چینج اب باپ سے ہی کروانا۔وہ اسکا لہنگا وہیں پٹکتے خود شیشے کی طرف بڑھ گئ۔

کی ہو گیا ہے زرجان کیوں غصہ کر رہی ہو۔باتھ روم سے نکلتا غازی اسے دیکھتا بولا۔

غازیہ رہا آپکی لاڈلی کا سامان کر لیں تیار اسے خود میرے ہاتھ نہیں رہی تھی۔تنگ کر کے رکھ ہے اسنے مجھے۔

وہ روہانسے ہوتے بولی تھی۔

ٹاول اپنی جگہ پر رکھتے غازی نے ایک نظر اپنی لاڈلی کو دیکھا جو باپ کے باہر آنے پر آرام سے بیڈ پہ بیٹھی معصومیت سے اسے دیکھنے لگی جیسے وہ تو کچھ کر ہی نہیں رہی تھیں۔

گہری سانس بھرتے وہ زرنور کی طرف بڑھا وہ جانتا تھا ایزل زرنور کو جان بوجھ کے تنگ کرتی ہے۔

اتنا غصہ کیوں کر رہی ہے میری چھوٹی سی جان۔وہ تو بچی ہے اور بچے ایسی شرارتیں کرتے ہی ہیں۔

وہ اسے پیچھے سے ہگ کرتا پیار سے بولا۔۔

نہیں غاز بچے ایسے تنگ نہیں کرتے یہ صرف مجھے تنگ کرتی ہے جیسے میں اسکی سوتیلی ماں ہوں۔۔

وہ شکایتی انداز میں بولی تھی۔

غازی نے لب دباتے مسکراہٹ کنٹرول کی تھی ورنہ اسکی تپی ہوئی بیوی اور تپ جاتی۔

نہیں میری جان ایسے نہیں کہتے وہ اسکی چوٹیاں میں لگے پھولوں کی خوشبوں میں گہری سانس بھرتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

غاز۔زرنور سکی گھمبیر آواز پر سٹپٹا گئی۔

اسنے مہندی کلر کا لہنگا پہنا تھا۔لائیٹ سے میکاپ میں وہ ساتھ لائیٹ ہی جیلوری پہنے آج بھی حسن کی دیوی لگ رہی تھی۔

اسکے ساتھ کا ہی لہنگا ایزل کا تھا۔

ہم۔۔اسکی کنپٹی پر لب رکھتے اسے دیکھا۔۔

ایزل کو دیکھیں نا۔وہ اسکے دیکھنے پر سٹپٹاتے بولی تھی۔

اچھا میں دیکھتا ہوں اسے تم پریشان مت ہو۔وہ اسکی تیکھی ناک چومتا بولا تو وہ مسکرا دی۔۔

وہ غازی کی موجودگی میں اسکی لاڈلی کو تیار کرنے لگی جو باپ کے قریب رہنے پر منہ میں انگلی ڈالے اب معصومیت سے زرنور کو سب کرنے دے رہی تھی۔

زرنور نے اسے گھورا وہ چھ ماہ کی بچی نہایت ہی چلاک تھی۔

اسے اپنی پھوپھو کی توجہ کسی اور بچے پر قبول نہیں ہوتی تھی اور ایسا ہوتے ہی وہ گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیتی تھی۔

پھوپھو کے علاوہ وہ باپ کے معاملے میں بھی ایسے تھی باپ کی توجہ تو اسے کسی بڑے کی طرف بھی قبول نہیں تھی سوائے اپنی ماں کے۔جب وہ دونوں ساتھ ہوتے تو وہ مسکرا کر ٹکر ٹکر انہیں دیکھتی رہتی تنگ نہیں کرتے تھی۔۔

میرا بچہ۔۔اسکے سر پہ بینڈ لگاتے غازی نے اسکے چہرے پر جا بجا لب رکھے تو وہ کھکھلا دی اسکے کھکھلانے پر گال میں گڑھے نمایا ہوئے تھے جو کچھ ماہ پہلے ہی نمایا ہونے لگے تھے۔۔

تم آرام سے اپنی تیاری پوری کرو میں اسے زرا باہر گھوما کے لاتا ہوں۔

وہ زرنور کے ماتھے پر لب رکھتا گہری نظروں سے اسے دیکھتا ایزل کو اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ باپ بیٹی کے پیار پر نفی میں سر ہلاتے اپنی تیاری دیکھنے لگی۔

تبھی آیت بھی آبان کو اٹھائے وہاں آگئ۔۔

نور تم تیار نہیں ہوئی۔ابان کا کاٹ بیڈ پر رکھتے وہ اسے آئینے کے سامنے کھڑے دیکھ پوچھنے لگے۔

میں تو تیار ہوں بس یہ ایزل نے میری لپسٹک خراب کر دی وہی سہی کر رہی ہوں۔

وہ ہونٹوں پر لپسٹک لگاتے بولی۔۔

ہاہاہاہا۔۔کہاں گئ اب وہ آفت۔۔ آیت اسکے جھنجھلا کر کہنے پر ہستے ہوئے بولی۔۔

غازے لے کر گئے ہیں اسے باہر۔باپ کے پاس تو وہ ایسے خوش ہوتی ہے جیسے اسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔وہ اپنی تیاری کو آخری ٹچ اپ دیتے بولی۔

چلیں۔ایت بھی اپنی تیاری پر آخری نظر ڈالتے اس سے بولی تو زرنور آبان کو اٹھائے اسکے ساتھ باہر کی طرف چل دی۔

زرنور کی نظر میں آبان نہایت ہی معصوم بچہ تھا جو بلکل تنگ نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ واقعی زرنور کے پاس خوش رہتا تھا اسکی ہیزل کو دیکھ کر وہ جانے کیا سوچ سوچ کر مسکراتا رہتا۔

جس سے غازی اکثر چڑ جاتا تھا کہ وہ اسکی آنکھوں کو کیوں دیکھتا ہے اور زرنور کا ہس کے کہہ دیتی آپکی لاڈلی کی طرح میری آنکھوں میں انگلیاں تو نہیں مارتا تھا۔وہ ایزل کے ہاتھ چلانے پر اسے ٹکا سا جواب دیتی تھی۔

کیا مصیبت ہے۔۔وہ بیزار لہجے میں کہتی ائیرنگ ڈریسینگ ٹیبل پر پٹک گئ۔

مرتسم صوفے پر لیپٹاپ لیے کام کر رہا تھا لیکن اسکی نظریں مہر پر بھی تھیں جو ہر چیز سے جھنجھلائ ہوئ تھی۔

وہ لپٹاپ اوف کرتا اسکی طرف بڑھا۔

یہاں بیٹھے میں کرتا ہوں۔اسنے چیئر پر بٹھاتے محبت سے کہا۔

مرتسم نے نرمی سے اسے ائیر نگز پہناتے اسکی بندیا سیٹ کی اسکی چوٹی کے بل ڈالتے اسکے کہے مطابق مرتسم نے انمیں کلیوں کے پھول سیٹ کر دیئے۔

گلے میں خوبصورت سی چین پہناتے مرتسم نے اسکے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنائیں۔

اور کچھ۔۔اسکے پیچھے کھڑے ہوتے مسکراتے پوچھا۔

وہ بلیک کلر کے لہنگے میں تھی اسکے لہنگے پر پرپل اور گولڈن کلر کا کام ہوا تھا ساتھ گولڈن ہی کرتی تھی۔

میکاپ کے ناپ پر صرف مسکارا اور لپسٹک تھی۔لہنگا اتنا بھاری نہیں تھا وہ آرام سے کیری کر سکتی تھی۔

کیسی لگ رہی ہوں۔۔وہ اسکی طرف مڑتے اسے دیکھتے بولی۔

میری لگ رہی ہیں اور بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔

وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا دیوانگی سے چور لہجے میں بولا۔

وہ تو پہلے ہی جان سے زیادہ عزیز تھی اور اب تو اسمیں انکے پیار کی نشانی پل رہی تھی مرتسم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اتنی بڑی خوشخبری پر اسے سہی معنوں میں پلکوں پر بٹھالے۔۔

مہر اسکے یوں کہنے پر جھنپ گئی۔۔

چلیں۔اسے بغور دیکھتے مرتسم نے کہا تو وہ سر ہلاتی اسکا ہاتھ تھامتی اسکے ساتھ چل دی۔۔

زین اور ولی کی مہندی ولی کے بنگلے میں ہی رکھی گئی تھی۔

لڑکیاں سب ان دونوں کی رسم کرتیں بلکہ رسم کے نام پر انہیں اچھے سے ہلدی میں نہلاتی دانین کی طرف چل دیں اسکے بعد انہیں زہرہ کی طرف بھی جانا تھا۔

(دانین نے اپنی ماں کو معاف کر دیا تھا اور زین نے بھی سب کچھ بھلاتے اپنے باپ اور زینی کو معاف کیا تھا۔

زینی ہمیشہ کے لئیے کینیڈا شفٹ ہو چکی تھی لیکن آکسی شادی کے لئیے وہ کل ہی پاکستان آئی ہوئی تھی۔

وہ دونوں راضی تھے تو انکے گھر والوں کو کیا مسئلہ ہو سکتا تھا اس لیے ایک ہفتہ پہلے ہی انکا نکاح کر دیا گیا تھا اور باقی رسمیں اسکی اور ولی کی اکھٹی ہو رہی تھیں۔۔)

اوئے ہوئے دانین آپی۔ آج تو آپ کوئ آسمان سے اتری پری ہی لگ رہی ہیں۔

مہر اسے دیکھتے شوخ لہجے میں بولی تھی۔۔

دانین نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

آرام سے چلو میں بھاگی نہیں جارہی۔ اسکے بھاگنے پر وہ اسے گھورتے بولی۔ وہ بھی اسکی طرف سے ملنے والی نیوز سے آگاہ ہو چکی تھی۔

مہر، زرنور اور آیت الگ آئیں تھیں۔

جبکہ زینب جو ولی اور زین کو اچھے سے ہلدی سے رنگتے ماہم اپیا لوگوں کے ساتھ انکے پیچھے آئ تھی

دانین کے ایسے کہنے پر وہ چونک گئ۔

ابھی تک اسکا مہر سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔

اسنے چونک کر مہر کو دیکھا۔۔

وہ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئ تھی۔ مرتسم کی سنگت میں وہ دن با دن نکھر رہی تھی۔

اسکے چہرہ پر کھلی گلابیاں کسی کو بھی مبہوت کیے دیتی تھیں۔۔ اسے صبح آیت سے مہر کی پریگننسی کا پتہ چلا تھا وہ آگے سے بس خاموش رہی۔

وہ اسے دیکھتے بے ساختہ ماشاءاللہ کہتے نظریں پھیر گئی۔

دانین آپی آج تو غصہ چھوڑ دیں۔۔ مہر منہ بنا کر بولی۔۔

ماشاءاللہ دانین تم واقعی میں آج بہت پیاری لگ رہی ہو۔ ماہم اپیا اس سے ملتے بولیں۔۔

دانین نے ییلو کلر کا شرارہ پہن رکھا تھا۔۔ اسکے ساتھ اسکی پوری جیلوری پھولوں کی تھی۔

بالوں کا ہئیر سٹائل بنائے مانگ میں پھول ٹیکا سیٹ تھا۔ کانوں میں بڑی بڑی پھولوں کے اویزے تھے

بالوں کو پنک ڈوپٹہ سے ڈھکا ہوا تھا۔ میک اپ نا ہونے کے برابر کیا تھا۔۔

واقعی میں بہت روپ آیا ہے۔۔ ماما اسکی نظر اتارتے بولیں۔

مہر لوگ اب اسکی باقی کزنز اور ماما سے مل رہی تھیں۔

وہ دانین کی ماما سے ملتے ہستے ہوئے اچانک دانین مڑی تو اسکی مسکراہٹ مدھم ہوئی تھی۔۔

زینب دانین سے ملتی مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح سیم ڈریسینگ میں تھی۔

زینیب کی بھی اس پر نظر پڑ چکی تھی وہ دانین سے ایکسکیوز کرتی مہر کی طرف بڑھی۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھیں۔

کیسی ہو۔۔۔ وہ مہر کو بغور دیکھتے مدھم لہجے میں بولی۔

ٹھیک ہوں۔ تم کیسی ہو۔۔ وہ سر ہلاتے ہلکی مسکراہٹ سے بولی تھی۔۔

میں بھی ٹھیک ہو۔ زینی اس پر سے نظریں ہٹا گئ۔

وہ پوری مرتسم کے رنگ میں رنگی کھڑی تھی اس سے زیادہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھی چاہے وہ دل سے ساری رنجشیں مٹا چکی تھی لیکن دل میں کہیں نا کہیں اسکی محبت آج بھی تھی۔۔

وہ سر جھٹک کر مہمانوں کی طرف بڑھ گئ۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

وہ باقی دلہنوں کی نسبت اپنی مہندی بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہی تھی۔

لڑکیوں نے اسے بہت اچھے سے ہلدی لگائی تھی تو چھوڑا اسنے بھی انہیں نہیں تھا۔۔

ابھی بھی وہ سب کے بیچ کھڑی ڈانس کرنے میں مگن تھی۔دو گھنٹے وہاں گزارنے کے بعد وہ لوگ زہرہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

زہرہ کو ہوسپٹل کی طرف سے شہر میں جو گھر ملا تھا وہیں اسکے فنکشن ہو رہے تھے۔۔

وہ لوگ آدھے گھنٹے میں اسکے گھر میں موجود تھے۔

زہرہ کی فیملی بہت کم تھی۔اسکی کچھ کزنز تھیں اور دو پھوپھو تھیں۔

اسکی ایک ہی خالہ تھی جسکے دو بچے تھے۔

کچھ اسکے بابا کے دوست کی فیملی تھی بس یہی مہمان تھے۔۔

اسکا بھی سیم دانین کے جیسا ڈریس تھا لیکن اسکے ڈریس کا کلر مہندی کلر جیسا تھا۔اسکی سانولی رنگت میں آج گلابیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔

کہتے ہیں عورت کے چہرے پر نور صرف ایک مرتبہ ہی آتا ہے۔

ایک جب وہ پیدا ہوتی ہے، یا پھر جب اسکی شادی ہو اور آخری جب اسکی موت ہو۔۔

اور زہرہ کے چہرے کی چمک اس بات کی گواہ تھی کہ اسکے چہرے پر شادی کا خوب روپ آیا تھا۔

اسکے چہرے سے نظریں ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔

زہرہ کی رسم کرنے کے بعد سب نے وہیں پر اپنی مہندی لگوائی تھی رات کے تقریباً بارہ بجے وہ لوگ گھر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

لڑکیاں تو آتے ہی سو گئیں جبکہ لڑکے ابھی تک بھنگڑے ڈالنے میں مصروف تھے انکا ارداہ شائید آج ساری رات نہیں سونے کا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

صبح کا سورج اپنے بہت ساری خوشیاں لیے طلوع ہوا تھا۔

ولی اور زین کے بنگلے کو آج دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔

دونوں کی برات ایک ساتھ نکلنی تھی کیونکہ برات سیدھا بینکوٹ جانی تھی جہاں دونوں دلہنے انکے انتظار میں تھیں۔

❤❤❤❤❤

گھر میں بہت افراد تفری کا ماحول تھا۔ کہیں سے کچھ پوچھا جارہا تھا تو کہیں سے جلدی جلدی کی آوازیں آرہی تھیں۔

ایک گھنٹے بعد وہ لوگ بینکوٹ کے لیئے نکلنے والے تھے۔

لڑکیاں اس وقت اپنی تیاری میں مصروف تھی۔

وہیں ایک کمرے میں تیار ہوتی زرنور نے آئینے میں غازی کو دیکھا ناک سکوڑتے اسنے اپنے بالوں میں برش کیا۔

غازا اپنے کل سے ایک بار بھی میری تعریف نہیں کی۔ کیا میں اب آپکو پیاری نہیں لگتی۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے روہانسے لہجے میں بولی۔۔

غازی نے چونک کر اسے دیکھا۔

تم سے کس نے کہا اب میری جان مجھے پیاری نہیں لگتی۔

وہ موبائل بیڈ پہ پھینکتا اسکی طرف بڑھتا محبت سے بولا۔

وہ ہیزل آنکھوں میں شکوہ لیے اسے دیکھتے سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔

جھوٹ بول رہے ہیں آپ ایسا ہوتا تو اپنے کل سے میری تعریف کیوں نہیں کی۔ وہ خفا نظروں سے اسے دیکھتے بولی۔۔

اسنے شارٹ شرٹ کے ساتھ غرارہ پہن رکھا تھا۔۔

بالوں کا ہیئر سٹائل بنائے موقع کی مناسبت کے لحاظ سے میک اپ میں وہ کانچ کی گڑیا جیسی لگ رہی تھی۔

زرجان یہ شکوہ مت کرو۔کیونکہ اگر میں تمہاری تعریف کرتا تو پھر تمہاری ہی جان مشکل میں پڑتی میری جان۔

کیونکہ میں ہی جانتا ہوں کیسے کل سے تمہیں دیکھ کر خود پر ضبط کیا ہے ورنہ اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ دل کررہا ہے ایک پل کے لئیے تمہیں اپنی بانہوں سے آزاد نا کروں۔۔

وہ اسے پیچھے سے ہگ کرتا گھمبیر تا سے بولا۔۔

م۔میں ایسی تعریف ن۔نہیں کہ رہی۔وہ سرخ گلاب ہوتی جھنپ کر بولی۔۔

غازیان کا دلکش قہقہ گونجا تھا۔

پر میں تو ایسی ہی تعریف کروں گا میری جان۔۔

اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ انچ دیتے لہجے میں بولا۔

غ۔غاز آپکو اسکے علاہ ک۔کچھ نہیں سوجھتا۔

وہ اسکے سینے میں چہرہ چھپاتے بولی۔۔

تمہیں دیکھ کر بس تم پہ پیار نچھاور کرنے کا دل کرتا ہے زرجان اگر نا کروں تو تبھی تمہیں ہی مسلہ ہو گا۔۔

وہ اسکی کمر سہلاتا گھمبیر لہجے میں بولا۔

ایزل اس وقت مہر کے پاس تھی اس لیے وہ سکون سے اسے تنگ کر سکتا تھا۔

غازپلیز نہیں۔۔زرنور کسمسا کر اسکے حصار سے نکل آئی۔

کیا ہوا اب تعریف کر رہا ہوں تو کیوں مزاحمت کر رہی ہو۔

غازی لب دبائے شرارت سے اسے دیکھتا بولا۔۔

اپ۔وہ ابھی کچھ بولتی کہ دروازہ نوک ہوا۔

وہ تیزی سے اس سے دور ہوئی تھی۔

سوری بھابھی آپکو ڈسٹرب کیا وہ ایزل کو شائید بھوک لگی تھی۔

وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھتی ایزل کو اسے پکڑا گئی۔۔۔

میں چلتی ہوں۔۔ایزل کو اسے دیتے وہ باہر چلی گئی۔۔

ا۔اب آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں ب۔باہر جائیں نا مجھے ایزل کو فیڈ کروانا ہے۔۔

وہ پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھتے منمنائی تھی۔۔

غازی نے اسے گھورا۔۔

زر جان یہ پردے مینے ہٹائے ہیں ہمارے بیچ سے تو ایزل آئی ہے۔۔

وہ اسکا ڈوپٹہ اتار کر بیڈ پہ پھینکتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔

زرنور جھنپ گئی۔

وہ ایزل کو فیڈ کروا رہی تھی اگر زرا سا بھی ہلتی تو ایزل گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیتی۔

وہ غازی سے نظریں چرا گئی۔

جبکہ غازی اسے گہری نظروں سے دیکھتا نچلہ لب دبائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے جاتے زرنور نے سکون کی سانس لی تھی۔

ورنہ تو وہ اسے اپنی نظروں سے ہی پاگل کر دیتا۔

❤❤❤❤

ولی ویسے کوئی فائیدہ نہیں ہوا آپکے اتنے گھٹنے سیلون میں لگانے کا شکل تو پھر بھی وہی ہے۔۔

مہر اسکے کندھے پر شال سیٹ کرتے شرارت سے بولی تو ولی نے اسے گھورا۔۔

وہ اس وقت زنک کلر کی شارٹ فراق میں تھی جسکے ساتھ اسکا کھلا سا غرارہ تھا۔

جسمیں وہ بلکل گڑیا جیسی لگ رہی تھی۔

مانگ نکال کر دونوں طرف سے ہئیر سٹائل بنائے پیچھے سے بالوں کو ہلکا رول کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔

جیلوری کے نام پہ کانوں میں بڑے بڑے جھمکے تھے گلے میں ہمیشہ کی طرف ایک چین تھی۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی پارلر سے آئی تھی۔

اس بار اسکا میکاپ لائیٹ نہیں تھا بلکہ موقعے کی مناسبت کی مطابق تھا۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی مرتسم اور روحا ماما تو کتنی ہی بار اسکی نظر اتار چکے تھے۔

ہو گیا۔۔شال اسکے بازو پر ڈالتے وہ چہکی۔

ولی اس وقت اوف وائٹ شیروانی میں تھا اسکی شیروانی پر مہرون ویلویٹ کا کام ہوا تھا۔

گلے میں موتیوں کی مالا جبکہ روایتی دلہے کی طرح بازو اور کندھے پر مہرون شال تھی۔

ماشاءاللہ ولی آپ کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔

وہ اسکی تیاری ہوری ہونے پر مبہوت سی اسے دیکھتے بولی۔

حسن تو اسکا بھی کسی سے کم نہیں تھا۔

اپنی گہری سیاہ آنکھوں سے جب وہ اگلے کو دیکھتا تو سامنے والا اس سیاہ جھیل میں ڈوب کے ابھرتا تھا۔کچھ اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی اسے منفرد بناتی تھی۔

وہ تو میں ہوں۔یو نو نیچرل بیوٹی۔وہ اسے آنکھ ونک کرتا بولا۔

جبکہ اسکی بات پر پیچھے آتے ارسل اور زین کا قہقہ گونجا تھا۔

زین کی شیر وانی گولڈن تھی باقی اس پر کام بلکل ولی کی شیر وانی جیسا تھا۔

وہ دونوں ایک ہی سٹائل میں شال بازو اور کندھے پر پھیلائے روائیتی ہینڈ سم دلہے لگ رہے تھے۔

زین ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی زینی سے شال سیٹ کروا کے آرہا تھا۔

یہاں انکی رسم تھی کہ کلہ بہنے باندھتی ہیں اگر کلہ نہیں تو پھر شال۔۔

ولی نے دونوں کو گھورا۔

چلیں نکالیں اب میرا انعام۔۔۔مہر اسکے سامنے ہاتھ پھیلاتے بولی۔۔

کونسا انعام۔۔ولی نے ائیبر واچکاتے اسے دیکھا۔۔

ہا۔کونسا انعام مطلب یہ میرا حق ہے مینے آپکو یہ شال اوڑھی ہے نا اسکا حق جلدی سے نکالیں۔وہ نروٹھے پن سے اسے دیکھتے بولی۔

ہاں بیٹا جی نکالو یہ بہن کا حق ہے۔روحاماما نے اسکے کان کھینچے۔

افف ماما چھوڑیں میں بچہ تو نہیں دیتا ہوں۔۔وہ خفگی سے انہیں دیکھتا بولا۔۔

چلو دوا بھی۔۔انہوں نے روعب سے کہا تو ولی نے بظاہر منہ بنائے مہر کے ہاتھ پر پیسے رکھ دیئے۔

جسے وہ خوشی سے تھامتی وہاں سے بھاگی تھی۔

مہر آرام سے۔۔روحا ماما نے ٹوکا لیکن انکے بولنے سے پہلے ہی وہ غرارے میں الجھ کر بری طرح سے زمین بوس ہوتی کہ سامنے سے اتے غازی نے تیزی سے اسے قیمتی متاع کی کی طرح اپنی آغوش میں سمیٹا تھا۔

مہر۔۔وہ سب تیزی سے اسکی طرف بھاگے تھے۔

میرا بچہ ٹھیک ہونا۔۔غازی نے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا جو ہلکا سفید پڑ گیا تھا۔

ہ۔ہمم۔اسنے دھڑکتے دل سے بامشکل سر ہلایا۔۔

آرام سے نہیں چل سکتی تو تیرا اچھلنا کودنا لازمی ہوتا ہے تیرا۔

ارسل اسے ڈپٹنے کی انداز میں بولا۔۔

جبکہ سیڑھیاں اترتے مرتسم نے مہر کو غازی کے بازوں میں چھپے دیکھا تو ایک منٹ لگا تھا اسے معاملہ سمجھنے میں۔

کیا ہوا مہر اپ ٹھیک ہیں نا۔

وہ سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر مہر کو غازی کے حصار سے نکالتا اپنے سامنے کیے فکرمندی سے پوچھنے لگا۔

غازی نے آرام سے اسے مرتسم کے پاس جانے دیا کیونکہ وہ شائید ڈر گئ تھی اس وقت۔۔

م میں ٹھیک ہوں ش۔شاہ۔۔ وہ سوکھتے لبوں کو تر کرتے بامشکل بولی تھی یہ خیال ہی جان لیوا تھا کہ ابھی وہ بری طرح منہ کے بل گرتی اور اسکا بچہ۔۔

وہ سہم کر مرتسم کے کرتے پر گرفت مضبوط کر گئ۔۔

ریلیکس رہیں آپ لوگ کچھ نہیں ہوا مہر ٹھیک ہیں۔۔

وہ ولی کو اشارتاً کچھ کہتا مہر کو لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ارے آپ لوگ ایسے کیوں کھڑے ہیں پریشان مت ہوں وہ ہماری مہر ہے گرتی پڑتی رہتی ہے مرتسم ہے نا سنبھالے گا اسے۔

ولی نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو سب نا چاہتے ہوئے بھی خاموش رہے۔۔

❤❤❤❤❤

ش۔شاہ ابھی ک۔کچھ ہو جاتا تو۔۔ وہ مرتسم کے سینے میں سمٹی سہمے لہجے میں بولی۔

مہر میری جان کچھ نہیں ہوا۔اور انشاءاللہ کچھ ہو گا بھی نہیں اللہ پر بھروسہ رکھیں میری جان۔۔

جو دینے والا ہے وہ حفاظت بھی کرے گا۔۔

مرتسم نے بہت نرمی سے اسے سمجھایا تھا۔۔

ادھر دیکھیں مت روئیں میری جان جب کچھ ہوا ہی نہیں تو کچھ کیوں سوچ رہی ہیں۔

بس اب کچھ نہیں رونا ناہی کچھ سوچنا ہے خوشی کا موقع ہے سب پریشان ہونگے آپکو ایسے دیکھ کر ہم۔

اسکی بھیگی آنکھیں چومتے مرتسم نے نرمی و محبت سے کہا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب بینکوٹ میں شاندار بینڈ باجے کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔۔

دروازے پر ہی دانین اور زہرہ کی کزنز نے انھیں روکتے بھرپور طریقے سے اپنا حق وصولا تھا۔

نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا اس لیے کچھ ہی دیر میں دونوں دلھنوں کو باہر لایا گیا تھا۔۔

سب سے پہلے دانین کو باہر لایا گیا۔۔

وہ بلڈ ریڈ گولڈن اور زرک امتیاز والا لہنگے میں سہج سہج کر قدم اٹھاتی وہ زین کی دھڑکنیں منتشر کر گئی تھی۔

ڈارک برائیڈل میکاپ میں بھاری جیولری پہنے وہ کوئی آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی۔

اسکے سٹیج کے قریب پہنچتے اسے دیکھتا مبہوت سا زین اسکی طرف بڑھتے اپنا ہاتھ بڑھا گیا۔

زین کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسکا ہاتھ کپکپایا تھا۔

وہ چاہے جتنی بھی مضبوط کیوں نا ہو تھی تو ایک لڑکی ہی اور ایسے وقت پر ہر لڑکی کا دل کانپتا ہے۔۔

اور وہی حالت دانین کی تھی۔

انکے سٹیج پر بیٹھتے دوسری دلہن کو لایا گیا۔

ولی جو زین کے مبہوت ہونے پر اسے چھیڑ رہا تھا اسنے چونک کر سامنے دیکھا وہ سٹل ہوا تھا۔

چیری ریڈ کلر کے لہنگے میں وہ کانچ کی سی گڑیا لگ رہی تھی۔

ڈارک برائیڈل میکاپ تھا لیکن اتنا نہیں کہ اسکی سانولی رنگت کو چھپا سکے۔بلکہ اسکی سکن کا نیچرل کلر ہی شو ہو رہا تھا۔

گھنی پلکیں جھکائے اپنے بابا کا ہاتھ وہ پھولوں کے نیچے چلتی ولی کو ساکت کر گئ تھی۔

وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ ولی اس پر سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔

اسکے سٹیج تک پہنچنے پر مرتسم نے ولی کو یونہی ساکت کھڑے دیکھ دھکا دیتے آگے کیا۔

وہ چونک کر ہوش میں آتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا زہرہ کی طرف بڑھ گیا۔

اپنی مضبوط ہتھیلی اسکے سامنے پھیلاتا اسنے بغور اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا تھا۔

زہرہ کپکپاتے وجود کے ساتھ اپنا مہندی سے سجا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ گئ جسے ولی نے مضبوطی سے تھامتے اسے سہارا دیتے سٹیج پر چڑھایا تھا۔

جبکہ اسی وقت سب کی ہوٹینگ پر زہرہ جھنپ کر ولی کا ہاتھ چھوڑ گئ۔۔

ولی سب کی موجودگی میں بس اسے گھور کر رہ گیا۔۔

فوٹو سیشن کے بعد دانین اور زہرہ کی کزنز اب دودھ پلائی کی رسم کے لیئے سٹیج پر اچکی تھیں۔۔

چلیں جیجو نکالے ایک لاکھ۔۔دانین کی ایک کزن زین کے دودھ پینے پر اس سے گلاس لیتے بولی۔

پیچھے جو امیدوار دودھ کے لیئے کھڑے تھے سب لڑکے اسے گھور کر رہ گئے۔۔

ہیں ایک لاکھ کس چیز کا بھئی۔۔زین نے حیران ہونے کی بھرپور ایکٹینگ کرتے کہا۔

یہ جو ابھی دودھ پیا ہے نا اسکا چلیں نکالے جلدی کریں۔۔ابکی بار اسکی دوسری کزن بولی تھی۔

چلیں بھائی آپ کیوں چپ ہیں آپ بھی نکالیں ایک لاکھ اب۔ولی جسنے دودھ کا ابھی ایک ہی گھونٹ لیا تھا کہ ارسل نے اس سے گلاس لے لیا وہ اسے گھور رہا تھا جب زہرہ کی کزن نے اس سے کہا۔

میں کیا سوچ رہا ہوں لڑکیوں دیکھو پیسے تو میرے پاس ہیں نہیں۔۔وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنساتا زرا سا آگے ہو کر بولا۔

لڑکیاں غور سے اسے سننے لگیں۔

اب تم لوگ تو جانتی ہو میں شیف ہوں تو اپنے ہاتھ کی اچھی سے مٹن کڑھائی کھلا دوں گا ہیں۔۔وہ صلح جو انداز میں بولا

نہیں بلکل نہیں۔لڑکیاں چیخی تھیں۔

ارے چیخ کیوں رہی ہو ٹھیک ہے دے رہا ہوں۔۔

منہ بنا کر بولتے اسنے مرتسم کو اشارہ کیا جو سر کو خم دیتا ایک لفافہ لڑکیوں کے حوالے کر گیا۔۔

یییسسس۔لڑکیاں ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ دیکھتی خوشی سے چیخی تھیں۔

زین نے بھی دانین کی کزنز کو دو لاکھ ہی دیئے تھے۔۔

رسم کے بعد سب کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

زین کب تک ایسے بت بن کے بیٹھنا ہے میں تھک گئ ہوں۔

کھانے کھاتے دانین نے جھنجھلائے سی آواز میں کہا۔

زین نے گردن موڑتے اپنے پاس سجی سنوری بیٹھی اس حسن کی دیوی کو دیکھا۔

اتنی جلدی ابھی تو بہت ساری رسمیں باقی ہیں۔

وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

بھاڑ میں گئ ساری رسمیں مجھ سے نہیں بیٹھا جا رہا۔

وہ غصے سے بڑبڑائی۔

زین نفی میں سر ہلا کر رہ گیا کہ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

جبکہ دوسری طرف بیٹھا ولی سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر سکون سے صوفے سے ٹیک لگائے زہرہ کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

س۔سائیں ایسے م۔مت دیکھیں۔سب کیا س۔سوچیں گے۔۔

وہ نظریں جھکائے منمنائی تھی۔۔

اسکا وجود ابھی تک ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔

اسکی بات سنتے ولی کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

وہ جب جب اسے یوں سائیں کہتی تھی جان نکال لیتی تھی۔

اسکی کپکپاہٹ دیکھتے وہ اس پر سے نظریں ہٹا گیا۔

لیکن اسکا مخملی ہاتھ تھامتے وہ اہستہ آہستہ سہلاتے اسے ریلیکس کرنے لگا۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

رات کے آٹھ بجے رخصتی کا وقت ہوا تو زہرہ کی حالت دیکھتے سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

مہر اور آیت نے بامشکل اسے چپ کرواتے گاڑی میں بیٹھایا تھا۔

جبکہ دانین نارملی اپنے پیرنٹس سے ملی تھی۔کیونکہ وہ دانین تھی سب سے الگ اسکے مطابق یہ خوشی کا موقع تھا تو رونا کیوں۔

اس طرح وہ دونوں لمبے انتظار کے بعد پیا دیس سدھار گئیں۔

دانین اور زین کے ساتھ ارسل، آیت، ماہم اپیا، وشہ، رضوانہ ماما اور عالم بابا گئے تھے۔باقی زین کی اپنی فیملی تھی۔

جبکہ باقی سب ولی کے بنگلے پر تھے۔

کچھ رسموں کے بعد ماہم اپیا اسے زین کے کمرے میں لے گئیں کمرے کی سجاوٹ دیکھتے ایک پل کے لیئے دانین بھی کانپی تھی۔

ہر لڑکی کی زندگی میں یہ وقت ضرور آتا ہے اور چاہیئے جتنی بھی بولڈ کیوں نا ہو آنے والے لمحات کا سوچتے دل ضرور کانپتا ہے۔۔

ماہم اپیا نے اسکا لہنگا بیڈ پہ پھیلاتے اسے بیڈ کے وسط میں پھولوں کے بیچ بٹھا دیا۔

وہ بظاہر تو پر سکون تھی لیکن جانے کیوں دل میں بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ہتھیلیاں بھی بار بار پسینے سے بھیگ رہی تھیں۔

❤❤❤❤❤

زین جو دوستوں سے جان چھڑواتے اندر آیا تو دروازے پر وشہ اور زینب نے اسے گھیر لیا وہ جلدی جلدی انہیں فارغ کرتا اندر آیا تھا۔۔

حجلہ عروسی میں قدم رکھتے اسکی نتھوں سے پھولوں کی مہک ٹکرائی تھی۔۔

زیرلب مسکراتے اسنے بیڈ کی جانب دیکھا لیکن خالی بیڈ دیکھتے اسکی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

اسنے چہرہ موڑتے ادھر ادھر دیکھا تو وہاں سے کھڑکی میں کھڑی نظر آئی۔

زین گہری سانس بھر کے رہ گیا وہ دانین تھی اس سے کیسے عام دلہنوں جیسی توقع کر سکتا تھا۔۔

دانین کی طرف قدم بڑھانے کی بجائے اسنے سب سے پہلے خود کو اس شیروانی کے بوجھ سے آزاد کیا تھا۔

والٹ۔گھڑی،شوز سب چیزیں نکالتے اسنے ٹیبل پر رکھی اور فرصت سے چاند کو تکتی اپنی انوکھی بیوی کی طرف قدم بڑھائے۔

❤❤❤❤❤

زہرہ کی حالت رونے کی وجہ سے کافی بری ہہ گئ تھی اس لیے زیادہ رسمیں نہیں کی اور اسے جلدی ہی ولی کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔۔

لڑکیاں بھی سب تھک چکی تھیں اس لیے دروازہ رکائی میں ولی سے زیادہ بحث نہیں کی جتنے ملے چپ چاپ لیتے اسے جانے دیا۔

کمرے میں قدم رکھتے اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

دروازہ لوک کرتے اسنے ایک نظر بیڈ پر سمٹ کر بیٹھی اپنی متاع جاں کو دیکھا اور زیر لب مسکرا دیا۔

یونہی اسے دیکھتے ولی نے اپنی شیروانی اتارتے صوفے پر پھینکی اور فون اوف کرتے اسنے بیڈ کی جانب قدم برھائے۔

جبکہ اسکے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ زہرہ کی سانسیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں۔

اسے حد سے زیادہ گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ نازک وجود ہلکا ہلکا کپکپا رہا تھا۔

آنے والے لمحات کا سوچتے اسکی جان نکلی جا رہی تھی۔

پھولوں کی لڑیاں ہٹاتے وہ آہستہ سے اسکے قریب بیٹھا تو وہ خود میں سمٹ گئ۔

اسلام و علیکم!! اسنے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔

زہرہ نے سر ہلاتے زیر لب جواب دیا تھا زبان تو جیسے تالوں سے چپک گئ تھی۔

اتنا کیوں ڈر رہی ہو۔ اسکے کانپتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے وہ نرمی سے بولا۔۔

زہرہ خاموش رہی۔

ولی نے کچھ پل اسے دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھاتے اسکا گھونگھٹ الٹ دیا۔

پردہ ہٹنے کی دیر تھی اسے لگا جیسے چاند کو بادلوں کی قید سے آزاد کروایا ہو۔ وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگا۔

گھنی جھکی ہوئی لرزتی پلکیں۔ گلابی عارض اور کپکپاتے ہونٹ۔۔

جبکہ ناک میں پہنی نتھلی کا موتی جو اسکے اوپری ہونٹ کو چھو رہا تھا ہونٹوں کے کپکپانے پر وہ ہلتا بار بار اسکے لبوں کو بوسہ دیتا ولی کو اندر تک جلا گیا۔

اسنے بے ساختہ ہاتھ بڑھاتے اسکی نتھلی اتار دی۔۔

زہرہ اسکے لمس پر کانپی تھی۔

ریلیکس اس طرح مجھ سے ڈرو گی تو میں بھی اوکورڈ فیل کروں گا۔میں تمہارا محرم ہوں کوئی غیر تو نہیں۔اسکے ہاتھ تھامتے ولی نے نرمی سے کہا تھا۔

ایک منٹ۔۔اچانک اسے کچھ یاد آیا تھا اسکے ہاتھ چھوڑتے اسنے اپنی پاکیٹ سے کچھ نکالا۔

یہ تمہاری منہ دکھائی اسکے ہاتھ میں ڈائمنڈ کی رنگ پہناتے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

زہرہ نے پلکوں کی اوٹ سے اسے دیکھا۔۔

ب۔۔بہت پ۔پیاری ہے۔۔کپکپاتے لبوں سے کہا۔۔

زہرہ اگر تم ابھی ان سب کے لیئے تیار نہیں ہو تو اٹس اوکے مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے تم وقت لے سکتی ہوں۔اسکے مسلسل کپکپانے پر ولی نے نرمی سے کہا تھا۔

زہرہ نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے اسے دیکھا۔

اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھ کر جاتا وہ بے ساختہ اسکا ہاتھ تھام گئی۔

ولی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیا اسے تمہاری ہاں سمجھوں۔۔اسکی اتنے دل فریب اجازت پر وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔

اسکے پوچھنے پر زہرہ بامشکل ہاں میں سر ہلا گئی۔۔

تھینکیو سوچ میری جان۔ولی نے تیزی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

یقین رکھو تمہارا محرم تمہیں پھولوں کی سی نرمی سے چھوئے گا۔ تمہیں کبھی ٹوٹنے نہیں دے گا۔۔

وہ اسکی آنکھوں کو نرمی سے چھوتا مدھم گھمبیر لہجے میں بولا۔

ولی نے ایک ایک کرتے اسکی ساری جیولری ریموو کرتے اسے بھاری ڈوپٹے کے بوجھ سے آزاد کیا تھا۔

س۔سائیں۔۔وہ اسکے ایک ایک نقش کو دیوانوں کی طرف چھوتا اسے ہڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔۔

سائیں کی جان۔۔ سرگوشی میں کہتے وہ اسکے لبوں پر جھکتے اسکے الفاظ خود میں قید کر گیا۔۔

اسکے لمس میں اتنی شدت تھی کہ زہرہ بے حال ہوتی پیچھے تکیے پر جا گری۔۔

ولی مدہوش سا اسکے لبوں کا جام پیتا قطرہ قطرہ اس پر سانسیں تنگ کرتا جا رہا تھا۔۔

زہرہ نے مزاحمت نہیں کی وہ اسکے کرتے کو مٹھیوں میں بھرتے اسکی شدت برداشت کر رہی تھی لیکن جب برداشت سے باہر ہوئی تو اسکے سینے پر نازک ہاتھوں کے مکے برسائے تھے۔

ولی بے ساختہ اسکے ہونٹوں کو چھوڑ گیا وہ سمجھ چکا تھا کہ کچھ زیادہ ہی شدت دکھا گیا ہے۔۔

زہرہ نے بھیگی نم آنکھوں سے اپنے لبوں پر ٹھہری خون کی بوند دیکھتے اسے دیکھا تھا۔

ولی اسکے یوں دیکھنے پر نچلہ لب دبا گیا۔۔

ایسے مت دیکھو اب تمہارے یہ ہونٹ ہیں ہی اتنے رسیلے کہ دل کرتا ہے انہیں کھا جاوں۔ نا چاہتے ہوئے بھی شدت دکھانی پڑتی ہے۔۔

وہ نرمی سے اسکے لبوں سے خون کی بوند چنتا انچ دیتے لہجے میں بولا تھا۔۔

زہرہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی نظریں جھکا گئ۔

ولی مبہوت سا اسے دیکھتا اسکی گردن میں منہ چھپا گیا۔

وہ اسکی خوشبو میں گہری سانسیں بھرتا اسکی گردن میں جگہ جگہ اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے لگا۔

زہرہ حلق تر کرتے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھر گئ۔۔

ولی خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھتا شدت سے اسکی دھڑکنوں کے مقام پر جھکتا اپنی شدتیں لٹانے لگا

۔

زہرہ تڑپ کر اسکے کندھے تھام گئ۔

سائیں۔ مدھم لیکن بھاری اواز میں سرگوشی کی تھی۔۔

شش، سائیں کی جان۔ وہ خمار آلودہ لہجے میں بولتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا جھٹکے سے اسکی کرتی کی زپ کھولتا اسکے وجود سے الگ کر گیا۔

وہ مدھم سسکی لیتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئ۔

ولی نے اسے تکیے پر گراتے لائیٹس اوف کرتا گہری گھٹا کی مانند اس پر چھا گیا۔

رفتہ وہ اسے ہر پردے کی قید سے آزاد کراتا نرمی سے اسے خود میں سمو گیا۔۔

کمرے میں معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔۔

دونوں کی بھاری سانسوں اور زہرہ کی مدھم سسکیاں خاموشی میں ارتعاش پیدا کرتی کسی کا بھی دل دھڑکا سکتی تھیں۔

❖❖❖❖

یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔وہ پیچھے سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا سے خود میں بھینچتے مدھم۔لہجے میں بولا۔

دانین اسکی موجودگی محسوس کر چکی تھی لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں آ کر لپٹ جائے گا۔۔

تم کب ائے۔جان کر بھی انجان بنتے پوچھا۔

تبھی جب تم میرے خیالوں میں گم تھی۔ہلکا سا ہنستے کہا۔

دانین نے چہرہ موڑتے اسے دیکھا۔

زین نے اسی وقت اسکی طرف دیکھا۔

دونوں کی نظریں ملیں ایک کی آنکھوں میں گھبراہٹ تھی، شرماہٹ تھی جبکہ دوسرے کی آنکھوں میں خمار تھا طلب تھی جنون تھا۔

وہ نظریں چرا گئی۔زین مسکرایا تھا۔

میری منہ دکھائی۔۔اسے مستقل خود کو دیکھتے پا کر وہ اسے پیچھے کرتی ائیبرو اچکاتے بولی۔۔

زین نے سر جھکاتے اسے دیکھا۔

دو۔ دانین نے اسے گھورا۔

ایک منٹ صبر رکھو بے صبری دلہن۔ وہ تاسف سے اسے دیکھ کر کہتا اپنی پاکیٹ سے کچھ نکال گیا۔

یہ لو۔۔ اسکے ہاتھ میں ایک باکس دیتے کہا۔

دانین نا سمجھی سے اسے دیکھتے وہ باکس کھول گئ۔۔۔

واؤ زین یہ بہت پیارا ہے۔ وہ ستائشی نظروں سے اس باکس میں رکھے ڈائمنڈ بریسلیٹ کو دیکھتے بولی۔۔

ہاں لیکن تم سے کم۔۔ وہ بریسلیٹ اسکے ہاتھ سے لیتے ٹیبل پر رکھتا اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ گہری نظروں سے اسے دیکھتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

پتہ ہے۔۔ وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے آنکھیں گھوماتے بولی۔۔

اب چھوڑو مجھے چینج کرنا ہے۔۔

وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی بولی۔۔

آں ہاں۔ اسکے لیئے میں ہوں نا۔۔ وہ خمار آلودہ نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

ک۔ کیا مطلب۔ نا چاہتے ہوئے بھی لہجہ لڑ کھڑا گیا۔

اسکے لڑکھڑاتے لہجے کو دیکھ زین کی مسکراہٹ گہری ہوئ تھی۔

ابھی سمجھتا ہوں ڈارلنگ۔۔ مدھم لہجے میں کہتے وہ اسکی جھٹکے سے اسے اپنی باہوں میں بھر گیا۔۔

زین۔۔ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔۔

ہمم بولو۔۔ اسے بیڈ پہ لٹاتے اس پر جھکتے کہا۔۔

وہ کیا بولتی اسکی بولتی تو وہ بند کر چکا تھا۔۔

تمہیں پتہ ہے کتنی تڑپایا ہے تمنے مجھے۔۔ وہ اسکا ڈوپٹہ پنز کی قید سے نکالتا خمار الودہ نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔

م۔میں کر ل۔لیتی ہوں۔۔ زین نے اسکے بال کھولتے نیکلیس کو گردن سے نکالا تو وہ بھاری ہوتی سانسوں سے بولی۔

میں کس لیے ہوں ڈارلنگ۔۔ وہ اسکے کان کی لو ہونٹوں میں دباتا سرگوشی نما لہجے میں بولا۔۔

ک۔کیا کرر۔۔ہے ہو۔۔ وہ سوکھتے لبوں کر تر کرتے بولی۔۔

تم انجان تو نہیں۔ بھاری لہجے میں کہتے اسنے اسکے ڈارک لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو انگوٹھے سے سہلایا۔

زین تم۔۔ وہ تڑپ کر کچھ بولتی کہ زین جھکتے اس کے نازک ہونٹوں کو اپنے سخت ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا۔

دانین اچانک اسکے یوں جھکنے پر ساکت ہوئی تھی۔

زین مدہوش ہوتا اسکے نچلے لب کو شدت سے چومتے اسے کمر سے اٹھاتے اپنی گود میں بٹھا گیا۔

دانین اسکی شدت پر اسکے کالر کو سختی سے تھام گئ۔۔

تمہارے یہ ہونٹ کسی نشے سے کم نہیں۔کچھ دیر بعد وہ اسکے ہونٹوں کو آزاد کرتا نشیلے لہجے میں بولا۔۔

دانین سرخ پڑی تھی۔اسکی ناک یہاں تک کہ گردن بھی سرخ ہوئ تھی۔۔

سٹر ینج تم شرماتی بھی ہو۔۔وہ اسکے چہرے پر پھیلے قوس قزاح کے رنگوں کو دیکھتے مبہوت ہوتا بولا تھا۔۔

وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے گہری سانسیں بھری اپنی اتھل پتھل ہوئ سانسوں کو بحال کر رہی تھی جب اسکا سلگھتا لمس اپنی پچھلے گردن پر محسوس کرتے کپکپائ۔۔

زین ایک ہاتھ سے اسکی کمر سہلاتا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اسکے بدن کی گہرائیوں کو ماپتا اسے کانپنے پر مجبور کر گیا۔۔

زین۔۔اسنے اسکی دھڑکنوں کے مقام پر شدت دکھائ تو دانین کے لبوں سے سسکی کی مانند اسکا نام نکلا تھا۔

برداشت کرو میری جان یہ شدتیں آج ہر حال میں تمہیں اپنے نازک وجود پر جھیلنی ہے سالوں انتظار کیا ہے مینے ان پلوں کا۔۔وہ ایک جھٹکے سے اسکا بلاؤز اسکے وجود سے الگ کرتے اسے اوندھے منہ تکیے پر لٹاتے خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔

ت۔م ب۔بہت بدتمیز ہو۔اپنی کمر پر اسکی شدتیں برداشت نا کرتے وہ نم لہجے میں بولی تھی۔

زین نے نرمی سے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔

کیا ہوا میری شیرنی نہیں برداشت ہو رہی نا میری شدتیں اسی لیے کہتا تھا اتنا ہی تڑپاو جتنا اپنی نازک وجود پر جھیل سکو۔ وہ نرمی سے اسکی نم آنکھیں چھوتا سرگوشی میں بولا۔۔

دانین نے غصے سے اسے دیکھا وہ اس پر سے اٹھتے اپنا کرتا اتارتے دور پھینک گیا۔

اسکے برہنہ سینے کو دیکھتے وہ بجائے شرمانے کے جنگلی بلی کا طرح اس پر جھپٹی تھی۔

وہ اپنی گردن پر جلن محسوس کرتے اسکی گردن پر دانت گاڑھ گئ۔۔

زین کا مدھم قہقہ گونجا تھا۔

میری جنگلی بلی اب میری باری۔۔ وہ اسے کمر سے تھام کر بیڈ پر گراتا اس پر حاوی ہوا تھا۔۔

زین۔۔ اسکی مونچھوں کی چبھن سے وہ کسمسائ۔۔

لیکن وہ شش کہتا لائیٹ اوف کرتا اس مکمل اپنے حصار میں لے گیا۔

اسکے ہاتھ بیڈ شیٹ سے ہٹاتے اپنی انگلیوں میں اسکی انگلیاں الجھاتے وہ اسے دنیاوی سوچوں سے دور مدہوشی کی دنیا میں لے گیا۔۔

❤❤❤❤

عالم کمرے میں آیا تو وہ ڈریسینگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

اہم اہم۔۔وہ اسکے پیچھے کھڑا ہوتا کھنکھارا۔۔

نورین نے چونک کر اسے دیکھا۔

سب کچھ تو ٹھیک ہو گیا تھا لیکن انکا رشتہ آج بھی وہیں تھا جہاں کل تھا۔۔

وہ اسکے کہے مطابق کبھی اسکے قریب نہیں آیا تھا ہاں لیکن رات کو وہ سوتی اسکے سینے پر تھی جس پر اسے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ اس طرح وہ مکمل پر سکون ہو کر سو جاتی تھی۔

عالم نے اسے ہر وہ خوشی دی تھی جو وہ چاہتی تھی۔

وہ اسکا بھرپور خیال رکھتا تھا اسکی بات منہ سے بعد میں نکلتی وہ پوری پہلے کرتا تھا۔

کبھی کبھار تو نورین حیران ہو جاتی تھی کہ آخر وہ مرد ہو کر کیسے اپنے حقوق کے لیئے اس سے باز پرست نہیں کرتا۔۔وہ چونک جاتی تھی کہ آخر کو مرد کا اتنا خوبصورت بھی روپ ہوتا ہے۔۔

ابھی سب کو خوش دیکھ اسے اپنے وجود میں ایک خالی پن سا محسوس ہوا تھا۔۔

اسے بچے بہت پسند تھے۔۔

زمان تو کبھی باپ بن نہیں سکتا تھا اور سارا الزام اس پر آتا تھا۔

وہ تھک چکی تھی اب اس آدھی ادھوری زندگی سے وہ ایک پر سکون خوشحال زندگی چاہتی تھی۔اسنے سوچ لیا تھا اب وہ عالم کو اپنے نزدیک آنے سے نہیں روکے گی وہ اسے اپنا رشتہ آگے بڑھانے کی جازت دے دے گی۔

کیا سوچ رہی ہیں۔وہ اسے مستقل کسی گہری سوچ میں گم دیکھ بولا۔۔

نورین اسے دیکھتی اسکے مقابل کھڑی ہوئی۔

لیکن اسکے اگلے عمل پر عالم کو جھٹکا لگا تھا۔

وہ اسکے گلے میں بانہیں ڈالے اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

نور آپ ٹھیک ہیں نا۔وہ نرمی سے اسکے گرد بازو حائل کرتا فکر مندی سے بولا۔

نورین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

کتنی پاکیزہ سی سوچ تھی اسکی ابھی وہ اسکے قریب آنے پر اس پر کوئی طنز کرنے کی بجائے اسکی فکر کر رہا تھا۔

عالم۔۔بھیگے لہجے میں پکارا۔

عالم کی جان کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہیں کسی نے کچھ کہا ہے۔۔وہ اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالنے کی کوشش کرتا پریشانی اور فکر مندی سے بولا۔۔

عالم ایم سوری۔ مینے آپکو اتنے ماہ آپکے جائز حق سے دور رکھا۔عالم آپ بہت اچھے ہیں میں آپکو غلط سمجھتی رہی ایم سوری۔۔

وہ مضبوطی سے اسکی گردن میں بازو باندھے رندھے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

ل۔لیکن اب اور نہیں عالم میں تنگ آگئ ہوں اس ادھوری زندگی سے میں چاہتی ہوں ہم دونوں خوش رہیں۔ہماری ہیپی لائیف ہو۔ہمارے۔ب۔بچے ہوں۔وہ مدھم لہجے میں بولتے آخر میں اسکی زبان لڑکھڑائ تھی۔

عالم کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔وہ ساکت سا اسے سنتا رہ گیا۔

ا۔اپ س۔چ کہہ رہی ہیں۔۔خوشی اور حیرت کی زیادتی سے اسکی اپنی زبان لڑکھڑائ تھی۔

نورین آنکھیں میچتے سر ہلا گئ۔

نور آپ نہیں جانتی اپنے یہ کہہ کے مجھے زندگی کی کتنی بڑی خوشی دی ہے۔

آئ لو یو سووووو مچ۔میری جان۔میں وعدہ کرتا ہوں بہت بہت خوش رکھوں گا آپکو اور اللہ نے چاہا تو بہت سارے بچے بھی ہونگے۔۔

وہ اسکے چہرے پر جابجا بوسوں کی بوچھاڑ کرتا خوشی سے چور لہجے میں کہتے آخری میں شرارت سے بولا۔

نورین شرم سے سرخ پڑتی مزید اسکے سینے میں گھسی تھی۔۔

نا،نا میری جان اب نہیں اب آپ مجھے اجازت دے چکی ہیں اب یہ گریز نہیں چلے گا۔۔

وہ گھمبیرتا سے کہتے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا گیا۔

اسے بیڈ پہ لٹاتے وہ اسکے ارد گرد ہاتھ رکھتے زرا سے فاصلے پر رکتے اسے دیکھنے لگا۔۔

ا۔ایسے تو مت دیکھیں۔اسکے ٹک ٹکی باندھ کے دیکھنے پر وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بولی۔۔

ٹھیک ہے پھر کچھ اور کر لیتا ہوں۔۔

وہ گھمبیر تا سے کہتے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹاتے یکدم اسکے لبوں پر جھکا تھا۔

نورین گھبرا کر اسکی شرٹ تھام گئی۔۔

زمان جس طرح سے اسے چھوتا تھا وہ سہمی ہوئی تھی۔

لیکن عالم شدت نہیں دکھا رہا تھا بلکہ وہ بہت نرمی سے اسکے ہونٹوں کا رس پی رہا تھا کہ وہ بے خودی ہوتی اسکی گردن میں بازو حائل کر گئی۔۔

عالم دیوانوں کی طرح کبھی اسکے ہونٹوں کو چھوتا تو کبھی گردن پر ہلکی شدت دکھاتا جبکہ اسکے ہاتھ گہرائیوں کی حدود سر کرتے نورین کو سمٹنے پر مجبور کر رہے تھے۔

لائیٹ اوف کرتے عالم نرمی سے اس پر حاوی ہوا تھا۔

دونوں کی بھاری سانسوں نے کمرے کے ماحول کو اچھا خاصہ رومانوی کر دیا تھا۔

وہ اس پر جھکتے اسکے اور اپنے بیچ کا ہر پردہ گراتا نرمی سے اسے خود میں سمیٹ گیا۔۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

آٹھ ماہ بعد:

مار ڈالو اسے اور اسکی کوکھ میں پلنے والے اس بچے کو نا رہے ہی گی یہ نا رہے گا بچے اور نہیں آئے گا اس شاہ کا کوئی وارث۔۔

اس عورت نے چیخ کر کہا تو اسکے ساتھ کھڑے لڑکے میں بے دردی سے زمین پر گری لڑکی کے پیٹ پر چاقو سے وار کیا تھا۔

اللہہ۔۔اسکے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور وہ جھٹکے سے نیند سے بیدار ہوئی تھی۔۔

اسکے چیخنے پر ساتھ سویا مرتسم ایک پل میں اٹھا تھا۔۔

اسنے تیزی سے لائیٹ اون کرتے اسے دیکھا جو پسینے سے تر گہری سانسیں بھر رہی تھیں۔۔

مہر میری جان کیا ہوا۔۔وہ تیزی سے اسے اپنے حصار میں لیتا بولا۔۔

ش۔شاہ وہ ا۔اگئے و۔وہ م۔میرے بچوں کو م۔مار د۔دیں گے۔۔وہ اسکے سینے میں چھپی لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔

مرتسم نے لب بھینچے تھے وہ آج بھی دو ماہ پہلے کی وہ رات نہیں بھلا پائی تھی۔

بھولا تو وہ بھی نہیں تھا۔

نہیں میری جان کوئی نہیں ہے۔کوئی آپکو یا ہمارے بچوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا میری جان میں ہوں نا شاہ کے ہوتے ہوئے کوئی آپکے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔۔

وہ اسے خود میں بھینچے بڑبڑایا تھا۔۔

ش۔شاہ وہ ر۔ات ہ۔ہمارا۔پیچھا کیوں ن۔نہیں چھوڑتی۔۔وہ سسکیوں سے بولی تھی۔۔

مہر شاہ کی جان بس۔۔

آپ ایسے روئیں گی تو بے بیز پر بھی افیکٹ ہو گا نا۔۔وہ اسکا چہرہ سامنے کرتا بولا۔۔

)انہیں کچھ ماہ پہلے ہی پتہ چلا تھا کہ انکے ٹوینز ہیں(

مہر کیا ہوا۔۔ اسکا چہرہ سفید ہوتے دیکھ مرتسم نے اسے تیزی سے سیدھا کیا۔

شا۔ہ مج۔ھے پ۔ پین۔ م میں وہ۔۔ وہ درد کی شدت سے بے حال ہوئ تھی۔۔

اچانک اسکے منہ سے دلخراش چیخیں نکلی تھیں۔۔

مرتسم تیزی سے اسے اپنی گود میں اٹھاتے باہر کی طرف بھاگا۔

مہر کی چیخوں سے سارے گھر والے جاگ گئے تھے۔

وہ ننگے پاؤں اسے اٹھائے تیزی سے باہر کی طرف بھاگا تھا۔

جبکہ نیچے آتے ماہم اپیا اور وجدان بھائ بھی انکے پیچھے گئے تھے۔

مرتسم نے اسے احتیاط سے پچھلی سیٹ پر بٹھایا تب تک ماہم اپیا بھی آچکی تھیں وہ مہر کے ساتھ ہی پیچھے بیٹھی تھیں۔

گاڑی سٹارٹ کرتے مرتسم کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وجدان بھائ نے اسے دوسرے سیٹ پر بٹھاتے خود گاڑی سٹارٹ کی اور ساتھ کسی کو فون بھی کر دیا۔

انکی گاڑی نکلنے کے دس منٹ بعد ہی پیچھے سے تین گاڑیاں نکلی تھیں۔

ہوسپٹل کے آگے گاڑی رکتے وہ تیزی سے مہر کو بانہوں میں اٹھاتے اندر کی طرف بھاگا تھا۔

وہ سارے راستے سسکتی رہی تھی۔

فجر کا وقت تھا ہوسپٹل میں زیادہ رش نہیں تھا۔

مرتسم کو دیکھتے وارڈ بوائے جلدی سے سٹریچر لے آئے تھے۔۔

وہ مدھم ہچکیاں بھرتی مرتسم کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔۔

مہر کچھ نہیں ہوگا حوصلہ رکھیں میری جان۔۔ اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتے وہ اسے تسلی دینے کے انداز میں بولا تھا۔۔

اسکی حالت اتنی بری تھی کہ اسے فوراً ہی ایڈمیٹ کر لیا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہاں ماہم اپیا، وجدان بھائی، روحا ماما، عائشہ ماما، عالم بابا (جو کچھ دن پہلے ہی آئی تھیں) غازی اور ولی اسکے پاس کھڑے پریشانی سے کچھ استفسار کر رہے تھے۔۔

❤❤❤❤

دیوار سے ٹیک لگائے اسکی سرخ نظریں سامنے سامنے دروازے پر ٹکی تھیں جسکے پار اسکی زندگی اپنی جان پر کھلتے اسکی اولاد کو اس دنیا میں لانے والی تھی۔۔

کبھی کبھار اسکی مدھم چیخ دروازے کے اس پار اسے سنائی دیتی تو وہ تڑپ کر رہ جاتا لیکن افسوس وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

ایک یہی مقام تو تھا جہاں آکر وہ بے بس ہو جاتا تھا۔

زندگی اور موت کے مقام پر وہ صرف دعا کر سکتا تھا جو وہ کر رہا تھا۔۔

مہر کا ابھی آٹھواں مہینہ تھا ڈاکٹر کے مطابق تو اسکی ڈیلوری نارمل ہی تھی لیکن بہت زیادہ سٹریس اور ٹینشن اور ڈر کی کی وجہ سے ایک تو اسے لیبر پین جلدی ہی سٹارٹ ہو گیا تھا۔ اور اگر مسلسل یونہی ہوتا رہاتو انہیں اوپریٹ کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹرز نے صاف صاف یہ بات کہہ دی تھی کہ مہر کو بچانا مشکل ہے۔۔

کاش وہ اس دن اسکی بات مان لیتا کاش وہ ہر بار کی طرح اسکے سامنے سر خم تسلیم کر دیتا تو آج وہ یوں نا تڑپ رہی ہوتی۔۔

قرب سے آنکھیں مینچتے اسکے ذہن میں دو ماہ پہلے کا
منظر چلنے لگا۔

❤❤❤❤

دو ماہ پہلے:

مہر کی پریگننسی کے چھ ماہ خوشیوں سے بھرپور گزرے تھے۔

مرتسم نے اسکی ہر چھوٹی سے چھوٹی خواہش کا خیال رکھا تھا۔

اسکے موڈ سوینگز کو بہت نرمی سے ہینڈل کرتا تھا۔

ناصرف مرتسم بلکہ سب اسکا بہت خیال رکھتے تھے۔۔

یہاں تک کہ سب کو دیکھتے ایک سال دو ماہ کی ایزل بھی بھاگ کر اسکی گود میں نہیں چڑھتی تھی ہاں لیکن اسکے پاس سے بھی نہیں ہلتی تھی۔۔

انہیں دنوں میں اسکی طعبیت کافی بگڑ گئی تھی کچھ بھی کھایا پیا نہیں جارہا تھا اس لیے مرتسم کچھ دنوں کے لیئے اسے گاؤں لے آیا کہ ہریالی میں شائید من کچھ بہل جائے۔

اور وہ یہاں آکر واقعی بہتر ہو گئی تھی۔

اسکے ساتھ بھابھی، ماہم اپیا اور بی جان بھی تھیں۔

انہیں وہاں آئے تیسرا دن تھا جب مرتسم کو ایک جرگے میں جانا تھا۔۔

لیکن وہ مسلسل اسے منع کر رہی تھی۔

جانم کیا ہو گیا ہے آپکو کیوں اتنی ضد کر رہی ہیں میری جان بس دو گھنٹے کی بات ہے میں آجاوں گا۔۔

وہ نرمی سے اسکا ماتھا چومتے بولا۔

آپ جائیں ہی مت شاہ۔مجھے اچھا نہیں لگ رہا بہت عجیب سا فیل ہو رہا ہے۔اور باہر موسم بھی تو بہت خراب ہے۔

وہ باہر پھیلی ہلکی آندھی کو دیکھ روہانسے لہجے میں بولی۔

نہیں جاتا میری جان لیکن جانا بہت ضروری ہے کسی کی زندگی کا سوال ہے۔میرے نا جانے پر وہ لوگ کوئی بھی غلط فیصلہ لے کر کسی کی بھی جان خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔

اسکے گرد بازو حائل کرتے وہ پیار سے بولا۔

لیکن اب دو گھنٹے بعد اجائیں گے ناپکا۔۔وہ آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔

ہاں میری جان پکا۔بس اب رونا نہیں ایسے کریں گی تو میں جا ہی نہیں پاؤں گا۔۔وہ اسکی آنکھوں پر بوسہ دیتا فکر مندی سے بولا۔

جانے کیوں وہ ایسی ضد کر رہی تھی وہ اسے کبھی کہیں جانے سے نہیں روکتی تھی۔

مرتسم اسے کبھی نا چھوڑ کر جاتا اگر واقعی کسی کی زندگی کا سوال نا ہوتا۔

اپنا خیال رکھئے گا میں جلدی آجاؤں گا۔۔اسکے سر پہ بوسہ دیتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔

مہر کا دل چاہا آواز دے کر روک لے لیکن پھر سر جھٹک گئی۔۔

وہ بی جان لوگوں کے ساتھ بیٹھی تھی جب ایک ملازمہ نے آکر انہیں گاؤں کی کسی کی موت کا بتایا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ماہم اپیا کے ساتھ وہاں چلی گئیں۔

اسکے ساتھ ماہین بھابھی ہی گھر میں تھیں۔

وہ انہیں سونے کا کہتے روم میں اگئ۔جب اسکی آنکھ کھلی تو شام کے چھ ہو چکے تھے۔۔

ناتو مرتسم آیا تھا نابی جان اور ماہم اپیا۔۔انسے مرتسم کو فون کیا لیکن اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔

وہ غصے سے وہ وہیں پھینکتی نیچے اگئ۔۔

نیزہ (ملازمہ) کو آواز لگاتے وہ احتیاط سے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اسے لاؤنج میں کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی۔

کون ہے رحمت خالہ۔۔وہ حیرانگی سے لاؤنج میں کھڑی برقعے میں ان چار پانچ عورتوں کی طرف دیکھتے بولی۔

پتہ نہیں بی بی کوئی بی جان سے ملنے آئی ہیں آپ اندر جائیں میں دیکھتی ہوں۔

رحمت خالہ کو پہلے ہی کچھ گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا وہ گارڈز کو گھور رہی تھیں جنھوں نے ان عورتوں کو اندر آنے دیا۔۔

اسے کچھ عجیب لگا لیکن جی کہتے وہ دوبارہ اوپر کی طرف بڑھ گئ۔

ابھی اسنے ایک قدم ہی بڑھایا تھا کہ اسکی کلائی کسی کے ہاتھ میں آگئ۔۔

اسنے پیچھے مڑتے دیکھا عبایا میں ملبوس کوئی ہاتھ تھا۔

اے۔کیا کر رہی ہو۔وہاں کھڑی ملازمہ جلدی سے آگے بڑھ تھی۔

لیکن وہ عورت جسنے مہر کا ہاتھ پکڑا تھا اسنے تیزی سے مہر کو کھینچتے دوسرے ہاتھ میں پکڑا چاقو اسکے گلے پر رکھ دیا۔

اس اچانک افتاد پر اسکی چیخ نکلی تھی۔

کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔۔

اسکی چیخ سنتے ماہین بھابھی بھی باہر آ گئیں۔

سب حیرت و پریشانی سے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔

جب باقی عورتوں نے اپنے برقعے اتارے تو ان میں سے صرف دو عورتیں تھیں باقی تین مرد تھے۔۔

ملازموں کی چیخیں نکلی تھی ان مردوں کو اپنے مقابل دیکھتے کیونکہ اس حویلی میں مردوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔

ان میں سے ایک نے ماہین بھابھی کو پکڑا جبکہ دوسری عورت نے رحمت خالہ کو۔۔

مہر اور رحمت خالہ انہیں پہچان چکی تھیں وہ لوگ دوسرے گاؤں کے ایک جانے مانے گھرانے سے تعلق رکھنے والے تھے۔

مرتسم کی گدی کے پیچھے وہ بہت بار اس پر حملہ کروا چکے تھے بلکہ مہر پر بھی لیکن ہر بار انکا وار ناکام گیا اس لیے اس بار وہ لوگ خود اسکا نام و نشان مٹانے آئے تھے۔۔

چھوڑو مجھے۔۔ مہر کی دبی دبی چیخ نکلی تھی۔۔

جبکہ اسکی گھٹی سی آواز سنتے اس عورت نے اسے دور جھٹکا تھا۔۔

مہر سنبھل کے ماہین بھابھی چیخی تھیں۔

وہ بامشکل دیوار کے سہارے خود کو سنبھال پائی تھی۔

سبھی مالازمائیں خوف سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

ہارون شاہ اتنا مت گرو کے مرد کے رتبے سے ہی گرا دیئے جاو۔ بزدلوں کی طرح پیٹ پیچھے چھپ کے عورتوں پر وار کرنے والے کائر ہوتے ہیں۔ وہ پھولتی سانسوں سے ڈھاڑی تھی۔

جبکہ ہارون شاہ نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

اسکے ساتھ دو عورتیں ایک اسکی بیوی تو دوسری ملازمہ تھی۔ جبکہ دو مرد وہ بھی اسکے ملازم تھے۔۔

اسکے خوفیا گارڈز پوری حویلی میں پھیل چکے تھے۔۔

وہ نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی جب ہارون شاہ کی بیوی جو مہر کو گھور رہی تھی وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے ہاتھ کا الٹا تھپڑ اسے مار گئی۔۔

مہر۔۔وہ سب ایک ساتھ چیخی تھیں۔

جبکہ مہر بامشکل دیوار کے سہارے کھڑے تھی۔۔

اسنے قہر برساتی نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا۔

اگلے ہی پل اسنے دائیاں ہاتھ گھوماتے زوردار تھپڑ اسے رسید کیا تھا۔

اسکے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ اسکے دور سے گال پر بھی نشان چھوڑ گئی۔۔

ہارون شاہ اور وہ لڑکی اسکی جرات پر دنگ رہ گئی۔

ان کتوں سے مت ڈریں آپ سب بلکہ سامنا کریں کہ یہ زندگی بھر یاد رکھیں عورتوں کی حویلی میں گھسنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

وہ ملازموں کو دیکھتے چیخی تھی جو اسکی بات سنتی حرکت میں آئی تھیں۔

انکی چیخوں سے باہر کھڑے گارڈز بھی الرٹ ہوتے اندر اچکے تھے۔۔

ماہین بھابھی نے اپنا بازو دبوچے اس عورت کے پیٹ میں کہنی مارتے اسے دھکا دیا تھا۔

وہ تیزی سے بھاگتے مہر تک پہنچی تھی جو ہارون شاہ کی بیوی کا منہ اپنے ناخنوں سے نوچ چکی تھی۔

جبکہ ہارون شاہ اپنا پلین الٹا پڑتا دیکھ اب گھبرایا تھا اسے امید نہیں تھی کہ مرتسم شاہ کی بیوی اتنی بہادر ہو گئی۔۔

سب گارڈز کو آپس میں الجھتے دیکھ اسنے قہر برساتی نظروں سے مہر کو دیکھا جو اسکی بیوی کا حشر بگاڑے دیوار کے ساتھ کھڑی گہری سانسیں بھر رہی تھی۔

اسکا بھرا بھرا وجود دیکھتے اسکے جسم میں چنگاریاں پھوٹی تھیں۔

اگر مرتسم کا وارث اس دنیا میں جاتا تو وہ پھر اس گدی سے محروم رہ جاتا۔

اپنے خیالات کی نفی کرتے وہ تیزی سے مہر تک پہنچا تھا۔

ماہین بھابھی مرتسم کو فون کرنے کے کوشش کر رہی تھیں انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔

مہر کی حالت بگڑ رہی تھی وہ مزید نہیں کھڑی رہ سکتی وہ ابھی مڑ کر اندر کی طرف جاتی کہ ہارون شاہ نے تیزی سے اسکا بازو پکڑتے اسکے سمجھنے سے پہلے ہی الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسے مارا تھا۔

وہ برداشت نا کرتے زمین پر جا گری۔

اسکی دل خراش چیخ نے سب کو سہمنے پر مجبور کر دیا۔۔

مہر کی حالت دیکھتے ماہین بھابھی کے ہاتھ سے فون چھوٹ کے دور جا گرا انکے گارڈز اپنے ہتھیار پھینکتے پیچھے ہوئے تھے۔

کیونکہ وہ اگر زرا سی بھی کوئی چلاکی کرتے وہ تو ہارون شاہ مہر کو مار ڈالتا۔۔

اپنے پہلو میں اٹھتے درد کو برداشت کرتے اسنے پھٹے ہونٹ اور ناک سے بہتے خون کی پرواہ کیے بغیر اپنے قریب بیٹھے ہارون شاہ کے منہ پر تھوکا تھا۔

ہارون کی بیوی جو بامشکل مہر سے اپنے بال چھڑواتے اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی خود کو ان پر قابض پاتے سیدھی ہوئی تھی۔۔

ہارون شاہ نے اپنا چہرہ صاف کرتے سرخ چہرے سے اسے دیکھا۔

اگلے ہی پل وہ اسکے بال دبوچ گیا۔

سالی کل کی آئی لڑکی مجھ پر تھوکے گی ہارون شاہ پر۔۔وہ اسکے بال گدی سے کھینچتا دھاڑا تھا۔

مہر کی کان سائیں سائیں کرنے لگے اسے لگا اسکے بال جڑ سے اکھڑ جائیں گے۔۔

اسکا چہرہ سفید پڑ گیا۔۔

ہارون شاہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے اٹھا۔

مار ڈالوں اسے ہارون۔مار دو اسے اور اسکی کوکھ میں پلنے والے اس بچے کو نا رہے گی یہ عورت اور نہیں آئے گا اس شاہ کا وارث۔۔اسکی بیوی چیخی تھی۔۔

سہی کہہ رہی ہو تم۔۔

مرتسم شاہ اس عورت کے پیچھے دیوانہ ہے جب یہی عورت مر جائے گی تو اسے گدی کا کیا ہوش رہے گا یقیناً وہ تمہارے اور اپنے بچے کی موت پر پاگل ہو جائے گا۔

وہ پاگلوں کی طرح ہستا بولا تھا۔

نہیں اسے کچھ مت کرنا ورنہ بہت برا انجام ہو گا تمہارا۔۔

ماہین بھابھی چیخی تو انکو پکڑے ہوئے اس گارڈ نے انہیں تھپڑ مارتے انہیں زمین پر اوندھے منہ پھینکا تھا۔

بھابھی۔۔وہ اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر چیخی تھی۔

کچھ تو خدا کا خوف کرو ہارون شاہ اپنے مقابل کھڑی عورت کی حالت تو دیکھو۔۔رحمت خالہ کمزور سی آواز میں چیخیں۔

چپ کر بڑھیا۔۔وہ نفرت سے بڑبڑایا۔۔

شاہ سائیں کو پتہ چلا تو قیامت لے آئیں گے ہارون شاہ کتے کی موت مرو گے تم۔ابھی بھی وقت ہے لوٹ جاو۔

نیزہ اسے نفرت سے دیکھتے ڈھاڑی تھی۔۔

ان کی بکواس مت سنو ہارون مار ڈالو اسے اور اس بچے کو جلدی کرو اس سے پہلے کہ ہم یہ موقع بھی گنوا دیں۔اسکی بیوی نے اسے جھنجھوڑا۔۔

اس عورت نے چیخ کر کہا تو اسکے ساتھ کھڑے ہارون شاہ نے بے دردی سے زمین پر گری مہر کے پیٹ پر چاقو سے وار کیا۔

اللہہ۔اسکے منہ سے دلخراش چیخ نکلی تھی۔

ناصرف اسکے منہ سے بلکہ وہاں کھڑے انکے ہر ایک ہمدرد کے منہ سے۔۔

لیکن کہتے ہیں نا جسکی حفاظت رب کرے اسکا کوئی کیا ہی بگاڑ سکے گا۔۔

اسنے وار تو سیدھا مہر کے پیٹ پہ کیا تھا لیکن اسکا پاؤں پھسلا وہ ڈسبیلنس ہوا اور وہ چاقو سامنے کھڑی اسکے بیوی کے بازو میں جا لگا۔۔

وہ خوف سے خود میں سمٹی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے بے یقین تھی کہ تھی اسکے بچے اور وہ محفوظ ہیں۔۔

جبکہ ہارون شاہ کی بیوی تڑپ رہی تھی۔۔

یہ کیا کیا اپنے سائیں مجھے کیوں مارا۔۔وہ درد سے اوندھی ہوتی چیخی تھی۔۔۔

ہارون شاہ نے غصے سے مہر کو دیکھا وہ آنکھیں بند کیے منہ میں کچھ پڑھ رہی تھی۔۔

اسنے ایک بار پھر سے چاقو سے وار کیا لیکن اس بار بیچ میں اسکے ہاتھ پہ لگنے والی گولی سے چاقو چھوٹ کر دور جا گرا۔

سب نے تیزی سے پیچھے دیکھا تھا جہاں وہ چہرے پر غیض و غضب لیے بندوق تھامے کھڑا تھا۔

مار ڈالو سبکو ہارون شاہ اور اسکی بیوی کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہیں بچنا چاہیئے۔

وہ شیر کی سی دھاڑ میں کہتا انہیں لرزنے پر مجبور کر گیا۔۔

ماہین بھابھی اس گارڈ سے رہائی پاتے ہی تیزی سے مہر کی طرف لپکی تھیں۔

جبکہ دانین جو مرتسم کے ساتھ تھی اسنے ان دونوں عورتوں کو قابو کیا تھا۔

لعنت ہے تیری مردانگی پر ہارون شاہ تونے میری حویلی میں قدم رکھ کے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔

وہ اسے گریبان سے پکڑ کا کھینچتا دھاڑا تھا۔

ہارون شاہ سفید ہوتے چہرے سے اسے دیکھنے لگا۔۔

جبکہ مرتسم نے پل میں اسے دھونک کرر کھ دیا۔

وہ بھاری بوٹوں میں مقید اپنے پاؤں سے اسکے پیٹ اور منہ پر وار کرتا کوئی دیوانہ لگ رہا تھا۔

تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی۔میں تجھے زندہ چھوڑ دیتا اگر تو مجھ پہ وار کرتا لیکن تونے میری عزت میری زندگی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی غلطی کی ہے۔۔

وہ پے در پے اسکے چہرے پر مکے مارتا دھاڑا تھا۔۔

اسکی نسیں بری طرح سے پھول چکی تھیں۔غصے کی شدت سے آنکھیں اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔

اسنے گریبان سے پکڑتے نڈھال سے ہارون شاہ کو اٹھایا اور سامنے دیوار میں دے مارا ایک بار اور پھر بار بار۔

اسکے سر کا پچھلا حصہ بری طرح سے کچلا گیا لیکن وہ رک نہیں رہا تھا۔

ہارون شاہ درد کی شدت سے غراتا بے ہوش ہو چکا تھا یا پھر شائید اپنی سانسیں چھوڑ چکا تھا۔۔

مرتسم کو جب اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا تو اسنے پسٹل نکالتے اسکے دونوں بازو اور ٹانگوں پر فائر کر دیئے۔

مرتسم مہر کو دیکھو۔۔اسے غصے سے پاگل ہوتے دیکھ ماہین بھابھی جو مہر کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھیں چیخی تھیں۔

مرتسم کا ہاتھ تھم گیا وہ پسٹل پھینکتے تیزی سے اسکی طرف بھاگا تھا۔۔

دانین جو ہارون شاہ کی بیوی کی چمڑی اڈھیڑ چکی تھی وہ بھی تیزی سے انکی مڑی تھی۔

ان دونوں کو لے چلو۔۔ایک گارڈ کو کہتے وہ ہارون شاہ کے مردہ وجود اور اسکی بیوی کو اسکے حوالے کرتے مہر کی طرف بڑھی تھی۔

مہر کے بے جان ہوتے وجود کو بانہوں میں اٹھائے وہ گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔

پوری حویلی میں خون ہی خون ہو چکا تھا۔۔

گاؤں میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی تھی کہ مرتسم شاہ کی حویلی پر حملہ ہوا ہے۔

وہ رات مرتسم نے انگاروں پر کاٹی تھی۔

جانے کونسا معجزہ تھا کہ اسکی بیوی اور دونوں بچے محفوظ تھے۔

جانے اسنے کرنے شکرانے کے نوافل ادا کیے تھے وہ کتنی نہیں کر پایا لیکن دل کر رہا تھا کہ وہ کرتا ہی جائے۔

ہارون شاہ تو اسی وقت وہیں مر چکا تھا لیکن اسکی بیوی زندہ تھی جو ایک ہفتے کے بعد دانین کے ہاتھوں ماری گئ تھی۔

سب ٹھیک تو ہو گیا لیکن اس رات کے بعد اسکی بیوی کوئ رات سکون سے نہیں سو پائ وہ گاؤں سے بری طرح سے خوفزدہ ہو چکی تھی۔

ایک سیکینڈ کے لئیے بھی مرتسم کو کہیں جانے نہیں دیتی تھی۔

مرتسم نے ان دو ماہ میں آفس کے تقریباً چار پانچ چکر ہی لگائے ہونگے باقی وہ کام گھر سے کرتا تھا۔

غازی، ولی، ارسل اسے باہر لے جاتے اسکا دل بہلانے کی کوشش کرتے وہ آہستہ آہستہ بہل بھی گئ تھی۔

ڈر ختم ہونے لگا تھا۔۔

وشہ، زرنور، آیت، دانین سب اسے ہسانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

سب کی توجہ سے آہستہ آہستہ اس حادثے سے نکل آئ لیکن وہ حادثہ اس کے لیئے ایک نائیٹ میئر بن چکا تھا جو اسے سونے نہیں دیتا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

مرتسم۔۔وہ ابھی اسی حادثے میں گم تھا جب کسی نے اسکا کندھا ہلایا۔۔

اسنے غائب دماغی سے نظریں اٹھاتے سامنے دیکھا جہاں ولی کھڑا تھا۔

توٹھیک ہے نا۔۔ولی نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔

وہ بروقت سنبھلتا بامشکل اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

وہ کسی کو بھی دیکھے بغیر تیزی قدموں سے وہاں سے چلا گیا۔۔

ولی اسکے پیچھے جانے لگا لیکن ارسل نے اسے روک دیا۔

اسے فلحال اکیلا رہنے دے اسے تنہائی کی ضرورت ہے۔۔ نفی میں سر ہلاتے اسنے دھیمے لہجے میں کہا تو ولی ناچاہتے ہوئے بھی رک گیا۔

❤❤❤❤❤

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

پانچ گھنٹے گزر گئے وہ فجر ادا کرنے کے بعد سے سٹل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔

ولی جو اسکے پیچھے آیا تھا۔

گہری سانس چھوڑتے وہ آہستہ سے اسکے قریب بیٹھا۔

مرتسم۔اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا۔

وہ سامنے کھڑکی سے نظر آتے آسمان پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔

وہ کیسی ہیں۔۔اسکی لرزتی آواز گونجی تھی۔

ولی نے خاموشی سے اسے دیکھا۔

تونے دعا کی۔۔اسے جواب دینے کی بجائے ولی نے اس سے پوچھا۔

پچھلے پانچ گھنٹوں سے وہی تو کر رہا ہوں۔۔

وہ بولا تو اسکے لہجے میں ایک خوف سا تھا۔۔

ابھی ولی کچھ کہتا کہ ارسل نے اونچی آواز میں اسے پکارا تھا۔۔

مرتسم۔۔تیری پکار رد نہیں کی گئ۔۔

مبارک ہو نعمت اور رحمت دونوں سے نوازہ گیا ہے تجھے۔

وہ ہانپتے ہوئے اونچی آواز میں بولا تھا۔۔

اور مہر۔ اسکے لب ہولے سے ہلے تھے۔۔

تیری مہر بھی بلکل ٹھیک ہے۔۔ وہ اسکے نزدیک پہنچ چکا تھا۔۔

الحمدللہ کہتے وہ بے ساختہ سجدے میں گرا تھا۔

ولی اور ارسل ایک دوسرے کو اشارہ کرتے خود باہر چلے گئے۔

جبکہ وہ سجدے میں سسک اٹھا۔

آج اسے شدت سے وہ آیت یاد آرہی تھی۔

(فبای ءالاء ربکما تکذبان)

"اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"

لبوں پر بس الحمدللہ تھا۔۔

وہ سجدہ شکر ادا کر رہا تھا

اور بے شک بندگی کی خوبصورت ترین تجلی سجدہ ہے۔۔

پانچ گھٹنوں کی تکلیف کے بعد آخر اسکی نارمل ڈیلیوری ہی ہوئی تھی۔۔

سب بے چینی سے اس سے ملنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن وہ ابھی بے ہوش تھی۔

اپنے بچوں کو نہیں دیکھوں گے مرتسم۔۔وہ واپس آیا تو سب اسے مبارک باد دیتے گلے مل رہے تھے جب غازی نے اس سے کہا۔

مرتسم مسکرایا۔۔

دیکھوں گا لیکن میں پہلے اپنے زندگی کو دیکھنا چاہتا ہوں اور پھر اس زندگی کے ساتھ اپنے جگر کے ٹکروں کو۔۔

وہ زیر لب مسکراتا دھیمے لہجے میں بولا۔۔

غازی مسکرادیا۔۔

ایک سال پہلے اس وقت ہراسکی بھی حالت کچھ ایسی ہی تھی۔۔

شیشے کے پار وہ وجود ہولے ہولے سانس لیتا مرتسم کو نئی زندگی دے گیا تھا۔

پورے ہوسپٹل میں مٹھائیاں بانٹیں جارہی تھیں۔

گھر میں سب کو اطلاع دے دی گئی تھیں۔

قاسم شاہ اور رضوانہ ماما جو گاؤں میں تھے انہیں بھی مطلع کر دیا گیا تھا۔

اسی وقت سے گاؤں میں سب غریبوں کو کھانا بانٹا گیا۔۔

مٹھائیاں بانٹیں گئ۔

شکرانے اور صدقے کے بکرے قربان کیے گئے تھے۔۔۔

❤❤❤❤❤

اسنے ہلکے سے پلکیں جھپکاتے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن پلکوں پر بوجھ اس قدر تھا کہ وہ کھول نہیں پائی۔

کچھ دیر رک کر اسنے پھر سے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اس بار وہ کامیاب ہوئی تھی۔۔

دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو اسے اپنی آنکھوں پر ایک نرم گرم سا لمس محسوس ہوا۔

نئی زندگی مبارک ہو زندگی۔۔ ہولے سے اسکے کان میں سرگوشی کی گئی۔

پھر اسے اپنی پیشانی پر بھی وہی لمس محسوس ہوا۔

شاہ۔ اسکے لب ہولے سے ملے تھے۔۔

شاہ کی جان۔ نرمی سے کہتے وہ اسکے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا گیا۔۔

میرے بچے۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہولے سے کہا۔۔

ہمارے بچے بلکل ٹھیک ہیں۔۔ وہ ہولے سے کہتا اسکی ناک کو لبوں سے چھو گیا۔

الحمدللہ۔۔ تھکی سی سانس خارج کی تھی۔۔

آپ نے دیکھا ہے انہیں۔ وہ اشتیاق سے بولی۔

مرتسم۔ نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہوا۔

آپکے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا۔۔ آہستہ سے کہتے اسنے باہر کھڑی نرس کو اشارہ کیا جو سمجھتے سر ہلاتے وہاں سے چلی گئ۔۔

مہر بس اسے دیکھتی رہی۔۔

پچھلے پانچ گھنٹوں میں مہر سے زیادہ تو اسکی اپنی حالت خراب ہو گئ تھی وہ اسے دیکھتے مسکراتے نفی میں سر ہلا گئ۔

کچھ دیر بعد دو نرسیں دونوں بچوں کو اٹھائے اندر داخل ہوئ تھی۔

مرتسم نے پہلے مہر کو نرمی سے تکیے سے ٹیک لگاتے بٹھایا تو نرس نے دونوں بچے اسکے بازوں میں لٹا دیئے۔۔

بچوں کو اپنے بازوں میں لیتے ممتا کا ایک انوکھا سا احساس اسکے وجود میں سرائیت کر گیا۔۔

مرتسم نے بچوں کو دیکھے بغیر والٹ میں سے پانچ، پانچ ہزار کے سارے نوٹ نکالتے ان تینوں پر سے وارتے ان دونوں نرسوں کو دے دیئے جو خوشی خوشی وہاں سے چلی گئ۔۔

نرس کے جانے کے بعد وہ اسکی طرف مڑا جو دونوں بچوں کو بازوں میں لیے نم آنکھوں سے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

وہ ہلکا سا جھکا پہلے گلابی کمبل کو پکڑتے ہلکا سا چہرے سے پیچھے کیا وہ دونوں ہی ساکت ہوتے اسے دیکھنے لگے۔۔

ماشاءاللہ دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔

وہ ہو بہو اپنی ماں کا عکس تھی۔ یہاں تک کہ ننھے سے لبوں کے نیچے چمکتا وہ ننھا سا بھورا تل بھی۔۔

وہ اپنی چھوٹی چھوٹی بھوری آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

مرتسم نے جھکتے بے ساختہ اسکی ننھی پیشانی چومی تھی۔۔

اسکے بعد مہر نے بھی وہی عمل دہرایا وہ ننھی پری انکے لمس پر ہلکا سا مسکاتے اپنی آنکھیں موند چکی تھی۔

اسکے آنکھیں موندنے پر وہ دونوں اپنے شہزادے کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

نیلے کمبل کو اسکے چہرے سے ہٹاتے ان دونوں نے اشتیاق سے اسے دیکھا۔

ماشاءاللہ۔۔ مہر نے کہتے اسکی ننھی پیشانی پر لب رکھے تھے۔

جبکہ مرتسم تو ساکت سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔

وہ ننھی پری اگر مہر کا عکس تھی تو یہ ننھا شہزادہ ہو بہو اپنے باپ کا عکس تھا۔

ی۔ یہ تو م۔ میرے جیسا ہے۔ وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں کہتا اسکے نقوش کو انگلی سے چھونے لگا۔۔

مہر نم آنکھوں سے ہنس دی۔۔

جبکہ وہ ننھا شہزادہ کسمکسا کر بیدار ہوا تھا۔

بے ساختہ مہر کا قہقہ گونجا تھا۔

کیونکہ وہ تھا تو اسکے جیسا لیکن اسکی بھوری آنکھیں اپنی ماں جیسی تھیں۔۔

میرا شہزادہ۔۔وہ کہتا اسکی ننھی آنکھیں چوم گیا۔

باپ کے لمس پر اس شہزادے نے منہ بناتے اسے دیکھا اور آنکھیں بند کر گیا۔

مہر نے ایک بار پھر سے قہقہ لگایا تھا۔ جبکہ مرتسم ہقابقا اسے دیکھنے لگا۔۔

موڈی ہے آپکا بیٹا۔۔وہ ہستے ہوئے بولی تو مرتسم بے ساختہ جھکتے اسکے لبوں کو چوم گیا۔۔

شاہ۔۔وہ جھنپ کر پیچھے ہوئی تھی۔۔

تھینکیو میری جان یہ دو ننھے تحفے دینے کے لیئے۔۔۔

وہ اسکی پیشانی پر لب رکھتا محبت سے چور لہجے میں بولا تھا۔

جانے کتنی ہی دیر وہ اسکے ماتھے پر لب رکھے یونہی جھکا رہا جب دروازہ نوک ہوا تھا۔

وہ چونک کر پیچھے ہوا۔

کیا ہم اندر اجائے۔ زرنور کی کھنکتی آواز گونجی تھی۔۔

مرتسم نے مہر کے ہاتھ سے اپنی شہزادی کو لیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دی۔۔

اپنی بیٹی کو گود میں لیتے بے ساختہ اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

وہ جھکتے پھر سے اسکی ننھی پیشانی چوم گیا۔

اسکے ساتھ ہی سب باری باری اندر داخل ہوئے تھے۔

بہت مبارک ہو میری جان۔زرنور اس سے ملتے بولی تھی۔

باری باری سب نے اسے مبارک باد دی تھی۔۔

بھائی یہ تو آپ دونوں کی کاپی ہیں۔۔

وشہ دونوں بچوں کو دیکھتے حیرت سے بولی تو سب اسکی حیرت پر ہس دیئے۔

نام کیا سوچا ہے اس ننھے شہزادے کا۔۔

بچے کو گود میں لیے اسے بہلاتا غازی مہر سے بولا تھا۔۔

وہ تو ابھی نہیں سوچا۔۔

مہر نے قدرے پریشانی سے کہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے ہم سب ہیں نا سوچنے کے لیئے۔۔

غازی نے پیار سے کہا تو مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔

مہر کو گھر دو دن ہو چکے تھے۔

اس سے ملنے آہان شاہ اور زارا بھی آئے تھے۔

وہ اپنے ولیمے کے اگلے دن ہی ان سے ملی تھی اور انہیں معاف کر چکی تھی۔۔

اس لیے وہ کبھی کبھار بزنس کے سلسلے میں یہاں چکر لگاتے رہتے تھے اور انکے ساتھ داؤد شاہ جو صرف ہانیا کے لئیے یہاں آتا تھا۔۔

ان دو دنوں میں بچوں کے نام ابھی تک ڈیسائید نہیں ہوئے تھے اب کوئی نا کوئی نام سجیسٹ کرتے لیکن سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا رکھیں۔

لیکن ان دو دنوں میں وہ پچھلی راتوں کی نسبت بہت سکون سے سوئی تھی۔

جو ڈر تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔

ابھی بھی وہ لوگ نام سوچنے میں مگن تھے جب ایزل جو کہ مہر کی گود میں کل سے دو بچوں کو دیکھتے گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہی تھی لیکن جب مہر نے اسے سمجھایا کہ یہ اسکے بے بیز ہیں ایزل کے سسٹر اور برادر تو وہ بچوں کو دیکھنے کے بعد خاموش ہو گئی تھی۔

ننھی پری تو اسے پسند آئی تھی کیونکہ وہ اسکی پھوپھو جیسی تھی لیکن وہ ننھا شہزادہ تو اسے کچھ زیادہ ہی پسند آیا تھا کہ وہ اسے چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔

وہ اسے اٹھانے کی کوشش کرتی لیکن اٹھایا نہیں جاتا لیکن جب کوئی اسے اٹھاتا تو وہ اسے گھور کر رہ جاتی تھی۔

اپنی پھوپھو اور مرتسم کے علاوہ اس شہزادے کو کوئی اٹھائے اسے بلکل پسند نہیں تھا۔۔

بے۔۔بے۔بی۔۔ وہ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مگن تھے جب وہ بامشکل ننھے قدم اٹھاتی مہر کی گود میں اس شہزادے کے ہاتھ چوم رہی تھی۔۔

سب اسکے عمل پر قہقہہ لگا کر ہس دیئے۔۔

جبکہ ایزل نے اپنی ہیزل آنکھوں سے اب کو گھورا تھا۔

وہ ایسے کرتی بلکل غازی کا عکس لگی تھی۔

پاس بیٹھا غازی صدقے واری ہوتا اسے خود سے لپٹائے دیوانہ وار چوم گیا۔۔

مرتسم نے اسے دیکھا مہر نے بھی اسی وقت اسے دیکھا اور پھر دونوں نے زندگی سے بھرپور قہقہے لگاتے اپنوں کو دیکھا وہ دونوں آسودگی سے مسکرا دیئے۔۔

❤❤❤❤

خوشیوں نے انکی دہلیز پر دستک دی تھی اور انہوں نے خوشی خوشی انہیں خوش آمدید کہا تھا۔۔

برا وقت، اچھا وقت، خوشی یا غم زندگی کا حصہ ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہم جینا ہی چھوڑ دیں نہیں بلکہ ان مشکلات کا ڈٹ کے سامنا کریں۔

خوشی کے موقع پر بھی شکر کرنا نا بھولیں۔

اور ہر حال میں اپنوں کے ساتھ کھڑے رہیں کیونکہ دھاکہ جتنا مضبوط ہو گا گانٹھ اتنی ہی پکی ہو گی۔۔

ختم شد۔۔۔۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com